

ادھر صورت نظر آئی کہ سرودان میں فام و شمشاد قاستان گل اندام کی تصویر آنکھوں
میں گھر کر گئی۔ سمن ہے یا نستر۔ ہواک ہواک کر گل عنار و خسار کی خوشبو، مارغ
میں بھر گئی۔ سینبل نے کیسے مشکیں و زلف عنبرین کا نظارہ دکھا کر دل کو دام
محبت میں گرفتار کیا۔ نگہیں نے مہر دم دیدہ کو چشم سر میں سے دوچار کیا۔ سوسن
نے غنچہ دہنوں کے لب گنگلوں کی اوداسٹ دکھا دی اناروں نے غنچہ لبوں
کی نکاح ہوئی تیسری کی یاد دلادی دل تو دل ایک نگاہ غلط انداز بھی خوشے خوشے
شدیدہ ہو جاتی ہے نگاہ تو نگاہ کلی کلی اچھی ہوئی طبیعت کو بھی اپنا فریفتہ بنا تی ہے
مگر یہ نظارہ کیا ہے۔ چار دن کی چاندنی۔ یہ تفریح کیا ہے۔ دو روزہ بہار کا ایک
پریوں کے چھلاوے کو ثبات ہے۔ اس کو ذرا بھی قیام نہیں۔ شکر کو اللہ حیات
ہے۔ مگر اس میں لطف زندگی کا نام نہیں ہے۔
ناظرین باجمکین! آپ باغ خلوقات کی خوب سیر کر چکے گلشن کائنات
کی گلگشت سے جی بھر چکے بھی پھولوں سے دباغ تر کیا۔ کبھی غنچوں سے شام بان
معطر کیا۔ آئے ہم آپ کو اس باغ کی ہوا کھلائیں جس کی نسیم سحری کے جھونکے
کا مزہ لینے کو چشم باطن کی تپیلیاں خواہری کئے لئے رات دن اس روش
اُس روش پر سرگرم رفتار ہیں ادھر دیکھتے ہیں ہم آپ کو نخل ہمیشہ بہار اور درخت
دکھائیں۔ جس سے سینکڑے کا گلاب برکش بھی شرمسار اور جس کی پتی پتی پرا
کا یار جات برکش نثار ہے۔ وہ درخت آپ سمجھے کون ہے؟ اُسے رامائن
کہتے ہیں۔ جس کی بہار ہی نرالی اور گلفشانی ہی انوکھی ہے۔ یہ چھتارہ در
جس بیج سے اُگ کر بار آور ہوا ہے اُس کا نام ہے برہما۔ اُس کے اُسے کیا
کے نام سے موسوم ہیں۔ اس کی شاخوں کو سات کاٹھ کہتے ہیں۔ اس کے ہر
بھرے پتے ۴۴ ہزار شلوک ہیں۔ پانچ سو سرگرم نرم کوپلوں کی بہا
دکھاتے ہیں۔ اس کے سیراب و شاداب کرنے والے وہ رشی منہ
ہیں۔ جن کا خطاب ہے۔ نخلینہ گلشن ریاضت و عبادت باغبار
چمنستان کشف و کرامات۔ اس کے پھلوں کا کیا پوچھنا۔ ارتھ۔ دھرم۔ کیا
موکش۔ چار دن کے چار دن پھل اس کے ثمر خوشگوار ہیں۔ اس نخل پر

کے پتے پتے بوٹے بوٹے باغ قدرت کی بہار میں۔ گنگا جی کا پروا واہ واہ ہمالیہ
 سے دھڑ دھڑ کرتی ہوئی دھڑا رہی لہریں لیتی اور موجیں مارتی سمندر میں جا ملی۔
 راماٹن بھی بھاگتی تھی کا سا پروا ہے۔ راجندر جی کے ذکر گنگا جی ہیں۔ والیک جی
 کی طبع متوجہ سرچشمہ۔ یہیں سے وہ دریائے معرفت و بحر حقیقت سانپ
 کی طرح لہراتا۔ دھوپ چاندنی میں چمک دکھاتا اُس قلم نامیہ اکنار سے
 وصل ہو جاتا ہے جسے مغفرت کئے تو زیبا۔ گنگا جی کی لہر کا کیا کتنا چیر پاک
 بریا ناپاک۔ خس ہو یا خاشاک۔ گل ہو یا خار۔ خاک اکسیر ہو یا غبار سب کو
 ایک ہی حالت میں بہا کر سمندر میں ملا دیتی ہے۔ راماٹن کی بھی بچیسہ وہی حالت
 ہے۔ جاہل ہو یا مہا قتل۔ تو بگر ہو یا بے زریتم ہو یا معصوم۔ خوش ہو یا
 مہموم۔ مرد امن ہو یا پاک دامن۔ زرب دامن ہو یا چاکر دامن۔ رنجیدہ ہو یا
 سنجیدہ۔ آفت رسیدہ ہو یا سرود گرم زبان دیدہ۔ قاری ہو یا سامع۔ قلع ہو یا
 طالع۔ سب کو یکساں طور پر نجات دلاتی ہے۔ جن انتریا می ترلوک کے سوامی کا
 فرید نے پتا دیا ہے۔ انہوں نے واجہ دسرتھ کے یہاں اوتار لیا ہے۔ کوشلیا کے
 فرزند کہلائے۔ راجندر کہلائے۔ والیک جی نے بھی قالب عنصری کو زینت۔
 پیکر خاکی کو عزت دی۔ راماٹن کے نفس ناطقہ کا کام کیا۔ زمانے میں نام کیا۔
 ایشور کے اتھال پریشور کے راس پلاس سُننے کا طریقہ یہ ہے کہ جب راماٹن
 شروع ہو آفتاب عقیدت طلوع ہو۔ سامعین سچے دل اور پورے پریم کے ساتھ
 دسرتھ کے چاروں راج دُلا روں کی یاد کریں۔ رام لکشمی۔ بھرت۔ شتر پتن کو
 گناہاد سے دلشاد کریں۔ پھر والیک جی کو منسکار واجبہ۔ صدق عقیدت کا
 اظہار نہا سب سے جس راماٹن روپی درخت کا ہم ذکر کر آئے ہیں جس کے برگ و بار
 دکھائے ہیں اُس پروا والیک جی طوطی طبع ارجمند شکر شکن اور پیل فکر بلند
 چھپر زن ہے۔ راماٹن دلوں پر موہنی ڈالنے میں اپنی آپ نظیر ہے۔ لفظ لفظ دلنہا
 ہے۔ رام چیز وہ میا بان ہیں۔ والیک جی اس کے شیر نیستان ہیں۔ راماٹن
 کی برکتیں خاص طور پر اثر کرتی ہیں۔ ناپاک رو جس بھی تیرتی ہیں۔ گو اس
 میں اہرت کا چشمہ لہریں لیا کرتا ہے مگر والیک جی نادل نہیں بھرتا۔ جو یون بکار

سمندرِ محبت پر سوارِ پل مارتے سمندر کے پار ہو گئے۔ سیتا جی کی فکر دور کی طبعیت
 مہرور کی۔ اُن کو نرسکار۔ اُن کی عظمت و بزرگی کا اقرار جس وقت مہاراجی نے
 سمندر عبور کیا۔ سیتا جی کا غم دور کیا۔ یہ صدا آتی تھی۔ زبان یوں گوہری فرماتی تھی کہ۔
 میں ناچیز بندر۔ نہ قسمت یاد نہ طالع سیکندر۔ سمندر پھانڈ جاؤں۔ آدھی
 کے جھونکوں کو شہزادوں۔ یہ میرا کام نہیں۔ اس میں بہادر ہی کا نام نہیں جو کچھ
 ہے راجندر جی کی مایا ہے۔ جن کا اپنے سر پر سایہ ہے۔ جب سیتا جی کے پاس
 گئے۔ حواس گئے۔ دیکھا کہ مہارانی اُداس ہیں۔ جو یاس ہیں۔ دل ناشاد ہے
 رگھوناتھ جی کی یاد ہے۔ رویاں رویاں رام رام رٹ رہا ہے۔ وقت اس وقت
 میں کٹ رہا ہے۔ تاب نہ آئی۔ تیور سی چڑھائی۔ دل بھر آیا۔ آنکھوں میں غل
 اُڑ آیا۔ آگ ہو کر دل کا بخار نکالا۔ ننکا کو جلا ڈالا۔ ہنومان جی فرماتے ہیں زبان
 سے پھول برساتے ہیں کہ جس طرح سیتا جی یاد فرماتی ہیں۔ تصور میں وہ بیان
 نکالتی ہیں۔ اُسی طرح اللسان ضعیف انبیان بھی یاد کرے تو دل عقیدت منزل
 کو شاد کرے۔ سب بلائیں تل جائیں۔ ننکا کی طرح کام کرو وہ لو کہ وہ وہ ہیں
 ہنومان جی نے نفس امارہ کو مار کر دشمنوں کو دبا یا ہے۔ مردانگی میں نام پایا
 جو شخص اپنی اندری کو مارے۔ دشمنوں کو ہنومان جی کی طرح تلوار کے گھاٹ
 اتارے۔ اندریوں سے بڑھ کر نہ کوئی شہزور ہے نہ قوی دست۔ ان کے آگے
 نہ شیر زباں کچھ چیز ہے نہ قیل مست۔ مگر ان پر جو رہا۔ زیر سے زبر ہوا سمجھ لیتے
 کہ غنیمت ادا کھل گیا۔ راجندر جی کی ذات والا صفات کھل گیا۔ شاستر کہتے ہیں کہ
 مست اور است کی چھان بین کرو۔ تو اپنے آپ کو راجندر جی میں لیں کرو۔ ہنومان جی
 کو بندر سمجھنا بالکل بے اصول ہے سمجھ کی بھول ہے یہ بہ صفت موصوف میں عقل
 فہم میں مشہور و معروف ہیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ بندر ہونے پر ہنومان کا مرتبہ کیوں بالا ہوا
 درجہ اعلیٰ ہوا اس پر حیرانی فضول۔ تعجب بے اصول ہے۔ بجز رنگ بلی کو راجندر جی کی اُٹل
 بھگتی نے سب کا سترناج بنایا۔ سب الشیور کے بھگتوں سے بڑھایا۔ و کر مٹی کی
 شاستروں کے عالم باعمل ہیں۔ اس وجہ سے بھی سب افضل ہیں۔ جو نہ شاسترو
 سے واقف نہ راجندر جی کی بھگتی سے آگاہ وہ دوسیاہ ہے۔ اس پر مہ

چار پاسٹے بروکتا بے چند

کی مثل صادق اتنی ہے وہ خرنا مشغول ہے جس کو نعمتوں کے عوض غلامت
ہی بھاتی ہے۔ ویڈول کی یہ اقصیت نے مہا بیرجی کا مرتبہ تو بلند ہی کیا ہے شاسترو
کی علمیت نے ارجنہ ہی کیا ہے۔ مگر نہیں بھگتی نے سونا اور سو گندھ کی کماد تہیج
کر دکھائی ہے۔ منزلت دیوتاؤں سے بھی بڑھائی ہے جس کے دل پر راجنہ برجی
کے پریم نے اثر کیا ہے۔ بھگتی نے قالب میں گھر کیا ہے۔ وہی افضل اکائنا
ہے۔ وہی مجمع الصفات ہے۔

گہا بیرجی یون کے نو نظر ہیں۔ کیسری کے تخت جگر ہیں۔ انجی کے ضو
ہیں۔ اور کہنے کو بانڑ ہیں۔ تاہم بانڑ سمجھنا بے معنی ہے۔ ایسا خیال لایعنی ہے
بانڑ کا مطلب ہی اور ہے۔ پھاو قابل غور ہے۔ ان کو پریشور کا پارکھ ماننا چاہئے
ایشور کا سروپ جانشا چاہئے۔ راجندر کلیان سروپ ہیں۔ ان کے چتر تراو
ہیں۔ جس طرح چندر ماہ دامن کوہ سے طلوع ہو کر پرتو ہوتا ہے۔ اسی طرح
کائنات کی نجات کے لئے راجندر کا ظہور ہوتا ہے۔ جب اوتار لیتے ہیں۔
گاؤ زمین کا بوجھ اُتار دیتے ہیں۔ راجندر فراکار ہیں۔ بڑو کار ہیں۔ رگھو بنس کے
آفتاب عالم تاب۔ چار پدارتھ دینے والے اور واقعی مسبب الاسباب ہیں۔
سودج بنس کے چندر ماں ہیں۔ کوشلیا کے راحت جاں۔ کوشلیا سے بھگتی
بھی مراد ہے۔ اسی پر عالمان زمانہ کا صداد ہے۔ رام کے نام میں بھی تاویل۔
فاضلان یگانہ کی دلیل ہے کہ راجندر ہمہ ازوست میں ہمہ دوست ہیں گل و
بلبل۔ سرور متصل سیارہ و اختر۔ معدن و گوہر۔ دشمن و دوست۔ رگ و پوشت
سب میں موجود ہیں۔ مختار ہست و بود ہیں۔ پتے پتے میں ظہور۔ ذرے ذرے
میں نور۔ عیاں اور نہاں۔ گم نور عیاں۔ پوشیدہ اور ظاہر۔ ہوا اول اور ہوا آخر
راولہ کے مارنے والے رگھو بنسیوں کے ستریاں۔ دوسرے کے جان و جگر۔ دوسرے
پر خود دیال ہوئے۔ کوشلیا کی گودی سے الال ہوئے۔ دوسرے کو نقد آرزو سے مالا
مال کیا۔ قالب افسانی میں ظہور فرما کر بھگتوں کو نہال کیا۔

والیک بیجی کا استھان ہے عبادت دریا صفت کا سامان ہے۔ جی ہوندا

میں تو دیکھا کہ ناروجی آتے ہیں۔ لکھ کر استقبال کیا۔ بٹھلا کر سوال کیا کہ۔

مُنی ہمارا ج! اس زمانے میں بہر صفت موصوف کون ہے۔ کل اوصاف میں مشہور و معروف کون ہے جس کی ذات پر دھرم کو ناز ہے جو راستاروی میں ممتاز ہو جس کے فضائل و خصائل بے نظیر ہوں جس کے سلوک و احسان عالمگیر ہوں۔ راستی جس کا شعار ہو۔ جو مستقل مزاجی میں فرد در فرد کا ہو جس کے کارنامہ قدرت زمانے میں انتخاب ہوں جس کے کاروبار قدرت لاء اب ہوں جو محافظ کائنات ہو۔ جو خبر گیر مخلوقات ہو۔ جسے جامعہ لیاقت و جامعہ طاقت کہہ سکیں جس کے پر تو انوار سے آنکھوں کا نور بڑھے جس کے شریعت و دین سے دل کا سرور بڑھے جس کی اتما پر ماتما کا آئینہ ہو۔ جس کا قلب روشن ضمیری کا گنجینہ ہو جس نے دیو تکبر کو بچھاڑا۔ نخل غرور کو جڑ سے اکھاڑا جس کی نظر حق سے دیوتاؤں کا دل دہلتا ہو۔ جس کی چشم غضب سے راکشسوں کا دم نکلتا ہو اگر کوئی ہو تو بتائے۔ زباں گوہر فشاں سے فرمائے۔ مجھ کو اب تک کسی فرد واحد کا پتہ نہیں۔ جو ان سب اوصاف میں فرد آفاق ہو۔ تمام خصائل میں طاق ہو۔ اس لئے عرض مدعا ہے۔ ادب سے التجا ہے کہ آپ ہی حیرانی فرمائیں۔ درج لب سے گوہر افشانی فرمائیں۔ آپ جہانیاں جہانگرد ہیں۔ معلومات عالم میں فرد ہیں۔ آپ سے زیادہ کوئی واقفکار نہیں۔ آپ کی طرح حالات زمانہ سے خبردار نہیں۔ پس گزارش منظور ہو۔ عنایت ضرور ہو۔

ناروجی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ الفاظ میں تصویر کھینچ کر صورت ہی دکھاتا ہوں اکشہ اکو کی نسل میں راجندر ہیں۔ فضائل و خصائل میں سب سر بلند ہیں۔ خلیفہ گلشن ایجاد۔ دایم نفس سے آزاد۔ دھرم کرم میں آپ ہی اپنی مثال۔ کمال بخش اہل کمال عقل و ادراک میں لاجواب۔ شرمندہ ساز آفتاب۔ واضح قوانین قدرت موجدائین قدرت۔ لکشمی قبضہ اقتدار میں۔ بقا و فنا اختیار میں۔ غفار بھٹی۔ قہار بھی۔ رحیم بھی۔ کریم بھی۔ عادل بھی۔ دریا دل بھی۔ صبر و تحمل سے ہر وقت کام۔ بردباری میں نام۔ ٹوٹل ڈول درست۔ بدن چست۔ قوی۔ بازو کوہ شکن۔ بازو۔ نے طاقت پیل افکن۔ پیشانی ریشمہ نور چین سے

تجلی قدرت کا ظہور۔ متوسط اندام۔ بدن گھنٹہ شام۔ طرز و انداز تہذیب کا نمونہ
 خوبی میں عارض کا نور موخو خورشید سے دونا۔ سانپے چہرے میں بجلی کی چمک۔
 بدن کے نیلگوں رنگ میں کندن کی سی دمک۔ آنکھیں نشہ حسن میں چور محزون
 رخ پر جلال خورشید۔ تلک پر تونا سید۔ لکشمی وابستہ قدم اوصاف میں وجہ
 عالم۔ دھرم نام پر قربان۔ بندگان خلاق کے محافظ و نگہبان۔ خیال پتھر کی
 کیر۔ قیاس بمنزلہ نشہ تقدیر۔ پاکیزگی نفس لاشانی حسن خیال پر عالم جوانی پتہ کے
 سامنے دست بستہ۔ گرد کے قدموں پر کر شکستہ۔ خیال واقف حال و استقبال
 اقتدار سرچشمہ دولت لازوال۔ پر سرام کو نقطہ مقابل تھے مگر چھتریوں کے
 قاتل تھے اسی سے سرگ لوک کی راہ بند کی۔ کنج ریاضت کی گوشہ نشینی پسند
 کی کہدیا کنگل پر قراءت کرو۔ وہیں عبادت کرو۔ راجندر جی نے جٹا کو کوکٹ دی
 اچودھیابا بیوں کو پریم و ہمار کیا۔ دشمنوں کے دشمن جانی ہیں۔ خاص عام کے
 محافظا زندگانی میں۔ یہ آفتاب عالم تاب ہیں۔ ان کے ظہور نور سے غفلت کی
 راتیں کٹتی ہیں۔ نیندیں اچھٹی ہیں۔ بارش رحمت سے رحمت دور ہوتی ہے
 پتی پتی مسرور ہوتی ہے۔ جب راجندر جی کا راج تھا۔ نہ کوئی مفلس ش حملج تھا
 چاروں جان بہ سب کے پابند تھے۔ دھرم کرم کی پیروی سے آئندہ تھے راج
 راجندر دھرم کرم میں معروف۔ دھرم کی حفاظت میں مصروف۔ تھے۔ راجہ کو
 مناسب سے فرمانروا کو واجب ہے کہ راجندر کی پیروی کرے۔ ہمت قوی
 کرے۔ جگہ کو فرض منصبی جاسے۔ دامن اپن کو نوشہ راہ سزا سے سامنے۔
 بد معاشوں کو سزا دے۔ نیکی چلائوں کو جزا دے۔ بیکگتوں کی جہان طیت۔
 میں راجندر کا نذر نہیں۔ رکھونا تھے ایسا عاجزوں کا و شکیر نہیں۔
 ایک وقت دُرا۔ راکھ سنہ راجہ امبریک کو شاپ دے دیا پریشور کے
 سوورشن چکر سے چھپا کیا۔ دُرا رشی جھانگے۔ نہ کوئی پیچھے نہ کرنی آگے آئندہ
 جی سے سوورشن چکر پر آنکھیں نکالی۔ دُرا سا سہکے۔ کی باتاں بہر باد کی ہڈا
 ہر بار دکی۔ راجندر دولت کا ال سے منہ منہ میں۔ سلم بھنر کے دھننی تھان

نکستان مخلوقات۔ صورت گرمق موجودات سخن فہمی میں لاثانی گروہ شاس
عقدہ معانی تیر انداز۔ ذاقب راز۔ مایا اور بھرم کے حقیقت شناس۔ قابل شکوہ
سپاس۔ جوگ شاستر کے عالم متجر۔ گرم کاٹھ سے باخبر قصہ مختصر۔ کون شاستر
جو سر ہی راچندر نہیں جانتے سب انہیں ہمہ دان مانتے ہیں سہتر سال یوج
یادداشت پر مرقوم ہیں۔ سب کچھ معلوم انہیں معلوم ہیں۔ بال اندیشی و بکندہ بینی
خیال کا جوہر ہے اور معاملہ فہمی و دقیقہ رسی معدن کمال کا گوہر۔ چونکہ راچندر پر اپکار
اور صاحب تمیز ہیں۔ لہذا تینوں لوگ میں ہر دو عزیز ہیں۔ پر اپکار میں کمال
سادھوؤں کی چال وصال اپکار کرنے میں ذاتی غرض کا خیال نہیں نیکیوں
کا عوض نظر میں کچھ ہال نہیں۔ ظاہر و باطن کا حال جانتے۔ رگ ایک و نس
نس پہچانتے ہیں اور دیوتاؤں کی پرستش کے اصول اور اوقات ہیں۔ راچندر
جی ہر موقع پر رافع حاجات ہیں۔ جب چاہو پوجن کرو۔ اعتقاد پکھتا ہے ہر وقت
معدن عبادت۔ سے گوہر مقصود نکالتا ہے جس طرح قلم زم زخار سے مل جاتے
ہیں۔ اسی طرح راچندر کے بھگت بھی ذات سرچشمہ انوار سے مل جاتے ہیں
راچندر مایک موجودات ہیں۔ معبود کائنات ہیں۔ برہمن کا اچھا چال چلن
نہیں۔ تو وہ برہمن نہیں۔ دلش یا شود کہ بھگتی کرنے والا ہے تو وہی الشور
کا پیارا اور ذات صفات میں سے علی ہے بھگتی ذات و صفات کا فرق
نہیں جانتی۔ صرف دل کے پریم کو پیچنتی ہے۔ راچندر دشمن و دوست دونو
کو تارکتے ہیں۔ نیک۔ بویہ کو بھوسا اگر سے پار تارکتے ہیں۔ گھٹ گھٹ باسی ہیں
اودسی ہیں۔ ہر مال میں لیک رنگ رہتا ہے۔ ہر رنگ میں ایک دھنگ
رہتا ہے۔ جان کی طرح بدن میں۔ بوسے گل کی طرح چین میں ہیں۔

بایہ اوصاف حمیدہ سرمایہ خصائل پسندیدہ۔ کوشلیا کے روح رواں
راحت و آرام جاں۔ خوف بجز ناپیدا کنار کما سا۔ شرف خورشید پر انوار کما سا
کا جلال چہرے پر نشان۔ بدر کا کمال پر تو انوار خورشید کو لے کے چاند کی طرح نظارہ
لے خورشید کا چاند کنور کی پور نمائی کو ہوتا ہے اس دن جینہ ساں کی ہوشی و مرست
کے در مقابل مانی گئی ہے۔ ہندو اس شب کو تیار مناساتے ہیں اور اغذہ بھلے شیریں

جس دکھانے والے - دیدہ دل کی روشنی بڑھانے والے - ناروجی فرماتے ہیں
 بس عجیبیان سے اعجاز دکھاتے ہیں - کہ راجندر کے برابر کوئی اوتار نہیں ہوا
 اس صورت و شکل میں نرا کار ساکار نہیں ہوا - راجندر کا شعلہ غضب جنگ
 میں آتش شعلہ خیز ہے - نائرہ غیظ برق کی طرح شرر انگیز ہے بردباری میں
 زمین میں کوہ ٹنگین ہیں - دست خیرابر دریا بار - کبیر کا خزانہ اوستا سمندر انجھو
 تواجے لائے مگر کوئی راجندر جی کے چشم فیض کی تھلاہ نہ پائے راجندر جی کے
 جاہ جال کی کیا تعریف ہو - تاثر اقبال کی کیا توصیف ہو جتنے کہ بسوا ستران کی
 طلبی کے لئے خود آئے - اپنے کام آئے - پیرسرام جی بہادر ہی میں کیسے مشہور تھے
 نور و باور کس قدر مغرور تھے - چھتر یوں کو حلال کیا - خون سے پر سالال کیا -
 راجندر جی نے ساری سیکڑی گود ہر کردی - آتش غرور سرد کردی - راجندر راجہ
 دسرتھ کے نگین تاج اور اپنے بھائیوں کے سرتاج ہیں - فضائل میں سب سے
 بالاتر - فضائل میں اعلیٰ تر - راجہ دسرتھ کے عزیز جان - عزیز جان ہی نہیں بلکہ
 روح رواں - راجندر رعایا کی پشت دینا تھے - بندگان حلائق کے بھی خواہ
 تھے - پرانے دکھ سے کراہتے تھے - بیگانے و گانے کی بہتری چاہتے تھے - اسی
 سے دسرتھ نے تجویز کی کہ راج دوں - تخت و تاج دوں - لوگ بھی راجندر کو سراہتے
 تھے - راج کا سایہ دامن دولت چاہتے تھے مگر

اُن ہونی کے ہون کو تانت ہیں سب کو
 اُن ہونی ہونی نہیں جو ہونی ہو سو ہو
 میرے من کچھ اور ہے کرتا کے من اور
 داس ملوکایوں کے کہ جھوٹی امن کی دور
 غور سے فکر سے تدبیر سے کیا ہوتا ہے
 وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ایک مرتبہ راجہ دسرتھ سرگرم کارزار تھے - ادھر دیت ادھر بہادران خنجر
 بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ - چاند کی روشنی میں رات بھر بکھڑے رہے روزانہ چیزوں کی بطور
 ادویہ مقوی بھر بکھاتے ہیں ۔

عمر تھے جدال و قتال کا بازار گرم تھا۔ ادھر کوئی موسم تھا نہ ادھر کوئی تیز نرم
 تھا۔ سلاح جنگ کی مار تھی۔ تیرو تفنگ کی بوجھاڑ تھی۔ دفعہ رفتہ کے پہلے
 ٹوٹ گئے۔ بہادران دسرتھ کے جی چھوٹ گئے۔ رفتہ کرتے لگا۔ قیامت کا
 سماں آنکھوں میں پھرنے لگا۔ کیٹی ہمراہ تھی ہمدان نہیں بلکہ پیش نگاہ تھی شتر
 پر سنا آغا کیا۔ مسدق عقیدت نے اعجاز کیا۔ پہلے چکر کھانے لگے۔ بابہ دسرتھ
 پھر تیر برسانے لگے۔ دیت خون میں شرابوہ آب شیر میں غوطہ خور ہوئے فتح نصیب
 اولیاء دولت ہوئی۔ ظفر مستہ فزاک عظمت و صولت ہوئی کوس فتح نے آوازہ
 نصرت بلند کیا۔ نوید ظفر نے دلاوران کشورستان کو خورسند کیا۔ راجہ دسرتھ نے
 کیٹی کی قدر دانی کی۔ پہلے سے زیادہ نظر مہربانی کی۔ فرمایا جو مانگوں صلہ دوں
 جس چیز کی جس سے طلب ہو دلا دوں۔ کیٹی بولی دو بردان دیجئے۔ ہاتھ مائے زبان
 دیجئے۔ جب دل میں آئینا قول پورے کر آؤنگی۔ جب موقع ملے گا یاد دلاؤنگی۔ دسرتھ
 نے کہا قول جان کے ساتھ ہے۔ مگر سبیل ایسا وعدہ تمہارے ہاتھ ہے۔ جب یاد
 دلاؤنگی۔ نقد مراد پاؤنگی۔ میں وعدہ مالوں تو کندگار۔ حرف نفی زبان سے نکالو تو شتر
 روزگار اس وقت تو بات وہیں کی وہیں رہ گئی۔ ایک ہوا سی برگئی۔ مگر جب
 راجندر کے راج کی بات چلی۔ تب کیٹی کی دال گئی۔ دسرتھ سے کہا حضرت
 سلامت وعدہ وفائی ہو۔ عہد پیمائی ہو۔ دو قول آپ ہمارے ہیں دم داعیہ سے
 ہاتھ پر ہاتھ مارے ہیں۔ بس وعدہ وعید پورے کیجئے۔ مجھے نقد مراد دیجئے۔ رام
 بن کی ہوا کھائیں۔ بھرت تاج و تخت پائیں۔ راجہ دسرتھ
 دو زبانیں نہیں رکھتے تھے قلم کی صورت

قول مردال جاں دار و پرمحل تھا۔ جو منہ سے کہہ دیا اٹل تھا۔ چھاتی پر پتھر رکھا
 مگر عہد شکنی سے عذر رکھا۔ راجندر کو بن باس دینے پر رضامند ہو گئے۔ قول
 کے پابند ہو گئے۔ جان دے دی مگر آف نہ کی۔ راجندر باپ کے فرمانبردار
 تھے۔ سوتیلی ماں کے بھی اطاعت گرا تھے۔ باپ کی بات پٹا پڑنے نہ دیتی
 کیٹی کی بات بگڑنے نہ دیتی۔ تاشیہ قول و اقرار کی۔ صحرانوردی اختیار کی
 بھگت نہ جمی بھائی تھے۔ بازو کا زور کلیجہ کی توانائی تھے۔ انہوں نے

بھی جنگل کی راہ لی۔ برادرانہ محبت نباہ لی۔ سمیتر دسترکھ کی مالک جان۔ لکشمین کی ماں بڑی خوشی سے بولی۔ بڑی مردانگی سے زبان کھولی۔ روح بدن پیار لکشمین میں دھستہ ہوں۔ پرست ہوں۔ نحت جگر نور نظر کر کسو۔ رام کے ساتھ بن میں بسو۔ تمہیں مانا پتا کارنج کیا۔ جب رام جانکی ساتھ ہیں تو شش و پنج کیا۔ وطن کوئی چیز نہیں چین کوئی چیز نہیں۔ جہاں سرود سمن۔ وہی چین۔ جہاں رام جلوہ افکن ہیں۔ وہی وطن ہے۔ وہ اجدھیا کیا جہاں رام نہیں۔ وہ گھر ویرانہ ہے جہاں چراغ شام نہیں۔ اجدھیا وہی ہے جہاں راجندر کا قیام ہے۔ رات وہی ہے جس میں تنویر ماہ تمام ہے رام کی سپے دل سے خدمت کرنا۔ طاعت و اطاعت کرنا۔ لکشمین لائق بھائی تھے۔ صاحب نامی تھے۔ رام کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ صحرائے پر خار کی زاد لی چھوٹے بھائی کا دھرم نبایا۔ وہی کیا جو سمیترانے چاہا۔ چھوٹا بھائی وہی ہے جو بڑے بھائی کو باپ کے برابر ماننے۔ سایہ سر اور سپر جانے۔

جانکی جی راجندر کی پران پیاری ہیں اور واجب التعظیم عالی خاندان راجہ جنگ کی راج کمار۔ جنگ بانی کائنات کا نام ہے پھر ان کے فضائل میں کس کو کلام ہے۔ جانکی جی ایشور سے وصل ہیں۔ کار ساز عالم کی نقل کا لا حاصل ہیں۔ دوئی کا نام و نشان نہیں۔ یکتائی میں داخل گمان نہیں۔

جانکی میں نہ ہے فرق اور نہ ہے رام میں فرق
ایک دو تو ہیں فقط نام کو ہے نام میں فرق
ہیں دھڑواں رام جو شعلے کو زباں دیتا ہے
جانکی شعلہ ہیں لو جس سے دھڑواں دیتا ہے

رام سینتانی نفسہ کیجان و دو قالب اور ہم مطلوب و مطالب ہیں خالق کون و مکان ہیں۔ مالک و جہاں۔ برہماند زیور قدرت کا نمینہ ہے۔ کرہ نور و نار چرند و ندرت کا آئینہ۔ عورات میں سری جانکی جی سب سے افضل اور اوسانت حمیدہ میں اکمل ہیں۔ ذیروز کے ذرائع فائدہ سے سری جانکی جی کے بلوہ مسجد میں فرق رہا۔ ان کے پیکر زکو یکتائی میں دھڑواں انا الشرق

پرتھوی سے یہ عالم شعور میں آئیں۔ بچل خود کی طرح گلشن وجود میں آئیں۔
 سانے کی طرح راجندر کے ساتھ صحراوردی کی نسیم شمشیم کی طرح دشت گردی کی۔
 راجندر رامہ چاروہ تھے۔ یہ سُہا۔ وہ صبا تھے۔ یہ موج ضیا۔ شرنگ سرور میں
 نکھادوں کی بستی دیکھی۔ گوہ قوم کی عقیدت پرستی دیکھی۔ کئی ندیاں پار ہوئے۔
 بھاروداج سے دو چار ہوئے۔ چترکوٹ پر قدم رنجہ فرمایا۔ کوہسار کو غیرت نظر آ
 بنایا۔ وہیں استقامت گردیں ہوئے۔ گوشہ نشین ہوئے۔ گوراجندر بن میں تھے
 مگر گویا چین میں تھے جس طرح رشی روگاہرے بھرے جنگلوں میں نظارہ قدرت
 کا آئندہ اٹھاتے ہیں۔ ذرا سی کٹی کو غیرت گلزار بناتے ہیں۔ اُسی طرح سری
 راجندر بھی محو گلگشت رہتے۔ مائل سیر دشت رہتے۔ قدم قدم پر بہار نثار ہوتی
 تھی۔ ہوائے گلگشت کوہ و صحرا کو نسیم بہار ہوتی تھی۔ ادھر راجندر نے
 چترکوٹ پر قیام کیا۔ ادھر راجہ دسرتھ کے قصیہ زندگی تمام کیا۔ رام رلم رٹے
 رٹے دم توڑ دیا۔ جان و جاگر کی جدائی میں جولا چھوڑ دیا۔ بھرت جی نے
 شرادھ کرم سے فراغت پائی۔ تو ترک علائق کی دھن سمائی بشت
 جی نے بہت سمجھایا۔ بڑے بڑے رکھیشروں نے نشیب و فراز دکھایا
 مگر بھرت جی نے تخت سلطنت پر لات ماری۔ شرط محبت نہ ماری۔
 دشت غربت میں پہنچے۔ راجندر کی خدمت میں پہنچے۔ ادب سے
 عرض مدعا کی رنست و سماجت سے التجا کی۔ آپ سایہ سر میں میرے
 لئے سپر میں۔ دھر آپ کی نظر میں چلتا ہے۔ بچل مرا فیض و توجہ سے پھولتا
 پھلتا ہے۔ جنگل کو چھوڑنے صحراوردی سے منہ موڑے۔ اجدو ہیا سنسان
 پڑی ہے۔ سلطنت ویران پڑی ہے۔ تخت و تاج لیٹے۔ راج کاج کیجئے۔ رام نے
 مجبوری کا اظہار کیا۔ صاف انکار کیا۔ پاؤں کی کھڑاؤں عطا فرما کر خوشگفتار ہوئے۔
 زبان سے گوہر بار ہوئے۔ جن قدموں کی خاک وہ اعجاز کر گئی کما ملیا تر گئی۔ لُن کی
 کھڑاؤں اورنگ حکومت کے لئے کافی ہیں۔ انہیں سے مفارقت کی تلافی ہے۔ تم
 سچ و خیر نہ رو میری واپسی کا ذکر نہ کرو۔ اب گھر جاؤ۔ عامہ خلایق کو چہرہ کشفی
 دکھاؤ۔ بھرت کو رنج فرقت گوارا نہ تھا۔ مگر چارہ نہ تھا۔ وہ جبراً قہراً واپس

آئے۔ تاج و تخت سے لائق اٹھائے۔ اجدو دھیا کے جنوب میں خرام کیا۔
 نندی گرام میں قیام کیا۔ دُنیا سے مُنہ موڑا۔ اہل زمانہ سے تعلق توڑا۔
 مشغول ریاضت ہوئے۔ مصروف عبادت ہوئے۔ اجدو دھیا کے لوگ
 نندی گرام میں آتے تھے۔ بھرت جی کے درشن کر جاتے تھے۔ اُن کو
 جگہ سے ہلنا قسم تھا۔ پے استقلال دھرو کی طرح ثابت قدم تھا۔ ادھر
 بھرت جی کا یہ حال ہوا۔ ادھر آرنیہ بن میں راجندر جی کا نزول مہربا جلال
 ہوا۔ برادرہ راکشس دو چار ہوا۔ تو تیراجل کا شکار ہوا۔ سر پھنگ رشی
 نے ملکیت کی دولت پائی۔ پرم دھام میں جاے سکونت پائی۔ سوتیکشن
 کو جلوہ نمائی سے ممتاز کیا۔ اگست مئی کو رونق افروزی سے سرفراز کیا
 اگست جی نے استقبال کیا۔ اندر دھنش دیا۔ راجندر جی نے ننک کھڑک

لہ یہ اندر دھنش وہ دھنش نہیں جو راجندر کا مشہور ہے۔ دراصل یہ سارنگ
 دھنش تھا۔ جن کو سری وشنو نے پررام جی کو دیا تھا۔ اور پررام جی نے ننک
 نام تلوار کے ساتھ سری راجندر جی کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ راجندر
 جی نے سارنگ دھنش اور ننک کھڑک دونوں متھیا رول کھبہ نظر حقارت
 دریا میں پھینک دیا۔ یہ ہتھیار اس طور سے برن لوک میں پہنچے۔ برن جی نے
 اندر کو دے دیے اور کہا کہ یہ راجندر جی کی امانت میں ہے۔ جب راجندر جی بن
 میں تشریف لائیں تو اُن کے حوالے کر دینا +

سارنگ دھنش کس کا نام ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے ضرور قابل یادداشت
 ہے۔ بشیم پائٹن کے دھنز وید میں لکھا ہے +

یعنی لڑائی کے دھنش دو قسم کے ہوتے ہیں +

(۱) سارنگ جس کو جانوروں کے سینک گلا کر بناتے ہیں +

(۲) بانس کی کمان بانس سے بنتی ہے +

یہاں پر یہ بھی خیال رہے کہ جانوروں کے سینک گلا کر دھنش بنانا چرت
 انگیز نہیں۔ ولایت میں جس کا بیج کا نام بون گلاکس ہے وہ بھی اسی ترکیب
 سے بنائی جاتی ہے +

اور سارنگ دھنش لئے ہوئے بادیہ نور دی اختیار کی۔ رشیوں نے
حاضر ہو کر استدعاے قتل کفار کی ۴
سب رشی منی راجندر جی کے پاس آئے لبوں پر حرف التماس لائے
دلآزار میں۔ (ایذا رساں اہل روزگار ہیں۔ ان کی تادیب کا کیا انتظام ہے یہاں
تو زندگی حرام ہے۔ راجندر جی نے در افشانی کی زبان فیض تر جہاں سے رطب السانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳)

ان دو قسم کے دھنشوں کی شکل و صورت ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ چنانچہ
اس سے یہ مطلب ہے کہ سینک کی دھنش کو تین جگہ خم ہوتے تھے اور بانس کی دھنش
کے خم سے ان میں فرق ہے ان دو قسموں کی کماتوں کی شکل یہ ہے۔

سارنگ دھنش پر وہ سارنگ دھنش
بانس کی دھنش
مستخرج ہے کہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ سارنگ دھنش بشن جی کا خاص الخاص اسٹر
(مختیار) ساڑھے تین ہاتھ کا ہے۔ اس کو بسوکر ماں نے بنایا ہے۔ بشن جی
کے سوار گ پاتال پر تھی میں کسی کی طاقت نہیں چڑھا سکے یا قابو میں رکھ سکے
انسانوں کے استعمال کا سارنگ دھنش تین ہاتھ کا ہونا چاہئے۔ اس دھنش کو گھوڑ
اور ہاتھی پر سوار ہو کر چلاتے ہیں۔ رتھ سوار اور پیادے کے لئے بانس کا دھنش
مناسب ہے ۵

کی کہ گھبراٹے نہیں اطمینان رکھئے۔ سب کام ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا۔
سارا قصہ پاک ہو جائیگا۔

نارودجی نے اس موقع پر جس غذب البیانی شیریں زبانی سے کام لیا
ہم اُس کو پھینکی نثر میں دکھانا نہیں چاہتے۔ ناظرین کی طبیعت کو تھکانا نہیں
چاہتے۔ اس لئے اُس کے مطالب کو قالب نظم میں پہنانے کے لئے خون
جگر سے کام لے کر ناظرین کی ضیافت طبع کرتے ہیں۔ اور شاہ رمضان میں ذیل
میں ہر سفت عروس سے سورتے ہیں۔ نارودجی کی رطب السانی ہے اور
ہمارے قلم کی جادو بیانی ہے۔

۱۱

نظر

رام کے نام سے رام کی صورت دیکھی آنکھ سے عزت و اکرام کی صورت دیکھی
دیدہ دل نے جو اس نام کی صورت دیکھی چشم باطن نے سرِ رام کی صورت دیکھی

دفع ہو سب آگر لب پہ آکار آجائے

مگت مل جائے زبان پر جو مکار آجائے

جو بیشکر کرتا ہے سیتا کا لقب درد زبان و خیم دل سیتا ہے مٹ جاتی ہے ایذا ہوا
منہ سے نکلا جو رماں پور ہوئے سب رماں دستِ رحمت سیتا نے سیا چاک دامان

جانگی جی کا جہاں نام زباں پر آیا

جان کی خیر ہوئی مقصود دل بر آیا

پاپ ان ناموں کے رٹ لینے سے کٹ جانا پاٹھ سے پاپیم راج کا گھٹ جانا ہے
ناٹ افلاک فَلَاک کا اُلٹ جانا ہے آ کے مہراج سر ہانے سے پلٹ جانا ہے

نام ان ناموں سے نہیں بد بختی کا

نام مٹ جاتا ہے تشویش و سختی کا

دل بھڑک اٹھا جہاں رام کی جھانگی دیکھی کھلیں آنکھیں جو وہ چھب آنکھ نے ہانگی دیکھی
دوش پر زینت شامانہ کہاں کی دیکھی سر ملیں چشم نے تصویرِ ریاں کی دیکھی

سانو لے رنگ میں چہرے کی چمک ملتی ہے

اب میں روشنی برقِ فلک ملتی ہے

ضوفشاں راج سنگھاسن عقیق اللہاس مسندِ زوہد پتھرِ مکتل اجلاس
ستر پہ اور بھرت قوت بازو چپے اس جاکلی بائیں طرف پہنے عروسانہ لباس

مورچھل سر پہ لکھن آٹھ پہر جھلٹے ہیں

سری بھنگ بلی ہمارے چہرے جھلٹے ہیں

جاکلی جی کے لئے فرشتے پلک بھتی ہے ہر بنا گوش میں کشل کی جھلک رہتی ہے

رُخ پر نور میں کشن کی دما رہتی ہے چاند سوج میں کھپا کی چمک رہتی ہے

منفل چاند سدا آشوکا تلک سے دیکھا

جس نے دیکھا اُسے خورشید کے شک سے دیکھا

ہے مبارک وہ بشر جس نے یہ چھب دیکھی ہے خوبی چشمِ سیہ سُرخ سے لب دیکھی ہے

آنکھ سے میمنت نام لقب دیکھی ہے رام آئے ہیں نظر سے کوئی جب دیکھی ہے

غم دنیا غم فردا غم عصیاں نہ رہا

دیوتا ہو گیا انسان سے وہ انسان نہ رہا

مندروں میں یہی چھب اہل نظر دیکھتے ہیں یوں نزا کار کو ساکار بشر دیکھتے ہیں

سنگ میں نور ازل جاے شر دیکھتے ہیں اس طرف رام کو مورت کو ادھر دیکھتے ہیں

چشمِ دل کو وہی تصویر نظر آتی ہے

سامنے صورت رکھ کر نظر آتی ہے

کبھی گہرائی میں رکھو بر کو جھلٹے دیکھا کبھی ماں باپ کی آغوش میں پلے دیکھا

کبھی صحرا میں کبھی گھٹنیوں چلتے دیکھا سر ادا کبھی قدموں سے کھلتے دیکھا

کبھی نوکھنڈ و صفتش کے لئے دکھاناٹھ لے

کبھی تنہا لے سیتا کے کبھی ساتھ لے

کیا کہیں چشمِ تصور جو سماں دیکھتی ہے رام ملتے ہیں جدھر اور جہاں دیکھتی ہے

شیش کے پھن میں کبھی جاوہ کٹاں دیکھتی ہے کبھی دل میں کبھی قریبِ رگ جاں دیکھتی ہے

کبھی مورت میں وہی موہنی مورت دیکھی

کبھی آنکھوں میں وہی سانولی صورت دیکھی
 اس تصور کا نظر نے جو نظارہ دیکھا
 آج پر خوب سے قیمت کا ستارہ دیکھا
 آنکھ نے صدق عقیدت کا اشارہ دیکھا
 پہلے جو دیکھا تھا جلوہ وہ دوبارہ دیکھا
 اے اُفتخ رام کے ہوں کس طرح فضائل میں
 شیش جی سے بھی رکھ کر کھسائیوں میں
 جلوے آئے جو تریا میں نظرِ عالم کو
 شوقِ سنکاد کو نارد کو زن گوتم کو
 نل کو سکریو کو انگہ کو سسری بکرم کو
 رام لیلانے وہی آج دکھائے ہم کو
 دیوتاؤں کے جو سروپ اس میں نظر آتے ہیں
 پریم کے اشک ہر اک آنکھ میں بھرتے ہیں
 ہر طرف دور تریا کی ہوا آتی ہے
 ہفت افلاک سے جے جے کی صدا آتی ہے
 محفل اندر سے آواز غنا آتی ہے
 پاؤں چھونے کو پون ست کی صبا آتی ہے
 جنم دستر تک کا سیمپل ہو گیا تپ کے پھل سے
 عقدہ حل ہو گیا قدرت کا جنک کے بل سے
 حد سے راون کے مظالم کی جو گزری تعداد
 پر تھوی سے نہ اٹھا کوہ جفا دے داد
 چھیر ساگر پہ کتبوں کے گٹھی کی فریاد
 بشن جی کی نظر ترحم سے چاہی امداد
 ہوا الہام نہ ٹھہرائیں خبر لیتا ہوں
 جنم آج دھیکے مہاراج کے گھر لیتا ہوں
 ہوئی رکھ رائے شرنگی کی ریاضت اسیر
 راجہ دستر تک کی مہارانیوں نے کھائی پھیر
 عالم افروز ہوئے مثل مہ و جہر منیر
 شترہن۔ بھرت۔ لکھن اور سیانت پھیر
 دھرم میں چار عناصر کے یہی بانی ہیں
 چار دیووں کے لئے خوشاخوانی ہیں
 مچ گئی دھوم زمانے میں کہ اوار ہوا
 ذات ہے جس کی نرا کار وہ ساکار ہوا
 نظر افروز جہاں رو سے پر انوار ہوا
 جو تھا وہ جرعل کش شربت دیدار ہوا
 آسماں بدلا زمین بدلی۔ زمانہ بدلا
 ہوا تبدیل مکاں صاحب خانہ بدلا

جنگ کا اٹھا کف پاکی صنیا سے رنواں
 طرف سے کھیل کھیل اور عجب راس راس
 دیوتا رہتے تھے حاضر پئے خدمت چپے راس
 خلق کی آنکھ کھلے تھے بچھوئے انکے
 چاند سوچ تھے لڑکپن میں کھلے انکے
 علم بڑھ کر جو استادوں کے استاد ہوئے
 راجہ کو سرخو سے ملے تیا کی بیداد ہوئے
 سر تسلیم شہنشاہ کو جھکانا ہی پڑا
 رکھ کے ہمدرد لکھن رام کو جانا ہی پڑا
 یگیہ کرتے تھے جوشی گادہ سول شام و یگاد
 آکے زینج کرتے تھے دیکھتے تھے پیرچ سیاہ
 کات کرتی تھی زباں تیغ ستمگاری کی
 رکھ کو منظور تھی پاداش دل آزاری کی
 بن میں آکر کیا یگیہ لیکے سری شن کا نام
 نئے دوڑنے دیت چچ گیا سنگامہ عام
 جو کوئی آگیا زور پر ہوا کمزور گرا
 اڑ کے مار تیج قرب یلم شور گرا
 ان دنوں ہجوم و ہنش یگیہ کی جنگ پور میں
 ہویں عقد دل قیصر و فغفور میں تھی
 گادہ سرت نے جو سنا عزم جنگ پور کیا
 ساتھ رکھیر و لکھن کے سفر دور کیا
 رام کا چشمہ قدرت تھا سفر میں جاری
 پہنچے متھلا تو سوئمہر کی ملی تیاری
 باغ میں الفت سیتا ہوئی چار انگوٹوں
 دو نو دیکھا کئے جلووں کو ہزار انگوٹوں
 جب سوئمہر ہوا ہر گھنٹہ سے مہیاں آئے
 دیوتا آئے سلامین خوش اقبال آئے

ایسے مست مئے زور ایسے قوی ہال آئے پاؤں رکھ دیں سرخاک تو بھونچال آئے
 لیکن انداز گرانی کہاں بل نہ سکا
 لاکھ بل بل کے کیا زور دھنسل بل نہ سکا
 پانی پانی ہوئے سب شرم سے قسمت چھوٹی زور دُرخ ہو گئے چہرے پہ ہوائی چھوٹی
 ہوش لائے پست ہوا حوصلہ بہت ٹوٹی دھاک مٹی میں ملی کھل گئی شیخی جھوٹی
 سری متھیش کا اس رنگ سے جی چھوٹ گیا
 ہمتیں ٹوٹی ہوئیں دیکھ کے دل ٹوٹ گیا
 گرجے غصے سے سلاطین زورہ پوش تپ جمع زور و رو بے خبر و دہوش یہ تپ
 دست باز و پیر ہے زور اور تن تو تپ ہمت و حوصلہ و زعم یہ تپ جوش یہ تپ
 منہ دکھانے کی کسی کو کوئی صورت نہ رہی
 چوڑیاں ٹوٹ گئیں مونچھے کی غیرت نہ رہی
 تاب ان باتوں سے آئی نہ سری مچھن کو بشن کا چکر ملا قہر بھری جتوں کو
 متمتاہٹ نے کیا سرخ رخ روشن کو نہ رکا جوش اٹھے چھوڑ کے سنگھاس کو
 بوئے متھیش کا یہ سے منہ کیوں آئے منہ
 میری طاقت ابھی دیکھ تو اتر جائے منہ
 دم وہ ہے کوہ الٹ جائیں جگر دوں میں تہ و بالا طبق خاک و فلک کر دوں میں
 ٹھیک کچھ دیر نہ ہو ہوش جنگ کر دوں سائے برہما نڈ میں اس فس کو چکر دوں میں
 رام نے غیظا مگر کر کے اشارہ روکا
 نہ دکھانے دیا محشر کا نظارہ روکا
 خود رکھیش کے اشک سے سر رام اٹھے کر کے مرشد کو لب عجب سے پر نام اٹھے
 بہر تعظیم مہاراجہ عظام اٹھے دست محلات دعاؤں کو لب بام اٹھے
 رام کے زور سے شہزادوں کا جی چھوٹ گیا
 دست نازک سے اٹھاتے ہی دھنسل ٹوٹ گیا
 آنکھ نیچی ہوئی راجوں کی سری رکھ سے راکشس سہم گئے۔ کانپ اٹھ جائے دور
 آئیں جے جے کی صدا میں لب ہفت اختر دُند بھی بچنے الگی پھول فلک سے برے

بانگی جی کی عیاں خوبی اقبال ہوئی

رام کے زیب گلو۔ ہاتھ کی چیمال ہوئی

سُن کے یہ حال سر بزم پر سرام آئے
سب پر غراتے ہوئے صورت فرغام آئے
آنے یوں موت کا جس طے سے پیغام آئے
مثل شامت مفت گردش یام آئے

بولے دل اچ میر تونے جنک توڑ دیا

سچ تبارکس نے سدا شو کا دھنک دیا

شعلے چہرے رحارت سے بھرا اُٹھتے تھے
ساعتے ہاتھ کے پر سے میں چمک اُٹھتے تھے
چشم پر قہر میں انگارے دھک اُٹھتے تھے
منہ میں جوتا تھا میا ختہ یک اُٹھتے تھے

خوف ہر ایک کی گم نبض کئے دیتا تھا

طنطنہ روح جنک قبض کئے دیتا تھا

جرات و زور میں جو فرو تھا یا کیتا تھا
تھر تھری جسم میں تھی جان تھی سکتا تھا
خوف کے مارے ذرا سانس لے سکتا تھا
سب کے رخ ڈھیلے تھے ایک ایک کا منہ لکتا تھا

بولتا تھا نہ کوئی بزم میں خاموشی تھی

چشم پوشی تھی۔ نظر پوشی تھی۔ رو پوشی تھی

شیر سپہا تھا جسے صرف لکھن نے ٹوکا
بولے جڑانے کا نہیں ٹوٹا دھنک اب ٹوکا
چھتری جوش روکے سے رُک سکا
سامنا خوب ہوا یونہی غرض ان دو کا

بات میں بات نکل آتی تھی تکرار میں تھیں

میان سے نکلی ہوئی دونوں کی تلواریں تھیں

میٹھی باتوں میں لکھن نہرا گل دیتے تھے
اور بھی اینٹھی ہوئی رسی کو بل دیتے تھے
بات کرتے ہی جگر چٹکی سے مل دیتے تھے
زنگ تقریر طرافت سے بدل دیتے تھے

ہوئے مقراض سخن منہ کو جو کھلتے دیکھا

نہرے میان میں پر سے کو جو ملتے دیکھا

آتش قہر سے دال ہر گئے چلتی تھی
لاکھ دال اپنی گلانے تھے نہیں گلتی تھی
بس نہ بات بنانے کو اتنی تلتی تھی
تیج پھمن کا تھا ایسا کہ نہ کچھ چلتی تھی

دل میں کائنات کی طرح بول کھٹک جاتا تھا

جسم میں زہر تبسم سے چھٹک جاتا تھا
 رنگ بگڑا ہوا رکھنے جو دیکھا بھالا
 آتش قہر کے گل کرنے کو پانی ڈالا
 آنے والی جو بلا سر پہ تھی اس کو ڈالا
 یوں پر سرام سے بولے کہ اے جناب والا
 اب دھنک ٹوٹ چکا عفو خطا ہو کہ نہ ہو
 سر تسلیم ہے خم حکم سزا ہو کہ نہ ہو
 دل پہ اس فقرہ تہذیب نے جا دو ڈالا
 حلم نے چشم حقیقت کا مٹایا جالا
 بولے یوں دیکے دھنک فحش فرج سے اٹھا
 یہ جو چڑھا جائے تو ہوں قاتل ذات والا
 رام نے چلہ چڑھاتے ہی دھنک تان لیا
 بشن کا روپ پر سرام نے پہچان لیا
 تباہ نظارہ انوار نہ دم بھر آئی
 گئے جنگل میں صفت رام کی لبیر آئی
 راجہ دسرتھ کی پھر امید ولی بر آئی
 رام بیابے گئے چھوٹی سی بوگھرائی
 چھیر سا گر کا اجدھیا میں سماں دیکھ لیا
 گھر میں نور قدم بشن دامال دیکھ لیا
 بعدہ چرخ ستمگر نے ستمگاری کی
 سری رکھونا تھ نے بن باس کی تیاری کی
 ٹھیری جب رام کے اعزاز جہانداری کی
 دفعہ چھائی دل کیشی پہ تاریکی
 روٹی پیٹی کہ سری بھرت کو قتل راج لے
 رام بن باس کریں اور ان کو تاج لے
 طیب خاطر سے سر پر رام کو تھا دھرم کا پاس
 کیشی کا کیا شکوے کے عوض شکر و سپاس
 نہ ہمارے نہ کچھ فکر نہ کچھ ڈر نہ ہراس
 دل سے منظور کیا چودہ برس کا بن باس
 مستعد دشت نور دی کو جو رکھونا تھ ہوئے
 جانی جی ہوئیں ہمراہ لکھن ساتھ ہوئے
 رنگ دکھلا گیا مہاراجہ دسرتھ کو سراپ
 طاثر جاں غم فرقت میں اڑا آپ سے آپ
 جب ہوئے روز عزت ختم ہوا بھرت ملاپ
 رانیاں مٹی تھیں گھونا تھ سے کر کے بٹاپ
 منتیں شنگے مار بن سے نہ رکھنے نہ
 بھرت بھائی کی کھڑاوں کو لئے گھر پیٹے

جنا بجا رام نے کی سیر پھرے جنگل میں جنم کیوٹ کا کیا جا کے سچل اک پل میں
بمکت کا پایا مزد سیوری کے چھو پل میں میزبان بن گئے رکھ من گنجن سچل میں

بعدہ تیج دلی جا کے اقامت رکھی

صید و گلکشت کی تفریح سے غبت کھی

سُب نکھا بھیس بدل کر پٹے شادی آئی دیکھا زہرہ نے تو چار آنکھ نہ کی شرمائی
فعل گستاخ سے ناراض ہوئے رگھرائی کاٹلی ناک لکھن کو نہ ذرا تاب آئی
رن میں آئی اجل گھیر کے کھر دو کھن کو
رام نے فنل لیا تیر سے ہر دشمن کو

حال راو نئے سنا جب تو خیر صا جن سر پر پل پٹے صورت کیسے حسین تیور پر
ہاتھ ڈالا نہ گیا تیغ ظفر پیکر پر آگے وارد ہوا مارتیج دیت کے در پر
لا کے فقرے بیاباں میں چرایا اُس کو

سحر و افسوں سے کپٹ مرگ بنایا اُس کو

کی جو پیش نظر آہوئے صبا کی رفتار رام خود تیر و کماں لیکے اُٹھے ہر شکار
دوڑا بھاگا جہر ن موت ہوئی سر سوار پیچ اٹھاپوں جگر ایسا ہوا نوک سے فگار
آؤ لکشمین کہ رواں روح ہوئی جاتی ہے

صلب جان تن مجروح ہوئی جاتی ہے

سری لکشمین نے بہت جانے سے انکار کیا جانکی جی نے نہ مانا مگر اصرار کیا
گئے پچھمن تو فلک نے جگر افکار کیا بے منڈھے بیل دشنامن کی چڑھی وار کیا
نہ ڈرا کچھ سری پچھمن کو نہ رگھرائی کو

لے اُڑا فقرے سے حکم سے سیامالی کو

لیکے صید آئے لکھن رام تو روئے لیکے جاں اڑی رہ گیا سینے میں کلیجہ مل کے
چور کی فکر میں ارمان نکا کے دل کے ہر طرف آنکھوں نے دوڑائے کٹورے تل کے

عزت و شست فزوں برہنہ پائی سے ہوئی

بڑھے آگے تو ملاقات جٹائی سے ہوئی

رام کا بھگت نہ دل سے یہ مشبہ پرتھا دل رہاں پرتھا فدا بشن کا دل میں گھر تھا

جب گئے رام تو بیتاب تھا یہ مضطر تھا جسم سے جان نکلنے کو تھی حال ابتر تھا
 رام سے بولا کہ قدموں پہ خدا ہوتا ہوں
 پئے سیتا ہدف تیر قضا ہوتا ہوں
 لیکے لتکیش جو سیتا کو ادھر سے گزرا وہ ہوا غم نہ جو اس پیرن میں نظر گئے گزرا
 بڑا اس درجہ یم اشک کہ سر سے گزرا میں لا خوب مگر تیر جگر سے گزرا
 یہ کہا ہی تھا کہ بل مارے دم ٹوٹ گیا
 رُوح سُرخ میں گئی جسم یہیں چھوٹ گیا
 کر کے کریا کریم آگے بڑھے رطہیر رنجور ہوا افزوں شرف بادبہ پنییا پور
 بالی کے خوف سے سگریو یہاں تھا مشہور زیر فرماں تھے لڑوڑوں سے زیادہ شہور
 دیکھ کر رام کو پابوس مہابیر ہوئے
 داخل یوج شرف اختر تقدیر ہوئے
 رو برو رام کے جب نامہ اعمال ہوا ہدف تیر اجل بال قوی بال ہوا
 شاہ سگریو کے قبضے میں زرو مال ہوا چودھویں رات کا چاند اختر اقبال ہوا
 حسن خدمت سے مہابیر سرفراز ہوئے
 فیض طاعت سے مشرف ہوئے ممتاز ہوئے
 خدمت رام بجز رنگ نے کی موزوں کی گئے سیتا کی خبر لینے تو لنکا پھونکی
 فوج رادان کی جو منگی جو اچھے نے چونکی مار کر سب کو ندی رن میں ہادی خوں کی
 رام کے پاس سیاہی کی نشانی لائے
 سندھو کو پھاند گئے پیغام زبانی لائے
 دل بھھکیں کا ہوا بھائی سے جلکر کولا رام سے ملکر سپھل کر لینا اپنا چولا
 شہر لنکا پہ سری رام نے دھاوا بولا قلم شور کا قیل باندھ کے رستہ کھولا
 فوج پار اتری تو انگد گئے خما نش کو
 آگ میں جھونکا عدو نے مگر آسائش کو
 اب لڑائی چھڑی رن سور چڑھے مار ہوئی مورچے بندھ گئے حملے ہوئے پرکار ہوئی
 گرز پر گرز ہوئے تیروں کی بوچھاڑ ہوئی بارش آب دم خنبر خوشخوار ہوئی

چولیس ڈھیلی ہوئیں میدان میں لٹکا بھری
جب ہوا رام کے لشکر نے لڑائی سر کی
ایک دن تاک کے راؤن جو شکست ماری
رام کی آنکھ سے غم میں ہوئے آنسو جاری
لٹھے بھرنگ کھینا کو اسی دم لائے
بید کو لائے نہیں زخم کا مرہم لائے
بید کو لاکے سنجیوں بھی دم شب لائے
سب کو حیرت تھی کہ کب لائے غرض اچھا ہوا بیمار دو واجب لائے
سر پہ مینہ کلب تپا پھول کا برسائے لگی
اندر کے لوگ سے جے جے کی صدائے لگی
پھڑپھڑے شیروں سے غرض تین مینے نکلتے
طبق خاک جو انوں کے لب سے ہوا سیر
گنبد کر قتل ہوا سر پہ قیامت آئی
جان دی رن میں جو گھن ناکی شامت آئی
آخری نگ میں شامت جو گھری راؤن کی
کر گری ہو گئی تلوار گری راؤن کی
اندر جی پھول کلب برکش کے برائے لگے
دیو گندھرب سری رام کے جس گانے لگے
شہر لنکا کی بھجھکیں نے حکومت پائی
سری واکرم نے سرفرازی کی خدمت پائی
راج گدی سے افق رام مہاراج ہوئے
تاج پوشی ہوئی سرتاجوں کے تاج ہوئے

ناراجی فرماتے ہیں کہ جب سری راجندر راؤن کو مایکے۔ پرتھی کا بھارتار
چکے رتب ایک انوکھا ہی خیال ہوا۔ سخت ملال ہوا کہ جانی جی راجپس کے

یہاں قید رہیں۔ دام بلا میں جمید رہیں۔ چہرہ عرق عرق ہوا۔ رنگ فق ہوا غیر تھے
گھڑوں پانی ڈالا۔ حیا نے چشمہ ندامت امالا۔ بجلی کی طرح چمک گئے۔ جو منہ میں
آیا بک گئے۔ دفعۃً اگنی دیو نو دار ہوئے۔ کاشف اسرار ہوئے۔ کہ جناب والا
کیا خیال ہے۔ کیوں ناحق ملال ہے۔ چاند میں دھبہ ہے مگر جانکی جی بیدار
ہیں۔ موتی میں میل ہے۔ لیکن یہ گوہر شب چراغ ہیں۔ شہادت ٹھیک تھی بات
پتھر کی ٹھیک تھی۔ راجندر دل شاد ہوئے۔ دیوتا قید فکر سے آزاد ہوئے۔ اسی
وقت وطن کی روانگی کا دھیان آیا۔ پشپ بوان آیا۔ سب سوار ہوئے۔ سمندر
کے پار ہوئے۔ وہاں سے چلے تو بھار دواج کے یہاں دم لیا۔ رشی نے دوڑ
کر قدم لیا۔ وہاں سے بجز رنگ بلی کو تو ابودھیاروانہ کیا۔ بھرت جی سے سلوک
مربیانہ کیا۔ بھار دواج جی منت سماجت کرتے رہے کہ آج کی رات ٹھہر جائے
وقت سحر جائے۔ لیکن چودھواں برس اسی دن گزرنے کو تھا۔ زخم جگر پھرنے
کو تھا۔ راجندر جی نے نہ مانا۔ جانا ہی مناسب جانا۔

راجندر جی نے ہنومان جی کو کیوں بھرت جی کے پاس بھیجا۔ اس پر
لوگ عقل لڑاتے ہیں۔ سحاشے چڑھاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ اس لئے کہ
کہیں چودھویں برس کے ختم ہونے پر بھرت جی چولا نہ چھوڑ دیں۔ دم نہ توڑ
دیں۔ کسی کا خیال ہے کہ راجندر جی مال میں تھے۔ خیالات مصالحت وہیں
نشین تھے۔ خیال کیا لاؤ لشکر سے بھرت جی کو اور کچھ خیال نہ ہو کسی طرح کا
ملال نہ ہو۔ پس قبل سے آگاہ کرنا لازم۔ مصالحت پر نگاہ کرنا لازم۔ چنانچہ
وہی کیا۔ اظہارِ بھل کا نام نہ لیا۔ جو ہیں ہنومان جی نے مرزدہ آمد کا سنایا۔
بھرت جی کا پڑ مرزدہ چہرہ دکھایا۔ راجندر جی نے مندی گرام میں جلوہ آرائی
فرمائی۔ بھرت جی کو شکل فرحت اثر دکھائی۔ لولوں نے مہاراج کا ملبوس فقیری
اتار۔ کسوت شاہی پہنے۔ سنوار۔ راجندر متمکن سہیر سلطنت ہوئے۔
فرمان فرمائے شش جوت ہوئے۔ اہل زمیں کا عرش پر داغ ہوا۔ ہر ایک
پڑ مرزدہ دل باغ باغ ہوا۔ راجندر جی کے زمانہ عالم نیا ہی دہشتہ شاہی میں
دور بہار تھا۔ دائرہ حکومت گلزار بنے خار تھا۔ دھرم کی بیل عرش پر چڑھتی

تھی۔ آب و ہوا کی خوبی انتہا سے زیادہ بڑھی تھی۔ بیماروں کا نام نہ تھا۔ مرضوں کا قیام نہ تھا۔ مرگ ناگہانی مفقود تھی۔ موت جوانی نابود تھی۔ باب کو مرگ پسر کا غم نہ تھا۔ عورت کو خاوند کا ماتم نہ تھا۔ آگ کسی کو جلاتی تھی نہ ہوا کسی کے سر پر زلزلہ اڑاتی تھی۔ دنیا بانی کسی کو بڑھا تھا۔ جو تھا چین سے بے کھٹکے سوتا تھا۔ سلطنت آباد تھی۔ رعایا بادل شاد تھی۔ تریتا میں ست جگ کا زمانہ تھا۔ دھرم کرم کا کارخانہ تھا۔ راجندر دریا دل۔ باذل و عادل تھے۔ مستحق تھا۔ دھرم کو دان دینا کام تھا۔ سخاوت و فیاضی میں نام تھا۔ تین اشومید پرہمنوں کو دان دینا کام تھا۔ سبکداریوں کو ملک ہزاروں کو تاج دے۔ رگھو کل کی سو گوند عورت جگہ کئے۔ سورج بنس کو ہزار گوند منزلت عطا فرمائی۔ گیارہ ہزار برس فرماؤا بڑھائی۔ سورج بنس کو ہزار گوند منزلت عطا فرمائی۔ گیارہ ہزار برس فرماؤا زمانہ ہوئے۔ شاہنشاہان عالم میں خودیگانہ ہوئے۔ زمانہ جاگلیکی میں چاروں ورلن اپنے دھرم کرم کے پاب تھے۔ دور عالمگیری میں خاص و عالم خور سند تھے۔

نارو جی فرماتے ہیں کہ رامائن پاپ دور کرتی ہے۔ غمزدہ کو مسرور کرتی ہے۔ جو پڑھیں گے اس کا مرتبہ بڑھیں گے۔ جو سنیں گے۔ گل مراد چینیے۔ ثواب حاصل ہونگے۔ عذاب زائل ہونگے۔ حیات عمر طبعی سے دوئی ہوگی یاں و دولت میں افزونی ہوگی۔ لڑکے بالوں سے گھر بھر لیں گے۔ ایشور سب مرادیں پوری کرے گا۔ برہمن پڑھے تو عالمان زمانہ سے بڑھے۔ چھتری راج پائے تخت و تاج پائے۔ ویش صاحب اقبال ہو۔ صاحب مال و منال۔ شہور کا جش رہے۔ نعمت و نبوی کا مزہ چش رہے۔

سید

رام چندر جی کی مرضی سے بدو دعا
اور سبب تالیف رامائن

نارو جی کے الفاظ جادو کا کام کر گئے۔ والیک جی پر طلسم کا سا اثر

ہوا۔ خوشی کا انتہا سرور کی حد نہ تھی۔ بھار دواج جی نے سر کے بل قدم لٹے اپنے ٹریدر رشید کے ساتھ نارد جی کی سچ سج ہی پرستش کی والی ایک جی جو زبان سے کہیں وہی ٹھیک جو بول دیں پتھر کی ایک۔ چنانچہ ادھر ان کی جنبش لب سے نارد جی آکاش کی سیر کرتے ہوئے۔ برہم لوک کو سدھار لئے۔ ادھر والی ایک جی دریائے فکر میں غوطہ زن ہوئے کہ کیا کرنا کہاں جانا چاہئے سوچتے سوچتے راہ مقصود نظر آئی۔ منزل مراد کی ہوا سمائی۔ گنگا جی کے کنارے کنارے چلے۔ تساندی کے ساحل پر پہنچ گئے۔ دیکھا تو وہیں بھار دواج منی بھی موجود تھے۔ بالی ایک جی نے فرمایا کہ منی جی مہاراج شری بھار دواج یہ ندی قیام رفع حاجات ہے دریائے نجات ہے مکت اس کے رینکا سے پیدا۔ پاکیزگی اس کے قطرہ قطرہ پرشید۔ پانی ہے یا آب زندگانی۔ روانی ہے یا علاج مرگ ناگمانی۔ سب تیر تھ اس ندی پر قربان۔ سب دریا اس کی ایک ایک بوند پر نثار۔ منی جی مہاراج اپنے ہاتھ کا کا سر عنایت کیجئے ذرا نہالیں۔ اشنان کروالیں۔ نہالنے کا وقت گزر گیا۔ اشنان دھیان میں دیر ہو گئی۔ یہاں کپڑا بھی بدلنے کو نہیں پس بکل بستر درخت کی کھال پر پیتے جن سے اہل عبادت لنگوٹی باندھ لیتے ہیں، اسی عنایت ہو کہ روزانہ خزانہ ادا کروں۔ نیت نیم سے سبکدوش ہوں۔ بھار دواج نے کلمہ سامنے رکھ دیا۔ بکل بستر پیش کیا۔ والی ایک جی ساحل پر ٹہلنے لگے خیال تھا کہ جہاں عمدہ جگہ ہو وہاں اشنان دھیان کریں۔ آخر ایک جگہ آسن جمایا۔ نیت نیم میں دل لگایا کہ دفعتہ حیران ہو گئے پریشان ہو گئے۔ زہارہ ملال انگیز تھا۔ معاملہ عشرت خیز۔ پہلے دیکھتے تھے کہ ایک پرند کا جوڑا کچھ اڑا رہا ہے۔ دونوں کے دونوں نشہ سرور میں چور ہیں۔ دل کی امنگیں جاسے سے باہر ہیں۔ ترنگوں کا اور چھوڑ نہیں۔ منکار سے جو آواز نکلتی ہے رس بھری۔ جو سرور پیدا ہوتا ہے۔ سرنگار رس میں ڈوبا ہوا۔ والی ایک جی اس نظارے سے مست ہو رہے تھے دل کی کلی کلی کھلی جاتی تھی۔ کہ دیکھا ایک ایک شکاری نے رنگ میں بھنگ کیا۔ نشانہ لگاتا ہے۔ تو

نرچاروں شانے چٹ۔ چوٹ کھا کر گرا تو طائر روح پرواز کر گیا۔ مادہ تڑپ گئی۔ آنسو نکل پڑے۔ آہ و فریاد نے کلیجوں کے ٹکڑے اُڑانا شروع کر دیئے۔ والیبک جی سے نہ دیکھا گیا۔ لہجہ بھر پہلے تانبے کے خوبصورت رنگ کی چلتی پھرتی تصویر دل موہ رہی تھی۔ سر کی چوٹی طرہ معشوق کی طرح نظر میں کھب رہی تھی کہ تیر قضا نے رنگ ہی پلٹ دیا۔ مادہ تیرتی ہوئی ناز و انداز سے کناٹی کا شتی تھی۔ نر نشہ عشق میں چور۔ جوش شباب پر مغرور۔ مطلوبہ و محبوبہ سرمایہ ناز کو دلفریب چھیڑ چھاڑ سے قابو میں لانے کی خوش گن چلیں کرتا تھا کہ تیر اجل سینے پر بیٹھا۔ اور بس دنیا ہی پلٹ گئی۔ والیبک جی کو سخت غصہ آیا۔ تلواروں سے لگی دماغ میں بیٹھی خورائے شلوک زبان سے نکل گیا +

सा निषाद प्रतिष्ठां त्वमगमः शाश्वतीः समाः।
यत्कौञ्च मिथुनादेकम वधीः काम मोहितम्॥

۱۵ اس شلوک کے معنوں میں مختلف طور پر تاویلیں کی گئی ہیں جن کا لب لباب درج ذیل ہے۔

(۱) بہت عرصے تک تمہاری قدر و منزلت نہ رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب سستی جی راجندر جی کے فضائل کی آزمائش کے لئے گئیں تو راجندر جی نے سستی جی کی زبان سے جو کہلایا بالکل جھوٹ۔ حالانکہ مادہ یو جی اُن کی سفارت سے بے قرار تھے۔ مگر نہیں ان کو چشم دل سے ڈور کیا۔ داغ جدائی مینظر کیا پس جس طرح مادہ یو جی سستی جی کے سبب فرقت سے پریشان خاطر ہوئے۔ اُسی طرح راجندر جی کو بھی اپنی استری کے غم بھر میں بیتابی نصیب ہوئی +

(۲) جلندھر ایک بڑا شہر و قوی دست راجپوت تھا اُس کی زوج با اخلاص محبوبہ خاص برندا تھی جس کے پت برت دھرم کی ہندو دنیا میں خاص شہرت تھی جلندھر سے معرکہ آرائی ہو رہی تھی۔ دیوتاؤں کے دانتوں پسینہ آگیا۔ سب ست چھوڑ بیٹھے۔ مگر جلندھر کا رویاں نہ میلا ہوا۔ جلندھر جب دیکھو لڑنے بڑھنے (دیکھو صفحہ ۲۹)

یہ فحشی کہ او کو رو بچ پرند کے قاتل تیری عزت خاک میں مل جائے۔ تو نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸) کو موجود۔ نہ موت کا کھٹکانہ تسکوت کا ڈر۔ دیوتا حیران پریشان کہ
جلندھر نہ یاے مرے نہ کاٹے کئے۔ کیا جائے تو کیا۔ اس سے بس چلے تو کیونکر سوچتے
سوچتے سمجھ میں آئی کہ جالندھر تو کچھ مال نہیں۔ جب چاہیں مجھ کی طرح مسل ڈالیں۔
مگر یہ مرنے کیوں نہیں۔ یہ صرف اس کی استری برباد اسکے پت پرت دھرم کا پرتاپ ہے
پس جب تک پت پرت دھرم نہ ضائع کیا جائے تب تک جلندھر کا قلع قمع معلوم
سری رام چندر جی نے یہ خبر بت اپنے ذمے لی۔ چکے سے دھرم سے برباد اکا پت پرت دھرم
نشٹ کیا اور پھر جلندھر کو مار کر افعال قبیح کی سزا دی۔ برباد پت پرتا تھی۔ پت پرتا
عورت کی طاقیں غیر محدود ہیں۔ جو زبان سے کہہ کے کبھی پٹ نہ پھرتے۔ سفید کو سیاہ
سیاہ کو سفید کرنا جنبش لب کا اعجاز۔ زمین کو آسمان آسمان کو زمین بنا دینا۔ اس
کی نگاہ غلط انداز کی کرامت ہے۔ برباد نے بھی بد دعا دی۔ کہ اچھا رام چندر جی جس
طرح تم نے فریب سے میرے خاوند کو مارا تو میری دعا ہے تم کو بھی اسی طرح زوجہ
باخلاص و ہمدم خلوت خاص کا داغ مفارقت نصیب ہو۔

دستاویس سنی ندی پر ایک جو رو خاوند تپشیا کرتے تھے۔ خاوند کا نام دیودت تھا۔ قوم برہمن تھی۔ جب ہرن کشیب کو مارنے اور پر ہلاک کو ابھارنے کی غرض سے بھگوان نرسنگھ کھجے سے نمودار ہوئے تو قیامت کے آثار ہوئے۔ گرج نے نرم دلوں کو ہلا دیا۔ نازک مزاجوں کا کلیجہ ہلا دیا۔ دیودت کی بیوی ایسی ڈر گئی کہ آخر کار مر گئی۔ دیودت صدمہ فرقت سے نہ سکا۔ جوش غضب بے کچھ کے رہ نہ سکا۔ تاثیر دکھا دی بد عادی کہ کردنی خویش آمدنی پیش۔ کہ کر دکہ نیافت۔ اس لائق کا بدلا اس لائق۔ جو جیسا بوٹے دیسا کاٹے۔ بس مجھ کو جو رد کا غم دیا۔ صدمہ الم دیا۔ تو بھاؤ بھگنو ذرا خود بھی مزہ چکھو۔ یو ہیں غم تنخواہ نہ نصیب ہو تو دیودت نام نہیں اسی طرح نہ صدمہ نصیب ہو تو کچھ تاثیر کلام نہیں +

(۴) لوگوں نے یہ بھی معنی لگائے ہیں کہ کیکنی بے قصور تھی۔ جو کچھ چاہتا خود
 اسی زبان سے نکال دیا۔ لگائی بجھائی ہی سے کیکنی کی عقل گنوائی۔ اسی سے دسرتھ کی موت
 آئی۔ پس جس طرح دسرتھ کو رنج و غم ہوا۔ کیکنی پر دسرتھ کی موت کا شتم ہوا (دیکھو صفحہ ۱۳)

بے زبان جانور کو بے گناہ بے قصور اس حالت غفلت میں ماراجب وہ غریب
دقیقہ حاشیہ صفحہ ۲۹) اس کا مزہ راجپندر بھی چکھیں۔ دوسرے ہی کو رنج و غم
میں نہ رکھیں۔

(۱۵) بالی کو اس لئے مارا کہ اُس نے اپنے بھائی سگریو کی زوجہ پر دل شید کیا
نا جائز تعلق پیدا کیا۔ جب بالی مر گیا دنیا سے گزر گیا۔ سگریو نے بھی بھوج کو گھر
میں ڈالا۔ ہوائے نفسانی کا ارمان نکالا۔ اس کو راجپندر جی نے نظر انداز کیا۔ باپ
عفو باز کیا۔ ورنہ بات یکساں تھی۔ خطا نمایاں تھی۔ لازم تھا کہ سگریو کو بھی مارنے
تواریک گھاٹ اتارتے۔ مگر یہ نہ کیا۔ بلکہ راج پاٹ دیا۔ ایک کی شکایت ایک کی
رعایت۔ ایک کے ساتھ ستم شعاری۔ ایک کے ساتھ وفاداری محض خلاف کیا
ذمانہ انصاف کیا۔

(۱۶) پانچویں نظیر کو اور وسعت دی جاتی ہے۔ حجت منطق جتاتی ہے کہ
بھبھیکسن کی طرفداری۔ راوان کی ذلت خواری۔ مندم ورمی کو بھبھیکسن نے بغل میں
سُلیا۔ دامن عصمت پر دھتہ لگایا۔ یہ معاملہ کیا خلاف شرم نہ تھا۔ اصرام نہ تھا۔
پھر نشانہ تیر بنا نافرک اجل کا پھیر بنایا۔ اور سگریو کو سر چڑھانا بھبھیکسن
کا مرتبہ بڑھانا کیا معنی۔

(۱۷) روایت ہے حکایت ہے کہ بھگ جی بڑے کامل رشی صاحب کشف و
کرامات تھے۔ ماسر خوارق عادات تھے۔ ان کی خصلت تھی ہر روز عادت تھی کہ
جب گھر سے قدم نکالتے بار حفاظت پر مشورہ پڑا کرتے۔ عرض مدعا ہوئی۔ نتیجہ ہوتی
کہ بھگوان نظر عنایت رکھنا۔ گھریار کی حفاظت رکھنا۔ ایک روز رشی ہماراج یوہیں
گھر سوئپ کر گئے تو عجیب و غریب بات ہوئی۔ طرفہ واردات ہوئی۔ ایک راجپنس
چمکے دے گیا استری کو اڑا لے گیا۔ رشی ہماراج گھر آئے تو گھبرائے جو اس چھوٹ
گئے۔ وضو ٹوٹ گئے غصے کی آگ بھڑکی زبان بجلی کی طرح کڑکی۔ کہ اوبیش میں تمہارا
بھروسہ پر عورت کو چھوڑ جاتا تھا۔ تم کو محافظ بنانا تھا۔ تم نے حفاظت نہ کی میرے
کہنے کی قدر و منزلت نہ کی۔ تمہاری استری کو بھی راجپنس یوہیں اڑا لے جائے
تمہیں بھی مزہ چکھائے۔ (دیکھو صفحہ ۳۱)

خواہش نفسانی کے نشہ میں المست تھا۔ سراپ زبان سے نکل بھی گیا پھر بھی واسطیک جی کا جوش غضب قائم نہ رہا۔ دل کو کسی طرح تشفی نہ ہوئی آخر برہما جی وارد ہوئے فرمایا کہ :-

واسطیک جی تمہیں فکر و اندیشہ کیوں کرو بچ پرند راون تھا۔ اور اُس کی مادہ مند دوری۔ راچندر نے شکار ہی بنکر راون کو مارا۔ راچندر جی کے حکم سے سرستی تمہاری زبان پر بیٹھی۔ اُس نے تمہاری زبان سے یہ بد دعا نکلا وہی جوشدنی تھی ہو گئی۔ جو ہونہار تھی تم نے کہہ دی۔ راچندر جی کی غایت یہ تھی منشا یہ تھا کہ تم اُن کی لیلایں قلمبند کرو۔ کوزے میں دریا بند کرو۔۔۔۔۔۔ اسی لئے وہ شکار ہی بنے شکار مار کر نظر سے اوجھل بھی ہو گئے۔ اور تمہارے سراپ نے اُن کی مشیت کو باعمل کیا۔ پس جوابات اُن کے دل میں تھی اُس کا اب ظہور ہوگا۔ اہل جہاں کا رنج و غم دور ہوگا۔

دقیقہ حاشیہ صفحہ ۳۱) ۸۔ اس روایت سے بھی تاویل کی گئی ہے کہ ایک موقع پرشن جی برہم لوک میں تشریف لے گئے۔ دیکھا برہما جی رونق افروز ہیں اور سنت کمار اُن کے فرزند بھی۔ برہما جی نے بڑی تعظیم و تکریم کی فرق ادب خم کیا۔ مگر سنت کمار برہم گیانی تھے۔ ایکو برہم دویتو ناستی پر عمل تھا۔ چست دیکھو رام مٹی کے معتقد تھے جگہ سے نہ ہلے۔ وہیں کے وہیں بیٹھے رہے۔ شن جی ترک ادب پر براخرو نشہ ہو گئے۔ طیش کھا کر سراپ پیدا کہ تم ہوائے نفسانی سے بیتاب رہو گے۔ خواہشات مردمی بے چین کھینگی۔ مگر عروس مدعا نصیب نہ ہوگی۔ شاہہ مراد سے ہمکنار ہونا ناممکن۔ سنت کمار کو بھی طیش آیا۔ جوش غضب میں بد دعا دی کہ۔ بے سوچے سمجھے شراب دینے کا یہ پھل پاؤ کہ عقل و عمر کھو بیٹھو۔ گیان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

(۹) اس شلوک کا اس سرگزشت کی طرف بھی روئے سخن ہے کہ شن جی نے شیل ندہ کی رانی چکر سے اڑالی۔ راجہ امبریک کی بیٹی (دشی متی) کو دھوکے سے زینت آغوش کیا۔ اور نار دمن پر بت دمن منہ دیکھ کر رہ گئے اور جھلا کر شراب پیا کہ جس طرح ہمیں چکر دیکر خود دشی متی کو لیکر چلتے ہوئے ہمارے درد دکھ کا خیال نہ کیا۔ اسی طرح شن جی بھی عورت کے صدمہ مفارقت سے حیران و پریشان رہیں۔

بالمیک جی سرپ دینے کو تو دے چکے۔ مگر سخت پشیمان ہوئے۔ کہ زبان سے کیا خرافات بک گئے۔ منہ سے کیا واسیات بات نکل گئی۔ افسوس۔ بہرہما جی نے فرمایا۔

پشیمانی فصل۔ پریشانی بے حصول ہے جس کو آپ نے بدو عادی و دشکاری نہ تھا۔ خود سری راچندر تھے۔ پس فکر و ملال دور کیجئے طبیعت مسرور کیجئے۔ قلم اٹھائے۔ جزیرہ تحریر فرمائے۔
والمیک کی جیسے آنکھیں کھل گئیں گویا سوتے سوتے جاگ اٹھے فکر بند نے اعجاز کیا۔ طبع ارجمند نے جادو رقم کوفسوں ساز کیا والمیک جی دریا سے ناپیدا کنار کے پار ہو گئے ایک ارب اشلوک تیار ہو گئے۔

راماٹن کا لفظ لفظ سرچشمہ نجات اور حرف حرف سراپا حسنت ہے۔ پاپ دور ہونا کچھ بات نہیں۔ بلائیں رد ہونا داخل تعجبات نہیں۔ ایک ارب میں سے ۴۴ ہزار اشلوک اہل زمین کو نصیب ہوئے۔ باقی برہم لوگ میں رہے جس وقت والمیک جی راز اصل سے خبردار ہوئے۔ واقف اسرار ہوئے تو اشلوک کا معما حل ہو گیا۔ معنی و مطلب میں رد و بدل کیا۔ الفاظ ہی سے دوسرے مطلب نکالا۔ منشاے دلی کو انہیں حروف کے سانچے میں ڈالا۔ کہ انے شکاری تیری عزت و منزلت پر بڑے لگے۔ اقتدار و افتخار پر حرف نہ آئے۔ فالمیک جی کا اس پر بھی اطمینان نہ ہوا۔ سوچتے تھے کہ شکاری کیونکہ انتر دھیان ہوا۔ ضرور کوئی صاحب کشف و کرامات تھا۔ رہبر سر منزل نجات تھا۔ ساری تپشیا پر پانی پڑ گیا۔ بھار و وارج سے بولے۔

”گو شلوک میرا تصنیف ہے۔ عمدہ ہے لطیف ہے۔ پھر بھی میرا و شوانس نہیں جاتا۔ جب دیکھو کوئی نہ کوئی تازہ خیال آتا ہے۔ گو یہ سب ہے۔ تاہم معاملہ غور طلب ہے۔ اس شلوک میں خاص خوبی ہے۔ طرفہ خوش اسلوبی ہے۔ موقع موقع پر پڑھنا مفید حال۔ وقت وقت پر گانا دافع رنج و ملال۔“
بھار و وارج سنتے ہی پھر اک اٹھے۔ دل کا کنول کھل گیا۔ نقش مدعا بھر

لگے۔ اشلوک یاد کرتے لگے۔

والمیکاجی نے فرمایا۔ اشلوک فراموش نہ ہونے پائے۔ راجہ دال پر نقش ہو جائے۔ معنی پھر بٹھائے جائیں گے۔ درتھ حسب انشا لگائے جائیں گے۔

یہ فرما کر تساندی میں اشنان کیا۔ ایشور کا دھیان کیا۔ جب قلب رجوع ہوا۔ طبیعت یکسو ہوئی۔ تو وہی خیال جما کر بڑی بھول ہوئی۔ جان بوجھ کر غلطی کی۔ زبان سے کیسا سراپ نکالا۔ جو منہ میں آیا بکس ڈالا۔ اتنی خیال کی اوٹھیڑن میں آسن پر بیٹھ گئے۔ تو خیالات کا دریا بہہ نہ سنے لگا۔ مضامین کے پل بند ہو گئے۔ کتنا کہتے جاتے تھے۔ طرح طرح کے چتر سناتے تھے۔ مگر جب دیکھو چشم تصور ہے اور شکار سی کی تصویر۔ یہ نہ ہے اور نشانہ تیر۔ برہما جی پھر نمودار ہوئے۔ راجندر جی کی تحریک سے یوں مائل گرفتار ہوئے۔

”کیا واسیات خیال ہے۔ کیوں رنج و ملال ہے۔ کس دھو بھجیا۔ مگر پھر کچھ قیاس میں نہ آیا۔ اب یہ خیال چھوڑو۔ تو ہر بات سے منہ موڑو۔ والمیکاجی نے قدموں پر سر جھکایا۔ سر آنکھوں پر بٹھایا۔ بوسے کر۔۔۔“

”عجب وہ خیال آتا ہے۔ دل کا نپ جاتا ہے۔ یہ کھرا آنکھیں بند کیں اور دہن پر مہر خاموشی لگا لی۔ اس حالت میں بھی وہی خیال گدگداسنے لگا۔ طبیعت کو ڈرا۔ منہ دھمکاسنے لگا۔ برہما دیکھ کر ہنسنے۔ زبان سے گوہر افشانی کی۔

”والمیکاجی! اب تک وہی دشواس۔ اب تک وہی تیاس۔ اشلوک تمہارا تصنیف ہو۔ تب کچھ ڈر کی بات بھی ہے۔ اندیشہ کافات بھی ہے۔ جو میں نے کہلایا وہی تمہاری زبان پر آیا۔ جس طرح سرشتی۔ زبان بولانی اسی طرح کی بات کہلائی۔ تمہیں ترود بیجا فکر ناروا۔ برہما جی پھر بوسے کر۔۔۔“

والمیکاجی آپ تپ کی بدولت خاک سے پاک ہوئے۔ آپ کی

پاکیزگی۔ آپ کا تقدس وحید افاق ہے۔ آپ کو آلائش سے کیا لگاؤ۔ آپ کا
 دامن بالکل بے دغ ہے۔ آپ کو گھبرانے کی کیا ضرورت۔ فکر و تشویش کو
 چھوڑیے۔ راجندر جی کے حالات بیان کیجئے۔ رامائن جو پڑھیں گے۔ بامراد
 پڑھیں گے۔ جو سنیں گے اگل مقصود چنیں گے۔ سب پاپ کٹ جائیں گے۔ عذاب بالکل
 ہٹ جائیں گے۔ روشن ضمیری میں نام ہو جائیگا۔ اشریب قلم سب کام ہو جائیگا
 راجندر جی عقل و شعور دیتے ہیں چشم و دراک کو نور دیتے ہیں۔ پس جس طرح
 نارنجی نے چتر سناٹے ہیں۔ اتنا ہی بیان فرمائے ہیں۔ ان کو رقم کیئے حوالہ
 قلم کیجئے۔ اسرار مخفی و نہاں راز پوشیدہ و پنہاں کی پرواز کیجئے۔ جب آپ فکر سخن
 سنجی میں سر بزاؤ ہو گئے۔ سارے حالات خود بخود رو برو ہو گئے۔ شندہ چشم دیدہ
 ہو جائیگا۔ بیان دلچسپ حسن بیان پسندیدہ ہو جائے گا۔ جس کی شکستہ جی
 کو بھی خبر نہیں جس میں سوائے خیر کے شر نہیں۔ وہ حالات چشم تیاں ہیں
 تصور نہ کر نظر آئیں گے۔ لوح دل پر کائنات نقش فی الحجر ہوتے جائیں گے۔
 ادھر راجندر جی کی دستگیری ادھر آپ کی روشن ضمیری۔ سمجھ لیجئے
 مطلب حاصل ہے کہ کام سبھل ہے۔ آپ کا شرف کشف علم و فن ہیں۔
 شاعر معجز بیان اور خداوند سخن ہیں۔ میں بھی دعا دیتا ہوں۔ انکسیر مقاصد
 کا دفعہ لیتا ہوں۔ پس سندھ و آنا کنیش بولو۔ زباں گوہر فشاں کھولو۔ شاخ
 قلم برابر گلزار رہے گی۔ روانی دریا کے فکر پر نثار رہے گی۔ رام کے
 چتر و افق عذاب ہیں۔ نافع ثواب ہیں۔ حسن و ثواب کی کان کھٹے۔ جسم
 معرفت و حقیقت کی جان کھٹے۔ نہ مبالغہ شاعری کا خوف نہ یا وہ گوئی کا ڈر
 نہ خوشامد کا لگاؤ۔ نہ چاپلوسی کا اثر۔ نہ کسی راجہ ہمارا جہ کی شاخوانی ہے۔
 نہ کسی دولت مند کی تعریف میں شیوہ بیانی۔ دروغ بیانی کا نام و نشان
 نہیں۔ کذب کا ذرا بھی نشان و گمان نہیں۔ آپ صاحب لیاقت ہیں۔
 صاحب طاقت ہیں۔ سخن درمی ہیں۔ اجواب۔ نکتہ فہمی میں انتخاب عالم عمل
 خاہل اکل۔ پس آپ کو سمجھنا۔ سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ پتھروں کو
 جوتھو گناہ ہے۔ مبالغہ و بڑبڑ ہے۔ جس نے بد کو عرش پر چڑھا دیا۔

کل ستاروں سے بڑھا دیا۔ شوچی کشف و کرامات سے ڈرتے ہیں۔ برہما اہل ریاضت کا دم بھرتے ہیں۔ انہیں اندیشہ نہیں کہ پاربتی مریاض کا مل پر فریفتہ نہ ہو جائیں۔ انہیں وسوسہ نہیں۔ مگر برہما پانی عابد عامل شریفہ نہ ہو جائیں۔ اندر اندر پانی کے نگہبان رہتے ہیں۔ ہزار آنکھوں سے نگران رہتے ہیں۔ پس آپ ایسے کامل فن و فاضل رحمن کو راجندر جی کے چہرہ لکھنا مناسب۔ اعجاز بیانی دکھانا واجب ہے۔ راجندر کے حال میں مبالغہ کا نام نہیں۔ سچائی میں کلام نہیں۔ گو گتھا کو حرف بھرن لکھنا آسان نہیں۔ کون ہے جو اس معاملے میں حیران نہیں۔ پھر بھی اب جو لفظ آپ کی زبان سے نکلیگا۔ بالکل ٹھیک ہوگا۔ سچ سچ پتھر کی لیک ہوگا۔ میرا یہ بھی نفس مدعا ہے۔ نفس مدعا ہی نہیں۔ سچے دل سے مدعا ہے۔ کہ آپ کی نظم آرائی سب کے لئے توشہ راہ نجات ہو۔ جو اس کو پڑھنے داخل حسنت ہو۔ ارتھ دھرم کام موکش کی دولت حاصل ہو۔ قمر اعجاز نہ کامل ہو۔ جب تک سمندر میں پانی دریاؤں میں روانی ہے جس وقت تک آفتاب درخشاں۔ ماہتاب نور افشاں رہے۔ تب تک رامائن سے آپ کا نام رہیگا۔ آپ کی قدر و منزلت کو قیام رہے گا۔ مرگ ہویا پاتال نسب میں آپ کو آتے جانے کا اختیار رہے گا۔ دار فانی ہویا عالم خیالی سب پر آپ کا دست اقتدار رہے گا۔ برہم لوک میں سکونت رہے گی۔ مجھ سے قربت رہے گی۔ جب تک میری حیات ہے تب تک آپ کو اندیشہ مرگ سے نجات ہے +

برہما جی یہ لکھ کر چلتے پھرتے نظر آئے۔ والمیک جی خوش قسمتی پر اترائے۔ ایک تو برہما جی کی تشریف آوری اور زرہ پروری۔ اُس پر تصنیف رامائن کا ارشاد۔ اور پھر اشیر باد۔ مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ دانت نکل آئے۔ شاگردان رشید کی بھی بیسی کھل گئی۔ نعمت غیر مترقبہ مل گئی۔ راجندر جی کے شکر گزار ہوئے۔ تصویر تصویر پر شمار ہوئے۔ خوش قسمتی پر ناز ہوا۔ باب سر بلندی باز ہوا۔

سب کے پیارے ہیں۔ ان کے کرم و قدرت و لوناؤں سے نیا رہے ہیں۔
 راستی شمار ہے۔ اوصاف کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے۔ آٹا بھائیوں
 کی وہ محبت صادق۔ زبان فیض ترجمان کے وہ قول و گفتی۔ جسواہتری
 تشریف آوری۔ دستہ کی فرمانبری۔ رام و لکھن کی مردانگی۔ صحران کی طرف روانگی۔
 جلیہ کی حفاظت میں دلسوزی۔ جنگ پور میں رونق افروزی۔ سوئمیر میں جلوہ
 فرمائی۔ کمان پر زور آزمائی۔ کمان شکنی سے سرخروئی۔ ساجوں ہمارا جوں کی
 بے آبروئی۔ پر سرام کا عتاب پچھن جی سے سوال و جواب۔ آخر امتحان
 طاقت سے حیرانی۔ راجندر جی سے پشیمانی۔ جانکی جی کی شادی۔ آوازہ
 مبارکبادی۔ تاجپوشی کا اعلان۔ راج تلک کا سامان۔ کیکیٹی کی ہسٹ۔
 عیش و عشرت کی کایا پلٹ۔ اہل زمانہ کی یاس۔ راجندر کا بن باسن جانکی
 جی کی رفاقت۔ پچھن جی کا حسن لیاقت۔ دستہ کا سرخ و ملال۔ بستر غم پر
 انتقال۔ اجدھیا کی تباہی۔ اہل اودھ کی ہمراسی۔ سدیا کے گنگا کا عبور۔
 بھارہ و اج کی ملاقات سے سرور۔ بھرت جی کی گریہ و زاری۔ سترہن کی ہتھوڑی
 چترگوٹ پر ملاقات۔ دو نو جانب سے اظہار خیالات۔ بھرت جی کا اصرار۔ راجندر
 جی کا انکار۔ کھڑا دل کا عطیہ۔ بھرت جی کے اطمینان خاطر کا ذریعہ۔ بھرت
 جی کی گوشہ گزینی۔ نہی گرام میں خلوت نشینی۔ راجندر جی کا ڈنک بن میں
 قیام۔ برادہ کا اختتام۔ سر بھنگ من سے ملاقات۔ سوئمیر کی خاطر مدارات
 اگست رشی کے مسکن پر رونق افروزی۔ ان کی دلسوزی۔ سارنگ دھنش
 کی دستیابی۔ راجپھوں کی خسرابی۔ سب نکھا کی پر خاش۔ کردار
 کی پاداش۔ کھرو دھن کی جنگ۔ جوہر نہائی خدنگ۔ راون کا
 خوش غضب۔ سیتا ہرن کا سبب۔ مارتیج کی سحر سازی۔ کیپٹ
 مرگ پر تیرنا بازی۔ سیتا جی کی سخاوت۔ راون کی شقاوت۔ راجندر
 کی گریہ و زاری۔ پچھن کی بے قراری۔ جٹائی کی وفا پسندی۔ راون کی
 فتح مندی۔ جٹائی کا انتقال۔ رام و لکھن کا ملال۔ ہمدردی کا ذکر
 نجات کی فکر۔ کندہ کی عزت افزائی۔ پیمپا سر پر جلوہ فرمائی۔ سیدوری

کی مہماں نوازی۔ حصول سرفرازی۔ ہنومان جی سے شناسائی رکھ کر
پریت پر رسائی۔ سگریو پر مہربانی۔ بلی کی مرگ ناگہانی۔ تارا کی ماتم میں گرفتاری
سگریو کی تاج پوشی۔ بانروں کی پامردی۔ سیتا کی تلاش میں جہاں گری۔
ہنومان جی کی سعی و فہم۔ سمندر کا عبور۔ لنکا میں رسائی۔ راجھسوں کی ہزنی
ہنومان جی کی ضیغہ افگنی۔ جانکی جی کی خدمت میں حضوری۔ گفتگو سے ضروری
جانکی جی کے ساتھ زنان لنکا کی شرارت۔ ترجائی رفاقت۔ ہنومان جی کی
کینہ خواہی۔ اٹھوک بالکا کی تباہی۔ جنگ و جدل کی گرم بازاری۔ برہم
پھانس میں مہا سیرجی کی گرفتاری۔ لنکا میں آتش زنی۔ شریوں کی بیکینی
چڑا من لیکر واپسی۔ حضور رسی۔ گزری ہوئی کہانی۔ پیغام رسائی۔ بانروں
کے لشکر کی جاں نشاری۔ بھبھکیں کی وفاداری۔ نل نیل کی کارگزاری۔
نیل کی تیاری۔ لشکر کا عبور۔ لنکا میں فتور۔ اندرجیت اور کبھہ کرن کی وفات
دنیا کو راون کے ظلموں سے نجات۔ بھبھکیں کی اورنگ آرائی۔ رام چندر
جانکی جی کی اودھ میں فرمانروائی۔ چودہ برس کا اختتام۔ اجد دھیا میں جشن
عام۔ اورنگ آرائی۔ فرمانروائی۔ جانکی جی سے ترک تعلقات۔ آف سے
ہمک ہر ایک بات چشم نگاہ میں پھر گئی۔ طبیعت ہجوم مضامین میں گر گئی۔
شائستہ نظم کے لئے ذیل کی نظم و نحوی سے خالی نہیں۔ گو مضمون
عالی نہیں۔ مگر قوت حافظہ کے لئے عمدہ نمونہ ہے۔ مشتاقانِ نغمہ سنجی کے
لئے مشغلہ بہتر نہ

من بھی لے سیت نام جگت سکھائی

رگھو نندن رگھو کل کیت رام رگھو رانی

مارن سیمیت میں چیت ماس جیسا
بھٹی شبھہ اتھہ فومی شکل پکش سن بھائیو
ایو پخت پونریس جوگ سوکرم سہائیو
لے اودھ جنم گھنشاں روپ در سائیو

بھئے لکھن ستر سن پران پر یہ بھائی

نات سیری بسوا تر منیش رگیانی
دستہ گھر آئے رام جنم پچانی
سینہ کر شلیا ہمیش جو ر جگ پانی
نچ گھٹا کسی رکھ چہی اچر دل مانی

کیونگون بھون لکھن رام ڈو بھائی

رکھ راستہ تپو بن جائے جیسو بھاری
مار تپو پھینکیو انت تار کا ماری
پر بھو کینی کر کے دھنش بان رکھواری
ہو سینا سہت سبھا اہلیا تار

دیو جنک رائے کو درس جنک پور پر جانی

دیکھے کوٹن جہیال سوٹھما پائیں
پر بھو کھٹے کھٹے نوکھڑ ترن کی ناپیں
دھنک لاکھ اٹھات اٹھت اٹھتا ناپیں
پہری جہیال دیو نار جس گائیں

بہنیں رام چندر بام انک جانکی مائی

جب راج دین کو پتا بھٹے انتہا مائی
بھٹے کیا مٹی کے ہت پچن کے سا مائی
پر بھو لیلیا کینی بالیک جو بھل مائی
نچ بھون کون بن کیو مات ہٹ مائی

لے رنگ لکھن سیا سہت بے بن جانی

پر بھو کھاٹے بن بن کند مول پھل برن
دسے چتر کوٹ پر جائے دھن کو درس
بھار دواج آدک نرکھ روپ بھٹے برن
مٹے اور سہت والیک منور سن

جب اندر سوں کیو گرپ تار نا پائی

جب پانچ دہائی میں جائے کینہ پر بھو دیا
سُن پانچ بگھتی کی ٹیر میں دہی میرا
کسو بنانا سنگا بدن سب نکھاکیرا
دو کھر گھر آئے دھانے رام کو گھیرا

پر بھو سین سہت شیر وار پتہ داؤ بھائی

جب راون سندھ یہ حال اکن تن لاگی
پر بھو دھانے مارو کیٹ مرگ رہا لگی
دیو رتھ پر چڑھ سکھ روپ سیراگی
شہ لکھن بشن مرگ تراس بھے تیاگی

پرٹی بیہ بیہی اُس کیٹ بھر مائی

پر بھو کھوجت بستی کو لدھ راج کوتاوار
بھیہ چرن کل میں لین انجی پیارو
سیوری کے پھل کھر جا کھانے دکھارو
پر بھو سکروہ دیو راج بال کو مارو

درس کو بانر پچھہ سین جزا آئی

گئے بکرم ستیا کی خبر لین ش چای
مل ستیا سول یاگ اجاڑ مار کھکاری
رکھ پھل باندھے سندھو لکھنی مائی
بہہ سین اچھے کو مار لکھ سبھاری

کھی کھبر ستیا کی رام چرن سرنائی

گئے سندھ نکٹ ہمارا ج سندھ پر دھارنا تنو جن باندھو سیت جدھ کے کالین
وے دیو بھیکین راج لکپت تارن چھانڈے دشکند ہر وقت نام سکتا۔

بھٹی سندھ پار سب سنین دھن پر بھو تائی
بھٹی تین ماس ات ییدھ بان گھن برسے برسے یکھ دھاری ناگت چنڈش شر سے
اڑے آسرمہا بل رچکھ بانر سے چلی نیکو چال نہ ایک لکھن رکھو برسے
جب منہ آئے زندھیر پیٹھ دکھلائی

راون دل بانر رچکھ سنین سے ہارے بکرم نے لاکھن بل بیر بستار سے
سری لکھن جی نے بہت نشا وید پر بھو نے راون بہت آسرمہو تائے
سرمہو رکھے برکھے سرمہو بھوم برکھائی
لے سیتا کو پر بھو گھر آئے ساچ سب چو نڈش برکھے سرمہو بدھائی باجے
سنگھاسن پر ہمارا ج بہت سیاہی سرمہو لکھن جو چھل چھلت ادھاک چھلے

پر بھو کو افق پر دیا کٹھا جن گاٹی
من بھیج لے سیات نام گنت سکھائی

کسر۔ ۳

بالیکہ جی سے جس وقت تصنیف رامائن میں اعجاز بیانی و شبو ازبانی
دکھائی۔ اس وقت سری راجندر جی سریرا سے جہا نانی و ضیا بخش آفتاب
حکمرانی تھے۔ سیتا جی راجندر جی کے عتاب سے صحرانورد باد گرد ہو چکی تھیں
اڑکاٹھ بھی گنت باغیر ہو چکا تھا۔ لاکش کے کاروائے نمایاں بھی پراپہ
نچریر سے خلعت بدوش افتخار و طرہ پوش اقتدار ہو چکے تھے۔ پانچ سو
سڑک یادگار زمانہ ہوئے۔ ۴۴ ہزار شلوک جو امرضامین کا خزانہ ہوئے مگر
انہوں میں محنت پھیل نہیں۔ کوئی عالم باعمل نہیں جو اجودھیا میں جوہر اعجاز بیانی
کہا ہے۔ راجندر جی کو انوں جملہ کے یاقوت دیکھ لے سوچتے سوچتے وہ
بہت سمجھتے سمجھتے۔ فکر بے بنیاد ہے۔ گوشر میں کافی استعداد ہے۔

میان میں۔ شیریں زبان میں۔ جب لب کھولیں گے۔ سامعین کو ہر مطلب رو لیں گے۔ جس وقت زبان گل بار ہوئی۔ اہل محفل کی طبیعت گلدار ہوئی۔ یہ اس خیال میں تھے۔ کچھ دجد اور کچھ حال میں تھے۔ کہ تو کش نے کھیلے کھیلے شربت دیدار پلایا۔ قدیوں پر سر جھکایا پشت ادب جھکائی۔ گذارش زبان پر آئی۔

ہمالج اب کی رامائن میں جادو کا اثر ہے۔ جوشلوک ہے۔ سلک گہر ہے۔ اجازت ہو تو راجپندر جی کو ہم سنائیں۔ ارشاد ہو تو وہاں عذاب البیانی کے جوہر دکھائیں۔ ادھر آپ کی معجز بیانی۔ ادھر ہماری شیریں زبانی۔ بس یہی مثل ہوگی۔

ایک تو کُن و نیوی دو بے روپ بندہ
یہ داؤ کہاں پائے سونا اور سونڈہ

قند مکر کا مزہ ہوگا۔ سونا اور سہاگے کی کہاوت صادق ہوگی۔ والیک جی پہلے تو غوطے میں گئے۔ پھر سوچے کہ دو نو بجائی ہو نہا میں۔ علم و فن میں وحید روزگار ہیں۔ اس پر راجپندر کے فرزند جگر بیوند۔ میرے شاگرد ارجمند۔ ادھر م کی زندہ تصویر۔ چہرے میں سورج کی تصویر۔ علم موسیقی میں فرد آفاق فی سروسے میں مشتاق۔ راگ راگنیوں سے خیر بندہ۔ شرتال کے واقفکار۔ قوت حافظہ میں لا جواب۔ ذہانت میں انتخاب۔ ایک بار جو سنیں کا نقش فی الحجر ہو جائے۔ ایک مرتبہ جو پڑھیں۔ نقش پر سنگ بن جائے۔ وہیہ ایسے مشکل سگر سب نوک زبان ہیں۔ کمالی وقت میں۔ ہمہ دال ہیں۔ بس اس وقت سے رامائن کے مفہوم و مطالب سمجھانے لگے ہیں سکھانے لگے۔ تو کش سے فرمایا۔ تقویت بگر تشریح نظر۔ رامائن دلکش ہے۔ دلچسپ ہے۔ والدین۔ بے مضمون خیر ہے۔ فرحت آگیز اور سحر آمیز ہے۔ سننے والے کا دل پھر تک اٹھے۔ گانے والی انبیل کی طرح جھک اٹھے۔ ساتوں سکر رامائن کے وابستہ حسن کلام ہیں۔ ۴ راگ اور ۱۲۰ کنڈال سندھ ہے۔ ادھر ہیں۔ ہیں پر گائے۔ ہر رنگ پر جو ہر زمانہ فی دکھائے (دیکھو صفحہ اکلا)

سات شہر کھرج یعنی سرگرم سا	رکھب رے	گنہار گا	مدھم ما	پنچم پا	دھیوت دھا	نیکھاد نی
۶ راگ	بھیرو	مالکوس	ہندول	دیسک	سری راگ	میگہ راگ
۳۶ راگیاں	بھیروی رام کلی گو جری کھٹ گنہار آساوری	باگیشری ٹوڈی دکشی سوڈا مکھری ملتان	پوری بست للت پنچم دھناری ماردار	چھایانٹ بھیر کلیان کدارا یہاگ ایمن	گوری پوری گوڈ تروں مالسری جیتشری	مدھمات گوڈ شدہ سازنگ پٹھنس سادنت سورٹھ
بعض لوگوں نے صرف ۳۶ راگینوں پر کفایت کی ہے جو حسب ذیل ہیں	بھیروی گو جری ٹوڈی رام کلی برائی	باگیشری کھمبہ پرنی نیتج سوہنی کھمبائی	بست پنچم ہندول للت مالیشری	دیسکا دھناری جیتشری پلاسنی راگنی ٹیکا	مالوی ترینی گودی گورانگ پوری	ملہاری سورٹھی سارنگ پٹھنس مدھادی

جو سخن رس ہوگا نورسوں کا رس پائیکا۔ پس توکش نے ترانہ سنجی
کا کمال دکھایا۔ خوش الحانی سے والیک جی کا دل بھایا۔ ایک توجہ
جمال۔ دوسرے علوم و فنون میں کمال۔ سادہ رک ویر۔ (علم قیافہ)

لے نورس ستر اور بھاشا شاعری کے یہ عروسی اصول ہیں۔ اور انہیں پر
شاعری کا دار مدار ہے۔

(۱) شرنکار یعنی زیب و آرائش (۲) لاسیہ یعنی خوشی عیش و عشرت (۳) رور
غصہ و ناراضگی (۴) بیر یا شورس۔ جانبازی و دلیری (۵) بھبانک۔ خوف و
اندیشہ (۶) تہیں۔ مفارقت و سفر (۷) ادبست۔ تعجب و حیرت (۸) کرونا۔
رنج و کرم۔ (۹) شانت۔ صبر و تحمل۔ تسکین خاطر و عطا قناعت و رضا ہوئی

میں کامل۔ علم با عمل کے حامل سنانولی صورت۔ موہنی صورت شکل و
شباہت میں بے نظیر۔ راجندر جی کی عکسی تصویر۔ یکساں خط و خال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) نورس مندجہ بالا میں ہندو پیشہ اول نے رڈوس یعنی شرنگار
شیش دشانس رس بھگوت اپاسنا کے لئے مخصوص کر کے تین اشتر رسول یعنی مکھ
ماسیہ باتسیہ یعنی بھگوت کو فرزند کی طرح عزیز سمجھ کر پیار کرنا) کو بھی شامل کیا ہے
بھگت مال میں درج ہے کہ گو تمام رسول سے حق پرستی ممکن ہے۔ کیونکہ
وہ ذات بابرکات سرودیا ایک سب رسول میں موجود ہے۔ لیکن ہندو اپاسنا نے
مذکورہ بالا پانچ رسول ہی کو مقدم سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ انہیں پانچ رسول
میں خصوصیت کے ساتھ تکمیل مقاصد کی تاثیر موجود ہے اور رسول میں یہ بات
نہیں۔ راوان دہرن کشپ نے بھیانک اور ہیبتس رس کی اوپاسنا کی تھی اسی
لئے ان کو ویسے ہی دیولوں سے نجات ملی۔ کل رسول کا بیان کرنا تو تطویل سے
کام لینا ہے۔ مگر ہم سنسکرت و بھاشہ عروض شاعری کی تکمیل اور عظیم النظر ہونے کے
ثبوت میں صرف شرنگار کا مختصر ذکر کرتے دیتے ہیں جس میں فلن فلان فلن مستغفلن یا انگریز
ایک ٹانک ٹٹ ٹٹ نہیں بلکہ شاعری اور مضمون بندی کا ایک حسن نظر فریب و
جمال دلارا نظر آتا ہے۔ ہندو عروض میں شرنگار رس کے لئے چار سامان مقرر کئے
گئے ہیں۔ (۱) بہار۔ (۲) انہاد۔ (۳) ساٹوک۔ (۴) بیچار۔ الف بہاد وہ ہے۔ جس سے رس
کی ماہیت ظاہر ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) النبن جس کی دو قسمیں ہیں ایک
آشریا النبن یعنی خواہ معشوق حقیقی ہو یا مجازی عشق کی چشم تصور میں مجسم نظر آئے
سرایشیا النبن معشوق حقیقی یا مجازی کی مجسم تصویر کا تصور میں لانا۔ (۲) ادوین
اس کی چار قسمیں ہیں۔ گن یعنی حسن و جمال۔ مستی شباب انداز۔ نوجوانی۔ کسنی۔
خوش آوازی۔ شیریں زبانی و فاد و مر وغیرہ۔ چیشٹا۔ ناز و ادا۔ نزاکت۔ مکیھیلی
شرم و حیا وغیرہ۔ انگار یعنی زیب و آرائش خوبی زیور نفاست۔ پوشاک وغیرہ۔
نٹھ یعنی اسباب آرائش عطر پھل۔ شرم مستی پان وغیرہ۔ جب۔ انوبھاد و عاشق
و معشوق کا لطف صحبت۔ مثلاً ہم آغوش ہمبستری۔ اختلاط۔ مذاق وغیرہ وغیرہ
ج۔ رساؤں سے تندرکھیش سے صرف بھیجاری کو قائم رکھا ہے۔ لیکن

وہی حسن وہی جمال - وید بر زبان - زبان طوطی خوش الحان سامعین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) ۱- (بھچار) مت خرب سے ساتوک کی بھی شاخ نکالی ہے چنانچہ ساتوک اُس حالت کا نام ہے۔ جو سب رسول میں برابر اثر پذیر ہو۔ اور بھچار اُس حالت کو کہتے ہیں کہ جس میں اثر پذیر ہو۔ ۲- دوسرے میں نہیں اس بھید کے شاستروں (دوس روپک وغیرہ) میں ان دونوں کی صفت غلیظہ علیحدہ علیحدہ قلمبند ہے۔ چنانچہ ساتوک اُسے کہتے ہیں۔ جو معشوق یا عاشق کی جانب سے راحت و رنج پہنچنے پر دل کی توجہ کو ایک حالت میں کر کے اصلی حالت سے متغیر کرے۔ اس حالت کی آٹھ صورتیں ہیں (۱) استبداد یعنی بچندہ اصلی حالت (۲) پر لے عالم بیہوشی یا غشی۔ (۳) رد مانج ہو گئے کھڑے ہو جانا۔ (۴) سوید۔ چہرے یا بدن یا عرق عرق ہو جانا۔ (۵) برن چہرے کے رنگ کا تغیر۔ (۶) کمپ۔ کپکپی یا لرزہ (۷) اشرد۔ آبدہ ہونا یا گریہ و زاری (۸) سور بھنگ۔ آواز کی تبدیلی۔ بھچاری اُس حالت کا نام ہے جو متعلقہ رس کے قیام یا زوال کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی قسمیں ۳۳ ہیں۔ (۱) نر بید یعنی معشوق کی جدائی یا محبت رقیب کی وجہ سے خلاف اُمید خیالات پیدا ہونے کا رنج۔ (۲) گلانی دلی اُمنگ کی کمی۔ اور زوال طاقت کی حالت۔ (۳) شنکا۔ ملاقات محبوب میں رخنہ اندازی کے اندیشے۔ (۴) شرم راہردی سے تھکاوٹ یا نشہ وصال کا خمار (۵) دھرتی۔ تسلی قلب و اطمینان دلی۔ (۶) جڑتا۔ رنج فراق و صدمہ ہجر سے بدحواسی و خود فراموشی۔ (۷) ہرکھ دیدار معشوق یا دیگر وجوہ سے مسرت دلی۔ (۸) دمیٹا۔ بے قراری سے دلی کی مایوسی اور صدمہ جدائی برداشت کرنے سے حالت مجبورہ۔ (۹) اوگرتا۔ معشوق کی بے وفائی یا کسی وجہ سے غصہ (۱۰) چنٹا معشوق کی ملاقات کی فکر۔ اور منصوبہ بندی (۱۱) تراس۔ وقفہ اندیشہ یا خوف کی علامت (۱۲) ایزکھا۔ علاوہ رقابت رقیب محبت معشوق میں کسی دوسرے کی مداخلت کی ناپسندیدگی۔ (۱۳) امرکھ۔ معشوق کی خطا کا رنج اور اُس کی

کو حال آتا تھا۔ وجہ خزع دکھانا تھا۔ جس کو وید ازبر ہوتے ہیں اُس کو رشی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ وہ برہمن سے افضل کہلاتا ہے۔ اسی سے لو کش کو سب رشی رشی پکارنے لگے۔ جن من دھن دار نے لگے۔ اُس وقت سے لو کش نے سفر دنیا اختیار کیا۔ رامائن کا پرچار کیا خوش الحانی کے جوہر دکھاتے تھے میٹھے میٹھے سُروں میں رام جی ترسنا تے تھے۔ لوگ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) نہ برداشت ہونے کی حالت۔ (۱۴) گرب۔ خودی و خود پسندی۔ (۱۵) اسمرن محبوب اور اُس کے حُسن و جمال یا اوصاف کی یاد (۱۶) مرن۔ موت کی آرزو یا کوشش یا موت (۱۷) مد۔ خوشی اور خودی کی حالت میں کام کر بیٹھنا۔ (۱۸) نیرا۔ خواب کی طرح ظاہری امور کے خیالات میں مست و محو ہو جانا۔ (۱۹) سُشیٹی خواب کے سے عالم محویت میں زیادتی۔ (۲۰) اب بودہ عالم بد جو اسی سے جو اس میں آنے کی حالت۔ (۲۱) بریڑا۔ شرم و غیرت (۲۲) اسپمار۔ رنج و غفلت سے دل کی پشیمانی۔ (۲۳) موہ۔ رنج و خوف سے کیفیت بد جو اسی وغیرہ۔ (۲۴) مت۔ راہ حقیقت پر یقین۔ (۲۵) آلیہ تذب سے غفلت۔ (۲۶) آویش۔ دل کی خواہش یا دوسری حالت کا انکشاف او اُس سے دل کی بے چینی۔ (۲۷) تبرک۔ اشتباہ سے خیالات میں تغیر و تبدل (۲۸) ابھتیا حالت خوشی و رنج سے اپنی روپوشی۔ (۲۹) بیاودہ۔ خفت میں بیماری۔ (۳۰) اُنماد۔ عالم دیوانگی۔ (۳۱) بکھاد۔ طبیعت کے خلاف امور کے روکنے کی تدبیر۔ (۳۲) اوستکیہ۔ ملاقات محبوب میں دیر کی برداشت نہ ہونے کا عالم۔ (۳۳) اچلیتا۔ دوست و دشمن کی وجہ سے دل کی یکسوئی کے خلاف حالت

استھائی۔ یہ بھی ایک حالت کا نام ہے۔ یعنی وہ مجنس اور غیر جنس رسول کا ایک حالت پر رہنا۔ خواہ ایک حالت کا متغیر ہو جانا۔ مثلاً (۱) کسی کے ہاں یہ رس یعنی حالت خوشی میں دوسرے رس یعنی خفگی سے یا رنج کی بات سے تغیر۔ (۲) ایک خوشی کی حالت کی دوسری خوشی کی حالت سے تبدیلی

کمالات کے قائل تھے۔ حسن بیاقت پر مائل تھے۔ ایک دن رشی منڈلی میں ایسی نغمہ بردازی کی لب معجز بیان سے وہ فصول سازی کی۔ کسب خور سند ہو گئے۔ نعرہ تحسین و آفرین بلند ہو گئے۔ رشیوں کا دل سیر نہوا نیت نہ بھری۔ گویا دل کا ارمان دل ہی میں رہ گیا۔ ساتھ ساتھ والیاں جی کے استھان پر پہنچے۔ اشتیاق ظاہر کیا۔ رامائن سننے کی درخواست کی۔ گو کش نے جو ہر خوش الحانی ظاہر فرمایا۔ زبان شیوا بیان کا سحر دکھایا۔ تمام رشی وجد کرتے لگے۔ گو کش کا دم بھرنے لگے۔ ہر زبان پر واہ واہ تھی۔ ہر لب پر یہ شعر ہے۔

اثر دلوں کے بھانے کا ہر بیان ہے کسی کی آنکھ میں جاو تیری زبان میں
کلی دل کی کھلاتی ہے ہر اک طریبان تیری کہاں لائیگی بلبل دہن تیرا زبان تیری
مردوں کو جلاتی ہے تیرے ناز کی آواز اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
کو تم چار باتیں بھی تو وہ ہوں شیری دہن شیریں سخن شیریں زبان شیریں بیان شیریں
رشی متیر ہو گئے عالم حیرت میں بولے گو کش تے بیٹھے سروں
میں جو جو حالات سنائے۔ جو شلوک بیان فرمائے۔ اُن کے سننے ہی ہماری
نظر میں بجنسہ وہ سماں پھر گیا جو ہم نے آنکھوں سے دیکھا تھا۔ راجندر
کے نظروں سے لیکر قتل راوَن تاک کے واقعات من و عن وہی بیان ہوئے
جن میں چشم دید حالات سے ایک نقطہ کافرق نہیں۔ سری گنیشا شمنہ
سے سمپورنم شبنم تک بالکل اس کبت کے مطابق ہے۔

دستِ گدھ لید جنم۔ بدھ کئے سہا ہو آد۔ شیو دھن کے گھنڈے جانکی کو بیاہو
سیت پین کو کر پران۔ بن بساؤ گئے سب جھپٹ مار۔ کپڑے گر گدھ جانی دہو
وکر پد شران آہو۔ پائیو سگریو راج۔ سدھ جانکی کے پائے راوَن بیاہو

جدہ میت باندھو سیت راوَن بدھ کل میت افق یہاں شریج جن سہا ہو
جب کوئی اہل پنیر جو ہر شتا سوں کی محفل میں جو ہر نہانی کا شرف حاصل کرتا
اور جب۔ قہر دال سنہن اسے داد دیتے ہیں تو اہل جوہر کی انگلیاں کیا دکھانا اظہار کیا
کی ترشہ ہی اور ہو جاتی ہیں دل کے جوش کی تھام ہی نہیں تھی کلیہ ہاتھوں بڑھ

جاتا ہے طرح طرح کا دریا موجیں مارنے لگتا ہے۔ لوکش سمجھ گئے کہ یہاں
 نہ سکوت سخن شناس ہے نہ تحسین ناشناس بلکہ سب جنس علم کے
 مشتری اور گوہر سخن کے جوہری ہی جوہری ہیں۔ پس انہوں نے اوڑل
 کھول موکش کر گوہر افشانی کی جو حرف زبان سے نکلا شیوہ کے سرویسے کو
 گرد۔ سرستی کی نغمہ سنجی کو سرو کرتا ہوا۔ لفظ تنگ نبات۔ حرف اجمیات
 رشیوں پر جادو کا سا اثر ہوا۔ سامعین پر عالم محویت طاری تھا کسی نے
 جینو دیا کسی نے کمند ل۔ کسی نے آسن کسی نے پھول پھل۔ موخ کی
 کردہنی کیا جٹا باندھنے کے ڈورے تک حوالے کے اور پانچہ جھٹا کے بیٹے
 رہے جن کے میاں بالکل صفایا تھا چو لھے کی راکھ تک بھی نہ تھی انہوں
 نے اشیر یاد دے دیکر کشف و کرامات کی کماٹی نذر کی۔ زبان پر دعائیں تھیں
 دھتیبہ ہو لوکش دھتیبہ ہو۔ آفرین آفرین۔ شاباش شاباش۔ مرحبا مرحبا۔
 احسن احسن۔ عمر دراز عمر دراز۔ جیو جیو خوش رہو۔ سب کام سبھل۔ پدوی
 اہل۔ آپا کیا رامائن گائی ہے۔ واہ واہ کیسی شیریں زبان کی دکھائی ہے۔ رامائن
 اہل ننانہ کی حرز جان۔ اس کی ایک ایک کتھا سرمائے دین و ایمان ہوگی۔
 رامائن کوئی ایسی ویسی چیز نہیں مقدس کلام ہے۔ آواز غیب سے ہے۔
 الہام ہے۔ راجندر کے چتروں سے عمر و دولت کی افروزی ہو۔ کامیابی
 مقصد دل و دلی ہو سو لیلیک جی نے اسے نظم کے سانچے میں ڈھالا ہے
 گویا دودھ شکر گھی نکالا ہے +
 اسی طرح کہ سنکر رشی ہرشی آند میں مگن اشیر یاد دیتے اپنے اپنے
 استیخانوں پر چلے گئے اور لوکش جی نے اجدو دھیا کی راہ لی۔ وہاں پہنچے تو
 ہر جگہ رام بھجن۔ گل گل میں رامائن کا پرچار۔ ہر زبان پر تعریفیں ہر لب
 پر کلمات آفرین +
 جس وقت راجندر جی شکار سے واپس آ رہے تھے۔ لوکش ایک
 مقام پر رامائن آند رہے تھے۔ دیکھتے کیا پس کہ زبان سے اورت کی بارش
 ہو رہی ہے۔ منہ سے پھولوں کی جھڑی کا تار بن رہا ہوا ہے۔ جھوٹے

لگے۔ دل پر سحر بیانی ٹونا ڈال گئی شکل و شمائل نے اپنا بنا لیا۔ اُسی وقت ساتھ لئے اجدھیا میں چلے آئے۔

دیار ہے اور وہ بھی کس کا زگھو پنس کے سرتاج مَن مہراج سری
راچندر جی کا۔ آرائش کا کیا ٹھکانا۔ سجاوٹ ختم تھی۔ زیبائش کا کچھ حساب
نہ تھا۔ سری راچندر تخت جواہر نگارہ اور نگاہ طلا کار پر رونق افروز ہوئے
وزراے سلطنت و امراے دولت کے ملبوس زر کار و طرہ ہائے دستار
سے دربار جگمگا اٹھا۔ نظارہ فرحت خیز تھا۔ سماں حیرت انگیز۔ سب
کی نگاہیں تو گمش کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ آنکھیں مٹوب لگا ہوں
سے لڑ رہی تھیں۔ تعجب تھا کہ یہ دوسری رام لکھن کی چوڑی کہاں سے
آگئی۔ حیرت تھی کہ آفتاب و ماہتاب کیونکر یک جا ہو گئے۔ صبح و شام
کے اتصال کا کیا سبب۔

رام دل ہی دل میں حیران تھے کہ ہیں یہ تو گمش میں یا میری عکسی
شبیب۔ ان کی صورتیں ہیں یا میرے منہ دیکھنے کا آئینہ۔ آنکھوں کی
پتلیاں بھی ایسی مشابہ نہیں ہوئیں۔ جیسے یہ مینے تم شکل ہیں۔
سترہن چھن سے کہتے تھے کہ جناب پیشانی تو دیکھئے۔ آفتاب کی طرح
چمک رہی ہے۔ صورت گندن کی طرح دمک رہی ہے۔ بھرت
راچندر جی سے بولے۔

بھائی صاحب یہ چاند سورج کی چوڑی کون ہے۔ چہرے پر
نور برس رہا ہے۔ پیشانی ہنسنے دیتی ہے۔ رگ و سپے سے حسن کی
تجلی پھوٹی نکلتی ہے۔

راچندر جی۔ پیارے بھرت۔ یہ دونو طوطی باغ شیرا بیانی بلبل
گلزار خوش الحانی بڑے ہی خوش آواز ہیں گلے باز ہیں۔ جب زبان
کھولتے ہیں۔ فقط لفظ میں قند کھولتے ہیں۔ کلام میں جادو کا اثر ہے
حرف تنگ شکر ہے۔ دیکھو ابھی گانا سنو سنو تے ہیں۔ تمہیں ان کے
کمال دکھاتے ہیں۔ (تو گمش سستہ) ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ دیکھیں آپ

دونوں کی جولانی طبیعت کا کیا مذاق ہے۔ سب ہمہ تن گوش ہیں کچھ نغمہ

سنی سُننے کا اشتیاق ہے * نغمہ خوانی کہاں۔ نغمہ خوانی کہاں۔ یہ صرف
گو۔ کش۔ یہاں خوش الحانی کہاں۔ مگر ارشاد سر
آپ کی قدردانی ہے۔ ورنہ من آتم کہ من دائم۔ جو بُرا بھلا آتا

ہے گائے دیتے ہیں *
یہ کہتے ہی مینوں کے تاروں پر انگلیاں پہنچ گئیں۔ سُر بے
سُروں کے رس بھرے بول بجنے لگے۔ اب تال۔ مگر تال کی گٹکری
کی نوبت آئی۔ آواز کے اتار چڑھاؤ۔ ٹھٹھا اور ستم نے کیفیت
دکھائی تو محفل کی محفل دنگ رہ گئی جس کو دیکھتے سُن۔ جس کی
طرف نظر اٹھائے۔ تصویر حیرت۔ دل کھینچے جاتے تھے طبیعت
لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ آنکھوں کی ٹٹکی بندھی تھی کان بین کے
پروں پر لگے تھے۔ سامعین کو حال آگیا۔ سب کے سب جھوم

رہے تھے۔ راجندر جی اہل دربار سے مخاطب ہوئے +
صاحب آپ نے گانا سُننا۔ ایک سے ایک دلکش ترانا سُننا۔
دیکھنے میں تو مٹی کے فرزند معلوم ہوتے ہیں۔ مگر چشم دل کو راجول مہاراجوں
کے جگر بند نظر آتے ہیں۔ دونوں کی تصویر۔ ایک سے ایک بے
نظیر۔ ظاہر دونو بھائی ہیں۔ مردم چشم تماشاخی ہیں۔ لیکن اور
ہی جلال ہے۔ چہرے سے فروغ نیر اقبال ہے۔ اُس پر شیریں
زبانی اعجاز بیانی +

ایک نوینا مدھ بھرنے دو بے انجن سار کا معاملہ۔ خوشنوائی سے
طبیعت پھر دک گئی۔ آتش شوق بھڑک گئی۔ پریم بھٹاؤ دیکھتے آواز کا
اتار چڑھاؤ دیکھتے۔ وہ کیا رس ہے اور کیا کہوں اتنی ہی تعریف بس
ہے۔ جیسا چتر ہے ویسا ہی گائے کا ڈھنگ۔ جیسا حسن بیان ہے
ویسا ہی نغمہ سنجی کا رنگ۔ صباحت و ملاحت جس کلاقت و حسن و فصاحت

دو نو موجود ہے

اہل دربار نے بھی تائید کلام میں تعریف کے پل باندھے۔ لوکش
پر نقد دل نہ کر کیا۔ لوکش کا دل ہاتھوں بڑھ گیا۔ دریائے مذاق چڑھ
گیا۔ خوشی خوشی پھر بین چھیڑا اور جھوم جھوم کر رامائن گانے لگے۔

گ روداد پاستانی سری لوکش کی زبانی

سری لوکش جی بلیل زبان کی ترانہ سنجی دکھاتے ہیں۔ طوطی لب کے
نغمہ و لکش سُنا تے ہیں۔ کہ راجہ دستھ کا خاندان سرچشمہ اعجاز و افتخار اور
سرمایہ فضائل و اقتدار ہے۔ اس خاندان کے راجے ہمارا جے سرتاج
زمانہ اور اوصاف حمیدہ میں فرد یگانہ ہوئے۔ دیوست۔ جنو سورج کے
فرزند ارجمند صاحب نگین ہی نہیں بلکہ حاکم روے زمین تھے۔ طبقہ
خاک پر تل پھراؤرہ برابر جگہ نہ تھی۔ جہاں اُن کے آفتاب حکومت کی
شعاعوں سے نور نہ برستا تھا۔ کیا حکومت کیا ادائے فرائض سلطنت
کیا دھرم کرم کیا جہانگیری اور کیا داد و دہش۔ ہنر سخاوت و شجاعت
میں وہ نام کیا کہ ہے

نیک گفت احسن ملک گفت زہ

ہمارا جہ انکشا کو ان کے جگر پیوند سورج بنسیوں میں سر بلند تھے
انکشا ایک بنس میں راجہ سگر بھی چکر دیتی تھے۔ جن کی آنکھیں ساٹھ ہزار
آنکھوں کے تاروں سے منور تھیں۔ ان راجکماروں نے زمین کو دنا
شروع کی تو روے زمین پر سمندر بہا دیا۔ (سمندر کے ساگر نام کو ڈچہ سگر کی
یادگار سمجھنا چاہیے) راجہ سگر کی نسل میں راجہ بھیاگیر تھے۔ وہ دست

قوت پایا کہ جگستا رہی سری بھاگیرتی گنگا کو عرش بریں سے روئے زمین پر لے آئے۔ ایسے معزز و ممتاز سوسج پنس میں سری رامچندر جی کا غمور اذہر کون و مکان پر تو جمال و جلال سے عالم نور ہوا۔ سری رامچندر جی کے حالات۔ ڈوبتے کو ابھارتے۔ پاپی کو تارتے اور ان کو رامائن کے نام سے پکارتے ہیں۔

رامائن کا خطاب ہے تیرتھ راج۔ اس لئے کہ جس مقام پر رامچندر جی کا ذکر مقدس ہو رہا ہو۔ وہیں تمام دنیا کے متبرک تیرتھ رونق ہو کر گوش بر آواز اور ہمہ تن گوش رہتے ہیں۔ رامائن سن لیجئے۔ پھر چاہے تیرتھ کیجئے یا نہ کیجئے۔ سب پاپ دور سب گناہ کا فور گھر شیعہ مطلب حاصل۔ رام چتر میں دھرم ہی دھرم کے ذکر و اذکار ہیں۔ چاروں پھل بے منت غیرے حاصل۔ عذاب گذشتہ ثواب میں داخل۔ خاطر خواہ مطلب برامی حسب منشا کامگاری۔

اے سامعین باریک بین۔ وائے شائقین والا۔ تمکین! ہمہ تن گوش ہو جائے۔ کان ادھر لگاٹے۔ ہم اسی وقت رام چیزوں کو چھ راگوں کی چھتیس راگینوں کے سات سروں میں الپتے ہیں اور آپ کے لوح دل پر چھاپتے ہیں کہ رامائن کیا چیز ہے۔ اس میں کیا کیا حالات و معاملات ہیں۔ اس کی خوبیاں کیا ہیں۔ اوصاف ظاہر و نہاں کیا ہیں۔ لے بس اب ہم سری گنیشا ثمتہ کہتے ہیں۔ دیکھئے مضامین کے کیسے کیسے چشمہ آب بے بقا کہتے ہیں۔ یہ کہتے ہی سری نو گوش بھی کی زبان سے وہ شلوک نکلا۔ جس کا ترجمہ اس دوہے کو سمجھنا چاہئے۔

دوہا

سری گرچن سروج راج نیج من مکر سدھار
برنوں رگھو بھل میش جو ذابک پھل چار

گسرہ اجودھیا کی تعریف

سری کوکش جی کا بلبُل نطق نغمہ زن ہوا طوطی زبان شکر شکن
ہوا کہ دریا سے سر جو کے کنارے ایک پُر فضا و فرحت بخش مقام ہے
جس کا کوشل دیش نام ہے اس کے مشرق و جنوب کی طرف کوشل پور
بستا ہے۔ جہاں کنچن ہی کنچن برستا ہے۔ یہیں ساحل دریا سے
سر جو پر ایک دار السلطنت معدنیات سیم و زر سے مامور اور اجودھیا
کے نام سے مشہور ہے۔ اجودھیا کے حالات پوشیدہ نہیں۔ عجب
پاک مقام ہے اور واہ وا کیا پو تر دھام ہے *

صاحبانِ معلومات و واقفانِ حالات کاشفِ اسرار ہیں کسی
موقع پر راجہ منوجی نے برہما سے دریافت کیا کہ فرمائے کہاں پاس سے
استقامت جماؤں۔ کہاں گھر بناؤں۔ برہما جی کا جواب با صواب تھا
کہ سر جو کے کنارے۔ حکم پا کر راجہ منوجی نے اجودھیا کی بنا ڈالی اور
وہی مقدس پوری راجدھانی بنائی۔ اجودھیا کے نام میں خصوصیت
ہے اس کے ذرے ذرے میں غفلت ہے۔ یہاں انسان چاروں
پدارتھ پاتے ہیں۔ ہر قسم کے مقاصد لاگت آتے ہیں۔ اجودھیا مشرق
سے مغرب تک ۸۸۸ کوس یا بارہ جوحن ہے اور شمال سے جنوب تک
۱۲۱ کوس یا تین جوحن۔ غرض رعایا کے لئے ہر جگہ کشادہ سڑکیں۔
ہر گلی کوچہ خس و خاشاک سے پاک و شفاف دودھ کا سا دھواں لہجہ
کی آمد و رفت کے لئے ہم نشا ہر نہیں۔ سب سے علیحدہ دیواستھانوں
مشہروں شیعہ اہل حق میں جہاں سے والوں کے لئے۔ راستے الگ۔ رامیں
جڑا جڑا۔ جہاں سڑک وہاں پتھوں کی قطار۔ جہاں سے آدھ گارہ

بے خار چے چے پر چھڑکاؤ۔ قدم قدم پر ہٹاؤ چٹاؤ۔ پھولوں کی مہک راہ
گزرؤں کا دماغ معطر کرتی۔ راہ گیروں کے مشام جان کو مغنہ کرتی
تھی گو اجدھیا میں ایک سے ایک صاحب اقبال ایک سے ایک
صاحب جاہ و جلال فرمانروا گزرے۔ مگر راجہ دسرتھ میں سمجھ اور ہسی
بات تھی۔ دست خیر وہ کہ باید و شاید۔ قال و مقال وہ کہ راستی کا شہادہ
راجہ دسرتھ دھرم کرم میں مشہور و معروف تھے۔ بہر صفت موصوف تھے
عہد معدلت حمد میں جو تھا خوشحال تھا۔ فراغ البال تھا۔ امیروں کے
یہاں ہاتھی جھولتے تھے تو غریب بھی چار پیسوں پر پھولتے تھے چھوٹے
کا نام و نشان نہ تھا۔ جس میں بڑے بڑے ملکین نہ ہوں کوئی مکاں نہ تھا۔
مکانوں کی آرائش کا کیا پوچھنا۔ زیبائش کا کیا کہنا۔ دروازے میں سنہری
پردے پڑے تھے۔ زر کار محرابوں میں چاند ستارے جڑے تھے۔ بازاروں
میں تجارت کی گرم بازاری۔ رات دن راستے جاری۔ ہر مکان خود زمانہ
ہر گھر میں آئینہ خانہ تصویر خانہ مصوروں کی دستکلیاں درو دیوار سے
نمایاں۔ نقاشوں کے فن نقاشی کی خوبیاں نقش و نگار سے عیاں۔
وہ وہ شاعران شیوا بیان و ناثران شیریں زبان بستے تھے۔ جن کے
کلام سے اہل بیت کے پینہ برستے نہ کوئی مفلس نہ کننگال تھا۔ ہر ایک
دولت دنیوی سے مالا مال تھا۔ پُرانے گھروں کا نام و نشان نہ تھا۔
کوئی غریب سے غریب کا مکان نہ تھا جس میں عیش و عشرت کا سامان
نہ تھا محلے دو محلے کا کیا ذکر ہر عمارت سر بفلک تھی۔ گنبدوں اور برجوں
میں برج آسمان کی چمک دمک تھی۔ ویشیا میں (رٹا ہاں) سر سے
پاؤں تک جواہرات میں غرق۔ تصویر برق نبی ہوئی۔ آنکھوں کو صنائی
قدرت کی سیریں دکھائی اور چاند سورج کو شرماتی تھیں۔ مردانہ طاقت
گنبدوں کو شرباتے اور ایسراؤں کو انگلی پر بچاتے تھے۔ کون گھر تھا
جس میں خانہ باغ یا پائیں بلوغ نہ ہو۔ کون گلزار ہمیشہ بہار تھا جس کے
پھول پیکھری کے حسد سے لالہ گلشن کشمیر کے سینے پر دارغ نہ ہو۔ آئینے

کے درختوں کی ہر جگہ قطار تھی۔ شال کے چھتارے درختوں کی چار
طرف بہا رہی تھی۔ شہر کے ارد گرد فصیل۔ امن و امان کی سبیل موقع موقع پر
خندقیں اور کھائیاں۔ گلی گلی رستے رستے میں صفائیاں۔ نہ چور کا کھٹکا
نہ راسخوں کا ڈر۔ نہ دشمنوں کا خوف نہ سرکشوں کا خطر۔ ہاتھیوں
سے شہر کجلی بن نظر آتا تھا۔ قدم قدم پر گھوڑا پہناتا تھا۔ گالیوں کے
بوجھ سے گاؤ زمین دبی جاتی تھی موشیوں کی جماعت شمار میں نہ
آتی تھی۔ روئے زمین کے فرمانروا آستان دولت پر ماتھا رکھتے
تھے۔ راجہ دسرتھ کے قدم پکڑتے تھے۔ جو تھا باجزار تھا خراج گزار
تھا۔ دور دراز ممالک سے ملک التجار آتے تھے۔ کھاتے کھاتے
گلچھڑے اور موجیں اڑاتے تھے راجہ کے ایوانات کی کیا بات۔ سونا
ہی سونا۔ جواہرات ہی جواہرات کا ڈھیر تھا۔ جو خزانچی تھا۔ وہ اپنے
وقت کا کویر تھا۔ مندر چھوٹے یا بڑے تھے۔ سب کے سب
جواہرات سے جڑے تھے۔ مکانات کی بلندی پر طاثر خیال
کی رسانی نہ تھی۔ لب بام پر مرغ نظر کو بھی جرات جلوہ آرائی نہ
تھی۔ جلوتیں جدا تھیں۔ خلوتیں جدا۔ مردوں کے لئے علیحدہ
قیامگاہیں تھیں۔ خوروں کے لئے جدا آرامگاہیں۔ ہر گھر میں
طرح طرح کی رنگ آمیزیاں تھیں۔ نقاشیوں کی طلسم خیزیاں
تھیں۔ جابجا سونے کی دیواریں اٹھی تھیں۔ جواہرات کی پچکاراں
تھیں۔ راستے میں شانے سے شانہ پھلتا تھا۔ پیکر صبا
کو بھی مشکل سے راستہ ملتا تھا۔ مکان پہلو پہلو۔ ایوان زانو
پہ زانو۔ ہر گھر میں کچھمیں کا چمٹکار تھا۔ جو تھا زردار و مالدار تھا۔ آب
چاہ ذائقہ میں عرق نیشکر تھا۔ سر جو کا پانی قند لکڑ تھا۔ دُند بھی کی
خوش نوازی تھی۔ بین کی نغمہ سرائی۔ نوبت نقارے بدھائیاں
گاتے تھے۔ شہنائی و کرنا خوشی کے ڈنگے بجاتے تھے۔ رتھ وہ کہ
سورج کا رتھ گرد نہ پاسے ہوا نیچے رہ جائے۔ یہ سب کچھ جو بیان ہوا۔

پرائی کہانی روداد پاستانی تھی۔ جب سے راجہ دسرتھ سرسیر آرا سے
جہان پانی و تاج پیرا سے کشورستانی ہوئے۔ راج کا رنگ ہی اور
ہو گیا۔ ست جگ سے بھی بڑھ کر عمدہ ہو گیا۔ راجہ خود شہنشاہ
کا دھنی دولت شجاعت و قوت سے غنی تھا۔ بیڑوں کے طڈمی
دل اکٹھے تھے۔ دنیا کے جیالوں اور جنگ آزماؤں کے دانت
کھٹے تھے۔ راجہ دسرتھ کی جیوٹ ضرب اشل تھی۔ جرأت بے بدل
جس پر شہت لگائی۔ تگہ بوٹی کر کے دکھائی۔ جس کا نخل زندگی
نظر سے تاڑا اٹھاڑا۔

راجہ دسرتھ کا اصول معقول تھا کہ جب موقع جنگ ہوا کا تیغ
و تفنگ ہوا۔ چومند آئے اُن کی گردن جھکائے۔ جو سر جڑھے اُس
کو بتی بھلائے۔ جو زخم کھا کر گرا اُس کا گویا مقدر پھر اجان سے
امان ہوئی۔ گلے پر تیغ نہ رواں ہوئی۔ باپ نشانہ تیر قضا ہوا ہو
صف اعدا میں دم فنا ہوا ہو تو اولاد پر نظر عنایت تھی۔ جان بخشی
کی رعایت تھی۔ خیال تھا سلسلہ حسب و نسب نہ شکست ہو۔
بقا۔ لسل کا بند و بست ہو۔ خلاصہ یہ کہ بہادران صف شکن
مردان جینیم افکن رن سے منہ نہ موڑتے تھے۔ دشمن کو نیچا دکھا کر چھوڑ
تھے۔ عساکر سلطانی و لشکر خسروانی میں ایسے ایسے دل شہر تھے
و وہ دلیر تھے کہ خرطوم فیل ہاتھ سے مروڑ دی۔ شیر کی کلائی توڑ دی۔ ہنر
سے مجاول ہوا تو پسلیاں مسل دیں۔ سر سے مقابلہ ہوا تو ہڈیاں نکل
دیں۔ نہ ہاتھ میں تیرو خدناک نہ تیغ و تفنگ ادھر جیتا آیا اور ایک ٹپا
میں جیتا نہ بچا۔ شیر نے غزالے پر منہ مارا ادھر شیر پیچھے مڑنے
گھاٹ اتارا پیٹ کیا دانت میں بھی خون نہ بچا۔ فوج ظفر موج لشکر
کے مہار تھی ایسے ایسے پامرد اور صف شکنی میں خود قتلے کہ دس گیارہ
ہزار کے دل میں ایک بھی یل جانے تو فوج مخالف بات کرتے خاک
میں مل جاتے اور پھر لطف یہ کہ آپ بال بال بچیں۔ کوئی رویاں

تک نہ میلہ کر سکے۔ مجال کیا کہ وہیں شمشیر بھی ہو سے بھر سکے۔
 پہلے تلوار شن سے جگر میں بیٹھی اور دن سے نکلی۔ پھر غنیم کی
 روح بدن سے نکلی۔ سینہ توڑا اور صید نے چولا چھوڑا۔ غنیم کا
 وار کوئی کا کر نہ ہونے پاتا۔ کوئی زبردست سے زبردست زبرد ہونے
 پاتا۔ اجودھیا کے زن و مرد شکل شہاٹل میں خود تھے۔ پیشانی ہرنیروز
 کی طرح چمکتی گندہ کی طرح دھکتی تھی۔ وید ازبر۔ شاستر زبان پر
 جہالت کی جڑ بنیاد نہ تھی۔ کون تھا جس کو کامل استعداد نہ تھی۔
 برہمن کامل زمانہ۔ فاضل یگانہ۔ ویا کرن کے دانائے حقائق۔
 سانکھ کے کاشف و قائق۔ نیائے میں فرد آفاق۔ جوتش میں طاق
 اہل شہر سخی و بادل۔ خرو کلاں دریادل۔ دادو ہش سے کام تھا۔
 خیر و ثواب سے نام تھا۔ دان سے سروکار۔ دروغ گوئی سے عار
 تھا۔ سولی پر بھی ایمان کی کہتے تھے۔ کسی حال میں راست بیانی
 سے باز نہ رہتے تھے۔ جانتے تھے کہ

سایج برابر تپ نہیں جھوٹ برابر پاپ

مانتے تھے کہ آئین نہیں ہے سایج کوست کو بڑو پرتاپ

اس عہد دولت مہد میں اجودھیا رشیوں مینوں کا دنگل تھا
 آدمیوں ہی آدمیوں کا جنگل تھا۔ باشندگان شہر جامہ انسانیت
 تھے۔ جامہ آدمیت تھے۔ فرشتہ خوئی کھٹی میں پڑی تھی۔ دھرم
 کی تصویر آئینہ دل میں جڑی تھی۔ قصہ کوتا عجب زمانہ تھا عجب
 شاہی کارخانہ تھا۔ زبان میں طاقت گویائی نہیں۔ قوت ناطقہ کو
 تاب مدح سرائی نہیں۔ پس بمصدق ہو۔

خاموشی ارٹنائے توحید ثنائے تست

اقتصاد مطلب ہے اور مخدوری بیان دوسرے طرف روئے

سفن ہونے کا سبب

گ

راجہ دوسرے کی عملداری کے حالات کا لب لباب

لوکش جی پھر فرماتے ہیں کہ سورج بنس میں راجہ دوسرے
اس طرح تھے جیسے کہ باغ میں گلاب کا پھول۔ تالاب میں
کنول۔ ستاروں میں چند رمال۔ سپت رشیوں میں سورج سے بڑا
یہ بڑے دھرماتما تھے۔ دست خیر لاجواب تھا جوش فیاضی انتخاب
یگیہ کرنے کے بڑے شائق تھے۔ اپنے آباد اجداد پر بھی فائق تھے
صورت وہ تھی صورت وہ تھی کہ آدمی ان کو دیکھتا ہی کرے۔ اور
پھر بھی جی نہ پھرے۔ جس کی نظر پڑ جاتی خط و خال پر گر جاتی
صورت کیا تھی مہر پر تنویر تھی۔ منہ سے بولتی چلتی پھرتی نور
کی تصویر تھی۔ اس عیش و آرام اس خوبی انتظام سے فرما دوائی
شش جہات کی کہ راجہ اندر کی حکومت مات کی۔ رویا میں کوئی
عصیاں شعار نہ تھا۔ بد اطوار نہ تھا۔ سب کے سب فضائل
میں وحید زمانہ فضائل میں یگانہ۔ راستی شعار۔ دھرم سے پیار۔
مفلسی کو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ بے زری کو پیا نشا ہی نہ تھا۔ سب
گھر آباد۔ سارے نکمیں دلشاد اہل خاندان مطلوب و طالب تھے
محبتوں میں ایک دوسرے پر غالب تھے۔ دانا سے مطلب تھے
بس حد ہے کہ ایک جان دو طالب تھے۔ نہ کسی سے بگاڑ۔ نہ کسی
سے چھیڑ چھاڑ۔ نفس مارہ پر دھرم کا کڑا تھا۔ بد چلنی کا توڑ تھا۔ لامذہبی
کی کچھ کائنات نہ تھی۔ کفر کی کوئی بھی بات نہ تھی۔ خیانت دار بیٹھے
کیوان کھاتے تھے۔ چھین بھوک کے عزے اڑتے تھے۔ بیس میں تھا
غیظ و غضب۔ بے نفس میں تھا۔ بیوقوف و جاہل چراغ لے کر دھونڈتے پھر

بھی نظر نہ آئے۔ کودن تھے تو وہ بھی دید شاستروں کو فرستاتے تھے۔ عورتوں کو مردوں کی طرف نظر اٹھانا بمنزلہ قسم تھی۔ ہر وقت چشم ادب گھونگٹ میں خم تھی۔ بیوگی کے عالم میں اور ہی ہو تو تھا۔ دوسرے مرد کا منہ دیکھنا ہی نا منظور تھا۔ شاید نادانستہ بدن سے بدن چھو بھی چائے تو پراسچیت سے داغ گناہ ہوں۔ ایشور سے ملکر خواہ ہوں۔ جب یہ حالت تھی تو کچھ خاوند کی وفاست کے بعد فکر ازالہ کا ہش معلوم۔ کوئی بھی استری دھرم سے نہ چکتی تھی پرانے مرد پر دور سے ٹھوکتی تھی۔

برہمن بھی افضل تھے۔ عامل باعمل تھے۔ دید شاستر کے مطابق سے کام تھا۔ حفظ مراتب قومی میں نام تھا۔ خود دان کرستے تھے اپنا کلیان کرتے تھے۔ دوسروں کے دان لیکر سچے دل سے ایشورادیتے تھے۔ نقد مردادیتے تھے۔ ناجائز دان پر تھکرتے تھے۔ کمال جمان کا نقصان ہوتا ہو تو خود جان تک قربان کر دیتے۔ خود بھی دان لیں اور خود بھی دان کریں۔ دید شاستر بھی پڑھاتے تھے اپنی الیاقت بھی بڑھاتے تھے۔ نہ خودی تھی نہ کسی کی بدی تھی دائرہ حکومت نہ و احاطہ سلطنت میں نہ کوئی راہ طریقت بھولا تھا نہ لنگرانہ گولا تھا۔

جو تھا قناعت گریں تھا۔ صبر استغنا سے مستحق اثرین تھا۔ سب پروردگار خاص و عام تھے۔ جب ابطنی کے بندوبست دام تھے۔ بہتری غلامی خوبو میں تھی۔ ہوائے نفسانی قابہ میں تھی۔ سب عمر طبعی پاتے تھے زندگی کا لطف اٹھاتے تھے۔ کوئی غم فرزند سے ناشاد نہ تھا۔ فرد واحد بھی بے اول نہ تھا۔ کیا چھتری۔ کیا ویش اور کیا شور۔ سب برہمنوں کو مانتے تھے۔ نجات بخش جانتے تھے۔ راجہ و سرحد کے راجسی ٹھاٹھ باٹ کا کیا ٹھکانا۔ شان و شوکت کا کیا موازنہ۔ ہاتھی گھوڑوں کا جنگ ٹھاٹھا۔ زرد و جاہر سے خزانہ پٹا تھا۔ ہاتھی اندر کے ایراوش کو شراقتے تھے۔ گھوڑوں سے سورج کے گھوڑے لجاتے تھے۔ راجہ و سرحد

کے عملات نے آٹھ کوس تک کی زمین گھیری تھی۔ جہاں شام کو
وہی سامان عیش تھے وہی سویرے تھے۔ راجہ دسرگھ کا وہ اقبال
لازوال وہ جاہ و جلال تھا۔ کہ بد بھی پیشانی روشن کے سامنے
ہلال تھا۔ فرمانروایان عالم میں یہ آپ اپنی نظیر تھے۔ یہ عمر
پر تنویر تھے +

گ

راجہ دسرگھ کے انتظام حکومت کی مختصر کیفیت

اب راجہ دسرگھ کے انتظام حکومت کی قدرے تشریح کی جاتی
ہے۔ جس کو سدھن کی بھی وقعت حاصل نہیں۔ مگر بمصداق مشے
نمونہ از خروارے کچھ معلومات کے لئے مفید ہی ہوگی نہ کہ غیر مفید۔ راجہ
دسرگھ کے دربار میں دو قسم کے وزراء نامدار تھے ایک امانیت دسرگھ
باس برتی۔ امانیت وہ جو ممالک محروسہ اور کل قلم و شاہی کے سفید
وسیاہ نظم و نسق کا ذمہ دار اور دیگر وزراء سلطنت و عینان حکومت
اس کے زیر قلم ہوں۔ باس سے مراد اُس وزیر یا دزیروں سے ہے
جن کے لئے ہر موقع پر حاضری دربار گوہر بار و دستور عظیم النظر و رض
و لازمی ہے +

ان امانیت اور باس برتی وزراء حکومت و اراکین سلطنت
میں سے راجہ دسرگھ کے یہ آٹھ وزیر باتدبیر خاص نفس
ناطقہ تھے +

دھرشٹ۔ جنیٹ۔ بچے۔ سوراشر سومتر۔ دھرم پال۔
الوپ۔ راشتر پورہ

یہ تو وزیران خاص و مشیران باخلاص کا ذکر ہوا۔ ان کے

علامہ چھ برہم رشی بھی شریک مشورت و ہمراے مصاحبت رہتے تھے۔ ان کے نام نامی حسب ذیل ہیں :-
 گوتم - کشیپ - جابالی - شو جلیہ - مار کندی - کاتیاہن
 یہ عابدان پر سیزگار و مرتاضان فخر روزگار - ویدوں کے عامل اور علم کشف و کرامات میں تھے۔ مردت میں فرد آفاق اندریاں جیتے میں مشتاق - نہ کسی چیز کے طالب نہ کوئی خواہش ان پر غالب - نہ غیظ و غضب سے آگاہ - نہ شہرت و نمود کی چاہ ۔

دل میں وہ آزادی خیال تھی کہ راجہ دسرتھ کو کوئی بھی خلاف بات کرنا محال تھی۔ اگر راجہ کا خیال بگڑتا تو ان کا ماتھے زبان و قلم پگڑتا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ مہاراج نا انصافی کر سکتے۔ ناراستی کا دم بھر سکتے۔ اول تو راجہ دسرتھ کو خود ہی راستی و انصاف کا خیال تھا۔ ترک انصاف محال تھا۔ مگر نہیں بشریت سے بھی کچھ بھول ہوتی تو موصوف الصبر رشیوں کی طبیعت ملول ہوتی۔ وہ راجہ کی بات الٹھنے میں کبھی لگی لپٹی نہ رکھتے تھے۔ راجہ بھی انحراف کا نام نہ لیتا تھا۔ یہ مرتاضان کامل و عابدان عالم و فاضل بڑے ہی عجز پسند تھے۔ بہت ہی دانشمند تھے جب بات کرتے منہ سے پھول جھڑتے معلوم ہوتے تھے۔ امرت کی بارش ہوتی دکھائی دیتی تھی۔ ان کا دل تھر تھرتا کا نپتا رہتا تھا۔ کہ کہیں بے اصولی بات ہو جائے تو بس ساری ریاضت و عبادت کا کمال ایک دم سے گر جائے اور اس پر آئندہ کا عذاب مزید براں ہوتا صواب اجر المضاعف ۔

یہ لوگ جب مشورہ دیتے۔ سر سبز جہا نیانی کی ترقی خاندانی کی افزونی حکمرانی کی۔ کشور ستانی کی۔ علامہ خلافت پر دریا نی کی۔ کامیابی و کامرانی کی۔ نام نیک سے حیات جاد دانی اور

لطف زندگانی کی یہ بزرگ جو مصالحت پیش کرتے وہ پہلے آپس میں طے کرتے ایک دوسرے کی رد و فخر تائید و تردید - ترمیم و تنسیخ کے بعد خلاصہ یہ یہ کہ ہر مصالحت اور ہر مشورت بڑے بڑے روشن دماغوں کے دماغ سے نکل کر جب مستند ٹھہرتی - تب اُس پر آمد در آمد ہوتا - راجہ دسرتھ کو بھی منصب نہ تھا کہ خود رائی کر کے کبھی شیر کی طرح بھڑکے - اس کو بھی کان دہائے رہنا پڑتا - ایک ایک شاستر ہزار ہزار بخیروں میں جکڑتا تھا سزا و جزا کا شاستر کے رو سے پورا انتظام تھا - انصاف پسندی ہی سے کام تھا - اگر بیٹا بھی مورد الزام ہوتا تو اُس کا بھی قضیہ تمام ہوتا نہ مروت کو دخل تھا نہ لحاظ کی ضرورت نہ سفارش سے جانبری کی شکل تھی نہ رہائی کی صورت ۵

وزارے حکومت و امراے سلطنت وہی مشورت کرتے تھے جس سے سلطنت کی ترقی حشمت و جاہ ہو - رعایا کی فلاح و رفاد ہو محاکمہ جنگی سرکشاں زمانہ کے ہوش اُڑاتا تھا - سوربیروں کے سر جھکاتا تھا جس نے سر اٹھایا اُسی کو نیچا دکھایا - جس نے سر کشی کی - اس پر لشکر کشی کی زور دیا زود دکھایا تنقیم کا سر جھکایا - وزراء سے بات دیرد شیران دی تو قیر عظیم النظر تھے اور عناصر کی طرح ایک ایک کا دستگیر - جب کسی مشورے کی نچت و پز ہو جائے تب تباہ پرائے ورنہ اظہار بے سود یکساں عدم وجود راجہ دسرتھ کے دور حکومت میں نہ چوری تھی نہ چکاری نہ لوٹ کھسوٹ نہ لے ماری نہ زمین روپیہ اگلتی تھی - اوچھے سے اوچھے زمیندار کی ہنڈی چلتی تھی دھرم کا پرچار تھا - ادھرم مردود روزگار تھا - جو تھا نیک چلن - ایک سخن وفا شعار نیک کردار - صداقت پسند - عقیدت مند - ایماندار پرہیزگار غیظ و غضب سے بری - جنس راستی کا مشتری چور چوری سے دل چراتے تھے - بے شرم - بے حیائی کی باتوں سے شہرت لے تھے جنگ

فساد و بغض و عناد و ادب و داد و آہ و زاری کا نام نہ تھا۔ اگر کوئی تھی تو علمی جنگ آزمائی تھی تو قلمی۔ شاستری کے مطالب پر لوگ جھگڑتے تھے۔ دیدوں کے مفہوم پر لڑ پڑتے تھے۔ صفائی پوشاک مد نظر تھی۔ کپڑوں کی جوتہ تھی کاہکشاں کی طرح مندر تھی۔ پاکیزگی کا وہ خیال تھا کہ بس گنگا جی میں اشران کرنے کا سا حال تھا۔ انکاوشی کے برت رہتے تھے۔ رات دن ایشور ایشو کہتے تھے راجہ اپنے دھرم کو فیض بام اور راج نیست میں انتخاب نہا تھا تو رعایا میں سے ہر فرد بشر اپنے اوصاف و اطوار میں وحید و یگانہ کل رعایا اپنے واسطے ملک کو مایہ رفاہ جانتی اور سرمایہ عز و جاہ مانتی تھی۔ راجہ ان کو گلزار حکومت کا باغبان چین سرود سمن جانتا اور تھلبنہ گلشن جگرانی مانتا تھا۔ نہ کہیں کلام سخت و درشت سننے میں آئے تھے نہ خار الفاظ سست چلنے میں۔ راجہ دسرتھ اپنے گھر بیٹھے رہتے تھے اور روئے زمین کا پل پل کا حال معلوم ہوتا رہتا تھا۔ سارے روئے زمین کی باتیں نہ جاننے کو نسا فرشتہ غیب کاں میں کہتا تھا۔ دنیا کی بات بات گویا پیش نظر ہی تھی۔ جو کچھ ہوتا تھا اُس کی جیسے خبر ہی تھی +



راجہ دسرتھ کی اولاد کے لئے سیماری اشومید جلیہ کی تیاری

سری نوادر گش جی ماٹل ترنم ہیں کہ ہمارا راجہ دسرتھ سے عمر بھر وہ عیش و آرام کئے کہ اندر کو بھی عمر بھر میسر نہ ہوئے ہونگے۔ مگر افسوس بڑھایا آگیا۔ صبح پیری آتے ہی شب جوانی کا چراغ جھلما کر گل ہو گیا۔ دنیا نظر میں اندھیری تھی کہ ہاسے کوئی گھر کا چراغ

نہیں تاج میں کوئی گوہر شب چراغ نہیں۔ ہر وقت یہ

اشعار درد زبان تھے
سفید ہے رنگ موی سر کا چراغ بجھنے کو ہے سحر کا
نہیں ہے گھر میں چراغ گھر کا یہ کیا غضب، یہ کیا غضب ہے

بصر ہے نور بصر نہیں ہے نظر ہے نور نظر نہیں ہے
جگر ہے نحت جگر نہیں ہے یہ کیا سبب، یہ کیا سبب ہے

نہ ہو جو روشن چراغ گھر میں اندھیرا چھائے نہ کیوں نظر میں
نہ ہے ضیائیر سحر میں نہ روشنی چراغ شب ہے

نہیں نصیب آنکھ کا جوتا رہے روئے افکار کا نظارہ
ہو زندگی کا کوئی سہارا یہی طلب ہے یہی طلب ہے

بغیر دلبند و راحت جان میں جان دل مضطرب پریشاں
یہ دل میں گریاں وہ دل میں نالاں یہ نیم جان ہے جان ہے

افق شجر کا جو ہے ثمر ہو صدف وہ کیا ہے جو ہے گوہر ہو
بشر وہ کیا ہے جو ہے پسر ہو کہ بے نگین زیب تاج کہے

راجہ و سرحد کو حسرت فرزند میں خواب و خرد حرام تھا فکر و تردد سے
کام تھا۔ وزیرانِ بادشاہ و مشیرانِ درختن ضمیر نے صلاح دی کہ جگہ

کیجئے اولاد لیجئے۔ اشومیدہ جگہ سے سب پدارتھ ملتے ہیں۔ غنچہ
مراد کھلتے ہیں۔ راجہ کو تجویز پسند آئی۔ اشومیدہ جگہ کی دھن

سمائی۔ امایتہ اور باس برنی وزیروں کو بلایا۔ پروہتوں کو یاد فرمایا
سو تر سب کو لایا۔ راجہ نے مطلب دل کہ سنایا۔ دس روز تک ہمار

ہو۔ سوچ بچار ہوا۔ رد و قدح اور غور و فکر کے بعد سب متفق انھیال
اور متفق اللفظ ہوئے کہ ہاں جگہ ضرور ہو کہ چرخِ خاندان پر تیر

ہو۔ پس تامل سے منہ موڑئے۔ جگہ کا گھوڑا چھوڑئے ایشور
کی بڑی بڑی باہیں ہیں

پر بھد کی مہماں برنی نہ جانی

جگت بگت اور اوگن سوگن مت کر پڑھتا مٹی
 رانی کو پرست کر ڈارے پرست کو کوکے رانی
 آپ کو ایک فرزند کی خواہش ہے۔ ایک نور نظر کے لئے کاہش
 ہے۔ وہ چاہے تو اولاد سے کھر بھر دے۔ سب رانیوں کو بار بار کر دے
 آپ دھرم مانتا ہیں۔ دھرم کا سہرا آپ کے سر ہے۔ پس دھرم بھی آپ
 کا مددگار ہوگا۔ دیکھ لیجئے گا۔ ضرور بیڑا پار ہوگا۔

وزیروں کی مشورت سے راجہ کے دل پر خوشی چھا گئی تھوڑے دن بعد
 گئی۔ فوراً صاد ہوا۔ تھیلی پر برسوں جمائے کا ارشاد ہوا۔ بششٹ جی
 کی نگرانی میں انتظام ہونے لگا۔ سر جو کے کنارے جگہ منڈپ کی تیاری
 کا اہتمام ہونے لگا۔ دھرم شاستر کی ہدایت پر تمام کارپروازوں نے
 صفائی قلب و پاکی نفس منظور کی۔ نایا کی ہواد ہوس دل سے دور
 کی۔ ہر وقت پاس تھا کہ کسی طرح کسی کی دلازاری نہ ہو۔ کوئی خواب
 میں بھی مائل گریہ و زاری نہ ہو۔ برہم راکشسوں کی تعدی کی پیش بندی
 کی گئی۔ خلل اندازوں کی روک تھام کے لئے دانشمند ہی برتی گئی۔
 برہم راکشسوں کے دم نہیں لگی ہوتی۔ برہمن دیدیا ٹھہری ہے۔ شاستر
 کا جاننے والا ہے۔ لیکن بھگتی بھاؤ نہیں۔ دھرم کا چاؤ نہیں اچھے
 کا ورو دھی ہے۔ کرودھی ہے۔ جگہ میں خلل انداز ہوتا ہے امور خیر
 میں فتنہ پرواز ہوتا ہے۔ اسی کو برہم راکشس کہنا چاہئے۔
 اسی سے دھرم کا کام کرتے وقت ہوشیار و خبردار رہنا چاہئے
 چنانچہ ان کے سد باب میں سرگرمی سے کام لیا گیا۔ خوب
 چو کسی کا انتظام کیا گیا۔

رشی جگہ کا انتظام دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ راجہ کو
 اشیر باد دیا۔ اور یہ کہہ کر تیوبن کا راستہ لیا کہ جب سامان
 تیار ہو جگہ بروے کار ہو۔ تو ہمیں توید دیجئے گا۔ یاد فرما لیجئے گا
 راجہ نے سب کو بہت اعزاز کے ساتھ رخصت کیا جو کچھ

خیال میں نہ تھا وہ دیا +
اب راجہ نے وزراء دولت دارا کین سلطنت کو ارشاد کیا
خیال رہتے خوب دیکھ بھال رہے کہ ہر فرد بشر کیا ماتحت کیا
افسر۔ پیر و جواں خورد و کلاں۔ سب پاک و صاف رہیں۔
آئینہ دل گرد بد اطواری سے شفاف رہیں۔ نیک کام میں
پاکیزگی نفس مقدم ہے۔ گریہ نہیں تو جگہ کی کارروائی برہم ہے۔
خیر اب آپ لوگ اپنے اپنے گھروں کو جائیں۔ ضروری کارروائیوں
میں دل لگائیں۔ کل سویرا ہوتے ادھر بھی پھیرا ہو۔ دھرم پشکس
(کتب مذہبی) لیتے آئیے۔ اُن میں جو احکام و ارشاد ہوں۔ بتائے
کہ اُن پر عمل درآمد کیا جائے۔ ہر کام میں انہیں کا مشورہ لیا
جائے۔ دربار برخواست ہوا۔ وزیر گئے۔ مشیر گئے۔ راجہ بھی خوشید
محل یعنی داخل محل ہوا۔ دھرم شاستروں پر نظر جمادی نہ احکام
مذہبی پر عقل لڑادی۔ رانیوں سے فرمایا کہ جگہ کا انتظام سے
کوشش بقائے نام ہے۔ پاکیزگی نفس و صفائی جسم کی پوری
احتیاط رہے۔ خیالات فاسد دل میں جگہ نہ پائیں۔ کوئی ایسی
بات نہ ہو۔ جو احکام شاستر کے خلاف اور جگہ کے زمانہ
میں ناموزوں ہو +

۹۔

سنت لمہارجی کی پیشگوئی سو مت کی

زبانی۔ راجہ و سرحد کی لا ولد سی۔ فکر اولاد راجہ
روم پاد کے یہاں شرنگی شئی کی رونق افروز کی

راجہ ماری شاننا اور رشی جی کا کٹھ بندھن سومنت کی شرنگی رشی کو بلانے کے لئے تجویز

راجہ دسرتھ تنخالیہ میں ہیں۔ سومتر (سومنت) کی یاد ہوئی، دیر بات دیر زمین بوس ہوا۔ دعا سے خیر و مہرا کہہ کر گذار سش کی پر تھی ناتھ کیا ارشاد ہے :

راجہ دسرتھ - رکھیشروں اور بندوں نے تو طے کر دیا ہے کہ جگہ ضرور ہو۔ اب آپ مشورہ دیں کہ کیا کرنا چاہئے :

سومنت - پوران میں پڑھا ہے اور مہاتماؤں سے سنا ہے۔ ایک روز مجھے برہم لوک جانے کا اتفاق ہوا تھا دہاں تو رکھیشروں کا خاصہ مجمع تھا۔ سنت کمار جی گوہر افشاں تھے کہ تریتا جگ میں سری راجہ دسرتھ رکھو بنیوں کے آفتاب خاندان ہونگے شیاہ گزے گا۔ جوانی گھٹیلگی۔ بڑھایا آئیگا۔ مگر فرزند فرینہ نہ ہوگا۔ انہیں کے زمانہ میں شرنگی جی بیھانڈک رشی کے نور نظر بنیں گے۔ اور کشف و کرامات میں وہ کمال حاصل ہوگا۔ کہ فخر زمانہ سمجھے جائیں گے۔ ان کا ایک لمحہ بھی تپشیا بغیر نہ گزے گا۔ جنگل ہی میں رہینگے۔ آبادی کی طرف رخ بھی نہ ہوگا۔ آدمیوں کی صورت سے نا آشنا رہیں۔ بتا کی فرمانبرداری جان کے ساتھ رہیں گی۔ برہمچر کے ایسے پابند رہینگے کہ شادی کے بعد بھی عورت سے واسطہ نہ ہوگا۔ اگنی ہوتر کے کمالات اشاروں پر چلیں گے۔ ان کے فضائل کے دور دورے میں راجہ روم یاد آگے دیش کا فرمانر، اسے صاحب اقبال ہوگا۔ جو بستر غفلت پر محو خواب ہو کر فرائض خدمت نظر انداز کر دیگا۔ یہاں تک کہ آثار خرابی پیش نظر ہونگے :

راج نیت میں مرقوم ہے کہ جہاں راجہ نے اپنے فرائض نہ کیے

سے روگردانی یا چشم پوشی کی سمجھ لیجئے کہ رعایا پر بلائیں آئیں۔ پانی نہیں برستا۔ زمانہ ایک ایک دانہ کو ترستا ہے۔ چنانچہ راجہ روم یاد کی غفلت شعاریوں اور غلط کاریوں سے بعینہ وہی سامان پیش نظر ہوں گے۔ جس کی آنکھیں کھلینگی تو کئے ہوئے کو پچھتاہیگا۔ برہمنوں کو بلائے گا۔ درود دل سے کراہیگا۔ مدد چاہیگا۔ برہمن بعد غور و فکر ہدایت کریں گے۔ کہ کنیاں دان کیجئے۔ تب پاپ گھٹے۔ رعایا براہ کی تکلیف کٹے۔ شرنگی رکھ کو بلوائے۔ شاننا راجکمار ہی کا سیاہ رچاٹے جہاں رشی کمار اور راجکمار ہی کا گٹھ بندھن ہو ایں سب مصیبتیں دور۔ آفتیں کا فوری

راجہ روم یاد سوچے گا کہ شرنگی رکھ بن باسی۔ برہمچاری۔ آبادی سے متنفر آدمیوں کی صورت سے ناواقف۔ وہ میرے یہاں کیونکر آئینگے محض ناممکن ہے۔ بس برہمنوں سے فرمائے گا کہ ان کے آنے کی صورت کیا ہے۔ پہلے اس کی تجویز ہونا چاہئے۔ میری درخواست ہے کہ آپ ہی تکلیف کریں۔ آپ سمجھائیں بجھاؤں گے تو شرنگی جی ضرور تشریف لے آئینگے۔ برہمن کالوں پر ہاتھ رکھنے کہ مہاراج ہمیں معاف فرمائے۔ ہم بجھاؤنگے شرنگی سے ڈرتے اور شرنگی رکھ سے لڑتے ہیں کہ نظر ٹیڑھی کریں کوئی بددعا دے بیٹھیں۔ تو زمین و آسمان میں کیسے ٹھکانا نہ ہو۔ برہما کے بجائے بھی نہ بچیں۔ وہ ٹھہرے برہمچاری۔ یہاں کنیا دان کا سامان نارا ضلکی رکھی ہوئی ہے۔ یہ سن کر راجہ غوطہ میں جاٹے گا۔ برہمن بھی خاموش ہو جائیں گے۔ راجہ برہمنوں سے مایوس ہو کر پیسواؤں کو بھیجے گا۔ اس حکمت عملی سے شرنگی رکھ آجائے گا۔ راجہ کنیا دان کرے گا۔

راجہ روم یاد کی تجویز کارگر ہو جائے گی۔ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب بھی ہو جائے گا۔ شرنگی رکھ راجہ روم یاد ہی کے جہاں

ٹھہریں گے۔ انہیں کے جگہ کرنے سے راجہ دسرتھ کے یہاں اولاد پیدا ہوگی۔ سنت کمار جی کی پیشینگوئی سنا کر سو منٹ وزیر ہمارا راجہ دسرتھ سے گویا ہوا کہ ہمارا راجہ جی شرنگی رکھ راجہ روم پاد ہی کے یہاں رونق افروز ہیں۔ آپ سے رشتہ دامادی بھی ہے۔ راجہ روم پاد آپ کے شفیق بدل رفیق بھی ہیں۔ اُن کی لڑکی اور آپ کی لڑکی میں فرق کیا۔ اس لحاظ سے اُن کا داماد بھی آپ کا داماد ہوا پس آپ شرنگی جی کو ضرور بلوائیں۔ وہ آگئے تو سب فکر دور مطلب حاصل۔ اُن کے بغیر کامیابی مقاصد میں احتمال ہے۔ یکجہ کا اثر پذیر ہونا محال۔

راجہ دسرتھ نے پوچھا کہ بیسواٹیں شرنگی رکھ کو لائیں یہ کیسے؟

سو منٹ۔ تخلیہ کی باتیں ہو چکیں۔ اب داستان مزے کی ہے۔ دربار میں سنئے تب لطف آئے گا۔ یوں گپ چُپ کے لڑو کی سی کیفیت ہوگی۔ حکم ہو تو دربار ہی میں عرض کروں۔

راجہ دسرتھ۔ اچھا تو پھر اٹھو وہیں چلیں۔

گ

بیسواٹوں کی حکمت عملی سے راجہ روم پاد کے یہاں شرنگی رشی کے تشریف لائیں کی سرگزشت شانتا راجمارا اور رشی جی کی شادی

اجودھیا کا شاہنشاہی دربار ہے۔ رتن جٹ و جواہرات

سے (صع) سنگھاسن پر مہاراجہ دسرتھ رونق افروز ہیں۔ مکٹ کے عقیق و الماس کی چمک دمک پر نگاہ نہیں ٹھہرتی مسند نگار موتیوں کی جھالروں اور جواہر نگار بیل بوٹوں سے آراستہ تاروں بھری رات کومات کر رہی ہے۔ تاج شاہنشاہی پر چتر مکال اپنے قیمتی جواہرات کا نور برسا برسا کر مہاراجہ پر نکھو کے آفتاب اقبال اور قمر جاہ و جلال کی روشنی سے ایک عالم منور کر رہا ہے۔ وزیران باتدبیر قرینے سے اپنی اپنی نشستوں پر جلوہ فرما رہیں۔ مشیران ذی توقیر زانوںے ادب تہ کٹے ہوئے اپنے اپنے مرتبے کے موافق رونق آ رہیں۔ نگاہ رو برد کی آواز دربار میں گونج رہی ہے۔ جے جے کار کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ یہ دربار گوہر بار ہے۔ اور یہ محفل سپہر مشاغل۔ اس میں آج نہ مہمات ملکی کا ذکر ہے نہ سرکوبی غنیم کا فکر۔

سومنت سنگھاسن کے قریب مہاراج کے دست راست پر مائل گوہر افشانی ہے۔ زبان یوں وقف رطب اللسانی ہے کہ پرتھی ناتھ راجہ روم یاد مایوس ہو چکے تھے۔ وزیروں نے ٹکاسا جواب دے دیا تھا۔ پروہتوں نے دہائی کھنچی تھی کہ ہم سرنگی رکھ کے پاس نہ جائینگے۔ لیکن اتنا بتا دیا تھا کہ شرنگی جی آج شد جنگل سے نکلے ہی نہیں۔ وید شاستر پڑھنے کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ دنیا میں کوئی اور بھی مشغلہ ہے۔ تیشیا تو گویا گھٹی ہی میں پڑی ہے۔ آندھی آئے پانی برسے کچھ ہوتا ہے اور وہ۔ وہ ہیں اور تیشیا۔ عورت کے تو نام سے واقف نہیں پھر نفس پروری یا حسن پرستی کا کیا ذکر۔ پس تدبیر سے تو یہ کہ کشتیاں بہت ہی عمدگی سے سچی سچائیں نقش و نگار بھی ہوں فرش زر کار بھی ہوں۔ پھولوں کی آرائش ہو۔ پھولوں

کی زیبائش ہو۔ اُس پر حسین حسین بیسواٹیں سوار کی جائیں۔ وہ ناچتی کھیلنے کرتی موجیں اڑاتی جائیں۔ شرنگ رکھ کر لہجائیں اور پھندے میں پھانس کر لے آئیں۔ لیکن بیسواٹوں کو خوب سمجھا دیا جائے کہ بھانڈک رشی کی موجودگی میں نہ جائیں جب وہ ادھر ادھر ہوں تب رشی کو اڑا لے آئیں۔ اگر بھانڈک رشی دیکھ جائے۔ تو بس آتش بدعا غضب دھاویگی۔ نظر قریات دکھاویگی۔ پس مناسب ہے کہ بیسواٹوں کو بھانڈے رشی جی کو بلائیں۔ یوں ان کا آنا دشوار۔ دوسری تدبیر بیکار ہے۔

راجہ روم پاد نے کہا آپ خود جانا منظور نہیں کرتے تو خیر یہی سہی۔ مگر بیسواٹوں کو کون لائے۔ اور کچھ نہیں اتنا تو کام کیجئے خود ہی بیسواٹوں کو لائے۔ کا انتظام کیجئے۔

برہمن۔ تو ہم لوگ تو راضی برضا ہیں۔ ہمارا ج۔ جو راہ بتائے وہ آگے چلے۔ بہت اچھا۔ جو مرضی کہہ کر برہمن رخصت ہوئے دھونڈھ کر نازیناں مہ جمال و حسیناں زہرہ تمثال لے آئے سب کے سولہوں سنگار ہوئے۔ آفتاب و مہتاب چاند کے ٹکڑوں کے چاند ایسے مکھڑوں پر نثار ہوئے۔ بیسواٹیں کشتیوں پر سوار ہوئیں۔ کشتیاں گنگا جی کے پار ہوئیں۔ ٹھہری کہ بس یہیں قیام ہو۔ قرار پایا کہ ساحل پر مقام ہو۔ اس پر ایک عجیب رونق برستی تھی۔ شرنگ رکھ قطب از جا بجنبد کے مصداق تھے یہ شعر حسب حال تھا۔

ہم جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

پھر جگہ سے نہیں ہلتے ہیں

شجر کی صورت و شست غربت اور اقامت عبادت تھی اور ریاضت۔ عقیدت تھی اور پتا کی خدمت۔ خدمت خفی اور عظمت کیا تمیز کہ عورت بھی کوئی چیز ہے۔ کیا خیال کہ حسن و جمال بھی مال

ہے۔ اتفاق کی بات کہ طبیعت میں لبر آئی تو اشنان کے لئے گنگا جی کی طرف چل پڑے۔ ساحل پر پہنچے۔ دیکھا کہ اندر کا اکھاڑا جمع ہے۔ خط و خال میں روشنی شمع ہے۔ تبھی چشمِ حاد سے آنکھ لڑی کبھی چاند سے مکھڑوں پر نظر پڑی۔ پوشاک زر کار دیکھی تو دنگ ہو گئے۔ زیور جواہر نگار دیکھے تو قائل نیرنگ ہو گئے خوش آوازی اور نغمہ پردازی نے وضو شکست کر دیا۔ نرگس کی طرح ٹٹکلی بندھ گئی۔ سرو کی طرح سکتے میں کھڑے رہ گئے۔

بیسواؤں نے دیکھا تو اٹھلاتی مسکراتی پاس آئیں۔ پوچھا کہ آپ کا نام رہنے کا مقام۔ والد کا اسم و لقب جنگل میں رہنے کا سبب شرنکی رکھنے خواب میں بھی ایسی صورتیں نہ دیکھی تھیں۔ علم ہی نہ تھا کہ گٹشن کاٹنا ت میں عورت بھی کسی گلاب کے پھول کا نام ہے۔ جس پر مردوں کا بٹیل دل جان خدا کرتا اور نوکدار کانٹوں سے بھی نہیں ڈرتا ہے۔ وہ ان جواہرات سے جڑی مصوٰر حقیقی کے قلم قدرت کی کھینچی ہوئی حسن کی منہ سے بولتی چالٹی تصویروں کو دیکھ کر پھرک گئے۔ سمجھے کہ آج زندگی سپھل ہوئی۔ ایشور نے بڑا فضل کیا۔ اپنی وہ قدرت کاملہ دکھائی جو دنیا کے پردے پر اب تک موجود نہ تھی۔ رعب حسن و عالم محویت و حیرت میں جواب دیا کہ بھھاڈک رشی میرے پتا ہیں۔ شرنکی کے نام سے پکارا جاتا ہوں۔ تپشیا سے کام ہے۔ اسی جنگل میں قیام ہے۔ آپ کو زندہ کاٹنا ت و فخر موجودات جان کر آرزو مند ہوں کہ آپ لوگ ذرا تکلیف کریں۔ میری کٹنی میں تشریف لے چلیں۔ دور چلنا نہیں۔ سکونت بہت ہی قریب ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ سب کی خدمت کروں۔ لاکھ دھلاؤں +

شرنکی رکھ برہم گیان میں مست تھے۔ وہ اسی دھن میں

مگن رہے۔ اور بیسواؤں کو نہ معلوم خلقت کو بین میں کیسا ممتاز و سرفراز سمجھے۔ اور ہر بیسواؤں نے خیال کیا کہ رشی جی منتر میں جکٹے گئے۔ جادوئے جن کارگر ہو گیا۔ بس حد ہے کہ کٹی میں لٹے جاتے ہیں۔ مگر ذرا پڑھی پھری ہے۔ بھلا کدک رشی وہاں ہوئے تو اُٹے لینے کے دینے پڑینگے۔ یہ سب اندیشے میں تھیں کہ شرنگی جی پھر خود ہی بول اُٹھے۔ اکر آپ لوگ کچھ اندیشہ نہ کریں۔ بے تکلف تشریف لے چلیں۔ پتا جی تو دو چار روز سے مکان پر نہیں کہیں تشریف لے گئے ہیں۔ مجھے بھی تنہائی گھلا رہی ہے۔ جنگل کاٹے کھاتا ہے۔ اب سب چلیں تو ایک سے دو بھلے کی مشاک ہوگی۔ میرا بھی دل تہل جائے گا۔ بیسواؤں دل ہی دل میں خوش ہو گئیں کہ وہ مارا۔ وہ پانسا چتا۔ پس پالا ہمارا تھا۔ ہاتھوں میں کچھ خوش رنگ پھول۔ کچھ خوش ذائقہ پھل لے لیے سروں سے راگ گاتی۔ پڑی خوش الحانی سے ترانے سناتی ہوئی ساتھ ہو لیں۔ شرنگی رکھ آنکھ بچھاتے ہوئے ہمراہ چلے۔ کٹی پر پہنچے تو بمصادق ہے

غریب خانہ میں جو آئے بس یہیں بیٹھے

گلیم سیاہ دیوار ہے پچھلی در پر

جنگلی درختوں کے پتوں کا فرش بچھا دیا۔ سب کو سر آنکھوں پر بٹھایا۔ جل چڑھایا۔ سروں پر پھول برسائے۔ بیسواؤں کی کٹی کٹی کھل گئی۔ خاطر و مدارت نے طبیعت خوش کر دی۔ دل میں سوچیں کہ شرنگی جی تو بچھو لانا تھا ہیں ان کا لے جانا کیا مشکل۔ ایک بیسوا نے یہ بھولایا۔ اور سادہ لوحی دیکھ کر ایک پھل رشی کے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہا کہ خوش کیجئے۔ رشی جنگلوں کے پھل ہماری وہ شاہی باغوں کے پھلوں کا مزہ کیا جانیں۔ جو ہیں دانت لگایا زبان چٹھارے بھرنے لگی۔ لب بندھ گئے۔ جوش خوشی سے

بتیسی کھلا دی +

یہ رنگ دیکھ کر بیسواؤں نے سنگار رس سے بھرے ہوئے
 نغے چھیڑ دئے اور دوسری بیسوا نے ناز و انداز سے اُٹھ کر جسم
 سے جسم ملا دیا۔ شرنگی رکھ بھولے بھالے۔ وہ سمجھے کہ یہ بھی
 کوئی نعمت غلطی ہے۔ بیسوا میں بھی اس نظارے سے مست
 ہو گئیں۔ ایک پر ایک گرنے لگی۔ از خود رفتگی حد سے گزری ہوئی تھی
 مگر پتھر میں چونک کب لگتی ہے شرنگی رکھ کا تخم نفسانی برہمائی میں
 نہ تھا۔ نفس امارہ کو ہوا بھی نہ لگی۔ اندریوں پر ایسا قابو دیکھ کر بیسواؤں
 کے ہوش جاتے رہے۔ ڈریں کہ اتنی دیر ہوئی اور شرنگی جی کو مغلوب
 خواہشات نہ کر سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ بھائی ک رشی آجائیں اور
 بد عبادے بیٹھیں۔ اس اندیشے سے سربراہوں رکھ کر بھانگے
 لگیں۔ چلتے چلائے دو چار نے رشی جی سے کہا کہ مہاراج ہمارے
 پاس یہی پھل نہ تھے جو آپ نے دیئے۔ ان سے اچھے اچھے
 وہ پھل ہیں کہ کسی نے دیئے منے بھی نہ ہوں۔ اگر آپ حکم دیں
 تو حاضر کر دیں۔ یہ لکھ کر سب بیسوا میں تو نو دو گیارہ ہو گئیں۔ اور
 شرنگی رکھ ہاتھ ملنے لگے کہ ہمارے مہمان خلاف "آملن
 بارادت و رفتن بہ اجازت" نہ معلوم کہاں چل دئے۔ میں نے
 روکا بھی نہیں۔ بڑا دواہیات ہوا۔ کسی طرح سے ضرور دھونڈ
 چاہئے یہ سوچ کر وہ گنگا جی کے کنارے پہنچے اور بیسواؤں نے
 جد آستے دیکھا تو پکھولیں نہ سمائیں۔ ایک سے ایک بولی کہ لورشی
 جی تو جھپٹ بکری بن گئے۔ اب کیا ہے۔ پو بارہ ہیں۔ پس گڑھی
 نچ سمجھو +

اس کے بعد رشی سے مخاطب ہوئیں کہ مہاراج آپ نے
 نو تکلیف گوارا کی۔ عنایت کا شکریہ بے تکاف یہیں چلے
 آئے۔ اُٹھ بیٹھے۔ بات چیت کیجئے۔ اچھے سے اچھے ذائقہ دار

خوشگوار پھل موجود ہیں۔ جو پسند خاطر ہو نوش جان کیجئے۔ رشی جی خوش خوش پر یلوں کے اکھاڑے میں جا بیٹھے۔ اور بڑے اشتیاق و آرزو سے کہا کہ آپ میرے مہمان ہیں۔ مہمان کو میزبان ہی کے مکان پر رہنا چاہئے۔ میرا مکان بھی سُونا ہے۔ پتا جی سے بھی دو ہزار سہ نہیں پس وہیں چلنا مناسب +

ایسراٹیں۔ تو پھر آپ ہی کیوں ہمارے مکان پر نہ چلیں دیاں ہم ہزاروں طرح کے اچھے اچھے پھل آپ کو کھلاؤں گے۔ اور ہر قسم کے سایان عشرت سے آپ کو خوش کریں گے +

شرنگی رشی بڑے آندے ساتھ ہوئے اور بیسواٹیں جو دیاں سے اڑیں تو بس راجہ روم یاد کے یہاں پہنچتے پہنچتے ایک سال معلوم بھی نہ ہوا کہ کیونکر جلدی سے گزر گیا +

جوہیں شرنگی رشی راجہ روم یاد کے یہاں پہنچے۔ انگ دیش میں پانی برسنا شروع ہوا۔ جل تھل بجھ گئے۔ سوکھی کھیتیاں ہری ہوئیں نیچ مچ سوکھے دھانوں پانی ہی پڑا +

راجہ روم یاد نے تعظیم و تکریم سے پیشواٹی کی۔ چرن دھوئے پوجا کی اور آنکھوں سے تلوے سہلائے۔ رشی بہت خوش ہوئے اور اشیر باد دے کر کہا۔

جو بردان مانگنا ہوا ابھی وہاں

راجہ روم یاد۔ بس صرف یہ کہ آپ یا آپ کے پتا جی کا کبھی مجھ پر عتاب نہ ہو +

شرنگی رکھ۔ آپ اطمینان رکھیں ایسا ہی ہوگا +

راجہ روم یاد اس بردان سے مطمئن ہوئے تو انتہہ پور میں لے جا کر رشی جی سے عرض کی کہ ہمارا ج شانتا میری بیٹی ہے جس کو کتسا دان کرنا چاہتا ہوں۔ جو آپ کو منظور کرنا ہوگا۔ التجا قبول کیجئے +

شرنگی برکھ - اس درخواست پر سرزنشوں ہونے پس و پیش تھا کہ
 پتا جی کو خبر نہیں پھر کنیا دان کیسے قبول کروں - مگر نہیں - پھر
 سوچو کہ میرا ختم نفسانی تو عالم بالا پر ہے - اُس کو ہوا بھی نہیں
 لگ سکتی - دوسرے راجہ ماری کا تعلق مجھ سے شدنی ہے پس
 کیوں جلیجلا کروں - گزارش منظور کر لو +
 آخر شانتا اور شرنگی جی کی شادی ہوئی اور دونوں وہیں رہنے
 سہنے لگے +

گہرا

بجھاٹک رشی کا شرنگی جی کو ڈھونڈ نکالنا
 پھر تیون میں واپسی - انک ویش میں راجہ
 دسرتھ کی تشریف بری - راجہ روم سے
 درخواست سفارش - اُن کی شرنگی جی کے گزارش
 رشی جی کی ذرہ پروری - اجودھیا میں تشریف آوری

شرنگی رکھ ادھر بسواؤں کے پھندے میں بھٹک کر راجہ روم باد کے
 یہاں پہنچے - ادھر بجھاٹک رشی تیون میں آئے تو گنتی میں سناٹا کوئی
 کافی چڑیا بھی نہیں - پہلے تو ادھر ادھر تلاش کی - سوئی کی طرح ڈھونڈا
 مگر وہاں شرنگی جی کہاں - سخت فکر ہوئی تردد دل پر چھا گیا اور خیم ضمیر
 سے دنا کے اس چھور سے اُس چھور تک نظر دوڑانا شروع کی
 یہاں رشی یوں کنوؤں میں بانس ڈال رہے تھے - اور وہاں راجہ
 روم پاد کی بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی - جان لرز رہی تھی - کہ

جیسو اٹیں تو شرنگی رکھ کوڑا لائیں۔ بیجھاٹک رشی کٹی میں آئے۔
تو کیا ہوگا۔ بد دعا شدنی ہے اور اثر عتاب یقینی نہ جاسکے کیا آفت
برپا ہو۔ کون مصیبت نازل ہو۔ راج کے ماتھے جاسکے یا خانہ ان
کی جان پر بنے۔ اس فکر و تردد میں ادھی جان ہو رہی تھی کہ ایک
خیال جما۔ خیال جیتے ہی دزلے سلطنت و اراکین حکومت
ارشاد ہوا کہ بیجھاٹک رشی کی آمد آمد کی خبر رکھیں۔ جو ہیں نزل
اجلال کا پتہ لگے لوگ خردوار ہو جائیں۔ ہوشیار ہو جائیں۔ رشی جی
آتے ہی میرا مکان پوچھنے۔ اس کے جواب میں سب ہی کہیں کہ
شرنگی جی کا مکان ہے راج کا نہیں۔ یہ حکم تیر ہدف ہوا۔ بیجھاٹک
رشی راج کا مکان پوچھتے پوچھتے دروازے پر آ پہنچے تو سب کا
یہی قول تھا کہ ہمارا راج یہ شرنگی جی کا استھان ہے۔

راجہ روم پاد کا نہیں۔
رشی جی ہمارا راج شرنگی جی کا نام مٹتے ہی یہ تکلف ایوان
شاہی میں دراتے چلے گئے۔ وہاں دیکھا تو شرنگی جی شانتا کے پاس
بیٹھے ہوئے موج میں ہیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہی پہلے تو تن بدن
میں آگ لگ اٹھی۔ لیکن ذرا غور کیا تو اور اس برا بیسی ظاہر ہوئے
معلوم ہو گیا کہ یہاں شرنگی رکھ کا آنا خالی از علت نہ تھا۔ میری
راچنہ جی کے ظہور کی پیش بندی لازمی تھی۔ چنانچہ نقش مراد
کرشی نشین ہوا۔ اس خیال میں مگن ہو کر شرنگی جی سے بولے۔
پیامے آنکھوں کے تارے۔ تاثیر کرامات ہو یا کرو۔ فرزند پیدا
کو۔ پیداؤں فرزند میرے ارشاد سے ہوگی۔ اشیر باد سے ہوگی۔
تمہارے برہمچر کو ہوا بھی نہ لگے گی۔ تم مودی بدستور قالم
و دالم رہے گا +

یہ فرما کر بیجھاٹک رشی تو چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہاں میعاد
معیینہ پر شرنگی جی کی آنکھوں کے سامنے بیٹا کھیلنے لگا +

سو منت جی نے یہ بات تو یہیں پر ختم کر دی۔ اس کے بعد گذارش کی کہ ہمارا جی یہی نہیں۔ سنت کمار کی پیشینگوئی تھی کہ اجدھیا کے راجہ دسرتھ اور انگ دیش کے راجہ روم پاد باہم رفیق و شفیق ہونگے کہ اولاد راجہ روم پاد بے اولاد ہوگا۔ راجہ دسرتھ جوش محبت میں اپنی نور چشمی راجہ روم پاد کے پیشکش کرینگے۔ اسی شاشا دسرتھ کمار کی سے شرنکی رکھ کا تعلق ہوگا۔ اور اسی تعلق کی وجہ سے راجہ دسرتھ کو اولاد کی جگہ خراش صدمے سے نجات ہوگی یعنی جب علم اولاد میں راجہ دسرتھ بے قرار ہونگے۔ اشکبار ہونگے۔ تب شرنکی جی پریدہا ہزاری کا دار و مدار ہوگا۔ اُن کی نظر عنایت پر کامیابی مقصد کا انحصار ہوگا۔ دسرتھ راجہ روم پاد کے یہاں جائینگے خواہش دلی سنسینگے در و دل سے کراہینگے۔ راجہ روم پاد کے ذریعے شرنکی جی کی مدد چاہینگے۔ درخواست ہوگی کہ شرنکی جی کو سمجھائیں وہ جلیہ کرائیں تاکہ اولاد کا داغ نہ رہے گھر بے چراغ نہ رہے۔ سنت کمار جی کا یہ بھی قول تھا کہ راجہ دسرتھ کی یہ بات سنکر راجہ روم پاد عجیب ضغطہ میں ہونگے۔ سوچینگے کہ شرنکی رکھ کو روانہ کر دوں تو خدمت و حصول سعادت میں بہرہ ہوگا۔ اور اگر شرنکی رکھ اجدھیا میں نہ جائیں تو ایک رفیق شفیق کا کام تلیٹ ہو جاتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اُن کا خیال شاستر کے احکام پر گیا اُن کو معاً خیال ہوا کہ دوست آل باشد کہ گیر دوست دوست در پریشاں حالی در در ماندگی

دوست وہی ہے جو دے دے دے دے دے دے دوست کی رفاقت کرے۔ اور جب کوئی وقت پڑے تو کام آئے۔ مصیبت میں ہاتھ بٹائے۔ خصوصاً ایسا دوست جیسے ہمارا راجہ دسرتھ ہیں جس وقت میں بے اولاد تھا۔ غم اولاد سے ناشاد تھا۔ انہوں نے اُفت تک نہ سے نکالی۔ اپنی بڑی شاستر مجھ دے ڈالی۔ اس سلوک کا معاوضہ

مقدم ہے احسان کا عوض لازم والزم ہے۔ یہ باتیں دل میں غور کر کے راجہ روم یاد دسر تھ جی کا لحاظ و پاس کرینگے۔ شرنگی جی سے عرض و التماس کرینگے۔ شرنگی جی کا عذر و انکار نہ ہوگا۔ اجودھیا میں جانے سے عار نہ ہوگا۔ شرنگی جی جگہ میں شریک ہونگے۔ راجہ دسر تھ کے سب کام ٹھیک ہونگے۔ محل برومند ہونگے۔ چار فروند ہونگے۔ چاروں کا چار دانگ عالم میں نام ہوگا۔ ترلوک میں شہرہ عام ہوگا۔ سومنت کہتا ہے کہ یہ آج کا قیل و قال نہیں۔ ست جگ کا ذکر فرحت اشتمال ہے۔ میں بھی وہاں مجمع سامعین میں محفل نشیں تھا۔ اس لئے جو کچھ سنا ہے۔ ٹھیک ہے۔ پتھر کی لیا ہے۔ اب آپ دیر نہ لگاٹے جائے شرنگی مکھ کو لائے جگہ سے قائدہ اٹھائے۔

سنت کمار نے جو الفاظ فرمائے وہ میری زبان پر آچکے
آپ سماعت فرما چکے پس ۵

درکار خیر حاجت بیج استخارہ نیت

راجہ روم یاد کے یہاں تشریف لے جائے اور شرنگی رکھ کو لیتے ہوئے چلے آئے۔ کام سچھل عقدہ حل۔
سنت کمار کی پیشینگوئی کی ایک ایک بات سن کر جو سومنت نے راجہ دسر تھ کے گوش گزار کی راجہ دسر تھ جاے میں پھولے نہ سمائے۔ خوشی سے اچھل پڑے مگر سری لوکش کی نعرہ خوانی ہے۔ شیوا بیانی ہے کہ سومنت کی یہ باتیں سنکر راجہ دسر تھ کو خیال ہوا کہ ششٹ جی ہمارے پیشوا اور رہنمائے دنیوی ہیں۔ ان سے بغیر کچھ کچھ بھی کرنا محض خلاف۔ چنانچہ وہ اسی وقت اٹھے سیدھے ششٹ جی کے استھان پر پہنچے۔ عجز و انکسار عقیدہ تمندی کے اظہار کے بعد سومنت کی باتیں سنائیں۔ سب کہیں سمجھائیں ششٹ جی نے فرمایا کہ شرنگی رکھ کا بلانا لازمی لانا لازمی ہیں بھی ہمراہی کو آمادہ ہوں

لعلہ ہی نہیں سمجھئے گا۔ پارکاب ہونے کو استادہ چوں *
 اسے قرار پائی۔ بات طے ہوئی۔ راجہ دسرتھ ششٹ جی کے
 رتھ پر سوار ہوئے۔ وزیر باندہ میرد شیرد ششٹ میرد راجہ ہونے
 اقبال جلا۔ اردلی لشکر طرف بیکہ۔ جب راجہ روم یاد کی تخت گاہ
 پہنچے تو راجہ نہال ہوا۔ اہل اجدھیا کا بڑے شان و شوکت
 استقبال ہوا۔ خاطر تواضع کا کیا کہنا۔ شاستری میں جو فرائض
 قلمبند ہیں۔ ان میں بال بھر کسر نہ رہی۔ رشیوں نے ناشہ بھی
 کیا تو راجہ روم یاد نے قولہ بھر کر کے دکھا دیا۔ خاطر و مدار
 حب دم لینے کی فرصت ملی تو راجہ موخر الوصف شری جی
 میں گئے۔ عرض کی کہ راجہ دسرتھ میرے غمخوار و غمگسار ہیں
 پسے کے عوض خون گرانے کو تیار نہ کسی بات سے عدد نہ
 بات سے انکار۔ جس وقت مجھے بے اولاد کی کاغم تھا لاوادی
 تھا۔ اُس وقت جان و مال تھی زندگی محال تھی۔ میں نے
 دسرتھ سے کہا تہ کرہ کا شش و فکر کیا انہوں نے دوستی شاہ
 اپنی دختر رشاک ماہ دی کہ یالو۔ اولاد کی طرح دیکھو
 دل سے رنج و الم کا کاٹا نکالو۔ چنانچہ وہی شانتا آب
 حسن خدمت سے سرفراز ہے۔ انسو یا کی طرح
 رت و دھرم کے لئے سرنائے ناز ہے۔ ایسے محسن دوست
 میری ہی طرح لاوادی کے رنج میں گرفتار ہیں تیرا الم کا
 ہیں۔ اس لئے آپ فطر توجہ کریں۔ شانتا اور اپنے تخت
 کے ساتھ اجدھیا تشریف لے چلیں۔ آپ یگیہ میں
 ہوئے تو سب گام خشاک ہوئے۔ شری جی نے راجہ
 کی درخواست منظور کی۔ راجہ دسرتھ کے ساتھ اجدھ
 چل کھڑے ہوئے *

راجہ دسرتھ نے اہل کار دوڑا دیئے حکم نافذ فرمایا کہ

اجودھیا میں صفائی عمل میں آئے گئی گئی میں چھڑکاؤ کیا جائے۔ مکانوں پر سفیدی پھرے۔ خلاصہ یہ کہ ہر طرح کی زیب و زینت سجاوٹ اور آرائش کی جائے۔ اہلکار ہوا کی چال چلے تیر کی طرح پہنچے۔ اور سب زیب و آرائش مکمل۔ زمینوں کا کام دنوں میں ہو گیا۔ اب راجہ دسرکھ شرننگی جی کو لئے ہوئے اجودھیا پہنچے۔ باشندگان شہر مارے خوشی کے پھوٹے نہ سہائے۔ قدم قدم پر آنکھیں پچھا دیں۔ جے جے کا غل آکاش پر گونج گیا۔

راجہ دسرکھ شرننگی جی کو نواس میں لائے۔ رانیوں نے دوڑ کر قدم چھوئے۔ چرائوں کی پوجا کی۔ شانتا کو گلے سے۔ نواسے کو چھاتی سے لگایا۔ دعائیں دیں۔ پچھا دیں اتاریں۔ ساری اجودھیا میں آند مٹی چھپا گئی۔ خوشی کے ساز و سامان سے کلیجے ہاتھ بھر گئے ہو رہے تھے۔

کسر ۱۲

شرنگی رکھ اور دوسرے رشیوں مینوں کی اشومیدھ جگہ کے لئے اجازت

سری نوکش جی بائل نشہ سرائی ہیں کہ اجودھیا میں شرننگی رکھ کے قیام کو کچھ دن گزر گئے۔ مگر جگہ کی کارروائی تیار نہ ہو۔ راجہ دسرکھ کو دن رات بے قراری تھی۔ ہر وقت گریہ و زاری تھی۔ انہوں نے بے صبر و قرار بے تحمل و اختیار ہو کر شرننگی جی سے کہا۔

رشی جی عمر گزری جاتی ہے۔ صبح کے بعد شام ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ زندگی تمام ہوئی۔ شام کے بعد سحر آتی ہے تو چراغ صبح کو بجھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اب نظر عنایت ہو چشم رعایت ہو چراغ

خاندان کو نور بار کیجئے۔ نخل زندگی کو بار بار +
 شرننگی جی۔ میں آیا ہی اسی لئے ہوں۔ آپ شوق سے اشومید
 جگہ کا آغاز کریں گھوڑا چھوڑیں اور سر جوئے شمالی کنارے پر
 جگہ منڈپ بنوائیں۔ جو میں سب کام لیں ہو گیا۔ چراغ خاندان
 کیا آفتاب خاندان روشن سمجھئے۔ راجہ دسرگھ نے وزیر مشیر و رشی
 منی عالم و فاضل برہمن۔ اہل مشورت اور راکے زن بلائے۔ دربار
 میں مجمع عظیم ہو گیا۔ سب کی خاطر ہوئی۔ ایوان دربار اہل الراے
 سے بھر گیا تو راجہ دسرگھ نے اپنی خواہش دلی اور آزر وے قلبی بیان
 فرما کر شرننگی جی کے حکم کا اعلان کیا۔ سب متفق الراے ہوئے کہ جگہ
 میں توقف کرنا لازم نہیں۔ فوراً گھوڑا چھوڑا جائے۔ شرننگی جی کو آچار
 کی پدوی حاصل رہے۔ گنسی کو مضائقہ نہ ہوگا۔ رشی منی بولے کہ ہم ہر
 بات میں راضی۔ کل باتیں منظور۔ تاکہ راجہ دسرگھ کو ایک کیا چار
 فرزندوں کا ڈول ہو جائے۔ بس کام سدھ کرو۔ راجہ دسرگھ کی
 مسرت دلی کی انتہا نہ تھی۔ حکم احکام جاری کر دئے۔ گھوڑا دی گئے
 کے لئے منگایا گیا۔ سب انتظام لیں ہو گئے۔ سب بندوبست
 ٹھیک ٹھیک +

گ

اشومید جگہ کے ساز و سامان

راجہ دسرگھ حکم احکام نافذ کر کے بشیشٹ جی کی خدمت میں
 پہنچے عرض کی کہ جگہ کی تجویز پر سب نے صناد کر دیا۔ شرننگی جی
 نے آچار یہ ہونا خوشی سے منظور کیا وہ بھی واجب العظیم صاحب
 کشف و کمالات آپ بھی واجب التکریم پاک ذات و عالی صفات سب

طرہ یہ کہ آپ میرے مرشد برحق۔ ہادی مطلق۔ پس ایسی نظر فیض سے
 جگہ کو سمایا کھینچے۔ اختتام پر پہنچائے۔ کہ کسی طرح کا نقص نہ
 واقع ہو کوئی برہم راگشس بکھن نہ ڈال سکے۔
 ششست جی بہت خوش ہوئے۔ منتظمان جگہ کو فرداً فرداً بلایا
 سب کو اسموار ہدایات کیں۔ رتھ ساز۔ بڑھٹی کہانی۔ چاہ گن۔ نجومی
 پنڈت۔ مطرب۔ معنی۔ رتھ۔ معمار۔ دستکار کاریگر۔ غرضیکہ کوئی پیشہ ور
 ہدایات سے باقی نہ چھوڑا۔ ہمان اور راجوں مہاراجوں کے قیام کے
 واسطے عالیشان مکانات کی تیاری کا ارشاد ہوا۔ ہر موسم کے لائق
 ہوئے۔ بیرونی دایان ملک کے لاؤ لشکر کے لئے قیامگاہوں کی
 تیاری لائق و فائق کاریگروں کے سپرد کر دی گئی۔ باشندگان اچھیا
 کے لئے علیحدہ علیحدہ سکونتوں کی تجویزیں سنادی گئیں اصطبلوں فیخانوں
 کے لئے جگہیں مقرر کر دی گئیں۔ بہادران خنجر گزار و مردان کارزار
 کی تعیناتی ہوئی۔ تاکہ وقت ضرورت حرب و ضرب وہیں موجود رہیں
 ششست جی نے حکم فرمایا کہ یہ ساری تعمیرات جگہ مندپ کے ارگرد
 دائرہ وار حلقہ زن ہوں۔ میرے ہمراہیوں کا جائے قیام میرے قریب
 رہے۔ بھنڈار کا انتظام بہت معقول ہو۔ جس جنس کی جس غذا کی جس
 کو ضرورت ہو وقت سے پہلے پہنچا دی جائے۔ جو غذا ہو جو طعام ہو شوگر
 ہو نفیس کھانے وقت پر پہنچائے جائیں۔ اول میں عمدہ عمدہ لذیذ اور
 ذائقہ دار کھانے ہوں۔ اس کے بعد متوسط درجہ کی لطیف چیزیں
 پیش کی جائیں انارج کے کوٹھے بھرے رہیں۔ رویہ جوہرات جانی
 سونے کا ڈھیر لگا دیا جائے۔ جن کو جس چیز کی خواہش ہو اسی وقت
 ہم پہنچائی جائے۔ جو جس شے کا طلبگار ہو فوراً پائے۔ یہ جگہ وہ
 ہے جس میں یہ احتیاط مقدم ہے۔ کسی کے دل پر کسی
 قسم کا میل نہ آئے۔ سب ہنسی خوشی شریک رہیں۔ نہ مانگی

مراد پا کر دعا کریں +
 کوکش جی کی سخن آرائی ہے کہ حکم کی دیر تھی شیشٹ جی کی زبان
 پہنتے ہی سب جو حکم کہہ کر دل و جان سے مکر بستہ ہو گئے اور شیشٹ جی
 نے سونت کو یہ ایت کی کہ تمام رشیوں مہینوں راجوں مہاراجوں کی
 خدمت میں نوید روانہ ہوں۔ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر کوئی دعوت
 سے نہ بچے۔ مصارف زاد راہ پیغام کے ساتھ بھیجے جائیں۔
 دسہ و بار برداری کا ساقول انتظام کیا جائے۔ مہاراجہ جنک راجہ
 کے دوست کاشی نریش اور راجہ تیکے مہاراج کے خسروں۔
 راجہ روم باد اور راجہ کوشل کو لانے کے لئے آپ اور آپ کے
 بیٹے تکلیف کریں۔ سمندر پار کے راجاؤں کی طلبی کے لئے آپ
 ہی زحمت اٹھاویں۔ رہے اور مہاراجہ دسرتھ کے رفیق و شفیق
 ان کو لانے کے لئے میں آپ اور آپ کے صاحبزادوں کو ہی
 تجویز کرتا ہوں۔ بس یہ کام آپ کے تعلق آپ مختار کار +
 شیشٹ جی کا حکم پا کر سونت نے سب جگہ خط و پیغام
 روانہ کر دئے۔ خود بھی گئے۔ سب کو بڑی عزت و منزلت سے
 لائے۔ سب کا حسب مراتب اعزاز کیا۔ ایوانات میں رہنے کو
 جگہ دی۔ سب دنیا کے سامان عیش مہیا کر دئے۔ کسی کو کسی بات
 کی تکلیف نہ ہونے پائی +
 شاستر کی ہدایت ہے کہ کوئی جگہ ہو یا کوئی اور مبارک تقرب
 سب میں سترت قلبی اور عشرت دلی سے کام کرنا لازم ہے چنانچہ
 شیشٹ جی نے انتہائے خاطر و مدارات کے لئے خاص مہاشیں
 کیں۔ اور راجہ دسرتھ سے بنفس نفیس جا کر فرمایا۔ کہ سب راجے
 مہاراجے۔ رشی منی وغیرہ آگئے۔ کل سامان لیس ہو گیا اب آپ
 ذرا تکلیف کر کے جگہ منڈپ میں چلیں اور سب کچھ پیچھے
 ملاحظہ فرمائیں +

راجہ دسر تھ کو خلیجان ہوا کہ بششٹ جی بھی تقدس مآب۔
 شرنگی جی بھی فضیلت انتساب اگر بششٹ جی کے حکم سے
 میں جگہ منڈپ میں چلا جاؤں تو شاہ شرنگی جی کو ناگوار خاطر ہو
 اور لگنہ جاؤں تو کیا عجب کہ بششٹ جی ہی کے خلاف مزاج
 نہ ہو جائے۔ اس خیال میں غلطان پیچان ہوئے ہی تھے کہ شرنگی
 جی اور بششٹ جی دل کا بھید سمجھ گئے۔ دو نو یک زبان ہو کر
 بولے کہ ہیں فکر اندیشہ چہ معنے دارد چلے شوق سے چلے ہم دونو
 صدق دل سے اجازت دیتے ہیں۔ اب میں میکھ فضول۔ راجہ
 نے سر عقیدت جھکا دیا۔ جگہ منڈپ میں تشریف لائے۔ سازو
 سامان سے خوشی ہوئی۔ رشیوں مینوں نے دھرم شاستر کے قواعد
 و اصول سے جگہ کا آغاز کیا۔ رگتے کا گھوڑا چھوٹے ہی ہوا سے
 باتیں کرنے لگا۔ کامیابی مقصد کی بنیاد پڑی +

کے ۱۲ اشومیدھ جگہ کے منڈپ کی کیفیت

تو کش مائل سخن سنجی میں کہ راجہ دسر تھ راہیوں کے ساتھ ساتھ
 جگہ کرتے رہے تھے کہ گھوڑا ملا ہو کہ ٹوک پھر واپس آ گیا۔ پہلے
 دن راجہ کے جسم پر گوبر کی مالش کی گئی اور یوں پراگہ کرم کا فرض ادا
 ہوا۔ پھر اوشدھ کرم کی باری آئی۔ پیکر ہی عنصری مٹی سے پاک و
 صاف کیا گیا۔ رازاں بعد اشنان کر کے گرد کے پوجن سے فراغت حاصل
 ہوئی۔ بعدہ اوشدھ یعنی مختلف چرٹیوں بوٹیوں کے عرق سے غسل
 کر کے بعد راجہ۔ تھ اندر کی پوجن یعنی دھیان کرم سے فرصت پائی جب
 بوز کے پانی سے آخری غسل ہو چکا۔ تو شرنگی جی نے دید مشرولی میں شیریں

زبانی دکھانا شروع کی۔ برہمن بھی حسب موقع پاٹھ کرنے لگے۔ عید دہی سے آکاش گونج اٹھا۔ پیٹھے پیٹھے سروں سے دیوتا لوگ عالم وجد میں ہو گئے۔ جگہ کی کارروائی بڑے جوش و خروش سے ہونے لگی۔ جگہ کے برہمن بڑے عالم باعمل فاضل اکمل تھے۔ ان کی برہمنی خاطر تواضع ہوتی تھی۔ کھانے کو چھین بھوک پہننے کو عمدہ عمدہ لباس طعام ایسے لذیذ کہ طبیعت سیر نہ ہوتی تھی۔ جی چاہتا تھا کہ آگے سے تھالی نہ ہٹے۔ سامنے سینکڑوں طرح کی چیزیں۔ آدمی کیا کیا کھائے کیا کیا چھوڑے۔ جس کو جس چیز کی خواہش وہ بے مانگے موجود کسی کے لئے کسی چیز کی کمی نہیں۔ رویہ اشرفی ڈھیر۔ جب سب کھانا ہکتے تو راجہ دسرتھ کے اہلکار سب جگہ گشت کرتے خبر رکھتے کہ کوئی غلطی سے باقی رہ تو نہیں گیا۔ جگہ کے رشیوں مہیوں سے لیکر برہمنوں تک اور راجوں مہاراجوں سے لے کر ایک معمولی سے معمولی آدمی تک خاطر مدارات دعوت تواضع سے نہال تھا۔ ایک ایک چیز کی تعریف ہوتی تھی۔ انتظام کی خوبیوں پر لوگ عیش عیش کرتے تھے۔ دلوں سے دعا نکلتی تھی۔ کراہہ دسرتھ پھلین پھولیں۔ رنج و غم بھولیں پوری مراد ہو اولاد سے گھر آباد ہو +

لوگش اب جگہ منڈپ کی کیفیت بیان فرماتے ہیں۔ بناوٹ الفاظ میں سمجھاتے ہیں کہ اس میں اکیس ستون قائم کئے گئے تھے۔ چھ چھ توہیل کھیر اور پلاس کی لکڑی کے کھجے تھے دو آلوئے کے اور ایک دیوار کا۔ یہ اکیسوں ستون ۲۱۔ اگن گنڈوں پر نصب تھے۔ ہر ستون میں دو دو بازو اور چوبیس چوبیس انگلیاں بنائی گئی تھیں اور کیا بازو اور کیا انگلیاں سونے کے زیوروں اور زرکار کپڑوں سے آراستہ تھے۔ ہر کھجے میں آٹھ آٹھ کوریں تھیں اور سب کی آراستگی قابل دید۔ پہلے وید منتر پڑھ پڑھ کر پھول رولی چندن چانول وغیرہ سے ان کی پوجا کی گئی۔ پھر ایک ایک چوب کے یا ۳۱ ایک ایک رشی استاد ہوا۔ اگن گنڈ برہمن کے ہاتھ

سے بنوائے گئے اور چھ ستون ان کے ہاتھ سے چھلا چھلا کر اگن کندوں پر نصب کئے گئے تھے۔ منڈپ میں گڑجی کی تین طلائی مورتیاں تھیں۔ ایک بیچوں بیچ کے کند میں دوسری اور تیسری اُس کند کے دائیں بائیں طرف۔ اگن کند میں شاکلیہ ہون سے کارروائی شروع کی گئی۔ دیوتاؤں کی دلپسندی کے لحاظ سے شاستر کے مطابق تین سو جانوروں کا ہون ہوا۔ پھر کوشلیا نے گھوڑے کی تین مرتبہ پوجا کر کے اُس کے جسم پر ہاتھ بھیرا۔ اُس روز سا رادن گھوڑے کی ہی پرستش ہوتی رہی اور کیا راجہ دسرتھ کیا کوشلیا کیا سمتر اور کیا کیکنی اور کیا ہون کرانے والے سب کے سب رات بھر جاگن میں مصروف رہے۔ پلک تک نہ جھپکائی +

دوسرے روز علی الصبا گھوڑے کی قربانی ہوئی اعضا کے ٹکڑے اور پارہ ہائے گوشت اُن اگن کندوں میں سواہا کئے گئے جن پر سولہ سولہ برہمن وید منتروں کی برکتیں دکھا رہے تھے۔ جب گھوڑا سواہا ہو گیا تو گھئی اور شاکلیہ سے ہون کی کارروائی شروع کی گئی راجہ دسرتھ کے لئے ایک جدا ہی کند ہی بنایا گیا تھا جس میں وہ تنہا ہون میں مصروف تھے۔ رات بھر یہ کارروائی جاری رہی۔ صبح ہوئی تو دراز می عمر کے واسطے ہون کیا گیا۔ رشیوں شیوں نے وید منتروں کی برکت سے ایسے ایسے کمال دکھائے کہ رات کو روز روشن کی کیفیت نظر آتی تھی۔ ایک ہون میں کرم شاستر کے مطابق حصول فتحمنہ ہی کے لئے بھی کرم کئے گئے۔ جب یہ کارروائیاں ہو چکیں تو راجہ دسرتھ جوش مسرت سے دکشا تقسیم کرنے کے لئے کمر بستہ ہوئے۔ جوش قابو سے باہر تھا۔ ہون کرانے والے برہمنوں کو مشرق کی حکومت ویدی چگہ کرانے والوں کو مغرب کا راج دے ڈالا۔ شمال کی حکمرانی شام بیدوں کی تذر کر دی۔ اور جنوب کی فسرمانروائی دوسرے برہمنوں کو دے ڈالی۔ اس داد و پیش کے وقت راجہ دسرتھ کا چہرہ آفتاب

عالم تاب کی طرح چمکتا تھا۔ پرتاب وہ کہ برہما معلوم ہوتے تھے۔
 دل آئند میں مگن تھا۔
 جس وقت راجہ دسرتھ برہمنوں کو پورب پچھم۔ اتر۔ دکھن کا
 راج دے چکے۔ برہمنوں نے اشیر باد دے کر کہا کہ مہاراج ! ہم
 برہمن۔ ہم شاستر پڑھنے والے۔ تپشیا ہمارا پرہم دھرم۔ ہم کو
 راج پاٹ سے کیا کام۔ تاج و تخت راجاؤں کے سزاوار ہیں۔
 انہیں سے رعیت پروری ہو سکتی ہے۔ سرکشوں کو سزا۔ انیساک
 افکاروں کو جزا دینے کی طاقت انہیں کا حصہ ہے۔
 پس ہم لوگوں کو ایسی وکشنا سے معاف رکھئے۔ ہم راج کرتے
 لگ جائیں تو شاستر کون پڑھے۔ تپ چپ کس کی جان کو روئیں۔
 بالفرض آپ کو یہ خیال ہو کہ دیا ہوا دان پھیرنا دھرم لے خلافت
 ہے تو پر تھی ناتھ ہم ذمہ دار ہیں۔ آپ بے پرواہ رہیں کسی بات کا
 اندیشہ نہ کریں۔ اس میں معاوضہ کافی ہوگا۔ دان پھیرنا قابل
 معافی ہوگا۔

راجہ دسرتھ دانی تھے۔ برہمنوں کا دوسرا معاوضہ تجویز کیا۔
 دس لاکھ گائیں پیشکش کیں اور چالیس لاکھ روپیہ فطر کئے۔
 اتنی گائیں اور اتنا روپیہ دیکھ کر برہمنوں کا کیا ہو چھنا۔ پھولے
 نہ سمائے اچھل اچھل پڑے مگر حصہ شمرہ کیسے ہو کوئی کچھ مانگتا ہے
 کوئی کچھ لئے بھاگتا ہے۔ آپس میں جھگڑیں چلنے لگیں۔ اودھم مچ گئی یہ
 رنگت دیکھ کر شرنگی جی اور بششٹ جی نے سب کو دھیر کیا ہر ایک کی
 لیاقت و حیثیت کے موافق جو واجب تھا حوالے کیا۔ جب حق بمقدار
 رسید کا معاملہ ہو چکا۔ برہمن خوش ہو کر گئے۔ شرنگی جی اور بششٹ جی کا
 شکر یہ ادا کیا اور راجہ دسرتھ کو سچے دل سے دعائیں دیں۔ راجہ دسرتھ
 برہمنوں کی وکشنا سے فراغت کرتے ہی خیر و خیرات کا فواد کھول دیا۔
 مغلوں کے بے نواؤں۔ اپاہجوں کو روپیہ اشتر فی سے لاد دیا۔

گنتی ہی کیا کروں اشرفیاں بت گئیں۔ راجہ کے یہاں کوئی زیور نہ باقی رہا۔ سب اہل سوال مانگ لے گئے۔ اثنائے خیرات میں ایک برہمن جس کی زرو جوہر سے نیت نہ بھری تھی۔ راجہ سے بولا کہ ہمارا راجہ کوئی زیور اور دیکھے۔ راجہ دسرتھ نے خوشی سے اپنے بازو کا مرصع زیور اتار دیا۔ اور کہا بس اب تو خوش ہوئے۔ اُس نے اشیر باد دیا۔ راجہ نے سب کو ڈنڈوت کی قدموں پر سر جھکایا +

دان دکشنا سے چھٹی کر کے راجہ دسرتھ جی نے شرنگی جی کے قدم آنکھوں سے لگائے۔ گذارش کی کہ مجھے اب کیا ارشاد ہے + شرنگی جی نے فرمایا کہ بس اب چار آفتاب خاندان لو اور کیا۔ راجہ دسرتھ کی خوشی کی کیا اتنا رُخاں رُخاں پھر دک اٹھا۔ لیکن شرنگی جی کہنے کو تو کہہ گئے پھر خیال آیا کہ بے سمجھے اشیر باد دے دیا۔ لوح قسمت تو دیکھی ہی نہیں کہ اُس میں اولاد کے بارے میں کیا لکھا ہے یہ سوچتے ہی انہوں نے آنکھیں بند کیں۔ اور چشم باطن سے راجہ کی سر نوشت پر نظر جمادی +

۱۵

راجہ دسرتھ کے یہاں اوتار لینے کیلئے سری شن جی سے دیوتاؤں کی درخواست اور انکی منظوری

شرنگی جی حالت مراقبہ میں آنکھیں بند کرتے ہیں تو راجہ کے نوشتہ تقدیر کا حرف بحرف نگاہ کے سامنے آگیا تو اولاد کی جگہ صفر ہی صفر ہے۔ بڑے ٹھہرائے۔ بڑی فکر ہوئی۔ کہ ادھر ایشور کی طرف سے کیا جواب ادھر میرا اشارہ۔

چار فرزندوں کے لئے۔ اس تردد میں سلطان بیجان ہو کر سوچا تو راجہ
دوسرے سے کہا آپ کا جلیہ تو پوری کامیابی کے ساتھ انجام بخیر ہو
لیکن حصول کی پوری امید نہیں۔ پس آپ ایک تیریشی جگہ کیجیے
تو ضرور فرزند پیدا ہوں۔ راجہ نے تعمیل ارشاد کی۔ ایک ستون نصب
کیا گیا۔ اُس میں نو انگلیاں بنائی گئیں۔ اتھروں وید کے متشروں
کی آواز گونجنے لگی۔ ہون ہونے لگا۔

ادھر یہ کارروائی تھی ادھر دیوتا اور گندھرب برہم لوک میں بیٹھے
برہما جی کی خدمت میں گزارش کی کہ مہاراج راون کے ظلم و ستم
حد سے بڑھ گئے ہیں۔ کسی میں طاقت برداشت باقی نہیں رہی
نے اسے بردان دے رکھا ہے جس کی وجہ سے ہماری کوئی مدد
بھی کارگر نہیں ہو سکتی۔ نہ ہم میں طاقت ہے کہ سرکھلیں۔ راونا
ہم لوگوں ہی کی جان کا کال نہیں اُس نے تینوں لوگوں میں آفت
پھیل رکھی ہے۔ اندر کے بیٹے کو تو زیر کر چکا۔ اب اندر بھی دانت ہے
اُس کا رعب وہ ہے کہ سورج کی روشنی مارے ڈر کے اُس سے نہ
چھپاتی ہے۔ ہوا بے حکم چل نہیں سکتی۔ سمندر کی لہریں صورت
دیکھتے ہی کھم جاتی ہیں۔ جیتنا تو درکنار اُس کے سامنے جاتے ہم
لوگوں کی بوٹی بوٹی کائنیتی جان ستر کو ٹھوں میں چھپتی ہے۔
صورت وہ خوفناک کہ دیکھتے ہی بدن پر جوڑی چڑھ جائے۔

تاب مقابلہ معلوم۔

برہما جی۔ آپ لوگ اتنا کیوں گھبراتے ہیں۔ میں پہلے ہی اس
کی پیش بندی کر چکا ہوں۔ راون نے بردان مانگا کہ کیا دیوتا
کیا گندھرب کیا رشی کیا اپسرا اور کیا راکشس کسی کی مجھ سے
ایک پیش نہ جائے۔ سب پر میں ہی ور رہوں۔ کوئی مجھے مار
سکے۔ پس آپ کو میرے بردان سے خوف کیا۔ اس کی موت مہلا
کے ہاتھ سے شدتی ہے۔ جو ٹلنے والی نہیں۔

برہما جی کے ان الفاظ سے دیوتاؤں کی جان میں جان آتی
 اُن کے دل کا مرجھایا ہوا کنول کھل گیا۔ اتنے ہی میں اتفاق
 سے سری بشن جی وہاں آ موجود ہوئے۔ تشنگہ جگر گدا یدم ہاتھوں میں
 تھے پیتھیر زب تن تھا۔ سانولا روپ۔ بازوؤں میں مرصع زیور۔
 صورت موہنی۔ صورت موہنی۔ جو ہیں جمال جہاں افروز نظر آیا
 سب دیوتاؤں نے سرو قد تعظیم دی۔ زمیں بوس ہوئے اور زبان
 استغث کرتے لگی۔ بشن جی جو ہیں سنگھاسن پر برابے سری برہما جی
 اور سب دیوتاؤں نے پیشانی ادب سے زمین چومی۔ اور ہاتھ باندھ
 کر عرض کی کہ سری رہایت۔ لکشمی جیون۔ راون نے ناک میں دم
 کر دکھایے ہم سب تنگ آ گئے۔ نہ طاقت مقابلہ ہے۔ نہ تاب
 مجاہدہ۔ آپ ہی اُس کا قلع قمع کریں تو ممکن ہے۔ ہم لوگ بالکل
 معذور ہیں۔ ہے یہ مار من اجدھیا جی کے راجہ دسرتھ بڑے
 دھرموان بڑے پرتیانی ہیں۔ تین راینوں سے رنواس کی زمین ہے
 رانیاں بھی بڑی پاک دامن اور نیک پاک ہیں۔ راجہ نے اولاد کی
 خواہش میں جگہ کیا ہے۔ چار فرزندوں کا اشیر باد شرنگی رکھ دے
 چکے ہیں۔ پس موقع ہے کہ آپ چار سروب دھارن کیجئے۔ اور
 قالب جسمانی و پیکر انسانی میں راجہ دسرتھ کے عناصر زندگی بن کر
 رکھو۔ بشن کی عزت بڑھاٹے۔ آپ اودھ میں اوتار لینے تو راون
 کے قتل میں شبہ نہیں۔ ورنہ وہ اور کسی کے مارے نہ مر گیا۔ نہ
 کاٹے کئے گا۔ تینوں لوگ اُجر جانیٹھے۔ اہل دنیا کونت نہی
 آفتوں سے سامنا رہے گا۔ راون دراصل راکشس نہیں بلکہ
 اس کے اعمال و افعال نے راکشسوں کے بھی کان کاٹے ہیں سنی
 سیدھے نہ لینے میں نہ دینے میں۔ اُن کو بھی نشانہ تیر بناے رکھتا ہے
 ہم لوگ تدن بن کے رہنے والے نہ کچھ بولیں نہ چالیں یقین لوگ
 سے ستھاریا پر عمل پیر بھی راون چین نہیں لینے دیتا۔ جب

دیکھو ایک تازہ فتنہ انگیزی۔ آئے دن کوئی نہ کوئی شرارت۔
بس کیا کہیں پیسے رکھے دیتا ہے۔ ایسا جان کا گاہک نہ
کبھی آنکھوں سے دیکھا۔ نہ کانوں سے سنا۔ اس لئے
آپ کی پناہ میں آگئے۔ فریادی ہیں۔ کہ جان بچائے۔
مصلحتوں سے چھٹکارا دیجئے۔ پر تھوپی کا بھارا اتار دیجئے۔
راون کو مار دیجئے۔ جب تک آپ قالب انسانی میں اوتار
نہ لیں گے۔ دیوتاؤں رشیوں اور اہل زمانہ کی جان پر
مصلحت ہی مصلحت رہیگی۔

بشن جی۔ میں واقف ہوں بیشک راون بہت بڑا ہے چلا
ہے۔ اس کے مظالم حد سے گزر گئے ہیں۔ خیر آپ دل کو ڈھارس
دیں۔ میں راون کا تسمہ تک نہ لگا رکھوں گا۔ سارے خاندان کو
خاک میں ملا کر پانی پیوں گا۔ گیارہ ہزار برس تک میرے قالب انسانی
کا قیام ہوگا۔ اور آبنائے روزگار کے لئے امن عام سب دیوتاؤں
نے شکر یہ ادا کیا۔ اور پھر یہ پرار تھنا کی کہ مہاراج کیا خوب ہو
کہ راون کو تہ تیغ کرتے ہی دیولوک ہوتے ہوئے چھیر ساگر کو
قشریف لے جائیے۔

سر ۱۶

اگن کُنڈ سے بشن جی کا ظہور راجہ دوسرے
کو کھیر کی دستیابی۔ مہارانی کو شلیا۔ شمترا
اور کیکشی کے بطن مبارک میں قیام حمل

گو انتر بامی بشن واقف زار و دانائے غیب ہیں ان سے کون

بات پوشیدہ ہے۔ لیکن انہیں انہوں نے سجاہل عارفانہ سے پوچھا کہ انسان کے ہاتھ ہی سے راون کی موت ضروری ہے یا کوئی اور تدبیر بھی ہو سکتی ہے

دیوتا رشی۔ مہاراج تدبیر ہے تو بس یہی کہ آپ ہی انسانی قالب
میں اوتار لے کر راویں گوسرائے اعمال دیں۔ برہما جی کا برواں
ہی یہ ہے کہ وہ دیوتا کے ہاتھ سے مزیکا نہ گنہ صرب کے ہاتھ سے
رشیوں کی ایک پیش نہ جائیگی۔ کنہر بال بیکانہ کر سکیں گے۔ راکشوں
سے روآں تک نہ پیدا ہوگا۔ صرف وہ گئی قوم انسان اُس کا
برواں میں ذکر ہی نہیں۔ بس اسی کے دست بازو سے اس کو
خاک پر سلا سکتے ہیں۔ اگر دیوتاؤں سے ڈرتا ہوتا تو تین لوگ
اُس کے نشانہ ظلم و ستم کیوں ہوتے۔ اس کے ظلم کی بس حد
ہے کہ جس کی عورت پانی زبردستی چھین لی۔ کوئی ڈرامکا تو بس آؤ تو
جاؤ کہاں۔ غریب کا زمین و آسمان میں کہیں ٹھکانا نہیں +
بشن جی۔ تو پھر اچھا آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ میں چار انسانی
قالبوں میں ظہور کرتا اور سارے دکھ دردور کرتا ہوں +
یہ کہتے ہیں کہ رشی راجہ راجہ سے نہ

فشن جی۔ تو پھر اچھا آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ میں چار انسانی
قابلیوں میں ظہور کرتا اور سارے دکھ درد دور کرتا ہوں +
یہ کہتے ہیں کہ اس کی فشن جی بڑی ہے۔

یہ کہتے ہی سری بشن جی نگاہ سے غائب ہوئے تو گویا تھے
 جگہ وہوم وہوم سے ہو رہا تھا۔ آپ ہوں گنڈ میں اگن روپ ہو کر
 پوشیدہ ہو گئے اور فوراً ہی نمودار ہوئے۔ لوگ دیکھتے ہیں تو اگن گنڈ میں
 ایک شبیہ نور کھڑی ہے۔ چہرے کا سانولا رنگ۔ بدن پر شرح
 لباس۔ سارا جسم مرصع زیورات سے آراستہ۔ اس پیکر نور نے
 جمال دکھاتے ہی مدبرانہ شان سے کچھ الفاظ کہے۔ پھر دست منور
 میں کھیر کا برتن لئے ہوئے گنڈ کے باہر نکل آیا۔ راجہ دوسرے سے
 مخاطب ہو کر تقریر کی کہ یہ لو کھیر کا پیالہ۔ تم سمجھے میں کون
 ہوں۔ انسان نہیں۔ برہما جی نے در خواست کی تھی اس لئے

جگہ میں شامل ہوا۔ اتنا کہکشان جی خاموش ہو گئے اور راجہ دسرتھ کا حال ہی درگوں ہو گیا۔ وہ سہم گئے کہ غضب ہو گیا۔ ضرور یہ کوئی برہمن راکشس ہے۔

بشن جی صورت سے بھانپ گئے کہ راجہ دسرتھ کس گمان میں ہیں۔ ان پر کیا خوف طاری ہے۔ انہوں نے زباں گوہر خشاں سے گلفشانی فرمائی۔ کہ راجہ دسرتھ کسی بات کا اندیشہ نہ کرو۔ ہم دل سے نکالو۔ میں تمہارے یگیہ ہی کی برکت سے یہاں وارد ہوا ہوں۔ لو یہ برتن اس میں وہ عجیب و غریب کھیر ہے جو انسان کیا دیتا ہے۔ نے بھی نہیں دیکھی۔ برہماجی کی درخواست پر یہ طعام لطیف میں نے اپنے ہاتھ سے تیار کیا۔ اس کا اثر ہے کہ بے اولاد کو صاحب اولاد کرے۔ چنانچہ کھیر لے جاؤ اپنی رانیوں کو کھلاؤ جو رانی کھائیگی فرزند پائیگی۔

راجہ دسرتھ نے یہ سنتے ہی قدموں کی بلائیں لیں ایسے خوش ہوئے گویا کسی مغس کو خزانہ ہاتھ آ گیا۔ کھیر کا برتن لے کر بشن جی کی پرستش کی۔ اس وقت اگن گنڈ کے شعلے ایسے منور تھے کہ ہزاروں سورج قربان۔ بشن جی کھیر دے کر نظر سے غائب ہو گئے اور ریشیوں اور دیوتاؤں کے دل کو وہ خوشی حاصل ہوئی کہ پھولے نہ سماتے۔

راجہ دسرتھ نے کھیر رانیوں کے سامنے پیش کر کے کہا کہ لو برہماجی کے حکم سے کوئی فرشتہ دے گیا ہے۔ اس کے کھانے پر ہماری کامیابی مدعا کا دار و مدار ہے۔ خوشی سے کھاؤ یہ کہہ کر اس کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ ہمارائی کو شلیا کو دیا باقی نصف کے دو حصے کر کے ایک سُمتر کو عطا فرمایا باقی کا نصف حصہ کیپٹی کو دے کر غور کرتے تھے کہ بقایا کھیر کس کو دوں کوئی خیال میں نہ آیا تو وہ بھی سُمتر کے حوالے کر دیا۔

موصوف الصمد رانیوں میں سے کو شلیا جی سب سے بڑی
مہارانی تھیں۔ سُمترانجھلی اور کیگٹی چھوٹی چنانچہ سب نے اپنے
اپنے حصے کی کھیر نوش جان فرمائی اور فوراً حاملہ و بار و بار ہو گئیں اس
وقت ان کے جمال جہاں آرا کا نور ہی اور تھا چہرے پر وہ تابش حسن
تھی کہ نظر کو چکا چوندھ ہوتی تھی۔ جوں جوں دن گزرتے گئے۔ دل
کی امیدوں میں جان پڑتی جاتی تھی۔ راجہ دسر تھ کا دل ہاتھوں
بڑھتا تھا اور لوگ دن گنتے تھے کہ کب ایام فرحت فرجام ان
کی آرزو میں پوری کریں۔

گرماء رام اوتار میں راکشسوں کے قتل کے لئے دیوتاؤں اور گندھربوں وغیرہ سے بندروں کی ولادت

مہارانی کو شلیا۔ سُمترانجھلی اور کیگٹی حاملہ تھیں۔ ہوتے ہوتے
دوہت کے ایام آئے رانیوں کو غذا کے لطیف و اشیائے لذیذ
کی طرف رغبت ہونے لگی راجہ دسر تھ عمدہ سے عمدہ نفیس سے
نفیس چیز دھیر رکھتے تھے۔ کہ رانیاں کسی وقت دل مار کے نہ
ریں۔ جب جس چیز کی خواہش ہو بے توقف کھائیں۔
رشی منی خوش تھے۔ کہ بس اب کامیابی کے دن دور نہیں
ایام مسرت فرجام قریب آتے جاتے ہیں۔
برہم سبھا میں برہما کہتے تھے کہ ریش جی کی صورت کا کیا کہنا جو کہا
تھا کہ دکھایا۔ ہم لوگوں کی حفاظت و ایانت کے لئے

قالب انسانی قبول کرنے والے ہیں۔ اے دیوتا منڈلی اب ہم سب کا فرض ہے کہ رات دن دعا کریں۔ سچے دل سے اشیرا دیں کہ راجہ دسرتھ کے فرزند بڑے صاحب طاقت سرچشمہ لیاقت ہوں۔ دید شاستروں پر کامل عبور ہو ظفر بستہ فترک رہے۔ فتح و نصرت مطیع خنجر ظفر پیکر ہو۔ دشمنوں کے لئے اُن کا تیر تیج اجل ہو۔ راکشسوں کے واسطے اُن کی جنبش نظر پیام قضا۔ اب مناسب ہے کہ جتنے گندھرب ہیں جتنے کنہراوہیں قدر اپسرا سب کی عورتیں حتیٰ کہ اندرانی بھی بندریا کا قالب قبول کر کے بندروں کی افزائش کریں۔

اے دیوتا منڈلی ست جگ میں ایک مرتبہ مجھے جمائی آگئی تھی فوراً ہی میری زبان سے نکلا کہ راوَن کو اور کوئی تو نہ مارے گا۔ آدمی اور بندہ ہی موت کے گھاٹ اتارینگے۔

برہمناجی کی زبان سے یہ الفاظ سُکر دیوتا اور گندھرب وغیرہ خیل میوں کی افزائش میں مصروف ہوئے اور اندر نے فرمایا کہ برہما جی مہاراج! حسب ذیل دیوتا اُن کے فرزند آپ کے ارشاد سے پہلے دنیا میں جنم لے چکے اور میں بال کا فرزند پیدا کر چکا جو شاہنشاہ میوں ہوگا۔

نام زمانہ حال	نام زمانہ قدیم	نام زمانہ حال	نام زمانہ قدیم
تارا	فرزند پرہسپت	مینہ	فرزند اسونی کمار
گرب	" نکویر	دوبدہ	" "
نیل	" بسوکرماں	سوکھین	" برن
نیل	" آگن	سیری بجرنگابی	" پون

یہی نہیں بلکہ باقیماندہ دیوتا بھی بندہ ہو کر اپنی مرضی کے موافق

جولائی لے والے ہیں۔ دیوتاؤں نے اپنی اپنی طاقت اپنی اصل شکل صورت کے لحاظ سے اب پیکر خانگی قبول کینے ہے۔ کوئی ہندو قبیلہ۔ کوئی ہمپلہ کوہ ہے۔ ان سب کو فن حرب و ضرب میں کمال حاصل ہے۔ ششرو دیا میں نظیر نہیں رکھتے۔ ان کے سالار جنگ بھی عجیب و غریب ہیں۔ کسی کا ہتھیار پہاڑ ہے۔ کسی کا دند ان خارا شکاف اور کسی کا ناخن خونخوار۔ یہ سب جنگوں میں آباد ہوئے تو بڑا ہی رش مچایا۔ کوئی پہاڑوں کو یہاں سے اگھاڑ کر وہاں پھینک رہا ہے کوئی درخت ہی توڑے مروڑے رکھے دیتا ہے۔ کبھی سمندر میں کو کے اُس کی بائی کچائی نکالی دی۔ دل میں آیا تو ایک زقند میں اس پار سے اُس پار جب یہ طاقت کا حال تو پھر غریب لاکھتی اور اور جانوران ضروری کس شمار و قطار میں ہیں۔ ان کی تو مکھی چھڑ کے برابر بھی حقیقت نہیں ان بندروں نے اپنا دخل بٹھا کر سمندر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یورپ پہنچے۔ اتر۔ دکھن۔ جہاں دیکھو یہی یہ۔ جو سب میں طاقتور اور شہزور تھے۔ انہوں نے دشمن دیش (دکن) میں پائے استقامت جمایا۔ بال اور سگریو نے حکومت کے ڈنگے بجائے۔ تل تل اور منومان نے سپہ سالاری کی۔ کل جنگی جانور مارے خوف کے جنگل چھوڑ بھاگے جس کو انہوں نے پایا مسل کے رکھ دیا۔ بال کو وہ قوت و قدرت حاصل ہوئی کہ تمام غنیمتوں اور خزانوں کو سر کیا۔ سارے شہزور پست کر دئے۔ اس وقت اپنی قوم کا شاہنشاہ ہے بال و سگریو ہی کی فرج پر منحصر نہیں۔ ایک ہندو کی قوم ایسی بھی ہوئی جس کا رنگ کالی گھٹا کا بھرتک تھا اور اسی طرح سارا کر دیتا رام کے لئے باز قوم کے خیر اور راجوں کے لئے پیغام موت سے زیادہ ہوئے۔

ہر قسم کی کتابیں راجہ تل تار کتب لوماری دروازہ لاہور سے خریدی

کسر ۱۸

سری راجندر جی۔ سری بھرت جی۔ سری کشمن
جی اور سری سترہن جی کے ظہور سے جلوہ نور پرور
دیروخت۔ تعلیم و تربیت اور وشوا مشر جی کی آمد

سری لکش جی کی ترانہ بنی ہے کہ شرنکی جی کا مجوزہ پیریشی جلیہ ایک
سال میں ختم ہوا۔ راجہ دسر تھ نے بڑی تعظیم و تکریم سے رشیوں ہرشیوں کو
دھست کیا۔ شرنکی رکھ چار روز زیادہ رہے۔ پھر انگلہ نش میں راجہ روم یاد
کے یہاں تشریف لے گئے۔ راجہ دسر تھ فکر اولاد میں گھڑیاں گنتے تھے
ایک ایک پل پہاڑ معلوم ہوتی تھی۔ کاٹے نہ گنتی تھی۔ شدہ شدہ سال
پورا ہوا۔ بارہ مہینے گزر گئے۔ چیت کا مہینہ آیا۔ اوجالے پا کھ نے جلوہ
دکھایا۔ نومی کی مقدس تھ آئی۔ پیریشی خچتر سوکرم جوگ لگن میں
سری راجندر جی نے کوشلیا جی کو میراٹ روپ کا جلوہ دکھایا۔ کوشلیا
جی نظارے کی تاب نہ لاسکیں۔ دل میں ہیبت سمیٹ گئی۔ سری راجندر
جی نے پیاری مانا کی کیفیت دیکھ کر روپ بدلا۔ اور ایک ننھے سے مالک
بن کر قدرت کاملہ دکھادی۔ ترلوک میں دھوم مچ گئی کہ رام اوتار ہو گیا
برہما دیوتا رشی مہر سب خوشی میں مست ہو کر نغمہ عشرت گانے لگے
کوشلیا جمال عالم افروز دیکھ کر غش کر گئیں۔ دل نہال ہو گیا۔ چہرے
پر خوشی جیما گئی۔ رخ پر نور برسنے لگا۔

اب تکہ خچتر آیا تو کیٹی کے روناس میں بدھائی بچنے لگی۔ بھرت
جی کے جلوہ مسعود کی خوشخبری نے آوازہ مبارک بلند کیا۔
شمتر جی کا روناس اب تک منتظر موقع عشرت تھا کہ اٹلیکھا خچتر آیا

شبہ گھڑی۔ شبہ لگن میں پہلے سری لکشمین پھر سری سترہن ستمترا
جی کی آنکھوں کی پتلی بنے +

سری راجندر۔ سری کھرت۔ سری لکشمین اور سری سترہن جی
کا جمال نور افروز سورج چاند کو شرابا پر تو حسن سے درو دیوار برستائے
چھٹکا تاتھا۔ ظور مسعود اور جلوہ محمود کی خوشخبری سے دیوتا اچھٹل پڑے
گندھرب مارے خوشی کے کود پڑے۔ رشی مہرشی آند میں ڈوب
گئے۔ آکاش سے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ برہم لوک میں
دھندلی نے نغمہ عشرت چھیڑ دئے +

راجہ دسرتھ کے بارگاہ عالم بنا ہی۔ ایوان شاہنشاہی میں
شادیانے بجنے لگے۔ جشن عظیم کی تیاری ہوئی۔ زرو جواہر زور و
خلعت انعام و اکرام سے سب مالا مال ہو گئے۔ گٹھوانوں کا تاتھا
لگ گیا۔ سپہ ایش کے تیرھویں دن گرہوں اور برہمنوں کی پوجا ہوئی
و دوان پندتوں اور شاستروان برہمنوں نے دیدیاں رکھیں اور
دیدنتروں سے سب جنم سنسکار کئے گئے۔ بششٹ جی نے
ہمارانی کوشلیا کے نور نظر کا نام رام رکھا۔ وجہ یہ بتائی کہ ہر چیز میں
سری راجندر جی کے انوار قدرت کا طور ہے یہ خورشید میں ہیں ماہ
میں ہیں کوہ میں ہیں۔ گاہ میں ہیں۔ گل میں ہیں۔ بد میں ہیں۔
رنگ میں ہیں۔ ہر سنگ میں ہیں۔ شرر سنگ میں ہیں۔ بیوی بچہ
دیں۔ یہی نہریں۔ یہی لہریں۔ یہی آب میں۔ یہی خاک و آتش
و باد میں۔ یہی دھند و برق و سحاب میں۔ یہی جہر و مادہ پہر میں۔
یہی رنگ و بو سے گلاب میں۔ یہی زعم اہل خسرو ش میں
یہی جوش عہد شباب میں۔ جس طرح چاند کی نور افشانی سے
کلیجے کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ اُسی طرح سری راجندر جی کی جلو
افروزی سے سب کے کلیجوں میں ٹھنڈک پڑ گئی۔ پس یہی مام
موزوں ہے یعنی سری رام +

کیشی کے جوگر بند کا نام تاجی بشت جی نے بھرتہ تجویز
 کیا اور بشتہ اس کے فرزندوں کا اسم گرامی نکشمین و سترہین۔ نام کرٹ
 کی تقریب میں راجہ دسرتھ کے دست خیر نے مینہ کی سی جھڑی
 باندھ دی۔ چاندی سونا زرو جواہر ہر طرف برس گئے۔ جشن ہوا جسے
 ہوئے۔ عمائدین سلطنت و اراکین حکومت کی دعوت ہوئی۔
 خیل رہا۔ ہر فرد بشر کی ضیافت ہوئی۔ سب آندھے۔
 خور نہ تھے۔ سب کی دعا تھی۔ پروان چڑھیں سیالنا جھولی
 کھائیں۔ پیالیں۔ پیالیں پھولیں۔

چاروں راجہ دسرتھ کی آنکھ کے تارے مٹاؤں کے دلا رہے
 آغوش عافیت میں پلنے لگے۔ رفتہ رفتہ گھٹیلوں چلنے لگے۔
 دُج کے پمانہ کی طرح بڑھتے بڑھتے چودھویں کا چاند ہو گئے۔
 تو خضائل و فضائل میں کوئی نظیر نہ رہا۔ ہر علم و فن میں بے مثال
 دلا جواب تسلیم ہوئے۔ ہر بات کی داہ واہ تھی۔ کمالات قدرت
 میں پوری دستگاہ تھی۔

راجہ دسرتھ کی گویا پانچوں انگلیاں برابر تھیں۔ اور دونوں آنکھیں
 یکساں عزیز۔ مگر نہیں خضائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ۔ کے لحاظ
 سے بھی سری راجچندر کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ اور کبھی
 نگاہ سے اوج نہ ہونے دیتے۔ چاروں بھائی چاند سورج کی دو
 جوڑیاں نظر آتے تھے۔ ایک کو ایک سے زیادہ محبت۔ ایک سے
 ایک سے زیادہ ایک۔ دوسرے کا ہوا خواہ۔

اس چند جی ہوا خوری کو نکلتے توجو دیکھتا مہبت ہو جاتا۔ یا تھی
 پر سواہ ہوئے۔ تو راجہ اندر شرما جاتا۔ رتھ پر چڑھتے تو سورج کی آنکھ
 نیچے ہو جاتی۔ گھوڑے پر سیر کرتے تو سورج کے گھوڑے گرد
 نہ پاسے سری راجچندر جی پر سعادتمندی ختم تھی۔ پتا کی خدمت تمام
 محالہات زندگی و لوازمات دنیوی سے زیادہ مقدم جانتے

تھے۔ نگاہوں میں چائیا پریم دھرم تھا۔ شاستر کا حکم ہے کہ
چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو کمزورہ واند سمجھے۔ چنانچہ لکشمی جی
کا اس پر پوری طرح سے عمل تھا۔ وہ سری راجندر جی کو راجہ
دسرتھ ہی کہے بہا برہانتے اور ان کی خدمت و درخشا جوئی کو
سرمایہ سعادت بنانہ بھائے عبادت جاتے تھے۔ سری راجندر
جی کو بھی لکشمی جی سے خاص الفت تھی۔ وہ قوت بازو ہی
نہیں بلکہ جان و جگر سمجھتے اور باہم ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے
سری راجندر جب سیر و شکار کو جاتے۔ تو لکشمی جی خاص عقیدت
سے خدمت کے لئے ہر کتاب رہتے تھے۔ گو بھرت جی کا بھی یہی
دستور تھا۔ لیکن لکشمی جی کی صدق عقیدت کچھ اور ہی تھی۔ جب
چاروں بھائی ایک ساتھ سواریوں پر نکلتے تو راجہ دسرتھ کا کلیجہ
پھرک اٹھتا تھا۔ خوشی کی انتہا نہ ہوتی تھی +

ایک روز راجہ دسرتھ کا دربار شاہی لگا ہوا تھا۔ جہاں اور
معاملات پیش ہوئے۔ وہاں راجہ دسرتھ نے یہ ذکر چھپڑا کر ایشور
کی کرپا سے اب چاروں راجکماروں کا رسن شادی کے لائق ہوا
چشمہ بد دور ہر علم و فضل میں اچھی طرح مال حاصل ہو گیا۔ معاملات
ملکی بھی اس خوبی سے انجام دیتے ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی ہے
جو ہے۔ شباباش۔ زندہ باش کہے بغیر نہیں رہتا۔ چار دانگ
عالم میں حسن لیاقت کی واہ واہ ہو رہی ہے۔ بس اب آپ لوگ
مشورہ دیں کہ شادی ضروری ہے یا نہیں۔ میرا رسن آپ لوگ
دیکھتے ہی ہیں۔ چراغ گل ہونے میں کیا شک ہے۔ پس اس
سے چاہتا ہوں کہ جہاں بیٹوں کا سکھ دیکھا ہے وہاں کچھ دن
بہوٹوں کا بھی سکھ دیکھ لوں +

راجہ دسرتھ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ ایک چوہدری نے آکر
بات کاٹ دی اور کہا تمہارا راج۔ سری راجندر دولت پر قشرب

فرما ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اُن داتا سے ملنے کی خواہش ہے راجہ یہ
سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوئے۔

راجہ دسرتھ کے اُٹھتے ہی بششٹ جی اور اور پروہت بھی
استادہ ہوئے۔ اور راجہ دسرتھ کے ساتھ ساتھ دروازے کی طرف چلے
دروازے پر دیکھا تو بسوامترجی براجمان۔ مگرمون بالکل خاموش۔
راجہ دسرتھ خود دوڑ کر قدم لیتے۔ مگر نہیں۔ وہ شاستر کے عالم باعمل
تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر کوئی ہرشی مٹنی مکان پر آئے تو مالک
مکان کا فرض ہے کہ اپنے مقدم پروہت سے لگہ دلوائے چنانچہ
انہوں نے اس رسم تعظیم کے لئے بششٹ جی سے گزارش کی۔
بششٹ جی تو راضی ہوئے۔ مگر فوراً ہی راجہ دسرتھ کے دل میں
خیال ہوا کہ یہ بڑی بُری ہوئی۔ بششٹ جی اور بسوامترجی سے بازو
کبوتر۔ آب و آتش کی اسی دشمنی ہے دونوں کا سامنا ہو جائے تو نہ جانے
بسوامترجی کیا بد دعا دے بیٹھیں۔ مگر نہیں یہ ہمیشہ دیر پا نہ تھا
و شوامترجی خود بخود بول اُٹھے کہ کہنے۔ مہاراج۔ ادھیراج۔ سب
چین چان۔ سب آند پر سن۔ دشمن قدموں پر سر جھکاتے رہتے
ہیں نا۔ دیو پتر کر۔ تو آپ سچی عقیدت سے کرتے ہی ہونگے۔ یوں
وغیرہ کو آپ سے کیا پوچھنا۔ آپ خود ہی دھرم کے پورے
پابند ہیں۔

راجہ دسرتھ۔ سو امی آپ کے اشیر باد سے سب امن
و چین ہے۔ اور پرتاپ سے کام نہ لیتے جاتے ہیں۔ کسی
بات کا فکر نہیں۔

یہ سنکر و شوامتر اُٹھے بششٹ جی سے بغلیں ہوئے
اور مزاج پُرسی کر کے مسکرا دیئے۔ بششٹ جی نے مزاج
پُرسی کا بڑا مہذبانہ جواب دیا اور ساتھ ہی تبسم کا جواب
بھی ترقی بہ ترقی دے گئے۔

ناظرین اس پر حیرت میں ہونگے کہ تبسم کے ذریعہ سے نوک جھونک اور جواب ترکی بہ ترکی چہ معنی وارد اس لئے اس کا بھید بتا دینا لازمی ہے۔ بششٹ جی راجہ دوسرے کے پروہت تھے۔ پروہتائی کو شاستری میں ناروا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس لئے وشوامترجی نے طرز تبسم سے نظر حقارت کے طنزیہ اشارے کا کام کیا۔

بششٹ جی کے تبسم کی اصلیت یہ تھی کہ وشوامتر راجہ کو کوئی کیا ہنسے گا۔ میں اُس عظیم الشان اور دھرماتما ہماراج ادھیراج کا پروہت ہوں۔ جس کے پاس تم بھی ہاتھ پھیلائے دوڑے آئے ہو۔

یہ اشارے کنائے آپس ہی میں ہو کر رہ گئے۔ اب جاہالی رشی منجے مراسم تعظیم و تکریم کے بعد راجہ دوسرے مع اصحاب موصوف الصد و آرائین خاص و شوامترجی کو دربار میں لے آئے۔ سب اپنی اپنی نشستگاہوں پر بیٹھے۔ وشوامترجی نے کش آسن پر کفایت کی۔ راجہ دوسرے دھرماتما تھے۔ رشیوں مہرشیوں کے سیوک تھے۔ پس وشوامترجی کی تعظیم خاطر تواضع وغیرہ کا کیا پوچھنا۔ ہماراج تلواروں سے آنکھیں ملاتے تھے۔ ہر وقت ہاتھ باندھے نگاہیں دیکھتے رہتے تھے کہتے تھے کہ میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ آپ کی خاک قدم میرے لئے سرٹ نور ہے۔ آپ کی رونق افروزی سے میرا کلبہ خزاں گلشن بے خزاں ہو گیا۔ بھوکے کو کھانا۔ بے اولاد کو اولاد۔ مفلس کو دولت ملنے سے جو خوشی ہوتی ہے۔ اُس سے ہزار چند خوشی مجھ کو آپ کے درشنوں سے حاصل ہے۔ آپ کا مرتبہ اعلیٰ ہے بات بالائے۔ صرف انتہائے ریاضت و تکمیل عبادت سے آپ پر ہم رشی ہوئے ہیں۔ پس میں جرنوں کے درشن سے جس قدر اپنی خوش قسمتی پر ناز کروں بجا ہے۔ کرم فرمائی پر جتنا اتراؤں نہ پایا ہے۔ واقعی میرا

جہنم پہنچل ہو گیا۔ میری زندگی آج سب کا رتھ ہوئی۔ اب آپ یہ فرمائیں
کیا ارشاد ہے میں حکم کا منتظر ہوں۔ جو کچھ ہے وہ سب آپ ہی
کا دیا ہوا ہے۔ سب کے آپ ہی مالک ہیں۔ جو چاہیں مانگ لیں
تمکلف نہ کریں۔ آپ جو فرمائیں گے حوال کیا جو سہرا نکھوں سے قبول
نہ کروں۔ دوسرے عذر کرنے حرف انکار زبان پر لانے والا نہیں۔
آپ کے چرنوں کا داس ہے۔ اس کو یا تو اپنے دھرم کا لحاظ ہوگا
یا آپ کے ارشاد کا پاس۔ پس کچھ تو مرضی مقدس ظاہر فرمائے
منشائے خاطر سے ماہر فرمائے کہ میں سر بائیں سعادت حاصل
کروں۔ اپنے کو آپ کے فرمانبرداروں میں شامل کروں *

گلدرد ۱۹

وشوا مترجی کا راجہ دوسرے سے سری
راچندر کے لئے سوال۔ راجہ دوسرے
کی حیرانی و پریشانی

ہمارا راجہ دوسرے زبان دے چکے انہوں نے وعدہ کر لیا کہ جو ارشاد
ہوگا۔ سہرا نکھوں سے منظور کروں گا۔ انہوں نے قدموں پر سر جھکا دیا
اور جنبش لب کے منتظر ہو گئے۔ وشوا مترجی راجہ دوسرے کی عقیدتمندی
و ارادت پسندی سے از حد خوش ہوئے۔ ان کی باچھیں کھل گئیں۔
جوش مسرت سے بولے۔ دھن ہو، گھنول، گھٹ شرو منی آپ
راجگان زمانہ کے سرتاج ہیں۔ دنیا کے پردے پر آپ کا نظیر نہیں
آپ کا سا سجن آج تک نظر سے نہ گزرا۔ اور کیوں نہ ہو ویدوں
کے آپ عالم با عمل ہیں۔ شاستروں کے اشارے میں چلنا

آپ کا دھرم ہے۔ آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔ کہ بشت ایسے
گرو کے فیض و برکت سے آپ کے چہرے پر دھرم کا جلال برس
رہا ہے۔ تب ہی آپ دھرم کی راہوں میں سر کے بل چلنے کے لئے
ثابت قدم رہتے ہیں۔ آپ نے میرے آگے سر تسلیم خم کیا میں
آپ کی صدق ارادت اور سچی عقیدت کو سر زبان سے سراہتا اور شہزاد
دیتا ہوں کہ آپ کو پابندی قول و یاس سخن کا نیک ثمرہ حاصل ہو۔
میں بالفعل سوال کرتے جھجکتا دل کی خواہش کہتے ہچکتا ہوں کہ
شاید آپ کو پھر عذر و انکار ہو۔ اس لئے اگر آپ ایک مرتبہ پابندی قول
کی پرتگیا سنا دیں تو زیادہ تر ممنون و شکر گزار ہوں۔ اور میرے دل سے
اپنی بات پٹ پڑنے کا وہم دور ہو جائے۔

راجہ دسترخ اس گفتگو پر خاموش ہو گئے دل میں خیال تھا کہ سو امر
جی اس وقت ہیں کہاں۔ پرتگیا کی خواہش کیسی۔ رگھو بنسی خاندان
میں یہ ممکن کہاں کہ کوئی سوال کرے اور پورا نہ ہو جو آپ نے ایک دفعہ
زبان سے کہ دیا۔ بس پتھر کی لیک۔ برہما کا اکشر ہو گیا۔ مجال بھی ہے
کہ قول پٹ پڑ جائے۔ و شو امر راجہ کے خیالات کو قیافہ سے بھانپ
گئے۔ انہوں نے خود ہی پھر سلسلہ تقریر شروع کیا۔

و شو امر۔ مہاراج آپ کے دل کی بات میں سمجھ گیا۔ آپ اگر سوال
ہی کے منتظر ہیں تو سنئے۔ میں جگہ میں مصروف ہوں۔ مدت سے یہی
شغل ہے مگر بڑا ہوتا کچ اور شہباز نامی راکشسوں کا یہ جگہ کو پورا
ہوتے نہیں دیتے ادھر محنت سچھل ہونے کے قریب آئی ادھر
انہوں نے گوشت اور خون برسا کر سارا کیا ادھر اکار تھ کر دیا کچھ کرتے
دھرتے بن نہیں پڑتی ناک میں دم ہو رہا ہے۔ میرا کچھ بس نہیں۔
راجہ دسترخ۔ (دل ہی دل میں) یہ معاملہ کیا ہے۔ و شو امر چاہیں تو ایک
بد دعا میں دنیا الٹ پلٹ کر کے رکھ دیں زمین و آسمان میں راجھسوں کا
کیس ٹھکانا نہ رہے۔ دیوتا نام سے پھر پھرتے ہیں۔ گندھربوں کا پتہ پانی

پانی ہوتا ہے۔ اور مار تھج دسباہ سے ایک پیش نہیں جاتی کہیں نلم برک
درشن فقورے اونچی دکان پھیکا پکوان کا معاملہ تو نہیں۔ ایسی ایسی کھیاں
نہ مار کے تو پھر کیا یہ ساری شہرت نمائشی ہی تھی +

وشوامتر۔ (قیادہ بیان کر) گھول شرومنی آپ جو دل میں خیال کر رہے
ہیں وہ معاملہ فہمی کے اصول سے درست نہیں۔ شاستروں کا حکم ہے
کہ جب کوئی شخص جگہ کرے تو بالکل گٹھن جائے غیظ و غضب سے
کو سوں دور رہے۔ جہاں ذرا بھی غصہ آیا۔ کچھ بھی تنور پر پل پڑے تو سمجھ
لیجئے کہ سارا ثواب عذاب سے بدل گیا۔ پھر جگہ کا سکا۔ تھ ہونا بالکل ممکن
اگر یہ بات نہ ہوتی تو ایک ترچھی نظر ہی ایسے ایسے ہزار راجھسوں کے
لئے کافی تھی۔ اس وقت مجبور ہوں شعلہ غضب پھر دکتا ہے تو جگہ کی
خیریت نہیں۔ شاپ دیتا ہوں تو اس کے لئے آتش قہر مشتعل
کرنے کی ضرورت +

راجہ دوسر تھ۔ نہیں نہیں مجھے کچھ خیال نہیں۔ اگر آپ کو کچھ قیاں
ہوا ہو تو معاف فرمائیے میں آپ کے دست قدرت سے واقف ہوں
کشف و کرامات کا حال معلوم ہے۔ آپ کے جلال کے سامنے کس
کی مجال ہے کہ ٹھہر سکے۔ ہاں مہاراج بے تکلف فرمائیے کہ میرے
لئے سرفرازی خدمت کا کیا منشا ہے +

وشوامتر۔ بس کچھ نہیں۔ ذرا سی بات ہے اور زیادہ تکلف وہی
منظور نہیں +

راجہ دوسر تھ۔ زہے نصیب۔ زہے قسمت۔ مجھے کسی بات سے
انکار نہیں۔ راضی برضا ہوں ہاں تو فرما دیجئے کہ تعمیل ارشاد سے
سعادت حاصل کروں +

وشوامتر۔ راجن فقط اتنا ہی چاہتا ہوں کہ آپ کچھ دنوں کے لئے
میرے ہاں رہیں۔ کہ میرے ہمراہ کر دیں +

وشوامتری کے ان الفاظ سے راجہ دوسر تھ۔ کے منہ پر مہر لگا دی

وہ خاموش ہو گئے۔ دل میں خیال کیا کہ یہ سوال کیسا۔ راجندر جی کل کے
 بچے۔ راجھسوں کے لگے بسا طہی کیا۔ وہ جگہ میں جا کر کیا بنا لینگے؟
 بسوا متر۔ آپ کو سوچ بچار کیوں۔ آپ سری راجندر کو سمجھتے ہی کیا
 ہیں۔ کیا راجھس ان کے مقابلے میں کچھ چیز ہیں۔ ان کا نظیر آج
 کوئی دوسرا ہے نہیں۔ یہی میرے جلیہ کی حفاظت کر سکتے ہیں انہیں
 کے دست قدرت سے نابکاروں کا قلع قمع ہو گا۔ آپ کسی بات سے نہ
 گھبرائیں میں سری راجندر جی کو علوم و فنون سکھاؤنگا۔ وہ گئی شادی
 اس کا بھی ذمہ وار ہیں۔ راجندر جی میرے ساتھ چلے اور تین لوک میں ان
 کا جش ہو گیا اگر آپ کو راجھسوں سے اندیشہ ہو تو وہم ہی وہم ہے کسی کی
 مجال نہیں جو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ ان کا آفتاب اقبال سب کا
 منہ جھلس کر رہیگا۔ کسی کے تیر و خنجر کی ایک نہ چلیگی۔
 راجہ دسرتھ۔ (دل میں) سمجھ میں نہیں آتا کہ بسوا متر کیا کہہ رہے ہیں
 دنیا بھر پڑی ہے۔ روئے زمین کے ہزاروں زبردست راجے مہاراجے
 موجود ہیں۔ سب کے راجہ بھر بھی ایک سے ایک بہادر۔ ایک سے ایک شہر و پھر
 نہیں معلوم کہ بسوا متر جی میرے ہی گلے کیوں پڑ رہے ہیں تاخر راجندر
 سو کیا ان کو کوئی دوسرا نہیں ملتا۔ جو اپنی ضد کئے جاتے ہیں۔
 و شوا متر۔ (دل کا مطلب سمجھ کر) ایشواک بھٹ کے مکٹ منی آپ سری
 راجندر کو ایسا ویسا نہ سمجھیں۔ ان سے بڑھ کر کسی دوسرے کو دست
 قدرت حاصل نہیں۔ ان کو سب کچھ قدرت ہے آپ ان کو کھینچے گا مگر اڑانگے کا
 تار سمجھ کر مغالطے میں ہیں۔ یہ آپ کی بالکل خام خیالی ہے۔
 جنہیں راجندر سمجھتے ہو وہ تمہارے نور نظر نہیں
 ہیں اگر تو کون جو ہیں تو کیا تمہیں نام کو بھی خبر نہیں
 یہ جہاں میں جملہ دوست ہیں ہمہ دوست ہیں ہمہ دوست ہیں
 ہمہ دوست جملہ از دوست ہیں یہ بھر نہیں یہ بھر نہیں
 یہ عظیم میں ہیں یہ وجود میں یہ نفع میں ہیں یہ ہیں سود میں

یہی ہست ہیں یہی بود ہیں یہ جگت پتا ہیں پس نہیں
ہمارا ج آپ واقف ہیں کہ مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے
آج تک زبان حرف دروغ سے آشنا نہیں ہوئی۔ پس میری باتوں
کو آپ باد ہوائی نہ سمجھیں +
وسر تھ جی کو خدیاں تھا کہ بسو امتر جی راچندر جی کے لئے کیوں
سٹ کرتے چلے جاتے ہیں۔ آخر ان کو ان کی مدح سراہی کی وجہ۔ ان
کے کان میں کس نے پھونکا دیا کہ راچندر ایسے ہیں ویسے ہیں انہوں
نے کہا۔ رشی راج ۔

ابھی راچندر کا سن ہے کیا کہاں ان میں تاب دتواں ابھی
نہیں دانت اُکھڑے ہیں دودھ بھری دودھ سے ہے زباں ابھی
وشو امتر۔ بیشک آپ کے نزدیک سرری راچندر ایسے ہی ہیں مگر ہم
لوگوں کی نظر سے دیکھتے تو کچھ اور ہی معلوم ہونگے۔ دوتاؤں سے پوچھتے
دیکھتے وہ کیا کہتے ہیں۔ شیوں سے دریافت ہو کہ ان کا کیا خیال ہے
اگر آپ چاہتے ہیں کہ سرری راچندر کے عہد و فنون کا ذکر لکھتے۔ ایک
چھٹی سی ہو کر آئے۔ آپ کا نام روشن ہو۔ رگھو بنس کا جش گایا
جائے۔ تو بس کہہ دیجئے کہ لے جائے۔ حجت فضول +

راجہ و سر تھ پھر غوطے میں گئے۔ اس خیال میں سرری انہوں نے کہ
کیونکر بسو امتر جی کو ٹالوں۔ آخر سوچتے سوچتے سوچے کہ ہرچہ بادا باد دو
لوگ بواہ کا فی ہے۔ طرل کلام لا حاصل +

بسو امتر جی پھر راہبہ و سر تھ کا مٹشا۔ بے خاطر سمجھ گئے۔ انہوں نے
تکسین بٹش الفاظ میں کہا۔ ہمارا ج اور وہ فریش۔ میں دیکھتا ہوں کہ
آسیہ کو میری باتوں کا یقین نہیں۔ میرا اس کا میں مدد ملنے نہیں سمجھتا
مگر ایشید کے فضل سے آپ کے ساتھ وزیر روشن ضمیر و شیر باد ہیں
وزیران۔ سریشو۔ ایسے۔ دیکھتے وہ کیا کہتے ہیں۔ آیا مجھے حق بجانب

راجہ دسرتھ - (دل ہی دل میں) اوزیرو شیر اگر کہ بھی دیں تو میں
کب ماننے والا ہوں - مجھ سے راجندر کی جدائی کسی طرح
گوارا نہ ہوگی +

بسوامتر - اگر آپ کو وزیروں مشیروں کی مشورت منظور نہیں - تو گرو
بششٹ جی سے صلاح لیجئے دیکھئے وہ کیا اسے دیتے ہیں اگر وہ
اجازت دے دیں تب تو کچھ میں سیکھ نہیں - آپ نہ معلوم کس خیال
میں ہیں - اچی مہاراج جن کو آپ راجندر راجندر کہہ کر پکارتے ہیں جن
کی ولادت پر فخر کرتے ہیں - جن کو سمجھتے ہیں کہ فرزند ہیں - وہ آپ کے
جگر بند نہیں - ہمارے اشٹ دیو ہیں - اب وہ کچھ نہیں رہے - وہ
ماں باپ کے رشتے سے بے تعلق ہیں میں اب اس کے بے پکار +

راجہ دسرتھ بسوامتر کے سامنے زبان نہ ہلا سکتے تھے - دل ہی دل
میں اُن کی باتوں پر غور کر کے رہ جاتے تھے - چنانچہ اس فقرے پر انہوں
نے یہی خیال جمایا کہ وہ چار دن کی تو کچھ بات نہ تھی میں بسوامتر جی کا
کہنا مان لیتا - بلاستہ جدائی کھلتی - مگر زیادہ دنوں کی مفارقت کسی
طرح گوارا نہیں - چاہے بہتے یا بگڑ سکے +

بسوامتر - آپ جتنی چاہیں پیپ سادھئے منہ میں کبل دیجئے مگر نتیجہ
کچھ بھی نہیں بڑے حیرت کی بات ہے کہ فراسی بات کے لئے آپ
ایسا دھرم اتما را بہ اس طرح بغلیں بھول گئے - یوں ٹاسے یا لے تھائے کچھ
آپ کو خیر ہے کہ آپ کے خاندان کا کیا دھرم ہے - ذرا آپ راجہ گھو کی طرف
دیکھئے - مادہ دیکھئے وہ دم پر جان قربان کرنے والے تھے - ذرا سنئے گا
ایک مرتبہ اچھوتوں نے جگمگ کیا - جتنے برہمن تھے - سب کو ایسا دھرم
سے مال مال کیا کہ کسی کو بوس باقی نہ رہی - سونا چاندی زیور جواہرات
پوشاک لباس کیا تھا جس سے اہل سوال کی میت نہ بھروی میں حد
نہتہ کر راجہ جنکس دال کر دیا - پانی پینے کے لئے ایک برتن بھی نہ رکھا
اب وہ دنیا چھوڑ کر رہ گیا - اور اچھوتوں نے ہمارے گھر اور درختوں

کی چھال سے تن پوشی یہ تو دست خالی کا حال اور یہ بے سرو سامانی کی حالت۔ اس پر بھی اُن کا دل وہی۔ اُن کی دھرم پر تکیا بدستور۔ بالکل ہاتھ جھاڑ بیٹھے تھے۔ پاس جھنجھنی بھی نہ تھی۔ اسی عالم ناداری میں کسی رشی کے گرد وارد ہوئے۔ سوال بارہ کروڑ اشرفیوں کا تھا۔ مگر صورت دیکھتے ہیں تو عجیب نہ سر پر تاج نہ تخت زیر قدم۔ بدن پر کپڑا تک نہاد فقط ایک زنا تار پیرا سن کا قائم مقام اور درختوں کی چھال زینت بدن ہیئت کدائی و حالت گدائی دیکھ کر گرجی سوچے کہ راجہ رگھو کے پاس دھرا ہی کیا ہے۔ یہ تو خود دلہری ہو رہا ہے۔ گوشت و پوست کے سوا کچھ بھی پاس نہیں۔ پس زبان کے پھٹن جھاڑنا فضول۔ چلو اپنے گھر کی راہ تو اپنی رادھا کو یاد کرو۔ راجہ رگھو رشی کے نفس مطلب پر پہنچ گئے جان لیا کہ کوئی ضرورت ہے کسی دکھ درد کے مارے یہاں نزول اجلال ہوا ہے یہ سوچ کر بولے۔ آئے مہاراج برلجئے۔ فرمائے کیا آگیا ہے۔ رشی۔ کیا سوال کروں۔ کیا درخواست ہو۔ آپ کی حالت دیکھ کر میریٹ بھر گیا جس کے پاس ایک جھنجھنی نہیں۔ اس سے سوال کیا۔ بالفرض سوال کیا بھی جائے تو نتیجہ۔ زبان کا سنجیر اُتارنے سے حاصل۔ راجہ رگھو نے اس تقریر کا ذرا بھی بُرا نہ مانا وہ ہاتھ جوڑ کر اصرار کرتے رہے۔ کہ کچھ تو فرمائے۔ ذرا تو سوال سے زندگی سنبھل کر دیجئے۔ مگر رشی کا دل بالکل ٹوٹا ہوا تھا۔ اُس کے قدم اُٹھے جاتے تھے۔ دل میں خیال کہ یہاں ٹھہرنا بے سود۔ فکر لا حاصل سے حاصل۔ راجہ رگھو کو بڑا ہی رنج بہت ہی تردد ہوا۔ سوچے کہ آج تک اُن کے بزرگوں کے در دولت سے کوئی سائل محروم واپس نہیں ہوا اگر رشی بخالی ہاتھ پھر گئے تو ڈوب مرنے کی بات ہے۔ انہوں نے رشی سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔

مہاراج! آپ دل کی خواہش کہ تو ڈالئے۔ اس میں کیا مضائقہ ہے اور میری تو یہ بھی درخواست ہے کہ آج رات بھر آپ یہیں

ادھر سے اصرار تھا ادھر سے انکار۔ مگر رشی جی کو ایک دن کا قیام منظور ہی کرنا پڑا۔ انہوں نے دل میں تصفیہ کر لیا اچھا راجہ کا کتنا ہی سہی۔ دن گز رہی جاٹیکارہ گئی رات وہ بھی گٹ جاٹیکائی۔ سمجھو نگا ایک دن کابرت ہی رکھا۔ یہ سوچ سمجھ کر رشی جی نے وہیں آسن جمایا لمحہ لمحہ گزرتے گزرتے آخر رات ہوئی۔ اس وقت رشی جی نے راجہ رکھو سے کہا کہ مجھ کو بارہ کروڑ اشرفیوں کی ضرورت ہے۔

جو ہیں راجہ نے یہ سوال بٹنا آگ بگولا ہو گیا۔ فوراً ہی کہاں لیکر آٹھ کھڑا ہوا۔ اور سیدھا کویر کے پاس پہنچا۔ چہرہ تمسارہا تھا۔ غصے کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ کویر دیکھتے ہی کانپ اٹھا اور پوچھا۔

کیوں کیوں مہاراج خیریت تو ہے؟ جوش غضب کا باعث ہے راجہ رکھو۔ بس خیریت اسی میں ہے کہ بارہ کروڑ اشرفیاں حاضر کیجئے۔ زیادہ بات چیت کی فرصت نہیں۔

کویر کے بدن میں تھر تھری تھی۔ راجہ کے جوش غضب سے کانپ رہے تھے۔ اُف نہان سے نہ نکالی۔ ذرا چوں و حیرانہ کی چُپ چپاتے زرو جواہر۔ روپیہ اشرفی کا مینہ برسا دیا۔ راجہ رکھو کی قیام گاہ میں جدھر دیکھتے سونا ہی سونا۔ چاندی ہی چاندی کا انبار لگا تھا عقوق و الماس کا ڈھیر یہ کیفیت دیکھی تو برہمن لوگ آمو جو ہوئے عرض کی کہ مہاراج اپنا راج پاٹ لیجئے۔ ہم باز آئے ہمیں معاوضہ دے دیجئے۔ سلطنت آپ کو مبارک۔

راجہ رکھو نے تاج و تخت کے عوض ایک ایک کے ہزار ہزار روٹے اور بارہ کروڑ اشرفیاں رشی کو گنا کر بڑی عزت و منزلت کے ساتھ بخش کر کیا رشی جی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دعائیں دے دے کہ اشرفیاں سمیٹیں اور اشیر یاد دیتے ہمت عالی کو سراہتے چلتے پھرتے نظر آئے۔

اسے راجہ دسرتھ جس خاندان میں راجہ رکھو ایسے فیاض اور دریا
دل راجے گزرے ہوں جس سورج بنسی نسل کے غلاموں کی چوٹ
سے بھی امیدوار مایوس نہیں پھرا۔ آج اسی اکشواک بنس کے
آفتاب خاندان کی خدمت میں میں در اسی خواہش لئے ہوئے آیا
حیرت ہے کہ آپ کو اس کے لئے جیلے والے۔ آپ کو ہر بات سے
بے فکر ہو کر اپنے بزرگوں کی پیروی واجب اور سری راجندر جی کو میر
ساتھ کر دینا مناسب ہے۔

بسوا متر جی تو یہ کہا کر خاموش ہو گئے۔ راجہ دسرتھ سے کچھ کہتے سنتے
نہ بن پڑتی تھی۔ دل کی گھبراہٹ کا عجیب ہی حال تھا۔ بیٹھے ہیں تو
سر براؤ۔ پہلو بدلتے بدلتے تھکے تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ کھڑے تھکے
جی ابھلا تو سر جھکا لئے ٹہلنے لگے۔ ٹہلتے ٹہلتے طبیعت اکتائی تو
لیٹ گئے لیٹے لیٹے دل کی الجھن بڑھی تو تھکے کے سہارے بیٹھ
گئے مگر کسی طرح طبیعت نہ سنبھلنا تھی نہ سنبھلی۔ بس انتہا ہے کہ
بدن سنسانے لگا۔ آثار غشی طاری ہوتے لگے۔

سر ۲۰

راجندر جی کو ہمراہ لے جانے کے لئے
بسوا متر جی کا اصرار اور راجہ دسرتھ کا انکار

راجہ دسرتھ کے اوسان خطا اور اس باختہ تھے کہیں تو کیا کہیں
کرہیں تو کیا کرہیں۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ ادھر راجندر جی کی جدائی کے
خیال سے موت کا سامنا۔ ادھر بسوا متر جی کی بد دعا سے خوف بربادی
سبب پر عالم بد جو اسی ایک رنگ آتا ایک رنگ جاتا تھا۔ چہرے
پر ہوا ٹیال اور ہی تھیں۔ ہر دنی چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر

تھکے ہوئے طبیعت سنبھالتے رہے۔ پھر ذرا حواس ٹھیک ہوئے۔
 بولے کہ ہمارا راجہ راجچندر بالکل بچے ہیں۔ منہ سے سچ مچ دودھ ٹپکتا ہے۔
 ان سے آپ کیا امید کرتے ہیں۔ کہاں راجچس کہاں تازک تازک۔
 کہاں ہاتھ میں لیتے ہیں تو کھائی میں پھر آتی ہے۔ چٹکی سے تیر نہیں دیتا۔
 یہ وہاں جا کر کیا بک کر لیتے۔ سو برس کے لڑکے کاں کو جیتنے والے
 راجچندر۔ بد مذہب۔ بد خلق۔ بد خلق۔ تو بس ہو چکا۔

یسوا شتر۔ آپا لیتے۔ اندر اندر۔ دھڑا دھڑا اور آپ کا ایسا ادب پڑا۔
 خیالی۔ آپ شتر کے ذرا بچاں۔ پھر ایسی بے فہمی۔ ہمارا ج۔ رائے
 تو ایشور کی لپا۔ سے سو برس کے ہیں۔ شاستری کی رو سے چھتریوں کو
 پندرہ برس کی شتر میدان جنگ میں بڑا آزمائش کے لئے کافی ہے۔
 راجہ دسرتھ۔ رشی راجہ آپ کو مطالبے سے نہیں آپ کی خدمت گزاری
 کو حاضر ہوں۔ فوجیں بھری پڑی ہیں۔ سو برسوں کے دل کے دل جان
 شازی کو موجود ہیں۔ چٹکیوں میں لٹا لشکر کے ساتھ چلوں آپ کے دشمنوں کو وہ
 مزہ چکھاؤں کہ یاد کریں۔ جب میں موجود ہوں۔ جب بہادران خیر گذار مردان
 ضمیمہ شکار غلامی کو حاضر ہیں تو پھر سری راجچندر کی خدمت ہی کیا میں خود ہتھ
 اٹھاؤں گا۔ راجچندر کو نچاؤ کھاؤں گا۔ آپ حق سے جلیبے میں حفاظت میں جان لیاؤں گا
 یسوا شتر جی۔ ابھی ابھی آپ کہ چکے ہیں کہ سری راجچندر پوٹھ لکھ گئے
 علوم و فنون میں قرار واقعی دخل ہے۔ اچھی طرح صاحب لیاقت
 و صاحب طاقت ہیں۔ آفتاب اقبال خط نصف النہار پر سے بڑے
 کمال برج شرف میں۔ پھر آپ کس منہ سے ان کو بچھری شتر
 میں مرد میدان نہیں جانتے۔

راجہ دسرتھ۔ مگر ہمارا ج یہ تو فرمائے کہ آپ کا جلیبہ دس روز
 میں ختم ہوگا۔ اتنی مدت تک میری زندگی کیسے ہوگی۔ میں کس
 کو دیکھ کر جیوؤں گا۔ اگر ایک لمحہ بھر بھی سری راجچندر جی آگاہ
 سے ادب ہوتے ہیں تو مجھے چین نہیں پڑتا وہم اتھکتا ہے۔

آپ ہی ذرا سنے کہ دس رز کی جدائی کیونکر گوارا ہو میرا تو دم فنا ہی ہو جائیگا۔ اور ان بگڑن کی بھی خیریت نہیں جو سری راجچندر کو جان سے عزیز رکھتے ہیں۔ اگر میرا دم ٹوٹ گیا اور ان لوگوں کی روح پرواز کر گئی تو خیال کر لیجئے کہ آپ کا بنگیہ بالکل نشٹ ہو گیا۔ اس لئے میری دست بستہ التجا ہے کہ آپ سری راجچندر جی کو معاف رکھیں میری جان بخشی کریں ہاں اور جو ارشاد سوا س کے لئے جان تک نذر کرنے میں عذر و انکار حجت و تکرار نہیں ہے۔

راجہ دسر قد کہنے کو تو یہ کہہ گئے مگر محال خیال آیا کہ اس تقریر سے تو پر تکیا پر بیٹہ لگتا ہے۔ خاندانی پابندی قبول پر حرف آتا ہے۔ اس لئے پہلو سے سخن بدل کر بولے کہ رشی راج آپ اس سے حرف انکار کے معنی نہ لیں۔ میرا اس تقریر کا نفس مضمون صرف یہ ہے کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر شوق سے راجچندر جی کو ہمراہ لے جائے۔ مگر اس سے کیا مضائقہ کہ وہ بیکلے نہ جائیں فوج ظفر موج اُن کے جلو میں رہے۔ میں بھی انہیں آنکھوں کے سامنے رکھوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ زندگی کا اس قدر حصہ اس بابوسی میں گزارنا معلوم کس کے پُرن پرتا ہے اب آنکھوں کا سکھ دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ اب ساٹھ ہزار برس کی عمر ہے۔ بیچ میں جب عمر میں خامی دیکھی بڑے بڑے جلیہ کئے تب کہیں لاو لدی کا دھبہ مٹا۔ اور ایشور کی کریا سے چل چلاؤ کے وقت راجچندر اور اُن کے تین بھائیوں کا دیدار حاصل ہوا۔ اس حالت میں آپ خود خیال فرمائے کہ راجچندر جی کو کس طرح بکھیجے سے جدا کروں۔ اگر ایکایہ خیال ہو کہ بھرت لکشمی ستر سن سے کیا دل نہیں بہل سکتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ گو میری پانچوں انگلیاں اور دو آنکھیں برابر ہیں۔ مگر نہیں ایمان کی بات یہ ہے کہ سری راجچندر کو دیکھنے بغیر مجھے دم بھر چین نہیں۔ جب تک وہ نظر کے سامنے رہتے ہیں۔ جان رہتی ہے۔ جہاں ادھر سے ادھر ہوئے پس کلیجہ ترپنے لگا۔ گو آپ کی دعا سے چاروں کے چاروں لائق ہیں فائق ہیں۔ سعادت مند ہیں۔ طاعت پسند ہیں۔ مگر راجچندر ایسی خدمت اور رضا جوئی کرتے ہیں جس کا

جواب نہیں ۛ

اتنا کہہ کر پھر راجہ دسرتھ ڈرے کہ کہیں بسواستر تہ سے نہ اٹھ جائیں اور کوئی بددعا نہ دے بیٹھیں۔ اس لئے بات بہلائے کی عرض سے انہوں نے فرمایا کہ مہاراج۔ آپ نے مار تیج و سبہا کو یہ نہ بتایا کہ آخر میں کون۔ اُن کا باپ کون تھا۔ اُن میں سرنگی کہاں سے آئی۔ اُن کے دست و بازو کا زور کتنا ہے۔ آپ کے جگہ میں کیا خرابیاں ڈالتے ہیں۔ اور بالفرض راجندر اُن سے لڑیں تو طفر مندی کی صورت کیا وہ لوگ دغا باز۔ لڑائی میں سبیل و فریب سے کام لینے والے۔ انتہا درجے کے بے ایمان۔ پرے سے کے عیار۔ اُن کا اور کچھ۔ لے راجندر کا مقابلہ ہی کیا ۛ

بسواستر۔ آپ نے جو کچھ کہائیں تے خاموشی سے سنا۔ اب پہلے اپنے آخری سوال کا جواب سن۔ لیجئے پھر اور راک مالا ہوگا ۛ

آپ پوچھتے ہیں سے واقف ہیں۔ اُن کی نسل میں راون کے نام سے بھی اچھی طرح آگاہی ہے۔ راون برہما کا بردانی ہے۔ اُس نے زمین و آسمان سر پر اٹھار کھے ہیں ظلم و ستم سے اہل عالم کا ناک میں دم ہو رہا ہے۔ اس کی بہادری کے ڈنگے بچ رہے ہیں۔ آج اُس کا جواب دینے والا دنیا کے پردے پر نہیں۔ یہ بشو شردا کا بیٹا اور کویر کا بھائی ہے۔ وہ تو اجدھیا پر بھی مانتہ صاف کرتا۔ نگر نہیں آپ کے رعب اقبال سے اُس کا ہوا وہ نہیں پڑتا اور میں بھی آپ ہی کی خیریت میں جگہ کرتا ہوں اس سے بھی اُس کی نیچے وال نہیں گلتی کہ بادیں ہمہ شرارت سے باز نہیں آتا۔ مار تیج اور سبہا کو اکسا دیا ہے کہ جگہ میں خرابی ڈالیں ۛ

راجہ دسرتھ۔ آپ کا کہنا صحیح ممکن ہے کہ راون میرے نام سے کا پتتا اور رعب سے تھر تھاتا ہو مگر میں سچ کہتا ہوں کہ راون کا مقابلہ کرنا تو درکنار اس کی صوبت و یکہ لوں تو روح ستر کو ٹھوں میں چھپے۔ میدان سے قدم اٹھ جائیں اسی لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے بڑھاپے کی لاج رکھئے راجندر کو لے جانے کے لئے جند نہ کیجئے۔ راجندر میرے بڑھاپے

کی کمائی ہیں۔ میں اس کمائی کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا۔ اُن کی غیر معمولی طاقتیں مجھے معلوم ہیں۔ دیوتاؤں کی اُن کے نام سے روح لرزتی ہے۔ گندھربوں کو جوڑی چڑھتی ہے۔ سرب سناٹے سے جان چھپاٹے رہتے ہیں۔ پھر میں کس شمار قطار میں ہوں نہ کہ سری راجچندر جو جانتے ہی نہیں کہ چلے پر تیر کیسے چڑھایا جاتا ہے۔ شست اور نشانہ کسے کہتے ہیں ؟

رہے مار تیج و سبا ہو۔ اُن سے بھی میں بخوبی واقف ہوں سیانج سوند کا بیٹا ہے اور سبا ہو پنشن کا فرزند یہ دونو مجسم کال ہی نہیں بلکہ کال بھی ہو تو اُس کے لئے کال ہو جائیں۔ بھلا جن کو یہ دست دباؤ ہیں جن سے موت بھی پناہ مانگے۔ جن کے لاؤ لشکر کا شمار نہ ہو اُن سے ہر مول لینے کی مجھے جرأت نہیں جس پر شامت سوار ہو وہ اُن کے منہ میں آئے اسی سے استہ عاکرتا ہوں کہ آپ سری راجچندر جی کی تنہی سی جان پر رحم فرمائیں ساتھ لیجانے کا ارادہ قسح فرمائیں ؟ بسوا متر جی نے جو ہیں یہ تقریر سُنی آنکھیں خون کبوتر ہو گئیں چہرے سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ آپے میں نہ رہتے جا رہے تھے باہر ہو گئے ؟

گلدستہ ۲۱

راجہ دسترخویز کی کوشش کی فحاش اور سر راجچندر جی کی روانگی کے لئے راجہ دسترخویز کی نرا کی اندامی

بسوا متر جی راجہ دسترخویز سے مخاطب ہیں کہ آپ ابھی ابھی تول کر چکے ہیں کہ جو کچھ کہو وہی کروں۔ اب آپ بغلیں جھانکنے لگے۔ دھرم سے گریز کرنے کا خیال دل میں جم گیا۔ یہ بات رکھو جی کے خاندان میں انوکھی ہے۔ آپ

انکے بزرگوں میں ایسا نیک کوئی ایسا نہیں ہوا جو قول سے کھل کر سوچنے سے
 بہت کمکے پڑی ہو۔ اسی خاندان میں آپ آفتاب اور افسوس کر آپ کی پاس
 سخن میں یہ میں میکہ۔ خیر آپ قول سے پھرتے ہیں۔ آپ کو آپ کی نیت
 سیارک میں رخصت۔ ایشور آپ کو آپ کے قول و فعل کا پھل دینگا +
 بسوا متر جوش غضب میں بہت کچھ کہ گئے۔ خوب کھڑی کھڑی
 سنائیں۔ شعلہ غیظ ایسا بھر کا کہ زمین تھر تھر کانپ اٹھتی۔ آکاش کا
 کلیجہ مل گیا۔ زمین کے جسم پر چڑی سی چڑھنا بے وجہ نہ تھی اس کا دل
 اوجھا ہورہا تھا کہ راجہ دسرتھ اپنی ہسٹ پراٹے ہوئے ہیں۔ کہیں ایسا نہ
 ہو کہ راجہ چندر جی ساتھ نہ جانے پائیں اور راون کے مارے جانے کی بنیاد
 نہ پڑے۔ دوسرا خیال یہ تھا کہ بسوا متر جی کی آتش تھر پھڑکی تو بس پرتے
 رکھی ہوئی ہے۔ کوئی بچاؤ کا ٹھکانا نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ شعلہ غضب
 بھڑکے اور دنیا جہاں کو خاک و سیاہ کر کے رکھ دے۔ زمین کو کانپتے
 تھر تھراتے دیکھ کر بششٹ جی کے ادا سان خطا ہو گئے انہوں نے
 سمجھ لیا کچھ نہ کچھ شدنی ہے وہ راجہ دسرتھ سے بولے۔ لگ بھگ شرو مکٹ
 آپ اس وقت کہاں ہیں۔ ذرا عقل و حواس سے کام لیجئے ماکشواک
 کی نسل میں کوئی نہ ہوا جس نے بات پٹ پڑنے دی ہو۔ سب جو
 کہتے تھے کر کے دکھاتے تھے۔ شروع سے آج تک جس نے جو
 تہتہ کیا جس نے جو کہہ دیا۔ حبال کیا جو اس میں رتی بھر فرق ہوا ہو آپ کا
 ایسا نام اور ایک عالم کا حاجت روا خاندان اس میں آپ جیسے ستاروں
 میں آفتاب۔ پھولوں میں گلاب کا پھول پھر دنیا آپ کی روگردانی کو کیا کہنی
 جس دھرم کو آپ کی ذات پر ناز ہے وہ ایسی بد قسمتی پر گتے آئندہ ہر ایک کا۔
 زمانہ ہنسے گا کہ رکھو بنس میں راجہ دسرتھ ہی ایکس راجہ ہوئے جنہوں
 نے دھرموان کھلائے پر دھرم سے منہ موڑ کر قول مرھاں جاں وادہ
 کے قول کی مٹی پلید کی۔ شاستر میں حکم ہے کہ جو اپنے گھر آجائے
 اور کچھ مانگے تو اول سوال ہی پورا کرنا چاہئے اور اگر صا حب خانہ

کسی بات کے لئے زبان دیدے پھر تو چاہے جان چلی بنائے مگر اس سے پھرنا بجز لہ لہ اور پھر بطف یہ کہ عمر بھر کا کیا ادھر ایک سر سے سے اکارتھ۔ سارے دھرم کرم پھیل۔ مہاراجہ دستر تھ آپ فیاض ہیں یاد دل میں بخور زبان سے کہا کر کے دکھایا۔ ممکن کیا جو بال برابر فرق ہوا ہونج آپ اپنے قول کی عزت کھوتے ہیں۔ یجن سے مٹتے ہیں یہ آگے شایاں نہیں عمر بھر کا نام ذرا سی بات میں مٹ جائیگا۔ اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ راجندر بچے ہیں نا از مودہ کار میں نیر اندازی میں مہارت نہیں تو یہ آپ کا وہم ہی وہم ہے۔ راجندر کو سب بد یائیں یاد ہیں یاد ہی نہیں بلکہ ہر علم دفن کے استاد ہیں۔ آپ اُن سے بے فکر میں کسی بات سے نہ ڈریں۔ آپ بسو امترجی کے ساتھ بے تکلف جانے دیجئے راجندر بغیر اُن کے جگہ کی حفاظت ممکن نہیں۔ ادھر راجندر جی پہنچے اور ادھر جگہ پھیل۔ راجندر کے دست و بازو پر نہ جائے۔ تب بھی بسو امترجی طاقتوں کا آج جواب نہیں غصہ کریں تو زمین و آسمان الٹ پلٹ جائے نگاہ پڑھی ہو تو دنیا ادھر کی ادھر ہونے میں شک نہیں جس کو جاہیں پناہیں جس پر عتاب ہو جو بنیاد سے اُکھاڑ دیں رشیوں میں تراج وید شاستر کے عالم باعمل۔ شستر دیا کے دھنی۔ تیج وکھ اندر وغیرہ سے بھر پھر کانتے ہیں۔ ملاقت وہ کہ اندر لوک لڑتا ہے کنہر گندھرب راکشس رشی ہرشی کیا مال ہیں۔ دیوتا لوک اُن کے نام سے ڈرنے اور اور جلال سے چوہیا کا بل ڈھونڈتے ہیں۔

اتنا فرما کر ششت جی پھر بولے کہ مہاراج آپ کا کہہ خیال ہے آپ کیا وشو امترجی کو نہیں جانتے۔ ٹھنٹے میں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ بسو امترجی جب تپ پر جٹ گئے تو پھر کیا کہنا تھا۔ قطب ازجا بھنسہ کا معاملہ ہوا آخر ہمارا دیو جی کی تازی کھل گئی وہ سیدھے تیو بن میں پہنچے اظہار خوشنودی کے بعد بردان دیا کہ استر و شستر تمہیں مبارک ہو۔ نوٹ۔ استر و شستر کی وجہ تسمیہ۔ پر جاپتی اور دچھ کی عورت سے اس کا جنم

بال کاٹھ حصہ اول

ہوا۔ دچھ کی ساٹھ لڑکیاں تھیں جن میں سے سویر جا اور جیا کی شادی کر ساس
 سے ہوئی۔ دو فوڑے پریم سے کر ساس کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ امکن کر ساس
 بہت خوش ہوئے اور کہا کہ کچھ مانگو انہوں نے کہا کہ پانچ بیٹے مگر عدوہ کے
 طاقتور جن کا کوئی سنا منانہ کر سکے۔ جب ہو سب کو چاروں شہس نے بہت
 کریں۔ ہر موقع پر پالا انہیں کے ہاتھ رہے۔ سری کر ساس نے گدیش قبول کی استر
 شستر تھے۔ پیاس بیٹے بھی ہوئے۔ چنانچہ استر و شستر بسوا متر جی سے ہاتھ آئے
 چنانچہ استر و شستر پر بسوا متر جی کا قبضہ ہے ان کے دست قدرت کا
 آج جواب نہیں۔ ماضی حال مستقبل کی باتیں ان کے پیش نگاہ ہیں
 آپ کو راجندر ان کے ہمراہ کر دینے میں پیش و پس فضول۔ اگر آپ کو
 یہ وہم ہو کہ چھ بسوا متر جی خود ایسے صاحب قدرت ہیں تو راجندر
 جی سے مدد کی ضرورت کیوں۔ تو مہاراج یہ آپ کی بھول ہے۔ دہ سری راجندر
 جی کی عظمت بڑھانا چاہتے ہیں۔ شادی کی فکر بھی جاگزیں خاطر ہے جب تک
 ساتھ رہیگا تیر اندازی میں لیتاے زمانہ کرھیلے۔ بسوا متر جی کو آپ کوئی سائل
 نہ سمجھیں۔ بلکہ خیال کریں کہ آپ کا اپکار اور جش منظور ہے وہ بھلائی کر رہے ہیں
 نہ کہ برائی۔ بششٹ جی کے یہ الفاظ راجہ دسر تھ کے دل پر اثر کر گئے۔ انہوں نے
 اپنے غلط خیالوں کی اصلاح کی اور زبان سے کہہ دیا کہ میں حاضر۔ راجندر حاضر
 جس کو حکم وہ تعمیل ارشاد اور خدمتگزاری کے لئے موجود ہے۔

۲۲

بسوا متر جی کے ہمراہ سری راجندر جی
 اور سری چھمین جی کی روانگی۔ پہلی منزل

بششٹ جی کی درفشانی سے راجہ دسر تھ بہت خوش ہو گئے۔ عمر راجندر
 اور لکشمین جی کا ہاتھ بسوا متر جی کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور خود مہارانی کو شلیا

پشتِ پشتِ شخصہتی اشیر باد کے شلوک پر دھننے لگے۔ چلتے وقت راجہ دسر تھم نے سری راجیندر جی کو چھاتی سے لگا لیا۔ پھولوں کی بارش ہو رہی تھی۔ سنکو کھنڈریال بچھنے لگے۔ بسوا متر کے آگے چلے ان کے پیچھے سری راجیندر ان۔ مجھے عقب میں لکشمی جی۔ دونوں اکسواٹ کے آفتاب و ماہتاب شالانہ لباس سے آراستہ تھے۔ پشت پر دو در تر کشا۔ ہاتھ میں دھنشا بان۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ... جی کے پیچھے بھی اشوئی لکڑی چار۔ ہتھ پتھ

پیم پوران میں مذکور ہے کہ جس وقت سری راجیندر جی یہاں سے چلے گئے جی خفیہ طور پر آئے اور چپ چاپ تھے ڈھال تھوڑا اور آیا۔ دھنشا دیکر چلتے پھرتے نظر آئے کسی دور سے ٹوکا نول کا ن خبر نہ ہوئی۔ سری راجیندر جی اچھو دھیا۔ سب خوب کی طرف چھ کو س پر پہنچے تو بسوا نے فرمایا کہ اڈزادیر یہاں سے مستالیں لکھ چل پان کریں بلما اور ابلا نام کے وہ منتر کھانا ہے جن کی برکت سے ان مان چاہے تو رو سے زمین کا چکر لگا آئے اور تھکا کانی نام کو نہ ہو اور چہرے پر ایسا زور ہے کہ نظر نہ ٹھیر سکے عقل و فراست کو اسے درجے کی رسائی حاصل۔ طاقت ہزار گنی بڑھ جائے۔ بھوک پیاس معلوم نہ ہو۔ اور دنیا میں ہش رہے ان منتروں کی طاقتیں عجیب و غریب ہیں اور کیوں نہ ہوں یا نہیں برہما کی تیری کہتے ہیں۔ چونکہ یہ منتر انہیں کو پڑھایا جاتا ہے جو اس کے پڑھنے کے لائق ہوں اس لئے میں تم کو پڑھانا چاہتا ہوں۔ سری راجیندر جو آگیا لکھ ٹھیر گئے اُشان دھیان کیا۔ لکشمی جی نت نیم سے فراغت کر چکے۔ تو بسوا متر جی نے دونوں کو منتر سکھا دئے اب تو پہلا تیج کچھ اور کا اور ہو گیا۔ چہرے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمک اٹھے۔ پہلی منزل کا یہیں پر خاتمہ ہوا۔ اور رات سر جو کے کنارے کتھا بارتا میں بسر ہو گئی

ہے کہ راجہ روم پاد یہاں مقیم نہ ہے ہیں۔ یہ مقام کیلاش کا ثانی سمجھا جاتا ہے یہاں
 شتوچی کے سیدک اور بھگت رہتے ہیں۔ پاپیوں اور ادھر میوں کا گزر نہیں یہاں
 ایک رات ٹھہرنا فرض ہے۔ پندرہ رات یہیں کاٹو۔ سویرے تیسری منزل ہوگا۔ سب
 وہیں ٹھہر گئے۔ رشیوں نے دیکھا تو خوش ہو گئے۔ کہ وادہ سا کشت بھگوان سامنے
 موجود ہیں۔ لباس ظاہری میں نور حقیقی رہے نصیب۔ سب کے سب آتے بسوا متر
 کی پوجا کے بعد سری راجچندر جی اور لکشمین جی کی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی شام
 سے گتھا باتا دھرم چرچے سے سب کی دلچسپی شروع تو آنکھوں میں رات کٹ
 گئی سویرا ہوتے ہی غانمان سفر نے سنگھم میں نہا کر پوجا پاٹ ہو بیگیہ وغیرہ
 سے فراغت کر کے منزل مقصود کی راہ لی +

سر ۲۴

شرعی بسوا متر۔ شرعی راجچندر شرعی لکشمین جی کا تارکا کے جنگل میں گزر

صبح ہوتے ہی پھر کھنچ ہوا۔ تھوڑی دور چل کر ناؤ پر سوار ہوئے۔ ناؤ دریا
 سر جو میں چلی۔ جو میں کشتی بچوں بیچ بھاڑا میں آہی۔ بڑے زور و شور کی گڑگڑاہٹ
 سنائی دی۔ راجچندر جی نے حیرت سے پوچھا +

مہا ایچ ایہ گڑگڑاہٹ کیسی۔ یہاں کانوں کے پردے پھٹتے ہیں +
 بسوا متر۔ نہیں سری گنگا جی اور سر جو جی سے سنگھم ہوا کہتے ہیں کہ اس مقام
 پر لگے رہا نے میں برہما جی کی سمدادھی لگی تھی۔ سمدادھی چھوٹی تو آنندوں
 نے ایک تالاب پیدا کر دیا جس کا نام مان سرور رہے۔ اسی مقام پر وہ تالاب
 واقع ہے۔ رہی یہ زور و شور کی آواز وہ گنگا جی کی دھارا ملنے سے پیدا ہو رہی
 ہے۔ یہاں دو مقدس خیاں ملتی ہیں دلاں کے اشران کرنے سے بڑا
 پھل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سنگھم میں جو نہاتے ہیں ان کو طرح طرح کے

فائدے حاصل ہوتے ہیں +

سری راجندر جی اور کشمن جی نے اس مقام کی بڑی عقیدہ مندی سے
ویدوت کی اور سیر دیکھتے ہوئے جنوبی ساحل پر اترے۔ آگے بڑھے تو براہی
گھانا جنگل نظر آیا۔ چھتارست درختوں سے مین پر روشنی پہنچنے نہ پاتی تھی جگہ
جگہ خوشوار بھیا ناک جاناور جن کی آوازوں سے کان مٹے بات سنائی نہ دیتی تھی
اچھے اچھے شہر دلوں کا دل دہلتا تھا۔ راجندر جی نے سوال کیا +

ہمارے دلج یہ جنگل کو نسا ہے اس کی تو شان ہی دنیا سے زالی ہے +
بسوامتر۔ اس جنگل کو کورکھ بھی کہتے ہیں۔ لہجہ جس سرزمین پر جنگل واقع
ہوا ہے اُس میں گندگی بہت رشتی ہے یہاں کی تاثیر ہے کہ جو ہے اُس کی
بھوک پیاس خواہ مخواہ بڑھ جائے کسی نہانے میں بڑا سر یہاں رہا کرتا تھا
اندر کے دل میں کچھ سمانی۔ انہوں نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ جس کا بھیل بہ ہوا
کہ وہ خود چیل ہو گئے۔ دیوناؤں اور رشیوں کو اندر کی برہم ستیا کا کفار منظور
ہوا وہ شکھم سے پانی کے گلے لے گئے اندر کو نہلایا جس کی برکت سے متیا اڑ
گئی اندر بہت خوش ہوئے اشیرا دیا کہ اس سرزمین میں غلہ بکثرت ہو اس واقع کے
پچھندوں بعد چپہ کے فرزند سوند کے ساتھ تارکا کی شادی ہوئی۔ اس کا بیٹا یاج بڑا
قوی پیل۔ جیسب صورت اور شہزور راجپس ہے۔ تارکا کا بھی ہے تو عورت گردن میں
ہاتھی کی طاقت تد بھی درازی میں آدھا جو جن یہاں سے بیٹھے بیٹھے یہ آدھے جو جن
پر دست درازیاں کرتی رہتی ہے چنانچہ وہ یہیں ہے آپ اُسے شرارتوں کا مزہ
چکھا ہیں آپ کے سوا اور کسی میں اس کے مارنے کی طاقت و دسترس نہیں +

سرک ۲۸

تارکا کے مارنے کے لئے سری
بسوامتر اور سری راجندر جی کی بحث

تارکا کا حال سکر سری راجندر جی نے بسوامتر سے فرمایا۔ مہاراج شاستر

نے تو عورتوں کی نزاکت کو قدرتی نگہا ہے۔ تارکا میں ایک ہزار ہاتھی کا زور
 کہاں سے آگیا۔ اُس نے تو طاقتور سے طاقتور مردوں کے کان کاٹ لئے +
 بسو ام تر سب کا کہنا سچ ہے مگر یہاں کچھ معاملہ ہی اور ہے۔ سیکست نامی چھپ کے
 کوئی اولاد نہ تھی۔ گھر بے چراغ تھا۔ انہوں نے فرزند کی ہوس میں بڑی تیشیا کی
 یہاں تک کہ برہما جی کے دل پر اثر پڑا۔ انہوں نے خواہش پر غور کیا تو ٹھہری تھی
 چھپ ایسا بیٹا پہلے تھے بودیوتاؤں کی کور دباٹے۔ سٹی پٹی بھلائے۔ انہوں
 نے سوچا کہ اگر بیٹا دیا تو ایک تو اوروں کا کیا دوسرے نیم چڑھا ہوگا۔ اسے ایک
 لڑکی دے کر رکھ کر دے۔ لڑکی میں ہزار ہاتھی کا بل بھی ہوگا تو آیا یہاں تو عورت
 ذات ہی۔ عورت لاکھ شہزور ہو۔ پھر بھی عورت ہی ہے۔ اور مرد بمصداق ہن
 لاکھ لڑکی کا پھر بھی سوا من کا۔ تارکا کی شادی کے بعد اُس کے دو بیٹے
 پیدا ہوئے۔ ایک مارتیج دو سرا سب ہو۔ پہلے تو بھلے مانس تھے انسانیت
 تھی مگر آخر کار اگست رشی کا شاپ ہو اور راکشس ہو گئے۔ اگست رشی
 بن میں تیشیا کرتے تھے۔ چپ تپ کے سوا اور کچھ کام نہ تھا۔ تارکا کے
 خاوند سوند کو شیطنت سوجھی۔ ریاضت عبادت میں فعل ڈالنا شروع
 کیا۔ آخر ایک روز اگست رشی سے ضبط نہ ہوا فقر سے دیکھ لیا تو سوند
 خاوند کی موت سے تارکا کے تن بدن میں آگ لگا دی۔ وہ دانت کلنگا کر
 رشی پر ٹھیس دل میں یہ غصہ کہ چبا جاؤں۔ ادھر رشی جی بھی آگ بگولا بیٹھے
 تھے۔ دی۔ جا۔ نا معقول تو راکشس بنی ہو جا اور تیری اولاد راکشس اگست
 رشی تو شاپ دیکر دماغ سے چلتے ہوئے۔ تارکا خون کے گھونٹ پی کر
 رہ گئی۔ اور گٹھو برہمن کی دلازاری کا بیڑا اٹھالیا۔ چنانچہ اس کی ذات سے
 کیا گٹھو اور کیا برہمن سب تنگ ہیں۔ یہ ناقابلِ گردن زدنی ہے۔ آپ بے
 تکلف تیرے جنا کا نشانہ بنا دیں۔ پھر اندیشہ نہ کریں +
 سر برہمن پندیر جی۔ آپ کا فرمانا ستر آکھوں پر۔ مگر شاستر میں عورت کو
 مارنا اور مارنے لکھا ہے +
 بسو انتر۔ آپ نے صرف برہمن اور گٹھو کی رکشا کے لئے اتار لیا ہے۔

ان پر ظلم و ستم کرنے والوں کو مارنے میں کیا گناہ عین ثواب ہے۔
سری رام چندر جی۔ میرا تو دل یہی کہتا ہے کہ عورت پر ہاتھ پھلانا دھرم
کے خلاف ہے۔

بسوا متر۔ اب بھی تو خیال کیجئے۔ اُس کی موت آپ ہی کے ہاتھ ہے اگر
آپ اُسے نہ مارینگے تو گٹھ اور برہمن کی جان کیسے بچیں گی۔
سری رام چندر جی۔ کیا عرض کروں میری تو ہمت نہیں پڑتی کہ عورت
پر ہاتھ صاف کروں۔

بسوا متر۔ آپ کیا انسان ہیں۔ سوچئے تو ایشور میں سب طاقتیں
ہیں۔ اُس کو سب مُباح۔

سری رام چندر جی۔ یہ تو آپ جانیں میں تو جانتا ہوں کہ چھتری ہوں۔
پس چھتری کا ہاتھ عورت پر اٹھانا درست۔

بسوا متر جی۔ چھتری کا دھرم ہے کہ راجہ ہو یا پر جاسب کی جان و مال
کی حفاظت کرے۔ کمزوروں کو شہزوروں کے ظلم سے بچا دے ظالموں
کو سزا دے۔ پھر آپ کو کیا تامل ہے۔ شاستروں میں ظالموں کو سزا دینے
کا خاص حکم ہے۔ جسے جسا ایسا ہی ظلم جیسی مائ کا ہے۔ جس نے زندگی
بھرا دھرم کے سوا کبھی دھرم ہی نہیں کیا۔

سری رام چندر جی۔ بیشک شاستریں ہدایت ہے۔ مگر آج تک کسی
نے عورت کو قتل بھی کیا ہے۔

بسوا متر۔ گنا چلوں۔ سُنئے۔ ایک عورت منتھرا ہی تھی۔ جس نے نکل جانے
کا ڈول ڈالا تھا۔ مگر جب اندر نے سنا تو بھر سے پڑیاں چور کر رکھ دیں۔
سری رام چندر جی۔ اندر جی کی نظیر میں نہیں مانتا۔ انہوں نے جہاں
اور دھرم کے وہاں ایک یہ بھی سہی۔

بسوا متر جی۔ اچھا یہ نہ سہی۔ دوسری نظیر لیجئے۔ پھر بھرگ نام برہمن کی جو ر
اول درجہ کی نالائق تھی وہ چانتی تھی کہ اندر کو حلق کے نیچے اتار جاؤں۔ بش
جی کو خبر ہوئی تو انہوں نے فساد کی جڑ کاٹ کے رکھ دی۔

بھرگ کو عورت کی جدائی کا رنج ہوا۔ اُس نے بشن جی کو سراپ
دے دیا۔ جس کا پھل یہ ہے کہ آپ قالب انسانی میں نور حقیقی
کا جلوہ دکھا رہے ہیں *
سری راجندر جی۔ مہاراج آپ نے تو اور بھی مجھے ڈرا دیا میں ایک
دفہ عورت کو مار کر یہ پھل پا چکا۔ اب دوبارہ پھر وہی بیوقوفی کروں تو
نہ جاننے کیا بھگتساڑے *
سر ۲۶

سری راجندر جی اور بسوا متر جی کی بات چیت۔ آخر تاڑ کا قتل

بسوا متر جی نے اتنی تظیریں بھی بیان کیں۔ مگر سری راجندر جی
عورت کے قتل سے بچکی لیتے ہی رہے۔ مگر بسوا متر جی بھی بات پر اڑے
تھے۔ انہوں نے کہا تاڑ کا کو مارنے سے آپ کچھ دنیا سے انوکھی نہ
کریں گے دیکھ لیجئے جمدگن جی اپنے پتا کے اشارے سے پر سرام جی
نے اپنی ماما کو قتل کر ڈالا اور ان پر الزام عائد نہ ہوا *
سری راجندر جی۔ بیشک آپ کا فرمانا بہت صحیح۔ لیکن اُس کے خلاف
تظیر موجود ہے کہ سدا مرت اور پر ملا دے باپ کا لکنا مال دیا تو وہ بھی
مورد الزام نہ ہوئے۔ مگر ہاں آپ بزرگ ہیں۔ رشیوں مرشیوں میں رتبہ
اعلا ہے آپ کی بات میں مال نہیں سکتا۔ دوسرے شاستر کی اجابت
ہے کہ بیٹے کی لیاقت اسی میں ہے کہ باپ کے حکم سے سربانی نہ کرے جو
والد کا حکم ہو اُس سے روگردانی کرنا اور معصوم۔ جو پتا کی آگیا ہو وہی مقدم خیاں پیرے
لئے ارشاد ہو چکا ہے جو کچھ بسوا متر جی فرمائیں وہی بھٹیا ساسی کی تعمیل لازم
اہل دربار اور دربار میں موجود رشیوں مینوں کا بھی یہی منشا سے خاطر

تھا۔ بس مجھے ادھر تو پتا جی کی آگیا کا خیال ہے۔ ادھر آپ گرو آپ کے قول کا پاس بہر حال میں خدمتگزاری کو حاضر ہوں تاڑ کا کو مارو فگا۔ رہا عورت کے مارنے کا الزام وہ آپ کے ذمے مجھے داغ بدنامی سے بچا بیگا۔

یہ انکر سری رام چندر جی نے دھنشل ہاتھ میں لیا جاہ چڑھا تے ہی وہ ہنکار کی آواز آئی کہ زمین کانپ گئی۔ فیروحوں کے کلیجے ہل گئے۔ چرند دیک رہے پرند جان لیکڑ بھاگے۔ دسوں دشاؤں میں زلزلے کی کیفیت نظر آنے لگی سب حیران تھے کہ معاملہ کیا ہے تاڑ کا اپنے مسکن میں اتے تلے کر رہی تھی جو ہیں دھنک کی ہنکار شنی کان کھڑے ہو گئے۔ دل تو ایسا ڈرا کہ ستر کو تھوں میں چھپنے لگا۔ مگر نہیں اس نے حواس درست رکھے۔ جیوٹ سے کام

لیا۔ اور لال بھجھو کا ہو کر آواز کی طرف دوڑ پڑی۔ اس کی برزخ اس وقت عجیب و غریب تھی۔ منہ سو جگہ سے ٹیڑھا صورت سینچر کی صورت اور ایسی بھیا ناک کہ آدمی دیکھے تو سہم جاٹے۔ قد تاڑ سا منہ بھاڑ سا۔ یہ صورت دیکھتے ہی رام چندر جی لکشمین جی سے مخاطب ہوئے کہ بھائی دیکھو تاڑ کا

کس طرح آگ بگولا ہوئی چلی آئی ہے۔ قد و قامت دیکھو۔ جسامت دیکھو پھر کیوں ہزار ہا تھیوں کی طاقت نہ ہو۔ ایسا پہاڑ سا ڈیل یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں۔ اُس پر طرہ یہ کہ جہاں طاقت وہاں سحر انگیزی طلسم

خیزی۔ مگر ایشور مالک ہے۔ پُرکھوں کا پن پر تاپ دائیں بائیں ذرا سیر دیکھتے رہے ناک اور کان کاٹ کے نکی کوچی کئے دیتا ہوں کہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ یہ اسی میں مرجائیگی جان سے مارنا کیا ضرور

گرو بسو امترجی کو صند ہے کہ مار ہی ڈالوں یہ کوئی بات نہیں جس وقت نہ ناک رہی نہ کان تو مردہ سے بدتر ہے اور پھر کیا مجال کہ گٹو برہمن کو پھینکا

پہنچا سکے۔ مجھے سر دست بسو امترجی کی بھی تعمیل ارشاد منظور ہے اور تاڑ کا کی سرکوبی بھی بس میری تجویز سے دو نو مطالب حاصل

ہو سکتے ہیں۔ سری رام چندر جی لکشمین جی سے یوں بات کر ہی رہے تھے کہ دفعہ تاڑ کا منہ پھیلانے ہوئے پکنتی ہوئی آئی اور

وار کرنا چاہا۔ راجپندرجی اس پر بھی ساکت رہے تیر کو چٹکی سے ذرا سی جنبش نہ
ہونے دی بسوا مترجی راجپندرجی کی اس خاموشی کو چیتتی نظر اور گہری توجہ
سے دیکھ رہے تھے۔ اُن کو خیال تھا کہ دیکھو راجپندرجی کیا غضب کر رہے ہیں
کہ ایسی بدکارہ پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ میں نے سب طرح کا نشیب فراز دکھایا
اونچ نیچ سمجھائی۔ مگر یہ ایک نہیں مانتے جودل پر جم گئی وہ جم گئی انہوں
نے تار کا کو جھپٹتے ہوئے دیکھ کر ہوں کر دی یہ آواز سننے ہی وہ تو وہیں
سک رہی اور بسوا مترجی کی زبان سے یہ الفاظ سنائی دئے۔

تار کا کی چھ۔ سری رام لکھن کی جے

اس آواز کے سننے ہی راجپندرجی نے سوچا کہ اب اس کو مارے بغیر
مفر نہیں۔ گرجی تار کا کی چھ اور رام لکھن کی جے کہ چکے ہیں یہ ہیں میکھ
کرنا فضول۔ اس خیال کو دل میں جما کر سری راجپندرجی نے دھنش کا چلہ چھپا
اُدھر تار کا نے جنگل کی خاک ایسی اڑانا شروع کی کہ دو گھڑی تک کالی
اندھنی کے سے جھونکے آتے رہے یہاں تک کہ سری راجپندرجی اور لکشمی جی
کو کچھ بھی نہ سمجھائی دیتا تھا۔ سخت پریشان تھے آنکھیں کھولنا دشوار ایک
طوفانِ خاک اُمنڈا چلا آ رہا تھا۔ اب تک راجپندرجی کی نظر ترجمہ تھی وہ تار کا کو
مارنا نہ چاہتے تھے۔ مگر شامت اعمال وہ خاک دھول اڑاتی ہوئی آسمان
پر پہنچی اور ادولوں کی طرح پتھر برسائے شروع کر دئے ساتھ ہی تیروں کی
بوچھاڑ شروع ہو گئی سری راجپندرجی کو اس حرکت سے حرارت آگئی۔ انہوں نے بھی
تیر مارنا شروع کئے اور تار کا کا ہر ایک بان راستہ ہی میں دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا آخر
راجپندرجی نے ایسے تیر مارے کہ تار کا کے دو نو بازو اڑ گئے۔ جب بازو ہی نہیں
طاقت کہاں وہ زمین پر گر پڑی اور زور سے چیخی۔ لکشمی جی فوراً پلے اور ناک
کان کا صفایا بول دیا۔ اب تو تار کا کے غیظ و غضب کا کچھ ٹھکانا ہی نہ
تھا۔ مگر اس طرف راجپندرجی کا یہ خیال کہ اُن کے ہاتھ سے عورت قتل
نہ ہو اس دو دھڑ میں کیا راجپندرجی کیا لکشمی جی اور کیا بسوا مترجی کی بان چھپا

تھی۔ آخر بسوا متر جی گر جے کہ

اسے راجندر کیا کر رہے ہو فضول دیر لگانے کا سبب تار کا تو ایشور سے
چاہ رہی ہے کہ رات ہو جائے اور تب وہ جو چاہے کرے آپ کچھ نہ کر سکیں
وجہ یہ کہ رات کے وقت کسی کو قتل کرنا گویا عذاب میں پھنسانے ہے۔

سری راجندر جی اس کلام سے متاثر ہوئے اور تیر کی بوچھاڑ شروع
کر دی۔ اور ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ چھاتی چھد گئی اور تار کا زمین پر پونے
لگی۔ نہیں بلکہ ایک آن واحد میں دم فنا ہو گیا۔ اندر وغیرہ اس نظارے کو
ہزار آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ جس وقت تار کا چت ہوئی۔ اندر بسوا متر
کی خدمت میں آئے اور آکاش سے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ اندر جی
نے بسوا متر جی سے کہا کہ انہیں ابھی استرو شستر کی کسر ہے۔ استرو شستر
آپ کی نگاہ میں اشارے میں چلتے ہیں پس سری راجندر جی کو سکھانا لازماً
اندر یہ کہکشاہی راجدھانی یعنی امر پوری کو چلے گئے۔ یہاں رشی جی نے
راجندر جی کو گلے سے لگا کر کہا کہ شاہاں آفرین ہے

ایں کار از تو آید و مردمان چنین کنند

آپ نے تار کا کی خوب خبر لی۔ آؤ اب شام ہوتی ہے۔ چلو دم لیں۔
سویرے جو کچھ ہو گا دیکھا جائیگا۔ اپنا آشرم اب کچھ دور نہیں۔ ایک مشکل دور
ہو گئی اور جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائیگا۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ آپ کے چرنوں سے
اس اُجاڑ جنگل کی بھی قسمت جاگ اٹھی۔ آئے رات یہیں کاٹیں۔

کسر ۲

سری راجندر جی کو استرو شستر ویا کی تعلیم

سویرا ہو گیا کیسا سماں تھا کون نظارہ تھا۔ ناظرین دل سے قیاس کریں
ہم صریح انہیں الفاظ پر کفایت کرتے ہیں کہ جنگل لہلہا رہا تھا۔ نیم سحری پھولوں کی

خوشبو سے بسی ہوئی موجیں کر رہی تھیں۔ پھول جھکتے تھے طائر چکتے تھے سماں
دلفریب تھا۔ نظارہ عجیب تھا۔ سری راجندر جی واکشمن جی اندھیرے منگناچی
میں اشران کر کے بسوا متر کے قدموں پر چھٹکے اور زانو سے ادب نہ کر کے بیٹھ
گئے۔ بسوا متر جی کی دو نوموتیں دیکھتے ہی کلی کلی کھل گئی۔ انہوں نے اشیر باد
دیا اور کہا کہ ہاں استر شستر دیا سیکھنے کا کیا ارادہ ہے؟

سری راجندر جی ہم آپ کی چرن راج۔ قدموں کی خاک ہمیں کیا جو آپ
کی آگیا ہو وہی مقدم +

بسوا متر جی۔ تو پھر کیا ہے کیا یاد کرو گے سیکھ لو۔ داشتہ آید بکا۔ گن سمجھی
کام دیے ہی جا سکا۔ یہ وہ علم ہے کہ کیا دیو کیا دانہ کیا راجھس۔ کیا گندھرب
سب پریم ہی در ہو۔ مجال کیا کہ کوئی سرور ہو سکے۔ دیکھو میں کچھ تاپا ہوں یاد
رکھنا اب ان ہتھیاروں کا استعمال کرنا ہوگا۔ اور یہ ہتھیار میری تعلیم کی وجہ
ستھارے اشارے میں چلینگے +

دھڑک۔ دھڑم چکر۔ کال چکر۔ وشنو چکر۔ اندر چکر۔ بھجر شستر۔ برہما شتر۔
لکھی۔ برتھ۔ گڑ۔ بود کی شکھری۔ ابرم ہاش۔ (ایک قسم کی کمنڈ) کال ہاش۔
برن ہاش۔ اشنی شمس کاردر۔ نیاک یارائن استر۔ اگنی شکھ۔ بالوہوشی۔ کروچ۔
شکتی۔ کنکال۔ بوشل۔ کایال۔ کنکر۔ دید یادھ۔ تھدن۔ گندھرب۔ پودھ۔
پرشن۔ اسی رتن۔ سومیہ۔ برکھن۔ سوکھن۔ نساٹن۔ سبائیں۔ مارن۔ گندھرب
گندھرب۔ نالوا۔ استر۔ پشاج۔ موہن۔ پرچھ۔ نامس۔ سوہن۔ سینبر۔ موہل۔

ستہ۔ سور۔ پرچھ۔ پرچھ۔ ایلرکھن۔ سو شتر۔ شستر۔ نو شتر۔ سردارن +
بسوا متر جی راجندر جی سے کہتے ہیں کہ جو استر و شستر میں نے بیان کئے

یہ سب کر ساس کے بیٹے ہیں۔ آپ ان کو اپنا رفیق و شفیع سمجھئے۔ راجندر جی نے
بسوا متر جی کا قول مان کر سب ہتھیاروں کو دھارن کر لیا۔ اب بسوا متر جی پاپ
کی طرف منہ کر کے ٹھہر گئے۔ اور راجندر جی اتر کی طرف۔ مذکورہ بالا شستر
کا سارا علم گھول کر پلایا۔ اور فرمایا کہ کیا دیو یا کیا گندھرب کوئی استر و شستر
واقف نہیں۔ اس فن میں میں ہی کامل تھا۔ چنانچہ جو پچھتا تھا آپ کو بتا دیا۔ اب آپ

اس استرو شستر بر قابو رکھتے ہیں۔ آپ نے ان پر پوری طاقت حاصل کر لی بیٹھتے ہی تمام استرو شستر سری راچندرجی کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور سر عجز جھکا کر حکم کے منتظر ہوئے سری راچندرجی نے فرمایا کہ اپنا مزے سے آرام کرو۔ جب ہم یاد کریں تب حاضر ہونا۔ یہ کہہ کر انہوں نے سب استروں کو رخصت کیا اور وہ یہ سب یہ کہتے ہوئے چلتے پھرتے نظر آئے کہ جب یاد آوری ہوگی ہم فوراً حاضر ہو جائیگے +

سر ۲۸ سری راچندرجی کو سنگھار استرو دیا کی تعلیم

استرو شستر دیا سکھا کر بسوا امترجی نے وہاں سے قدم بڑھایا۔ ادھر ادھر کی باتوں میں سری راچندرجی نے گزارش کی۔ مہاراج شستر دیا میں آپ نے لیاقت پیدا کرادی۔ اب میری آرزو ہے کہ گریا ہو تو سنگھار استرو دیا میں بھی شہ پہنچ جاؤں۔ بسوا امترجی سری راچندرجی کے شوق سے بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ ابھی سیکھئے میں تو ایشور سے چاہتا ہوں کہ اپنا کمال اپنے ساتھ نہ لے جاؤں۔ یادگار چھوڑوں۔ چنانچہ آپ سے کس بات میں باہر ہوں۔ اچھا بیٹھے۔ منتہر سیکھئے۔ سنگھار استرو دیا کی یہ تعریفیں ہیں +
دھرشٹا۔ بھیس۔ پرتی بار۔ پرانگ بھوک۔ موانگ بھوک۔ درڑ ناہ۔ سنا بھ۔ بھمپہ۔ بھمپہ۔ اچھہ۔ دشا۔ شیرکد۔ دشا کش۔ ست بکر۔ جہانا۔ شتود۔ بدھ۔ ناہ۔ بندر۔ جو کندھ۔ بھلا۔ نیرا۔ سیہ۔ شکن۔ جیو۔ کھنش۔ سونا بھ۔ دونہ۔ ناہ۔ ستک۔ کریر۔ مارا۔ یدھوت۔ سوہن۔ پترہ۔ رچر۔ رنمان۔ دہشیہ۔ پرمٹھن۔ شیچی۔ باہو۔ مہانا۔ ہو۔ نکل۔ برچی۔ سار۔ چمالی۔ دھرت۔ پالی۔ سورن۔ رام۔ بھاسو۔ پتنان۔ کرشا۔ سو۔ برن۔ پنھان۔ دھن۔ دھانہ۔ کام۔ روپ۔ کام۔ رچی۔ موہ۔ نابرن۔ برنہک۔ سرب۔ ناہ۔ +

سری راجندر جی نے سنگھار استرودیا کے فنتر سدھ کے سارے مندرجہ صدر استر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ خد شنگزاروں کو کیا ارشاد ہے۔ راجندر جی نے سب کو ہاتھ لگا دیا۔ اور فرمایا ابھی تکلیف کی ضرورت نہیں۔ آپ سب اپنے قیام گاہ میں جائیں۔ جب ضرورت ہوگی یاد کرونگا۔ اس وقت زحمت کی کیا ضرورت ہے۔ سری راجندر جی نے سب کو رخصت کیا۔ سب اپنے مقامات پر چلے گئے۔ سری راجندر جی اولیو اتر جی نے آگے قدم بڑھایا۔ راستے میں ایک پر فضا جنگل ملا۔ اونچے درخت زمین کو چھپائے ہوئے تھے۔ طاڑان خوشنوا کی میٹھی میٹھی بولیوں سے سارا جنگل گونج رہا تھا سری راجندر جی اس کی بہار دیکھ کر بولے :-
ہمارا ج یہ دشت پر بہار و صحرا نے رشک گلزار کون ہے اور آپ کا آشرم یہاں سے کتنی دور ؟

چتر بن عرف سدھ آشرم کی کیفیت

بسواستری راجندر جی سے گوہر افشاں ہیں کہ یہ جنگل چتر بن کے نام سے مشہور عالم ہے یہاں مدت دراز تک وشنو جی سرگرم ریاضت رہے ہیں اور یہیں سری باون اوتار نے کشیپ کے یہاں ظہور فرمایا۔ اس جنگل کی عظمت اس وجہ سے بھی ہے کہ یہیں راجہ بل تیشیا کر کے ہیں۔ جب جپ تپ کی طاقتوں سے انہیں پتر لوک کی بادشاہت حاصل ہو گئی تو اور بھی ہوس نے پاؤں پھیلانے۔ اس نیت سے جگہ کیا کہ دیوتا بھی زیر رہیں۔ جگہ شروع ہو گیا دیوتا اور اگن دیو اپنا اپنا بھاگ لینے لگے ادھر کشیپ کے یہاں بھی جگہ تھا۔ دیوتا لوگ وہاں بھی حصہ لے رہے تھے۔ خلاصہ یہ جگہ میں خوب دھوم دھام تھی :-
یہاں پر لوگوں کو خیال ہو سکتا ہے کہ دوجہ جگہیں ایک ہی دیوتا ایک

سے دو ہو کر کیسے اپنا بھاگ لینے پہنچ سکتے ہیں۔ مگر یہ بات نہیں دیوتاؤں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سو رگ لوگ میں رہنے والے کرم دیوتا۔ دوسرے وید کے منتر آجان دیوتا۔ کشپ کے یہاں کرم دیوتا براجمان تھے اور راجہ بل کے یہاں آجمان دیوتا۔

جس وقت راجہ بل جگہ میں مصروف تھے اور وید منتر کی بکتیں کامیابی کی خبر دے رہی تھیں۔ اندرو وغیرہ گھبراٹے۔ سری ہشن جی کے پاس دوڑ گئے فریادی کہ مہاراج آپ تو چتر بن میں پیشیا کر رہے ہیں۔ یہاں اندر آسن چھین گیا راجہ بل تیوبل سے دیوتاؤں کو ایسا نیچا دکھا ڈیگا کہ بھٹیڑ بکری کی طرح رہنا پڑیگا۔ پس نظر ترجم ہو۔ کسی طرح کشٹ کاٹے۔ ہشن جی ہنسے اور فرمایا کہ اچھا ذرا صبر کیجئے آپ کی فکر دور ہو جائیگی۔

کشپ بڑے صاحب ریاضت تھے۔ انہوں نے محبوبہ خاص اور زوجہ با اخلاص کے ساتھ ایک ہزار برس تک ریاضت کی۔ ہشن جی نے ورشن دیکر فرمایا کہ خواہش کیا ہے آرزو کیا ہے۔ کہو۔

کشپ نے بردان مانگا۔ بس اندر زیادہ نہیں۔ ہوس اتنی ہے کہ آپ میرے لخت جگر بن جائیں اور راجہ اندر کی مدد فرمائیں کہ راجہ بل اپنی گیارہ ہزار برس کی پیشیا کے بل پر اندر اور اور دیوتاؤں سے سز برتہ ہو سکے۔ یہ بھی بردان ملے کہ یہ جگہ سدھہ آشرم کے نام سے مشہور و معروف ہو اور یہاں جو کوئی حبیبہ یا جگہ کیسے وہ بڑی کامیابی سے پورا ہو جائے۔ ہشن جی کشپ کی سب عرضاقتیں قبول کیں اور باون روپ میں راجہ بل کے تپ آشرم میں بولپہنچے۔ جگہ کی دھوم دھنم ہو رہی تھی باون جی نے سوال کیا۔

راجہ اور پنچ نہیں مانگتے رہنے کے لئے تین قدم زمین کی ضرورت ہے۔ راجہ بل تین لوگ کا راجہ تھا۔ اس کو تین قدم زمین کی کیا کمی تھی فوراً زبان سے نکلا کہ شوق سے ناپ لو۔

باون جی نے زمین آکاش سب ناپ لیا۔ مگر تین قدم پورے نہ ہوئے آخر راجہ کا جسم خاکی ناپ گرا اس کو رسائل میں خارج السلا گیا اور ساری بادشاہت

اندر کو بخش دی۔ بادل جی پر تھی کا دان لیکر اس جنگل میں تپ کرنے لگے اور فیض قدم سے اس کا نام چتر بن اور سدھ آشرم مشہور ہوا۔
 بسوا متر جی رہتے ہیں کہ اسے سری راجپندر اس جنگل کی عظمت اور برکت سمجھ کر میں بھی تپشیا کرتا ہوں۔ مگر افسوس کہ راجپس اپنی شرارتوں سے کوئی جگہ پورا ہونے نہیں دیتے۔ اب آپ ان کیمختوں کو سزا دیجئے گا تو میرا سب کام پورا ہوگا۔
 ان باتوں میں بسوا متر جی کی جگہ شالا آگئی تمام رشیوں میں نے استقبال کیا۔ خاطر تواضع سے پیش آئے اور چار گھڑی دم لینے کے بعد سری راجپندر جی نے بسوا متر جی سے عرض کی کہ مہاراج دیر کی کوئی ضرورت نہیں آپ جگہ شروع کریں۔
 بسوا متر جی فوراً ہی جگہ منڈپ میں تشریف لے گئے۔ جگہ کی کارزدائی زور شور سے شروع ہو گئی۔ دونو بھائی حفاظت کا بیڑا اٹھا کر ادھر ادھر ٹھہرنے لگے۔

سر ۳۰

بسوا متر جی کا جگہ۔ سری راجپندر جی کے
 دست مبارک سے سبھو کا قتل یا سچ کی
 سزا اس کے بد اعمالی

نور کا تر کا تھنا نیم سحر کے ہلکے ہلکے جھونکوں نے شانہ بلبلا کر شبنم کے منہ پر چھینٹے دے دے کر سب کو جگا دیا۔ سب بستر راحت سے اٹھے اور تہاڑو کر فریاض ضروریہ سے فارغ ہوئے ہی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوئے۔
 سری راجپندر جی نے بسوا متر جی سے دریافت کیا۔
 ہاں یہ تو فرمائے سبھو مرنے آئے تھیں وقت میں۔

بسوا مترجی مون برت کئے ہوئے تھے۔ قفل خاموشی کیسے کھلتا۔ جواب نہ ملا۔ اس پاس کے رشیوں کی زبان سے یہ آواز آئی کہ بسوا مترجی چھ دن تک دل ہی چپ رہینگے۔ ان کا اسن نہ ڈلگا۔ شبا ہو اور رات ہی بجے آئیکا وقت کوئی مقرر نہیں۔ جب ان کے سر پر بھوت سوار ہو جاتا ہے۔ آجاتے ہیں اب ہم لوگ بھی چھ دن تک برابر آنکھ نہ چھپکاٹینگے۔ کیونکہ جگہ کا کامیابی سے پورا ہو جانا لازم۔ سری راجچندر جی مستترجی لکشمی جی سے بولے کہ بھائی لے ہو شیار ہو جاؤ۔ تیرکمان سنبھال لو۔ دن رات کی ذرا سی تکلیف میں سارا بیڑا پار ہے۔

لکشمی جی۔ فقط آپ کے حکم کا انتظار تھا۔ میں خدمت کو پہلے ہی سے کر باندھے بیٹھا ہوں۔ سری راجچندر جی اور لکشمی جی دھندش بان لیکر جگہ منڈپ کے چاروں طرف چوکی رکھنے لگے۔ مجال نہ تھی کہ پرند بھی پر مار سکے۔ پانچ دن اور پانچ رات برابر پلاس نہ چھپکی کوری آنکھوں سویرا ہوتا تھا اور بے پلاس جھمکاتے شام۔ اب چھٹا دن آپہنچا جگہ کی کامیابی کی ساعت قریب آئی تو سری راجچندر جی نے لکشمی جی سے فرمایا۔

بھائی پانچ دن تو خیریت سے گزرے۔ آج چھٹا دن ہے۔ ہماری تمہاری جنت کا دار و مدار آج ہی پر ہے۔ دیکھو خوب ہوشیار رہنا۔ خبردار کوئی راجپس منگنے نہ پائے۔

راجچندر جی اتنا کہہ پائے تھے کہ دفعۃً ایک بیہ سی کی آگ دوسری جگہ لوہنے لگی۔ راجچندر جی چوکنے ہوئے اور کہا۔

دیکھو بھائی آگ کی لپٹ کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ یہ آواز لے ہیں جب جگہ ختم ہونے کو ہوتا ہے تب اگر ایسے علامات نظر آئیں تو سمجھ لو کہ کچھ فتور شدنی ہے۔ ذرا خوب دیکھ بھال رکھنا۔ بسوا مترجی مون ہیں دل ہی دل میں متروں کا جاپ کر رہے ہیں۔ ان سے اس اچنے کا سبب بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ پس اپنی طرف سے ہوشیاری لازم۔

سریراچندرجی اتنا کہتے کہتے نظر اٹھا رہے ہیں تو عجیب چیز تک نظر نہ نظر افروز
ہوا۔ آسمان پر ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا نکالے گا بے بادلوں کی طرح چھایا ہوا
دکھائی دیتا تھا اور دیکھتے دیکھتے سر پر ہی پہنچ گیا۔ جو ہیں ایک کالی آندھی الٹی
اس زور کی آواز سنائی دی کہ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑاک رات ہو گئی۔
سب نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے اور یقین ہو گیا کہ راجپس آگئے ہیں۔
رات کی بات میں خون کی بارش ہونے لگی گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کے ٹکڑے
برسنے لگے اور وہ ہیبت ناک صوتیں دکھائی دینے لگیں۔ جو اس صورت و شکل
سے مشابہ نہیں۔ جن کی تصویر بسو اترجی نے لفظوں میں کھینچی تھی۔ راجپس
خون برسا رہے تھے اور سرری راجچندرجی بانوں کا چھیر چھائے ایک بوند خون
میں نہ گرنے دیتے تھے۔ بہت دیر تک یہی شغل رہا۔ آخر سرری راجچندرجی
نے سوچا کہ کہاں زمین کہاں آسمان میں خاک پر راجپس افلاک پر
بنے تو کیسے بنے۔ نہ تو کیونکر۔ اپنی آنے سے سامنے کی ہوتی ہے نہ کہ عرش
عرش کی۔ یہ سوچ کر انہوں نے لکشمی جی سے کہا:-

دیکھ اراجپسوں کا گوشت کھانا اور خون برسانا میں ابھی شب کو انکاش
ہی پر ڈھیر کر دوں مگر نہیں قدرت کے خلاف بات ہے مخالفوں میں اس وقت
وہ وہ بھی شامل ہیں جن کی ابھی موت نہیں۔ اگر میرا بان نشا نہ بتاتا ہے تو ان
کی خیر نہیں۔ اور جب خیر نہیں تو سلسلہ کائنات میں اتہری۔ بہا جی کے
انتظام میں خلل۔ نہ مارتے۔ اس پر مجھے خاص طور پر رحم آتا ہے۔ گوراجپس بدکا
ہے۔ مگر جب خیال کرتا ہوں کہ غریب بیٹی کی حالت میں ہے۔ بات بچوں میں ہے
سر پرست چھوٹا گیا تو ایسے کو مارنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھتا۔ مجھے تو سیبا پور
بھی ترس آتا ہے۔ وہ بالذات راجپس نہیں۔ صرف اگست رشی کی بددعا ہے کچھ
کا کچھ کر دیا ہے اس نے بڑے بڑے دھرم کے کام کئے ہیں۔ ریشور کی یاد میں خوب
دل لگایا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اس کو نجات دیکر ادھار کر دوں۔ باقی ماندہ
راجپس اپنی اپنی کرنی کے موافق دوسرے جنموں میں نجات پاتے رہیں گے۔
بالفعل میں مارتے اور سیبا پور کو دشمی میں دوستی کا مزہ چکھاتا ہوں۔

یہ فرما کر اپنے چلے پرتیر چڑھایا۔ جو یہیں تیراڑا دیو زاد کے دل پر پڑھا وہاں سے
اُڑا اتر بیٹھ دیکھتے دیکھتے سمندر کے پانچ کوس اُدھر تیرکاری تھا۔ پانچ تیرا کر
زمین پر پخت گر پڑا۔ اور وہیں اُس وقت تک رہا۔ جب تک راون نے سینا پر
کیڑے کیٹ کرگ نہ بنا لیا۔ پانچ کوس کا سرتا بھرتا کر کے سری راجچندر جی نے دوسرا
تیر کر کیا۔ یہ تیر نادک قضا تھا۔ جو یہیں زور پہنچا۔ شباہو زمین پر چاروں شاہ نے
چت روح فنا۔ اب رہے اور راجپس اُن کی بھی اچھی طرح خبر لی گئی۔ مالوا اتر چلا
تو سب کے سب تتر تتر۔ کوئی یہاں کوئی وہاں گیند کی طرح ادھر سے ادھر گرے تو
ساقط۔ سری راجچندر جی نے ادھر اچھسوں کا دفعیہ کیا۔ ادھر کچھ رات ہے جلیہ
سماپت ہوا۔ رشیوں مینوں نے بدھاٹیاں بجاٹیں سری راجچندر جی کے گُن گائے
بسوا متر جی نے بہت شاکر گزاری کی۔ دھن باد دیا کہ سری راجچندر جی کے احسانوں
سے کبھی سبکدوش نہیں۔ ہمیشہ جش گاڈنگا تم نے میری لاج رکھی ۛ

سرتا

جانکی جی کے سوٹمبر کی شرکت کی غرض سے جنکیو کا عزم

راجھسوں کو سزا کے اعمال دیکر سری راجچندر جی ایک دن رات اپنی
مرضی سے آشرم میں ملے۔ جب دوسرا روز ہوا تو بسوا متر جی سے گزارش کی کہ
ہمارا ج اہشاد کی تعمیل ہو چکی۔ اب تو کوئی کام نہیں ۛ
بسوا متر جی۔ ہاں میرا تو ایک کام بن گیا۔ اب ایک ذرا سا کام باقی ہے ۛ
راجچندر جی۔ وہ فرمائے کہ میں نہ متاگزار ہی سے سرفراز ہوں ۛ
بسوا متر جی۔ بس یہی کہ ہمارا جہ جنک کے یہاں سوٹمبر ہے اسے بھی دیکھ لیں ۛ
سری راجچندر۔ وہاں کیا ہوگا۔ کس کا سوٹمبر ہے۔ کچھ حال معلوم ہو تو
مفصل بیان فرمائے ۛ

بسوا متر جی۔ ہمارا جہ دو یہ جنک متھلا پور کے بڑے دھرماتما راجہ ہیں اُن
کے یہاں شو جی کا ایک عجیب و غریب دھنش ہے یہ دھنش دھنش ہے جس کی وجہ

سے راجہ وچھ کا بھتیہ ادھورا رہ گیا کامنا پھل نہ ہوئی یہ دھنک وہ ہے جس کو بڑی خوشامد در آمد عجز و انکسار منت و سماجت سے اس وعدہ پر برہما جی نے حاصل کیا کہ پوجا کرینگے عزت سے رکھینگے اور وقت ضرورت دوتائوں کی حفاظت کے کام لائینگے جس وقت راجہ اندر سے یہ سوال پٹواتھا اس وقت یہ دھنک راجہ اندر کے پاس تھا۔ جب برہما جی نے یوں شہو جی کو گھیرا تو انہوں نے کہدیا کہ اندر کے ہاں سے لے جائے۔ دھنک جنیو میں اٹھنا لائے برہما جی اور سب دیوتا اندر کے یہاں سے وہ دھنک روزمرہ خوشبو بات سے اور جنگ جی کو دیا کہ اپنے پاس رکھیں۔ راجہ جنگ روزمرہ خوشبو بات سے اس کی پرستش کیا کرتے تھے اور اُس میں وہ خصوصیت تھی کہ تینوں لوگ میں اُسے کوئی جنبش بھی نہ دے سکتا تھا۔ راجہ جنگ کے خاندان میں اوائل سے یہ دستور ہے کہ جو گدی پر بیٹھے جنگ کھلا اور دھنک کی پوجا کرے۔ گویا اُس کی پرستش بھی فرائض روزانہ میں داخل تھی ایک روز برہما جی کے یہاں کوئی جلسہ تھا۔ جنگ جی تو وہاں تشریف لے گئے اُن کو پرستش کی فرصت نہ ملی تو چلتے وقت اپنی رانی سے فرامگئے کہ جنگ میں آؤں دھنک کی پوجا میں ناغہ نہ ہو۔ برہما کی سمجھا میں راجہ کو کئی دن لگائے یہاں رانی کو ماہواری ایام سے سامنا ہوا۔ اس حالت میں پوجا پاٹ کی سخت دقت پیش آئی۔ اور لطف یہ کہ راجہ کا فرزند ارجمند بھی مکان میں نذر و میوہ اپنی راجکماری سری جانکی جی سے فرمایا کہ بیٹی آج تم دھنک کو پوج دینا۔ سری جانکی جی اُسی وقت دوڑی دوڑی گئیں دھنک کو اٹھایا سا سال کا کوڑا کرکٹ صاف کر کے چوکا دیا اور پوجا کر کے کھیلنے لگیں۔ جب ماہ جنگ آئے۔ پوجا پر بیٹھے۔ تو دھنک کو اپنی اصلی جگہ سے ہٹا پایا جگہ بالکل دودھ کی دھوئی ہوئی نظر آئی۔ سخت حیران ہوئے کہ پہاڑ سا دھنک کس نے اٹھا کر ادھر سے ادھر کر دیا۔ یہ غیر معمولی طاقت کس کی تھی۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ساری کلمات راجکماری جانکی کی تھی۔ فوراً ہی قسم کھائی کہ اب جو اس دھنک کو تان بیگا بسی

کے۔ ساتھ اپنی پیاری سیتا کی شادی کرونگا۔ چنانچہ اسے سری راجچندر جی سے
دھک بٹھنے کے قابل ہے اور سو بکری کی کیفیت بھی لائق سیر ہے۔
سری راجچندر جی۔ واقعی کیفیت تو دلچسپ ہے مگر مہاراج جس وحش کی طرح سے
دچھ کی جان پر گزری اس کو کس کی مجال ہے کہ ہاتھ لگائے مجھے تو طاقت نہیں
بسوامتر جی۔ آپ کو دنیا بھر کی فضولیات سے کیا کام۔ آپ ساتھ چلے
چلیں۔ جو ہو گا دیکھا جائیگا۔

سری راجچندر جی۔ میں چلنے کو حاضر ہوں مجھے عذر کیا ہے۔
اب سری راجچندر جی دونوں بھائیوں کو لیکر چلے۔ ریشیوں میںوں کا ایک فلاں کا قافہ تھا
تھا۔ چلے تو اتر کی طرف بھٹکے اور ہمالیہ کے دامن میں گنگا جی کے کنارے پہنچ کر سون بھدرا
نندی کے آس پاس قیام کیا۔ اس ندی کے دونوں ساحلوں پر جنگلوں کا سلسلہ
چلا گیا ہے۔ سندھیا وغیرہ سے فلرغ ہو کر سہری راجچندر جی نے دریافت کیا کہ
مہاراج ان جنگلوں کی تعریف سننے کا اشتیاق ہے۔ تکلیف تو ہوگی مگر
باتوں میں رات کا بہت سا وقت دلچسپی سے کٹ جائیگا۔

سرسر

راجہ کوس۔ ان کے بیٹوں اور سو پوتیوں کی
سرگزشت۔ سری بسوامتر جی کی زبانی

سری راجچندر جی کے سوال پر سری بسوامتر جی مائل گفتار ہوئے کہ اس مقام
پر برہما جی کے فرزند جگہ بند راجہ کوس کا قیام تھا ان کے ساتھ ان کی زانی
بیدھر بھی رہا کرتی تھی۔ راجہ کے چار فرزند تھے۔ کشامب کس نابھ۔ اسر
بسو۔ چاروں کے چاروں بڑے شکیل و جمیل تھے۔ بیاقت بھی خاصی پیدا
کر لی تھی۔ جب سب سمجھ والے ہوئے تو راجہ نے شاستر کے احکام کی تعمیل
میں حکم فرمایا کہ لے اپنا راج سنبھالو۔ رعایا برا یا تمہارے سپرد ہے۔

راج یا کر سب فرزند خوش ہو گئے راج کلج کرنے لگے اور اپنے ناموں پر چار
شہر آباد کئے۔ کسان بے کسان بنی (موجودہ کسمبی) شہر آباد کیا۔ کس نا بھ نے منو نے
(موجودہ قنوج) اُسرتے دھرم دھرم کے نام سے آباد کردہ شہر کو مدنت دی سبو
چوتھے بیٹے نے سون بھدراندی پر مگدیش (موجودہ بہار بسایا) سوم کس رانی
بڑی پوتر ہے اس میں اشنان کرنا سب پاپ دھو بہانا ہے چاروں فرزند ان والا
دودمان میں سے کس نا بھ بڑے پیشوی تھے۔ ایک رز ان کی خدمت میں ایک
اپسرا آئی اور درخواست کی کہ صورت دیکھئے شکل دیکھئے۔ اور پھر سچے دل سے
آنکھوں میں لہجے دے

راج کس نا بھ مومنی صورت سوہنی صورت پر فریفتہ ہو گئے۔ جس د جمال تھے بے
قابو کر دیا۔ بڑے شوق سے رنواس کی زینت بنایا اور محبتا نہ ربط و ضبط سے
ایک سو بیٹیوں کی صورت دکھائی۔ لاکیاں بچپن سے جوان ہوئیں تو اُن کی سبھی
کچھ اور ہوئی۔ ایک دن جوانی کی ترنگ میں کسی باغ کی طرف نکلیں +
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن جوانی کی راتیں مرادوں کے دن
ناگ میں سیم کا فقط ترنگا شوخی گستاخی مقتنسا سن کا

سب نشہ شباب میں چور شراب تو جوانی سے مخمور حسن و جمال میں دو پہر کا
آفتاب ہو رہی تھیں کہ اچانک پون دیوتا کی نظر پڑ گئی۔ صورت دیکھتے ہیں تو طبیعت
بے قابو۔ حسن و جوانی پر نظر پڑتی ہے تو دل بے اختیار آخر آپے میں نہ رہے تو زبان پر
درخواست آگئی کہ شادی کر لو نہیں دیتا ہوں۔ موت کا مجھ پر آخر نہیں بڑھایا سائے
سے بھاگتا ہے۔ ہمیشہ گھبر و جوان بنے رہتے ہیں۔ عورت چند دنوں میں اُن کی
سے اُتر جاتی ہے بڑھاپا تھوڑے ہی دنوں میں آ جاتا ہے۔ مگر مجھ ایسے دیوتاؤں
کی عورتیں کبھی بڑھاپے کا منہ نہیں دیکھتیں۔ ہمیشہ بارہ برس کی بنی رہی ہیں
اس سے بھلا جانتی ہو تو میری خواہش پوری کرو +

راجا راجا ہنس پڑیں اور آپس میں کہنے لگیں کہ واہ ذرا دیکھئے گا پون
جی گو جان ٹانھے تو بن رہے ہیں مگر عقل سٹھیا گئی ہے۔ کہاں دیتا۔ کہاں یہ
ادھرم کا ناپاک خیال۔ آخر سب متفق اللفظ ہو کر بولیں +

مہاراج آپ اس وقت کہاں ہیں۔ دیوتاؤں کو یہ ناجائز زوق و شوق یہ
 بیہودہ اُننگ ہم کس نابھ کی بیٹیاں کس نابھ کا دھرم کرم۔ جب تپ میں آوازہ اور
 آپکی ہم سے یہ گفتار۔ اگر ہماری پتاجی سُن لیں تو کس کو تھولیں۔ ہمارا تو خیال ہے کہ
 آپ کو خمیارہ کھینچے بغیر نہ بنے۔ اگر آپ کو واقعی ہم لوگوں سے بنا جڑنے کی خواہش
 ہے تو ہم سے کیا سروکار۔ جائے پتاجی سے درخواست کیجئے۔ وہ ہیں بھاڑ میں
 جھٹی جھونک دیں تو عذر نہیں پھولوں میں تو لیں تب بھی اُن کا حق۔ اڑکیاں
 باپ کی مطیع الارشاد ہوتی ہیں۔ اُن کو خود کوئی بات کرنے کا اختیار یا مجاز نہیں
 باپ اچھا بُرا جو کچھ کرے لڑکی کا فرض ہے کہ اس کو واجب القتل سمجھے چنانچہ
 اس امر کا فیصلہ پتاجی ہی کی منظوری پر منحصر ہے ہم لوگ بے بس ہیں۔
 راجکمار یوں کا یہ ٹکاسا جواب سنکر یون جی آگ بگولا ہو گئے اور جوش غضب
 میں وہ اعجاز دکھایا کہ خود سب کے پیکر غصہ صری میں داخل ہو گئے اور سب کو ایسا بار
 صورت اور بد سبت کر دیا کہ شکل دیکھتے نفرت ہوتی تھی۔ راج کُنیاؤں کے
 غصہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ اُنہوں نے چاہا کہ اسی وقت کوس کوس کر یون
 دیوتا کو مزہ چکھائیں۔ مگر نہیں دورانہ نشی کے خیال سے اُنہوں نے سوچا کہ
 واقعہ کی اطلاع پتاجی سے کر دینا لازم ہے کہ اپنے اوپر کوئی بات نہ آئے اُن کو
 سخت رنج ہوا اور روتی ہوئیں راجہ کس نابھ کے پاس پہنچیں۔
 راجہ کس نابھ نے سب کو گلے سے لگایا۔ گریہ وزاری کی وجہ پوچھی۔ مگر
 وہ شرم حیا کے باعث کچھ منہ سے نہ پھوٹیں۔ صرف آنسوؤں ہی کو
 بمصداق سے

حال بیتابی پیش نظر ہونے لگا

اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا

واقف راز محرم اسرار بناتی رہیں۔

کس نابھ پوچھتے پوچھتے تھک گئے۔ تو اُنہوں نے سہا دھی لگائی
 اور اس طرح جو کچھ دانشور گزرتھا۔ آنکھوں سے دیکھ لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ
 ساری کروت یون دیوتا کی ہے۔

سرگ

راجہ کش ناہجہ کی سوہیلیوں کی سیر باغ۔ پون دیوتا کی بد
 رنگا ہی۔ اظہار محبت۔ زبردستی تکمیل خواہشات۔ راجہ مار پون
 کی باپ سے شکایت غور فکر کے بعد وزیروں کے
 مشورے سے راجہ برہم دت کے ساتھ شادی

گو راجہ کش ناہجہ رو شمن سیری سے سب بھید جان گئے تھے۔ مگر انہوں نے سوہیلیوں
 کی زبان سے سارا ماجرا سننے کے لئے ہٹ کی پہلے تو سب کی سب غرق دریلے غیرت
 رہیں۔ منہ شرم سے کیل دیا تھا۔ زبان پر مہر خاموشی لگی رہی مگر جب راجہ نے جوش غضب
 سے فاشا دیا تو وہ سب انگل دینے پر مجبور ہوئیں۔ چادر حیا سے منہ ڈھانپ کر کہنے
 لگیں کہ تاجی۔ شامت کی مار ہم سیر کو نکل گئیں۔ باغ میں رنگ رلیاں منار ہی تھیں
 گلچھڑے اڑا رہی تھیں کہ دفعہ والا دیوتا (پون) نمودار ہو گئے چہرے کی کچھ اور ہی
 رنگت۔ اور دل کی کچھ اور کیفیت نظر آتی تھی۔ انہوں نے بے تکلف منہ پھوڑ
 کر کہہ دیا کہ ہم سے شادی کرو نہیں تو برا ہوگا۔ شادی میں مفر ہے اور نامراد میں ضرر
 ہم سب نے بڑی منت و سماجت کی بہت سمجھایا سمجھایا مگر ان کے سر کا بھوت نہ اترنا
 تھا نہ اترنا۔ دامن عصمت برہماتو دوڑا رہی دیا۔ ہم سب مجبور ہو گئیں۔ کہاں زبردستی
 دیوتا کہاں ہم سکھاری۔ ایک پیش نہ لئی۔ پون نے اپنے قابو بھر کوئی بات ڈھانڈھئی
 اتنی بھی فرصت نہ دی کہ آپ کے کان میں بھنک ڈال دیتیں۔ ہم اس زبردستی سے
 انگاروں پر لوٹیں تاؤ کھا کر جی چاہا کہ سراپ دے شیطیں مگر اس خیال نے زبان
 پکڑ لی کہ کہیں آپ کے ناگوار خاطر نہ ہو۔ ساری سرگندشت یہ تھی۔ جو کچھ گزرا تھا۔
 گوش گزار کیا گیا۔ اب آپ اجازت دیں تو ہم پر دعا دیں پانی پی کر گویں۔
 راجہ کش ناہجہ۔ تھوڑی دیر تک سیرج و تاب میں رہے۔ غصے کی آگ کبھی بھڑکتی

اور کبھی دھیمی چڑتی تھی۔ آخر انہیں سب نشیب و فراز اونچ نیچ سوچ سمجھ کر کشا پڑا کہ جو شہر فی تھا ہو گیا۔ ہونہار ہو چکی۔ سانپ نکل گیا لیر پیٹنا فضول میں تم سب خوش ہو اگر اس وقت آپے میں نہیں۔ غصہ کو روکا۔ چھما بڑی چیز ہے جو چھما کرتے ہیں دنیا میں نیک نام ہیں۔ خطا بخشی انسان کے جسم کا زیور ہے اسنی سے کہا ہے کہ درغولہ نیست کہ در انتقام نیست

از خورد ال خطا و از بزرگاں عطا تم نے خوب کیا کہ ضبط کر گئیں۔ اچھا جاؤ کھیلو مالو میں اس معاملے میں غور کرونگا۔ تم بے فکر رہو۔

یہ کہہ کر راجہ کش نابجہ دربار میں پہنچا۔ دزرا بے دولت و ارکان سلطنت سے ساری واردات بیان کر کے پوچھا کہ آپ سب کی کیا رائے ہے چھو کریوں کی شکل و صورت کیسے درست کی جائے اور ان کی شادی کا کیا انتظام ہو ذرا دیکھئے دھرم شاستر کیا اجازت دیتا ہے۔

وزیر اے سلطنت۔ یہ سارا فساد و ایو دیوتا کا تھا یہ راجہ کاریوں کا کوئی قصور نہیں۔ شادی کرنا لازم ہے کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔

راجہ کش نابجہ۔ اچھا شادی ہو تو کس کے ساتھ۔ کوئی اعلیٰ اور شریف نہیں نہیں بلکہ مجھ سے افضل خاندان بتائے جس سے رشتہ جوڑوں۔

وزیر اے سلطنت۔ مہاراج جی ایک خازان ہم لوگوں کو معلوم ہے اگر منظور خاطر ہو تو رہے نصیب۔

راجہ کش نابجہ۔ وہ کون۔ بیان کیجئے۔

وزیر اعظم۔ ایک برہمن کل بھوشن چولی نامی تھے جن کا دھرم اتھاؤں میں اعلیٰ پایا تھا۔ وہ جس کو وقت ندی سے غسل کر کے بٹتے تو تمام پوجا کا سامان لیس ملتا وہ روز حیرت میں رہتے کہ یہ غیب سے کیا سامان ہو جایا کرتا ہے یہی ہلاقت ہلا کی بیٹی سودا نامی الیسرا میں تھی جو چولی برہمن پر فریشتہ ہو کر شرف خدمت کی آرزو مند تھی۔ ہمیں گز گئیں کچھ بھیہ معلوم نہ ہوا۔ ایک روز سودا آنکھوں پر ٹھیکری رکھ سا۔ منے آئی اور کہا

آج آپ کو بشارت دیکھا محل شاد و دیکھا اس سے حاخری کی جرات ہوئی عت سے

کر رہی ہوں۔ مگر فسوس کہ اپنا کام کچھ ٹھیک نہ ہوا۔ اب تک ساری محنت اکار تھ ہے۔
چولی برہمن۔ اچھا سنو تو کیا خواہش کیا آ۔ زو کیا ہوس۔ کیا تمنا ہے دل کا مدعا
سنے بغیر کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔

سودا افسر۔ حرف ایک بیٹے کا سوال ہے مگر بیٹا کوئی رد و اکھدوا نہیں جانتے
ہو تو دھرموان ہو۔ دولت مند ہو۔ برہم دیا کا عالم ہو۔ سارے شاستر اس کے حلقے
میں ہوں۔ اگر بہ اوصاف نہیں تو میں دست بردار۔

چولی برہمن۔ تمہاری آرزو پوری ہوگی میں اشیر باد دیتا ہوں۔
سودا افسر۔ مگر ایک ٹیڑھی کھیر اور ہے میں ابھی کنواری ہوں۔ آہن بغیر
چھاق کیا چنگاری دیگا۔ آگ کے بغیر چراغ کا جلنا محال۔ ایک تحصیل سے کہیں
مالی بچ سکتی ہے۔ جب تک آگ کو پھوس سے نہ سامنا ہو۔ تب تک آگ کیسے
روشن ہو۔ اس لئے یہ فرمائے کہ آپ کا اشیر باد بغیر آپ کی توجہ کے کیونکر اثر پذیر
ہوگا۔ کیونکہ میں آپ کے سودا دوسرے کام نہ دیکھنا نہیں چاہتی۔

چولی برہمن۔ مطلب کو پہنچ گئے۔ اسی وقت نظر محبت سے دیکھنا افسر کی خواہش
قبل کی اور کہا اچھا جیسے بیٹے کی خواہش ہے ویسا ہی ملیگا۔ اطمینان رکھو۔
دعاے کا ملیں خالی از اثر نیست

کچھ دنوں کے بعد سودا افسر کو الشور نے بیٹا دیا۔ بڑا خوبصورت بڑا شکل
جمیل۔ اس کا نام برہم دت رکھا گیا۔ برہم دت نے بڑی دیانت پیدا کی۔ وید
شاستر میں فاضل روزگار ہوا اور فضائل و خصائل میں یاد بخار۔

سودا افسر نے کا سکھ اٹھاتی ہوئی افسر لوک کو چل دی اور چولی برہمن کچھ چپ
میں مشغول ہو گئے۔ برہم دت کو آخر راج مل گیا۔ اس نے ایک شہر بھی اپنے نام پر
بسیایا۔ وہ برہمن چیتہ دھاری ہے پس ایسا اعلیٰ خاندان کا صلہ اور کہاں سے ملیگا
اس سے آپ اپنی سوکی سونٹیوں کا برہم دت نہی کے ساتھ بیاہ کر دیں تو بہت انصاف
اگر آپ کبرا حکمرانوں کی موجودہ بدصورتی کا خیال ہے تو۔ برہم دت۔ اور برہم دت شادی
ہوئی۔ ادھر سب انگوں سے درست ہو کر نو کے سلسلے میں داخل جاتی۔
راج کش نا بھدہ دیروں کی اس رے پر بہت خوش ہوئے۔ تجربہ زیجیہ دل

منظور کی۔ مگر اب یہ خیال ہوا کہ شادی کہاں کی جائے۔ برہم دت یہیں بلائے جائیں یا وہ خود جا کر وہیں شادی رحائیں +

وزیروں سے پھر مشورہ لیا۔ تو ان کی یہی رائے ہوئی کہ آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت۔ برہم دت کو یہیں یاد فرمائے اور کنیالیہ دان کہہ دیجئے +
برہم دت سے ہمدرد پیغام ہوا۔ وہ آیا سو کی سولا کیاں اس کے ساتھ بیاہ دی گئیں۔ بہت کچھ دان جہیز دیا گیا۔ شادی ہوتے ہی راجکمار یوں کارنگے رہے ہی کچھ اور ہو گیا۔ برہم دت حسن جمال دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوتا تھا۔ راجکمار ناچنے کی کلی کلی کھل گئی۔ شادی کے موقع پر سودرا اپسر ابھی آگئی بیٹے اور بیوٹوں کا سکھ دیکھ پھر آکاش کو چلتی ہوئی۔ سب کام سدھ ہو گیا۔ سب کی آکندوئیں پوری ہوئیں +

سر ۲۴ بسوا مترجی کے پتار راجہ گادھ۔ اُنکی بیٹی سنتی وغیرہ کا حال بسوا مترجی کی زبانی

سری بسوا مترجی مائل شیوا بیانی میں کہ اے سری راجندر جی جب برہم دت کا رنواس ایک سوراہیوں سے جگمگاتا تھا۔ تو راجکمار ناچنے کا عمل سونا ہو گیا۔ سب چل پہل جاتی رہی۔ لوکیاں پرا یادھن سب سسرال میں چلی گئیں۔ اب وہ کس کو دیکھ جئے۔ اس لحاظ سے ان کو فرزند زینہ کی آرزو ہوئی۔ انہوں نے عظیم الشان جگہ کیا جس میں اوروں کے علاوہ سودرا اپسر اور ان کے فرزند یعنی راجکمار ناچنے کے دلدادہ برہم دت بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر راجکمار ناچنے کے والد ماجد راجہ کشن دت اور فرزند جگہ کی شان و شوکت دیکھ کر انہوں نے بھی حصہ لیا اور آخر کار زما با۔ بیٹا مبارک۔ وہ فرزند ہو گا جس کو سب سرچشمہ افتخار سمجھیں گے۔ اب اس سے نام بھی رکھ دیتا ہوں۔ تم اس کو گادھ کے نام سے پکارنا +
راجکمار ناچنے یہ کہہ کر برہم دت سے چلے گئے۔ یہاں راجہ گادھ کا ظہور ہوا۔

راجہ گادھ میرے پتا میں جن کی آنکھوں کا میں ناچیز ہوں میرے خاندان میں جو بزرگ آج تک گزرے سب کو شک کے لقب سے ملقب ہوئے۔ چنانچہ مجھ کو بھی کو شک کہلائے جانے کا خضر حاصل ہے۔ میری ایک بہن ستوتی تھی اس کا سہیت برت آج تک نہ بکھا نہ سنا۔ بس حد ہے کہ تپتی کے مرنے پر ساتھ نہ چھوڑا۔ سیدھی بکینٹھ کو چلی گئی۔ دل میں دھرم کا بھاد تھا۔ نیت خیر سے اہل زمانہ کی مغفرت منظور تھی۔ پس بکینٹھ میں پہنچنے کے بعد وہ پانی ہو کر ہمالیہ پہاڑ سے زمین پر بھی اور کو شک کی ندی کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کی عظمت کا نمونہ یہ ہے کہ پانی ہمالیہ سے گرتا اور سیدھا سمندر میں جا ملتا ہے۔ میری بہن کے زمانہ میں اس قدر اعزاز ہوا کہ جو کو شک کی ندی میں نہا اس کے پاپ وھو جانے میں شک نہیں مجھے ستوتی اپنی بہن سے نہایت ہی محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں زیادہ تر کو شک کے ساحل پر ہی تپشیا کرتا رہتا ہوں۔ حال میں میرا سدھ آشرم میں جگہ کرنا بے وجہ نہیں۔ صرف آپ کے اوتار کی خبر نے مجھے یہاں گھسیٹ بلایا۔ شکر ہے کہ میری زندگی سچھل ہو گئی آپ نے میرے جگہ کی حفاظت کر کے میری دلی آرزو میں پوری کیں۔ اس مقام سے دور تک میری ہی عملداری ہے جس کا اظہار ریکار۔ اب آدھی رات کا وقت ہے بہت وقت باتوں میں گزر چکا۔ اس لئے تم بھی آرام کرو میں بھی ذرا سو رہوں۔ صبح تڑکے اٹھنا ہے اور ایک منزل مارنا۔ پس آؤ چلو لیٹ رہیں۔

سری راجندر جی وغیرہ نے لیٹنے کا سہیتا کیا۔ تمام رشی حشری ڈنڈوت کر کے اپنے اپنے آشرموں کو چلے گئے اور سب طرف ایک سناٹا سا چھا گیا۔

سرگ

گسل گامنی اور اماں جی ہما نخل پرست
راج کی صاحبزادیوں کی سرگزشت

سیرا ہو گیا آفتاب کی سنہری کرنیں گوشہ مشرق سے پھوٹ پھوٹ کر

سفید صبح میں ہلکی ہلکی سرخی کی بہار دکھانے لگیں۔ سری بسوا مترجی سری رچی جی اور سری کشمن جی فرائض روزانہ سے فارغ ہو کر چھنے کو تیار ہو گئے جو ہیں چند قدم چلے۔ سری رام چندر جی نے فرمایا :

بشی جی ہمارا ج۔ سنون بھدراندی کا پاٹ اتنا چوڑا۔ پانی اتنا ہا اس سے کیونکر پار ہو سکیں گے :

بسوا مترجی۔ ہمارے راستے کو سنون بھدراندی سے کچھ واسطہ نہیں۔ ہم لوگوں کی ایک دوسرے ہی راستے آمد و رفت ہے جس سے رشیوں کے سوا کوئی واقف نہیں۔ آٹے ہم آپ کو اسی طرف سے لے چلتے ہیں :

بات ختم ہو گئی اور قدم آگے اٹھنے لگے معلوم نہیں ہوا کہ سنون بھدراندی کہاں بہتی ہے۔ پلں جب پار پہنچ گئے تو دیکھا کہ دوسرے کنارے پر کھڑے ہیں اب سب نے پورب کی طرف رخ کیا۔ راستے میں کہیں دم نہ لیا جتنا کہ عزم مستقل نے جنگ پور کے قریب سری گنگا جی کے ساحل پر پہنچا دیا۔ جو ہیں گنگا جی کے درشن ہوئے طبیعت تروتازہ ہو گئی۔ آگے بڑھے تو رشیوں کی منڈلی نے آند دیا۔ دو پہر چلتے چلتے گزر چکے تھے۔ آرام اور دلچسپی کا خیال کر کے وہیں رات بھر ٹھہرنے کا انتظام ہو گیا۔ کندھول پل بھوک مٹانے کو ڈھیر ہو گئے گنگا جل نے پیاس بجھائی اور سب باتوں سے فارغ ہو کر سری گنگا جی کا ذکر چھیڑا گیا۔ سری رام چندر جی نے پوچھا :

یہ گنگا جی وہی نہیں نا جن کی برکت سے ہمارے بزرگوں کو ملکیت حاصل ہوئی مجھے اشتیاق ہے کہ ان کا مہاتم سنوں کیا یہ صحیح ہے گنگا جی کی تین دھارا میں ہو کر سمندر سے جا ملی ہیں۔ پورا انڈیا میں جن گنگا جی کی نسبت ذکر ہے کہ دوسری ندی یا کڑی اور عظمت میں نظیر نہیں رکھتی ہر ایک پانی کو تار دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ یہ گنگا جی دیں یا کوئی اور :

بسوا مترجی۔ یہ گنگا جی وہی ہیں جنہوں نے آپ کے بزرگوں کو تار ہے پایوں کو پار اتارا ہے۔ میں سب حال مفصل بیان کرتا ہوں سنئے :

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ دنیا میں جتنے پہاڑ ہیں ان پر ہمالیہ پرست کو فوق ہے۔ میں حد ہے کہ اس برکت کو ایک عالم تمام پہاڑوں کا راجہ مانتا ہے۔

مشرق سے مغرب تک پھیلتا ہوا چلا گیا ہے اور زرد و جواہر سے لیکر ادنیٰ سے اونٹن دھات
 میں سے کون چیز ہے جس کے ذریعہ اس کے پتھروں کے میچے دبے پڑے نہ ہوں ہر جگہ
 کان۔ ہر مقام پر معدنیات۔ اس ہمالیہ پہاڑ کی خود آنکھ کی پتلیاں اپنی بیٹیاں ہیں۔
 ایک کٹل گامنی۔ دوسری اُناں۔ مگر دیوتا لوگ تار کا سرا جھپس کے ظلم و ستم سے ایسے
 پریشان ہو رہے تھے کہ ان کا ناک میں دم تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ مہادیو جی کے
 کوئی بیٹا پیدا ہو جائے۔ تو ان کے سارے کشت کٹ جائیں۔ دیوتاؤں اور
 رشیوں نے آخر اتفاق رائے کیا کہ یوں تو مہادیو جی ایک نہ سینکے بس بہتر ہے کہ
 ہمالیہ کی بیٹی کٹل گامنی برہما جی کی نذر کر دی جائے وہ مہادیو جی کی خدمت میں
 پیش کر دیں تو مطلب حاصل ہو جائے۔ آپس میں گھٹوت ہو گئی رائے جم گئی اور سب کے
 سب ہمالیہ کے پاس پہنچے بڑی خوشامد در آمد سے کہا کہ مصیبت کا وقت ہے مدد کے
 طالب ہیں اپنی بیٹی کٹل گامنی ہمارے حوالے کیجئے کہ سر کی بلا ٹلے +
 پر بت راج (ہمالیہ) پہلے تو ذرا چوکنے ہوئے مگر پھر سوچے کہ دیوتا تک منت خواہا
 کرتے ہیں۔ اگر میری بیٹی کے تصدق میں ان کا ادھار ہو جائے تو اپنا گھانا ہی کیا۔
 ایک پتھہ دو کاج کا معاملہ ہے دے بھی دو۔ پر بت راج نے کہا آپ کی یہی مرضی ہے
 تو مجھے بھی عذر نہیں۔ کٹل گامنی حاضر ہے لے جائے +
 سب دیوتا اس کو لیکر برہما جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اس دختر نیک اختر
 کو پیش کیا اور ماتھے جوڑ کر بولے +
 ہمارا جادو کھی ہیں۔ جان میں جلان نہیں۔ اگر ہم لوگوں کی زندگی منظر ہے
 تو کٹل گامنی کو شو جی کے آغوش محبت میں جگہ دلوائے۔ جب تک مہادیو جی صاحب فرزند
 نہیں ہوتے۔ تب تک ہم لوگوں کی جان پر ایسا نہ ایک مصیبت ہی رہیگی +
 برہما جی۔ آپ کا فرمانا درست ہے۔ کٹل گامنی کو دیکھئے چھوٹی سوتی کا پھول ہو رہی ہے
 بھلا یہ شو جی سے تھم جاتا کا پار تھا سلسلی سے +
 کٹل گامنی۔ ہمارا جادو آپ کو دیا جہر کے بگویش ہے۔ کیا اس طلب آگ جائے تو مار
 جائے۔ مٹو گئے وار کی بلا جانے۔ آپ دیوتاؤں کی بات مان لیجئے۔ آپ کو میں سیکھ
 سے کیا کام۔ یہ عذر تو میری زبان سے موزوں تھا نہ کہ آپ کی زبان سے

مدعی شہست گواہ چست والی شل ہے
برہما جی سٹاف۔ اوہ میر گستاخی۔ یہ غور۔ یہ نکتہ۔ یہ بکتر یہ خودی۔ ہم بھلائی کریں یہ سمجھے
برائی۔ اچھالے جڑہ چکھ۔ دیکھ جس جسم پر ناز کرتی ہے وہ پانی ہی پانی +
سراب تیر بہدف تھا۔ اُسی وقت اثر پذیر ہوا۔ کشل گامنی پانی پانی ہو کر برہم
لوک میں رہ گئی +

اس واقعہ کو عرصہ ہو گیا۔ باستانی گئی چوٹی۔ مگر ہونی ورتی نہیں۔ شدتی کبھی نہ
کبھی بہانے سے ضرور ہوتی ہے کسی دن سری بشن جی نے پاؤں پھلائے تو برہما
میں ایک دراز پر لگی اور کشل گامنی کے جسمانی پانی کے قطرے زمین پر ٹپکنے لگے
اس عجیب و غریب کیفیت کو دیکھ کر برہما جی کے اوسان خطا ہو گئے وہ ڈرے کہ
کشل گامنی ہما چل کی بیٹی کہیں مجھ سے سراب کا بدلہ لینے کے لئے کچھ بددعا
بیٹھے تو ساری لٹیا ہی ڈوب جائے۔ اس لئے انہوں نے اس پانی کو اپنے کپڑوں
میں جگہ دے کر دل کاوشواں دو کیا اور اطمینان سے رہنے لگے +

کسی روز بشن لوک میں ایک سبھا ہوئی۔ تمام دیتا روتق افروز ہوئے۔ غرض یہ
تھی کہ برہم و دیا کے دقائق و مسائل حل کئے جائیں۔ ہما دیو جی چلے تو سستی (ہما دیو جی
کی استری) نے بھی ساتھ جانے کا قصد کیا۔ مگر شو جی نے فرمایا +

ساتھ جانا ٹھیک نہیں۔ میں آگے آگے چلتا ہوں تم پیچھے سے آ جانا +

شو جی سستی جی سے لکر سبھا میں روتق افروز ہوئے۔ ان کے بعد سنت گمارنے
بھی عقل سپر مشاکل کو روتق بخشش۔ بشن جی اُٹھے۔ تعظیم و تکریم و مزاج پرسی کے بعد
نوبت دوتکے سامنے پیش کیا۔ سنت گمارنے اپنے نوید کا تہائی حصہ خوش جان کیا۔
دو حصے اپنے بھائیوں کے لئے رکھ چھوڑے۔ شو جی سنے پورے حصے کا ایک بقمہ بنا یا اور
خوشی میں مست ہو کر کچھ اس پریم سے رقص فرمائے گئے کہ آنکھوں سے پریم گے
آنسوؤں کی ایک دھارا بہ گئی۔ برہما جی نے جریہ آسو بہتے دیکھے اُسی کشل میں پہنچے
جس میں کشل گامنی و لاپانی بھرا رکھا تھا۔ اُسے ہی میں سستی جی قشرف نے آئیں نوید
دیکھا تو ناراد۔ اُن کے دل کو سنج ہوا کہ یہ تنہا خوری خالی از علت نہیں۔
ہما دیو جی سنے مجھ میں یا میرے جسم میں کوئی نقص ضرور دیکھا۔ تب ہی اکیلے اکیلے

نوید اڑ گئے۔ سستی جی کو سخت حرارت آئی جو پس غضب میں کہا خیر آپ میرا بھی حصہ ہے
 کر گئے بہتر میں سستی ہوں۔ میری بھی بات پتھر کی ایک ہے۔ شاپ دیتی ہوں +
 اے مہادیو جی آپ کے ہاتھ کا چھو پانی تاک کوئی نہ پئے۔ جو کچھ ہو سب سوز مال
 اتنا ذکر فرما کر سری بسوا مترجی نے پہلوئے سخن بدلا اور فرمایا کہ
 یہ گنگا جی وہی کٹل گامنی ہیں جن کا آپ حال سن چکے۔ یہ اب پانی ہو کر زمین
 پر بہ رہی ہیں اور پانیوں کو تارتی ہیں۔ رہیں ہما نچل کی دوسری بیٹی اماں۔ اُن کا
 مختصر حال یہ ہے کہ اُنہوں نے مدتوں تک تب کیا۔ صرف سوکھے پتے کھا کر پیٹ
 کی آگ بجھا لیتی تھیں۔ زبان کے ذائقے سے کچھ کام ہی نہ تھا چنانچہ اُن کے
 جب تب کا کمال دیکھ اُن کے پتا ہما نچل نے اُن کی شادی تیشو دیوں کے رتاج
 مہادیو جی کے ساتھ کر دی۔ چنانچہ ان کا مرتبہ بھی مکت دینے میں گنگا جی ہی کے
 برابر ہے۔ سری گنگا جی کے نام سے پاپ دور ہوتے ہیں۔ اُن کو پاپ سے ذرا لگاؤ
 نہیں ہاں اُن سے اگر پاپی بھی چھو جائے تو سب پاپ دھو جائیں +

سرگ ۳۶

مہادیو جی اور اماں جی کی محفل خلوت دیوتاؤں کی پریشانی
 شوجی کے فرزند پیدا ہونے کے لئے تدابیر۔ اماں جی
 کا دیوتاؤں کا سراپ۔ بشن جی کی حکمت عملی

کٹل گامنی اور اماں جی کی قدیم سرگدشت سنکر سری راجندر جی نے پھر فرمایا +
 ہمارا راج سنا ہے کہ جتنے تیرتھ ہیں سب بکا پھل گنگا جی ہی سے حاصل ہو جاتا ہے
 اور اُن کا طور تینوں لوگ میں ہے۔ اس کی نسبت بھی کچھ آپ فرمائیں تو بے نصیب کیونکہ
 لوگ کہتے ہیں کہ صرف ان کے ذکر ہی سے جنم جنمانتری کے پاپ دور ہو جاتے ہیں +
 بسوا مترجی۔ سری رگھو کل بھوشن میں بڑا خوش ہوا کہ آپ کو تحقیقات سے
 رغبت ہے اور ترقی معلومات سے اُٹس۔ اسی سے ہیں بڑی خوشی سے سب

حال سناتا ہوں۔ سماعت کیجئے :

ستی جی بیابھی جا چکی تھیں۔ کیلاش میں آند مٹی تھی۔ کہ ایک روز شوجی
اماں جی کے ساتھ ملتفت ہو گئے۔ دن ہفتے عینے سال کا کیا ذکر پوری ایک صدی
گزر گئی اور ہنوز روز اول۔ دیوتا گھبرا اٹھے۔ کہ پین شدنی کیا ہے۔ جہا دیو جی
سو سال سے اماں جی کے ساتھ خلوت میں ہیں اور پھر نتیجہ نامعلوم اگر تخم
ثمر جاہ و جلال نمودار ہوا تو نہ جانے کیا قیامت برپا ہو۔ اس لئے سب کے سب
پہنچے۔ قدموں پر سر رکھ کر عرض گزار ہوئے کہ

ہمارے آپ نفس کو قابو میں کیجئے۔ طبیعت کو روکئے۔ اگر نسیان جاہ و جلال
کی بارش ہوئی تو سمندر بھی قطروں کو نہ روک سکیگا۔ اس لئے آپ تپشیا میں
دھیان لگائے۔ اور ہم لوگوں کو جان بخشی فرمائے :

جہا دیو جی بھولے ناتھ ہیں ہی سب کی منت سماجت پر راضی ہو گئے
اور ساتھ ہی فرمایا کہ آپ لوگ فضول فکر کرتے ہیں۔ وہ بارش نسیان اور ہے
اس سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں وہ سحاب ہیں۔ جو زمین پر برستے ہی نہیں
ہیں ذرا ترش ہو جائے تو اور بات ہے۔ اس لئے آپ لوگ نظر ڈالتے
رہو کہ بوجھاڑ کہاں جاتی ہے :

دیوتاؤں نے شکریہ ادا کر کے کہا کہ ہمارے آپ کے باران رحمت کو پرستی
کے سوا کون گوارا کر سکتا ہے آئندہ جو آپ کی مرضی :

یہ کہتے ہی سحاب مددی ہو سلا اور ساری زمین پر پھیل گیا۔ اب تو دیوتاؤں کو
دوسری فکر پڑی کہ بیرج تو ہے مگر برج کے بغیر اولاد کیسے ہو چنانچہ انہوں نے
اگن سے درخواست کی۔ اگن جی یوں جی کے بھیس میں جا کر اماں جی کی بج لے
آئے دو نو کو باہم وصل کر دیا۔ دونوں کے ملتے ہی ایک سفید سفید پہاڑ نظر آئے لگا
اور سب دیوتا خوش ہو گئے کہ شکر ہزار شکر محنت ٹھیک ہو گئی :

جس وقت کہ اماں جی کو یہ حال معلوم ہوا۔ آگ ہو گئیں۔ چہرہ لال بھھو کا
ہو گیا۔ دیوتاؤں پر جھڑا اتاری کہ اُف اودہ تم لوگ ایسے تالائق ہیں تو چاہتی تھی
کہ اپنے بطن سے لڑکے کا ظہور ہو۔ تم سب نے خلیل میا تو سہی کہ تم ہمیشہ

اولاد کے لئے ترسو۔ اور ایک چوپایا بھی نہ پیدا ہو سکے *
 اماں جی کا پر تھوڑی سی پر بھی غتاب تھا کہ اس نے اُن کے حق کا تخم کیوں قبول
 کر لیا۔ جبکہ ایک غیر عورت کو کسی کی خاص عورت کے تخم کا استحقاق نہیں۔ اس
 جوش غضب میں آکر اُنہوں نے پر تھوڑی سی پر بھی ان الفاظ میں زلزلہ گرایا کہ
 تو مجھے اولاد کا منہ دیکھنا ہی نصیب نہ ہو۔ بالفرض کوئی بیٹا پیدا بھی ہو تو بٹن
 جی اُس کو نیست و نابود کر ڈالیں *۔

بٹن جی نے یہ سب شاپ سنے۔ اب اُن کو فکر ہوئی کہ اماں جی کا کہا پٹ پٹنے
 والا نہیں وہی ہو گا جو اُنہوں نے کہہ دیا۔ آخر دیوتاؤں کی نسل کیونکر بڑھ سکی گی انہوں نے
 تینوں لوگ اُجاڑ دینے کا تہیہ کر لیا۔ یہ سب تیشیب و فرار سوچ کر وہ اماں جی کو بلانے
 ہوئے ہمالیہ پہاڑ پہنچے اور شمال کے رخ دھونی رما کر اُنہیں ساتھ تیشیا میں جٹ

سوامہ کا تارک جی کی پیدائش

بسوا تری سخن سراہیں کہ شتو جی کا جو تخم زمین پر پھیل گیا تھا وہ اماں جی کے سر پہ
 سے نچھیل اور دیوتاؤں کا کیا دھرا کا رکھ ہو گیا۔ اب تو دیوتاؤں کی ساری سٹی پٹی
 بھول گئی۔ سیدھے برہما جی کی خدمت میں پہنچے۔ روٹے پیٹے ہاے دادیلا کی کہ
 ساری تیشیا مٹی میں مل گئی۔ جب جوگ سب خاک برابر شتو جی پوری صدی بھر تک
 اماں کی خلوت میں ہے ہم نے ایسی ایسی حکمت عملیاں کیں۔ بیرج اور ج کو بھی
 باہم کر دیا۔ مگر بیٹے کا پتہ نشان بھی نہیں جعل کیٹ سے حاصل کیا ہوا صرف ایک
 پہاڑ کھڑا ہوا ہے۔ باقی صفایا۔ ہوا دیو جی بھی یہاں سے چلتے ہوئے۔ آپ ہمالیہ
 پہاڑ پر اماں جی کے ساتھ تپ کر رہے ہیں۔ فرمائے کیا کیا جائے۔ ان سے ایک
 صدی کی مایوسی کے بعد پھر آپ کو تکلیف دینے آئے کہ اور کوئی فریاد سن نہیں
 برہما جی نے دیوتاؤں کا لفظ لفظ سنا اور سب سے مخاطب ہو کر کہا :-

صاحبو! اماں جی جو زبان سے کہہ چکیں وہ تو امٹ ہے۔ اس کو کوئی رو نہیں کر سکتا۔ اب علان ہے تو یہ کہ زمین پر پھیلے ہوئے تخم کو کٹل گامنی کی نذر کر دو شو جی کا بیٹا ہو تو اسی کے بطن سے +

دیوتا لوگ سینھ سنکر بہت ہی خوش ہوئے۔ فوراً ہوا کے گھوڑے پر سوار کیڈاش پر پہنچے۔ اور اگنی دیوتا سے منشاے خاطر ظاہر کیا۔ اگنی دیوتا نے تعجیل ارشاد کی اور تخم لئے ہوئے کٹل گامنی کے پاس گئے۔ انہوں نے درخواست کی کٹل گامنی نے منظور کر کے تخم قبول کیا۔ اب کٹل گامنی کی رنکت ہی کچھ اور ہو گئی بدن پر نور ہی نور برسے دگا۔ یہی نہیں بلکہ جسم آتش جلال سے پھٹنے لگا۔ ماتھے پاؤں میں ایسی جلیں ہوئی کہ چیخ اٹھی اور پھر پانی ہو کر دیکاری کر

اے اگن یہ تخم دبیرج (آپ کو مبارک لیجئے نہ کہئے۔ مجھ میں طاقت برداشت نہیں۔ بہتر ہے کہ آپ اسے ہمایہ پہاڑ میں پھینک آئیں۔ میں اس سے باز آئی۔ میرا جسم ٹھککا جاتا ہے +

اگنی دیوتا۔ جب تم میں یہ طاقت نہیں تو مجھ غریب میں یہ طاقت کہاں بیشک ہمالیہ پہاڑ پر پھینک دو۔ بھار پڑے وہ سونا جس سے ٹوئیں کان + تخم ہمالیہ پہاڑ پر پھینک دیا گیا۔ اور شیت کے رو سے برہما اور کٹل گامنی دونوں کی بات رہ گئی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ جو میں مہادیو جی کا تخم پھینکا گیا۔ ہمالیہ پہاڑ کچھ اور کا اور ہو گیا۔ کہیں سونے کی کان کہیں چاندی کا ذخیرہ۔ جگہ جگہ تانبہ پیتل۔ شیشہ۔ تانک پٹ گیا اور ایک لڑکے کے جمال جہاں افروز نے آنکھیں ہری کہیں جس کے چھ منہ تھے اور شکل صورت نظر فریب +

جب سوام کا رتاک (دعوت کھڑا بن) کا ظہور ہوا۔ تو دیوتاؤں کو دودھ پلائے دالی کی تلاش ہوئی۔ اُس وقت وہاں کوئی نہ ملا تو کر تکا پنچھتر سے جا کر نونا کی کر تکا پنچھتر سے درخواست سن کر کہا کہ

پرورش کا ذمہ میرا مگر میں اُس حالت میں رضا مند ہوں کہ جب یہ نونہاں گلشن اقبال میرا شو جی کا۔ گنگا جی کا اور اماں جی کا فرزند کہلائے + دیوتاؤں نے سر تسلیم خم کیا۔ کر تکا پنچھتر نے سوام کا رتاک کی پرورش

پرداخت کی وجہ سے پاپا تو سوام کا رتا کے پتاپ سے دیوتاؤں کی آنکھیں
نیچی چوٹیں بس حد ہے کہ انہیں راج پدوی حاصل ہو گئی +

سرگ ۳۸

بھگت شمش کی دعا سے راجہ سنگھ کے ساتھ ہزار ایک
شیشوں کی ولادت جن میں سے آٹھ سو تیس کا اخراج
اور اس کے بیٹے انسومان کی پیدائش

سرمی بنو متہ جی سلسلہ تقریر جاری فرماتے ہیں کہ آپ کے واجب التحظیم سوچ میں
میں راجہ سو سو تہ نامی تھے انہیں کی نسل میں راجہ سنگھ اپنے بیٹے پر تاپے
راج کا آئندہ اٹھایا۔ ایشور کا دیاسب کچھ موجود تھا۔ کیسی چیز کی کمی نہ تھی۔ درانیوں
سے دنوں اس مطالعہ انوار ہو رہا تھا۔ مگر گھر کا چراغ کوئی نہیں نظر تھی۔ مگر نظر کا نور نہ تھا
بہر تھی مگر صوفے بصر کا حضور۔ تہا تخت بگر کے غم میں جگر افکار رہتے دنیا تارک
نظر آتی۔ رات دن کی فکر میں انہیں بات سو تھی کہ بھر تک جی کی خدمت میں جو ہیں
ان کے زبردست شناسی سے گھر کا پرغ نہ سن کر تھیں۔ اس سے لگی تھی۔ رانیوں
کو دیکر سیدھے رشی جی کے آشرم میں پہنچے جو ہیں زمین بوسی کا شرف حاصل کیا۔
رشی جی کی خوشنمیری چہرے سے بھانپ گئی کہ کیا خواہش کیا اور دوست انہوں نے
بٹ سے کہ دیا کہ اولاد کی فکر آپ کو یہاں گھسیٹ لائی بہت۔ اچھا ایک سو رانی کو
ایک اور دوسری رانی کو ساٹھ ہزار یا ایک سو تیس۔ آپ کے کچھ کے ٹکڑے بڑے
آئنا مندر۔ پڑے صاحب قوت اور اہل غیض ہو گئے۔ مگر نسل کا قیام ایک راحت
جان سے ہو گا۔ اب رٹیہ امر کر کس کے ایک بیٹا ہو گا اس کے ساتھ ہزار۔ یہ دونو
رانیوں کی ذلتی خواہش پر منحصر ہے جس کی جیسی کا دنیا ہو گی پھیلے گی +

بھرگ جی کے اس بردہان سے راجہ کے مردہ جسم میں جان آئی۔ رانیاں
خوش ہو گئیں کہ مراد پوری ہوئی۔ بڑی رانی کی راجہ بیدھر بہشت کی بیٹی

میں اُسی وقت دل میں ایک آنکھ کھلتا رہا۔ کی آواز کی۔ مگر کشیش نے فی سوتھی رہ کر
 رانی ساٹھ ہزار بیٹوں کے لئے چھپا گئی دہاں دعا پڑتا شیر تھی تھوڑے دنوں بعد رانی
 کشیش کی آغوش مادری کو سمجھنے سے زنت ہوئی۔ اور سوتلی کے بطن سے ایک لڑکی
 عالم شہو دین آئی۔ اور زمین پر گرے ہی پر تھے چھپ چھپ کر آئی۔ ساٹھ ہزار فرزندوں سے منہ دکھایا
 اور سوتلی رانی نے منہ مانگی مراد پائی۔ رانی کی خوشیاں گھبراہٹیں کہ افسانہ۔ ساٹھ ہزار
 بیٹے۔ ان کے بیٹے کے لئے دودھ کا سمندر کہاں سے آئیگا ہیں انہوں نے سوتلی ہزار
 بیٹے ہنگوڑے۔ سب میں گھٹی لبریز کر کے ایک ایک میں ایک ایک راجکار کو بیٹھا دیا۔
 تدبیر پوری پوری حکمت کا گر چھٹی۔ سب راجکار تھوڑے ہی دنوں میں ہوئے تانے
 ہو گئے۔ چہرہ دل پر نور پرستے لگا جب پانچ پانچ چھ برس کے ہو گئے تو تعلیم ہو گئی
 کا اعزاز ہوا۔ راجہ سکر نے اسمجس کی سچیں ہی میں شادی کر دی اور بیٹے ہو گئے۔
 دیکھنے کے لئے تھوڑوں کی چلیا بہت مشائی ملوگوں کے کھیل کو کھانا اور یہ ساروں کا
 سن تھا۔ اسمجس ساٹھ ہزار بھائیوں کے ساتھ کھیلتا مانتا۔ مگر اس میں یہ شہزادہ
 تھی کہ وہ چند راجکار کٹھے کر کے نام میں سوار سب کو دریا کی سیر کرانا اور چھپ کر
 بچوں کو دھما دھما اپنی پتی سب کو دریا میں غرق کر کے آپ پانی پر لٹے مارتا تھا۔
 سلامت نکل پہنچا کہ اسے پرا کر پھلتا تو ناخوش مانتا صرف یہی نہیں اس کے اسیال
 اذیال سے رہایا برا پہنچ کے ننگ میں دم ہو گیا۔ مگر راجہ سکر کا خوف صرف تھی تھی تھی
 پر نہ آئے دیتا۔ مگر پاپ پیری چڑھ کر کتا رہے تیل پانی میں اوپر ہی تر آتا ہے۔
 سکر کو رتی سے ریزہ تاک خبر ہوئی اور انہوں نے ننگ خار ان سمجھ کر فرار
 کر دیا۔ اب اسمجس کو قدر و عافیت معلوم ہوئی۔ بے ابرو اور سخت مایوس ہو گیا۔
 ساتھ احاطہ سلطنت سے خارج ہوا پڑا ایشور بڑا کار ساز ہے اس کی کشید
 عجیب ہوتی ہے وہ اس اخراج سے پہلے ہی اسمجس کو ایک بیٹا عطا کر چکا تھا
 دنیا میں انسان کے نام سے مشہور عام۔ اور اسمجس کے علاج البلد پر نہ گئے
 رہا ہے میں راجہ سکر کے لئے گویا اپنے باپ کا تیاہ مقام ہوا۔ وہ وہ رہا تھوڑے
 بھی صاحب زورہ طاقت و مہربانی لیاقت ہوئے۔ اس کے سگ لڑکی اس بات کی
 اس کے بڑے لڑکے نے ایک بگبگہ کہ اس کے اسلیا جین پتہ نہ تھا ہی نہ سب

طرف سے دل اُچھا کر اسی طرف طبیعت کو راغب و کیسو کر دیا ۛ

گ ۳۹

راجہ سکر کا جلیہ۔ اندر کو اندر آسن جانے کا اندیشہ جلیہ
کے گھوڑے کی چوری۔ راجہ سکر کے ساتھ ہزار بیٹوں
کی گھوڑے کی تلاش میں روانگی۔ زمین کھود کر گھوڑے
کی تلاش۔ دیوتاؤں اور دیروجن کی برہاجی سے فریاد

سری راجندر جی کے سوال پر سری بسوا متر جی سخن سخن میں کہ ہوان (ہماچل)
یعنی (ہمالیہ) ہواد لوجی کے خسر ہیں۔ اور دکن کی طرف ندر و پرست (ہندیا چل) کا
قیام ہے۔ یہ دونو آپس میں ایک دوسرے پر نگاہ رکھتے ہیں۔ ان کے وسط میں جو
نابادی ہے وہ عقل و فہم میں فرد اور دھرم کرم میں افضل مافی ثنی ہے چونکہ اس سرزمین
کا خداک ہی میں اس قدر ترقی تاثیر کا خمیر ہے۔ اس لئے راجہ سکر کے اوصاف کی تشریح
فصول انہوں نے جلیہ کرنا شروع کر دیا۔ دیکھو کا گھوڑا چھوٹا تو ہوا ہوا۔ انسان کو
گھوڑے کی حفاظت اور خدمت عالمگیری سپرد ہوئی گھوڑا بے روک ٹوک واپس آیا
کسی نے کچھ مزاحمت نہ کی۔ جلیہ میں اس کامیابی کی خوشی و نانی ثنی اور بیٹوں کا آغاز
ہوا۔ راجہ اندر نے اس کامیابی اور جلیہ کی تکمیل ثنی تو ہاتھوں کے طوطے اڑتے چوکھا
غائب کر غضب ہو گیا۔ اب اندر آسن کی خیر نہیں۔ جلیہ پر اٹھا اور میں محزون اینیں پڑا
دمشت ہوئی۔ جب بیٹوں کا وقت آیا تو۔ ہاتھ گھوڑا اندر دریشیوں میںوں۔ لئے کہا کہ
درا راجہ سکر غضب ہو گیا۔ گھوڑا غائب ہے نقش ستم تک نہیں جا رہا گھوڑے
تلاش کیجئے۔ اُسے کوئی اُچک لئے گیا۔ جلیہ کی کارروائی ہو رہی ہے مگر گھوڑے کے
بندہ یا پٹوں کے لئے۔ جب تک گھوڑا نہ آئے۔ سب کیا دھرا کا رتھ۔ راجہ
جلیہ میں مشغول تھے۔ ان کا جگہ سے بنانا مناسب تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے

ساتھ ہزار جاگیر بندوں سے فرمایا کہ بڑی حیرانی ہے جگہ میں کوئی ناروا بات نہیں ہوئی اور پھر کھینے کھوڑا غائب کچھ معاملہ سمجھ میں نہیں آتا اگر کوئی خرابی واقع ہوئی ہو تو میں سمجھتا کہ کسی برہمن راکشس کا یہ کام ہے۔ موجودہ حالات میں تو میں بھی جانتا ہوں کسی زبردست دیوتا نے وقت پر شرارت کی ہے۔ تم سعادتمند ہو۔ دنیا کے شہزوروں میں سر بلند ہو۔ جاؤ۔ چور کو پکڑو شیطن کا مزہ چکھاؤ پہلے ساری دنیا چھاننا جب پتہ نہ لگے تو زمین کھود کر پھینک دیئے کا اختیار ہے۔ خلاصہ یہ کہ جہاں سے ملے کھوڑا لے آؤ۔ میں انسومان کو بھی ہمراہ کر دیتا مگر وہ ابھی روئے زمین کا چکر کاٹتا ہوا آئے ہیں اتنے دنوں کا تھکا ماندہ ہے۔ دوسرے تم سب کیلک ہو۔ اس سے اس کو کیوں بھیجوں۔ لے اچھا اب جاؤ دیر نہ کرو۔ جگہ کا کام تمہارے آئے تک لاھورا رہیگا۔ ساتھ ہزار بیٹوں نے قدموں پر سر جھکا دیا اور ہوا کی چال چل کھڑے ہوئے بڑے زمین کی خاک۔ چھان ڈالی۔ مگر کہیں کھوڑے کا نام و نشان نہیں جب پائے تلاش تھکے تو انہوں نے زمین کا حصہ بانٹ لیا۔ اور ایک ایک حصہ مل تو رسول سے کھودنے پر آمادہ ہو گئے۔ زمین ان چروں سے چیخ اٹھی۔ اور بڑے بڑے سانپ۔ بڑے بڑے زمین میں رہنے والے راکشس تو بہ تلا سے دواویلا بچاتے بھاگے اور سو جو جن زمین کھد جانے پر کیا دیوتا کیا تاگ کیا راکشس سب کے سب برہما جی کے حضور میں فریادی ہوئے کہس ہمارا ج۔ پر نے کا نظارہ ہے۔ راجہ سگر کے بیٹوں نے زمین کھود کر ہم سب کا میتیانا مار دیا۔ لاکھوں ذیروح مرے۔ اسے جانے ہم لوگوں پر کیا گزے اس سے نظر ترحم ہوئے

سگر

ہمارا جہ سگر کے ساتھ ہزار فرزندوں کی ولازاری پر برہما جی سے دیوتاؤں کی فریاد۔ ان کی اطمینان بخش گفتگو۔ پیل من کی نظر قہر سے فرزند ان راجہ سگر کی وفات دیوتاؤں کی فریاد پر تاثیر تھی۔ اس نے برہما جی کے دل پر نقشا طبعی اثر کیا

وہ بولے گھبرائے کی بات نہیں۔ پر تھوڑی کے پتی پر مشورہ سری شن بھگوان کیل من کے قالب انسانی میں پیشیا کر رہے ہیں۔ وہی آپ سب کے کشٹ کاٹھنگے کے پر تھوڑی کا دکھ ہر شے کیل من کی آتش قمر سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کو خاک سیاہ کر دیگی اور سب کو دلشاد۔

دیوتاؤں کا گردہ برہما جی کے اس طرز سخن سے کانپ اٹھا۔ اُن کا دل پانی پانی ہو گیا۔ سب خواہش ترحم میں مودبانہ لہجے میں بولے۔
ہمارا جہاں سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کا خون ناقابل برداشت اور قابل معافی ہے۔ اور یہاں ہے جو کچھ کہئے مگر خاک سیاہ کرنے سے معاف رکھئے۔
برہما جی۔ اس وقت آپ لوگوں کا کمال خیال ہے۔ نہ جانے کسے دفونیا اُنٹ پلٹ ہوئی۔ کتنے مرتبہ پر نے پر تھوڑی کا چولا اور کا اور کیا۔ جو ہوتی آئی ہے شدنی ہے اس میں بال بھرمی ویشی نہیں ہو سکتی۔ شاستر میں صاف صاف متحرک ہے کہ راجہ سگر کے بیٹے زمین کو کھود کھود کے سمندر بنانے کے جرم میں جاتی ہوئی آگ کا ایندھن بنینگے۔ یہ قول سب پر نہیں سکتا۔ ہزار میں پورا ہو گا لاکھ میں اپنی کرگزریگا۔ یہی نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر جگہ کے زمانے میں جان سے ہاتھ دھو تے اور سراشاہ زندگی کو کھوتے چلے آئے ہیں۔ بس اس بات کی فکر کیا آپ لوگ بے غل و غش رہیں۔ اور سیر نہ لکھیں۔

برہما جی کی زبان معجز بیان سے یہ تقریر سن کر دیوتا لوگ خوش خوش اپنے اپنے قیام گاہوں پر تشریف لے گئے۔ یہاں سستی ناپائدا رو حیات مستعار نے راجہ سگر کی ہری بھری پھلواری پر کٹھاڑی چلانے کی فکر کی۔ راجہ سگر کے ساٹھ ہزار فرزند جگر بند بننے کے چاروں ٹکھوٹ کھو گئے۔ مگر گھوڑے کا نام و نشان نہیں۔ سب جیران کہ زمین کھا گئی یا آسمان۔ سوئی کی طرح ڈھونڈ کے نکال گئے۔ پاتال تک کی خاک چھانی۔ مگر کوئی مقصود نہ رہا۔ جب پائے جتو تھک گئے۔ تو جس میں جان نہ رہی تو مجبوراً ٹوٹا دل اور تھکے ماندے ہاتھ پاؤں لئے راجہ سگر کی خدمت میں آئے راجہ سگر انتظار میں آکھیں سنبھ کر رہا تھا۔ انکھیں نورنگا ہوں کے شربت کی پیاسی ہو رہی تھیں جو جس کیلے کے ٹکڑوں کو دیکھا۔ انکھوں کی پتلیوں نے دوزخ کیلے سے لگا لیا پتلیوں

تو لیکن تبہو کاش در کا سہ پوری مایوسی قطعی محرومی۔ یہاں مہا پدم ہاتھیوں کو دیکھنا نصیب ہوا جو زمین کو روکے ہوئے گھڑے تھے یہاں سے ناکام آگے بڑھے تو مغرب کی طرف سمندر خیال کو اڑا دی۔ خوب پھاڑا بجا۔ اچھی طرح ہاتھ تھکے۔ مگر یہاں صرف انجانیہ ہاتھی کے سوا گھوڑا کیا اس کا سایہ بھی دکھائی نہ دیا۔ پھر انہوں نے شمال کی طرف رخ کیا۔ اور اتنی زمین کھودی کہ بھڑا نام ہاتھی سونے کی طرح چمکتا دکھتا آنکھوں کے سامنے جھومنے لگا۔ یہاں بھی خوب گھوڑے کی تلاش کی مگر بے سود آخر سب طرف سے ہار کر ایساں کوٹنے کی طرف عنان توجہ پھیری۔ اور پہنچے تو کپل من کا استھان نظر آیا دیکھا کہ مہاراج جی تشیا میں ایسے مگن ہیں کہ دھیان دینا تو کیا چلے تک کی خبر نہیں اور جلیہ کا گھوڑا انہیں کے کچھوڑے ہنڈھا ہوا کھڑا ہے سبب اچھل پڑے کہ مراد پائی۔ آرزو بر آئی۔ جس گھوڑے کے لئے ہاتھ پاؤں توڑے زحمت اٹھائی وہ ہاتھ آگیا۔ وہی نہیں بلکہ اس کا چور بھی۔ کپل من اکیلے تھے۔ جامے سے بھی بے خبر یہ ساٹھ ہزار کے ساٹھ ہزار ایک فوج کی فوج اس پر اتنا سر مارنے کا غم۔ دنیا چھانٹنے کی تھکاوٹ +

جو کپل من کو دیکھا آگ بگولا ہو گئے۔ آپے میں نہ رہے۔ سب کے سب جھپٹے کہ ابھی مار کے رکھ دیں۔ ہزار بان سے یہ صدا آتی تھی اور دو دنا بکار مکھ میں نام بغل میں اینٹیں۔ مہاراجہ سگر کا گھوڑا اڑانا۔ اور تپشویوں کے بھروپ میں گرفت چھپانا۔ دیکھ ابھی مزہ چکھاتے ہیں۔ تھکا ہوئی اڑاتے ہیں +

یہ سب سب غصے میں بھرے چاہتے تھے کہ کپل من کا اچار نکال دیاں مگر وہاں اس کی کانٹوں کا خان خبر نہ تھی۔ اندر گھوڑا بانہہ کے کھسک گئے کپل من اپنے دھیان ہی میں مگن ہے یہ ساٹھ ہزار کے ساٹھ ہزار غرض مچاتے ہے تب بھی ان کے کان پر جوں نہ رنگی آخر جب راجہ سگر کے فرزند بالکل سرمو گئے پنڈ پڑ گئے تو غل غپاڑے سے ان کی سمدھی کھل گئی آنکھ اٹھا کر نظر کی تو ساٹھ ہزار کی ایک جماعت سر پر کھڑی پائی۔ چہرے دیکھے تو لال ہانگہارہ۔ سمجھ گئے کہ مجھ پہلو گر تہا ہے پس جو ہیں آنکھ بھر کر دیکھا اور منہ سے ہول کی۔ ایک شعلہ بھر کا لہو راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹے دم کے دم راکھ ہو کر رہ گئے +

س

انسومان کی ساٹھ ہزار چھاؤں کے تجسس اور یکے کے گھوڑ
کی تلاش میں انکی کیل مٹی کے استھان پر سائی۔ گرجی
کی نصیحتیں گھوڑا لیکر وطن میں واپسی۔ یکے کا اختتام سگر کی وفا

کیل مٹی کی ایک نظر قمر سگر کے راجکماروں کے ساتھ اجل کا کام کر گئی۔ یہاں
راجہ سگر ہر وقت چشم براہ گوش بر آواز تھے۔ انظار میں آنکھیں سفید ہو گئیں بالوں
کی سیاہی نے سفیدی کا جامہ پہنا۔ مگر راجہ کمار آج آتے ہیں نہ کل۔ حیرانی کی
حد پریشانی کی انتہا نہ تھی۔ جب انتظار کرتے کرتے گئے اور راہ دیکھتے دیکھتے آنکھیں
گئیں تو انسومان اپنے فرزند جگر پیوند سے فرمایا :

تمہارے چھاؤں کا پتہ نہیں۔ گھوڑے کا بھی سراغ نہ ملا۔ میں نے
تمہیں پہلے تکلیف نہ دی کہ ایک تو آنکھوں کا تار آنکھوں کو سکھ دیتا ہے
اس پانی سر سے گز گیا نہ طاقت انتظار ہے نہ صبر و قرار۔ کیا خوب ہو کہ تم جاؤ
اور گھوڑے کا پتہ لگاؤ اور چھاؤں کو ڈھونڈ لادو :

انسومان۔ مجھے ذرا بھی تاثر نہیں۔ حکم سر آنکھوں پر اس کی تعمیل میں لمحہ بھر
تاخیر ہو تو زندگی پر زوف۔ تو میں اجازت ہے نا۔ میں چلتا ہوں :

راجہ سگر۔ شاباس آفرین۔ مرحبا تحسین۔ سعادت مند ہی اسی کا نام ہے۔ پیارے میں
سکھ سے تمہیں جدا نہیں کرتا۔ سمجھ لو کہ کیسا ضروری کام ہے ادھر یکے کا تمام ادھر ساٹھ
ہزار کیچے کے ٹکڑے کیچے سے جدا۔ کچھ خبر نہیں کہ کہاں ہیں اگر کہیں ہیں تب بھی
کچھ مضائقہ نہیں۔ یہاں تو دل دھڑک رہا ہے کہ میں بھی یا نہیں۔ پس دونو
کام میرے اور تمہارے ہیں۔ پیارے جاؤ تمہیں ایشور کو سونپتے ہیں۔ دیکھو جانا
تو جو رشی منی مہا تما ملیں۔ ان کے آگے نتھائی کتنا قدم چو مناد نڈوت گنا ایشور باد
لینا اور جو نامراد بہ کردار۔ شتم شعار۔ جفا کار سامنے آئیگے ان کو جیتا نہ چھوڑا۔ اس

آسا خیال رہے اور اپنے کام پر نظر۔ اچھا بس ۔
 بسفر رفتنت مسارک باد سلامت روی و باز آئی
 انسومان نے دوڑ کر قدم چھوئے۔ راجہ سگر نے بڑی محبت سے گلے لگا کر خدمت
 کیا انسومان نے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر منزل مقصود کی راہ لی راہ میں ہزار
 تیسوی ہمارا شیشی منی لے۔ سب کے سامنے بڑے ادب سے سر جھکایا۔ شیر باد لیا جن
 راچھسوں نے راہزنی کی ان کو زمین پر سلاتے ہوئے چچاؤں کی کھودی ہوئی
 زمین قدموں سے ناپتے آخر وہیں جا پہنچے۔ جہاں کپل من جب تپس مشغول
 دین دنیا سے بے خبر ایشور میں لین ہو رہے تھے۔ دیکھا تو یکدم کاٹھڑا بندھا ہوا
 ہے اس وقت ان کی دل کی خوشی کا کیا پوچھنا۔ اچھل پڑے بغلیں بچانا شروع
 میں مگر یہ دلی خوشی اس وقت مٹی میں مل گئی۔ جن وقت سنا کہ ان کے ساتھیوں
 ہزار چھا اسی مقام پر خاک سیاہ ہوئے ہیں اور جو خاکستر نظر آ رہی ہے وہ انہیں کے
 قالب خاکی کی جلی جھنی راکھ ہے تو آنکھوں سے آنسوؤں کا دیا اُمٹ پڑا۔ سوچنے لگے کہ
 نہ جانے بزرگوں کی جان پر کیا گزری۔ ان نے خیال کیا کہ چچا کا مرتبہ باپ کے برابر
 ہے پس پہلا فرض یہ ہے کہ کیا کرم سے سب کی مٹی سوار تھک کی جائے یہ خیال
 تو پختہ ہو گیا۔ مگر اب یہ فکر بڑی کہ کس مقام پر فرائض ادا کئے جائیں۔
 اجنبی مقام پر انہیں کیا خبر کہ کہاں شرادھ کر ہو سکتے ہیں۔ یہ اس خلیجان
 اور سوچ بچار میں تھے کہ گڑجی کا ادھر گزر ہوا وہ صورت سے تار گئے کہ کیا
 فکر کیا تردد کیا تشویش کیا خیال ہے۔ انہوں نے قیافے سے بھانپ کر
 کیا کہے

آسوان جی تمہیں رنج و فکر کی ضرورت نہیں۔ سمجھو کہ تمہارے چچاؤں کی
 بدولت پر تھوڑا اکیرا پا رہا ہو گیا۔ آج تم کو ضرور غم و الم ہے مگر جس وقت سنو گے کہ
 انہیں کی بدولت جگ تاری گنتا آکاش سے پر تھوڑی پر آکر دنیا جہاں کے
 پاپیوں کو تاریگی۔ تو ایسے خوش ہو گے کہ اس وقت کا ماتم خوشی کے مقابلے میں
 یاسنگ۔ برابر نہ ہوگا۔ اب رہا پرکھوں بزرگوں کو جل دینا تو تمہارے بزرگ اس کے
 ششقی تریں۔ شاستر کا قول ہے کہ جو بانی لوگ ایسی موت مرتے ہیں ان کا شرادھ کرم

نا جائز جسے چندال مارتا ہے۔ جو پانی میں ڈوبتا آگ میں جل کر مارتا ہے۔ جس پر بجلی گرتی ہے۔ جسے سانپ ڈسٹا ہے۔ جس کو برہمن قتل کرے۔ جسے سینکا ناخن اور دانت والے جانور ہلاک کرتے ہیں۔ ان کے لئے پینڈوان۔ ترین وغیرہ سب ناروا۔ ان کا ادھار کسی اور صورت سے نہیں ہو سکتا ہو سکتا ہے تو فقط گنگا جل سے۔ اگر سمیوان کی بیٹی جل روپی کٹل گامنی تک رسائی ہو تو ضرور ان سب کو گنگا جل سے تار سکتی ہیں۔ ورنہ اور کوئی صورت نہیں +

انسومان۔ یہ کون بڑی بات ہے میں ابھی گنگا جل لا کر سب کا ادھار کئے دیتا ہوں۔ گنگا جل لانا مشکل ہی کیا ہے +

گر گرجی۔ ہاں گنگا جل لا سکتے ہو۔ مگر سوچو تو کہ ساٹھ ہزار چھاؤں کے لئے گنگا جل نہیں کہاں مل سکتا ہے کہ سب کا ادھار کر سکو۔ تمہارے چھاؤں کی فکرت اس وقت ہوگی۔ جب سری گنگا جی کی دھار اسب کی راکھ کو بہا لیا کر ٹھکانے لگائیگی۔ یوں تمہارا گنگا جل لانا پیاسے کے لئے اوس کا کام کریگا جب تمہارے چھاؤں کے تارنے کو سری گنگا جی کا پرواہ ہوگا تو تمہارے چھا ہی نہیں بلکہ اور اہل زمانہ بھی ترجائینگے جو نہانے دھوئینگے اس کے پاس ایک سرے سے دھو جائینگے۔ بہتر ہے کہ تم یگیہ کا گھوڑا لے جاؤ۔ راجہ سگر کا یگیہ اختتام کو پہنچاؤ اور وہ وہ تدبیر کرو کہ سری گنگا آکاش سے ٹاٹا کرتی ہوئی زمین پر موجیں ماریں اگر یہ نہیں تو سب فکر فضول +

یہ کہہ کر گرجی ادھر نظر سے اوجھل ہوئے ادھر انسومان جی گھوڑے کو لیکر ہوا ہوئے تو راجہ سگر کے سامنے ہی تھے۔ پہنچتے ہی قدم چوسے۔ چھاؤں کی سرگزشت سنائی۔ گرجی کی نصیحت بیان کی +

راجہ سگر جی نے انسومان کو چھاتی سے لگایا۔ شاباشی دی۔ پیٹ پیٹھونکی بیٹوں کا رنج کیا۔ جیوں تیوں جگیہ سے فراغت حاصل کی اور اب اس فکر میں ہوئے کہ جان سے عزیز بیٹوں کی نجات کیونکر ہو زمانہ گزر گیا مگر کسی بات پر عقل نہ جمی کوئی تدبیر نہ سوچھی آخر عمر کے تیس ہزار برس ختم ہو گئے۔ اور مرغ روح نے نفس غصہ سے پروانہ لگایا۔ دل کی دل ہی میں رہ گئی +

سرگرم

۴۲

سری گنگا جی کے زمین پر لانے کے واسطے راجہ افسون
 راجہ ولیپ۔ راجہ بھاکیرتھ کی تپشیا سری برہما جی کی
 تشریف آوری۔ اور بھاکیرتھ کو شو جی کی تپشیا کر نیکی ہدایت

راجہ سگر کی وفات کے بعد شیران سلطنت و وزیران حکومت نے افسونان کے
 قدموں سے تخت شاہنشاہی کو رونق بخشی۔ جب ان کا جگر بند ولیپ بن شعور پہنچا
 تو انہوں نے تخت سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی اور راجہ ولیپ کے سر پر راجہ
 رکھ کر آپ تپشیا میں مصروف ہو گئے۔ تپشیا سے غرض یہ تھی کہ سری گنگا جی سرگ سے
 اگر ہزار گوں کی خاک کو سجات بخشیں۔ چنانچہ اسی خواہش اور مشغلے میں تین ہزار برس
 کے بعد چولا چھوڑ دیا۔ اور گنگا جی کو سرگ سے بلانے کے عوض خود ہی سرگ کو روانہ
 ہوئے۔ راجہ ولیپ اس عرصے تک فرمانروائی کرتے رہے باپ کے انتقال کے بعد
 ان کو خیال ہوا کہ تپروں کا کریا کرم شراد ترین نہ ہونے سے کوئی خوشی کا کام ہونا ممنوع
 اسلئے مناسب کہ پہلے اس ضروری غرض سے سبکدوشی حاصل کر لی جائے مگر زندگی
 کوئی نہ تھا۔ اسلئے انہوں نے عظیم الشان یگیہ کیا۔ یگیہ کی برکت سے بھاکیرتھ کا چاندیسا
 گھڑا دکھا کر کلیجے کو سکھ دیا۔ جو ہیں بھاکیرتھ نے ہوش سنبھالا تخت و تاج سونپ کر
 راجہ ولیپ نے جنگل کی راہ لی اور سری گنگا جی کے واسطے تپشیا میں ہمہ تن مشغول ہو گئے
 انہوں نے بھی ۳۳ ہزار برس عبادت شوق کی اور دل کی ہوس دل ہی میں رہے سرگ
 کو راہی ہو گئے۔ راجہ بھاکیرتھ کی اب آنکھیں کھلیں۔ کہ واہ اولاد سے آنکھوں کا سکھ نہیں
 نہ تپروں کی تاراٹن کا کچھ بندوبست ہوا۔ انہوں نے خوراک پانی و زیروں کو سونپ کر
 ہوان پرست (بھاڑ) کی طرف کوچ کیا۔ اور وہاں پہنچ کر ایک ہزار سال تک ایسی تپشیا
 کی کہ برہما جی انتہا سے زیادہ خوش ہو گئے۔ برہما جی عالم الغیب تھے اولاد کی خواہش
 اور ہزار گوں کی نجات کی آرزو پہنچانے ہوئے بھاکیرتھ کو بنفس نفیس درشن

وئے اور فرمایا کیا آرزو کیا خواہش ہے ؟

راجہ بھاگیرتھ نے دست بستہ عرض کی۔ ہمارا ج دو بردان چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ میرے پزرگوں کو پانی پہنچے اور سری گنگا جی کی دھارا اُن کی خاکستر (راکھ) کو بہا کر نجات بخشے۔ دوسرا بردان یہ کہ ایک بیٹا کلیجے کو سکھ دے۔ اور دنیا میں اپنے اقبال کا دُکا بجائے ؟

برہما جی کا جواب تھا۔ کہ فرزند تو ضرور ہی ہو گا مگر سری گنگا جی روئے زمین پر آئیں اس کے لئے میں صاف صاف نہیں کہہ سکتا وجہ یہ کہ وہ ہموان پریت کی دختر نیک آخر ہیں۔ میرے برم لوک کو اُن کی ذات پات سے رونی ہے تمام دیوتاؤں کے ورشن کے لئے وہیں تشریف لایا کرتی ہیں۔ اسلئے اس بارہ میں بردان دینے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ ہاں شو جی ہمارا ج تین لوگوں میں اُسے صاحب قدرت ہیں جنہیں سری گنگا جی کے جوش و خروش کا متحمل ہونا آساں ہے وہ زمین بھئی اُن کی رو کو برداشت نہیں کر سکتی پس بہتر ہے کہ تم شو جی کی یاد میں تپ کرو۔ اُن کی مہربانی سے سب کا بیڑا پار ہو جائیگا ؟

برہما جی یہ فرما کر سُرگ لوک کو تشریف لے گئے اور بھاگیرتھ کو شو جی سے حصول مراد کی فکر ہوئی ؟

سرگ ۳۳

راجہ بھاگیرتھ کی تپشیا سہ اشو جی کی پاپے سری گنگا جی کا روئے زمین پر نزول اجلال اور راجہ سکر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کی نجات

راجہ بھاگیرتھ نے سری برہما جی کی ہدایت پر عمل کیا۔ اُنہوں نے ہزار برس تک پاؤں انگوٹھا زمین پر رکھے ہوئے تپ کیا ایسی عبادت کی کہ مہادیو جی کا آسن ڈگ گیا اور بود نمودار ہو کر پوئے کہ راجہ بھاگیرتھ تمہاری آرزو وقت طلب ہے گنگا جی کا زور دینا

برداشت کرنا کارے وار۔ مگر خیر میں محفل ہو گا۔ گنگا جی کا پرواہ جٹاؤں میں رو کو نکا۔
 تمہاری پیشانی مجھ کو مجبور کر دیا ہے کہ اس قدر عاقبول کروں اور ہر پیشانی مقبول ہوئی
 شو جی نے بردان دیدیا۔ ادھر گنگا جی بھی سمجھ گئی کہ زمین پر نابل ہوئے بغیر مغرب نہیں
 چنانچہ سری گنگا جی نے طبقہ خاک کی طرف رخ کیا۔ بڑے جوش و غروش نہایت ہی
 زور و شور سے ہاتھ کار کرتی ہوئی زمین پر گرنے لگیں۔ ہمارے دیو جی کو خیال ہوا کہ میں گنگا
 جی کا یہ زعم یہ غرور تو سہی ان کو اپنی جٹا ہی میں روک لوں چنانچہ ایسا ہی ہوا
 اور سری گنگا جی جٹا میں پھنس کر رہ گئیں پھر مدت تک نکلنے کی ملاقت نہ ہوئی +
 گنگا جی کا برہم لوک میں آنا شو جی کی جٹا میں سمانا۔ راجہ بھاگیرتھ کی آنکھیں
 دیکھ چکیں تھیں۔ اس کے بعد معلوم ہی نہ ہوا کہ گنگا جی کہاں الپ ہو گئیں۔ مہبت
 دنوں تک انہیں اس فکر نے خلیجان میں رکھا۔ آخر ان کو پھر ہمارے دیو جی یاد آئے انہیں
 سہارا ڈھونڈا اور ایسے سچے دل سے اُستیتی کی کہ شو جی نے جٹا سے گنگا جی کو آزاد
 کر دیا۔ گنگا جی جٹا سے نکلیں تو ہمالیہ پہاڑ جل تھل ہو گیا پہاڑ گنگا جی کی زور و کوشش
 سکتا تھا ادھر ادھر جا مٹی ہوتے ہوتے سات دھارا میں پھوٹ نکلیں تین دھارا
 کے تھیں (دوباب) کی سرزمین سیراب کی تین دھارا میں مغرب (مچھہ) کے پہاڑوں کو
 توڑتی پھوڑتی بہ گئیں۔ یہی ساتویں اس نے راجہ بھاگیرتھ کا پیچھا کیا اُسے آگے رکتے ہوئے
 راجہ بھاگیرتھ جا رہے تھے پیچھے پیچھے موحیں مارنی ہوئی سری گنگا جی کی دھارا +
 قطع کلام کر کے سری بسوا مترجی سری راجندر جی سے مخاطب ہیں کہ آپ نے دیکھا کہ
 گنگا جی کی عظمت کیا ہے۔ اہل تو برہم لوک میں قیام رہا پھر شو جی کی جٹا میں جب نمودار
 ہوئیں تو ہاتھ کار کرتی زمین کو چیرتی پہاڑوں کو توڑتی اپنی رومیوں ہی چلی جاتی تھیں جٹا
 شفاف پانی کے بہاؤ پر مگر چھوٹے مچھلی وغیرہ جانور ان آبی تیرتے اور چھلپ کر تے ہوئے
 جاز رہے تھے۔ بھاگیرتھ اس وقت تن تنہا تھے و لکش نظا یہ کی سیر کو اکاش سے دیکھا
 اسیلہ اور گندھرب بھی رتھ کے قدم تہہ مچھلی ہے۔ گنگا جی کہیں تو تیزی سے بہتی تھیں
 کہیں ڈھلے ڈھلے کہیں مقام پر ڈوباؤ بہت کسی جگہ پانی کم بہر حال کیا اُستیتی کیا
 بلند ہی ادھر جگہ جگہ مٹی نظر آتی تھی۔ جدھر سے گنگا جی گزریں۔ ادھر خشکی تری ہوئی اور
 مٹی دانتا آگہ دھرب نہاد ہو کر جسم پھیل کرنے لگے۔ وہ وہ اسیں وہ وہ گندھرب جن کو

پچھلے سراپوں (دبید دعاؤں) نے کسی کام کا نہ رکھا تھا۔ سری گنگا جی کے فیض عام سے تر گئے لاکھوں کروڑوں پاپیوں کا اُدھار ہو گیا +

ادھر تو یہ گنگا جی کا پر تاپ ہو رہا تھا۔ ادھر ایک تازہ واقعہ پیش آیا۔ ایک راجہ کسی مقام پر گئی چھلے ہوئے پیشیا کر رہا تھا۔ اس کو سب جنہو کہتے تھے۔ جو ہیں اُس نے دیکھا کہ گنگا جی بڑے جوش و خروش سے بھی چلی آتی ہیں۔ اُس نے غور توڑنے کی غرض سے سارا پانی پی کر چھٹی کر دی۔ گنگا جی کا کچھ بس نہ چل سکا۔ اب تو سب دیوتاؤں کے حواس جاتے رہے۔ بھاگیرتھ کے ہاتھوں کے ٹوٹے ٹوٹے مگر مجبور۔ کریں تو کیا کریں۔ آخر راجہ جنہو کی خدمت میں گئے ادھر انہوں نے منت و سماجت کی اور ادھر گنگا جی نے عجز سے لجاجت کی کہ مہاراج آپ کی دھرم کی بیٹی ہوں۔ کر یا کیجئے۔ انتہائیں مودبانہ تھیں۔ دو خواستیں عاجزانہ۔ راجہ جنہو کو سب پر ترس آیا اور گنگا جی کو اپنے کانوں سے نکال دیا۔ چنانچہ گنگا جی جنہو تنیا (جنہو کی لڑکی) کے نام سے بہتی ہوئی اس طرف سے گزریں جدھر سے راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹے زمین کھودتے ہوئے کیل مٹی کے استھان پر چل کر راگھ ہوئے تھے۔ اس راہ سے جو سمندر بہتا ہوا نظر آتا ہے اس کا پانی بیشتر بہت ہی میٹھا تھا مگر جب سے اگست رشی نے چلو لگایا تب شیرینی جاتی رہی اور پانی کھاری ہو گیا۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب سنئے گنگا جی لہراتی ہوئی منزل مقصود تک پہنچ گئیں جو ہیں راجہ بھاگیرتھ نے اپنے منہ کی راگھ کا ڈھیر دیکھا وہ تو عالم غشی میں وہیں ڈھیر ہو گئے اور گنگا جی راگھ کو بہاتی راجہ سگر کے بیٹوں کو اُدھار کرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی +

سگر

راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کا شراہ ترین وغیرہ۔ برہما جی کی راجہ بھاگیرتھ سے گفتگو

جب سری گنگا جی۔ نہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں اور راجہ بھاگیرتھ کے بزرگوں

کی خاک کو پاک کر کے سرگ میں پہنچایا تو سری برہما جی نمودار ہوئے اور بولے کہ:-

راجہ بھگیرتھ تمہارے پُرشا تر گئے۔ اب وہ سرگ میں ہیں اور جب تک روئے زمین پہ سری گنگا جی کا جلوہ رہیگا۔ تب تک اُن کی سکونت بھی سرگ میں رہے گی۔ تمہارے نپ کی بدولت سری گنگا جی طبقہ خاک پر آئیں۔ بس تمہارے نام کی یاد گا۔ میں اُن کا نام بھی بھگیرتی ہوگا۔ اب میں گنگا جی کی تین دھارا میں اُن کی کیفیت یہ ہے کہ ایک تو وہ جونا دہاز تک برہم لوک میں رہی۔ دوسری وہ جن کا شوجی کی جہاں قیام رہا۔ تیسری یہی گنگا۔ ہے جو زمین پر بہتی ہوئی تمہارے بزرگوں کو تار گئی۔ اسے راجہ تمہاری مراد بر آئی۔ گنگا جی نے نزول اجلال سے کرڈ خاک کی کو خاک سے پاک کر دیا۔ پس اب بزرگوں کا در تک کرم (مراسم موت) یعنی شراہہ ترین پنڈوان وغیرہ کر۔ اس نیک نامی کا سہرا تمہارے ہی سر تھا۔ اور تمہارے دادا انسوان تمہارے باپ دیپ بتیس بتیس ہزار برس تیشا کر کے چولا چھوڑ گئے۔ مگر گنگا جی اپنی جاگ سے نہ ملیں۔ کسی کو وہ شرف سعادت حاصل نہ ہوا۔ جو تم کو نصیب ہوا ہے۔ تم شوق سے گنگا جی میں نہاؤ اس کا اور بھی پھیل ہوگا +

یہ فرما کر برہما جی اندر دھیان ہو گئے۔ اور راجہ بھگیرتھ جی نے شاستروں کی پوری پابندی کے ساتھ شراہہ ترین وغیرہ سے فرات حاصل کر کے موروثی حکومت سنبھالی۔ وہاں اُن کے پھینے سے اور ہی رونق ہوئی۔ گویا خزاں گئی اور بہار آئی۔ ایشور کی کرپا سے بیٹا بھی ما اور آنتہ مٹی چھا گئی +

سری بسواسترجی نے سری گنگا جی کے حالات یہاں پر ختم کئے اور سری راجینہ جی سے فرمایا کہ اب شام ہو گئی۔ سندھیا کا وقت ہے۔ اُشان کر کے پھر گنگا جی کے اُشان کا پھل بہتے۔ اُشان کے پھل کا کیا ذکر جو صرف گنگا جی کے چتر ہی پر دھیں سینے۔ اُن کی نگر ہر کسی۔ اعزاز کی تری برگی۔ اتھال عروج پر پہنچا

ملکت میں فرق نہیں سب منور تھ پورے نہ ہوں کیا مجال ؟

سرک ۲۵

سری رام چندر جی وغیرہ کا بشالا شہر میں گزر۔ بسوا متر جی سے شہر کی نسبت دریافت حال۔ دتی اور ادتی کی اولاد کا تذکرہ۔ سمندر متھے جانے کی وجہ اور مختصر کیفیت

رات بھر سری گنگا جی کا چر چار ہا۔ تذکرہ دلچسپ تھا۔ باتوں میں چار پر کٹ گئے معلوم ہی نہ ہوا کہ کیسے سویرا ہو گیا۔ صبح کی سفیدی دیکھتے ہی نور کے ترما کے بسوا متر جی۔ رام چندر جی لکشمی جی اُٹھے۔ اشنان دھیان کے بعد منزل مقصود کی طرف چل پڑے۔ رشیوں مینوں نے ساحل گنگا تک پہنچایا۔ جس وقت غارنابین سفر ناؤ پر سوار ہوئے۔ تو بن باسی تپسویوں کو بڑے اعزاز سے رخصت کیا اور خود شمال (اُتر) کی طرف دریائی سیر سے جی بہلاتے ہوئے جنوبی (دکن سے) ساحل پر اُترے۔ وہاں سے چلے تو ایک عجیب پر فضا شہر نظر آیا جسے بوم بشالا کہتے تھے۔ جب اس شہر سے گزرے تو سری رام چندر جی نے دریافت کیا کہ

ہمارا ج عظیم الشان و لفریب شہر کون ہے کس نے آباد کیا۔ اس کی یہ شان و شوکت کیوں۔ کچھ زبان فیض ترجمان سے فرمائے ؟
و شوا متر جی۔ سنئے جڑ بنیاد سے حال شروع کرتا ہوں ؟

کشپ جی کی دو محبوبہ خاص و زوجہ با اخلاص (استریاں) تھیں۔ ایک دتی دوسری ادتی۔ دتی کے بطن سے راجپس عالم وجود میں آئے اور ادتی کے حمل سے دیوتاؤں کا ظہور ہوا ؟

ان دیوتاؤں اور راکشسوں نے ایک روز سبھا کی۔ ہجوم کثیر تھی تجویزیں اہم تھیں۔ چنانچہ ہر دوری باتوں پر بحث ہوتے ہوتے تین باتیں تصفیہ طلب تھیں جن سے بڑھ کر اور تکلیف پاؤ کہ ممکن ہی نہیں ؟

۱۔ مختلف قسم کے امراض جسمانی +

۲۔ عالم ضعیفی و پیرانہ سالی (بڑھاپا) (۳) موت +

ان تینوں معاملات پر خاص توجہ مبذول کی گئی اور تجویز ہوئی کہ سمندر متھنے سے ادرت نکلے تو ہم لوگ ان تینوں جانکاہ مصیبتوں سے ہمیشہ کے لئے بیکفر ہو جائیں + کیا دیوتا کیا راجھس سب منتفق الراے ہو گئے اور اپنی اپنی طاقت کو مفتی سبے انتظام شروع کر دیا۔ مندر اچل پہاڑ متھانی بنایا گیا۔ باسکی ناگ سے سی کا کام نیکر ایک ہزار برس تک سمندر متھا۔ مگر بے سود بالکل بے نتیجہ ساری محنت اکار تھ باسکی ناگ کا دم پھول گیا اور ہنوز روز اول سمندر کا پانی بدستور۔ جب باسکی ناگ تھکا کٹی سے ٹانپ گیا تو منہ سے کف جاری ہو گیا۔ زیر کی وہ تیزی ہوئی کہ ایک ایک پھیکا ریس پہاڑ کے پرچے اڑا اڑا کر سمندر پاٹنے لگے۔ جب پہاڑوں کی یہ کیفیت تھتی تو دیوتاؤں راجھسوں کا کیا حساب وہ بھی جلنے بجھنے لگے بس حد ہے کہ جان کے لالے پڑنے سے بشن جی کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں بسیت ناتھ ہما دیو جی کا مندر تھا۔ سبے ڈنڈوت کی سرحد بکایا پرار تھنا کی۔ اُستت کی کہ ہر ہماراج باسکی ناگ کا زہر آپ نوش کر لیں۔ ورنہ کروڑوں ذیردح نذر اجل ہو دیوتاؤں اور راجھسوں کی بھی خیریت نہ ہوگی۔ درخواست بڑی عاجزی سے بھی عرض دعا میں تاثیر بھری ہوئی تھی۔ بشو جی کے دل پر فریاد کا اثر ہوا۔ انہوں نے باسکی کا سارا زہر پی لیا۔ اور سب دیوتاؤں سے کہا کہ اچھا جاؤ سمندر متھو +

سب خوش ہو گئے اور سمندر متھنا شروع کیا مگر ہمو آتش در کا سہ و ہنوز روز اول یعنی ساری محنت بے سود۔ کل مشقت مانگاں۔ اُلٹے مندر اچل پہاڑ پہنچے دھنسنے لگا۔ کسی کے سینہ بھائے نہ سینہ بھلا کسی کے رو کے نہ رُک سکا +

دیوتا گھبرا اٹھے کہ ساری لٹیا ہی ڈوبی جاتی ہے سب کیا دھرا اکار تھ ہوا جاتا ہے۔ وہ سیدھے بشن جی کی خدمت میں پہنچے ساری سرگزشت سنائی انہوں نے سب کو تسکین دی اور خود کشیب دیکھ یعنی کچھو کے روپ میں جا کر مندر اچل پہاڑ کو پشت اقدس پر روک لیا۔ آپ تو چھیر سا گر میں عمو آرام ہو گئے پہاڑ پھول کی طرح پانی پر تیرنے لگا +

یہ قدرت دکھا کر (یعنی مندر اچل پہاڑ کو پیٹھ پر روک کر) سری بشن جی بنفس نفیس سمندر متھنے لگے۔ ہزار سال تک متھانی چلتی رہی۔ آخر چودہ رتن نکلنے شروع ہوئے پہلے دھندلے (دھنتر) بید ہاتھ میں کمند لے ہوئے نمودار ہوئے۔ ایسراٹیں بھی خدمت کے لئے ساتھ تھیں۔ مگر انہیں نہ دیوتاؤں نے قبول کیا نہ راجپوتوں نے۔ دوسری بار برن جی کی لاڈلی بارنی کا ظہور ہوا۔ اور وہ منتظر ہوئی کہ دیکھیں مجھے کون قبول کرتا ہے۔ راجپسوں نے تو اس کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھائی۔ مگر ماں ادیتی کے فرزندوں نے اسے لے لیا۔ پہلے یہ لوگ بھی سر کھلاتے تھے مگر اس بارنی کے لینے سے سر کھلائے اور جنہوں نے بارنی کو قبول نہ کیا ان کا نام خطاب سر پٹو اہل دنیا اس واقعہ سے حجت کر سکتے ہیں کہ جب دیوتاؤں نے شرابی کی افسان کو اس کے استعمال میں کیا گناہ۔ مگر یہ معاملہ اور ہے اہل دنیا کے لئے شاستر کی ہدایت و نصیحت یوں ہے کہ پانچ افعال ایسے خراب ہیں جن کے پاپ کی حد نہیں ہے۔

(۱) برہم ہتیا یعنی برہمن کا قتل (۲) شرایان یعنی شراب خوری (۳) سونا چرانا۔ (۴) اپنے گرو کی عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرنا۔ (تشریح بیکار) (۵) مذکورہ بالا چار عادات کے لوگوں سے راہ و رسم رکھنا ہے۔

اس کے بعد جب امرت برآمد ہوا تو کیا دیوتا اور کیا راکشس سب امرت پر ہی ٹوٹنے لگے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں بے بھگاؤں جتنا کہ لڑائی جھگڑے مار دھاڑ کی فوجت پہنچ گئی۔ دونوں طرف سے ہتھیار چلنے لگے۔ اس وقت سری بشن جی نے سب کے تحفظ کا خیال نہ نظر کر کے ایک عورت کے موہنی روپ میں درشن دیا اور امرت لیکر چلتے ہوئے اور بس سارا قضیہ تمام ہے۔

پورانوں میں ذکر ہے بشن جی نے امرت دیوتاؤں کو پلا دیا۔ راجپس محروم رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوتا غالب ہوئے اور راجپس مغلوب۔ راجہ اندرنے بھی اس کی بدولت امرنکر کی سلطنت کا فرہ لوٹا۔ دیوتا اور رشی بھی امن و امان میں ہوئے۔

قبل میں شرایان (شراب نوشی) کا رد اچ تھا۔ مگر جب سری کرشن جی نے اہل دنیا کو سراپا دیا تب سے یہ قطعاً ممنوع ہے۔

سرگ ۴۶

دیتی اور اوتی کے بیٹوں کی سرگزشت راجہ اندر کی اپنے بچاؤ کے لئے حکمت عملی

بسوا مترجی کا سلسلہ کلام جاری ہے کہ اے راجپنڈرجی اس شہر کی عظمت ایک تو اس سبب ہے کہ سمندر متھے جانے کے زمانے میں سرسبیشی جی اور سرسبیشی جی اس مقام پر رونق افروز تھے۔ دوسرے یہ ہیں راکشسوں نے بڑے کی کھائی ہدیوتاؤں نے فتح کا ڈنکا بجایا۔ اور دیتی کے سارے فرزندوں کو اسی کی خاک پر سونا نصیب ہوا +

ماں کی مامتا اور آتما کی آج پھیتی نہیں۔ دیتی کو بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کا درد سے زیادہ درد ہوا جتنے بیٹے تھے۔ سب دنیا سے گزر گئے۔ اب اُس کی آنکھوں کو کون سکھ دے۔ کلیجے کو کون ٹھنڈک پہنچائے۔ کوئی چارہ نہ دیکھ کر اپنے تپتی (خاندن) کشپ سے فریاد کی کہ ہمارے سارے بیٹے قتل اور نشانہ تیر قضا ہو گئے۔ اب کس سے دل بھلے۔ مہربانی کر کے جگر خراش رنج کا علاج کیجئے۔ وہ مریم عطا فرمائے کہ دل کا ناسور بھر جائے۔ زویہ ہے تمنا یہ ہے کہ ایسے صاحب طاقت فرزند ہوں جو دیتاؤں کو تنگنی کا ناچ بچائیں ساتھ کی کٹھ پتلی بنائیں اور اندر کے دھڑاڑیں پس کشپ نے گوش ہوش سے دوا یلا سنی۔ ادھ کدیا کہ اچھا دہی ہو گا جو منظور خاطر ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہزار برس تک خوب جی لگا کر تپشیا کرو۔ کسی وقت دل یا خیال اچھٹنے نہ پائے۔ اس کے بعد سب مطلب حاصل سمجھو +

یہ کہہ کر کشپ جی نے دیتی کے جسم کو چھو دیا۔ اور آپ تپوں کی طرف چلے دیہات سے وہیں درڑھ آسن سے استقلال کے ساتھ تپشیا کرنا شروع کر دی اور ایسی تپشیا کی کہ اندر جی کے چھکے چھوٹ گئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ تپشیا پوری ہو گئی تو اندر آسن کی خبر و عاقبت نہیں اور جو کچھ دکھ ہو وہ مزید زراں المضاعف ملے تھیں۔ اس اندیشے سے

انہوں نے اور ہی بھروسہ بھرا اور پھیل پھول گئی وغیرہ تمام بوجھا کا سامان لئے ہوئے
 دیتی کی خدمت میں رہنے لگے۔ جس وقت دیتی بوجھا پاٹ شروع کرتی۔ اس سے بہت
 ہی پہلے راجہ اندر سب سامان لیس کر دیتے اور اشناں کے لئے پانی بھی خود ہی لے
 آیا کرتے۔ ایک ہزار برس تک راجہ اندر نے یہی خدمت کی اور جب دس صدیاں
 گز گئیں تو دیتی راجہ اندر کی خدمت سے بہت ہی خوش ہو کر دلی کہ بیٹا گوتم حد درجے کے
 صاحب طاقت ہو مگر کچھ دنوں میں دیکھنا کہ تمہارے بھائی کیسے شہزاد اور قوت ور
 ہوتے ہیں۔ میں کشیپ جی کی استری ہوں۔ اُن سے میں نے بردان پایا ہے کہ وہ وہ
 آنکھوں کے تارے آنکھوں کے سامنے کھیلینگے۔ جن کی طاقت کا مقابلہ اندر بھی کر سکے
 اندر کو پہلے ہی سے معلوم تھا۔ اس وقت کی بات "سرود مستان یاد دہائیدن"
 کا کام کر گئی۔ اُن کو فوراً خیال ہوا کہ جو لڑکے پیدا ہونگے۔ وہ میرے ہی جی کا کال ہونگے
 اس سے انہیں خاص طور پر اپنی فکر پڑی۔

شدنی کچھ اور ہی ہوتی ہے ایک روز دن دوپہر کو دیتی پر ایسی شینہ غالب ہوئی کہ
 چولی آنچل سے بیخبر ہو گئی۔ سر پائنتی کی طرف تھا اور پاؤں سر ہانے کی طرف اندر نے
 سوچا کہ دھرم شاستر کے رو سے دن کو سونا بھی ممنوع۔ پائنتی سر کے سونا بھی
 نامناسب۔ پس اس سے بڑھ کر دل کا غبار زکالنے کا موقع نہیں چنانچہ انہوں نے
 اُسی وقت جوگ شکتی سے کام لیکر دیتی کے بطن میں حلول کیا۔ اور حمل کے سات
 ٹکڑے کر کے رکھ دئے۔ اس وقت تک دیتی خواب آرام ہی میں تھی۔ مگر جب رحم پر
 صدر پہنچا تو بچپن ہو کر آنکھ کھول دی۔ سمجھ گئی کہ اندر میرے حمل میں میرے کلیجے کے
 ٹکڑوں کے ٹکڑے اڑا رہا ہے۔ جو میں وہ درد سے چونکی اندر نے حمل سے آواز دی کہ آپ
 گریہ وزاری نہ کریں میں نے ایک ایک مسات سات کرتے گھاس کا جواب یہی تھا کہ خیر
 میرے بچوں کو مارنا نہیں مارنا نہیں۔ راجہ اندر نے اس حالت میں دیتی کو اپنی ماما لکڑیا
 تھا انہوں نے خیال کیا کہ ماما کا بچن نہ ماننا گناہ ہے چنانچہ وہ فوراً ہی بکرتے ہوئے
 نکل آئے اور قد مزوں پر سر رکھ کے عرض کی کہ چھائیجئے میرا کچھ قصہ نہیں اپنے خود
 ہی شاستر کے خلاف عمل کیا۔ یعنی دن کو پائنتی سر کر کے محو آرام ہوئیں ہزار برس کے
 بعد آج مجھے یہ موقع ملا تھا۔ کہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے کچھ چارہ کار

کروں۔ چنانچہ آپ کو سرہانے کے عوض پائنتی سر رکھ کے سوتے دیکھنا آپ کے لئے نامبارک اور میرے لئے مبارک تھا۔ اسی لئے میں نے آپ کے بیٹوں سے جانبری کی صورت کر لی۔ آئندہ ایشور مالک †

سرگ ۴۷

راجہ اندر پر دیتی کی نظر عنایت عفو تقصیر۔ بٹالا نگر کی وجہ تسمیہ وغیرہ

دیتی نے اندر کی باتیں گوش ہوش سے سُنیں۔ اُس کا صدمہ تو ہوا کہ اندر نے سارا کیا دھرا اکارتھ کر دیا۔ اور موقع پا کر چال کھل لی۔ مگر اُس نے اُس کا بُرا نہ مانا۔ کیونکہ غلطی اُس کی تھی نہ دن کو سوتی نہ پائنتی کو سرہانا بناتی اور نہ اندر کو دل کا بخار نکالنے کے لئے موقع ملتا۔ اُس نے اندر سے کہا †

بیشک تم بے قصور ہو خطا میری ہی ہے۔ دھرم کے خلاف چلنا ہی میرے حق میں زہر ہوا۔ میرے کلیجے کے ٹکڑوں کو تم نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اس کا الزام تم پر نہیں بلکہ اُسے میں تم پر بہت خوش ہوں اور یہ چاہتی ہوں کہ بطن کے سیاے فرزندوں کے سات سات ٹکڑے جب قالب غصری میں ظہور کر س تو نہ ہو۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔

نام زندہ جاوید ہے اُن کے بہت فرزند ان رشید و جگر بند ان سعید تھے۔ جن میں سے ایک کا نام بشال بھی تھا۔ چنانچہ اس راجہ بشال نے اپنے نامی پر یہ بشال نگر کے نام سے آباد و معمور کیا۔ ان کے بعد جو اس بیت السلطنت میں فرمانروا ہوئے وہ یہ ہیں:-

راجہ سیم چندر ولد راجہ بشال۔	راجہ سہد پو ولد راجہ سرنبے
راجہ سو چندر ولد راجہ سیم چندر	راجہ کشاش ولد راجہ سہد پو
راجہ دھومراکش ولد راجہ سو چندر	راجہ سو مدت ولد راجہ کشاش
راجہ سرنبے ولد راجہ دھومراکش	راجہ سو متی ولد راجہ سو مدت

فی الحال راجہ سو متی زیت بخش سرپرستے فرمائی ہیں اور راجہ مہانی کی بہت عظمت مانی جاتی ہے۔ یہاں کے تاجداروں کی عمریں مقابلتاً فرمانروایان عالم سے زیادہ ہوتی ہیں۔ ایسی با عظمت جگہ ایک شب رہنا ہم آپ سب کو مناسب ہے وجہ یہ کہ ایک تو یہ آپ کے بزرگوں کا قدیم دار الحکومت ہے اور اور مقامات سے با عظمت ہے اس گفتگو کے بعد بسوا مترجی وہاں رُک گئے۔ سری امچند جی و لکشمی جی نے بھی سمندر غم کی عنان روکی۔ اتنے میں اس آمد آمد کی خبر سو متی کے گوش گزار ہوئی وہ سر کے بل دوڑے آئے۔ بسوا مترجی کے قدوں پر سر جھکایا پوجا کی خاطر تواضع میں صرف بہت کر کے صدق عقیدت اور شاہی عظمت میں چار چاند لگا دئے +

سرگ ۲۸

بسوا متر وغیرہ کی جناب پور کی طرف روانگی
اہلیہ گوتم رشی کی استری کے حالات

راجہ سو متی بسوا مترجی کے ساتھ سری امچند اور لکشمی جی کو دیکھ کر عجب عالم حیرت میں ہوئے۔ پہلے سوچے کہ شاید بسوا مترجی کے تخت جگر ہیں مگر پھر خیال آیا کہ رشی کماروں کے ہاتھ میں دھننش بان کیسا۔ دوسرے سوچ رہے تھے کہ

نگاہ مومہی جاتی ہے دل میں بسی کرن کا سا اثر چھا رہا ہے عقل جیتے جیتے آخر الامر اس بات پر جمی کہ ضرور کسی راجے ہمارا جے کے نگین تلج اور وارث تاج و تختیں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بسوا مترجی سے پوچھا :

ہمارا ج یہ دونو راجکمار کس برج شاہی کے آفتاب و ماہتاب میں۔ راہ دشوار۔ دشت پر خار میں پایادہ آنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ نازک نازک تلوے کیونکر دشت پیمائی و صحرا نوردی کے تحمل ہو سکے :

بسوا مترجی۔ یہ سوج بنس کے سوج اور چند رماں راجہ دسر تھ کی آنکھ کے تارے ہیں۔ انہوں نے میرے یگیہ کی حفاظت کی۔ پانچ کو سمندر کے کنارے بھینٹ کا ساڑ کا اور سبا ہو خاک پر سُلا دئے۔ اب سب کاموں سے چھٹی پا کر جنگ پور جاتے ہیں۔ سنا ہے کہ وہاں دھنش یگیہ ہے۔ چنانچہ سیتا کے سوئمہر کی سیر دیکھ کر اپنے گھر کو لوٹ جائینگے :

جوراجہ سوہتی نے یہ حال سنا۔ اُن کے ہوش اڑ گئے اور حیران ہوئے کہ یہ کم عمر راجکمار اور ساڑ کا وغیرہ کا قلع قمع۔ ضرور کوئی غیبی طاقت ہے یہ انسان نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ ایشور نے جسم خاکی میں ظہور فرمایا ہے۔ کچھ تو اس کا رہنمائی کی عظمت اور کچھ راجہ دسر تھ کے فرزندوں کی منزلت کے خیال سے انہوں نے حد درجہ کی خاطر تواضع کی بر وقت ہاتھ میں دل لئے دے اور قدموں کے نیچے آنکھیں فرش رہیں۔ رات راجہ سوہتی کے یہاں خاطر و مدارات میں گزری جب نور کا ترکا کا ہوا۔ بسوا مترجی نے دونو بھائیوں کے ہمراہ جنگپور کا راستہ لیا چلتے چلتے دور ہی سے جنگپور کی شاہی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ شہر کی رونق و عظمت کے آثار بیش نظر ہونے لگے۔ نظارہ و لفریب تھا۔ نگاہیں اسی طرف محو ہو گئیں اور سری راجندر جی کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے :

واہ کیا شہر ہے۔ کیا خوب زیب و زینت۔ ہمارا ج آپ کو تکلیف تو ہوگی مگر یہ فرمائے کہ یہ مقام کون ہے اور سامنے چند قدم پر چوہنپ کا استھان نظر آ رہا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے :

بسوا مترجی۔ جو سامنے دکھائی دیتا ہے وہ تو جنگ پور راجہ جنگا کی

ماجدھانی ہے جہاں کے سوئمیر کی شرکت کے لئے ہم آپ آئے ہیں۔ رہا یہ سامنے والا استھان وہ گوتم رشی کی تپشیا کا مقام ہے گوتم رشی ریاضت و عبادت کشف کرامات میں بیکتاے زمانہ تھے۔ ان کی استری اہلیہ بھی انہیں کے ساتھ رہتی تھی گوتم رشی کی قیامگاہ کی وجہ سے اس استھان کی وہ عظمت و برکت تھی کہ دیوتا تک اس کی خاک ماتھے سے لگاتے اور گوتم جی کے سامنے ماتھے گھستے تھے گوتم رشی کی تپشیا کا ایسا پرتاپ مشہور عالم ہوا کہ اندرجی کی آدھی جان رہ گئی وہ سہمے دل میں ڈرے کہ بس اندر اس کی خیریت نہیں۔ چنانچہ ان کا تپ نشٹ کرنے اور ریاضت میں خلیل انداز ہونے کی سمائی گوتم رشی غافل تھے اور راجہ اندر کو موقع کی تاک تھی۔ چنانچہ ایک روز جو بندہ یا بندہ کی مثل صادق ہوئی۔ گوتم رشی کسی ضرورت آشرم میں تھے۔ میدان خالی تھا۔ راجہ اندر نے سوچا کہ بس اس سے بڑھکر موقع فرصت نہیں تلوول سے لگی تھی۔ دل تہیہ کر چکا تھا وہ فوراً گوتم جی کے آشرم میں آئے گوتم جی کا بھروپ بھرا اور گوتم جی کی استری سے خواہش نفسانی ظاہر کی۔

اہلیہ نہایت ہی خوبصورت استری تھی۔ راجہ اندر کی رانی شچی کو اس کے دھون کا بھی مرتبہ حاصل نہ تھا۔ مگر اندر صورت شکل دیکھ کر ایسے آپ سے بارہوئے کہ آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ کچھ نیک و بد نہ سمجھائی دیا۔ خوب جانتے تھے کہ دن کا وقت ہوائے نفسانی۔ کہ لئے قطعی ممنوع ہے اور اس وقت کے اظہار خواہش پر اہلیہ بھی شک کرے گی۔۔۔ مگر نہیں بھوت سر پر سوار تھا۔ اہلیہ سے آرزوے دلی کا اظہار کر رہی بیٹھے۔

قاعدہ ہے کہ جو لوگ اولاد کی خواہش رکھتے ہیں وہ وقت کا حد درجہ خیال رکھتے ہیں اور جو لوگ ہوائے نفسانی کا منہ جھلسنا اور فقط آگ۔ بجھانا چاہتے ہیں وہ وقت بے وقت کا خیال نہیں رکھتے۔ چنانچہ ان کو ادھر یہ خیال ادھر یہ زعم کہ یہاں امر نگر میں رات دن کا یہی مشغلہ ہے۔ پس پس و پیش چھ مہینے دارو۔

اہلیہ نے گوتم رشی کے بہروپ میں راجہ اندر کو پہچان تو لیا مگر ہونا کچھ اور تھی اس نے بھی النی اموشی نیم رضا سے راجہ اندر کی درخواست پر جلی قلم سے صداد کر دیا۔ راجہ اندر پہلے دل میں ڈرتے تھے مگر اب نڈر ہو گئے۔ انہوں نے سوچا کہ ان کی استری

عصمت ٹٹنے پر ان کی تپشیا کا پر تپ کہاں۔ اگر سر اپ بھی دینگے تو کیا میرے راج پاٹ کی کوڑ چھڑنے سے رہی۔ اب رہا ان کا غیظ و غضب۔ اس کی پرواہ کیا اپنی ہی آگ میں خود جلیں گے۔ یہاں آج آئے محال۔
 راجہ اندر نے دل ہی دل میں یہ سب کچھ پڑی پکار بے غل و غش اہلیہ کو آغوش تنگ میں دبوچ لیا۔ اور کچھ ایسے دلچسپی سے خلوت کے لطف اٹھائے کہ اہلیہ کے دل کی کل کل بھی کھل گئی۔

اہلیہ کے چہرے پر مسرت کے آثار دیکھ کر راجہ اندر کو ہنس سی آگئی جسے اہلیہ تو نہ سمجھی مگر قیاذ بولنے لگا کہ یہ خوشی ایک تو اس لئے ہے کہ واد واد کیسی حسین ہے حسین عورت کے ساتھ لطف زندگانی اٹھانا نصیب ہوا و و سر اس بات کی ہنس تھی کہ اس وقت تو گلچھڑے اڑ گئے۔ اگر راز افشا ہوا نہ جانے کیا ہوا۔ مگر اب تو آدم سے گزرتی ہے تیسرا ہنسی کا سبب یہ تھا کہ اہلیہ سی عورت کے شربت وصل کا حلوہ بھی حاصل ہوا اور گوتم رشی کی تپشیا بھی نشٹ ہو گئی اب اندر آسن کی طرف سے دلچسپی ہی دلچسپی ہے جس وقت راجہ اندر خواہش نفسانی کا بھوت سر سے اتار چکے تو اب یہ ڈر پیدا ہوا کہ کیسے گوتم رشی جی نہ آتے ہوں۔ اس خیال سے ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور انہوں نے ایک مرتبہ اہلیہ کو کلیجے سے لگا کر دہاں سے اپنے گھر کا راستہ لیا۔ اور صرے اندر راہی ہوئے اور صرے گوتم رشی انسان کئے ہوئے کی لکڑیوں سے لے پھنسائے آئے ہوئے راہ میں ملے۔ باہم بٹ بھیر ہو گئی۔ چور کا دل کتنا۔ جو ہیں اندر نے گوتم رشی کی صورت دیکھی۔ جان سوکھ گئی۔ دل ستر کو ٹھوں میں چھپنے لگا۔ مگر روشن ضمیروں کی آنکھیں ہی ہوتی ہیں۔ انکی دل کی آنکھوں کا نور پردہ غیب کے تاریک حالات کو پیش نظر کر لیتا ہے وہ سمجھ گئے کہ یہ حضرت رنے سیار ہیں راجہ اندر نے بہرہ وہی نہیں بھرا بلکہ میری استری کے دامن عصمت پر بھی دھوکے دھبہ لگا دیا ہے جو میں نظر کشف نے واقف گذشتہ کی تصدیق چشم دل میں کھینچ دی۔ انگاروں پر لوٹ گئے سخت پیچ و تاب کھایا۔ تاؤ کھا کر سر اپ دیا کہ اونا بکار اندر ایک تو غیر عورت سے لطف صحبت اٹھانا یہ ہیں مہا پاپ ہے اس پر تو نے میرا بہرہ واپ بھر کر دغا بازی سے میری استری کے دامن عصمت پر داغ لگایا پاپ میں اور پاپ پس ذرا دھرم کا مزہ بھی چکھ تو سہی وہ عین وہی نہ ارد ہو جائے

جس کو تو نے آلودہ عصیت و گنہ گاری بنایا۔ اندرجی تو اسی وقت صفا چٹ ہوئے علامت مردی فوراً نڈاٹل ۛ

اندرجی ادھر سراب سُکر سرکڑے ہوئے قسمت کو دتے اندر لوک کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں گوتم جی آگ بگولا آشرم میں آئے تو اہلیہ کو دیکھ کر اور آگ بدن میں سُلاگ اُبھڑی۔ انہوں نے فوراً سراب دیا کہ

اوپر نصیب تو پتھر ہو جا۔ مدت دید تک یہیں بیڑی روتے تجھ کو کوئی دیکھے نہ کچھ کھانے پینے کو دیتا ہو ۛ

غصہ میں گوتم رشی سراب تو دے گئے مگر جب اندرجی کے بہروپ اور مغالطہ دہی کا خیال آیا تو دل پانی پانی ہو گیا۔ مروت نے آنکھوں کا مارا ہوا پانی تروتازہ کر دیا۔ جوش محبت بولے کہ کھیراؤ نہیں جس وقت سری راجچندر جی ادھر سے گزریں گے تمہیں نجات مل جائیگی۔ یہی شکل بھر ملیگی۔ یہی صورت۔ تھوڑے دنوں تک صبر کرو۔ سری راجچندر جی کا انتظار دیکھو۔ بیڑا پار ہو جائیگا ۛ

سراب اٹٹ تھا۔ اہلیہ کا جسم پتھر ہو گیا۔ وہ وہیں ڈھیر ہو گئی اور گوتم رشی ہومان پر بت پر تیشا کرنے کو تشریف لے گئے ۛ

سرگ ۴۹

سری راجچندر جی کے فیض اکرم سے اہلیہ کی ٹائٹن

راجہ اندر گوتم کے عتاب سے تھکاتے ہوئے دیوک پہنچے تو وہ بتاؤں کا خوف دل پر چھایا ہوا تھا۔ کہ یہ بھی یہ وہ ال سُکر ناراض نہ ہوں۔ لہذا یوں فقرہ بازی سے کام لیا۔ کہ گوتم رشی میرے اندر آسن چھیننے کو چتیشا کر رہے تھے وہ عنقریب پوری ہوتے والی تھی۔ چنانچہ مجھے خیال ہوا کہ اگر سرگ لوگ گوتم رشی کے ہاتھ آگیا تو آپ پر ہر وقت آفت رہیگی۔ پس میں آپ سب کی تیرا ندیشی اور ہر آنوری کی دھن میں تپن پہنچاؤں تیشا ملیا لیتا کہ وہی رشی تیشوی تھے۔ جوش غصہ سے مجھے سراب دے کر مرد سے نامرد کر دیا۔ اور اسی بہتری اہلیہ کو پتھر کی ٹائٹ بنا ڈالا۔ اہلیہ ال کی

استری ہے۔ اس سے مجھے کیا سروکار یہ جانے اور وہ یہاں مجھے اپنی بڑی ہے کہ آپ کی خیر خواہی میں مفت مارا پڑا۔ ہٹون کرتے ہاتھ جلے اب بات سب آپ کے ہاتھ ہے وہ تدبیر فرمادیں کہ میں پھر مرد کا مرد ہو جاؤں۔ علامت مردی جیسی کی جیسی ہو جائے دیوتاؤں نے اندر کی درخواست پر مشورہ کر کے یگیہ کیا۔ بہتیرا ہٹون ہٹوا اور اعضا دیوتاؤں نے نوش جان کئے۔ عضو مردی اندر کے جسم میں چسپان کیا گیا۔ چنانچہ عمل کا اثر ہٹوا اور اندر پھر ویسے کے ویسے ہو گئے۔

یہ فرما کر سری و شوامترجی سری راجچندر جی کی طرف روئے سخن کرتے ہیں کہ رگھو نکل پھوش یہ وہی مقام ہے جہاں گوتم رشی تپ فرماتے تھے اور سامنے والے راکھ کے ڈھیر میں اہلیہ پتھر کی صورت دینی پڑی ہے جس کو آپ نجات بخشیں سری راجچندر جی سننے ہی تو وہ خاک کی طرف چل پڑے۔ پہنچ کر پاؤں سے راکھ اڑھ کر کی جو ہیں پتھر کی صورت نمودار ہوئی۔ ایک عجیب عالم حیرت چھا گیا۔ دفعۃً ایک نازک تازک حسینہ چندے آفتاب چندے ماہتاب دوڑ کر قدموں پر گر پڑی اور قبض قدم کو سراہنے لگی۔ قدم بیکہ جنٹل کے کندھوں پہل پیش کئے اور خاک قدم کی بلائیں لینے لگی۔ رشی لوگ یہ تماشاے قدرت دیکھ کر دنگ رہ گئے گوتم رشی کو بھی معلوم ہو گیا۔ کہ آج اُن کی استری نے نجات حاصل کی چنانچہ وہ بھی ہموان پہاڑ سے آنا فانا میں وارد ہو گئے اور اپنی استری کے ساتھ ساتھ سری راجچندر جی کی پوجا سے شرف افتخار حاصل کیا۔

سرگ ۵۰

سری بسوا مترجی کی ہمراہی میں سری راجچندر جی
لکشمین جی کی جنکیپور میں سائی راجہ جنک سے ملاقات

اہلیہ ترجی کی تو بسوا مترجی نے آگے قدم بڑھایا اور سیدھے متھلا پر میں وارد ہوئے وہاں پہنچے تو پہلے ہی جلیہ شالا کی سیر کی اور دیکھا تو شہروں شہروں کے عالم

برہمن وید پڑھ رہے تھے اور سامان تھا شاہی شان و شوکت کا بسوا مترجی نے فرمایا کہ اب ذرا ٹھہرنے کا سہیستا کر لینا لازمی ہے۔ چنانچہ اُن کی راے ہوئی کہ اس ندی کے کنارے جو جگہ منڈپ کے قریب رواں ہے قیام کرنا چاہیئے تاکہ قربت کی قربت رہے اور دلچسپی کی دلچسپی۔

ادھر بسوا مترجی نے ندی کے کنارے بستر بچھایا۔ ادھر راجہ جنک کو آمد آمد کی خبر ملی۔ وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے پر وہت ستیا نند کو تھا لیکر سر کے بل قدموں پر مزارج پر سی کی اپنی تقدیر سراہی اور نہایت ہی منت و سماجت عجز و الحاح سے درخواست کی کہ مہاراج بارھویں روز یگیہ ہے اتنے دنوں تک یہیں قیام رکھئے تو ذرا نصیب۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ مہاراج یہ دونو آفتاب ماہتاب کس بُرج شاہی کے ہیں۔ بیان فرمائے جہاں تک میرا خیال ہے یہ بہت ہی صاحبِ قبول ہیں۔ آنکھیں کنول کی سی۔ چھٹا اونچا۔ کاندھے اُبھرے ہوئے صورت شکل نور کے سانچے میں ڈھلی۔ چہرے میں آفتاب کا سا جلال۔ ہاتھ میں دھنش بان کی شو بھا۔ اور پھر لطف یہ کہ نازک کے نازک دونو کے دونو پھول پان۔ حیرت ہے کہ پاپیادہ کیونکر آپ کے ہمراہ کالے کوس کاٹتے پر خار جنگلوں کی خاک چھانتے یہاں بہ نق افروز ہو سکے ایسے دشوار گزار سفر اور اُن کے نرم نرم تلووں کو دیکھتے ایک اجنبی سا ہوتا ہے۔ فرمائے تو کس تاج کے نگین اور کس درخت کے پھل پھول ہیں۔

سری بسوا مترجی نے فرمایا کہ یہ اودھ کے مہاراجہ و سرگھ کے فرزند جگر بند ہیں ہمارے جگہ کی حفاظت کے لئے ہمارے ساتھ آئے۔ چنانچہ تارکا وغیرہ کو نشانہ اہل بنایا۔ بشالا نگر میں اہلیہ گوتم کی استری کو قدیموں سے چھو کر مکت دی۔

سرگھ

راجہ جنک کو سری راجندر جی سری لکشمین جی سے اقصیت اور اُن کے پر وہت ستیا نند کی زبانی سری و شوا مترجی حالات

جو ہیں راجہ جنکے خراج دوسرے تھکے لادلوں اور آنکھ کے تاروں کا حال سُنا بہت ہی خوش ہو گئے۔ مگر سب سے زیادہ خوشی اُن کے پرہت مستیانند کو ہوئی۔ اُنہوں نے بسوا مترجی سے مودبانہ پوچھا کہ سچ مچ اہلیہ کا اُدھار ہو گیا اور انہیں گوتم رشی نے آغوشِ محبت میں جگہ دے رکھی تھی؟

وَشَوَا مَتْرَہ نہ میں آج تک جھوٹ بولا نہ جھوٹ بولنے سے خوش ہو جھوٹ بولے اُس کا منہ سیاہ پیکس سچ سچ کہتا ہوں کہ اہلیہ کچھ جیسی کی تیسری ہو گئی اور گوتم رشی نے بڑے شوق سے خلوت و جلوت کا شریک صحبت بنایا۔ اب تم کچھ فکر نہ کرو۔ بگڑی ہوئی بات راجچندر جی نے بنا دی۔ مستیانند جی نے جو میں یہ بات سُنی اچھل پڑے پھولے نہ سمائے سری راجچندر جی کا شکریہ ادا کیا اور دھنبا دے کر بولے کہ اے راجچندر جی جو بسوا مترجی آپ کو یہاں لائے ہیں اُن کے اوصاف آپ کو معلوم نہ ہونگے لہذا امیرِ ارض ہے کہ آپ کے گوش گزار کروں؟

جن بسوا مترجی کو آپ رشی کے ہاتھ میں دیکھ رہے ہیں وہ اس سے پہلے بڑے تیجسوی راجہ تھے۔ راجِ نیت ان پر ختم تھی دھرم شاستر کو ان کے معلومات اور لیا پر ناز تھا۔ رعیت پروری کے ڈنگے بجتے تھے۔ ان کے خاندانی شرف کا کیا پوچھنا بڑے جی کے فرزند کو س تھے۔ کوس کے تخت جگر کو س نابھ ہوئے راجہ گادھ کو کو س نابھ کے نور نظر کھلانے کا شرف حاصل ہوا آخر میں راجہ گادھ کے کلیجے کو انہیں ہاراج سری بسوا مترجی سکھ دیا۔ چنانچہ خاندان میں ان کا ساما اقبال ان کا سا صاحبِ جاہ و جلال آج تک کئی دوسرا نہیں ہوا۔ ان کے اقبال لازوال کا کیا کہنا ہزار سال تک راج کیا؟ جب آفتابِ اقبال نصف النہار پر پہنچا یعنی رو سے زمین پر یہی یہ نظر آنے لگے تو ایک اتفاق پیش آیا۔ یعنی سری بسوا مترجی فوجِ ظفر موج لیکر اس چھوڑے اُس چھوڑے گئے۔ چاروں کھونٹ میں اپنے آفتابِ اقبال کی روشنی بھیل کر خوش تمام رشیوں میںوں تیشولیوں کے درشنِ سندریں پہاڑوں کی سیر کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ جہاں ایشٹ جی تیشیا کرتے تھے۔ یہ مقام ہوان پرست تھا یہاں انسان حیوان چرند پرند میں نام کو معائرتِ ددوئی نہ تھی سب شیرو شکر کی طرح رہتے تھے۔ ہزار ہا برہمن ہزار ہا برہمنیاں اس استھانِ مہرک پر زندگی کا مزہ لوٹتی تھیں۔ بہت سے رنج رشی برہم رشی

دیورشی سب یہیں جنم پھل کرتے تھے +

مذہبی کتب کے ر سے برہم رشی اُسے کہتے ہیں جس کو صرف گیان سے مطلب ہے۔ اور کسی بات سے سمجھ واسطہ نہ ہو۔ دیورشی اُس اہل ریاضت مراد ہے جو کرم کا نڈ کا بھی عالم ہو۔ اور گیان کا بھی عالم باعمل ہو۔ ورنہ سب (اکار تھ) ستیانند یہ جملہ معترضہ ککر کھر بولے کہ

سری بسوا متر جی دنیا کا چکر کاٹتے ہوئے اتفاقاً سری بششٹ جی کے استھان پر وارد ہوئے فوج کو پیچھے چھوڑ دیا دو چار خاص الخاص مشیروں کے ساتھ بششٹ جی کے قدموں پر ہوئے۔ وہاں دیکھا تو بششٹ جی کی خدمت میں تیوں کے شیوں مینوں کی ایک بھیر لگی ہوئی تھی۔ یہ سب رشی منی ایرچے غیرے پچھکیاں نہ تھے کوئی جل سینی (پانی میں رہنے والا) تھا۔ کوئی یون اہاری (ہوا پھانک کر پان قائم رکھنے والا) کچھ جنگل کے سوکھے ساکھے پتے ہی کھا کر جیتے تھے۔ کچھ کندھول پھل کھا کر یہ رشیوں مینوں کی منڈلی وہ تھی۔ جس کو دیکھ کر بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ برہم لوک اگر کوئی ہے تو یہاں ہے اور کہیں نہیں +

سرک ۵۲

ستیانند راجہ جنک کے پروہت کی زبانی سری بسوا متر جی کی سرگزشت بششٹ جی کے یہاں دعوت کا انتظام

جس وقت سری بسوا متر جی بششٹ جی کے استھان پر آئے تو انہوں نے رنواس راجہ پاٹ سب کی ایک ایک کر کے خیر و عافیت پوچھی۔ دوست دشمن بہ خواہ بد خواہ کوئی پوچھنے سے نہ بچا۔ بسوا متر جی نے جواب میں سب خیر صلاخ سناٹی اور اُن کی مزاج پر سی کرنے لگے بششٹ جی نے بڑے تعظیمی الفاظ سے ان سے بات چیت کی اور حیرنوں کی فیض و برکت کا شکریہ ادا کیا جب مراسم مزاج پر سی وغیرہ سے چھٹی ہوئی تو بششٹ جی نے فرمایا کہ

راجہ بسوا متر آپ پر بھی ناگھڑیں۔ دنیا آپ کے ظل عاطفت میں ہے میں ایک
ناچنے بن باسی ہوں۔ مگر خواہش ہے کہ آج آپ یہیں فروکش رہے۔ آرام کیجئے
جو کچھ کہہ دل بھل مجھے میسر میں۔ اس سے بھوک مٹائے۔ آپ کا آخر خالی آپس
جانا میرے نزدیک بالکل نامناسب ہے۔

بسوا متر۔ آپ کی کرپا سے کسی بات کی کمی نہیں۔ آپ ہی کا دیا کھاتا ہوں۔
بھرتکلیف کی کیا بات۔

نشٹ جی۔ آپ کا یہ انکسار آپ کی خاکساری کی دلیل ہے میں کسی لائق نہیں
اسی سے چاہتا ہوں کہ آپ راجہ ہمارا جہ ہو کر کج جنگل کے پھلوں کا مزہ چکھیں
راجہ بسوا متر۔ آپ کی اتنی ہی عنایت کافی تھی کہ آپ نے اس قدر عزت افزائی فرمائی آپ کے
محبت بھرے الفاظ سے میں تو میں میری تمام فوج تک تمام دنیا کی نعمتوں سے سیر ہوئی
میں اب تکلیف فضول۔ مگر ہاں آپ دشمنوں کی لاج رکھئے اور وفادار قاتلک ہمتوں
اور باوجود بد امتیوں سے مجھے آگاہ فرماتے رہے۔ بس میری دعوت یہی ہے۔

نشٹ جی۔ ہمارا جہ بسوا متر جی آپ گمانی ہیں۔ اس لئے وہ ایک تپے کی
کیتا ہوں معاف رکھنا۔ آپ کو معلوم ہے کہ سری نشن جی کی استریاں دو ہیں ایک
ہما لکشمی دوسری سرسوتی۔ ان دونوں میں سے ہما لکشمی تو آپ ایسے راجاؤں کے
قباو میں رہتی ہے اور سرسوتی ہم ایسے رشیوں کے بس ہیں یوہیں راجہ لوگ پر بھی کی
حفاظت کرتے ہیں (اور تپشوی) دھرم کی۔ راجہ لوگ فوج طفر موج سے دشمنوں کا
قلع قمع کرتے ہیں اور اہل ریاضت معتقدوں اور مریدوں کے خیالات حاصل
کو اپنے واعظ و نصائح سے نیست و نابود کرتے ہیں۔ پس نہ آپ مجھ سے ہوتی
بھیر بڑھ کے نہ میں آپ سے بال برابر کم۔ دونوں کا پناہا متر ہے اس لئے کوئی
وجہ نہیں کہ آپ میری دعوت قبول نہ فرماویں۔

نشٹ جی نے ایسا اصرار کیا کہ آخر بسوا متر جی کو دعوت قبول کر لیں اور
صیافت کے منتظر ہوئے۔ اور ہر قبول دعوت پر نشٹ جی کو اتنا اہم صیافت کی
سہ تجھی چنانچہ انہوں نے کامیاب ہوئے۔ گویا دہرتے ہی سامنے آکھڑی ہوئی
اس کا رنگ کچھ لال کچھ زرد کچھ سفید کچھ سیاہ لالا۔ دیوتا لوگ اس سے

سیلا اور منہ نہی کے نام سے پکارتے ہیں۔ جو ہیں یشبشت جی کی خدمت میں حاضر ہوئی یشبشت جی نے فرمایا کہ بسوا متر مع فوج ظفر موج اتفاق سے یہاں آگئے ہیں آج یہیں قیام کریں گے۔ پس خیمہ ڈیرہ سب تیار کر دو کھانے میں وہ عمدہ عمدہ کھانے ہوں کہ راجہ بسوا متر مونٹ چاٹا رہ جائے۔ باقی جس چیز کی ضرورت ہو۔ وہ سب یہیں موجود ہو جانا لازم۔

سرک ۵۳

شبشت جی کے یہاں راجہ بسوا متر کی مع فوج دعوت کا مدھین کی برکت سے ہم نعمتوں کی موجودگی۔ بسوا متر کی حیرت۔ گٹو کے لئے درخواست یشبشت جی کا انکار باہمی محبت

شبشت جی کے کہنے کی دیر تھی۔ کہ منہ نہی کا مدھین نے سارا ساز و سامان ٹھیک ڈھاک کر دیا۔ کہیں شامیا بنے کھڑے ہو گئے۔ کہیں منگیرے فرش و فرش کسی کی کچن رہی چھپن بھوگ ایک دم سے ڈھیر ہو گئے۔ میوہ مٹھائی کا انبار لگ گیا۔ گئے کارن دودھ دہی گھی کا دریا بہنے لگا۔ کھیر۔ دال۔ چال۔ منقہ۔ بادام۔ تل۔ کھینا۔ وغیرہ تھے ہرے گراما گرم موجود ہو گئے۔ وہ نفیس نفیس شیریں شکین چاشنی دار کھانے بنے کہ راجہ بسوا متر نے کھانے کی خواہش میں نہ دیکھے تھے۔ وہ دعوت کی عالیشان تیاری کی شہنشاہی کو فحش نہ نہیں ہو سکتی۔ اب دعوت شروع ہوئی۔ راجہ بسوا متر مع فوج کثیر ہمالانہ ہوسٹے۔ جو شخص جو کوئی چیز مانگا تا ڈھیر ول بہم ہو جاتی۔ دیر نہ لگتی۔ راجہ بسوا متر ہوش اڑ گئے۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ ہم راجے ہمارا ہے وہ سامان نہیں کر سکتے جو ایک گئی میں رہتے۔ اسی نے آن واحد میں کر دکھایا۔ اتنی بڑی دعوت چٹکی بجاتے ایسے عمدہ دیکھان پل مارے۔ ضرور اس گٹو میں کوئی غیبی طاقت ہے چنانچہ اس کا آئینہ لینا لازم

ہتیا نہ ضروری۔ ان کے منہ میں پانی بھرا یا کہ شیشٹ جی سے درخواست ہی کر بیٹھے کہ یہ گٹھ مجھے دے دیجئے اور اس کے بدلے سودو سو جتنی چاہئے گا میں نے لیجئے یہ گائے آپ کے یہاں بیکا ہے۔ ہم لوگوں کے پاس رہنا چاہئے یہ رتن ہے رتن سے پیسوں کو کام نہیں۔ راجہ کا فرض ہے کہ جہاں کہیں کسی رتن کا پتہ پائے۔ میل ملاپ سے لڑائی جھگڑے سے زبردستی اور جبر سے اُسے قابو میں کر لے چنانچہ میں بال فعل گزارش کرتا ہوں۔ اگر گزارش قبول نہ ہوئی تو اختیار ہے۔ مجھے اپنی طاقت شاہی سے کام لینا پڑے گا۔

شیشٹ جی۔ راجن یوں تو سب جان و مال آپ کی نذر ہے مگر آپ سودو سو کیا اگر سو کروڑ گائیں بھی نہ کر کریں۔ اشرفیوں کے ڈھیر لگائیں جو اہل رت پائے دیوں تب بھی اس گٹھ کو نہ دوں چاہے جو کچھ ہو جائے یہ گٹھ مجھے برہما جی نے دی ہے اور اس کا جان کے ساتھ رکھنا میرا دھرم ہے آپ راجہ میں آپ کو اپنی بات کا کیسا پاس ہے۔ جان جائے اور بات نہ جائے۔ اسی طرح اس گٹھ کو سمجھو۔ اگر یہ میر پاس سے گئی تو زندگی کا رتھ یہی گٹھ ہے۔ جس کی بدولت دیو کرم پتر کرم سب کچھ کر لیتا ہوں۔ غنیہ کرم (روزانہ فرائض) ایگیہ وغیرہ سب یہی کرا دیتی ہے۔ پیٹ کی آگ آپ جانتے ہیں۔ راجہ ہو۔ راجے ہو۔ راؤ ہو۔ رنک ہو سب کو ایندھن درکار اگر یہ ایندھن ہو تو کہاں کا رات پائے اور کہاں کا تپ جپ۔ چنانچہ میری بھوک کا یہی انتظام کر دیتی ہے۔ شیشٹ دم بھر بھی تکلیف دے نہیں پاتی۔ میرا اسی گائے کا دودھ پی کر جب شپ کرنا نہ کر سکوں گا کاشا۔ اسی کو دیکھ کر جیتا ہوں۔ اس لئے آپ مساف رکھیں میں اپنی گٹھ کو بہانہ نہیں کر سکتا خود کچھ ہی کیوں نہ ہو +

شیشٹ جی یہ نہیں انکا کرتے رہے اور راجہ بسو امتر اصرار۔ مگر شیشٹ ایک مانتے تھے۔ جتنے راجہ بسو امتر جی نے کہا کہ ہمارا ج چودہ ہزار پانچھی سے لو۔ سب کے سب سونے چاندی کے زیور ہوں سے لے ہو گئے۔ لاکھوں روپے کی جھولیں بدن پر ہو گئی۔ دانتوں پر جو اہل رت لگا اگر اس پر بھی نیت سیر نہ ہو ۶۵ ہزار روٹھ جا کر کروڑ لگا۔ چودہ ہزار ہادر قمار گھوڑے بندھوا دوں اور سو کروڑ گائیوں سے جنگل کو گائیوں کا جنگل بنا دوں اگر اس میں بھی حیلہ و چھت ہو تو اد جو کچھ فرمائے

وہ حاضر ہو جائے۔ مگر گالے لئے بغیر نہ ہونگا۔

بشیشٹ جی متواتر گفتگو کرتے کرتے ہار گئے آخر میں انہوں نے دو ٹوک کہلایا کہ بس جبت ختم قطع کلام۔ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے میں گٹونہ دوں گا۔ آپ کا بھول چاہئے کیجئے۔ یہ گٹو میری جس جیون اڈھار (سرمایہ زندگی) ہے پتروں کا شرابہ۔ پورنماشی کا ہوم۔ صرف اسی کے دودھ گھٹی پر منحصر ہے۔ اس کے علاوہ جس وقت مجھے جس چیز کی خواہش ہوتی ہے اس گٹو کی بدولت یہاں بیٹھ بیٹھ ہانڈہ آجاتی ہے نہ کہیں لینے جاتے نہ ٹکے کا خرچ۔ آپ کو آپ کی دولت مبارک۔ اگر آپ بال خزانہ دے دیا تو وہ میرے کس کام کا۔ مہمانوں سادھوؤں اچھا گیوں کی خاطر تو معن چار دن میں سب صفایا کر دیگی۔ پھر میں کیا کروں گا۔ اس سے آپ گٹو کو بچتے مجھ پر کم کیجئے میں گٹو کو نہیں دے سکتا اور جو مانگئے بے تکلف حاضر کر سکتا ہوں۔

سرگ ۵۲

بشیشٹ جی کانستدنی کا قلم اپنے کپلے قطع انکار

راجہ بسوا امتر کا عتاب۔ کامہ میں اپر پرستہ سشی و ست پرست

کانستدنی کی بشیشٹ جی سے فریاد۔ بشیشٹ جی اور

کامہ میں کی گفتگو۔ آخر کامہ میں اور بسوا امتر کی جنگ

ستیانند جو ہر سخن سنجی دکھا رہے ہیں کہ بسوا امتر جی نے لاکھ زور دیا مگر بشیشٹ جی

نے ایک مانی۔ مسانہ جو اب دیدیا کہ گٹو کسی طرح نہیں مل سکتی۔ بسوا امتر بشیشٹ جی

کے یوں تنکا توڑ دینے سے آگ بگولا ہو گئے۔ حرارت جوش میں فوج کو حکم دیدیا کہ گٹو

کو گٹو کو دیکھوں تو کون لیجائے نہیں دیتا۔ حکم کی دیر تھی اہل فوج ٹوٹ پڑے اور گٹو

کو زیر دستی کھینچ لے چلے۔ گٹو یہ کھینچ کھاچ دیکھ کر سخت کھراپی۔ آنکھوں سے آنسو

ہونے لگے۔ زبان سے دل پر اثر کرنے والی مدعا کہ جینیں نکلیں وہ اپنے دل

میں سوچتی تھی کہ میں نے کیا خطا کی کہ بشت جی ایسے ہاتھ اور واقف اسرغیب میرے دل کی بات نہ سمجھ کر مجھے قیدوں سے جدا کر رہے ہیں مانا کہ مجھ سے کوئی خطا بھی ہو گئی تھی تو کیا فرض تھا کہ یہ سزا دیتے تھے الامکان میں نے کوئی قصور نہیں کیا۔ اچھا اور ادو دو باتیں تو کروں۔ پھر ان کو اختیار ہے چاہے قصائی کے گھونٹے میں باندھ دیں۔ نندنی کا دھین کو سخت بیچ تھا۔ بسوا امتر کے اہل فرج کی دراز و سستیاں اُس کے دل میں نشتر چھبھ رہی تھیں۔ آخر یہ جان پر کھیل گئی۔ دسی توڑا کر بھائی تو سیدھی بشت جی کے پاس آ پہنچی۔ دھاریں مارتی ہانپتی کانپتی بولی کہ

کیا یہی قول یہی عہد ہی وعدہ تھا۔ آپ برہما جی کے فرزند ہیں برہم لوگ کی گٹھ اور برہما جی کی بیٹی۔ کچھ یاد ہے کہ برہما جی نے کیا کہہ دیا تھا۔ جس وقت آپ مجھے لائے جس۔ انہوں نے ہایت کی تھی کہ اچھی خاطر داشت اور پرورش کرنا نندنی آپ ہی کے یہاں رہے دوسرے کے پاس نہ جانے پائے کیا آپ اتنی جلدی سب باتیں بھول گئے اور مجھ سے کیسے سچ بچ گئے کو بے استنائی سے ملا بھلی سے چھ جو میں رونے دھونے کی آواز کان میں آئی دردناک فریاد بشت جی کو چونکا دیا سمجھے کہ جیسے سسرال میں جاتے وقت لڑکی روتی ہے۔ اسی طرح نندنی بھی گریہ کر رہی ہے۔ لڑکی روتے دیکھ کر ماں باپ بھائی بند بھی رو پڑتے ہیں۔ ضبط نہیں ہوتا۔ چنانچہ بشت جی کی بھی وہی حالت ہو گئی ان کی آنکھوں سے بھی آنسو نکلنے لگے اور محبت کے جوش نے یہ الفاظ زبان سے نکلا دئے کہ

نندنی۔ خطا قصور کوئی نہیں۔ نہ میری خواہش ہے کہ تم ایک پل مجھ سے جدا ہو۔ میں تم کو نہیں چھوڑتا۔ یہ راجہ بسوا امتر کی شاہی طاقت کا غور ہے جس نے تمہیں زیر دستی گھسیٹ بیجانے کی تھانی ہے۔ راجہ بسوا امتر کے پاس لاکھوں فرج ہے میں اکیلا ہوں تنہا ایک بیٹی دو دو گوش۔ اکیلا چنا بھڑا نہیں بھڑو سکتا۔ اس کان دیا بیٹھا ہوں کچھ بس نہیں۔ اگر میرے پاس بھی فرج ہوتی تو یہ نوبت کا ہے کہ آتی + نندنی کا دھین۔ یہ تو آپ کی باتیں ہیں۔ آپ کی سی طاقت بسوا امتر ہیں کہاں اس کے پاس فرج ہے تو کیا۔ آپ کی ایک ترچھی نظر لاکھ پر بھاری ہے ذرا

غصہ سے سراپ دے دیجئے تو کرڑا بہادر بل مار تے ڈھیر ہو جائیں ۔
 بشت جی ۔ تمہارا کتنا صبح مگر کچھ معلوم ہے کہ شام بتر کیا لکھتا ہے ۔ اس کا
 قول ہے کہ راجوں کا پڑا پڑا پڑتا ہے یہ لوگ غمخ کائنات ہوتے ہیں ۔ دنیا کی روز
 اہل زمانہ کی حفاظت انہیں کی ذات بابر کاٹ ڈالستہ ہے ۔ راجہ نہ ہوں تو دنیا
 میں اندھیر نگر ہی چو پٹ راج نظر آئے ۔ ہر جگہ من مانی گھر جانی ہو ۔ زبردست زیر
 دستوں کو دبا لیں ۔ بڑے چھوٹوں کو نیچا دکھائیں ۔ چوروں کی عملداری ہو ڈاکوؤں
 کی گرم بازاری ۔ خاص عام کی دلازاری ۔ جزو کل کی خواری ہو ۔ ہر فرد بشت عمارتی
 عاری ہو سائل آہ وزاری ہو غرض ہر دم مصیبت میں گرفتاری ہو ۔ دشواری ہی
 دشواری ہو ۔ راجہ بھی پریشور کہلاتا ہے ۔ اس سے دینا ہی مناسب ہے ۔ اس کی اپنی اپنی
 واجب نہیں ۔ سراپ تو جب کہو دیدوں مگر راجہ کو سراپ دینے سے گویا دنیا اندھیر
 کرنا ہے ۔ راجہ کا رو آں بھی میلا ہو تو سمجھ لو کہ لاکھوں خلقت پر مصیبت نازل ہوئی ہے
 تو پھونک مارتے خاک سیاہ ہو سکتا ہے مگر عیت کو دکھ ٹوٹو پاپس کے سر ۔ اس
 میں سراپ نہیں دیتا کہ خود بھی پاپ کا بھائی ہو ٹکا نہ ہی نہیں بلکہ ایک اور بات بھی
 جس سے مجھے کان میں تیل ڈالے رہنا پڑا ہے ۔ شنو شاستر کی ہدایت ہے کہ مہمان
 کی بھی دشمنی یا بیجرتی نہ کرنا چاہئے ۔ جس کی پہلے عزت کی اُس کی شکی کی تو سمجھ
 کہ سب کیا دھرا کا رتہ اور پاپ کھاتے میں اس کو بھی جانے دو شاستر ایک نصیحت اور
 کرتا ہے یعنی برہمن ہی کے مارتے سے برہم ہتیا نہیں ہوتی بلکہ چھتری کا مارنا بھی اس
 رتی بھرم نہیں ۔ اگر میں راجہ بسوا متر کا رو آں دکھاؤں ۔ میرے سراپے اُن کا بال
 بیتکا ہو جائے تو سمجھ لو کہ اُن کی رعایا اُن کی فوج اُن کے ہاتھی گھوڑوں وغیرہ کی
 کیا حالات ہوگی ۔ وہ جیتے جی مرجائیں گے ۔ اُن کا کون پرسان حال ہوگا اس سے
 جہاں شک میں خیال کرتا ہوں راجہ بسوا متر معافی کے قابل ہیں راجہ بہت اُن کے
 لئے قدرتی ہے اس پر زیادہ عتاب بے سود بشت جی کی یہ بھولی بھالی باتیں
 کشدنی کا مدھین کو جوش آیا کہ واہ موم جس کو سمجھے تھے وہ پتھر نکلا ۔
 خوب انصاف کیا پڑیا جی سے لٹی راجہ بسوا بھی نہ جانا ۔ خوب قدر دانی ہوئی
 اس پر طرہ یہ کہ راجہ بے قصور ہیں بے قصور قصور وار وہ تیز تڑپ ہو کر بولی کہ

ہمارا جی خوب اچھا آپنے انصاف کیا۔ ظالم راجہ کی گوشمالی شکرنا آپ کے
وید شاستر میں لکھا ہوا آج میں نے دیکھا۔ پھر کیا ہے۔ راجہ ہمارا جے آپ کی
چشم پوشی اور وید شاستروں کے اقوال کو مد نظر رکھ کر جتنا جی چاہے جو رد عمل کریں
کوئی پوچھنے والا نہیں جو زیادتیاں کریں۔ آتماؤں کو ستائیں اُن سب کے آپ
جواب دے سب کے ادھر ہوں گا بوجھ آپ کے سر پر بس یہ سمجھ لیجئے اور پھر مجھ
کو اجازت دیجئے۔ چاہے مول یا جیوں +

بششٹ جی۔ نندنی جی تمہاری بات بھی ٹھیک۔ مگر میں مغدور ہوں
مجھ کو معاف رکھو۔ تمہیں بھی تو سب طاقت ہے کیا کچھ نہیں کر سکتیں +
نندنی۔ میں تو پر بس بندھ ہوں۔ آپ کے اشارے کے بغیر کبھی تنکا ہلایا ہوتا
قسم لے لیجئے اسی سبب سے اب تک نگاہ دیکھ رہی ہوں۔ ورنہ سب کا کچھ
نکال کر رکھ دیتی۔ اب بھی ایک اشارے کا انتظار ہے۔ پھر دیکھئے کیا مزہ آتا
ہے۔ میں بھی کچھ ڈبو ڈھس رہی ہوں +

بششٹ جی۔ تمہیں اختیار ہے تم جو چاہو کر سکتی ہو مگر میں اس معاملے
میں چپ ہی رہنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر نندنی کا دل حسین بادل کی طرح گرجی آواز کے
ساتھ ہی ہلکشی نمودار ہو گئے اور تلواریں تول کر بسوا متر جی کی فوج کے سر ہو گئے
پل کی پل میں دیکھتے دیکھتے بسوا متر کی بہت سی فوج زمین پر سو گئی۔ کوئی سودا
جیتا نہ بچا۔ اب تو بسوا متر جی کے غصے کا کیا ٹھکانا تھا۔ بجلی کی طرح تڑپ گئے
اسٹر شستر لیکر جو جٹ گئے تو نندنی کے پیدا کئے ہوئے سب ہلکشی ایک دم
سے نثار دے میدان بالکل صاف۔ نندنی یہ دیکھ کر چونکی اور جون شک
پیلچہ پیدا کر دئے یہ بڑے ڈنڈ پیل اچھے ہاتھ پاؤں لے جوان تھے ایک ہاتھ
میں دھنش بان ایک ہاتھ میں تلوار۔ پیتا مبر زیب تن۔ بہادر دل کے لباس
اور ہتھیاروں سے آراستہ و سپرستہ انہوں نے آتے ہی تلوار کھینچی اور
بسوا متر جی فوج کو ٹوک کر بھگا دیا۔ بسوا متر فوج جنگ میں بے نظیر تھے انہوں نے
بتھہرا ہاتھ سے تو خوب ہی خون خلم خلم ہوا۔ پس حد تک کہ کام حسین کی ساری
فوج پھیرے لگا دئی کی طرح کٹ کر زمین پر پڑ گئی

سرک ۵۵

بسوا مترجی کے بہادران لشکر اور سو بیٹوں کی زندگی
کا دھین کے ہاتھ سے موت بسوا مترجی کی تیشیا شہو
جی کی توجہ سے شسترو دیا میں مہارت کامل شیشٹ جی
عوض لینے کے اظہار طاقت شیشٹ جی کا عتاب

شیشٹ جی اب تک سیر دیکھتے رہے کچھ نہ بولے۔ مگر جب ملکشوں کی فوج کٹ گئی
اور بسوا مترجی کے چیتے تیز ہو گئے تو انہوں نے کام دھین سے کہا کہ چھوٹے چھوٹے
ملکش پیدا کرنے سے کام نہ بنیگا۔ وہے کو لو ہے ہی سے کچلتے ہیں۔ بس اب کے ایسے
طاقتور۔ ایسے زبردست ملکشوں کا دل میدان میں کھڑا کر دے جو بسوا مترجی کی فوج اور
بسوا مترجی کو تلوار پر رکھ لے۔ تیروں سے سب کے سر اڑا دے۔ زندگی حکم کی منتظر تھی جوتیں
ہوں گی۔ روئیں روئیں سے ملکش پیدا ہو کر بسوا مترجی کے لشکر میں پل پڑے۔ باروا
ہونے لگی میدان میں خون ہی خون نظر آنے لگا۔ گشتوں کے بندھ گئے۔ کوئی سپاہی
چھینا نہ بچا۔ یہ خون خرابہ اور یہ شکست فاش دیکھ کر بسوا مترجی کے سو بیٹے غصے سے
جگمگ بول لال لال لال انکار دے ہو کر دانت کٹکٹاتے آنکھیں نکالتے شیشٹ جی کے
پاس پہنچے۔ اور جو ہیں دل کا غبار نکالنے کے لئے ہتھیار اٹھائے۔ پہلے شیشٹ
جی نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوں کر دی سب کے سب سوا دیا ہو گئے۔ پھر سانس نہ لے سکے۔
اب تو بسوا مترجی کا حال ہی کچھ اور کا اور ہو گیا۔ ساری فوج کٹ گئی سو بیٹوں
خارج دیا۔ غصہ تو ان کو کالے ناگ کی طرح تھا۔ مگر کرتے تو کیا کرتے۔ زہر کے دانت اکھڑ چکے
تھے۔ اب تو چہرے کی لڑاسی اور دل کی مایوسی نے انہیں گنایا ہوا آفتاب بنا دیا بیٹوں
کے رنج میں آنکھوں سے سادان بھادوں کی سی جھڑی لگ گئی۔ ایک ہاتھ سے سر پرکھ
ایک ہاتھ سے کلیجہ تھامے سرد آہیں بھرتے گھر پہنچے۔ ساری باٹی کچا پی ٹکل گئی جب

گھر پہنچے تو عجب سناٹا نظر آیا۔ دنیا سونی معلوم ہونے لگی۔ بس راج راج پات سے جی
اچاٹ ہو گیا جب تپ کی دھن سمائی۔ ایک لڑکا بچ رہا تھا اسے راج سوپا اور
خود رانی کو ساتھ لئے ہوئے ہوان پت پر چل وئے پشت جی سے دل جل رہا تھا۔
بدلہ لینے کیلئے تلووں سے لگی تھی۔ ایسا جب تپ کیا کہ شو جی نے تھوڑے ہی دنوں
میں خوشی خوشی وشن دیدئے پیٹ میں مصروف تھے کہ شو جی نے سامنے آکر کہا +
بسوامتر! اتنا بھاری تپ کیوں ایسی تیشیا سے غرض۔ جودل میں ہو کو +
بسوامتر میں اور کچھ نہیں ایسی شستر دیا سکھا دے کہ جواب نہ ہو شو جی دوجا
منظور کی اور چند دنوں میں ایسی شستر دیا سکھا دی کہ بسوامتر جی ہجوماد گیر سے
بن گئے۔ کسی کو نظر میں نہ لاتے تھے۔ دماغ عرش پر ہو گیا۔ اب کیا تھا پشت جی سے
کسر نکالنے کی دھن سمائی۔ شستر لیکر پشت جی کے استھان پر پہنچے اور تھپا د
سے تپون پائنا شروع کر دیا۔ جو میں شستر چلے ہر طرف آگ برس گئی۔ محلے ہی شعلہ نظر
آنے لگے اور لوں کا کیا ذکر پشت جی کی کمی میں بھی انگارے ہی انگارے سے لگے
دیتے تھے۔ جتنے رشی منی تپ کرتے تھے یہ آگ کا طوفان دیکھ کر جان لئے ہوئے
بھاگے۔ جس کا جدھر سینگ سمایا چلتا ہوا۔ چرند دم دبا کر چل وئے پرندوں
میں کوئی کافی چڑیا باقی نہ رہی۔ آدمی کا سایہ گیا تپون میں صرف دو جانیں رہ
گئیں۔ ایک پشت جی دوسری نندنی کا مھین۔ بسوامتر جی آگ برساتے تھے
اور پشت جی نصیحت آمیز کلمات سے آگ پر پانی ڈالتے تھے مگر بسوامتر جی کی
آتش غضب نہ سمجھتی تھی۔ شرارت کا شعلہ اور بھڑکتا تھا +
جب پشت جی نے دیکھا کہ یہ جلے دل کے پھیپھڑے پھوڑنے پر اوار رہے
ایک نہیں سستا۔ تو بس آنکھیں دھکتا ہوا انگارہ ہو گئیں۔ چہرے سے غصہ
کے شعلے پکنے لگے انگاروں پر لوٹ کر آگ بگولا ہو گئے اور لال بھجھو کا ہو کر رہے۔
اومہا پانی حرا دشت تو نے سب پیشویوں کو تپون سے نکالا۔ تھوڑے ہی
مچھ سے تھی۔ جو کچھ کرتا میرے ساتھ کرتا۔ جس کا تھا کہ میں مصاف بھی کر دیتا۔ مگر
نہیں اب تو نے رشیوں کا کلیجہ کلیا یا ہے۔ دیکھ دیا ہے۔ تیشیا میں ہر رخ ڈالا
دل جلایا۔ پس اب بغیر سردئے چارہ نہیں اچھا رہ +

یہ لکھ انہوں نے جراج کی طرح پتھر کا دل کر کے برہم وڈھ ماتھ میں لے لیا
اور کہا نے بچ اب خیریت نہیں +

سرک ۵۶

بششٹ جی کے برہم وڈھ سے بسوا متر جی کی
فاش شکست۔ چھتری طاقت سے نفرت برہم
بل حاصل کرنے کے لئے پرت گیا۔ یعنی عزم بالجزم

جو ہیں برہم وڈھ بششٹ جی کے ماتھ سے نکلا۔ لال انگارے کی طرح دیکھا۔ بجلی
کی طرح چمکتا۔ سیدھا نشانے کی طرف چلا۔ بسوا متر تم ٹھونکے مقابلے کو کھڑے
ہی تھے۔ انہوں نے اگنی بان سر کیا۔ بششٹ جی بے لے کر

بڑا چھتری بننا ہے تو پیٹھ دکھانے کی سند نہیں۔ جہان تک بس چلے نور
دکھانے۔ دیکھ میں بھی کس طرح ہیں ڈھیر کئے دیتا ہوں ذرا مزہ دیکھ +

بششٹ جی اتنا کہ پاٹے تھے کہ بسوا متر جی کا اکن بان برہم وڈھ میں غائب
وہ اس طرح ٹھنڈا ہو کر رہ گیا جس طرح سمندر میں تھوڑے دیکتے ہوئے انگارے +

اگن بان سے ماتھ دھو کر بسوا متر جی نے برن بان۔ رُدر بان وغیرہ بہت
شستر چلائے۔ مگر سب برہم وڈھ میں داخل۔ اب تو بسوا متر جی کے غصے کا شعلہ

بھر کا کہ آپ سے نکل گئے۔ چہرہ قہقہہ گیا۔ آگ ہو کر برہماستر چلا بیٹھے۔ برہماستر کے
چلتے ہی دیوتا اور گندھرب تھراٹھے کہ بس اب بششٹ جی کی خیر نہیں ایک دم میں دم

فنا ہو جائیگا مگر نہیں یہ خوف دیر پا نہ تھا۔ بششٹ جی نے فوراً ہی برہم متر پڑھ کر
استر کو بھی برہم وڈھ میں لپٹا (غائب) کر لیا۔ اور برہم وڈھ کی ذاتی شعاع نشانی۔ اور برہم وڈھ

استر وڈھ شستروں کے وصل سے دونا زور اس پر جوش غضب میں بششٹ جی کے روپ
روپ سے آگ کی لپٹیں سوزی کر دینا کی طرح شرفشاں۔ دو سرشی کانپ اٹھے کہ جس نے

کو برہم وڈھ بششٹ جی کا یہ غصہ سہاویہ جی کی ماتھ والی آنکھ کا کام کر گیا۔ انہوں نے بششٹ جی کی

بس اتنی ہی خواہش اتنی ہی تلبذو ہے +

سک ۵۸

راجہ ترسکو کو بششٹ جی کے فرزندوں کی بددعا۔ راجہ
کی سخت مایوسی۔ آخر بسوا مترجی سے مدد کی درخواست

راجہ ترسکو کی درخواست سُننے ہی بششٹ جی کے فرزندوں کے تن بدن میں آگ
لگ گئی۔ انہوں نے طیش میں فرمایا کہ اگر ترسکو تو بڑا مالائق ہے مگر شوکِ جنس کے تمام اوجوں
کے گروہ ہمارے پتا بششٹ جی سب اُن کی نظر میں چلنا سعادت سمجھتے تھے۔ تم ایسے ناخلف
ہوئے کہ اُن کی بات پر عمل نہ کیا اور اُن کے ہوتے دوسروں کو گرد اور پردہت بنانے چلے۔
دھوکا ل ہے۔ خردار جواب یہاں ٹھیرے۔ جاؤ سامنے سے ہٹ جاؤ اسی میں غیریت ہے۔
راجہ ترسکو پہلے بششٹ جی ہی کی بے اتفاقی سے دل شکستہ تھے۔ اُن کے میٹوں کا غصہ
دیکھ کر اُن کو اور سخت رنج ہوا۔ انہوں نے تاؤ کھا کر صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اب تک میں اور
گھر دیکھنا نہیں چاہتا تھا جب بششٹ جی نے ایسے ہاتھ مارے کہ مجھ کو دکھنا بتا دی تو آپ
لوگوں کے پاس آیا۔ آپ نے بھی دوت دیک کی تو میرا بھی ایشور مالک ہے تو کیوں نہ سرگرد
تلاش کر کے اُس سے یگیہ کو پھیل کر اؤں +

تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

آپ لوگوں ہی میں کچھ سرخاب کے پر نہیں گئے۔ کمالات آپ ہی کے ہاتھ نہیں پڑے
ہیں۔ دیکھ لیجئے گا کہ کیسے یگیہ کو سمپت کرنا ہوں تو سہی اب سب منہ لیکر رہ جائیں +
راجہ کے یہ پر جوش الفاظ بششٹ جی کے میٹوں کے کہنے میں زہر بکھنے ہوئے تھے کہ
کام کر گئے۔ ان کو ایک ایک لفظ فشر سے زیادہ دلخراش معادہ ہوا دل پر سخت چوٹ لگی۔
غصہ روکے سے نہ رکا۔ آؤ دیکھنا تاؤ جوش میں سراپ دیدیا کہ جا بے چٹا ال ہو جاؤ
سراپ دیا سب مٹی کا پھر تپشیا میں جٹ گئے۔ یہاں بددعا نے اثر دکھایا تو راجہ
ترسکو کے چہرے پر فریادی قہر برپا تھا یا اب صورت ہی اور ہو گئی۔ چٹا لال

کی سی شکل۔ بنگلے کے پردوں سے زیادہ سفید ملبوس نیلے پڑ گئے۔ تمام طلائی زیوروں نے لوہے کا جامہ پہن لیا۔ صورت پر ایسی چھوت برسنے لگی کہ سب وزیر و مشیر گھٹا کر ساتھ چھوٹ گئے۔ اب تو راجہ کو بڑا ہی دکھ ہوا۔ ان کو سب طرف سے مایوسی ہی مایوسی نظر آنے لگی۔ دل کو سخت رنج ہوا۔ اور اس رنج کی حالت میں خیر خواہوں۔ نیک پروردوں۔ عزیزوں و رفیقوں سے ناامید ہو کر سیدھے بسوا متر کے پاس پہنچے بسوا متر جی تپشیا میں جُٹ چھوٹے تھے جو ہیں راجہ کو آتے دیکھا۔ اُن کو افسوس ہوا کہ راجہ ترسکو اور کہاں چنڈال کا روپ۔ اس کی وجہ۔ غرض صورت دیکھی تو اُن کو رحم آگیا۔ اور بڑے آؤ بھاؤ (تعمیرِ مکریم) سے اس بلایا +

جب سے راجہ ترسکو پہنچے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور زبان سے یہ الفاظ سنائی دئے +

مہاراج! بیشٹ جی نے میرا سارا اھیل بگاڑ دیا۔ سب کیا دھرا اکارتھ کر دیا۔ یہاں تک بھی خیریت تھی۔ مگر اُن کے بیٹوں نے تو بس غضب ہی ڈھایا۔ سراپ دے کر چنڈال بنا دیا۔ میں نے بہت عاجز ہی کی مگر غریب کی سنا کوں ہے جب سب طرف سے مایوسی ہوئی تو تقدیر آپ کے چرنوں میں لائی۔ کیونکر آپ کے سوا کوئی دستگیر نہیں۔ مہاراج جی میں نے کوئی کم پن دان نہیں کیا۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب بولا تب سچ بھرت منہ میں سونے ڈالے رہا۔ جانتا ہی نہیں کہ لغویات کسے کہتے ہیں۔ آپ کے اقبال سے جگہ بھی کئے۔ شاستر میں پوری طرح عمل کیا۔ رعایا کی بھی خوب خاطر داشت کی کوئی کام دھرم کے خلاف ہوا ہو تو گنہگار۔ مگر اس ریشٹشٹ جی نے مجھ آدمی سے بھی زیادہ زور کیا۔ اُن کے لڑکوں کی پناہ میں لیا تو وہ اُن سے بھی بڑھے چڑھے نکلے جھوٹا پٹ سراپ دیدیا۔ میں اُن پر بھی الزام نہیں لگاتا۔ قصور قسمت کا ہے جو کبھی بد ہی ہے وہی ہوتی ہے مگر چونکہ میں بے قصور ہوں۔ ریشٹشٹ جی اور اُن کے بیٹوں نے بے سوچے سمجھے مجھے اس حالت کو پہنچایا ہے۔ اس لئے آپ کی پناہ میں آیا ہوں۔ اب صرف آپ ہی آسرا آپ ہی کا بھروسہ ہے اگر میری قسمت میں چنڈال کی جون ہی بد ہی ہے۔ شُرگ جانا کیا نہیں تو مجبوری۔ اگر کچھ گنجائش ہے تو آپ کو یا کر کے میرا پیکیہ پورا کر دیجئے آپ کے ہوتے میں کیوں مایوس رہوں +

سنگ ۵۹

بسوا مترجی کی نظر غایت۔ راجہ ترسنا کو کی
دشگیری۔ بشت جی کے سو بیٹوں کو بسوا متر
جی کی بددعا۔ اور بددعا کا تیر ہدف اثر

راجہ ترسنا کو کی فریاد موثر الفاظ میں تھی۔ اس نے بشت جی کی پرانی عداوت
کا خیال بھی تازہ کر دیا۔ درخواست سننے ہی کچھ رحم سے کچھ بشت جی کی
رقابت سے بولے کہ

راجہ گھبراؤ نہیں میں تمہارا طرفدار ہوں۔ اچھے اچھے رشی کامل سے کامل سامنا
تمہارے مکان میں اگر گلیہ میں شریک ہوں میں سب باتوں کا ذمہ لیتا ہوں سامنا
کہ بشت جی کے بیٹوں نے تمہیں چٹال بنا دیا ہے مگر کچھ پرواہ نہیں تب
میرا نام بسوا مترجی اس چٹال شریز سے مرگ لوگ میں پہنچا دوں۔ تم اطمینان
رکھو اور اپنا یگیہ سمپت سمجھو۔

راجہ سے یہ فرما کر بسوا مترجی اپنے بیٹوں سے مخاطب ہوئے۔ اُن سے فرمایا کہ مجھے
راجہ ترسنا کو کا جلیہ کرانا ہے۔ جاؤ سب ساز و سامان ٹھہک کر دو۔ متنے رشی منی بڑے
بڑے پیشوی جوگی حتی ہیں۔ سب کو میری طرف سے بلانا مگر بشت جی کو یہ مامہ معلوم نہ ہو
پائے۔ ہمارے اُن کے بگاڑ ہے۔ فائدہ کیا کر بیٹھے بٹھا۔ اُسے سوتا ہوا فتنہ پھر جاگے جو رشی
لوگ راضی خوشی آئیں۔ اُن کو خاطر تواضع سے لانا۔ جو بدی کریں۔ بُرا بھلا کہیں ان کا نام
گنونا پھر دیکھا جائیگا۔ بسوا مترجی کے فرزند مطیع و فرماں پذیر تھے اسی وقت دوڑ پڑے
تپو بنوں میں جہاں نرے زسیوں سیوں کا پیغام دیا۔ اور پھر سیدھیال بھریں پھرتے پھرتے
گھومتے گھومتے بشت جی کے فرزندوں کے تپ اشرم میں بھی گز ہو گیا دہاں ایک جھوری
رشی بھی نپ کر تھے۔ جو ہیں اُن سے جلیہ کا ذکر ہوا بشت جی کے فرزند جاے
سے باہر ہوئے۔ چھاما کر بولے کہ بسوا مترجی تیری ہے وہ کیا جلیہ کرا سکتا ہے۔

کام پر ہنوں کے ہیں۔ دوسرے چنڈال کے جگلیہ میں کوئی برہمن جا بیٹھا کیوں؟ جا بیٹھا تو
 کھا بیٹھا کیسے؟ اب رہ گیا اکیلا ڈسٹ بسوا متر وہ کیا راجہ ترسکو کو عاقبت میں چراغ دکھا
 اکیلا چنا بھڑا پھوٹے ناممکن بسوا متر کے بیٹے ان باتوں کو خاموشی سے سنکر استھان پر
 واپس آئے۔ سہارا کچا چٹھا سنا یا جو ہیں نشیٹ جی کے بیٹوں کی بات چلی بسوا متر جی
 کو سخت غصہ آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ نشیٹ جی کے بیٹوں کا یہ منہ عین ایسا میو کی
 جگلیہ کرانے کا ادھکار سی نہیں تو اور کون ہو گا۔ یہ بیوقوف راجہ ترسکو کو چنڈال کس منہ
 کہتے ہیں۔ دادہ دادہ ایک راجہ سب راجوں میں ترشیٹ۔ اس میں گھن کیا لگے ہیں بے
 سعادہ خود ہی سراپ دیں اور خود ہی چنڈال کیس۔ اچھا تو اب نتیجہ بھی بھگتیں جیسی
 کرنی دینی بھرنی۔ کرنی خوش آمدنی بیش۔ تو میں مراب دیتا ہوں کہ نشیٹ جی کے
 سارے بیٹے موت کے منہ میں جائیں۔ سات سو برس تک چنڈال کی جون میں بھاؤ
 بھگتیں دانہ پانی کچھ نہ ملے۔ ہاں پیٹ پالنے کو کچھ مل جائے تو کتنے کا گوشت۔ باقی اور
 عیش و آرام ندارد۔ اب رہ گیا مودری رشی اُس نے بھی شرارت کی ہے ناحق الزام لگا
 میں۔ پس یہ بھی سوا انا۔ اگلے جنم میں نکھاد۔ جانیں ہلاک کرے ظلم و ستم پیشہ ہو اور اسی
 سببے پاپ رانی سے پریت ہو کر دکھ دے۔ مدتوں تک تکلیف سے نجات نہ پائے
 بسوا متر جی کے چہرے پر اس وقت عجیب ہی جلال تھا۔ اگر کوئی سامنے ہوتا
 تو غصہ بھری آنکھوں سے جل جاتا۔ بس اترا رہے کہ زبان سے بددعا نکلتے ہی نشیٹ
 جی کے تنہ کے تنو بیٹے جسم عنصری چھوڑ گئے۔ مودری رشی کا بھی چولا غائب اور بسوا متر
 جی نے بھی ہونٹوں پر جہر خاموشی لگالی۔ دل کا غبار اتنی ہی باتوں سے نکال کر
 چپ ہو گئے۔

سرگ ۶۰

راجہ ترسکو پر بسوا متر جی کی نظر عنایت جلیہ
 کا سرا انجام۔ راجہ کی سرگ میں رسائی۔ راجہ

کاجتاب بسوا مترجی کے فیض کمالات سے دوسرے شکر کی تیاری اور راجہ ترسنکو کا دائمی قیام

بسوا مترجی زبان دینے کو توبہ گئے۔ اب ان کو خیال ہوا کہ میری پیشینا کا کیا حال ہے اس میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو مفت میں بات ہی جائے۔ وہ دھیان میں لیں ہوئے وہ شخص میری کی طاقتوں سے کام لیا تو معلوم ہو کہ وہ لفظوں نے حدودی رشی کو ناش کر دیا اور شیش جی کے تلو کے تلو بیٹے نذر اجل ہو گئے۔ اب تو بسوا مترجی کا مزاج عرش پر تھا۔ سمجھے کہ محنت ٹھکانے لگی۔ کیا دھڑا پھل ہوا جو ان کی طاقتوں کو اس وقت تک نہ سمجھتے تھے ان کی بھی آنکھیں کھل گئیں۔ سب کی تلی تلی کانپ گئی کہ آہ بسوا مترجی کی پیشینا کا یہ قدر دو لفظوں میں یہ تاثیر غصے کا یہ حال۔ رشیوں کی بھی کور دب گئی۔ دہلی ہلی بنے ہوئے میاؤں میاؤں کرنے لگے۔ جو بسوا متر کہ میں وہ ٹھیک کسی کی مجال نہ ہوتی کہ چوں و چرا کرے سب تیشوی آکر برہمی خوشی سے آسنوں پر جم بیٹھے اور وہ شاسن کے اصولوں کی پابندی کے ساتھ گیمہ کر کے بسوا مترجی کا ماتھے بٹایا۔ جگہ جگہ ہونے پر بسوا متر نے دیوتاؤں کو اداس کرنا شروع کیا مگر انہوں نے صاف کہہ دیا کہ جنہاں کے جگہ کا بھال (حصہ) قبول نہیں ہو سکتا۔ دیوتاؤں کے اس انکار سے بسوا مترجی کی آنکھوں سے ٹون اُڑیا۔ دانت کٹکٹانے لگے۔ راجہ ترسنکو کا دل ٹوٹ گیا کہ مائے

قسمت کو دیکھ کر کہاں ٹوٹی ہے کند۔ دو چار ہاتھ جیسا کہ لب بام رہ گیا۔ راجہ کی مایوسی دیکھ کر بسوا مترجی نے دھھارس ری کر آپ گھبراہٹ میں نہیں جس بات کے لئے چھٹائی ٹھونک چکا وہ ہو اور ضرور ہو بلا سے متر کی طاقتیں زائل ہو گئیں تو سہی تیشیا کے زور سے میں آپ کو شکر میں پہنچا کر رہوں۔ یہ کہہ کر بسوا مترجی نے سنکلیپ پر دھنا شروع کیا اور عمر بھر کے ثواب۔ دان میں اور جب بیکے پھل راجہ اندر کے نذر کر دئے۔ جو ہیں سنکلیپ پڑھا گیا فوراً ہی راجہ ترسنکو شکر لوگ کو روانہ ہو گئے۔ اندر سے راجہ کو آتے دیکھا تو دیکار سے کہ چندال کا سرگ میں کیا کام کر اور گرد کے میٹوں کی مددول حکمی اور نا فرمان برداری کرنے والے کا یہاں گز کہاں چکے کہ انہوں نے دھککا دیا تو راجہ وا دیا کرتے۔ بسوا مترجی کی دہلیائی کھیلتے اور پتہ پتہ کرتے

لگے بسوا متر نے یہ حال دیکھا تو چہرہ تمٹھا گیا آنکھیں لال پیلی ہوئے لگدیں جوش
غضب میں باد از بلند کہا۔

راجہ بسو وہیں ٹوک جا۔ دیوتا لوگ اور اندر شرارت پر آمادہ ہیں سرگ
میں رہنے دینا منظور نہیں تو کیا مضائقہ میں ابھی دوسرا سرگ بنا کر آپ ہی
کو وہاں کا اندر بنائے دیتا ہوں +

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سرگ بن گیا اور راجہ کو وہاں کے اندر کی پدوی مل گئی
دیوتاؤں نے یہ رنگت دیکھی تو ہوش اڑ گئے حواس جاتے رہے کہ جب سرگ تیار
ہو گیا تو بسوا متر دیوتا بھی ضرور پیدا کوئی گئے۔ اور پھر یگیہ کا بھاگ ملنے میں بادھا
ہوئی۔ اس سے سب ملکر برہما جی کو لٹے ہوئے بسوا متر جی کے پاس آئے منیت
سماجت کرنے لگے۔ اب غصہ کیوں۔ آپ کا پر ن پورا ہو چکا۔ راجہ ترسکو چندال
کے جسم سے مرگ لوک میں ہوا ہے۔ آپ نے یہ گب کہا تھا کہ سرگ لوک میں رہا کر یہ
پس اب جوش غضب بیکار ہے آپ کی بات رہ چکی +

بسوا متر جی۔ اگر بنایا ہوا سرگ قائم رہے۔ میرے بنائے ہوئے گمرہ پختہ۔
تارے قیام دنیا تک صحیح سلامت رہیں اور سب پختہ راجہ ترسکو کی پرکرا کرتے
رہیں۔ اس کے علاوہ اگر موجودہ عالم ایجاد تباہ و برباد ہو جائے اور پھر انتظام آفرین
ہو تو راجہ ترسکو بھی اندر ہوں۔ تب تو میں آپ کا کتنا مانوں ورنہ ساری شرٹی پیدا
کر کے چھوڑ دوں گا +

دیوتاؤں نے شرعاً منظور کی۔ بسوا متر جی نے یگیہ موقوف کر دیا اور راجہ ترسکو
بسوا متر کے بنائے سرگ میں رہنے لگے +

سرگ ۶۱

بسوا متر جی کی اور رشیوں کے ساتھ جیشہ بھیک
میں تشریف بری۔ راجہ امبریک کے یگیہ کی

سستیاند کی زمانہ مختلف اوقات

سمر گزشت۔ سستیاند کی زمانہ مختلف اوقات
 بسوا تو جی جب اپنی یتگیہ کر چکے تو رشیوں میںوں سے فرمایا کہ اب یہ جگہ ہماری
 ہماری تیشیا کے قابل نہیں۔ راجہ ترسلو کی وجہ سے اس کی اچھی عظمت مٹ گئی
 ہمارے عمر بھر کے جب تک کی کیا بھی ہاتھ سے جاتی رہی۔ پس اب چلو وہاں تیشیا کریں
 جہاں راجہ بٹال اتیکرتے تھے۔ وہ جگہ بہت ہی مقدس ہے۔ وہ کی تیشیا کا پھل بھی
 بہت ہے۔ رشیوں نے کہنا مان لیا اور سب کے سب جیشٹ بھکر پر جا کر تیشیا میں
 بہمن منصرف ہو گئے۔

سستیاند سری راجہ راجی سے اسی سلسلے میں سخن بردار ہیں کہ زمانہ سابق میں
 راجہ ابرہیکہ کیگیہ کیا۔ جب کیگیہ کی آخری آہوتی ہی گئی تو پشو کے بلداں کی توبہ آئی
 کہ رشیوں کو دیکھتے ہیں تو کیگیہ شلا سے غائب۔ کہیں پتہ نہ لگا۔ وہ پشوراجہ اندر نظر بچا کر
 لئے اُسے تھے۔ غرض یہ تھی کہ کیگیہ کی کارروائی ادا ہو رہی رہ جائے۔ یہاں جب بلداں

کا پتہ نہ ملا تو رشی منی برہمن اور پندت راجہ سے بولے کہ
 پشو کا یوں دیکھتے دیکھتے غائب ہو جانا خالی از علت نہیں معلوم ہوتا ہے کہ
 آپ کے کسی پاپے اُس کے پر لگا دئے سنگیا ہے کہ آپ کی عملداری میں رعایا آرام سے نہیں
 رہتی۔ آپ شاستروں کی ہدایتوں پر کار بند رہ کر قرار واقعی رعیت پروری نہیں کرتے۔
 راجہ ابرہیکہ۔ شاید ایسا ہی ہو گا۔ جتنے الامکان میں رعایا پروری سے منع نہیں
 کرنا تاہم کیگیہ کی کارروائی منظور ہے۔ آپ فرمائے کہ اس کا پراشچت اور کیگیہ
 لئے انجام کی بھٹی کوئی صورت ہے۔

رشی۔ ہاں دھرم شاستر میں سب کچھ ہے۔ شاستر کار (مستندان ساسترا) ہدایت فرماتے
 ہیں کہ اگر کیگیہ کے بلداں کا جانور کھو جائے اور تلاش سے نہ ملے تو برہمن کا بلداں کیا
 جائے۔ ورنہ جہنم نام نہام رہیگا اور اگر آپ کہہ لے اٹھا عذاب رہیگا۔
 راجہ ابرہیکہ کو کیگیہ کی کارروائی کا خیال سمایا ہوا تھا وہ اسی وقت عمل کرتے ہوئے
 ساری دنیا کی خاک چھان ماری۔ سوئی کی طرح قربانی کے جانور کی طرح ہوا مگر تپہ نہ لگا جب
 پشو کی تلاش سے باہر ہو گئی تب انہیں برہمن کے لڑکے کی فکر پڑی۔ ایک سر سے
 دوسرے تک یہ پکارتے ہوئے گھومنے کہ کوئی برہمن ایک ہزار گائیں لئے اور بلداں

کے لئے اپنا بیٹا دے دے۔ راجہ نے چاروں طرف پھر پھر اکڑا لگائیں تو ریشی گر گئی۔
 جواب نہ دیا۔ کوئی برہمن کا لڑکا بلدان کے لئے ہاتھ نہ آیا۔ اب انہوں نے پھر دنیا کا چکر لگایا
 اور آواز لگاتے پھرے کہ لاکھ گائیں دیئے کو تیار ہوں کوئی برہمن اپنا بیٹا دیکر میرا جلیب
 کر دے۔ ہر جگہ صدائے برخواست۔ آخر پاؤں توڑتے توڑتے بھرنیک لونگ پربت پر جا
 پہنچے۔ وہاں چھپک رشی تپشیا میں مشغول و سرگرم تھے چہرے پر تپوں سے وہ تیج تھا کہ
 آنکھ نہ بھیرتی تھی۔ راجہ امبریک وہاں ٹھٹھاک گئے۔ رشی سے گڑا گڑا کر اتماس لیا کہ
 ہمارا ج ایشور نے آپ کو بہت سی بیٹے عطا کئے ہیں ایک بیٹا مجھے عنایت کیجئے
 اور تنو گائیں بدلے میں لے لیجئے۔ میں دنیا بھر میں پھرا آیا جہاں بھر چھپان مارا مگر کسی
 برہمن نے اپنا بیٹا نہ دیا۔ مجھ پر جو مصیبت نازل ہے کیا عرض کروں ؟
 رشی نے دل میں سوچا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ایک بیٹا دیدو۔ یہ بھی کیا کہنگا کہ
 اپکار نہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ بڑے کو تو نہ دو لگا اور جو چاہے لیلو حاضر ہے ؟
 رشی جی کی استری نے جو اس سوال کی خبر سنی تو وہ بول اٹھی کہ چاہے جو کچھ ہو
 میں اپنے چھوٹے لڑکے کو کسی طرح نہ دوں گی ؟
 رشی جی کے تین بیٹے تھے ان میں سے بڑے کے ساتھ رشی نے محبت ظاہر کی۔
 چھوٹے کے واسطے رشی تپنی کی مانتا پھر پھڑائی۔ اب رہ گیا صرف منجھلا لڑکا وہ بیٹا
 سن رہا تھا۔ اُس نے سمجھ لیا کہ باپ ماں کی مرضی میرے ہی بلدان کی ہے چنانچہ سنشپ
 اٹھ کھڑا ہوا اور راجہ امبریک بولا کہ ہمارا ج گائیں میرے مانیتا کی نذر کیجئے۔ میں چلنے
 کو حاضر ہوں۔ راجہ نے کئی ہزار گائیں رشی کی خدمت میں پیش کیں۔ سنشپ ماں
 باپ کو نڈنوت کر کے راجہ کے ساتھ ہو لیا۔ راجہ کا رتھ چلا تو ہوا ہو گیا ؟

سرک ۶۲

راجہ امبریک کے یگیہ کی کامیابی کے لئے سنشپ
 رشی کمار کی بلدان کی ضرورت سے روانہ ہوئی

بسوا مترجی سے ملاقات بسوا مترجی کی دستخط
پر نظر عنایت اپنے تینوں بیٹوں پر قہر سخت انکی
موت جنگیہ کی کامیابی سنشپ کی بلکہ ان جانبری

راجہ امبریک دلاں سے وارد مار چلے۔ رتھ ہوا سے بائیں کرتا ہوا جارہا تھا کہ دو پر موٹا
اس وقت تک منت نیم نہ کیا تھا لہذا ایک مقام پر ٹھہر گئے اور اٹھان کر کے بوجایا
میں مشغول ہو گئے۔ سنشپ نے یہ وقت فرصت غنیمت جانا اُس نے سوچا کہ بسوا متر
ماہوں میں کہیں پیشیا کر رہے ہیں تب تک میں انہیں کے درشن کر لوں کیا عجب کہ وہ
کوئی ایسی تدبیر کر دیں کہ میرے پرائوں کے ماتھے بھی بجائے اور راجہ امبریک کا بگیہ
بھی کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہو۔

یہ سوچ کر وہ چل کھڑا ہوا۔ ایک جگہ دیکھا تو بسوا مترجی جب تپ میں جان دل
سے مصروف تھے۔ جہیں اُس نے مقدس صورت دیکھی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے
اور جاتے ہی گود میں لیٹ کے یوں لہہ ڈار ہی شروع کی کہ گواہی مانوں ہیں مگر میں آپ کو
ایشور کے طور پر جان کر آیا ہوں۔ آپ ہی میں میری جان بچانے کی قدرت ہے۔ میری
حفاظت میں آج کو نہ کسی سے لڑائی بھڑائی کی ضرورت ہے نہ بددعا دینے کی صرف
اتنا چاہتا ہوں کہ راجہ امبریک کا جنگیہ سمایت ہونے کی کوئی تدبیر بتا دیں اور میں دشمنی
جان مفت جا سکی۔ زمین و آسمان میں میرا کوئی دستگیر نہیں۔ اب میں بے سرپرست ہوں
پناہ ہوں۔ بچاؤ کی صورت سے توفیق آپ کی ذات سے۔ جان تک نوبت آنے سے بڑھ کر اور کیا
مصیبت ہوگی پس نظر ترجمہ کا امیدوار ہوں آج سے آپ ہی کو تپا سمجھو لگا۔ آپ کے بیٹوں
سے زیادہ فرمانبرداری کروں گا مگر کسی طرح جان بچائے اور راجہ کا جنگیہ پورا کر دیجئے۔
بسوا مترجی کے دل پر اثر ہوا۔ انہوں نے اپنے تینوں بیٹوں کو یاد کیا وہ حاضر
ہوئے تو انہوں نے فرمایا +

پیارے آنکھ کے تارو۔ سنشپ میری پناہ میں آیا ہے جان بچانے کی فکر اسے
تمہارے یہاں تک کھینچ لائی۔ اگر میں پناہ میں آئے دلوں کی دستگیری نہ کروں تو نذر رکھا
ہوا ہے۔ اس سے اُس کی جان بچانا فرض ہو گئی۔ تم میں سب کو قدرت حاصل

ہے کہ اس کا بال بھی بینکانہ ہونے دو۔ اور مجھے بھی ترک جانے سے بچا لو۔ کیونکہ لوگ
پتھر ہو پتھر وہ ہے جو اپنے باپ اور خاندان کو ترک سے بچا کرتا رہے۔ چنانچہ دیکھو
پتھر کے مٹنے میں ترک اور تر سے مراد ہے تارنا یعنی ترک سے تارنے والا اگر تیرکل
پر درار اور بزرگوں کو نہ تارے تو وہ پتھر نہیں موتر (پیشاب) ہے بمصداق

جیسا پتھرے موت ہے وہی پتھرے پوت

رام بچھے سو پوت ہے نہیں موت کا موت

میں واجب ہے کہ اس کی جان بچا لو مجھے بھی ترک سے نجات بخشو۔ راجہ کا بھی
کام سہہ کرو اور تم بھی اپنی عاقبت بناؤ۔ اس کے لئے تدبیر یہ ہے کہ شونکر جگہ
میں جاؤ اور سب کام بنا دو جس وقت دیوتا تمہارا مانس کھائینگے۔ بہت ہی خوش
ہونگے اور تمہارا جش بھی یادگار رہیگا۔ اب میرا حکم ناف پتا کا حکم ماننا بھی بڑا دھرم ہے
بسوا مترجی کا یہ کلام سنکر ان کے تینوں فرزند ہنسے کہ واہ کیا محبت پدیری ہے
آفرین! ایروں غیروں کے بیٹوں کی جان بچانا اور اپنے کچھے کے ٹکڑوں کو آگ
میں جھونکنا۔ آپ کا ایسا خون سفید ہو تو ہو مگر تم ایسی سعادت مند ہی سے باز آئے
جس کی بدولت بلا واسطہ خواہ مخواہ اپنا خون ناحق ہو گا

بسوا مترجی اس جواب سے سخت برا ٹیختہ ہوئے۔ بولے اے ناخلفہ! شاستر میں
لکھا ہے کہ اطاعت پسند اور فرمانبردار بیٹے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ کرتا کا حکم
پاکر اپنی عقل سے سوچ بچار کر کے تعمیل کر دیں دوسرے وہ کہ کچھ نہ سوچے نہ بچار کرے
حکم پاتے ہی اس کا حکم کو تپا کی مرضی کے موافق کر دے تم لوگ ایسے ناخلف ہو کہ نہ
کچھ سوچا نہ سمجھا نہ اونچ نیچ سمجھی نہ کچھ عقل سے کام لیا۔ پٹ سے جواب دیکر تھپسا
کھینچ مارا تم ایسے بیٹوں سے کیا فائدہ مجھے بے اولاد رہنا اس سے ہزار درجہ اچھا
پھل بھوگو جس طرح بنشٹ جی کے بیٹے نشٹ ہوئے ہیں اسی طرح تمہاری بھی مٹی خراب ہو
ہزار برس تک چٹال کی جون میں رہو۔ جب اس نجات ہونک میں نہ تول نہ تان نہ ہنا پڑے
بسوا مترجی کی زبان سے یہ قہرائگیز الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ تینوں بیٹے وہیں
جل کر راکھ ہو گئے۔ خاک کے ڈھیر کے سوا کچھ نہ رہا۔
یہ واقعہ بلاخیز و سناخیز شراٹگریز جو دیکھا تو سنشپ کی بوٹی بوٹی کانپ گئی کہ

اُف اودہ بسوا مترجی کا یہ جلال قہر و عتاب کی یہ آشفٹانی۔ اُس کو بسوا متر کے بیٹوں کی اس موت اور عذاب سخت صدمہ ہوا۔ مگر چارہ کیا ؟
 بیٹوں سے چھٹی پا کر بسوا مترجی سنشیپ کی طرف مخاطب ہوئے دو متر سکھا
 ایک اندر و سراپ نکھد۔ پھر ہدایت کی کہ جس وقت بلدان کے لئے تمہیں لوگ لے
 جائیں تو یہی دو متر پڑھ دینا ان کی ناسرودہ ہوگی کہ اندر خوش خوش خود بول اٹھیں گا کہ
 بس میں سیریں آسودہ۔ جگہ سداہ ؟
 متر سیکھ کر بسوا مترجی کی ہدایتوں کو گرد باندھے ہوئے سنشیپ امبریک کے پاس
 آیا اور کہا لے چلئے۔ راجہ نے خوشی خوشی رتھ پر چڑھ لیا۔ رتھ کے گھوڑے اڑے تو جگہ
 شالا ہی میں تھے۔ وہاں پہنچتے ہی سنشیپ کو خوب نہلایا دھلایا گیا۔ پتیا سہر
 اور پھولوں کے مالے پہنا کر جگہ والے ہوں کنڈ کے پاس لائے۔ اور ایک ستون
 پر بلدان کے لئے باندھ دیا ؟

سنشیپ کو بسوا مترجی نے اچھی طرح پٹی پڑھادی تھی۔ پس اُس نے پہلے کئی
 دوتا کلا دھسیاں کیا۔ پھر وہی دو نو متر پڑھنا شروع کئے متروں کا پڑھنا تھا کہ اندر کا
 راجہ امبریک جگہ سداہ کامیابی مبارک۔ نذر دینا قبول سنشیپ کے بلدان
 کی اب کوئی ضرورت نہیں ؟

۶۳

بسوا مترجی کا جیشہ بھکر گز مینکا اپسر کے حسن
 فریفتگی تعلقات حسن و عشق۔ آخر جدائی۔ بسوا متر
 جی کی ادر نور ریاضت شاد۔ مہارشی کی پدوی
 بے اطمینانی۔ مزید شغل ریاضت دیو ماؤنک تشویش

راجہ امبریک جگہ سمایت ہو گیا۔ سنشیپ کی جان بچ گئی یہاں بسوا مترجی تپشیا

میں ایسے جھٹے رہے کہ ہزار برس ختم ہو گئے۔ اور برہما کو درشن دینا پڑا انہوں نے اگر کہا
(یسوا متر تمہاری مراد پوری ہوئی۔ محنت کھل۔ تم نے ایسا تب کیا کہ رشیوں میں تمہارا
مرتبہ افضل ہو گیا)۔

برہما جی کی یہ بات سنکر یسوا متر جی کو پھر افسوس ہوا کہ اے اب بھی محنت کھل
نہ ہوئی میں رشیوں میں افضل بننے سے باز آیا۔ مجھے ایسی بدوی کی خواہش نہیں
اب چاہے جان جائے یا رہے جب تک برہم رشی نہ کہلاؤں گا۔ تب تک تپشیا کھنڈ
نہ چھوڑ دوں گا۔ دل میں پر ن کر کے وہ انسان کے لئے جیٹھ بھکر پر تشریف لیگے۔ وہاں
پہنچے تو اور ہی نظارہ پیش نظر ہوا۔ مینکا اپسر اسیاہ لباس میں جن عالم فریب گھناؤ گھنا
کی چمکتی ہوئی بھلی بنی ہوئی کھڑی تھی۔ جمال نور افروز و حسن گلو سوز میں وہ دیکھی تھی
کہ یسوا متر جی کا دل لالچہ سے جاتا رہا طبیعت قابو میں رہی بے اختیار ہو کر دل لگے +
اسے شبیہ آفتاب مرقع ماہتاب۔ مورت پر قربان صورت پر صہ قے دل پر افسانہ
نہیں۔ ہوس میں محفل رہی ہیں۔ آرزوؤں پر رحم کر۔ خواہشوں پر ترس کھا۔ میرے استھان
پر کیا کر احسان ہو گا +

مینکا اپسر اب وہی نہ چالی مگر مسکراتی ہوئی اُن کے ساتھ ہوئی۔ استھان سونا تھا
جو میں نیکادوں پہنچی بس کیا تھا۔ جوش اشتیاق اور آغوش تنگے دل کی ہوس نکالنا
شرع کی۔ اس شغل میں دس سال گزر گئے اور ابھی سنو زو زادل۔ اس قدر عرصہ تک
یسوا متر کی آنکھوں پر پردے پڑے رہے۔ اس کے بعد آنکھیں کھلیں تو بہت بچپانے دور
سمجھ گئے کہ یہ ساری کروت دیوتاؤں کی تھی جو کچھ لیدا ہوئی۔ وہ میری تپشیا کھنڈان کر
کے لئے یہ خیال ہوتے ہی اُن کو بہت پچھتاؤ ہوا۔ بدن کانپ گیا۔ اُٹی سانس چلنے لگی +
مینکا نے جو یہ رنگت دیکھی۔ تو اوسان خطا ہو گئے وہ لرز اٹھی۔ کیجیو تھرا گیا کہ میں
یسوا متر جی کو بلی بددعا نہ دے بیٹھیں۔ یسوا متر جی مینکا کے قیافہ سے اس کے دل کی بات
سمجھ گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں سارا پیش دیوتاؤں
سے میرے لئے تو ایسا ہی تم بخوف رہو۔ اور جب چاہتے ہو تو میرے گھر چلی جاؤ۔ کچھ
میں دیکھ لوں گا۔ مینکا اپسر کچھ دل میں کانپتی کچھ جدائی سے لڑتی وہاں سے فرست
ہو کر اپنے گھر کو پہنچی۔ یہاں یسوا متر جی کو خیال ہوا کہ اب یہ جگہ تپشیا کے لاش میں
ملے نہ ہر

وہ دھنیاں مار کر دوڑ پڑے۔ دل کو سخت رنج۔ اب انہوں نے تہیہ کیا۔ پرتگلیا کی۔
 کہ اب ایک ہزار برس تک غصہ مارنے کے لئے تپ کرونگا اور جب یہ بھوت
 مرجائے گا۔ تب ہم رشی کی بیوی کہاں جاتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے دل کی شناسی
 اور کردہ کے ناش کرنے کے لئے تیشیا کا سنگاپ کر لیا +

سرگ ۶۵

بسوا مترجی کی بقیہ سرگزشت سستیانہ
 کی زبانی آخر میں سوئمبر کی شرکت کے
 لئے راجہ جنک کی درخواست

بسوا مترجی غصہ ضبط کرنے کا تہیہ کر چکے اتر سے پورب کی طرف چل
 دئے انہوں نے پرن کیا پرتگلیا کی کہ بس مون رہو نگا چپ سا دھونگا اور منہ سیا
 کر قفل خاموشی لگا کر جب تپ کرونگا۔ پھر کہاں کا سراپ کہ اباں کی بد دعا کلمات
 غضب زبان سے نکلیں گے نہ الفاظ ناراضگی +

انہوں نے اس خیال سے نہ کیل کر زبان پر خاموشی لگاٹے ہوئے ایسی تیشیا
 کی کہ اندر جی کو تپ نشٹ کرنے کی سوچھی انہوں نے طح طرح سے ایذا رسانی کی لیا
 میں خلل ڈالا مگر بسوا مترجی کے دل پر سیل بھی نہ آیا۔ بالکل پانی رہے غصے کا نام
 و نشان نہاد رہے ہوتے ہوتے ایک ہزار برس کا زمانہ گزر گیا +

بسوا مترجی زمانہ دراز گزرنے پر ایک دن آسن سے اٹھے اور خیال کیا کہ کچھ
 پنی کر پھر تیشیا میں مصروف ہوں تو بہتر۔ چنانچہ انہوں نے پیٹ کی آگ سے ایندھن کا سیہتا
 کیا جو میں بھوجن تیار ہوا دیکھتے کیا ہیں کہ ایک برہمن گرہا گرہا کر رہا ہے کہ
 ہمارا ج کئی دن سے پیٹ میں درد نہیں گیا۔ پیٹ پیٹھ سے لگ رہا ہے
 بھوک سے جان نکلی جاتی ہے کچھ کھانے کو ملے +

بسوا مترجی نے اس وقت سارا کھانا اس بھوکے برہمن کو دیدیا اور یوں

اندھ جی نے بہرہ وپ بھر کر ان کو تپشیا سے محروم رکھنا چاہا مگر بسوا متر جی نے بھوک پیاس کی کچھ پرواہ نہ کی اور بے آب و دانہ رہ کر پھر چپ تپ میں سرگرم ہو گئے اس حالت گرسنگی و خاموشی میں سری بسوا متر جی کی تپشیا کا وہ پرتاپ ہوا کہ پیشانی سے دھواں اٹھنے لگا۔ چہرے کے جلال نے وہ نور برسیا کر دیوتا گندھرب سے چھ وانا ناگ سب فریفتہ ہو گئے۔ سورج کی روشنی ماند پڑ گئی۔ تینوں لوگ تھک تھک کر کانپنے لگے۔ اب تو اندر اور دیوتاؤں کی سٹی پٹی بھول گئی۔ سوچے کہ کیا کیا جائے بسوا متر جی کی طاقتیں بڑھتی جاتی ہیں ضرور ہم پر ہاتھ صاف ہوگا۔ اس سے علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد +

آخر سب نے یہی ٹھانی کہ بس اور کچھ نہیں وہ تدبیریں کی جائیں کہ کسی طرح بسوا متر جی کو غصہ آئے۔ غصہ آئے تو بس بالاسمارے ہاتھ۔ کوئی ڈر کوئی فکر کی بات نہیں سب کی ملی بھگت تھی۔ سب سانچھ کر چکے تھے۔ بسوا متر کے تپوں میں آئے اور بسوا متر کو ایسا تنگ کیا اور ایسا مستیا کر دوسرا ہوتا تو نہ جانے کیا کرتا مگر بسوا متر جی غصے کو پیٹے رہے۔ نہ دل پر میل آیا نہ ماتھے پر شکن پڑی۔ اشارتا گنایتا کسی طرح غیظ و غضب کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی +

یہ حالت ضبط اور عالم سکوت دیکھ کر دیوتاؤں کے اوسان خطا ہو گئے ہوش جاتی رہی۔ جب بسوا متر جی کے ضبط نفس سے ایک پیشین نہ گئی تو اپنا سامانہ لئے ہوئے برہما جی کی خدمت میں پہنچے اور منہ لٹکا کر فریاد شروع کی کہ ہمارا ج بسوا متر جی کے جب تپ نے ہم لوگوں کے کھنچے ہلا دئے تینوں لوگ جلتے جھنٹے جلتے ہیں۔ پہاڑوں کو لرزہ آگیا۔ سمندر پر جوبھی چڑھ گئی۔ امیشور کے اسٹے آپ ان کی خواہش پوری کریں۔ وہ اندر لیک کے خواہاں ہوں تو بلا تکلف دیدہ بچھے ہمیں عذر نہیں برہم لوگ کی تمنا ہو تو افس سے بھی ہم دست بردار آپ بے غل غش بخش دیں۔ لیکن اب دیر نہ فرمائیے۔ جلد ہی جھگڑا چکائے۔ یہاں پل پل بھاری گھڑی گھڑی مہاپرکھ نظر آتی فریاد پڑا تر تھی۔ واویلا سے برہما جی کا دل ہوم ہو گیا۔ وہ اسی وقت سستہ دیوتاؤں کو لئے ہوئے بسوا متر جی کے پاس آئے اور بولے۔

برہم رشی بسوا متر۔ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ایک منٹ پہلے تپشیا کا
بس آج سے آپ کا خطاب برہم رشی۔ اپنے زندگی کا بہت حصہ تپشیا میں صرف کیا اس

بھی معاذ صد لیجئے۔ ہم نے آپ کی عمر بڑھا دی۔ آپ بہت دنوں تک زندہ رہیں گے۔
 بسوا متر۔ آپ کے فرمائے کو میں پتھر کی لکیر سمجھتا ہوں۔ مگر گستاخی معاف۔ جب تک
 دید مجھ کو چھتری دھرم کا پابند سمجھ کر برہم رشی نہ کہدے۔ تب تک میں پورے طور سے
 یقین نہیں کر سکتا۔ اگر وہ مجھے برہم رشی سمجھتا ہے تو میرے منہ پر کہدے۔
 بسوا متر کی یہ بات سنتے ہی دید نے یہ آواز دی۔ تھقا اسنو۔ یعنی تم برہم رشی
 ہو گئے۔ اس پر بھی بسوا متر جی نے ہٹ کی۔ اور کہا کہ آپ لوگوں کی سند نہیں۔
 بات تمہیں مہنچیں تب اونچی ہوں۔ جب آپ بشش جی کی زبان سے کہلا دیجئے
 اگر یہ نہیں تو سب جمع خرچ۔ بالکل لٹو پٹو۔ محض منہ دیکھنے کی سی کارروائی۔
 دیوتاؤں کی جان خشک ہو رہی تھی۔ خوف سے دم فنا ہو رہا تھا۔ وہ چپ
 چپاتے بسوا متر جی کو لئے ہوئے بشش جی کے پاس پہنچے اور بڑی منت و
 سماجت عجز و الحاح سے ملتجی ہوئے کہ

مہاراج اہم لوگوں کا آپ بھلا چاہتے ہیں تو بسوا متر جی سے کھل مل جائے
 نہیں تو گھوڑے گھوڑے لڑیں اور موچی کا زین ٹوٹے کی مثل صادق ہو جائیگی
 آپ کا اور اُن کا بیر ہمارے ماتھے جائیگا۔

بشش جی نے دیوتاؤں کی التجا پر خاص توجہ کی۔ اگلے بعضوں پر خاک
 ڈال کر گلے مل گئے اور بسوا متر جی کا برہم رشی ہونا تسلیم کر لیا گو بشش جی جانتے
 تھے کہ بسوا متر نے برہم رشی کا درجہ اعلیٰ حاصل کر لیا اور اُن سے اُن کا بھی کلام
 کہ بسوا متر برہم رشی ہو گئے۔ وہ غائبانہ تعریف کیا کرتے تھے۔ لیکن جب بسوا متر
 سامنا ہوتا تو اس برہم رشی کی پردی کو طرز کلام اور برتاؤ میں ٹال جاتے تھے بسوا
 جی کو بشش جی کے اس برتاؤ سے شک کا خیال ہوا۔ اس خیال سے اُن کی آبرو
 غضب بھر کا دی۔ وہ سوچے کہ دیوتا مجھے برہم رشی کہیں اور سمجھیں مگر بشش جی
 مہاراج کہ اپنی ہی طرف رکھے ہوئے ہے تو سہی کہ آج ہی کمر میں لگی ہوئی تلوار
 اُس کا سر لٹا نظر آئے۔ غصے کے شعلے آسمان باتیں کر رہے تھے شیر غضبیاں
 سے باہر تھی۔ جوش غیظ ہوا کہ گھوڑے پر سوار کر کے وہیں لیگیا۔ جہاں بشش جی
 اپنی استری ارن دھتی سے بسوا متر جی ہی کی تعریف میں رطب اللسان تھے بسوا متر جی

پہنچے ان کو یہ الفاظ سنائی دئے :-

کہ اے پیاری بسو امترجی خالی برہم رشی ہی نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے
برہم رشیوں سے زیادہ مرتبہ حاصل کیا :-

اب تو بسو امترجی کا سارا غصہ فرو ہو گیا۔ ساری حرارت ایک دم سے جاتی
رہی قدموں پر گر پڑے اور ہاتھ جوڑ کر گزارش کی :-

سوامی اجکت گوجھ سے بڑی خطا سرزد ہوئی۔ آپ خطا پوش ہیں خطا
بخش نہیں۔ پس میرے بھی قصور معاف کیجئے میں جیسا اتناک آپ کو نہ سمجھتا
تھا۔ اُس سے بڑھ کر پایا :-

وہاں کیا تھا معافی تو دیر کہاں۔ یہاں بسو امترجی کو اس معاملے سے نہا
ہی شرمندگی محسوس ہوئی۔ اور سیدھے دیوتاؤں کے پاس پہنچے۔ چہرہ عرق عرق
بدن پسینہ پسینہ۔ وہاں سب سے سارا حال کہنے کے بعد پوچھا کہ یہ فرمائیے کہ اس
گناہ کا کفارہ اور پاپ کا پر اشچت کیا ہے۔ دیوتاؤں کا دو ٹوک جواب صرف اتنا
ہی تھا کہ اور ایک ہزار برس تپشیا میں گنواؤ ادھر دیوتا لوگ یہ کہہ کر سرگ لوگ کو رہی
ہوئے۔ ادھر بسو امترجی نے جو تپشیا شروع کی تو ایک ہزار برس بے غل غش کاٹ
دئے۔ اور بس پورے برہم رشی ہوئے :-

ستیا نند اس ذکر خیر کو تمت بانجیر کہنے کے لئے سری راجندر جی سے مخاطب ہو
کر دھوکھل بھوشن یہ ہمتا دہی چھتری میں۔ جنہوں نے تپشیا کے زور سے برہم رشی کی
اعلا پدوی حاصل کی چھتری سے برہمن ہی نہیں بلکہ دھرم کی زندہ تصویر ہو گئے :-
اس تقریر سے رام لکشمن کا کلیجہ ہاتھوں اچھل پڑا۔ اور راجہ جنک ایسے
خوش ہوئے کہ سر جھکا کر قدم پکڑ لئے اور بولے کہ :-

سری بسو امترجی ہمارا راج۔ اہو بھاگ کہ آپ ایسے برہم رشی کے جیروں کا درجن
نصیب ہوا۔ آپ دھنیہ ہیں آپ کی محال ایار ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے قدموں کی برکت
میری تمام آرزوئیں میری مرضی کے موافق پوری ہو جائیں گی۔ آپ کے کمال فضائل و
خصائل کی نسبت جو میں نے سنا۔ اُس نے میرا جنم پھل کر دیا۔ سارے نور تھ سدھ ہو گئے۔
واقعی نہ کوئی آپ کی سی تپشیا کر سکتا ہے نہ آپ کی سی کسی فرد بشر میں کسی قسم کی طاقت ہوتی

ہے مجھے آپ کے حالات سے سیری نہیں ہوئی۔ دل ہی چاہتا ہے کہ زندگی کے نئے حالات سنتا چلا جاؤں۔ مگر آفتاب غروب ہو گیا۔ شام کی سیاہی شفق پر دوڑ چلی سنہا کا وقت آگیا اس لحاظ سے اجازت چاہتا ہوں مگر درخواست یہ ہے کہ کل سویرے سوئمبر میں ضرور روشن کیجئے۔ کیونکہ آپ کے قدموں کی برکت میری کامیابی مقصد کے لئے ہے کے ساتھ پارس کا سلوک ہے +

بسوا مترجی نے راجہ کو اجازت دی وہ ادھر محل میں گئے ادھر سری بسوا متر جی سری راچندر جی اور سری لکشمین جی اپنی فرد گاہ میں آکر دھرم سمبندھی باتیں کہتے سنتے رہے اور جمہولی طور پر تھوڑی رات بستر استراحت پر کاٹ کر اندھیرے میں اٹھ بیٹھے +

سرگ ۶۶

وصف کے متعلق گذشتہ حالات

راجہ جنک کی زبانی

صبح کا سماں ہے آفتاب نے چہرے کی چمک دکھا کر نقرئی کر دیں سے چاروں طرف نور برسانا شروع کر دیا۔ راجہ جنک فیم کے ملکہ ملکہ جھونکوں سے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو کا مزہ لیتے مرقان خوش الحان کی میٹھی میٹھی رس بھری بودیاں سنتے دربار دربار میں رونق افروز ہوئے۔ ایک روز پہلے ہی عظیم الشان دربار کی خبریں مشہور ہو گئی تھیں۔ اسنے کیا عما ید کیا اراکین کیا االیان درباد کیا دوسائے نامدار سب کے سب جمع ہو گئے اور ایک بھیر نظر آئے لگی۔ راجہ جنک نے بسوا مترجی کی طلبی کو امر سے دربار بھیجے۔ دوسری راچندر جی اور سری لکشمین جی کہلے ہوئے منجل سپر شاہل میں رونق افروز ہوئے۔ خرافض پیشوا کی استقبال مراحم تنظیم و تکریم ادا ہوئے آنکھیں بچھ گئیں سب کو یلگوں پر جگہ ملی۔ راجہ جنک ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑے ہو گئے اور زبان گوہر افشاں سے ان الفاظ میں پھول برسائے +

ہمارا ج۔ آپ کے قدموں کی خاک نے میری چشم عقیدت کے ساتھ مسرور
و کبل الجواہر کا سلوک کیا۔ آپ نے قدم رنج فرما کر میری زندگی سکا رہ کر دی بلا مبالغہ آج میں
خوش قسمتی سے اپنے جنم کو سچھل سمجھتا ہوں۔

آپ نے مجھ پر کرایا کی۔ مجھے سر فراز فرمایا۔ کیا آپ کی تشریف آوری میری خوش قسمتی
لئے کسی خاص غرض سے ہوئی ہے اگر وہ بھی مجھے معلوم ہو جائے تو نہ ہے نصیب۔

بسوا مترجمی سب کی مہماں نوازی کا شکر یہ یہ دو تورا جگمارا جودھیا نریش ہمارا جہ
دوسرے کے فرزند ارجمند ہیں۔ بڑے راجگمار کا نام سری راجندر ہے چھوٹے کو سری
گلشن کہتے ہیں۔ یہاں کے دھنش جلیہ کی دھوم مچی تو ان کو بھی دیکھنے کا اشتیاق
ہوا۔ چنانچہ میں اپنے ساتھ لے ہوئے چلا آیا۔ اگر آپ مضائقہ سمجھیں تو انہیں
بھی دھنش دکھادیں۔ ایشور میں سب کچھ طاقت ہے کیا عجب کہ آپ کا اور
ان کا ایک ساتھ دلی مقصد برائے۔

راجہ جنگ میں تعمیل ارشاد کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں مگر اس سے پیشتر اگر
اجازت ہو تو دھنش کی ساری داستان سنا دوں۔ اس کے بعد جو آپ کی رضا
ہوگی وہ سرانگھوں پر۔

بسوا مترجمی۔ ہاں ہاں ضرور کہئے ہم لوگ آئے ہی اسی لئے ہیں کہ دھنش کی
عجیب و غریب ہیئت دیکھیں اور وہ حالات سنیں جو اس کی عظمت کے بارے
میں آپ کو معلوم ہوں۔

راجہ جنگ سب سے یہ یکطرفہ منظور کی۔ آپ کی مہربانی کا کہاں تک شکریہ ادا
کروں۔ اچھا ہمارا ج سنئے۔ عرض کرتا ہوں۔

میرے بزرگوں میں راجہ نیم کے فرزند ارجمند دیورات نہایت ہی اقبال مند اور
دھرماتما تھے۔ ان کی ایسی تاثیر قسمت و یادری بخت تھی کہ دیوتاؤں سے یہ دھنش
ان کے حوالے کر دیا۔ اس کے قبل کا واقعہ یہ ہے کہ جب ہما دیو جی زمانہ سلف میں
اس دھنش سے دھچھ پر جاپت کا جلیہ تحس تحس کر چکے تو دیوتاؤں سے ناراض ہو کر بس تم
لوگوں کو فقط جلیہ کے حصہ ہی سے کام ہے خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز اب تم لوگوں
کو بھی اس دھنش سے مزہ چکھاؤ گا تو سہی۔ جسم پر ایک سر بھی نظر نہ آئے ہما دیو جی

کے غصے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ شعلہ غضب آسمان کی طرف بیک رہا تھا۔ سارے دیوتا کا نپ اٹھے۔ بدن میں تھر تھری پڑ گئی۔ ہاتھ جوڑ کر شوجی کی منت سماجت اور لجاجت سے عذر خواہیاں کرنے لگے۔

سماجیت اور لجاجت سے عذر خواہیاں کرنے لگے۔ ہاتھ جوڑ کر شوجی کا بھی شہرہ عام ہوا۔ دیوتاؤں کی خوشامد آمد سے ان کو رحم آگیا۔ اور جوش سے عافیت سے فرمائے لگے کہ

میرے دل میں تو یہی تھی کہ تم لوگوں کو اچھے اچھے بردان دوں مگر تم نے نالا لیا کیں اس سے بس یہ دھنش لے جاؤ۔ میں نے اسے تم سب کو بخشا۔ لینے کو تو سب دیوتاؤں نے دھنش لے لیا۔ مگر پھر سوچے کہ اسے اور بھی کچھ پائیں ہمارے کس کلام کا۔ کہاں رکھیں کس طرح سنیں۔ مفت غم ندری برنج کا معاملہ ہے ہاں کسی راجہ کے پاس ہے تو کچھ بکار آمد بھی ہو۔ یہاں سرفراز کے عوض کسی راجہ کے قبضے میں ہوگا۔ تو اور کچھ نہیں تو رعایا کی حفاظت ہوگی۔ سرکشوں ہی کی سرکوبی کے کام میں آئیگا۔ اس فکر میں سوچتے سوچتے ان کی نظر راجہ دیورات پر جمی جن کی نسل میں ہمارے کشمی کا اوتار جلوہ قدرت دکھانے والا تھا۔ دیوتاؤں نے دھنش راجہ دیورات کو دیا اور راجہ دیورات نے اسے ہم لوگوں کیلئے اپنی عظمت و شوکت کی یادگار چھوڑا۔ اب یہ دھنش در اثناء میرے قبضہ اقتدار میں ہے۔ اس کی پرستش شروع سے اب تک سلطنت موروثی کے تخت نشین کرتے چلے آئے۔ چنانچہ فی الحال شرف مجھ کو بھی حاصل ہے ایک روز اساک کے دفعے کی غرض سے میں مل جتنے لگاؤ والا شروع ہی کی تھی کہ بطن زمین سے ایک نر کا ٹکڑا نمودار ہو کر آنکھوں کو سکھ دینے لگا۔ میں نے اسے گود میں اٹھالیا۔ گھر لایا سیتا نام رکھا اور دھرم کی جیٹی جان کر پرورش میں لگاؤ صرف کی۔ راجہ ہاری سیتا پیکر عنصری سے عالم شہو میں نہیں آئی۔ بلکہ طاقت عیسائی سے بہت سے راجوں مہا راجوں نے اس کی شادی کے واسطے درخواست کی کہ شش کی رغبت ظاہر کی۔ لیکن میں نے سب کو ٹرکادیا۔ اور یہی نیاں رکھی کہ شادی اس حالت میں منظور ہے جب کوئی یہ دھنش پڑھاٹے۔ بہت سے راجے ہمارے سیر ہائے دھنش پر طاقت آزمائی کی۔ مگر کسی نے پلے گئے کسی سے دھنش نے

جہنش بھی نہ کی۔ ایک دفعہ بتوں نے ایک ساتھ زور لگایا لیکن پھٹے سے منہ جھکا دیا۔
 وہ گریبان میں سر ڈالے آنکھ نہیچے کئے منہ پر رومال رکھے چپ چپاتے چل وٹے کسی
 کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ پھر کمر نہ دکھایا۔ مگر جو چکے گھڑے تھے وہ آنکھ پر
 ٹھیکری رکھ کر گھسیان پیٹ مٹانے کو دوبارہیاں بن گئے اپنی اپنی خو جیسے کر
 چڑھ دوڑے صوبے ہر طرف سے نرغہ کیا۔ چاروں طرف متھلا پوری گھیر لی۔ دھمکی
 یہ تھی کہ سیتا کو حوائے کرد اور اپنا پرین توڑ دے۔ میں اکیلا تھا مخالف بہتیرے۔ اکیلا
 چنا کہیں بھاڑ پھوڑ سکتا ہے۔ نتو اور ایک کا مقابلہ ہی کیا۔ اس سے میری جان
 خشک ہو گئی۔ سمجھ لیا کہ دن بڑے آگئے۔ اتنے غنیموں سے کیسے چھٹکارا لے گا۔
 مگر پرین پران کے ساتھ تھا۔ اس نے میں نے بھی غم ٹھونک کر سامنا کیا ایک
 سال تک خوب محو کرداریاں رہیں۔ بڑے بڑے محاربے رہے۔ آخر میرا جی چھوٹ گیا۔
 اور سو غمیر کا جو ساز و سامان تھا سب تحس تحس ہو گیا۔ جب اپنی پیش جلتے نہ دیکھی تو
 میں گوشہ عافیت میں بیٹھا۔ دیوتاؤں کی اُست کی کہ مصیبت کا وقت ہے۔ دشمن
 سر پر ہیں۔ آپکے دھنش کی حفاظت اور پوجا پاٹ کا اچھا ٹھیل ملا۔ آپ نے خوب
 خدمت گزار کی داد دی۔ ذرا دیکھئے تو آپکے فرمانبردار و اطاعتگذار پر کیسی بلائیں نازل
 ہیں۔ سب طرف غنیم گھیرے پڑے ہیں۔ کسی طرف سے نکاس کی صورت
 نہیں ایشور کے واسطے رحم کیجئے۔

میرے دل سے کچھ ایسے موثر الفاظ میں فریاد نکلی کہ دیوتا پانی پانی ہو گئے دل بیچ
 گیا۔ بس حد ہے خود بنفس نفیس نمودار ہوئے اور قدرت کاملہ سے ایک فوج جوار پیدا
 کر کے ملک دی۔ رانی چھڑی۔ ماردھاڑ ہوئی۔ خونریزی کا بازار گرم ہوا۔ ہتھیار جلنے
 تیز برسنے لگے۔ آخر نوبت بہ اینجا رسید۔ کہ تمام راجوں کے جی چھوٹ گئے۔ قدم بہت
 اکھڑ گیا۔ سر پر پاؤں رکھ کر نوک دم بھاگے پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا۔ دم لیا تو اپنی اپنی
 راجہ دھانیوں میں۔ میں نے دیوتاؤں کا شکریہ ادا کیا کہ آپ بھی دھنیا میں اور آپ کا
 دھنش بھی دھنیا۔ اتنا فرما کر راجہ جنک سری بسوا متر جی سے یوں سخن شیخ ہوئے
 کہ ہمارا ج میں بڑے شوق سے راجندر جی کو دھنش دکھاؤنگا۔ یہ راجہ دسر تھ جی کے
 فرزند دلبند ہیں جن کا دھرم کرم میں اخاصو ناما ہے کیا تعجب کہ انہیں کے سر اس کا رنگا

کا سہرا ہو۔ لیکن میں دھنش منگووے لیتا ہوں +

سرگ ۶۷

شوچی کے دھنش پر سری راجپندر جی
کی زور آزمائی۔ اور سامان کہ خدائی

راجہ جنک نے وزراے سلطنت کو فوراً حکم دیا کہ دھنش منگوائیں مینہ
سب بات نکلتے ہی تعمیل ارشاد ہو گئی۔ پانچھڑا ڈنڈیل جوان ہاتھی کے سے
پانچھوں نے لوہے کے آٹھ چکر کے رتھ پر لا کر دھنش کو دربار میں موجود کہیا
دھنش کے پہنچے ہی راجہ جنک بسوا متر جی سے بولے کہ

ہمارا ج ملاحظہ فرمائے یہی دھنش ہے جس کو بزرگوں کے زمانے
سے میرا خاندان پوجا چلا آتا ہے اور جس کے سامنے تمام راجوں ہمارا جوں
کو فرق ادب جھکا کر آداب پرستش کا لحاظ لازم ہے +

ہمارا ج جی۔ اس وقت دیوتا دانو۔ گندھرب پنچھ وغیرہ تمام ساکنان
عالم علیٰ بستی ان کے بھیس میں یہاں فروکش ہیں۔ سب اس دھنش پر
طاقت آزمائی کر چکے ہیں لیکن اٹھانا اور جھکانا کیا جگہ سے بال بھر سرکانہ
سکے۔ آپ کی خواہش ہے تو راجپندر جی کو بھی اجازت دیجئے کہ دیکھ لیں +

بسوا متر جی سری راجپندر جی سے مخاطب ہوئے کہ
رگھو کل کل تم دسر تھ ایسے پرتاپی راجہ کے آفتاب خاندان چشم و چراغ
ہو۔ جاؤ۔ دھنش کو دیکھ بھال لو +

سری راجپندر جی پر نام کر کے اٹھے۔ دھنش کے پاس گئے اور سری
بسوا متر جی سے بولے کہ

سوامی! سچ مچ بڑا عجیب و غریب دھنش ہے آپ کی اجازت ہو تو میں
بھی ہاتھ سے چھو دیکھوں۔ دل چاہتا ہے کہ چڑھانے کی خواہش میں ہاتھ کا

دلدر مثالوں۔ آگے جو ایشور کی مرضی +

بسوا متر جی۔ اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ چھترپوں کا دھرم ہی ہے کہ وہ بہادر سی کئے کاموں سے جی نہ چرائیں +

جینک جی۔ شوق سے طاقت آزمائی کیجئے۔ آخر دھنش ہے کس لئے +
دونوں آوازیں سنتے ہی سری راجندر جی نے جھک کر دھنش کو ہاتھ سے اٹھا

لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے چلا چڑھایا تو اس زور کی آواز آئی کہ بادل کی گرج اور بجلی کی کرناک مات ہو گئی۔ پہاڑ تھرا گئے زمین لرز گئی۔ محفل میں جس کو دیکھتے دو بیہوش۔ صرف نبضیں چھوٹنے کی کسب راتی رہ گئی۔ ہوش میں رہے تو کون۔ صرف بسوا متر۔ راجہ جینک۔ سری راجندر۔ اور سری لکشمی۔ باقی سب مردہ صمد سالہ کی طرح زمین پر چپ رفتہ رفتہ اہل محفل کو ہوش آیا غشی نے

پنڈ چھوڑا تو سب کے سب سری راجندر جی کی صورت دیکھتے رہ گئے اور دست قدرت کے کرشمے نے ایک ایک کو تصدیق حیرت بنا دیا +

راجہ جینک نے بسوا متر جی کا بڑے خلوص دل سے شکر ادا کیا۔ سری راجندر جی کی تعریف میں تر زبان ہوئے کہ روئے زمین پر یہی تھے۔ جنہوں نے میری رات دن کی فکر دور کر کے میرے پر ن کو قائم رکھا۔ میری مایوسیوں دور کیں۔ اس میں شک نہیں کہ انہوں نے وہ کار نمایاں کیا ہے۔ جس کی ثناء و صفت میں ہمیشہ ہر

ایک زبان شکر ریز رہی مجھے خوشی زیادہ اس بات کی ہے کہ آج میرا پر ن پورا ہوا۔ شاستر کا عقول ہے کہ پر ن کے ٹوٹنے کا ویسا ہی پاپ ہے جیسا ماں باپ کے حکم ماننے کا۔ مگر شکر ہے کہ آپ کی مہربانی سے میرا نامہ اعمال داغ و سیاہی اور پاپ کے بد نما دھبے سے محفوظ رہا۔ جس کی شکر گزاری میں میری دلی خواہش ہے کہ سیتا راجکماری کا ہاتھ سری راجندر جی کے ہاتھ میں دیکر سنگھ کے فرائض ادا کروں۔ اس لئے درخواست ہے کہ آپ میرے دزارے باتریر و مشیران رو شمنیہ کو اجدھیا میں جلد کی اجازت دیں۔ تاکہ وہ ہمارا جہ دسرتھ کو کل حالات سے مطلع کر کے شادی منظور کرائیں۔ اور ان کو جینک پور میں تشریف آوری کی دعوت دیں +

بسوا متر جی نے جواب میں کہا کہ آپ کی تجویز بہت مناسب ہے ضرور سہاوت

ہے کہ وہ بہادر سی کئے کاموں سے جی نہ چرائیں +

جینک جی۔ شوق سے طاقت آزمائی کیجئے۔ آخر دھنش ہے کس لئے +

دونوں آوازیں سنتے ہی سری راجندر جی نے جھک کر دھنش کو ہاتھ سے اٹھا

لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے چلا چڑھایا تو اس زور کی آواز آئی کہ بادل کی گرج اور بجلی کی کرناک مات ہو گئی۔ پہاڑ تھرا گئے زمین لرز گئی۔ محفل میں جس کو دیکھتے دو بیہوش۔ صرف نبضیں چھوٹنے کی کسب راتی رہ گئی۔ ہوش میں رہے تو کون۔ صرف بسوا متر۔ راجہ جینک۔ سری راجندر۔ اور سری لکشمی۔ باقی سب مردہ صمد سالہ کی طرح زمین پر چپ رفتہ رفتہ اہل محفل کو ہوش آیا غشی نے

پنڈ چھوڑا تو سب کے سب سری راجندر جی کی صورت دیکھتے رہ گئے اور دست قدرت کے کرشمے نے ایک ایک کو تصدیق حیرت بنا دیا +

روانہ فرمائے۔ راجہ دسرتھ کو بلائے۔ شادی رچائے۔ مدعا برآری کی خوشی فرمائے +
 راجہ جنک نے فرما ہی درزلے مادار و اعراسے کہا ركونا رشتہ و دیکر اجد و ہیا کی
 طرف روانہ کیا۔ اور خود انصرام کاروبار شادی میں مشغول ہوئے +

سرگ ۶۸

راجہ جنک کے سفیروں کی راجہ دسرتھ کی خدمت میں پیغام رسانی

جنک پور کے سفیر اجد و ہیا کی طرف روانہ ہوئے تین راتیں راستے میں
 کٹیں۔ چوتھے روز منزل مقصود پہنچ گئے۔ جوہیں دائرہ دولت میں پہنچے دیباؤں
 نے ہمارا راجہ دسرتھ سے خبر کی۔ باریابی کا حکم ملے۔ سفیر باتہ سیر زمین بوس ہوئے
 دست بستہ عرض کی کہ

متمدد اپور کے راجہ دویہ نے خیر و عافیت مزاج دریافت کی ہے اور ترقی
 جاہ و جلال وافر و ملی دولت کے لئے دل سے دست بردار ہیں۔ آپ کو یہ خوشخبری کہ
 سرری بسوا مترجی آجکل راجکاروں کے ساتھ جنک پور میں رونق افزو میں پتیا نچے
 رشی جی مہاراج کے مشورے ہمارا راجہ دویہ سرری جنک نے یہ نیاز نامہ بندہ گان
 اقدس وائے کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو +

راجہ دسرتھ نے خط لے لیا ویکھا تو اس کا نفس مضمون یہ تھا +
 رگھو بنس شرومنی اووہ نریش میں نے پر ن کیا تھا کہ اشی پلان سیاری لیکاری
 سیتا کی شادی اس پر تابی اور تیوان چھتری سے کرونگا جو شوجی کا وھنش اٹھا کر
 تان لیگا۔ چنانچہ اچھے اچھے وڈیل موٹے موٹے ہاتھ پاؤں والے سیکڑی جگا گئے
 لیکن وھنش کارواں بھی نہ ٹڑھا کر سکے۔ اٹھانا اور کھینچنا کیسا میری خوش قسمتی سے
 آپ کے فرزند ان شرف خاندان۔ سرری بسوا مترجی کے ہمراہ وارد جنک پور ہوئے
 میں نے ان کو بھی دعوت دی۔ وہ رونق انجن ہوئے اور سرری راجچندنی نے

دھنش کو چڑھانا کیسا۔ توڑ کے پھینک دیا۔ آپ اس کیفیت کو مبالغہ نہ سمجھیں ہیں
نے واقعی کیفیت عرض کی ہے اور اب میرا فرض ہے کہ قول پر قائم رہ کر دہلی
اختر کی شادی آپ کے فرزند ارجمند سری راجندر جی کے ساتھ کر کے ہاتھ پیلے اور فرض
ضروری سے سکروشی حاصل کروں راجکمار سیستیا سری راجندر کی ہو چکی ہیں فکر سے چھوٹکا
اب آپ کی فطر توجہ اور منظور می پر میری دعا براری کا دار و مدار ہے۔ اس لئے نہایت
عجز و انکسار سے مختلف خدمت ہوں کہ مہاراج بھٹنٹ جی۔ اعزبے نامدار۔ اقربا
والا تبار۔ ارکان سلطنت و وابستگان دولت کے ہمراہ تشریف لاکر جنگ پور کو شرف
ارجمند می اور نیا زمند کو فخر سرلند می عطا فرمائے۔

ہم سے اوج سعادت دمام با افتد
اگر ترا گز سے مقام با افتد
دواق منظر چشم من اشیاء تست
کرم نما و فردو آک خات خانہ تست
بیا بیا کہ دل و جان من فداے تو باد
سر سے کہ برتن من ہست نقش پاے تو باد

دیکھ کر شان نزول و کب جلال کو تیلیاں آنکھوں میں استاد میں استقبال کو آپ
کو بشارت کہ مہاراج کو شک منی سری بسوا متر جی نسبت منظور فرما چکے ہیں۔ میرے
پر ہست ستیانند جی نے بھی صا د کر دیا۔ اب صرف کسر ہے تو آپ کی تشریف آوری کی
راجہ دوسرے خط پڑھتے جاتے تھے اور دل ہی دل میں کلی کلی کھل رہی تھی۔ منشاء
تخمیر سمجھ گئے تو دہرا۔ نامدار و ارکان والا تبار کی طرف متوجہ ہوئے کہ
بڑی خوشی کی بات ہے سری راجندر جی اور لکشمی جی کی خیر و عافیت معلوم
ہو گئی۔ بسوا متر جی ان پر بڑے مرہبان اور آجکل راجکماروں کو جنگ پور کی سیر کر رہے
ہیں۔ آپ یہ سن کر خوش ہو گئے کہ شو جی کا دھنش بڑے بڑے دو باہیوں اچھے
اچھے کوہ پیکروں سے ہلائے نہ ہلائے۔ اس کو تمہارے راجندر نے تو اچھوڑ کے
رکھ دیا۔ جنگ جی اپنی راجکمار سیستیا کی شادی ان کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں
آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔

عام آواز۔ مبارک مبارک۔ ہم لوگ اسی دن کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔
آپ نے یہ خوشخبری کیا سنائی گویا زندگی بھر کی ہرادیں پوری فرمائیں +
راجہ دسرتھ۔ تو پھر بس ہم آپ سب چلنے کی تیاری کریں۔ اب دیر فضول +
درکار خیر حاجت بیج استخارہ نیست

سنگ ۶۹

راجہ دسرتھ کا جنک پور میں نزول اجلال اور راجہ جنک سے ملاقات

دوسرے روز صبح کو راجہ دسرتھ نے بششٹ جی کا مشورہ لے کر کوچ کی تیاری
کا حکم دیا۔ وزراءے سلطنت اور ارکان دولت نے سب سامان لیس کر دیا۔ خزانہ
زرو جو اس فرج و لشکر گھوڑے ہاتھی۔ نالکی۔ پالکی۔ رتھ۔ تمام جھام۔ سب موجود
ہو گئے۔ سب سے پہلے بششٹ جی کی سواری چلی۔ پھر بادلیو کی۔ اس کے بعد راجہ دسرتھ
کا کرب اقبال تھا۔ خلاصہ یہ کہ بڑے تزک و احتشام بڑے خیل و خدم کے ساتھ
راجہ دسرتھ نے جنک پور کا عزم کیا۔ راستے میں چار پڑاؤ پڑے۔ پانچویں منزل جبکہ پور
میں ختم ہوئی۔ جوہن راجہ نے نوید آمد شنئی سرانگھوں سے استقبال کو پہنچے۔ بڑی
تعظیم و تکریم سے ایوان فلک نشان میں لائے۔ شکریہ ادا کیا کہ بڑی سرفرازی بخش
اور بہت ممتاز فرمایا۔ خاک قدم آگھوں کے لئے سرٹھ نور ہوئی۔ خاک راہ نے
چشم انتظار کو روشن کر دیا۔ بششٹ جی کا خاص دھندلاد۔ ایسے ہاتھاڑوں کے
درشن کشل سے ہوتے ہیں مگر میں ایسا خوش نصیب کہ گھر بیٹھے قدموں کی خاک
آنکھوں میں لگانے کا شرف حاصل ہوا +

میں اپنی سر بلندی جس قدر فخر کروں بجا ہے خوش قسمتی پر جتنا نازاں ہوں
زیادہ ہے کہ راجہ دسرتھ کے معزز خاندان سے رشتہ مندی کا افتخار حاصل ہوا اب میری
مراد برآئی اور امید ہے کہ اب یہ لکھنیا دان قبول فرما کر مجھے عزت بخشیں گے +

راجہ دسرتھ نے اس کے جواب میں ہاں ہوں کر دی۔ مگر اُن کو یہ خیال ہوا کہ ہم ایسا کمیناں ملے نہیں لیتے ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں۔ ہم جب تک یہ تسلیم نہ کر لیں کہ ہمارے چھتری دھرم کے موافق ہم سے کوئی کار نمایاں ہو چکا ہے۔ تب تک ہم کو رشتہ مندی سے واسطہ نہیں۔

اس خیال کو لئے ہوئے راجہ دسرتھ نے راجہ جنک کو آ رہے بلے میں رکھا کوئی صاف جواب نہ دیا۔ مگر اُن کے مشیر و شنفنیر و وزیر باتہ میر قیافے سے دل کا مطالبہ جان گئے۔ انہوں نے دست بستہ کہا۔ آپ کو خیال کیا ہے۔ راجہ جی نے اس عرض کو توڑا جو دنیا بھر سے ملائے نہ ملا۔ اس سے بڑھ کر جیت کیا ہوگی۔ آپ کا اس وقت خیال کہ صر ہے راجہ دسرتھ یہ سن کر خوش ہو گئے۔ راجہ جنک کی بھی باچھیں کھل گئیں۔ اور بس شادی کی ٹھیر گئی۔

مرگ

شادی کی بات چیت۔ راجہ دسرتھ کا تذکرہ حسب نسب بششٹ جی کی زبانی

راجہ دسرتھ اُن شاہی ایوانوں میں ٹھیرائے گئے جو پہلے سے آراستہ کئے گئے تھے اہل فوج اور شاگرد پیشہ کو خیموں ڈیروں میں آرام گاہیں ملیں۔ راجہ جنک نے رات طرح طرح کی تجویزوں میں بسر کی جب سویرا ہوا تو حکم دیا کہ بھائی کو شہنشاہ کے پاس پیغام بھاش جلدی سے سائنکاش نگریں پہنچیں شادی کی خبر سنائیں۔ اور ساتھ لیتے ہوئے آئیں۔ پیغامبر روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے خوشخبری سنائی اور کو شہنشاہ کے پھر میرے اڑاتے ہوئے فار دجنک پور ہوئے۔ اور راجہ جنک ادھر راجہ کو شہنشاہ دو نو آفتاب و ماہتاب ایک جگہ منور ہو رہے تھے۔ دل کی خوشیوں کی کچھ حد نہ تھی۔ مسرتوں کا اندازہ نہ تھا۔ صحبت لطف کی تھی چنانچہ راجہ دسرتھ سے تشریف آوری کی درخواست کی گئی۔ وہ بے تکلف تشریف لے آئے بڑی تعظیم و تکریم بہت کچھ حاضر و مدارات ہوئی کہ مسند

صدر پر جگہ دی گئی۔ حرج پرسی اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد معاملے کی تقریر چھڑی۔
تو راجہ دسرگتھ نے فرمایا کہ

میں ان معاملات سے بے تعلق ہوں۔ اکشوک بنس ہیں کوئی کام مہاراج
بشیشٹ جی کی رائے اور منظوری کے بغیر نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہیں سفید دسیاہ کریں
مالک ہیں۔ اس پر ہمارے سرتاج بسوا مترجی بھی خوش قسمتی سے موجود ہیں۔ پس
جوشیشٹ جی مہاراج اور سرتی بسوا مترجی کی رائے ہو۔ وہی مقدم وہی مجھے منظور
اُسی کا عمل مجھ پر فرض۔ آپ کو جو کچھ فرمانا ہو۔ انہیں سے فرمائے۔ میرا کچھ دخل
نہیں۔ میں بالکل بے واسطہ +

جو ہیں راجہ دسرگتھ کی تقریر ختم ہوئی۔ بشیشٹ جی نے زبان سے گورہ انشانی
شروع کی کہ میں اس رشتہ مندی کیسے دل سے پسند کرتا ہوں وجہ یہ کہ راجہ دسرگتھ
کا خاندان بہر صفت موصوف ہے۔ چنانچہ سنئے۔ میں اُن کا مختصر شجرہ آپ کے
گوش گزار کرتا ہوں +

راجہ دسرگتھ کا شجرہ خاندان راجہ ایکٹ سے شروع ہوتا ہے جن کی نسل
جو برسر حکومت ہوئی حسب ذیل ہے +

ایکٹ	انزینہ	فرزند بانڈ
برہما	پرقتو	"
مرتج	ترسکو	"
کشپ	دہر ہمار	"
سورج	جوناشو	"
منو	ماندھانا	"
بیروست	دوسندھ	"
اکشوک	دھرد سندھ	"
کوگلکشمی	پر سین جت	"
کبوشی	بھرت	"
بانڈ	است	"
	کبوسہی	"

اتنا فرما کر شیش ٹیجی بولے کہ تو خرا ذکر راجہ بہت ہی کمزور تھے۔ ہاتھ پاؤں میں دم نہ تھا۔ اسلئے مخائف راجاؤں نے نزع کیا۔ لڑائی چھڑی۔ مار دھاڑ ہوئی۔ حتیٰ کہ راجہ ست کی ایک پیش دگمی شکست کھانا ہی پڑا۔ فتح مند حملہ آوروں نے اجدھیا پر قبضہ کیا اور راجہ است جان لیکر بھاگے تو ہموان پہاڑ پر جانبری کی صورت نظر آئی انہوں نے وہیں مستقل قیام کیا۔ اور تپشیا کرنا شروع کر دی۔ راجہ کی رانی اسی دوران میں حاملہ ہو گئی اور بد قسمتی سے راجہ است نے بھی مفارقت دائمی کا داغ دیا۔ راجہ کی وفات کے بعد رانیوں میں سوتیا ڈاہ کا خیال پیدا ہوا۔ بڑی رانی نے دوسری رانی حاملہ کو زہر دیدیا کہ راجہ پاٹ کی مالک نہ ہو جائے۔ زہر کھلا دیا گیا۔ اس کے اثر سے رانی سخت ہیچین ہوئی۔ زندگی کی مایوسی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ مگر ہوش و حواس باقی تھے وہ اسی حالت میں چوہن رشی کی خدمت میں جا پہنچی۔ قدموں پر گری اور سادہ حال سنایا۔

رانی کا لندری کی یہ حالت دیکھ کر چوہن رشی کو رحم آیا اور فوراً ہی زبان

ارشاد ہوا کہ

گھبراؤ نہیں۔ ایسا بلند اقبال بیٹا پیدا ہو کہ کوئی تاب مقابلہ نہ لاسکے اور نطفہ یہ کہ اس کے پیدا ہوتے ہی سارا زہر بھی بدن سے خارج ہو جائے۔

کالندری کی جان میں جان آئی اور وہ اشیر باد لیکر مکان کی طرف چلتی پھرتی ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد نخل امید بار وار ہوا۔ راجہ سگر کی ولادت ہوئی۔ بیکس ماں کیلجے کو سکھ دیا اور جب ہاتھ پاؤں ہوئے تو غنیموں سے اجدھیا چھین کر عالماء کے ڈنگے بچائے۔ راجہ سگر کی ولادت جب ذیل ہوئی۔ جس کے قدم سے تخت نے رونق پے اندازہ حاصل کی۔

راجہ اسمبھن	ولد راجہ سگر	راجہ کلماکھ پاد	ولد راجہ رگھو
راجہ انسومان	راجہ اسمبھن	راجہ شکھن	راجہ کلماکھ پاد
راجہ دلیپ	راجہ انسومان	راجہ سودرشن	راجہ شکھن
راجہ بھاگیرتھ	راجہ دلیپ	راجہ سیکھرک	راجہ سودرشن
راجہ کاکستہ	راجہ بھاگیرتھ	راجہ مرد	راجہ سیکھرک
راجہ رگھو	راجہ کاکستہ	راجہ پرشستر	راجہ مرد

راجہ امبریک ولد راجہ پرستشتر راجہ نابھاگ ولد راجہ حجات
 راجہ نمکھ راجہ امبریک راجہ ارج راجہ نابھاگ
 راجہ حجات راجہ نمکھ راجہ دسرتھ راجہ ارج

جن راجہ دسرتھ کا نام آخر میں آیا۔ وہ یہی دھرماتما اودھ نریش ہیں اور انہیں گئے
 بیٹے رام نکشن۔ ان کے بزرگوں سے لیکر آج تک جو راجہ برسرِ حکومت ہوئے۔ سب کے سب ہریان
 تھے۔ سب صاحبِ اقبال۔ ہر ایک کو وہ کار سے نمایاں کئے کہ دنیا ان کی عظمت
 و بزرگی کی قائل ہے۔ پس میں بڑی خوشی سے قبول کرتا ہوں کہ آپ اُن سے مغزِ رشتہ
 جوڑیں۔ نہ آپ کو ایسا داماد مل سکتا ہے نہ راجہ دسرتھ کو آپ کی راجہ ماری ایسی ہوئیں
 نے گرہ دشا کیا یعنی اپنے قبول سے تمام اونچ نیچ دیکھ لی۔ جوڑی برابر کی ہے کسی
 طرح کا نقص نہیں۔ پھر گھٹ بندھن میں کیا دیے

سرگ ۱۷

راجہ جنک کا خاندانی شجرہ انہیں کی زبانی
 سری راجپند راو برسی سیتا جی کی شادی کا پرواز

جس وقت بشت جی نے راجہ دسرتھ کے خاندان کا شجرہ بیان کیا اُس وقت
 راجہ جنک جی کو خیال ہوا کہ میرا خاندان کب گھٹ کے ہے میرے بزرگوں میں کبھی بڑے
 بڑے اہل اقبال صاحبِ جاہ و جلال ہوئے ہیں۔ مناسب تو یہ تھا کہ اُن کا پرست
 ستیا تہ بشت جی کے سلسلہ کلام کے ساتھ اس تذکرہ کو چھیڑ دیتا مگر اُس کے منہ پر
 ہر خاموشی لگی رہی۔ اس لئے سری جنک جی نے خود یوں پروراز گفتگو اٹھایا۔
 بشت جی مہاراج آپ تو سب جانتے ہیں۔ آپ سے کون بات پوشیدہ ہے
 میں کیا اور میرا خاندان کیا۔ مگر آپ کی کراہے میرے خاندان کو کبھی فضیلت دے کبھی
 ہتے اور ایشور کی مہرانی نے شجرے کو ابھی تک بے داغ رکھا ہے۔ مہاراجہ دسرتھ
 شاید نہ جانتے ہوں۔ مگر امید ہے کہ آپ کے ضرور راجہ نیم کے نام نامی سے واقفیت ہوگی

یہ میرے مورث اعلیٰ تھے اور کیسے فخر کی بات ہے کہ آپ ہی ان کے پر و ہست بھی تھے کیونکہ تمام سوچ بنس آپ کا معتقد اور پابند ارشاد تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ایک نماز میں ہمارے مورث اعلیٰ ہمارا چہ نیم نے جلیہ کیا۔ ادھر جلیہ تھا ادھر ہر ہما کے یہاں کوئی جلسہ جانبین سے فریقین سے طرفین سے آپ کی طلبی ہوئی تو آپ عجیب ضغطہ میں ہوئے۔ کہاں کہاں میں کہاں نہ جاؤں۔ اس ادھیڑ بن میں آپ کی طبع نازک کو تطیف ہوئی۔ اور چونکہ پلہ جس طرف بھاری ہو اسی طرف جھکتا ہے لہذا آپ نے راجہ نیم کے جلیہ کو استعفا دے کر برہم لوک کو قدم مہمنت سے سرفراز فرمایا اور راجہ نیم کو سوکھا ٹرکایا +

جلیہ کا کام رکنے والا نہ تھا۔ تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی پر عمل کر کے دوسرے برہمنوں کے ہاتھوں سے جلیہ کی کارروائی شروع کر دی گئی۔ اتنے میں آپ برہم لوک سے واپس آئے تو جلیہ کی کارروائیاں دوسرے برہمنوں کے ہاتھوں سے دیکھیں اب آپ کے غصے کا کیا ٹھکانا تھا۔ آگ بگولا ہی تو ہو گئے۔ زبان فیض ترجا سے الفاظ نکلے تو یہ کہ اے راجہ نیم تم نشٹ ہو جاؤ +

راجہ نیم کا رتی بھر غصہ نہ تھا۔ آپ کی یہ بددعا سُنکر انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور فوراً صدق دل سے سراپ دیا کہ اوششٹ تیرا بھی ستیا ناس ہو جائے دونوں کی بددعائیں پرتا شیر تھیں۔ دونوں نے اثر دکھایا۔ ادھر آپ اور ادھر راجہ نیم دونوں اہل ہوئے۔ دیوتا لوگ اس بداعتہ الی کو چھپی نظر سے دیکھ رہے تھے انہوں نے راجہ نیم کو گرد خطا سے پاک پا کر اشیر باد دیا کہ ان کو کوئی مار نہیں سکتا ہمیشہ جیتے رہیں گے ان کا مسکن اہل زمانہ کی آنکھوں میں ہو گا۔ اور یہ سب سفید و سیاہ دیکھتے رہیں گے۔ راجہ نیم کے لئے تو دیوتاؤں نے یہ اشیر باد دیا۔ اب اپنی حالت سنئے کہ راجہ نیم کے سراپ کے بعد آپ پر کیا گزری۔ آپ کو اپنا چولا چھوڑنا پڑا۔ آپ کو رہنے کے لئے اسی مکھ میں جگہ ملی جس میں الکت رشی کا قیام تھا +

اتنا حیا معترضہ فقط اس لئے تھا کہ میں اپنے معزز خاندان کی عظمت بیان کروں۔ چنانچہ راجہ نیم کی عظمت سے آپ کو خود ہی واقفیت حاصل ہے عیاں راجہ بیاں۔ اور زیادہ بیان کر سنے کی کیا ضرورت۔ اگر ہوس است ہمیں قدر میں

است۔ اس لئے اب میں مختصر طور پر راجہ جنک کے خاندانی شجرے کا ذکر کرتا ہوں۔ اس خاندان میں حسب ذیل تاجدار ہوئے:-

راجہ نیم	مذکورہ قصور	ہر جسو	فرزند راجہ دھرت کیتو
راجہ بیتھل	فرزند راجہ نیم	راجہ مُرد	راجہ ہر جسو
راجہ جنک	راجہ بیتھل	راجہ پرتیندھک	راجہ مُرد
راجہ اودیسو	راجہ جنک	راجہ کیرت رتھ	راجہ پرتیندھک
راجہ شندی درجن	راجہ اودیسو	راجہ دیو میرٹھ	راجہ کیرت رتھ
راجہ سوکیت	راجہ شندی درجن	راجہ بیودہ	راجہ دیو میرٹھ
راجہ دیورات	راجہ سوکیت	راجہ مہید ہرک	راجہ بیودہ
راجہ برہد رتھ	راجہ دیورات	راجہ کیرت رات	راجہ مہید ہرک
راجہ مہا بیر	راجہ برہد رتھ	راجہ سورن روم	راجہ کیرت رات
راجہ دھرتما	راجہ مہا بیر	راجہ ہر سورن روم	راجہ سورن روم
راجہ دھرت کیتو	راجہ دھرتما		

اپنا شجرہ بیان فرما کر راجہ جنک جی سری بشت جی اور راجہ دھرت کے صاحب ہو کر بولے کہ راجہ ہر سورن مجھ کو اور میرے بھائی کو شہنشاہ کو اپنی یادگار چھوڑ گئے جب وہ دنیاوی عیش و عشرت سے سیر ہو کر تپشیا کو چلے گئے اور وہاں ایشور کی یاد میں چلا چھوڑ دیا تو مجھے گدی حاصل ہوئی کو شہنشاہ نے فرزند کی طرح پالا۔ اس کی کوئی بات کبھی نہ مانی۔ کیونکہ ایک تو ماں باپ کی یادگار تھا۔ دوسرے میراث باز و مہیشا بھائی لڑکے کے برابر ہوتا ہے پس میں نے اس کی خاطر و مدارات میں کبھی فرق نہیں کیا۔ فقورے دفن کا ذکر ہے کہ راجہ سو دھنا نے سا نکاس سے آکر فربہماں سر پر اٹھایا اور پھر برہنہ ادھر یہ پیغام کہ شوجی کا دھنشن بھیجو اور اور سیٹا کو دھانے کر دو۔ دین خیر نہیں میں خیر و جنت کی فکر کون سنتا ہے آخر تیغ و تفتنگ پر فوٹ پہنچی راجہ سو دھنا جانتے باہر ہو کر مہیشا پر دوڑا اور مار دھاڑ کر ناشرع کر دی یس گواس وقت تک مخالفانہ راواقت اور تباہی کیلئے تیار نہ تھا مگر جیوں تیوں مورچارو کا۔ اور سب کو مار گرایا۔ راجہ سو دھنا چت ہو اور مجھے آپ کے قبائل سے فتح نصیب ہوئی۔ اس فتح سے سا نکاس نگری کا دالی وارث نہ تھا لہذا میں نے سلطانہ اپنے

غریز بھائی کو شدءِ بیج کے سپرد کر دی۔ وہی میرے بھائی آپکے سامنے ہیں۔ ان کی بھی ایک صاحبزادی ار ملا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جہاں سیتا کے ساتھ راجچندر جی کی شادی ہوئی ہے وہاں میری دوسری راجکمار سی اُرملا کے ساتھ لکشمی جی کی اور بھرت سترن کے ساتھ کو شدءِ بیج کی اراکیوں کی شادی کیوں نہ ہو جائے۔

سب لوگ راج جنک کی تقریر سنکر اعزاز و فضائل خاندانی کے قائل ہوئے سب نے اُن کے افتخار کو تسلیم کیا۔ بہر حال شادی کی منظوری ہوئی اور آخر میں راج جنک نے اس فقرے پر اپنی تقریر ختم اور محفل عشرت برخواست کی کہ

آج کے تیسرے روز گمکھا نکشتر ہے اُس کے بعد پھا لگنی۔ پس اسی میں تمام مراسم شادی ادا ہونا چاہئے۔

سرک ۷۲

سری راجچندر جی۔ سری لکشمی جی۔ سری بھرت جی
سری سترن جی کی شادی کی بات چیت انتظام وغیرہ

اب بسو امتر جی نے زبان معجز بیان کھولی اور برج لہجے یوں گوہر افشاں ہوئے کہ اے راجگان و الماشان۔ ہمارا راجہ درگھ اور ہمارا راجہ جنک دویر۔ آپ دونو کا خاندان بہت ہی افضل ہے۔ خاندان اجدھیا اکشواک بش کلاتا ہے اور خاندان جنک دویر کل دونو خاندانوں کے بزرگوں کی عظمت دیا بھر میں ہے اور اس وقت ان دونو خاندانوں سے زیادہ کسی اور کو نامور شہرت اور عزت حاصل نہیں۔ کیا دولت و ثروت کیا دھرم کرم اور کیا خصائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ سب میں یہ دونو خاندان ملین و غین یعنی نقطہ مقابل اور ہم پلہ ہیں۔ پس میری رائے ہے کہ راجہ کنیا دان دیں اور ہمارا راجہ قبول فرماویں اگر دونو صاحبوں کو اس امر کا خیال ہو کہ بششٹ جی اور تیس باہم مخالف ہیں اور اس سے خلل واقع ہوگا یہ فقط خیال ہی خیال ہے۔ راجہ جنک بششٹ جی خود دریافت کر سکتے ہیں اور جب آپ کو کامل طور پر اطمینان ہو جائے تو اپنی راجکمار یوں کی شادی

سری راجندر جی اور سری کشین جی کے ساتھ کر دیجئے اور کوشدھج کی دونو صاحبزادیوں کو
بھرت اور سترہن جی کے ساتھ منسوب فرمائے۔ اگر آپ کو کچھ پس و پیش ہو تو آپ کو دھرم شاستر
کے حوالے سے ثبوت ہم پہنچاتا ہوں کہ شامیاں جائز اور با اصول ہونگی۔ دھرم شاستر کا حکم
ہے کہ اگر ایک شخص کے چار بیٹے ہوں اور دوسرے شخص کی چار لڑکیاں تو ان کی باہم نسبت
ممنوع اور ناروا ہے اگر کسی شخص کے چار بیٹے ہوں۔ اور دو لڑکیاں۔ دو شخصوں کی تو
قرابت شادی بہت ہی مبارک۔ چنانچہ وہی معاملہ در پیش ہے۔ شوق سے شادیاں
رچائے۔ خوشیاں منائے۔

بسوا ستر جی کی تقریر دیکھ کر راجہ جنک بشت جی کی طرف دیکھا بشت جی
خاموش رہے اور اس خاموشی نے راجہ جنک کے دل پر اتنی موثری نیم رضا کا یقین جادیا وہ
سمجھ گئے کہ دونوں کی رائے باہم موافق ہے۔ اختلاف نہیں۔ چنانچہ وہ خود بشت جی سے
مخاطب ہوئے کہ مہاراج آپ کی بھی مرضی ہے اور سری بسوا ستر جی کی بھی۔ بس مجھے عذر
نہیں ملے کہ کشتاک بنس کی فضیلت اور کہاں میں ناچیز۔ مگر آپ برابر کے پلے
میں تولتے ہیں تو یہ آپ کی بزرگاز عزت افزائی ہے۔ چنانچہ میں بھی خوشی کے ساتھ
منظور کرتا ہوں کہ لگے ہاتھوں بھائی کوشدھج کی راجکماروں سے بھی چھٹی کرلوں۔ بشور
کی کرپا اور آپ کی دیا سے پھا لگنی بچھتر بھی آگیا یہ بچھتر ایسا مبارک ہے کہ اس میں قرابت
شادی ہو تو مدتوں کے دلہرہ دور ہو جائیں۔ غریب غریب امیروں کو مول لینے کا دعویٰ
کرے۔ پس اب دیرو واجب نہیں۔ رشتہ مضبوطی کے ساتھ قائم کر لیا جائے۔ بشت
جی کی طرف سے روئے سخن پھر کر راجہ جنک کھڑے ہو گئے اور ہاتھ جوڑے ہوئے بسوا
جی سے بولے کہ آپ کا نہایت ممنوں ہوں آپ نے مجھے فرائض ضروری سے سبکدوشی
حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی۔ کنیادان مہادان کہلاتا ہے۔ اس کے لئے آپ کی اور
بشت جی کی سہائت لازمی ہے۔ بشت جی اور آپ دونوں ہمارے گرد ہیں سب نے
یہاں قدم رنج فرما کر مٹھلا پوری کو بھی دہی رونق عطا فرمائی۔ جو ادھیلا پوری کو نصیب
تھی۔ چنانچہ کیا اجدو دھیلا کیا جکپور دونوں آپ کی خاک پا سے مستفید ہیں اور راجہ دسرت
کا نزد دل اجال میرے لئے سمونے میں سہما گا۔

راجہ دسرت۔ میں آپ کی مہماں نوازی کا از حد ممنوں ہوں۔ آپ نے ذرے کی

آفتاب سے زیادہ عزت کی۔ میرے تمام بھراہی آپ کی مہماں نوازیوں کی شکرگزار یوں میں سچے دل سے تر زبان اور آپ کی سبز بانی کے ثنا خواں ہیں۔ اب مجھ کو اجازت ہو تو فرود گاہ میں جاؤں اور فرائض ضروریہ سے فراغت حاصل کروں ۔

راجہ جنک نے راجہ دسرتھ کو ہنسی خوشی رخصت کیا۔ راجہ دسرتھ اپنی قیام گاہ میں آئے۔ وہاں رات کو نندھی مکھ شرادھ سے چھٹی کر کے علی الصبح گٹو دان کرنے پر ڈٹ گئے اول ہزار برہمنوں کو ایک ایک سو گائیں دان کیں۔ بعدہ چاروں فرزند ان عالیشان کو زانوئے محبت پر بٹھا کر بہت سی گائیں برہمنوں کی نذر کر دیں۔ یہ گائیں نہایت قیمتی اور دو دھاری تھیں۔ سینک سو نے سے منڈھے ہوئے تھے۔ جس برہمن نے گٹو پائی امیز بن بیٹھا دھرم شاستر میں مرقوم ہے کہ چھتری لوک سولہ برس کی عمر تک کے پیٹے کو زانو پر بٹھا سکتے ہیں اور اس سن تک بڑے کی ڈاڑھی موچھ پراستہ اکھروانا قطعی ممنوع ہے جس وقت باپ بیٹے گود میں لیکر دان کرنا شروع کئے تو بولنا ماروا۔ ہاں بولے تو کب جب آفتاب غروب ہو جائے۔ اور جب ایسا دان کرنے کا وقت ہو تو سب سے پہلے اس گرو کو ایک گٹو اور ایک سیل نذر کرنا چاہئے۔ جس نے علوم و فنون کی تعلیم دی ہو۔ چنانچہ راجہ دسرتھ نے رام۔ کشمن۔ بھرت۔ سترہن۔ چاروں بھائیوں سے دھرم شاستر کے اصول کی تعمیل کرائی۔ دکنشائیں دلوائیں اور بعد فراغت ہنسی خوشی چاروں بیٹوں کے جلوہ دیدار سے کلیجہ کھٹکا کرنے لگے ۔

سرگ

شری رام چندر جی شری لکشمن جی شری
بھرت جی اور شری سترہن جی کی شادیاں

راجہ دسرتھ جب دل کھول کر گٹو دان کر چکے تو معلوم ہوا کہ بھرت جی کی مائا لیکٹی کے بھائی تشریف لائے ہیں ۔

راجہ دسرتھ نے حسب مراتب استقبال کیا۔ اپنے ساتھ ٹھیکر لایا۔ مزاج پرسی کے بعد رونق افزدی کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ آپ جنگپور میں کہاں +
راجہ جو دھاجت۔ (دانی کیکنی کے بھائی) سب طرح سے خیریت ہے۔ پہلے میں اجدھیا گیا وہاں سے خبر ملی کہ آپ یہاں رونق افزد ہیں۔ اس لئے آپ کی بدولت متھلانگری کے بھی دشمن ہو گئے۔ میرے پتا (راجہ کیکنی) نے عرصے سے بھرت کو نہیں دیکھا۔ وہ شربت دیدار کے پیاسے ہیں۔ آپ اجازت دیں تو میں بھرت جی کو ہمراہ لے جاؤں +

راجہ دسرتھ۔ افسوس کہ میں سفر میں ہوں آپ کی خاطر داشت آپ کی عزت شان و شوکت کے موافق کروں۔ اس غریب الوطنی میں امکان سے باہر ہے مگر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ایسے وقت میں تشریف لائے ہیں کہ سب سامان خوشی کے مہیا ہیں۔ کیا خوب ہو کہ آپ بھرت جی کی شادی دیکھ لیجئے اور پھر طر تشریف لے جائے۔ ایک مہینہ دو کاج +

راجہ جو دھاجت کو بہت سے ضروری کام تھے۔ لہذا وہ زیادہ ٹھیکر نہ سکے اور انہوں نے وعدہ آئندہ لیکر وطن کی راہ لی۔ یہاں راجہ دسرتھ جی نے راجہ جنگ کے اثر و دولت کا عزم کیا آگے آگے بٹشٹ جی کی سواری تھی بعد بسو امتر جی کی بسو امتر جی کے پیچھے چاروں راجکار یعنی سری راجندر۔ لکشمی۔ بھرت سرہن تھے۔ ان کے عقب میں راجہ دسرتھ۔ موقع موقع پر شاہی جلوں۔ ہر ایک کے ہمراہ تھا اور سب کے پیچھے خاص و عام میں سے وہ جماعت تھی جس کو براتیوں میں شمار کیا جاتا تھا +
جب برات دروازے پر پہنچی۔ راجہ جنگ نے بڑی شان و شوکت سے استقبال کا انتظام کیا۔ مگر جو ہیں برات دروازے سے گزرنے لگی۔ مصاحب (یعنی دربان) سدا رہ ہوئے۔ اس وقت راجہ جنگ کو نہایت طیش آیا۔ سب کو کافی دوافی ہرز نش آگئی اور نفیس نفیس حاضر ہو کر سب کو ہمراہ لے چلے۔ جنگپور میں تمام شادی کا سامان مہیا تھا۔ جگہ جگہ تادی کے سامان کی کارروائیاں ہو رہی تھیں۔ جدھر سے راجہ دسرتھ گزرے ادھر سے راجہ جنگ جی ساز و سامان دکھاتے ہوئے گزر گئے۔ کہیں کھانے پینے کے سامان تھے کہیں جنگیہ ہون اور بیدی کے ٹھاٹھ خلاصہ یہ کہ وہ راجہ دسرتھ

کومکان پر لے گئے۔ بیدی کے پاس بٹھایا۔ چاروں لڑکیاں بلائیں اور کنیادان کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سری راجندر اور بھڑی جانی جی کی بھانوریں پھینک پھر لکشمی جی گٹھ بندھن ہوا۔ اس کے بعد بھرت جی اور سترہن جی کا۔ اس وقت اس طرف سے بشٹ جی اور ادھر سے ستیانند ادا سے مراسم میں مشغول تھے۔ بیدی جی ہوئی تھی۔ کس استھاپت کیا گیا تھا۔ سبز جوگے ہوئے تھے۔ دھوپ سداگ رہی تھی اور سناکھ گھڑیاں بج رہے تھے۔ آگن گٹھ میں آہوتیاں پر آہوتیاں ہو رہیں تھیں بشٹ جی ہون کنڈ پر بیٹھے ہوئے ہون کر رہے تھے۔ جب یہ کارروائی پورے طور پر ہو چکی۔ ادھر سے راجندر جی۔ لکشمی جی۔ بھرت جی۔ سترہن جی چاروں بھائی رونق افروز ہوئے۔ ادھر سے سری جانی جی سولہ سنگار کئے بارہ اجمو شندوں سے آراستہ سکھوں سیلیوں کے بیچ میں چم چم کرتی آئیں اور ستیانند پر دہت کے اشارے چوک پر بیٹھ گئیں۔ راجندر جی چوک پر بیٹھے ہوئے تھے۔ پس بشٹ جی نے اپنا حق ڈالا تو بڑھایا اور اس کا حق لوٹا۔ لکھ پر رکھ کر فرمایا کہ راجندر راجندر۔ ستیانند جی کا حق پکڑو یہ تمہاری باج ایک ہو گئیں۔ ستیانند جی تیری برت دھرم میں اپنا نام روشن کرینگے اور تمہارے ان کے بھائی دو دو قالب کا رشتہ رہینگے۔ چنانچہ اس وقت آگنی دیوتا کے سامنے یہ رشتہ مندی ہو رہی ہے یہ فرما کر بشٹ جی نے ستیانند جی کے چلو میں تھوڑا سا پانی دیکر راجندر جی کے دہنہ کا حق پر ان کا حق لے لیا۔ اور اس طرح ان کی باج شادی کے مراسم طے ہو گئے۔

اس کے بعد یہی کارروائی اڑلا (دختر اجہ جنک) اور سترہن جی کے ساتھ ہو گئی بانہ دبی اور سورت کرت کی شادی بھرت جی اور سترہن جی کے ساتھ ہو گئی اس وقت چاروں بھائیوں کا سروپ عجیب ہی مونی تھا اور جس وقت اپنی اپنی استریوں کے ساتھ ان کے باقاعدہ میں نظر آئے۔ وہ عالم خوش تھا کہ بس آئندہ سی چھائی ہوئی تھی۔ سب کی باجیں کھلی ہوئی تھیں۔ انت چھپا نہ چھپتے تھے۔ سب تین مرتبہ ہون کنڈ کے ارد گرد بھانور کیے۔ پیاروں طرف۔ یہ بھونوں کی بچھاڑ ہو رہی تھی اور برہمن اور رشی وید کے مشنوں سے کنیادان پہنچ کر رہے تھے۔ راجندر جی کے کہاں باجے بھائیوں کا آواز دینا سے آسمان تک گونج رہی تھی۔ اس پر راجندر کے باجے بڑے بڑے تھے نانک رنگ کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ساز عشرت و نغمہ مسرت ہی کانوں میں بھر رہے تھے کیا معمولی مضمون

و مطلب کیا اسپر نہیں اور گیا گندھرب سب بھڑسائی میں مست تھے۔ قعر کوتاہ بڑی
منسی خوشی سے سری راجچند جی۔ لکشمی جی بھرت جی سترین جی چاروں کی شادیاں
ہو گئیں اور بعد فراغت رسمیات راجہ دسر تھہر جی و بسوا تیر جی اور ہمراہیوں کے
ساتھ خوش خوش اپنی اپنی فرد گاہ میں واپس آئے۔

سرمے

جشن شادی کے بعد راجہ دسر تھہر کی جنکیور
سے واپسی۔ راستے میں پر سرام جی کی
تشریف آوری۔ قہر و غضب سے خوف ہراس

دوسرے روز آفتاب نکلتے ہی راجہ دسر تھہر جلوس اور براتیوں کے ساتھ عازم اجدھیا
ہوئے۔ راجہ جنک تھہر رخصت کے وقت دل کھول کر دیادلی دکھائی۔ دھیر میں ایک لاکھ گائیں
ایک لاکھ اوننی چادریں۔ ایک لاکھ پتیامبر بہت سے کوہ پیکر ہاتھی۔ صبار فوار تھوڑے۔
خوشمار تھہر۔ روپیہ اشرفی بے شمار۔ مونگے۔ موتی۔ ہیرے جواہرات اٹھانے
اٹھتے تھے۔ مہونے چاندی کے برتنوں جڑاؤ زبوروں اور زر کار قیمتی لباسوں کا انبار
لگ گیا۔ ایک ایک راجکمار کی خدمت گزاری کے لئے سو سو لونڈیاں ہمراہ کیں۔
برات باجوں گاؤں کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی گلچہرے اڑاتی اجدھیا کی طرف چلی
اور راجہ جنک تھہر دوسری رخصت کر کے متھلا پوری میں واپس آگئے۔ راجہ دسر تھہر
نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اوج ہوا سے پرندوں کی منحوس آوازیں کانوں
میں آنے لگیں اور ایک ہرن سامنے گزرتا ہوا دائیں بائیں کی طرف نکل گیا۔
گویا یہ شگون نیک تھا۔ تاہم پرندوں کی بدشگونی سے راجہ دسر تھہر کو وحشت ہوئی
کیونکہ حالت سفر میں ایسی علامات موجب خطر ہوتی ہیں۔ انہوں نے بے ہشت
جی سے عرض کی کہ ہمارا ج کچھ آپ نے غور کیا مجھے تو پرندوں کی کرخت آواز
کچھ کہتی معلوم ہوتی ہے۔

بشیشٹ جی۔ مجھ کو خود اسی بات کا اندیشہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔

سب دل ہی دل میں فکر مند تھے۔ دفعۃً آنندی اُٹھی۔ چاروں طرف غبار چھا گیا بوڑھے پر بوڑھے اُٹھنے لگے۔ زمین تھر تھر کانپنے لگی۔ بڑے بڑے درخت اکھڑ اکھڑ کر زمین پر بجھ گئے۔ ایسا اندھیرا چھا گیا کہ ساد بھادوں کی اندھیری راتیں مات ہو گئیں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ جتنے براتی اور ہنر اسی تھے سب حواس باختہ ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ بدن میں جان نہیں۔ حواس میں تھے تو کون۔ صرف بشیشٹ جی۔ بسوامتر جی۔

سری رام بلکشمین۔ بھرت۔ سترین اور رشی لوگ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اسی اندھیرے میں ایک خوبصورت جوان شیر کی طرح گر جتا چلا آتا ہے۔ چہرہ چودھویں رات کا چاند سر پر لمبی لمبی جٹائیں۔ قد بلند۔ آنکھیں شرفا شرح۔ کاندھے پر پر ساما تھیں ایک دزدنی دھنگ۔ جلال وہ کہ نظر جینا محال۔ یہ پر سرام جی تھے جو پل مارتے سر پر آتو جو ہوئے اور ایسی آنکھیں لال پیلی کیوں کہ راجہ دسرتھ کی بوٹی بوٹی ٹکانپ گئی معلوم ہوتا تھا کہ تر پر اسرا چھس کے مارنے کو مہادیو جی آگ بگولا ہو رہے ہیں۔ پر سرام جی کو دیکھ کر بشیشٹ جی۔ بسوامتر جی اور دوسرے رشی دل میں کانپتے ہوئے کہنے لگے کہ اب خیر نہیں۔ یہ وہی پر سرام جی ہیں جنہوں نے چھتری قوم کو چُن چُن کر نذر اجل کیا۔ جن کو ماں کے مارنے میں پس و پیش نہ ہوا۔ وہ آج ضرور ہاتھ صاف کریں گے یہاں بھی چھتری ہی چھتری تو ہیں۔ اندیشے سے سب کے سب جگ سے ہلے۔ اور پر سرام جی کی خدمت میں بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور رشن جی کا اوتار کر کے پوجا کی۔

سرگ ۷۵

راجہ دسرتھ کی عاجزی۔ پر سرام جی کا
سری رام چندر جی پر عتاب۔ شر و ہنس

اور بشن دھنش کی سرگزشت

پرسرام ہی کا چہرہ غیظ و غضب سے لال لال انگارہ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے چنگاریاں اڑتی معلوم ہوتی تھیں۔ غصہ روکے سے نہ دگتا تھا۔ شیر کی طرح پھرتے ہوئے تھے۔ جو ہیں پاس پہنچے ادھر ادھر قہر بھری نظر سے دیکھ کر راجندر جی کی طرف دیکھا۔ اور ڈپٹ کر بولے کہ

یہ مجھ کے سے ہاتھ پاؤں میٹھی بھر کا ڈیل اُس پر ایسا گردہ۔ تارکا کا ایک عورت کو کیا مار لیا۔ سمجھ لیا کہ بچو دادیگرے نیست۔ بڑے دو باہیاں بن گئے۔ جان لیا کہ بس ساری دنیا سچ۔ آخ آہ۔ تمہارا منہ کہ شو جی کا دھنش توڑو۔ اچھا بکھو میرا دھنش آج تک میرے سوا کوئی نہ مان سکا۔ بڑے بڑے ہیکڑی باز نہ پاؤ ایسے ڈیل۔ اے شور میر صورت دیکھ دیکھ کر کانپ گئے۔ تم شو جی کا دھنش توڑ کر چاہتے ہو کہ میری طاقت کا ڈنکا بجے۔ سب شور مچ رہا ہیں۔ یہ ہونا نہیں چاہئے تم میرا دھنش نہ چر دھا لو گے میں پنڈ نہ چھوڑوں گا۔ تمہیں نہ عم طاقت کا فزہ پکھاؤں گا۔ اور دھنش چر دھا بھی لو گے تو بیچ کے نہیں جاسکتے۔ میرا پر سا خون کا پیاسا ہے اس کا پیاس ضرور بجھانا پڑیگی۔

پرسرام جی کے یہ فقرے عام لوگوں کے لئے پیغام موت ہے کم نہ تھے راجندر کے روح فنا ہو گئی۔ چہرہ مرجھا گیا۔ تھر تھراتے کانپتے ہاتھ جوڑے ہوئے پرسرام جی سے عرض کی کہ

مہاراج آپ نے تو کیا کر کے چھتریوں کی جان بخشی فرمادی تھی۔ پھر آج یہ قہر و عتاب کیوں ہے۔ بندہ زادے کل کے بچے ہیں۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کا سن ہے میرے بڑھاپے کی کمائی اور آپ کے قدموں کی خاک کے برابر ہیں۔ میں آپ کو ان پر رحم فرمانا چاہئے۔ آپ کو ہم ایسے ناچیزوں پر غصے کی کیا ضرورت۔ آپ برہم کل کے آفتاب۔ اس پریشیا کا بل۔ آپ کی ذرا جی میٹھی نگاہ ہمارے لئے نشانہ موت کا کام کرتی ہے ادھر پریشانی پر بل پڑا۔ ادھر جان نکل گئی۔ آپ اندر جی۔ سے وعدہ فرمایا تھا کہ اب ستر ستر کو ہاتھ نہ لگائینگے۔ کیا وہ پر تنگیا فراموش ہو گئی۔ آپ کے دست سارک میں دھنش اور کا ندھے پر پر ساد بکھ کر روح قبض ہوئی جا رہی ہے۔ تہ اور

چہرے کی تہتاہٹ سے خون خشک ہوا جاتا ہے۔ آپ ذرا غصہ روکیں ورنہ ہم لوگوں کا مرغ و ج دیہیں اینٹھ کے رہ جائیگا۔ نہ پر سے کی ضرورت ہوگی نہ دھنش بان کی۔ ہم لوگوں کے ہتھے میں بہت سے رشی منی بھی موجود ہیں۔ اگر ہمارے ساتھ اُن پر بھی آنچ آگئی تو خود خیال فرمائے کہ برہم ہتیا کا عذاب غصے کے ماتھے ہوگا کہ نہیں اس سے آپ کی نظر ترہم سے جان بخشی کی درخواست کرتا ہوں۔ آپ بڑے ہیں۔ اُمید کہ ضرور مہربانی فرمائینگے۔

راجہ درتھ کی عاجزانہ عرضداشت پر پر سرام جی نے ذرا بھی انتفات نہ کیا اور سری راجندر جی سے طیش میں آکر بولے

دنیا میں صرف دو ہی دھنش تھے۔ ایک یہ جو مجھے پتا جی نے دیا۔ دوسرا وہ جس کے توڑنے پر تم تاز کر رہے ہو۔ یہ دھنش وہ تھے جن کی عظمت ہی نہ تھی بلکہ اہل زمانہ ان کی پرستش کرتے تھے۔ ایک زمانے میں ترپراُسرنے وہ ظلم و ستم کئے کہ زمین و آسمان سر پر اٹھائے نہ کاٹے کٹا تھا نہ مارے مرتا تھا۔ پس بسو کرمانے بیاقت صرف کی اور دونو دھنش تیار کر دئے تمہارا توڑا ہوا دھنش شو جی کے دست مبارک میں رہتا تھا اور میرا دھنش بشن جی کی گرفت میں ان دونو دھنشوں کی وہ طاقت ہے کہ دشمن بچ کر جا ہی نہیں سکتا۔ مگر ترپراُسرنے کی لڑائی کے وقت اُس کے لائق بان کہاں۔ اس لئے بشن جی نے قدرت کاملہ سے بان کی صورت میں جلوہ فرمایا۔ تب کہیں ترپراُسرنے کا فیصا ہوا۔ جس وقت ترپراُسرنے پر جیت ہوئے اُس وقت دیوتاؤں کی عقل چاکر میں ہوئی کہ ترپراُسرنے کے دست قدرت سے قتل ہوا۔ اس میں شو جی کے بازو سے قوی کا اعجاز تھا یا بشن جی کی قوت کاملہ کا۔ سب متفق ہو کر برہما جی کی خدمت میں تشریف لے گئے اور حرف سوال لب پر آیا۔

برہما جی نے جواب میں فرمایا کہ اس میں رمز ہے۔ ایک موقع پر شو جی اور بشن جی میں کچھ اُن بن ہو گئی۔ ہوتے ہوئے جنگ و جدال کی نوبت آگئی۔ موچے بندہ گئے لڑائی چھڑی مارتھ دکھائے برائے لگے کہ دفعہ بشن جی نے ہوں کہ دیا زبان سے یہ آواز نکلی ہی تھی کہ شو جی کے دھنش نے منہ باویا۔ کچھ پیش نہ گئی یہ دیکھ کر شو جی کو نہایت ہی غصہ آیا تاڑ کھا کر بولے کہ اے بشن ہوشیار اب تمہیں مفر نہیں مارے کے

نہ گرایا تو شونام نہیں +
 اودھشن جی بھی میاں سے باہر تھے۔ سمجھتے ہی نہ تھے کٹھو کیا مال ہیں۔ دونوں
 طرف تیر و ترکش بندھے دیکھا کہ پتا لوگ گھبرائے کہ آثار بیدھب ہیں۔ اس عداوت
 قلبی کا نتیجہ اچھا نہیں۔ ضرور خون خرابہ ہوگا۔ اور ایک نہ ایک کی جان جائیگی اس
 لئے انہوں نے طرفین کی خوشامد درآمد کی اور صلح کر کے معاملہ رفع دفع کر دیا۔ شونام
 نے فرمایا کہ صلح تو ہوئی مگر جب تک یہ دھنش میرے اودھشن جی کے پاس رہے گی۔
 بد وقت لڑائی سے سامنا رہیگا۔ اس لئے ان کا پاس نہ رکھنا ہی ٹھیک۔ یہ سوچا
 انہوں نے اپنا دھنش برن جی کو دے دیا۔ دُفن جی نے دیتاؤں کے اور
 دیوتاؤں نے راجہ دیورات کے حوالے کر دیا +

میرا دھنش بشونام جی نے میرے دادا ریکیا کی نذر کیا۔ مدتوں تک میرے پتا
 جمدکن جی کے استعمال میں رہا۔ اب میرے قبضہ قدرت میں ہے۔ میرے ستاجی
 نسبت ہی طاقتور اور ریاضت و عبادت میں کامل زمانہ تھے۔ موقع جنگ میں وہ جوہر
 دکھاتے تھے کہ بڑے بڑے جیاہوں کے چھکے چھوٹ جاتے تھے پیشیا کا وہ جلال
 کمال تھا کہ جو زبان سے کہہ کیا کبھی بیٹ نہ پڑے۔ ایک چھتری راجہ اجن نامی نے پتا
 جی کو موقع پا کر قتل کر ڈالا۔ مجھے خبر لگی تو میں غصے کا کیا پوچھا تھا۔ دھنش لیکر اٹھ کھڑا
 ہوا اور سارے چھتری خاک پر سلا دئے۔ مناسب کانپ اٹھی۔ آکاش میں بھی تونگ
 مچ گیا۔ آخر اندر نے اگر درخواست کی کہ اب رحم کیجئے۔ چھتری نہ ہونگے تو روئے زمین
 کی حفاظت کون کریگا۔ جگہ کس کے دم سے ہونگے۔ اس لئے شمشیر غضب میان
 میں کیجئے۔ بہت ہو چکی۔ جب سے چھتری مرٹ گئے۔ جگہ کی رسم ہی اٹھ گئی تو یاد
 کے حقوق یا ٹل ہو گئے۔ بھاگ نہیں ملتا۔ بھوکے رہتے ہیں +

راجہ اندر کی عرضداشت پر میں نے خوزیری سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور ایک
 عظیم الشان جگہ کر کے دیوتاؤں کی ایسی حق رسائی کی کہ نیت بھری۔ آخر میں
 اپنا راج پاٹ سب کشیپ برہمن کو دان کر کے اندر کی درخواست پر دنیا پر لات
 ماری۔ اور آکاش کی سیر و سیاحت دھچپی کی صورت نکالی۔ اتفاق سے
 میں مندر اچل پہاڑ پر سیر کر رہا تھا کہ دھنش ٹوٹنے کی سخت

آواز کانوں میں آئی۔ فوراً بدن میں آگ لگ گئی دل جل اٹھا تا ب ضبط نہ رہی اور آندھی کی طرح یہاں آگیا۔ اب بہتر ہے کہ میرے دھنشن پر زور آزمائی کرو۔ ورنہ خیریت نہ سمجھو۔ (طے جو چھٹے بغیر بچاؤ نہیں)۔

سر ۷۷

پرسرام جی کے دھنشن پر سری راجچندر جی کی طاقت آزمائی۔ کامیابی۔ پرسرام جی کی مندر اچل پہاڑ پر واپسی۔ امن جان

سری راجچندر جی خاموشی سے پرسرام جی کی غضب آنوہ تقریر سننے رہے جب سلسلہ سخن منقطع ہوا تو جواب میں گوہر افشانی فرمائی +

ہمارا ج آپ نے اپنی قول و قسم نباسنے کے لئے اپنے پتا کے قتل کا جس طرح چاہا عوض لیا۔ بہت مناسب ہیں اس پر اعتراض کرنے والا کون سگر گستاخی معاف۔ اس وقت جاہے سے پہر ہوا آپ جو زہرا گل رہے ہیں۔ یہ آپ کی شان کے شایاں نہیں۔ رہا دھنشن چڑھا ادا آپ کے سامنے خم ٹھونک کر ہتھیار اٹھانا اُس کے لئے میں تمہیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ لاشے دھنشن ابھی چڑھا کر دکھا دوں اور آپ کی ایسی ہی مرضی ہو تو آئے +

ہمیں میدان ہمیں چوگاں ہمیں گوے

یہ فرما کر سری راجچندر جی نے دھنشن ہاتھ میں لے لیا۔ اس وقت ان کا چہرہ متمل اٹھا۔ انگٹھوں سے قہر کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور جوش غضب میں زبان سے یہ الفاظ سنائی دئے +

”پرسرام جی کیا انہوں آپ برہمن ہیں۔ برہمن ہی نہیں بلکہ میرے گرو۔ جی ہمارا ج سری جیسا امتز جی کے بھانجے (بہن کے بیٹے) بھی ہیں اس لئے بھیجتا ہوں نہیں تو آپ کا سارا کھنڈ خاک میں ملا کر رکھ دیتا اور دکھا دیتا کہ گرجنے والے

بادل کون ہوتے ہیں اور برسنے والے کون۔ مگر مشکل یہ آپڑی ہے کہ آپ پر
ماٹھ اٹھانا دھرم کے خلاف ہے۔ لیکن دھنشن پرمان چڑھا چکا۔ چھتریوں
کا بان خالی جائے ممکن نہیں۔ اسلئے کہئے کہ ابھی سرگ کو روانہ کر دوں یا کوئی معفو
رضی کر کے چھوڑ دوں +

سری راجندر جی کے کلمات غضب نہایت پر جوش تھے۔ دیوتا لوگ تھر تھر گئے
پر رام جی کی ذات مقدس سے بشن جی نور حقیقی کا جلال غائب ہو گیا۔ ایک پتھر کی
مورت کی طرح خاموش کھڑے رہ گئے۔ ساری سٹی پٹی بھول گئی۔ چہرے کا
جلال دیکھنے لگے۔ نظر جہاں پر پڑی تھی وہیں جم گئی پر رام جی کے ہوش و
حواس جاتے رہے۔ انہوں نے دل میں خیال کیا کہ یہ راجندر جی نہیں۔
بلکہ جلوہ نور حقیقی ہے۔ چنانچہ وہ گرد گردا کر عرض کرنے لگے کہ

اے راجندر جی معاف کیجئے گا۔ پہلے میری آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے
تھے اب آپ کے جلال نے آنکھیں کھول دیں۔ جس وقت میں نے کرۂ خاکی سر کر کے
برہمنوں کو ان کر دیا تھا۔ اُس وقت کشیپ برہمن کا حکم تھا کہ اب تم کو روئے زمین
پر قدم رکھنے سے واسطہ نہیں جاؤ گے، پہاڑ کی گھا میں دن کے بارہ گھنٹے کا ڈاؤ
رات کو آکاش میں بسر کرو۔ چنانچہ آپ گستاخیاں معاف کر کے مجھے مندر اچل پہاڑ
پر رہنے کی اجازت دیں۔ آپ کی مرضی ہو تو سارا جسم نشانے کے لئے حاضر ہے
مگر کوئی بھی صندوق یا ہو جائیگا تو میں نہ پہاڑ پر جا سکوں گا نہ گرد کے حکم کی تعمیل ہی ہوگی
اب رہا پتھریوں کے قتل سے برہم ہستیا کا عذاب۔ وہ میرا ذاتی فعل نہ تھا۔ بلکہ اُس وقت
آپ ہی کے دستِ قدرت نے یہ غیبی طاقت دکھائی تھی۔ چنانچہ اب وہ غیبی طاقت
آپ نے کھینچ کر ذات مقدس میں جذب کر لی نہ مجھ کو اب عذاب سے سرکار ہے نہ ثواب سے
واسطہ آپ چھتری نسل میں سیکر خاکی سے نوراصلی کا جادو دکھایا +

زہے نصیب جس وقت آپ میرے دھنشن کو ماتہ ہی نکابا تھا۔ اسی وقت
میں نے جلوہ حقیقت کی شناخت کر لی تھی۔ بیشک آپ پریشور میں۔ میرا اور آپ
کا اتفاق کیا۔ میں نے ماری مانی اور آپ کی اجازت کا خواستگار ہوں +
راجندر جی پر اظہار عاجزی نے پوری تاثیر کی۔ انہوں نے فرمایا۔

اچھا پر سرام جی جائے خوش رہئے۔ آپ واجب التعظیم ہیں *
 سری راجپندرجی نے بڑے اعزاز سے انہیں رخصت کیا اور وہ منہ راجپل بنار کی
 طرف روانہ ہوئے۔ ادھر انہوں نے رُخ پھیرا ادھر ساری آندھی لڑ گئی مطلع بالکل صاف
 ہو گیا۔ دیوتاؤں نے مانے خوشی کے بغلیں بجائیں اور آکاش سے صدائیں آنے لگیں کہ
 راجپندرجی آپکو یہ مشن جی کا دھنش مبارک اون کا قتل اسی دھنش سے ہو گا ایشیوراد تیر بہدف ہو گا *

سرگ

اجودھیا میں راجہ دسرتھ کی واپسی محلوں میں خوشی کی چہل پھل

پرسرام جی معافی مانگ کر منہ راجپل پر چلے گئے یہاں سری راجپندرجی کو بھیتا ڈھوا
 کہاں ہم چھتری کہاں پرسرام جی برہمن اُن کا ہاتھ نیچا ہمارا ہاتھ اڈیا۔ اس پر بھی ہم نے اُن
 دھنش ہتیا لیا۔ بڑی غلطی کی یہ کام چھتری دھرم کے خلاف ہوا۔ اس فکر میں سوچتے سوچتے
 شاستر کی طرف خیال دوڑا تو معاً اُن کی تسکین قلب ہو گئی اور ایک نیا ہی خیال پیدا ہوا
 یعنی جس کا کوئی وارث نہ ہے تو اُس کا جہاں ہو وہ اُس کے بعد گرد کا مال ہے چنانچہ پرسرام
 جی کے گرد و رن جی ہیں یہ دھنش انہیں کے سر منڈھونگا وہ اندر کو سوچینگے اور اندر استر کی
 کے حوالے کر دیں گے اور یوں دست بدست پہنچتے پہنچتے آخر اُن کے مارنے کے وقت اپنے ہی ہاتھ
 آجا دیگا چنانچہ انہوں نے دھنش کو گرد و رن جی کے سپرد کر دیا۔ اپنے تیا ہمارا راجہ دسرتھ سے فرمانے لگے
 کہ کیوں آپ فکر مند کیوں ہیں جن پرسرام جی کا آپ کو خوف تھا وہ تشریف لے گئے۔ آپ کو بیکرا جوہیا
 کا عزم کریں اب ہر طرح امن امان ہے۔ راجہ دسرتھ نے جو ہیں یہ آواز سنی۔ اُن کے مزہم میں
 جان آئی۔ انہوں نے راجپندرجی کو چھاتی سے لگا لیا۔ اور سمجھے کہ آج ان کی اور ان کے راجکاروں
 کی دوبارہ زندگی ہوئی۔ ایشور کا شکر یہ ادا کرے انہوں نے وہاں کوچ بول دیا چلتے چلتے اجودھیا
 میں داخل ہوئے۔ وہاں سامان ہی اودھے۔ جا بجا نوبت تقارون کی لکشاں آواہ ہر روز اور پرندوں کی
 گھروں گھروں میں بدھائیاں ہر جگہ رنج رنگ شادیوں کی آواز زمین آسمان تک گونج رہی تھی اور
 مبارک سلامت کے شور و غل سے کان ڈٹے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ راج محلوں میں رنگ رنگ کی چھتیاں

اگر ہر ہی تھیں خوشی کے پھر رے اڑ رہے تھے نہ ٹھاٹھ باٹ نہ آرائش زیبائش نہ سونا
اور سو گندھ کی کمات صادق کی۔ راجہ دسرتھ محل میں داخل ہوئے۔ چاروں بیٹوں اور بیٹوں
ساتھ لئے ہوئے رانیوں کے پاس پہنچے۔ سب رانیاں دوڑ پڑیں۔ بہوؤں کے ہاتھوں کاٹھ لیا۔
بیٹوں کو کلیجے سے لگایا۔ نوڈیاں باندیاں خوشی کے گانے گائیں لگیں بھنگیو گونڈیو
بہاں تقسیم ہونے لگے۔ پنچھا اور تقسیم ہوئی راجہ جنک اور کوشنہج کی راجکارویں سب کے پاؤں
چھوئے سب شیر باد لیا۔ راج محلوں میں ان رات ناچ رنگ رہے لگا اور سری راجندر
جی اور جاکلی جی کے سبب اجدھیا کے رنواس میں کچھ اور ہی رونق رہی +
جب جشن شادی ختم ہو گئے۔ تو راجہ دسرتھ جی نے بھرت جی سے فرمایا کہ
تمہارے اماں جو دھاجت بہت دنوں تک ٹھہرے رہے تمہارے نانا کو تمہیں
دیکھنے کا انتہا سے زیادہ اشتیاق ہے۔ اس جاؤ ان کی آنکھوں کو سکھ دے آؤ +
جب سامان سفر تیار ہو گیا۔ تو بھرت جی اور سترہن جی کیکے کے دیش (دھرت) کی
طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو راجہ کیکے نے بہت محبت کا اظہار کیا بڑی خاطر
تواضع سے رکھا۔ حالانکہ بھرت و سترہن وہاں تھے۔ مگر دل راجہ دسرتھ ہی میں لگا تھا
یہاں صرف راجندر جی اور لکشمن جی رہ گئے۔ ان کو ہر وقت راجہ دسرتھ کی رضا جوئی سے کام
تھا۔ تین مرتبہ گرجی کی خدمت میں حاضری دیتے اور تمام رعایا کا دل کاٹھ میں لئے رہتے
تھے۔ ان سے کہ وہ کار کاٹھ سرزد ہوئے کہ سب کا دل خوش خوش ہو جانا۔ سب جان دل
پنچھا کر تھے اور قربان ہوئے جاتے تھے۔ شادی کے بعد بارہ برس تک سری راجندر جی
سری جاکلی جی کے ساتھ دوٹی میں دھرت کا نظارہ دکھا کر سب کے لئے تہذیب و اخلاق کا
ایک قابل تقلید نمونہ پیش کرتے تھے۔ جان کی دہی فکر نہ تھی جیسی جاکلی جی کی۔ جاکلی
جی بھی سری راجندر جی کی تہ دل سے ملام تھیں۔ چنانچہ وہ محبتانہ برتاؤ تھے کہ زبان قلم میں
انہماک مطلب کی طاقت نہیں اور اسی معذوری کے ساتھ رامائن کا پہلا حصہ یعنی
بال کاٹھ سمپورنم۔ ششم لکھوئے پر قلم کو عبور کرتا ہوں +

بال کاٹھ پہلا حصہ سماپت ہے

اجودھیا کا نڈ

اوم اوم رمارمن زبان سے نکلے جے سیتا جے لکھن زبان سے نکلے
لب پر پہلے اُفق بھرت جی کا نام جے جے سری سترہن زبان سے نکلے

سری

راچندر جی کے راج ملک کی تجویز

سری داملیک جی زبان معجزہ بیان سے گل نشاں ہیں کہ راج کیلے (والد رانی کیٹی) کو بھرت اور سترہن جان سے عزیز تھے۔ ہر وقت آئینہ کی طرح سامنے رکھتے پلکوں کی طرح آنکھوں سے اوٹ نہ ہونے دیتے تھے۔ دونو برادران عالیشان کے واسطے کیلے پور میں تمام نجی کے سامان مہیا تھے مگر اُن کا دل اجودھیا ہی میں رکھا رہتا تھا۔ وہ خیال کرتے تھے کہ راجہ دسرتھ کا بڑھاپا آگیا اُن کی خدمت گزاروں کا یہی وقت ہے۔ اولاد اُسی روز کیلے ہوتی ہے۔ بیٹے کو بڑھاپے کا سہارا اور عصا سے پیری اسی واسطے کہتے ہیں کہ پیرا نہ سالی میں اُس سے آسائش ملتی ہے۔ وہاں دونو بھائیوں کو تاناہال میں وطن کی یاد بچپن کے تھی۔ یہاں اجودھیا میں راجہ دسرتھ کو اُن کے شربت دیدار کی پیاس کا چٹکا تھا۔ راجہ دسرتھ چاروں فرزندوں کو عناصر زندگی سمجھتے اور رگ جان سے قریب رکھتے تھے۔ لیکن سری راچندر جی سے خاص اُلفت تھی۔ راچندر جی کا جیوں جیوں بڑھتا گیا شکل صورت دوج کے چاند سے پور غماشی کا چندرماں ہوتی گئی اُس وقت اُن کا حسن صورت کچھ اور ہی تھا۔ چہرے پر نیلم کے رنگ میں گندن کی دمک تھی رُخ پر کالی گھٹائیاں بجائی کی چمک۔ اوصاف حمیدہ خصائل پسندیدہ۔ پاکباز۔ مہماں نواز۔ شیریں زبان معجز بیان۔ بُردبار رنگ کردار۔ ہر دلعزیز صاحب تمیز۔ دریا دل۔ عادل نیک اعمال۔ خجستہ افعال۔ زندہ دل۔ عالم وفا صل۔ حیاق وچست۔ تندرست۔ ثابت قدم۔ عالی ہم۔

جہر شناس۔ لیاقت۔ اساس راستی پسند۔ دانشمند۔ پابند اصول۔ عالم علوم۔ مخفول و منقول۔ دور اندیش۔ وفاکیش ہمدردی گانہ و میکانہ۔ غرور ناز۔ شہر خود ستائی۔ شائق سخن سرائی۔ کاشف اسرار نہانی۔ واقف رموز جہان بینی۔ دوست پرور و عدالت گستر و شکار۔ راست گفتار۔ مرئی انام۔ کفیل خاص و عام۔ درویش۔ دستگیر کس ناکس رحیم و کریم۔ بیدار بخت۔ متحمل غمت کش۔ دشمن اہل دخل۔ عالم با عمل۔ دریائے نہنگ تو فانی۔ سہریشہ معرکہ آرائی۔ مصیبت سے نہ گھبراتے تھے۔ جاؤہ استقلال سے قدم نہ ہٹاتے تھے۔ خود رانی کی بو نہ تھی۔ خود سرائی کی خوش تھی۔ زبان کسی سے نہ پلٹے تھے۔ قول سے نہ ہٹتے تھے۔ جھوٹ سے کلی نفرت تھی۔ راستی سے دلی رغبت تھی۔ پیرایا دکھ و دبٹانے تھے۔ ظلم کے پسینے کے بدلے اپنا خون گراتے تھے۔ ظاہری اوصاف کے سوا بش کے اوتار و میں نامی انترپائی۔ کوئی خرچ شاستر کے خلاف نہ تھا۔ وزیروں کی رٹوں سے خوف نہ تھا۔ و عدم فنون سے غنی تھے۔ تیر تلوار کے وصفی تھے۔ شستر و دیا لگو کالات پر ناز تھا۔ پنجہ قوی میں خاص اعجاز تھا۔ نانک و دیا میں صاحب کمال تھے۔ فن مصوری میں آپ اپنی مثال تھے۔ اول درجہ کے شہسوار۔ ہاتھی کی سواری میں یکتا۔ روزگار۔ رتھ اس طرح چلتے کہ آندھی کے جھونکے پیچھے رہ جاتے۔ ہر ایک کا دل رکھتے۔ کسی کی بات نہ دلیکتے تھے۔ قناعت پرانی دولت کبھی نہ تھی۔ شجاعت ظالموں کی سرکوبی سے جو کتنی نہ تھی۔ رعایا کو اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ دور سے دیکھ کر کھرا کھوٹا پرکھتے تھے۔

راٹھنہ جی کے فضائل پر کون شیفتہ اور فضائل پر کون فریفتہ نہ تھا۔ چہرے پر

لہ شاستر میں مصارف کی پانچ میں مقرر ہیں۔

(۱) دھوم کا راج۔

(۲) جشن کا راج۔ جس سے ناموری اور ثواب ہو۔

(۳) دھن بردھی (ترقی آمدنی) یعنی جس سے موجودہ آمدنی بڑھے۔

(۴) خیریر رکھشا۔ اقیام زندگی و آسائش جسمانی۔

(۵) اتھھی ستکار یعنی مہمان غریب و غراہل خانہ ان کی پرورش۔

جو انسان ان مدت میں اپنی آمدنی عمدگی سے صرف کرتا ہے۔ اس کا دنیا میں بھی فائدہ ہے۔ در عقبہ میں بھی منافع (قول شاستر)

سورج کا سا جلال تھا۔ اندر کو تجلی رخ سے انفعال تھا۔ زمین دعا کرتی تھی۔ کہ یہی اورنگ آباد سے جہان بانی ہوں اقبال مٹاتا تھا کہ یہی رونق افزا ہے تاج حکمرانی ہوں سرحد جی جب شکل دیکھتے کھینچ پھر رک اٹھتا۔ جب اوصاف سُنتے شعراءُ الفت بھر کر اُٹھتا ہزار برس گزر چکے تھے۔ جی بھر کے حکومت کر چکے تھے۔ سوچے کہ جیتے جی راج چندر جی کو راج دیویوں تخت و تاج دیکر زندگی کا آئندہ لوٹوں دنیا کے بکھیر دلوں سے چھوٹوں۔ طبیعت کا سچا مذاق تھا۔ دل کا اصلی اشتیاق تھا۔ دربار عام کیا وزیروں سے کلام کیا۔ راج چندر سب طرح لائق ہو گئے۔ تمام اوصاف میں فائق ہو گئے۔ عقل میں برہسیت طاقت میں جبراج نیک طبیعت نیک مزاج سرعایا ان کی جاں نثار ہے۔ سایہ دامن دولت کی خواہش نگار ہے۔ اسلئے اپنی عزت گزینی اور راج چندر جی کی تخت نشینی قبول کرتا ہوں +

وزارے دولت و مشیران سلطنت نے ایک زبان ہو کر تجویز کی تائید بلکہ مود باز الفاظ اور پسلود اور تقریروں میں تکمیل اغراض کی گویا تائید الکید کی +

یہاں راج تنک کی بابت مشورہ ہو رہا تھا۔ وہاں دفعۃً آسمان کے ستارے آپس میں ٹکرائے گئے۔ اندھیرے نے زمین آسمان پر ایک کالاکسیل زبان دیا۔ زمین اس طرح کانپنے لگی کہ گویا جوڑی چڑھی ہوئی ہے۔ راجہ دسر تھ کو ان علامات ارضی و سماوی سے سخت گھبراہٹ ہوئی ان کے دل پر جم گئی کہ کچھ نہ کچھ شد فی ضرور ہے۔ اسلئے ان کا دل چٹپٹایا کہ جتنی جلد ہی ہو سکے۔ راج چندر جی کو راج دیکر آزاد ہو جائیں پھر راج جانے اور راج چندر میں بری الذمہ۔ اسی وقت وزارے دولت و ارکان سلطنت کو بھیج کر روئے زمین کے فرمانروا طلب کئے۔ سب کی تشریف آوری پر راجہ دسر تھ نے شامانہ اولوالعزمی سے خاطر مدارات کے عالیشان ایوانات میں عیش و آرام کے سب سامان مہیا کر دیے اور ایک دربار گوہر بار منعقد فرمایا اس موقع پر پردہ دیلے فرمانروا رونق افروز تھے فقط راجہ جنک اور راجہ کیلے تشریف نہ رکھتے تھے۔ ان کے نہ آنے کی وجہ دیوتاؤں کی مصیبت وقت تھی یعنی دیوتاؤں نے راجہ دسر تھ کی عقل پر پردہ ڈال کر کچھ ایسا کوسہ اندیش کر دیا تھا کہ انہوں نے دھرم اتما راجاؤں کو خط نوید ہی نہ بھیجے اور واقعی اگر یہ دونوں ہمارا جے تشریف لائے تو دیوتاؤں کی ساری مصالحتیں ایک سرے سے منہ ارد ہو جائیں۔ اور سارا منصوبہ بگڑ جاتا۔ خیر راجہ دسر تھ راج سنگا سن

پر رونق افروز ہوئے اور راجوں ہمارا جوں نے اپنی اپنی نشستوں پر زانو سے ادب نہ کیا ہر ایک کی آنکھیں نیچے کر چھکی ہوئی تھیں۔ سب ہاتھ جوڑے ہوئے گوش بر آواز تھے اور ہر ایک کی عجیب رونق تھی۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ راجہ دسرتھ نہیں بلکہ راجہ اندرا اپنے اندر آسن پر دیوتاؤں میں جلوہ آرائیں۔

س

تاہد اراں عالم کی آمد اتفاق اور بازار اچندر جی کی تخت نشینی کے لئے مشورت سب کا اتفاق را

راجہ دسرتھ کا دوبار لگا ہوا ہے۔ راجوں ہمارا جوں کی دور دیہ صفوں میں دوڑ تک قسم قسم کے اور وضع وضع کے مکٹوں کا جڑاؤ آنکھوں میں چکا چونہ پیدا کرتا تھا۔ آداب محفل کی یکسوئی ہونے پر راجہ دسرتھ نے بلند آواز سے یوں درافشانی فرمائی۔

اے تاہد اراں ہفت اقلیم درونق آریاں تخت و وہیم۔ آپ صاحب بخوبی واقف ہیں کہ میرا احاطہ سلطنت کس قدر وسیع اور میری شان فرمانروائی کی عظمت کیا ہے۔ میرے بزرگوں میں جو اورنگ آراے حکومت گزرے ان سے تاریخی دنیا کو خاص رونق حاصل رہی ہے۔ یہ رگھو بنس کے سر راہ فخر بڑے رعیت نواز اور خلق پرور تھے۔ بہاں تنوار چمکاٹی فتح و نصرت نے دور کر استقبال کیا۔ چنانچہ انہیں کے فیض اقبال سے میرے عہد حکومت میں رعیت خوشحال ملک دولت سے مالا مال ہو رہا ہے۔ جس نے بہت دنوں راج کیا ساٹھ ہزار برس اور اقبال کی برکتوں سے عیش و عشرت کے مزے لوٹے اب ہوس ہے کہ سری رام چندر جی کی تخت نشینی سے آنکھوں کا سکھ دیکھوں۔ آپ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ پیرانہ سالی سے میرے ہاتھ پاؤں نے ست چھوڑ دیا۔ میرے دل و دماغ کی طاقتیں خواب دے گئیں۔ نہیں نہیں مجھے وہی دم داعیہ وہی جوش و خروش ہے جو عالم جوانی میں کشورستانی ملک گیری رعیت پروری

جہاں تباہی کے ڈنکے بجاتا تھا۔ سری راجندر کی اورنگ آرائی کا خیال صرف میرے ہی دل میں جاگزیں نہیں میرے مشیران باتیدیر وزیران اور شنضمیر کو بھی میری رائے سے اتفاق ہے۔ راجندر جیشم بدور صاحب قدرت و طاقت ہیں علوم زمانہ میں کامل فنون جنگ سے مکافہ ماہر ہیں پس میرا فرض ہے کہ ان کو راج گدی پر بٹھا کر ان کی بیاقتوں کا صلہ دوں۔ آپ لوگ بہتہ سمجھیں کہ میں راج سے بالکل دست کش دست بردار ہوتا ہوں۔ نہیں نہیں میں بھی فرائض فرمانروائی میں راجندر کا ماتھہ بٹاتا رہونگا اور یہ میری سرپرستی عابد خلعتی کے لئے قند مکر سے کم نہ ہوگی میری خواہش ہے کہ اس معاملہ میں آپ سب صاحبوں کی آزادانہ رائے سے استفادہ حاصل کروں امید ہے کہ بے تکلف منشاءے خاطر ظاہر فرمائیں گے۔ بالفرض آپ کو راجندر جی کی بیاقت میں شک ہو تو آپ کا اول تو یہ خیال ہی خیال ہے دوسرے حسب میں مذاق خود موجود ہوں تو کسی بات کا اندیشہ فضول نہیں یہ نہیں چاہتا کہ آپ منہ دیکھیں اور لگی لپٹی لکیں خالی ہاں میں ہاں ملا دیں نہیں اگر آپ کسی دوسرے راجہ کو لائے جہاں تباہی و ستی حکمرانی تصور فرماتے ہوں تو صاف صاف کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں میں اس معاملہ کا تفسیر آپ لوگوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں سوچو یہ کہ اپنے منصوبے پر اپنی عقل کو مقدم سمجھنا دانشمندوں کا کام نہیں۔ ایسے معاملوں میں اہل الرائے کی مشورت پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ آپ سب صاحبوں کو راجندر جی کی نسبت چاہے جیسا خیال ہو مگر جہاں تک میرا تجربہ یقین دلاتا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ راجندر بہر صفت موصوف اور گھوڑبیس کے سرایتہ ناز ہیں +

فرمانروایان روئے زمین و سلاطین اورنگ نشین غم تن گوش ہو کر راجہ و سرحد کی تقریر و لپیڑ سنستے رہے۔ اور جب راجندر جی کی تاج پوشی کا ذکر آتا مارے خوشی کے جامے میں پھولے نہ سماتے تھے۔ سب متفق اللفظ ہو کر کہا:۔

ہمارا راج! ضرور راجندر جی کو راج دیکھئے۔ اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہے اس کے لئے کسی کے صلاح مشورے کی کیا ضرورت۔ راجندر جی کا جلوس نکلتے وہ چلتی پر سوار ہوں۔ چتر مگل سر پر سایہ زن ہو۔ درازے اعظم چنور جھلٹتے ہوں جلو میں خدام بارگاہ و امراے خیر خواہ کا جمع ہو۔ ہم لوگ بھی دیکھ لیں کہ شوکت شاہنشاہی و

عظمت عالم پناہی میں کیونکر چا چا لگتے ہیں *

راجہ دسرتھ کے دلی پر جوجھی ہوئی تھی اُس کو کون مٹا سکتا تھا۔ وہ جو بات سمجھتے تھے اسٹ ہوتی تھی۔ جو کہتے تھے کر کے دکھاتے تھے۔ مگر نہیں انہوں نے

شرکاءے دربار سے پھر فرمایا *

آپ میری رائے سے ضرور اتفاق کرتے ہیں۔ مگر میں اس اتفاق رائے کو سرری سمجھتا ہوں۔ آپ لوگ ذرا غور فرمائیے۔ اگر راجندر جی کی تخت نشینی پر کسی کو اعتراض ہو یا ان کی فرمانروائی کی لیاقت نہ تسلیم کی جائے۔ تو میں خوشی سے اپنا خیال ایلٹ دوں گا۔ راجندر کو راج دینے کی ضرورت نہیں کاروبار جس طرح چل رہے ہیں چلے رہے ہیں *
دراے سلطنت نے اس تقریر کے جواب میں دست بستہ گزارش کی :-

جہاں پناہ سری راجندر جی کے فضائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ پر کون حرف رکھ سکتا ہے۔ ہمیں آفتاب پر بھی خاک پڑی ہے۔ شر دیون کے چاند کو کون کہہ سکتا ہے کہ جو تھکا چاند ہے۔ راجندر جی کے کمالات لیاقت کا کیا کہنا۔ پیکر عنصری میں (دبیر گن) دیوتاؤں کے اوصاف موجودہ۔ قالب انسانی میں (ہو گن) فضائل جسمانی و روحانی پیوست۔ حالانکہ گھوٹس میں ایک سے ایک واجب التحظیم صاحب ویم گزے مگر راجندر جی کا قیام بتا رہا ہے کہ یہ سب سے بڑھ کر ہونگے عقل دیکھئے۔ علم و اخلاق پر نظر دوڑائے۔ رحم و کرم کا خیال کیجئے۔ سعادت و لیاقت ملاحظہ فرمائے۔ کس بات میں راجندر دیکھتے روزگار نہیں۔ بزرگوں کی فرمانبرداری۔ گرو کی اطاعت گرو کی عادت خلعت کی رضا جوئی۔ ہر حالت میں راستگوئی۔ وہ وہ صفیں ہیں کہ ان کو انسانوں سے افضل کیا بلکہ دیوتا ماننا پڑتا ہے۔ غصے کی بجائے کی ہوئی آگ پر پانی ڈالنا۔ کسی کی شان میں حرف غلط نہ نکالنا خاصہ خاص ہے میدان جنگ میں قدم نہ کاڑھنے نخل فساد کو جڑ سے اکھاڑنے میں یہ طوئے رکھتے ہیں۔ انکسار کا یہ حال کہ رعایا کی تقریبات میں شریک ہو کر ہر دلعزیزی کا ثبوت دیتے ہیں اخلاق کی یہ کیفیت کہ ہم جنس و ناجنس۔ رنگانہ ویرگانہ گردید محبت رہتے ہیں۔ غرور چھو نہیں گیا۔ نخوت جانتے ہی نہیں کہ کیا چیز ہے۔ ہر ایک سے جھجھک کر ملنا۔ خاص عام سے ہنس کر بولنا دلوں کے تسخیر کرنے کے لئے بسی کرن سے کم نہیں۔ راجندر جی بہادران زمانہ و دلاوران یگانہ

کے سرتاج ماننے جاتے ہیں۔ آنکھیں بے عینہ یا قوت رمانی۔ طاقت کو جوش جوانی اور راجے اپنے زخم میں مست ہو ہو کر بے گناہوں پر بھی غصہ اُتارتے ہیں مگر راجندر جی کبھی جاوہ انصاف سے نہیں گزرتے۔ ہمیشہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرتے ہیں۔ جس سے خوش ہو گئے وہ مالا مال ہو گیا۔ کسی بات کی ہوس باقی نہ رہی۔ اسی طرح جس پر جرم ثابت ہو گیا۔ اس کی بمصداق

نکوئی بابتوں کی چٹاقت کہ بہ کردن بجائے نیک مرداں
مروت نہیں کرتے اور شاستر کی ہدایت کے موافق مناسب و جائز سزا دیتے
ہیں۔ شاستر کا قول ہے کہ جو راجہ واجب التحریز مجرم کو سزائے اعمال نہیں دیتا
وہ گرفتار عذاب ہوتا ہے۔ اُس کو زک کی تکالیف سے مفر نہیں۔ راجندر جی میں
ایک خاص خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے دل پر حکومت رکھتے ہیں۔ مجال کیا کہ خواہشات
نفس کی چادر سے باہر پاؤں پھیلا سکیں +

دوسرے اور رنگ نشین تخت حکومت پر بیٹھتے ہی ہمجو ماد یگرے نیست بن
جاتے ہیں۔ مارے غرور کے زمین پر پاؤں نہیں پڑتا۔ مزاج آسمان سے باتیں کرتا
ہے۔ کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔ دولت و حکومت کے نشے میں ایسے
ہو جاتے ہیں کہ دوسرے کی حقیقت ہی نہیں سمجھتے۔ اور تو اور گرد بھائی بند دوست
آشنا بھی اُن کی نظر میں ہیچ دریچ معلوم ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دماغ میں وہ
بوسے خودی سما جاتی ہے کہ جس کی نہ حد ہے نہ حساب مگر راجندر جی میں یہ بات
نہیں یہ ہمیشہ اور ہر حال میں ایک ہی روش پر چلتے ہیں۔ ان کے مزاج میں نہ
تلون ہے نہ خیالات میں تغیر۔ یہی وجہ ہے کہ اہل زمانہ سمجھتے ہیں کہ ان کے
سایہ عاطفت کو قبول کرنے کے خواہشمند ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تخت نشینی کے اشتیاق
و انتظار میں اُن کی بے چینی ظاہر ہوتی ہے۔ اے مہاراجہ دسرتھ آپ کا سا
خوش نصیب نہ دنیا میں ہوا ہے نہ ہوگا +

راجندر جی ایسا جگر بند جس کو ملے اُس کے عروج قسمت کا کون مقابلہ کر سکتا
ہے۔ برہما اپنے گلزار کائنات میں چراغ ایکر ڈھونڈھیں۔ تب بھی راجندر کا سا
صاحب طاقت و لیاقت کہیں نہ ملے۔ پس اب ہم لوگوں کی درخواست

ہے کہ آپ راجپندرجی کو راج و دیگر عائد خلافت کی دعائیں لیں۔ ہم لوگوں کو مہشون
توجہات خسروانہ فرمادیں اور جس طرح برہما بشن اور ہمیشہ اہل عالم کو کامیاب مقاصد
کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ آبنائے زمانہ کو نفع آرزو سے مالا مال فرمادیں۔

سر

سری راجپندرجی کی تخت نشینی کا قصہ
ہمارا جمدوج کوراجہ دسرتھ کی نصیحتیں

سلاطین زمانہ زیب و ہند گان مسند شالانہ کا کلام فرحت فرجام شکر راجہ
دسرتھ کا غیجہ دل کھکھلا اٹھا انہیں نہایت خوشی ہوئی کہ سب کوراجپندر کی اورنگ
آرائی سے اتفاق ہے انہوں نے پھر اہل دیوار سے خطاب کیا کہ
میں آپ کے اتفاق رائے اور اظہار خوشنودی کا شکر گزار ہوں میری نہایت
خوش قسمتی ہے کہ میں راجپندر کو تخت حکومت پر جلوہ افروز دیکھو نگا۔ آپ لوگوں
نے جو کچھ راجپندر کی تعریف کی بجا ہے۔ یہ صرف راجپندر ہی کی تعریف نہیں بلکہ
اس سے میری بھی عزت افزائی ہے۔

اتنا فرما کر راجہ دسرتھ بششٹ جی سے مخاطب ہوئے اور ساتھ ہی واجب
التعظیم برہمنوں اور اپنے ہوا خواہوں کی طرف روئے سخن کیا کہ

راجپندر جی کی مسند نشینی قرار پائی اب انتظام واجب ہے۔ اچھے کام میں
دیر کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک جلد ہو جشن تاج پوشی منعقد کر دینا چاہئے۔ چنانچہ
میں اسی چیت کو اس قریب مبارک کھٹے پسند کرتا ہوں وجہ یہ کہ یہ مہینہ سب
مہینوں کا راجہ کہلاتا ہے۔ اس مہینے میں تمام فیرواح جائدار و بیجان خوشی میں
محو اور درخت پھلوں پھولوں سے لدے رہتے ہیں۔ پس اس مہینے میں راجپندر
کے قدموں سے سریر سلطنت کی زینت ہونا نہایت موزوں و مناسب ہے۔
راجہ دسرتھ نے مسلسل تقریر ختم ہی کیا تھا کہ ہر طرف سے نرے خوشی

بند ہو اور کانوں میں یہی آواز گونج رہی تھی کہ

راچمندرجی کا حضور راج تلک کیا جائے۔ چیت کا مدینہ بہت مناسب ہے۔
اس عام اظہار دست پر راجہ دسرکھ نے بششٹ جی اور بامد یوجی سے فرمایا کہ
آپ راج تلک کا انتظام شروع کرائیں۔ سب سامان مہیا ہونا چاہئے۔
بششٹ جی کو اس گفتگو سے منہ مائل مراد ملی۔ چنانچہ انہوں نے کار پرواز اور
سلطنت کو یہ بد اشتیں کیں۔

گرہ پوجا کا سامان منگایا جائے۔ ایوانات شاہی میں اس غرض سے پوجا
پاٹ کیا جائے کہ اس مبارک کام میں کسی قسم کا خلل نہ واقع ہو۔ سفید بھولیوں کا ہار
رتن مالا۔ دجا ہرات کا ہار تال مکھانے کا لادہ۔ شہدہ گھٹی۔ اور عمدہ عمدہ قسم کے
قیمتی کپڑے مہیا کئے جائیں۔

رقہ۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ ہتھیار آراستہ ہوں۔ پترنگی سینا کے دل پیدل رتھ دل
گج دل۔ (دسوار پیادے۔ رتھ سوار فیل سوار) اپنی تیاری کریں ہتھیار چکناٹے
جائیں اور ایک خوبصورت کوہ پیکر ہاتھی زر کار جھول اور زیورات مرصع سے اندر کے
ایریت کا نقطہ مقابل بنایا جائے۔ عماری میں ایک سفید رنگ کی تپا کا اور ایک مرصع
طلائی چتر آویزاں کیا جائے دو قیمتی طلا کار چنوران کے علاوہ ہوں۔ خالص سونے
کے تنو کاس تیار ہوں۔ ہرن کا سینک سونے سے منہ ہایا جائے شیر کی کھال پر
تمام ہمالکس محروسہ کا نقشہ تیار ہو جس پر سری راچمندرجی کو بٹھلا کر مراسم ضروریہ دلکے جائیں
تمام سامان اس مقام پر ذخیرہ ہوں جہاں راجہ دسرکھ بٹھن کیا کرتے تھے۔ تمام شہر
بند نواردوں سے آراستہ کیا جائے۔ تمام مقامات پر عطر۔ کیڑہ۔ گلاب۔ دودھ اور دہی
چھڑکاؤ ہو۔ برہمنوں کو کورج ہی نختاد دیا جائے۔ یہ لوگ صبح ہی سے دید پاٹھ شروع کر دیں۔
سب کو حسب خواہش دکشا دی جائے۔ اور ان کے لئے عمدہ عمدہ آسن بھم پہنچائے جائیں
ساری اجودھیا میں آئینہ بند ہی اور زیب دار آئین ہو۔ گھر گھر جھنڈیاں گاڑی جائیں
ٹکلی گلی میں سنائی کا بندہ بست کیا جائے۔ قاصدان طہناؤ مغنیان سراپا تاز
لگتے ہو۔ دکن کا سولہوں سنگار سکھتے بارھوں اکھوشن ردیوں پہنے فاضل
ہوں۔ دوسری دیوڑھی پہنے ناچ رنگ کارنگ جہاں نوشی کے گانے گائیں

دیوتاؤں کے مندروں کا بہت عہدگی سے سنگار ہو۔ ہنسی کی پرستش کی جائے
اہل شہر کو بچوں کے مائے پسنائے جائیں۔ نامی و گرامی سوریہ و جی لباس پہنے
ہتھیار سجے تختہ ہائے بہادری زیب تن کئے جا بجا نگارنی رکھیں۔ علم ہدایتیں پاکر
کارپردازان سلطنت و اہلکاران حکومت عورتوں کی وجہ افشانی سے سب انتظام
کر کے ہتھیاری پرسوں جمادی راجہ دسر تھ نے اپنے تمام فرائض لازمی انجام دئے
اور ان سے فراغت پاکر سو منٹ وزیر کو حکم دیا کہ
”جس قدر جاہ ممکن ہو راجہ راجہ کو بلا لائے“

سو منٹ رتھ پر سوار ہوا گھوڑے اڑے تو پڑا سے باتیں کرتے ہوئے سری راجہ
جی کے در دولت پر چاہنچے۔ ہمارا راجہ دسر تھ کا حکم سنکر راجہ راجہ سو منٹ کے ہمراہ ہوئے
اور سواری بادبہا کی طرح چلی۔ اس وقت گزر گاہوں میں ایک اژدھام تھا۔ تمام ملک
کے راجے ہمارا راجہ ہمہ تن چشم ہو کر جمال عالم افزہ پر دل قربان کرتے لگے۔ بھرے بھرے بازو
جسمانی طاقتوں کا موازنہ پیش نظر کرتے تھے۔ کٹورے سی آنکھیں دلوں پر چوتی دلتی
تھیں۔ سادہ صورت میں تجلی انوار اندھیری رات میں چاند چھٹکانے والے چاند کو
ماذ کرتی تھی۔ چہرہ پر نور و ضیاء، رخسار پر آنکھیں نہ ٹھیرتی تھیں۔ پھر بھی نظر جی
ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ گھنگھور گھٹا اٹھنے سے اہل زمانہ کو بارش کی امید ہوتی ہے
راجہ راجہ کی جلوہ نور سے آنکھیں سچل کر کے کون تھا جس کو ان کے راج ملک کی
سچے دل سے خواہش و تمنا اور ہوس و آرزو نہ ہوئی ہو۔ جن لوگوں نے پہلے نہ دیکھا تھا
وہ تو خیر تصویر حیرت ہو ہی رہے تھے۔ راجہ دسر تھ بھی جو سری راجہ راجہ کو آنکھوں سے
ادب نہ ہونے دیتے تھے۔ اس روز کا حسن عالم فریب و بیکھ کر محو تھے کہ ان کی محبت
بھری نکاہیں بھی آئینہ دیوار بن رہی تھیں۔ جو ہیں راجہ راجہ راجہ پر سر جھکا کر تھ
جڑے ہوئے سامنے کھڑے ہو گئے اور زبان سے فرمایا کہ رام حاضر ہے۔ دسر تھ جی
نے دونوں بازو پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا۔ چہرے پر غیر معمولی خوشی چھا گئی تھیں۔ آشنا
ہونٹوں نے جوش مسرت کا اظہار کیا آنکھوں کی پتلیاں فرط طرب سے پھڑک اٹھیں
لہ شاستری ہدایت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مکان پر جائے تو اس کا فرض ہے کہ
اپنا نام بے یو جیہ بتا دے ورنہ پر نام کا پھل حاصل نہیں ہوتا +

اس وقت راجہ دسرتھ کے چہرہ روشن پر راجچندر جی کے پرتوے رُخ نے نور برسا کر کچھ ایسی رونق پیدا کر دی کہ میں یہی معلوم ہوتا تھا کہ سمیر پر بہت سوج کی روشنی سے جگمگ کر رہا ہے راجہ دسرتھ کی راجچندر جی کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر آنکھیں کھل گئیں۔ وہ اپنے نور نظر کی سانولی صورت کو کچھ اس طرح ولفریسی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ جس طرح کوئی شخص آئینہ میں شکل دیکھتا ہے۔ ان کو اُس آئینہ رُخ میں اپنی صورت کے سوا دوسری صورت ہی نہ دکھائی دیتی تھی۔ راجہ دسرتھ نے جوشِ مست میں راجچندر کے ماتھے کا بوسہ لیا اور فرمایا :

راجت جان و جگر سر نہ نور و نظر۔ تمہاری ماما کو شلیا میری سب سے بڑی جہارانی ہیں اُن کا اور میرا مرتبہ بالکل برابر ہے تم اُن کے بیوند جگر اور نور بصر کی حیثیت میں میری ہی ذات اور میرے ہی سروپ کا مرقع ہو۔ اپنے بھائیوں پر تمہیں کو بزرگی سے سبقت حاصل ہے۔ پس یہی وجوہات ہیں جن سے میں تمہیں دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتا اور تم کو اپنی ہی ذات جانتا ہوں۔ تمہاری لیاقتوں نے مجھے گمراہ کر لیا ہے۔ سعادتوں نے طبیعت خوش کر رکھی ہے۔ اس لئے میں راج پاٹ سے دست بردار ہوتا ہوں۔ کل ہی تمہارے سر بیتاج شاہنشاہی زیب دیا۔ اے راجچندر تم نے وہ لیاقت پیدا کی ہے کہ دنیا کے پڑے پر کوئی جواب نہیں۔ وید شاستر سب سے بڑی زبان ہیں۔ ہادیاس سے باریک اصول اور دقیق سے دقیق رمز تمہارے ناخنوں پر ہیں۔ کون عقدہ ہے جس کو تمہاری عقل و قیقہ رس حل نہیں کر سکتی یا نیرہ باپ کا غرض ہے کہ بیٹا لاکھ لکھ پڑھ جائے کیسا ہی ہمہ دان کیوں نہ ہو جائے اپنے وعظ و نصائح سے غافل نہ رہے۔ چنانچہ میں بھی خیالِ شغیدہ اثر سے وارد۔ کچھ کلمات پسند آمیز سنا کر اپنے فرض منصبی سے تسکد و ش ہوتا ہوں :

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دست دار

جو نالِ سعادت مند نہ پیر دانا را

(راجچندر جی سے راجہ دسرتھ کے کلمات نصیحت آمیز

راج پا کر ہمیشہ عزیز و انگسار سے غرض رکھنا چاہیے۔ قدیم دستوروں اور موروثی رسموں کی پابندی دیر دی لازمی ہے۔ اس کشی و رورانی نامناسب

انہی حالت کو بھولنا بہت ہی بڑا ہمیشہ ایک ہی رنگ پر رہنا واجب خود داری باعث
 نہ پیم پران میں ایک نظیر درج ہے جس سے اس نصیحت کے نفس مضمون سے بخوبی آگاہی ہوگی
 زمانہ ماضیہ میں ایک برہمن تھا جس کو منومان کے نام سے شہرت تھی اُس کی زندگی
 میں اتفاق سے قہر پڑا۔ مغلہ میں آٹا لگایا۔ برہمن کی جان پرین گئی۔ غریب خاقوں نے
 رہا۔ تھپڑ بھالکھا۔ ایک دن سوچا کہ آٹا چلیں کسی راجہ کو عملی مسائل اور دھرم اپدیش سناکر
 کچھ کمالاتیں یہ شرط عقل است جستن ازور ۴۵
 "مسی یا سنار میں بیٹھے داتا کون اُدم کے بسج بھیں لکھائے بس یون
 سفر کی ٹھن گئی مگر کیرے ندارد۔ پوتاک لباس کے نام سے صفایا۔ ادل تو مانگے سے

دیتا کون دوسرے یہ خیال :-

کُن جاٹ خلیش آرا سنین بہ از جاٹ عاریت خواستین
 میں اُس نے پھٹے پڑاتے ہی کیرے ہنکر راجہ پر یہ ہرت کو سمت سونب دی اور
 مکان سے چل کھڑا ہوا۔ متعیر بنے راجہ کی دار السلطنت میں بھیجا یا اور برہمن نے شہر کے قریب
 ایک مقام پر قیام کی کھڑائی۔ اتفاق سے اُسی وقت راجہ پر یہ ہرت بڑے ترک احتشام سے
 اپنے باغ کی طرف جا رہے تھے۔ جو میں برہمن نے سواری دیکھی اسانے جا کھڑا ہوا۔ راجہ عقلمند
 تھا۔ قیافے سے پہچان گیا کہ برہمن دیوتا کی غرض گیا ہے۔ اُس نے ہمراہی کو حکم دیا کہ برہمن کو
 میرے دربار میں لے چلو۔ حکم کی تعمیل ہوئی برہمن دربار میں باریاب ہوا۔ راجہ نے نظرِ عافیت
 منبذل کی اور چار روپیہ ماموار جیب خرچ کر کے کھانے پینے کی سبیل کر دی۔ ایک روز راجہ
 تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ برہمن پہنچا تو راجہ نے فرمایا۔ ذرا وہ دوات نواٹھا لانا۔ برہمن نے تعمیل
 کی۔ ذرا دیر میں راجہ نے پھر کہا کہ دوات وہیں رکھ دو۔ اب کیسے رکھ دوں۔ یہ تو میرے ہاتھ
 آچکی ہے۔ راجہ خوش ہو گئے اور اپنا وزیر بنالیا۔ برہمن راجہ کے دربار میں جاتا تو لباس فاخر
 پہنکر مگر خج بٹھ میں آتا وہی پڑانے کیرے پس لیتا جو پہنے ہوئے راجہ سے ملتا تھا۔ نیز ان کے
 کو دربار جاتے وقت بڑی حفاظت سے بانہ چھوڑنا اور عمدہ عمدہ پوشاکیں ہنکر زرارہ رو کرتا
 تھا۔ اتفاق سے راجہ کو اس معاملے کی خبر لگ گئی وہ نفس نفیس برہمن کے مکان پر جا پہنچا اور فرمایا کہ
 اپنے کپڑوں کی گھڑی دکھاؤ۔ برہمن نے بہت مالا مال راج ہٹ سے کب پیش جا سکتی تھی آخر
 گھڑی کھولی تو وہی پچھٹے پڑانے کیرے برآمد ہوئے۔ راجہ نے پوچھا کہ یہ (دیکھو حسنہ اکلام)

نقصان۔ نیک و بد کی تمیز لازمی۔ دوسرے راجاؤں کی زندگی سے سبق لینا ضروری رعیت پر درسی فرض منصبی۔ وزیر کی خاطر داشت مقدم۔ جو وزیر نیک مشورہ نہ دے اُس کا تعلق موجب ضرر۔ وہ قابلِ برطرفی۔ وزیروں سے صلاح و مشورت مفید حال و ترقی بخش دولت و مال در نہ صورت زوال۔ راجہ کا یہ بھی فرض ہے کہ اجناس ضروری ہر وقت ذخیرہ رکھے۔ نئے نئے اسلحہ تیار کرائے۔ بزرگوں کا سراپا محفوظ رکھے ذاتی آمدنی کو جائز وسائل سے ترقی پر پہنچا کر اسی کو ضروری مصارف کا سرچشمہ بنائے اور تو فیرواحل بحویل خزانہ کرے۔ اگر ایشور نہ کرے کوئی ایسا ہی معاملہ پیش آجائے جس سے تباہی سلطنت کے آثار ہوں تو جمع شدہ سرمایہ صرف کرانے کا اختیار ہے اُس وقت تنگدلی کی ضرورت نہیں۔ اے راجپندر یہ نصیحتیں گرہ باندھنے کے قابل ہیں۔ میری ہدایت ہے کہ تم ان پر پوری پابندی کے ساتھ عمل کرتے رہنا۔ جو راجہ ایسے ایسے اصول مد نظر رکھتا ہے اُس کی دولت و حشمت کی ترقی میں کوئی امر عارج یا مانع نہیں ہوتا تا جدار وقت اور رعایا کے سلطنت دو نوموجیں کرتے ہیں۔ پیش و عشرت کے سوا جانتے ہی نہیں کہ رنج و کلفت کس جانور کا نام ہے +

راجہ و سرترتھ نے یہاں الفاظ نصیحت سنا کر تاج پوشی کی خوشی میں صبح فوا کا انتظار شروع کیا۔ وہاں دوا سے نامی و گرامی نے کوشلیا کی خدمت میں حاضر ہو کر نوید عشرت خیز و بشارت طرب انگیز سنائی۔ ہمارا فی خوشخبری سنکر خوش ہو گئیں اور انعام و اکرام سے مالا مال کر کے رخصت کیا۔ راجپندر بھی پند سودمند گرہ میں باندھے ہوئے اپنے ایوان عظیم الشان میں واپس تشریف لائے تمام شہر میں شو و عشرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۴) چیتھڑے کیوں باندھ رکھے ہیں جواب ملا کہ یہ دہی قدیم رفیق ہیں جنہوں نے آپ کے دربار میں حاضر کر کے اس مرتبے کو پہنچایا۔ یہ میری غریبی کی نشانی ہیں۔ اس لئے رکھ چھوڑے ہیں کہ یہ اصلی اور اگلی حیثیت بھولنے نہ دینگے۔ اب راجہ عمرہ پوشاک پہن کر ونا وہ اس خیال سے ہے کہ یہ لباس انسان کو مغرور کر کے پچھلی حالت کو فراموش کرانے والا ہے۔ ہر وقت درتا ہوں کہ کہیں میں گزشتہ حیثیت کو ان کی وجہ سے بھول نہ جاؤں +

بند ہو گیا۔ گھر گھر شادیاں بننے لگے۔ ہر ایک دست بدعا تھا کہ جلد رات کٹے
جلد صبح ہو۔ جلد پکھیہ چھتر آئے۔ جلد کوس شاہنشاہی راجندر جی کے نام
کا ڈنکا بجائے۔

سک

تخلیہ۔ سری راجندر جی راجہ دسترھ کی خفیہ باتیں

دربار برخواست ہو گیا۔ پکھیہ چھتر میں دوسرے روز تاجپوشی کی ساعت طے
پا چکی۔ راجہ دسترھ بھی خوش خوش محل میں تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں خیالات
گوناگوں سے طبیعت کچھ ابھی خراسونت کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ بہت جلد راجندر
جی کو بلا لائے۔ وہ گیا اور طلبی کا حکم سنایا۔ راجندر جی کو حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے
ابھی ابھی چلا آتا ہوں راہ بھی سلی نہ ہوئی ہوگی۔ پھر یاد فرمانے کی وجہ کہیں کوئی اندیشہ
کی بات تو پیش نہیں آئی۔ کوئی حرسنہ تو نہیں ظہور پذیر ہوا۔ وہ خیال دوڑاتے تھے
مگر عقل کسی بات پر نہ جمتی تھی۔ آخر اٹھ کھڑے ہوئے اور حاضر ہو کر راجہ دسترھ کے
قدم چومے۔ راجہ دسترھ نے بڑے پیار سے پاس بٹھالیا اور فرمایا :
پیارے راجندر میں بہت زمانہ دیکھ چکا۔ بال تک سفید ہو گئے زندگی کا کوئی
سکھ نہیں جس سے میری سیری حاصل نہ ہو سینکڑوں جگہ کر ڈالے ہر قسم کے
جگہوں سے نیت بھر لی۔ یُن دان کی زیادہ ہوس باقی نہیں اگر کوئی آرزو ہے تو
صرف تم کو راج دیں گی۔ تمام رعایا تمہاری تاجپوشی کے لئے دعائیں مانگ
رہی ہے۔ کون ہے جسے تمہیں راج سنگھاسن پر جلوہ افروز دیکھنے کی خواہش نہ
ہو۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر ہے۔ میری وہ مراد بھی کل پوری ہونے والی ہے۔ رات کٹی
اور کامیابی مقصد نے خوشی کے ڈنکے بجائے۔ گورا جگہی میں اب کچھ کسر نہیں
میرا ارادہ نچتہ ہے مگر ایک تخلیہ کی بات کہتا ہوں اپنے ہی تاک رکھنا کسی دوسرے
کو کانوں کا ان خبر نہ ہونے پائے۔ پیارے راجندر کیا کہوں ادھر تو نہیں

تمہاری تخت نشینی کا ڈھنگ ڈال رہا ہوں اُدھر آثار کچھ بیڑھ ب نظر آتے ہیں
راتوں کو بھی یہی خواب دکھائی دیتے ہیں کہ سلطنت میں کچھ رخسہ پڑ گیا۔ راہ یہی
ملک عدم ہوا۔ کچھ خواب یہی میں نہیں بیداری میں بھی دیکھتا ہوں تو بدشگونیاں
یہی بدشگونیاں نظر آتی ہیں۔ معلوم نہیں کیا شدنی ہے۔ کہیں

مادر چہ خیالیم فلک در پہ خیال
میرے من کچھ اور ہے کرتا کے من اور

کا معاملہ تو نہیں۔ اس کو بھی جانے دو۔ ایک دوسری بات سنو۔ آج تک
جتنے جوتشیوں نے میرا جہم پتھر دیکھا۔ سب نے ہی بتایا کہ جب سورج منگل راہ ہو تمہاری
راس پر ہو گئے تب تمہاری زندگی کا آفتاب غروب ہو گا۔ چنانچہ آجکل وہی ستارہ
میری راس پر آگئے ہیں۔ مجھے موت کی پروا نہیں زندگی سے طبیعت میری جو چکی ہے
خیال ہے تو یہ کہ ایسے وقت کی موت مرنے والے کو موت۔ کے بعد روح کو چین
لیئے نہیں دیتی۔ یہ باتیں کوئی ایسی ویسی نہیں جو نظر انداز کر دی جائیں۔ مجھے
اندیشہ ہے کہ کہیں کچھ رنگ میں بھنگ نہ ہو۔ میرا دل تو بمصداق ہے۔

جو کرنا ہو آج ہی کرے کال کال کیا کرنی
شبہ کارج میں ہے من مورکھ کاہ بادر اہرنی

دل ہی چاہتا ہے کہ اسی وقت راج ملک کر کے چھٹی کروں مگر مجبور ہوں
کہ سب ایک ہیہہ پتھر کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ جس اب خود رائی کو دخل نہیں دے
سکتا۔ گوگو کا معاملہ ہے۔

خیر تم جاؤ اور رات زیادہ آگئی مگر خیال رہے کہ اگر کسی وقت مجدد پر غشی طاری
ہو تو ضرور علاج معالجہ کرانا۔ غافل نہ ہونا۔ نیت شب بخیر کل راج ملک کرونگا یاں
خوب یاد آ رہا ہے کہ ایک روز قبل رات کو جاگئے اور برت رکھنے کا دستور
ہے۔ اس نئے نم کش کے آسن پر اپنی ارد بھنگی سری جاکھی جی کے پاس بیٹھ کر رات
بدریشور کا رخصانہ کرو اور برت رکھو تمہارے وزیر جاں نثار و غمگسار پرے پرے
مرحہ بنائی کرینگے۔ ایشور کرے خیریت مسویر ہو۔ اور میں تمہارے سر پر تاج
سلطانی کی چمک دکھاؤں۔ پیارے راجندر ایک خفیہ بات کہنے کے لائق تو نہیں

تعلق تم سے ہے اس لئے زبان پر آجی جاتی ہے۔ دیکھو دل ہی میں رکھنا۔ کیوں کیسا
 ہی رازدار کیوں نہ ہو اس کو بھی علم نہ ہونے پائے۔ ہاں سٹوئیں نے برطانیہ دور کی
 بات سوچی ہے۔ تم جانتے ہو کہ زر زمین۔ زن۔ تینوں کے لئے بڑے محتاط سے محتاط
 قانع سے قانع۔ ضابطہ سے ضابطہ دینے اور سے دینے اور عقلمند سے عقلمند آدمی کی
 بھی نیت کا اعتبار نہیں نہ جانے کس وقت دل میں کیا ہوا سما جائے چنانچہ دور
 اندیشوں نے کہا ہے کہ زہر زہر نہیں ہے بلکہ چھمیں زہر ہے۔ اس کا ثبوت درکار
 ہو تو سٹو۔ مہادیو جی زہر کھائے بیٹھے ہیں بسوا کیا کسی وقت آنکھ بھی نہیں جھپکتی
 مہادیو جی کے خلاف بشن جی لکشمی پرفریقہ ہر کہ ہمیشہ خواب آرام ہی میں مست رہتے
 ہیں۔ جب دیکھئے آنکھیں بند اس سے کیا نتیجہ نکلا۔ یہی کہ چھمیں زہر ہے نہ کہ زہر
 ہلاک یعنی دولت وہ سم قاتل ہے جو انسان کی آنکھیں بند کر دیتا ہے اسی کی فکر
 میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ نیک و بد بھائی نہیں دیتا۔ جب دولت فساد کی جڑ
 ہے تو میں کیونکر یقین کروں کہ میری سلطنت کے لئے بھی کوئی خرخشہ نہ اٹھے گا میرا
 دل بھرت کی طرف سے کھٹکتا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ دونا نہال سے

نہ آنے پائیں اور میں تم کو تخت سلطنت پر بٹھا چھوڑوں +
 راجہ دسرتھ کی اس تقریر پر راجپندرجی کو حیرت ہوئی۔ انہوں نے بڑے
 تعجب کے ساتھ پوچھا کہ بھرت جی ایسے لائق و فائق مجھے جان و دل سے عزیز
 میرے وفادار و اطاعت گزار، ان کی طرف سے یہ بدظنی کیوں مجھے اُن سے
 مخالفت کا یقین نہیں +

راجہ دسرتھ۔ تم لاکھ سمجھدار ہو عقلمند ہو مگر کچھ بھی نہ کہے ہی ہو۔ یہ دولت و حکومت
 کا معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اس کے لئے باپ بیٹے کا۔ بیٹا باپ کا۔ بھائی بھائی کا
 دوست دوست کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ بیشک بھرت عقلمند ہیں
 دھرم اتما ہیں۔ نفس کش ہیں مگر انسان کی طبیعت ہر وقت ایک سی نہیں رہتی۔
 دانا پر قابو رکھنا کارے دارد۔ ممکن ہے کہ بھرت کی طبیعت بدل جائے اور وہ
 اپنا دعوے پیش کر بیٹھیں اس سے احتیاط شرط ہے +
 مرد آخر میں مبارک بندہ ایست

اچھا لے اب تم جاؤ۔ ایشور کے بچوں وغیرہ کا انتظام کرو +
 راجندر جی رخصت ہو کر سیدھے اپنے رنواس میں آئے دیکھا تو سیتا جی مجھ میں
 معلوم ہوا کہ کوشلیا جی کے پاس ہیں۔ راجندر جی کوشلیا کے محل میں تشریف لے گئے
 وہاں ماما کوشلیا پیتا مہر پہنے مون سادھے دھیان میں موقتہ آئیں اور پاس ہی جاکر
 جی کو بیٹھے ہوئے پایا۔ راجندر جی ماما کوشلیا کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے
 ہی تھے کہ سو منٹ کے ساتھ لکشمی جی بھی وہاں پہنچ گئے۔ راجندر جی کو انتظار
 میں کھڑے کھڑے تھوڑی دیر ہو گئی اور کوشلیا جی نے نظر نہ اٹھائی تو آپ بڑی
 شیریں زبانی سے حرف مطلب زبان پر لائے +

ماما جی! پتا جی نے رعیت پروری کے لئے مجھے نامزد کیا ہے۔ تیاریاں ہو
 رہی ہیں۔ کل راج تلک ہے۔ مجھ کو جو راج ملیگا وہ راج وہ ہوگا جو رکھو بندش
 میں صرف آپ کے رام ہی کی سرنوشٹ میں ہے (یعنی جنگوں کا راج) بشبشت
 جی کا ارشاد ہے کہ آج رات بھر کش آسن پرا ایشور کا دھیان اور برت کرو جنگ
 نہ نہ بھی ساتھ ہوں۔ آپ کیا فرماتی ہیں +

راجندر جی کی یہ تقریر دلپذیر سن کر کوشلیا جی نے آنکھیں کھول دیں اپنے
 راحت جان کو دیکھ کر ان کا رویاں رویاں پھڑک اٹھا۔ دعا دی کہ ہمیشہ سلامت
 رہو۔ پھلو پھلو۔ راج تم کو مبارک۔ مگ پیارے جب عنان حکومت ہاتھ میں آئے
 تو میرے خاندان کی حفاظت کا خیال دل سے ہڈ نہ ہوتے پائے۔ آہائیں کیسی خوش
 نصیب ہوں۔ میری سی تقدیر دنیا میں کسی کی کہاں کہ تم ایسا آفتاب خاندان
 میری آنکھوں کا نور بنائیں۔ تم نے اولاد کی ہوس میں مدت تک مشن جی کی تپشیا کی
 شکر ہے کہ میری محنت سچھل ہوئی۔ اور تم نے میرے کلیجے کو سکھ دیا۔ اچھا جاؤ برت کرو +
 یہ کہہ کر کوشلیا جی خاموش ہو گئیں اور لکشمی جی بدستور راجندر جی کے
 سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے منتظر تھے کہ سری راجندر جی کچھ ان سے بھی
 ارشاد فرماویں۔ راجندر جی نے قیافے سے منشاے خاطر بھلا کر تبسم آشنا
 ہونٹوں کو دیوں جنبش دی +

تم نہ گھبراؤ! راج میں سارا تمہارا ساتھ رہیگا۔ ہم اکیلے راج نہ کریں گے۔

تم شاید سمجھتے ہو کہ میں تم سے جدا ہوں۔ نہیں نہیں میرا اور تمہارا سروپ ایک ہی ہے
 اگر تمہیں اس راج کی خواہش ہو تو مبارک میں دست بردار۔ درد کمتریہ +
 اتنا فرما کر راجپند جی وہاں سے رخصت ہوئے اور سیتاجی کے ساتھ برت
 رکھ کر ایشور کے دھیان میں مشغول ہو گئے +

ک ۵

سری راجپند جی کا راج تملک کے لئے برت اور پوجا پاٹ

ادھر راجپند جی اپنی ماما کو شلیا سے رخصت ہو کر آئے اور بڑبشٹ جی راج
 دسرگھ کی تحریک سخت نشینی کو لئے ہوئے راجپند جی کے در دولت پر رونق افروز ہوئے
 اور لوگوں کے ساتھ پہلی دیوڑھی سے آگے نہ بڑھ سکتے تھے مگر بڑبشٹ جی اپنے
 ساتھ کو تیسری دیوڑھی تک بڑھالے گئے۔ جہاں راجپند جی کی نظر پڑی اور وہ
 بڑے ادب سے آکر قدم بوس ہوئے۔ دونو بازوؤں کو ہاتھ سے سہارا دے کر
 بڑبشٹ جی کو رتھ سے اتارا اور ایوان فلک نشان میں لے گئے۔ بڑبشٹ جی
 معزز جگہ پر رونق افروز ہو کر یوں حرف زن ہوئے +

رکھو کل چند۔ راجہ دسرگھ ہمارے ججمان آج مارے خوشی کے پھولے
 نہیں سماتے۔ کل تمہارا راج تملک ہو گا یہ خوشی وہ نہیں جس کا لفظوں میں اظہار
 ہو سکے۔ آج تم اور سیتا برت رکھو۔ جاگرن کرو جس طرح راجہ نہکھ نے اپنے جگر نبجاتی
 کو تخت سلطنت عطا کیا۔ اُسی طرح راجہ دسرگھ تم کو سریر حکومت پر بٹھائیے +
 اتنا فرما کر بڑبشٹ جی نے گرہوں اور دیوتاؤں کی پوجا کرائی اور رخصت
 ہو کر راجہ دسرگھ کے پاس چلے گئے۔ یہاں راجپند اور جاناگی جی کش آسن پر
 رونق افروز ہو کر ایشور کے دھیان میں محو ہوئے۔ مٹا ملت کے لئے چاروں طرف
 صفدران صنیم شکار و دلاوران خیر گوارا گھومتے پھرتے تھے۔ مجال کیا کہ پرند بھی پر
 اڑ سکے یا ہوا کا بھی گزر ہو جائے +

اجودھیا میں ہر طرف خوشی کے چھپے تھے۔ کانوں میں شادیاؤں کی آواز

گو بجتی تھی۔ اہل اجودھیا کی نیند اڑ گئی۔ آنکھیں صبح کے انتظار میں ستارے گنتی
 تھیں۔ راجپندرجی کی بارگاہ فلک اشتباہ سے راجہ دسرتھ کے سپہر زفت دائرہ بدلت
 تک ایک میلہ سا لگا ہوا تھا۔ کہیں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی جس وقت بشت جی
 راجپندرجی کے قصر آسمان عنصر سے برآمد ہوئے کہیں راستہ نہ ملتا تھا۔ ہر جگہ شافے
 سے شانہ چھلتا تھا۔ ہجوم عام سے سمندر کی لہریں اٹھتی معلوم ہوتی تھیں اور
 نعرے خوشی سے کان وٹے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ جدھر نگاہ جاتی تھی کانوں
 کی صفائی و آراستگی ہی نظر آتی تھی رنگ رنگ کی جھنڈیاں خوشی کے پھرے
 اڑاتی دکھائی دیتی تھیں۔ بندہ نوازوں نے درو دیوار پر رنگ رنگ کے پھولوں
 کی بہار پیش نظر کر رکھی تھی۔ جب بشت جی انبوه کو چیرتے ہوئے راجہ دسرتھ کے
 پاس پہنچے راجہ دسرتھ نے بڑی عظیم و تکریم سے بٹھایا۔ سب کیفیت دریافت کی
 اور پوچھا کہ اب کوئی دشمن درو اج باقی تو نہیں بشت جی نے اس بات کا فحش
 میں جواب دیکر راجپندرجی کو جاپاٹ کا ذکر کیا اور رخصت ہوئے۔ راجہ دسرتھ کے
 روناس میں تمام رانیاں مہاراج کے نزول اجلال کی منتظر اور راج تلک کا احوال
 دریافت کرنے کی خواہشمند تھیں کان پاؤں کی آہٹ پر لگے ہوئے تھے۔ آنکھیں
 دروازے کی طرف ٹٹکی لگائے ہوئے تھیں کہ مہاراج تشریف لائے اور اپنی رانیوں
 کے بیچ میں اس طرح رونق افروز ہوئے جس طرح ستاروں میں چاند ۛ

سگ

اجودھیا میں خوشی کی چیل چیل۔ سرتی جی کی آمد

بشت جی نے سری راجپندرجی کو نیم انیم کی وجوہ امتین شہر میں
 انہیں کے موافق انہوں نے عمدہ رآمد کر کے پیشور کی پوجن میں دل لگا دیا جس
 وقت یہ دھیان میں محو ہوئے ان کو خیال آیا کہ مجھے راج پاٹ سے کیا سروکار
 میرے اتار بیٹے کی غرض اور رنگ آرائی انہیں بلکہ کاؤ زمین کو بارگناہ سے سبکدوش
 کرنا اور راوان کو سزا دینا مقصود ہے اسی خیال سے انہوں نے ہون

سناری اجودھیا پوری عشرت خانہ ہو رہی ہے

سک راہنما منقذ الیق کے خلاف منظر کا کیکٹی کو اغوا

سرسختی بھی جب اجودھیا میں رونق افروز ہوئی انہیں رام کی راجگدی سے دیوتاؤں کے خون آرزو کا خیال پیدا ہوا۔ وہ کیکٹی کی لونڈی منظر کی زبان پر جا بیٹھیں اور اُس کو جشن تاجپوشی میں خلل انداز ہونے کے لئے اکسایا۔ منظر نے اجودھیا میں جو یہ دھوم دھام دیکھی تو بہت حیران ہوئی فوراً کوٹھے پر چڑھ گئی۔ وہاں سے چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتی ہے تو ٹھیک ہی دلکش نظارہ نظر کے سامنے تھا۔ برہمن بھولوں کے مار ہوئے بید خوانی میں محور زیب و آرائش سے ہر مکان چوتھی کی دامن۔ انسان ہی شراب سرور میں المست نہیں۔ چرند و پرند تک کے دانت نکلے پڑتے تھے۔ باچھیں کھلی جاتی تھیں۔ یہ عام نشاط و نظارہ انبساط منظر کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکا وہ سوچنے لگی کہ یہ تو بڑی اُلٹی پڑ رہی ہے۔ میرا رت لوک میں آنا ہی بے نتیجہ ہوا جاتا ہے۔ میں دیوتاؤں کو کیا منہ دکھاؤں گی وہ کیسے کہ وہ خوب گھوڑے بیچ کر سوئی۔ دنیا کی نعمتوں نے خرض منصبی بھی بھلا دیا راہنما تخت پر بیٹھے اور میری مٹی خراب ہوئی۔ دیوتا لوگ بغیر زہ چکھائے نہ رہیں گے اُف۔ ادہ! بڑی بھول ہوئی۔ ذرا سی چوک نے جان کے لالے ڈال دیے۔ اب خیر دعا فیت نہیں

منظر ایسے ہی خیالات سے خلیجان میں تھی کہ مہارانی کو شلیا کی کینڑ دھاری اُسی طرف سے گزری۔ اس کے چہرے پر خوشی چھاٹی ہوئی تھی دانست چھپائے سے نہ چھپتے تھے۔ منظر نے اُسے ٹوکا اور پوچھا۔

ہن! آج کو شلیا جی نے کیا جاتی دنیا دیکھی کہ خزانہ ٹار ہی ہیں سنگ جاری کر رکھا ہے۔ تاج کی لوٹ ہو رہی ہے۔ کپڑے بٹ رہے ہیں۔ آخر اس الوداعی کی وجہ۔ پہلے کو کبھی مہارانی اس طرح دولت۔ کہے سر نہ ہوتی تھیں۔ ان

کے علاوہ میں کبھی ہول نہ اہل وجود یا بھی خوشی سے پاگل ہو رہے ہیں ہمارے
 نماز کا ہی آج پتہ نہیں خوشی میں ڈوبے ہوئے کو یہ بڑھو اور بڑھو اگر یہ ہمیں
 کام چھانٹے ڈالتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ معاملہ کیا ہے۔ میں ہی سرن
 ہوں یا سب دیوانے ؟

دھاتری۔ ہن منتھرا ہیں۔ تم نے سنا نہیں کل سری راجچندر جی کا راج ملک
 ہے۔ ہمارے راجکاراجی بڑے راستباز نفس کش اور کریم النفس ہیں ابھی اس پر
 لشکر بھی آرزو تھی کہ ان کے قوموں سے اور ناک حکومت کی زینت و زیبائش
 ہو۔ چنانچہ بیشتر سویرے ہی ہم لوگوں کو منہ مانگی مراد دینا لگا۔

دھاتری کی اس تقریر نے منتھرا کے بدن میں نہ ہر سا چھٹکا دیا وہ فوراً ہی
 انگاری پر لوٹ گئی۔ اس کو سخت طیش آیا۔ کہ وہ میرے کام میں دخل میری اذیت
 کا خون۔ اس وقت اس کا بدن جوش غضب میں سید کی طرح کانپ رہا تھا۔ اس کی
 سے خون چلتا معلوم ہوتا تھا۔ وہ تاؤ کھاتی ہوئی کھٹے پر سے اتری۔ اور کسی
 کے پاس آگ بگولا پہنچ کر یوں ڈھیلہ سنا مارنے لگی۔

اویکیے نہ نہ فی تجھ سے بڑھ کر دنیا میں کون سی خوف ہوگا۔ تیری عقل پر منتھرا
 میں۔ درش راحت پر سونے کے سوا اور کسی بات سے مطلب ہی نہیں۔ دنیا چلتی
 عقید ہو یا سیاہ۔ او عقل کی دشمن ہوش میں آ۔ تجھ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا۔ والا
 ہے۔ سویرا ہوا اور میں تیری مٹی پلید ہو گئی۔ کجخت دل کو کیا کہوں یہ نہیں ماننا
 ترے دکھ کے دیکھنے کی اسے برداشت نہیں۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان کی
 بن رہا ہے۔ کس بشو و یا نشو و لغت کو بے گنم۔ پر عمل کر کے زبان بند نہ کر سکتے
 نہیں دیا سبھی شست گواہ حُست کی مثل ہے۔ پوچھو جو یہ تمہیں اپنا منکبہ
 یہ سچائی نہیں دیتا تو اس کجخت کو کیا پڑی ہے کہ گرداب غم میں ڈوبا جاتا ہے۔ کبھی
 اپنی توصیف جمال ہے۔ چاند سورج تیری ایڈی چلی پر قربان ہوتے ہیں کہ
 یہاں یہ جب عقل ہی نہیں تو کیا کوئی صورت کوٹے کے چاٹے۔ آکھیاں ہی
 کے سنا کر کیا ہے۔ زبور لباس نے جو گھسی کی دامن کو شربان ہے بل خوش ہو
 کہ یہ جو مادہ گرے مست۔ دنیا میں اگر کوئی خوش نصیب ہے، آکھیاں۔ اندلی کر دے

میسر نہیں جو کیکے کماری کو نصیب ہیں۔ مگر میں ایسی زندگی برف کھڑی ہوں۔ ایسے نصیب پر تین حرف۔ یہ خوش نصیبی ہے یا اول درجے کی بد نصیبی۔ اورانی تیری قسمت پھوٹ گئی۔ تیرے بڑے دن آگئے۔ جس طرح آفتاب کی حرارت سے دریاؤں کا پانی خشک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح راجندر کے اقبال سے تیری قسمت کا ستیاناس ہو گیا۔

کیکٹی خیران تھی کہ منتھرا کو کیا ہو گیا۔ کہیں دماغ تو نہیں بگڑ گیا۔ سرن تو نہیں ہو گئی۔ یہ کیسے ہی کیا ہے۔ وہ پہلے تو اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ آخر بولی کہ او منتھرا اس وقت تو کہاں ہے۔ کچھ پی کے تو نہیں آئی۔ کہیں زیادہ چڑھ تو نہیں گئی۔ چہرہ مرجھار رہا ہے۔ آنکھیں لال لال رنگارنگ ہو رہی ہیں۔ خیریت تو ہے۔ منتھرا۔ کیا بھولی بھالی باتیں بناتی ہو۔ مجھے یہ بیٹھے بول رہے معلوم ہوتے ہیں سچ کہتی ہوں کہ تمہارے دن پورے ہو گئے۔ گھر سے بدتر نہ سمجھی جاؤ تب کتنا مایہ قسمت نے کس سے سابقہ ڈالا۔ جو نہ اپنا بھلا سمجھے نہ بُرا یاد رکھتا کہ ایسے دن آرہے ہیں کہ کہیں کی نہ رہو گی۔ میں کیا کروں کچھ بس نہیں۔ مجھے تو بڑے ہی بڑے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ بہتری کی کوئی صورت نہیں نظر آتی۔ تیرا سوجھتی ہوں تو عقل کام نہیں کرتی۔ مائے مہاراج کو کیا سوچھی کہ راجندر کو راج پاٹ دے رہے ہیں لوگوں کی حماقت دیکھو کہ پھولے نہیں سماتے۔ مارے خوشی کے اچھل اچھل پڑتے ہیں مگر میں ہوں کہ دل ہی دل میں کہہ رہی ہوں دل پر وہ صدر ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا ہے ایک آگ سی بھر دک بھر دک کر چلیجے پھونکے دیتی ہے۔ پوچھو میرا کیا میں کون مجھے اور راج پاٹ سے واسطہ۔ تم جانو مہاراج جانیں۔ راجندر جانیں۔ مگر نہیں تمہیں گودیوں کھلایا ہے۔ رات دن آنکھوں سے تلوے سیلاتے گزری ہے کبھی رویاں میلا ہونا گوارا نہ ہوا۔ مجھ سے زیادہ تمہارے درد و کھڑکی سا تھی کون ہے۔ اس وقت تمہاری عمر بھر کے راحت و رنج کا معاملہ پیش ہے سویرے ہی قسمت کا فیصلہ ہو جائیگا۔ کوئی بھلائی کی بات نہ رہیگی۔ رانی ہے کو دماغ لگ جائیگا۔ اس رنج میں میری جان اڑی جا رہی ہے۔ بغیر لوٹے نہیں رہا جاتا۔ اسی سے دور ہی آئی کہ جب مالک کا سکھ اڑ گیا تو ہم لوڈیوں کا ٹھکانا کہاں ہمارا سکھ تمہارے سکھ کے ساتھ ہے اور دنیا میں

کوئی لڑکی سے رانی ہو جائے تو ہمارا کیا۔ پیاری! عقل کہاں ہے۔ اس کہہ کر میں نے سوچ بچار کر کے تم کوں ہو۔ تمہارا مرتبہ کیا ہے۔ کیلئے زندگی! خیال کرو تم میں کیا گھن لگے ہیں۔ اور کوشلیا میں کیا سرخاب کے پر۔ کوشلیا سے تمہارا خاندان ادنیٰ سب رانیوں سے زیادہ ہمارا ج کی پیاری اس پر صورت شکل میں اپنی آپ نظیر۔ نور کی تصویر پھر ہمارا ج کی یہ ہنٹ دھرمی اور دغا بازی کیسی۔ میں اُن بڑھ جابل۔ کندہ ناتراشا کچھ بھی نہیں جانتی۔ تم ایشور کی کراپا سے بڑھی لکھی ہو شیوا سمجھدار ہو۔ پھر کیا نہیں سنا کہ شاستر کار کیا کہتے ہیں۔ دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ اگر تاج و تخت کے لئے باپ بیٹے کا ٹکلا کاٹ ڈالے اور بیٹا باپ کا سر ڈاڑے تو گناہ نہیں بھربھائی کی کیا گنتی۔ تم راجہ دسرکھ کی ظاہری صورت و سیرت پر نہ جاؤ۔ ایمان داری و راست گفتاری سب دکھاوے بھر کی ہے۔ جھوٹے فریبتے جلسہ ساز اگر بھولی بھالی صورت نہ بنائے رہیں۔ میٹھی میٹھی باتیں نہ بنائیں تو لوگ چکے میں کیونکر پھنسیں۔ میری بات جھوٹی جانتی ہو تو دیکھ لو شاستر اس میں صاف صاف لکھا ہے کہ جو شخص میٹھی میٹھی باتیں کرتا اور اچھی صورت بنائے۔ ہوتا ہے وہ ضرور کپٹی اور چھل ہو گا چنانچہ یہی حالت ہمارے ہمارا ج کی ہے۔ تم کو باتوں میں بھکا کر اپنا مطلب گانٹھ لیا اور دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک رہے ہیں۔ میں کسی اور کی مثال کیوں دوں۔ اپنے ہی کو دیکھ لو۔ راجہ دسرکھ کس طرح عزیز رکھتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ جان ہو تو تم۔ مال ہو تو تم۔ دین ہو تو تم۔ دنیا ہو تو تم۔ جب بولنا بات کرنا دل کو خوش کر دینا۔ کبھی خوب میں کچھ ٹیڑھی ٹکڑھی کی۔ نہ ٹیڑھی بات کہی۔ ایک طرف یہ حال دوسری طرف کوشلیا کو دیکھو میں نے تو کبھی نہ دیکھا کہ ہمارا ج سیدھے منہ بولے ہوں یا دنیا دکھاوا بھی کیا ہو۔ مگر نہیں یہ سب ہمارا ج کا مکر و فریب تھا۔ وہ تمہیں دکھائے کو کوشلیا سے ٹیڑھے اور کھینچے رہتے تھے۔ دراصل ان کا پانی اُسی کی طرف مڑتا اور الفت پسندوں اُسی کا دم بھرتا تھا۔ تمہاری الفت و محبت جو کچھ تھی وہ بناوٹی تھی اگر یہ نہ ہوتا تو تمہارے ہونے کو شلیا کو سرتاج بنا کر رام کو راج دینا کیا معنی میں تو ہمارا ج کی چالاکیاں دیکھ کر جبران ہو رہی ہوں۔ اُف۔ وہ ابلا کے حقہ باز ہیں۔ دیکھو کس چکے سے بھرت کو ملا کہہ ہی سے ٹال دیا۔ جس میں کچھ جھگڑا نہ آئے

اور لطف یہ کہ استا بطر اجشن اور پھر بھرت کو کچھ خبر ہی نہیں۔ وہ ناہال میں پڑے چارپائی توڑیں یہاں رام کو سونے کا سنگھاسن مل جائے۔ دیوی! تمہارے بھولے پن پر مجھے حیرت ہوتی ہے۔ ایسا سیدھا پن بھی کس کام کا۔ یہ سدھائی نہیں۔ اس کو یہ تو فی کتے ہیں۔ تمہاری عقل اس وقت بچوں سے بھی لٹی گزری ہو رہی ہے۔ بچے کے سامنے زہر ملا سانپ چھوڑ دو۔ وہ کبھی نہ سمجھیں گا کہ ملک الموت ہے۔ بلکہ کھلونا سمجھ کر فوراً پکڑ لیگا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ نافرمانی۔ اس نافرمانی کی بدولت تم بھی راجہ دسرتھ کو پہچان سکتیں کہ تمہارے دوست ہیں یا دشمن۔ اور اپنا دل دے بیٹھیں۔ کیا جانتی ہو کہ اپنے ہتھیار پر بھروسہ کرنے والے کا بھروسہ ساٹھک ہے۔ کبھی نہیں۔ دیوی ہتھیار ایک وقت اُسی کھینچے کو چیر لیا کر پھینک دیتا ہے۔ مدتوں کا بھروسہ ایک دم میں خاک۔ ایسے ہی بھروسے پر تم نے راجہ دسرتھ کی محبتوں سے ذات و نہانت کا غنہ دیکھا۔ ساری اُمیدیں اور ساری بہبودیاں ایک دم میں سوا لیا ہوئیں۔ ہمارا فی میرا بکتے بکتے منہ تھک گیا۔ تمہارے منہ کا کیڑا چھڑ گیا ہو تو تعجب نہیں معاف کرنا جو کچھ بکا ہے تمہارے بھلے کو اور پھر بھی کان کئے دیتی ہوں کہ ہوشیار ہو۔ تم کیا تمہارے خاندان تک کی بربادی کے دن آگئے۔ رام گدی پر بیٹھے اور بس صفایا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ ابھی رات ہے۔ سویرے تک کوئی تدبیر سوجھ لو۔ نہیں تو پھر سر پر ماتھ رکھ کر رونے کے سوا کچھ پلے نہ پڑے گا۔

منتھرا کی تقریر ایسی برجستہ اور پراثر تھی کہ اور سنتا تو جادو میں جکڑا جاتا۔ مگر نہیں لیکٹی کے کان پر جوں نہ رہیگی۔ سری راجچند راجی کے راج تلک کی خوشی میں اس کی بیٹی کھلی ہوئی تھی اور منتھرا کی باتوں پر اور بھی ہنسی چلی آتی تھی۔ جب منتھرا چپ ہوئی تو وہ ہنستی مسکراتی مسہری سے اُٹھی۔ سر سے ایک زیور اُتارا اور منتھرا کو دے کر بولی کہ

لے خوشخبری کا صلہ۔ راجچند راجی کے راج تلک کا انعام۔ اور جس چیز کی خواہش ہو بے تکلف مانگ لے۔ آج سے بڑھ کر تیرے مانگنے اور میرے انعام بانٹنے کا اور کون دن ہو گا۔ میرے نزدیک جیسے بھرت ویسے رام جیسے رام ویسے بھرت۔ رام کو راج تلک ملا تو کیا بھرت کو ملا تو کیا۔ بات ایک ہے بلکہ میں

رام ہی کے راج تک سب خوش ہوں۔ میں کچھ اور مانگ ابھی دیتی ہوں۔ یہی نہیں بلکہ تو جتنی مرتبہ مجھ سے ایسی باتیں کرے گی اتنی ہی مرتبہ میں تجھے انعام دیتی چلی جاؤں گی۔

س

منتہر کی دوبارہ افترپ و ارمی کیلکٹی کا استقبال طبیعت

شاہتر قائل ہیں کہ انسان کا دل ایک طرح کا نہیں رہتا۔ کبھی کبھی ہے کبھی کبھی یہ کیا کہتے سنتے دیواریں ٹک ٹک جاتی ہیں۔ آدمی موم کی ناک ہو کیسا ہی پتھر ہو پھر بھی زبان میں وہ تاثیر ہے کہ جس طرف چاہے چلا دے۔ قلب پھیر دینا تقریر کے نزدیک کچھ بات نہیں۔ منتہر کی تقریر واقعی تیرہدف تھی۔ ایک ایک لفظ میں کوٹ کوٹ کر جادو سا بھرا ہوا تھا۔ پتھر جوتا تو بھی پھل جاتا۔ پہاڑ بھی ہوتا تو جگہ سے تل جاتا مگر نہیں کیلکٹی خوشی میں اچھلتی رہی اور اس کا دل انعام دینے پر اوتار دھو گیا۔ یہ رنگت دیکھی تو دیوتاؤں کے اوسان نہ رہے۔ جی چھوٹ گئے فکر کی حد نہ رہی۔ رنج کا حساب نہ تھا۔ ہر طرف کرام سا جگ گیا کہ غضب ہو گیا ساری کی کراچی محنت برباد ہوئی۔ بندھ ہی ہوئی اس ہزار جگہ سے ٹوٹ گئی۔ کیلکٹی کا دل نہیں پھرتا۔ پتھر میں جونک نہیں گنتی۔ اب کیا کریں۔ سب دعائیں مانگنے لگے کہ پر ماتما رحم کر۔ کسی طرح کیلکٹی کا قلب پھر مصیبت کاٹ تھوڑی سی بات اور بڑھا۔ اے سورج بھگو ان ذرا جلد ہی نہ کرنا۔ جب ہماری مراد پوری ہو لے تب سر اٹھانا نہیں تو اندھیر ہو جائیگا۔ منتہر اول میں کہتی تھی کہ وہاں دیوتا لوگ بھی غیب ہیں۔ مجھے پہچ میں پھنسا کے آپ الگ ہو گئے اور پھر لطف یہ کہ پرانی بے شکونی کے لئے میری ناک کھٹاتے ہیں۔ مطلب اپنا بدنامی کا ٹھیکرا میرے سر۔ سارے شہر میں جشن کی دھام دھام گھر گھر رام کے راج تک کی خوشی، ایسے موقع پر مجھے عفت کی کڑواہٹ دے رہی تھی۔ اور آپ خود سون کھینچے ہوئے ہیں کیلکٹی کا دل موم نہیں کیا جاتا۔ خیر میں تو اپنی سنی اٹھانہ رکھوں گی۔ آسمان میں کھنگلی لگانے والا دم داعیہ ابھی باقی ہے۔ رسوا

کی زگر سے پتھر گھس جاتا ہے۔ نوکیلا پس کیٹی کے دل پر بھی اپنا خیال نقش نہ کر سکتی
یہ خیال بچتہ کر کے اُس نے کیٹی کا دیا ہوا زیور اُس کے سامنے پھینک دیا۔ اور
ناک بھونچڑھا کر بولی :-

زیور تم کو مبارک ہیں زیور کی لالچی نہیں۔ ان آنکھوں سے بہت سے زیور
دیکھ ڈھے ہیں۔ مجھے بار بار یہ زیور کیوں دکھائی ہو۔ ہاے مجھے انہیں
زیوروں کا تو رونا ہے۔ آج تو خوشی میں پھول پھول کر انعام دے رہی ہے
کل انہیں کے لئے ترس گئی۔ یہی رام چندر کے راج میں بدن
سے اتار لئے جاویں گے :-

سُرسستی کی آگ سٹی پٹی بھولی ہوئی تھی کہ وہ میں زبان پر بیٹھ کر کچھ
نہ کر سکوں خوف ہے :- دیکھا لوگ کیا کہیں گے جو سینکا ہی کیگا کہ
بہت شور مٹتے تھے پہلو میں دل کا

چو چیرا تو ایک قطرہ خوں نہ نکلا
رام کا راج تلک ترسکتے نہیں دکھائی دیتا۔ کیٹی بالکل نہیں سمجھتی پتھر کو
جو ناک لگائی جاتی تو شاید ٹک جاتی۔ مگر اس کے دل پر ذرا بھی میل نہیں ٹھہرا کی
ایک ایک بات گرم تو سے کی بوند ہو جاتی ہے۔ آثار بیڈھب ہیں۔ علامات اچھی
نہیں پائی جاتی۔ جب رام کو راج ملا تو راون کی سرکوبی معلوم :-

ادھر سُرسستی کو آگ خلیجان۔ ادھر منتھرا کو آگ خلفشار آخر ادھر انہوں
نے پھر زبان کو جادو کا اثر بخشا۔ اور ادھر یہ سُرسستی کو یاد کر کے پھر کیٹی سے
منا طلب ہوئی :-

اے دیوی! تیری عقل کہاں چرنے لگی ہے۔ اسے ذرا بھی اونچ نیچ سمجھانی
نہیں دیتی۔ میں رونی بہوں قسمت کو جھینکتی ہوں اور تو ہے کہ ہنسے دیتی ہے
کہ میں نہیں نکلی آتی ہیں۔ کہاں دھاریں مار مار کر دے گا وقت اور کہاں یہ خوشی کے
حقیر۔ تیری عقل کی آنکھوں میں کسی نے پٹی باندھ دی۔ سمجھ کو کسی نے سپاؤ
پھاڑ پر بھیج دیا۔ ایسا بھی کوئی بیوقوف نہ تھا ہے جو سر پر آئی ہوئی مصیبت سے
خوش ہونے کا علاج نہ کرے۔ ہاے میں اپنی کجنت عادت کو کیا کروں

تمہارے دکھ کی جب بھیا ایک صورت چشم خیال میں پھرتی ہے تو جان سن سے اڑ جاتی ہے۔ کلیجہ تھر تھر کانپنے لگتا ہے۔ کہ ایشور تیرا ہی بھر دسا۔ تیرا ہی آسرا ہے تو کسی طرح سمجھائے نہیں سمجھتی۔ بالکل مت ماری گئی ہے اس کو بد قسمتی نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔ عقل کی دشمن۔ مجھے جنتارام کے راج ملک کا صدر نہیں۔ اس سے زیادہ تیری اونڈھی کھوپری اُلٹی سمجھ پر رونے کو جی چاہتا ہے میں تو سمجھتی تھی کہ عقل تمہارے سوا کسی کے ہاتھ ہی نہیں پڑی۔ تمہاری سی سمجھ والی دنیا کے پردے پر نہیں۔ آج نہ جانے کیا سمجھ اُلٹی ہو گئی ہے کہ بھلائی بُرائی پر دھیان ہی نہیں ہوتا کچھ عجیب ہی کایا پلٹ ہو گئی ہے +

اتنے سننے پر کیٹتی پھر اصلی حالت پر قائم رہی۔ کالی کالی پر دو سرارنگ نہ چڑھا اُس نے کہا کہ میں ہی مہاراج کی رانی نہیں آخر سترابھی تو ہے اُس کو ایشور نے دو بیٹے دئے وہ کیوں اُن کے لئے راج کی فکر نہیں کرتی۔ اور مانا کہ وہ کچھ کرے مجھے دُنیا جہان سے مطلب۔ کوئی ننگی ہو کے ناچے تو اُس کا دل۔ میں منہ پر سیاہی لگانے والی نہیں جو چاہے سو ہو +

منتظر۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کچھ سمجھ چلیں۔ ستراجی کی طرف نظر گئی سگر پیاری خیال کرو کہ تمہاری اور ستر کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ راجپندر کو راج ملنے سے اُس کا کچھ نہ بگڑے گا تھے صرف تمہارے ہی جانیگی اور غریب بھرت کا کہیں ٹھکانا نہ ہو گا۔ اگر یہ کہو کہ جیسے بھرت ویسے ستر ہیں۔ پھر بھرت پرزور کہنے کی کون خصوصیت۔ سُنو تو کون نہیں جانتا کہ رام پچھن میں دانت کا پی روٹی ہے رام جواہ چلائیں وہی پچھن چلیں۔ دونوں میں اچھی طرح ملی بھگت ہے۔ اس پر پچھن خدمتگاری کو موجود۔ سگ حضور۔ از براد دور کی مثل۔ پورا پورا دور اور پورا پورا اندر دیکھنے والی کماوت۔ ہر کہ خدمت کرد اور مخدوم شد والا معاملہ۔ پھر لکشمی کی تو یا پچھن انگلیاں گھٹی میں ہی رہیں گی۔ ان کو کس بات کا کھٹکا۔ ہے ستر ہیں وہ پچھن کے سگے بھائی پچھن کی وجہ سے اُن کا کھیت کون کھا سکتا ہے۔ دلا چتا تو ہمارے بھرت جی ہیں جن سے ہمارا راج کی محبت کا یہ حال ہے کہ نہ مال میں ٹرکالے بلا ہی دور کر دی۔ آنکھ داٹ بہاڑ ہر کر از دیہ دور از دل دور والی کماوت۔ کیا بزرگوں نے جھوٹ کی ہے۔ ہمارا راج کو ان کیوں الفت

ہوئے لگی۔ اب رہے راجچندر ان کو میں ہی خوب جانتی ہوں۔ شب بستر نے انہیں شی
 پرٹھا ہی دی ہے کہ راج کے معاملے میں کہاں کا باپ کیسا کرو۔ اور کون بھائی چالنگی
 ان کی نس نس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ناخن سے گوشت جدا کر دینا بائیں ہاتھ کا
 کھیل۔ لکڑی مار کر پانی جدا کر دینا اونے سا کرتب۔ ذرا راج فٹے دو پھر چالیں دیکھنا
 خود تو مالک تھلاک رہیں اور کسی دوسرے سے پیارے بھرت کی دردشا کراڈالیں۔
 خود شہر بدر نہ کریں تو کیا چیلے چائے کب نکلو انے بغیر چھوڑینگے۔ سچ کہتی ہوں کہ تم
 راجچندر کی طبیعت سے واقف نہیں میں رگ رگ پہچانتی ہوں پورے بس کی گاتھ
 ہیں۔ ظاہر میں سیہ سے سادھے۔ باطن میں دیکھو تو دل ایسا سیاہ جیسے کالا ناگ
 تم ہنستی ہو میرے بدن میں آگ لگتی ہے۔ بھرت کے لئے دم دم کی خیر مناتی ہوں
 اور اسی سے تمہیں سمجھاتی ہوں کہ اب بھی عقل و حواس سے کام لو میرے کلیجے پر
 ہاتھ رکھ کر دیکھو کیسا دھڑک رہا ہے دل کو دیکھو اچھل اچھل کر منہ کو آیا جاتا ہے سمجھ
 میں نہیں ہوتا کہ تم کو کیا ہو گیا عقل کھو بیٹھیں۔ کوشیا رانی تجھ سا خوش نصیب آج کون
 ہوگا۔ میں صارا رانی کیلکشی کے دکھ کا خیال کر کے منہ سیٹ رہی ہوں تو راج تھلاک کی
 خوشی میں نوبت تقارے بجا رہی ہو۔ اُدھر دیکھو یہ نچھتر آیا اُدھر سب رانیاں صارا رانیاں
 تیری لونڈیوں سے بدتر ہو گئیں۔ تیری لونڈیوں کے زہے نصیب بڑی بڑی رانیاں
 فطر دیکھتی رہیں گی کہ کبیں کچھ کہ سن نہ دیں۔ ارے رانی عقل کی دشمن نہ بن سمجھو ٹھیک
 کہ کچھ بیوقوفی کی حد بھی ہوتی ہے۔ کچھ شک نہیں تیرا دماغ بگڑ گیا جلد علاج کر نہیں
 تو خیریت نہیں۔ رام کے راج تھلاک کی خوشی میں اندھ سی ہو رہی ہے آنکھ کے
 آگے ٹاک ٹاک نہیں سمجھائی دیتی۔ عقل کی آنکھوں پر خود دیوار اٹھا رہی ہے ارے
 غور تو کرو کہ جہاں رام کو راج ہوا وہاں پھر رہی کیا گیا۔ ساری کی ساری رانیاں بھیک
 مانگینگی۔ ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج ہو گئی۔ بھرت کا تخت سے محروم رہنا کیا ذرا سی بات
 ہے۔ جنم جنم اتنا ترس پھر سنگھاسن اور کائے کا نام سننا نصیب نہ ہوگا۔ کچھ معلوم ہے
 کہ جس بیٹے کو راج ملتا ہے۔ اُسی کی بدلاؤ آگے چل کر بھی مالک تاج و نگین ہوتی ہے
 دوسرے بھائیوں کو سینہ کا بھی نہیں ملتا۔ جس کا تاج اس کا راج۔ جس کی تیغ اس
 کی دیگ۔ نہیں رام جب راج کے لئے ہوگا تو جو کچھ بننا بھر میں ہے سب

انہیں کا جس کو چاہیں جو دیں۔ جس سے جو چاہیں چھین لیں۔ اختیار ہے۔ بھائی نام کے بھائی ہونگے۔ سبھی تک برابر ہی کا دعوے ہے کل سے خدمتگاری کا متذمل جائیگا جھکا جھکا کے آداب بجالا کر بس۔ میں تمہاری منطق کو نہیں مانتی کہ بڑا بیٹا ہی مالک جہان پانی ہونا چاہئے۔ جہاں یہ بات ہے کیا دلائل شاستر کی یہ ہدایت نہیں کہ اگر چھوٹا بیٹا لائق و فائق عقلمند و فراست پسند ہو۔ تو اسے ہی راج دیا جائے۔ جہانک میرا خیال ہے ہمارے بھرت جی ہر طرح سے ہوشیار۔ فراست شعار اور چشم بد و برون راچندر جی سے بھی ہزار درجہ صاحب عقل و تمیز ہیں۔ علم و لیاقت میں مقابلہ کر لو اور اس نول کر دیکھ لو ہمارے بھرت جی ہی بڑھے چڑھے نکلیں گے۔ ایسے لائق بیٹے کو تاج و تخت سے محروم رکھ کر غلام بناتی ہو نہ معلوم تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے کیا ماں کی مامتا اسی کا نام ہے۔ مہرادرسی اسی کو کہتے ہیں۔ میں سمجھاتے سمجھاتے ہار گئی مگر تمہارے نزدیک ہوا سی بہ گئی۔ اورانی میکٹی۔ راجہ درتھ کی محبتوں پر نہ پھول۔ وہ دن اب گئے اب کوشلیا کا سب راج پاٹ ہو گا۔ وہ سب اگلی پچھلی کسر نکال کے تمہیں ناکوں چنے چبوائے بغیر نہ ہے تب کہنا۔ کو اکبئی بنی پڑی رہو گی۔ کوئی گوری کو نہ پوچھ گیا بڑی چلی میں زیور بانٹنے والی۔ بھڑا میں جائے ایسی خوشی۔ ان کو خوشی کی پڑی ہے یہاں آسمان زمین سمجھائی نہیں دیتے۔ کل راچندر کو راج ملا۔ اور پرسوں ہی بھرت کی کمر میں ہاتھ دینے کی فکر ہوئی۔ گردنیاں ملنا تو خیر کوئی بات نہیں مجھے تو غریب کی جان کے لالے پڑتے دکھائی دیتے ہیں کیا تمہیں اطمینان ہے کہ راچندر بھرت کو جیتا بھی چھوڑینگے۔ بھائیوں بھائیوں کا حسد سوتوں سوتوں کی آواہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ راج پا کر بھائی کی جو جان بخشے سمجھ لو کہ آفتاب مغرب میں طلوع ہوا اُس نے زمانے سے الودھائی کی ۔

میں نے بتان لیا کہ تم بھرت جی کی زندگی کے پیچھے پڑی ہو۔ تمہاری مامتا مامتا نہیں کہی دشمنی ہے تم خود چاہتی ہو کہ بھرت کا ہر طرح کلا حلال ہو اس کی بھی پرواہ نہیں کہ ہتیا تمہارے ہی سرو ہو گی نہیں تو پہلے ہی سے سمجھ بیٹھی ہوں کہ بھرت تمہارے پیٹ سے کیا پیدا ہوئے گویا کوئی اینٹ پتھر پیدا ہوا۔ اُن آواہ ارے پتھر کے دل بھرت کو زمین پر رکنے دیر نہیں۔ بیچارہ اچھی طرح دودھ کی چھانچھوں کا بھی گناہ گار نہ ہوا کہ

سے نکال باہر کیا۔ نانہال بھی کیرا مہتا کے فرض سے ادا ہو گئیں۔ چاہے بیٹا ہو۔ چاہے کوئی اور جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اُس کی بات ہی اور ہوتی ہے جہاں جہاں اس میں فرق آیا جان لو کہ خون سفید ہو گیا منہ دیکھنے کی محبت بھی جاتی رہی یہ کچھ آدمی پر ہی فرض نہیں۔ پیاری کیلے کما رہی کیا سمجھتی ہو کہ راج ملک کے بعد رانی کو شلیا وہی کو شلیا رہی جی جی تھیں۔ اٹھ اٹھ کے تعظیم دیتی رہیں۔ دیکھ لینا جو بھی سیدھے منہ بھی بولیں۔ تمہارے ہر وقت ہاتھ جوڑنے جوڑے نہ کر دے تو توبہ کی سند تمہاری ہی یہ درگت نہ ہوگی بھرت جی بھی تمہارے ساتھ سنیں گے اور اُن کو بھی خدمتگاروں میں چہرہ لکھو انا پڑیگا۔ اچھا ذرا خود ہی سوچو راج چند راجی کو راج ملا تو کو شلیا کی خوشی کا کیا ٹھکانا ہے۔ پھر جانکی جی جب مہارانی بن جائیں گی تو اُن کی نظر میں اور کون حجیگا اور یہ حالت اور ادھر یہ رنگ کہ بھرت پھٹے سے منہ قسمت کو رو دیا رنگے اور اُن کا مردنی چھایا ہوا چہرہ دیکھ کر تمہارا کلیجہ دھکتا رہیگا۔ مگر تم اپنے کئے کا پھل پاؤ گی۔ وہ سرے کی خطا۔ مرن اُس بیماری کی ہوگی جو بھرت کے پاؤں سے بندھتی ہے۔ اس کی اس طرح زندگی ہوئی بھی تو کیا نکٹا جئے بُرے احوال وہ قسمت کو ٹھونکنی کہ ہاے کہاں بھڑ میں لا جھونکا۔ تم کو کیا کہوں جاؤ بیٹھو بڑی رانی مہارانی بنتی تھیں۔ میں نے تو کچھ راج پاٹ نہ دیکھا۔ دیکھا تو یہی لونڈی پناؤ۔

کیکشی نے اس تقریر پر منتھرا کو جھڑکا کہ بس چپ فضول یکساں نہ کر قیتی سی زبان چلتے چلتے تھکتی بھی نہیں۔ اپنی ہی گائے چلی جاتی ہے۔ راج چندر ایسے دانشمند سے یہ بدگمانی۔ بتا تو اُن کی طرح کس کو دھرم کی پابندی کا خیال ہے۔ ہشتاٹ ایسے مرشد کامل کی تعلیم اُس پر روزانہ دھرم اپدیش پھر راج چندر سے بڑھ کر دنیا میں کون ہے جو دھرم اتماؤں کا سرتاج سمجھا جائے۔ بھرت جی ہر وقت اُن کے اطاعت گزار و فرما بنو دار۔ اور کوئی کیا کہے گا کہ خود راج چندر ہی اپنے منہ سے بھرت کو سراہتے رہتے ہیں۔ اُن کا قول ہے کہ میں جسم ہوں بھرت جان۔ بھرت ملیں ہیں میں مکان۔ راج چندر کے اوصاف کوئی کیا گناتے۔ مجھ کنجش کی زبان بھی یاد رہی نہیں دیتی کہ ایک ایک بات کی تعریف کروں۔ سن رام چندر کون ہیں۔ کیوں راج کے مستحق اور کیوں اُن کی تاب پوشی سے

بجرت کا غائبے کے سوا کچھ بھی نقصان نہیں دیتا۔

راجپوت ہیں۔ مہاراج کے فرزند اکبر۔ درخت تخت۔ وافرستی جہان بینی۔ سزاوار
حکمرانی۔ سعادتمند۔ راستی پسند۔ وفات شہید شریک کردار۔ بھائیوں کے ساتھ سزاوار
دور پدر۔ صاحب انصاف۔ سب سے صاف۔ تھیل سے سب سے نیک۔ سزاوار
خیریت۔ نفرت دہنا سے عار۔ بھائیوں کو قوت بازو سے جانتے والے یہ کیا کلمے
کی نگہ اور اپنی ہی ذات جانتے والے اگر بجرت کے دل پر میل دیکھیں تو راج پاٹ کیا
جان تک سے دریغ نہ کریں۔ دینا چاہیے ادھر کی ادھر ہو مگر بجرت ہی کا دم بھریں
مجھ کو تو وہ کو شلیا ماتا سے زیادہ جانتے ہیں۔ سنی ماں مانتے ہیں۔ مجھ کو خدا ان کے
مجھ کو تو وہ کو شلیا ماتا سے زیادہ جانتے ہیں۔ سنی ماں مانتے ہیں۔ مجھ کو خدا ان کے
برابر بجرت کی محبت نہیں۔ سچ کہتی ہوں جھوٹ بولنے کی عادت نہیں۔ پھر ایسے
لاٹس فائن کلمے کے مارے کی بُرائی کر کے تو میرا دل جلاتی کلمہ کر دھاتی ہے۔ سمجھیں
نہیں آنا کہ تیری کیسی تپھر کی اچھاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سچ مجھ تو سٹھیا ہی عقل
گدی میں سما گئی۔ نہیں تو یہ دہیات بکواس کیسی دے

کیٹی کی ان کمرنگ باتوں نے سُستی کی جان اڑا دی وہ سوچنے لگی کہ غضب
ہوا جاتا ہے۔ آفت آئے میں کچھ دیر نہیں کیٹی کے دل کو لوہا لگا رہا ہے کسی
خوج اتنی پر نہیں چڑھتا۔ اپنی ہی اتنے جاتا ہے۔ اب دیناؤں کا کام ستوی
دینا کا اُدھار موقوف۔ اس پنج میں گری سانسیں لیتے لیتے پھر قسمت آزمائی
کے لئے تنہا کی زبان پر جم چکیں۔ اور اُس کی زبان میل کے پتے کی طرح
لپٹ چلتے لگی۔

چڑھا چنگن۔ بیجان۔ جاندار سب پاس رہنے سے پیارے ہوتے ہیں۔
رہیں تو کس کو کس کی محبت۔ دیکھ لو درخت ذیروح نہیں یہ تو بیجان ہیں مگر درخت
قریب قریب ہوتے ہیں۔ دُاں بلیں ایک دوسرے سے ایسی لپٹ جاتی ہیں کہ چھٹنا
مشق۔ راجپوت ہر وقت مہاراج کی انگٹوں کے سامنے رہتے ہیں۔ محبت کے پتے
میں پھانس لیا۔ بجرت نظروں سے دور رہے تو یہ نتیجہ ہوا کہ محبت پداری کا کہیں
توسل پتہ نہیں۔ اگر یہ کہو کہ بجرت کے ساتھ سترن بھی تو ہیں اُن کو بھی تو بجرت
کی سی منیت بھگتنا پڑیگی۔ تو یہ تمہارا خیال خام ہے۔ پچھیں دامن کی تاک کے

بال ہو رہے ہیں۔ اُن کے سبب سے بھلا کوئی ہے جو سترہن کی طرف اُنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ اُس کے علاوہ شترا کے وہ بیٹے ہیں ایک نہ رہیگا تو ایک تو رہیگا۔ تم اپنی کوٹھڑوں ٹوٹ۔ ایک بھرت وہ بھی اُس کے بیٹے جس نے بچنے ہی سے دودھ کی مکھی بنا رکھا ہے اور جس کو کوشلیا دیکھ لے تو بوٹی بوٹی فوج کھا لے۔ اس لئے پیاری اور کچھ کو تو بیکس بھرت کی ننھی سی جان پتھر رحم کرو۔ اُس کے حال زور پر تو ترس کھاؤ۔ اور چاہے کوئی مار دے۔ اپنے ہاتھوں جان لینے کی تدبیر نہ کرو۔ راج گیا چوٹھے بھاڑ میں اجودھیا کنگلے آگ۔ ادھی نیاخت اپنے ہی کلیجے کے ٹکڑے کے لئے ڈائن قونہ بن۔ بھلی رانس! تو ماں ہے اور کچھ نہ کر تو کسی جنگل ونگل پہاڑ وٹاڑ ہی میں چھپاؤ کہ جان کی تو امان رہے۔ جان بچی تو لاکھوں پائے۔ جی ہے تو جہاں ہے زندگی میں پھر تو اس رہیگی کہ آج نہ سہی دس بیس تیس چالیس پچاس ساٹھ برس بعد کبھی شاید قسمت کر دے کسی تقدیر کا پانسہ جت ہو۔

تم بھرت کو رام کا غلام بنانا چاہتی ہو۔ یہ کبھی اُنکھے منظور نہیں۔ مجھ سے دیکھا جائیگا۔ کہ رام دن جنت سنگھاسن پر تن اکر کے بیٹھیں اور بھرت اپنے گلت سے گرد صاف کریں چور ہلائیں۔ اُنکھ میں کچھ نہیں یہ کریں وہ کریں۔ بھرت بیچارہ ہاتھی کا بچہ ہو رہا ہے اور راجندر شیر اور وہ بھی کون شیر جو اس غریب نرم چالے ملائم مذاکو دہائے ہوئے بیٹھا ہو۔ اے کیکیٹی سنگدل نہ بن اپنے بچے کو شیر کے منہ سے بچالے کیوں نرم نرم ٹہیوں کا کچھ مر نکھوئیگی۔ اد کیکیٹی تجھ کو تو اپنی شکل صورت پر برا غور تھا زمین پر پاؤں بھی نہ دیکھتی تھی۔ دراز آسمان پر نہ لانا تھا۔ آج سارے خمرے تلے کیا ہو گئے اسی برتے پر تپا پاؤں تھا۔ اسی صورت پر کہا کرتی تھی کہ راجد سر قہ کرتے ہیں۔ نفس ہے اس صورت پر اور نہ وقت پر راجد سر قہ کی محبت پر نہیں تو دیکھتی ہوں کہ دنیا ہی اٹ پلٹ ہو گئی رام کی راج گندی نے ساری کایا ہی پلٹ دی۔ دن کو رات کو ریا رات کو دن۔ پورے چھم چھم پر ب ہو گیا۔ اور تمہیں خبر نہیں۔ ہر راج بڑی محبت کرتے تھے وہ یہ کہو کہ تم کو یہ قوت بناتے تھے۔ نقشوں میں اڑاتے تھے سبز باغ دکھاتے تھے وہ دن کیا ہو گئے۔ جب تم راجہ سارے کو شلیا کی ایک نہ چنتی تھی کسی وقت وال شگفتی تھی آج کیا بڑھنس ہوئی جو اس طرح اُس پر لڑنے بیڑھیا پر چر شٹو ہو گئے۔ تمہارا اگلا وار کیا ہو یا کیا

ہوا۔ میں سمجھ لیجئے کہ ظاہری محبت بھی دکھاوے کی اُلفت تھی۔ پیاری جانتی ہو کہ سوتیار ادا کیسی بُری چیز ہوتی ہے۔ ہوت یو ہیں موقع ہاتھ لگے تو سکھیا دیدے۔ پہلے کھانا دے بوٹیاں نوچ کھائے پڑیاں چبا جائے۔ اُس پر جب اختیار ملے اُس کا بیٹا راج پاٹ کا مالک ہو تو پھر کیا پست کے ہاتھ میں تلوار اچھی۔ سانپ کے دانت کا بہر اچھا اور سوت کے دل کا بخار ٹھیک نہیں کیا رعایا کیا برایا۔ کیا خاص کیا عام سب کو شلیا کا دم بھرینگے۔ تم اوتاری سی پڑی رہو گی اور بھرت کا تو خاتمہ رکھائی ہو ہے اس میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اسی سے کہتی ہوں کہ ابھی صحت ہے کچھ پیش بندی کر لو کہ بعد میں چڑیاں چُگ گئیں کھیت والی مثل نہ ہو۔

سک ۹

اشٹا بکرشی کے شاب کی تاثیر منتھر کی تقریر کا اثر۔ کیکنی کا مخالفانہ جوش۔ گریہ وزاری

منتھر نے تین مرتبہ اتنا منتھر چلایا مگر کیکنی کی طبیعت نہ بھری وہ جیسی کی جیسی سی بنی رہی کسی کو اُمید نہ تھی کہ اس کا خیال ابھی پلٹے گا۔ مگر ادھر سُستی کا جوش خروش دیتاؤں کی کوشش ادھر شدنی اور اُس کے ساتھ اشٹا بکرشی کا شاب آخر کیکنی کی مت پلٹی ہی پلٹی۔ اور منتھر کی چڑھ بنی۔ مشہور ہے کہ اشٹا بکرشی ایک تالاب میں غسل کر رہے تھے۔ کیکنی اپنے بایکے گھر سے نہانے کے لئے اسی تالاب پر پہنچی۔ سہیلیاں سمجھ لیاں ساتھ تھیں کیکنی ایک تو نو عمر دوسرے راہکاری ہو کا غور نہ دیکھتی ہے تو اشٹا بکر نہار ہے ہیں۔ صورت کالی کلونی چہرہ بھونڈا۔ بر رخ عجیب اُس نے سہیلیوں سے کہا دیکھنا ایسی بھی عجیب الخلق صورت کبھی نہ دیکھی ہو گی نہ معلوم اگلے جنم میں کیسے پاپ کئے ہیں کہ اب کی یہ گھٹی صورت نصیب ہوئی ہے۔ اشٹا بکرشی تقریر سن رہے تھے اُن کو سخت غصہ آیا بولے کہ ابو یو تو ش کیا دابہات بکتی ہے میں نے کسی جنم میں کوئی پاپ نہیں کیا تو مفت میں کلنگ لگائی

ہے۔ اچھا رہ تو بھی کیا یاد کریگی۔ مجھے بھی وہ چمکتے لگے کہ مٹانے سے نہ مٹ سکے اس وقت کی بات سنی ان سنی ہو گئی۔ مگر اہل کمال کی دعا بھی بیٹ نہیں پڑتی منتھرا کے متھرا کان کترنے اور مغر چاٹنے سے کیٹی کی طبیعت میں انقلاب پیدا ہو ہی گیا۔ اس نے سوچا کہ منتھرا نے بھی تباہ دیکھا ہے۔ وہ سوپ میں بال سفید نہیں کٹے جو کچھ کتی ہے میرے اور بھرت کے پھلے ہی کے لئے ہے۔ اس کی ذاتی غرض کیا۔ دلچسپ اس خیال نے اس کے دل میں جڑ پکڑ لی اور وہ منتھرا سے پوچھی :-

منتھرا تو سچ کہتی ہے اب میری سمجھ میں آیا کہ رام کے راج کے ہمارے نقصان میں تو اطمینان رکھتے ہیں تب کیٹی جب بھرت ہی کو راج سنگھاسن پر بٹھالوں اگر ہمارے میں میکھ کرینگے بغلیں جھانکینگے تو زمین آسمان اٹھا کر ناک میں دم کر دینگی۔ بے بس کھانے پینے کی ابھی سے قسم۔ جب رام کو جنگل میں نکال دوں گی۔ جب بھرت سنگھاسن پر بیٹھ لینگے تب پانی پیوونگی۔ نہیں تو دانہ نہ چھکھوونگی۔ مگر منتھرا یہ تو بتا کہ اس کے لئے تدبیر کون ہو کیا بات کروں جس سے دو نو مطلب سدھ ہو جائیں + منتھرا اچھل پڑی کہ وہ مار لیا۔ کیٹی فقروں میں آگئی۔ اب راج کہاں جاتا ہے۔ اس نے کیٹی سے کہا :-

اُف اودہ ! اب جی ٹھکانے ہوا کچھ جان میں جان آئی۔ شکر ہے کہ کچھ نیلے بد سوچ چلیں۔ دماغ کام کرنے لگا۔ میں تو تیرا ان تھی کہ تمہاری عقل کو آج کیا ہو گیا ایسی عالی خاندانی راجکاری اور اس کی سمجھ کا یہ حال۔ خیر تمہارے حواس ٹھکانے ہوئے ہیں تو میری بھی کارستانیاں دیکھنا کیونکر ہو ایسے گرد لگاتی ہوئی تم آج کھٹ پائی لیکر پڑو خوب چلی رہو۔ ہمارا راج کیا ان کے فرشتے بھی غمتیں کہیں منائیں۔ ایک نہ سننا اپنی ہی ہٹ پر جی رہنا۔ میں نے تمہارے ہی منہ سے سننا تھا کہ ہمارا راج تم سے قتل ہارے ہیں بس وہی پورے کراؤ +

کیٹی اب تک مسہری پر لپٹی ہوئی تھی۔ منتھرا کی اس تقریر نے اسے اٹھا کر ہٹھکا دیا۔ اور بڑی توجہ سے سننے لگی۔ منتھرا نے کہا :-

ہمارا جی ایک راجپس بڑا ہی قوی ہیکل تھا۔ پہاڑ سا ڈیل موٹے موٹے ہاتھ لاکھ پاؤں۔ سمرنا نام۔ دوتیادوں کا دشمن جانی۔ دھرمواؤں کی جان کا گاہک سب

پریشان ہر وقت جان کا خوف۔ زندن کو چین نہ رات کو آرام۔ دکن میں ایک شہر آباد
 کر کے چھو ما دیگرے نیست۔ بن بیٹھا۔ سر پر خودی کا بھوت سوار تھا اندر سے جٹ پڑا۔
 دیوتا ایک طرف سمرنا کیا۔ خوب مار دھاڑ ہوئی۔ مقابلے پر مقابلے ہوئے لیکن دیوتا
 کی ایک پیش نہ گئی۔ سمرنا نے سب کو نیچا دکھایا۔ اندر وغیرہ جان لیکر بھاگے تو راجہ
 دسرتھ کے یہاں ام لیا۔ فریاد کی۔ دودمانگی۔ اعانت چاہی۔ راجہ دسرتھ اسی وقت اٹھ کھڑا
 ہٹے۔ تم کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور میدان رزم میں پہنچا اور شجاعت دی۔ راجہ بڑا
 زبردست تھا۔ بہت سے دیوتاؤں کو مار گرایا۔ بہتوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے۔
 دیوتاؤں نے سوچا کہ دن بھر شکست کھائے ہیں اب مقابلے کی تاب نہیں رات بھر تیش
 سویرے پھر دیکھا جائیگا۔ ادھر انہوں نے کمر سیدھی کرنا چاہی ادھر راجہ چھوٹے
 موقع غنیمت سمجھا وہ ہاتھ دکھائے کہ سب دیوتا بھاگ کھڑے ہوئے۔ راجہ دسرتھ
 کو چھتری خون کے جوش نے قدم اٹھانے نہ دیا وہ ٹکرتے رہے۔ راجہ چھوٹے
 خوب تیروں کی بوچھاڑ کی بان پر بان چلا آ رہا تھا۔ یہاں تک کہ راجہ زخمی ہوئے غش
 کھا کر گرے تو زمین پر چیت۔ رقبان بھی کام آیا کوئی پرسان حال نہیں ادھر راجہ
 مہاراج کا سر کاٹنے کو تیار۔ تم غورت ذات مگر ہزار مردوں سے اچھی۔ اور کچھ نہ بنا تو
 رقبہ ہنکٹے ہوئے پہاڑ کی گفایں جا چھپیں۔ راجہ دسرتھ کی بھی جان بچالی۔ رقبہ
 جب میدان سے اڑا تو راجہ چھوٹے ہوئے اور تم کو ڈھونڈ نکالا۔ مہاراج بہوش
 پڑے تھے تم اکیلی تھیں۔ راجہ چھوٹے کاواں دیکھ کر تم بھی جان پر کھیل گئیں۔ خوب جان
 توڑ کر مقابلہ کیا وہ بودی مارا رہی کہ راجہ چھوٹے کے دانت کھٹے ہو گئے کوئی سامنے نہ
 ٹھیر سکا۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس عرصے میں راجہ دسرتھ نے آنکھیں کھولیں
 واقعات جنگ بہت خوش ہوئے جوش شجاعت کی داد دی۔ جان بچانے کا شکر ادا کر کے
 کہا کہ تمہارے دو احسان ہیں۔ گفایں رقبہ پہنچانا۔ اور دشمنوں کو شکست دیکر جان بچانا
 اس کے صلے میں جو چاہو دو بردان مانگ لو۔ تم نے دو بردان مانگنا منظور کئے مگر شرط یہ
 کی کہ اس وقت نہیں جب ضرورت ہوگی تکلیف دوں گی چنانچہ ایشور کی کپا سے بردان مانگے
 کا وقت آ گیا۔ مہاراج کے گلے پر دو کردہ پور اکریں۔ راجہ دسرتھ کو بن کی ہوا دکھائیں اور تخت
 حکومت بھرت کو دیں۔ چودہ برس کے بعد پھر اختیار ہے جو مرضی ہو کریں۔ بس اب دیر

نہ کرو۔ کوپ بھون میں توبہ تلا مچاؤ۔ جہاں ہمارا ج نے سنا وہ اُسی وقت پہنچے۔ اور بس
پالا اسیتے ہاتھ۔ ہمارا ج تم پر جان دیتے ہیں۔ کسی بات سے دینے نہیں کہہ دو تو ابھی اپنا
سر کاٹ کر فہمون پر ڈال دیں جتنی آگ میں کود پڑنے سے عار نہ ہو۔ جب یہ کیفیت ہے
تو پھر تمہیں کس بات کی فکر جو کموگی وہی ہوگا۔ ہاں خوب یاد رہے کہ کر بھٹ پن کھلنے
نہ پائے۔ ہمارا ج لاکھ لالچ دیں تم ایک نہ سنا۔ ہزار دفعہ صنت سماجت کرنیں
قسم پر قسم کھا میں تو بڑے حیلے و حجت سے بردان مانگنا۔ ڈھیلا سامار نے کی
ضرورت نہیں نہ چکنی چیر ہی باتوں میں آنے کا کام ہے +

منتھرا نے کیکنی کے دل پرے قابو کے سنا تھا اپنے دل کی باتیں جہاں اور
ایسا منتر میں جکر اکہ بس اُسی کی سی بولنے لگی۔ یا تو پہلے بیوقوف بناتی تھی یا اب
تعریفوں کے پُل باندھ دئے اوصاف کا دفتر الٹ دیا۔ تو دنیا بھر سے عقلمند۔ سُستی
سے زیادہ فہیم۔ میری رفیق صادق۔ بھرت کی سچی خیر خواہ۔ ساڑتی چڑیا یا کڑنا سہل سا لٹکا
دور کی کوڑھی لانا دئے کرتب۔ راجہ دسرتھ کے چکے پیچا نئے میں فرد چھیل کیٹے تانے
میں لا جواب۔ دل کنول کا پھول ہے۔ صورت سویرے دیکھ کر اٹھتے تو سارا دن چین ہی
چین رہے۔ تجھ کو بُر ہی کہنے والا بیوقوف۔ بد شکل بنانے والے عقل کے اندھے تیرے
چہرے پر نور برستا ہے۔ سر سے پاؤں تک عضو عضو نور کی تصویر ہو رہا ہے۔ بھرت کو راج
مل جائے تو سونے جواہرات میں تو لونگی۔ دنیا کی عورتیں کیا مال ہیں۔ دیواستریاں تیرے
پاؤں کے دھوون کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ تب میرا نام کیکنی +

منتھرا لفظ لفظ پھر پھر کہتی جاتی تھی۔ حرف حرف کانوں کو اُترتے پلاتا معلوم ہوتا تھا
اُس نے کہا کوپ بھون میں جا کر رونا دھونا شروع کرو۔ دیر ہونے
سے فائدہ نہیں +

کیکنی منتھرا کے ہاتھ کی کھٹ پٹی ہو رہی تھی۔ وہ منہ بنائے ہوئے اُٹھتی
اور دونوں ہاتھوں سے چھاتی پیٹ کر چلانے لگی کہ
ہمے ملے ڈالا کہیں کی نہ رکھا۔ بھرت کے ہوتے رام کو راج۔ میرے
ہوتے گوشلیا کی یہ عزت۔ اسی منتھرا میں لٹ گئی +
نواس اُجاڑ معلوم ہوتا ہے۔ بھاڑ میں پڑیں۔ چوٹھے میں جاتے پوشاک

گنہا پاتا۔ کپڑے لئے فضول۔ یہاں زندگی ہے بھی سوکار نہیں۔ ابھی ہیر جاتی ہوں نکھیا کھاتی ہوں۔ دیکھوں رام کا راج تک پہنچا ہے یا نام۔ اس طرح روپیٹ کر اُس نے سارے زیورات اُتار اُتار کر زمین پر بکھیر دئے اور بچھاڑ کر گڑھی تو سارے بدن میں بھبھوت سی مل گئی وہ رو کر رو کر ٹپیں بدلتی اور سر پیٹ پیٹ کر اس طرح روتی تھی کہ دیکھنے والے کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔

سرک کیکئی کے پاس راجہ دسترہ کی تشریف آوری۔ جوش محبت۔ منت و سماجت

کیکئی ماہی بے آب کی طرح زمین پر لیٹ رہی تھی۔ زیوروں سے زمین پر سارے چھٹکے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ لمبی لمبی سانسوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ناک میں سے بھری ہوئی تاکے ہوئے شکار پر پھینکا رہا ہے۔ تھوڑی سی دیر تک جھٹکے کے دل میں کہنے لگی کہ کچھ کیوں نہ ہو جائے رام کو راج نہ ملنے دوں گی۔ بلا سے جان پرین جائے مگر راجہ دسترہ کو ناکوں چنے چبوائے بغیر نہ رہوں گی۔ مجال کیا جو کچھ اپنی کر سکیں منتھیا دل میں خوش تھی کہ اب کام بن پڑا۔ دیتاؤں کے سامنے منہ رد گیا۔ اسپر اکا چورا کھکا لگا۔ جس بات کا بیڑا اٹھا کر دنیا میں آئی وہ پوری ہوا چاہتی ہے اب کچھ دیر نہیں راجہ محل میں آئے اور سب معاملہ ٹھیک اور سارا کام جو کس۔ یہاں یہ رنگت تھی وہاں راجہ دسترہ کی عقل نے جواب دیا۔ خواہشات نفسانی کے بھوت نے ایسا بے قابو کر دیا کہ سب کام کاج چھوڑ کے سیدھے کیکئی کے رنواس میں آ پہنچے۔ رنواس کیا تھا ایک طلسمی عجائب خانہ تھا۔ رنگ نیلگوں، ارد گرد باغ و بہار کی دلاور کیفیت۔ مہنوں کی چیل۔ موزنیوں کی دلفریب کلیل۔ کر وینج نامی پرندوں کی خوش کن ادائیں۔ عرفان خوش الحان کی نغمہ سرائیاں۔ نوبت نوازوں کی خوش نواٹیاں۔ لونڈیوں باندیوں کا اڑدھام۔ خواصوں پیش خدمتوں کا ہجوم۔ ہرے بھرے درختوں کی

مگر یہی سنگ رنگ کے پھولوں کی عطر بنی۔ درودیوار پر ہاتھی دانٹ کی صنایعیاں سقف بام پر سونے چاندی کے کام کی خوشنماٹیاں۔ اشجار ہمیشہ بہار۔ ہر رت اور فصل میں پھلتے پھولنے والے نثر خوشگوار جن کے ذائقوں پر فرشتوں کے دل چلنے والے۔ پائیں باغ میں باولی جس کا پانی آب زندگی۔ گہند طلا کار بندہ میں برج آسمانی۔ تصدیرون سے گوشے گوشے کی آرائش۔ آئینوں سے کونے کونے کی زیبائش۔ جس وقت کیکٹی نے سمرنا دیت کو نیچا دکھایا تھا۔ دیوتاؤں کو بچایا تھا۔ اُس وقت اندر نے یہ سب سامان راحت مہیا کئے تھے۔ سارے درخت اپنے باغ کے لگا دئے تھے اور حیرت قدرتی فضا ادھر بہار ولفرا۔ سونا اور سو گندہ کی کماوت ٹھیک تھی۔ دستکاری کی ندرت میں صناعتی قدرت شریک تھی۔ دولت کا یہ حال کہ نہ حساب نہ شمار ہر جگہ زرو جو اس کے انبار۔ ایسے عالیشان روز اس میں کیکٹی کی خوابگاہ۔ رات دن عشرت و مسرت ہی پیش لگاتے تھے اس وقت راجہ دسر تھ گئے تو محل سمنان۔ ہر طرف سناٹا۔ نوبت خاموش روشنی بدلتی جان اڑ گئی کہ معاملہ کیا ہے مہارانی کہاں چل دی۔ ادھر ادھر دیکھ کے پرتالی عورت پوچھا۔ پلنگ کیوں خالی پڑا ہے۔ سیج کس لئے سوئی ہے۔ مہارانی کا کہیں پتہ نہیں۔ پرے والی عورت ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ کائنیتی تھر تھراتی بولی:-

کسی بات پر خفا ہونے کو پ بھون میں چلی گئیں ہیں۔ تب سے لوٹ کے نہیں آئیں۔

راجہ دسر تھ انہیں پیروں گھبرائے ہوئے ٹھکانے پر پہنچے۔ دل حیران کہ بات کیا ہوئی۔ خفگی کا سبب کسی کی خطا کوئی قصور ادھر اس بات کا خلیجان ادھر ہوا۔ نفسانی کے بھوت کا غلبہ۔ تمام جسم رخشے سے کاٹنے لگا۔ عضو عضومیں تھر تھری پڑ گئی۔ راجہ کا بڑھاپا کیکٹی کی جوانی۔ بڑھاپے میں جوان جو رو کی محبت کا کیا ٹھکانا۔ افسانہ آنکھ کی پتلی بنائے رہتا ہے۔ راجہ دسر تھ کا بھی یہی حال تھا۔ رانی کی جوانی پر لوٹ تھے۔ دل ایک ایک ادا پر قربان ہوا جاتا تھا۔ اس وقت ایسی موٹی صورت نظر آئی تو عجیب حال سے۔ بال پریشان چہرہ اُداس۔ لبوں پر آہ سرور۔ زباں وقفہ و فضاں۔ بدن گرد آلود۔ زیور خاک افتادہ۔ راجہ دسر تھ کی جان صورت دیکھتے ہی خشک ہو گئی۔ ہوش و حواس ساتھ چھوڑ گئے۔

کیکشی اپنی دھن کی پکی تھی۔ راجہ گواہ دیکھ کے اور منہ مچھلا لیا بگڑے ہوئے تیوروں سے راجہ کے دل پر وہ چوٹ دھجی جو آنکس کی ضرب سے ہاتھی کو پھین کر دیتی ہے۔ راجہ دوڑ کر پاس آ بیٹھے۔ دست مبارک سے بدن کی خاک پونجھی اور بڑے پیار سے منہ دیکھنے لگے۔ سرزائو پر رکھ کر سینے سے لگا لیا اور پوچھا۔

میرے دل کی مالک کیوں کیوں کون یا ت طبع نازک کو ناگوار ہوئی کس نے کیا کہ سن دید زار مجھے تو بتاؤ مجھے سخت صدمہ ہوا ہے۔ دنیا میں میں تو کسی کو نہیں سمجھتا جو ذرا بھی ظاہری نگاہ کر کے دیکھے۔ اگر کسی نے گستاخی کی ہے تو صاف صاف بتاؤ۔

یہ ابھی تو ہم کرا دوں نصیب دشمنان اگر کوئی آزار ہو تو بیدوں کو بلاؤں بیض پر مٹا پڑنے ہی اٹھ نہ کھڑی ہو تو میرا دم۔ سب وید تمہارے نکلوا اور قادیان ملازم ہیں کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں۔ ذرا سانسو اکسیر کا کام کر جائیگا۔ اگر کسی کی سرکوبی نہ نظر ہو تو جس کا کہو سر آردالوں۔ جس کی مرضی ہو جان بخشی کر دوں کسی کی جاؤاد تعلیق کرنے کی خواہش ہو تو صرف زبان ہلانے کی دیر ہے کسی پر جہر مانی کی نظر ہو تو جاگیر خلعت انعام

سلطنت جو کچھ کو بخش دوں۔ مجھے جب جان سے دریغ نہیں سرتک شاربے تو پھر تمہیں طبیعت ہلاک کرنے کی کیا ضرورت۔ میرے بیٹھے تمہارا یہ حال ہے بس جلد

کو کیا خواہش کیا آرزو کیا تمہارا دعا ہے اسی وقت تمہیں پیرسوں جمادوں پل مار کی بھی دیر نہ ہو میں اپنے ستیہ دھرم کی قسم کھاتا ہوں کہ جو کوئی خوراک نہ لگا اگر فرق پڑے

تو زبان کوٹاؤالوں اپنے کو بے دھرموں کا سرتاج سمجھوں۔ پران پیاری میری مشرق سے مغرب تک سلطنت۔ پڑے بڑے راجے ہمارا جے تمہاری خاک قدم کے برابر ایسی

خوش نصیب اوریوں زمین پر پچھاڑیں کھائے۔ خاک پر لوٹے لے اٹھو جو بات ہو سچ کدو بین تمہاری بات نہ مانو ناکا تو اور کس کی میں تمہارے دل کی موجودہ

فک اس طرح دور کردہ ننگا جس طرح شردیو نو کا چاند رات کے اندھیرے کو + راجہ دسرتھ کی گفتگو سنکر کیکشی کا دل ہرا ہو گیا وہ ایک غلط انداز نظر سے

ان کی طرف دیکھ کر عتاب آمیز ادا کے ساتھ اٹھ بیٹھی۔ راجہ دسرتھ کے دل کی پچھینیوں پر ذرا غور نہ کی اور زخم رسیدہ کھجے پچینی کی طرح ایسی چلنے والی

زبان سے چر کے پرچر کا دینے لگی +

سرگ ۱۱

کیکشی کی ہٹ۔ راجہ دسرتھ کی خوشامد وراثہ

راجہ دسرتھ ہوائے نفسانی سے مغلوب تھے۔ جوش محبت نے طبیعت ہاتھ سے بے ہاتھ کر رکھی تھی۔ کیکشی نے جب دیکھ لیا کہ چڑھ بنی راجہ اپنے قابو سے باہر میرے بچے میں پھنس گئے تو لگی سخت شست باتیں سناتے اس کے الفاظ کا نفس مطالب یہ تھا کہ ہمارا ج کسی کو جھوٹ کیوں لگاؤں۔ مجھے نہ کسی نے کچھ کہا سنا نہ منہ چڑھایا صرف میری ہی آرزو ہے اس کو بس پورا کر دیجئے اور کچھ نہیں چاہتی مگر مردوں کے قول کا اعتبار نہیں۔ ان کی مت ذرا میں پلٹ جاتی ہے۔ منہ سے کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔ اس سے پہلے آپ قسم کھالیں اچھی طرح اطمینان کر دیں شب جو کھنا ہوگا کوئی۔ یوں زبان کے لچھن جھار کر بیوقوف کون بنے۔ اگر خاطر منظور ہے تو کھائے قسم۔

راجہ دسرتھ۔ میں تمہاری ایسی باتیں۔ مجھ پر زبان پلٹنے کا الزام۔ بھلا بتا دو کہ عمر بھر میں کب اپنے قول سے پھر اجودھ سے کہا اسے پتھر کی لیک کر دکھایا۔ قول مردان جان دار دیر عمل کرنے والا میرے برابر کون ہے یہ کہہ کر انہوں نے کیکشی کو سینے سے لگا لیا اور چیمکار کر بولے۔

تم سے بڑھ کر مجھے دنیا میں کوئی پیارا نہیں۔ اگر کوئی ہیں تو راجچندر۔ راجچندر میر جان و جگر ہیں۔ ہر طرح لائق و فائق میرے خسر خاندان۔ دنیا میں ان کے برابر نہ ہو سراسر اسعد تمنہ ہے نہ رضا جوے والدین اگر وہ لخط بھیج بھیجے نظروں سے دور ہوں تو سمجھ لو کہ موت کا پیغام آگیا۔ گواہی شور نے چار آنکھوں کے تاکے دئے ہیں مگر سچ کون راجچندر کے برابر کسی کی محبت نہیں ایسے جان سے عزیز راحت روح کی قسم ہے ساتھ اپنی آتما اور ضمیر خالص کی سوگندہ کہ جو کچھ کہو گی ابھی کرونگا کیا مجال فرق ہو۔ پیاری سیج سچ لہو کیا غرض ہے کیا مراد۔ تم کہنے میں جتنا نیست و فعل کرتی ہو اسی قدر مجھے زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔ جب نہیں ہر بات ہانسنے کے لئے تیار

ہوں تو پھر تمہیں تامل کس بات کا۔ جانتی ہو کہ بزرگان خاندان راستگفتاری پر ہی
 جہان دیتے آئے ہیں۔ سجان جائے بات نہ جائے پر عمل رہا زبان دیکر پھر جیتے جی
 قول سے بٹتے ہی نہ تھے۔ یہیں تمہاری مدعا برآری کے لئے جو قسمیں کھا چکا اُن پر اعتبار
 نہ ہو تو ایشور کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں راجپندرجی اور اپنے تمام جنموں کے ثواب
 تمہاری نذر کرتا ہوں اور کیا چاہتی ہو۔ میکٹی کی خوشی کا اندازہ اس وقت ناممکن تھا۔
 اس کی باچھیں کھل گئیں اور انداز معشوقانہ سے بولی +

اگ چھا قول قسم یاد رکھئیگا۔ ۳۳ کوٹ دیوتا۔ چاند۔ سورج۔ آگ۔ ہوا۔ دن۔ رات
 پر نفوی آکاش۔ چودھویں لوک کے دیوتا۔ ستارے اور تمام مخلوقات شاہد ہیں کہ آپ
 نے قول ہارا ہے۔ قسم کھائی ہے۔ پس سمرنار اچھس کی جنگ۔ اپنی شکست۔ میری
 رفاقت و جان فشانی یاد کیجئے اور ایمان سے یاد فرمائے کہ آپ نے دوبردان دینے
 کا وعدہ کیا تھا یا نہیں۔ اس وقت بھی ایسا وعدہ کے لئے آپ قسم کھا چکے ہیں
 پس اب عہد پیمائی کا وقت ہے وعدہ وفا کیجئے۔ راجپندر چودہ برس بن کی سیر کریں
 بھرت کے جلوس سمیت مانوس سے اور نگ جہان بینی کی رونق ہو جس شان و شوکت
 سے آپ راجپندر کو راج دے رہے ہیں۔ اسی دھوم دھام سے رام کو وطن سے دور
 کیجئے۔ فوراً حکم ہو کہ لباس شانمانہ اتار کر پھینکیں فقیرانہ بھیس کریں۔ مرگ چھالا
 اڑھیں ابھی ابھی بن کی ہوا کھائیں۔ دیر نہ ہو۔ میں جب تک آنکھوں سے جانتے
 نہ دیکھ لوں گا دانہ پانی نہ کرونگی۔ جان دے دوں گی خون ناحق آپ کے سر ہوگا۔ مہاراج
 آپ ملک داراں زمانہ کے سرتاج ہیں۔ بات کے دھنی ہیں۔ قول جان کے ساتھ
 رہتا ہے جھوٹ سے نفرت راستی سے مطاب ہے۔ صادق القول بزرگوں کی اولاد
 کہلاتے ہیں پس جو قول ہارا ہے پورا کیجئے۔ یہ خیال دور رکھئیگا کہ عمر پھر ثواب
 لے رہے ہیں ایک دفعہ ذرا گناہ بھی سہی پھر کفارہ کر لیا جا دے گا یہ خیال بالکل
 ناجائز ہے بڑھاپے میں ذرا سا گناہ بھی ساری عمر کے ثوابوں کو لے
 ڈووتا ہے۔ زندگی میں رو سیاہی مرنے پر نرک سے سابقہ غرضیکہ ایک جہنم
 کیا کئی جنموں تک عذاب سے چھٹکارا نہیں ملتا سٹی سکا رتھ کرنے اور دھرم ماتا
 کہلانے کی شرم ہے تو جھٹ پٹ کہہ دیجئے کہ بات منظور +

۱۲ راجہ دسترہ اور کیٹی کی گفتگو۔ راجہ کی راجندر کو بن باس سے بچانے کے لئے تقریر اپنی کی ہٹ اور اشنائے گفتگو میں قسم قسم کی باتیں

کیٹی نے وہ وہ کھری کھوٹی ایسی ایسی جلی کٹی باتیں سنائیں کہ راجہ دسترہ
دنگ رہ گئے وہ سوچنے لگے اس وقت کیٹی کو ہو کیا گیا ہے۔ ایسی شیریں زبان کی
زبان میں بھوکے دنگ کی تاثیر کہاں سے آگئی اُن کو چپ لگ گئی حواس جا رہے
خیال کرتے تھے کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا کیا میری سماعت ہی میں تو فرق نہیں آگیا
میری ہی عقل تو جاتی نہیں رہی کہ میٹھی میٹھی بھولی بھالی باتوں میں دہر میں کچھ ہوئے فشر
کاکاٹ کھینچے کو تیار رہے۔ اُن کے دل کی پریشانی حد سے گزر گئی۔ دماغ میں ایسا چکر
آیا کہ پٹ سے زمین پر گر پڑے اور عالم غش نے ہاتھ پاؤں کو بے حرکت کر دیا جب ذرا
حواس ٹھکانے ہوئے بدن میں جان آئی تو سنسناتے ہوئے ہاتھوں کے سہارے
اُٹھے اور کیٹی کے چہرے کی طرف چشمِ ترجم کے ملتجی و منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگے اس
وقت اُن کے بدن پر جو سی سی چڑھی تھی سارا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ صورت پر
وہ ہنسیت طاری تھی گویا بکری کو شیر کا سامنا تھا یا مرغ گرفتار صیاد کے پنجے میں گرفتار
منبر میں جکڑے ہوئے سانپ کی جو کیفیت ہوتی ہے وہی حالت اس وقت راجہ دسترہ
کی تھی۔ اُن میں دم نہ تھا۔ بھولی ہوئی سانس سینے میں نہ سماتی تھی۔ کایہ بھلی کی طرح
تڑپ رہا تھا۔ اُنہوں نے شدتِ رنج اور جوشِ غضب میں اپنی زندگی کو دھڑکا دیا اور کوسنا شروع
کیا کیہ کٹی کی صورت زہرِ سحاح ہو گئی دل میں کہتے تھے کہ اے جس کی کٹی کو میں اپنا سناؤ زندگی اور
حشرِ آجیات جانتا تھا وہ تو میری جان ہی کی پیاسی ہو گئی کہیں اس نے کھو ہنسیدوں کو جو میرا کھانا
کا بیڑا تو نہیں اٹھا لیا وہ لاکھ ضبط کرتے تھے مگر دل نہ سنبھلتا تھا آخر دوا نہ دار کہنے لگے کہ
او۔ دشمن جانی۔ مگر دوسے دھڑکائی۔ جامع ظلم و جفا جائے مگر دغا۔ ارے پیارے

راجندر نے تیرا کیا بگاڑا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی کہ کلچے میں زبان کے تیرے تیرے چھو
 رہی ہے۔ نہ ذرا پاس و محرت نہ کچھ لحاظ اُلفت۔ جو راجندر اپنی سگی ماں مہارانی کو شلیا
 زیادہ ادب کر بس۔ تیرے اشارے پر چلیں تیری بات پٹ نہ ہوئے دیں۔ ہائے انہیں کے
 ساتھ ایسی دشمنی انہیں سے یہ عداوت تھجھے اُن کے خلاف مزے سے حرف نکالنے تھی شرم
 آئی۔ ہائے تیری زبان سے وہ الفاظ کیونکر نکلے جن میں چھریاں بھری ہیں۔ ہائے بڑا معاملہ
 ہوا۔ ازماست کہ ہر راست۔ میں نے اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کھڑی ماری مجھے تیرے
 حُسن و لفر پہنے اندھا کیا۔ خاندانی عزت نے دھوکے میں پھنسیا۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ تو فساد
 کی جڑ بیگی میرے لئے موت کا سامنا کر لگی کو شلیا کے کلچے کے ٹکڑے کے لئے دُائیں
 بیگی۔ خاندان کو ناگن بن کے ڈیگی تو قطر نہ اُٹھاتا۔ سائے سے دور بھاگتا۔ منہ نہ لگاتا
 سر پہ نہ چڑھاتا۔ اُف۔ بڑی دغا ہوئی۔ بڑا چکر کھایا۔ اوہس کی گانٹھ زمر کی پڑیا۔ جان
 کے لئے کال زندگی کے لئے وبال۔ راجندر ایسے سرد و عزیز۔ ایسے نیک خیال کہ دنیا
 تعریف کر رہی ہے۔ اہل زمانہ خوبیوں کو سراہتے ہیں اور تو ہے کہ بے سبب بلا وجہ دیکھنے چلی
 جاتی ہے آخر راجندر کی کوئی خطا کوئی قصور۔ راجندر میری جان ہیں میں جسم۔ جسم سے جان
 نکالنے کی کوشش کرنا سوچ تو تجھے کس عذاب میں گرفتار کرائیگا۔ اوہے درو بے رحم۔
 جفا شعار۔ ستمگار۔ رحم کر رحم۔ ادھر راجندر نے تیری بدولت بن کی راہ لی۔ تو سمجھ لے کہ سب
 راج غارت ہو گیا۔ نہ وہ اجودھیا۔ بیگی نہ اُس کی رفیق۔ پر لے کے اتار نظر آ جائیگے۔
 مہارانی کو شلیا آنکھ کے تارے کی جدائی میں جان وے دیگی رانی ستمرا سے بھی صد ہٹ
 فرقت نہ برداشت ہوگا۔ وہ بھی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گی۔ اب رہائیں تو سمجھ لے
 کہ مرث و روح ابھی سے پھر دک رہا ہے۔ ادھر راجندر نگاہوں سے اوٹ ہوئے ادھر
 عنصری خالی ہو گیا۔ بس سمجھ لے کہ تیری خند کیسی تباہ کن ہے۔ رام بن کو جائیگے ہیں
 مرجاؤنگا۔ کو شلیا و شہتر اصد مر بیوگی سے دم بھر نہ جی سکیں گی۔ سب کا خون تیرے سر پہ ہوگا
 اور یہ بھی تو سمجھ کہ جب میں ہی نہ رہا تو تیرا راج پاٹ پھر کہاں جس عورت کا سماں نہیں
 وہ فردے سے بد تو ہے۔ رانی کی گئی! سہری راجندر کو ایک نظر دیکھ بغیر مجھ جین نہیں جاتا
 ادھر وہ نگاہ سے اوجھل ہوئے ادھر آدھی جان رہ گئی۔ سوچ نیست دنیا بود ہو جانے
 سے روئے زمین کی مخلوقات کا وہ حال نہیں ہو سکتا جو راجندر جی کے آنکھوں

سے اوٹ ہونے پر میری جان و جسم کا ہوتا ہے غرور سا پڑا رہتا ہوں۔ سانس اُدبھ
اُدبھ کر قابض نکلتا چاہتی ہے پس اسے سراپا گتار۔ ایشور کے لئے اپنی طرف
دیکھ۔ دل پر ایسی چوٹ پہنچانے والی باتوں سے معاف رکھ میرے لئے ایک ایک
لفظ پیغام ہوتا اور ایک ایک بات تیرا جل کا کام کرتی ہے +

راجہ دوسرے جوش غضب سے جو منہ میں آیا کٹے کو تو کھ گئے۔ مگر پھر سوچے کہ نہیں
یہ زبان درازی کیا معنی لاف و کاف منہ سے نکالنا دانشمندوں کا کام نہیں بڑا بو غصے
کا۔ یہ کجبت حرام ہوتا ہے مجھے فضول اس نے جانے سے باہر کر دیا بے ہڈی کی زبان کو
شرعی چاہئے نہ کہ سختی۔ انہوں نے اپنے مزاج کی گرمی دور کی اور کیکشی کے قدموں پر
سر رکھ دیا۔ سر رکھتے ہی معاً چونک پڑے دھیان آیا کہ کہیں مرد عورتوں کے قدم چھوئے
ہیں۔ شاستر میں اس عجیب و انگسار کی عرافت سے ہاں کام شاستر میں یہ بھی مباح ہے
انہوں نے کیکشی سے گڑا کر کہا۔

رانی! پہلا بردان ہر آنکھوں سے منظور۔ بھرت شوق سے راج لیں مجھے قبول
مگر پیاری دوسرے بردان سے معاف رکھو۔ راجندر کو نس طرح آوارہ دشت اوبار کرو
ذرا اپنے کلیجے پر بھی ہاتھ رکھ کر دیکھو۔ راجندر میرے فرزند اکبر فضائل خاصا میں لیتا
اتفاق۔ دلیعہ سلطنت۔ وارث تاج و تخت۔ ان کو بن کی ہوا کھلاتے سے فائدہ آں
خواہش بے سود سے غرض۔ بھرت اور نگار اسے جہان بینی ہوں اور راجندر جی تمہاری
خدمتگداری کریں تو تمہارا کیا نقصان کیا ہرج ہے فضول و تشدد سے نہ اپنا کچھ جلاؤ
نہ مجھے بے موت مارنے کی فکر کرو۔ پیاری کہیں بھوت پریت کا سایہ تو نہیں ہو گیا۔ کہ
کی ایسی بے سرسیر کی باتیں بگائیں۔ ذرا بھی اشتراک نفس کی عظمت و شوکت کا خیال
و پاس نہیں دید و شاستر سے واقف ہو کر تمہارے ضرور کچھ نہ کچھ خلیاں دماغ کے آثار ہیں
آج یہ اوجھی بکواس کیسی کبھی تمہارا خیال ادھر کی طرف نہ گید تم جتنا پانی پلاتی تھیں
میں اتنا ہی پیتا رہا جو تم نے کہا وہی کیا۔ ہر امر میں تمہاری مرضی مقدم سمجھی۔ پس
اس وقت کس شیطان نے بہکا دیا۔ تم جب بات چلتی راجندر جی کی تعریف میں
گلفشانی کیا کرتی تھیں۔ تمہارا قول تھا کہ وہ کو شلیا کے وہ دھپینے بھر کے گنہگار
ہیں۔ باقی مجھی کہاں سمجھتے ہیں۔ جن راجندر کو تم خود ہی عزیز رکھتی تھیں آج کیا

ہو گیا کہ ان کے لئے بن باس کا حکم ہے۔ رام چندر کی بھولی بھالی صورت دیکھو نازک نازک
مانکھ پاؤں پر نظر ڈالو۔ ان کی رضا جوئیوں اور فرمانبرداریوں پر دھیان دو۔ پھر دیکھو
کیسے تمہارا دل پتھر ہوتا ہے تم فوراً دانتوں کے تلے زبان دب لوگی کہ میں جنوں میں کیا
منہ سے نکل گیا۔ بھرت تمہاری آنکھوں کے تارے وہ بھی رام چندر کو اس نظر سے دیکھتے
ہیں جس طرح سعادتمند بیٹے والد حقیقی کو۔ رنواس میں ایک ہزار راشیاں موجود ہیں رام چندر
سب کو ماں کے برابر سمجھتے رہے کوئی بتا دے کہ بھولے سے بھی کبھی کوئی بے ادبی ظہور میں
آئی جس سے بولے آنکھ نہ پچی کر کے جس سے بات کی فرق ادب جھکا کر۔ رام چندر جیسا
بات کہتے ہیں۔ سب کے بھلے کی۔ کون ہے جو ان کا گردیدہ احسان نہیں۔ بھرت پُر دانا
سے خوش۔ سادھ سنت گیان سے خوش۔ بزرگ اطاعت نگہاری سے ہم لم سب
فرمانبرداری سے۔ اگر بھرت کو تمہارے کہنے سے راج دون اور دہ قبول نہ کریں تو
بتاؤ کھنک کس کو لگیگا۔ تم اپنے منہ کی سیاہی کیسے چھڑاؤ گی اور میرے سر پر ٹھیکہ
پھونٹنے کو کون روک سکیگا۔ پیار سی کیٹی ایسے دھڑاتا بیٹے کے لئے تم بن باس
تجویر کرتی ہو۔ تمہیں ذرا بھی ترس نہیں۔ میرا بچل چلا ڈھ ہے موت کے دن قریب ہے
میں جس وقت سانس نکل جائے جان لو کہ پھر کچھ بھی نہیں۔ افسوس کہ میرے بڑھاپے
پر بھی تم کو ترس نہیں آتا۔ مجھ دنوں کی باقی ماندہ زندگی کے مفت پیچھے پڑی ہو شاستر
کتا ہے کہ بچے اور بوڑھے دو برابر ہوتے ہیں۔ ان کا دل دیکھنا انسانیت کے خلاف
ہے تمہیں شاستر کے قول کا بھی پاس نہیں۔ میں قابل رحم ہوں۔ مجھ پر نظر عنایت
کرد۔ دنیا کی تمام نعمتیں لے لو۔ سمندر کے کل جواہرات تمہاری ہنڈ ہیں۔ پھر مٹ فٹنول
منہ بیٹا۔ میری جان بخشی کرد۔ جان کے پیچھے نہ پڑو۔ جیو، ان اپنے جان بخشی سے
بڑھ کر کوئی ثواب نہیں۔ اس پر میں قدم چھوٹا ہوں۔ ایشور کے لئے میرے
بڑھاپے میں داغ نہ لگاؤ۔

راجہ دسر تھ نے اسی طرح بہت کچھ منت سماجت خوشامدور آمد کی خوب روئے
لاکھ سر دھننا۔ مگر کیٹی کا دل کالی کالی ہو رہا تھا۔ اس پر دوسرا رنگ نہ چرھنا تھا نہ
چرھنا۔ اس نے زبان کھولی تو کچھو کے ڈنگ کا ساز ہر بدن میں جھٹکا دیا۔ اس
نے جھڑک کر کہا کہ عورتوں کے سے بھٹ پُن کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ ایسے فیئے

میں نے بہت سے دیکھے ہیں جس کو زبان کا پاس نہیں وہ بھی کوئی آدمی ہے۔ جس وقت دنیا جہان میں شہرت ہوگی کہ راجہ دہر تھ قول سے پھر گئے اس وقت کیونکر منہ دکھایا جائیگا۔ کیا اس وقت کلنک سے بچ رہو گے۔ ابھی ابھی حلف کے رو سے سوگند دے کھا کھا کر کد چکے ہو کہ جو کوئی وہی کرونگا۔ اور ابھی ابھی قول سے پھر گئے۔ واہ خوب دھرم ہے اور خوب صادق القولی۔ راست بیانی۔ وعدہ وفائی۔ غمہ پیمائی۔ بھلا بتاؤ کہ تمہارے یزگوں۔ نے بھی کبھی اس طرح عہد شکنی۔ دھمدہ خلائی۔ اور ذروغ بیانی کی ہے۔ راجہ شوی آپ ہی کے پرکھوں میں تھے کچھ معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے قول کو کیونکر نباہا۔ کان کھول کر سنئے وہ کیسے بات کہے دھننی تھے +

راجہ شوی نے وہ یگیہ کیا کہ اندر کے چھکے چھوٹ گئے۔ روح کا نپ گئی کہ اب اندر آسن چھنا۔ درڑھنا اور پر تنگی کی آزمائش کو اندر نے باز۔ اگنی نے کبوتر کا بہر دپ بھرا۔ راجہ شوی کو کسوٹی پر کسنا منظور تھا۔ کبوتر آگے آگے اڑا باز تیچھے جھپٹا۔ کبوتر کا پتیا تھڑا تا راجہ شوی کے پاس جا پہنچا تو کبوتر غائب۔ پوچھا شکار کیا ہوا۔ کبوتر نے دہائی دی کہ ہمارا راج جان بچائے آپ کی پناہ میں آیا ہوں۔ راجہ شوی نے باز کو دپٹا کہ بھاگ جا۔ شکار دکار یہاں کوئی نہیں۔ باز بولا

واہ ہمارا راج واہ! آپ ایسے رعیت پرور ہو کر یوں دوسروں کی خوراک چھینیں تو بس ہو چکا۔ دھرم کی خیر و عافیت معلوم۔ شاستر کا تو یہ قول کہ جو پرانی خوراک چھینے وہ برہمن ہتیا کا گنہگار اور آپ ہیں کہ یگیہ کرتے وقت بھی ذرا دھرم کا خیال نہیں کرتے +

راجہ شوی۔ تمہارا کنہا درست مگر پناہ گیر کو پناہ دینا سب سے زیادہ ثواب کا کام ہے۔ اس لئے تم شکار سے ہاتھ دھوؤ +

باز۔ اور میں پیٹ میں نوادوں اس کا عذاب کس کے سر؟ راجہ شوی۔ اگر پیٹ کی دوزخ کے لئے فکر ہے تو میں حاضر ہوں کبوتر کے برابر گوشت قول نو +

باز۔ آپ کی یہی مرضی ہے تو خیر بیٹ کی آگ آپ ہی بھجوادیتے۔

راجہ شوی نے تڑو منگایا اور ایک پٹہ میں کبوتر کو بٹھا کر دوسرے چیلے میں اینا گونست کاٹ لڑھکا دیا۔ مگر وزن کم تھا۔ اور کبوتر کا پلہ بھاری۔ راجہ نے کئی بار گوشت کا کاٹ کر پٹے میں رکھا مگر کبوتر کے ہم وزن نہ ہوا۔ جب گوشت باقی نہ رہا اور صرف پڑیاں ہی رہ گئیں تو راجہ اندر کے ہوش اڑ گئے۔ راجہ شوی کی پابندی قول نے چھٹے چھڑا دئے۔ قدم نہ ٹھیر سکا بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور شوی کا جش سات نہایت میں پھیل گیا۔ اے ہمارا راجہ دسرتھ جس کے بزرگ ایسے ایسے قول کے پابند اس کی یہ کیفیت کہ قول کچھ عمل کچھ۔ راجہ شوی پر ہی موقوف نہیں راجہ الراک بھی تھا۔ اے ہی بزرگ نے ان کا نام دنیا کے دھرم ناموں میں مشہور زمانہ ہے۔
ان کا پر ن تھا کہ جو کوئی جس چیز کا طالب ہوئے تکاف دے دیں عذر نہ کریں۔ راجہ اندر نے ان کی بھی آزمائش کی۔ برہمن کے بھیس میں حاضر ہوئے اور ایک آنکھ کی درخواست کی۔ راجہ نے یہ سوال سنتے ہی نہ حیلہ کیا نہ عذر فوراً آنکھ نکال کر سامنے ڈال دی۔

اے راجہ دسرتھ۔ کیا تم ایسے ہی بزرگوں کی اولاد ہو مجھے تو اس وقت شرم آتی ہے کہ ست بادی بزرگوں کا ذکر تمہارے سامنے کر رہی ہوں۔ مائے کہاں راجہ سگر جن کے ساٹھ ہزار بیٹوں نے زمین کھد کر سمندر بہا دئے۔ راجہ بھاگیرتھ گنگا جی کو آکاش سے اتار لائے کہاں تم ہو کہ وراسی بات نہیں کی جاتی۔ کیا دھرم اسی کا نام ہے۔ کیا بات کھدنے سے دھرم رہتا ہے۔ خود کہتے ہو کہ چار دن کی چاندنی ہو گئی۔ اب چیل چلاؤ کے دن میں۔ پھر بھی دھرم سے ایسی پہلو تھی۔

شاستر کہتا ہے کہ بچپن اور جوانی کے ادھرم بڑھاپے کے دھرم سے دور ہوجاتے ہیں۔ تم اٹھ بڑھاپے ہی میں پاپ لادتے ہو۔ اپنے اقرار پر لاکھتے بغیر رہوں۔ ایں خیال است و محال است جنوں۔ اگر تم نے اس وقت قول نہ سنا۔ تو پھر کی کئی کو نہ دیکھو گے میں نے جان دی اور خون ناحق تمہارے سر نہا میں کوشلیا سے دب کر رہوں۔ جیتے جی ممکن نہیں اگر رام کو بن باس نہ ہوا بھرت

کو گدی نہ ملی تو جس طرح بیگیا جان دے دوں گی۔ اس میں چاہے بگڑے یا نہ۔ یہ باتیں دو ٹوک ہیں۔ مجھے لگی پٹی نہیں آتی۔ لتو پتو سے کلی نفرت ہے کیکنی کی جا خراش باتیں راجہ دہر تھ کے دل میں بستر چبھوتی تھیں۔ وہ کہتے تھے کہ نہ جانے آج کیا پٹی کو کیا ہو گیا۔ انہوں نے لاکھ سمجھایا مگر کیکنی کے کان پر جوں تک نہ رہی ان کو راجندر جی کے جوش محبت نے ایسا خود رفت کیا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ معذم ہوتا تھا کہ کالا ناگ منتر کی تاثیر سے بے حس و حرکت ہو گیا ہے جیب پھر ذرا جو اس بھوکا تے ہوئے سیافس درست ہوئی بولے کہ

اے شوہر کوڑھنے والی ناگن۔ بچوں کا کلیجہ کھانے والی واٹن تجھ کو کیا سوچھی کس نے تجھ کو انسان سے حیوان بنادیا۔ عورت کا فرض ہے کہ شوہر کی اطاعت گزار رہے۔ خاوند کی رضا کو مقدم سمجھے۔ کبھی کسی بات سے انحراف نہ کرے۔ بیٹے کو کلیجے کا ٹکڑا سمجھے۔ اُس کے دکھ کو اپنی آتما کا دکھ سمجھے۔ تجھ نہ جانے کیا ہو گیا کہ میری زندگی کی گاہک ہو رہی ہے اور راجندر کا کیا ذکر بھرت کے ساتھ دشمنی پر آمادہ ہے۔

تجھ کو خیال ہو گا کہ بھرت تخت و تاج سے خوش ہو گئے مگر غلطی ہے وہ بڑے عقلمند اور دھرم کے اصولوں سے واقف ہیں۔ بڑے بھائی کے ہوتے راج کی طرف نظر بھی اٹھائیں تو میں گنہگار۔ پیاری سمجھ کسی نے ہاتھی مار کر شیر کے سامنے ڈال دیا شیر کو اُس کے کھانے کی رغبت نہیں۔ پھر نتیجہ پھیتاؤ کے سوا اور کیا ہے۔ اسی طرح کہے دیتا ہوں کہ رام چندر کو بن باس اور بھرت کو راج دینا آٹھا آٹھا آنسو لائیکائیں نے رام کا راج اپنی رائے سے تجویز نہیں کیا پشت پشت گرو اور تمام وزیروں کی رائے یہی ہوئی۔ اب میں عام رائے کے خلاف تنکا بھی بلاؤ تو پھر میری بجھ میں شک نہیں۔ سب لوگ تالیاں بجا بیٹھے کہ واہ دہر تھ ۵۶ عورت کے کہنے پر آگئے۔ جو اُس نے بیٹی پڑھائی وہی جرنیہا کا اکثر سمجھ لیا۔ تمام خلقت راجندر کے راج تداک کے لئے دعا میں مانگ رہی ہے میں رنگ میں بھنگت کروں تو اُس کا نیچہ کیا ہو گا۔ جب فوج بیدل ہوئی تو میدان جنگ میں راجہ کا کیا بس۔ تمہاری بدولت نہیں دیکھتا ہوں میری وہی حالت ہو جائیگی جو دل شکستہ

فرج کے سپہمدار کی ہوجاتی ہے۔ دور دور کے راجہ راجندر کی تاجپوشی کے جشن کی ہوس میں تھے ہوئے ہیں اُن کو میں کیونکر منہ دکھاؤں گا۔ کس طرح آنکھیں سامنے ہونگی۔ سب تھک کینے کو دوسرے دن ہمارا راجہ انکشاہک کے خاندان میں جنم لے کر سوچ بنس کو داغ لگایا سہرا ایک یہی کیسے گا کہ واہ رے زن مرید۔ ذرا سی خواہش نفسانی اور رانی کے بہت سے راجندر ایسے سراپہ فخر کو گھر سے نکال دیا مے تو کوشلیا سے بیر رکھتی ہے۔ یہ وہی پتی برتا ہے جس نے تیرے عروج کا کبھی حسد نہ کیا اس کے دھرم بھاؤ کی تعریف کئے بغیر زبان نہیں مانتی اُس نے میری بے اعتنائیوں اور تیری ناز برداریوں کی بے تکلف اور محبتانہ حالت میں کبھی اُف نہ کی۔ اور اس طرح رفیق خاص بنی رہی جس طرح خاوند کے ساتھ بیتی برتا عورت سالک کے ساتھ خادم۔ بھائی کے ساتھ بہن۔ بیٹے کے ساتھ ماں۔ شاستر کار استری کا دھرم یہی لکھتے ہیں کہ خاوند کی خدمتگاری لوندھی کی طرح اپنا فرض منصبی سمجھتی رہے۔ جس وقت صحبت راز و ناز ہو۔ اُس وقت بازاری کسبیوں کو طاق پر بٹھلا دے۔ صلاح مشورے کے وقت بہن کی طرح رائے زنی کرے۔ اور کھلانے پلانے کا موقع ہو تو اس طرح کھلائے پلائے جس طرح ماں اپنے بیٹے کو۔ جس میں گھما کے برے اور ماما کے پرے کا قول درست ہو کوشلیا جی میں پتی برت کے یہی اوصاف موجود ہیں۔ انہیں اوصاف کی برکت تھی۔ جس کی بدولت سری راجندر راجی سے اُس کی آغوش مادر می کو زینت حاصل ہوئی۔ مے میں نے تجھ کو دل دے کر دہی رک اٹھائی۔ جیسے مدوں کا بیمار پر پرہیزی سے۔ بیمار کو لاکھ اچھی دوائی دی جائے۔ مگر پرہیز نہ کرے تو موت میں شک نہیں حالانکہ قول ہے کہ ہزار دوائیں ایک طرف اور پرہیز ایک طرف۔ میری حالت کبھی پرہیز بیمار کی ہی ہو رہی ہے نہ اتنی محبت کر کے سر چڑھاتا نہ یہ دن دیکھتا۔ میں نے سمجھ لیا کہ میری موت آگئی اور بے جان لے نہ رہیگی +

اسے میر جم کیسے ہی ذرا عقل کی آنکھیں کھول۔ راجندر کے بن باس سے کوشلیا اور جانی دو نو جان دے دیں گی۔ مجھ بھی اپنا چلا کبھی رکھ ہی نہیں سکتے۔ اس سے شہزادہ شہر بن کا خاتمہ سمجھ۔ میری موت اول تو راجندر کی مفارقت کی بدولت

لکھی بدی ہے۔ اگر زندگی زیادہ سچیا ہوگی تو بھی ان سب کی جدائی کا غم نہ اٹھائے
 دیگی۔ اب رہ گئے بھرت وہ میں جانتا ہوں۔ کہ کبھی ایسی زندگی گوارا نہ کریں گے۔
 پھر بتا کہ تجھے راج سے کیا فائدہ ہوگا۔ آہ آج تک میں تیری بھولی بھولی مٹھی مٹھی
 باتوں کے جادو میں جکڑا رہا۔ شرابی کو جیسے شراب کی دھن سوار رہتی ہے اسی
 طرح نشہ اُلفت نے مجھے مخمور رکھا۔ آج بھید کھلا کہ تو آرام جان نہیں سونان
 روح ہے۔ دل میں تو یہی آتا ہے کہ ابھی تلوار ہاتھ میں لے کر تیرا فیصلہ کر دوں۔
 کہ نہ ناک رہے نہ لکھی مٹھی جس کم جہاں پاک۔ لیکن دھرم کا پاس ہے۔ دھرم
 چھوڑنا جیتے جی منظور نہیں۔ اسی لئے تلوار میان سے نہیں نکلتی۔ مجھے بھی
 صرف اپنی جان پر کھیلنا منظور ہے۔ اسی لئے تیری کرطوی باتوں کو شربت کے
 گھونٹ کی طرح پی رہا ہوں۔ ہائے میں نے بچھے جنموں میں نہ معلوم کیا پاپ
 کئے تھے جن کا عوض لینے کو تو میرے گلے پڑی۔ میں تیری شکل و صورت پر
 ایسا فریفتہ ہو گیا۔ میں نے تیرے ساتھ سلوک کیا کیا۔ گویا اُس سانپ کو
 دودھ پلایا جو موقع پا کر چپ سے کاٹ کھائے۔ اور دودھ پلانے والا جان
 سے جائے۔

میری کبختی تھی کہ میں نے تجھ کو ذل دیا۔ تیرے دام میں اسیر ہوا۔ اب
 میری موت میں شک نہیں۔ وید شاستر کا لب لباب یہ ہے کہ حیلہ روزی بہانہ
 موت آدمی جس وقت پیدا ہوتا ہے۔ موت بھی اُس کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے
 مگر اُس کے لئے کوئی حیلہ چاہئے۔ بغیر کسی بہانے کے موت نہیں آتی میں سمجھتا
 تھا کہ تو میرے لئے سر بایہ زندگی ہے۔ تیرا شربت دیدار آب حیات سے کم
 نہیں مگر تو زہر نکلی۔ معلوم ہوا کہ میری موت تیرے ہاتھ ہے۔

ہائے کیا تو وہی کیکنی ہے جس کو دیکھ کر میں جیا کرتا تھا۔ آہ! کیا تو وہی رانی
 ہے جس کی زندگی کو میں اپنی زندگی سمجھتا تھا۔ افسوس تو نے بڑی دغاوی اور ناگن
 کی طرح دودھ پلانے پر بھی کاٹ کھایا۔ میں بھرت کو راج دینے سے انکار کروں
 تو گنہگار۔ چاہے وہ قبول کریں یا نہ کریں۔ اس کی تم ذمہ دار۔ مگر یہی سوچ تو کہ
 رام کو بن باس دینے سے کیا حاصل مجھے کسی بات سے انکار نہیں۔ جب قول ہوا

جھکاتو اُس کا تباہ جان کے ساتھ۔ مگر ران پیاری تمہاری خند سے سوچو تو کیا کیا
 ردِ سیاحیاں ہیں۔ تم الگ بدنام ہو گئی کہ راجندر ایسے لائق بیٹے کو ستیا داہ کے
 مارے گھر سے نکال باہر کیا۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ ہوں گا۔ سب
 کتھو کیٹے کہ وہ رے اُلفت پوری۔ جو رو کے کہنے سے نگین تاج سلطنت کو
 خارج الوطن کیا۔ تم تو جانتی ہو کہ شاستریں اُس شخص کے لئے نہ لکھا ہوا
 جس کی دنیا میں نیک باہمی نہیں۔ ہر شخص جو کرتا ہے۔ بے تم کیسی سنگدل
 ہو گئیں۔ نہ میری جان کی پرواہ نہ کوشدیا کی زندگی کا خیال بچھن وغیرہ کا کیا ذکر
 جب تم بھرت جی کی بھی جان کی گاہک ہو گئیں تو بس حد ہو چکی۔ میرے حقوق بہت
 ہیں۔ عورت کا فرض ہے کہ خاوند کی نظر میں رہے۔ اُتارے میں چلے مگر تم ہٹ
 کر رہی ہو۔ منہ پراڑی ہو۔ میرا کسی طرح منہ نہیں بڑتا کہ راجندر سے بن باس کے لئے
 کہوں۔ جہاں میری زبان سے یہ بات نکلی سمجھ لو کہ دھرم نشٹ ہو گیا جس کی گتھ
 کی فکر میں میں نے جوانی کو ادھی بڑھایا بلا یا وہ تمہاری بدولت ہاتھ سے گیا۔
 تمہیں فخر کرنا چاہئے کہ میں کس خاندان کی بیٹی اور کیسے معزز اکشواک نہس میں
 بیابا ہو گئی۔ اس شکر گرداری کے عوض اُٹار غم۔ اُٹا تحکم۔ وہ بھی میرے ہی ساتھ ہیں
 کبھی کوئی بات نہ دیکھی۔ سب رانیوں کا سرتاج بنایا۔ ہر دم مرضی پر چلتا رہا۔
 راجندر سرتھ اسی طرح بہت باب گئے مگر ہر ایک بات کی گتھ کے واسطے گرم تھے
 کی بوند ہو گئی۔ اُس نے اپنے دل کو چکنا چکنا بنا لیا۔ پھر اڑ ہو گیا خاک وہ اسی
 طرح کیجے کہ پڑے ہوئے کی گتھ کو سمجھا ہے وہ ہے لیکن نتیجہ کے نام وہی صفر جب ان
 کو اس کی ہٹ سے اپنی مایوسیوں اور محرومیوں کا یقین ہو گیا تو زمین پر سر
 دے مارا اور زار زار رو کر کہنے لگے کہ

کی گتھ! آج تیرا دل لیسپا پتھر کا ہو گیا۔ تیری مروت و محبت کیا ہو گئی۔ جن
 راجندر کے لئے سب آنکھیں پگھالتے ہیں۔ پلکیں خروش رہتی ہیں۔ جن کے لئے
 ہر وقت ایک شایک سواری مہیا رہتی ہے۔ جن کو تو بھی کبھی گود سے زمین پر نہ
 اتارتی تھی اُن کے واسطے بن باس کی تجویز کرتے ودا شرم نہیں آتی۔ کہاں وہ
 نازک نادک، پاؤں خروش گل کے لائق۔ کہاں جگل پر خار۔ ایک دن تھا کہ تو بھی خود اُن

کو تھیں بھوک کھانا نے بغیر لقمہ نہ توڑتی کھتی آج تو ہی کتنی ہے کہ وہ جنگوں کے
کھٹے کوہ سے کھٹے سر پہ پھل کھا کر زندگی بسر کریں۔ جن راجندر کی دن بھر میں
گھنٹہ گھنٹہ بھر بعد پوشاک بٹائی ہوئی دیکھ کر تیرا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوتا تھا۔ پلے اب
انہیں کے واسطے تیری مرضی ہے کہ جو گیا بستر نہیں۔ آف اودہ عورتوں کو مطلق
رجم نہیں آتا۔ ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں میں
بھولا سب عورتیں ایک طرح کی نہیں ہیں۔

نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد

خدا بیخ انگشت یکساں نہ کر دے

اے کینٹی اتنے سن میں میں نے آج سمجھا کہ عورت کتنی بے عروت ہوتی
ہے۔ آج سے عورتوں کی نمائشی الفت کا مجھے اعتبار نہیں میں سمجھ گیا کہ خود غرضی
میں تجھ ایسی عورتیں فرد ہیں کسی کی جان بھی چلی جائے تو ان کو اپنے مطلب
سے مطلب ہے واقعی تجربہ کاروں نے سچ کہا ہے۔

تیرا چرتر نہ جانے کوئی خصم مار کے سستی ہوئی

راجہ دسرتھ نے کینٹی کو ہٹ پر دیکھ کر پھر منہ پیٹ لیا اور ایسے بدحواس ہوئے
کہ عالم غشی مات ہو گیا۔ ذرا دیر کی غفلت کے بعد ان نے پھر اوسان ٹھیک ہوئے
اور وہی راگ بالا چھیر دی۔ بہت کچھ لکھ سمجھایا کہ میں تیری بات ماننے سے گریز
نہیں کرتا۔ مگر پیاری خیال تو کرو۔ ذرا سوچ تو کر کہ اس کا اہل دنیا پر کیا اثر پڑ گیا
نظیر قائم ہوگی یا مری تمام دنیا کے باپ بیٹوں میں تفرقہ پڑ جائیگا۔ عورتیں خاوندوں
سرخس ہو جائیں گی۔ جب کوئی ٹوٹ گیا تو تیری مثال رفع محبت کے لئے منطق کا کام
دیگی۔ میں نہیں سمجھا کہ بھرت کو راج دلائے ہے سے کیا فائدہ ہے میں تو جانتا
ہوں کہ عامہ خلائی کیا خود بھرت تیرے سر پہ گئے۔ میں بڑھا ہو گیا ہوں لیکن جب
راجندر سامنے آئے جوانی دور کر گئے ہے لیٹ گئی۔ ایسے راحت جان کو تو کبھی سے
جد آرائی ہے۔ تو پھر میری زندگی کہاں۔ سورج کے بغیر مخلوقات عالم زندہ رہ سکیں
ممکن ہے۔ مگر میں راجندر کو آنکھوں سے جدا کر کے جان رکھ سکوں محال
بالکل محال۔ ناممکن۔ بالکل غیر ممکن۔ مجھے حیرت ہے کہ جس منہ سے ایسی

تاشا نشہ باتیں رنگیں اس کی زبان اب تک کیوں نہ جل گئی۔ اس کے دانت
نیوں نہ کر پڑے۔ میں جانتا ہوں کہ تو دل سے یہ باتیں نہیں کہتی فقط میرے
جلانے کو سا۔ ابھٹ پن کیا ہے۔ کیونکہ مجھے یقین ہی نہیں آتا کہ تو راہچندر
ایسے بیٹے کے خلاف ہے *
یہ کمکر راجہ درتھہ کیکیٹی کے قدموں پر گرنے لگے۔ رانی کیکیٹی پلنگ پر
کمان میں تیل ڈالے پڑی تھی۔ اُس نے پاؤں دوسری طرف ہٹائے۔ جس
سے ظاہر تھا کہ پتھر میں جو تک نہیں لگی *

سک راجہ درتھہ کی کیکیٹی کو مٹانے کی کوششیں کیکیٹی کی ضد۔ اول الذکر کی مایوسیاں

راجہ درتھہ کے ہوش خطا ہو رہے تھے۔ زباں بکتے بکتے ٹھک گئی۔ منہ
میں پسینہ آنے لگا۔ مگر کیکیٹی اپنی ہٹ پر اڑی رہی یا تو بھٹ پن کٹے ہوئے
لیٹی تھی یا تمک کر اٹھ بیٹھی اور یوں زخم پر تمک مریج چھڑکنے لگی *
بس بیٹھے۔ چوچلے نہ بگڑے۔ بڑے دھرماتما اور ست بادی بن کے چلے
ہیں۔ میں رینگے سیاروں کو خوب پہچانتی ہوں۔ میں بھترے میں آنے والی نہیں
باتوں کے سبز باغ اور کسی کو دکھانے میں جھوٹوں کو گھڑ تک پہچانے والی ہوں
جینک آپ خود قبولوانہ لوٹائی کہ ست بادی نہیں جھوٹا ہوں تب تک پنڈ نہ چھوڑو مگر
خترے تلے بگھارنے سے کچھ مطلب نہ نکلیگا۔ کہ کیوں نہیں دیتے کہ قول نہیں مارا
تھیا زبان نہیں دی تھی۔ وعدہ نہیں کیا تھا جو کچھ کہا تھا سب جھوٹ تھا تمام باتیں
بے سر پر کی تھیں۔ بس فیصلہ ہے نہ پرایا سر کھانے مغز چاٹنے دماغ کا کپڑا اسٹھنے
کی ضرورت نہ زبان کو پیل کے پتے کی طرح لب لب کرنے کی حاجت میں مرنے
اور جان دینے کی دھمکی سے ڈرنے والی نہیں جس کی موت جس طرح بدی ہوگی

ایک ہی۔ دوسروں پر کیا الزام۔ مگر میں نے جان لیا کہ آپ کو بکینٹھ سے پر ہے تیرے ہی
تو نرک کی تیاریاں کرنے لگے۔ جو خود جان بوجھ کر کنوئیں میں گرنا چاہے۔ دیدہ
ودانستہ آگ میں پھانڈے اُس کو کون روک سکتا ہے خود کشی کرنے والا اپنے قتل
کا خود مختار ہے۔ دوسرے لوگ کما شک دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔
راجہ دسر قح۔ ہاے کیوں مرے کو مارتی ہے۔ زخم یز زخم دکھانے سے تجھ کو کیا ملتا
ہے۔ جب میں مر جاؤں گا رام بن کو چلے جائیگے تو تیرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جائیگی۔
میں تو اسی وقت پتھر سے کاٹے پتھر اُڑا دوں گا مگر پھر بھی تیرا ہی خیال ہے کہ لوگ پر لوگ
میں تیری تھکائی اور رویا ہی ہو۔ بالفرض میں نے جان دیدی تو دیوتاؤں کو
کیا منہ دکھاؤں گا۔ وہ پوچھیں گے کہ کیونکر آئے۔ میں کہوں گا کہ راجہ پندر کی جدائی کے غم
سے جان کھو کر۔ سوال ہو گا کہ راجہ پندر کی جدائی کیسی۔ میں جواب دوں گا کہ بن کو چلے گئے
وہ دریافت کریں گے کہ جس کے لئے بڑھاپے میں بگینہ کیا جس کے لئے عمر بھر بڑھتے
رہے اُس کو کیوں آنکھوں سے جدا ہونے دیا تب بتا کہ میں کیا کہوں گا۔ میں ہی
کہہ دینا پڑیگا کہ زانی کییکٹی نے ہٹ کی اور میں بے بس ہو گیا اُس وقت کیا وہ یہ
نہ کییکٹے کہ وہ زن مرید داہ رہے جو روکے غلام۔ ہوائے نفسانی سے اتنا زہا
بن کہ آنکھ کی پتلی بھی آنکھ سے نکال باہر کر دی۔ اس کو بھی جانے دے دُنیا کا
کیسا خون سفید ہو جائیگا۔ ماں باپ بیٹوں کو گھر سے نکالنے لگینگے لڑکے سمجھینگے
کہ مائیں کییکٹی سی ہوتی ہیں۔ باپ دسر قح کی طرح۔ لائق سے لائق اولاد کی بھی محبت
ان کو نہیں۔ سمجھ لے کماوت۔ جتھا راجہ تھپا پر جا۔ خریرے کو دیکھ کر خریرہ رنگ
پکڑتا ہے۔ بس میری تیری کارروائیاں سب کے لئے زیر مشق کا کام دینگی۔ اور دنیا سے
محبت پوری اور جوش نازی کا نام مٹ جائیگا۔ راجہ دسر قح کبھی منت سماجت کرتے تھے
کبھی اظہارِ غم کبھی غصہ مگر کییکٹی کا قلب نہ پھرتا تھا آخر کار پوچھنے لگے۔
پیارے تمہیں میری جان کی قسم سچ سچ کہو کہ آخر راجہ پندر کے بن باس سے
تمہارا کیا منشا ہے اگر دل کی صاف صاف بات معلوم ہو جائے تو میں کسی بات
سے باہر نہیں کییکٹی اس وقت چپ لگا گئی ایک حرف زبان سے نہ نکلا باتوں
ہی باتوں میں ساری بات گزر گئی۔ چراغ جھلکا سنے لگے صبح کا دُک کی سفیدی

مرد اور چالیس دیوتا گھبرا اٹھے کہ رانی کیکیٹی کی ہٹ رہی جاتی ہے راجہ دوسرے تھا ایسا
 وعدہ کئے لئے بغلیں جھانک رہے ہیں۔ ہم لوگوں کی بندھی ہوئی اُسید لڑتی جاتی ہیں
 ۔ ب کے سب دعا میں مانگنے لگے کہ بھگوان کریا کرو۔ ابھی سویرا نہ ہو سورج کی
 منتیں ہوتی تھیں کہ ذرا دم لیں ابھی اپنے نور سے رات کی باقی ماندہ تاریکی دور نہ کریں
 کو سب بھون ہیں کیکیٹی بھری بیٹھی ہوئی۔ آنکھیں میر ہوئی کی طرح لال۔ چہرہ انگارے
 کی طرح سرخ بھوین چڑھی ہوئی کمان۔ نظر زہر میں بکھا ہوا تیر۔ چہون بچھو کا سا
 ڈنگ۔ راجہ دوسرے کی صورت اتر گئی تھی۔ منہ پر ہڈیاں چھوٹ رہی تھیں۔ خون
 بالکل خشک ہو رہا تھا۔ بدن میں جیسے جان نہ تھی۔ اپنے دیوی دیوتا مناتے تھے
 کہ سویرا نہ ہورات ہزار برس کی ہو جائے تو اچھا۔ کیکیٹی سامنے ہے صبح کو اس کا منہ
 دیکھو نکا تو خیریت نہیں۔ دل ہی دل میں بُرا بھلا کہتے جاتے تھے۔ مگر پھر سوچتے
 تھے کہ شاید نرمی ہی سے کام نکل جائے۔ اس لئے قدموں پر سر جھکا کر اٹھ جوڑے
 ہوئے بولے کہ

ہمارا رانی کیکیٹی میں تمہیں دیوی سمجھتا ہوں میرے حالی زار پر رحم کرو میں
 اور جو کچھ سینے کے لائق نہیں ہوں۔ تم اب جان بخشو میں تمہاری پناہ میں
 ہوں۔ سو فرم شاستر میں تم نے دیکھا ہو گا کہ راجہ پر دیوتا۔ برہما۔ بشن۔ ہمیش
 سورج چند ماں سب مہربانی فرماتے ہیں۔ جب یہ ہے تب تمہیں بھی نظر نہ
 کرنا لازم ہے۔ میں اب زیادہ جینے والا نہیں۔ زندگی کے دن ختم ہو رہے ہیں۔
 جس طرح دشمن بھی بچے کو پیار کرتا اور ترس کھاتا ہے۔ اُسی طرح بوڑھے پر
 بھی سب رحم کرتے ہیں۔ تم کو بھی مناسب ہے کہ میرے بڑھاپے پر ترس کھاؤ
 میں بڑھا ہوں بڑھاپے میں عقل نہیں رہتی۔ آدمی سٹھیا جاتا ہے۔ اس لئے
 میں نے جو کچھ الفاظ ناشائستہ کہے ہوں ان کو نظر انداز کرو۔ جب کسی پر
 مصیبت پڑتی ہے تو حواس رخصت ہو جاتے ہیں۔ ادا سان گھسکا نے نہیں
 رہتے۔ دیوانوں کی طرح واپس بات خرافات کہنے لگتا ہے۔ زبان قابو میں نہیں
 رہتی۔ اس وقت میرا ہی حال ہو رہا ہے۔ میں سڑی سا ہو رہا ہوں۔ اس
 لئے۔ کہا سنا معاف۔ تم ہمیشہ مجھ پر جان دیتی رہیں۔ خاطر داشت

میں کبھی ذرا بھی خرقہ نہ کیا آج ناحق دل لگی سے چڑا رہی ہو۔ میرا چہرہ مرجھایا ہوا ہے۔ دیکھ کر بھی تم ترس نہیں لکھاتیں۔ سنو میں نے کیسی معقول تجویز سوچی ہے۔ جس سے ہانپ مرے اور اناٹھی نہ ٹوٹے کی کبادت درست ہو جائیگی اور پھر لطف یہ کہ دونوں بیچھے۔ تمہارا بیات بھی رہ جائے گی اور کہنا بھی ہو جائیگا اور جان بھی بچ جائیگی۔ میں ابھی بھرت جی کو راج پاٹ دے دیتا ہوں۔ بھرت منظور کریں تو خیر ورنہ پھر راجپندر ہی مالک تخت و تاج ہوں۔ اس میں تو کوئی ہرج کی بات نہیں +

کیکشی۔ اور راجپندر بن کو نہ گئے تو پھر میری بات ہی کیا رہی۔ آپ تو اندھے بیل کو خوب گھما کر جوتے ہیں۔ واہ!

یہ فقرہ سنتے ہی راجہ دستر تھ نے سر پیٹ لیا کہ کیکشی جان لئے بغیر بیچھا چھوڑنے والی نہیں۔ بس معلوم ہو گیا کہ موت اس کے ہاتھ ہے یہ کہہ کر ان پر۔۔۔ ی چھا گئی۔ سویرا بھی ہو گیا۔ اور حسب معمول در دولت پر راجہ کی بجھنے لگی +

سرگ ۱۴

رانی کیکشی کی بیوفاکیاں۔ راجہ دستر تھ کا انکسار
کبھی منت و سماجت کبھی اظہار غضب کبھی سزا
کبھی اشکباری آخر سو منت کی آمد سری راجپندر کی طلبی

نور کا ترکا ہو گیا۔ مندروں میں سنگھ گھڑیاں اور راجہ دوہا پر شاہی باجے بجنے لگے۔ راجہ دستر تھ اُداس تھے۔ انہوں نے منادی کرادی کہ خبردار راجہ نہ بچے کیکشی اپنے قلم میں تھی۔ اُس کو سویرا قیامت کے برابر معلوم ہوتا تھا۔ صبح کی سفیدی خود ہوشہ ہی اس کا جی اڑ گیا کہ میں اب بات بگڑ گئی۔ رات بھر کا کیا دھرا کا رکھ ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں رام کو راج تملک ہو جائیگا۔ اور میں اپنا سامنہ میکر رہ جاؤنگی۔

اس لئے اُس نے تیغ زبان پر اور باڑھ رکھی وہ جلی کٹی پتیں کیں کہ پتھر سے پتھر
دلوں سے نہیں نکل سکتیں۔ یہ سنگدلی سے بولی کہ
واہیات پاکھنڈ رنج رہے ہونہیں پر دھننے اور کراہ کراہ کر روٹ پڑنے سے
کچھ مطلب حاصل نہ ہوگا۔ میں لاکھ بھولی ہوں مگر خوب کچھ گئی ہوں کہ مردوں کی
گردن پر سوار ہوئے بغیر عورت اپنا کام نہیں نکال سکتی میں تپتی تپتا ہوں تپتی برت
دھرم جانتی ہوں۔ تپتی برتا استری کا دھرم ہے کہ شوہر کو نہیں گرتا ہو تو ٹانگ بھریا
چوٹی جو چاہے پکڑ کر کھینچ لے۔ ادب و لحاظ بزرگی و خودی کا خیال نہ کر سکتی ہوں
تو میں آپ کے پاؤں کی جوتی ہوں۔ آپ میرے جسم کے لئے سر نہیں۔ مجھے آپ کی
رضا جوئی مقدم ہے مگر نہیں استری کا یہ بھی دھرم ہے کہ خاوند کو نیک مشورہ
دے۔ نیک و بد سمجھائے۔ ہر معاملہ کا تشب و خرازہ کھائے۔ اسی لئے میں اپنی
ہٹ پڑاؤی ہوں کہ آپ کے دھرم کو داغ نہ لگے۔ راجہ شوی۔ الکر۔ دیوہج۔ لوبوگر
میں جس دھرم کو نباہا اُس کے چھوڑ دینے سے آپ کی روسایا ہی نہ ہو میں آپ کے
ساتھ بھلائی کرتی ہوں۔ آپ اُس کو برائی سمجھتے ہیں۔ یہ میری قسمت۔ آپ دھرم
چھوڑ دیں مانا کہ میں مگر میں اپنا دھرم کبھی نہ چھوڑ دوں گی۔ میرے جیتے جی آپ دھرم نہ
چھوڑ پائیں گے جو قول آپ کر چکے ہوں اُن کو پورا کرانا ہی میرے واسطے دھرم ہے۔ آپ
چاہتے ہیں کہ دھرم کا ڈونکا تو خوب بچے لیکن دھول کے اندر پول ہے میں اس کو کبھی
منظور نہیں کرتی۔ اچھا فعل ہو یا برا ایشور سے چھپ نہیں سکتا۔ وہ میں لکھا ہے کہ جھوٹ
سے تمام نیک کاموں کے پھل بلیا میٹ ہو جاتے ہیں اور نیک ملنا تو کیا کوئی بات ہی
نہیں کیا آپ نے وید شاستر میں ایشور کے یجن نہیں دیکھے۔ دیکھے تو ضرور ہیں مگر ایشور
کو عمل نہیں میں سچ کہتی ہوں کہ وید شاستر کے احکام کی خلاف ورزی آپ کا خاندانی اعوذ
مشی میں ملا دیگی۔ عمر بھر کا کرم دھرم خاک میں بجا بیگا۔ آپ میرے پتی پر مشورہ ہوتے تو اتنا
دام غ خرچ نہ کرتی۔ سوچ لیتی کہ آگ جاسے تو بار جاسے دھونکے واسطے کی بلا جاسے
جو جیسا بویگا ویسا کا بیگا۔ جو جیسا کر بیگا ویسا پھل بھوگیگا۔ مگر نہیں میں آپ
کا یا باں اتانت ہوں۔ یہاں کا تو چند روزہ تعلق ہے۔ پر لوک میں بھی نہ آپ
میرا نہ میں آپ کا ساتھ چھوڑ سکتی ہوں۔ اس لئے مجھ سے زیادہ آپ اپنا

بھی خواہ کسی کو سمجھیں تو افسوس کی بات ہے میں جو کچھ کہتی ہوں وہ شاستر کی ہدایت کے موافق یعنی جھوٹ بولنا گناہ جو قول کی پابندی نہ کرے وہ رو سیاہ جس کو زبان کا پاس نہیں اُس کو مرگ ملنے کی اس نہیں بہت کچھ حجت ہو چکی۔ ہزاروں جیلے و حواسے آپ نے کئے معدوم ہو گیا کہ آپ یوں ماننے والے نہیں ہیں تین دفعہ لجا کر چلی۔ اب قسم کھاتی ہوں کہ قول پورا کرنے میں ذرا بھی میں سیکھ کی تو بس ابھی سپر اکھا لو لگی۔ تلوار گلچے میں بھونک لگی۔ پھر روتے نہ بن پڑی۔ پچھتاوا اناک ہو گا۔ اور خون ناحق کا عذاب الگ۔ ہاں بے بس کہئے قول پورا کیجیگا یا نہیں۔ ایک ہاں نہیں میں فیصلہ ہے +

ایک مرتبہ شن جی اندر کی مروت میں پڑ کر ایسے چکر میں پھنسنے کا آخر بارہ بننا پڑا۔ سرسوستی اور منتھرا کی بدولت کیکٹی کے جذبہ محبت سے راجہ دسرتھ بھی دھرم کی زنجیر میں ایسے جکڑے کہ نکالنا محال ہو گیا۔ سرسار تے مارتے تھک گئے۔ سمجھاتے سمجھاتے گلا بیٹھ گیا۔ لیکن کیکٹی ہٹ سے باز نہ آئی خود کشی کو تیار ہو گئی کہ سنا تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ راجہ دسرتھ نے پھر ایک مرتبہ جرأت کی وہ بولے کہ اچھا آج سے وہ سب تعلقات قطع جو شادی کے موقع پر اگنی کے سامنے ہاتھ میں ہاتھ دیکر لوک پر لوک تک کے لئے مضبوط کئے تھے۔ بھرت کو تو چھڑاتی ہے تو اُن سے بھی مجھے کچھ واسطہ نہیں۔ رات تیرے چھ پنچھٹوں میں گزری دن بیڑھنے لگا ارکان دولت راج تلک کے منتظر ہونگے۔ میری طلبی کو عمارتوں اور آستے ہو گئے۔ مجھ سے اُن کو منہ نہ دکھایا جائیگا۔ ابھی جان دے دو نگا میں نے تجھ سے رشتہ توڑا۔ بھرت سے بھی کچھ سروکار نہیں۔ میرے مرنے کے بعد اگر تو میرے لئے آسو ہائے تو تجھ کو قسم ہے بھرت شراذہ کرم کریں۔ پنڈ دیں تو اُن کو بھی سو گندھ۔ بس محبت کا فرہ خوب چکھ لیا۔ اب زیادہ ہوس نہیں +

راجہ دسرتھ کی اس وقت حالت دیکھی نہ جاتی تھی اُن کی آنکھیں روتے روتے سرخ ہو گئیں پوٹے سو ج گئے خیال تھا کہ جس وقت راجندر کو خبر ہوگی تو اُن کی آنکھیں کسی کے سامنے نہ ہو سکیں گی۔ بس اُن کی شومنہ گی کو بھی گوارا نہ کر سکو لگا۔ فوراً جان دے دو نگا۔ بولے کیکٹی۔ بس اب میرے زندہ کی نسبت دن پورے

ہو گئے وقت برابر ہو چکا۔ میں چولا چھوڑتا ہوں +
کیکٹی۔ آپ دم توڑنے کو تیار ہیں تو پہلے میری ایک بات سن لیجئے۔ اپنے سامنے
بھرت جی کو فوراً گدی پر بٹھا کر لم کوبن میں بھیجنے کے بعد دنیا سے منہ موڑنے کا پیوں
میں مرتے بھی نہ دوں گی۔ کیکٹی کی اس بات سے مراد یہ تھی کہ راجندر بن کو گئے تو
کوشلیا۔ ستمترا اور لکشمن ضرور جان دے دیں گے۔ چلو سارا سیالپا دور ہو جائیگا۔
نہ سوتیا ڈاہ سے کھڑکار ہیگا۔ نہ راجندر کو عزیز رکھنے والوں کا خوف۔ راجہ
دسرتھ کے مرنے میں کسر ہی کیا ہے۔ یہ تو ادھ مرتے رکھے ہوئے ہی ہیں پس
اسی وقت میدان صاف ہو جائے تو مناسب اُس نے بڑے پیار کی علامات
ظاہر کرتے ہوئے راجہ دسرتھ سے کہا +

ہمارا ج! آپ دنیا سے نہ موڑتے ہیں۔ میرے پاس اس کا علاج نہیں
مگر ایک نظر راجندر جی کو تو دیکھ لیجئے دل میں ہوس نہ رہ جائے کہ جس کے
لئے جان دی اُسے آنکھ بھر کے نہ دیکھا +

اس تقریر کی نوبت آئی ہی تھی کہ کچھ نیچتر شروع ہو گیا۔ بشتشٹ جی اپنے
چیلوں کو لئے ہوئے آہنچے۔ خوشی کے جھنڈے لہرائے گئے محتاج و مساکین
دان پُن کی ہوس میں جمع ہو کر دعائیں مانگنے لگے کہ جلد راجندر جی راج سنگھاس
پر قدم رکھیں اور جلد ہم کو منہ مانگی مراد ملے۔ سرری راجندر جی اپنی دولت سرا
میں تھے۔ انہوں نے اہل شہر کے نعرے خوشی سنکر ایوان خلک آستان
سے برآمد ہو کر دیکھا کہ خوب دھوم دھام ہو رہی ہے کوچہ و بازار اہل شہر سے
کھینچا کھینچ بھرے ہوئے ہیں۔ برہمنوں کا میلہ لگا ہے۔ خدام بارگاہ مصروف
کاروبار ہیں۔ بشتشٹ جی کا چہرہ ہنسے دیتا ہے۔ اتنے ہی میں سومنت
راجہ دسرتھ کی خدمت میں پہنچا۔ عرض کی +

آن داتا پر تقویٰ ناتھ۔ گرو بشتشٹ دبر دولت پر رونق افروز ہیں۔ سوئے کے
کلس لنگا جل سے بھر گئے۔ گورکی چو کی اشنان کے واسطے بچہ ادا کی گئی آٹھ
کنواریاں کلس لئے کھڑی ہیں۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ چار چار گھوڑوں کے رتھ تیغ و
خنجر و جھنڈ بان۔ نالکی پالکی تیز رفتار جوان گھوڑے درنہ وزیر کار مسفید

چتر۔ رتن جیٹ سنگھ اس سب لیس ہو گئے۔ گوٹے موجود۔ طاقتے حاضر۔ ساز منتظر۔
 فقہ سرائی۔ راجگان شش جہت دوسائے سلطنت پابوسی کے مشتاق کچھ بچتر
 شباب پر۔ سناعت تاج پوشی محتاج توجہ۔ مہاراج۔ جس طرح اندر کے وزیر اندر کو
 ویدر شاستر برہما کو۔ سورج اور چاند پر کھوسی کو جگاتے ہیں۔ اُسی طرح میں آپ
 کو بیدار کرنے آیا ہوں۔ سو میرے سونے چاندی اور جواہرات سے خود ہی جگمگ کرتا
 ہے۔ مگر سورج کے نور سے اُس کی رونق اور ہی ہو جاتی ہے۔ اُسی طرح تمام شہر
 میں رونق ہو رہی ہے۔ مگر آپ کے بغیر یہ حالت ہے۔ جیسے خاوند کے بغیر عورت کی
 راجہ دسرتھ نے سو منت کی باتیں سنیں تو اور بھی تڑپ گئے بیچہ پنوں
 نے آنکھ بند نہ رہنے دی۔ سو منت کے چہرے کی طرف ٹٹکی بندھ گئی
 دل ہاتھ سے تھام کر بولے۔

اے سو منت کیوں زخم پر زخم لگاتے ہو تم بھی آئے تو جان ہی گئے گا کہ
 سو منت کو کچھ خبر نہ تھی کہ معاملہ کیا ہے وہ سہم گیا۔ کہ راجہ دسرتھ فرماتے کیا
 ہیں کہیں کوئی بات طبع نازک کے خلاف تو نہیں ہوئی۔ کوئی ناگوار کلمہ تو زبان
 سے نہیں نکل گیا۔ اُس نے بڑے ادب سے معافی مانگی اور عرض کی کہ
 مہاراج عمر بھر میں آج آپ کی زبان سے نئے الفاظ سنے۔ آج کیا قصور
 ہوا کہ مہاراج مقدس برہم ہو گیا +

راجہ دسرتھ پہلے ہی سے بدحواس ہو رہے تھے سو منت کی آمد سے ایسے
 پریشان ہوئے دل میں ایسی الجھن پیدا ہوئی کہ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں۔
 راجہ کو یہ ہوش دیکھ کر کیکیٹی کو سو منت سے بات چیت کرنے کا موقع مل گیا۔ اُس
 نے وزیر باتدبیر سے کہا کہ راجندر کی راج گدی کی خوشی اور انتظامات کی نگرانی
 میں مہاراج کو کوری آنکھوں سویرا ہو گیا۔ پلک سے پلک نہیں ملی۔ رنج سے
 اس وقت آنکھیں جھپک آئی ہیں۔ ذرا دیر آرام کر لیں تو اچھا ہے نہ وہ کسی سے
 تھا ہیں نہ ناراض۔ فقط جگمگاہٹ کا کسل ہے۔ جب تک مہاراج کی آنکھ لگ
 رہی ہے تب تک تم جاؤ اور راجندر جی کو لے آؤ +
 سو منت۔ مجھے تمہیں ارشاد میں کچھ لیت و لعل نہیں ابھی جاتا ہوں اور

راجندر جی کو ساتھ لے آتا ہوں۔ مگر ہمارائی جی میں ہماراج کی اجازت کے بغیر
 بھی کوئی کام کیونکر کر سکتا ہوں۔ شاہشہر کا حکم ہے کہ راجہ کی موجودگی میں اگر
 اُس کی رانی یا راجکمہ کاری بھی کوئی حکم دین تو ناجائز نہ ناقابل عمل ہے۔
 یہ باتیں ہونے ہی تھیں کہ راجہ دوسرے نے کروٹ بدلی۔ کچھ ہوش ٹھکانے
 ہوئے۔ کراہ کر کہا کہ سو منت جاؤ جلدی سے راجندر کو بلے آؤ۔ دیر نہ ہو۔
 سو منت دل ہی دل میں خوش ہوا کہ کوئی قصور و خطا کی بات نہیں۔ رات
 بھر جاگنے سے کچھ مزاج میں الگ سا ہٹ رہ گئی۔ ابھی اٹھنے میں کچھ دیر معلوم ہوتی
 ہے۔ اسی سے راجندر جی کی یاد ہوئی۔ ہمارائی ٹیکٹی کا کہنا ٹھیک تھا۔ اس کی صفیہ
 میں پھنسی ہوئی جان کا اندیشہ دور ہوا۔ بڑی خوشی سے بہت اچھا جو حکم ”کیمکر
 لیے ڈگ رکھتا ہو وہاں سے چلا۔ ایوان کی چوکھٹ لاٹکھی تو ہماراج بشت
 سامنے تھے۔ اُن کے ادب سے وہیں ٹھٹک جانا پڑا۔ دیکھا کہ ایک خلقت
 جمع ہے۔ سب کی آنکھیں در و دولت پر لگی ہیں کہ کب ہماراج برآمد ہوں اور
 کب راج گدی کی تدریں پیش کی جائیں۔

سرگ ۱۵

راجہ دوسرے کے حکم سے سو منت کی سریر راجندر
 جی کی طلبی کے واسطے روانگی وہاں کا نظارہ

سو منت سب شاہی تیاریاں چھپتی نظر سے دیکھ رہا تھا کہ خلقت کا
 رولا ہوا امیر سے فقیر تک کی یہ صدا تھی۔ سو منت جی کی یہ غیظہ آگیا ہماراج
 کو اطلاع دیجئے۔ یا تو وہ راجندر کو بلانے جاتا تھا یا سب کے کہنے سننے سے
 پھر راجہ دوسرے کی خدمت میں پہنچا۔ اور عرض کی کہ
 ہماراج ساری خلقت کا آنکھائے جاتی ہے تمام ارادہ عائد و دشمن کے
 مشتاق ہیں۔ اقبال و دولت زیادہ۔ اب بیداری کا وقت ہے۔ آستان

بوستان بارگاہ منتظر قدسوس ہیں +
 راجہ دسرتھ جی آنکھیں بند کئے ہوئے فکر میں جان گھلا رہے تھے سو منت
 کی آواز کانوں میں پڑنے سے انہوں نے آنکھیں کھولیں تو بالکل سب سے زبان
 سے فرمایا۔ سو منت جی میں نے راجچندر کو بلایا تھا انہیں تم کیوں نہ لائے کیا
 ابھی سے میری بات ٹالنا شروع کر دی۔ میں سو مانہیں جاگ رہا ہوں تمہیں
 راجچندر کو بلانا ہو تو جلد ہی بلاؤ +

سو منت کو نہایت غصہ ہوئی محل سے نکلا تو تمام سامانِ جشن دیکھا وہ
 مجمعِ عام سے یہ کہتا ہوا آگے چلا کہ مہاراج تشریف لاتے ہیں۔ کچھ دیر نہیں میری
 راجچندر جی کی یاد ہوئی ہے۔ میں بلائے جاتا ہوں۔ خلقت بہت تھی بھڑچھاٹا
 سری راجچندر جی کے دائرہ دولت پر پہنچا۔ دیکھا تو عجیب ہی کیفیت عجیب ہی بہار
 تھی۔ دو تختانہ کی سجاوٹ سے چوٹھی کی دامن کا سنگار ماتہ تھا اندر پوری کی رونق
 شاہ پور ہی تھی۔ درو دیوار پر دربر ستا تھا۔ راجہ دسرتھ کی ڈیوڑھی پر جو اجم تھا لاس کا
 کیا ٹھکانا شانہ سے شانہ چھٹتا تھا۔ سوئی اچھالنے سے زمین پر نہ گرتی تھی جو گنا
 ہاں سے اُکٹائے انہوں نے سری راجچندر جی کے ایوانِ فلک نشان کی طرف
 رخ کیا۔ دیکھتے دیکھتے سر ہی سر نظر آنے لگے تہل رکھنے کی جگہ نہ رہی سو منت بھڑ
 کو حیرت جمع کو ہٹاتے برای مشکل ست راجچندر جی کی خدمت میں چلے تین ڈیوڑھیاں
 گزرتے گزرتے رفتے کے گھوڑوں کو دانتوں پسینے آگیا۔ جدھر سے آواز آتی تھی تو یہی
 کہ راجچندر جی کے راج تک میں اب کیا دیر ہے۔ زبانیں میل رہی تھیں اچھا کارہ
 منائیں۔ جس وقت چوٹھی ڈیوڑھی تک رسائی ہوئی۔ دیکھا کہ راجچندر جی سورج
 کی طرح رونق افروز ہیں اور عالم و قاضل برہمن حاشیہ نشین اچھے سے اچھے سرتاج
 سے سرتاج حکمران مودب کھڑے ہیں ندریں پیش کرنے کی خواہش ہے کوئی جاہر
 پیش کرنے کا آرزو مند ہے کوئی اور سوغات دینے کا خواہاں سو منت نے اس
 وقت سری راجچندر جی کے ایوانِ عیانی کی قناسنت پر نظر کی تو اچھنے میں ہر گے
 عمارت آسمان سے پائیں کرتی تھی۔ کوڑا چیل بندی سے شرماتا تھا۔ آسمان کے
 بادلوں بیچ زمین میں گڑے جاتے تھے کہ اسے ہم کو پیر سب وزیرت یسر نہ ہوئی +

سرگ ۱۶

سومنت کی سر راچندرجی کی خدمت میں روانگی عوام خوش مست

سری راچندرجی کے در دولت کی آج رونق اور تھی۔ دربان ہر قدم وردیاں چنے ہوئے شہاب میں ڈوبے ہوئے نظر آتے تھے۔ بدن پر ہتھیار تھے اور ہاتھوں میں بید کی چھڑی۔ سومنت وزیر بے کھٹے چلے جایا کرتے تھے یہ کسی سے پوچھنا نہ کسی سے خبر کرنا۔ آج سری راچندرجی کو راج تلک ہونا تھا اس لحاظ سے انہوں نے ادب کو ملحوظ رکھا آگے قدم نہ بڑھایا کہ مبادا خلاف مزاج ہو یا کسی کام میں مصروف ہوں آداب شاہنشاہی نے ایک نعمت کی زبانی عرض کر بھیجی کہ خانہ زاد سومنت حاضر ہے۔ مہاراج کے حکم سے تکلیف دینے

کی جرات ہوئی؟

راچندرجی نے فوراً ہی سومنت کو طلب کیا وہ آیا دیکھا کہ سری راچندرجی جاگتی جی کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ جاگتی جی کے ماتھے پر بندی ہے اور راچندرجی کے ماتھے پر رُخ چندن کا تلک۔ یہ پیاری جگل جوڑی اس طرح نگاہوں کو موہ رہی تھی جیسے چندر ماں اور چتر ماہ و سہا جو ہیں سومنت آیا۔ راچندرجی نے سرسری تعظیم دے کر کہا ادھر آئے۔ کرسی دی گئی۔ سومنت بیٹھا اور یہ الفاظ ادب زبان پر آئے؟

مہاراج! آج مہارانی کو شلیا سے بڑھ کر تین لوگ میں کوئی عورت خوش نصیب نہیں رہنا آپ ایسا بیدار نجت کوئی ہے۔ انہوں نے آپ ایسا فرزند راچند پایا۔ آپ کو ایسی ماں کا سائے عاطفت ہاتھ آیا۔ پھر بھلا خوش نصیبی کی اور کیا حد ہو سکتی ہے ہمارے بڑے مہاراج کی کیکٹی کے مجلس میں رونق افروز ہیں۔ اور دو نو نے بہت جلد یاد کیا ہے؟

گو سری راچندرجی عالم الغیب اور واقف اسرار تھے مگر نہیں تجاہل عارفانہ سے بولے کہ سری جاگتی جی دیکھو کیسا خوشی کا دقت ہے مہاراج کا اس وقت لہا کی کیکٹی کے

یاس جانا خاص سترت کی خبر دیتا ہے۔ وہاں راج تلک کی باتیں چھڑی ہو گئی اور مہارانی
 کیٹنی چاہتی ہو گئی اس وقت مجھے دیکھ کے آنکھیں ہری کریں۔ ماما کیٹنی راجہ لیکے
 کی بیٹی ہیں۔ ایسی ویسی نہیں بڑا اعلیٰ خاندان ہے۔ راجوں مہاراجوں میں جوان
 کے میکے والوں کی عزت ہے۔ وہ دوسرے کی نہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ مجھے یاد فرماتی ہیں
 پتاجی بھی وہیں تشریف رکھتے ہیں۔ اس لئے مجھے اُمید ہے کہ ضرور میرے لئے کچھ
 بہتری کا مشورہ ٹھہرا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو سو منت جی کو تکلیف پہنچ جاتی۔ تم
 یہیں ٹھہر دیکھیں ابھی پتاجی کے قدم چوم کر آیا۔ سیتاجی کا دل خوش ہو گیا۔ سوچیں
 کہ اب راج تلک میں لکھوں ہی کی کسر ہے۔ راجندر جی کو دروازے تک پہنچا کروں
 گو ہر افشاں ہوئیں کہ مرگ بستر جو زیب تن ہے۔ ہرن کا سینک جو ہاتھ میں ہے وہ
 آپ کو راج دلوائے۔ جب تک آپ اپنے سروپ کو پھر نہ دکھائیں گے۔ طبیعت کو چین
 نہ پڑیگا۔ سیتاجی یہ کہہ کر دیوی دیوتا منانے لگیں اور سری راجندر جی سب برہمنوں
 کا شیر باد لیتے ہر طرف سے اقبال و دولت زیادہ۔ کانفرہ سماعت خزانہ دولت
 سے چلے دیکھا کہ تیسری ڈیوڑھی پر نگشمن جی آمد آمد کے منتظر ہیں فوراً شفقت
 برادرانہ سے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور رتھ پر بٹھا کر راجہ دسرتھ کی پابوسی کو چھسری
 راجندر جی کالی گھٹا معلوم ہوتے تھے اور رتھ کے پیروں کی آواز بادل کی گرج
 ہر طرف سے بے بولوراجہ راجندر کی جے کا شور بلند ہو رہا تھا۔ دھانی اکاش میں
 گونج رہی تھیں۔ راجندر جی کا رتھ سب کے آگے تھا پیچھے پیچھے ہاتھیوں گھوڑوں
 پیدل سواروں کا جلوس۔ شنگی تلواریں بھلی کی طرح چمک رہی تھیں۔ دھنش کی
 ٹنکاروں سے قوس فلک کا کلیجہ دہلتا تھا۔ بھاٹ تعریف اور خوشی کی نظمیں پڑھ
 پڑھ کر مست ہوئے تھے طرح طرح کے باجوں کی موہنی آواز سامعین کو بخود کرتی تھی جہر
 سے سواری باد بہاری کی طرح گزری پھولوں کا مینہ برس گیا غوٹیں خوشی کے گانے لگا
 گاتی جاتی تھیں۔ چھوٹے بڑے کی زبان پر یہی کلمات تھے کہ راجہ دسرتھ دھنیں ہیں جہارانی
 کوشلیا دھنیں ہو۔ ستر کیٹنی تم بھی دھنیں ہو۔ جن کو ایشور نے ایسے بیٹے کا سکھ دیا
 اس موقع کی ایک بات کا نظارہ پیش نظر کرنا قلم کا کام نہیں۔ یہ ان آنکھوں
 اور کانوں کا کام ہے۔ جنہوں نے وہ نظارہ دیکھا۔ خود آئندہ کا سماچار

سنا تھا۔ ہم قصہ مختصر کرنے کے لئے محلِ سخن سے کام لیکر صرف اتنا کہنا مناسب سمجھتے ہیں کہ ادھر تو راجچندر جی خوش تھے کہ راج تلک ہو گا ادھر اہل زمانہ کو انتظار تھا کہ راجچندر راج سنگھاسن پر بیٹھیں اور ہم جشن منائیں۔ موصیں کریں بنلین بجا جائیں۔ دان دیں خیرات کریں۔

سر کا

سری راجچندر جی کی راجہ سرگھ کی خدمت میں تشریف بری

سری راجچندر جی کا رتھ آہستہ آہستہ جا رہا ہے۔ سوار اور پیادے بھیڑ بھاڑتے ہیں مگر راستہ نہیں ملتا۔ جشنِ عام کی تیاریاں دیکھ دیکھ کر سری راجچندر جی کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا ہے۔ سب حسبِ مراتب تعظیم و تکریم کا ہر تاؤ کرتے تشریف لے جا رہے ہیں یہ عایا کی کئی کئی کھلی جاتی ہے۔ صورت دیکھ دیکھ کر باچھیں نکلی آتی ہیں دالمیک جی موقع کا آئندہ بیان کرتے ہوئے اہل دنیا سے خطاب کرتے ہیں کہ جو سری راجچندر جی جیسے دھرم کے سروپ ساکشات ایشور چاروں برہمن کے پرورش کنندہ کئی کائنات کے خالق و رازق۔ اُن کی جس نے یاد نہ کی۔ اُس کو جس نے اپنا پروردہ نہ سمجھا اُس کی زندگی پر تلف ہے۔ اُس کی زبست زبست نہیں۔ موت سے بھی بدتر ہے۔ واہ داکہ آئندہ ہے۔ بڑے بڑے راجے ہمارے جا بجا کھڑے ہیں۔ سب کا سر نیڑا خم ہے۔ جگہ جگہ فوجی سلامی ہوتی جاتی ہے۔ اہل اجودھیا رتھ کے پیوں کی خاک ماتھے پر مل رہے ہیں۔ شاہی آداب کا جواب ملنے سے دل میں کچھ اور ہی جوش عقیدت پیدا ہوتا ہے۔

کہاں تک۔ ایک ایک بات لفظوں میں بیان کی جائے۔ حرفوں میں اظہارِ واقعی کی قدرت ہی نہیں خلاصہ یہ کہ سری راجچندر جی کا رتھ تین ڈیڑھ گھنٹوں سے گزر گیا۔ اب خود بدولت و اقبال رتھ سے اترے ہزار ہوں کو وہیں پھیرنے کا ارشاد ہوا اور ذاتِ مقدس نے تنہا راجہ دسرگھ کی قدبوسنی کا شرف حاصل کیا۔

سرگ ۱۸

کیکئی کا سری راجچندر جی سے اظہار
دعا۔ اُن کا جو شس سعادتمندی

سری راجچندر جی راجہ دسرگھ کی خدمت میں پہنچے دیکھا کہ چہرے پر ہواشیاں
چھوٹے رہی ہیں منہ بالکل مفت ہو رہا ہے اُنہوں نے جا کر قدموں پر سر رکھ دیا اور
کیکئی کو ڈنڈوت کر کے راجہ سے عرض کی :-
رام حاضر ہے

راجہ دسرگھ نے لاکھ چاہا کہ آنکھیں بھاڑ کر اپنے پیارے راجچندر کو دیکھیں
مگر آنسوؤں کا وہ جوش ہوا کہ شبداگریہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور بچو اس ہو گئے
سری راجچندر جی یا تو خوش خوش آئے تھے یا دفعۃً یہ صورت حال دیکھ کر اُن کی جان
اڑ گئی کہ یہ رنگت کیا ہے۔ پاؤں پر سانپ کے چڑھ جانے سے انسان پر
جو حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اُسی حالت کا نمونہ پیش نظر ہو گیا۔ راجہ دسرگھ
کے مزاج کی بد مزگی سے اُن کا دل کھٹکا سمجھ گئے کہ کوئی بات آپڑی ہے جس کے
نباہ کی فکر نے طبع نازک کو صدمہ پہنچایا ہے یا مجھی سے کوئی سزا سرزد ہوئی ہے
ورنہ یہ خاموشی کیسی۔ قبل میں جب کسی پر عتاب ہوتا تھا یا کچھ کبیدگی خاطر تو میرے
دیکھتے ہی طبیعت نہال ہو جاتی تھی۔ نہ غصے کا نام و نشان رہتا تھا نہ بد مزگی مزاج
کے آثار۔ آج کیا ہے کہ آنکھ کھول کے بھی نہیں دیکھتے۔ ڈنڈوت بھی قبول نہیں
ہوتی۔ اس قدر میں اُن کا دل نہایت ہی پریشان ہوا۔ طبیعت میں از حد
الجمہن ہوئی۔ کیکئی جی سے بولے :-

ماما جی! آج پتاجی خاموش کیوں ہیں۔ جس جوش محبت سے یاد ہوئی اُس
کا نام و نشان نہیں۔ اتنی عمر میں آج پہلا وقت ہے جب میں نے مزاج کی
کفایت دیکھی۔ ورنہ کیسے ہی غصے میں ہوں۔ رنج میں ہوں فکر میں ہوں۔ کبھی

میری حاضری پر اظہار خوشنودی کے سوا اور کچھ نہ کرتے تھے۔ ادھر صورت دیکھی
 اُدھر آنکھیں پھڑک اٹھیں۔ سچ فرمایا گاؤں ٹھہری سے کوئی خطا سرزد ہوئی۔ بھرت اور
 سترہن کی مفارقت کا رنج تو نہیں۔ دور از حال دشمنوں کی طبیعت میں کچھ
 نقص تو واقع نہیں ہو گیا۔ اگر میری کچھ خطا ہو تو ابھی جان دے دوں۔ عذر نہ
 کروں۔ انسان کا چولا بڑی خوش قسمتی سے ملتا ہے۔ اس پیکر عنصری کو تمام
 طاقتیں حاصل ہیں۔ مٹی کا پتلا دل پر رکھے تو چاروں پدارتھ بلا منت غیرے
 حاصل کر لے۔ صرف اطاعت والدین کو وہ قدرت حاصل ہے کہ دوسرے کسی
 اور دھرم کو نصیب نہیں۔ وہ بیٹا ناخلف ہے ننگ قوم ہے بے دھرم ہے
 جو اپنے پتا کو دیتا نہیں سمجھتا۔ جو والد کی نگاہ میں نہیں چلتا۔ جس کو اپنے
 ایسے سریشمہ زندگی کی رضا جوئی منظور نہیں جو اپنے باپ کا تابع فرمان نہیں
 اُس کو ترک سے نجات ناممکن۔ ماما جی۔ اس وقت تک پتاجی کی نظر عاطفت
 نہ ہوئی تصور معاف کھیٹا۔ کہیں آپ نے تو کوئی بات مزاج اقدس کے خلاف
 نہیں کہی۔ جو بات ہو فراموشی میرا دل گھبرا رہا ہے۔ مجھ سے دیکھا نہیں
 جاتا کہ میری آنکھوں کے سامنے طنبج نازک بلبل رہے ۛ

کیٹھی۔ بیٹا تم فکر مند نہ ہو دل چھوٹا نہ کرو۔ نہ کوئی روگ ہے نہ بیماری نہ فکر
 ہے نہ ملال۔ نہ میں نے کچھ کہا نہ کسی نے دل دکھایا۔ ایک وقت کچھ قول ہارا
 تھا۔ اُس کے نباہنے کو بھلیں جھانکنا پڑی ہیں۔ بس اور کچھ بات ہی نہیں بچھو
 جب قول ہارنے بیٹھے تھے۔ تب ہی کیوں اونچے نیچے نہ سمجھ لی۔ اب پچھتانے سے
 حاصل خشکی میں ناؤ چلانے سے نتیجہ۔ یا قول پورا کریں یا زبان پلٹ دیں کوئی
 کر ہی کیا لیگا۔ پیارے رام تم خود ہی انصاف کرو ست بادی کی پہچان تو یہی ہے کہ
 جو کہے وہی کرے دکھاے۔ قول وصل میں فرق نہ ہو۔ ہمارا ج بڑے یسٹن اور راست
 تو کلاتے ہیں مگر بات کو نباہنے سے جی چرلنے کو ادھرم نہیں سمجھتے یس خیر خواہ
 ہوں۔ لوک پر لوک دو ذجہ میرا ساتھ رہیگا۔ اس لئے نہیں چاہتی کہ ہمارا ج
 کے دھرم میں فرق آئے۔ میں دانستہ کنوئیں میں گرنے نہ دونلی۔ اول تو ہمارا ج
 خود ہی دھرم سے نہ ہٹینگے۔ دوسرے جب تاکسمرے جسم میں جان ہے ادھرم

نے کرنے دو تلی۔ ابھی تک میں اکیلی تھی ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ اب تم بھی آگئے
اب میری جان میں جان آئی کہ مہاراج دھرم سے نہ ہٹ سکیں گے۔ تمہارے
سامنے زبان سے حرف انکار نہ نکل سکیگا۔

راجندر جی۔ ماما آپ دھنیہ ہیں۔ بیشک پتاجی جو زبان دے چکے وہ پتھر
کی لیک ہے۔ میں خوش ہوں کہ آپ کو دھرم کا اتنا لحاظ ہے مگر یہ فرمائے
کہ بات کیا ہے ذرا میں بھی تو سنوں۔ میرے لائق جو کام ہو گا میں اُس سے
کبھی دریغ نہ کروں گا۔

کیکشی۔ شاباش بیٹا شاباش۔ عمرت دراز۔ اولاد ہو تو ایسی بخت جگر ہو تو
تم ایسا سعادتمند۔ مگر پیارے میں تم سے کیا کموں۔ مجھے خیال رہتا ہے کہ
بات نہ جانے پائے۔ جو کمندوں وہ ہو ضرور۔

راجندر۔ آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں۔ جس بات سے پتاجی کو انکار
ہو گا وہ جتنے الامکان میں پوری کروں گا۔ کبھی فرق نہ ہو گا۔

کیکشی۔ پیارے تم ابھی بچے ہو۔ دیکھو مہاراج عمر بھر دھرم کرتے رہے کوئی بات
آج تک دھرم کے خلاف نہ کی آج بڑھا پے میں نہ جانے کیا ہو گیا کہ قول سے
پھرے جاتے ہیں۔ جب بڑے بوڑھوں کا یہ حال ہو۔ تب تم ایسے دودھ پیتے
بچوں کا ٹھکانا۔ اسی سے کچھ کمنا نہیں چاہتی۔

راجندر جی۔ نہیں نہیں۔ آپ کو اپنے رام کی قسم فرما دیجئے کیا بات ہے۔
کیکشی۔ اچھا کشتی ہوں مگر پہلے یہ قسم کھاؤ کہ جو بات تمہارے اختیار میں ہوگی
اُس سے گریز تو نہ کرو گے۔

راجندر۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کو میری زبان کا اعتبار نہیں قسم کھلاتی
ہے۔ ابھی پتاجی فرمادیں تو پانی میں جان دے دوں۔ جتنی آگ میں پھانڈ پڑوں
میرے پتاجی اگر کچھ وعدہ کر چکے ہیں تو ضرور نباہیں گے۔ ساتھ ہی میں قسم کھاتا
ہوں کہ جو آپ کی خواہش ہوگی بلا تا مل پوری کروں گا۔ فرق ہو تو گنہگار۔

کیکشی۔ شاباش آفرین۔ لائق بیٹوں کو ایسی ہی سعادت چاہئے۔ اچھا پیارے
سنو۔ ایک مرتبہ دیوتاؤں اور راجپسوں کی لڑائی میں مہاراج سخت زخمی ہوئے۔

قریب تھا کہ آگشش خاک پر سلا دیں۔ میں نے اُس وقت جان پر کھیل کر جان
 پہنچائی جس پر مہاراج نے دوبروان دے دیے چنانچہ میں وہی پورے کرنا چاہتی ہوں
 راجپندرجی آپ کیا خواہش رکھتے ہیں یہ بھی تو فرمائیے
 کیکیٹی۔ میں یہی کہ راج سنگھاسن بھرت کو ملے اور تم چودہ برس بن باس کرو بھرت
 لائیں ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں راج کی رونق اچھی رہے گی اطمینان رکھنا فقط
 اتنی سی بات ہے۔ جس کے لئے مہاراج دھرم کو طاق پر رکھے دیتے ہیں۔
 تمہارا فرض ہے کہ ان کو ادھرم کے راستے سے ہٹاؤ
 کیکیٹی کے الفاظ وہ تھے جن میں چھریاں ہی چھریاں بھری تھیں دوسرا ہوتا تو
 نہ جانتے کہنا پر امانتا مگر نہیں راجپندرسکا مسکا کر سنتے رہے۔ چہرے پر ذرا سیل
 نہ تھا۔ راجہ دسرتھ سب سن رہے تھے۔ اُن کے دل پر گھن کی چوٹیں پڑ رہی تھیں۔
 بولنا چاہتے تھے مگر منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ ضعف گلا پڑے ہوئے تھا۔

ک ۱۹

سری راجپندرجی کا کیکیٹی کی رضا جوئی کے خیال
 سے صحرانوردی کا تہیہ جشن تاج پوشی کی برائی
 کوشلیا جی کی خدمت میں روانگی

سری راجپندرجی نے کیکیٹی کی باتوں کو اس انداز سے سنا گویا کچھ بات نہ تھی
 اُن کے دانت نکل آئے تپسی کھل گئی اور زبان سے فرمایا۔
 میں ماما جی اتنے کے لئے یہ بکھیرا۔ اب آپ کے فرمانے کی ضرورت نہیں۔ آپ
 اطمینان رکھیں۔ سمجھ لیں کہ بن کی تیاری ہو گئی مگر مجھے آج عجیب حیرت آیا تو ہر فکر
 ہر اندیشہ ہر گھٹن تردد کے موقع پر تاجی مجھے دیکھ کر خوش ہو جاتے تھے۔ آج کیا
 ہو گیا کہ انکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ سر مردہ لگو ہیں زبان خاموش ہے ہر سکو تلی
 وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ ماما جی آپ کا جو حکم ہو چکا وہ اب اسے ہے۔ اپنے رکنی نہ تھوڑا پر

تین حرف۔ اگر فوراً تفصیل ارشاد نہ کرے۔ خواہ پتاجی مانع ہوں ہارج ہوں سدرہ
ہوں لیکن آپ ایسی ماما کے حکم کو نہیں ان کے ارشاد سے زیادہ واجب التعظیم سمجھو
میری اطاعت نزاری میں مجھے بھی دھرم کی برکتیں حاصل ہونگی آپ اور پتاجی بھی
اپنے اپنے دھرم سے مطمئن اور سبکدوش ہونگے۔ اس وقت مجھے خیال ہے تو
اس بات کا کہ پتاجی کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہ رہے ہیں آپ سمجھائیں کہ راجند
قول پورا کرتے کو حاضر ہے۔ افسوس کہ بھرت جی پریاں نہیں ہیں ورنہ میں اپنے ساتھ
سے اُن کے سر پر تاج رکھ دیتا۔ خواہ پتاجی حاضر بھی ہوتے۔ آپ جلد اُن کو بلائیں
سب راج پاٹ اُن کا ہے۔ مجھے کچھ واسطہ نہیں۔ مجھے اب اپنے قدموں سے نصرت
سمجھئے۔ اگر میں نے آپ سی ماما کی رضا جوئی نہ کی تو جہنم ارکا رہے +

کیکٹی یا تورو ٹھی بیٹھی تھی رہ رہ کر ماجرہ دسرتھ پر غصہ۔ آتا تھا۔ ہٹ پر ہٹ کرتی
تھی یا اب نہال ہو گئی۔ راجندر کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ شاباشی دی کہا بیٹا تو پھر دیر
نہ کرو۔ مہاراج کے چرن چھوڑو اور بن کی سیر کر آؤ۔ تمہاری دیانت سے میں بہت خوش
ہوئی۔ ساعت اچھی مہورت بھی اچھی ہے۔ پردیس جا لینے کے لئے اس سے
اچھا موقع مشکل سے ملیگا۔ اور بادشاہ ہو جائیگی۔ اگر تم چاہو کہ مہاراج اپنے منہ سے
بن یا۔ کہیں یہ کبھی شد فی نہیں۔ اسی سے منہ میں گھنگھنیاں بھرے پڑے
ہیں اور جس وقت تک تم یہاں ہو تب تک بھٹ پن کرتے رہینگے۔ ابھی بھی خیرہ
ہے کہ نہ کھا شینگے نہ پیئینگے۔ یہ کیوں اس لئے کہ تم موجود ہو۔ تم سعادتمند ہو اس سے
بس بہتر یہی ہے کہ آنکھوں سے اوٹ ہو جاؤ۔ اسپہ صبار قرار پر آسن جھاؤ اور
گھوڑا اڑاتے اہل دنیا پر ثابت کردو کہ سعادتمند ایسے ہوتے ہیں +

سرری راجندر جی۔ ماما جی آپ کو جس قدر عجلت منظور ہے میں اُس سے پیشتر
روانگی کے لئے کر بیٹہ ہوں۔ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ سورج پورے پچھ میں
طلوع مگر آپ کا رام پتاجی کا پر ن پورا کریگا۔ آپ کی مرضی کو پتاجی کی خواہش پر بھی ترجیح
دے گا۔ پتاجی کے حکم کی مجھے کوئی ضرورت نہیں صرف آپ کا فرمانا ہی میرے لئے
بہت ہے۔ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ پتاجی ایک نظر دیکھ لیں۔ آپ مطلق خیال
نہ کریں کہ رام بات کا دھنی نہیں۔ میں جس حیثیت سے آیا ہوں۔ وہ منہ

سے بول رہی ہے کہ رام آپ کے قدم دیکھنے نہیں آیا بلکہ بن کے لئے رخصت حاصل کرنے کو میرے قدم تو اسی جگہ سے بن کا راستہ لیتے۔ مگر فرض ہے کہ مانا کو شلیا کے بھی قدم چھو لوں کیونکہ آپ کی طرح اُن کو بھی مجھ پر حق حاصل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں یہیں سے چل کھڑا ہوں اور وہ شاکی ہوں کہ مانا کی کشتی کو تو مانا سمجھا اور میری ماتا کا کچھ خیال نہ کیا۔ ذرا آپ کی ہنوکو بھی ڈھارس دینا ہے کہ گھبراٹے نہیں چودہ برس پل مارتے کٹ جائیگے۔ آپ سب کی اطاعت گزاری اور فرمانبرداری سے جی بہلانے میں اتنے دن گزار دینا کوئی بڑی بات نہیں اچھا تو میں قدم چھو تا ہوں اشیر باد دیکھئے *

رام چندرجی نے یہ کہہ کر جہیں ہماراج کے قدموں پر سر رکھ کر یہ الفاظ کہے کہ

”پتیا جی آپ کا پران پورا ہو گیا۔ میں چودہ برس کے بعد پھر انہیں قدموں کے درشن کرونگا۔ آپ سا خوش نصیب دنیا میں کون ہوگا جس کی پرتگیا میں کبھی فرق نہ آیا۔ میرے ابو بھگاہ زہے نصیب کہ کاشا نہ دولت کی خاک پر لوٹ لوٹ کر آج اس لائق ہوا کہ مانا کی کشتی مجھے یہ شرف عطا فرماتی ہیں *

راجہ دسرتھ بھوٹ بھوٹ کر رو پڑے۔ آنسوؤں کا ایک سیلاب تھا جو رونے نہ رکتا تھا۔ سری راج چندرجی ماتھے سے تلوے سے لگا کر اور کیکشتی کے چرنوں پر سر جھکا کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ راجہ دسرتھ کی دردناک چیخیں دور تک آتی رہیں۔ محل میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ صورت معاملہ یہ ہے۔ نگشمن جی منتظر تھے۔ ان کو بھی پل پل کی خبر لگ رہی تھی۔ جو میں راج چندرجی کی صورت دیکھی رہ پڑے۔ قدموں سے ٹپٹ گئے۔ راج چندرجی نے چھاتی سے لگایا۔ آنسو پونچھے اور ماتھے میں ہاتھ لیکر کوشلیا جی کے روناس کی طرف رخ کیا *

اس وقت سری راج چندرجی کے تیور حالانکہ وہی تھے مگر نہیں کچھ بھی فرق تھا۔ فرق بھی وہ جو چاند کے گمنام سے نہیں بلکہ بدلی کے چھپ جانے سے بیش نظر ہوتا ہے۔ عام نگاہوں میں یہ فرق محسوس ضرور ہوتا تھا۔ لیکن ضمیر صادق سمجھ رہے تھے کہ کیا بات ہے۔ سری راج چندرجی کے براہ ہوتے ہی

چتر بردار چتر لیکر دوڑا۔ آپ نے فوراً روکا اور کہا میں باسیوں کو شاہی ٹھاٹھ باٹ ہے کیا کام۔ اسی کے ساتھ اشارہ ہوا۔ سب سامان ناچوشتی ملتوی کئے جائیں ہر ایک کے لئے حکم ہوا کہ گھروں میں چین کریں۔ جشن موقوف ہے۔ یہ کہتے ہوئے کوشلیا کے روناس میں تشریف لے گئے۔ لکشمین کو فرمائش ہوئی کہ آنسو نہ ڈالو حرارت کا موقع نہیں۔ فضولیت کی ضرورت کیا۔ لکشمین جی اطاعت گزار تھے جوش غضب کو روکا۔ رونال سے آنسو پونچھے اور سری رام چندر جی ہنستے مسکراتے کوشلیا کے قدموں سے پیٹے۔

سرک ۲۰

سری رام چندر جی کی کوشلیا کے پاس آمد۔ کوشلیا جی کی گریہ و زاری

جس وقت سری رام چندر جی کیٹی کے کوپ بھون سے برآمد ہوئے تمام روناس میں کرام جھج گیا۔ ہر آنکھ سے آنسو اُمڈ رہے تھے۔ ہر ایک کا کلیجہ تڑپ رہا تھا۔ ہر زبان پر یہی الفاظ تھے کہ

ہے راجہ دسرتھ ایسے دھرماتما ایسے پابند وضع شرم نہ آئی کہ اتنا دھندل دھوا پڑا کر بھی رنگ میں بھٹک کر دیا۔ رام چندر ایسا لائق ہونہار۔ شائستہ فرمانبردار بہم صفت موصوف اور ہر دلعزیز بیٹا ایشور سب کو دے۔ ایسے بیٹے کے ساتھ یہ بدسلوکی اور وہ کیٹی کے پاس خاطر سے۔ افسوس ہمارا ج کا خون کیسا سفید ہو گیا آنکھوں کا پانی کس طرح مر گیا۔ کہ نہ محبت نہ مروت نہ چار آنکھوں کی شرم۔ راجہ دسرتھ کی حالت یوں ہی غیر تھی۔ ہر طرف سے شور و ہلکا کی آواز سنکر ان کو زندگی اور بھی حرام ہو گئی۔ وہ مناتے تھے کہ گھر ہی بھر کی اور زندگی ہو تو اسی وقت دم نکل جائے چیخ چیخ کر رونا چاہتے تھے۔ اٹھ اٹھ کر سر دھننے کی جرات ہوئی تھی۔ مگر نہ اٹھا جاتا تھا نہ منہ سے آواز نکلتی تھی۔ کسی نہ کسی

کی کہہ سکتے تھے نہ سُننے کی طاقت تھی +

ادھر راجندر جی نے جشن تاجپوشی کا انتظام موقوف کر کے مانا کو شلیا کے رنوا میں قدم رکھا تو مہارانی کو بڑے آئندہ میں پایا۔ برہمن وید پاٹھ کر رہے تھے ہون ہو رہا تھا۔ ذات معے اخراٹھس پرستش میں مصروف تھی زبان پر دعائیں نکلیں کہ راجندر کی عمر دراز ہو۔ اکھنڈ راج ہو۔ اقبال کا آفتاب روئے زمین پر نور برساتے۔ برتن شمشیر کے سامنے کسی کی آنکھ نہ کھیرے راجندر جی پہنچتے ہی جے جے کا راکشور بلند ہو گیا۔ ہر طرف سے مبارک سلامت کی آواز آنے لگی کو شلیا نے صورت دیکھی تو منہ میں ستارے سے چھٹک گئے۔ انار کے دانوں نے جوش خروش کا اظہار کیا۔ پوجا سے فراغت پا کر راجندر جی کو کلیجے سے لگانے کے لئے اس طرح لپکیں جس طرح گائے بچھڑے کے جوش محبت سے بیکار ہو کر دوڑتی ہے وہ آئیں سر پر ماتھ پھیرا اور بولیں +

جگر پیوند! تمہارے بزرگ بڑے نامور اور پر تاپی گرز سے میں میری دوا ہے کہ تم سب کے فخر اور کل قوم کے سرتاج کسلاؤ۔ میں بھی کل سے برت رکھے ہوں اور تم بھی سنا مار ہو آؤ کچھ پر شاد چھک لو۔ یہ آسن بچھا ہے۔ بیٹھو میں کچھ پانی پلانے کے لئے ابھی لائی +

سری راجندر جی جس غرض سے تشریف لائے تھے اُس کا دہرایا فصول ہے۔ اب اُن کو یہ خیال ہو ا کہ کس طرح مانا کو شلیا سے بن باس کا ذکر کریں۔ انہوں نے آسن کو ہاتھ لگا کر کہا کہ

ماتا جی! میں اس آسن پر بیٹھنے کے لائق نہیں۔ میرا آسن آج سے اور ہے مہاراج نے مجھ پر بڑی مہربانی کی مانا کیٹی کا شکر یہ کس زبان سے ادا کروں انہوں نے وہ شرف عطا کیا ہے کہ آپ شکر زیادہ خوش ہونگی۔ شہروں میں آبادی کم ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں کا راج تو بھرت کے نامزد ہوا جنگلوں کی وسعت بہت ہوتی ہے۔ اس لئے میری بزرگی کے لحاظ سے مجھے دہاں کی بادشاہت عطا ہوئی۔ چونکہ ساعت سعید ہے۔ صورت عمدہ۔ اس لئے میں آپ سے رخصت مانگنے حاضر ہوا ہوں۔ اجازت دیجئے کہ میں نیا دانہ پانی کروں۔ آج سے جنگل کے

کندمول پھل ہو گئے اور عیس۔ پہاڑوں کے جھرنوں کا پانی ہو گا۔ اور میری بیاس
صرف چودہ برس کا معاملہ ہے۔ آپ اتنے دنوں صبر کریں پھر یہی قدم ہونگے اور
میں۔ بیشک آپ کو آپ کی بہو کو اور لکشمی جی کو جدائی بہت شاق ہو گی مگر
چند روز کے واسطے طبیعت پریشان کرنا محض بے فائدہ ہے۔ ذرا سا
صبر غم غلط کرتا رہے گا۔

کوشلیا جی نے جو میں یہ ترپا دینے والے الفاظ سنے اس طرح زمین پر
گر پڑیں جس طرح کوئی کیلے کو کاٹ کر زمین پر پھینک دے اُس کو غش آگیا تیلیاں
نیچے اوپر ہونے لگیں۔ راجندر جی نے جھپٹ کر اٹھالیا۔ بدن کی گرد ہاتھ سے
پونچھی۔ تھانہ سنگھایا۔ کیوڑا گلاب چھڑکا۔ تھوڑی دیر میں اُن کو ہوش آیا تو زبان
سے یہ الفاظ نکلنے لگے سنائی دئے۔

پیارے راجندر بیٹے کی پیدائش کے وقت یاں کو جو تکلیف ہوتی ہے
وہ اُسی کا دل جانتا ہے۔ مجھے تمہاری ولادت کے دروزہ کی جو تکلیف محسوس
نہ ہوئی تھی۔ اس سے سو گئی تکلیف زیادہ۔ مجھے تمہارے ان لفظوں نے
دی ہارے ری دینا اور اس کی مکاریاں۔ باجھ عورتوں کی زندگی لاو دی کے
غم میں حرام رہتی ہے جس کو ایشور اولاد دیتا ہے اُس کو اس طرح کی مصیبتیں
جس کے دوچار بیٹے ہوں اُس کو خیر چھاتی پر پتھر رکھ لینے سے صبر ہوتا ہے کہ
چلو دو سرا بیٹا تول بہلائے کو موجود ہے میں بد نصیب کیا کروں۔ کیونکر زندگی
قائم رکھ سکونگی۔ جس کو صرف تمہارے ہی دم سے زندگی کی آس ہے۔ تمام عمر اولاد
کے غم میں بسر ہوئی۔ زندگی طرح طرح کے رنج دالم میں کٹی۔ اب ویو سی دیو تاول
کو مناتے مناتے تمہاری بدولت کچھ سکھ ملا تھا۔ وہ بھی اس وقت خواب خیال
ہو گیا۔ نخت جگر جب سے میری شادی ہوئی۔ مجھ پر جو گزری کیا کموں۔ مہاراج
کبھی سیدھے منہ نہ بولے۔ ہر وقت ٹیڑھے ہی رہے۔ پہلے بے اولادی کا
کٹک لگا۔ مہاراج نے اور شادیاں کیں۔ جو رواس میں آئی۔ اُس نے یہی
رونا رویا کو شلیا کا سایہ پڑنے سے اولاد نہ ہوئی۔ ہر معاملے میں یہی
مضمون صادق تھا۔

عدو درام عداوت سے کام لیتے ہیں
 قصور کوئی کر رہے میرا نام لیتے ہیں

پہلے میرے خطابات نہ جانے کیا کیا تھے۔ جو جس کی زبان پر آتا تھا کہدیا کرتا تھا۔ جب سے تمہارا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ تب سے سب باتیں گئیں لوگ بانجھ سے سستی کہنے لگے۔ میں جان گئی کہ میری سرفروشت میں راحت و عشرت نہیں۔ زندگی کا مال ہی یہ ہے کہ کبھی رنج و غم سے نجات نہ ہو تم خود جانتے ہو کہ اب بھی میں جہاراج کی نظر سے گری ہی ہوں۔ جو خاطر ہے وہ کیکشی کی۔ مگر مجھے اب پرواہ نہ تھی۔ تمہارا ایسا لائق اور فرمانبردار بیٹا ایشور نے دیدیا تھا +
 اب تم مجھے چھوڑ جاؤ گے تو میری زندگی کی صورت ہے ضرور جسم سے جان نکالنا پڑے گی۔ کیکشی جس طرح چاہیگی مٹی خراب کرے گی۔ لونڈیوں سے بہتر سمجھیں گے سراجہ بھی اسی کے اشارے میں چلیں گے میرا کوئی بھی پران حال نہ ہوگا۔ پیارے راجندر جو دنیا میں صاحب اولاد ہو۔ صاحب مال و دولت ہو اسی کی سب قدر و منزلت کرتے ہیں۔ بے اولاد اور نادار کو کوئی نہیں پوچھتا کہ کس کھیت کی مولی ہے۔ پس جب تم بن میں جاؤ گے۔ سب راج پاٹ پرٹے قبضے میں چلا جائیگا تو میری کیا کچھ درد شانہ ہوگی۔ کیکشی تو اٹھتے بیٹھتے کلیجے میں نشتر جھبھایا کرے گی۔ ایک دو دن ہوتے تو خیر تنہا کا کلیجہ کر لیتی۔ یہ چودہ برس کیسے بسر ہو گئے +

ہاے سی قسمت ایسی پھوٹی نقہ میرے سوا اور کس کی ہوگی کہ کہاں تو راج تلک کی خوشی۔ کہاں یہ جلا وطنی کا صدمہ۔ اُف! بمقدار تجھ سے ایشور سمجھے بڑا دھوکا دیا۔ ہاے یہ بڑھاپا کلیجے کے ٹکڑے کی یہ جدائی۔ کیکشی کا یہ سوتیاہ ڈام۔ چودہ برس کا یہ فاصلہ۔ او بے حیا زندگی جان چھوڑے۔ بس معاف کر۔ میں تیری رفاقت سے باز آئی۔ اور روح جسم سے نکل جا۔ اے جان اب پنہ چھوڑ دے۔ تیری بے غیرتی کا خوب پھل پایا +

افسوس ساری عمر بھر کی پوجا پاپا کا رتہ بیگنی۔ دان پن مٹی میں مل گئے او کلیجے ٹکڑے ٹکڑے اڑا جا۔ اد اقبال پسلیاں تو کر باہر نکل۔ دریا کے

سیلاب زمین شوق ہو جاتی ہے۔ بجلی سے طبقہ خاک کے پرچے اڑ جاتے ہیں۔ اے قلب! اے جگر! اُف رسی تمہاری مضبوطی۔ آنکھوں کے طوفان اور طبیعت کی بیقاری کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ اے راجندر میں وہ بد نصیب ہوں کہ زمین بھی جگہ نہیں دیتی۔ ترک کی آگ کیوں قبول کرتے لگی۔ آہ کیا کروں۔ اوسر بنجر میں تخم ریزی سے شاید کچھ نتیجہ مل سکتا۔ مگر قسمت نے زندگی بھر کا کیا خاک میں ملا دیا۔ بس معلوم ہو گیا کہ زندگی کے دن پورے ہو گئے۔ بغیر جان دئے مفر نہیں زندہ گی چاہتے ہو تو ساتھ لے چلو۔ یہاں میں کس کو دیکھ کر جیوٹگی۔ میرے تو پچھتر سیدھے ہو جائینگے۔ جان نکلیگی تو پھر ٹک پھر ٹک کر۔ یہ کہہ کر کوشلیا نے دو نو ہاتھوں سے منہ پیٹ لیا اور چلا چلا کر رونے لگیں +

مرگ ۲۱

لکشمین جی کا جوش غضب۔ کوشلیا جی کی بیقاری۔ سری راجندر جی کا عزم مستقل

ہمارا نئی کوشلیا کے غمناک بین سنکر لکشمین جی کا دل بھر آیا۔ راجندر جی تو ضبط سے کام لے رہے تھے۔ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ ان کو صحرانوردی سے نام کو بھی ملال ہے۔ مگر لکشمین جی کے دل پر سخت چوٹ تھی۔ وہ اگر کوشلیا جی کے قدموں پر گر پڑے اور بولے۔

ماتا جی! صرف آپ کے اشارے کا انتظار تھا۔ آپ کی مرضی ہو تو کس کی مجال ہے کہ بھائی صاحب کو کوئی بن میں بھیج سکے۔ میں کچھ پرواہ نہیں کرتا عاقبت خراب ہوگی یا لوگ سعادتی کا الزام لگائیں گے۔ اگر تیا جی کا بھی یہی منشا ہو تو میں نظر انداز کرنے کو خلاف ادب نہ خیال کروں گا۔ میں شاستر جانتا ہوں شاستر کاروں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر کسی کا باپ خواہشات نفسانی سے اندھا ہو کر عورت کا رضا ہو تو اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں۔ ہمارے تیا جی بھی اُسی زن

مریدی سے تریا چتر کے سبز باغ میں پھنس گئے ہیں۔ پس ان کی بات کا سر پر
 ہی کیا۔ اس کو بھی جانے دیجئے اب اُن کا سن بھی وہ ہے۔ جس میں عقل و حواس
 ٹٹکھانے نہیں رہتے۔ بڑھاپے اور بچپن میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ اس عمر میں
 بچے اور بوڑھے کی باتیں ایک سی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میں خیال کرتا ہوں
 کہ پتاجی کی عقل سٹھیا گئی اُن کے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں +
 جس شخص کو دھرم سے لگاؤ نہیں جو والدین کا فرمانبردار اطاعت گزار نہیں
 جس میں راستی و صداقت کا نام نہیں جو ہوا سے نفسانی سے مغلوب ہے
 اُس کو راج دینا ضرور ادھرم ہے۔ ہمارے برادر معظم تمام نقصوں سے پاک ہیں
 کوئی کسی بات پر حرف نہیں رکھ سکتا۔ عام نگاہوں میں جو دوتا سمجھا جائے جس کو
 خاص و عام دنیا کا سرتاج سمجھیں اُسی کو ہمارے پتاجی تخت حکومت سے محروم اور
 روانہ صحرائے کربلا اور دھوئیں کی نیک نامی کو داغ لگائیں۔ یہ
 مجھے کبھی گوارا نہیں۔ پتاجی راج پیٹ سے لیکر پیدا نہیں ہوئے۔ یہ ہمارے بزرگوں
 کی کمائی ہے۔ اس کے خمدار اس وقت سری راجچندر ہی ہیں۔ اور کوئی نہیں
 اگر پتاجی حق رسانی سے معذور ہیں تو باشعور۔ شاستر کے رو سے میں سری راجچندر
 جی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بے تکلف پتاجی کو قتل کر دیں اگر کوئی الزام رکھے
 تو میں ذمہ دار ہی نہیں۔ بلکہ ہر وقت میرے تیر و دکان ان لوگوں کا سر کچلتے رہینگے
 جن کو ذرا بھی سربانی کی جرأت ہوگی۔ مجال کیا جو کوئی منہ سے خلاف حرف نکال سکے
 یا کچھ چوں و چرا کرے +
 میرے سامنے آپ کے اقبال سے کوئی آنکھ اٹھا نہیں سکتا۔ سامنا کرے تو
 اُسی وقت منہ کی کھائے جس کی زبان سے نکلے کہ راجچندرتاج جہان بینی کے
 لائق نہیں۔ اُس کا گلا گھونٹ دوں۔ کلہ چیر ڈالوں۔ یہ کیا تمام دنیا بھی ایک
 طرف ہو جائے تو بے مارے نہ چھوڑ دوں۔ ہے بھائی صاحب راجچندرجی آپ کی
 سدھائی سے ساری خرابیاں ہیں سب ذرا کھڑے پڑ جائیں تو دیکھیں بن میں
 بھیجنے کے لئے کس کے منہ میں دانت ہیں میں ابھی زبان تیر سے چھید دوں تیر
 کی گانسی حلق ہی میں ہو۔ پتاجی صرف کیکشی کے پاس خاطر سے خون سفید

کرتے ہیں۔ تو بس ادب و لحاظ کو ڈالنے پر مجھے بھڑپیں۔ چاہتے ہیں جھوٹے۔ چاہے شربت مرگ پلائے۔ آپ پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ لکشمین جی کا یہ جوش غضب کسی بے ادبی کے خیال سے نہ تھا۔ بلکہ اہل دشیا کو راہ راست دکھانے کے لئے وہ ادھرم کو دھرم بنانا چاہتے تھے۔ بات نہیں بات پیدا کر کے سب کو سبق دیتے تھے کہ حالانکہ شاستری اجازت یہ ہے۔ اُن کو ہر بات کا اختیار حاصل تھا۔ مگر نہیں پھر ایک سداوت کا اصول ایسا تھا جس کے آگے سر جھکانا ہر انسان پر فرض ہے۔ لکشمین جی کی آتش غضب بدستور شعلہ زن تھی وہ کہتے تھے کہ پیتاجی کی بساط اور کائنات ہی کیا ہے میرے اور مری راجندر کے ہوتے اُن پر یہی مثل صادق آتی ہے۔

دور یا میں رہیں کریں مگر مجھ سے میر

بھرت میں دم ہی کیا ہے جو راج سنگھاسن پر قدم رکھ سکیں میں کسی کا مخالف نہیں۔ پیتاجی میرے پر مشور۔ بھرت جی میرے بھائی کی کینٹی جی میری ماما مجھے اُن کے خلاف کہنے کی جرأت نہیں۔ لیکن جب دھرم کے خلاف معاملات پیش آئیں تو میں بھی اپنے دھرم سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ خواہ اس میں کچھ ہو۔ ماما کو شلیا پتی برتاؤ میں۔ ان کو ناگوار ہوا ہو گا کہ لکشمین کل کا چھو کر اچھوٹے منہ سے بڑی بات کرتا ہے۔ ہمارا ج کی شان میں ایسی گستاخیاں۔ منہ میں لگام ہی نہیں مگر ماما جی یقین رکھیں میں دھرم کی راہ سے قدم نہیں ہٹاتا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر بھائی صاحب ذرا بھی زبان ہلا دیں تو سمندر میں پھاند پڑوں۔ آگ سے لاٹھیں جل جاؤں۔ میرا نفس مطلب صرف یہ ہے کہ اگر بھائی صاحب بن باس اختیار کر چکے تو مجھے بھی اجودھیا سے کچھ واسطہ نہ رہیگا۔ میں اُسی وقت اپنی زندگی کو زندگی سمجھتا ہوں جب قدموں کی رفاقت نصیب رہیگی مجھے ایک دم کی جدائی گوارا نہیں۔ ماما جی آپ کی ذرا بھی جنبش نظر ہو جائے تو میں سارا جھنجھٹا بھی دور کر دوں۔ فساد کی جڑ اڑا کر دکھا دوں کہ آپ کے ذرا سے اشارے میں کیا قدرت ہے جس طرح سورج کی روشنی سے تمام جہان کی تاریخی کا فوز ہو جاتی ہے اسی طرح سارا غم ابھی کا اعدام ہو جائے۔ نہ راجہ دسر تھ ہوں نہ کیکنٹی اور نہ بھرت۔ کیسا بردان کیسی پابند ہی قول کیسی بن باس کیسی جلا وطنی ؟

کوشلیا جی روئی ہوئی بولیں لیچھن تمہارا غصہ ٹھیک ہے مگر طبیعت کو روکو
 راجندر تمہارے بھائی ہیں۔ اُن کی رضا کے بغیر تمہیں کوئی بات کرنا مناسب نہیں
 تمہارا راج کو مستم نہ کرو۔ جہان تک میں سمجھتی ہوں انہوں نے کبھی رام کا بن باس منظور
 نہ کیا ہوگا۔ سارا بس کیکشی کا دیا ہوا ہے۔ پیارے راجندر اگر ہمارا راج نے جلا وطنی
 تجویز کی ہے تو میرا منہ نہیں کہ کوئی حرف نکالوں وہ خواہ خوش ہوں یا ناخوش ہر حال
 میرے پر مشورہ ہیں۔ اب رسی کیکشی اُڑاؤں نے بن باس کی تجویز پسند کی ہے تو بس
 مار دو کوئی۔ تم میرے بیٹے ہو کیکشی نے پیٹ سے پیدا نہیں کیا۔ بس تمہارا فرض ہے
 کہ میرا کہنا مانو۔ میرے اشارے پر چلو۔ شوق سے یہیں رہو میرا کلیہ ٹھنڈا کرو تمہارا
 کوئی سمجھ نہیں کر سکتا تمہیں کچھ تکلیف ہو تو لیں ایک نظیر ستانی ہوں +
 برہما کے بیٹوں نے پتا کے حکم سے تیشا اور تیرتھ کا عزم کیا اور سب توپلے
 لئے حرف کشپ رہ گیا اُس نے برہما جی کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ وجہ یہ تھی کہ اس
 نے اپنی ماما کی خدمت گزاری کو اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھا تھا۔ کشپ نے ماما کی
 خوب خدمت کی اُس کا پھل یہ ملا کہ برہم لوک میں زندگی جاوید پائی۔ وہ اعزاز ملا جو
 اور بھائیوں کو نصیب نہ ہوا۔ یہ نظیر اس بات کے لئے کافی ہے کہ باپ کے مقابلے میں
 ماں کے حقوق زیادہ ہیں۔ باپ کی خدمت سے ماں کی خدمت زیادہ عظمت کا باعث
 دھرم شاستر بھی پتا سے ماما کے حقوق دس گنا زیادہ حوالہ دے کر کہتا ہے۔ پس
 اے راجندر۔ اب سوچو کہ میرا حق زیادہ ہے یا ہمارا راج کا۔ اگر دھرم کا انباہ نظر ہے
 تو بس میرے حکم پر چلو۔ بن کا خیال چھوڑ دو۔ بالفرض صحرا زری ہی منظور ہو تو خیر
 کچھ مضائقہ نہیں۔ شوق سے جاؤ مگر میں ساتھ چلوں گی۔ اکیلے نہ جائے دوں گی
 تمہارے بنیر میری زندگی محال ہے۔ اگر تم چھوڑ گئے اور میری جان پر گری تو تم کو
 مفت کی ہتیا ہوگی مجھے بن میں نے چلنے سے ہچکچانا محض فضول ہے۔ میں
 دنیاوی نعمتوں سے خوب سیر ہو چکی کسی چیز کی ہوس نہیں تم بن میں پھل کھانا
 میں کھاس پھوس کر چھپیں کچھوگ سمجھو گی۔ میں نے سمجھ لو کہ دانا پانی چھوڑ دیا
 اب زندگی کی کوئی سبیل نہیں۔ میری جان جانے سے سچ کہتی ہوں کہ تمہیں
 نرک بھوگنا پڑیگا میری روح وہاں بھی چپیں سے نہ رہ سکیگی +

کوشلیا جی کی گریہ و زاری دیکھی نہ جاتی تھی۔ راجندر جی عجیب غمخیز میں تھے کہ
 کیونکر سمجھاؤں کس طرح اپنا دل اُن کے دل میں ڈالیں سوچتے سوچتے بولے کہ
 ماما جی مجھے آپ کی رضا ہر طرح سے منظور ہے مگر سوچئے تو تپا جی کے حکم سے
 روگردانی بھی گناہ عظیم میں داخل ہے۔ آپ نے کندو رشی کا ذکر سنا ہوگا۔ اُنہوں نے
 پتا کے اشارے سے گنو حلال کر ڈالی۔ مگر ستیا نہ لگی۔ راجہ بگر میرے بزرگوں میں سے
 تھے اُن کے ساٹھ ہزار شیر کیل منی کی بددعا سے خاک سیاہ ہو گئے مگر پتا کے کہم سے
 روگردانی نہ کی۔ پیرسرام جی کو پتا نے اشارہ کیا تو اپنی ماما کے قتل سے دریغ نہ کر کے
 تان کا سر اڑا دیا اور پھر بھی مورد الزام نہ ہوئے۔ ماما جو اٹھیں اور پیرسرام جی کو بتایا
 بھی پہلے سے دو گنی چو گنی ہوئی۔ سنا تن دھرم یہی ہے کہ بیٹا باپ کا تابع فرمان
 اور مطیع الارشاد رہے۔ والد کی خدمتگداری سے بیٹوں نے دیوتاؤں کے برابر
 فضیلت حاصل کی ہے۔ پس میں بھی جو کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ شاستر کے مطابق
 بزرگان سلطنت کے نقش قدم پر قدم رکھنا ہی انسان کا دھرم ہے۔ اس لئے
 میں قدموں پر سر رکھ کر آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔ آپ ہنسی خوشی رخصت فرمائیں
 اس میں آپکے بھی دھرم کے ڈنکے بجینگے اور میری سرخروئی ہوگی دشمن جی سے
 خوا طیب ہو کر قوت بازو۔ طاقت و توانائی۔ بھائی کلشمن میں تمہاری دلی محبت کی
 تبدل سے قدر کرتا اور داد دیتا ہوں۔ بیشک تم کو جو دست قدرت حاصل ہے
 وہ دنیا کے پردے پر وہ سرے کو شیر نہیں۔ تمہاری ٹیڑھی نگاہ بھی جیلے سے
 جیلے اور بہادر سے بہادر شیردلوں کی روح قبض کر سکتی ہے۔ لیکن بھائی یہ
 ناراضگی کا موقع نہیں تھا کہ وقت ہے۔ ماما جی کو جو اس وقت صدمہ ہے
 اُس کو الفاظ ظاہر نہیں کر سکتے۔ ماما جی اپنے عالم رنج و غم میں جو کچھ فرما
 گئیں وہ سب ٹھیک سر مو فرق نہیں۔ ماما جی نے ہمیشہ دھرم کا خیال
 رکھا۔ اسی دھرم کی بدولت مجھے اُن کی گود میں پرورش پانے کی عزت
 ملی۔ پس جس کی ماما ایسی دھرم وان ہو۔ اُس کا بیٹا ہو کر میں پتا کا قول پورا
 نہ کروں یہ مجھ سے نہ ہو گا۔

شاستر کا یہ پکار کر کہتا ہے کہ گرو ماما اور پتا کا حکم ہر حال میں سزا بخور

بر اس لئے مجھے تامل کی کوئی وجہ نہیں۔ بیشک پتیا جی نے مجھے کچھ نہیں کہا صرف جو کچھ سنا وہ مانا کیونکہ یہی ہی کی زبان سے۔ لیکن نہیں پتیا جی خود نہ کہیں تو کیا اُن کی خاموشی گویائی ہی کا کام رکھتی ہے۔ اُن کے سکوت کو میں سکوت نہیں سمجھتا بلکہ حکم ناظم۔ وہ قول کے پابند ہیں۔ مگر پابندی قول سے مجبور۔ جہاں اُنہوں نے اجازت نہیں دی وہاں ممانعت بھی نہیں کی۔ پس اُنکی خاموشی نیم رضا۔ کا مطلب حاصل غور و فکر فضول۔ پیارے لچھمن درادل کو سمجھاؤ۔ غصہ فقوک ڈالو۔ دھرم شاستر دیکھو اُس میں لکھا ہے کہ چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کی پیروی کرنا لازم ہے اس لئے جوش غضب بے نتیجہ۔ حرارت بیکار۔ یہ فرما کر سری راج چندر جی نے کوشلیا کے قدموں پر سر رکھ دیا اور دست بستہ درخواست کی کہ

ماتا جی! میں بن باس کی ٹھکان چکا میری روانگی میں دیر ہوتی ہے۔ آپ کو میری قسم مجھے روکنے کا خیال چھوڑئے اور کہہ دیجئے کہ جاؤ۔ مجھے پتیا جی کے منشاءے خاطر کی تعمیل کرنا لازمی ہے چودہ برس کی بات ہی کیا ہے۔ میں قول نباہ کر انہیں قدموں پر پھر سر جھکاؤنگا۔ اب میری صحرانشینی سے مایوس نہ ہوں دیکھئے راجہ ججاتی آپ ہی کے خاندان کے آفتاب تھے۔ جنہوں نے جب تپ اور جگمگ وغیرہ سے وہ مرتبہ اعلیٰ حاصل کیا کہ راجہ اندر کے نصف راج پر قابض ہو گئے۔ راجہ اندر کو حکومت کے لالے پڑے اُنہوں نے سوچا کہ کچھ چمک چلنا چاہئے۔ چنانچہ اُنہوں نے شاستر کے قول کی آڑ لی۔ کہ جو اپنے منہ سے اپنے اوصاف بیان کرتا ہے۔ اور نیک کاموں کا فخر کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ اُس کے تمام ثواب زائل ہو جاتے ہیں۔ وہ راجہ ججاتی سے ملے پوچھا کہ مہاراج میں آپ کے کاروائے خیر شننا چاہتا ہوں۔ راجہ ججاتی کو کچھ دھیان نہ رہا۔ سارے امور ثواب گنا گئے ہر خواہ عام کا ذکر کر دیا پس پھر کیا تھا جتنے ثواب تھے ایک دم سے غائب غلہ ہو گئے اور راجہ اندر نے گردن میں ہاتھ دے کر نکال باہر کیا۔ راجہ ججاتی دھرم کے پابند تھے اُنہوں نے کاروائے خیر سے مراتب اعلیٰ حاصل کئے۔ دان پن اور جب تپ نے وہ برکتیں حاصل کیں کہ آخر سورگ لوک میں مستقل جگہ مل گئی۔

میں بھی اسی نظریہ پر بنیاس اختیار کرتا اور راج پاٹ پر لات مارتا ہوں
 اگر دھرم کی راہ میں قدم مستقل رہیگا۔ تو دیکھ لیجئے گا کہ رام ہی کے سر پر تاج اور
 رام ہی کے زیر قدم راج سگھاسن ہو گا۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ بلکہ میرے
 استقلال کو اور قوت پہنچائیں۔ میں بڑی خوشی سے آپ کو ساتھ لے جیتا مگر
 ماما جی! عورت کا اصلی دھرم یہی ہے کہ اپنے خاوند کی خدمتگزاری کرے شوہر
 اندھا ہو کر ٹھہری ہو بیمار ہو۔ کچھ ہو عورت کا فرض ہے کہ کبھی اُس کی خدمت
 باہر نہ ہو ہمیشہ کہنے میں رہے نگاہ میں چلے۔ میرا فرض ہے۔ اگر آپ میرے ساتھ
 رہیں لیکن خاوند کی زندگی میں عورت کو گھر سے باہر قدم نکالنا درست نہیں
 اے بچھن تمہیں چاہئے کہ ماما جی کو سمجھاؤ نہ کہ اُنھے مجھے دھرم سے روکو۔ دھرم
 کی آزمائش مصیبت ہی کے وقت ہوتی ہے جس نے مشکلات کا مقابلہ کر کے
 صبر و استقلال سے کام لیکر دھرم کو نباہ دیا۔ اُسی کی زندگی سچھل ہے۔ ورنہ
 سب بیچ۔ عورت سے محبت کرنے کا نتیجہ ہے اولاد۔ دھرم سے پریم رکھنے کا پھل
 ہے دائمی نجات یعنی موکش۔ جہاں خود غرضی سمائی وٹاں دھرم کہاں میں دُنیا
 کی چند روزہ حکومت اور زوال پذیر دولت کے واسطے پتاجی کا قول نہ نباہوں
 زوف ہے زندگی پر۔ گرد اور پتہ جسے خوشی یا نا راضگی سے کچھ بددعا یا دعا دیں تو
 ممکن نہیں کہ پٹ پڑے بیٹے کا یہی فرض ہے کہ باپ کی پٹا رکھے پس میں تو کبھی غرض
 اصلی کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ زبان سے کہیں یا خاموشی میں ٹالیں۔
 اب ماما جی زیادہ دیر کی ضرورت نہیں۔ بے تکلف فرمادیجئے کہ جاؤ۔ ورنہ میں
 بلا اجازت ہی قدم چھو کر رخصت حاصل کر دوں گا۔ کیونکہ وہ جسم مردہ سے بڑھ ہے
 جس کو دھرم کا یاس نہیں کوشلیا نے سوچا کہ راجندر بات کے دھنی ہیں جو
 کہا ہے کہ رہینگے۔ ہمارا راج پر کچھ الزام نہیں سارے کانٹے کی کیٹی نے بوٹے
 ہیں۔ بیٹے اور عورت کے فرائض کا مختصر ذکر کر کے سری راجندر جی نے
 کوشلیا کی طبیعت میں دھرم کا ایک جوش پیدا کر دیا۔ اب اُن کے ضمیر کی
 کیفیت کچھ بدلی۔ راجندر جی نے ہاتھ جوڑے اور عرض کی
 ماما جی! موقع محل سوچتے دھرم کا خیال کیجئے۔ محبت تو جب تک چوالا

قائم ہے جانے والی نہیں۔ مگر دھرم ایک آن داعد میں مٹ سکتا ہے۔ پس
آپ کو میری زندگی کی قسم۔ دھرم کے خیال سے فرما دیجئے کہ اچھا
بسیر رفتت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی

سر ۲۲

پچھن جی کا جوش و خروش سری
راچندر جی کی بزرگانہ حماس

کوشلیا جی تو سری راچندر جی کی تقریر سن کر جواب نہ دے سکیں مگر پچھن
جی سے نہ رہ گیا وہ تیور بدل کر بولے کہ

میں سمجھتا ہی نہیں کہ معاملہ کیا ہے۔ جب ہمارا ج کو راج دینے کا اختیار
نہیں تو بن میں کس منہ سے بھیجتے ہیں۔ بھائی صاحب بے ادبی جواب اگٹو بننے
سے کام نہیں چلتا۔ شیرنے اور پتا جی سے کہئے بڑھاپا ہے کسی گوشے میں
بیٹھ کر بھنگو ان کی یاد کریں۔ تاج و تخت سے ان کو سروکار ہی کیا۔ کچھ دم داعیہ
ہو تو میں موجود ہوں۔ آپ الگ رہیں صرف سیر دیکھیں۔

سری راچندر جی۔ تم ایسے عقلمند اور پھر بھی طبیعت ایسی بے قابو و زود دھرم
اور ادھرم میں تہیز کرد۔ نفع و ضرر سمجھو۔ تمہیں صرف یہی حد مرہ ہے کہ اتنی دھرم
دھام ہوئی۔ دنیا بھر میں ڈھنڈھوڑے پٹے اور عین وقت میں رنگیں
بھنگ ہو گیا۔ پرسی تھالی سامنے سے اٹھ گئی۔ یہ خیال بالکل فضول ہے جو
کچھ ساز و سامان تھے وہ راج ٹاک کے لئے نہ تھے بلکہ بن باس کے واسطے تھے
راج ملے اور ماما کی کشتی کو دکھ ہو۔ کیا یہ مجھے گوارا ہو سکتا ہے۔ ذرا سے مسکری کے
لئے ماما کو رنجیدہ رکھوں یہ مہاپاپ۔ ماما کوشلیا کو جو رنج ہے وہ بھی
واہیات۔ چودہ برس صبر و استقلال کے سامنے چودہ دن سے بھی کم ہیں میں
لئے ہمیشہ ماماؤں کی رضا جوئی مقدم سمجھی اس وقت اتنی سی بات کہ لئے ماما
یکٹھی کا دل دکھا کریں اپنی سعادت مند بچی میں بٹھ لگاؤں یہ کبھی مجھ سے نہ ہوگا تمہارا

یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ پتاجی ہوا سے نفسانی کے مطیع ہو کر مانا کیکشی کی خاطر داشت کرتے اور مجھے بن کی ہوا کھلاتے ہیں نہیں نہیں یہ تمہارا بچپن ہے۔ پتاجی نے کبھی دھرم کی راہ سے قدم نہ اٹھایا۔ جو کہ دیا وہی کیا کبھی بات میں فرق نہ آئے دیا۔ اُن کو صرف لحاظ ہے تو دھرم کا۔ وہ دل میں کانپ رہے ہیں کہ کیوں دھرم میں بادھان ہو جائے۔ مگر اس وقت اُن کو خواہشات نفسانی نے زنجیر میں جکڑ دیا مگر سوچو بردان دیتے وقت تو شکبہ نفس سے آزاد تھے۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ مانا کیکشی کو اسی وقت وعدہ و خانی پر زور دینا لازم تھا۔ اور اُسی وقت عہد پیمانی کرا لیتیں تو یہ بھی کچھ موقع گرفت نہیں۔ بے وقت کوئی بات نہیں ہوتی۔ ہر بات اپنے وقت پر ہوتی ہے۔ اُن کے بردان ملنے کا وقت یہی سمجھ لو۔ میں تو کچھ ہو جائے مانا کیکشی کی بات رکھونگا۔ بھرت کو راج ملا تو کیا مجھے ملتا تو کیا تھا۔ بات ایک ہی ہے کھی کہاں گرا کچھ پھرنے میں۔ پیارے لکشمں جب تک نہیں یہاں ہوں مانا کیکشی کو چین نہیں جب مرگ چھالا اور ٹھکڑا جاؤ لگا تو اُن کے کلچے کی آگ مجھ جائیگی پس مجھے جانے دو۔ مانا کیکشی بڑے دکھ میں ہیں اُن کی تکلیف مٹانے ہی میں میری سعادتمندی ہے۔ ورنہ بے سعادتی۔ بھائی لکشمں کسی کے کئے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے سرنوشت کے مطابق۔ خط تقدیر میں رد و بدل کی گنجائش نہیں۔ پتاجی راج دیتے تھے قسمت نے ایڑہ ماری کیکشی ایسی مانا کی طبیعت بدل دی۔ کہاں تو بڑا پاس پوجایا تھے کہاں کا دیو کی شرارت۔ خواہشات نفسانی کا غلبہ۔ اس کو کس کا قصور سمجھیں صرف مقدر نے یہ دکھایا کہ انسان کا کسی بات میں کچھ اختیار نہیں ہے۔

بے رضاے تو یکے برگ نخبند درخت

ناروچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

تیرے من کچھ اور ہے کرتا کے من اور

مانا کیکشی عالیخانہ ان۔ اجودھیا کے عالیشان و فاس کی رونق دھرم شاستر سے واقف اور پھر مجھے بھرت سے زیادہ عزیز سمجھنے والی۔ وہی آنکھوں سے جدا اور بن کوروانہ کریں تو اپنے کی بات ہے کہ نہیں ہیں تو اپنے ایشور کی مرضی سمجھتا ہوں۔ ورنہ کیا مانا کیکشی نہیں جانتیں کہ میرے بن باس سے کیا خرابیاں ہوں گی

وہ بیٹھی ہوئی پتا جی کی حالت دیکھ رہی ہیں۔ اُن کا ایکگتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے۔ جان دینے پر اوتار دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ مانا کو شلیا ضرور جان دے دیگی۔ مانا شمترا سے بھی انہیں یہی امید ہے۔ یہ لکشمی کو بھی جانتی ہیں کہ کیا صدمہ ہوگا اور پھر لطف یہ کہ سوت نہ کیا س کوری سے ٹھم ٹھمائیں تو بن کو جاتا ہوں اور اُن کو اس امر کا یقین نہیں کہ بھرت جی تخت پر قدم رکھینگے یا کیا۔ اُن کی خود جان ضغطے میں ہے سگراب ہٹ کر بیٹھیں تو بنا ہنا شرط ہے تریا ہٹ۔ راج ہٹ۔ بال ہٹ کو کون نہیں جانتا۔

لکشمی جی۔ آپ تقدیر قسمت۔ مقدر کا آگاہ کر مجھے لوگوں کی طرح بہلاتے ہیں۔ میں خوب تقدیر و مقدر قسمت و سمت کے مسئلے جانتا ہوں قسمت آپ سے ہے یا آپ قسمت سے۔ تقدیر کو جھوٹے بھاڑ میں۔ مقدر کو لٹاٹے آگ اگر آپ قاصر ہوں تو ابھی خط تقدیر و سرفروشت کا ایک ایک حرف بدل دوں۔ کاتب قدرت کے قلم کی کیا مجال ہے کہ حرف نفی زبان سے نکالے۔

راجہ چند راجی۔ انہیں بھولی بھالی باتوں پر مجھے ہنسی آتی ہے۔ ابھی تک بچپن کے خیالات موجود ہیں۔ پیارے سوچو۔ کاتب قدرت کون ہے اور نوشتہ قسمت کیا۔ ان پر تمہاری خفگی کیسی۔ میں کہتا ہوں کہ لکھی بدھی یو ہیں تھی۔ تم میرا کتنا مالو۔ چلو فیصلہ ہے۔ جتنا غصہ کرتے ہو اتنا اپنی اور میری سرفروشت پر اعتبار کرو۔ لو میں بتائے دیتا ہوں کہ زیور و لباس چودہ برس تک قسمت میں نہیں سونے کے کلسوں کا یا پانی راج تلک کے واسطے نہ تھا بلکہ بن باسیوں کے نشان لٹے۔ پیارے لکشمی تم شہ فی کو اٹل جانو نہ ہمارا نہ میرے روکے سے ٹک سکتی ہے نہ تمہارے غصے سے۔ تم ضد نہ کرو۔ خیر اب چلنا ہی مناسب ہے تمہیں راج جانے کا رنج۔ تعجب ہے۔ جانتے ہو کہ راجہ کی جان پر کیا کیا مصیبتیں رہتی ہیں ہر وقت کو فت ہر لحظہ فکر کسی پر قہر ہے کسی پر عتاب بھی کوئی گناہ ہے بھی عذاب تپ سے راج اور راج سے نرک

کی کماوت غلط نہیں جہاں ذرا راج نیت میں بھول چک ہوئی۔ بس قلیہ نیام چو پٹ۔ نرک آنکھوں کے سامنے۔ ایسے راج کا لالچ تمہیں تعجب حیرت۔ مجھے وہ آندہ

ہو گا جو دیوتاؤں کو نصیب نہیں۔ دنیا سے بیفکری۔ خیالات میں یکسوئی گوشہ نشین
میں چپ چاپ تنہائی میں گیان دھیان۔ ان اشغال سے بڑھ کر دنیا میں راج
کے کون کا روبرو ہیں جن سے لوگ پر لوگ دونوں انسان کو بادشاہت کا مزہ
آتا ہے۔ مجھے بن میں دل کی بادشاہت کر لینے دو۔ چودہ برس کے بعد راج
سنگھاسن پر راج پاٹ کے سکھ اٹھاؤنگا۔ بالفعل شدنی یہی ہے یقین جانو۔

ک ۲۳

پچھمن جی کی پر جوش اور غضب آلودہ تقریر۔ سری راجندر جی کے نصائح

سری راجندر جی کی نمائش نے کشمن جی کے خیالات میں نمایاں تبدیلی واقع
کر دی۔ جتنا ان کو رنج تھا اتنی ہی خوشی بھی کانٹے میں تل گئی۔ رنج اس بات کا
تھا کہ سری راجندر جی صحرا اندازی کے لائق نہیں۔ خوشی کا یہ موقع تھا کہ وہ اسے
استقلال و روبرواری۔ ہمت و حکم دل پر ذرا میل نہیں۔ سری کشمن جی نے بھی دل
کو روکا کہ بڑے بھائی کی رضا جوئی فرض ہے۔ مگر پر جوش طبیعت کی قدرتی حرارت کی
آگ کہاں دب سکتی تھی۔ ایک مرتبہ پھر بھوین ٹیڑھی ہو گئیں چہرہ ممتا اٹھا سانس
میں گر مانہٹ پیدا ہو گئی۔ آنکھوں میں سرخی دوڑ گئی اور دھڑک دھڑک خون اُدھر لحاظ
خوردی۔ تاؤ کھا کر چپ رہنا چاہتے تھے۔ مگر دل کی آگ بھڑاک اٹھتی تھی انہوں
نے زمین پر ہاتھ دے مارے سر پیٹ کر بولے کہ

بھائی صاحب! آپ بزرگ ہیں تو کیا ہوائیں ابھی عہد ل حکمی والدین کو جائز
اور مسئلہ تقدیر کو رد کئے دیتا ہوں۔ اہل دنیا کا قاعدہ ہے کہ مانگنے والا کیسا ہی حق
ہو اس کو دھتا بتا دیتے ہیں اور جن کو لینے کا استحقاق نہیں ان کو لوگ خود دینے کو
موجود ہو جاتے ہیں۔ آپ نے بھی انہیں کی پیروی اختیار کی ہے جو بات کرنے کی ہے
اس سے تو گریز اور نہ کرنے والی بات پر رضا مندی۔ وہاں سری راجندر جی راجت

میں دیکھتے چھتری کے واسطے کیا ہوتا ہے آپ چھتری ہو کر چھتری دھرم کو نظر انداز کئے
 دیتے ہیں۔ آپ کو مسئلہ تقدیر سے کیا غرض تقدیر کا اثر ان لوگوں پر ہے جن کا دھرم
 ٹھیک نہیں جو بد اعمال و بد افعال ہیں تقدیر دھرم وان لوگوں کا کچھ نہیں نگار سکتی
 ان کی نظر میں جلتی ہے بیشک اطاعت و رضا جوئی والدین کو میں بھی نتیجہ زندگی و
 سربلہ میاں است سمجھتا ہوں۔ مگر دیکھئے تو کن والدین کی اطاعت و فرمانبرداری لازمی ہے
 کیا راجہ دسترخورد لکیشی کی۔ جن کے دل میں پاپ ہی پاپ بھرا ہوا ہے چھیل اور کپٹ
 کا تہہ ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ جب پتاجی لکیشی کو زبان دے چکے تھے تو
 پھر آپ کے راج تلکسکی دھوم دھام سے کیا مطلب تھا۔ صرف اس لئے تاکہ زبان ساز
 بھی ہو جائے اور سب کو بیوقوف بھی بنادیں کیا ان کو معلوم نہیں کہ تخت سلطنت کا
 مالک فرزند اکبر ہوتا ہے۔ جہاں عید کے احکام کی پابندی سنا تن دھرم ہے وہاں
 لوک پرورد پر عملدرآمد کرنا بھی سنا تن دھرم مانا جاتا ہے۔ چاروں دیدوں اور چھینوں شاستروں
 کے عالم کو بکرا دینے والے کے واسطے دید میں بڑا ثواب لکھا گیا ہے مگر اہل نہانہ اس پر عمل
 نہیں کرتے وجہ یہ کہ رواج نہیں۔ اس طرح بکرا دان کرنا قطعی ممنوع ہو رہا ہے میں سمجھ لیتے
 کہ یہی تغیر کے لئے کافی ہے۔ پتاجی اور لکیشی ادھرم کرتے پر شے ہیں۔ ان کی رضا جوئی
 کیشی۔ ان کی ناجائز فرمانبرداری سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو نرک سے سابقہ نہ ہو
 جائے۔ مجھے آپ کی عقل پر بھی اس وقت بھروسہ نہیں۔ رات بھر راج تلک کی
 خوشی میں بسر ہوئی۔ سویرا ہوتے ہی کلیجہ دھک سے ہو گیا کہ میں یہ کیا ہو گیا۔ میں آپ
 کا دل کیونکر ٹھکانے سمجھا جائے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ میری باتوں پر غور کرتے ان
 طاقتوں سے کام لیتے جو آپ میں قدرتاً موجود ہیں۔ شاستر میں اس شخص کی بات پر
 اعتبار کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ جو بزدل نفس و مغلوب خواہشات نفسانی ہو
 پتاجی کا بھنہ یہی حال ہے ان کی عقل تو جرنے گئی ہے آپ کو کیا ہو گیا۔ ادھرم کو
 دھرم خیال کرتے ہیں۔ سچ جاننا کہ دنیا آپ پر تنگی۔ نام رکھیں گی۔ جس شخص کی دنیا میں
 بدنامی ہوئی اس کو یہاں بھی نرک اور پرلوک میں بھی نرک۔ آپ پتاجی کی وعدہ خالی
 نہیں کرتے بلکہ اپنے ساتھ ان کے لئے بھی نرک کا دروازہ کھولتے ہیں
 مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آخر پتاجی سے اتنی دیک کیوں۔ اس قدر لہذا کس لئے

انہوں نے آپ کے ساتھ آج تک کونسا سلوک کر دیا۔ جنم ہوا شرنگی رشی کی کشف و کرامات سے۔ شادی ہوئی بسوا مترجی کی بدولت۔ راج تلک تھا اُس کی کیفیت دیکھوں گے سامنے ہے پھر زیادہ پاس بزرگی و لحاظ خوردی چہ معنے دارد۔ سب جانے دیجئے آپ پتاجی اور کیکیشی کی خاطر مد نظر رکھ کر گھر بار چھوڑنے کو تیار ہیں کیئے ہاں۔ تو بس میری ایک بات کا جواب دیجئے۔ آپ مجھے عزیز رکھتے ہیں یا نہیں اگر مجھ سے اُلفت ہے تو میری بھی ایک درخواست پوری کیجئے۔ میں بھی سمجھوں کہ آپ قول کے دھنی ہیں۔ میری التجا ہے کہ آپ زبردستی راج چھین لیں۔ بہادروں اور ہمتوروں کو معاملات قسمت سے کیا ڈر۔ اُن کی ہمت خود سوئی ہوئی تقدیر کو جگا دیتی ہے۔ ہاتھی ایک آنکس کے اشارے سے نگاہوں میں چلتا اور مختلف جانوروں کا شکار کر لیتا ہے۔ جہاں شیر سے مقابلہ ہوا تو بس روح قبض ہو جاتی ہے۔ یہی حال شیردلوں اور نیک سیرتوں کے مقابلے میں مسئلہ تقدیر کا ہے۔ میں قسمت سے نہیں ڈرتا۔ آپ کے قدموں کی برکت سے چاہوں تو تینوں لوک اُلٹ پلٹ کر دوں پھر پتاجی میں دم کیا ہے کہ آپ کو بن باس دے سکیں۔ آپ کو چودہ برس کی صحرا نوردی سے کیا سروکار۔ پتاجی ہی کو کیوں نہ اتنے عرصے کے لئے جنگل کی ہوا کھلا دوں شاستر میں یہی حکم ہے کہ راجہ صاحب اولاد ہو جائے تو بیٹے کو راج پاٹ دے کر خود بن کی راہ لے ہمارے بزرگ اسی اصول پر چلتے آئے ہیں۔ راجہ دسرتھ کو نئی بات کرنے کا کیا حجاز۔ جگہ کے کلسوں کا یا فی موجود ہے شوق سے اُٹھ کر بیٹھ جائے راج سنگھاسن پر قدم رکھتے جو چوں جا کر لگا۔ اُس سے میں سمجھ لوں گا مجھے ہمان راجوں اور اُن کی جرافوں کی کچھ پرواہ نہیں۔ اگر یہ راجہ دسرتھ کی طرف سے متھیاریا اٹھاٹنگے تو مزہ چاہینگے۔ ایک بھی بچ جانے تو میرا دمہ۔ یہی چنداں سے رنگین اور زیوروں سے آراستہ بازو ہر مخالف کی ہڈیاں کچلینگے۔ اسی ترکش کے تیر گلیوں کو چھید چھید کر کشنوں کے پستے نہ باندھیں تب بات چھمن جی شیر کی طرح پیچھے ہٹے تھے غصے سے بھری ہوئی لال لال آنکھیں آنسو بھی بہاتی جاتی تھیں۔ سری راجندر جی کا ایک ہاتھ ان کی پیٹھ پر تھا ایک ہاتھ سے آنسو پونچھتے تھے۔ فمائش تھی کہ غصے کی ضرورت نہیں۔ نرمی سے

جوابات پئے تو سختی سے کیا واسطہ۔ تم کو سمجھانے کی ضرورت نہیں خود عقلمند
ہو بیٹے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک والدین کے فرمانبردار۔ دوسرے مردہ
مال باپ کا شراکہ اور دان کرنے والے قیسرے وہ جو گیا کریں۔ جو بیٹے
ایسے نہیں وہ پیشاب ہیں۔ جگر بند نہیں۔

سرک ۲۲

سری کوشلیا جی اور سری راجچند جی کی گفتگو
ادھر مہاروی کا جوش۔ ادھر دھرم کی پابندی
کے لئے استقلال آخر کوشلیا جی کی زبان بندی

راجچند جی نے لکشمی جی کے آتش غضب پر خوب پانی کے چھینٹے ڈئے مگر شعلہ
غیظ بھڑکتا ہی رہا۔ ادھر غصہ ادھر سری راجچند رکا پاس ادب کریں تو کیا کریں کہیں
تو کیا کہیں۔ آخر چپ ہو گئے اور کوئی دوسرا ہی منطق سوچنے کے لئے عقل دوڑا
رہے تھے کہ سری کوشلیا جی گفتگو کا موقع دیکھ کر بھر بولیں۔

پیارے راجچند راجم کوئی ایسے دیسے نہیں۔ راجہ دسرکھ ایسے چکرورتی ہمارا جہ
کے ولیعہد ہو۔ میں گئی گزی نہیں۔ تمہاری ماں ہوں اور ہمارا جہ کی پٹ رانیوں میں
سب افضل۔ پھر مجھے یہ دکھ کیسا تمہارے ہوتے میری جان کو یہ کوفت ہائے تم
نے تو ابھی رویاں بھی نہ دکھایا تھا آج کیسے کیجئے تر پانے پر اوتار ہو رہے ہو راجہ
دسرکھ نے کبھی جو دکھ نہیں دیا وہ میں لاج تمہاری ذات سے اٹھا سکتی ہوں۔ تم ذرا
کڑے پڑ جاؤ تو کچھ بھی نہ ہو۔ مگر نہ جانے تم کو کیا خیال ہے۔ خود ہی بن باس قبول
کئے لیتے ہو۔ اس کا کیا علاج۔ مے چودہ برس کا زمانہ جنگل کی تکلیفیں جب ذرا بھی
خیال آتا ہے روح اڑ جاتی ہے جس کو ہمیشہ عیش و عشرت کا سامنا رہا جسکی خدمت
کے لئے ہزاروں نوکر چاکر خدمتی دن رات حاضر رہتے تھے۔ جس کو عمدہ عمدہ کھانے
خانے روح تھے۔ آہ وہی جنگلوں میں اکیلا ٹھو کریں کھا اور پی بھلوں سے پیٹ کی آگ

بجھانے کو تیار ہے۔ پیارے رامچندر۔ ذرا سوچو یہ زمانہ تم سے کیسے بسر ہو سکا۔ جنگل کے پھلوں سے زندگی کی صورت کون ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ تقدیر کا لکھا یہی ہے۔ برہما کے اکثر مٹانے سے نہیں مٹتے۔ پرارہہ جو چاہے سو کرے اس سے کسی کا کچھ نہیں چل سکتا۔ اگر پرارہہ ہی ایسی نہیں ہوتی تو بھلا کب ممکن تھا کہ ہمارا جہ دستر تھو ایسے دھرموان ہو کر تم ایسے فخر خاندان بیٹے کے لئے دھرم اور دی رو دار رکھتے۔ میں لاکھ دل کو سمجھاتی ہوں مگر یہ کیجھت نہیں سمجھتا مایا آ کر پھر کیجھ کے زخم کو ناخن سے چھیر دیتی ہے۔ درد کو بھی چین نہیں لینے دیتی۔ ذرا سوچو دل کو کیونکر دھارس ہو۔ چودہ برس کس نے دیکھے ہیں کسی کو ایک دم کا بھروسا نہیں۔ زندگی پانی کا بلبلہ ہے اس کا بھروسا کیا۔ میں تو جانتی ہوں کہ تمہارا بن باس میری جان لیکر رہیگا۔ رنج و غم کی آگ گوشت و پوست کو سواہا کر کے رہیگی۔ پیارے رامچندر تمہارے لئے میں نے چو لے کو چولا نہ سمجھا جو تکلیف کسی سے نہ اٹھ سکے وہ میں نے تمہاری اُمید پر برداشت کی۔ برت اپاس سے جسم میں ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئیں۔ بدن سوکھ کے کاٹا ہو گیا۔ اب ایشور نے مصیبت کے دن کاٹ ڈٹے تھے۔ خوشی کے دن دوڑے ہوئے چلے آ رہے تھے کہ یہ رنگ میں بھنگ ہو گیا اس سے بہتر تو وہی دن تھے۔ جب تمہیں گود سے اترنے کی عادت و عمارت نہ تھی تم نے لاکھوں دفعہ گائے کو جاتے دیکھا ہو گا۔ گائے آگے آگے ہوتی ہے پیچھے پیچھے پھڑ پھڑا بہاں پھیرا ذرا ابھی پھیر گیا۔ گائے مُردہ کر دیکھنے لگی سو ہیں ٹھٹک کر اپنی آواز سننے ل کی۔ بچینی ظاہر کرنے لگی بس میرا حال بھی اسی طرح کا سمجھ لو۔ میں تمہیں کیجھ سے جدا کر کے رہ نہیں سکتی۔ خیریت چاہتے ہو تو ساتھ لیتے چلو۔ آئندہ اختیار ہے۔

سرری رامچندر جی۔ مانا جی غصے اور رنج کا موقع اب نہیں ذرا غور کیجئے کہ صورت معاملہ کیا ہے۔ کیکیٹی مانا آج سے وہی کیکیٹی مانا نہیں رہیں۔ جنہوں نے پتا جی کو خوش کر کے ان کے دل پر اختیار کر لیا تھا۔ اب ان کے دل میں پتا جی کی طرف صفائی نہیں رہی۔ نہ پتا جی کو ان کی محبتوں کا اعتبار رہا۔ دل میں گرہیں پڑ گئیں بگاڑ کی صورت ہر وقت سامنے رہیگی مجھے تو یقین نہیں کہ مانا کیکیٹی اب پتا جی کی ویسی خدمت کریں۔ جیسی اب تک مرغوب دل رہا کرتی تھی۔ مانا کہ آپ میرے ساتھ

گئیں مگر سوچئے تو بڑھاپے میں پتیا جی کی خدمتگداری اور خاطر داشت کون کرے گا۔
دھرم شاستر کا قول ہے کہ خاوند کی زندگی میں عہد کو خاوند سے جدار نہ بنانا
مناسب ہے۔ پھر آپ کو میں کیونکر ساتھ لے چلوں۔ ایک تو آپ خود فخر کرتی ہیں
کہ میں رام کی ماما ہوں۔ اس حالت میں اگر میں نے دھرم شاستر کے خلاف آپ
کی ہمدردی منظور کی تو تمام دنیا حرف رکھیں گی۔ نہ آپ کسی کے سامنے مذکر سکیں گی نہ
میری آنکھیں کسی کے سامنے اٹھ سکیں گی۔ اگر اپنے جنم بھر کا کیا دھرا اکارتھ کرنا
اور میرے منہ پر عمر بھر کے لئے سیاہی لگانا منظور ہے تو خیر کیا مضائقہ آپ
کی ہی خاطر سہی۔ لیکن دھرم کی راہ میں قدم نہیں پڑتا۔ نیک و بد نشیب و
خاوا آپ سمجھ لیں۔ تب آپ جو مجھ کو حکم دیں منظور نہ کروں تو گنہگار۔
کوشلیا جی کے دل میں بات جم گئی۔ وہ سوچیں کہ رام کے ساتھ چلی تو
جاؤں مگر نیکی بدی ساری میرے سر ہوگی۔ اس لئے اُن کا قیافہ کچھ اور کہنے لگا اُن
کی طبیعت اونچ نیچ سوچنے لگی۔ دھرم شاستر کی ہدایت اُن کے قلب پر غیر معمولی
اثر کیا اُن کے بشرے سے ظاہر ہونے لگا کہ اُن کا پریشاں دل کچھ مطمئن ہو گیا ہے
اُن کے لب خاموش نے انخاموشی نیم رضا کا عقدہ حل کیا۔ یہ صورت دیکھ کر

سری راجندر جی نے تقریر کے رنگ پر اور رنگ چڑھایا وہ بولے:-
ماما جی ذرا غور کیجئے پتیا جی آپ کے پتی پریشور ہیں۔ میرے بھی جنم داتا ہیں جنم
داتا کو بھی پریشور ہی کا مرتبہ حاصل ہے۔ پس وہ آپ کے بھی پریشور ہوئے اور میرے
بھی۔ پریشور کا حکم ماننا آپ خود سمجھ لیجئے جائز ہے یا ناجائز۔ جس کی خدمتگداری
کے لئے آپ کا دنیا میں جنم ہوا۔ جس کی فرمانبرداری کے واسطے پریشور نے مجھے آپ
کی آغوشِ مادری میں پالا۔ اُس کے قول کا نباہ آپ اور مجھ پر ہر حالت میں فرض
ہے۔ آپ یہاں اُن کی خدمت و دجوتی کریں۔ میں بن باس اختیار کروں۔ ہاں ہاں
سے واپسی پر جو مرضی ہوگی وہی نہ کروں تو دین و دنیا میں رو سیاہ +

سری راجندر جی بن باس کے نتائج سب جانتے تھے اُن کو معلوم تھا کہ ادھر
میں نے گھر سے قوم نکالا۔ ادھر راجہ دمرتھ کی جان گئی پس ایسی صورت میں کوشلیا
جی کی موجودگی لازمی ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے کوشلیا جی کے دل میں اپنا دل ڈال کر راضی

برضا کر لیا یہاں تک کہ وہ خود زبان سے بول اٹھیں کہ

خیرا چنڈر جی جاؤ۔ تمہیں تمہاری سعادتمندی مبارک ایشورتم کو اس کا نیک
اجر دے۔ میں اب چلتے وقت ٹوک ٹاک مناسب نہیں سمجھتی مگر اتنا خیال رکھو کہ
سب تکلیفیں برداشت ہو جائیں گی۔ مگر کیسی کا سوتا دہ کیونکر گوارا ہو گا۔ صرف
یہی خیال ہے۔ جس میں تمہارے ساتھ چلنے کو اصرار کر رہی ہوں۔ ورنہ مجھے مہاراج
کے قدم چھوڑنا کب گوارا ہو سکتے ہیں۔ خواہ وہ مجھے پھولوں پر جگہ دیں خواہ کانٹوں
پر سلائیں۔ اُن کے ہاتھوں کا زہر بھی میرے لئے امر ہے، یہ کہتے ہی کوشلیا جی
کی آنکھوں سے ایک چشمہ اُبلنے لگا۔ اور ہچکی بندھ گئی۔ سری راجنند جی لاکھ
طبیعت روکے ہوئے تھے مگر اُس وقت عنان ضبط ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بے
ساختہ رو پڑے آنکھوں سے آنسو بہ رہے اور زبان سے یوں گوارفتاشی ہو رہی تھی کہ
ماتا جی! آپ مہربانی کیجئے۔ مجھے دھرم نے ہزارہ تجزیوں میں جکڑ رکھا ہے اسلئے
آپ کے آنسو نہیں پونچھ سکتا۔ آپ کبھی میری آنکھوں میں آنسو نہ دیکھ سکتی تھیں ادھر
آنکھ سے ایک آنسو چھلکا اُدھر ہاتھ اُنچل لئے ہوئے آنکھوں کی طرف بڑھا آپ
کے دل کا کنول در اسی چہرے کی اُداسی سے کھلا جایا کرتا تھا۔ اس وقت وہ
دل و طبیعت کہاں ہے۔ ذرا صبر کیجئے میری خاطر سے دل پر جبر کیجئے۔ آنچل سے
آنسو پوڑیئے۔ چار دن کی زندگی کی محبت کے خیالات چھوڑ دیئے۔ اس کے عوض
پتا جی کی خدمت گزار کیجئے۔ فرمانبرداری کیجئے۔ اس شغل میں آپ کا دل بہلیگا۔
میرا غم ذرا بھی نہ کھلیگا۔ ماتا جی آپ کو کسی کس بات کی ہے۔ چکرورتی خاوند کا سایہ
سر پر۔ مجھ ایسا بیٹا موجود جس کا خاوند صحیح سلامت ہے جس کو ایشور نے میا دیا ہے اس
کو کس بات کا رنج۔ کس چیز کی کمی۔ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ رہیں کیسی ماتا کی دلازاریاں یہ
بھئی کچھ چیز نہیں بھرت کئے ہوتے آپ کو ذرا سا بھی دکھ ہو تو میں ذمہ دار۔ وہ میرا لائق
بھائی ہے۔ بھرت جی آپ کے مقابلے میں ماتا کیسی کو اپنی نہیں سمجھتے۔ جب میں نہ ہوں گا
تو اُن کو آپ کی اور زیادہ خاطر داشت ملو گا خاطر رہیگی۔ وہ ہر وقت دلجوئی کرتے ہیں
حال کیا کہ ذرا خدمت گزار میں فرق ہو۔ لیکن آپ میرے ساتھ چلی گئیں تو فراموشے دنیا
کیا طعنہ زن نہ ہوگی کہ وہاں سے پتی برت دھرم بڑھا پے میں خاوند کی رفاقت سے جان

چھپالی۔ اس کے علاوہ ہمارا ج کیا دل میں کھینکے اور اُن کی نگہداشت کیسے ہوگی۔ پتاجی جوان بھی ہوتے تو خیر اور بات تھی۔ اب بڑھاپا ہے بڑھاپے پر دشمن سے دشمن بھی رحم کرتا ہے۔ دھرم شاستر سے ثابت ہے کہ عورت تیرے پرت پوجا پائے جو چاہے کرے مگر ایک خاوند کی اطاعت گزاری بغیر سب مٹی عورت صرف رضا جوئی مشورہ مقدم سمجھے اور پوجا پائے وغیرہ کچھ نہ کرے تو اُس کی مٹی میں کچھ شک نہیں۔ سمجھ لیجئے کہ اُسے یہاں بھی بیکٹھ دیاں بھی بیکٹھ دے۔

کوشدیا جی اب سوچنے لگیں کہ راجپندر جی کا بار بار ہمارا ج کی خدمت گزاری پر زور دینا کس مصالحت سے ہے۔ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں اور آپ قدموں کی خدمت سے دست کش ہوتے ہیں۔ یہ بھیہ کیا ہے؟

دھرم سری راجپندر جی نے خیال کیا کہ میں پتاجی کی خدمت گزاری پر زور دیکر ماما جی کو ہمارا ہی سے روکتا ہوں اس میں بھی ایک شک ہے یعنی جب پتاجی کا پیغام موت آچکا تو وہ خدمت گزاری کس کی کرینگے۔ اس خیال کو ذہن نشین کر کے اُنہوں نے فرمایا کہ

ماما جی! میں خالی ہمارا ج کی سیدھے لئے تکلیف نہیں دیتا اسی زمرے میں آپ برہمنوں کی خدمت گزاری بھی سمجھ لیجئے اور ساتھ ہی میرے لئے بھی دیوتاؤں سے منتیں مانگتی رہئے۔ کہ خیر و نافرینت سے چودہ برس کٹ جائیں۔ اس حالت میں آپ کو ترک غذا بھی لازم نہیں۔ کیونکہ اگر آپ خواب و خور سے پرہیز کرینگے تو مقصد براری میں شک ہے۔ اسی لئے جو کام کیجئے شمس خوشی سے۔ جو کام رنج و غم کی حالت میں نہیں کیا جاتا اُس میں کامیابی ہوتی ہے۔ پتاجی کا سایہ لاکھوں برس تک ہمارے آپ کے سر پر قائم رہے۔ وہ ہم سب کی سپر ہیں۔ بس اُن کی زندگی میں یہ کہنے کو نہ رہے کہ آپ کسی روز بھی خدمت گزاری سے معذور یا قاصر رہیں۔

سری راجپندر جی کی ان باتوں سے کوشدیا جی کو ڈھارس تو بہت کچھ ہوئی مگر مانتا کہاں جاتی پھر بھئی اُن کے آنسو بھر آئے اور سری راجپندر جی کو ایک چھپی نظر سے دیکھ کر بولیں کہ

اچھا! تمہاری اپنی مرضی ہے تو جاؤ کام سدا کرو۔ جب تک تمہیں پھر نہ دیکھوں گی

شب تک سونا جاگنا حرام دیکھا گیا اور کھو کر میری جان بچا رہی تھی۔ وہاں ایشور کی بایا تو بڑی بلوان ہے جس بات کو کسی طرح گوارا نہ کر سکتی تھی وہی مجھ سے کھلا کے چھوڑی اچھا جو اس کی مرضی۔ مگر راجندر سمجھ لو کہ تم کو اجازت نہیں دینی اپنی جان بچھڑتی ہو یہ بھی سمجھنا کہ جو کچھ اجازت ہے وہ مراد ہی سے ہے مجھے خیال ہوتا ہے کہ تمہارا کنول نہ کھلائے۔ آج تک میں نے تمہاری کوئی بات نہیں مانی۔ اس وقت بھی اس کی پابندی ہے۔ نہیں تو تم کو ابھی روک کر دکھا دوں۔

سری راجندر جی نے اب قصہ چکانا چاہا۔ باتوں میں دیر بہت ہو گئی تھی اسلئے زبان مبارک سے فرمایا آپ خواب غفلت سے بیدار ہو جائے۔ میری پیدائش کا اصل اصول سمجھئے۔ میں خالی اجودھیا کی حکومت کے واسطے دنیا میں نہیں آیا۔ اس کی غایت اور ہی کچھ ہے۔ بن پاس اختیار نہ کروں تو اس کا قالب کا نتیجہ ہی کیا۔ میں اس سارے فضول خیالات دل سے دھو دیکھئے۔ اور فرما دیجئے کہ اچھا رخصت۔ اتنا فرما کر سری راجندر جی نے راز حقیقی سے ماہر کیا تو سری کوشلیا جی کی آنکھیں کھل گئیں کچھ بھی دم مارنے کا منہ نہ رہا۔ اُن کی کلی کلی کھل گئی کہ آہ میرے زہے نصیب کہ میں ذاتِ وحدہ لا شریک کی ماں ہوں۔ نور حقیقی نے سانسے روپ میں میری آنکھوں کو جلوہ قدرت دکھایا۔

سرگ ۳۵

سری کوشلیا جی کی اجازت۔ سری راجندر جی کی
اُن سے رخصت۔ سری سیتا جی سے ملنے کیلئے روانگی

یا تو کوشلیا جی کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا یا وہ سری راجندر جی کے جلوہ عالم افزو کو پہچان کر کھپولی نہ سمجھائیں۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ جو کچھ قدرت ہے راجندر ہی کی ہے اس میں دخل دہی دوست انداز ہی فضول۔ بس انہوں نے بڑے شوق سے اجازت دے دی کہ اچھا اب دیر نہ کرو۔ جاؤ کل اسٹ دیو تمہارے محافظ بیٹے سبوا متر جی کے

استر شستر تمہارے نگہبان ہیں۔ تمہارا دھرم تم پر ہاتھ رکھیگا۔ کیلٹی رانی کی از نو
 تمہیں بھل دیگی۔ میں تمہیں تمام دیوتاؤں کو سونپتی ہوں۔ کل دیوہ اور غیر دیوہ
 تمہارے آگے آئیے جنگلوں کے پھل پھول۔ رشی۔ بن دیویاں۔ پہاڑ۔ ندیاں۔
 تھالاب۔ چنڈ۔ پرند۔ شیر۔ جتنے۔ سادھو۔ مہاتما۔ پون۔ اگنی۔ دھاتما۔ بدھیا۔ سہج
 چاند۔ دیوتا۔ اندر۔ ۱۲ کلاٹیں۔ ۱۲ رتیں۔ ۱۲ جینے۔ رات۔ یون۔ لخطہ۔ لخطہ۔ پل۔ پل۔
 وید شاستر سب تمہارے ہوا خواہ ہیں۔ کشیپ۔ دس دشائیں۔ سمندر۔ برن۔ کبر۔
 منجھتر۔ گرہ۔ چھ۔ کنہر۔ گندھرب۔ راجھس۔ پشاج۔ بھوت۔ دانو۔ بندر۔ مکھی۔ مچھ۔
 ہاتھی۔ ریچھ۔ بھینسے۔ تمام سینگ اور ناخن داسے چوپائے اور کل جانور ان صوانی
 تمہارے خیر خواہ جان و مال ہوں۔ رودھیاں۔ سدھیاں۔ آکاش پر تھوی۔ سرگن
 سرگن وغیرہ سب تمہاری بہبودی کریں۔
 یہ سب دعائیں دیکر کوشلیا جی نے دیوتاؤں کی پرستش شروع کر دی۔ برہمن
 ہون کرنے لگے اُستیتوں سے محل کو نچنے لگا۔ سفید بھولوں کی مالاؤں اور سفید
 ہی سرسوں سے پوجا ہونے لگی۔ برہمن دکنشا سے اور کنگال دان یں سے مالا مال
 ہو گئے۔ اب کوشلیا جی اُٹھیں اور سری راجندر جی کے ماتھے پر چندن کا تملک لگا کر
 بشالیہ کرنی اوشدھی (یعنی تعویذ حفاظت) بازو پر باندھ دیا۔ اور زبان پر وید شتر
 جاری ہو گئے۔ کوشلیا دیو ہیں نازک اندام تھیں۔ قد بھی ٹھکنا تھا۔ اس پر گدشتہ
 رنج و غم سے اُن کا جسم آدھا نہ رہا۔ اب کربھی جھک چلی تھی۔ لہذا راجندر جی
 قد مپوسی کے بہانے سے ذرا جھک گئے کہ کوشلیا جی کو تملک لگانے میں تکلیف
 نہ ہو۔ جب تملک لگا چکیں تو کوشلیا جی نے پھر فرمایا۔
 پیارے راجندر! میں اشیرا دے کر تم کو رخصت کر چکی دل تو نہیں چاہتا
 کہ اکھیلوں سے جدا کروں مگر دھرم کی راہ میں جانے والے کو فضول ٹھہرانے سے
 کچھ حاصل نہیں۔ مورت ٹھیک ہے۔ اب ہاں پر نگیا پوری کرنے کو مستعد ہو جاؤ
 ایشور سے میں پھر دعا کرتی ہوں کہ کوئی آسیب پاس نہ بیٹھے۔ کبھی کسی اندیشہ و
 فکر سے ساقط نہ ہو۔ چودہ برس جلد ہی سے کٹ جائیں میں تمہاری صورت
 پھر دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کروں۔

سری راجندر جی نے قدیوں پر سر جھکایا اور کہا مائیں چرن چھوتا ہوں جنک
 ندنی کی دلجوئی کرتے رہیگا۔ آپ ہی کے سپرد ہیں +
 یہ تقریر سنکر کوشلیا جی کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور سری راجندر کو
 گلے سے لگا کر رونے لگیں۔ راجندر جی بھی بار بار قدیوں پر گررتے تھے۔ مگر طبیعت
 نہ رکتی تھی۔ کوشلیا جی نے فرمایا کہ بیٹا۔ سیتا سے ملے بغیر نہ جانا۔ اُس کا
 کنول سادل کلائیگا تو مجھے اور بھی دکھ ہوگا +
 یہ کہہ کر کوشلیا جی نے راجندر جی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ راجندر جی نے قدم چھوئے
 اور کوشلیا جی کے اشارے سے سیتا جی کے روناس میں تشریف لے گئے +

سرگ ۲۹

سری راجندر جی کی سیتا جی کے روناس میں
 تشریف آوری عزم صحرا نوری۔ ضروری ہدایات

سری جانکی جی اپنے روناس میں راج تلک کی خوشی منا رہی تھیں اُن کو اس
 وقت کیا شغل تھا وہی پوجا پاٹھ۔ دان پین۔ جانکی جی کا عنصر لطیف ظاہر خاکی تھا
 مگر وہ بالذاتہ نور مجسم تھیں اُن کی نظر سے کون بزم قدرت پوشیدہ تھا وہ اچھی طرح
 واقف تھیں کہ کیا شہ فی ہے۔ چو شہ فی تھی وہ گویا اُن کی اور سری راجندر جی کا ایک
 کرشمہ قدرت تھی۔ مگر نہیں قابل عنصری میں اُن کو بھی اہل زمانہ کی طرح کارروائی
 کرنا پڑی وہ بھی دیوی دیوتا منارہی تھیں کہ خیر صلاح سے راج تلک ہو جائے۔
 سیتا جی کے روناس میں پوجا پاٹھ کی خوب دھوم دھام تھی۔ دیدھنتروں کے
 سوا کالوں کو کوئی آواز نہ سنائی دیتی تھی اتنے ہی میں سری راجندر جی رونق افروز
 ہوئے۔ جو وہیں سری جانکی جی نے پاؤں کی آہٹ غشی ہاتھ جوڑے ہوئے کھڑی
 ہو گئیں۔ چند قدم آگے بڑھ کر قدیوں کی طرف سر جھکایا۔ پاس ادب و لحاظ خوردی
 سے کپکپاتی ہوئی چہرے کی طرف دیکھتی ہیں تو صورت ہی اور نظر آئی۔ سری راجندر جی
 کے چہرہ الزہرہ خوشی کے آثار نہ تھے جو راج تلک کی خوشی میں اُن کا کنول کھلا دیتے

اس وقت راجندر جی کا قدرتی بشاش چہرہ معمول کے خلاف پڑمردہ تھا۔ شگفتگی سے پڑمردگی جھلکتی تھی۔ سیتاجی کو دیکھ کر اس حالت میں کچھ اور بھی انقلاب پیدا ہو گیا۔ سری جانکی جی چہرے کی اُداسی کو فطرت سے دیکھنے لگیں اور ادب و لحاظ کے قریب سے دریافت کیا کہ

پران ناتھ! راج تلک میں کیا دیر ہے۔ پکھیہ پچھتر گزر رہا ہے۔ ابھی تک چتر شاہی سر پر نہیں۔ بھائوں کے کڑکے بھی اب تک سنائی نہ دئے۔ سُرخ چندن کا تلک نظر نہیں آتا وہی معمولی مدھوکاڑ کا رونق بخش جیس ہے نہ بدن پر پوشاک شاہی ہے نہ سر پر تلج جہانبا نی ہے۔ رتھ کی گرد گرداہٹ سنائی نہ دی۔ ٹھوڑے بھی نہ پہنناٹے بات کیا ہے۔ چہرہ بھی اُداس۔ مزاج بھی خلاف معمول کچھ خیر تو ہے۔ نصیب دشمنان کوئی بات تو نہیں میرا تو جی اُڑ گیا۔ کہ آپ اس طرح کیونکر تشریف لائے؟

راجندر جی۔ راج تلک ہو گیا اب بدھائی بجاؤ۔ مجھے جنگلوں کی حکومت ملی بھرت جی کو اب دھیا کی۔ تم بڑی خوشی نصیب ہو تمہارے خاندان کی عظمت کا کیا کہنا۔ دیکھو مجھے کیا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں بھی کچھ کم خوش قسمت نہیں ہوں۔ مگر ہوئی ہوگی کہ جنگل کا راج کیسا ملجب تک پہنچو گی تو پھولی نہ سماؤ گی پتا جی کو جانتی ہی ہو کہ کیسے ست باد ہی میں آج اُن کا ست بنا ہونے کا افتتاح رکھے حاصل ہوا؟

جانکی جی۔ میری سمجھ میں نہ آیا۔ آپ نے کیا فرمایا؟
راجندر جی۔ ماما کیلٹی سے ایک وقت پتا جی تول ہارے تھے اُن کا قول جان کے ساتھ ہے۔ اس وقت ماما کیلٹی نے وعدہ وفا کی پر مٹ کی۔ چنانچہ میں بھرت کو راج دیکر بن کر روانہ ہوتا ہوں۔ بھرت تمہاری رضا جوئی کرینگے۔ تمہیں بھی لازم ہے کہ انہیں کی نظر میں چلتی رہنا اُن کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرنا۔ خیال رکھو کہ صاحب دولت و اہل اختیار عاجزی و رضا جوئی ہی سے خوش رہتا ہے تم بھرت جی کو راج سمجھنا اور سمجھی بھولے سے بھی میری تعریف کے الفاظ زبان سے نہ نکالنا اگر کوئی اور میرا ذکر کرے تو تم بھرت ہی کو سراہنا یہ نہ خیال کرنا کہ وہ مجھ سے یا تم سے چھوٹے ہیں۔ ایسے موقع پر خود ہی کا رتبہ بھی بزرگی سے زیادہ سمجھا جاتا ہے اچھا اب میں تو

پا برکاب ہوں۔ بہتر ہے کہ تم بھی زیور وغیرہ اتار کے رکھ چھوڑو۔ جس میں بھرتی چلی
 سنبھلے رہیں کہ تم کو ان کی قدر و منزلت کا کیسا ادب ہے۔ آج سے تمہارا کیا فرض ہونا
 چاہئے۔ گوش ہوش سے سن رکھو تا کہ کسی کو کوئی حرف زبان سے نکالنے کا کبھی
 منہ نہ پڑے۔ ہر ایک سے پہلے جاگنا۔ اٹھنا۔ ماتھ منہ دھونا۔ نہانا۔ پوجا پاٹھ کرنا
 جس وقت تاجی بیدار ہوں ان کے قدم چھونا۔ ماما کو شلیا کے دل سے میری جدائی
 کا خیال بھلائے رکھنا۔ بڑھا پے میں ان کی اچھی طرح خدمت داری کرنا۔ ماما کی گئی اور
 شہتر جی کو بھی اسی طرح سمجھنا۔ جس طرح ماما کو شلیا کو جس طرح میں اپنے بھائی کو جان
 سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ اُسی طرح تم بھی بھرتی۔ نقشمن۔ پترمن کو سمجھتی رہنا۔ بھرت
 جی اب صاحب تخت و تاج ہیں۔ ان کا لحاظ و ادب واجب ہے جو وہ کہیں اس کو مانگے
 نکالنا اگر ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات ہوگی تو وہ جو چاہیں سزا دے سکتے ہیں ان
 کو کوئی روک ٹوک نہیں۔ راجوں کو بعض موقعوں پر خاص بیٹے کی خوریزی سے بھی
 عار نہیں ہوتا۔ گاہے پر شنائے خلعت دہند۔ گاہے بسلائے پر بچند۔ ایک وقت
 جس کو آسمان پر چڑھا دیا ہے۔ دوسرے وقت اُسی کو پاتال میں گرا دیتے ہیں۔ اور
 بعض وقت پاؤں کی جوتی کو بھی وہ مرتبہ دے دیتے ہیں کہ سر چڑھے ہوؤں کی بھی
 کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ اچھا پیاری اب میں چلتا ہوں۔ ان سب باتوں کو گروہا ہونا
 جس میں چودہ برس کا زمانہ بڑے اطمینان اور بڑی بیفکری سے گٹ جائے

سرگ ۲۷

سری جانکی جی کی عزم ہمارا ہی۔ سری راجچندر
 جی کی ممانعت۔ سیتا جی کی کدو کاوش

سری راجچندر جی کی اس تقریر پر سری جانکی جی کو کچھ ہنسی آئی کچھ تعجب
 ہوا کچھ رنج۔ انہیں تینوں عاشقوں کی تصویر کا چربا پیش نظر کر کے انہوں نے
 سری راجچندر جی سے فرمایا کہ بہ

واقعہ اسرار تمام رازوں سے خوار وہ ایسی باتیں کرے سخت استعجاب ہے سمجھ لیجئے کہ مانا ہو یا پتا۔ بھائی ہو یا بیٹا۔ رشتہ دار ہو یا عزیز جو کوئی ہے اسے ایک دو سر کا بھروسہ ہوتا ہے۔ مگر میں ہی ایک بد نصیب ہوں جس کی زندگی آپ ہی کی قدر عنایت پر منحصر ہے آپ کے بغیر میں نیم جان رہوں گی۔ کچھ مضائقہ نہیں آپ شوق سے بن کو جابیں مگر آپ اپنے ادھے انگ کو یہاں چھوڑینگے تو فرمائے آپ کو۔ یا مجھے فائدہ کیا۔ مگر اردھنگی کو یوں چھوڑنا سمجھ لیجئے کس قانون محبت کے رو سے جائز ہے۔ آپ کو شاید خیال ہو گا کہ عورتیں قدرتا کمزور اور نازک ہوتی ہیں۔ مگر خوب خیال رکھئے کہ خاوند کے لئے سختیاں اٹھانے کے وقت ان کا دل ایسا سخت ہو جاتا ہے کہ تھپہ تو پتھر پہاڑ کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ اگر پہاڑ کو خاوند کی آتش فراق کی ذرا بھی آنچ پہنچ جائے تو موم کی طرح پگھلے۔ عورتوں کا دل سرمہ بن بن کر آنکھوں کی راہ سے بہتا تو ہے مگر خاوند کی رفاقت میں اسے موت کا طیانچ بھی نسیم کا خوش کن جھونکا معلوم ہوتا ہے سمجھ لیجئے کہ اگر آپ یہاں نہیں تو جانکی جان کی خیر کیونکر سمجھئے ؟

میری راجنندرجی۔ تم اپنے رنواس میں سب آئند لوٹ چکیں۔ پھر اب بن میں تکلیف کرنے کی کون ضرورت ہے۔ مزے سے یہیں رہو چودہ برس گزرتے کیا دیر لگتی ہے جب ہم آئینگے پھر وہی آئیں ہو گا۔ کیا تم سے اتنے دنوں صبر نہیں ہو سکتا ؟

جانکی جی۔ آپ بات کو کہاں سے کہاں لے گئے۔ اچھا سنئے میں بھی جواب دیتی ہوں۔ اگر آپ کا یہیں قیام رہتا۔ جنگل میں جانے کی نہ ٹھہرتی اور میں بھی دُشیا میں نہ ہوتی تو سچ کہیں گا آپ کیا کرتے ممکن نہ تھا کہ آپ کی شادی نہ ہوتی ضرور ہوتی مگر جب میں صحیح و سلامت موجود ہوں تو بن میں آپ کی شادی بھی محال اس لئے عرض کرتی ہوں کہ ہمراہ رکھئے آخر کوئی تو خدمت کے لئے ساتھ ہونا چاہئے۔ آپ میری ہمراہی سے کیوں بھاگتے ہیں۔ آپ کو اندیشہ کس بات کا ہے کیا آپ عورتوں کی خصلت نہیں جانتے جو نیک عورت ہے وہ بادشاہت کے لالچ میں بھی نہیں آتی۔ اپنے خاوند ہی کو سب کچھ سمجھتی ہے ؟

پران ناتھ! آپ لاکھ ٹالے مالے بتائیں۔ فقرے بنائیں مگر سمجھ لیجئے کہ یہاں تو ٹھن چکی ہے کہ آپ کے دم ہو چکے اور میرا سر آپ زیادہ فہمائش و نصیحت نہ کیجئے۔

ایسی ایسی نصیحتیں میرے نافوں پر لکھی ہیں۔ جب کسی کو کے دن سنا تب جو
 سنہتی چلی آئی ہوں کہ عورت کا کیا دھرم کیا ہے۔ عورت کے لئے خاوند کی خدمت
 کس قدر لازمی ہے۔ مجھے پتا ہے ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ لوگ پر لوگ جو کچھ بتا رہے
 خاوند کی خدمت سے کچھ ہو جائے شوہر کی غلامی سے کبھی پہاوتی نہ کرنا مجھے بھی
 اسی طرح اپنے ماما پتا کے حکم کا لحاظ دیا ہے جس طرح آپ کو۔ پھر یہ کیا کہ آپ تو
 والدین کے حکم کی تعمیل کریں اور مجھے ان کے قول کی پابندی سے باز رکھیں یہ
 تو محض ہٹ دھرمی ہے۔ آپ کو آنچہ بخود نہ پسندی بہیگراں پسند کا ضرور خیال
 ہونا چاہئے۔ آپ سے والدین کے قول کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی تو مجھے بھی
 اپنے والدین کی ہدایتوں کا پاس جان کے ساتھ ہے۔ ممکن نہیں کہ میں آپ کے ساتھ
 نہ جاؤں۔ ہزار میں جاؤنگی۔ لاکھ میں جاؤنگی۔ مجھے کوئی منطق روک نہیں سکتی
 بن میں کون سی خوش کن سیر نہیں۔ بہرہ چکریاں بھرتے ہونگے۔ شیر لادھڑ
 چلتے پھرتے ہونگے۔ طرح طرح کے جانور ان صحرائی کی چیل رہتی ہوگی۔ یہ نظار
 دیکھنے کے لئے یہاں خود ہی آنکھیں ترس رہی ہیں۔ جنک پور میں بیکٹو کی
 بہار دیکھی۔ اجودھیا میں سرلوک کے سکھ اٹھائے۔ اب ذرا جنگل کی ہوا کھانا بھی
 ضرور ہے۔ رادکھ سکھ وہ سب آپ کی چشم توجہ پر منحصر ہے۔ یہاں تنہا ہی تو زندگی گزارتے
 ساتھ ہی تو جنگل میں بھی مشکل کا مزہ۔ ان سب باتوں کو بھی جانتے دیکھتے۔ خاوند
 عورت کو چھوڑ جائے تو اس کی غلطی۔ آپ کے بغیر میں تہی برت دھرم کا نباہ کیسے
 کر سکونگی۔ شمع نہ ہو تو پروانے کو لطف کیا۔ گل نہ ہو تو بلبل کے جوش عشق کا مزہ کیا
 مجھے دنیا کی کسی چیز سے غرض نہیں۔ سب خواہشوں سے دل سیر ہے جنگل میں
 بھوک پیاس مارے رہونگی۔ کوئی ہوس پاس پھٹکے کیا مجال۔ صرف رفاقت سے
 کام ہوگا اور خرد متنگزاری سے مطلب۔ آپ اگر یہ کہیں کہ شیر نگل خجائینگے۔ بھیر ٹرے
 کھا لینگے کہیں کوئی اثر نہ پھینکا مارے۔ مانتھی نہ مسل ڈالے۔ ان باتوں کا خوف
 مجھے نہیں نہ آپ کی ایسی فضول دھمکی سے میرا ارادہ پست ہو سکتے ہیں۔ آپ تمام
 ذیروجن کے خالق ہیں۔ مجال کیا کہ کوئی ایک پتہ بھی بے حکم بلا سکے۔ آپ کی ذرا جہنی نظر
 پڑھ ہی ہو جائے تو زمین آسمان کا پتہ نہ لگے۔ اس حالت میں مجھے کسی سے کیا

اندیشہ آپ میری عزاکت وغیرہ پر نہ جائیں مجھے پیدل چلنے کی خوش گل پر قدم رکھنے سے زیادہ مہارت ہے۔ بچوں کی پٹھری چاہتے تلووں سے چھبے مگر آپ کے ساتھ جنگل کے کانٹے ذرا بھی کھٹکیں کیا مجال۔ پہاڑ میرے لئے کھڑکی چوڑھٹ سے زیادہ نہیں۔ ندریاں چیز سی کیا ہیں۔ سمندر بھی ہو تو آپ سے آگے میرا ہی قدم ہوگا۔ ان سب باتوں کو بھی جانے دیجئے۔ آپ مجھ کو ساتھ نہ لے جائیئے تو بہادری سی کیا ہوگی کوئی آپ کو مرد کیونکر کہیگا۔ بہادری تو تب ہی ہے کہ آپ مجھ کو ساتھ لیکر بن ہاس کریں۔ ایک دنیا جانے کہ سری راجندر جی کے برابر کون سوریر ہوگا۔ جو اکیلے ہی نہیں بلکہ اپنی جان کی کٹے ہوئے بھی جنگلوں کے دکھ کو سکھ سمجھ رہے ہیں بالفرض آپ مجھے یہیں چھوڑ گئے تو سمجھ لیجئے کہ جتن تو کیا گرا اڑا اڑا لٹے لینے کے دینے پڑینگے۔ میں جان دیدو ملی اور غم و افسوس کے سوا آپ کے لیے کچھ نہ پڑیگا۔ اگر آپ کو جان لینا منظور ہے تو کٹے قدم چھوڑوں مگر یاد رکھئے کہ یہ چولا اسی وقت تک قائم رہیگا۔ جب تک آپ نظر نہیں پھیرتے۔ راجندر جی۔ تمہارا جوش محبت صحیح۔ جو تم نے کہا سب درست۔ مگر ذرا سوچو تو عقلمندوں کو اونچ نیچ بھی سمجھنا چاہئے۔ اہل زمانہ میں ہم تم ہیوں کی کاروائیاں بمنزلہ سبق ہوتی ہیں۔ پس ذرا سوچ سمجھ لو۔ جنگل میں تکلیف کے سوا اور کچھ نہیں۔

سنگ ۲۸

سری جانکی جی کی پراسرار گفتگو۔
شباب وغیرہ کا حال۔ ہمراہی کا جوش

سری جانکی جی فرماتی ہیں کہ سوامی جی! آپ مصائب کا کچھ فکر نہ کریں جن کو آپ تکلیفیں سمجھتے ہیں وہ میرے لئے راحتوں سے زیادہ ہونگی جس کو آپ کا سایہ نصیب ہے اسے دکھ درد سے کیا کام۔ شیر لختی وغیرہ جنگلی جانوروں کے خوف سے آپ ڈراتے ہیں مگر یہاں خود دل شیر ہے۔ جیتے ہوں ہر آن ہوں کوئی ہوں سب

دست قدرت کی بھینچی ہوئی چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ سارے پرہیزگاروں میں آپ کے سوا
دوسرا نہیں۔ آپ کے قدموں سے جدا ہو کر میں محظوم بھرتی زندہ نہیں رہ سکتی شاستر
پکار پکار کر کہتا ہے کہ خاوند کے بغیر عورت بے روح کا جسم اور بے سر کا دھڑ کھلائی
ہے۔ پھر میرا جینا معلوم۔ جب میں نے ہوش بھی نہ سمجھا لاکھا۔ تب سے میں اپنے
بن باس کی پیشینگوئی سننتی چلی آئی ہوں۔ یہ برہما کے اکثر مٹ نہیں سکتے۔ بن
باس تو بن باس میرے اور آپ کے لئے تو بڑی بڑی تکلیفوں کی خبر دی جا چکی
ہے۔ نارد جی کے شاپ پر نظر کیجئے۔ راون کے بردان کو یاد کیجئے۔ اُس نے
لکشمی کے ہاتھ سے موت مانگی ہے۔ یہ سب باتیں کبھی جھوٹ ہوتے والی نہیں
جو کچھ رشی برہمن مانا پتا کتے آئے ہیں اُن میں ایک حرف کا رد و بدل نہیں ہو سکتا
جب لکھی یو ہیں ہے تو پھر آپ کو میں میکہ کیا ہے۔ میں ضرور ساتھ چلوں گی آپ
کو ضرور سہرا لیجانا پڑیگا +

میری الفت ظاہر ہے اپنے منہ سے کتنا فضول۔ میں آپ کے قدموں میں
کسی حالت میں رہوں وہی مجھے لطف زندہ گی ہے خواہ دکھ ہو یا سکھ۔ میرے
لئے دکھ سکھ دو برابر ہیں۔ شاستر بتاتا ہے کہ عورت اور خاوند کا تعلق ایک
ہی جنم تک نہیں رہتا۔ بہت جنموں تک یہ گھرے تعلق قائم رہتے ہیں۔ جب
یہ ہے تو پھر آپ کو قدموں سے جدا رکھنا کیونکر گوارا ہوتا ہے۔ پت برتا عورت
کو تکلیف پہنچنے سے خاوند کو بھی آرام نہیں ملتا اُس کو بھی بھیننی ستاتی رہتی
ہے۔ پس آپ کو مجھے یہاں چھوڑنا۔ میری جان پر پہاڑ گرانا اور اپنے دل کو بھی
دکھانا ہے آپ کے قدموں نے ذرا بھی بے وفائی کی کہ میں ڈوب مری ساگ
میں کود پڑی جب آپ ساتھ نہیں تو قالب خاکی کا ساتھ کیسا +

سری جانکی جی کی ان پُراثر باتوں کو بھی سری راجندر جی مسکرا مسکرا کر
ماتے رہے۔ اُن کا قیام بھی بتاتا تھا کہ وہ تنہا صحرا نشینی پسند کرتے ہیں جنگل
بیابان میں کہاں سیتا جی کو لئے لئے پھریں۔ اس انداز خاموشی سے جانکی
جی کے دل پر کچھ اور سی اثر ہوا اُن کی آنکھوں میں مایوسی کی تصویر پھر نے
لگی آخر آسنو آسنو پڑے آچل ترہو نے لگا +

سنگ ۲۹

سیتا جی کی گفتگو۔ عالم پیرازی۔ سمر راجپوت جی
پل پر اثر سمراسی کی منظوری۔ تیاری سفر کی اجازت

سری جاگنی جی کو جس قدر راجپوت راجی کا ادب ملحوظ تھا۔ اُس کی نظیر ملنا ناممکن
اُن کا جوش محبت جیسا وہ تھا۔ جو دنیاوی عورت کے لئے ایک سبق ہے مگر نہیں جن وقت
سری راجپوت راجی اُن کی باتوں کو خاموشی سے مٹاتے گئے تو اُنہیں ایک غیر معمولی جوش
پیدا ہوا اور چہرے پر پل پل کر بولیں کہ بس آپ کی محبت دیکھ لی آج معلوم ہوا کہ خاہری
جوش الفت خالی لافادہ ہی تھا۔ بے میں تو لوگ لالچ میں عری جاتی ہوں جس وقت
جسکو پور میں خوشنہی میرے پتاجی کیا کہینگے۔ ساری دنیا میں بدنامی پھیل جائیگی کہ
وہ سری راجپوت راجی اپنی استری کا بھی نباہ نہ کر سکے۔ کل جہان میں شور ہوگا کہ وہ
وہ سب کے اندر پل۔ بہادری دکھاوے ہی کی تھی۔ تیج پر تاپ نمائشی ہی تھا
اوپر دکان پھینکا پکو ان اسی کو کہتے ہیں بھلا فرمائے تو مجھے ساتھ لے چلے میں
آپ کو کون ہوگا اکاٹ کھائے گا۔ آخر آپ کے ڈرانے کی وجہ +

راجہ ستیہ دان کا حال آپ کو معلوم ہے انہوں نے اپنی رانی کا ساتھ نہ چھوڑا
تھا راجہ حالانکہ دیر چھوڑ گئے مگر رانی کے پتی برت دھرم سے راج کلج کچھ اور کاوا
ہو گیا۔ ترقی ہی ہو گئی۔ میں بھی پتی برتاؤں سے قدموں کی خاک ہوں مجھے بھی اپنے اس
دھرم سے کچھ استحقاق حاصل ہے بس سمجھ لیجئے کہ یہ دھرم ہر وقت آپ کی رفاقت
ہی نہیں بلکہ ناموسی کے کار نمایاں کر لیا۔ آپ مجھ کو بھی معمولی عورتوں میں سمجھیں افسوس
آپ میرے قول پر نہ جائے آپ کو میرے طریق زندگی سے تجربہ ہو چکا۔ کہ میں کون ہوں آپ مجھے
ایک غیر معمولی عورت ہی سمجھتے ہیں تو یہ آپ ہی کی خوبی ہے اور ادب مانع ہے کہ آپ کو اس
دھرم کا ایک ذرا سا کرم دکھا دوں۔ آپ میرے سراج ہیں۔ سرمایہ زندگی میں جو کچھ میں
ہی ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں وہ آپ ہی ہیں۔ اسلئے آپ کو پتی برت دھرم کے اعجاز بھی دکھانا

فضول میں تو آپ کے سوا کسی کو جانتی ہی نہیں۔ آپ کے بغیر مجھے زندہ گی سے کیا واسطہ۔
 شاسترو ان لوگوں نے جتنی برتا عورت اور کنواری لڑکی کو برابر کہا ہے میں اگر میں جتنی برا
 ہوں تو کنواری بھیری۔ کنواری کے واسطے کوئی خاوند چاہئے ہیں اب بتائے کہ آپ
 مجھے چھوڑتے ہیں تو کیا کوئی اور بندہ دست کیا ہے؟ سچ سچ کہیں گا کیا نیت ہے اب ہی دہری
 بات یعنی بھرت جی کی اطاعت کنواری۔ یہ تو جان کے ساتھ ہے مگر خیال تو کیجئے کہ جب تک
 اولاد نہ ہو تب تک خاوند کو کم لازم ہے کہ عورت سے کنارہ کشی کرے۔ آپ پیشیا کے
 لئے مستعد ہیں مبارک۔ مگر مجھے کوئی شاستر تو دکھائے کہ عورت کے بغیر پیشیا کرنے کی
 ہدایت ہو جس غرض سے وہ جنگل کی ہوا کھانا منظور کرتے ہیں وہ میرے بغیر پوری ہی نہیں
 ہو سکتی (یعنی جب میں نہ ہوں گی تو نہ سیتا ہرن ہو گا نہ راولن مارا جائیگا) بن پاس کا اصل اصول
 یہی ہے کہ میں بھی جاؤں ورنہ آپ کا جانا بیکار جس وقت آپ مجھ کو خوش نصبت ساتھ نہ
 لیجائیں گے تو میری زندگی اکارتھ جائیگی۔ ماں آپ کی ہمراہی میں جنہیں آپ کا نسا سمجھتے ہیں
 وہ میرے لئے پھول کا کام دیں گے۔ گھاس پھوس میں نرم نرم دھوپ کا مزہ آئیگا۔ پہاڑ قدروں
 کیلئے روٹی کے گانے بن جائیں گے۔ آندھ جی کے جھونکے نیم سحری کو بات کریں گے جو پھل پھول
 ہاتھ پر رکھ دیں گے اُس سے بڑھ کر میرے لئے نہ دنیا کی کوئی نعمت ہے نہ اورت میں اپنے ماں
 باپ عزیز اقارب کو بھولے سے بھی یاد کر کے طبیعت پریشان نہ کروں گی۔ مجھے مر گئے ہی
 جہاں آپ ہیں اور آپ کے بغیر رگ بھی نہ رہے۔ مجھے بھرت سے غرض کیسے ہی سے واسطہ ان
 کے پاس رہنے سے زندگی کا کچھ نتیجہ۔ میری زندگی تو اُسی وقت تک ہے۔ جب تک آپ کے قدم
 آگے نہیں لگے سانسے ہیں۔ ذرا آنکھ سے ادھ بڑا آزمائش کر لیجئے کہ روح غالب نکل جاتی
 ہے کہ نہیں۔ بہن، ایک لمحہ آپ کے بغیر نہ رہیں سکتا تو پھر چودہ برس کا نوا ایشوہ ہی مارا ہے
 آپ میری زندگی چاہتے ہیں تو میں کہیں کہ تیار ہوں۔

یہ لکھ جانی جی راجندر جی کے قدروں چھٹائیں اور زار و قطار روئے لگیں راجندر جی
 کچھ سمجھاتے تھے تو ان کے کیجے پر ایک نشتر لگتا تھا وہ اس طرح تڑپ جاتی تھیں جس
 طرح آنکس کی چوڑ سے آنکس۔ ان کی آنکھیں لال لال ونگارہ ہو گئیں۔ گرم گرم آنسو
 عارض گلز گلاب پر بہنے لگے۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی گھٹیا چھا رہی تھی دل میں درد کی جھلیاں
 چمکتی تھیں۔ لب پرنالہ فریاد سے بادل اگر جتے معلوم ہوئے تھے سیدنا جی روئے روئے

اس قدر بچپن ہوئیں کہ آخر غش آگیا۔ بٹ سے زمین پر گر پڑیں۔ چہرے پر زردی چھا گئی۔
بدن سرور ہوا گیا۔ راجندر جی نے اٹھا کر کلیجے سے لگا لیا۔ منہ پر اپنے آنسوؤں کا چھینٹا
دے کر کچھ کچھ پوش میں لائے اور بولے :-

ساری ہیں اتنا سناج۔ تمہاری بچپنی ہے مجھے شُرگ میں بھی ایک دم آرام نہ
ملے گا مجھے دنیا میں کسی کا خوف نہیں۔ خوف صرف تمہاری کوفت ہے۔ مجھے خواب میں
بھی خیال تھا کہ تم کو بھی بن باس سے رغبت ہوگی۔ اب میری مجال نہیں کہ ساتھ
لے چلنے سے انکار سکوں۔ اچھے لوگ اول تو الفت کے نام سے بھاگتے ہیں مگر
کسی سے الفت ہو گئی تو جیتے جی چھوٹا معلوم اسی طرح اطمینان رکھو کہ میں تمہیں
ساتھ لئے بغیر بن کی طرف رخ نہ کروں گا۔ مجھے بھی اسی دھرم کی پابندی لازم ہے جو
اچھے لوگ ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ تم کو میں اسی طرح ساتھ رکھوں گا جس سوچ کے ساتھ
اُن کی استری رہا کرتی ہے۔ میں صرف پتا کے حکم سے اجودھیا چھوڑتا ہوں۔ ماں باپ اور
گرو کے حکم کی تعمیل کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔ یہ وہ دیتا ہیں جو مجسم نظر آتے ہیں۔ اور
دیوتا تو دکھائی بھی نہیں دیتے۔ بس ان میں اور اُن میں زمین آسمان کا فرق۔ ان
انسانی دیوتاؤں کی خدمتگاری سے جو غافل ہے اُسے دیوتاؤں کی پوجا پاٹھ کا پل
ملے۔ ممکن نہیں۔ ماں باپ کی اطاعتگاری اور فرمانبرداری کا ادائے پھیل بھی ہے
کہ روپیہ ملتا ہے علم حاصل ہوتا ہے اولاد آنکھوں کو سکھ دیتی ہے۔ دیو لوک۔ پرہم لوک
رشو لوک۔ گندھرو لوک وغیرہ کے واسطے رشی مہی ہزار ہا سال تک تپ کرتے ہیں
تب بھی کام سدھ نہیں ہوتا۔ مگر ماں باپ کی خدمت سے کسی لوک کا ملنا مشکل چیز
جیسا کہ تمہارے بغیر بن باس کا پھل ملنا محال ہے۔ میں سمجھ گیا کہ تمہاری ہمراہی کن
کن مرحلوں کے لئے ضروری ہے۔ اچھا اٹھو چلنے کا سامان کرو۔ زرد جو اس پر سے
اب ہمیں تمہیں کیا کام سال و متاع سے کچھ غرض۔ سب برہمنوں کو لٹاؤ گھوڑے
رکھ کچھ نہ رکھو۔ لونڈیاں باندیاں بھی کیا یاد کریں۔ زیور انہیں بانٹ دو۔ اچھا اب
جو اس ٹھیک کرو۔ دیر ہوتی ہے +

یا تو جاگتی غشی کی کمروری سے وہ بھی طرح آنکھیں نہ کھول سکتی تھیں یا راجندر جو
تقریر سے گویا طاقت آگئی وہ خوش خوش اٹھ بیٹھیں اور اطمینان ہو کر اب زندگی ہوئی

سرگ ۳۰

پنچمن جی کا جوش خون۔ راجپندر جی سے ہمراہی
کی درخواست۔ اصرار و انکار کی باہمی گفتگو

جس وقت جاگلی جی اور راجپندر جی یہ باتیں کر رہے تھے۔ لکشمین جی ایک گوشے
میں موڑ بکھڑے ہوئے سنتے جاتے تھے جو میں راجپندر جی نے سیتا جی سے کہیا
کہ اچھا چلو اس وقت لکشمین جی کا جوش رفاقت دل کو یسین کرنے لگا۔ دھچکیت
کر راجپندر جی کے قدموں پر گر پڑے اور سیتا جی کی دھائی دے کر بولے کہ
آپ مجھے کہاں اکیلے چھوڑے جاتے ہیں۔ لکشمین جیتے جی قدم نہ چھوڑے گا۔ آپ
کی خدمت جان کر لگی اور حفاظت تیر و مکان۔ میرا جنم فقط آپ دونوں کی خدمتگزاری
کے لئے ہوا ہے۔ آپ کی رفاقت کے سوا مجھے سرگ کی بھی خواہش نہیں +
راجپندر جی۔ اچھا قدم تو چھوڑو۔ اٹھو سونو تو سہی۔ تم کو جنگلوں کی ٹھوکریں
کھانے سے کیا فائدہ +

لکشمین جی۔ جو آپ کو +

راجپندر جی۔ میری اور بات ہے +

لکشمین جی۔ میری بھی اور بات ہے +

راجپندر جی۔ مجھے پتا جی کا حکم ہے +

لکشمین جی۔ مجھے آپ کا حکم ہے +

راجپندر جی۔ نہیں کبھی نہیں +

لکشمین جی۔ ماما کو شلیا گواہ ہیں جن کے سامنے آپ نے فرمایا کہ تو بھی زیور تار

کے پھینک دے یہ بن باس کے لئے اشارہ نہ تھا تو اور کیا +

راجپندر جی۔ میں نے ہر لادیا ہو گا +

لکشمین جی۔ یہی سہی۔ ایسی خاطر داشت منظور ہے تو اب بھی بہلائے میں

مچل رہا ہوں۔ تاکہ جوڑے ہوں بس اب دیکھنی کا خیال کیوں ہے کہ دیکھنے کے آؤ
 راجپوت راجی۔ تمہاری سعادتمندی کے قربان۔ صدق عقیدت کو مرجبا۔ مگر پیارے
 ذرا سوچو کہ جب میں بھی نہ رہا جائی گی بھی نہ رہیں تم بھی ساتھ چلے تو تراجی اور
 کوشلیا اور ستمترانا کی خدمت اور دلچسپی کون کرے گا۔ تراجی بڑھے ہو گئے۔ اُن کو اب
 اپنا ہی چارہ بھار رہے وہ ماماؤں کی خاطر داشت کیا کر سکیں گے۔ دوسرے خود دوسروں کی خدمت
 کے محتاج ہیں۔ سب پر فرقہ یہ کہ دھرم کی پچاسی نے اُن کا اور گلا گھونٹ رکھا ہے۔ رہیں
 ماما کیٹی اُن سے تو خود جانتے ہو کہ امید ہی امید ہے۔ جب ہمارے تمہارے ہوتے
 یہ باتیں ظہور میں آئیں تو بھرت کوراج ملنے پر نہ جانے کیسا مزاج کیا دماغ ہو جائیگا۔
 بیشک وہ عالیخانہ ان ہیں۔ مگر عالیخانہ انی کا ایک نمونہ تو دیکھ رہے ہو۔ پھر مزاج پاٹ
 کے اختیارات۔ سب کچھ جراتیں نہ ہوں تھوڑی ہیں۔

امید فیض از نو دولتوں ہرگز محو صائب
 پیادہ چوں شود فرزین براہ محبہ دی گروہ

شہر خ کا پیادہ پہلے سیدھا چلتا ہے مگر جب فرزین (وزیر) بن گیا تو ٹیڑھا ترچھا
 چلنے لگا یہی حال کیٹی ماما کا بھی سمجھ لو۔ بھرت جی سے ضرور ایسی امید ہے مگر جب
 ماما کیٹی کی بدولت اُن کو راج سنگھاسن ملیگا تو وہ اُنہیں کی نظروں میں چلنے لگے اُن
 کے مقابلے میں دوسرے کا لحاظ د پاس لجا۔ بھرت کوراج ملنے پر ایشور جاتے اُن کا
 مزاج یہی رہے یا اور کا اور ہو جائے اُن سے اب تراجی کی خدمت گزاری کی بھی امید
 جاتی رہی۔ وہ بھی تراجی سے منحرف ہو بیٹھے۔ پس مجھے سب کی طرف سے مایوسی ہے
 تمہارے بخیر صفت میں، ماما کوشلیا ماما ستمتر اور تراجی کوراج کی تکلیفیں ہونگی۔
 تم میں ہمارے ماما تیا کی خدمت گزاری کرو میں سچ کہتا ہوں کہ اس سعادتمندی کا
 تمہیں بہت اچھا پھل ملیگا۔ لوگ پر لوگ میں شکی اور صدق عقیدت کی دھوم ہوگی
 بالفرض تمہیں یہاں رہنا منظور نہ ہو تو تمہاری سعادت اسی میں ہے کہ میرا
 کہنا ناچو میں کہوں اُس سے انحراف نہ کرو میری بات ماننا بھی تمہاری سعادتمندی
 کے خلاف ہے۔ پس پیارے لکشمی اب ہٹ نہ کرو میں یہاں سے زیادہ جگہ میں تمہاری
 یاد کرتا رہوں گا تم سمجھنا کہ میں تم کو رک جانے سے فریب بلکہ دو ٹوکا

راچندر جی کی یہ فمائش کچھ اثر پذیر نہ ہوئی۔ لکشمین جی کی آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے انہوں نے رومال سے منہ پونچھ کر کہا۔ آپ یہ باتیں کسی اور سے بنائیں میں ان فقروں میں اپنے والا نہیں مانا کوشلیا اور مانا ستمترا کے قلب کو آپ خود پھر سکتے ہیں اُن کو آپ کی جدائی کا صدمہ محسوس نہیں ہو سکتا۔ ان مردوں دیویوں کو آپ جس طرح چاہیں مطمئن رکھ سکتے ہیں مگر آپ کے دست گرفتہ لکشمین کا دل وہ نہیں جو سرے سائے کو آنکھوں سے دور دیکھ سکے۔ آپ نے جب سبنا ہوتا کا کومارا میں قدوں کے ساتھ تھا جب چنگپور میں شو کے دھنش کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ میں بھی ہمراہ ہی تھا۔ اُس وقت کی باتیں آپ کو یاد نہ ہوں۔ میرے دل کو تو فراموش نہیں۔ ڈنڈک بن کو آپ اجودھیا سے دور سمجھتے ہیں تجھے۔ آپ نہ آئیگا میں پتا جی اور ماناؤں کو جب کئیگا دیکھ جایا کرونگا پھر آپ کو فکر کیا۔ بھرت جی اگر خدمتگاری نہ بھی کریں تو کیا۔ مجھ میں وہ دم و عیب ہے کہ آپ کی بھی خدمت کروں اور مانا پتا کی بھی۔ جس وقت دیکھوں گا کہ بھرت جی خدمتگاری سے پہلو تھی کرتے ہیں تو آپ کے لکشمین کا تیر تر کش ہی میں نہ رہیگا۔ پھرت راجہ ہوں یا کچھ اور اُن کے پاس فوج ہو یا لشکر میں کچھ پرواہ نہیں کرتا میرے بازوؤں میں وہ طاقت ہے کہ سارے برہماند کو اک ہاتھ سے چکر دوں میں

ہم لوگ دھرم پر خدا میں کیکیٹی دنیاوی دولت پر پھر سہارا اور بھرت کا مقابلہ ہی کیا کسی ادھرمی کے پاس کتنا ہی لاو لشکر رہے کتنی دولت ہو سہارا کیا بگاڑ سکتا ہے ادھرم کے بہار بھی ہماری ایک پھونک میں اڑتے پھرتے نظر آئیگے۔ مانا کوشلیا و ستمترا کو کسی بات کی فکر نہیں اُن کو ہزار ہزار گادوں کی آمدنی بہت کافی ہے پھرت جی کی مجال نہیں کہ اُن پر ذرا بھی دست تصرف کر سکیں پس اُن کی طرف سے کامل طور پر اطمینان ہے۔ اُن کی فکر فضول۔ فکر ہے تو فقط آپ کی خدمتگاری کی وہ بغیر ہماری کے دور نہیں ہو سکتی۔ میں بڑے شوق سے کہند مول پر گزارہ کرونگا۔ ہاتھ میں دھنش بان ہونگے۔ اور دل آپ کی جاں نثاری پر جو۔ کتنرا ستر بھی میں ساتھ لے چلوں گا کہ بروقت زمین کے کھودنے میں کام دے۔ ہنشا کا بھی میرے کا نہ ہے پر ہوگی تاکہ مجھے اور آپ کو کند مول سے جھولی بھرے میں وقت نہ ہو کتنرا ستر سے کند مولی کھودوں اور ہنشا میں بھر لایا کرونگا۔ آپ کے پاس رشی منی آیا کریگے۔ اُن کی خاطر تواضع

بھی اسی طرح ہو سکیگی بغیر کنہول کے کیونکر نباہ ہوگا۔ آپ کو روزانہ پہاڑوں کشتراؤں میں رہنے کی ضرورت ہوگی۔ آپ آرام پائینگے تو آخر پاسبانی کو بھی کوئی چاہئے۔ اس لئے میں آپ کے قدم چھوڑنا ہرگز منظور نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر آپ کو میری جان کی کچھ پرواہ نہیں تو خیر۔ گئے تو آپ ہی کے سامنے چولا چھوڑ کے دکھا دوں فقط خیال یہ ہے کہ آپ کے آنسو نہ بہیں۔

راچندرجی لکشمں جی کی تقریر سے بہت موثر ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تو تمہیں تاپا تپا کی آنکھوں سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتا۔ مگر تم بٹ کرتے ہو تو خیر جواب دہی یہ بات کہ کون چیز ساتھ لے چلیں۔ اس کے لئے اجودھیا سے کچھ لے جانا نہیں ہمیں وہ چیز ساتھ رکھنا لازم ہے جو اجودھیا سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ چنانچہ دو دھنش برن جی کے پس جو راجہ جنک نے مجھے عطا کئے تھے۔ ایک کوچ اور برن دم تلوار دہیز میں دستیاب ہوئی تھی۔ یہ چیزیں پشت جی کے فرزند سو جگیہ کے پاس ہیں۔ ان پر نہ بھرت جی کا حق ہے نہ تپا جی کا قبضہ۔ یہ میری اور تمہاری ملکیت ہیں پس تم جاؤ اور ابھی ابھی لے آؤ باقی اور روپیہ پیسہ سے ہمیں تمہیں کچھ مطلب اور سروکار نہیں بن باسیوں کو کندھول بہت ہے۔

جس وقت لکشمں جی نے یہ تقریر سنی وہ پھیلے نہ سمائے۔ اسی وقت چلنے کو تیار ہو گئے۔ مگر اتنے ہی میں سری راچندرجی کا ارشاد ہوا کہ جب تک تم سب چیزیں سو جگیہ سے لاؤ تب تک میرا ارادہ ہے کہ برہمنوں کی کچھ خدمت گزار کر لوں چنانچہ تم حکم دیتے جاؤ کہ اچھے اچھے عالم و فاضل برہمن فوراً طلب کئے جائیں۔

سرگ ۳۲

سری راچندرجی کا چوش فیاضی تر جبارشی

کی آمد۔ ان کی کامیابی مقصد

راچندرجی نے ہدایت کی کہ دیکھو لکشمں جی سو جگیہ کے یہاں جانا تو بڑے

ادب پیش آنا۔ بڑے صدق عقیدت سے پو جا کر ناوجہ یہ کہ وہ شیشٹ جی کے فرزند
رشید ہیں۔ اس بات میں بھی اُن کو بزرگی حاصل ہے۔ میرے وینواز دوست ہیں۔ اس
سے بھی اُن کا ادب لازم ہے۔ علم و فضل کے لحاظ سے بھی وہ واجب التعظیم ہیں۔
اور زیادہ تر قدرد منزلت کی بات یہ ہے کہ بڑے بھگت بھی ہیں +
لکشمی جی سر عبودیت جھکا کر روانہ ہوئے۔ سو جگیہ کی خدمت میں گئے دیکھا
کہ ہون میں مصروف ہیں بڑے ادب سے ڈنڈوت کر کے دست بستہ عرض کی :-
سری راجندر جی راج پاٹ سے دست بردار ہو گئے۔ بن چائے کے لئے تیار
کھڑے ہیں۔ تکلیف نہ ہو تو مل لیجئے +

سو جگیہ کو سری راجندر جی سے بہت پریم تھا۔ انہوں نے جیوں تیوں سنبھالا
سے فراغت کی اور دوڑے ہوئے سری راجندر جی کے در دولت پر تشریف لائے
سری راجندر جی اور جانی جی کو اُن کے کمال و فضل کا اعتقاد تھا جو میں خبر بخشی
ساسٹانگ ڈنڈوت کرتے ہوئے استقبال کو چلے اور ہاتھوں ہاتھ محل میں لا
بٹھایا۔ پوچا کی۔ کانوں کے جڑاؤ کندل مرصع کنگن وغیرہ قیمتی سے قیمتی تمام زیورات
اور عمدہ سے عمدہ نفیس سے نفیس ملبوس پیش کئے۔ سری راجندر جی کا یہ جوش
سخاوت دیکھ کر سری جانی جی کے دل میں خیال ہوا کہ اگر سو جگیہ کی استری ہوتیں
تو میں بھی کچھ دان کرتی۔ راجندر جی دل کی بات سمجھ گئے اور سو جگیہ سے انگدیش کی کہ
مہاراج! جانی جی بھی کچھ آپ کی استری کے واسطے رخصتی نہ رانہ دیتی ہیں
لینے جائے احسان ہو گا +

ادھر سے درخواست منظور ہوئی ادھر سے جانی جی نے زیور اکٹھا کر کے سامنے
ڈھیر کر دیے۔ ملا زمان ہمارا ہی نے گٹھڑی باندھ دی اور سو جگیہ نے اشیر یاد دے کر
رخصت مانگی چلتے وقت سری راجندر جی کو اُس ہاتھی کا خیال آیا جو انہیں اُن کے
ماما نے عطا فرمایا تھا اس لئے وہ ہاتھی بھی اُن کی نظر کر کے کہا کہ

یہ بھی آپ ہی کے کام کا ہے بن پاسیوں کو اس سے کیا واسطہ نہ اس پر
کیٹی ماما کا اجارہ نہ بھرت کا اختیار۔ سو جگیہ سو غائیں لیکر اشیر یاد دیتے ہوئے
اپنے گھر کو چل دیے +

راچنند راجی کے قدم اٹھ جاتے تھے جتنی دیر ہوتی تھی سمجھتے تھے کہ اتنی ہی منزل
 کھوٹی ہوتی ہے۔ انہوں نے لکشمین جی کو اجازت دی کہ آگست جی اور کو شکا گمنی کی
 پرستش کر کے تمام برہمنوں کو اسی طرح دان پن سے بالامال کر دو جس طرح برسات کے
 موسم میں برساتی پانی سے زمین شاداب و سیراب ہوتی ہے۔ اب ان سب کے چودہ برس
 کے بعد درشن ہو گئے۔ پس سونا چاندی روپیہ جواہر زیور ملبوس خوب لٹا دو۔ اور ایک
 ایک ہزار گائیں سب کے پیشکش کر دو۔ ہماری تمہاری سلطنت یہی ہے۔
 کوشلیا جی کے دروازے پر برہمنوں کا ایک میلہ لگ گیا تھا۔ ہر طرف ایک بھڑ
 نظر آتی تھی۔ دان پن ہونے لگا خیرات بٹنے لگی اتنے ہی میں ایک برہمن آیا۔ جو ہفت
 کوشلیا جی کو اشیر باد سے کر چلا جایا کرتا تھا۔ لکشمین جی کو جس وقت اس کا علم ہوا جواہرات
 سے چڑا ہوا تھا حوالے کر دیا۔ چڑاؤ زیور نشی کیڑے دیدے کہ کسی بات کی کمی نہ رہے
 صرف خدمت کے لئے کوئی نہ تھا اس لئے خادم بھی مقرر کر دئے سری راچنند راجی کو لایا
 ہفت صرف اس قدر تھی کہ جسے ہوا ان کی ذات سے کچھ فائدہ ہو رہے۔ ہر شخص پرانگی
 نذر عنایت مبذول تھی جس کا خیال آنا اس کا گھر دولت سے پاٹ دیتے تھے۔ آپ کو
 اپنے سونٹ اور چیر تھ سار تھیبوں کا بھی بہت خیال تھا۔ ان کو اتنا کچھ دیا کہ
 ان سے اٹھاتے رکھتے نہ بنتا تھا۔ سری راچنند راجی کا حکم تھا کہ جو عالم فاضل ہوں
 ان کو ہاتھی گھوڑے سیل گھوڑے میں ذرا بھی مین میکہ نہ ہو۔ جو ان پڑھ ہوں فقط
 پیٹ کے لئے بنانا بنائے ہوں ان کی بھی سوال خالی نہ جائے۔ سری راچنند راجی
 کے عالم جوش سخاوت سے شاذ ہی کوئی محروم رہا ہو۔ کسی نے زیورات مرصع
 و ساز و براق سے آراستہ گھوڑے اونٹ ہاتھی پائے کسی نے جواہرات و
 الماس۔ لاکھوں گائیں بٹ گئیں۔ ہزاروں جواہرات لٹ گئے۔ جس کو
 گایوں کا دان ملا اس کے گھر میں گھوٹا لاقائم ہو گیا۔ جب زر و زیورات نقد و جواہر
 سے چھٹی مل گئی تب بھنداری کو حکم ہوا کہ لاؤ کون کون جنس ڈھیر ہے بھنداری
 نے تمام ذخیرہ جمع کر دیا۔ اور چار طرف سے لوٹ ہونے لگی۔ تمام شہر نے آواز
 سنا کہ سری راچنند راجی کا لنگر لٹ رہا ہے۔ جو جس نے مار کا وہ پایا۔ مانگے بغیر
 بھی وہ کچھ ملا کہ شمار و حساب نہیں۔

اجودھیا میں ایک ترجٹ نامی رشی تپشیا میں چولا گھلائے گھلاتے سینکے ہو گئے تھے بالوں کا سر پر نام و نشان نہ رہا تھا۔ کھانے کی یہ کیفیت کہ کدال سے جو کھوٹا وہی کھاتا جو زمین کھودتے کچھ نہ ملے تو پیٹ میں تو ادھے رہتا۔ رشی جی تو مرنے کے کنارے تھے مگر اُن کی استری جو ان تھی اور لڑکے بالے بھی کم عمر رشی کو نفس کشی سے بھوک پیاس کہاں خرابی لڑکے بالوں کی تھی۔ اُن کو ہر روز پیٹ کی آگ سے جلنا پڑتا تھا۔ اسی لئے اس موقع پر رشی کی استری بولی کہ

مہاراج! معاف کیجئے گا اس وقت گستاخی کو جی چاہتا ہے آپ خوب واقف ہیں کہ عورت کا اشت دیو خاوند ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ بھی میرے پریشور ہیں میری درخواست ہے کہ آپ کدال اور دال جھونکے جو ٹھکے بھار میں۔ اس سے لڑکے بالوں کا پیٹ نہیں پھرتا کدال کو لیکر کوئی کیا پائے۔ اگر بالوں بچوں کی زندگی منظور ہے تو اُٹھئے ذرا تکلیف کیجئے چار قدم چلنے سے آپ کو دھچک ل جائیگا کہ عمر بھر کسی چیز کی فکر نہ ہوگی سری راجندر جی خزانہ لٹا رہے ہیں اگر یہ موقع چو کا تو بس لڑکے بالوں کا کہیں ٹھکانا نہیں۔

ترجٹ رشی کے کانوں میں بڑی مشکل سے جو ہار رنگی سداؤں کے بعد سمجھ نہیں جو تک لگی سائونوں نے کہا خیر جو ایشور کی اچھیا کسی کے سامنے لا تھ نہ پھیلا یا تھا۔ آج قسمت کا لکھا بدھایہ بھی سہی۔ انہوں نے اپنی استری کی پھٹی پرانی سارٹھی لپیٹ لی اور ایک سوٹے کے سہارے چل کھڑے ہوئے۔ جسم سوکھی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا بدن اگنی پر ڈالنے کے قابل مگر چہرے کے تیج سے سورج کی بھی آنکھیں جھپکتی تھیں سری چال بھی چلتے تھے تو جوگ بل بھیڑ چھانٹ دیتا۔ جہاں ہوا کا گزرنہ تھا۔ پیک خیال کو راستہ نہ ملتا تھا دال سے یہ بے تکلف گزر گئے۔ لوگوں نے چہرے کے جلال سے کانپ کر جگ دے دی۔ رشی جی در دولت پر پہنچے تب بھی قدم آگے ہی پڑتا گیا۔ سینکڑوں دربان دیوڑھیوں پر مقرر تھے ہر جگہ روک ٹوک تھی لیکن ان کے رعب و دابے سے نہ ہر گویا اٹھا ہی دئے۔ چوکیداروں نے سر عقیدت جھکایا اور دست بستہ در خواست کی کہ شوق سے سری راجندر جی کو درشن دیجئے۔ رشی جی کو پانچ دیوڑھیاں لانا گھنا پڑیں وہ سونٹا شکتے ہوئے سری راجندر جی کے سامنے پہنچے اور جاتے ہی کہا۔

رگھو بنس بدوشن مجھے تو کچھ ضرورت نہیں مگر کینہی کی مار لڑکے بالوں کی فکر نے

اپکے سامنے ہاتھ پھیلائے کی ذلت دی۔ بال بچے فاقوں نہ مرتے ہوئے تو یہ پھونک مار سے اُٹھ جانے والا جستم آپکے سامنے نہ ہوتا +

راجندر جی حد درجہ کی لاغری دیکھ کر سخت متحیر ہوئے۔ انہیں حیرت ہوئی کہ ایسا ڈبلا پتلا برہمن اتنی بھیر چھانٹ کر کیونکر یہاں آ پہنچا۔ انہیں اُس وقت ذرا چہل سو جھی اور بولے۔

برہمن ہمارا مال دولت تو میں ہاتھ جھاڑ بیٹھے۔ اب جھنجھی یا اس نہیں ذرا بیشتر آپ آتے تو میں درد و جاہر سے گھر بھر دیتا۔ اب صرف یہ گائیں رہ گئی ہیں ان میں سے جو آپ کی تقدیر میں ہو شوق سے لے جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ سوٹا گھما کر پھینکیں جتنی دور تک سوٹا گرے اتنی دور تک گائیں آپ کی +

ترجٹ رشی۔ آپ کا فرمانا درست مگر ان سینک ایسے ہاتھوں میں اتنی جان کہاں کہ سوٹا پھینک سکیں۔ لیکن آپ کی جو مرضی۔ یہ لکھ کر ذرا دیر تک رشی جی خاموش ہے پھر بڑی مشکل سے کرکست شروع کی اس میں بھی ذرا دیر ہوئی۔ اور رشی کی یہ قطع وضع دیکھا راجندر جی کو بے ساختہ ہنسی آگئی دل میں کہنے لگے کہ واہ بال ایسے ہاتھ پاؤں اور پھر یہ دم داعیہ +

سری راجندر جی کو خیال تھا کہ غریب رشی کو سوٹا اٹھانا ہی دو بھر ہے پھینک دیا گیا خاک۔ اتنے ہی میں ترجٹ رشی نے لکھ کر کسٹا کر سوٹا گھما کر پھینکا تو سب کی عقل دنگ ہوش غائب۔ سوٹا اڑا تو سرجو کے اُس پار جا کر اتمام کرائے پیل اور صر کے اور صر ہی رہے +

یہ رنگت دیکھ کر سری راجندر جی رشی فضل و کمال سے متعجب ہوئے اور سخت شرمندگی کے ساتھ قدموں پر گر کر معافی مانگی بولے ہمارا ج گستاخی درگزر کیجیگا آپ بزرگ ہیں۔ ہمارا ہمیں پھوٹوں سے خطا ہو ہی جاتی ہے۔ اگر نادان نہ ہوں تو پھر کون کیوں کہتا ہے۔ آپ کو دیکھ کر میرا ہنسنا واقعی خلاف مزاج ہوا ہو گا۔ مگر آپ نے میری آنکھیں کھول دیں اس کا شکریہ کہاں تک ادا کروں میرے خیال میں لکھا کہ جب آپ کو ہاتھ پاؤں ہلانا دے پھر میں تو سوٹا پھینکنا معلوم۔ اسی سے میں نے اتنے بے ڈوبی کی سب میری دست بستہ درخواست ہے کہ آپ میرے بچپن پر نظر کریں۔ بچوں کی

غلبیوں کو بزرگ دل میں نہیں رکھتے۔ میں اس وقت بن باس کے لئے تیار ہوں۔
 ذرا ہوش و جاوش میں بھی پراگندگی ہے۔ میں مجھے آپ معافی مانگے بغیر چارہ نہیں
 میں نے یہ بھی مذاقاً کہا تھا کہ گایوں کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے۔ اس کو بھی آپ
 نظر انداز فرمادیں۔ اور جو کچھ خدمت میرے لائق ہو اس سے آگاہ نہ فرمائیے تو
 میں سمجھوں گا کہ آپ کے دل میں میری طرف سے غبار ہے۔ اور قبول گذارش سے انکار۔
 کیا میری جان کیا میرا مال جو کچھ ہے برہمنوں ہی کے واسطے ہے پس آپ کچھ اور ارشاد
 فرمادیں کہ میں تعمیل کر کے اختیار بدی حاصل کر دوں۔
 ترجٹ رشی۔ آپ کا کچھ قصور نہیں کوئی خطا ہو تو اس کی معافی یا تلافی ہو سکے میں
 نے ہاتھ پھیلا یا آپ نے دان دیا۔ ہوس کی بھی کچھ انتہا ہوتی ہے۔ اب اور اس سے
 زیادہ مانگ کر کیا کروں۔ جو کچھ ملاوہ اتنا زیادہ ہے کہ میں شکاریہ ادا نہیں کر سکتا
 اب میں چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ

آپ کے اقبال کی ترقی ہو۔ نامور ہی ہزار گنتی بڑھے۔ برہمنوں کی خدمتگداری
 سے آپ کو ثواب دارین حاصل ہو۔ بن باس نہ کھئے۔ ہر آفت طے۔ سیرنگوں کی
 اطاعتگداری پھلے۔

یہ اشیر بادے کر ترجٹ نے گھر کی راہ لی۔ سری رامچندر جی نے ملازموں
 کو ہدایت کی کہ تمام گائیں آشرم میں پہنچادیں۔ مگر ترجٹ رشی چلے تو گائیں رہنٹے
 ہوئے جو برہمن سامنے آیا اسے ایک گائے دے دی گھر پہنچتے پہنچتے اتنی گنتی
 گائیں رہ گئیں۔

سری رامچندر جی کی راجہ دسرتھ کی قدمبوسی
 کو روانگی۔ اہل اجودھیا کے خیالات

سری رامچندر جی نے ساری دولت لٹا دی۔ برہمن زرد و جاہر نقد و جنس

سے مالامال ہو گئے۔ مال و دولت سے ہاتھ چھڑا کر اپنے راجہ دسرتھ کی قدیموبسی کا عزم کیا اور سری جانکی جی نے پھولوں سے شستروں کی پرستش کی جو ہیں سری راجندر جی ایوان دولت نشان سے تشریف لے چلے اہل شہر کا میل لگ گیا جس نے سنا دھڑا ہوا آہنچا۔ گزرگاہ میں کوٹھوں پر صورتیں ہی صورتیں نظر آتی تھیں اس وقت ذات مقدس پاپیادہ تھی۔ نہ کوئی سواری ساتھ نہ ملازمان بارگاہ۔ ہر طرف متعجب نگاہیں چہرہ انوار کی بلائیں لیتی تھیں ہر زبان پر یہی الفاظ تھے کہ

آہ اجن راجندر جی کے زیر قدم چاند سورج آنکھیں بچھائیں اندر کا اپر اپت ناک دروہا تھے سے لگائے۔ سورج کھگوان کا رتھ نگاہ میں چلے۔ دیوتا گندھرب پلگوں سے گرواد صاف کریں۔ جن کی چترنگی سینا کے سامنے ستائے کچھ شمار میں نہیں فوس وہ آج فرش خاک پر پیدل جا رہے ہیں۔ جن راجندر جی کے غلاموں کے لئے دنیا جہان کی ساری نعمتیں دھیر رہتی ہیں۔ آہ دہی رضاے والدین کو مقدم سمجھ کر جنگل کے کندھول پھل پر گزارہ کرنے کے لئے کمر بستہ ہو گئے ہیں۔ خیر سری راجندر جی تو درجی سستی کا انہیں کیا خیال۔ مگر بے نازک اندام جانکی جی سے جنگلوں پہاڑوں کے دشوار گزار راستوں میں کیسے قدم رکھا جائے گا۔ یا تو سیٹا جی آتش رضاے کی گرمی سے پریشان ہو جاتی تھیں یا اب دہی جلتی دھوپ میں جنگلوں جنگلوں کی ٹھوکریں کھائیں جی جن کو کسی کی آہ سردی نے کی برداشت نہ تھی۔ اب دہی کھڑا کے کے جاڑوں میں پائے برف کی سختیاں سمٹنے کو جا رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ دسرتھ اپنے حواس میں نہیں کسی بھوت پیشاچ نے عقل مار دی ورنہ ایسے لائق دفاع بیٹے کو کیسے سے جہ کرنا سلیم کبھی گوارا نہ کرتی اچھے لوگ نالائقی بیٹے کو بھی گندہ سے نہیں نکالتے۔ راجندر ایسے سعادتمند دھرموان با اخلاق بامروت۔ ہر دلعزیز نفس کش غرضیکہ جہت موصوف اور ہیں کے ساتھ یہ بدسلوکی ہم لوگوں سے یہ ادرم نہیں دیکھا جاتا۔ راجندر جی کو ہماری آنکھوں کے سامنے یہ تکلیف۔ کیونکہ دل دوارا کرے۔ سری راجندر جی انسان نہیں دسرتھ کے فرزند نہیں۔ ساکشات ایشور اور جگت کے پتا ہیں۔ جب جگت کے پتا کو تکلیف ہوئی تو بس ہم لوگوں کو آرام کہاں راجہ دسرتھ اس وقت گویا درخت کی بڑکاٹ رہے ہیں۔ جو کٹی اور پھول پتی سب خشک۔ پھر ہم سب کو زندگی کی آس کیا۔ پس مناسب

نہی ہے کہ ہم سب بھی وہیں جائیں جہاں بھگوان راجپندر تشریف لے جاتے ہیں۔ اب گھریار کی اُلفت فضول۔ سب باغ و مکان و اہیات۔ دولت و جنس بیکار۔ جہاں راجپندر نہیں وہاں آبادی کا کیا کام۔ ایک سرے سے پھاڑا راجا دینا چاہئے۔ اجودھیا کا نام ہی باقی رکھنا کیا ضرور۔ گایوں کو کہاں چھوڑیں ان کی پرورش لازمی ہے پس ان کے لئے جنگل میں دانے چارے کا گھانا نہیں یہ وہاں مزے سے رہیں گی۔ روپیہ پیسہ بھی ساتھ لیتے جائیں۔ یہاں کیوں چھوڑیں تب کی سندھ جب اکیلی کیکٹی رہ جائے پھر معلوم ہو کہ بن باس دینے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ بات ہے کہ ہم سب جنگل کو اجودھیا بنائیں۔ اور اجودھیا جنگل بن جائے۔ ادھر ہم سب جنگل میں گئے۔ ادھر سے جانوروں کی صوفائی کی بھگدڑ ہوئی۔ درندوں چرندوں کے لئے جنگل کے سوا اور ٹھکانا ہی کہاں پس سوئی اور سنسان اجودھیا ان کے لئے خالی پڑی ہوگی۔ وہ یہیں رہیں گے۔ اور تب راجہ دسرگھ کو ہوش ہوگا کہ بھیجا تھا راجپندر جی کو جنگل میں اور یہاں خود ان کے لئے بن باس ہو گیا۔ کیکٹی کو لینے کے دینے نہ پڑیں تب بات۔ گوشت خور جانوروں کی جب یہاں بستی ہوئی تب ایک مزہ اور ہوگا۔ ان کی بھوک گوشت گوشت پکار لگی۔ یہاں گوشت کا نام کہاں پس نتیجہ یہ ہوگا کہ کیکٹی کی بوٹیاں پیٹ کی آگ میں بھینگی۔ ہڈیاں شیر بھڑے چبا ئینگے۔

جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہر زبان سے ایک نہ ایک نئی بات سنائی دیتی تھی۔ سری راجپندر جی چیل قدمی کرتے اور یہ سب باتیں سنتے ہوئے راجہ دسرگھ کی آراکھا پر پہنچے دیکھا کہ سو منٹ وزیر بہت اُداس کھڑا ہے جو ہیں سری راجپندر جی کی صورت دیکھی اُس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے قدموں پر سر جھکا کر عرض کی کہ کیا بن کی تیاریاں ہو گئیں۔ آہ ایہ مصیبت کا سامنا۔ آپ تو خیر تشریف لے جاتے ہیں میرے واسطے کیا ارشاد ہوتا ہے ہم لوگوں کی زندگی کس طرح ہوگی۔ کچھ سبیل۔

سرگھ

سری راجپندر جی کی راجہ دسرگھ کی خدمت میں

رونق افروزی۔ درخواست۔ رخصت۔ راجہ

دوسرے کی ممانعت۔ رنج و غم۔ رانیوں کی بیکاری
و گریہ و زاری۔ راجپندرجی کا استقلال۔ عزم مصمم

سو منٹ سری راجپندرجی کو لئے ہوئے راجہ دوسرے کی خدمت میں بار بار پہنچا
اس وقت راجہ دوسرے کی حالت کچھ عجیب تھی۔ لمبی لمبی سانسیں لیتے تھے۔ سینہ
ہاتھوں سے دبا تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نکل رہے تھے۔ گھن
میں جو سورج کی حالت ہوتی ہے۔ راکھ میں جو انگارے پر اور خشکی سے جو تالاب
پرا داسی چھائی رہتی ہے۔ اُس کا نظارہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ سو منٹ نے
پہنچ کر عرض کی ”ہمارا راج کی جے۔ دشمنوں کی جھے“

یہ آواز کان میں پڑتے ہی راجہ دوسرے نے آنکھیں کھول دیں۔ ہاتھ سے آنسو
پونچھ کر دیکھنا چاہتے تھے کہ کون کون ہے اتنے ہی میں سو منٹ بولا:-

اُن داتا۔ سری راجپندرجی سب دھن دولت دان کر کے گھر بار چھوڑ بیٹھے
اب ہاتھ جھار کر آپ سے رخصت ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

بالیک جی اس موقع پر فرماتے ہیں کہ لوگوں نے راجہ دوسرے کو بہت بُرا بھلا
کہا۔ ہر شخص ہی کہتا تھا کہ بڑے ادھرمی ہیں۔ مگر میرے خیال میں راجہ دوسرے کا
سادھما تھا ہونا مشکل ہے۔ ان میں بات چیت کرنے کا دم نہ تھا نہ زبان ہلاسنے
نہ ہنسنے کی بڑی جرأت کر کے بولنے کہ:-

سو منٹ! اچھا سری راجپندرجی کو بٹھلاؤ۔ میں ابھی اُن کو نہ دیکھو نہ لگا۔ پہلے
میری سب رانیوں کو یہاں لے آؤ۔

سو منٹ اُسی وقت دوڑا گیا۔ مہاراج کا حکم سنایا۔ تین سو پچاس رانیوں
میں صرف لیکشی تو کوپ بھون سے نہ ہلی باقی اور سب اٹھ دوڑیں۔ کوشلیا جی کو
ضعف ہے اُٹھنے کی طاقت نہ تھی اور رانیوں نے اُن کو سنبھالا اور ہاتھ
تھامے ہوئے راجہ دوسرے کے پاس لائیں۔

جس وقت راجہ دسر تھہ کو رانیوں کی آمد معلوم ہوئی سو منت سے ارشاد ہوا کہ
سری راجندر جی کو آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ کہاں ہیں ؟

سو منت۔ ہمارا ج کے سامنے ہی ہیں۔ جانکی جی اور لکشمی جی کو بھی قدم چھونے
کی ہوس کھینچ لائی ہے۔ راجہ دسر تھہ نے فوراً ہی آنکھیں کھول دیں دیکھا سری راجندر
جی ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے موجود ہیں۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور دوڑ کر نکلے لگا
چاہتے تھے کہ پٹ سے زمین پر گر پڑے۔ چہرے پر مردنی سی چھا گئی ؟

راجندر جی نے جھپٹ کر اٹھ لیا۔ سب رانیاں بھی دوڑ پڑیں اور ایک کرام
چم گیا۔ رام لے رام لے رام لے کرام سر پٹنا شروع کر دیا آواز ماتم نے در و دیوار پر
سکوت چھا دیا۔ تھوڑی دیر میں راجہ دسر تھہ کی بیہوشی دور ہوئی پھر اٹھ بیٹھے اور
اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو چھاتی سے لگا لیا۔ راجندر جی قدموں پر گر پڑے اور
درخواست کی کہ

اب اجازت ہو۔ صحراے نوردی کا اشتیاق قدم اٹھا رہا ہے۔ لکشمی جی کو
بھی شوق رفاقت ٹھہرنے نہیں دیتا وہ بھی ہمراہی کے لئے تیار ہیں ؟
لکشمی جی۔ سری جانکی جی بھی قدموں کے درشنوں کو تشریف فرما ہیں ان کو
بھی اشیر یاد دیکھئے کہ بن میں سکھ سے رہیں ؟

سری راجندر جی۔ قالب عنصر نے بانی میں اپنی ذات کا مختار تھا میں نے
صحرانوردی کا بیڑا اٹھایا۔ لکشمی جی وغیرہ زبردستی ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ میں
نے لاکھ سمجھایا مگر یہ ایک نہیں اتنے۔ خیر ان کی مرضی۔ اب میں رخصت
مانگتا ہوں سنسی خوشی اجازت دے دیجئے ؟

راجہ دسر تھہ۔ ہائے تم بنا جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آہ! میرے کیکشی نے مجھے
جیتے جی مر ڈالا۔ میرے ذرا سے بچوں کے ساتھ یہ بیدردی۔ پیارے راجندر میں
کیسے اجازت دوں۔ تعجب ہے کہ تم بھی کیکشی کے کتے میں آ گئے۔ تم اُسے بکنے دو
وہ تمہارا کر ہی کیا سکتی ہے۔ بچن اور پر ن ڈالو پوٹھے بھاڑ میں مجھے قید میں
بھونکو اور تم مزے سے راج کرو۔ کوئی تمہاری طرف آنکھ اٹھائے تو میرا مزہ
سری راجندر جی۔ ایسے ایسے۔ ہزار راج آپ کے قدموں سے بندھے ہیں۔

مجھے تخت و تاج سے کیا کام۔ چودہ برس کچھ بہار نہیں جو کاٹنے کیلئے۔ ادھر یہ دن گزرے ادھر راج موجود۔ ذرا سی بات کے لئے میں کیوں آپ کے پران اور کیٹی ماما کے بچن کو نباہ نہ دوں۔ دھرم کے مقابلے میں راج پاٹ چیز ہی کیلئے ہے۔ راجہ دسرتھ اور سری راجندر جی کی تقریر کیلئے کے ہوش اڑا رہی تھی۔ وہ سوچتی تھیں کہ کہیں راجہ دسرتھ ہٹ نہ کر بیٹھیں اور سری راجندر جی بھی بن جائے سے کچیا نہ جائیں اس لئے بیتاب ہو کر بولی

یہ محبت نہیں دشمنی ہے کہاں تو راجندر جی ایک ساعت پر رخصت مانگنے آئے ہیں کہاں آپ بد شکونیاں کرتے ہیں۔ عازم سفر کو روکنا اس کی منزل کھوٹی کرنا ہے۔ اس لئے بس اور باتیں جانے دیجئے۔ راجندر جی سے کہئے اچھا رخصت جہاں رہو خوش رہو۔

راجہ دسرتھ۔ پیارے بے میں کیا کروں کچھ زور کچھ قابو نہیں تم دھرم سے پھرنا نہیں چاہتے کیٹی ادھرم پر تلی ہوئی ہے پس تباؤ کو میرا اختیار کیا ہے جو سب سمجھو کرو۔ میرا منہ تو دھرم اور ادھرم دونوں نے کیل دیا۔ مگر تم سعادتمند ہو۔ اس سے بھلا اتنا تو کہنا نا تو آج رات بھر اور ٹھیر جاؤ۔ ذرا سوچ لو کہ کل سے گڑ بڑی میں بسر ہوئی نہ کچھ بات چیت نہ کچھ گفت و شنید۔ رات بھر میں کچھ نہ ہو جائیگا سویر چلے جانا۔ میرے تخت جگہ تمہاری محبت پر آفریں۔ سعادتمندی کو شاہاش۔ راج پاٹ اور لالچ لوک چھوڑ کر بن کے لئے تیار ہو جانا کسی اور کا کام نہیں۔ میں اپنے دھرم ایمان کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ مجھے تمہاری تاج پوشی کے سوا اور کچھ غرض نہ تھی۔ مگر افسوس کیٹی نے جعل فریب میں بھانس لیا۔ جہاں رنج سے میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے وہاں میں تقدیر پر اتر آتا ہوں کہ ایشور نے مجھے ایسا سعادتمند بنیادیا۔ جس کو دھرم کے سوا اور کسی بات سے کام ہی نہیں اب میری یہی خواہش ہے کہ ایک رات اور ٹھیر جاؤ میں ذرا جی بھر کے دیکھ توں

سری راجندر جی۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر مگر اب زیادہ جوش محبت فضول ہے جتنا کہ میں یہاں رہونگا آپ کو اور بھی غم ہوگا۔ اس لئے زیادہ اصرار نہ فرمائیے۔

کاشمیں جی۔ بھائی صاحب۔ اگر مضائقہ نہ سمجھئے تو پتاجی کا کہنا مان جائے جب

آپ کو پتا چلی کے قول کا نباہ منظور ہے تو اس بات کو بھی قبول کیجئے۔ ایک بات ماننا۔ ایک بات نہ ماننا یہ کس اصول میں داخل ہے ؟

راجندر۔ تمہارا کتنا دست۔ مگر دیکھو تو کہ میں رات بھر تک رہ گیا تو مانا کی کبھی کی بات کہاں رہی۔ ان کا حکم ہو چکا ہے کہ اسی وقت بن کی راہ لو۔ توقف فضول ؟

یہ فرما کر انہوں نے راجہ دسرتھ سے دست بستہ گزارش کی کہ توقف میں کچھ فائدہ نہیں سمجھتا ہے۔ برہان کا خیال ہے۔ اگر یوہیں بیت و لعل میں دیر ہوتی گئی تو آپ قول فضول جائیگا۔ اور میرا بات کا بھی اعتبار نہ رہیگا۔ اس لئے میری خواہش یہی ہے کہ آپ فکر چھوڑ دیں و شواہس سے کچھ حاصل نہیں آپ کو سمندر سے تشبیہ دیتی ہے۔ سمندر نہ کبھی گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ اسی طرح آپ کو بھی نہ دکھ کا بیج نہ سکھ کی خوشی۔ میں اپنے ضمیر صادق سے کہتا ہوں کہ آپ کی فرمانبرداری و اطاعت گزاری مقابلے میں راج کیا سو رنگ کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے جھوٹے کونرک کے سوا اور کہیں جگہ نہیں ہیں میں چاہتا ہوں کہ کوئی بات جود سے نکل جائے پٹ نہ پڑے۔ میں تہیہ کر چکا کہ میں اب رخصت۔ اگر آپ کو زبردستی نرک میں دھکیلنا ہے تو رات بھر روک کر میری عاقبت خراب کر لیجئے۔ آپ کی مرضی آپ کی خاطر سے نرک بھی قبول لیکن مانا کی کبھی کے حکم کی تعمیل میں دیر ہونا کسی طرح گوارا نہیں کر سکتا میں دھرم کی راہ میں قدم رکھتا ہوں تو آپ کسی طرح کا اندیشہ نہ کریں مجھے جنگل میں ذرا بھی تکلیف نہ ہوگی۔ میری سب مائیں رو رو کر آنکھیں سجا رہی ہیں۔ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ جب تاک میں آنکھوں سے اوٹ نہ ہوگا تب تک یہ ہلکے ہلکے بلکے بلکے کر جان کھوتی رہیں گی۔ آپ ذرا طبیعت سمجھ لیں۔ سب مائوں کو سمجھائیں تسلی دیں اور بھرتی کو راج سنگھ اس پر بٹھا کر مجھ آزادی عطا فرمائیں کہ میں اعزاز فرمانبرداری و شرف ادا کرنا حاصل کر دوں اگر مجھے دوا پرستہ تک کے لئے بھی راج ملتا ہو تو میں اس وقت دم بھر نہیں ٹھیر سکتا۔ کسی کا دم بھی نکل جائے تو اب یہاں نہ ٹھیروں۔ پس اب آپ جوش محبت سے دل اچھا کر کہہ دیجئے کہ اچھا جاؤ۔ اگر آپ اجازت نہ دیں گے تو مجھے افسوس ہوگا کہ آپ اپنے کونرک کا مستحق کرتے ہیں میرا قصور نہیں ؟

سری راجندر جی کا لفظ لفظ پر جوش تھا۔ ان کو جس قدر دیر ہوتی تھی اسی

قدر طبع نازک کو دکھ ہوتا تھا۔ راجہ دسرتھ سمجھ گئے کہ بیل بے منہ ہے چڑھنے والی نہیں
 راجہ چند رات اپنی بات سے نہ ہٹنے لگے جو کہ دنیا وہ کرینگے۔ خواہ دنیا ادھر کی ادھر کی ہو
 ہو جائے۔ انہوں نے جھپٹ کر ان کو سینے سے لگا لیا اور پھر بہوش ہو گئے۔ دیکھ کر
 دل تو پتھر ہو رہا تھا۔ اس پر ان غمناک حالتوں کا اثر کہاں ہاں تمام رانیاں
 ٹائے ٹائے کر کے سردھنتی اور منہ پیٹتی تھیں۔ سو منٹ کی آنکھوں آنسوؤں کا دریا
 بہ رہا تھا۔ سارے رنواس کی آواز ماقم نے ہائے رام ہائے ہمارا راجہ دسرتھ کا وہ شور
 بلند کیا کہ سننے والوں کی چھاتی پھٹتی تھی۔ کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے اڑنے لگے تھے
 سو منٹ کو اس قدر بیتابی ہوئی کہ آخر غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔

سگ ۳۴ سو منٹ وزیر کی رانی کی کیشی سے عالم غضب میں تقریر

تقدیر ہی دیر تک کہ رام سے طبیعتیں پریشان رہیں کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اب
 سو منٹ کو بھی ہوش آیا تو غصے سے آنکھیں لال ہو گئیں جوش غضب میں ہونٹ چبا
 لگا اور صورت بڑھ جانے لگا۔ کیا ہو گئی وہ تڑپ کر بولا:-

ادیکیشی! تو رانی ہے یا کوئی ڈاٹن۔ ہاے تجھے نہ خاوند کا ترس نہ بچوں پر رحم تو نے
 خاندان بھر کے لئے موت کا جامہ پہن لیا۔ ارے رانی دنیا بھر کے ادھرم کیا تیرے ہی
 حصے میں آئے ہیں یاپ کی تصویر تجھ سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ ہاے ادھرم کا زہر چھپکا
 کر ہمارے ہمارا راج کی جان لئے لیتی ہے۔ ایسے دھرماتما خاوند کے ساتھ یہ دشمنی۔
 جس سے سارا سہاگ راج باٹ جیب نفاس کی جان لینے پر اُدھار کھائے بیٹھی ہے
 تو ہم غریبوں کی کیا گنتی۔ ہم لوگ تو تیری نظر میں مکھی مچھر کے برابر بھی نہ ہوتے۔ ہاے ایک
 سرسے۔ یہ دنیا الٹ پلٹ کر دینا کس نے تجھے سکھا دیا۔ ذرا بھی دل میں نرمی نہیں دھرم
 سہا سہا بھی تو نے طاق پر رکھ دیا۔ بڑے بیٹے کو راج دے جائیگا ہر جگہ حکم ہے تو سہا سہا کری

سیاہی ڈال دیتی ہے۔ ہمارا راج کو ہوس تھی کہ آنکھوں سے راجپندر کا راج با اس
دیکھ کے زندگی بچھل کریں تو نے ایک سرے سے طبقہ ہی اُلٹ دیا کیا تو یقین کرتی
ہے کہ تو راج بلاس کا آئندہ ٹوٹ سیکے گی۔ کبھی نہیں کہے دیتا ہوں کہ بھرت جی کبھی راج
سنگھاسن کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھائیں گے۔ اگر ان کی آنکھوں کا پانی بھی مر گیا ہو گا تو
یہ بتاؤ کہ وہ راج کہاں کریں گے اجودھیا تو آج اُجھاڑ ہوتی جاتی ہے۔ ہم سب لوگ
بھی بھاری تھکر چم کر چھوڑے دیتے ہیں۔ یہاں ایک کافی چڑیا تاکہ تو دکھائی دے
جیگی۔ اگر تو ہی اکیلی نہ پڑی رہے تب بات۔ ہمارے جس وقت راجپندر جی کے لئے
بن باس کی ٹھانی تھی اُس وقت تو زمین میں کیوں نہ سما گئی۔ بڑے بڑے فطر مٹاؤ
کو بد دعا کا اثر خاک سیاہ کر دیتا ہے تجھے ساری خلقت پانی پی پی کر کوس رہی ہے
اور تجھے پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہوتا نہ جانے کتنی رسی دراز ہے۔ بیہوشی کا بھلا۔ مانی
کیکٹی! اُنہ لے کا درخت کاٹ کر کوئی نیب کا درخت لگا تا کس عقلمند نے کہا ہے
نیب کا درخت لگانے کو تو لگا لے مگر امرت اور شہد سے بھی سنبھلی تو کڑا دھٹ بدستور
رہیگی۔ مٹھاس کا ذرا بھی نام و نشان نہ ہو گا۔ یاد رکھ۔ ہمارے جو راجہ دسرفقہ تجھے ہمیشہ
جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے انہیں کے ساتھ یہ سلوک شکی کا بدلہ بادی۔ میں
شروع ہی سے جانتا تھا کہ تو ادھر ہی ہے۔ تجھ کو ایسی ڈشٹ عورت دنیا کے پرچہ
پر نہیں۔ تجھی پر کیا منحوس ہے تیری ماں بھی تجھ سے دو ماٹہ بڑا بھی ہوئی۔ تجھ نہ
معلوم ہو تو سن یہاں کس کا حال معلوم نہیں۔

اُفتخ! اور تیری ماما کیا کچھ کم تھی۔ راجہ کیکے نے کسی رشی کی خدمت گزار رہی ہے
جانوروں کی آواز پہچاننا سیکھی۔ تیری ماما نے اسی کے لئے ایک روٹہ مرغی کی
جان لے ڈالی۔ راجہ کیکے محل میں تھا کوئی جانور بولنے لگا تو راجہ کو سنسی اگنی رشی کا
حکم تھا کہ جو سننا خبردار کسی سے نہ کہنا تیری ماما کچھ بڑا گلی کہ بتاؤ کیوں سنسے راجہ
نے بہت ڈالا مگر وہ کب ماسٹہ والی تھی ایک نہ سنسی بھٹ پر جمی رہی۔ مرے کی
دھمکی دے ہی طرح طرح سے بھٹ بن گئے۔ راجہ رانی کی بہت خاطر کرتا تھا اُس کو
دشمنی منظور نہ تھی اور رانی کو بات پر چھیننے کی بھٹ تھی مجبوراً راجہ نے کہا
جتنے بتائے میں غدر نہیں مگر رشی کا ہر دان ہے کہ اگر جانوروں کی بولی سیکھی

پر راز خاش کیا تو زندگی کی خیر نہیں اُسی وقت طائر روح پرواز کر جائیگا۔ اسی لئے مجھ لیت و حل ہے اگر تمہیں میری زندگی منظور نہیں تو خیر تمہاری خاطر سہی مگر جان بخش دیتیں تو سب سے اچھا تھا۔ بات بھی وہ نہیں جس کے سنے بغیر تمہارا کچھ نقصان ہو۔ جانوروں سے تمہیں واسطہ +

رانی۔ ایسے فقر کے کسی اور کے سامنے گھر ٹٹے۔ یہاں ایسی باتیں بنانے والے بہت دیکھے ہوئے ہیں۔ مرنا نہ ٹھیرا کھیل تماشا ٹھیرا۔ بات بات پر موت آنے لگی تو بس ہچکا۔ بات بتانی ہے تو بتائے نہیں تو ابھی جان دیدوں +
اُن اودھ زے تیری ماما کا دل گردہ راجہ کی زندگی کا مطلق خیال نہ کیا اور سر رہی رہی کہ بتاؤ۔ راجہ کیلے کے بنائے کچھ نہ بنتی تھی۔ حیران کہ کیا کروں۔ آخر کما اچھا پارسی۔ رشی جی سے اجازت لے آئے دو۔ شاید وہ کہیں کہ خیر۔ رانی کے کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں +

رانی بڑی مشکلوں سے راضی ہوئی۔ راجہ کیلے حیران پریشان رشی کی حدت میں حاضر ہوئے۔ سارا دکھ اُسنا یا رونا روئے۔ گزارش کی کہ مہاراج آپ اگر کوئی اور بردان نہیں دیتے تو یا میری جاتی رہے یا رانی کی +
رشی جی کی بات اُٹل تھی بالکالوں کا کسنا اُٹھ ہوتا ہے انہوں نے کہا چاہے تم مرو یا تمہاری رانی۔ یہاں جو ایک دفعہ زبان سے نکل گیا بس وہی تمہر کی لپک ہے +
راجہ کیلے اپنا سامنہ لئے ہوئے وہاں سے واپس آئے تو رانی پیچھے پڑ گئی کہ بتاؤ۔ راجہ کیلے کا ناک میں دم ہو گیا بالکل نریج ہو گئے مگر رانی کچھ نہ سنستی تھی اپنی ہی ضد پر اڑی تھی۔ اب راجہ کو خیال ہوا کہ جب رانی کو میری زندگی کی کچھ پروا نہیں تو پھر اس کی اُلفت و محبت ہی کیا۔ جب میں مرجاؤں گا تو رانی مری تو کیا زندہ رہی تو کیا۔ اس سے بس دھتا بتاؤ۔ ایسے کا ساتھ ہی کیا۔ جس کو اپنے مطلب سے مطلب۔ اپنی غرض سے غرض دوسرے کی جان کا بھی خیال نہیں۔ پس اُسی وقت وہ جوش غضب سے اُٹھے اور کمر میں ہاتھ دے کر گھر سے نکال دیا۔ اب تو رانی جی کی آنکھیں کھلیں۔ سارے جیسے دھڑکے رہ گئے۔ راج پاٹ سب غائب غلہ گھر گھر کے ٹکڑے تھے اور فاقہ کشی +

او کیلٹی ذرا منہ سے بول کیا تیری ماں کی یہ ڈرگت نہیں ہوئی۔ کیا کوئی مجھے
تجھو ثابت کر سکتا ہے تو جس ماں کی بیٹی ہے اس کے قدم پر قدم نہ رکھے تو اور
کیا کرے۔ مگر ہمارے ہمارا جیکے کی طرح نہیں ور نہ ابھی تو بھی گلی گلی چلی مانتی
پھرتی اور ماں بیٹی کی جنم تیری کی بدھ اچھی طرح مل جاتی ۛ

سو منت کی یہ تقریر بچھو کے ڈنگ سے زیادہ زہریلی تھی کانے ناگ کا زہر ہر
لفظ لفظ میں بھرا تھا۔ مگر کیلٹی نے چپ دگائی تو کچھ اثر بھی نہ ہوا وہ ساری باتیں
بیٹھی بیٹھی پی پی گئی۔ سو منت نے سوچا کہ واہ اتنی کھوٹی سنائیں اور پھر بھی
تاثیر ندارد۔ اس لئے اس نے رنگ سخن بدلا اور قدروں کی طرف سر جھکا کر بولا
آقاؤں سے مالکوں سے لڑتے بھی میں جھگڑتے بھی ہیں۔ خیر خواہوں کی
خاطر داشت راجوں رانیوں کے سوا کون کر سکتا ہے۔ آپ دیوی رہیں ہیں راج
پاٹ آپ ہی کا ہے۔ اب اپنی ہٹ چھوڑ دیجئے۔ آپ ابھی چاہیں تو ہمارا راج کاڑھ لیا
ہوا کنول ہرا ہو جائے۔ دھرم بھی رہے ست بھی۔ آپ تو سب پڑھی لکھی ہیں۔
دیکھ لیجئے کہ سناتن دھرم کیا ہے؛ شاستر بڑے بیٹے ہی کے لئے راج ملک کی
اجازت دیتا ہے۔ آپ خلاف ورزی کرینگی تو سخت بدنامی ہوگی۔ دنیا ہمیشہ آپ
پر حرف رکھیں گی۔ اس لئے میں تو یہ کہتا ہوں کہ دو لفظوں میں کلنک دھو لیجئے۔
زبان سے کہہ دیجئے کہ راجندر کا راج ملک منظور ۛ

سہارانی جی میں خالی خولی وزیر نہیں رشی بھی ہوں۔ رشیوں کی بات ٹالنا
دھرم کے خلاف ہے۔ میں رشی ہو کر استادان مانگتا ہوں۔ تمہیں اب عذر نہ ہونا
چاہئے۔ راجہ دستو کا اب بڑھاپا ہے بڑھاپے کو چل چلاؤ کا زمانہ کتنے ہیں پس
میری تو رائے یہ ہے کہ ہمارا راج تپشیا کر کے زندگی سکا رتھ کر دیں اور رام چندر کو
آپ سینے سے لگا کر راج شگھاسین بٹھاویں۔ ذرا سی بات ہے۔ اس کا طول
دینا بیکار۔ بات کی بات بنی رہے راج کا راج قائم رہے نہ ہمارا راج کو دکھ ہو نہ
رام لکشمین جاگمی کو بنیاس۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ آپ بھی بدنامی سے بچ
جائیں اور ایک عالم میں دھوم مچ جائے کہ ہمارا فی کیلٹی نے بھوت کے لئے
راج مانگ کر پھر تخت سلطنت سری راجندر جی کے حوالے کیا۔ انصاف اسے

کہتے ہیں اور سعادتمندی کی قدر دانی اسے +
 سو منت نے لاکھ باتیں بنائیں۔ ہزار قلب پھیرنے والے فقرے سنائے
 مگر کیٹی ٹوم کی ناک تو تھی ہی نہیں کہ ادھر سے ادھر مڑ جاتی۔ اُس نے بات
 بات پر سر تو ہلایا مگر دل ذرا بھی سیجا ہو کیا ممکن وہ مسکراتی رہی۔ چہرے پر نہ
 کچھ شرمندگی کے آثار تھے نہ رنج و ندامت کے +

سرگ ۳۶

راجہ دوسرے کی کیٹی سے ناراضگی کی کیٹی کی طعن
 تشنیع۔ سامعین کی کبیدگی خاطر کی کیٹی کی طعن
 کی بوچھاڑ۔ سری راجندر جی کا استقلال طبیعت

راجہ دوسرے خاموش پڑے ہوئے ہائے ککر کوٹیں بدل رہے تھے۔
 آنکھیں کالی گھٹا کی طرح آنسو برسار ہی تھیں۔ کیٹی کی سنگدلی دیکھ کر وہ
 سو منت سے بولے کہ

ناحق منہ تھکاتے ہو بیفایہ مغزون کرنے سے حاصل۔ یہ بے مروت یہ
 بیفایہ شقی القلب ناگن ہے ناگن۔ ڈاٹن ہے ڈاٹن مفت میں سرکھپا کے اندھے
 کے آگے رو کر اپنی آنکھیں کھوتے اور بھینس کے آگے بین بجاتے ہو اس کا دل
 کبھی نہ پسپیگا۔ جگر فلا د ہے اب زیادہ میرا دل دکھاؤ۔ اب تاب ضبط نہیں راجندر
 جی ٹکے معلوم نہیں ہوتے جلد فوج کو ہمراہی کے لئے تیار کر دو۔ ناچنے گانے والی شہسوار
 ناروانداز سے گاتی ناچتی ساتھ چلیں۔ بیشول کو حکم دو کہ تمام ضروریات ساتھ لے ہوئے
 قدموں میں رہیں۔ حفاظت کیلئے اچھے اچھے پہلوان بڑے بڑے سوریر رفاقت میں لے ہوئے
 گاڑی رتھ چھکڑے سب تیار ہو جائیں راہبر ساتھ لے جائیں جس میں بن کے بڑھتے ترچے
 اینڈے سینڈے راستوں میں چلنے سے تکلیف نہ ہو۔ خزانے میں جتنی دولت ہے سب راجندر جی
 کے ہمراہ لے کر سو نہ بجا۔ جس میں کسی بات کی تکلیف نہ ہو۔ اہل اجودھیا کو بھی ہمراہی حکم صادر

تسے کہ جہاں راجپندر قیام کریں۔ وہیں نئی اجودھیا موجود ہو جائے یہ سب مسلمان یہ سب
ٹھٹھاٹ باٹ مہیا ہونے سے راجپندر جی کو جب تپ میں بھیجی آسانی دے گی ان کو صحرانوردی
کا رنج بھی محسوس نہ ہو گا۔ پر جنہوں کو دان دینے میں دل بہلا رہیگا۔

اس گفتگو کے بعد ان کے چہرے پر علامت غیظ و غضب نمودار ہوئی پیشانی پر
بل پڑ گئے تیوریاں بدل گئیں اسی اضطراب طبیعت کی حالت میں فرمانے لگے کہ

راجپندر جی کو بن باس کیسا۔ بھرت جی راج ہی کے قابل نہیں تو راج گدی کسی
اس فقرے سے کیکنی کے حواس جاتے رہے اُس کی جان نکل گئی کہ یہ اُٹا دھڑا
کیسا۔ وہ گھبرائی کہ کہیں راجہ دسرتھ بھرت کو راج نہ دینے کی قسم کھا بیٹھیں کہ سارا
کیا دھڑا مٹی میں مل جائے اس وقت اس کا چہرہ بالکل اتر گیا۔ کالو تو لہو نہیں
بدن میں آخر بڑے ضبط سے وہ لکڑا کر کے بولی کہ

آپ کل مال و دولت راجپندر کو دے دیتے ہیں بھرت کے واسطے کیا رہ جائیگا
بھرت کو راج دیدیا تو پھر کوڑی پیسے سے کسی کو کیا سروکار۔ بن باسیوں کو ساری دولت
بھرت کو خالی خالی سلطنت میں کبھی گوارا نہ کرونگی کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اب جو کچھ
بھرت کا ہے اس کو کسی نے چھو تو وہ دینا رہے میں کوڑی کوڑی کا حساب پیغیز ہوئی
راجہ دسرتھ سخت مضطرب تھے۔ بقیارای سے ماہی بے آب کومات کر دیا تھا۔
کیکنی کی اس بات سے تڑپ گئے ہوئے

اے کیوں ستم پر ستم۔ جبر پر جبر ظلم پر ظلم۔ بدعت پر بدعت کرتی ہے کچھ تو ایشور سے
کچھ تو راجم کر۔ تو نے میری زبان پر مہر لگا رکھی ہے۔ جہاں ذرا بھی بولا حلق کی دریاں
ہو گئی۔ آنکھیں لال لال کر کے خون خشک کر دیا۔ ارے تیرا دل ایسا پتھر کا ہو گیا
آہ ذرا بھی ترس نہیں۔ اب ایسا خون سفید۔ افسوس مجھ کو تو نے انا سے بل کی
طرح گھما کر جوت لیا۔ بوجہ برداشت کے قابل نہیں۔ بساط سے باہر ہے کھینچنے
کھینچنے کلیجہ نکلا پڑتا ہے اور تو وہ بے درد مانگنے والی ہے کہ کوڑے پر کوڑا سیر گئے
جاتی ہے ذرا بھی خبر نہیں کہ کسی کی جان پر کیا گزر رہی ہے۔ مرتا ہے یا جیتا
مرے گایا جیٹا گا۔

اے ظالم کیکنی۔ مرے کو ناحق مارتی ہے میں خود ہی اودھڑا ہوا ہوں اُس پر

یہ زہر میں سمجھے ہوئے فستردوں کے کاری زخم میں نہیں جانتا کہ میری جان بچنے کے آثار کیا ہیں۔ تو اب میری جان کی گائک کیوں مود رہی ہے کہ تو دیا کہ بھرت راج لیس راجپندر کو تخت و تاج سے کچھ کام نہیں اُن کا دھرم جنگلوں میں کانٹوں کے فرش پر بستر گل کا مزہ دیگا +

راجہ دسرتھ کے ہر لفظ میں دل بکھلا نے والی تاثیر تھی مگر پھر بکھلا سے نہیں بکھلتا۔ یہ سنگدلی دیکھ کر راجہ دسرتھ سے ضبط نہ ہوا اُن کی آنکھیں خون میں دھوب گئیں چہرہ لال انگارہ ہو گیا۔ مگر کیٹی ہٹ کی پوری تھی۔ اُس کے دل پر اُلٹا اثر ہوا اس کی بھویں بھی چڑھی ہوئی کمان بن گئیں۔ نظروں سے تیر و تر کش باندھ لئے جھنجھلا کر بولی۔

کہ بیٹھے گھر وا ہے میں۔ ایسے فقر کے کسی اور سے چلئے۔ یہاں ایسے بھٹ بین نظر ترحم ہوئے لگے تو بس ہو چکا۔ سارے مردے نخرے نخلوں ہی سے چلے چلا کر تے ہیں۔ میں آپ اپنی باتوں سے معاف رکھئے۔ میں نخرے نخلوں سے بکنے والی نہیں کیوں صاحب کیا آپ راجہ سکر کی اولاد میں نہیں اگر اُن کے خون کا اثر ہے تو ذرا یاد کیجئے کہ سمجھس اُن کا بڑا ہی بیٹا تھا کہ نہیں۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو یہ بھی سوچئے کہ انہوں نے گھر سے کس کو نکال باہر کیا تھا کیا آپ بھول گئے کہ سمجھس کے ساتھ اُن کا کیا سلوک ہوا تھا انہوں نے بیڑے بیٹے کے لئے دے دیا اُدھ دیا ذرا بھی نہ کی تھی اور آپ ہیں کہ صرف چودہ برس کی جدائی کے لئے زمین و آسمان سر پر اٹھائے لیتے ہیں۔ تو بہ تلامذاتی تہائی کون بات باقی رہ گئی پس آپ یہ پا کھنڈ چھوڑئے اور جس طرح راجہ سکر نے اپنے فرزند اکبر سمجھس کو عمر بھر کے لئے جلا وطن کر دیا تھا۔ اسی طرح آپ صرف چودہ برس کے لئے راجپندر کو بن میں بوجھ کر لیں۔ میں آہ۔ اوہ۔ ہاے داویلا ایک ماننے والی نہیں کیٹی کے منہ سے جس وقت یہ الفاظ نکلے تمام موجودہ لوگ دھڑک لئے۔

تف ہے کیٹی ازوف ہے کیٹی اِکھاں اسمجھس چھٹا شدہ زمانے بھر کا بدعاش کہاں راجپندر دھرم کی مورت۔ بہہ صفت موصوف۔ سچ مچ دیوتا۔ اور تو دو نو کو ایک ترازو میں تولتی ہے۔ ایسی اوزدھی عقل کبھی دیکھنے میں نہ آئی +

کیٹی کے لئے گنبد والوں نے کوئی بات نہ چھوڑی۔ سدھیارتھ بہن بہت بہن رسیدہ و زمانہ دیدہ تھا اس کے بال چاندی کی تار تھے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

اری بیوقوف رانی تو راجچندر کے مقابلے میں سمجھنے کا نام لیتی ہے۔ تیری عقل کو کیا ہو گیا۔ سمجھنے کو جانتی بھی ہے کہ کون تھا۔ اُس کے برابر بدکردار کون ہو گا۔ دوستی کے پردے میں دوستوں کے ساتھ دشمنی نہ کرے جو وفا کی آڑ میں تیغ جفا گردن پر پھیرے وہ شریر نفس کسی کی جان کو نہ جان سمجھتا تھا لوگ اُس کے سامنے تڑپیں تو اُس کی بیخ حد سے زیادہ خوش ہو۔ عزیزوں دوستوں کو پہلے تو بڑے پیار سے سر جوگی سیر کو لے جاتا اور منجھد ہار میں ہنچتیں گویا پیاروں کو وہیں گردابِ اجل میں پھنسا تا جب اس بدعت کی حد ہو گئی راجہ سگر شکا ستیں سنتے سنتے تھک گئے تو آخر دل پھٹ گیا محبت کو استغفار دینا اور سمجھنے سے کہہ دیا کہ بیٹا اب اپنا سہیتا کر۔ اجودھیا کے راج میں تمہارے لئے جو نہیں سمجھنے سے حکم مانا اور راجہ سگر نے بے انتہا دولت دیکر اُسے آنکھوں سے اڑٹ کر دیا۔ لکھ پھوٹی پیر گئی۔ سمجھنے کو خوب دولت ملی وہ بھی چلا تو تمام اطراف عالم کا چکر لگا دالا۔ گھر لوٹنے کی صورت ہی نہ ہوئی۔ تو ایسے بد اعمال شخص سے اُن راجچندر کو نظیر دیتی ہے جن میں کوئی شخص اتنا بھی عیب نہیں دکھا سکتا جتنا اورغماشی کے چاند میں ہوتا ہے وہ پیر کے آفتاب ہیں اُن پر کوئی خاک ڈالے کیا مجال حرف رکھے کیا منہ تو بڑی ایماندار ہے تو کوئی بات نہ کہے لکھ پھوٹی ناقص بھی بتا دیگی تو راجچندر کو بن بھیجے بغیر اُن جل نہ کر ونگا مجھے جنٹو کی سو گند ہے مگر جو کتنا سچ سچ کہنا جھوٹ کیسکی تو کرنی بھگتیگی۔ او کیسکی اُس شخص سے بڑھ کر کوئی باپ کی کوئی گندگار نہیں جو لائق آدمی کو مفت کوئی الزام لگا کر بدنام کرتا اور اُس کی جلاوطنی کا محرک ہوتا ہے اب بس زبان کھول منہ سے بول خاموش نہ رہو جو کتنا ہو صاف صاف کہہ۔ سندھیا رتھ برہمن لاکھ کر کا لاکھ کیسکی منہ باندھے بیٹھی رہی کچھ نہ بولی۔ کچھ سناسی نہیں۔ اس پر راجہ دسرتھ کو نہایت طیش آیا اور وہ کرٹک کر بولے کہ

ادوپاپ کی جسم تصویر اب منہ میں ٹانگے لگائے کیوں بیٹھی ہے زبان کیوں نہیں چلتی لب کیوں نہیں کھلتے۔ ہاے دنیا تھوک رہی ہے سب پڑا بھلا کہتے ہیں اور پھر بھی تیرے کان نہیں ہوتے چکنا گھر ٹانہ بیٹھی ہے کم دیتا ہوں پچھتاہیگی۔ سر پر ماتھہ دھاروئے نہ بن پڑیگی۔ تو سب راجہ پاٹ پیٹ میں رکھ لے کسی کو تاج و تخت کے کچھ مطلب نہیں راجچندر تو تیار ہی کھڑے ہیں۔ ابے میں بھی چننا دھند کرتا ہوں بن میں رہو لگا۔ اجودھیا تم کو مبارک۔ تو بھرت کے لئے راجہ تجویز کرتی ہے میں کہے دیتا ہوں کہ وہ کبھی تیری

صورت دیکھنے کے روادار نہ ہو گئے خود بھی بن ہی کا رخ نہ کریں تب کتنا کہ کوئی کتاب تھا ان حالتوں میں تو اکیلی یہاں پڑھی قسمت کھو گئی اور سرودھنیگی کہ لے بیوقوفی سے لاکھ کا گھر خاک کر دیا۔

سری رام چندرجی ہر ایک کی تقریر سن رہے تھے انہوں نے خیال کیا کہ سب اپنے اپنے مطلب کی باتیں کر رہے ہیں۔ میرے مفید مطلب کوئی گفتگو نہیں فیضول آپس کی توڑ میں میں سے حاصل ہیں جس سفر کا عزم کر چکا وہ فسخ ہونا مشکل لہذا بس دو ٹوک بات میں فیصلہ کر لینا مناسب ہے آپ راجہ درتھ سے ہاتھ جوڑ کر مخاطب ہوئے۔

پتاجی میرا بن باس طے ہو چکا۔ آپ کی بھی اجازت مل گئی۔ پھر اب بے نتیجہ نزاع لفظی سے حاصل۔ آپ شوق سے اجودھیا میں قیام رکھتے ایک دن آپ رام سے جدا ہی ہو گئے پھر اس مفارقت کا رونا کیا۔ آپ سمجھ لیئے کہ آج ہی جدائی کی گھڑی آگئی جس کے لئے آپ نے رام کو لباس عنصری پہنا کر سرے فانی کا ہمان بنایا ہے آپ کو صبر نشینی کا خیال نا حق ہے۔ اجودھیا میں بیٹھے ہوئے ایشور کا نام جیتے۔ بن میں اس سے زیادہ اور کیا فائدے کی امید ہے۔ رہی میری ہمراہی اُس کی مجھ سے امید نہ رکھتے۔ میں چودہ برس کے لئے دنیا اور اہل دنیا سے تعلق توڑ چکا کامل آزادی حاصل کر لی۔ پھر اب میں ویسا بیوقوف نہیں کہ ہاتھی تو دان کر دیا مگر فکر کس کی ہے اسی رسی کی جس میں ہاتھی بندھا ہوا تھا۔ عقلمندوں کو ہاتھی دان کر کے ذرا سی رسی کا لالچ نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں بھی جب راج پاٹ۔ وطن۔ عزیز سب چھوڑ چکا تو اب کسی کی ہمراہی سے کیا کام یہاں تو اب سب تاج ہرنج پر عملدآمد ہے۔

سرک

سری رام چندرجی کی فقیرانہ لباس سے
تن پوشی۔ شیشٹ جی کی کیکیٹی کو ملامت

سری رام چندرجی نے فرمایا کہ پتاجی اب زیادہ دیر نہ کیجئے۔ ماتاؤں کو حکم دیجئے

کہ کند مول کھوونے کے لئے کوئی اوزار دست مبارک سے عطا فرمائیں اور کوئی چیز ایسی مرحمت فرمائیں جس میں پھل پھول رکھے جاسکیں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے آپ کا اقبال بہت ہے۔

اس درخواست پر اور مسامعین کا دل تو ٹکڑے ٹکڑے اڑ گیا مگر کیٹی کے چہرے پر جیسے اور روشن ہو گیا۔ وہ جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور فقیرانہ لباس لے کر سری راجچندر جی سے بولی۔

فرزند دلہندہ۔ ٹوہ کپڑے تمہارے لئے موزوں ہیں۔

سری راجچندر جی اس وقت تک زور زور سے دانت سے دانت تھے انہوں نے کیٹی کے قدموں پر سر جھکا کر بڑی خوشی سے فقیرانہ پوشاک لے لی اور سب زور زور سے اتار کر قدموں پر ڈال دیئے۔ دیکھنے والوں کا کلیجہ پھٹا تھا۔ اور راجچندر بن باسیوں کا لباس پہن دیتے تھے اور دوسرے دروناک نظارہ یہ تھا کہ کیٹی جاتی کے پاس دوسرا لباس لے پہنچی اور جانکی جی اس کو دیکھ کر اس طرح کا پستی تھیں جس طرح قسائی کو دیکھ کر گائے۔ معلوم ہوتا تھا کہ شیر اور بکری کا سامنا ہے کیٹی بڑے پیار سے بولی۔

جانکی آؤ میں کپڑے پہنا دوں کہ تمہیں تکلیف نہ ہو۔

جانکی جی کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ انہوں نے کپڑے لے لئے ایسی پوشاک پہننے کا بھی موقع نہ ہوا تھا لہذا انہوں نے سر سے قدم تک کپڑوں سے جسم ڈھانپ لیا اور سری راجچندر جی سے خطاب کر کے بولیں۔

مجھے ایسی پوشاک پہننے کا وقف نہیں۔ ماما کیٹی فرماتی ہیں کہ میں پہنا دوں راجچندر جی۔ نہیں چلتے چلاتے ماما کیٹی کو تکلیف دینا کچھ ضرور نہیں اب ہم سب ہاتھ پاؤں دالے ہوئے بزرگوں کو کب تک تکلیف دیتے رہینگے۔ اب تک انہوں نے کیا کم پہنایا اور ڈھایا۔ ٹھیک وہیں جس طرح پہناؤں اس طرح پہنو یہ فرما کر سری راجچندر جی جانکی کے قریب گئے اور یہ پوشاک انہیں لپروں پر لپیٹ دی جو ان کے زین تن تھی جس وقت راجچندر جی زر کار لباس پر فقیرانہ لباس پہنا رہے تھے حاضرین کا کلیجہ تڑپ رہا تھا ہر ایک کی زبان سے عجیب نکلتی تھیں سب اپنا اپنا سر پیٹتے تھے۔ آنسوؤں کا ایک طوفان تھا جو کسی طرح روکے نہ رکھتا تھا۔ سب ایک زبان ہو کر کہتے ہوئے تھیں

کرنے لگے کہ سری راجندر خیر تم ہمارا ج کا بچن نباہتے جاتے ہو۔ تمہاری لیاقت و سعادت پر آفرین۔ مگر بیجاری جانکی بن میں جانے کے لائق نہیں ان کو ساتھ نہ لیجاؤ فقیر نے لباس اتار کر پھینک دو۔ یہ دردناک نظارہ بے شیشٹ جی بھی دیکھ رہے تھے۔ اُن کا دل بھرا آیا آنسو اُمنڈ پڑے۔ دل میں آگ سدگ اٹھی ساؤٹھا کر بولے:-

اودشٹ کی کشتی۔ ہارے تیرے دل میں ذرا بھی رحم نہیں تو ذرا سی صد سے اجودھیا کا ہر بچہ ابا باغ اجاڑے رکھے دیتی ہے۔ راجہ درتھ کو سیدھایا کر ایسا قابو میں کر لیا کہ بس کی جان کی گاہک ہو گئی۔ او بے درد۔ جانکی نے تیرا کیا بگاڑا ہے کہ تو اس کو بھی آنکھوں سے دیکھنا گوارا نہیں کرتی اور چاہتی ہے کہ یہ بھی جنگل میں ماری ماری پھرے یاد رکھ کہ اگر جانکی یہاں سے ہٹیں تو ہم سب اجودھیا کو آگ لگا کر جنگل میں جاسینگے تو سیتا جی اور سری راجندر جی کی سدھائی پر جاتی ہے۔ اسی عقل سے خالی یہ چاہیں تو پل بھر میں پرتے ہو جائے۔ جس وقت راجندر گھر سے قدم نکالینگے۔ اُس وقت اجودھیا میں ایک آدمی نظر نہ آئیگا۔ تو ابھی ان کو فقیرانہ لباس پہناتی ہے۔ ذرا دیر میں سارے اہل شہر کے بدن پر یہی پوشاک دیکھنا۔ وید کی شرتی ٹپکار ٹپکار کر کہہ رہی ہے کہ جہاں راجندر نہیں وہاں جنگل ہے جس جنگل میں اُن کے قدم ہوں وہی بیکٹھ ہے۔ یہ نہ سمجھ کر بھرت تیرے اس ادھرم سے خوش ہونگے کبھی نہیں اُن کو تخت و تاج کے نام سے نفرت ہوگی تو چاہے مر بھی جائے وہ راجندر کے بغیر راج کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھینگے۔ تو نے وہ حرکت کی ہے کہ جانوراں صحرا تاںک تجھ کو س رہتے ہیں۔ بھرت جی کو تو دھرم کا خیال ہے وہ نہ جانیں کیا کھینگے۔ دیکھ وہ سامنے درخت کیا کہہ رہے ہیں۔ اُن کی شاخوں کی جنبش کا مطلب کچھ سمجھتی ہے۔ پتا پتا کہہ رہا ہے کہ ہم بھی راجندر جی کے ساتھ جائینگے۔ تھوڑی دیر میں معام ہو جائے گا کہ ان سب کا حال کیا ہوتا ہے یہ فرما کر انہوں نے جانکی جی سے کہا:-

پھینک دو کپڑے۔ تمہیں ان سے کیا کام خوشی سے زیور ملبوس پہنے رہو۔ جانکی جی نے ابھی تعمیل ارشاد نہ کی تھی کہ کیشتی کے چہرے سے کچھ آزدگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ بے شیشٹ جی کی نظر اسی طرف لھتی بولے:-

ناک بھول کیا چڑھا تی ہے ذرا بتاؤ تو کہ جانکی اور لکشمین کو بن میں جانے سے کیا مطلب۔ کیا برداں میں یہ دونو بھی شامل ہیں اگر جانکی جنگل میں چلی گئی تو اپنے ہی زیور و لباس پہنے رہیگی ؟

سر ۳۸

جانکی جی کو فقیرانہ لباس پہنانے پر کیکیٹی سے بشت جی اور راجہ دسرتھ کی خفگی

بشت جی نے کیکیٹی کو بہت ملامت کی جانکی جی سے بھی چاہا کہ فقیرانہ لباس پھینک دیں۔ مگر جانکی جی کو منظور نہ ہوا کہ وہ راجپندر جی کے پہنائے ہوئے کپڑے اتار کر کیکیٹی کے دل کو دکھ دیں وہ دل میں دعائیں مانگتی تھیں کہ کہیں راجپندر جی بشت جی کے کہنے میں نہ آجائیں۔ مت پلٹ جائے تو میں کہیں کی نہ پہوں۔ وہ دیوئی دیوتا سنا تی رہیں اور بڑی محبت کی نظر سے سری راجپندر جی کو سب کی نظر بچا کر دیکھتی جاتی تھیں کہ چہرے کی رنگت کیا ہے قیامت سے تاڑتی تھیں کہ کہیں خیال تو اور کا اور نہیں ہو گیا ؟

جتنے حاضر الوقت تھے یا تو کیکیٹی کو برا بھلا کہتے تھے یا اب راجہ دسرتھ پر اتار دھو گئے۔ ہر زبان سے یہی آواز آتی تھی۔ راجہ دسرتھ دھڑکال دھڑکال اپنے اپنی آنکھوں کے سامنے جانکی کو فقیرانہ لباس پہنے دیکھ کر بھی تیرا دل پیٹھ ہی کا بنا ہوا تھا۔ ذرا بھی محم نہیں ہوتا ہے۔ اُف ! وہ ! کیکیٹی کی ایسی خاطر داشت ایسا لحاظ کیکیٹی بلا ہی کیا ہے جو اس طرح بوٹی بوٹی لرزی جاتی ہے پس اسی دھرم کے جھنڈے پر ناز تھا اسی سے ڈھنڈورے مٹ رہے تھے ڈھول کے اندر پول اسی کو کہتے ہیں چہ راجہ دسرتھ یو پس آدھی جان کے ہو رہے تھے کیکیٹی کی بیو فائیاں چر کے چرے دے رہی تھیں جس وقت لوگوں نے لعنت ملامت کی اُن کے زخم پر گویا کسی نے نمک مرچ چھڑک دیا۔ وہ تڑپنے لگی تھیں سے ہنسیٹتے ہوئے کیکیٹی سے بولے۔

مست میں اتنی سیاہی لگا چکی۔ اب تاسل نہیں بکھرا۔ جاگتی نہارا جبکہ کی راجکمار
 اس پر بھی ظلم اس نے تیرا کیا بگاڑا کہ تو اس کے بھی پیچھے پڑتی شیشٹ ایسے وہ جب
 گرد۔ دیوتاؤں سے زبان ہلا دیں تو انہیں وہی کرنا پڑے جو شیشٹ غی کو منظور نہ ہو
 پتھر کہ ان کی بات بھی تیرے دل پر اثر نہیں کرتی۔ جاگتی کے لئے تو کیوں فقیرانہ
 لباس میکھڑی ہو گئی۔ پورا ان میں یہ کب شرط تھی تو اپنے منہ پر تھپڑ لگا کر کہہ دے
 کہ ہاں غلطی۔ اب وہی جاگتی کی خود غرضی۔ ان کو محبت کا جوش ہے اور تیرا کچھ اجارہ
 نہیں وہ پوشاک عروسانہ ہی پہننے دینگی میری تو عقل نابری گئی ہے اگر یہ نہ
 ہوتا تو راجچند جی ہی کیوں صحرانوردی کا ارادہ کر سکتے تھے۔ خیر تیری ہٹ تھی۔
 راجچند کو بے سعادتی منظور نہ ہوئی۔ وہ تیری مرضی پر چلنے کو تیار ہو گئے مگر جاگتی
 جی کو کیوں مجبور کر رہی ہے کہ صحرانیوں کے کپڑے پہنیں۔ ہائے تو نے خاندان
 تباہ کر دیا کہے دیتا ہوں کہ ترک تیرے لئے تیار ہے +

سری راجچند جی نے فرمایا

یتاجی! آپ فضول طبیعت مضحل کرتے ہیں۔ دماغ ٹھکانے سے کچھ حاصل
 نہیں آپ کو فقیرانہ لباس سے نفرت ہے تو لیجئے میں ابھی پھینکواؤں دیتا ہوں آپ کا
 ارشاد ہو چکا کہ اصلی لباس قائم رہے پس بزرگانہ توجہ کا شکریہ ادا کر کے جسکندنی
 کو بھی ساتھ لئے جاتا ہوں۔ اب مجھے فکر فقط ماما کو شایا کی بات رہ گئی۔ اس لئے
 دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ ان کا دل کسی طرح دکھنے نہ پائے اگر ان کی
 طبیعت کو ذرا بھی صدمہ ہوگا تو مجھے تکلیف ہوگی۔ اس لئے ذرا ان کا خیال
 رکھنیگا ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بات سے دکھی ہو کر جان دیں +

سرگ ۲۹

راجہ دوسرے کا اظہار افسوس کو شلیا جاگتی
 جی کی گفتگو۔ راجچند جی کی ۲۵۰ انیوں سے

درخواست رخصت۔ رنواس میں گریہ وزاری

سری راجندر جی کی زبان سے جو یہ الفاظ نکلے راجندر کو سخت رنج و اطم
ہوا وہ گرداب غم میں غوطہ کھانے لگے۔ اُن کی زبان سے بے ساختہ چچیں نکلنے لگیں
آنکھوں سے ایک دریا بہہ گیا وہ دل ہی دل میں افسوس کرتے تھے کہ بڑا پاپ
ہوا۔ میرے سبب کو شلیا رانی کے دل پر جو گزرتی ہے اُس کو سب گل جانتے ہیں۔ اُسے میں نے
راجندر کو بن باس کی اجازت دے کر وہی ستم کیا جو ایک بیدرد قصابی پھرنے کو گائے
سے چھڑا کر قیامت توڑتا ہے۔ اُسے کو شلیا کی جان پر نہ جانے کیا گزر رہی ہے۔ راجندر
کی نامت سے جو اُن کو تکلیف ہو رہی ہوگی وہ محبت پدہری کیا جانے۔ ہر رادہ کچھ اور
ای چیز ہے جسے محبت پدہری کبھی نہیں پہنچ سکتی یہ سوچ کر وہ دونوں ہاتھوں سے
منہ پیٹنے لگے اور چلا چلا کر کہنے لگے +

آہ! جن راجندر جی کو تاج عالم پناہی پہنے دیکھنے کی ہوس تھی۔ اُف! وہی فقیرانہ
لباس پہنے ہوئے آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اور انقلابِ رحم کر۔ اور گردشِ فلک میں
اب طاقت ضبط نہیں۔ بیتاب دل پسلیاں توڑ کر پہاڑ سے نکلا بھاگتا ہے بچپن کھینچ
نے سینے کی رفاقت چھوڑ دی تو پتا ہوا منہ کو آگیا۔ اُسے میں راجندر کے چھوڑے ہوئے کسے
لئے رخصت ہوں۔ اور زبان تو ہی جل پھنک جا۔ او آنکھ تو پٹنے ہی سے کیوں بند نہیں
ہو جاتی۔ اور دنیا سے ناپائدار آج تیری بے ثباتی کہاں ہے۔ اور عمر دوروزہ اس وقت تو
کیوں پٹ نہیں چھوڑتی۔ اُسے سو منت دل آپے میں نہیں طبیعت اُلجھ رہی ہے جب تک
جان نہ نگلیلی تب تک صبر نہ آئیگا۔ بہتر یہی ہے کہ جسم سے جان نکالنے کی تدبیر کر۔ رگ
رگ میں بچھو کا سارہر چھپکا ما ہے فس فس سے جان نکلتی معلوم ہوتی ہے۔ زیادہ تکلیف سے کیا فائدہ
ایک دم سے جان نکل جائے تو میں مجھوں کہ دوبارہ زندگی ہوئی۔ راجندر کہنے والے نہیں کیا ہی
ہٹ پر جمی ہوئی ہے۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ رتھ لے آ۔ رتھ میں چار تیر گھوڑے ہوں جن تک
سامنے رہینگے۔ مجھے نزع کی سی تکلیف۔ سبکی وہ ذرا آنکھوں اوٹ ہوئے اور بس میں جانوں جی
گیا۔ جم کے دو توں کی سی بدعت سے نجات مل گئی۔ کیٹی نے تو گروں پر چھری پھیری مگر وہ کہتے
تھی اس سے جان نہیں نکلتی صرف کھجور پھر لگتا ہے اب تم وہ کام کرو کہ آسانی سے جان نکل
جائے۔ آہ! لائق بیٹے سے کہ اٹھنا کسی کو نصیب نہیں ہوتا جو کچھ خطاب ہے وہ میری ہی ہے

میں اپنی تقدیر پر بھی الزام نہیں رکھ سکتا۔ راج ملک کی تجویز بھلے کو کی گئی تھی نہیں کیا جانتا تھا کہ ہوم کرتے وقت جیلنگے پکنا می کلنک کا ٹیکا ہو جائیگی۔ اسے کہاں راج ملک کہاں باہن باس۔ افسوس رنگ میں جھنگ ہو گیا۔ بنی بات بگڑ گئی۔
 راجہ درتھ ایسی ہی باتیں کہ کر سر پیٹ رہے تھے کہ سو منٹ رتھ تیار کر کے لے آیا اور خدام بارگاہ سے عرض کی کہ

ہمارا راج رتھ حاضر ہے اب اور جوار شاد ہو۔

اتنا سنکر راجہ درتھ کی آنکھوں سے اور بھی آنسوؤں کا چشمہ اُبل پڑا وہ ڈھانسا

مار مار کر رہنے لگے۔ فرمایا کہ

کجبت قسمت کو کیا کروں۔ جو کچھ بڑھتا ہے وہی ہوتا ہے۔ ہر جہاں کے انشروں میں ایک نطق ادھر کا ادھر نہیں ہو سکتا۔ راجندر کی تقدیر میں بن باس تھا۔ میری قسمت میں موت۔ کیکشی کے مقدر میں کلنک کا ٹیکا۔ کوشلیا کے نصیب میں رنج۔ اس حالت میں میں ازل کے نشے کو کیونکر مٹا سکتا ہوں۔ ہے اچھیا بلدان۔ بیشیت ایزدی میں کس کی مجال ہے کہ دم مار سکے۔ اچھا تو اب اہل خزانہ کو حکم دیدو کہ تمام زرد جواہرت نقد جنس رتھ پر لا دوں اور جانکی جی کو اور زیورات بھی دیدو جو چودہ برس کے لٹے کافی ہوں اتنی مدت تک سی بات کی کمی ہوگی تو میں کار پر دازوں سے مواخذہ کر دوں گا۔

فقط زبان ہلانے کی دیر تھی تمام ملبوس زر کار و زیورات جو اہر نکار ڈھیر ہو گئے جانکی جی نے زرد جواہرت پہنے تو صورت ہی کچھ اور ہو گئی۔ آفتاب میں ستارے جڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ چودھویں کا چاند لعل و جواہرت سے حیرت نفا آتا تھا۔ ایک تو چہرہ انوار کی چمک دمک کیا کم تھی اس پر زبور و لباس کی زینت۔ پر تو حسن سے درود لوار پر ستارے چھٹکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ سقف و بام پر دھوپ اور چاندنی پھیلی ہوئی پیش نظر ہوتی تھی۔ یہ جہاں عالم افروز دیکھ کر کوشلیا جی کا دل بھر آیا وہ دیکھ کر دس اور دونو بازو پکڑ کر چپٹ گئیں۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور دل سے آہ پیراہ نکلتی تھی انہوں نے پیار سی ہو کو کہا ہے۔

پیارے جنک نندنی۔ رام کشن کو تمہیں سو نہیں ہوں۔ دیکھو انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے پائے۔ اس وقت وہ دھرم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان کا کچھ

دل دھڑکیگا تو مجھے رنج ہو گا۔ بہت عورتوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ جب تک خاوند کے پاس
 روپیہ پیسہ رہا تب تک تو خاطر تواضع ہے۔ جہاں ہاتھ خالی ہوا بس استری دھرم کو طاق
 پر رکھ دیا۔ وہ پتی برتا نہیں کہلاتی بلکہ پیسے کی دوست درگوں کی یار ہوتی ہیں ان کی
 بھی تاراٹن نہیں ہوتی جو پتی برتا ہوتی ہیں انہیں دنیا کے دھن دولت کے کچھ واسطہ نہیں ہوتا
 وہ جو کچھ سمجھتی ہیں اپنے ہی خاوند کو۔ ان کا سکھ یہی ہے کہ خاوند کی خدمت گزار سی کریں ان
 کا دکھ یہی ہے کہ خاوند کے قدم دیکھنے سے محروم رہیں بعض خود غرض عورتیں سکھ کے وقت
 تو خاوند کو دیتا سمجھتی ہیں مگر جب کوئی کڑا وقت آیا تو بس کنائی کاٹ گئیں۔ دشمن اچھا اور
 وہ نہیں اچھی۔ مارا ستیں سے بڑھ کر کوئی ہو گا تو وہ۔ ہر وقت منہ پھولا رہتا ہے تیوروں کے
 بل بھی نہیں ٹٹتے۔ جب دیکھو بھویں ٹیڑھی جب سناٹا ملیٹی باتیں ایسی ہی عورتوں
 نے تریاچر سے نہ معلوم کیا کیا کانک لگائے ہیں کیسے کیسے گھروں کا ستیاناس کیا ہے
 خاوند کو مار کرستی ہوئے والی عورتیں اسی زمرے میں ہیں۔ ایک کو چھوڑ کر دوسرے کا دامن
 پکڑنے والی عورتیں وہی ہوتی ہیں جو فقط سکھ کی ساتھی ہیں اور زورادیر کے سکھ کے واسطے
 لوک پر لوک بگاڑ کے سمجھتی ہیں کہ ہم نے جگت جیت لیا۔ مرد کیسی ہی خاطر داشت کرے
 کیسا ہی ہاتھوں میں دل لئے رہے یہ برنا گئیں کبھی کاٹنے سے نہ چریں۔ جب کریں تب
 اینی ہی خواہ خاوند جان نکال کے رکھ دے شاستر کا قول ہے عورتوں کی طبیعت
 ڈانواں ڈول رہتی ہے ان کے دل کو کسی وقت قرار نہیں۔ ابھی کچھ نیت ہے ابھی کچھ
 مگر پتی برتاؤں کی خاصیت سب سے زالی ہے ان کو کچھ زندگی کا سکھ ہے تو خاوند کی خدمت
 اطاعت۔ رضا جوئی سے اور سارے دھندے بھیج اپنے خاوند کے سوا دوسرے کا نام نہ سنانا
 ان کو گورا نہیں ہوتا اور کسی خیال کا کیا ذکر۔ دیکھو پیاری جاہلی تم پتی برتا ہو دھرم مورت ہونا
 جنت کی کنیا ہو۔ سورج ہنس کے باغ کی بہار ہے تمہیں سے ہے پس سب کی نان رکھنا
 پتی برت دھرم اس طرح بنا ہوا کہ لکشمی کے ہوش بھی دنگ رہ جائیں۔ پار پتی جی کا زعم
 ٹوٹ جائے۔ راجندر کے پاس اس وقت راج پاٹ کچھ نہیں۔ ایک غریب سنیا سی کی
 حالت میں بن کو جا رہے ہیں نہ بچھونا اور ٹھکانہ کھانے کا سامان نہ بیٹے کا بندوبست درختوں
 کے سہک پتے بھی بچھا دیں تو تم سمجھنا کہ بھولوں کی سیج ہے جو کچھ جھٹل کے پھل پھول سامنے
 رکھ دیں انہیں کو نعمت سمجھنا۔ پتی برتا عورت اور مال اندیش انسان سرد گرم زمانہ کو ہنسی ہنسی

سے جھیل لیتے ہیں۔ آدمی کال کو کاٹتا ہے کال سے نہیں کٹوٹا۔ تم تیری برتاؤں کی طرح فقط شوہر کی خدمت گزار سی کو مقدم سمجھو گی تو کوئی تکلیف ہی معلوم نہ ہوگی کانٹوں میں بھی پھولوں کا لطف آئیگا دیدہ شاستر میں خاوند کو ایشور کی پدوی دی گئی ہے جس عورت نے خاوند کو ایشور سمجھا اُسے دنیا ہی میں بکینٹھ ہے جسے بکینٹھ کہتے ہیں وہ اُس کے ایک ایک نقش قدم پر تصدیق رہتا ہے۔ اُس کے سائے سے ایک ایک وقت میں لاکھ لاکھ بکینٹھ تیار ہوتے ہیں :

سری جاٹکی جی بڑی توجہ سے کوشیا جی کی تقریر سنتی رہیں آخر میں انہوں نے قدم چھو کر دست بستہ عرض کی کہ

مانا جی! میں بچپن سے اُسی گھر میں ملی ہوں جہاں تیری برت دھرم کی پرورش ہوئی ہے جب کانٹوں کو سننے کی طاقت حاصل ہوئی۔ اُسی وقت سے سنتی آئی ہوں کہ یہ دھرم کیا ہے۔ آپ کے تیری برت دھرم سے بھی بہت کچھ سبق حاصل ہوا۔ آپ دھنیہ ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے کو جنگل بھینسا گوارا کیا اور تیری پریشور کے سامنے اُٹانے کی آپ اطمینان رکھیں میں آپ کے چروں کے پر تاپ تیری برتاؤں کی فونڈی کھلانے کا فرض حاصل کرنے کی سچے دل سے کوشش کروں گی۔ میں اردھنگی ہوں آپ سمجھ لیجئے کہ اگر دائیں ہاتھ نہیں درد ہو گا تو بائیں ہاتھ کو کب تکلیف گوارا ہو سکتی ہے عورت رکتہ ہوتی ہے اور خاوند پرہیہ۔ جب پرہیہ نہیں تو رکتہ بیکار۔ دن استری ہے اور آفتاب تیری پریشور۔ دن لاکھ دن ہی ہو مگر آفتاب کے بغیر اُس کی رونق کہاں۔ میں مانتی ہوں کہ مانا پتا۔ ساس سوسوہائی سب محبت میں کمی نہیں کرتے لاکھ لوگ ہمدردی کو موجود ہوں تب بھی ایک خاوند کے بغیر عورت بے تیل تیلی کا چراغ ہے ان سے چاہے دنیا میں ظاہری سکھ مل جائے مگر خاوند کی سچی محبت کرنے والا دنیا میں اور کون ہے جو چاہوں مافی بات کر لو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ ہزار ہا دونہ کسی کا احسان نہ کسی کاؤرہ۔ خاوند کی یہی ہوس رہتی ہے کہ استری کا کسی طرح دل میلان نہ رہے اس کے علاوہ پھر لطف یہ کہ ایک جنم نہیں کئی جنم تک یہی عبتانہ تعلق یہی ساتھ۔ آپ مجھ سے تیری برت دھرم نہاٹے میں رتی بکھر گسرنہ سمجھو گی۔ میں ثابت کر کے دکھا دوں گی کہ آپ ایسی تیری برتاوہ رانی کی بہو اور جناب ایسے دھرم اتارا جہ کی بیٹی ہوں۔ اس میں فرق ہو تو میں گنہگار :

کوشلیا جی جانکی جی کی باتوں سے حد درجہ خوش ہوئیں۔ انہوں نے جھانپتی سے لگایا اور فرط محبت سے رونے لگیں اور حاضرین موقع بھی گریہ وزاری کر گئے تاکہ ان کو ایک ساتھ روتے دیکھ کر راجپند جی کا دل بھر آیا۔ وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ

ماتاؤ! اب معاف کرو۔ مجھ سے آپ کی گریہ وزاری دیکھی نہیں جاتی آپ کو میری محبت پہتے تو اب میری ننھی جان پر ترس کھا کر ہنسی خوشی رخصت کر دیجئے آپ خود بھی پریشان ہوتی ہیں اور میرے دل کو بھی پریشان کرتی ہیں۔ اس سے فائدہ ہی کیا۔ اب میں سب سے ہاتھ جوڑ کر التجا کرتا ہوں کہ جو دستہ یا نادانستہ خطا ہوئی ہو وہ آپ معاف کریں۔ بچوں کی بھول چوک پر بڑے فطر نہیں رکھتے میں آپ کا وہی بیٹا ہوں جسے آپ گودیوں میں گھلایا کرتی تھیں۔ ایشور کا شکر کیجئے کہ آپ نے مجھے پرورش کر کے اس لائق کر دیا کہ مائیکینی کے حکم کی تعمیل کرنے کو چودہ برس کے لئے آپ سب کے قدموں سے جدا ہوتا ہوں +

یہ الفاظ ایسے تھے جنہوں نے تمام رفو اس میں ایک کرام مجا دیا۔ تمام رانیاں زار و قطار رونے لگیں۔ اگلے روز باجوں کا جوں کا مان دئے آواز نہ سنائی دیتی تھی اس وقت رانیوں کے آہ و بکا سے وہ شور و غل بلند ہوا کہ تمام شہر میں آواز مٹ پھیل گئی۔ شور و فغاں کے سوا گنبد گردوں سے کوئی اور آواز لوٹ کر کالوں میں نہ گونجتی تھی +

سرگرم

لکشمین جی کے عزم ہمراہی سمجھنا جی کی خوشنودی
لکشمین جی سے وعظ و نصائح راجپند جی وغیرہ کی
روانگی۔ اہل اجودھیا کا کرام اور جوش رفاقت

سری راجپند جی کی آنکھیں پر آب تھیں۔ لکشمین جی کی آنکھوں میں بھی آنسو دہرایا تے ہوئے تھے۔ دونو راجہ دسرتھ کے پٹنگ کے گرد گھومے جانکی جی بھی آنکھوں

کو انچل سے پونجیستی ہوئی پیچھے کوہولیں۔ راجہ دسرتھ کے قدم سب نے پھوٹے اور پھر ہر ایک نے سلسلہ دار مانا گو شلیا اور مانا ستمرا کے چرنوں پر سر رکھا جس وقت لکشمین جی نے ستمراجی کے قدم چومے۔ انہوں نے دست تفت بیٹھ پر پھیر کر پھاتی سے لگایا اور بولیں :

بیٹا! آج میرا جنم پمفل ہوا۔ آج میں اُس فرض سے سبکدش ہوئی جو مانا پتا نے کنیا دان کرتے وقت میری قسمت میں لکھ دیا تھا۔ آج مجھ ایسی خوش نصیب عورت دنیا کے پردے پر نہیں جس کا سعادتمند بیٹا مانا گو شلیا کی آنکھوں کے تارے میرے کلیجے کے ٹکڑے کے ساتھ بن کو ہنسی خوشی جا رہا ہے۔ آنا مانا آج میری مانا پتا کی ہزار ہ پوری ہوئی جس کے لئے انسان اولاد کی خواہش کرتا ہے آج میں تقدیر پر اترا ہری ہوں کہ میرا اولاد پیا رامیری کو لکھ کی حنت بڑھا رہا ہے۔ پارتی جی کو گنیش جی نے دیکھنے سے جو خوشی حاصل نہ ہوئی ہو گی وہ آج مجھے نصیب ہے۔ پائے لکشمین نے اپنے نامناں وادیاں کی ناک اونچی کر دی اور میرے کلیجے کو وہ سکھ دیا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی شاپا سعادتمند ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جس کے پیٹ سے تمہاری سی اولاد پیدا ہو اس کے نصیب تمہاری مانا گو شلیا کا تو پتھوی بر جوب نہ تھا۔ تم نے اپنی سعادتمندی سے مجھ کو آج وہ عورت بخش دی کہ دنیا میں ہمیشہ نام زندہ رہیگا۔ ایشور جس کو بیٹا دے تمہیں ایسا لائق ہو۔ وہ مال بالکھنی جس کے پوت کپوت ہوں۔ اچھا بیٹا جاؤ تمہیں ایشور راجندر اور جاگلی کو سونپتی ہوں۔ دیکھنا راجندر اور جاگلی کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ قدموں میں رہنا ختیاں سہنا۔ مگر کبھی اُن نہ کرنا میرے رام اور جاگلی کو تمہارے ہونے دکھ ہوا تو تم سے غور تو کیا تمہیں فقط رضا جوئی و اطاعتگاری سے سروکار ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ نگاہ میں رہو۔ اشارے میں چلو۔ میں اور تمام دنیا کے کام ایچ۔ دیکھو راجندر تمہارے بڑے بھائی ہیں اُن کا مرتبہ باپ کے برابر ہے۔ جاگلی کو مانا ستمرا ابھجھنا راجندر کے نقش قدم کے ادھر ادھر قدم نہ پڑتے پائے۔ جہاں راجندر اور جاگلی کہیں اُسے سر آنکھوں سے ماننا کبھی نہ دیکھنا۔ ایشور جانتا ہے کہ پہلے مجھے رنج تھا کہ لاے راجندر اور جاگلی ہم سب کو پتھورے جاتے ہیں۔ جب سے تم نے جانے کا ارادہ کیا میں گویا بنی اٹھئی۔ اب میں کونہ کبھ تشبیش ہے نہ فکر۔ تم شوق سے اپنا جنو سکا رہتے کرو۔ میں انی بھرت پر

جیتی رہو گی کہ لکشمی ساتھ میں تو گویا میں بھی راجندر کے ہمراہ ہی ہوں۔ اچھا بیٹا۔ تمہیں سفر مبارک۔ ایشور تمہاری حفاظت کریگا۔ اسٹاپ دیو ہر وقت جی افکار سینکے۔ دیکھو تو کئی سی خدمت کرتے ہو۔ جب راجندر کو آئے پر تم سے خوش پاؤ گی تب سمجھو گی کہ میں اور بھی زیادہ خوش قسمت ہوں۔

یہ فرما کر ستراجی نے راجندر جی کو گلے سے لگایا اور بولیں :-

میری آنکھوں کے تارے میری زندگی کے سہارے۔ میری جان دل کے آرام۔ رکھو کل ابھرام۔ آخرین مرجبا۔

اس کار از تو آید و مرداں چشیں کند

تمہاری ماما کو شلیا سا کشت دیوی میں ان کے قدم جو بوجے اُس عورت کے نصیب۔ واہ وا کیسا پتی برت دھرم بنایا۔ کس طرح دھرم کی راہ میں ثابت قدم ہو رہی ہیں بیٹا تم اُداس نہ ہونا۔ میں تو کو شلیا جی کی پرین دھور بھی نہیں مگر کو تو طبقے کا طبقہ الگ ہوں۔ تمہارا بھائی لکشمی لاکھ بچہ ہے۔ تمہارے سامنے اس کی کچھ بساط نہیں مگر کو تو ترلوکی ہلاوے یہ نہ سمجھنا کہ میں اپنے لادلوں کو بے بسی سے جانے دیتی ہوں۔ بھلا کسی کی مجال ہے کہ میرے بغیر کوئی تیرکا بھی ہلا سکے مگر خیال یہ ہے کہ پیار دن کی زندگی کے لئے کون نیکنامی سے بدنامی سر لے اچھی کند تو نہیں کیا تمہارے فرشتوں کو روک لوں ہمارا ج کے پرین ہی کیا چیز ہیں۔ ٹیکٹی جی کی ہٹ ہی کیا شے ہے مگر نہیں ہو گا یہی۔ جب ہم کو دھرم سے کام ہے تو سب جھنجھٹ و اہیات۔ لوک پر لوک میں ساتھ دینے والا ایک دھرم ہے نہ اجودھیا ساتھ جاتی نہ راج پاٹ نہ ٹیکٹی۔ شاہاںش تم نے اُٹھانے کی اور اپنی ماما ٹیکٹی کی نظر میں چلے۔ یاد رکھنا کہ جب تک دنیا قائم رہے گی۔ تب تک تمہارا نام لے بیگہ لوگ صبح کو آنکھ کھولیں گے۔ اچھا بیٹا! لکشمی تمہاری خدمت میں حاضر ہے۔ اس کی جو کچھ بھول چک ہو مداف کرنا کہیں میں نہ چلے تو تنبیہ کا اختیار ہے جانکی! پیاری جگہ۔ نہ فی! دیکھو تم سمجھا رہے ہو کہ بچوں کا کسی طرح ال اوچھا نہ ہونے پائے یہ بھی تمہارا اچھی طرح خیال نہ رکھیں گے تو اپنی ماما ستر ا پر ظلم کریں گے۔

اسی عرصے میں سو متر حاضر ہوا اور راجندر جی سے بولا :-

کیا عرض کروں کہ کس غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ زبان سے بات نہیں نکلتی

لفظ لفظ لب پر مرفاوشی کا کام کر رہا ہے +
راچنہ رچی۔ اچھا میں سمجھ گیا۔ (سمترا جی سے) لیجئے تانا جی رتھ آگیا۔ اب
اجازت دیجئے +

یہ ککر راچنہ رچی۔ جانکی جی۔ لکشمی جی نے سوتر کو شلیا اور سب ملاؤں
کے قدم چھوئے اور جلدی جلدی رتھ پر سوار ہو گئے۔ سارے دن اس میں شنگاڑ
ماتم برپا ہو گیا جو تھا دیو دیو پر سر دے دے مارتا تھا چنیں کلیجوں کو ترپا رہی تھیں
راچنہ رچی نے رتھ پر بیٹھتے ہی سوتر کو حکم دیا کہ
اُڑاؤ گھوڑوں کو

سوتر نے رستہ ہانکا گردیاں راستہ کہاں۔ ہزاروں لاکھوں باشندگان شہر
گزرگاہ پر ٹپتے ہوئے ملے جو تھا رتھ سے چٹا جاتا تھا۔ ایک بھیڑ رتھ کو چاروں طرف
سے گھیرے ہوئے چلی جاتی تھی۔ ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی سوتر اب تھ تیز نہ بنگانا
ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ ہمیں چھوڑ گئے تو ایشور تم سے سمجھ گیا ذرا گھوڑوں کی باگ روکے
ہوئے۔ ارے او۔ بید رہے رحم ہم کو چھوڑے جاتا ہے اور آپ عزے سے ساتھ چلا
جاتا ہے تجھے قسم ہے جو رتھ ہانکا۔ ادھر تمام رانیوں کا شور و غل تھا۔ ادھر اہل
شہر کی آہ وادایا۔ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے +

راجہ دسر تھ کے بدن میں جان نہ تھی وہ بھی اُٹھتے بیٹھتے دروازے پر آ بیٹھتے اور
بے رام بے رام کہہ کہہ کر رونے لگے یہ آواز راچنہ رچی کو بہت ہیچین کرنے لگی۔
انہوں نے پھر کر دیکھا تو راجہ دسر تھ لاکھوں سے سرایتے ہوئے نظر آئے انہوں نے
سوتر کو ہدایت کی کہ مفت میں سب ہیچین ہو رہے ہیں۔ رتھ کا بڑھانا ہی اچھا ہے
جب ہم لوگ سامنے نہ ہونگے تو کسی نہ کسی طرح صبر آ ہی جائیگا +

سوتر نے رتھ بھگنا چا یا مگر بھیڑ بھانٹے نہ چھٹتی تھی۔ لوگ پہلے بکڑے لیتے
تھے۔ رتھ جتنے قدم آگے بڑھتا تھا اُسی قدر رانیوں اور بلب بلب کر روتی تھیں +
راجہ دسر تھ اہل شہر کی میتابی پر نظر کر کے اپنی زندگی پر حسرت بھیتے تھے کہ اُن
غیر جس کے لئے یوں بقیہ رہیں۔ جان و مال کی پرواہ نہ کریں۔ اُس کو میں نے
آنکھوں سے جا کر دیا۔ اس وقت راجہ دسر تھ کی حالت عجیب دردناک تھی چکھٹ

پراس زور سے سروے مارا کہ دماغ چکر اگیا۔ بیہوش ہو کر وہیں گر پڑے۔ رانیاں ہلے لم
ہے رام لکڑ زور سے چلانے لگیں۔ کسی کو اتنے حواس نہ تھے کہ راجہ کو اچھی طرح
سنبھالتا۔ نظر راجپندرجی کے رتھ کی طرف تھی اور راجہ دسر تھ کے بازوؤں پر۔
رام ہلے رام کی آواز نے ذرا راجہ دسر تھ کے حواس ٹھکانے کئے جب ہوش آیا تو زبان
سے پھر وہی ہلے رام ہلے رام کی آواز نکلنے لگی۔ کوشلیا سمیتر بھی آہ آہ کر کے رو رہی تھیں
جس وقت راجپندرجی نے سب کا یہ حال دیکھا تو ستر کو حکم دیا کہ
کچھ مور تھ جلد ہی بڑھائے چلو +

رتھ کے گھوڑے اشارے ہی سے بڑھے۔ رتھ کی تیزی دیکھ کر۔ کیا رانیاں کیا
راجہ دسر تھ کیا اہل شہر سب دوڑے سب کی یہی صدا تھی کہ
اے سومتر ذرا رتھ ٹھہرا۔ بھلا ایک نظر تو اور دیکھ لینے دے +

سری راجپندرجی نے سومتر سے کہا کہ بس محبت القہ۔ اب ہم تم سب کان
میں تیل ڈال لیں۔ رتھ ہانکے جاؤ۔ گھوڑوں کو اور تیز کرو +

رتھ ہوا ہوا۔ رانیاں سر پیٹ پیٹ کر روتی رہ گئیں۔ راجہ دسر تھ وہیں غش
کھا کر گر پڑے۔ جو اہل شہر نہایت مغموم تھے جن کو سینے کوٹتے کوٹتے دم دم پر چکر
آتا تھا وہ تو وہیں رہ گئے۔ جن میں دوڑنے کا دم تھا وہ رتھ کے پیچھے ہوئے۔
ہانپتے کانپتے ساتھ ہی چلے گئے +

خدا م بارگاہ نے راجہ دسر تھ کو محل میں پہنچایا۔ سب رانیاں بھی روتی دھوتی
اپنے اپنے رونا میں گئیں۔ تمام اجودھیا سونی معلوم ہونے لگی۔ ہر طرف سناٹا
چھا گیا۔ صرف ہلے رام ہلے رام کی آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی شہر لوری طرح
نہیں اجڑا۔ مغموموں کی آبادی باقی ہے +

سری

سری راجپندرجی صدمہ فراق میں باشندگان اجودھیا کی بیکاری

راجپندرجی تو آگے بڑھ گئے۔ لوگوں نے رونا دھونا شروع کیا جو شخص تھا وہ

یہی کہتا تھا کہ دھتتہ میں راجندر جو اپنی ماما کو شلیا کی طرح ہم سے محبت کرتے ہیں
 اے راجہ دسرتھ کو الزام دیں یا کیٹھی پر دھبہ رکھیں۔ ایسے بیٹے کو نکال باہر کیا
 تاج تخت سے محروم رکھا۔ افسوس نہایت بیدردی کا کام ہے۔ ایسے باپ کو
 باپ کہہ سکتے ہیں نہ ایسی ماں کو ماں۔ دونوں کا لے ناگ ہیں جو اپنے بچوں کو بھی دس
 لیتے ہیں ذرا رحم نہیں کرتے۔ اہل شہر دونوں کو برا بھلا کہتے تھے۔ راجندر جاگتی اور کٹھن
 کی تعریفیں ہوتی تھیں۔ کو شلیا ستم کی تباہ و صفت میں ہریک کی زبان گھسیٹتی تھی
 راجہ دسرتھ کی جان پر جو لڑی وہ وہی جانتے تھے۔ دوسروں کو کیا خبر۔ سرج کوٹھی
 راجندر جی کے بن باس کا افسوس ہوا۔ سورج بنس میں ماتم عام دیکھ کر انہوں نے
 بھی اپنی آنکھ بند کر لی۔ چار پر کا دن میعاد سے پہلے ختم ہو گیا۔ گالوں کو دھتتہ
 و طال شواہد بچھڑوں کی محبت جاتی رہی۔ دودھ کی ایک چھانچہ نہ نکلی۔ گھنگھڑائیں
 چھا گئیں۔ آندھی چلنے لگی۔ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ زمین پر پھونپال کی
 سی کیفیت ہونے لگی۔ ہر شخص پر خوف طاری تھا کہ اب پہلے ہوئی اب خاتمہ ہوا
 دورانہش لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ علامتیں فضیل نہیں راجہ دسرتھ کے لئے پیغم
 اجل آنے والا ہے۔ راووں کی موت کے لئے پیشینگوٹیاں اور اس سے زیادہ کیا
 ہو سکیں گی۔ آندھی پانی کے زور کا کیا ٹھکانا۔ پانی کہتا تھا کہ آج ہی برس کے دھونکا
 آندھی بڑے بڑے محلوں کو بنیاد سے ہلائے ڈالتی تھی۔ تاریکی وہ کہ لڑتے کو ہاتھ
 سمجھائی نہ دیتا تھا۔ تمام اہل اجودھیا گھبرا اٹھے۔ کیٹھی کو خوب جی بھر کر کو ساراجہ
 دسرتھ کی اچھی طرح بدی کی۔ اہل دنیا سے ایسی نفرت ہوئی کہ بیٹا باپ کو بھائی
 بھائی کو۔ یار دوست اپنے یار دوستوں کو کھول کر راجندر جی ہی کے ذکر و فکر میں مشغول
 ہوا۔ رات بھر پلک سے پلک نہ ملی۔ کوری آنکھوں سویرا ہو گیا۔ ساری اجودھیا
 اس طرح سنان معلوم ہوتی تھی جس طرح ہج کے بغیر جسم۔ بینائی کے بغیر آنکھ۔

سری راجندر جی کی روانگی کے غم میں

راجہ دسر تھ کی بیکراری و نالہ وزاری

جس وقت سری راجندر جی کا رتھ ہوا اٹھا۔ ارکان دولت نے راجہ دسر تھ کو سنبھالا اور عرض کی کہ

تھاج آپ کیا دیکھتے ہیں۔ کس کو دیکھتے ہیں۔ راجندر جی تو نگے ۛ

راجہ دسر تھ۔ اے رتھ کی خاک ہی دیکھ لینے دو ۛ

یہ کہہ انہوں نے سر پیٹا اور پھر زمین پر گرنے لگے۔ کوشلیا جی پاس ہی کھڑی رہ رہی تھیں۔ انہوں نے دایاں بازو پکڑ لیا۔ کیکیٹی بھی پاس ہی تھی اس نے بائیں بازو پر ہاتھ لگایا۔ یا تو راجہ دسر تھ پر عالم بیہوشی طاری تھا۔ کیکیٹی کو بازو پکڑتے دیکھ کر بڑے زور سے ڈانٹا کہ

خبردار میرے بدن پر ہاتھ نہ لگایا میں سامنے سے دُور ہو جاؤ۔ تو میرے واسطے کال ہے استری نہیں۔ آج میں اُس رشتے کو توڑتا ہوں جو اگنی کے سامنے مضبوط باندھا گیا تھا۔ اگر بھرت خوش ہوں کہ مجھے راج سنا تو اُن کو قسم ہے جو شرا دھ پند ترین وغیرہ کریں۔ ہاے کیکیٹی نے میری عقل کی آنکھوں پر پردہ ڈال کر کبھی پیاری کوشلیا کو نظر محبت سے دیکھنے نہ دیا۔ یہی پاپ تھا جس کی بدولت آج مجھے موت کا سامنا ہے ۛ

کوشلیا جی یوں نہیں نازک اندام تھیں۔ اُس پر بڑھایا اور دو روز کے پرت اُس سے کمزوری سب پر ظہر یہ کہ راجندر جی کی مفارقت کا جانکاہ رنج۔ اُن کی رگ رگ سے جان نکلی ہوئی تھی مگر پھر انہوں نے جیوں تیوں راجہ دسر تھ کو سنبھالا لہذا راجہ دسر تھ کوشلیا کی صورت دیکھ کر اور بھی زار و زار روئے لگے۔ رنج و غم نے چلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ برہمن کو غلطی سے قتل کر کے جیسے کوئی سردھنسا ہے۔ جھوٹے سے آگ پر ہاتھ پڑ جائے جس طرح کسی کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہی تکلیف کیکیٹی کو برداں دینے سے راجہ دسر تھ کی تھی۔ میت پر طیا کچہ نارتے تھے کہ اُس وقت عقل کہاں تھی جس وقت کیکیٹی سے قول پڑا تھا۔ آہ میرا تن حریت سنگھاسن پر بیٹھنے والا راجندر بن کی خاک چھانستے گا۔ ترم نرم تھکیوں کے عوض کسی کا کچھ نہ پھرتا

پر سر کا سہارا ہو گا۔ اب وہ چندن کا اوہن کہاں۔ گرمی کی دھوپ ہو گی اور جنگل کا گہر
و غماہ جن دراجند جی کی آنکھ اُس وقت کھلتی تھی جب سویرے سویرے اچھے اچھے پھل
مٹی سا توں شروں کے موہنی الاپ سے دیر تر شتاتے تھے۔ اب وہی جنگل کے جانوروں
کی بے ہنگام اور کثرت آوازوں سے آنکھیں کھول لینگے۔ ہاے میری جانکی بھی اب جنگل
کی سختیاں چھیل گئی۔ جس جنگ سندی کے تنووں کو زمین دیکھنے کے لئے ترستی تھی
جس کے قدموں کے نیچے پھول ہی پھول بچھ رہتے تھے۔ آہ۔ اُسی کو جنگلوں کے کاتے
نصیب ہوئے۔ میں نے تو سمجھ لیا کہ میں اب دو چار گھڑی کا سماں ہوں۔ کیٹی نے
میری جان لینے کے لئے یہ سارا گھر وندار چاہے مگر اس کو خبر نہیں کہ اس نے اپنے لئے
نوک کی تیاریاں کر لیں۔ خادمان بارگاہ راجہ دسر تھ کو اُسی خلوت سرا میں لے آئے
جہاں کیٹی اُن کے جی کا جہال ہوئی تھی۔ اُنہوں نے توبہ تلامچائی کہ میں یہاں ایک
دم نہ ٹھیر ونگا۔ یہ مکان میرے لئے جان کا کال ہو رہا ہے۔ درود دیوار کاٹے کھاتے ہیں
خدا متکو ادول کو حکم ہوا کہ اٹھاؤ یہاں سے لے چلو مانی کوشلیا کے یہاں۔ ملازمان خدمت
نے مہاراج کو ہاتھوں پر اٹھایا پھول کی طرح کوشلیا جی کے رنواس میں لے گئے سب
رائیاں بھی آنسو بہاتی ہوئی ساتھ ساتھ گئیں صرف رانی کیٹی نے ایسی جگہ ساتھ جلا
مٹا سب نہ سمجھا۔ وہ وہیں پتھر کی موت بنی بیٹھی رہی +

راجہ دسر تھ کوشلیا کے رنواس میں پہنچا اور کبھی بیتاب ہوئے اُن کے دو تو
ہاتھ سینہ کو بی میں مصروف تھے۔ آنکھیں دریا بار۔ زبان و قف آہ۔ رور و کرتے تھے
کہ آہ بڑا دھوکا ہوا۔ بڑا چکر کھایا۔ ہاے دراجند کلجے سے جدا ہو گئے۔ اب پھر دیدار
ہونے کی کون صورت ہے۔ سب لوگ تو آنکھیں سچھل کر نیگے۔ ایک بد قسمت میں
ہی ہوں جسے اچھی طرح آخری دیدار بھی حاصل نہ ہو سکا۔ راجہ دسر تھ کو روتے پیٹتے
آدھی رات گز گئی۔ اُن کی آنکھوں میں دنیا اندھیری تھی کچھ نہ سمجھائی دیتا تھا۔
جب روتے روتے تھک گئے تو کوشلیا سے پوئے :-

مہارانی! آنکھیں پھوٹ گئیں۔ تم کہاں ہو۔ کہہ دو۔ کچھ بھی اب نہیں سمجھتا
ہے قسمت آنکھوں نے بھی جواب دیدیا۔ پیاری میرے ہاتھ میں ہاتھ دو تو سمجھ رہا
کہ تم میرے پاس ہو۔ میری جان گلے میں آگ رہی ہے۔ اس وقت جو کچھ ہو تمہیں ہو

تہیں میں پران اٹکا ہوا ہے۔ یہ نہ ہوتا تو کبھی کی روح فنا ہو چکی ہوتی۔ راجچندر تو جان لے گئے۔ اب یہ جسم تمہارے سپرد ہے۔ اب تم اس مٹی کی مالک ہو۔ آجک کا کھانا معاف :-

کو شلیا جی بڑے ادبے بائیں طرف یا سستی دینی ہوئی بیٹھ گئیں اور دونو ناتھ ہماراج کے بدن پر رکھ لئے اس موقع پر کون دل ہے جو رنج و غم ضبط کر سکے نظر ہی دردناک تھا۔ اس پر دونو طرف دل میں آگ سلگ رہی تھی دونو کے کلیجے پھر پھر ٹپک کر پسلیاں توڑنے لگے۔ ایک ساتھ آنسوؤں کا دریا بہنے لگا اور آہ کے ساتھ آہ کی دردناک آواز سننے والوں کے دلوں میں نشتر پر نشتر چھونے لگی :-

سر ۴۳

سری کو شلیا جی کا راجہ دسرتھ سے اظہار غم

راجہ دسرتھ کو ذرا اس میں دیکھ کر کو شلیا رو کر بولیں :-
 پران ناتھ۔ کیکیٹی کے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی گویا ناگن کی کچیل جھڑ گئی۔ اب مجھے ہر وقت وہی خوف و خطر رہیگا جو گھر میں ساپ کے رہنے سے ہوتا رہتا ہے یہ کالی ناگن مجھے ڈسے بغیر نہیں رہیگی۔ شاہ سترکاروں نے بھی لکھا ہے کہ جس گھر میں شاہ ہو یا خراب آدمی اس گھر میں رہنے والوں کے لئے ایک نہ ایک دن موت آئیگی۔ آپ نے بھرت کو راج دیا کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر راجچندر کو بن میں کھینچنا کسی طرح مناسب نہ تھا وہ یہاں نہ تھے اور کچھ نہ ہوتا ذرا غم تو غلط ہوتا رہتا۔ ایک نظر صورت دیکھ لینا کافی تھی مگر آپ کو کیکیٹی نے جو بیٹی پڑھائی اُسی پر آپ عمل کرتے گئے۔ کیا کسی دوسرے راج میں راجچندر جلا وطن نہ ہو سکتے تھے جنگلوں کی خصوصیت کیا تھی۔ اگر علیا میں کوئی بے قصور فرزند کے ساتھ یہ سلوک کرتا تو ممکن نہ تھا کہ سزا سے سخت سچ جاتا اب میرے بیٹوں کی خیر نہیں۔ راجچس جیتا انگل جائیگے۔ کہاں تو عیش و عشرت کے آرام و راحت کا نشانہ کہاں بن باس ہے آپ اتنا خیال بھی نہ کیا کہ جاننے اپنی محبت پیر کی پر کیکیٹی نے کیا سحر کر دیا پھر الشور کی مرضی سے پیریشور میرے دروازے سے پھوٹ کا

تو ہی نگہبان ہے۔ جلد چودہ برس گزار دے کہ نظر بھر کر پھر وہ صورتیں دیکھوں جن کی تصویر دل کے چوکھٹے میں جڑی ہوئی ہے۔ ایشور وہ دن کب آئیگا جب راجنندریہ کلچے کو شکہ دیگے۔ اجودھیا کی قسمت کب جا لگی اہل شہر کو کب دولت دیدار حاصل ہوگی۔ ہمارے مجھ سے بڑھ کر کوئی پابن نہ ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جنم میں کسی گھوٹے بچھڑا چھڑانے کے جرم میں سراپ دیا تھا۔ ہمارا ج میں تو جانتی ہوں کہ بن باس نہیں میری موت کا پیغام ہے نہ رام ہی طبیعت بہلانے کو ہیں نہ کشمن اور نہ جانتی دل سمجھانے کو۔ میں نہیں سمجھتی کہ زندگی کیونکر ہوگی۔

سرگ ۴۴

کوشلیا جی کے اظہار غم پر سومنت وزیر کی فہمائش
فسلی بخش خیالات۔ کوشلیا کی قدرے تسکین

کوشلیا جی کے رنج و غم کو دیکھ کر سومنت وزیر نے کہا۔

ہمارا فی دل کو سمجھاؤ طبیعت سنبھالو اب رونے دھونے سے کیا نتیجہ پانچے گی کو تم کلچے کا بچہ سمجھتی ہو۔ فقط ہمارا درسی ہے ورنہ وہ ساکشات ایشور ہیں۔ وہ پر ماتما ہیں وہ ایشور نہ ہوتے تو بھلا انسان کی بھی طاقت ہے کہ اس طرح راج پاٹ کو چھوڑ کر بن کا راستہ لے۔ ان کو راجپسوں کا کیا خوف۔ ان کا ایک ایک بان ہزار ہزار راجپسوں کو خاک پر سلائیگا۔ انہوں نے دنیا کو قائل قدرت کرتے۔ کیے لئے یہ کھیل کھیلا ہے۔ کشمن جی بھی کوئی ایسے ویسے نہیں شیش جی کا ارتار ہیں بائگی ساکشات کشمن ہیں۔ پھر ان کو کسی کا دکھ کہاں۔ کشمن ہی دیہی رہتی ہیں جہاں دھرم ہو۔ پھر جائیگی جی راجندر کے ساتھ نہ جاتیں تو کہاں رہیں۔

باپ ماں کا دھرم یہ ہے کہ بیٹے کو نیک کام کے لئے سفر میں جاتے دیکھ کر اظہار غم سے باز نہ کریں بلکہ منہسی خوشی رخصت کر کے ایشور یاد دیں جس میں کام سہجہ آپ گھباتی ہیں کہ سورج کی گردنی کیسے برداشت ہوگی ابھیلا سورج کی

بھی یہ محال ہے کہ ذرا تکلیف دے سکے۔ سوچ کو کیا آپ کوئی اور جانتی ہیں اس میں
 روشنی کس کی ہے آپ کے راجپندر کی۔ ہوا ان کی نظر میں جلتی ہے۔ خالی نقش قدم کو گھول
 سے لگاتی ہے۔ پھر فکر فضول۔ دن رات سوچ چاند خند سنگداری کرتے رہتے کیا آپ کو
 سہارا چھس کی لڑائی کا واقعہ یاد نہیں۔ راجہ دوسرے توجی چھوڑ کر جان کی فکر میں رہ گئے
 تھے۔ مگر راجپندر جی نے تن تہا تیروں کی بارش کی تو تمام راجپس زمین پر جیت ہو گئے
 راجپندر کی صورت دیکھ کر راجپسوں کا دم فٹا ہوتا ہے جیسے ریچھ بندر سائے سے
 بھاگتے ہیں۔ ان کا کوئی بنا سکتا ہے۔ راجپندر کو کوئی اور نہ سمجھو۔ وہ سوچ کے
 سوچ۔ اگنی کے اگنی۔ راجوں کے راجہ لکشمی کے لکشمی۔ برہما کے برہما۔ کیرتی
 کے کیرتی۔ چھما کے چھما۔ پرکھتی کے پرکھتی۔ دیوتاؤں کے دیوتا۔ خدا صدیہ کے خدا
 ہمدرد دوست۔ ہمہ دوست ہیں۔ ان کو گھر میں تکلیف نہ سفر میں کلفت۔ وطن میں
 بھی آرام ہے اور بن میں بھی راحت۔ آپ ذرا صبر کریں وہ دن جلد آئیگا۔ جب
 آپ اپنے ہو بیٹوں کو دیکھ کر سارا رنج و غم بھول جائیں گی۔ اس لئے سوچ فضول
 ہے۔ اگلے جنم میں بھگوان بشن نے تمہیں برون دیاتھا کہ غصہ لطیف تمہارا نور نظر
 بنیگا۔ چنانچہ راجپندر وہی بشن بھگوان ہیں۔ قسمت کو سرا ہو کہ تمہیں جگت کا اودھا
 کرنے والا بیٹا نصیب ہوا۔ تم سے بڑھ کر کون عورت دنیا میں خوش نصیب ہوگی
 جسے سات سات بھگوان وشنو کی مانا کملانے کا فخر حاصل ہو۔
 سو مت کی تقریر نے کوشلیہ کے آتش رنج پر پریش پکھا ہی۔ ان کے غم کا پہاڑ
 پھول ہو گیا۔ مگر راجہ دوسرے کے غم کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ اس پر صطح کسی اور تیل ڈال دیا۔

سری راجپندر جی کی اہل شہر کو واپسی اور وہیں
 رفاقت و اطاعت بھرت کی فمائش اہل
 شہر کا ہمراہی کے لئے اصرار۔ برہمنوں کی

کوششیں۔ تمساند می پر قیام

راجندر جی کے ساتھ ایک بھٹی کی بھیر چلی جا رہی تھی رتھ لاکھ لاکھ جاتا تھا مگر اچھا عام سے تیز نہ چل سکتا تھا۔ راجندر جی اہل اجودھیا کا جوش محبت دیکھ کر بولے۔
 آپ سب لوگ کیوں تکلیف کرتے ہیں میرے چھ جانے سے آپکو اجودھیا میں چھ
 بے لطفی نظر نہ آئیگی۔ میرے عوض بھرت جی آپ کی دلجوئی کرینگے اُن کی کنسی پر اجانا عقیدہ
 نہیں وہ بڑے لائق ہیں یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ کیکٹی ملتا کی ہٹ سے وہ مالک اور گناہ
 جہاں بناتی ہوتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ اگر یہ بات بھی نہ ہوتی تو بھرت
 جی کو ملکہاری کی خاص لیاقت ہے آپ لوگ بھرت جی کے راج کی خوشی منائینگے تو بھرت
 آپ لوگوں سے اور بھی خوش رہینگے۔ ملتا کیکٹی کی بھی خاص نظر عنایت رہیگی اب
 میری رفاقت کی ضرورت نہیں۔ آپ کی خوش قسمتی نے آپ کو بھرت جی ایسے تاجدار
 کے سلف میں جگہ دی۔ شوق سے لوٹ جائے اور اُن کی اطاعت و فرمانبرداری سے
 سرمایہ انتخار حاصل کیجئے میں ذمہ دار ہوں آپ کو بھرت جی کے راج میں ذرا بھی تکلیف
 نہ ہونے پائیگی۔ بھرت جی آپ کا دل ہاتھوں میں نہ لئے دیں تو میں گنہگار اگر بھرت کی
 لیاقت جہاں داری میں کچھ بھی کمی ہوتی تو میں خود بن باس اختیار نہ کرتا۔ ہمارے پتا
 جی آپ کی قسمت اور عنان حکومت اُن کے ہاتھوں میں نہ سوچتے کیا اپنے پتا جی کے
 حقوق بھلائے۔ آپ کا فرض ہے کہ اُن کا غم غلط کیجئے۔ لگو دھارس دیکھئے وہ آپ کے
 پریشور ہیں۔ پہلے اُن کا درجہ ہے پھر اُن کے جانشین بھرت کا۔ بعد میں
 راجندر جی لاکھ فمائش کرتے تھے مگر کوئی ایک نہ سننا تھا۔ ہر فقرے پر دلوں کے
 جوش محبت کو اور بھی ترقی ہوتی جاتی تھی۔ جو جوان تھے جن کے پاؤں میں طاقت تھی
 وہ تھوڑے ہی سے لیٹے جاتے تھے۔ ادھر ایک ذرا تھکا۔ ادھر دوسرا گھوڑوں کے
 آگے دوڑنے لگا۔ بڑھے اور کمزور جو پیچھے رہ گئے وہ گھوڑوں تک سے متیں کر کے
 چلائے تھے کہ ایشور کے لئے آہستہ آہستہ چلو۔ رتھ کی خوشامد کرتے تھے کہ بہت تیز
 نہ کرنے۔ سووتر سے خطاب تھا ارے کیوں بیدری کر رہا ہے۔ آہ ذرا بھی غریبوں
 پر ترس نہیں یہاں پاؤں تو بٹے جاتے ہیں اور تو رتھ بڑھائے ہی چلا جاتا ہے

ایچا راجندر جی کو بے مروتی کر لیا۔ جتنی جی چاہے اور دکھ دے اور ہم کو کیا معلوم تھا کہ تمہارا دل بھی کیٹکی سے زیادہ پتھر ہے۔ ماسے ذرا بھی رحم نہیں۔ فولاد کو بھی تم نے مات کر دیا۔ خیر جاؤ ایشور تمہارا نگہبان۔ مگر دیکھ لینا کہ کتنے بیگسوں کا خون تمہاری گردن پر بہتا ہے۔ جس برہمن کی جان گئی۔ اُس کی ہستیا تمہارے اسی سر ہو گئی +

سری راجندر جی لاکھوں مضبوط کر کے چاہتے تھے کہ کسی ایک کی بھی نہ سنیں۔ منہ پھیر کر بھی نہ دیکھیں۔ کانوں پر ہاتھ رکھ لیں۔ آنکھوں پر پٹی باندھ لیں مگر دل نرم تھا۔ طبیعت کسی کے درد دکھ کی متحمل نہ تھی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ اہل شہر کسی طرح نہ مانینگے۔ ان سے پتہ چھوٹا محال۔ کہیں کسی کے چوٹ آجائے کسی کی جان پر گرزے تو چلتے چلا تے مفت بدنامی ہو۔ اس لئے انہوں نے رتھ کو روکا۔ سری جانکی جی و لکشمی جی سے بولے :-

کہ اب رتھ پر چلنا مناسب نہیں کچھ دُور ٹھٹھتے ہوئے چلیں۔ اہل شہر کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ ان سے کسی طرح پیچھا چھڑانے کے لئے یہی تدبیر ہے کہ پیدل راہ ناپیں +

جو ہیں عازمان صحرار تھ سے اترے۔ ہانپتے ہوئے برہمنوں نے سمجھا کہ کس مراد پوری ہوئی۔ ایک شور مسرت بلند ہو گیا کہ مبارک! مبارک! ایجوکیشن کی سوٹی ہوئی تقدیر جاگی۔ ہم لوگوں کی قسمت کا آفتاب گن سے چھوٹا۔ مگر کیسی داپسی۔ کیا وطن کا خیال۔ راجندر نے پھر ٹڑک کر بھی نہ دیکھا کہ ایجوکیشن کتنی دُور ہے وہ آگے ہی قدم بڑھائے چلے۔ جب یہ رنگت دیکھی تو برہمنوں نے دُعا پائی کھینچی کہ

کیوں راجندر آج وہ آپ کا دھرم کہاں گیا۔ برہمنوں کی طرف پیٹھ دھریں سے قدم آگئے۔ آپ کو اتنا لحاظ دیا س نہیں +

ادھر کچھ لوگ یوں جھلائے تھے ادھر کچھ کہتے تھے کہ کیا غضب کے عروج پر چاہیے چلو ایسا نہ ہو کہ راجندر جی کہیں کہ خردورس ہو جائیں۔ جلاوٹ جاوٹ کر کہ جن برہمنوں میں چلنے کی سکت تھی وہ چھوٹے ہوئے بڑھے اور سر راجندر جی کا

رنگو کل بھوشن ہم لوگ خالی ہاتھ نہیں آئے ہیں یہ دیکھتے ہوں کی لکڑیاں
لدی پھندی ہیں۔ آپ کے لئے ایک چھتر بھی ساتھ ہے کہ حسب ضرورت جگہ کے
وقت آپ کمر پر سایہ فگن رہے۔ ہم لوگوں کو اب شہر سے کام نہیں دید شاستریاں
کر رکھ دئے اب جو کچھ دھرم ہے وہ آپ ہی کے ساتھ ہے۔

برہمنوں کا مشتاق تھا کہ کسی طرح راجچندر جی پھر کر اجودھیا کی طرف دیکھ لیں
پھر وہ اُن کو لٹائے چلیں۔ اس لئے بہت سی باتیں سنائیں مگر سری راجچندر
جی نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا۔ خاموشی سے آگے بڑھتے ہی گئے۔

اب برہمنوں نے دوسرا فقرہ چلایا وہ بولے کہ

ہمارا جہ دسرفہ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے۔ آپ کے اقبال سے اچھے اچھے
مکان کھڑے ہیں۔ مگر جب آپ سونے کی اجودھیا کو چھوڑتے ہیں تو اب ہمیں
گھروں سے کیا کام۔ ہم تو خوش نصیب ہیں کہ آپ کے قدموں کے ساتھ ہیں مگر کبھی
استریوں کی ہے ابھی وہ گھر میں روپیٹ رہی ہیں۔ جب اُن کو سب طرح سے مایوسی
ہو جائیگی تو سب گھر گرجستی چھوڑ کر چل کھڑی ہونگی۔ ہم لوگ نہ جانے کہاں
ہونگے۔ وہ سب نہ جانے کہاں۔ اے سری راجچندر ذرا دیکھ تو لو کہ ہماری صورتیں
کیا ہو گئی ہیں۔ ساری بدن پر گرد ہی گرد ہے بالوں کی سیاہی نظر نہیں آتی پلوں
بھر گئے ہیں انسودھی نے چہرے پر مٹی لپی دی ہے مگر افسوس کہ آپ کو ذرا بھی
رحم نہیں آتا۔ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ یہ کہا کر سب ایک ساتھ آگے بڑھ کر سامنے
آئے اور زمین بوس ہو کر سا شاناگ دُندوت کرنے لگے اور پھر درخواست کی۔

کہ ہم جگہ کرنے والے ہیں۔ آپ کا شریک ہونا مقدم ہے اب تو آپ کو
اجودھیا چلنے میں کچھ عذر نہ کرنا چاہئے۔

راجچندر جی درخواست سنکر سخت گھبرائے اُنہوں نے سوچا کہ ابھی تو پتا جی
کے پجرج کی پھانسی سے ذرا بھی گلو خلاصی نہیں۔ اب یہ برہمن دھرم کی زنجیر میں
جکڑے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بات چیت میں کوئی لفظ ایسا زبان سے نکلیا۔
جس کی پابندی عجز پر لازم ہو۔ اُنہوں نے اس موقع پر بھی زبان نہ ہلائی۔ یہاں تک کہ
برہمن پیچھے پیچھے دوڑتے تمساندی کے کنارے پہنچ گئے۔ جہاں سو مٹر نے

رتھ روکا گھوڑے کھولے اور سری راجپندر جی۔ لکشمین جی وجانکی جی نے پہلی منزل پر قیام فرمایا اہل شہر بھی وہاں ہی ڈیرہ بسترانگا کر جم بیٹھے۔

سرگ ۴۶

رات بھر تمساندی پر قیام۔ صبح کو اہل اجودھیا کے عالم غفلت میں دریا کا عبور۔ باشندگان شہر کی مخالفت وہی کے لئے رتھ کی اجودھیا کے رخ روانگی

آفتاب غروب ہو گیا گوشہ مشرق میں شفق کی سُرخی اور شام کی ہلکی سیاہی یا بخوردہ ہونٹوں پر مٹی کی اوداہٹ کا لطف دکھانے لگی۔ سب لوگ تمساندی کے گناے لہرائی ہوئی موجوں کی بہار دیکھنے لگے۔ راجپندر جی نے لکشمین جی سے فرمایا کہ آج کی رات سے ہماری جلا وطنی شمار ہوگی۔ اب ہمیں تمہیں مناسب سمجھا کر اجودھیا کا خیال مطلقاً دل سے بھلادیں۔ اب ہمیں تمہیں وطن کی محبت اس کا اثر دیکھ کر پرند خاموش چرند گوشہ گیر درخت بے حس و حرکت۔ گل چاک دامن غنچہ لب بستہ حیوانات و نباتات کی جب یہ کیفیت ہے تو اہل اجودھیا نہ جانے کس حال میں ہو گئے والدین کی جان پر نہ جانے کیا گزر رہی ہوگی۔ مائاؤں کو رات کا شاد شوار ہو گا۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ خون کا جوش کسی طرح تاثیر کئے بغیر نہیں رہتا اگر ہم پریشان رہینگے تو ماں باپ کے دونوں کو اور بھی صدمہ ہو گا مجھے جلا وطنی کا کچھ رنج نہیں اجودھیا چھوٹ گئی بلا سے غم ہے تو یہ کہ بڑھے ماں باپ روتے روتے آنکھیں نہ پھوڑا لیں تم نے رفاقت کی۔ تمہارے خون جوش کی کہانت تک تعریف کروں۔ اب مجھے جانکی جی کی طرف سے بھی اطمینان ہو گیا۔ تم ان کی خاطر داشت اور نگرانی کرتے۔ واجب تو یہی تھا کہ آج ہی سے کندہ مول بھیل پر کفایت کی جاتی مگر نہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کچھ کھانا کھا کر دو گھونٹ پانی پی لیں پھر کل سے دیکھا جائیگا بھوک پیاس کس کو تھی مگر نہیں کچھ سٹ پٹ کھاپی کر سب نے منہ جوٹھا لیا

بارھوں دنڈ اکادشی نہ رہی اب لکشمی اٹھئے ادھر ادھر سے پتے پٹور لائے اور اسی کافر ش بچھا دیا۔ سری راجندر جی اور سری جاکلی جی نے اسی بستر پر استراحت پائی اور لکشمی جی دھنش بان لئے ہوئے ادھر ادھر پھر کر چوسکی کرنے لگے راجندہ جی اور جاکلی جی کو نیند آئی مگر لکشمی جی اور سووتر کی پلک نہ جھپکی۔ کوری آنکھوں سویرا ہو گیا ابھی صبح کی سفیدی نمودار ہوئی تھی کہ راجندر جی کی آنکھ کھلی انہوں نے اہل شہر کی طرف نظر ڈال کر ایسا سحر کر دیا کہ کسی کی نیند نہ اچٹے۔ سب دیر تک خراٹے ہی لیتے رہے۔ سب کو بستر غفلت پر نحو خواب راحت دیکھا کہ سری راجندر جی نے لکشمی جی سے فرمایا کہ

اہل اجودھیا ساتھ چھوڑنے والے نہیں۔ یہ جان دیر نیگے مگر رفاقت سے منہ نہ موڑینگے۔ ہم سب صحرا نوردی کو تیار ہیں تو بھڑ بھڑ سے کیا کام ان سب کے بال بچے مفت تڑپینگے شہر اُڑ جائیگا۔ اس سے بہتر ہے کہ جب تک ان کی آنکھ کھلے ہم لوگ کہیں سے کہیں پہنچ جائیں۔ جب یہ جاگینگے تو ہمیں کون پائے گا آخر ادھر ادھر سڑنا کر آپ ہی واپس چلے جائینگے ان سے بچھا چھڑانے کی تدبیر ہے تو بس یہی + لکشمی جی نے تائید کی اور سووتر کو حکم ہوا کہ رتھ تیار کرے۔ رتھ جت گیا۔ راجندر جی جو شکست اور طاقت غیبی سے دریا کے اُس پار ہو گئے۔ دریا کا چرٹھاؤ کچھ معلوم ہی نہ ہوا۔ اب راجندر جی کو فکر ہوئی کہ کہیں اہل اجودھیا رتھ کے پیٹوں کا نشان دیکھ کر ندی میں نہ کود پڑیں کہ مفت جان جائے۔ اس لئے خود تو دہاں مخفی ہو گئے اور سووتر سے کہا کہ "اُتر کی طرف رتھ نہ نکالے جائے" +

سووتر نے حسب ہدایت رتھ اُتر کی طرف ہانکا۔ اُتر سے پھر دھن کی طرف باگ موڑی بغرض یہ تھی کہ اہل اجودھیا سمجھیں کہ رتھ اجودھیا کو لوٹ گیا اور راجندر گھر پلٹ گئے +

سری

سری راجندر جی کے ہمراہی اہل اجودھیا کی

خواب غفلت سے بیداری۔ سری راچندر جی
کے لئے بیقراری۔ غم انگیز خیالات۔ فکر و
تلاش میں واپسی اجودھیا۔ افسوس و ملال

اہل شہر بڑے سرد کے جھونکوں سے جاگے تو راچندر وغیرہ کا پتہ نہ دار ہوئے
چلائے اُٹھے۔ ادھر دیکھا ادھر ڈھونڈا مگر کہیں نشان نہیں۔ سوچے کہ میں اب
زندگی فضول ہے۔ موت بھی کچھ مشکل نہیں مصیبت کاٹنے کو تساندی ہو جو
بہتوں نے ڈوب مرتے کا ارادہ کیا۔ بہتوں نے زہر کھانے کی ٹھانی۔ بہت وہیں
لیٹ گئے کہ اب مر ہی کے اُٹھینگے۔ بہت درختوں سے سڑکارنے لگے کہ اسی طرح
جان نکال کر رہینگے۔ کوئی اپنی نیند کو کوستا تھا۔ کوئی خواب غفلت پر افسوس بہاتا تھا
کچھ سوچتے تھے کہ راچندر دھوکے باز نہیں وہ جانتے تھے کہ ہم لوگوں کی زندگی
انہیں کی ہمارسی پر منحصر ہے مگر ہم لوگوں سے ضرور کوئی خطا ہوئی جس پر ہم بے
بے کیے چل کھڑے ہوئے۔ کیٹی کے پاپ اُنہوں نے اجودھیا کو چھوڑ دیا۔ ہم لوگوں
کے کسی ادھر م سے وہ ہم سب کو دھتا بتا گئے۔ کوئی سوچتا تھا کہندی میں ڈوب
تو میں مگر مٹی سکار تھ نہ ہوگی۔ مرنے کے بعد نہ جانے بھوت کی جون ملے نہ جانے
پریت کی کسی کو ٹھنی تھی کہ اب مگر لوٹنا ہی فضول۔ یہیں دھونی راؤ ساسی جگہ
بھگتی سے دل بہلاؤ۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ کچھ نہیں لکڑیاں پٹی پڑی ہیں انہیں کا چنا کر
سب کسب جل جائیں جس کم جہاں پاک آپ مرے جگ پرے کسی کی رائے تھی کہ خود کشی
فضول۔ اسی طرح اپنی ہی مانگتے تھے۔ اور ہر ایک شخص ایک نئی تجویز سوچتا تھا کسی
وقت یہ خیال ہوتا تھا کہ کہیں عیال اطفال انتظار کے صدمے اٹھا کر جان نہ دیدیں کسی
وقت یہ وہم تھا کہ ہم یہاں چلا چھوڑ دیں اور ادھر کہیں راچندر جی اجودھیا ہی کو نہ
واپس لوٹ گئے ہوں۔ سری راچندر جی گودا بن تھے مگر انہیں اہل اجودھیا کی بیقراریا
چشم دل سے نظر آرہی تھیں۔ اُنہوں نے سوچا کہ لوگ اس وقت آپے میں نہیں کہیں
کثرت غم سے جہاں دینا نہ شروع کر دیں اس لئے اُنہوں نے قدرت کاملہ سے مت

پلٹ دی۔ دہاں ہر بڑنگ تو تھا ہی جو کتا تھا اپنی ہی کتا تھا اتنے میں ایک شخصوں کی کچھ آنکھیں کھلیں۔ انہوں نے کہا کہ بھائی ابھی جان دینے سے کیا حاصل۔ یہ بھی تو دیکھو کہ راجندر گئے کدھر کوئی اور پتہ نہ بتائیگا تو رتھ کے پتیوں کا نشان کہاں اڑ گیا ہے لے آؤ چلو سب ملے نظر دوڑائیں جد رتھ کی لکیر ملے۔ اسی طرف آنکھیں بند کئے چلو کہیں نہ کہیں راجندر ملیں گے۔ آج نہ سہی کل۔ کل نہ سہی پرسوں +

لوگوں نے یہ رے پسند کی اور ادھر ادھر دیکھنے بھاگنے لگے۔ پہلے تو تمسار کے کنارے دیکھا پتیوں کا نشان نظر آیا سگر ساتھ ہی اس کے قریب دوسری لکیر دکھائی دی جو سیدھی اتر کی طرف چلی گئی تھی۔ یہ لوگ خوش ہو گئے کہ بس مار لیا ہو نہ ہو راجندر گھر لوٹ گئے۔ راجندر اندھیرے منہ نہ سہی تو بڑ پھٹتے ہی دہاں سے روانہ ہوئے تھے اس وقت وہ شاید مین کو س نکل گئے ہونگے۔ اس لئے پتیوں کا نشان جا بجا مل گیا۔ اہل شہر اسی طرح لکیر دیکھتے ہوئے بڑھتے چلے گئے تو ایک جگہ معلوم ہوا کہ رتھ دھن کی طرف مڑا ہے یہ راستہ سیدھا اجودھیا کا تھا۔ ہر ایک نے سمجھ لیا کہ بس اب فکر تشویش کی طرف مڑا ہے۔ راجندر جی گھر پہنچ گئے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم لوگوں کو سوتے سے نہ جگایا سمجھ فضول۔ راجندر جی گھر پہنچ گئے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم لوگوں کو سوتے سے نہ جگایا سمجھ ہونگے کتنی نیند جگانا اچھا نہیں کل دن بھر کے پریشان ہیں نیند بھر سو لینے دو بس بس اب جان میں جان آئی محنت ٹھکانے لگی چودہ برس کی بلا ٹہلی +

اہل اجودھیا اسی طرح من کے لٹو کاغزہ لیتے ہوئے اجودھیا میں پہنچ گئے دہاں دیکھا تو وہی کرام وہی دکھڑا جسے دیکھو رو دھن رہا ہے۔ جدھر نظر اٹھاؤ افسوؤں کی ندیاں بہتی ملتی ہیں۔ اب تو ان سب کے اوسان جاتے رہے۔ سر پیٹنے لگے کہ بڑے بڑا دھوکا ہوا۔ میری راجندر جی نے تو سراب کی بات کر دیا۔ مگر ہم اور ہم وطنوں کو کیونکر غم نہ دکھائیں کس طرح سب آنکھیں چار ہو گئی۔ ہر ایک تھوکیا کہ بس چھوڑ آئے راجندر کو۔ اس خیال نے اُن کے زخم رسیدہ دل کو اور تڑپا دیا روئے پیٹنے لگے کہ بڑے راجندر جی کی جدائی کا غم تو تھا ہی ہماری ناکام واپسی نے جبے پر اور نمک مرچ چھڑکا اب اہل شہر کے سامنے کیونکر جائیں۔ بے عزتی سے جائیں بھی تو نہ جانے وہ اپنا کیا جال کریں اگر اُن کی جان گئی تو پاپ اپنے سر پہ گا۔ ان مایوس اہل اجودھیا کو ساری اجودھیا

سونی نظر آتی تھی۔ اجودھیا تو وہی تھی مگر رونق کا اس طرح نام نہ تھا جس طرح گنٹائے سورج میں روشنی کا بجھ چرخ میں لوکا۔ انہوں نے سوچا کہ کسی طرح آج تورات کو منہ چھپا کر بال بچوں سے مل لیں سویرا ہوگا تو پھر جو مصالحت ہوگی کی جائیگی مگر اجودھیا باسیوں کی نظر بچا کر گھر جانا ضروری ہے۔ اس انتظام کے لئے سب نے دوپٹوں چادروں منہ لپیٹے اور چوری چھپے ایسی گھبراہٹ سے چلے کہ اپنے اپنے گھروں کی پہچان نہ رہی کوئی کسی کے گھروں میں گھس گیا کوئی کسی کے مکان میں ۛ

سرک ۲۸

اہل اجودھیا کی عورات کا رنج۔ اپنے شوہروں پر طعنہ زنی وغیرہ

سری راجندر جی کے ہمراہی اہل شہر لاکھ چھپے چوری گھروں میں گئے مگر کلبیا میں گونہ پھوٹ سکا۔ چاروں طرف شور مچ گیا کہ راجندر نہیں آئے۔ باشندگان اجودھیا اپنا سامنہ لئے ہوئے واپس آئے ہیں جو لوگ اپنے گھر پہنچ گئے ان کا ذکر نہیں مگر جو ادھر ادھر بھول بھٹک گئے ان کی استریاں جہاں تنہاں سے ڈھونڈ لائیں عورتوں کو تو قہقہے کہ یہ لوگ اکیلے نہ آئینگے۔ سری راجندر کو ضرور واپس لائینگے مگر جب شوہروں کا چہرہ اُداس پایا آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھے تو مایوس ہو گئیں بولیں کہ ہمارے تم نے لٹیٹا دے دی۔ کیا اور کرنے جانا گئے اور سری راجندر کو نہ لائے تو پھر دکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ دیکھو لکشمی مرد تھے جو ساتھ گئے۔ سیتا جی عورت تھیں جو قدم سے جدا نہ ہوئیں تم لوگوں کی زندگی پر زوف ہے جو قدموں کے ساتھ جا کر کھچ رہا ہو شرم۔ شرم۔ شرم۔ جب رام کے قدم چھوڑ دئے تو تمہاری زندگی کا لطف ہی کیا۔ تم سے وہ گھاس پھوس کاٹنے پتے درخت جانور اچھے جو پہاڑوں جنگلوں میں سر راجندر جی کو دیکھ دیکھ کر جہنم سچیل کرینگے۔ تمہاری سونے چاندی کی مسری پرست فرشتہ کھابہ کو دھڑکاں تھیں تو جینے کا مزہ تب ہی تھا جب سری راجندر جی کے ساتھ جنگل میں بتوں پر اسی طرح سوتے

جس طرح کل کہ آفتاب سر پر آگیا اور آنکھ نہ کھلی بس معلوم ہو گیا کہ ہم لوگوں کی محبت میں پھنس کر
 لوٹ آئے۔ مائے بڑا غصہ کیا اب ہمارا ارادہ ہے کہ اس وقت تک دانہ پانی نہ کریں
 جب تک سری راجپندر جی کے قدم نہ دیکھ لیں۔ اٹھو چلو ہم بھی چلیں گی۔ تم راجپندر جی کی
 خدمت کرنا ہم جانتی جی کی۔ ابھی سری راجپندر جی یہیں کہیں قریب ہو سکے۔ دنیا دور نہیں
 گئے۔ بس ہم سب بچوں سمیت جنگل ہی میں اجودھیا بسائیں۔ کیٹی کے راج میں
 ہمیں گھڑی بھر رہنا منظور نہیں۔ اُسے جب ایسے لائق و فائق ہو بیٹوں کا درد
 دکھ نہ ہوا تو ہم اُس کے کون ہیں۔ جب دل پر رکھے جو چاہے گت مکت کرادے
 اُس کو کون روکنے والا ہے اگر تم کو وہ بھیر نگر میں رہنا منظور ہو تو خوشی سے
 رہو ہم اکیلی بن کر راستہ لیں گی۔ جہاں راجپندر جی میں دیاں ہم کو کسی بات کا
 خوف نہیں۔ تم پانی تھے اس لئے راجپندر جی نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا۔ چلنا
 ہو تو چلو ہم دکھا دیں کہ کیونکر راجپندر ہمارا ساتھ چھوڑتے ہیں۔ تمکھ میں رام بغل
 میں اینٹیں نہ ہونا چاہئیں۔ تم سب تو دودھڑ میں پھنسے تھے۔ ادھر سری
 راجپندر جی کی رفاقت کا بھی جوش۔ ادھر گھر والوں کا بھی خیال۔ بھلا دمنے
 سانپ نے بھی کبھی کوئی تاکا ہوا شکار مارا ہے۔ ادھر ایک منہ لپکا ادھر حسد سے
 دوسرا منہ بڑھا کہ نہیں میں شکار ماروں دو نو منہ اس دودھڑ سے اپنا سامنہ
 لیکر رہ جاتے ہیں اور شکار نکل بھاگتا ہے تم کو یہ اطمینان ہو گا کہ بھرت ابھی
 طرح راج کرینگے مگر یہ بھی تو سمجھو کہ جس کیٹی نے راجہ دسرتھ ایسے بن رسیدہ رانا
 دیدہ دھرماتما نیک نفس راجہ کی عقل پر پردے ڈال دئے بھرت ایسے نا تجربہ کار
 اور پھر اپنے بیٹے کو سکھا پڑھا کر کیا آفتیں برپا نہ کر لگی :-
 مردوں کو ان باتوں کا کچھ جواب نہ آتا تھا وہ سر جھکائے ہوئے روتے تھے
 اور مائے رام مائے رام کی رٹ لگی ہوئی تھی۔ تمام شہر میں بڑتال ہو گئی تھی
 بیاد جتنے پسنی کی خوشیوں کے جلسے چودھ برس کے لئے بند ہوئے۔ ہون
 کندہ دل میں پانی بھر دیا گیا۔ جنگیہ ادھر سے چھوڑ دئے گئے۔ اب سب کو یقین
 ہو گیا کہ اجودھیا چودھ برس کے لئے سونی ہو گئی۔ راجپندر جی جب آج نہ
 لوٹینگے تو پھر کب لوٹینگے :-

سرگ ۴۹

سری راجپندر جی کی تمساندی سے روانگی۔ ورا
گومتی پر رونق افروزی۔ گومتی کا ہام نصیحت خیر خواہ

سری راجپندر جی جب تمساندی کے پار پہنچے تو سنگھ میں نت نیم کیا تھوڑی دیر میں
سووتر پھر رتھ لیکر آیا۔ سری راجپندر جی روانہ ہوئے ٹھوڑی کی باگ جنوب کی طرف
ٹوڑی گئی۔ جدھر جدھر سے رتھ گزرا لوگ دوڑ کر جمع ہو گئے۔ سب کے چہروں پر آدمی چھاٹی
ہوئی تھی۔ سب راجدو رتھ اور کیٹی کو برا بھلا کہتے تھے کوئی کیٹی پر الزام رکھتا تھا کسی
کا خیال تھا کہ کیٹی ناقص العقل ہے اس کا کچھ قصور نہیں۔ راجدو رتھ کی عقل سٹھیا گئی
ورنہ کوئی کسی کے کہنے سے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو آنکھوں سے جدا کرتا ہے اور وہ
بکھی ایسی بیدردی سے کہ چوہن پر بس ناک۔ بن باس کی ٹھوکریں کھاٹیں کوئی نوکر
نے چاکرنہ کوئی خوردنوش کا سامان نہ کوئی پوشاک لباس۔ یہ پر ن بنا ہنا نہیں پتیا
ہیں ہے۔ ہلے کیسے بھولے بھالے رام لکشمین۔ آہ کیسی نازک نازک جاگلی۔ ان
کو یہ تکلیفیں۔ کون پتھر دل تھے۔ جنہوں نے ان کے واسطے بن باس تجویز کیا۔
یہ سب باتیں سری راجپندر جی کے گوش گزار ہوتی تھیں مگر وہ کان نہ ہلاتے تھے
دل میں کہتے تھے کہ زبان خلق روکے سے رگ نہیں سکتی۔ اس لئے ایک جپ
ہی کافی ہے۔ ہم جس غرض سے جاتے ہیں وہ کسی کو کیا معلوم نہ کیٹی پاتاگی
خطا ہے نہ پتا جی کا قصور۔

رتھ چلتے چلتے گومتی ندی پر پہنچا راجپندر جی لکشمین جی سے بولے۔
دیکھو یہی سری گومتی جی ہیں۔ انہیں کی تعریف وید میں تمہارے دیکھی ہوگی
جو گومتی جی میں نہایا اس کے کئی جنموں کے پاپ ایک سرے دھو گئے۔ اب
دیکھیں ان کے پھر کب درشن ہونگے اور پھر بریاں شکار کھینا کب نصیب ہوگا
آخری فقرہ کہہ کر سری راجپندر جی کو خیال ہوا کہ سووتر یہ شک کہ چلتے تو ہیں بن باس

کو تپشوی کے بھیس میں اور اب تک شکار اور خونریزی کا خیال دل سے دور نہ ہوا۔
 اس خیال کی تردید میں انہوں نے لکشمی جی سے کہا کہ
 بھائی! چھتری جب شتر دیا سے واقف نہ ہو تب تک دشمن پر کیونکر غالب
 آ سکتا ہے۔ شتر دیا کی مشق تو انسان پر ہو ہی نہیں سکتی۔ نشانہ اُس چیز پر
 لگانے سے عہارت ہوتی ہے جس پر ہر ایک کی نظر نہ جے۔ اسی لئے عقلمندوں نے
 ہرن کو تجویز کیا ہے۔ اس کی چالاکی اور پھرتی۔ چوڑی اور چھلاوے کو کوئی اور ذریعہ
 نہیں پہنچتا۔ اس پر نشانہ لگانا ہر ایک کا کام نہیں۔ چنانچہ میں اگر شکار کھیلتا ہوں
 تو فقط انہیں اصول پر جو چھتریوں کے لئے نشانہ بازی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں
 ایسا شکار شکار نہیں بلکہ جاندار کی اس کا سا ایک کھیل ہے۔ جس کے لئے چھتری راجوں
 کو اجازت ملی ہے۔ مگر اب مجھے شکار سے کیا کام۔ اب تو میں اس لائق ہی نہیں
 ہوں جب پھر یہاں ایشور پنچائیکا تو دیکھو نگا کر نظر کی وہ شست ہے کہ نہیں۔
 لکشمی جی یاد رکھو کہ راجوں کے لئے سات باتوں کی مطلق اجازت نہیں ہے۔
 غیر عورت سے صحبت۔ قمار بازی۔ روزانہ شکار مشرا بخورشی۔ سخت زبانی۔
 ناکردہ گناہ کی دلآزاری۔ فضول خرچی۔ جو ان قطعی ممنوع عادتوں کا جو گروا سمجھ
 لو کہ اُس کے راج پاٹ کی خیر نہیں +

سرگ ۵۰

سرسی راچندر کی سرسی گنگا جی کے کنارے

رسائی۔ راجہ گوہ نکھاد کی حاضری یا ہم ملاقات

سرسی راچندر جی لکشمی جی اور سیتا جی تینوں سووتر سے بولے کہ

اب ہم کو اجدھیا سے کچھ واسطہ نہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ یہاں سے

پر نام کر لیں +

یہ لکھ سب نے اتر کی طرف رخ کیا اور ماتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ

اے اجودھیا پوری۔ اے جنم بھومی۔ اب تجھ سے رخصت ہوتے ہیں تیری
مہاں کا کیا کہنا۔ تیری عظمت کو کوئی اور پوری نہیں پہنچ سکتی۔ تیرے درشن کی
خواہش دیوتاؤں کو بھی گھسیٹ لاتی ہے۔ چودہ برس تک ہم معذور ہیں۔ جیسا
جیتے جاگتے آئینکے تو تیری خدمت کرینگے۔ تیرا احسان کبھی بھولنے والا نہیں ہم اس
وقت تو ارن نہیں ہو سکتے کیونکہ دھرم نے اپنے ہیکل میں کس لیا ہے +

اجودھیا کو پر نام کر کے انہوں نے پریاگ کاشی کو بھی منسکار کیا۔ چشم خیال
میں جو شخص نظر آیا وہ دھرماتما اور صادق القول۔ دیومندروں کی رونق سے دل
خوش ہو گیا۔ جگہ کے ساز و سامان سے طبیعت پھلک اٹھی۔ امیروں کی دولت نظر میں
پھرتے ہی جوش مسرت سے بول اٹھے کہ اہل زمانہ کی پرورش کے لئے تو سب سامان کافی
ہیں۔ مارجی کی اہل حاجت کو ضرورت کیا۔ وید و شاستر کا چرچا دیکھ کر ان کو خیال ہوا کہ
دھنیہ میں وید پڑھنے والے اور شستنے والے لوگ انہیں نظاروں سے دل بہلاتے ہوئے
وہ گنگا جی پر پہنچے جس وقت گنگا جی کی لمبوں دیکھیں کھینچ کر ہر گیا۔ لکشمں جی کو بولے۔
دیکھو یہ وہی گنگا جی ہیں جن کی عظمت ترلوک میں ہے۔ دیوتا۔ پسر۔ گن۔ دھرب
کون ہے۔ جس کو ان سے نجات کی آرزو نہیں۔ گنگا جی سا کشت لکشمں جی سے بکھ
ان سے ملتا ہے۔ لکشمں ان سے حاصل ہوتی ہے۔ ان کی پرستش کے لئے کوئی وقت
مقرر نہیں۔ دن رات میں جب چاہو پوجا کر لو۔ ہر وقت ثواب حاصل کرنے کا اختیار ہے
یہ گنگا جی ہمارے خاندان کے تارے والے ہیں۔ ان کا ظہور بشن جی کے چرنب میں ہے اور
نزول شوجی کی بیٹوں سے ہوا ہے۔ ہمارے بزرگ خاندان ہمارا جہ بھگت کی بدولت
یہ دار فانی میں آئیں۔ ہمارا جہ سرگ کے ساتھ ہزار بیٹوں کو انہیں نے تارا بھگت کی
ہمارا بی شمد کی استری ہیں اور ہر کس و نا کس کو ملک دیتی ہیں +

یہ فرما کر سو متر سے ارشاد فرمایا کہ ایسی متبرک جگہ چھوڑ کر اور کسی جگہ نہ سے
کرنا فضول ہے۔ پھر سرسی گنگا جی کا درشن مشکل سے غصیب ہو گا۔ دیکھو گنگا
جل بینے والے چرند پرند کیسے خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ درختوں کو دیکھو کس
طرح آنکھیں ہری کرتے ہیں۔ تمہیں سرنگ نیر پور سے بڑھ کر اچھا مقام اور نہ
ملے گا بس نہیں گھوڑے کیوں دو +

سو مرنے تعمیل ارشاد کی۔ رتھ رک گیا۔ گھوڑے کھل گئے۔ درود مسعود کی خبر عیاروں طرف پھیل گئی۔ نکھاد قوم کا راجہ گودہ توید مقام سنکر قدمبوس ہوا۔ تحفہ تحائف پیش ہوئے۔

سری رام چندر جی نے بھی بڑے تپاک سے ملاقات کی۔ مزاج پرسی و خاطر داشت کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔

نکھاد قوم حالانکہ ملاح تھی۔ مگر ایشور بھگتی اور جب جوگ سے وہ فضیلت حاصل کر لی تھی کہ اچھے اچھے رشی اور عالم سے عالم پرہمن اُس کے یہاں کھانے پینے سے پرہیز تو کیا اُس نے فخر کرتے تھے۔ راجہ گوہ نے مہادیوجی کی خوب تپشیا کی تھی اور بس حد ہے کہ وہ بھی اس کی شنا و صفت میں تر زبان ہوا۔

راجہ گوہ نے قدموں پر سر جھکا کر عرض کی کہ

ہمارا ج! میں یوں تو آپ کے چرنوں کا داس اور خدام بارگاہ ہوں مگر جس طرح اجودھیہ میں آپ کا سکہ جاری ہے۔ ویسا ہی سرنگ بیرلو میں میرا۔ آپ نے یہاں قیام فرمایا یہ ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہے۔ یوں تو آپ ہمارے سرتاج ہیں آپ کے سامنے ہماری حقیقت کیا۔

چ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر آج تو آپ ہمارے مہمان ہیں پس آپ دعوت قبول فرماویں۔ ہم لوگوں کو کچھ توفیق نہیں۔ ذرہ میں آفتاب کی میزبانی کا دم کہاں۔ مگر برگ سبز است تحفہ درویش

لہ پدم پوران میں ذکر ہے کہ پچھلے جنم میں نکھاد نہایت زویل اور مینا تھا۔ ایک روز بھوک سے پریشان ہو کر شہر سے دور نکل گیا۔ رات ہو گئی۔ مگر کہیں سے ٹکڑا نہ ملا۔ رہنے کا بھی کہیں سہیتا نہ تھا۔ اس لئے پل کے درخت پر چڑھ گیا کہ کسی طرح رات بسر ہو جائے اور جانوران صحرائی سے جان بچے۔ درخت پر خالی بیٹھا نہ گیا۔ بل کی پتیاں توڑ توڑ کے پیچھے پھینکنا شروع کیں۔ درخت کے پیچھے مہادیوجی تشریف فرما تھے وہ بہت خوش ہوئے اور بردان دیا اور پل تیر چڑھانے والے تو راجہ ہو تو بھی سوام کا تپاک کی طرح ہمارا بیٹا ہے تو نے مجھے خوش کیا تو مجھے سری رام چندر جی کے درشنوں سے بھی خوشی حاصل ہوگی۔

چار ذائقے کے حاضر پیش نظر ہیں۔ ایک وہ جس کے ذائقے کو زبان سے تعلق ہے۔ دوسرے وہ جس کا مزہ طبعیت جانتا ہے۔ تیسرا وہ جس کی چاشنی چاٹنے سے خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ چوتھے وہ جس کی لذت گھونٹ ہی جانتا ہے۔
 راجندر جی نے راجہ گوہ کا شکریہ ادا کیا۔ بڑی مہربانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ گوئیں چھتری ہوں برہمن کی طرح گھر گھر کا کھانا نہیں کھا سکتا۔ مگر مجھے کھانے کی دعوت قبول کرنے سے مطلق پرہیز نہیں۔ میں ردِ دعوت کو خلاف سمجھتا ہوں لیکن ذرا غور کیجئے میں راجہ نہیں نہ راجگی کے ٹھاٹھاٹ سے کام ہے اب ایک بن باسی اور پیشوی ہوں۔ ثبوت درکار ہو تو لباس بدیکہ لیجئے کہ کیا ہے میں صرف دھرم کی راہ چلنے کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔ کندمول پھل کے سوا اور کوئی چیز کھانے کی قسم کھاٹی ہے۔ اگر میں آپ کی دعوت قبول کروں تو قربانے مجھ سے اپنے دھرم کا نباد کیسے ہو سکیگا۔ اسی لئے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ کچھ اور خیال نہ کریں۔ سامانِ دعوت میوے گھوڑوں کو کھلا دیں میں آپ کا از حد ممنون ہوں گا۔

راجہ گوہ رام بھگت تھا۔ اُس نے خوشی سے کل کھانے گھوڑوں کو کھلا کر سری راجندر جی سے خلعت خوشنودی حاصل کیا۔ شام ہو گئی تھی۔ سو مہتر نے کش آسن بچھا دئے۔ جس پر سری راجندر جی دسری جاگلی جی نے آرام کیا چونکہ گشتا جی ایسے مقدس تیرتھ پر پہلے پہل گزر رہا تھا۔ اس واسطے سب برت روک گئے۔ ان جیل کچھ نہ کیا۔ جنتک سری راجندر جی بیدار رہے تب تک سری لکشمی جی راجہ گوہ نکھاد نے خدمتگزار کی۔ جب پلاک چھپکی تو دھنش بان لیکر محافظت میں مصروف ہو گئے۔ رات بھر آنکھ نہ جھپکائی۔

سری راجندر جی کو عالم صحرا فردی اور اس سے بے سرو سامانی کی حالت میں دیکھ کر کون تھا جس کا دل ٹاٹے ٹاٹے نہ ہوتا ہو۔ رات بھر اسی کیفیت سے غمناک ہو کر چاند ستاروں نے کھنسی ایسی ٹٹٹکی باندھی کہ سوچ کی بھی آنکھ معمول کے معاملات دیر میں کھلی۔

ننگہ بانی کے وقت

راجہ گوہ نکھاد اور سری لکشمین جی کی گفتگو

جس وقت سری راجندر جی سو گئے نکھاد نے لکشمین جی سے عرض کی کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں میں غلامی کو حاضر ہوں آپ بھی ذرا کمر سیدھی کر لیں ساری نکھاد کی فرج طلا یہ پھر رہی ہے پھر کچھ بات کا خوف کیا ؟ لکشمین جی - آپ میرے سونے کی فکر نہ کریں یہاں نیند کو چودہ برس کے لئے رخصت دیدی - ہاں آپ کا جی چاہے تو ذرا لیٹ رہئے +

نکھاد - واہ ایہ ایک ہی گہی - میں اور سوڈوں - جب تک آنکھیں کھلی ہیں تب تک چرن کل کے درشن مل رہے ہیں میں ایسے موقع کو خواب راحت یا خواب غفلت میں گنوڈوں ایسا بیوقوف نہیں - جن راجندر جی مہاراج کے قدموں کی برکت مجھے تاج و تخت حاصل ہوا - جن کی بھگتی کے پر تاپنے آج جنم پھل کیا ان کے سامنے میں آرام کروں کی بھی ممکن نہیں - ہاں آپ کی تکلیف کا خیال ہے - آپ بھی ذرا آرام فرمائیے تو میں اپنے کو خوش نصیب سمجھتا +

لکشمین جی - راجہ گوہ آپ ایسے ایشور بھگت - ایسے عقلمند اور مجھے سونے کے لئے کہتے ہیں - ذرا سوچئے تو ایسے کبھی سو سکتا ہوں - شیخس جی کو کبھی سو سنا ہے رہی کسی اندیشہ کی بات - اُس کا یہاں خواب میں بھی خیال نہیں - سری راجندر جی کے سامنے دیوتاؤں سے لیکر راجپسوں تک کوئی ایسا نہیں جو بہادری کا دم مار سکا ان کے نام سے بظالموں کی روح نکلتی ہے - افسوس اگر کچھ ہے تو یہ کہ چودہ برس تک اجودھیا بیوہ کی سی حالت میں رہیگی - پتا جی کی زندگی کی کچھ آس نہیں - سری راجندر جی جب لوٹ کر آئینگے - تب کہیں اس اُجرے ہوئے باغ میں بہار آئیگی - مانا کو شلیا پر تو سچ جہاڑ ہی ڈیر گا دھر سری راجندر جی کی جہانی کا عمر - ادھر نیا جی کی مفارقت کا خیال - یوں بیٹے والی

مال بیوہ نہیں سمجھی جاتی۔ تاہم سمجھ لیجئے کہ کیسا مصیبت کا سامنا ہو گا سنا سنا ستر ادا شدہ
نے دو بیٹے دئے ہیں اگر میں بھی نہ ہوں تو ستر میں جی سے اُن کا غم غلط ہو سکتا ہے کیونکہ
جی کی تو کچھ بات ہی نہیں۔ راج پاٹ اب سب اُن کا۔ ان کو اس خوشی کے سامنے
اب کسی کے مرے کا کیا بدبخت۔ لاں مانا کو شلیا کے بچے کو سکھ دینے والے صرف ہم ہی رہیں
ہیں جو اُن سے اتنی دور ہوئے جاتے ہیں کہ خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس حالت
میں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ضرور جان دیدہ بنی۔ بھرت اور ستر میں کی خوش قسمتی یہ بھی
دیکھنے کے پتا اور خانائی ہر حالت میں خدمتگاری کرینگے۔ ہماری قسمت اس معاملے
میں بھی دھوکا دے گئی۔ راجہ گود آپ یقین مانئے کہ ہر وقت دل سے دعا کرتی رہتی ہے
کہ ہیشو پیتا جی صحیح سلامت رہیں۔ ان کا سایہ لاکھوں برس تک ہمارے سر پر ہے
ہم پھر چودہ برس کے ہمد قدم چوہیں۔ ہم لوگوں کو نہ ملکہ داری کے معاملات میں کچھ
تکلیف نہ لڑانی میں کچھ زحمت کا خیال سوطن ہو یا بن گھر میں ہوں یا سفر میں
نداحت کی خوشی نہ مصیبت کا رنج۔ اب جو کچھ خانہ ویرانی دے سرو سامانی دیکھ
ہے میں یہ سب ہلچل کا ایک کھل ہے۔ ایشور چاہیگا تو ہم لوگ بڑے آندہ سے
میں قبا چنگے سب لگوں کو معلوم ہی نہ ہو گا کہ چودہ برس کیوں کر کٹ گئے۔

سرگ ۵۲

سری راجندر جی کی سو متر سے رخصت گنگا
کے پار روانہ کی۔ پھر ویش میں رونق افروزی

میں ہو گئی۔ مرغان خوشنوا کی دلکش آوازیں سُکر سری راجندر جی بیدار ہوئے
لکشمی جی سے ارشاد ہوا کہ گنگا جی کے پار جانے کی تیاری کرو۔ مکھلا دست بستہ
حاضر تھا۔ اُس نے اپنے وزیر اور سہراہیوں کو حکم دیا کہ
ابھی ابھی ہمدہ کشتی پھولوں اور بند نواروں سے سجکر لائیں دیر نہ ہو۔ یہ
بھی خیال رہے کہ ناؤ ایسی ہو جس پر رتھ بھی جاسکے۔

حکم کی خبر تھی ناؤ کنارے لگ گئی۔ سری راجچندر جی وغیرہ سوار ہوئے کچلے تو سووتر کو خیال ہوا کہ مہاراجہ دسرتھ سے زیادہ دُور جانے کا حکم نہ دیا تھا اور یہاں رکھ بیٹھنے کے لئے ناؤ تیار ہے اس لئے دست بستہ عرض کی کہ مجھے کیا ارشاد ہے ؟

سری راجچندر جی۔ اب تکلیف کی ضرورت نہیں۔ رکھ دو آپس لے جاؤ۔ سب کو میری طرف سے پوچھ دینا +

سووتر۔ کلچے پر پیہر رکھا نہیں جاتا۔ قدم کس طرح چھوڑوں۔ میں خالی پھر تو اہل شہر کی اس ٹوٹ جاہنگی۔ تمام رعایا کو حد سے زیادہ رنج ہو جائیگا مجھے ڈر ہے کہ بہت لوگ جان نہ دیدیں۔ شاستر کی ہدایت ہے کہ راجہ رعایا کو کوئی دُکھ نہ دے۔ آپ اتنے بڑے عقلمند و مہم شاستر سے واقف اور پھر بھی آپ ہی اہل اجدو دھیا کی مصیبتیں کایا عث ہوتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ آپ کسی کو یہ امید نہ تھی اہل شہر کو آپ اپنے چکر دیا۔ اور مجھے بھی قدموں سے جدا کرتے ہیں۔ یہ کون انصاف ہے۔ یکیشی کی حکومت میں لوگ جیسے جی مر جائیں گے۔ اس کا پاپ آپ کو ہو گا۔ یکیشی کی شکایت تو رہی درکنار۔ جب آپ ہی ہم لوگوں کی جان کے گاہک ہو رہے ہیں تو اس سے بڑھ کر بد قسمتی اور کیا ہوگی +

سری راجچندر جی نے ان باتوں کا جواب کچھ نہ دیا وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ سووتر سرپیٹ پیٹ کر رونے لگا۔ چیخ مار کر مائے رام مائے رام کہتا ہوا چاہتا تھا کہ زمین پر گر پڑے۔ رام چند جی کو رحم آیا نہ پیلٹ پر پڑے اور فرمایا کہ سووتر میں اتن ایسے دانشمند اور یہ عورتوں کی سی گریہ دزاری۔ تم اکتواک بنس کے قیدم وزیر ہو۔ بہت کچھ زمانہ دیکھا ہے۔ ہزاروں نشیب و فراز نظر سے گزرے ہیں۔ آج یہ کیا ہونا بیٹنا لگایا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ بتا جی کے زخم پر رحم رکھو اور سچ سمجھاؤ ان کی ہر طرح تشفی کرو مجھے اب امید نہیں کہ پھر تخت سلطنت قبول کریں۔ مجھے بتا جی کی طرف سے کہنی مایہ سی ہے۔ اس حالت میں اگر تم ایسے وزیر باکسر اجدو دھیا میں موجود نہ ہو گے تو سلطنت برباد ہو جائیگی ذرا سوچو جن بتا جی سے پھر پھر شکوہ کیا۔ آج ان پر یہ جائزہ مصلحت پر ہی ہے مصیبت کے وقت ان کی رہنمائی

سے منہ موڑنا حق نمائے کے خلاف ہے۔ اس لئے تم جاؤ اور تیا جی کو کاروبار سلطنت میں بہلاؤ تاؤں سے بھی کہدینا کہ ہم لوگ بڑے عیش و آرام سے ہیں کسی بات کی تکلیف نہیں۔ کیکٹی جی سے بہت اچھی طرح دندوت عرض کرنا۔ تم تیا جی کو سمجھا کر بھرت جی کو ناہنال سے بلوؤ جس میں تخت حکومت سونا نہ رہے۔ تیا جی کے کچھ تو آنسو ٹپچے جائیں + سو مہتر۔ آپ کا فرمانا سب درست۔ مگر ذرا سوچئے تو میں کس منہ سے اجودھیا جاؤں لوگ کیا کیا نہ کہیں گے +

راجپندر جی۔ کوئی فقرہ بنا دینا کہدینا کہ ناہنال میں چھوڑ آیا ہوں۔ فکر کی بات نہیں + سو مہتر۔ عمر بھر کبھی جھوٹ نہ بولا۔ اب ہر تے وقت آپ جھوٹ بلوؤ کر گنہگار کرنا چاہتے ہیں +

راجپندر جی۔ تو پھر جو سچ سچ ہو وہی کہدینا + سو مہتر۔ ایسا سچ بھی جھوٹ سے بدتر ہے +

راجپندر جی۔ اسی سے تو کہتا ہوں کہ راستی فتنہ انگیز کے عوض دروغ مصلحت آمیز سے کام نہ کالو +

سو مہتر۔ خیر یہ توجب وہاں پہنچو نگا جیسی مصلحت سمجھ نہ گا کرونگا۔ اب یہ فرمائے کہ گھوڑے کیونکر چلیں گے۔ آپ کے بغیر ان سے ایک قدم تو اٹھایا نہ جائیگا راجپندر جی۔ جس طرح میں نے سب کو چھوڑا اُسی طرح یہ بھی کسی نہ کسی طرح چلے ہی جائیں گے ان کو رتھ پر سوار کر دینا اور دوسرے جوت لینا۔ اچھا لو اب آنسو پونچھو۔ طبیعت ہلکان کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ میں جو ارادہ کر چکا اُس میں ذرا بھی فرق نہیں پڑ سکتا +

سو مہتر کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ راجپندر جی نے ختم عجت کے لئے نکھاد سے خطاب کیا کہ

اب ہم رخصت۔ بالوں کی جٹا باندھ لیں تو میں یہاں سے چلتے ہوں مجھ سے اپنے کنگتوں کی زیادہ تکلیف نہیں دیکھی جاتی + نکھاد اُسی وقت برگد کا دودھ لایا راجپندر جی نے جٹا بنائی اور نکھاد سے بولے دیکھو ہمیشہ رعیت پروری کا خیال رکھنا۔ راجوں کا دھرم یہی ہے کہ رواج

خوش رکھیں۔ سب کو تشفی دیتے رہنا۔ ہم چودہ برس کے بعد پھر ملیں گے۔
یہ فرما کر سری راجندر جی گنگا جی کے ساحل پر پہنچے۔ چلو دو چلو گنگا جل پی
کر لکشمں جی سے فرمایا کہ:-

ناؤ میں چڑھتے وقت مطلق عجلت نہ کرنا چاہئے۔ بہت آہستہ سے

جانکی جی کو پہلے چڑھا دو۔

جانکی جی پہلے اُن کے بعد لکشمں پھر خود بدولت برہم منتر پڑھ کر ناؤ پر
سوار ہوئے۔ سب کے آخر میں نکھاد نے قدم رکھا۔ جب ناؤ چلتے کوہوئی راجندر
جی سوستر سے فرمایا کہ

اب ہم بن کر چلے۔ تم سبھی خوشی گھر کو جاؤ۔ میری باتیں یاد رکھنا۔ ہر باب
سے خیر و عافیت کم دینا۔ یہ لکھ کر انہوں نے ناؤ بڑھوائی اور سوستر اسی طرف
دیکھ دیکھ کر رونے لگا۔

ناؤ چلتے چلتے منجھدھار میں پہنچی۔ سیتا جی نے ہاتھ جوڑے اور پراگھنا کی
ہے مانا بھانگیر تھی۔ ہمارے سوامی پتا کا بچن نبانے کے لئے بن میں جاتے
ہیں۔ انہیں اشیر باد دو۔ جب خیر صلاح سے لوٹ آؤنگی اور گھوکل بھوشن پران ناتھ
تخت سلطنت پر جلوس فرمائیں گے تو جی لگا کر پوجا یا ٹھکے کر دے گی۔ تھوڑے عرصے میں
ناؤ اُس پار پہنچی۔ سب ساحل پر اترے۔ اور آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔
سری راجندر جی نے لکشمں جی سے فرمایا کہ

عورتوں کے ساتھ میں ہمیشہ چوکسی رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے تم سب
آگے چلو جانکی درمیان میں رہیں میں سب سے پیچھے چلوں گا۔

سری راجندر جی نے آگے قدم بڑھایا۔ سوستر کی نظر انہیں کی طرف تھی جب
اُس نے دیکھ لیا کہ ناؤ پار ہو گئی تو حد درجہ مایوس ہوئے۔ دل ٹوٹ گیا اسی عرصے
میں راجندر جی نظروں سے غائب ہو گئے۔ وہ قدم قدم پر ہر ایک چیز جانکی جی کو دکھاتا
جاتے تھے۔ مدد دیش کی بہت تعریف کی۔ پچھلے شہر کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی پچھلے شہر
یہیں تپشاکرتے تھے۔ اسی موقع پر انہوں نے ایک سورا اور تین رنگ کے ہرن شکار
کئے اور ایک درخت کے سائے میں تھکاوٹ مٹانے کو بیٹھ گئے۔

سرگ ۵۳

سری راجندر جی کی لکشمی جی کو ماماؤں کے دیکھ آ
کی فہمائش اور آتش مزاجی کی آزمائش لکشمی جی پر

سری راجندر جی نے رات بچھو دیش میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو اپنے
لکشمی جی سے فرمایا کہ

سری سو متر بھی چلے گئے کسی اہل شہر کا کھٹکانہ رہا۔ اب ہمیں کسی جگہ
گہنی بنا لینا چاہیے۔ بغیر اس کے سب کو تکلیف ہوگی۔ اب کی منزل بچھو دیش میں
ہوگی وہاں کوئی موقع دیکھ کر چھپریاں چھالینگے۔ جنگل کا واسطہ ہے رات دن شہر میں
اور دوسرے جانوران صحرائی گھومتے رہتے ہیں۔ گو کچھ ڈر نہیں مگر احتیاط شرط ہے
اے لکشمی! بیشور کی مایا دیکھو۔ ہمارے پتاجی کس مصیبت میں ہونگے۔ ہم کو یہاں گہنی
بنانے کی فکر ہے کیونکہ ماما آئندہ ہونگی کہ جو چاہا تھا وہی کر کے چھوڑا۔ غیر راج پاٹ لینے
کا کچھ غم نہیں اگر خیال ہے تو یہ کہ کہیں پتاجی کی جان نہ لے لیں۔

لکشمی جی زود رنج تھے غصہ ہر وقت ناک ہی پر رہتا تھا۔ ذرا سی بات میں
بگڑ جاتے تھے۔ ذرا راجندر جی نے سوچا کہ اس وقت ذرا ان کے مزاج کی آزمائش
کی جائے۔ دیکھیں بن باس کی حالت میں ان کا غصہ وہی ہے۔ جیسا پہلے تھا
یا کچھ کم۔ آپ نے فرمایا کہ

تم نے پتاجی کی باتیں دیکھیں۔ پہلے ہمیں لوگوں کے لئے تپ اور جگہ کرنا اور پھر
ہمیں کو گھر سے نکال باہر کرنا ایسی سخت بیرحمی ہے۔ ایسا تو کوئی بیوقوف سا بیوقوف
بیدرد سا بیدرد بھی اپنی اولاد کے ساتھ سلوک نہیں کرتا۔ پتاجی ایسے عقلمند عالم
دفا ضل۔ وہ ذرا سے کام کے بس ہیں ہو کر عقل گنوا بیٹھے تو اور کسی کا کیا ذکر کہاں بلج کہاں
وطن سے انراج۔ ایسی کایا پیٹ کسی نے نہ سنی ہوگی معاوم نہیں کہ ماما کو شلیا و مہتر کا
حال ہے بیشور جانے کیونٹی ماما نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جو اس سے بہتر جو تم نے

اور ماماؤں کو دیکھ آؤ۔ ماماؤں کے حقوق بہت ہیں۔ یہ ماں ہی کا کلیجہ ہے کہ فودس جینے پیٹ میں رکھتی ہے۔ حمل اور وضع حمل کے قبل اور بعد کی تکلیفیں اٹھانا باپ کیا جانے ماں نہ ہوتو کبھی کسی شخص کی پرورش نہ ہو سکے دودھ پلانا گوہ موت کرنا کسی اور سے کب ممکن ہے۔ ہر وقت کون ماں کی طرح تندرستی بیماری کا طہی میں کلیجہ سے لگائے رہ سکتا ہے بیٹا کیسا ہی ہو ماں کبھی آنسو دیکھنے کی روادار نہیں ہوتی۔ ذرا پسینہ آیا اور اپھل سے پونچھنے لگی خواہ کیسی ہی غصت کی غیند ہو مجال کیا جو کلیجہ کے ٹکڑے کی طرف سے خیال ادھر کا ادھر ہو جائے۔ راحت و آرام۔ عیش و آسائش سب آنکھوں کے تلے پر قربان۔ خاوند سے بڑھ کر کون عزیز ہوتا ہے۔ مگر نہیں جہاں بیٹا پیدا ہوا ماں نے ساری محنت کلیجہ کے ٹکڑے ہی پر قربان کر دی۔ ایسی ماماؤں کو تکلیف ہو تو ہم لوگوں کی زندگی پر نف ہے۔ جس اولاد کی وجہ سے ماما کو دکھ پہنچے۔ اُس سے ہزار ہزار درجہ جانور اچھے۔ اگر لائق بیٹا نہ ہو تو عورت کا بائچھ رہنا اچھا۔ میں چاہوں تو اسی وقت ترلوک ہلا دوں۔ مگر نہیں دھرم روکتا ہے کہ خیال ادھر سے اور طرف نہ ہونے پائے اس وقت مجھے ماماؤں کے خیال میں تاب ضبط نہیں خود دیکھ لو کہ آنسو کسی طرح تھمتے نہیں تھمتے اُنڈے چلے آتے ہیں *

سری راجندر جی کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ چہرے پر آراغم نے ہواٹیاں چھڑا دیں۔ مگر کاشمن جی کی طبیعت میں کچھ فرق نہ ہوا۔ اُنہوں نے کہا:-
آپ مجھے بیوقوف بناتے ہیں۔ واہ آپ نے بھی کیا مجھے کوئی ایسا دلیسا سمجھ لیا ہے جو آپ کے فقر و غنا میں آجائے۔ یہاں تو اب اس قول پر عمل ہے *

رام نے چھوڑی اجودھیا جو بھادے سولے

اب چھوڑے گاؤں سے ناتا ہی کیا۔ اجودھیا کی کٹھی کو مبارک۔ یہاں ہر ایک قدم پر ایسی ایسی ہزار اجودھیا میں تصدق ہیں۔ آپ ماماؤں کی محبت میں آنسو ڈال کر مجھے بھلاوا دیتے ہیں کیا خوب! کیا مجھے بھی اہل اجودھیا سمجھ لیا کہ بترے میں آگئے اور اب سر پیٹ رہے ہونگے۔ مجھے تو آپ کے قدموں کے سوا کسی کی محبت نہیں آپ کو زیادہ جوش و غفلت ہو تو خوشی سے ہواٹیاں۔ ہم ٹہیر رہے ہیں یہ اُٹھیناں رکھنے لگا کر کوئی ٹرگ سے بھی لینے آئیگا تو اُس کے ساتھ نہ جائینگے مجھے اب نہ ماما سمجھ لے

درشنوں کی ہوس ہے نہ سترہن کو دیکھنے کی خواہش۔ میرا ہر ایک سے جی بھر ہے
آپ راہ بتاتے ہیں تو آگے چلیں میں یہاں درختوں کے سائے میں سستانا
ہوں۔ آپ اجودھیا ہو آئیں۔

لکشمی جی کاغذ سائے خاطر سری راجندر جی سمجھ گئے۔ انہوں نے جان
لیا کہ اب ان کا مزاج نہ نہیں۔ جنگل کی مصیبتیں اچھی طرح چھیل سکیں گے۔

سرگ ۵۴

راجندر جی کی رشی بھار دو واج سے ملاقات

سری راجندر جی اب گنگا و جمنہ جی کے سنگم کے قریب پہنچے۔ راستے میں سینکڑوں
رکھیشروں منیشروں نے اُن کے اور انہوں نے اُن کے درشن کے شام ہو گئی تھی
آفتاب گوشہ مغرب میں چھپ چکا تھا۔ سری راجندر جی نے لکشمی جی سے فرمایا۔
وہ دیکھو پریاگ راج سامنے ہے یہ وہی متبرک مقام ہے جہاں برہما جی نے
دس جگیہ کئے اس وقت بھی رشی لوگ ہوں کر رہے ہیں یہ سب شعلے ہوتے ہی کے
ہیں جو آسمان کی طرف لپکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ گھڑ گھڑا ہٹ کی سی آواز جو کالوں
میں آرہی ہے وہ بھاگ رہی اور جمنہ کے سنگم کی سہم۔ سنگم وہ مقام ہے جہاں دو پونے
مقدس دریاؤں کا پانی ملتا ہے۔ یہ ذکر کرتے اور اس مقام کی پُرخصا کیفیت دکھاتے
ہوئے سری راجندر جی بھار دو واج کے آشرم میں وارد ہوئے۔ بھار دو واج جی اس
وقت ہنزن کر رہے تھے۔ اگنی گنڈ سے لپٹیں نکل رہی تھیں۔ رشی کے چیلوں نے
استقبال کیا۔ راجندر جی نے وندنا کر کے عرض کی کہ

مہاراج اہرام۔ راجہ دسرگھ کا بیٹا آپ کے درشنوں کے لئے حاضر ہوا ہے لکشمی
جی بھی ساتھ ہیں اور جناب نندنی کو بھی خوش قسمتی آپ کے آشرم میں لے آئی ہے۔
میں پیاجی کے بچن بابا سے اور مانا کیٹی کا پرل پورا کرنے کے لئے اجودھیا سے
چلا ہوں۔ اب صرف کندہ بول پھیل سے چودہ برس تک کلام رہیگا۔ ایشور کا شکر ہے
کہ اس جینے سے آپ کے درشن بھی نصیب ہو گئے۔

بھار دواج جی فوراً ہی ہون چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ بڑی خوشی سے استقبال کیا۔ خود اپنے ہاتھ سے آسن بچھا کر کہا کہ تشریف رکھئے بن بایوں کے زہے نصیب کہ اپنے افتخار بخشا۔ آپ کو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ حاضر ہوں یا ناظر عیاں ہو یا نہاں۔ ہر وقت یہاں آپ ہی کا جادہ جہاں آرا آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ آپ نے فقط راجھسوں کے مانیکی غرض ہی قالب عنقریب قبول نہیں کیا بلکہ رشیوں بنیوں کے جنم اور تپ پھل کرنے کے لئے آپ بلغ ہستی میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ آپ مجھے ڈنڈوت کر کے نادم کرتے ہیں یہ شرف ہم لوگوں کو حاصل کرنا چاہئے +

راجندر جی۔ یہ تو آپ نے اٹنی بات کہی۔ میرے دل میں آپ سب رشیوں رشیوں کے قدموں کی قدر و منزلت ہونا چاہئے نہ آپ کو میری۔ مجھے جو آپ ایسے ہما تماؤں کے چرنوں کی بھگتی ہے وہ بھرگ لتا سے دکھا نہیں سکتا ہوں +

پھر ارواج۔ شرمندہ نہ کیجئے رشیوں کو منطق نہیں آتی۔ جو مونی مورت حاضر و غائب نظر میں بستی رہتی تھی وہ ایشور نے آنکھوں کے سامنے کھڑی کر دی۔ اب آپ یہاں ٹھہریں قیام کریں۔ چلے موجود ہیں آپ کو کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائیگی جس چیز کے لئے حکم ہو حاضر کی جائے +

راجندر جی۔ زیادہ تکلیف نہ فرمائیے مجھے آپ کے درشنوں سے جو افتخار حاصل ہوا وہ تمام دنیا کی نعمتوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ آپ کو کئی بات پوشیدہ نہیں ہیں مشکلوں سے اہل اجودھیا کو ظالم کر نہیں رہا تھا۔ یہ سچا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر سب آتے ہوں۔ اس سے کوئی ایسی جگہ تیار ہے جہاں کھنے کا سہیتا ہو +

سری بھار دواج جی صاحب کشف و کرامات تھے ان کی نظروں میں حال و ماضی مستقبل سب یکساں تھے ہنس کر بولے کہ

روز عاشقان عاشق برانند۔ سچ کہیں گے کیسا بھائی ہے آپ یہاں کہیں نشیں ہوں تو جگت کا اُدھار کیسے ہو سکیگا۔ راوں کی کیونکر نکلتی ہوگی۔ تیرے آپ کا نشانے خاطر سمجھ گیا۔ بہت بہتر جو مرضی۔ آپ سے جدا ہونے کو تو جی نہیں چاہتا مگر آپ تھے جو زبردستی کر رہے ہیں وہی کر رہا ہوں +

اچھا اگر آپ کو یہیں کہیں قیام کرنا ہے تو دس کو س کی ایک منزل اور مار
لمور چیز کوٹ پر قیام فرمائیے۔ اس پہاڑ پر بندروں اور ریچھوں کی بستی ہے۔
ہزاروں رشی ہمیشہ اسی پہاڑ پر سالہا سال سے تپسیا کرتے ہیں۔ آپ کو سن جانے
کی تو اجازت دیتا ہوں جہاں چاہے رہئے۔ مگر بس شرط یہ ہے کہ میرے دل سے
نہ جائے۔ آنکھوں سے اوٹ ہونے کا مضائقہ نہیں۔

رات بھر بھار دواج جی کے یہاں قیام ہوا۔ سویرا ہوتے ہی سری راجچندر
جی نے رخصت حاصل کی اور اتھا س کیا کہ
ہمارا ج! میری آمد کی خبر کسی سے نہ کیٹے گا۔

بھار دواج نے بڑی آؤ بھگت کر کے سری راجچندر جی کو رخصت کیا۔
انہوں نے فرمایا کہ یہ۔

میں تو یہاں سے کہیں جانے نہ دیتا۔ مگر کیا کروں چتر کوٹ پر ہزاروں جایش
آپ کے درشنوں کو ترس رہی ہیں۔ ہاتھی سے لیکر حیونٹی تک سب کو انتظار ہے
کہ سری راجچندر جی تشریف لائیں تمام ذیروح وغیرہ ذیروح درشنوں کو ترس رہے
ہیں۔ ہر ایک کی آنکھیں سفید ہو رہی ہیں۔ چتر کوٹ پہاڑ کا نظارہ بھی قابل دید
ہے۔ جو قدرت کا قائل بھی نہ ہو تو یہاں کی سیر سے از خود رفته ہو جائے۔ آپ کا اوتار
سُکر تمام دیوتاؤں نے مختلف ذیروحوں کے قالب میں ظہور فرمایا ہے اور جہاں
جہاں آپ تشریف لے جائیں گے۔ وہاں وہاں یہ سب چروں کے درشنوں کو مختلف
رنگ روپ میں لینگے۔

سرگ ۵۵

سری راجچندر جی کی بھار دواج رشی سے

رخصت۔ جہنا کے پار ایک جنگل میں قیام

سری راجچندر جی چتر کوٹ طرف چلے۔ بھار دواج اور اُن کے چیدے اُستیت

پڑھتے ہوئے ہمراہ ہوئے۔ تھوڑی دُور تک رشی جی ساتھ رہے ان کو سری رامچند جی سے بہت محبت ہو گئی گلے سے لگایا اور فرمایا کہ گنگا جل اور جیٹا جل پی کر پیچم کی طرف جائیگا۔ جیٹا جی بہت مقدس و متبرک ہیں۔ ان کے درشنوں سے تمام مقاصد برآتے ہیں۔ جیٹا جی میں ناؤ نہ بلیگی اس لئے گھرنی سے کام نہ لے گا۔

سری رامچند جی ڈنڈوت کر کے رخصت ہوئے۔ کوں بھرے سنگم ملا۔ اس مقام پر بیر کے درخت تھے اور ساہیاں رستی تھیں۔ رامچند جی نے وہیں لکڑی سے گھرنی بنائی اور حسن بچھا کر سوار ہوئے۔ گھرنی نے ناؤ کا کام دیا۔ جیٹا جی کے بچوں نیچ پنیچے۔ سری جانکی جی نے سری جیٹا جی سے پارتھنا کی کر کالندری مائی۔ نظر عنایت رہے۔ جب جنگل سے لوٹونگی ایک ہزار گائیں دان کر دنگی۔ جب گھرنی پار پہنچی۔ سری رامچند جی برگد کے نیچے بیٹھ گئے۔ جانکی جی نے برگد کو ڈنڈوت کی۔ تھوڑی دیر سٹا کر دھاں سے آگے کو روانہ ہوئے۔ جانکی جی کی خواہش دیکھ کر عمدہ عمدہ پھل پھول توڑتے ہوئے آگے چلے تھوڑا فاصلہ طے کر کے رامچند جی نے پیچم کی طرف رخ کیا۔ اور اُس جنگل میں پہنچے جہاں سوپاریوں کے درختوں کی انتہا نہ تھی۔ رامچند جی نے یہاں ہرنوں کا شکار کیا اور رات درخت کے سائے میں گزار دی۔

سنگ ۵۶

سری رامچند جی کی چتر کوٹ پر رونق افروزی

سور اٹھا سورج نکلا اور ہوا صیر کرتے چتر کوٹ کی طرف چلے گئے گشتِ دل باغِ بلخ ہوتا تھا۔ سبزہ زار کی بہار آنکھوں کو طراوت دیتی تھی برگ و ثمر سے طبیعت ہری ہوئی جاتی تھی۔ غنچہ و گل کا کنول کھلا جاتا تھا کہیں مور زچست تھے کہیں سنس چلیں کرتے تھے۔ مرغان خوشنوا کی میٹھی میٹھی بولیاں دل بھاتی تھیں جو نظارہ تھا اور قریب تھا۔ یہی کیفیت سبزہ زار اور لطف بہار دیکھتے ہوئے

راجپندر جی چتر کوٹ پر پہنچے عجب پر فضا مقام نظر آیا۔ چتر نوں سے صاف شفاف پانی کی روانی اور سبزہ زار کی دلاویزی نے اس مقام پر ان کے قدم پکڑ لئے وہ وہاں ٹھہر گئے اور ادھر ادھر نظر دوڑائی تو دل بے اختیار ہو گیا باغبان قدرت کی ٹھکانا دیکھ کر طبیعت بول اٹھی کہ اس جگہ سے بڑھ کر اور کون مقام ہو گا۔ جہاں اہل دنیا آرام سے رہ سکتے ہوں لکشمی جی سے بولے۔

سبزہ زار دیکھو کیفیت بہار دیکھو۔ واہ کیا پر فضا مقام ہے۔ چتر کوٹ نام مگر سیج پوچھو تو سیکنٹھ دھام ہے۔ میں تو بس یہیں کچھ دنوں طبیعت بہلاؤنگا اور کہیں کی ٹھوکرین نہ کھاؤنگا۔ کوئی اچھی جگہ تلاش کر کے کٹی بنا لو کہ بوند سے بچاؤ رہے۔ رہی کھا پینے کی سبیل وہ ایشور نے اچھی طرح نوٹی تھا کر دی ہے اوچھیں اب کوئی مقام دیکھ لیں جہاں ہر قسم کا سہیتا ہو۔

یہ فرما کر وہاں سے چلے اور والیک لہجی کے آشرم میں پہنچے۔ دو طرف سے اخلاق کا برتاؤ ہوا۔ ادھر سے ڈنڈوت ہوئی ادھر سے آنکھیں کھیں۔ آسمن پر سری راجپندر جی رونق افروز ہوئے۔ مزاج پُرسی وغیرہ کے بعد رشی جی نے اسی مقام پر رونق افوزی کے لئے ارشاد کیا۔ سری راجپندر جی کی مرضی پہلے ہی سے یہی تھی لکشمی جی گئے لکڑی وغیرہ جمع کی۔ پھوس ہٹور لائے اور بڑی نفاست سے ایک لٹی تیار کر لی۔ دھرم شاستر کی پابندی کا خیال تھا۔ نئی کٹی میں یوں کس طرح جاتے۔ لہذا لکشمی جی گئے۔ کالا ہرن مار لائے۔ پھل پھول اکٹھا کئے اور دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کر کے کٹی میں بود و باش اختیار کی۔ راجپندر جی کی آمد اور قیام کا آوازہ بلند ہوا۔ رشیوں میںوں کا میلہ لگا رہنے لگا۔ رات دن دھرم کی پابندی تھیں اور ایشور بھجن کا لطف۔

سر

سومتر کی اجودھیا میں واپسی اہل اجودھیا

لے یہ والیک جی مصنف رامائن نہیں۔ اس نام کے دوسرے رشی تھے والیک جی مصنف رامائن پر جیتا کے فرزند تھے ان کی تپشیا کا متہادتہ ذکر آج ہے۔

راجہ وسرتھ اور کوشلیا کی بے قراری

سری راجندر جی نے چتر کوٹ کی راہ لی۔ یہاں سومتر اور راجہ گود نقش قدم ہی کو دیکھ دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کرتے رہے۔ راجہ گود تو یوں سو کر اپنے گھر واپس گیا مگر سومتر کے قدم نہ ہلے۔ جب اورنگ آبادوں نے خبر دی کہ سری راجندر جی چتر کوٹ کو تشریف لے گئے سب یہاں ٹھہرنے سے کیا فائدہ۔ گھر جاؤ سب کو خبر دو خاص دعاء تمہارا انتظار کرتے ہو گئے۔ سری راجندر جی نے کہہ دیا ہے کہ سمجھا سمجھا کر لوٹا دینا۔

سومتر کی ٹوٹی ہوئی اُمیدوں نے اب بالکل ہی جواب دیدیا وہ سری راجندر جی کی یادوں میں لے لے اور تصویر تصور کو کلیجے سے لگائے ہوئے پھر اتوا جو دھیا میں ہر طرف سناٹا پایا جس اجودھیا میں ادھی رات کو بھی چل پل رتی تھی اُس میں دن کو بھی اُسی اُسی نظر آتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا ایک اُجاڑ پورہ ہے جس میں بستی کا نام و نشان نہیں۔

اجودھیا وہی تھی آبادی وہی تھی مگر بغیر راجندر کے بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ شہر خاموشاں نظر کے سامنے ہے۔ سومتر کا جی نہ چاہتا تھا کہ اجودھیا کو اس حالت میں دیکھوں مگر کچھ راجندر جی کی ہدایت کا یا اس کچھ راجہ دسرتھ کی رفاقت کا خیال وہ جبراً اُترا گیا تو ہر طرف سے نرغہ ہوا جو آیا یہی پوچھتا اور یہی کہتا تھا کہ سری راجندر جی کہہاں چھوڑ آئے۔ ہائے تم نے بھی دفادی۔ اکیلے کیسے منہ دکھایا گیا۔

سومتر کے منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ مذمت سے سر جھکا جاتا تھا حیران کر کیا کہوں۔ کیونکر کسی کے سامنے آنکھ اٹھاؤں۔

ادھر ایک جم غفیر بھیچے بھیجے چلا آتا تھا۔ سب سر پر سوار تھے کہ بتائے جاؤ پھر آگے بڑھو۔ سومتر کی جان ضیق میں ہو گئی مجبوراً کہنا پڑا کہ سری راجندر جی تو گنگا اتر کر دکن کی طرف چل دئے ہیں نے لاکھ سڑیکا مگر بیکار۔ میں ساتھ جاتا تھا مگر انہوں نے رفاقت بھی گوارا نہ کی۔ سوکھا ٹرکا دیا۔ جس وقت اہل شہر نے کیفیت سُنی زار زار رونے لگے ہر طرف صدا ناں واہ بلند

ہوئی۔ گھر گھر کرام چ گیا۔ عورتیں کوٹھوں پر بیٹھنے لگیں جو تھوڑا دھاریں مار رہے تھے۔
سو متر سے نہ صورت دکھائی جاتی تھی نہ اجودھیا والوں کا ماتم دیکھا جاتا تھا۔
اُس نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور آنسو بہاتا ہوا راجہ دسرتھ کی قیامگاہ میں چل دیا۔
سو متر جس وقت آیا تمام رنواس میں رونا پٹنا مچ گیا راجہ دسرتھ بھی
چلا چلا کر رونے لگے۔ پوچھا سو متر کہاں ہے۔ راجہ دسرتھ کو کہاں چھوڑ آیا۔
اتنے ہی میں سو متر پہنچا۔ راجہ دسرتھ ہونے اٹھ دوڑے بازو پکڑ کر پوچھا
ارے میرے سرمایہ زندگی کو کیا کیا۔ راجہ دسرتھ کہاں ہیں؟
سو متر۔ ہمارا راج! ہاے کیا کہوں وہ تو چلے گئے۔

راجہ دسرتھ کے لئے یہ فقرہ پیغام قضا سے کم نہ تھا وہ سُنتے ہی زمین پر گر
پڑے رانیاں روتی ہوئی دوڑ پڑیں اور اٹھا کر اپنے اپنے سہارے بٹھایا۔ آچل جھلے
عطر سگھایا منہ پر گلاب کے چھینٹے دیکر کچھ کچھ ہوش میں لائیں عرض کی۔
ذرا دل سنبھالئے۔ سو متر کی زبان سے پوری بات تو سن لیجئے۔
راجہ دسرتھ۔ بس اب سن چکا زیادہ سُنے کی ضرورت نہیں ہمارے میں توبہ
موت مر گیا۔ موت جلد آ۔ اب تکلیف کی برداشت نہیں۔
سری کوشلیا جی کو جو غم تھا اس کا ذکر کرنا فضول ہے وہ زار و قطار رو رہی
تھیں۔ راجہ دسرتھ کی حالت دیکھ کر انہوں نے سر زانوؤں پر رکھ لیا اور بولیں
ہمارا راج! طبیعت سنبھالئے جان گنوائے سے حاصل۔ ذرا سن تو لیجئے
سو متر جی کیا پیغام یا سند لیا لائے ہیں۔

راجہ دسرتھ۔ ہاے کوشلیا جی تمہارا ایسا صابر دل کہاں سے لاؤں میرا تو مرغ
روح پرواز کئے جاتا ہے۔ اُف کیسی تونے مار ڈالا۔ کہیں کا نہ رکھا۔
کوشلیا جی۔ کیسی جی اس وقت یہاں نہیں۔ آپ نکھیں کھولئے سو متر جی کی باتیں
سن لیجئے آپ میرے دل کو پتھر خیال کرتے ہیں کیا کہوں دم نہیں نکلتا ناگر قابو میں
ہوتا تو راجہ دسرتھ کے ہاتھ سے اپنی مٹی کا رتھ کرا لیتی یہ کہتے ہی ان کی آنکھوں آنسوؤں
کی جھڑی لگ گئی اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں۔ سائینوں کی چیخ سے رنواس کو بچھا
کیا رنواس اور کیا شہر ہر جگہ ایک قیامت سی برپا تھی جو تھارو درو کر جان دئے ورتا رہا۔

سرب ۵۸

راجہ دسرتھ کا راج چند رجب کے فراق میں اظہار افسوس
سومتر سے پریش حال سومتر کی بیخام سانی

جس وقت راجہ دسرتھ کے ہوش ذرا ٹھکانے ہوئے ہوئے :-
ارے سومتر کہاں ہو بڑھا پنے کی لاٹھی کیا کی - زندگی بھر کی کمائی کو کیا کر
آئے - سومتر سامنے ہی ہاتھ جوڑے کھڑا تھا - اُس نے کہا :-
ہمارا راج! خانہ زاد خدمت ہی میں حاضر ہے - بندگان عالی ذرا آنکھیں تو کھولیں
ہمارا راجہ دسرتھ سومتر کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے - روتے روتے پوئے
سوچ گئے تھے - اور بھی آنسوؤں کا تار بندھا تھا - ہاتھوں سے منہ پونچھتے ہوئے
پیارے سومتر اراج چند کو کیوں نہ ساتھ لائے ہاے وہ درخت کے گھاس چھوس
پر کیسے سوتے ہو گئے - پتھر کا تکیہ کیا کچھ تکلیف نہ دیتا ہو گا ساٹے فرش زرنکا پر سونے
ہندے زمین پر لیٹیں - آہ دل پر سانپ لوٹ رہا ہے روح لرزتی ہے کہ کبھی کوئی سانپ نہ
سو گئے جائے - آج آج ہی آنکھ کے تارے جنگل میں اکیلے پھر رہے ہیں - جن کی معمولی سواری
کے وقت بھی لشکر چار جلو میں رہتا تھا - جن کے غلاموں کے ساتھ سواروں کے دستے کے دستے
راکھتے تھے - سومتر بتاؤ تو رتھ سے اترنے پر میرے رام جانکی کیونکر چل پائے جب تھلا
ساتھ چھوڑا تو ہم لوگوں کے لئے بھی کچھ کہا :-

سومتر - کیا غرض کروں گیکھی بندھی ہوئی ہے کچھ کہا نہیں جاتا - لاکھ ہاتھ جوڑے
خوشامد کی - مگر ان کی جو دھن بندھی تھی وہی بندھی رہی - استقلال میں ذرا بھی
فرق نہ آیا - میری باتوں پر کان ہی نہ دئے - نہ انہیں کچھ تکلیف کی پرواہ ہے نہ آرام
کی خواہش - جھاریوں میں ننگے پاؤں چلے جا رہے ہیں - کھاتے چھبیں تو کیا جنگلی
جانور سامنے سے گزریں تو بلا سے - جلتے وقت بہت ہاتھ جوڑ لے مجھ سے فرمایا کہ
خیریت کہدینا پتا جی کی تشفی کرو یا کہ کسی قسم کی تکلیف نہیں - پتا جی - خود فہم ہیں انکو

سمجھانے کی کیا ضرورت۔ وہ دھرم کے معاملات سے خوب واقف ہیں۔ تمام رجز
ذہن نشین کر لینگے۔ اور ان کو میری جدائی کا مطلق غم نہ ہوگا۔

یہ فرما کر ماماؤں کو پیغام دیا کہ میری طرف سے قدمبوس ہونا اور کہنا کہ دھرم کا نیا
آپ سب کے ہاتھ ہے۔ ہتھوں سے کبھی غفلت نہ ہو جہاں ہتھ نہیں ہوتا وہ گھر گھر
بہتر ہے۔ پتی برتا استریوں کے لیے سبواہی چپ تپ ہے جو عورت خداوند کی خدمت آگاہی
اُس کو پریشور بھی نرک سے نہیں بچا سکتا۔ آپ بڑی ہیں آپ کو فہمائش کرنا سوچ کو خارج
دکھانا ہے۔ تاہم میں یہ خیال مضبوط کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کسی وقت تیا جی کی خدمت سے
نافل نہ ہوں آپ اسی شغل میں دل بہلائیے گی تو آپ کو میرا غم بھی نہ ٹھیکے گا اور تیا جی کی
طبیعت بھی ہلکی ہوگی اور آپ کے اس تپ برت دھرم کی بدولت آپ کے قدموں دور بن باسی
ہر طرح بیکار رہینگے۔ ماما کی لکشی کے حقوق سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ وہ
میری دھرم کی ماما ہیں۔ انہوں نے مجھے دھرم کا راستہ بتایا۔ ان کی طرف سے جو دل
میں میل رکھیں گا وہ گویا میرا دل دکھائیں گا۔ بھرت کو میری جگہ سمجھئے۔ ان پر وہی دست
شفقت رہے جو مجھ پر تھا۔ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو تو مجھے سمجھ کر مال جا کر گیم لوگ
کچھ بھی کیوں ہو جائیں پھر بھی آپ ہی کی گودیوں میں کھلائے ہیں۔ بیٹا بڑھا بھی ہو جا تو ماں
باپ کی نظر میں بچہ ہی مسلوں ہوتا ہے۔ بھرت کو سمجھا دیکھئے گا کہ خبردار ماما کی لکشی کی مرضی کے
خلاف تنکنا نہ ہلا میں۔ کچھ بڑا بھلا مانینگے تو مجھے صدمہ ہوگا۔ میں ماما کی لکشی کی بدینتی سے
صحرا نورد نہیں ہوا۔ میری سرفروشت ہی یوں کھتی قیمت ہے کہ کو کون مٹا سکتا تھا۔
سری راجندر جی نے بھرت جی سے بھی بہت اظہار محبت کیے ہیں کہنا ہے کہ بڑے
شوق سے تخت حکومت کی رونق بڑھائیں۔ رعیت پروری کو تمام فرائض سے
زیادہ ضروری سمجھیں۔ ماما کی لکشی کی رضا جوئی میں ذرا بھی فرق نہ ہو فی پائے میری
ماما کو شہیدا اور سمندر کو چرچہ رنج و ملال ہے اُس کے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں
جنہی وہ لیاقت ظاہر کرینگے۔ اسی قدر میں محزون ہو گیا۔ ہر کسی اُن کی رائیں میں
اس لئے اُن کی عزت میں میری اور بھرت کی عزت ہے۔ سبکی میں سبکی ہے۔
سری راجندر جی نے قیاسو بہا بہا کر میں سب کو خرد آفرین کیا ہے۔ میں نے
ہی نہ ہونا تھا کہ دل پر ذرا بھی شکن ہے۔ ان لکشمی جی کو بڑا غصہ تھا وہ کہتے تھے کہ

چھوڑے گاؤں سے ناپ کیا۔ راجہ دسرتھ ہمارے کون ہیں اگر کوئی ہوتے تو یوں کیٹی کے
فیل لانے سے ہم لوگوں کو کیوں نکال باہر کرتے۔ یا تو ذرا سی بات میں شیش جی سے
مشورہ وزیروں سے صلاح۔ یا وہ خود رائی کہ جو کیٹی نے پی پڑھادی وہی برہما کا کٹر
سمجھ بیٹھے۔ پرتاجی نے سری راجندر جی ایسے بہت صفت موصوف بیٹے کو جلاوطن کر کے
شاستری کی خلاف ورزی کی۔ جو شاستری کے خلاف ہٹ دھرمی کرے وہ باپ ہی کیوں نہ
ہو۔ اس سے ترک تعلق کرنا ہی دھرم ہے۔ ادھرمی باپ کا بیٹا کمانے سے یکنے بھی
یہی مناسب سمجھا کہ جس جنگل میں بڑے بھائی کی خدمتگاری سے زندگی سہل کر دی گئی
راجندر جی ہی کی خدمت کے لئے زندگی وقف کرونگا۔ راجہ دسرتھ راجندر جی کو جلاوطن
کر کے سمجھے ہی کیا میں راج تو سہی اُجودھیا اُڑ جائے۔ سری راجندر جی کے سوا اور کسی
کو راج کرنے کی فوج آئے تو نام نہ رکھوں +

ہمارا راج! لکشمی جی کی یہ باتیں ظاہر اڑھتی تھیں مگر نہیں سچ پوچھتے تو کچھ
انہوں نے کہا بہت ٹھیک کہا۔ آپ بڑا نہ مانیں اپنے پہلے کچھ نہیں نہ سوچا اور کیٹی جی
نشتہ محبت میں ایسے مدہوش ہوئے کہ عمر بھر کی نیک نامی میں بڑ لگا لیا۔ سری جاگتی جی
کچھ کہنا چاہتی تھیں مگر ان کے منہ سے بات نہ نکلی۔ صرف عارض گلوں پر بہتے ہوئے
آنسو خروے رہے تھے کہ ان کو آپ کی اور مائوں کی یاد تڑپا رہی ہے +

میں نے پراہارنگا کے پار بھی سنا تھا جاؤں مگر سری راجندر جی نے واپسی پر مجھ پر
کیا یہ خود کے دل سے مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔ ہاں کیا کہوں دل پر کیا فائق ہے لکشمی جی
تو آگے بڑھے۔ درمیان میں جاگتی جی سمجھے سمجھے سری راجندر جی پوچھ کر میری
ذمہ داری لیتی جاتی تھیں۔ اور چہرے پر آنسوؤں کے قطرے جھلسا رہے تھے +

کے

راجہ دسرتھ کا عالم غمش

سوتل پھر لا کر ہمارا راج سری راجندر جی کی جدائی کا غم ہم لوگوں کو کیا مسوس ہوا

میں جدھر سے گزرا اُدھر کے درخت خشک ہو گئے۔ ندیوں کا پانی پایاب ہو گیا تمام
پیردھوں کے چہرے اتر گئے تھے۔ بھوک پیاس جاتی رہی تھی۔ شیر شکار چھوڑ بیٹھے
پرندوں کو نفرت ہو گئی۔ ہر جگہ آپ ہی کی بدی سنائی دیتی تھی کسی کے منہ میں ہاتھ
نہ دیا جاتا تھا۔ واپسی کے وقت اہل اجودھیا نے مجھ تک صلو تیں سناٹیں عورتیں
کو سنے لگیں کہ کجخت تو سہی راجپندر کو کہاں چھوڑ کر اکیلا آیا۔ جو رنج مہارانی کو شلیا
اور آپ کو ہے اہل شہر کو رتی بھر اس سے کم نہیں۔ سب کا کلیجہ تڑپ رہا ہے۔
آفسوؤں کی جھڑی بند ہی نہیں ہوتی۔

راجہ دسرتھ۔ ہائے سو مٹر کی گئی ہے بڑی دغا دہی۔ افسوس میری ایسی عقل ماری گئی
کہ اس معاملے کی کسی کو خبر نہ کی۔ نہ کسی سے کچھ مشورہ کیا۔ اور آخر ماتھے پر کلنگ
لگا ہی لیا۔ اب تو میں رنج و غم کے اتھاہ سمندر میں ڈوب رہا ہوں کوئی بچاؤ کی
صورت نظر نہیں آتی۔ دیکھ لینا دم نکلے میں کچھ کسر نہیں کچھ لختک و تیا کی
ہوا کھانا اور بدھی ہے۔ سب لوگ دعا مانگو کہ جلدی سے روح نکل جائے۔
یہ لکھرانوں نے سینہ کوٹا کوٹ کر گریہ و زاری شروع کی تو ایسے ہیوش
ہوئے کہ نبضیں چھوٹ گئیں۔ چہرے پر مردنی چھا گئی۔ یہی معلوم ہوتے لگا کہ
بس آخری ہچکی کی کسر ہے۔ کو شلیا جی یہ حالت دیکھ کر سر پیٹنے لگیں۔ ان کو یہی
گمان تھا کہ بس شہاگ قسمت سے اتر گیا۔

سری کو شلیا جی کی بقیہ راجہ دسرتھ کی مشقی

کو شلیا جی سے راجہ دسرتھ کی حالت دیکھی نہ گئی۔ دور دورہ کر سوتے سے بولیں۔
ارے راجپندر کہاں ہیں مجھے بھی لے چلو۔ مجھ سے یہ غم کسے پہاڑ نہیں اٹھ سکتے
میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ راجپندر ساتھ لے جانے کو نہ راضی ہوں تب بھی اچھا نہیں
ایک نظر دیکھ کر وہیں کسی نہ کسی طرح جان نکال ڈالو گی۔
سو مٹر۔ مہارانی جی باپ سری راجپندر جی کی طرف سے بیفکر رہیں ان پر تکلیف

کا اثر کیا۔ سرسی کشن اور جاکئی کا خیال بھی فضول ہے اُن کو سرسی راجپوت راجی ساٹھ دھکے
 کہاں۔ رام اور جاکئی دو نہیں ایک جان دو قالب ہیں جو جاکئی میں وہی رام جو رام
 میں وہی جاکئی جس وقت پیدل چلے ہیں تو طبیعت بڑی خوش فہمی۔ درختوں کی بہا
 سبزہ زار کی کیفیت دیکھتے۔ ندیوں تیرتھوں کا ذکر کرتے ہوئے بڑے آہند میں تھے۔ آپ
 اس وقت ہمارا ج کی خدمت کو فرض سمجھیں دشمنوں کی حالت درست نہیں جس طرح
 راجپوت۔ جی دھرم کی راہ میں ثابت قدم ہو گئے۔ اسی طرح آپ بھی تپا برت دھرم کا نڈا
 فراویں۔ پیر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سرسی راجپوت راجی کو نہ تکلیف برسنہ پانی نہ
 زحمت صحرا انوری۔ اُن کا دھرم نگہبان ہے اور آپ کا اقبال محافظ +
 سو مرنے اسی طرح بہت دھارس دینا چاہی۔ مگر ماں کی ماتا کچھ اور ہی چیز
 ہے وہ لاکھ چاہتی تھیں کہ دل سنبھلے مگر طبیعت نہ سنبھلنا تھی نہ سنبھلی اُن کے
 آنسو آنچل تر کرتے ہی رہے +

سرس

سرسی کوشلیا جی کی راجہ دسر تھ سے شکایت

کوشلیا جی رورو کر راجہ دسر تھ سے بولیں کہ دنیا کا بھی عجیب ہی کارخانہ ہے
 اس کی انسو اسی کا کچھ ٹھکانا نہیں جس وقت راجپوت راجی میری گود میں ہوئے کوں
 تھا جو میری قسمت کو سراہتا تھا مگر آج یہی پلٹ گئی سب میری قسمت پر حرف
 رکھنے لگے۔ افسوس میری تقدیر بھوٹ گئی۔ جس سیتا کی آنکھ خوش آواز باجوں
 کی نغمہ سرائی سے کھلتی تھی وہ جنگل کی تکلیفیں کیسے برداشت کر سکیں گی۔ مجھے ڈر
 ہے کہ اُس کا نازک کلیجہ شیروں کی گرج۔ ہاتھیوں کی چنگھاڑ اور سیاروں کی
 کرخت آواز سے کہیں پھٹ نہ جائے۔ نرم نرم گد گد سے تنکے جنگل میں کہاں سے
 ہاتھ کے سوا اور کس کا سہارا ہوگا۔ ہائیں دکھینگی تو کیسے نیند آئیگی۔ بڑے میں نہ
 جانتی تھی کہ میرا کلیجہ ایسا پتھر کا ہے جو بیٹے کی جدائی سے بھی جاک نہیں ہوتا
 راجپوت دھرم شاہنشاہ کے پابند ہیں۔ جس سنگھ اس پر بھرت بیٹھینگے۔ اس پر پھر وہ

قدم کھیں مجال ہے۔ تیرا پیسہ ہی مارے ہوئے شکار کو کھاتا ہے۔ دوسرے کے جوٹھے
 شکار کی طرف نف بھی نہیں کرتا۔ اپنے دھرم کو طاق پر بڑھکر بھرت کو راجگدی دی مگر یہ
 خیال نہ کیا کہ کھیت کا پھل ہاتھی کو کھلانے سے پھل تو جیسا کہ تیسرا بنا رہا ہے۔
 مگر گوڑے کا نام و نشان نہیں رہتا۔ جراج اور دھرم سے ملے وہ بے مغز کا پھل ہے۔
 شراب میں جب نمک پڑ گیا تو وہ سرور کہاں۔ سر کے کی کھٹائی دانت کھٹے کرتی ہے۔
 اپنے اپنے راج کا یہی حال کر دیا مجھے تو یقین نہیں کہ جنگل سے لوٹ کر راجندر
 تخت حکومت قبول کریں گے۔ ایک طرف تو اپنے راج تلک کی تیاریاں کیں خوشی
 نے شادیاں بجاٹے۔ دوسری طرف اُن کو جلا وطن کر دیا یہ بات خود ہی سوچ لیجئے کسی
 نامناسب ہوئی۔ راجندر چاہتے تو دونا انٹ پلٹ کر دیتے۔ تینوں لوگ اُن کے ایک
 اشارے سے زیر و زبر ہو سکتے تھے۔ پھر کیکٹی میں کیا دم تھا کہ بھرت کے لئے تجویز سلطنت
 کرتی۔ مگر نہیں راجندر کو دھرم کے خلاف چلنا منظور نہیں۔ اُنہوں نے آپ کی صلاحی
 مقدم سمجھی اور چپ چاپ چلے گئے یہ نہ خیال کیجئے گا کہ وہ کسی کے خوف سے چل کھڑے
 ہوئے۔ اُن کی قدرت و طاقت سے کوئی بات باہر نہیں۔ لنگاہ قہر سے دیکھ لیں تو
 سمندر خشک ہو جائے۔ جس طرح مچھلی اپنے بچے کو خود نگل جاتی ہے۔ اُسی طرح آپ نے
 اپنے کلیجے کے ٹکڑے راجندر کو کھالیا مچھلی میں تو عقل نہیں ہوتی اُس پر الزام کیا
 مگر آپ نے عقلمند اور دھرماتما ہو کر یہ بد سلوکی کی۔ اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو گا عورت
 سرمایہ زندگی تین شخص ہیں۔ جب تک شادی نہیں ہوتی۔ تب تک والدین، شادی کے بعد
 خاوند اور فرزند۔ ماں باپ کی طرف سے تو مجھے جواب ہی ہے۔ بہت ہے آپ۔ مگر اب بڑھایا ہو گیا
 اس عمر میں آپ کیا اُمید کی جائے۔ صرف راجندر سے اس لگی تھی۔ اُنہیں آپ نے گھری
 سے نکال دیا۔ اب فرمائے میں کس اس پر جیوں۔ اگر یہ کہنے کو تم بھی راجندر کے ساتھ چلی
 جاؤ تو ایسا خیال شامستر کے خلاف ہے۔ بی بی برت دھرم کا نبیہ مجھ پر فرض ہے آپ نے
 قدم چھوڑ کر یہاں سے ہل نہیں سکتی۔ عورت کی خاطر تو وضع کچن میں ماں باپ کرتے
 ہیں۔ جوانی میں خاوند۔ بڑھاپے میں فرزند۔ اپنے راجندر کو بن باس کیا دیا مجھ کو حلال
 کر ڈالا۔ مجھی کو نہیں اور رانیوں کی گردن پر بھی چھری پھیری اور اہل اجودھیا کا بھی
 ظلم کا تین سو پچاس رانیوں کی ٹھنڈک ایک راجندر رہی سے تھی یہ سب کی سب

جیتے جی مر گئیں۔ فقط ایک کینیٹی راتی ہے جس کی زندگی ہوئی وہی اب جین کوئے گی۔
 راج یاٹ کے مزے اسی کی قسمت میں ہو گئے +
 اگر راجپندر میں کچھ بھی نقص ہو تا تو آپ ظلم کر سکتے تھے مگر نہ کوئی خطا نہ کوئی
 قصور اور اس پرچہ برس کی جلا وطنی۔ وہ تمصیت کے دن کاٹ لیا بیٹھے مرن ہم سب
 کی ہے یا اہل شہر کی۔ آپ کو بھرت کا راج مبارک کینیٹی کو رام کا اخراج +
 راجہ دسرتھ خاموشی سے کوشلیا کی تقریر سنتے رہے ان کے دل کی چوڑ پر
 اور بھی گری چوڑ پڑ رہی تھی۔ وہ سوچتے تھے کہ ہاے میری عقل کو کیا ہو گیا۔ سمجھ
 پر کیونکر سمجھ پڑ گئے۔ نہ جانے کوئی پاپ کیا تھا جس کا یہ پھل ملا جو کوشلیا رانی بھی
 سے حرف نہ نکالتی تھی وہ ادھر ہی کہے۔ اس بڑھکراپ کا پھل اور کیا ہو گا +

سرس

راجہ دسرتھ اور ہمارانی کوشلیا کی پرورد گمشکو

کوشلیا جی کی تقریر نے راجہ دسرتھ کو بہت سچین کیا۔ سوچنے لگے کہ میں نے کونسا
 پاپ کیا ہے جس سے یہ مصیبت نازل ہوئی وہ دل میں کہنے لگے کہ بھاری مصیبت
 کو استقلال سے جھیلنا چاہئے۔ جب دولت ملے تو سب سجد کر ملنا لازمی دل
 میں بہادری ہو تو میدان جنگ نہ چرانا فضول جب میں نے اصرار کیا تو کوشلیا
 جی کے کہنے کا بڑا ماننا کیا۔ جو وہ کہتی ہیں سچ کہتی ہیں۔ ان خیالات سے محول کر کسی قدر
 سمجھایا یہی تھا کہ پھر راجپندر جی کی یاد آئی۔ اس سوال پر بڑے سردا ہوئی دھڑکی چلنے
 لگی۔ اس وقت راجہ دسرتھ کی جان تین مصیبتوں میں گرفتار تھی۔ پاپ کا خیال الگ
 کوشلیا کے رنج کا افسوس جد راجپندر جی کی جدائی کا غم سب پرورد۔ انہوں نے
 کوشلیا کے سامنے ہاتھ جوڑے زمین کی طرف سر جھکا دیا اور بولے کہ

ہمارا ہی اقم تو ہمیشہ دشمنوں پر بھی ترس کھاتی تھیں مگر آج کیا ہے جو مجھ جان بلب
 پر بھی رحم کی نظر نہیں۔ خاوندانہ دھا ہو۔ کور بھی ہو۔ روگی ہو۔ بیوقوف ہو۔ جاہل مطلق ہو
 مگر ایسے پتی برتا استری پر میشور ہی سمجھتی ہے تم ایسی عقل مند اور پتی برتا ہو کر مجھ سخت

سست کہو تو تعبیت جس مصیبت میں میں نے تمہیں پھنسیا۔ اس مصیبت میں میں گرفتار نہ ہوتا۔ تب غیر موقع شکایت تھا۔ میری تو عقل جاتی رہی ہوش جا بڑے گئے پھر تمہاری اس وقت کی باتیں خود ہی سمجھ لو کہ کتنا شک و شبہ رہا۔ اس سے اگر معاف رکھو تو بڑا احسان ہو۔ جو تم سے جدا ہونے کو بیٹھا ہے۔ اس سے محبت نہ کرو تو مضائقہ نہیں ہندوئی کے خلاف باتیں تو نہ ہو۔

کوشلیا جی کو راجہ دسرتھ کی حالت پر سخت افسوس آیا۔ ان کے آنسو نکلنے لگے اور راجہ دسرتھ کے ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر رکھے۔ اور بے قرار ہو کر قدموں پر گر پڑیں۔ زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

یہاں ناچہ معاف کیجئے گا۔ بدحواسی میں کجخت زبان نہ جاننے کیا کیا باگٹی ہوش میں ہوتی تو کبھی گستاخی نہ ہوا تھی۔ آپ میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر کانٹوں میں ٹھیسے یا نرک، میرا دھکیلتے ہیں۔ آپ کا قدموں کی خاک میری آنکھوں کا سرمہ اور دانتوں کی مٹی ہے۔ مجھ سے بڑا قصور ہوا۔ میں آپ کی لونڈی ہوں۔ مقتضائے انصاف یہ ہے کہ آپ مجھے ایک لونڈی سمجھ کر گستاخی کی سازاویں۔ شاستر کا قول ہے کہ عورت کے سامنے ہاتھ جوڑنے سے شوہر اور عورت دونوں ایک میں پڑتے ہیں۔ یہ بڑے کا وہ غم نہیں جس سے مرد ہو یا عورت حاس ٹھیک رکھ سکے۔ ایسی حالت میں جو کچھ کہنا چاہی تو قابل معافی ہے۔ آپ اپنے ہی کو دیکھئے کیسے ذہن پر مسکروں میں جان نہا کے اگلے پڑے مگر آپ کے حوصلے نہ پست ہونا تھے نہ ہوئے۔ مگر راجہ دسرتھ کی جہاں میں دیکھ لیجئے کیا حال ہے جبکہ آپ ہی دل کو سنبھال نہیں سکتے تو میں عورت ذات کو بے غم کا پہاڑ اٹھاتے وقت نہ کر اہوں۔ میں نے جو کچھ کہا وہ دل کی کراہت تھی۔ آپ ایسے بے ادبی نہ تصور فرمادیں۔

راجہ دسرتھ اور مہائی کوشلیا کو پانچ راتیں اور چھ دن تڑپتے ہوئے گزرے تھے ایک لمحہ بھر بھی انکا ہچکلی ہونو قسم کے برابر۔ اب رات آئی کوشلیا جی کی عاجزی و معذرت خواہی سے راجہ دسرتھ کو کچھ کچھ تشفی ہوئی اور راجہ دسرتھ جی کے قصور میں سو گئے کوشلیا جی گھونٹی ہوئی بیٹھی رہیں۔ نیند کا کو سواہا پتہ نہ تھا۔ یہ رات وہی رات تھی جس کی بہار پہلی ہی رات تھی۔ راجہ دسرتھ جی نے جو چیز کو گھٹیا پرانی تھی۔ رات کیا تھی پہاڑ تھی۔ کوشلیا جی اور دسرتھ جی کے کان نہ کئی۔ بڑی مشکلوں سے

سورے کا منہ دیکھنا نصیب ہوا +

سرگ ۴۳

راجہ دسترگھ کے چور و خیالات - ایام جوانی کی
سرگزشت تیر اندازی - سرون کی افسونا کی موت

راجہ دسترگھ کی آنکھ تو لگی مگر آنکھوں میں شینہ کا قیام کہاں - راجچندر جی کے
تصور نے چونکا دیا - صحرا فردان بادیہ غربت کی یاد میں دل تڑپ گیا ہلکا ہلکا
کر رونے لگے - اسی حالت میں تڑپ تڑپ کر ادھی رات کر دی - جب روتے روتے
جی بھر گیا تو کوشلیا جی سے بولے :-

مہارانی! نادانی کچھ بچپن اور دودھ پٹے بچے ہی پر منحصر نہیں بڑھا بھی ہے
سوچے سمجھے کام کرے تو نا سمجھ بچے سے بدتر ہے - ام سے بڑھ کر کون درخت عمدہ
ہوتا ہے اُس کے پھول تو خوبصورت نہیں ہوتے مگر پھل ایسے لذیذ ہوتے ہیں کہ دنیا
کے سب ذائقے بیچ - اسی کے خلاف پلاس کے پھول دیکھنے میں تو سرخ سرخ خوشنما
مداوم ہوتا ہے - مگر نہ پھول میں خوشبو نہ پھل میں مزہ - میں نے تمہاری خاطر دشت
میں بے پروا ہی سے کام لیا - گویا ام کا درخت تو کاٹ کے پھینک دیا - راجچندر ایسے
خوش ذائقہ پھل کی قدر نہ کی - اور کیکٹی کو دل دیکر پلاس کے بد بو دار پھول کو
سوگھنا منظور کیا - اس بیوقوفی پر میں خود آٹھ آٹھ آنسو روتا ہوں - افسوس میں نے
شبہ بھید منتر ناحق سیکھا - اسی منتر نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا - اسی کی بدولت آج یہ
دن دیکھنا نصیب ہوا - چھوٹے بچے کو بس طرح امت اور زہر کی تمیز نہیں ہوتی - سانپ
کو بھی وہ کھلونا سمجھا کر پکڑ لیتے ہیں اور سانپ انہیں دس لیتا ہے - کیکٹی کی الفت
میں اسی طرح بیوقوفی سے میں نے کام لیا جس کا نتیجہ اس وقت بھگت رہا ہوں
کیکٹی نے ناگن بن کر مجھ دس لیا - بدن میں زہر چھٹکا - رہا ہے میری زندگی کی
ابا آس فضول ہے - بے پای کس وقت جان کا گاہک ہوا +

کوشلیا جی۔ کیسا پاپ اور شبہ بھیدی منتر کی تاثیر کو راجندر کے بن باس سے کیا تھی؟
 راجہ دھرم پتہ۔ پائے کیا کہوں ایک روز شام کے وقت شکار کو نکلا سوچا کہ یہ جانور ان صحرائی
 کے پانی پیئے گا وقت ہے۔ اس سے بڑھکر شکار کا دوسرا موقع نہیں۔ چنانچہ گھوڑا دوڑاتا
 ہوا سرخ کے کنارے جا پہنچا۔ یہ زمانہ کچھ دور تھا۔ خاص شہادت نفسانی غالب تھیں۔
 غور زوروں پر تھا۔ جس وقت میں پہنچا تو رستہ کوئی ایسی آواز سنائی دی جس سے
 میں سمجھا کہ ٹھٹھی پانی پی رہا ہے فوراً ہی چلکی سے تیر نکلا اور نشانے پر جم بیٹھا۔
 پلک مارنے کی دیر ہوئی تھی کہ آواز کانوں میں آئی ۔

ٹائے کس بیرحم نے رات کے وقت بیگناہ اور ناکردہ خطا پر تیر چلایا۔ میں نے
 کسی کا کچھ بگاڑا بھی نہ تھا۔ افسوس ماں باپ کی خدمت گزار کی کا اٹنا پھل۔ او
 بیدار میں نے تو کبھی گرے پڑے پھلوں کے سوا کسی درخت کا کوئی پھل بھی
 کبھی نہیں چھوا۔ او بیرحم جس کی جٹائیں بھی بارہو۔ اُس پر تیر جانستان کا وار
 اگر کسی چور اچکے ڈاکو نے تیر مارا ہے تو کس واسطے۔ یہاں گوشت پوست کے سوا
 اور دھرا ہی کیا تھا۔ ٹائے مفت جان گئی۔ زندگی کا کچھ غم نہیں۔ افسوس ہے
 تو یہ کہ کس نے ایک بیگناہ کی جان لے لی جس کے اندھے ماں باپ ایک
 بوند پانی کو ترس رہے ہونگے۔ اُن بیکسوں کا دنیا میں کون ہے ۔
 آہ میری وجہ سے اُن غریب ایاہوں کی جان مفت جاٹگی ۔

یہ آواز سننے ہی میں دھک سے گر گیا۔ ٹھٹھا پاؤں تھر تھراٹھے۔ تیر وکمان چھٹ
 کر گر پڑے۔ بدن پر پپی چڑھ گئی۔ خود دوڑا ہوا گیا۔ دیکھا کہ ایک تپسوی مرغ بہل
 کی طرح تڑپ رہا ہے اور خون کا غوارہ جاری۔ میرے پیچھے ہی اُس نے مجھے آنکھیں
 پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اُس کی نظر سے مجھے چنگاڑیاں اڑتی معلوم ہوتی تھیں اور خوف
 ہوتا تھا کہ میں بدن نہ جل جاؤں۔ اس جاں بلب و زخم رسیدہ تپسوی کی زبان بند
 ہو چکی تھی منہ سے آواز نہ نکلتی تھی بہر حال اُس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا کہ
 آپ راجہ سہی۔ ملک آپ کا۔ راج آپ کا۔ مگر یہ تو فرمائے کہ بے خطا ایک غریب
 کی جان کیوں لے لی۔ میں تو آپ کی عمارت کے ایک پھل چھوٹنے کا بھی روادار نہیں
 صرف اندھے ماں باپ کی زبان میں کانٹے پڑنے سے پانی لینے کے لئے یہاں چلا آیا۔ اسی

خطہ آپ مجھے نشانہ تیر بنایا۔ اور داندھوں کی زندگی حرام کی۔ میں تو بالکل بیخفا
 تھا۔ گھر نگار پر بھی راجوں کو ایسی بغت لازم نہیں میں نے اپنے بڑھے اور اندھے
 ماں باپ کو کاندھے پر لا کر پایادہ تیر تھرتھرت کر آتا تھا۔ افسوس میری ساری محنت
 اکارتھ ہوئی۔ اور ماں باپ سروں کا نام رٹ رٹ کر جان دیدیتے۔ ابھی تھان کو
 اس ہونگی کہ سروں پانی لئے آتا ہے۔ مگر کچھ انتظار کی بھی حد۔ مایوسی کی حالت
 میں نہ جانے کیا حال ہوگا۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ اس پلٹہ ٹڈی پر سیدھے چلے
 جائیں اور اُن سے سارا حال کھراں کی تشفی کریں مجھے ڈر ہے کہ دیر ہونے پر
 کوئی بددعا دے بیٹھیں۔ جس کا خمیازہ آپ کو کھینچنا پڑے۔ ہمارا کچھ کھجور
 تکلیف ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جان سے کام پڑا ہے۔ اسلئے ذرا تکلیف کر کے سر
 بان کھینچ لیجئے کہ دل کی تڑپ مٹ جائے اور جان نکلتے وقت تکلیف نہ ہو۔
 میرے کلیجے میں اس تقریر نے ہزاروں چھریاں بھونک دیں۔ لاکھوں نشتر
 دل میں کاٹ کر گئے۔ میں تڑپ گیا۔ ایک تو نا کرد گناہ پر تیر اندازی دوسرے اس
 کے ماں باپ کی یکسی تیسرے اُس کی تکلیف۔ چوتھے برہم ہتیا کا اندیشہ۔ ان
 سب باتوں نے میرے جو اس منتشر کردئے میں کچھ بول نہ سکا۔ بہت بتا کھڑا رہا
 میرے صورت اور قیافے سے سروں تار گیا کہ کیا ترو ہے چنانچہ وہ خود بولا کہ
 ہمارا ج! آپ کی خطا نہیں تقدیر کی خطا ہے۔ آپ برہم ہتیا کا خوف دل سے
 نکال ڈالئے۔ نہ میں برہمن ہوں نہ چھتری نہ ویش۔ میری مال شودر ہے اور
 باپ ویش۔ میں اندیشہ فضول۔ اب میرے ہونٹوں پر دم آ رہا ہے تیر زخم سے نکلا
 اور ماں باپ کو ڈھارس دیکھئے۔

میں نے معافی مانگی اور قدم چھوئے تیر نکالا۔ ادھر تیر کی نوک باہر نکلی اور
 اُس نے میری طرف ایک حسرت بھری نظر سے دیکھا اور دم توڑ دیا۔

سک

راجہ دسرتھ کی سروں کے ماں باپ سے گزارش

اُن کا رنج و غم۔ راجہ دسرتھ کو بددعا۔ پھر راجہ
دسرتھ کا کوشلیا سے اظہار غم۔ دُنیا سے رخصت

راجہ دسرتھ نے فرمایا کہ تپشوی نے توجہ لاجپوٹ کر اپنی مصیبتوں کا خاکہ کر دیا اب
مجھ کو بڑی فکر ہوئی کہ کیا کروں۔ سوچتے سوچتے یہ دھیان میں آیا کہ غریب بکس اندھوں
کو پانی تو پلا دو۔ چنانچہ میں نے پانی کا گھڑا اٹھایا اور سیدھا وہیں پہنچا جہاں وہ نے
دست دیا اپنے نور نظر کے انتظار میں بقرار ہو رہے تھے۔ ایک تو سیرانہ سالی۔ دوسرے
حد درجہ کا ضعف۔ تیسرے پیاس کا چٹکا۔ چوتھے نخت جگر کا انتظار۔ ان کی حالت
دیکھی تو بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ میں جب قریب پہنچا وہ غریب سمجھے کہ اُن کے
کلمے کا ٹکڑا آگیا۔ دعا میں دے کر بولے کہ

عمر دراز۔ یاد ت خیر۔ آج تو تم نے خوب انتظار دکھایا۔ یہاں حلق میں کانٹے
پڑ گئے۔ راہ دیکھتے دیکھتے اندھی آنکھیں تھک گئیں۔ لاڈ جلدی پانی حلق سوکھا
جاتا ہے۔ ارے سرون آج منہ سے بولتا بھی نہیں تجھے کیا ہو گیا ہے وہاں
سروں کہاں آخر دل کڑا کر کے میں نے کہا کہ مہاراج میں سرون نہیں ہوں
دسرتھ ہوں۔ چھتری خاندان میں جنم ہوا ہے۔ اس وقت میں جس مصیبت میں
پھنسا ہوں۔ ایشور دشمن کو بھی اس مصیبت سے سابقہ نہ ڈالے۔ آپ کو بھی
آج جو مصیبت کا سامنا ہے۔ وہ آپ کو خواب و خیال میں بھی نہ ہو گا۔ یہ کہہ کر میں نے
اپنی تیر اندازی اُس کی موت کی کیفیت گوش گزار کی اور یہ بھی کہہ دیا کہ سرون ہی کی
ہدایت سے حاضر ہوا ہوں۔ مجھ سے نادانستہ خطا ہوئی ہے آپ معاف کریں میں
سروں کی خدمت اپنے ذمہ لوں گا۔ آپ کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے تیرتھ جاتا کر اؤں گا
اور ہر وقت خدمت گزار رہی کو سعادت سمجھوں گا۔

بیٹے کی موت شکر ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے اُسے کون نہیں جان
سکتا۔ دو نو اندھوں کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ جب رونے سے فرصت ملی
تو بولے کہ

تم نے نادانستہ ہمارے بیٹے کو قتل کیا۔ اگر دانستہ ہوتا تو ماتھے پر ہزاروں

سورج ہو جاتے غنیمت یہ ہے کہ تم نے کوئی جھوٹ بات نہ بنائی۔ سب کچھ سارا سچ
 سچ کہہ دیا۔ جو چھتری ہوا ہے جھوٹ نہ بولنا چاہئے۔ جہاں چھتری جھوٹ بولا نہ کر
 میں گیا اب بس تم یہ کام کرو کہ سرون کے پاس لے چلو۔ آنکھیں اندھی ہیں تو کیا ہو۔
 یہ تو دیکھ لینے کہ غریب کہاں ماں باپ کے کلیجے سے جدا پڑا ہے۔ میں نے دو نو کو
 کا ندھے پر اٹھا لیا اور وہاں لے گیا۔ جہاں اُن کے تخت جگر کی لاش زمین پر پڑی
 ہوئی تھی دو نو اندھے ماں باپ اس قدر چیخ چیخ کر روئے کہ کلیجے پھٹتا تھا۔ وہ
 کہتے تھے کہ بیٹا اٹھو کلیجے کو سکھ دو۔ تم اکیلے کہاں چلے۔ باپ ماں اندھے ہیں
 ان پر قسموں کو کس کے اثر سے چھوڑے جاتے ہو۔ اب ہمیں کون نکالے گا۔ کس
 کے بھروسے پر ہماری زندگی ہوگی۔ تیر تھہ جاتا کون کر اُسکا ہم تو اب ایک ایک
 بوند پانی کو ترس ترس کر مر جائینگے۔ جبراج ہمارے کہنے کو کبھی نہیں ٹال سکتے۔
 ہماری تنہائی کے علاوہ ماں باپ کی خدمت سے وہ سرمایہ سعادت حاصل کیا
 ہے جس کی برکت ہمیں بھی تمہارے پاس پہنچا دیگی۔ جبراج کو عذر ہو گا تو ہم آپس
 بھی قائل و معقول کر دیں گے۔ اتنا لکڑا اُنہوں نے بیٹے کی لاش کو ملنا بخلی دینے
 کا انتظام کیا۔ اتنے ہی میں بہانہ آگیا اور سرون کو وہاں سے لے چلا۔ سرون
 مردہ تھا۔ لاش بے جان تھی مگر بول اُٹھی کہ
 ماں باپ کے بغیر نہ جاؤں گا۔ وہاں یہ نہ ہونگے تو کس کی خدمت سے
 دلچسپی ہوگی +

سرون نے یہ کہا ہی تھا کہ بہانہ کہیں کا کہیں پہنچ گیا۔ اس وقت اُس
 ماں باپ کو سخت رنج ہوا۔ اسی عالم مایوسی میں اُنہوں نے بد دعا دی کہ
 راجہ دوسرے جس طرح تم نے ہمیں بیٹے کا رنج دیا ہے۔ اُسی طرح تم کو بھی
 المیہ اور بیٹے کا رنج دے گا +

اتنے کہتے ہی دو نو کا مرغِ روح پرواز کر گیا اور میں اپنی غلطی پر نام ہوتا ہوا
 گھر آیا۔ اے مہاراجی کو شلیا راجندر کی جدائی بے بنیاد نہ تھی۔ سرون کے اندھے
 ماں باپ کا سب اس وقت اثر پذیر ہوا یقیناً جاؤں گے میں بھی سرون کے ماں باپ
 کی طرح گھڑی دو گھڑی میں زمین پر سویا ہوا ہوں گا۔ مجھے اس وقت کچھ نہیں

سوچتا۔ آنکھیں پتھر ہی ہیں۔ تم راجندر کی ماں ہو ذرا مانتے ہو۔ ہاتھ رکھ دو کہ پاپ کٹ جائیں میں بڑا بد نصیب ہوں۔ افسوس کہ راجندر کی صورت دیکھنا قسمت سے اتر گئی۔ راجندر ایسے دھرم اتما بیٹے کو بے قصور جلا وطن کرتے کا وہ پاپ ہے جو میری جان لئے بغیر نہ رہ سکا۔ پیاری عمارانی جمدوت سر پر سوار ہیں۔ حکم ہے کہ اٹھو چلو۔ ہاے راجندر جی اس وقت آنکھوں کے سامنے نہیں بھلا ایک نظر صورت تو دیکھ لینے کے لئے مل جاتی۔ اچھی عمارانی تم سے بہتر اسے اور رائیوں سے رخصت۔ سب کا کما سنا معاف۔

یہ لکھ راجہ دسرگھ نے ایک جیج ماری اور بے طاقتی کی حالت میں اس طرح سروے مارا کہ جسم سے روح نکل گئی۔ ہاتھ پاؤں مٹی کا ایک ڈھیر ہو گئے۔

سرگ ۶۵

راجہ دسرگھ کی وفات۔ رائیوں کی گریہ زاری

راجہ دسرگھ کا پیمانہ عمر چھلک چکا۔ وہ اب دنیا سے اٹھ گئے مگر کوشلیا جی کو یہی مغالطہ ہے کہ وہ حالتِ ششی میں ہیں۔ پھر حسب معمول ہوش میں آجائینگے اسی عرصے میں آفتاب نمودار ہونے کا وقت آیا۔ گوشہ مشرق میں سفید صبح کے ساتھ ہی سرخی شفق نے خون آلودہ آنسوؤں کا رنگ دکھایا۔ بھاٹ اور بیہ خواں حسب معمول خوشی کے راگ اور دھرم کے ہنتر سُر ملی آواز سے گانے لگے غسل کئے سونے کے کلسوں میں پانی مہیا ہو گیا اور جو چیزیں ضروریاتِ دوزخہ کی تھیں سب موجود ہو گئیں اور اسے سلطنت و اہل شہر و دشمنوں کے لئے جمع ہو گئے۔ رائیاں سمجھتی تھیں کہ راجہ دسرگھ کی آنکھ لگ گئی ہے۔ انہوں نے جگانے کی فکر کی مگر دیکھا تو چہرے پر مردنی چھائی ہوئی ہے۔ سانس کا کہیں پتہ نہیں۔ سر زبان سے چیخ نکلی گئی۔ سب اپنا اپنا سر دھتے لگیں۔ کوشلیا دسمترا کا بہت بُرا حال تھا۔ وہ تو بچھاڑیں کھاتی چیخ چیخ کر روتی تھیں۔ بیکٹی بھی اس سوگ میں شامل ہوئی۔ دوسری رائیاں چھپلی کی طرح تڑپتی تھیں۔ تمام رفو اس میں کمرام بچا ہوا تھا۔

سرگ ۶۶

راجہ دسرتھ کے ماتم میں مہارانی کوشلیا اور سمتر اور غیرہ کی فوجہ زنی

راجہ دسرتھ کا سر مہارانی کوشلیا کے زانو پر ہے وہ چہرہ دیکھتی اور سر پیٹ
 پیٹ کر روتی جاتی ہیں دل میں آگ لگ رہی ہے۔ زبان پر اے وادیا کے ساتھ ادا
 آرہی ہے کہ آہ! کیسی نے ذرے سے راج کے لالچ میں اپنا دھم خاک میں ملا دیا۔
 مہاراج کی جان مفت میں لی ہم سب کی زندگی برباد کی۔ اچھا خنہ سے راج
 کریں خوب چین سے رہیں اب تو کوئی آنکس بھی نہیں رام لکشمی پہلے ہی اجودھیا
 چھوڑ گئے۔ پران ناتھ راجہ دسرتھ کا بھی دباؤ اٹھ گیا۔ جو چاہے سیاہ و سفید کریں
 اختیار ہے۔ اے آج دکھو نہیں پر پیار ٹوٹ پڑا۔ اجودھیا میں جھارو پھٹتی سار
 گھر کا صفایا ہو گیا۔ میں تو اسی وقت پران نکال کے رہو گی۔ میری زندگی کا اب لطف ہی
 کیا نہ راجندر مہاراج۔ بس اب سب مجھے سنسی خوشی رخصت کر دیں۔ مجھے دنیا سے
 کچھ واسطہ نہیں۔ آہ۔ جس وقت راجندر کو خبر ہوئی اُن کے دل پر نہ جانے کیا گزرے
 جان دیدیں تو تعجب نہیں۔ جاکلی جی سے یہ دکھ کیسے برداشت ہو گا جس وقت
 میری مصیبتوں کا خیال کریں گی تو دم توڑنے میں شک نہیں۔ لکشمی جی کو جب اپنے
 پتا جی کی جدائی اور سمتر اٹا کے رنج و غم کا خیال ہو گا تو اے نہ جانے وہ کیا اگر کریں
 جاکلی جی نے جان دیدی تو سمجھ لو کہ جنگپور اجودھیا سے بدتر ہو گیا۔ راجہ جنگ
 بڑھاپے میں اس صدمے کو برداشت نہ کر سکیں گے۔ اُن کی جان چاہے میرے کی
 نذر ہو چاہے تلوار کی۔ بہر حال میں دیکھتی ہوں کہ دنیا الٹ پلٹ ہوئے بغیر نہیں
 رہتی۔ دکھو بیش کا خاتمہ خیر ہے۔ میں تو زندگی کو تلافی دے چکی۔ اب تو زندگی کی
 ضرورت ہی کیا۔ جس کا جنم بھر ساتھ رہا۔ اسی کے ساتھ کیوں نہ جل جاؤں ؟
 اسی طرح روتی بیٹتی ہوئی مہارانی کوشلیا مہاراجہ دسرتھ کی نعش سے

چمٹنے لگیں۔ اور رانیوں نے دور کر بیکر ظلیا۔ اور سب روتی ہوئی پیٹ گئیں وزیروں نے سوچا کہ ادھر تو کوشلیا سستی ہونے کو تیار ہیں۔ ادھر کوئی کریا کرم کرنے والا نہیں اس لئے سب نے تجویز کی کہ لاش اُس وقت تک محفوظ رہے۔ جب تک راجہ مارا گیا میں سے کوئی آنے جائے۔

سب رانیاں روتی پیتتی رہ گئیں۔ کوشلیا جی سے بھی جان نکالی نہ گئی ضرور نے بششٹ جی کے حکم سے لاش کو حفاظت سے رکھا۔ سب رانیوں سے زیادہ کوشلیا و ستمرا ہی زیادہ بیتاب تھیں۔ ان دونوں کے مین تھے۔ آہ! ہمارا جہنم دشمن تو پہلے ہی سے جدا ہو گئے۔ ہمارے آپ نے بھی ساتھ مجھوڑ ہمارے قسمتیں کٹی گئے ہاتھ میں سوئیں جس نے آپ کی جان لینے میں اُف نہ کی جسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بن باس دیتے ہوئے ذرا ترس نہ آیا۔ وہ ہم لوگوں کے ساتھ جو کچھ بدسلوکی کرے کم ہے۔ افسوس ہم لوگوں کی مٹی خراب ہو گئی۔ زندگی کا سب لطف بٹھی ہو گیا۔ اجودھیا میں خاک اڑنے لگی۔ ہر جگہ اُٹو بولنے لگا۔ جہاں دیکھو کتے لوٹ رہے ہیں۔ یہی بات اجودھیا ویران ہو گئی۔ رکھو بنس اُجڑ گیا۔

سرکار کا

مارکنڈے وغیرہ رشیوں کی آدبششٹ جی

سے انتظام سلطنت کی تحریک

رانیاں سالوں اور ساری رات روتی پیتتی رہیں۔ دوسرے روز مارکنڈے۔ بابوڑ کاتیاہن۔ جابالی اور تیرے رشی وغیرہ رونق افروز ہوئے اور بششٹ جی سے کہا کہ جوشد فی تھا وہ تو ہو چکا۔ ایشور کی مرضی میں کسی کا داخل کیا۔ ہر اچھا بلوان راجہ و سرگھ قیصل ہے۔ اب اس وقت اجودھیا سُونی ہے۔ راجہ چندرجی اور کشمن بن میں ہیں ان کا لوٹنا معام۔ بھرت اور سترہن ناہال ہیں۔ کوئی گھر پر نہیں۔ پھر راج کا انتظام کیونکر ہو۔ فرزندوں کی سلطنت بے خاوند کی عورت پر تخت خالی رہنا بالکل ٹھیک نہیں جس وقت کہ

کوئی راج سنگھاسن کی رونق نہ بڑھائیگا۔ ادھم کی زیادتی ہوگی۔ بیٹے باپ سے منحرف رہینگے۔ عورتیں خاوندوں سے کرشمہ برنگی۔ بدعاش پرائی عورتوں پر دست اندازی کرینگے۔ جھوٹ کی گرم بازاری ہوگی۔ ویدہستے میں بندھے پڑے رہینگے۔ شاستروں کو کھیلوں سے سابقہ ہوگا۔ نہ باغوں کی رونق رہیگی نہ مندروں میں چل پل۔ شہدوں لچوں کا عروج ہو۔ شریف پگڑی بجائے پھینگے۔ نہ علم کا چھوٹا گانا نہ ہنر کی قدر۔ تجارت مٹ جائیگی۔ پوپا سب نماک میں مل جائینگے۔ چوروں کی بن آئیگی ڈاکوؤں سے پونہ بچانا مشکل ہوگی۔ جب دوست نہ رہیگی تو دان پنا کہاں۔ مفلس پیٹ جھینگے۔ ایشور کی یاد کون کریگا۔ جس طرح ہاتھی کے لئے ٹیکس۔ اونٹ کے لئے کیل۔ گھوڑے کے لئے کوڑا۔ لڑکوں کے لئے فوجی استاد ضرور ہے۔ اسی طرح ملک کے لئے راجہ کا ہونا لازمی ہے۔ عورت بغیر سنگار اور زیور و لباس کے جس طرح کچھ نہیں۔ اسی طرح بغیر تاجدار کے سنسنت کی رونق نہیں ہوتی۔ راجہ ہو تو وطن دولت ہو۔ فوج ہو۔ سامان شان و شوکت ہو۔ رعیت پرورد ہو جس نے ظالم کا راجہ نہیں وہ اُن گائیوں کی طرح تکلیف اٹھاتی ہے جس کا چوہا مار نہ ہو۔ راجہ راج کی آنکھ ہوتا ہے بے راجہ کا راج اندھے آدمی کے بڑبڑ ہے۔ اندر کو بیرون راج برن ایک پھل سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ مگر راجہ سے سینکڑوں طرح کے فائدے ہوتے ہیں۔ بس اب راجہ دسرتھ کا غم دائم چھوڑ کر اجودھیا کی رونق و آبادی کا سامان بن جائے۔ یا تو بھرت دسرتھ کو بلا کر تخت حکومت پر بٹھائے یا کسی برہمن چیتری کو۔

سک ۶۸

بھرت جی کی نانہال سے طلبی کا انتظام

پیغمبروں کی روانگی ۴

رشیوں کی تقریر سنکر شیش جی سمجھے کہ واقعی راج کا خالی پڑا ہندا دست نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارا راجہ دسرتھ بھرت جی کو راج دے چکے۔ اُن کے ہوتے دو سرے کا

استحقاق کیا۔ پس اُن کو بلوانا ہوں وہ دو اچھواروں میں یہاں پہنچ جائیگے۔ میرے تجویز پسند کی۔ پیغامبر روانہ ہوئے۔ اُن کو قہما قہش کی گئی کہ فقط جلد السنہ کی گردش کریں۔ راجہ دوسرے کی وفات اور راجپوت راجی کی صحراغوردی کا ذکر کسی زبان پر نہ آنے پائے۔ بھرت جی پر دس میں تھے جس وقت وہ ان حوادث و واقعات جانشین کو سنئے اُسی وقت سرسپاک چپک کر مر جاتے اس جوش غم کو روکنے کے لیے ششست جی نے پیغامبروں کو دروغ مصناحت آمیز کی ہدایت کی۔ شاستروں کی بھی ہدایت یہی ہے کہ اگر جھوٹ بولنے سے کسی کی جان بچ جائے تو جھوٹ والے کو پاپ کے عوض ثواب ہوتا ہے۔

ایک گائے جنگل میں چر رہی تھی۔ قصائی اُس کے پیچھے پیچھے بڑا۔ گلے بھاگی اور ایک رشی کے آشرم کی طرف سے گزری۔ قصائی نے رشی سے پوچھا کہ گلے کدھو گئی۔ رشی بولا۔ رشی نے جواب دیا کہ ہاں بھاگتے تو ضرور دیکھا مگر یہ نہیں جانتا کہ کدھوئی دیکھو شاید کچھم کی طرف نہ گئی ہو۔ رشی بالکل جھوٹ بولے تھے گائے اتر کی طرف بھاگی تھی۔ مگر گلے کی جان بچانے کے ثواب کا بدلہ جھوٹ ہزار درجہ بھاری تھا۔ اس لئے ان پر کوئی دھبہ نہ لگا۔ اسی طرح ششست جی نے بھی بھرت کی حفاظت زندگی کے خیال سے پیغامبروں کو نصیحت کی کہ رنج و ماتم کا کچھ اظہار نہ ہو صرف طلبی کے پیغام سے مدعا برداری کی جائے۔ ششست جی نے بہت کچھ تحفہ تحائف دیکر پیغامبروں کو روانہ کیا۔ وہ روانہ ہوئے اور اپر تال دیش واقع مغرب۔ مالتی ندی۔ کورو جانگل دیش اوکاندی۔ سرکنڈا۔ کارکنڈا۔ میتو۔ چاپن۔ کلنگ دیش۔ انکومتی۔ بالہیک دیش۔ ماروار دیش۔ سداماں پرست عرف گونا پرست سے گزر کر سترنج ندی (ستلج) کے پار ہوتے ہوئے ساتویں دن شام کو راجہ کیلے کی دارالسلطنت یعنی گربرج پور میں پہنچے۔ تھکے ماندے تھے۔ رات ایک مسافر خانے میں راجہ کی علی السباح بھرت جی کے قدموں پر بیٹھے۔

سر ۶۹

بھرت جی کے خواب پریشان تعبیر خواب سے اضطرابی

جس شب کو پینا بریکے پور میں پہنچے۔ بھرت جی نے ایسے ایسے خواب پریشان

دیکھ کر طبیعت سخت متفکر و متردد ہوئی۔ جس وقت صبح کو اٹھے منہ بالکل اتر اٹھا تھا چہرے پر ہوا میاں چھوٹ رہی تھیں۔ سبھا میں آئے تو لوگوں نے پریشانی کا سبب پوچھا اور اسی کی وجہ دریافت کی۔ بھرت جی بولے:-

کیا کہوں۔ کل رات کو عجیب خواب دیکھے۔ خواب کیا تھے دل کے نئے نشتر نکلے دیکھا کیا ہوں کہ پتا جی کے جسم پر گوبر ملا ہوا ہے۔ پوشاک بالکل غلیظ اسی حالت میں وہ ایک پہاڑ سے گر پڑے اور گوبر اور پانی میں غوطے کھانے لگے۔ درادیر میں معلوم ہوا کہ وہ وہاں سے نکل تو گئے مگر دوسری مصیبت سے سامنا ہوا۔ آگے چلے تو تیل کے گڑھے میں غوطہ کھایا۔ ذرا سی دیر میں دوسری کیفیت نظر آئی معلوم ہوا کہ پتا جی کی سواری کے ہاتھی کا دانت اکھر گیا۔ زمین و آسمان پر اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ سات روز سے ہون کی آگ گل پڑی ہے۔ زمین بھی شوق دکھائی دی۔ درخت بھی خشک نظر آئے۔ ایک خواب یہ بھی دیکھا کہ عورتیں پتا جی کے بال کیر پکڑ کر ٹھسیٹ رہی ہیں اور پتا جی گدھے پر سوار ہیں۔ گدھے کا رخ جنوب کی طرف ہے۔ کچھ استریوں کا لباس تو سرخ ہے اور سب کا نیلگوں۔ یہ خواب نہایت ہی خراب ہے اس کی تعبیر باتو پتا جی یا سری راجندر جی کے حق میں اچھی نہیں یا میرے حق میں۔ ضرور ان میں سے ایک نہ ایک کی جان پر گزریگی۔ خواب جھوٹے ضرور ہوتے ہیں۔ مگر ان کی اصلیت میں شک نہیں۔ کچھ نہ کچھ ضرور اصلیت ہوتی ہے۔ ہاں ابھی سمجھ خطا کرے تو اور بات ہے۔ میرے خواب جھوٹے نہیں معلوم ہوتے۔ دل گواہی دے رہا ہے کہ خیریت نہیں +

مسک

قاصد کی پیغامبر سانی بھرت سترن کی انگلی طن

دوسرے روز نور کے ترانے پیغامبر راجہ کیلکے کے گڑھ پر پہنچے۔ راجہ کیلکے جو دھاجیت رہیں راجہ کیلکے اور بھرت جی کی قد مبوسہ حاصل کی نشست جی کا پیغام سنایا۔ تحائف پیش کئے۔ بھرت جی نے تحائف رنواں میں بھجوا دیئے۔ اور راجہ دسرتھ۔ راجندر۔

جانکی لکشمی - ماما کوشلیا - شمترا - کیکنی کی خیر و عافیت دریافت کی - اور پوچھا کس نے کیا پیغام بھیجا ہے - پیغامبروں نے دروغ مصدقہ آمیز کی پیروی کی اور ادب سے جواب دیا کہ جی ہاں سب خیریت ہے آپ کے قبضے میں لکشمی اور حکومت آگئی - چلے بہت جلد لکشمی جی نے بلایا ہے - بھرت جی اس گفتگو کے بعد راجہ کیلے کی خدمت میں گئے پیغامبروں کا پیغام سن کر اجودھیا جانے کی اجازت مانگی - راجہ کیلے نے اجازت دیکر ہاتھی گھوڑے رکھ کھیل سرگ چھالے - خیر - دو ہزار اشرفیوں کے علاوہ تحفے دئے اور کہا کہ راجہ دسترخ وراچندر - لکشمی اور گورویشٹ سے میرا پرنام کہنا - جو دھاریت بھی کچھ اور سوغات دیکر رخصت کیا بھرت جی وہاں سے فوج کی حفاظت میں چلے اور اجودھیا میں پہنچے ان کو اتنا کہ معلوم نہ تھا کہ اجودھیا میں کیا قیامت برپا ہو چکی ہے *

سراے

بھرت جی کی نانہال سے واپسی اور اجودھیا میں آمد

بھرت جی نانہال سے رخصت ہو کر پورب پنچ چلے پہلے راستے میں سہ ماہی نہری پڑی وہاں سے حسب ذیل ندیاں عبور کر کے مقلات طے کرتے ہوئے اجودھیا میں پہنچے * شتر پنچ ندی - اپیل دہلی ندی - سلاندی - ستیہ کرشن نگر - سلا بھاندی - چتر رتھ - بیرکش دیش - پٹنی ندی - جمنہ - بھاگرتھی (گنگا) کٹ کاشنکا ندی - تورن ندی - جوگرام - بیروتہ نگر - اجھانا نگر - ساہتی ندی - بہت پر سنک ندی - کسی دتی ندی - سالگرام ندی - بنت نگار - گنگا - نگر *

کھنکھ سے آگے ایک جنگل تھا وہاں سے بھرت جی تور رتھ کے گھوڑے دوڑا ہوئے چلے اور ساتھیوں سے کہہ دیا کہ آہستہ آہستہ آرام سے آئیں - بھرت جی کا رتھ ہوا ہوا بھیا کہ اجودھیا میں سناٹا ہے ان کی عقل دنگ ہو گئی کہ معاملہ کیا ہے نہ بگیا نہ دیر پاٹھ بازادوں کی اردو تھ نہ سڑکوں پر کسی کی آمد و رفت - خیال کیا کہ ہم چاروں بھائی ہوا خوری کو نکلتے تھے - ہر سڑک پر مجمع عام ہو جاتا تھا - اب کسی آدمی کی صورت دکھائی نہیں دیتی اگر شہر نادر کوئی سناٹا ہے گزرتا ہے تو بالکل مرده - شام کا وقت اور تمام اجودھیا کی بازدار دیہہ سے لوگ آیا

نہ مرغان نغمہ سنج چہا تے ہیں۔ نہ پھولوں کی نہاک دماغ معطر کرتی ہے یہ وہ وقت تھا جب ہمیشہ فوت تقارے بجتے تھے۔ آج ابھی سے اُٹو بولنے سنائی دیتے ہیں۔ سیال کی گرفت آواز کانوں کے پرزے پھاڑ رہی ہے جس طرف سے گزرتا ہوں بڑھگونی کے سوا کوئی تسلی بخش بات ہی نہیں ہوتی +

بھرت جی کو اجودھیا پہنچنے کی دھن تھئی۔ وہ اُسی دھن میں داخل اجودھیا ہوئے وہاں سے لپکے ہوئے چلے تو اُس مقام پر آئے جہاں راجہ دسترخوان کی تیارگاہ تھئی۔ دیکھا کہ دربان اُداس بیٹھے ہیں چہرہ اتر گیا ہے پوچھا کہ ہمارا ج کہاں ہیں؟

جواب۔ اندر تشریف لے جائے +

سوال۔ کیوں مُست کیوں ہو؟

جواب۔ بہ قسمتی سے کہ آپ کے بغیر اجودھیا سوئی تھئی +

سوال۔ پتا ہی کہاں ہیں؟

جواب۔ ہمارا بی کیکیٹی کے رنواس میں خبر مل جاوے گی +

سوال۔ یہ سنا لکھنا: مندروں میں سکھ گھڑیاں کی آواز۔ نہ شہر میں وہ پہلی سی چل پیل +

جواب۔ پہلے رنواس میں ہو آئے۔ پھر تقشیش حال کیا جائیگا۔ آپ کے بغیر اجودھیا کی یہ سب دُند شاہور ہی ہے آپ ناہال میں جاتے ہیں رہتے تو اجودھیا ہم لوگوں کے لئے بیکٹھ ہی ہوتی۔ مگر اب نہ کہ ہو رہی ہے۔ محل میں تشریف لے جائے۔ مائیں انتظار کر رہی ہوں گی اور بات چیت پھر ہوگی +

سرسر

بھرت جی کی کیکیٹی کے رنواس میں تشریف آوری
پرکش حال کیکیٹی کی پہلو وار تقریریں تشریح

واقعات: بھرت کو راجہ دوسرے کی زبانتہ اور سہری
راجہ چندر وغیرہ کی صحرائی کی کالیم۔ رنج و افسوس

بھرت جی سیدھے کیٹی کے رواس میں داخل ہوئے۔ کیٹی نے دیکھا تو طلائی
ہنگھاسن سے اٹھ دوڑی۔ بھرت جی دیکھتے ہیں تو رواس پائل سنسان ہر طرف
سناٹا کیٹی کو آتے دیکھا کہ وہ بڑھے اور قدموں پر گر پڑے۔ کیٹی نے بڑھی محبت سے چٹا
لیا اور ہنگھاسن پر بیٹھ کر پوچھنے لگی:

کوٹنا ماما تو اچھے۔ رستے میں کتنے دن صرف ہوئے تھے پر آئے یا کسی اور داری
پر اور سب خیریت ہے؟

بھرت جی: سب خیریت سے ہیں۔ ساتویں دن یہاں پہنچا ہوں۔ نانا اور ماما نے بہت
کچھ سونا دی ہے وہ پیچھے آئی ہوگی۔ پیغاموں نے کہا تھا کہ کھانا یہاں کھاؤ اور
پانی اجودھیا میں پیو۔ اس لئے میں آگے چل پڑا۔ مگر آج یہ پتا جی کی خواہگاہ کیوں ہوئی
ہے وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں کیا ماما کو شیا کے رواس میں یا ماما سمتر کے
محل میں۔ میں ان کے درشن کہاں کروں؟

کیٹی نے سوچا کہ تنکا سا توڑ دیتا درست نہیں۔ تقریر کا پہلو وہ رہے کہ بھرت
جی کو رنج کم محسوس ہو۔ اور خوشی زیادہ۔ چنانچہ وہ بولی:

راحت جان دنیا کی ناپائنداری تم اچھی طرح جانتے ہو۔ جو ایسا ہے ایک دن ضرور
جائیگا۔ زندگی موت کا پیش خیمہ ہے۔ جنگ دم ہے تب تک غنیمت ہو۔ ہمارا رنج
کا باغ جہاں کی سیر سے جی بھر گیا۔ دنیا میں آدمی کی زندگی و موت کی دو حالتیں ہوتی
ہیں۔ زندگی میں ٹیکنا جی یا بدنامی دھرم یا ادھرم کی عزت و دولت ملتی ہے مرنے پر کیسے
یا زک میں جگہ۔ ہمارے ہمارا ج بڑے دھرموان اور ستیا دھرمی و صادق و تقویٰ تھے۔
چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہر ایک بات تباہ کے دکھا دی۔ اب تم ان کے
جانشین ہو چکے ہو باتوں کا یاد کرتا ہی کیا۔ اب فکر چھوڑ دو اور راجہ سنبھالو۔

کیٹی کی اس تقریر نے بھرت جی کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ منہ پیٹ پیٹ کر سینہ
کوٹ کر رونے لگے اور پچھار کر زمین پر گر پڑے۔ وہ دھاریں ہار مار کر کہتے تھے کہ:

ہے اجدادِ عیادندھیر ہو گئی۔ آفتابِ سمندر سوکھ گیا۔ پتاجی کا سایہ نہیں تو اب زندگی سے کیا حاصل۔ اُن کی خدمت ہم لوگوں سے ابھی تک کچھ نہ ہوئی۔ اب وہیں چل کر آنکھوں پر دستِ مہر لپیٹے۔

ٹیکٹی نے بھرت کو حالتِ اضطراب میں دیکھ کر اٹھا لیا اور آغوشِ محبت میں بٹھا کر بولی راجہ بھرت تم دھرم سے واقف۔ زمانے کے عقلمندوں میں فرد اور قوم کو یہ فکر جو صاحبِ دانش صحبت یافتہ ہوتے ہیں۔ وہ فضول فکر کو سر پر نہیں لیتے شاشتر و کھیر کیا کہتا ہے۔ اپنی نیکی اور فیض عام پر ہر حالت میں نظر رکھنا انسان کا فرض ہے۔ تم کو مندرِ اصل پہاڑ کی طرح مستقل مزاج رہنا چاہئے۔ راجاؤں کا دل کبھی پتھر اور کبھی موم ہو تو عقلمندی پر حرف آتا ہے۔ عقلمند وہی ہے جو مصیبت کے وقت استقلال رکھے۔ تکلیف کے بعد راحت کا کچھ مزہ ہی اور ہوتا ہے۔ مہندھیری راتیں نہ ہوتیں تو دن کی روشنی کی قدر کچھ بھی نہ کی جاتی۔

بھرت جی بھی عالمِ تفکر میں ناخن سے زمین کھودنے لگے۔ اُن کے آنسو بہ رہے تھے۔ چہرے کی تمام اہٹِ حدت آفتابِ کومات کرتی تھی انہوں نے پوچھا کہ خیر سب کی قیمتیں پھوٹ گئیں مگر یہ تو کہتے کہ مرض کون تھا۔ تکلیف کیا۔ آہ ابیں اور سر پہ دو تو ایسے نصیب ہیں کہ پتا کہ مرتے وقت دو آنسو بھی نہ ڈال سکے۔ ہمارے یہ معلوم میں کس ساعتِ ناناہال کی طرف چلا تھا۔ خوش قسمت ہیں راجپندر اور لکشمی جو اپنے فرض سے ادا ہو گئے۔ مگر یا کرم سے سراۓِ سعادت حاصل کیا۔ ہمارے جیسے سائے آتا تھا پتاجی دھڑکے سے لگا لیتے تھے۔ آہ ابڑی دغا ہوئی۔ ناناہال جانا دشمن ہو گیا۔ اچھا ماما پتا تو گئے۔ آپ کی نصیحت سرائے گھوڑوں پر۔ رنج و غم فضول۔ اب تیرے کو ہمارے سایہ سر سری راجپندر جی کہاں ہیں ان کا مرتبہ بھی پتاجی کے برابر ہے۔ جب تک میں اُن کے قدم نہ دیکھوں گا میرا غم غلط نہ ہوگا۔ پتاجی آپ سا صاحبِ قسمت کون ہوگا۔ دنیا کے سب سکھ اٹھا گئے۔ ہم لوگوں کو سری راجپندر ایسے عربی بھائی کے سائے میں چھوڑا۔ آپ تو خیر لچھے گئے۔ مگر ہم لوگوں کو آخری دیدار سے بھی محروم رکھا۔ یہ بات آپ کی شفقتِ پیری سے بعید ہوئی۔ ناٹا کیٹی افسوس یہ ہے کہ آپ نے بھی اُن کی بیماری کی حالت میں خبر نہ کی بھلا ایک نظر دیکھ لیٹھ دیا ہوتا۔ خدایہ

تو بتائے کہ انہوں نے میری یاد کی تھی کہ نہیں ؟

کیکشی پیارے کیا کہوں مہاراج کا دم ہاے رام ہاے سیتا۔ ہاے لکشمن کہتے کہتے ٹوٹ گیا۔ تمہاری نسبت تو وہ کچھ نہ کہتے تھے۔ اپنی قسمت کو روتے تھے دھرم پھانسی کو بھیجتے تھے۔ انہیں اور لوگوں کا رشک تھا کہ راجندر کو دیکھ کر کیجو ٹھنڈا کرینگے۔ صرف میں ہی ایک بد نصیب ہوں +

بھرت۔ آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ جو فقرہ ہے ابجھا ہوا۔ جس وقت پتاجی نے چولا چھوڑا۔ راجندر جی کہاں تھے گھر میں یا کہیں باہر ؟ کیکشی۔ بیٹا ! ہاے وہ ڈنڈک بن کو چلے گئے۔ لکشمن جی بھی اُن کے ساتھ ہیں۔ سیتا جی بھی پلے میں بندھی ہیں +

بھرت جی نے جو یہ فقرہ سنا اُن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا آخر وجہ۔ کوئی خطا۔ کوئی قصور۔ کیا اُن کے ہاتھ سے کوئی برہمن قتل ہو گیا۔ کیا کسی کی انہوں نے دولت مار لی۔ کوئی بے گناہ نشانہ تیر ستم ہوا۔ کسی غیر بھرت پر بد نیتی کا اظہار کیا کچھ کہیے تو معاملہ کیا ہے +

کیکشی۔ قصور و خطا کی کوئی بات نہیں۔ راجندر ایسے لائق اور بدھرماتما سے کوئی جرم ہو کہ ممکن ہے۔ لوسنوجو صاف صاف بات ہے میں تمہیں سناتی ہوں تم سناؤ رنج نہ بھول جاؤ تب کہنا۔ میں نے تمہاری بھلائی کے لئے زندگی کے شکوہ کی پرواہ نہ کی دنیا والوں کے کہنے سننے کا خیال نہ کیا اور ایشور کا ہزار ہزار شکر کراؤ اس بات رکھنی بھرت۔ وہ کیا۔ باتوں کو طول نہ دیجئے۔ مختصر کہئے +

کیکشی۔ بس بات اتنی ہے کہ مہاراج راجندر کا راج تملک کرتے تھے۔ میں نے تمہارے راج تملک اور راجندر کے بن باس پر زور دیا۔ راجہ دسرتھ نے تمہیں راج دینا منظور کیا اور کہہ دیا کہ راجندر بن باس کی راہ لیں لکشمن اور جانتی کو ساتھ جاسے دیا پہلے تو سب کو یوں آنکھوں سے دور کیا۔ پھر آپ بھی اُن کے رنج میں تڑپ تڑپ کر دیا سے جل دسرتھ راہ سے مہاراج کی یک ستنی جو زبان سے کہہ دیا اُس میں کبھی فرق نہ ہو یا جان دیدی وہ قول سے نہ کچھ نہ ہو۔ دھرم ہو بھرت جن کے باب ایسے دھرماتما ہوں گا جس کبھی نہیں مل سکتا۔ تمہارے بھائی راجندر کی تعریف نہ کرنا بھی بڑی بے انصافی رہے گی

دن میں یہ ہے جس نے پتا کا بچنا بنا ہے کے لئے راج پات گھر بار کی کچھ پرواہ نہ کی اور
جہاں ہی گھر کس کے گھر سے چل کر اٹھا۔ ششاپاش اپنا رہے بھرت یہ سب پاڑتھاری ہی
بہ لائق کے لئے بیٹے گئے ہیں تم سنہ ہاتھ دھوؤ۔ خردور کرو۔ اب تمہارا فرض ہے کہ جین
سے مل کر ہی کے مرنے لوگوں اور راجہ دسرتھ کی مٹی کا برتن کر کے ان کی روح کو سکھ دو۔

سرگ ۳

بھرت جی کا لیکٹی کے خلاف جوش و خروش کیلئے غضب آمیز

بھرت جی کو لیکٹی کا ایک ایک لفظ تیر و شتر معلوم ہوا وہ بولے :-

ہے تم ایسی پاپن کے بطن سے پیدا ہو کر میری مٹی خواب ہوئی تم نے میرے پناہ
جان بیکر اپنے سر پر پتی پٹیا پاپ لاد۔ سری راجندر لکشمی اور جانی جی کو بن بھیج کر ششاپاش
سردی۔ اب میری سہیلیا باقی ہے وہ جس وقت جان دید و نگاہ تمہیں معلوم ہوگی۔ آہ
تم سے مانا کو ششاپاش ستمنا کی بھرت جی کس طرح دیکھی گئی وہ جان دیدی تو خون تمہاری
سر ہوگا۔ افسوس نہ معلوم پناہ جی کو کیا خطہ ہو گیا تھا کہ تمہارے ساتھ شادی کی۔ اگر وہ
چاہے کہ تم کشاکش بنس کا ماش کرو گی تو کبھی تمہاری طرف نظر بھی نہ اٹھاتے۔ میرے
لکشمی کو تباہ و برباد کر کے مجھ سے ششاپاش بھرت جی کرتے شرم نہیں آتی تم سے منہ کیونکر دکھایا
جاتا ہے۔ پناہ جی مر جائیں اور تم زندہ رہو۔ ششاپاش ایسے صدمہ ہوں بھی تمہارے چہرے پر فرسٹ
نہ ہوتے سمجھ لینا چاہئے کہ تمہارا سا پتھر کا کٹیجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اسے مانا تمہارا خون یا نکل سفید
ہو گیا۔ ذرا بھی سبب چھو نہیں گئی۔ پتا کو مار ڈالا۔ بھائیوں کو گھر سے نکالا۔ بھائی کی یہ
دردشاکی۔ دوسری ناناؤں کی زندہ کی کو موت سے باز کر دیا۔ اس بڑھکرا اور کوئی پاپ
کیا ہو سکتا ہے۔ نہ یہ سمجھتی ہو گی کہ بھرت راج کر لیا منہ دھو کر کھو۔ بھرت تو راجندر کا
خدا سنگزار ہے۔ وہ یا تو تمہارے سامنے ہی جان نکال کے تمہیں دوسروں کے دل
دیکھانے کا مزد چکھا کر گا۔ پاشی راجندر جی کے قدموں میں رہیگا۔ کیا تم سری راجندر
جی کو پیار کرتی تھیں۔ دوسرے کہیں راجندر ناراض نہ ہوں ورنہ پناہ جی کے
پاشی تمہیں بھی بھیج کر دم لیتا۔ مانا جی اسے تم عقل کہاں کہو یہ تمہیں۔ تمہاری

سمجھ پر کیا پتھر پڑ گئے۔ راج کا ستی بڑا بیٹا ہوتا ہے یا اور کوئی۔ تمہارے میکے میں کیا
 راج نہیں؟ تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم نے ناحق رنگیں بھنگ کر کے پاپ مول لیا اور
 ہمیشہ کے لئے روسیاہی منظر کی۔ جب تک دنیا رنگیں ہر ایک یہی کیگا کہ کیٹی نے
 بد ذاتی سے اکشواک بنس کو تباہ کر ڈالا۔ میں ایسے ادھرم کی سلطنت پر قہقہے نہیں
 کروں گا۔ تمہاری پکاٹی کھچڑی تم کو مبارک۔ یہاں راج پاٹ کے بھوکے نہیں۔ تو سہی
 کہ تم سر پر ہاتھ رکھ کر روؤ اور میں راج پاٹ پر لات مار کر راجندر جی کی خدمت گزار سی
 صحراوردی کی مصیبتوں کو آسائش پر ترجیح دوں۔ واہ ماما جی خوب میرے ساتھ
 سلوک کیا۔ اس سلوک کا معاوضہ اُسی وقت ملے گا۔ جب میں بھی اجودھیا سے چل
 کھڑا ہوں گا۔ پھر آپ کو اختیار ہے کہ خوب چین سے خود ہی راج کرو۔ تم نے تو اورت
 دھوکے میں مجھے زہر دیدیا۔ اب میری زندگی کی خیر نہیں۔ یہ کہہ کر بھرت جی پھر سر پٹ
 کر زمین پر گر پڑے اور زور زور سے ہائے پتا۔ ہائے رام۔ ہائے جانکی۔ ہائے کشمن کہہ
 کہہ کر رونے لگے۔ سٹنے والوں کا کلیجہ پھٹتا مگر کیٹی کتنی تھی کہ
 بیٹا آنسو پونچھو۔ اٹھو۔ دنیا گھر بار سنبھالو۔ ہم تمہارے عوض بہت رو دھو
 چکی ہیں۔ تم اپنا کنول سا کلیجہ کیوں کھلائے ڈالتے ہو؟

سرگ

بھرت جی کی کیٹی رانی کو لعنت ملامت

سری راجندر جی کو منائے کا ارادہ

بھرت جی کا خوش غضب روکے نہ رکتا تھا وہ کہنے لگے۔

بس بھلا جانتی ہو تو تم بھی بن کا راستہ لو۔ تم کو میری قسم ہے کہ میرے مرنے پر
 ایک آنسو نہ بہانا۔ اگر یہ کہو کہ کیونکر بن میں جاؤں۔ کوئی مٹا۔ تو شاید راجندر جی ہی نے
 تمہارا کھیت اُجاڑا تھا۔ تم نے جو ستیا میں کی ہیں ان کا پاپ مجھے بھوکنا پڑے گا
 اس سے بہتر ہے کہ اپنی جان دے کر تم سے پیچھا چھڑاؤں۔ جب تک میں جیتا

رہو ننگا لوگ اٹھائیں گے کہ اسی وقت کیکٹی کا بیٹا ہے جس نے ایسے ایسے ادھم کئے ہیں مجھے تو تم نے کہیں نہ دکھانے کے قابل نہیں رکھا۔ سری راجہ جی کے پاس جاؤں تو اُن کا دل خراب ہو اٹھ گا کہ لوسر دسیاہ کیکٹی کا بیٹا آ گیا۔ مرجاؤں تو بھی سب کے سامنے بری بیچارہ بیگا۔ مرگ میں پتا جی کے دل کو تمہارا خیال میری طرف سے پھیرے گا۔ نرگ میں توگ تالیاں بجاؤ گے۔ نوکیٹی کے صاحبزادے تشریف لاتے ہیں۔ یہی دھرماتا ہمارا جہ دستہ کے بیٹے اور اکشواک بنس کے کلنک ہیں۔ شاستر میں پانچ قسم کے سخت گناہوں کی تشریح ہے۔ برہم ہتیا۔ سونے کی چوری۔ شراب نوشی۔ گورو کی عورت سے ناجائز تعلق۔ اُن افعال قبیحہ کے عادی لوگوں کی صحبت۔

آج تک میں نے تمہارے ساتھ نہیں کھایا پیا۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر گردنیا کے منہ پر کون ہاتھ رکھ سکتا ہے۔ یہ لوگ تو یہی سمجھتے کہ کیکٹی کے دودھ کی تاثیر تو کیسے نہیں جاسکتی۔ اور اس کا الزام مجھ پر آئیگا۔ بن میں منہ کالا کر کے جاتا ہوں تو تمام رشی منی دھرم کا بیٹے کہ کس مانا کے پیٹ سے جنم لیا۔ ماما جی بس آج سے تم ہماری ماما میں تمہارا بیٹا۔ نہ مجھے راج سے واسطہ نہ آجودھیا سے غرض تم نے کوشلیا اور ستمترا ایسی ماماؤں کی زندگی حرام کی۔ یہ دشمنی تو کوئی لاگن ناگن بھی نہیں کرتی۔ ہمارے نانا کیسے دھرماتا اُن کا نام بدنام کیا۔ سارے خاندان کی ناک کھڑائی اگر تمہارے جسم میں اُن کا خون ہوتا تو کبھی ادھرم نہ کرتیں۔ اگر پتا جی بیٹھے ہوتے سری راجہ راجی تشریف رکھتے تو میں بے تکلف اُسی وقت سر اڑاتا۔ کچھ پردہ نہ کرتا کہ بے سعادت کا دھبہ لگے گا۔ لوگ ایک پاپ کا پتہ ہیں مگر اتنے پاپ کرنے پر تمہارے دل پر ذرا کبھی میل نہیں ایسی سختی تو پتھر میں بھی آج تک نہ دیکھی نہ سنی۔

بیٹے کے قاتل کو باپ کا اصلی مادہ خون صرف پیشاب ہی سے حاصل ہوتا ہے مگر ماں کی رگ رگ کا خون اُس کے جسم میں پیوست ہوتا ہے۔ اسی لئے ماں کو باپ سے زیادہ جیسا عزیز ہوتا ہے۔ چنانچہ ہما ماماؤں نے اس معاملہ میں ایک نظیر دی۔ جسے جو حسب ذیل ہے۔

دو بیل ہل میں جتے ہوئے تھے۔ ایک بڑا دوسرا چھوٹا۔ چوری برابر کی نہ تھی

اس لئے دونوں کو تکلیف کا سامنا تھا۔ مگر جوتے والے کو اپنے مطلب سے مطالب وہ دونوں کو دوپہر تک جوتے رہا اور وہ غریب مارے خوف کے ہل چلا یا کئے۔ مگر بھی گائے نے یہ کیفیت دیکھی تو بیباختہ آنسو نکل آئے۔ جس وقت وہ ٹہری تھی اندر کا اسی وقت اُدھر سے گزر ہوا۔ اتفاق کی بات کہ ایک دو آنسو کے قطرے ٹپک کر اندر پر گر پڑے۔ اندر نے نظر اٹھائی تو مگر بھی گوروتے پایا اندر ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آئے اور پوچھا کہ

کیوں خیر تو ہے رونے کا سبب۔ تم ایسی متبرک و مقدس کو دنیا عزت کرتی ہے۔ تمہارا گھری نہ ہو تو یگیہ وغیرہ کوئی اچھے کام نہ ہو سکیں۔ تمہیں دیکھ کر دیوتاؤں کا دل خوش ہوتا ہے۔ پھر تکلیف کی وجہ؟

مگر بھی۔ دو بیٹوں کے رنج سے دکھی ہوں۔ ایک چھوٹا ہے ایک بڑا دونوں میں دوپہر تک سختی سے جوتے جاتے ہیں۔ بیچاروں کو جو تکلیف ہوتی ہے دیکھی نہیں جاتی۔ سب پاپوں کو سورج کی کرن سوا کرتی ہے مگر یہ پاپ سورج کی کرن کو بھی پھونک ڈالتا ہے۔ جوتے والے کو غریبوں کی جان پر مطلق رحم نہیں آتا۔ میرے دونوں بیٹے قصائی کے کھونٹے میں بندھے ہیں؟

راجہ اندر کو اس بات سے سخت غصہ آیا۔ انہوں نے بد عبادی کہ جو شخص گنہگار اور سیل کو اس بیداری سے تکلیف دیگا۔ اُس کو کبھی آسائش نہ ملیگی۔ ہاتھ ہر وقت تنگ رہیگا؟

اے ماما کیسی بڑی بڑی بات تھی ایک دو کو تکلیف بھی ہوتی تو کیا تھا مگر نہیں دیکھئے راجہ اندر نے کیسا غصہ ظاہر کیا۔ ہماری ماما کو شلیا کے صرف ایک سری راجندر کیلجے کے ٹکڑے تھے اُن کو کیلجے سے جدا نظروں سے دور کر دیا اس سے بڑھ کر اور پاپ کیا ہوگا۔ اور اُس پاپ تمہاری گنہ خلاصی کیونکر ہوگی۔ تم میری ماما ہو اس لئے میں تمہارے پاپ دور کرنے کے لئے یہ تدبیر مناسب سمجھتا ہوں کہ راجندر جی کو خود جا کر منالادوں۔ وہ راج کریں اور میں اُن کے عوض بن باس اس تمہاری بات بھی رستی ہے اور تیا جی کی بھی۔ مگر میں خود راج کبھی نہ کروں گا۔ تم جا ہو کہ راج پات سکھ لو تو یہ میرے جیتے جی ممکن نہیں۔ ماما جی میری رائے تو یہ ہے کہ کچھ کھلے سو

ہیں۔ اسی میں تمہارا خاندان ہے دیکھو شامستر کہتا ہے کہ بڑے بھاری پاپ کر پوائے کی
نجات اسی حالت میں ممکن ہے۔ جب وہ آگ میں جلی ہوئے یا گئے میں بھانسی لگائے۔
تم تو اس طرح عذاب سے چھوٹ سکتی ہو۔ مگر میں کیونکر جان بچاؤں میری نجات تو تب ہی ممکن
جب میں میری راجپندر جی کو یہاں لا کر اُن کی خدمت گزار کی کا اعزاز حاصل کروں۔
بھرت جی اس وقت اُس ہاتھی کی طرح بیقرار اور بدحواس تھے جس پر ہزاروں
آئینے پڑے ہوں۔ اُن کا غصہ چوٹ کھائے ناگ اسے کہیں زیادہ تھا۔ اُن کی
گرم آہوں سے جنگاریاں سی نکلتی معلوم ہوتی تھیں۔ کلیجہ سلگ رہا تھا۔ آنکھیں
میر ہوئی کی طرح لال۔ ہاتھ پاؤں میں جان نہ تھی۔ گرے لٹھے بیٹھے اور پھر گرے۔ لاغری
کی یہ حالت تھی کہ جسم کے زیور سنبھالے نہ سنبھالتے تھے۔ اگر ہار اور گردنہ تو ادھر روشن۔

س ک

بھرت کی بقیاری۔ کوشلیا اور بھرت کی وردانگیر گفتگو۔ راجپندر کو منانے کا مصمم ارادہ

بھرت جی دیر تک زمین پر پڑے۔ گو غشی کی حالت نہ تھی مگر درد و دیوار کاٹتے
معلوم ہوتے تھے۔ کیٹھی ناگن محسوس ہوتی تھی کسی طرح دیکھا نہ جاتا تھا ایک دفعہ
آنکھ کھولی تو سامنے کیٹھی کو پایا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بھرت
کو آنکھیں کھولے دیکھ کر بولی :-

پیارے میں نے تمہارے لئے راج پاٹ کا سیہتا کیا اور تم مجھ سے ناراض معلوم
ہوتے ہو۔ نیکی برباد گناہ لازم۔ جو ہو گیا ہو گیا۔ گئی گزری باتوں کا خیال ہی کیا یہ پھلا لیا
گیا کھائے۔ اب کالیسا دیکھو آئے۔ اُٹھو ہاتھ منہ دھلا دوں۔ بہتیں دیکھنے سے
ذرا پچھلے دکھ بھولے تھے۔ کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی تھی مجھے کیا خیال تھا کہ نیکی کا بدلہ
بدی ہوگا۔ میں کیا جانتی تھی کہ ناہال میں رہتے سم تم میری محبت چھوڑ دو گے میں
تو اہتا سے بے چین۔ اور آپ کو کچھ پرواہ ہی نہیں کہ ماں کے

دل پر کیا صدمہ ہے +

کیکٹی ابھی اور کچھ کئے کو تھی کہ بھرت جی کی آمد آمد شکر و زرا سے دولت و خیر خواہ
سلطنت قدیموسی کو حاضر ہوئے کیکٹی نے سب کو رونا س میں بلایا اور کہا
ذرا آپ لوگ سمجھا ئے۔ بھرت جی میرے سمجھانے سے کچھ نہیں سمجھتے
بھرت جی کی آگ بھڑک اٹھی ہوئے۔

اودشمن خاندان تو ماں ہے تو کیا ہوا۔ تجھ کو برا کہنا سننا گو بے سعادت بی اور
گستاخی میں داخل ہو مگر میں تجھے ماں نہیں سمجھتا تو اپنے کو میری ماں نہ سمجھ میری
ماں اگر ڈاٹن بھی ہوتی تو تجھ سے اچھی تھی۔ راج تجھ کو مبارک۔ یہاں تو تھی ہوئی ہے
کامری راجندر کے قدموں کو دیکھ کر جھٹکے۔ آہ۔ جس نے سری راجندر مانا جانکی
بھائی لکشمی کو چودہ برس کا بن باس دے کر حد درجہ کی بیدردی و بیرحمی کی تہ
دیا جس نے اپنے خاوند کی زندگی و موت کی پرواہ نہ کی ایسی ماں کو مانا کہنا بھرت
کو قبول نہیں۔ ہماری ماں کو شلیا جی و ستراجی ہیں۔ تو راجندر جی کو غیر سمجھی تو
بس تجھے بھی تجھ سے کچھ تعلق نہیں +

یہ کہہ کر بھرت جی۔ ماں بھائی راجندر۔ ماں مانا جانکی۔ ماں میرا ہے لکشمی
ماں پتا جی کہہ کہہ کر اس زور سے رونے لگے کہ دور دور تک گریہ و زاری کی آواز
پہنچی کو شلیا جی اس دردناک آواز سے چونک پڑیں۔ ستراجی سے بولیں +
ہو نہو بھرت آگئے مجھ تو انہیں کی سی آواز معلوم ہوتی ہے۔ چلو ذرا
صورت تو دیکھ لوں +

کو شلیا جی بالکل کمزور ہو گئی تھیں۔ ہاتھ پاؤں کام نہ دیتے تھے مگر خوش قسمت
میں اٹھیں۔ لونڈیوں نے ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ اسی طرف روانہ ہوئیں راجندر جی
کی آواز آئی تھی۔ اُدھر بھرت جی کو تو کیکٹی سے ایسی نفرت ہوئی کہ وہ ان کا دل
چاہا کہ وہاں کھیریں۔ مانا کو شلیا و ستراجی کے درشتوں کا خیال انہیں ان سے لے چاہا
سترین بھی آنسو بہاتے ہوئے ساتھ ہوئے دیکھا کہ کو شلیا آنہ ہیں۔ انکھیں اشکیں آنی تھیں
جسم زار۔ نہ آرائش نہ سنگار۔ دونوں کے دونوں دور ہی صورت دیکھ کر پتھر کاٹتے ہوئے زمین
پر گر پڑے۔ کو شلیا جی سے بھی نہ دیکھا گیا۔ اُن کو فوراً غش آگیا تھوڑی سی دیر میں

موشلیا نے بھرت و سترہن کو گود میں بٹھالیا۔ آنجل سے آنسو پونچھے اور بھرت سے کہا کہ بیٹا تمہاری ماما کی کٹی کا کچھ قصور نہیں۔ انہوں نے تمہیں راج دلویا میری نظر میں تم اور راجندر ایک ہو۔ ایشور گواہ ہے کہ مجھے تمہارے راج سے ویسی ہی خوشی ہے جیسی راجندر کے راج سے ہوتی۔ مگر ہاں کچھ خیال ہے تو یہ کہ کیکیٹی جی نے راجندر کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی۔ اُن کو بڑی بے عزتی سے جلا وطن کیا۔ وہ مجھ سے اب بھی ناراض ہیں۔ صرف سمتراجی کے سبب میرا دل بہلتا ہے۔ وہ میری بڑی خدمت کرنی ہیں میں ہدایت کرتی ہوں کہ کبھی کوئی بات اپنی ماما کیکیٹی کے خلاف نہ کرنا۔ جو وہ کہیں وہی کرنا تمہارا فرض ہے مگر میرا کہنا اتنا ماننا ہو گا کہ راجندر کو یہاں واپس لاؤ۔ تمہارے تیا کی بدولت تمہارے راج میں مجھے کس بات کی کمی ہے۔ دولت۔ ثروت۔ ہاتھی۔ گھوڑے ہر طرح کے عیش و آرام سب موجود ہیں مگر راجندر کے بغیر کچھ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ میرے ہاتھ پاؤں جواب دے گئے۔ بدن میں سکت نہیں صدموں نے مار ڈالا۔ کسی کام کا نہ رکھا۔ اس سے تمہیں تکلیف دیتی ہوں۔ اگر بلا دلا جاتا تو کرتی پڑتی اٹھی بیٹھتی جس طرح ممکن ہوتا راجندر کے پاس پہنچتی یوں دکھ نہ سہتی بے بھرت جی بیقرار ہو کر کوشلیا جی کے قدموں سے پیٹ گئے اور روتے ہوئے بولے۔ ماما جی میں بے قصور ہوں آپ کی باتوں سے میرا دل ٹکڑے اڑا جاتا ہے رحم کیجئے۔ اگر میری موجودگی میں سرری راجندر جی جنگل کا رخ کرنے پاتے تو مجھ پر گنوہنیا سے زیادہ پاپ ہوتا۔ اگر مجھے خبر بھی ہوتی کہ کیکیٹی ماما یہ ادھرم کرنے والی ہیں تو میں اسی وقت جان دے دیتا اگر اس میں ذرا بھی فرق ہوتا تو جو پاپ یہ شاستر کی خلاف ورزی۔ مانک کی نافرمانی کرنے کوئی سنگاپ کر کے پھر دان نہ مینے ران میں بیٹھ دیکھا ہے میدان جنگ میں مرتے ہوئے کو مارنے۔ پندتوں اور سادھوؤں کے دھرم اُپدیش نہ ماننے۔ دیوتا اور رشی کو نہ پوجنے۔ گورو کی تعمیل ارشاد سے جی چرانے۔ دوستی کی آڑ میں دشمنی کرنے۔ عیال و اطفال کی پرورش سے متفرغ ہونے اظہار خواہش کے وقت غورت سے کنارہ کشی کرنے۔ اپا، بھول اور بیواؤں کی دلازار کرنے۔ عروے کی کھوپری لیکر بھیک مانگنے۔ شراب پینے۔ صبح کے وقت عیاشی

میں مشغول رہنے۔ فضول روپیہ برباد کرنے۔ کسی کے مکان میں آگ لگانے۔ گرد کی
استری سے صحبت کرنے۔ شام سے سوتے۔ ادھرم کو چھوڑنے۔ جھوٹا وعدہ کرتے جھوٹ
بولنے۔ ادھرم پھیلانے۔ نیک کام میں خلل انداز ہونے۔ بچھڑے کو گائے کے دودھ سے
محروم رکھنے۔ پرانی عورت سے ہمبستر ہونے۔ رنگا سیار بنکر ٹھاکہ بدیا کرتے۔ پیاسے
کو پانی نہ پینے دینے۔ بیشنو اور اچاری سے ادھرم ہو جانے والے کو ہوتا ہے اس
سے تنو گنے پاپ کا ہنر گننے بھل سمجھے ملے۔ اگر میں چاہتا بھی ہوں کہ سری راجندر کو
تحت حکومت نہ ملے یا وہ بن میں قیام کریں۔ مانا جی آپ مجھے معاف کریں۔ سارا
قصور مانا کی کیٹی کا ہے۔ نہ ایسی ڈاٹن گھر میں ہوتی نہ یہ پھولی پھولی پھلوڑی اُجڑتی
کوشلیا جی یہ تقریر سنکر بھبک بھبک کر رونے لگیں۔ انہوں نے بھرت جی کو
چھاتی سے لگا لیا اور بولیں :-

ہائے میں نے اپنے پیارے بھرت کے نازک دل کو دکھایا۔ میں کیٹی سے
زیادہ ظالم قرار پائی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اسی وقت پران نکال دوں۔ پیارے
بھرت جو کچھ میں نے کہا ہے وہ معاف کرو اور کسی طرح راجندر جی کو لوٹال لاؤ میں
تمہاری ماں سے لونڈی ہو جاؤنگی :-

بھرت جی نے قدم پکڑ لئے اور کہا

مانا جی کیوں کانٹوں میں گھسیٹتی ہیں۔ بھرت سے یہ الفاظ سے نہیں جاتے
مانا اپنے بیٹے سے یوں باتیں کرے تو بیٹے کو اُسی وقت مرجانا چاہئے۔ آپ بار بار
اب کچھ نہ کہیں میں بن میں جاؤنگا۔ اور بھائی صاحب کو جس طرح بن کیگا لاؤنگا۔
اگر بھرت کی زندگی میں آپ کو تکلیف ہوئی تو بھرت کی زندگی پر زوف :-

یہ کہتے ہی پھر بھرت جی بہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ کوشلیا نے اٹھایا۔
اور کلیجے سے لگائے ہوئے بیٹھ گئیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آنکھیں
جھمکتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ

ارے بھرت آنکھ کھول تیری مانا کوشلیا سے اب نہیں دیکھا جاتا۔ میں
بیسے رنج و غم سے باز آئی۔ ہائے میرے دناؤ اسے بچوں کو یہ دکھ اوبے حیا
زندگی کب سچیا چھوڑ گئی کچھ حد بھی ہے :-

سرگ

بھرت جی کی بقراری شیشٹ جی کی ہدایت گریاکرم

کھینچا جی اور بھرت جی کو یہ رات پہناڑ ہو گئی۔ سویرا بڑی شکل سے ہوا۔ روتے روتے آنکھیں سونچ گئیں۔ چیتے چلاتے کھلا بیٹھ گیا۔ صبح ہوتے ہی شیشٹ جی تشریف لائے۔ انہوں نے ہاتھ منہ دھلایا اور کہا

بھرت! تم کیوں گھبراتے ہو۔ تمہاری نینک نامی کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ جو ہے تمہارا ریش گارہ ہے۔ تم پر کوئی حرف رکھ سکے کیا محال۔ قصور کیٹی کا ہے۔ تم تو یہاں تھے بھی نہیں۔ دوسرے سب جانتے ہیں کہ تم جتنی کوشلیا و سمر کی عزت کرتے ہو۔ اتنا کبکٹی کو نہیں مانتے۔ پھر اتنی پریشانی کیوں۔ اب طبیعت سنبھالو مہاراج کی لاش کے ورثہ کرو۔ وہ تمہارے دیکھنے کے لئے رکھی ہے۔ بہت دن ہو گئے۔ اب مٹی ہمارے ہاتھ کر دو۔

بھرت جی فوراً اٹھے۔ لاش کو دیکھا تو زردی چھا گئی تھی شیشٹ جی سے پوچھا کہ سارے جسم پر زردی کیسی۔ جواب دیا کہ سرگ لوک میں جانے کی علامت ہے۔ اب بھرت جی نے ہمان تیار کرنے کا حکم دیا اور خود رونے لگے۔ زبان پر نہیں تھے ہاں پتہ جی ہم لوگوں کو اکیلا چھوڑنا کیسا۔ نہ راچندر نہ لکشمی نہ جانی۔ اس حالت میں آپ کو کچھ نہ کچھ تو شفقت پدہی کا خیال لازم تھا۔ آخر آپ مجھ کو کسے سوئپ گئے۔ میں تو جانتا تھا کہ آپ کے نامہ اعمال پر سیاہی کا دھبہ لگ گیا مگر نعرش منہ سے بول رہی ہے کہ آپ سرگ کو تشریف لے گئے۔ بدن کا زرد ہونا میرے لئے اس امر کی غیبی شہادت ہوئی۔ آپ دھنہ میں کہ اس حالت میں بھی آپ کو سرگ حاصل ہوا۔ مگر ہم لوگ بد نصیب ہیں کہ آپ کے بسایہ الطاف سے محروم ہو گئے۔ کاش آپ ہم لوگوں کو بھی ساتھ لے چلتے۔ لیکن آپ نے جب جیتے جی ہم لوگوں کے دیکھنے کی خواہش نہ کی تو اب زیادہ کدنا فضول۔ مرتے وقت آپ نے ہم لوگوں کو بھلا دیا۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ دنیا الٹ پٹھ ہوگی۔ ورنہ ہم ناہال کی طرف رخ بھی نہ کرتے۔

یہ ککر بھرت جی نے زور زور سے رونا شروع کیا۔ اُن کا ایک ایک آنسو اُن کے دلی اضطراب کا خیر تھا۔ بشت جی موجود تھے۔ اُنہوں نے بھرت جی کو گلے سے لگایا اور کہا کہ

اب مٹی مسکا رہی ہے۔ روئے دھونے کے لئے ساری عمر باقی ہے۔ اس لئے کریا کرم سے پہلے چھٹی کر لو۔ پھر روپیٹ لینا چاہئے۔
 بہانہ تیار تھا۔ راجہ دسر تھ کی لاش اس میں رکھی گئی۔ بھرت جی نے ہونکند سے آگ لی۔ ملازم چندن اور دیودار کی لکڑی گول۔ دھوپ۔ ٹیلیڈ وغیرہ بیکر ساتھ موٹے سچتے پر لاش جلائی گئی۔ گنڈوان اور سوئے چاندی کے دان سے غریب کو روپیہ پیسہ کی طرف سے بیفکری ہو گئی۔ لاش سر جو کے کنارے پر جل گئی خیرات بٹ چکی۔ تب بشت جی کی ہدایت کے موافق سب لوگ گھروں کو واپس ہوئے۔ دس دن تک ہر فرد بشت زمین پر سویا ان دنوں ایکادش کرم ختم ہو گئے۔

سرس

گرو بشت جی کی بھرت جی کو غم غلط کرشی فہمائش

ایکادش کرم ہو جانے پر بازو ہویں دن بھرت جی نے خونہ دان پن کیا زور زور
 جواہر نقد۔ جنس۔ پوشاک۔ لباس۔ گو۔ میل۔ لونڈی۔ غلام۔ برہمنوں کو نذر دئے
 تیرہویں روز راجہ دسر تھ کے صدر فرقت میں رونا پیٹنا شروع کیا وہ کہتے تھے کہ
 اے پتا جی! آپ بھی گئے۔ سری راجندر کو بھی جد کر دیا۔ کوشلیا ماتا کی زندگی
 سری راجندر جی اسی کے سبب تھی۔ افسوس اب وہ کیسے جینگی۔ آپ نے یہ بھی خیال کیا
 کہ آخر اب اُن کی زندگی کیونکر ہوگی۔ جس لاش کے جلانے پر زمین سرخ ہو جائے تو
 سمجھ لینا چاہئے کہ مرنے والے کو سرگ نصیب ہو۔ زرد ہو تو مکت ہوئی اور سباز رنگ
 ہو تو جانشا چاہئے کہ ترک میں جگہ ملی۔ راجہ دسر تھ جہاں
 جلتے تھے وہاں کی لالہ زمین دیکھ کر بھرت کو حیرت ہوئی کہ مکت کے لئے
 سرگ کیسا۔ اس فکریں میں اُن کو سخت رنج ہوا۔ اُنہوں

نے رو رو کر راجہ دمرتھ کی نیکیاں گناہا شروع کیں۔ وہ دعا مانگنے لگے کہ زمین بھٹ جائے تو میں بھی سما جاؤں مگر یہ کینجبت بھی دشمن ہے۔ اس وقت رفاقت نہ کر گئی خیر اسے بھی جانے دو۔ مرنا اختیار ہی ہے آگ تو جسم کو قبول کر لگی +
بششٹ جی پاس آئے نکلے سے دکایا اور کہا:-

میں بھرت! تم سمجھا رہو کہ ایسے خیالات دل میں لاتے ہو۔ آج تیرے ہواں روز ہے۔ ماتم سے فراغت ہو گئی۔ کپڑے بدلو بکرا دان کرو پنج محنت تکلیف بقصاں فائدہ موت۔ زندگی تو ہمیشہ انسان کے ساتھ ہیں۔ ان کی فکر ہی کیا۔ راجہ دمرتھ تو چل بے اب اُن کا آنا معلوم۔ سو! میں ایک روایت بیان کرتا ہوں +
بیاس جی کے ایک شاگرد کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس سن میں وہ تمام علوم و فنون میں اُستاد زمانہ ہو گیا۔ وید شاستر سب اذہر ہو گئے۔ کسی روز شاگرد نے دریافت کیا کہ مہاراج اور کوئی علم باقی رہ گیا ہو تو وہ بھی سکھا دیجئے۔ بیاس جی نے اس معاملے میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ آج سے تیسرے دن اس کی خیریت نہیں ضرور مرجائے گا۔ اُن کو سخت فکر پیدا ہوئی۔ اور شاگرد کے لئے جہراج کے پاس پہنچے۔ جہراج نے بڑے صدق عقیدت سے استقبال کیا اور پوچھا کہ
”تکلیف کا باعث“

بیاس جی۔ یہ میرا شاگرد ہے اس کی زندگی قائم رہے۔ آپ مہربانی فرما دیں +
جہراج۔ میں آپ کی تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ مگر کیا عرض کروں کہ میرا کچھ قابو نہیں۔ یہ معاملہ موت کے اختیار میں ہے +

بیاس جی یہاں سے اُٹھے جہراج کو بھی ساتھ لئے ہوئے موت کے پاس پہنچے اور حرف مطلب زبان پر لائے۔ موت بولی کہ لوگ مجھے مفت بدنام کرتے ہیں میں کسی کی جان نہیں لیتی۔ یہ کام پراربدھ کا ہے۔ آئے ہیں آپ کو اُسکے پاس پچھلے سب کے سب پراربدھ کے پاس گئے۔ اور وہی بات چھیڑی۔ یہ لوگ تو آگے بڑھ گئے۔ یہاں چوکھٹ کی تھوکر سے شاگرد کا خاتمہ ہو گیا۔ پراربدھ نے بیاس جی سے کہا:-

آپ نے کس کی سفارش کرنے کے لئے تکلیف گوارا کی ہے۔

بیاس جی۔ اپنے شاگرد رشید کی زندگی چاہتا ہوں +
 پراربدھ سافسوس کہ آپ نے آنے میں دیر کر دی۔ پہلے معلوم ہوتا تو کچھ انتظام
 کر دیا جاتا۔ اب سافسوس آپ اس وقت تشریف لائے۔ جب آپ کے شاگرد کا
 کام تمام ہو چکا +

یہ سنتے ہی بیاس جی کے ہوش اڑ گئے۔ جیوں ہی پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں۔ وہ
 پڑے۔ مائے شاگرد۔ ساتھ ہی سخت غصہ آیا آنکھیں لال ہو گئیں اور بونے کر
 او پراربدھ۔ خردار سن بھل۔ اگر پراربدھ نہیں مل سکتی تو میری بد دعا کے
 مٹانے والا بھی تین لوک میں کوئی نہیں +

پراربدھ۔ آپ کی تالیح احکام ہوں۔ آپ جو کچھ فرمائیں بہت صحیح۔ مگر ذرا غور
 فرمائے آپ کے شاگرد کی موت تیسرے ہی دن تھی یا نہیں۔ کہنے۔ ہاں پھر
 آپ پہلے سے کیوں نہ تشریف لائے۔ اس کے علاوہ دیکھئے یہ کتاب پھر چاہے
 بد دعا کیجئے یا معافی +

پراربدھ نے کتاب سامنے رکھ دی اس میں درج تھا کہ
 شاگرد کی موت اُسی مقام پر ہے جہاں اُس کا چلا چھوٹا +
 اب تو بیاس جی قائل ہوئے۔ پراربدھ نے کہا +

ہمارا ج اس کی موت خود یہاں اس بہانے سے لائی۔ اس میں کسی کا کیا قصور
 بیاس جی بہت پچھتا ئے اور کہنے لگے کہ

غلطی میری ہی تھی۔ اگر میں یہاں نہ لاتا تو میرے عزیز شاگرد کی جان نہ
 جاتی۔ یہ روایت بیان فرما کر لبشست جی نے فرمایا کہ

بھرت جی پراربدھ سے کسی کا بس نہیں۔ شدنی سے کسی کا چارہ۔ بس اب صبر کرو
 رنج و غم بھلاؤ اور باتوں میں دل بہلاؤ۔ بہت ماتم ہو چکا۔ آپکو ہلکان کرنے سے کچھ حال نہیں +

سری

سری سترہن جی کا منتہر اپر عتاب

بشست جی کی فمائش بھرت جی کے دل پر اثر پذیر ہوئی۔ وہ گھر میں چلے آئے اور اس فکر میں ہوئے کہ کیونکر چند ہی سے پہنچوں اور سری راجچند راجی کو واپس لاؤں۔ اتنے ہی میں سترہن جی نے کہا کہ

بھائی صاحب! سری راجچند راجی کے نام سے ہر خاص و عام کی مقصد براری ہوتی ہے۔ پھر ہم تو ان کے چھوٹے بھائی ہی ہیں۔ ہماری کامیابی میں کہاں تک ممکن نہیں کہ وہ ہماری گزارش قبول نہ فرمائیں مجھے بڑی حیرت ہے کہ سری راجچند راجی نے بن باس کیونکر منظور کیا۔ شاستریں ہدایت کہ انسان کبھی عورت کی زبان پر عمل نہ کرے۔ راجہ دسرتھ ماما کی کشتی کے کہنے میں آگئے۔ انہوں نے سخت غلطی کی۔ سری راجچند راجی نے بھی شاستر کا قول پیش نظر نہ رکھا۔ اور تو اور لکشمین جی کیا ہو گیا وہ بھی چپ بنگائے رہے۔ اور کچھ منہ سے نہ بولے۔ لازم تو یہ تھا کہ راجہ دسرتھ کو سزا دی جاتی کہ پر ن کامزدہ معلوم ہوتا ہے

سترہن جی کی تیوریاں جڑھنی ہوئی تھیں۔ بھدوں پر بل پڑے ہوئے تھے۔ تقریباً ختم نہ ہوئی تھی کہ منتھرا اساتھ سے گزری۔ منتھرا اس وقت معمولی منتھرا نہ تھی۔ سر سے پاؤں تک جاہلات میں غرق۔ پوشاک و لباس نہایت نفیس سیولوں سے نوازا گیا اور وہ بے تکلف بڑھنے لگی تو یاسا نوں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور کہا کہ کہاں بے پوچھے گچھے جاتی ہے۔ جب تک حکم نہ ہو گا نہ جانے پاشنگی ہے۔ منتھرا کے دماغ عرش پر تھے وہ کسی کو نظر میں کب لانے والی تھی۔ اس نے دو جاہ اوکھیاں سنا کر آنچل چھڑا ناچا ہا۔ سکر ویاں کون سُنا تھا۔ وہ کستی تھی کہ میں انہیں گودیوں کے کھلائے ہمارا راج بھرت پر بچھا اور ہونے جاتی ہوں۔ دربان کہتے تھے کہ جا بیٹھ تیرا منہ بھرت جی کو نہ دیکھنے دیتے تو وہ ہذاں ہے جس نے سری راجچند راجی سے تاجی۔ اور سری لکشمین جی کو گھر سے نکلوا یا۔ ہمارے ہمارا راج تیری ہی لگائی بھائی کی بدولت ہمارے سر سے اٹھ لئے۔ منتھرا اس وقت اکیلی نہ تھی اور خواہیں بھی بنی تھنی ہمراہ تھیں۔ جو ہیں یا سب نوں نے اُسے پکڑا اور سب تو روفو چکر ہو گئیں۔ یہ اکیلی چلائی رہ گئی۔ یا سب نوں نے نہ چلائے کی پرواہ کی نہ ہاے دادیلا کی۔ اُس نے سخت زیبانی کی تو سر ہو گئے۔ اچھی طرح اک چیتی پڑ گئی ہے

سترہن جی کو جس وقت معلوم ہوا کہ سارا بس اسی کا بویا ہوا ہے۔ غصہ سے اٹھے اور چونڈا پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے بھرت جی کے پاس لائے۔ سارا سنگار بگڑ گیا زبور و لباس کی ہمتی پلید ہو گئی۔

کیکٹی سے رہا نہ گیا یہ چھڑانے کے لئے دوڑی۔ مگر سترہن نے ایسی ڈانٹ بتائی کہ دم فنا ہو گیا۔ ڈر گئی کہ کہیں منتھرا کی سی درگت میری بھی نہ ہو جائے وہ در کے مارے بھرت جی کی دھامی دینے لگی۔ بھرت جی نے سترہن سے کہا:-

بھائی مرد عورت پر ہاتھ نہیں چلائے چھوڑ دو کجخت کو کیا کنوں ریشا سترہن صافحت ہے ورنہ منتھرا کیا میں مانا کیکٹی کا بھی سر اڑائے بغیر نہ رہتا سری راجپوت جی کے خلاف مزاج ہم لوگ کوئی بات کریں تو کب مناسب ہے منتھرا کو سزا ضرور دو یہ کجخت اسی قابل ہے مگر مرے کو مارنا ہی کیا۔ یہ اس وقت ہی فرد سے بدتر ہو گئی۔ دوسرے جب سری راجپوت ہی طرح دے گئے تو ہمیں انہیں کی پیروی کرنا لازم ہے۔ بھرت جی کی تقریر نے سترہن جی کا غصہ فرو کیا۔ انہوں نے منتھرا کو چھوڑ دیا۔ اس کی جان بچی تو اٹھ کر بھاگی۔ کیکٹی کے منہ میں دانت کہاں تھے کہ کچھ بول سکتی۔ ہاں چپکے چپکے کان میں کہہ دیا جس کا مطلب اس کے ہوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ

لڑکے ہیں کس ہیں ان کے کہنے سننے کا برا ماننا ہی کیا +

سر ۷۹

بھرت جی کا سری راجپوت جی کی خدمت میں جانیکا مہوم

راجہ دستر تھ کی کریا کر م کو چودہ روز گزارے وزراءے سلطنت دار کاں دولت نے بھرت جی کی قدمبوہی کا شرف حاصل کر کے گزارش کی کہ

راجہ دستر تھ اب نہیں تخت سلطنت خالی ہے۔ انہوں نے سری راجپوت جی کو بن پاس دیا۔ اور آپ کو راج دیا۔ اب آپ اہل اجودھیا کو ساریہ طفت میں لیجئے بے فرمانروا کا ملک یاغبان کا باغ ہوتا ہے جو خاوند نے بغیر عورت کی حالت ہوتی ہے

اس سے بدتر اُس راج کی جس کا کوئی راجہ نہ ہو۔
 بھرت جی نے جواب دیا کہ
 میں پہلے ہی تخت و تاج کو تالا بھجلی دے چکا ہوں مجھے راج پاٹ سے کیا کام
 میں بڑے بھائی کا حق چھین کر دین و دنیا میں رو سیاہ ہونا نہیں چاہتا۔ اس راج
 کے مالک سری راجندر ہیں۔ اُن کو میں جس طرح بنے گا لاؤنگا وہ سب کے راجہ ہونگے
 میں یا تو اُن کی غلامی میں رہوں گا۔ یا اُن کے عوض جودہ برس بن باس میں رہ کر فنا
 کیٹی کے تمام منصوبے توڑوں گا۔ آپ لوگ میرے راج کی فکر نہ کریں۔ بلکہ تمام
 راجگدی کے سامان بن میں پہنچائیں۔ فوج کو بھی حکم ہو کہ ہمراہی کوتیا ہو معمار
 اور سیدار راستے کی صفائی کے لئے مقرر کئے جائیں۔ آج ہی سب انتظام ہو
 جائے۔ تحصیل پر سوں نہ جی تو سخت عتاب ہوگا۔ مٹادی کر دی جائے کہ جنگل
 ہی میں سری راجندر جی کی راجگدی کا جشن ہوگا۔

سر ۸۰

تیار می سفر

بھرت جی کے حکم کی دیر تھی۔ ہزار مار بھٹی معمار بیلدار جٹ گئے۔ راستے صاف
 ہوئے چڑھاؤ اتار برابر کیا گیا۔ کہیں درخت چھانٹے گئے کہیں جھاڑیاں صاف کی گئیں
 ندیوں پر پل بنائے گئے۔ گہرائیاں مٹی سے پائی گئیں۔ انداز اور تالاب تیار کر ڈئے
 گئے۔ جا بجا منزلیں اور نشستگاہیں بنائی گئیں۔ چوتھے تعمیر ہوئے درختوں اور
 دیواروں پر جھنڈیاں نصب کی گئیں۔ سڑک صاف ستھری ہو گئی۔ اور بھرت
 جی اُس ساعت نیک کے منتظر ہوئے جو روانگی کے لئے مقرر ہوئی تھی۔

سر ۸۱

بھرت جی کی اجد و سر تھ کے دربار میں رونق افوڑی

نور کا ترہ کا ہے بھرت جی آرام گاہ میں مجھوا استراحت ہیں۔ بیدار ہی کا وقت ہے
درو دیوار پر یکایک نوبت و روشن چوکی بجھنے لگی۔ برہمن اور بھاٹ بڑی سُرری آواز سے
وید منتر پڑھتے اور جش گاتے لگے۔ بھرت جی کی آنکھ کھلی اور بولے کہ
کوئی خوشی کا موقع ہے۔ فوراً باجے بند ہوں۔ برہمنوں اور بھاٹوں کو حکم
ہوا کہ خاموش رہیں۔ فضول دماغ نہ اڑائیں +

یہ فرما کر سترہن جی سے فرمایا کہ دیکھو ان سب کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کیاں
تو پتاجی کا ماتم۔ کہاں سری راجچندر جی کی مفارقت کا صدمہ۔ کہاں یہ ساز و عشرت
یہ وقت اتنا نہیں سمجھتے کہ ہم لوگوں کا دل اور دکھتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے آرام گاہ
سے نکلے۔ سب کو چشم غضب سے تنبیہ کی اور سیدھے وہاں گئے جہاں راجہ دسر تھ کا
سنگھاسن اُن کی جدائی میں اظہار ماتم کر رہا تھا۔ اس وقت تمام ارکان دولت
و مذہب کو حاضر تھے۔ سب راہیاں روتی ہوئی بھرت جی کے استقبال کو اٹھ کھڑی
ہوئیں۔ بشت جی نے اشارہ کیا کہ سنگھاسن کے قریب طلائی کرسی پر تشریف
رکھیں۔ بھرت جی نے اُن کے اشارے پر کچھ التفات نہ کیا اور کش آسن پر
بیٹھ گئے۔ ہر طرف سے جے بھرت جے بھرت کی آواز آنے لگی +

سرک ۸۲ کے راجچندر جی لائے کی غرض بھرت جی کی رانگی

جب دربار لگ گیا تو بشت جی نے فرمایا :-

سری بھرت جی! راجہ دسر تھ آپ کے پوتا دینیوی عیش و عشرت سے سیر ہو کر آپ کو راج
پاٹ سوئپ گئے۔ آپ کا راج لکشی کا گھر ہے اس کو سرگ سے مثال دینا مبالغہ
نہیں۔ ایسا راج آپ ہی ایسے دھرم اتماؤں کے لائق ہے۔ آفرین ہے سری راجچندر
جی کو جنہوں نے اپنی سعادتمندی سے اپنے پتاجی کے ارشاد کی تعمیل کی اور راہ
وفاداری میں اپنے تکلف قدم زدن ہوئے۔ آپ بھی سری راجچندر جی کے لائق۔ ابی یہاں
اور راجہ دسر تھ کے اطاعت گزار فرزند ہیں جس طرح سری راجچندر جی نے مہاراج

کا حکم مانا۔ اسی طرح آپ پر بھی تعمیل ارشاد فرض ہے۔ آپ کو ہمارا جہی کا حکم نہیں بلکہ سری راجچندر جی کا بھی ارشاد ہے کہ تخت سلطنت کو جلوس مہمنت مانوس سے رونق دیں۔ رانی کیڈی کی مرضی سب پر طرہ گویا آپ کے لئے تین بزرگوں کی تجویز سے مسند حکومت تجویز ہوئی ہے۔ اگر کسی کا منشا بھی نہ ہوتا تو آپ مصیبت کے وقت ملک و رعایا کی حفاظت و پرورش کے یوہن دھرم واریں دور دور کے تاجدار تحفہ تحائف لئے ہوئے رونق دربار میں اُن کی سوغات قبول کیجئے اور اجر طری ہوئی اجودھیا پر رحم فرمائے۔

بھرت جی کو تخت و تاج کی ہوس ہی نہ تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کا ارشاد سزا آکھوں پر مگر ہمارا جہ خطا معاف میں تعمیل ارشاد نہیں کر سکتا بیشک آپ کا حکم نہ ماننا بے سعادت ہے مگر اس وقت مجھے اس کا کچھ خیال نہیں یہاں تو دل میں ٹھنی ہے کہ سری راجچندر جی کے پاس جائینگے اُن کو لائینگے اور سنگھاسن پر بیٹھائینگے تب کچھ کریں گے۔ گورجی ہمارا جہ اپنے مقدس و معزز خاندان میں کیسے کیسے واجب التحظیم فرمانروا گزرے ہیں۔ راجہ دلیپ۔ راجہ ہنک وغیرہ کے برابر دنیا کا کون تاجدار ہو گا۔ اُن کے راج سنگھاسن پر سری راجچندر جی کے ہونے میں قدم رکھنا ممکن نہیں۔ مجھے سلطنت سے دست کشی منظور۔ دوسیا ہی گوارا نہیں بیشک مانا کیڈی نے مرادری کے خاف برتاؤ کیا مگر تین تین لوگ کے مالک سری راجچندر جی کی قسم کھا کر کستا ہوں کہ مجھے اُن کی کارروائی سے اتفاق ہے نہ خیالات سے ہمدردی۔

راجچندر جی کے چرڑوں کی سوگند نہ مجھے کچھ خبر تھی کہ اجودھیا میں کیا ہو رہا ہے میں سری راجچندر جی کا خدمت گزار ہوں۔ خدمت گزار کو تخت و تاج سے کیا کام تمام جلوس تاجدار ہی اُن کی امانت ہے اس میں میں خیانت نہیں کر سکتا۔ میری زندگی کا لطف اور شہرہ کا شرف یہی ہے کہ میں اُن کو بلا لادوں اگر وہ نہ آئیں تو قدموں میں بہ کر خدمت گزار سے سعادت بہرہ کی حاصل کر لوں۔ آپ لوگ یہ خیال نہ فرمائیں کہ اس معاملے میں بھرت کی زبان لحاظ و ادب سے بند ہو جائیگی۔ نہیں نہیں میں خوب مباحثہ کر کے انہیں مقول کر دے گا اور بہر حال واپس نا کر دم لوں گا۔ میں بیش خیر روانہ کر چکا۔ آپ نہیں ٹھہر سکتا جس کو ساتھ چلنا ہو جائے۔ گورجی ہمارا جہ اب صرف آپ کے ارشاد کا انتظار ہے۔

سامعین پر بھرت جو کہے جوش خون کا بہت کچھ اتر مٹا۔ ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ ہر طرف سے صدا آنے لگی۔

آفرین بھرت جی۔ شایاں بھرت جی۔

ابن کار از تو آید و مردان چنین کنند

و صنیہ ہو۔ و صنیہ ہو۔

یشیشٹ جی بھرت جی کی سعادتمندیوں سے صدر جہر خوش ہوئے انہوں نے فرمایا

عمر دراز زندہ باش۔ میں سعادتمندوں کی بات کو کبھی دیکھ نہیں سکتا۔

جی کی رضا جوئی والہین کے خلاف جب میں کچھ نہ بول سکا تو تم سے کیا کہوں۔

تمہاری نیت صاف رکھے۔ شوق سے جاؤ اور کام بناؤ۔

یشیشٹ جی کی منشاءے خاطر معلوم ہوتے ہی بھرت جی نے سو متراشا دیکھا۔

تم میرے پتا جی کے سارے تھیں ہو۔ جلد چلنے کا ہاتھ امان کرو جس کو ساتھ چلنا ہو

وہ بھی انتظام کرے۔ سو متر نے منادی کرا دی اور سارے اہل شہر۔ کیا زن و مرد

کیا خود و کلال کیا پیرو جاں۔ سب گھروں سے چل پڑے۔ گھوڑوں

رکھوں۔ پالکیوں۔ نالکیوں سے راستے اٹ گئے۔ پیدل چلنے والوں کی بھیڑ

سے بیک نظر کو قدم بھر چلنا دو بھر تھا۔

بھرت جی کو عجالت منظور تھی۔ اسلئے انہوں نے رکھ کسبویا وہ خوش تھے کہ اب

سری راچندر جی اجودھیا میں آئے اسلئے انہوں نے خوشی کے بجائے کھلی بھڑا اور اہل شہر کو

اجازت دیدی کہ شوق سے گاتے۔ بجاتے جلیں اسلئے کھلی خوشی کا موقع ہے

سرک ۸۴

بھرت جی کا مع اہل شہر سرنگ پیر پور

دارالسلطنت نکھاد میں قیام۔ پہلی منزل

بھرت جی کے ساتھ بہت بھیڑ تھی۔ نو ہزار ہاتھی۔ ساٹھ ہزار رکھ۔ ایک لاکھ

گھوڑے تو گئے ہونے تھے۔ لشکرِ بشما مزید براں۔ اہل شہر الضاعف۔ کوشلیا ستمرا اور کیکئی ایک رتھ پر سوار تھیں۔ کیکئی دل میں پچھتاہی تھی کہ مفت مہنہ پر سیاہی لگائی نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ اب راجپندر کو کیونکر منہ دکھاؤنگی۔ اور سب کو خوشی تھی کہ سری راجپندر جی کے درشن ہو گئے۔ جاٹکی جی ملینگی۔ لکشمین جی کا دیدار حاصل ہو گا۔ بھرت جی سب کو لوٹا لائی گئے۔ اجودھیا کی قسمت جاگیگی +

تمام کاروباری آدمی کاروبار بند کر کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ سنار۔ لوہار۔ عطار۔ چڑھیا۔ نائی باری۔ دھوبی۔ بید۔ سبزی فروش۔ درزی۔ نٹ۔ کمار۔ غرضیکہ ہر پیشہ ورمہراہ تھا۔ استاد۔ شاگرد۔ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر۔ سب ٹولیاں باندھے جا رہے تھے۔ ہر ایک کی پوشاک بدلی ہوئی تھی۔ ہاتھیوں پر چدن کا لنگ زینت دے رہا تھا۔ وضع سادہ اور بے تکلف تھی۔ نمائش سامان بالکل ندارد۔ بھرت جی کا ارادہ تھا کہ سری راجپندر جی کے پاس پہنچ کر دم لیں۔ مگر نہیں کچھ اہل شہر کی پیادہ روی کی تکلیف کے خیال کچھ گنگا جی کی نفیر کیفیت کی دلچسپی نے انہیں سرنگ بیرپور میں روک لیا۔ سب لوگ وہاں قیام پذیر ہوئے اور بھرت جی مقدس تیرتھ پر مہاراجہ دسرتھ کے بزوان سے فراغت حاصل کر کے رات سری راجپندر جی کی قدمبوسی کے اشتیاق میں بسر کی۔ سرنگ بیرپور وہی مقام ہے۔ جہاں راجہ گوہ نکھا دمسند آ رہا تھا +

سک ۸۴

بھرت جی کی آمد سے اچھہ نکھا د کو گاڑی تھیں۔ قدمبوسی

نکھا د کو جب بھرت کی آمد معلوم ہوئی۔ وہ گھر سے نکلا۔ دیکھا تو ایک خلقت شور و غل مچاتی چلی آرہی ہے۔ فوج کا بھی کچھ شمار نہیں۔ اُس کو وہم ہوا کہ فوج کثیر کی عمراری کیا معنی ضرورہاں میں کالا کالا ہے۔ لوگوں کا یہ خیال غلط کہ بھرت سری راجپندر جی منائے کو جاتے ہیں۔ منانے کے لئے جانے کے وقت لاؤ لشکر کی کیا ضرورت معلوم ہوتا ہے کہ منہ میں رام بعل میں اینٹوں کا معاملہ ہے۔ بھرت ضرور بیرپور محسن و کرم فرما سری راجپندر

ساتھ دشمنی سے پیش آئیگی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم لوگوں کی زندگی میں وہ یہاں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ اس لئے اپنے اہل قوم سے کہا کہ

دراہویشیار ہو جاؤ۔ بھرت کی نیت درست نہیں معلوم ہوتی۔ دیکھو فوج کے دل امنڈنے چلے آتے ہیں۔ مجھے ان کی طرف سے دھجھی نہیں۔ یہ ٹیکٹی کے بیٹے ہیں جنہوں نے سری راجندر کا سب راج پاٹ لیکر بن کو رواز کیا۔ اڑتی پڑتی سُنی ہے کہ منانے جاتے ہیں مگر راجوں کی نیت کا کچھ اعتبار نہیں معلوم نہیں کہ دل میں کیا ہے۔ اب ان کو راج پاٹ مل گیا فوج ان کی سلطنت ان کی سب راج کے اہلکار ان کی کہتے ہیں۔ پھر اب کیا کی ہے۔ مگر جو ٹیکٹی کا بیٹا ہو اُس سے امید وفا نہیں۔ بھرت جی سوچا ہو گا کہ چودہ برس کا راج ہوا تو کیا نہ ہوا تو کیا۔ راج دہی جودھیا کی عدم موجودگی میں بے غل غش کیا جائے۔ جنٹک سری راجندر جی موجود ہیں بھرت جی برائے نام راجہ رہینگے۔ ان کی دوندھی اس طرح کہاں پٹ سکتی ہے جو کورے طور سے اپنا اثر کرے۔ مگر بھرت فوج نہ لاتے تو اندیشے کی کوئی بات نہ تھی۔ یہ فوجی نمائش آخر کس لئے ہے۔ ضرور ٹیکٹی نے بھرت جی کو بھی کچھ پٹی پڑھا دی ہے اور اسی کے کہنے پر بھرت جی لاؤ لشکر کے ساتھ چتر کوٹ کی طرف بڑھ رہے ہیں میں سری راجندر جی کا ہوا خواہ ہوں پہلے یہاں دودھ کاٹھ ہو جائینگے تب بھرت جی کو آگے بڑھنا نصیب ہو گا بھلا یہی ہے کہ ہمیں خاک پر سلاٹیں یا ہم سری راجندر جی کی خیر اندیشی میں کام آئیں۔ اے اہل قوم۔ اے سرنگ۔ بیروہ۔ باسو۔ پتھیا۔ دھول۔ لیس ہو جاؤ۔ وقت نازک ہے معاملہ ٹیرھا ہے مگر باشد۔ لطف ہے کہ ہم لوگوں کے سری راجندر جی کو کمان میں تیر جوڑنے کی تکلیف نہ ہو۔ یہ بھی خوب خیال رہے کہ گھبراہٹ ہر حال میں بُری ہوتی ہے بے سوچے سمجھے جس نے کام کیا اُس کو پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ تم سب لوگ یہاں مکر کس رکھو۔ میں ذرا دیکھ آؤں گا کہ رنگ کیا اور صورت معاملہ کیا ہے۔ دشمنی کا خیال ہے یا وفاداری کا جوش +

یہ کہہ کر نکھا دھواں خاص ارکان دولت کے ہمراہ سامان دعوت لیکر بھرت جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سومتر کو شناخت تھی اُس نے دور ہی سے دیکھ کر کہا کہ بھرت جی! یہ راجہ گوہ نکھا دھواں کا سرتاج آپ کے سری راجندر جی کا بڑا بھگت ہے گو بڑھایا ہے مگر وہ خانی طاقت میں دوسرا نظیر نہ ملے گا۔ سری راجندر جی کی بہت کچھ خدمت کی۔ اب آپ کی قدمبوسی کو آ رہا ہے +

بھرت جی نے فوراً کارکنان سلطنت کو پیشوائی کے لئے بھیجا وہ انھوں نے
لاٹ بھرت جی نے استقبال کیا تعظیم دی اور راجوں کی طرح عزت سے بٹھا کر کہا کہ
آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی آپ اس وقت ملاقات کر کے شرمندہ کیا
میرے پتا جی دنیا سے چل بسے۔ سری راجندر جی کا سایہ ہمارے سر پر تھا۔ مگر وہ بھی
بن کر روانہ ہو گئے۔ میں تحفہ تحائف کے لائق نہیں۔ میرا عہد از حد ہے جس کے
محافظ سے آپ نے زحمت گوارا کی۔ میں سری راجندر جی کا ایک ادب نے خادم ہوں۔ ان
کو لینے کے لئے جاتا ہوں۔ جو تحفہ تحائف ہو گئے۔ وہ ان کے پیشکش کیجئے۔ ان
خدمتگاروں کو ان سے کیا واسطہ؟

نکھو۔ آپ کے خیالات کا شکریہ آپ کی لیاقت کو آفرین۔ مگر یہاں تو سالگرم سے
مطلب ہے۔ بڑا بیٹا ہو تو کیا چھوٹا ہو تو کیا۔ میں کچھ سوغات نہیں لایا صرف شکایت
کرتے آیا ہوں کہ خیر خواہان دولت کو نزول مرکب اقبال کی کیوں خبر نہ دی گئی کہ کچھ
خدمتگار ہی کر سکتے۔ جب آپ کی طرف سے بے انتہائی دیکھی تو ہاتھوں پر سرسوں
جھا کر لچھ پانی پینے کے واسطے آیا ہوں۔ اگر قبول اقتد زب سے عرف شرف ہو کر
سبز است تحفہ درویش۔ آپ تو دھرم اور شاستر اور راج ریت واقفکار ہیں۔ آپ
کو میں کوئی رحمت باؤں۔ بھلا آپ ہی فرمائے کہ گرد۔ بید راجہ کے پاس خالی جانے
کی کس شاستر میں لیت ہے اب میں قدم بوس ہوا ہوں۔ آپ کو مناسب ہے کہنا حاضر
قبول فرمائے اور کم از کم آج کی رات خدمتگاری کا موقع دیکھئے۔

سرگ ۸۵

بھرت جی کی تقریر پر پاشیر سے راجہ گوہ نکھاو کا رفع شک

بھرت جی نکھاو کا خشاے اصلی سمجھ گئے کہ دل ٹٹولنے آیا ہے انہوں نے اس
سے فرمایا آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔ میرے سایہ سری راجندر جی کی رخصت اور
بھگتی کے فیض نے آپ کو سرتاج زمانہ بنا دیا۔ کہاں آپ ہمارے سر پر تازہ کہاں
میں سری راجندر جی کی خاک پاؤں نسبت خاک راہ عالم پاک آپ کی مسافر غور ہی

اتنی ہی کیا کم ہے کہ درشن دئے۔ زیادہ احسانات کی کیا ضرورت۔ ہاں بھادراج
درشی کے آشرم کا پتہ دیکھتے تو مزید احسان +

نکھاد۔ (اتھ جوڑ کے) بھادراج جی آپ کیوں کانٹوں میں گھسیٹتے ہیں میں آپ کے پاؤں کی
جوتی کے برابر نہیں۔ آپ آپ ہی ہیں۔ غلام غلام ہی۔ میرے ملازم سری راجندر جی کی
جوتی میں جاتے ہیں میں بھی خود فرود گاہ کا پتہ لگانا ہوں۔ مگر اتنی فروج کثیر کے لئے راستہ
ٹھیک نہیں علاوہ بریں شک ہوتا ہے کہ شاید اس بیشمار لشکر کی ہر اہی صاف دلی سے
نہ ہو۔ یہ شک مٹ جائے تو میں آپ کو بے تکلف منزل مقصود تک پہنچا دوں +

بھرت جی۔ آپ کا گمان ممکن ہے کہ بیجان ہو۔ کیونکہ آپ کی بات میں دلینے کی لیاقت
نہیں رکھتا۔ اگر کوں کہ خیال ہی خیال اور وہم ہی وہم ہے تو اتنی گستاخی نہیں کر سکتا
کیونکہ آپ کو سری راجندر جی کا زنبو دے چکا ہوں۔ سری راجندر جی میرے ملازم و مہمان خانہ
ہیں تخت سلطنت خالی پڑا ہے میں سر کے بل راہ وفاداری میں چلا ہوں ارادہ یہ کہ درشن
پرسر رکھ کر واپس لے آؤں۔ ایشور گواہ ہے کہ کچھ بدبختی نہیں صفائی قلب سے منانے کا عزم ہے +
نکھاد۔ آفرین بھرت جی آپ کی سعادتمندی کی کس زبان سے تعریف کروں۔ لائق
بھائیوں کا کام یہی ہے۔ آپ کا سادھو ماتا دو سرا کوں ہو سکتا ہے +

ان باتوں میں رات ہو گئی۔ نکھاد کے تو بہات دور ہوئے۔ بھرت جی آرام تو کیا مگر سری راجندر
جی کے تصور پر ہلکے جھپکنے دی۔ راجہ نکھاد دھنشن بان لیکر چاروں طرف پھرنے لگا مگر جس
وقت بھرت جی کے رونے کی آواز آئی نکھاد دوڑا ہوا پاس آیا اور بڑی محبت فمائش کرنے
لگا کہ اب رو دھو کھانا کیا کام چلئے آپ کو لئے چلتا ہوں سری راجندر جی کے درشن کیجئے +

۸۹

بھرت جی کو سری راجندر جی کے قیام سفر کی کیفیت اور
لکشمین کے خیالات نکھاد کی زبانی آگاہی

نکھاد کی فمائش اثر پذیر ہوئی۔ بھرت جی کے آنسو پچھ گئے پوچھا کہ سری راجندر

جی نے یہاں کہاں قیام فرمایا تھا ؟

نکھاو۔ اسی مقام پر۔ آپ کو نیند نہیں آتی لیجئے میں پچھونا لایا ہوں۔ اس پر رام
کیجئے سری راجندر جی سے بڑھ کر مجھے کسی کی اُلفت نہیں آپ اُن کے بھائی ہیں
میں سمجھ لیجئے کہ سارا راج پاٹ دھن دولت سری راجندر جی ہی کا عطیہ ہے۔ اگر
کوئی شخص سری راجندر جی سے عداوت کرے تو مجھ سے بڑھ کر اُس کا کوئی دشمن
نہیں۔ کیسا ہی عظیم لشکر چڑھا ئی کرے میں بغیر خاک پر سلاٹے نہ ہوں۔ اُس
مقام پر سری لکشمں جی نے بھی زمین سے پیٹھ نہیں لگائی۔ میں نے بہت سمجھایا
مگر انہوں نے اس جواب سے معقول کیا کہ

میں سری راجندر جی کے برابر نہیں سو سکتا۔ جب وہ زمین پر چڑھا ستر
ہیں۔ تو میں کہاں لیٹوں لکشمں جی کو راجدر سرگھ کی بے مہری کا نہایت افسوس
تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ

کہاں توج تپ سے سری راجندر جی کی پیدائش کے لئے آرزو۔ کہاں انہیں
کے ساتھ یہ بدسلوکی ممکن نہیں کہ اس ادھرم سے اُن کی جان بچے۔ وہ کبھی
زندہ نہیں رہ سکتے۔ کیسٹی تو البتہ نہ مرے گی۔ مگر کوشلیا جی دانا ستر سے بھی مایوس
ہوں۔ وہ کچھ ہی دنوں کی مہمان ہیں ؟

لکشمں جی کو سید رنج تھا۔ کہ راجدر سرگھ کے دم توڑتے وقت سری راجندر جی اور
سری جاکلی جی اور خود بھی پاس نہ ہونگے۔ باقی لوگ آخری دیدار حاصل کر سکنگے رات
انہیں باتوں میں کٹ گئی۔ صبح ہو ہی سری راجندر جی جٹا بنائی پوشاک اتاری گنگا کے
پار اترے جلا نکر بازار شیوں کا تھا۔ مگر ہاتھ میں تیر و کمان کی زینت بہت ہی نظربہتھی
چہرے کا جلال کہہ رہا تھا کہ اب دشمنوں کی خیر نہیں جزو پر آیا نشانہ تیرا جل ہوا ؟

سرگ

بھرت جی کا عالم بہوشی۔ کوشلیا جی غیرہ کی

گریو زاری۔ بعدہ درستی عواس۔ شکھاد کی گفتگو

جس وقت بھرت جی نے شکھاد کی تقریر سنی۔ انہوں نے سری رام چندر جی کا دھیان کیا تصور نے وہ سالوں کی صورت اور وہی صورت پیش نظر کر دی۔ پھر صحرانوردی کی تکلیفات کا خیال آیا تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ سری نلکشمی جی کی گفتگو نے دل پر ایک گہری چوٹ پہنچائی وہ عالم بے قرار ی میں بیہوش ہو گئے۔ شکھاد نے یہ کیفیت دیکھی تو بدن پر جوڑی سی چڑھ گئی۔ ہاتھ پاؤں تھر تھرانے لگے کچھ کرنے دھرتے نہ بنا سترن جی نے بھپٹ کر بھرت جی کا سر زانوے ادب پر رکھ لیا اور چیخ چیخ کر رونے لگے سترن جی کی گریو زاری سے تمام اہل شہر سردھننے لگے۔ دردناک چیخوں نے رانیوں کی نیند اچھا دی۔ طرح طرح کے صدقات اُن کے بدن میں دم کہاں تھا مگر سب روتی ہوئی دوڑ پڑیں۔ کوشلیا جی نے بھرت اور سترن کو کلیجے سے لگا لیا اور روتی ہوئی بولیں :-
 پران پیارے بھرت۔ آنکھ کھولو۔ کو تو مزاج کی کیا کیفیت ہے۔ دیکھو تو تمہاری کوشلیا کس حال میں ہے۔ اس سے تمہارا دکھ دیکھا نہیں جاتا۔ سری رام چندر جی جب سے گئے تمہاری کوشلیا ماما موت کی گھماں تھی مگر جب سے تمہیں دیکھا اُس کی زندگی ہو گئی۔ میرے لادے بیٹوں پر مائے مصیبتیں۔ او زندگی تجھ پر زوف ہے۔ پیارے بھرت ابھی تو اچھے تھے پل بھر میں کیا ہو گیا۔ کیا کوئی رام چندر جی کی بات سنی۔ کچھ نلکشمی نے تو تم کو برا بھلا نہیں کہا کہ تمہاری طبیعت بگڑ گئی۔ بیٹا ہوش سنبھالو۔ سچ سچ بتا دو کہ تمہیں کس بات کا دکھ ہوا۔ چُپ رہو گے تو ابھی کلیجے میں خنجر بھونک لوں گی :-
 کوشلیا کی بے قرار ی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ بھرت جی نے آواز سنی تو آنکھیں کھولیں اور بولے :-

ماما جی میں اچھا ہوں۔ کوئی نلک کی بات نہیں آپ ذرا اسی باتوں پر اتنا رنج و غم نہ کیا کیجئے۔ ہم لوگوں کو دکھ ہوتا ہے۔ مجھے نہ سری رام چندر جی نے کچھ کہا نہ نلکشمی جی نے۔ صرف تکالیف سفر کا خیال آگیا۔ اور کچھ نہیں۔ ماما کوشلیا کو دھارس دیکر بھرت جی نے شکھاد سے فرمایا :-

لال و د بات تو ادھور ہی رہ گئی۔ سری رام چندر جی وغیرہ یہاں آئے تو کیا دکھایا کیا پایا۔ کہاں اُسٹھے بیٹھے کس جگہ سوئے :-

نکھواو جب ذات مقدس یہاں رونق افروز ہوئی میں نے کندھوں پھیل پیش کئے
خود بدولت نے صرف ہاتھ لگا دیا اور فرمایا کہ
جب گھر کی سب دولت چھوڑ دی تو کسی کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت دوسرے
چھتری کا یہ دھرم نہیں کریں پرایا کھانا کھائے۔ خلاصہ یہ کہ کسی نے کوئی چیز
منہ سے نہ لگائی۔ سری راجپندر وجا لگی جی نے صرف گنگا جل پر بسر کی۔ لکشمی جی
نے گنگا جل بھی نہ چھوٹا۔ یہ دیکھتے اسی جگہ انہوں نے آرام فرمایا تھا۔ لکشمی جی
نے اپنی بھانج کے چرن دھو کر ہاتھ سے لگائے اور چڑے کی کوچ پتھر حفاظت
کے لئے گشت کرتے رہے۔ میں اور میرے لشکر نے بھی ساری رات پرہ دیا۔

سک ۸۸

بھرت جی اور ماماؤں کا سری راجپندر جی کا مقام استراحت دیکھ کر اظہار غم بھرت جی کا جوش و فوار

بھرت جی اٹھنے ماماؤں کو ساتھ لیکر وہیں زمین کا سجدہ کیا۔ جہاں
سری راجپندر جی فوج استراحت ہوئے تھے۔ ماماؤں سے بولے:-
جن سری راجپندر جی کے لئے راجہ دسر تھ نے نہ معلوم کتنی پیشیا کی جن کے
قدوں کو سیس جی سر پر رکھنا فخر سمجھتے ہیں جن کے زیر قدم فرش زر کار بچھا رہتا تھا انہیں
کے سونے کی جگہ یہ۔ افسوس جس کا ایوان کان زرد جو اس کے لئے صحرائیں جن کی
بیدار کی وقت بید خوانی اور غم سنجی ہوا کرتی تھی۔ ان کو جانوران صحرائی کی صدا بے شکم
سالقہ۔ دہری پر ابدہ تجھ سے کسی کا بس نہیں جو ایک عالم کو راحت دے اسی کو
زحمت۔ آہ اپنا جی خود تو فکر دامن چھڑ گئے۔ ہم لوگوں کے لئے مصیبتوں کا سامنا
کر دیا۔ اجودھیا لاوارث ہو گئی۔ صدمات نے بہادران فوج کا کچھ مر نکال دیا۔ تلواریں بے
دم ہو گئیں۔ گمانیں کمر شکستہ۔ اب تو جس دشمن کا جی چاہے چڑھ دوڑا مگر دشمن بھی ڈرتے
ہیں کہ لیکٹی کے ادھرم سے حاصل کئے ہوئے راج پر نیت ڈالنے سے کہیں ادھرم

کاسارا بوجھ انہیں کے سر نہ پڑ جائے +
یہ سب باتیں لکراؤ انہوں نے قسم کھائی کہ آج سے میں بھی زمین ہی پر سوؤں گا
کنڈول پھل کے سوا اور کچھ کھاؤں تو دھرم کی سوگندہ۔ پوشاک بھی اسی وقت اتار
رکھے دیتا ہوں۔ تو سہی راجچندر جی سے دو نے برت رکھوں۔ وہاں سری راجچندر جی کی
خدمت سے لشکرمن جی کو عظمت ہے۔ یہاں میری خدمت سترہن جی کریگے۔ سری
راجچندر جی واپس آئے تب تو خیر۔ ورنہ میزا بلانا بھی وہی ہوگا +

سر ۸۹

بھرت جی کا مع لشکر دریاے گنگا سے عبور

صبح کو بھرت جی نے نکھاد سے فرمایا کہ

اب رخصت کیجئے گنگا پار جانا ہے۔ آپ بھی کچھ مدد کریں +

نکھاد کو جب بھرت جی کی طرف سے توہمات تھے۔ وہ سب سامان جنگ لیس
کر چکا تھا۔ حکم پاتے ہی پانچسوناویں کھڑی کرا دیں ایک ناؤ مار پھولوں آراستہ تھی
اُس پر راہیوں کے ساتھ بھرت سترہن سوار ہوئے۔ نکھاد بھی اُسی میں جا بیٹھا باقی
لوگ اور ناؤں پر چلے کچھ لوگوں نے گھرنیوں سے کام نکالا۔ تھوڑی ہی دیر میں سارا لشکر
گنگا جی کے اُس پار پہنچ گیا۔ وہاں بھرت جی کو بھار دواج جی کی قدمبوسی کا اشتیاق
ہوا۔ انہوں نے فوج وہیں چھوڑ دی اور خاص خاص لوگوں کو ساتھ لئے ہوئے اُس
مقام پر پہنچے جہاں سے بھار دواج کا آشرم اچھی طرح نظر آتا تھا +

سر ۹۰

بھار دواج جی کے دشمن۔ رشی جی کا
بھرت جی پر عتاب۔ پھر نظر عنایت

بھرت جی نے یہاں شاسی پوشاک اتاری۔ جٹا بنائی اور وزرے سلطنت

ج

کو ایک کوس کے فاصلے پر چھوڑ کر صرف بشت جی اور ستر بن جی کی ہمراہی میں بھار دوا جی کے آشرم کی طرف رخ کیا۔ بھار دواج جی نے جو ہیں بشت جی کو دیکھا اٹھ کر تعظیم دی۔ بھرت و ستر بن قدموں پر گر پڑے۔ بھار دواج رشی آسن پچھا دیا۔ کندول پھل سے تواضع کی۔ بھار دواج جی غیب دان تھے۔ اُن کو کس بات کا علم نہ تھا۔ مگر دنیا دکھا دے کو اُنہوں نے اجودھیا کی خیر و عافیت پوچھ کر بھرت جی سے کہا

تمہیں تو راج ملا ہے۔ یہاں آنے کی وجہ؟

بھرت جی کچھ جواب نہ دے سکے خاموش رہے تو بھار دواج کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں اور فرمایا کہ

تمہاری ماں کیکٹی نے بڑا ادھرم کیا ہے۔ ایسی دشمنی کبھی کوئی سوتیلی ماں نہیں کر سکتی۔ تم اُس کیکٹی کے بیٹے ہو۔ تمہاری نیت کا بھی کچھ ٹھیک نہیں مجھے خوف ہے کہ فوج و لشکر سے سری راجندر کو کہیں دُکھ نہ دو +

بھرت جی رو پڑے منہ سے بات نہ نکلتی تھی مگر بڑی جرأت کر کے بولے۔ ہمارا ج آپ کا ایسا خیال میری بد قسمتی کا کیا ٹھکانا۔ میں بچپن سے نانہال میں کیکٹی سے نہ ملاقات نہ نامہ و پیغام۔ مجھے کیکٹی کے ارادوں کی کچھ خبر نہ تھی یہاں آکر دیکھا تو دنیا ہی اُلٹ پلٹ پائی۔ پتا جی مجھے راج دے گئے تو کیا ہوا۔ میں بھی تو قبول کروں۔ میں تو اب سری راجندر جی کے واپس لانے کو جاتا ہوں۔ یا تو اُن کی غلامی بن میں کرونگا یا اجودھیا میں +

بھار دواج۔ میرے کہنے کا بڑا نہ ماننا۔ میں دیکھتا تھا کہ تمہارے خیالات کس قسم کے ہیں۔ تم کو شاماش کہ اپنے دھرم ماننا بزرگوں ہی کی طرح دھرم کو عزیز رکھتے اور بزرگی کا لحاظ رکھتے ہو +

سرک ۹۱

بھار دواج رشی کے آشرم میں بھرت اور اہل شکر کی خدمت

بھار دواج جی نے بھرت جی کے سامنے کندول پھل دھیر کر دئے اور فرمایا کہ

برگ سبز اسنت تھخہ درویش۔ جل پان کرد

بھرت جی۔ مہاراج کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے۔ کسی بات کی کمی نہیں۔ میں اُلتی دعوت کیونکر قبول کروں۔ دوسرے اور لوگوں نے معلوم نہیں کہ کچھ کھایا پیا یا کیا۔

بھار دو اچ رشی۔ تو پھر فوج وغیرہ کو کیوں بھیجے چھوڑ دیا ساتھ کیوں نہ لئے آئے۔

بھرت جی۔ حرف ادب خیال سے۔ رشیوں کے درشن کو جانا اور ساتھ لاؤ لشکر ساتھ کھنا کب روا ہے۔ کہاں آپ گوشہ نشین عافیت گزریں۔ کہاں آدمیوں کا ریلہ۔ اہل فوج کا میلہ۔ کوئی ہاتھی بگڑ جائے۔ گھوڑا راس توڑا کر بھاگے تو تکلیف کے سوا اور کیا تھا آپ

کو کوئی بات ناگوار ہو جاتی تو ذرا سے سراپ میں ہم لوگوں کا کہیں ٹھکانہ تھا۔

بھار دو اچ جی۔ یہ بن کوئی ایسا ویسا نہیں بہت بڑا ہے۔ کسی سے کہو سارے لشکر کو بلا لائے۔

یہ فرما کر رشی جی اگنی گنڈ کے مقام پر تشریف لے گئے اور اپنی جوگ شکتی سے بسو کرماں سے گزارش کی کر

جلدی ہتھیلی پر سروسن جمائیں جنگل میں مکانات۔ باغ بادلی۔ تالاب فوراً تیار کر دیں۔ پانی کی ندیوں میں دودھ دہی شربت گنے کا رس بہنے لگے۔ گندھریوں اور

ایسراؤں کو نالچ گانے کی اجازت ہو۔ جنگل درختوں سے صاف ہو جائے پھل پھول آپ اور چند رماں جی لئے موجود رہیں۔ دیوتا لوگ چھپیں بھوک تیار رکھیں۔ اندر اور دیوتا سب اہل لشکر اور اہل اجودھیا کو اپنے ہاتھوں سے مالا پہنائیں۔

اطما خواہش کی دیر تھی بسو کرماں نے سب کام ٹھیک ٹھاک کر دئے۔ تمام جنگل صاف ہو گیا۔ چاروں طرف خوشبو پھیل گئی۔ نرم و سرد ہوائیں پھولوں کی مہکتے دماغ معطر کرنے لگیں۔ سارا لشکر جنگل میں آگیا پیشمار آدمیوں کو رہنے بسنے کے لئے مکان تیار اور سامان

آسائش لیں لے۔ باجوں کی خوش کن آواز آنے لگی۔ گندھریوں اور ایسراؤں قصہ درود شروع کر دیا۔ اندر بنفس نفیس بھرت جی سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر حکم کے منتظر ہوئے

تمام اہل لشکر کو حیرت ہوئی کہ پل مارتے یہ کیا سے کیا ہو گیا۔ سب لوگ بھار دو اچ کشف و کمالات کی تعریف میں تر زبان تھے۔ باج کو س تاک عمارتیں ہی عمارتیں تھیں۔ آثار

آئوہ وغیرہ درخت گوندنی کی طرح کہہ رہے نظر آتے تھے۔ دودھ دہی وغیرہ کی نہریں جاری ہوئیں

فیہ خانے۔ صطل۔ رختہ خانے۔ سب تیار مکان نہایت عالیشان۔ آرائش بہا
دید۔ بند نواروں سے ہر درو یوار کی رونق۔ سفیدی نظر فریب۔ گلکاریاں عمدہ
سے عمدہ۔ ہر جگہ فرش مکاف۔ خوابگا ہیں عمدہ طوعے آراستہ۔ سوئٹوں میں ایک
سے ایک لذیذ کھانے تیار۔ ہر واقعہ کی مذا میں موجود +

بھار دو لاج جی اندر کے ساتھ بھرت جی کے پاس آئے اور بولے کہ
سب سامان دیکھ لیجئے اور جس چیز کی ضرورت ہو کہہ دیجئے۔ بھرت جی ہاتھ جوڑ
کر ساتھ ہوئے۔ دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں عقل حیران کیا معاملہ ہے۔ یہ عالم خوب
یا عالم بیداری جنگل ایک دم میں کیسے ایک پُرفنا شہر بن گیا۔ بھار دو لاج اب نہیں
ایک ایسے مکان میں لے گئے۔ جہاں ایک جزاؤ سنگھاسن بچھا ہوا تھا۔ سنگھاسن
کے چاروں طرف دیوتاؤں کی نشست اور چتر +
جاتے ہی راجہ اندر نے عرض کی :-
تشریف رکھئے +

بھار دو لاج۔ بے تکلف بیٹھئے یہ آپ ہی کے لئے تیار ہے +
بھرت جی نے سر ادب جھک کر چوڑا ہاتھ میں لے لیا۔ اور سری راجپند جی کا دھیان
کر کے سنگھاسن پر چھلنے لگے۔ تمام وزیر و ارکان سلطنت باقاعدہ کھڑے ہو گئے برہما جی
اشارے سے بیس بیس ہزار عورتیں بھرت جی کی خدمت کے واسطے برہم لوک کی سیر پوری اور
امراوتی سے حاضر ہو گئیں۔ مردنگ۔ مین۔ سارنگی کی دلنوا آوازوں جنگل گونج اٹھا ہر
لوک وغیرہ کی عورتیں کسی کو عطر سنگھانے کسی کے پاؤں دبانے لگیں۔ کوئی پیچھلتی
کوئی پسینہ پونچھتی پانی پلاتی تھی۔ ہاتھی۔ گھوڑوں۔ بیل۔ اونٹوں کی خدمت کے لئے ہزار
آدمی متعین ہو گئے۔ ہر جانور کے سامنے تالیاں کھانوں کا ڈھیر ہو گیا +
خدمتی عورتوں کو بڑا آسنا آیا وہ کہنے لگیں کہ اس بڑھلے کسی لوک میں اور کیا سامان
آرائش ہوگا۔ جب کھانے کا وقت آیا بھار دو لاج کے اشارے پر سب لوگ شریک دعوت ہوئے
اہل اجودھیا کی ضیانت ایک مقام پر تھی۔ نکھاد کی فرج کے لئے دوسری جگہ نشست
کا انتظام تھا۔ اس کے لئے سامان دعوت بھی جدا تھا یعنی قلیہ۔ قورمہ۔ لوبیا اور مونگ
کی دال وغیرہ شربت۔ تالاب بھر ہوئے تھے۔ دودھ۔ دہی کی نہریں جاری تھیں کسی چیز کی کمی

تھی۔ سب سے خوب ڈٹا کر کھایا۔ کوئی چیز دوبارہ مانگنے کی ضرورت نہ پڑی۔ ایک دفعہ کے
پانچ سو ہی میں بہت کچھ بچ رہا۔ کھانے پینے سے فراغت ہوتے ہی پانچ کھڑکوں
آئینہ۔ سرور کی گھٹی وغیرہ تمام ضروری چیزیں ہر ایک کے پاس پہنچ گئیں۔ کسی کو یہ
موقع نہ ملا کہ کسی چیز کے واسطے حرف مطلب زبان پر لائے۔ دعوت الیٰ پر تکلف
بھٹی کر کھاتے پیتے سویرا ہو گیا۔ تمام بستی میں بھارو وراج رشی کے اعجاز کی وہ دم
مچ گئی۔ چوتھا وہ وہاں کرتا تھا۔

سرک ۹۲

بھارو وراج رشی کے آشرم سے بھرت جی وغیرہ کی رخصت

جب صبح ہو گئی آفتاب کی شعاعیں گوشہ مشرق سے پھیل پھیل کر دینا کو عالم نور بنا
گئیں تو بھرت جی حاضر ہو کر بھارو وراج رشی کے قدموں پر سر رکھا اور عرض کی :-
ہمارا راج! آپ کی بزرگانہ توجہ کا کمال شکریہ ادا کیا جائے۔ آپ سارے لشکر
اور کل اجودھیا کو اپنے کشف و کرامات سے حیران کر دیا۔ اس خوبی سے دعوت کی کہ انسان
تو انسان۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ تک اسوہ ہو گئے۔ جو چیز مجھے بھی بھی میسر نہیں ہوئی تھی
آپ نے کھلائی۔ اب اجازت دیجئے کہ ہم لوگ سری راجچندر جی کی خدمت میں حاضر
ہو کر وہ غرض پوری کریں جس کی بدولت آپ کے درشن نصیب ہوئے :-
بھارو وراج۔ جدا کرنے کو توجی نہیں چاہتا مگر دیکھنے کا بھی موقع نہیں۔ اچھا
جاؤ کام سہہ کرو :-

بھرت جی۔ سری راجچندر جی کے درشن کہاں ہونگے :-
بھارو وراج۔ راجچندر جی یہاں سے دس کوں پر جو بن میں منہ گنی اندی کے
کنارے چتر کوٹ پر مقیم ہیں۔ وہ ایک گڑھی میں بیٹھ گئے۔ وہاں محل اور ایوان کا خوب منہ
دیکھنا۔ جب جہا جی پر پہنچتا تو جنوب کی طرف ہوا کر پھر دائیں ہاتھ کو چلے جانا وہاں
سری راجچندر جی کے درشن مل جائیگے :-

جب رانیوں کی رخصت کی کیفیت سنئی تو بھارو وراج جی کے درشنوں کا اشتیاق بڑھا

کوشلیا۔ کہ بدن میں طاقت نہ تھی۔ رانی سمتران کا ہاتھ تھام رشی جی کی خدمت میں حاضر ہوئیں کیسکی بھی ساتھ آئی۔ سنبھو ڈنڈہ دست کی پادیں چھوٹے اور وہیں سر پہنے کر بیٹھ گئیں +

بھردراج جی نے بھرت جی سے دریافت کیا کہ

یہ رانیاں کون کون ہیں پچھو اور +

بھرت جی نے یہ کہشلیا بھی میری سب سے بزرگ بہن ہیں۔ سرری رچند جی سے انہیں سے وہ دور سے پرورش پائی ہے۔ اس کے پاس ہمارا فی سمتران شریف رکھتی ہیں جن کی آنکھوں کو لکشمی اور سترن ایسے غیر نظر سے ہیں تیسری یا کا ذکر کرتے ہوئے میں اپنی قیمت کی کو بھید نکتا ہوں۔ یہی ذات شریف بھرت جی کی ماں ہیں جنہوں نے سرری رچند جی کو بن باس دیا۔ پتا جی کی جان لی۔ اچودھیا اچاریہ ہم لوگوں کے استاد کا کالہ لگاٹی +

یہ کہتے کہ بھرت جی کو حرات آگئی۔ ان کی آنکھوں میں خون اُٹرایا۔ جوش غصہ میں کچھ اور کہنا چاہتے تھے کہ بھاردراج جی قطع کلام کرنے کی غرض سے بول اُٹھے +
بھرت جی آج سے کیسکی کو کبھی سخت کشت نہ کہنا۔ تمہاری ماں کا کچھ قصور نہیں جو کچھ کیا ہے وہ سب سرسوتی نے ورنہ اس کی کیا مجال تھی کہ کچھ من سے بولتی سرری رچند جی کا بن باس میں جانا لازمی تھا۔ وہ بن باس اختیار نہ کرتے تو رچند جی کی سرکوبی کا اور کیا انتظام ہو سکتا۔ جو کچھ ہوا ہے وہ خود رچند جی کی مرضی کے مطابق ہوا ہے اس میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اچھا اب رخصت۔ سرری رچند جی سے دشمنی باز کہ دنیا سب لوگ کر رہے تھے۔ سواریاں تیار تھیں۔ بھرت جی نے چھوڑ کر پٹیلے ایک رتھ پر رانیاں سوار ہوئیں۔ انہوں نے غصہ سے روانہ ہوا۔ سب رتھ فرار تھے کہ بن باس میں اچھوڑ چھوڑ کر لوگ رتھوں کے قدم سے گزرتے تھے +

ک ۹۳

بھرت جی کی چتر گت کے قریب پہنچا

سری راجپندرجی کی فرود گاد کی تلاش

بھرت جی چتر کوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ بکسیر بنیاد دیکھ کر تمام جانور ان صحرائی اور اودھرداک سے یا جان لیکر نہیں اور بنیاد کھڑے ہونے کو ہیکر یا قیدیوں کی صورت دیکھ کر جنگلی یا قیدیوں کا کھیر دہنسا تھا۔ ہرن گھوڑوں کی چاپہ سر سکتے تھے۔ اب یہ راہ رواں منزل دفاد رہی چلتے چلتے اس ٹکڑے پر پہنچے جہاں کا بھار دواج رشی اور بکھار دے پتہ دیا تھا۔ چتر کوٹ نظر آئے لگا +

مند آئی کی لہریں تندر آئے لگیں ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے پھول زمین پر بچھ گئے۔ دیکھا کہ مور مست ہو کر ناچ رہے ہیں۔ درخان خوشنوا کو فغمہ بنی کے ہوا بچھ نہیں۔ ہرنوں اور ہرنیوں کی چہلوں کا مزہ عجیب دلکش تھا۔ بھرت جی کو اس مقام کی فصاحت و لہجہ معلوم ہوئی۔ چنانچہ وہ تو وہیں ٹھہر گئے اور خادم درگاہ کو حکم دیا کہ سری راجپندرجی کی قیام گاہ تلاش کریں حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہزار ہا خادم بارگاہ اودھ اور روانہ ہوئے ایک جماعت کو ایک طرف دھواں اٹھتے ہوئے نظر آیا وہ لوٹے اور بھرت جی عرض کی ہمارا ج ایک طرف دھواں اٹھ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سری راجپندرجی دیرا رونق افروز ہیں۔ سانسے جانا خلاف ادب سمجھا اس لئے واپس آئے مگر ہزار سو سے سری راجپندرجی کے سوا اور کوئی نہیں۔ بھرت جی خوش ہو گئے سب سے کہرا کو اچھا ٹھہر دیں خود پتہ لگاتا ہوں۔ یہ فرما کر وہ اٹھے۔ سو متر اور دھرت برہن کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوئے یہاں اہل فرج گھبرائے کہ ایسا نہ ہو بھرت جی اکیلے مل آئیں اور ہم سب دہشتوں سے محروم رہیں +

سری راجپندرجی اور سری جانی جی کی بھرت کوٹ

سری راجپندرجی اور سری جانی جی کی بھرت کوٹ

چتر کوٹ کے تمام رشی سری راجپندرجی کی خاطر داشتہ کو مقدم سمجھتے تھے راجپندرجی کو جانی جی کا دل بدلائے کے لئے سیرہ تغیر سے کام تھا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اندر اندر اندانی سری راجپندرجی اور سری جانی جی کی خدمت کو سراہتے اور خدمت کو

ترستے تھے چترکوٹ حالانکہ ایک پہاڑ تھا مگر سری رامچندرجی کے فیض قدم سے اس کی رونق اجودھیا سے بدرجہا بڑھ گئی تھی۔ اجودھیا میں اونچے اونچے محل تھے تو چترکوٹ پر سفید چٹیاں وہاں لگی کچے میں آئینہ کی طرح صفائی تھی۔ تو یہاں نئیوں کے صاف شفاف پانی کی لہروں میں بجلی کی سی چمک دکھائی دیتی تھی۔ ہر مکان کاں جواہر تھا تو چترکوٹ کی ایک ایک چوٹی میں جواہرات دھیرے لگے ہوئے تھے۔ سری رامچندرجی چترکوٹ کے مردوں عورتوں کی کلیاں دیکھ دیکھ کر عیش عیش کرتے تھے۔ ان کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو جاتا تھا کہ وہ کیا لطف محبت ہے جسے زندگی کا مزہ درکار ہو تو ان لوگوں کی تفصیل کرے۔

سری رامچندرجی ایسے ایسے نظارہ دلفریبے خوش ہو کر جاکسی جی سے بولے کہ ہمارا بن باس بھی لطف سے خالی نہیں ایک پتھر دو کاج کی مثل ایسے ہی موقع پر بولتے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات کہ بھرت کو تخت سلطنت نصیب ہوا۔ اور مجھے رضا جوئی والدین کا اعزاز۔ بن باس کے لئے بڑی تقدیر چاہئے ہر شخص کو یہاں نہیں ملتی صرف ہمارے بزرگوں نے ہی صحرائشینی سے افتخار اہدی حاصل کیا ہے۔ اجودھیا میں صرف چار برن کے لوگوں سے ربط و ضبط تھا۔ چترکوٹ پر سفید نذر شیلگوں اور سرخ چاروں رنگ کے ذیروح وغیرہ ذیروح سے رشتہ والے متعصب ہو گیا۔ چترکوٹ معمولی پہاڑ نہیں جس طرح دودھ سے گھی نکلتا ہے۔ اُسی طرح برہمن زمین سے اس پہاڑ کو نمودار کیا ہے۔

سرگ ۹۵

چترکوٹ پر سری رامچندراجی اور سری جانکی جی کی سیر
لکشمین جی کے ہاتھوں سے ہرنوں کا شکار۔ گوشت
کی کوٹوں کو تقسیم جنیت کی شرارت سزا

سری رامچندرجی کا سلسلہ سخن جاری کہ اے جانکی جی یہ منداگنی ندی

بڑی مقدس ہیں ان گھڑیوں سے بڑے بڑے پاپ دھو جاتے ہیں۔ اشنان کا پھل اور بھی زیادہ ہے۔ مجھے اب اجودھیا کا خیال بھی نہیں آتا۔ راج کا کچھ دھیان ہے۔ آپس تو یہی چاہتا ہوں کہ یہاں موحیں لوں۔ اس سے اچھا مقام اور کون ہو گا۔ ذرا سامنے دیکھو نہ ہی میں کیا لطف نظر آ رہا ہے۔ شیر چیتے۔ بندر چلیں کرتے اور ڈوبتے ابھرتے ہیں۔ کوئی پانی پیتا ہے کوئی اور ہی موحیں اڑا رہا ہے۔ ہاتھیں کرتے اور طرح طرح کی کیفیتیں دکھاتے ہوئے سری راج چند جی ہنگام سنا پر جابیٹھے اور جا نکلی ہی تھے پوچھو کہ

لچھن جی کی بیعت دیکھو کس طرح ہماری تمہاری خدمت کرتے ہیں۔ ہمارا تمہارا بھی یہی فرض ہے کہ ان کو جی جان سے زیادہ چاہتے ہیں۔ ابھی تقریر ختم ہوئی تھی کہ ایک بندر سامنے آ کر ناچنے لگا۔ راج چند وہاں سے ٹل گئے اور آشوک پانکھیں آبیٹھے اور یوں راج چند و سیر و تفریح کی دلچسپیاں منظور خاطر رہتی تھیں۔ ایک روز سری راج چند جی مندر آگئی نہ ہی کے کنارے ایک سلا پر دو تہی افروز تھے سری جانکی جی بھی بائیں طرف تشریف رکھتی تھیں کہ لچھن جی وارد ہوئے۔ انہوں نے دس ہن رنچہ جی کے سامنے ڈال دیے اور عرض کی کہ اتفاق سے یہ شکار ہاتھ آگئے۔ سری راج چند جی نے شاباش دی اور خوش مسرت سے کہا کہ آج تو بہت گوشت دھیر ہے دیتا ہوں۔ کی ضیافت ہونا چاہیے۔ یہ کہہ کر اپنے نام بنام حصہ تقسیم کرنا شروع کیا اور جانکی جی سے فرمایا کہ تھوڑا گوشت تم اپنے ہاتھ سے چیل کو دوں کو دے دو۔

جانکی جی نے گوشت کاٹ کاٹ کر بٹانا شروع کیا۔ ہزار ہا کوسے جمع ہو گئے انہیں کوؤں کی سنگت میں جنیت بھی شامل ہو گیا اور گوشت کھانے کھاتے نظر پڑا کہ جانکی جی کے سینے پر اس زور سے چونچ ماری کہ خون بہنے لگا اس وقت جانکی جی کے غصہ کی حد نہ تھی آنکھوں سے شش نکلنے لگے آگ بگولا ہو گئیں۔

سری راج چند جی سے دیکھا تو جنیت کی حرکت سے سخت ناراض ہوئے انہوں نے کوؤں کو اڑانا شروع کیا اور کوسے توڑ گئے مگر جنیت وہیں ڈھارہا یہی نہیں بلکہ جس وقت ذرا نظر جو کئی جانکی جی پر جمے کر بیٹھتا۔ راج چند جی اس کی شرارتوں کو برداشت نہ کر سکے۔ اسی وقت سینک کی کمان بڑا کر سینک کا ایک سر کیا تیرنے پیچھا کیا تو

اگ بدستہ لگی۔ جنیت بھاگاتینوں لوگوں میں پناہ مانگی مگر تیرے پیوند چھوڑا جنیت کے
چھکے چھوٹ گئے۔ زندگی کی خبر نہ رہی۔ سری راجپندر جی کی دلائی دیتا ہوا قدوں پر اگرا
عذر خواہی کی۔ معافی مانگی۔ جان کی امان مانگی۔ پناہ چاہی۔
سری راجپندر جی کو رحم آگیا۔ انہوں نے طرح دی مگر کہا کہ میں جان کوشتی زنا
ہوں۔ لیکن وار خالی نہیں جاسکتا۔ تیرے کان سے نکل گیا تو اسے سنا۔ پیرے
بغیر لٹنے کی قسم ہے۔ اگر جان کی امان چاہتے ہو تو ایک عضو سے لاندہ دھو لو اس نے
بغیر کسی طرح مفر نہیں ایک عضو اس کی نذر کرو گے تب نجات ہوگی +
جنیت نے جب خوب سمجھ لیا کہ بغیر ایک عضو سے لاندہ دھوئے بجاؤ نہیں
تو اس نے سوچا کہ کھمیں دو ہیں اگر ایک نہ ہو تو دوسری سے کلام چل جائیگا اس
نے درخواست کی کہ بائیں آنکھ حاضر ہے قبول کیجئے۔ یہ سقہ ہی شیر آنکھ پر جم بیٹھا۔
اور دیدہ نکال کر زمین پر ڈال دیا۔ جنیت مذہا سیٹھا اڑ بھاگا اور دیوتاؤں سے کہا
کہ آپ سچے خوب درگت بنوائی +
کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

سگ ۹۶

بھرت جی کے شکر کی آمد آمد سے ٹھپمن جی
کو اسلار۔ ٹھپمن جی کا جوش غضب

جنیت سزا پا ہوا چکا سری راجپندر جی اور سری جانکی جی چتر کوٹ کی سیر
دیکھنے لگے ایک مرتبہ اتر کی رخ ہوا تو گرد و غبار چھایا ہوا پایا۔ اور بھیر بھار کی سی
آواز کانوں میں آئے لگی۔ کبھی ہاتھیوں کی چٹکھاڑ سنائی دینی تھی کبھی گھوڑوں کی
چھٹناہٹ سری راجپندر جی سے ٹھپمن جی سے فرمایا کہ
پہل و شود کیسا سنائی دیتا ہے۔ وہ دھیمو جنگل ہاتھی۔ ہرن۔ بندر۔ پرکھ
اور نا پھینسے تھے کہ شیر بھی دم دہاتے بھانگے چلے آتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا

کیا معاملہ ہے۔ کہیں کوئی عظیم الشان راجہ تو شکار کھینٹا بیڑا ادھر نہیں آپہنچا
دھینا بات کیا ہے۔

سیری لکھنؤ میں ایک شال کے درخت پر چڑھ گئے نظر دوڑا کہ کیا تو ایک
کا شکر تانا ہوا دکھائی دیا۔ گھوڑے ہاتھیوں کی قطاروں کا شمار نہ تھا۔ پیدلوں
کے پرے لگنے نہ جاتے تھے۔ رتھ۔ اردو ہزار معلوم ہوتے تھے۔ ہاتھیوں اور
رفتوں پر جھنڈے لہرا رہے تھے معلوم ہوتا تھا کہ جنگی ٹھاکر بات ہیں +
لکھنؤ میں درخت پر سے پکارے :-

بھائی صاحب ہو شیار ہو جائے۔ بھرت بٹیمار لشکر ٹے ہوئے چلے آ رہے
ہیں۔ خونریزی میں کچھ شک نہیں۔ یہ کمزورہ فوراً اترے اور بولے کہ
راج مل گیا۔ حکومت مل گئی۔ اب بھی بھرت کو چین نہیں۔ ہم لوگوں کی جان
لیے یہاں بھی آپہنچا۔ آٹا اب میں سمجھا۔ بھرت کو خیال ہو گا کہ چودہ برس کا راج کیا
تو کیا کیا تو کیا۔ پھر تو اترا شہنشاہِ مدرک نام کی کماوت سیج ہو گی۔ اس لئے فوجی طاقت
سے کام لے کر راجپندر جی کا کیوں نہ خاتمہ کر کے وٹھجی سے من مانی حکومت کروں
تغ ہے راج کو۔ اس کجنت کو کبھی سیری نہیں ہوتی۔ دس کے عوض بیس ملیں
تب جی سی ہو س جوتی ہے کہ بے دو گئے چو گئے نہ ہوئے۔ اس فوجی طاقت کی
مناش سے یہاں کوئی رعب میں آنے والا نہیں۔ مسوچ کی شعاہوں سے چمکنے والے
ہتھیاروں کی حقیقت شہنشاہ کی روشنی اور چنگاری کی چمک سے زیادہ نہیں سمجھتے جو
کچھ ہم پر گزری وہ نہ بھرت کے سپر گزری۔ اب یہاں بھی چین سے بیٹھتے نہیں
دیکھ سکتا۔ تو بہت اچھا ابھی سارا گھنڈہ دور گئے دیتا ہوں کیکنی کو بھی تب ہی مزہ چلے گا
ہو گا جب بھرت کے سر پہ سربیشی کی فوٹ اسٹیل مپ کو دھنش پر پاں چڑھانے سے مل
ہو تو مجھ کو حکم دیجئے کہ سارے لشکر کا سر اڑا دوں آپ فقط سیر دیکھئے کہ کیونکر میرے تیر خون
کی تدبیراں بہاتے ہیں۔ اگر وہاں کوہ رتھاب نہ ٹھوب جائے تب کیکنی گائیں تو سمجھنا ہو
کہ جانوران صحرائی کی تغیر جاگی ہے۔ ایشور نے اُن کے لئے نرم چارہ بھیج دیا۔ وہ
چار روز تو اُن کو بیٹش کی فکر نہ ہو گی۔ اتنی لاشیں لاکھوں جانوروں کی ضیافت
طبع کے لئے کافی ہیں +

سرگ ۹۷

بھرت جی کی راجپندر جی اشتیاق ملاقات میں پھینسی

جس وقت بھرت جی فوج سے آگے بڑھے اُن کو دھم ٹوکا کہ میں نے گردن نشانی
 مائوں کو تیرے چھوڑ دیا کہیں اس کا نتیجہ یہ نہ ہو کہ میری راجپندر جی کا دشمن ہی نصیب
 نہ ہو سکے یہ سوچ کر سترین جی سے فرمایا :-
 میں تو آگے چلتا ہوں تم سب کو لیکر آؤ۔ ورنہ کرو +

اکھا جی سے فرمایا کہ

تم اپنی فوج سمیت آگے جاؤ دیکھو میری راجپندر جی کہاں تشریف لے گئے ہیں
 میں دشمن نہ کر لیتا مجھے چین نہ ہو گا۔ ہم لوگوں کی زندگی پر زور ہے کہ میری راجپندر جی کے
 قدموں سے جدا ہو گئے خوش نصیب ہیں لیکن جی جن کو اُن مبارک قدموں میں رہنے کا شرف
 ہوا۔ اے سترین جس وقت میں قدموں پر سر نہ رکھ لال اُس وقت میری زندگی کو ہر حال
 تکشش جی اور سیتا جی کی خوش نصیبی کا ذکر تو درکنار مجھے چتر کوٹ کی خوش قسمتی پر رشک
 ہے جہاں بھگوان راجپندر جی نے بودو باش اختیار کی ہیں ان دختروں کی خوش قسمتی کو سراہنا
 ہوں جو پوتاؤں سے بھی زیادہ خوش نصیب ہیں۔ ان کو اچھے اچھے شہریوں میں سے بھگوان
 یہ فرما کر دھند سے اتر پڑے اور پیدل اس جنگل میں چلے جہاں دختروں سے نکل رکھنے کی
 جگہ باقی نہ چھوڑی تھی وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھنا شروع کیا کہ وہو آں کس مقام پر کھڑے
 مگر دختروں کی آڑ سے کچھ نہ دکھائی دیا آخر وہ ایک اونچے درخت پر چڑھ گئے وہاں سے وہ دھما
 آئی جو میری راجپندر جی کے جاے قیام کی خبر دے رہی تھی۔ اس عجیبے بھرت جی کا دل خود
 کر یادہ سمجھ گئے کہ شکل مراد اسی مقام پر ہے +

سرگ ۹۸

بھرت جی کی چتر کوٹ کے قریب جنگل میں رسائی

بھرت جی لشکر کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھے سترین جی سے فرمایا کہ تم کوٹ نشانی

ماتاؤں کے ساتھ بہت خد آؤ۔ بھکھو سے ارشاد ہوا کہ آگے آگے چلو میں پاپنا دہ آتا ہوں
یہ کہہ کر بھرت جی رتھ پر سے اتر پڑے اور جانکی جی اور لکشمین جی کی خوش قسمتی بنوں کے
ذمی و حوں اور غیر ذمی و حوں کی قسمت کو سراہتے اپنی تقدیر کو دھر کاتے زندگی کو برا بھلا کہتے
گھنے گھنے جھگل میں جا پہنچے۔ وہاں سے دھو آں اٹھتا ہوا نظر آیا خوش ہو گئے کہ بس منزل
مقصود پر رسائی ہو گئی۔ ضرور سری راجچندر جی اس مقام پر رونق افروز ہیں بھرت جی
اور لوگوں کے خیال سے اس وقت تک آہستہ چل رہے تھے۔ چنانچہ نکھاد اور ترہن جی
بھی ان کے پاس جا پہنچے۔ اور سب کو خوشی ہوئی کہ اب سری راجچندر جی کے قدموں
پر سر رکھنے کا فخر حاصل ہو گا۔

سُرگ ۹۹

بھرت جی کی سری راجچندر جی کے آشرم میں تشریف بری

بھرت جی نے سترہن جی سے فرمایا کہ تم سب ماتاؤں کو لیکر آہستہ آہستہ آؤ میں اب قدم
بڑھانا ہوں یہ کہتے ہی انہوں نے چال تیز کر دی نکھاد اور ترہن جی بھی لپکے جدھر
سے گزر رہے ارشیوں کے مقدس آشرم نظر آئے ایشور میں لین مرشیوں کے درشنوں سے
جنم پھل کرتے ہوئے سیدھے چلے تو سری راجچندر جی کی کٹی نظر آئی۔ دیکھا تو ہون
کی کٹائیوں کا انبار لگا ہوا ہے۔ منداگنی سے کٹی تک ایک بہت صاف ستھری سڑک
بنی ہوئی ہے۔ سڑک کے دونوں رخ زرد کپڑے کی جھنڈیاں نصب ہیں یہ ولایت سری
لکشمین جی کی وجہ سے تھی۔ انہوں نے جھنڈیوں کے نشانات سے ان لوگوں کو راستے
کی مشکلات محفوظ کیا تھا۔ جو ندی سے جل لانے کے وقت تکلیف اٹھایا کرتے تھے بھرت
جی نے منداگنی ندی میں ہاتھ منہ دھویا اور سو متر سے بولے کہ ایشور مجھے کامیاب کرے۔
سری راجچندر جی میری درخواست قبول فرمائیں بھرت جی دیریا کے پار اترے دیکھا کہ کش کا آسن بچا ہوا
ہے سترو شستر دنتوں پر بٹھے ہوئے ہیں۔ آگ لوٹے ہی ہے سری راجچندر جی تیشو لوں کے بھیس
میں بھوج پتر کش آسن پر بیٹھے ہیں جانکی جی کو بائیں طرف بیٹھے ہوئے دیکھ کر انکھیں
آنسوؤں بھرائے۔ سری راجچندر جی بھوج پتر پہنے ہوئے تھے مگر چہرے پر آفتاب جیسا تاب

سما سا جلال تھا۔ کنڈلی ایسی آنکھیں چاند ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں یہ نظارہ بھرجی کے دل پر اس قدر موثر پڑا کہ بے اختیار رو پڑے دل میں تھا کہ وہ تقریر کرونگا کہ سری راجچندر جی کو جواب دیتے نہ بن پڑے۔ وہ منطوق لڑاؤں کہ کچھ بول نہ سکیں مگر جب ان کے جسم مقدس کو خاک آلودہ دیکھا سارے منصوبے دل کے دل ہی میں رہ گئے۔ لاکھ جرات کیے زبان کو جنبش دینا چاہتے تھے۔ مگر ہر خیال منہ پر خود ہی ہر کٹا لیتا تھا۔ بولنے کی طاقت نہ تھی۔ سر کی جٹا بدن کی بھجوت بھجوت پتر کے لباس نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ بدحواسی طاری ہوئی کہ سری راجچندر جی کو آنکھوں کے سلسلے ہی سمجھ کر اپنی دانست میں قدموں پر گر پڑے۔ گرد ہاں راجچندر کہاں؟ کبھی ابھی صد ہا قدم کے فاصلے پر تھے۔ سری راجچندر جی کے قدم ہاتھ نہ آنے سے جو کچھ بھرت جی کو صد مہ ہوا خارج از بیان ہے۔ پھر چیتا ہو کر پلکے اور دوڑ کر سری راجچندر جی کے قدموں پر لوٹنے لگے بھرت جی کی بیقرار سی صورت سے بڑھی ہوئی تھی۔ سری راجچندر جی نے لاکھ دل کو سنبھالا مگر نہ سنبھلا وہ بھی بھرت جی کو گھٹے سے لگا کر زار زار رونے لگے اتنے ہی میں ستر من اور نکھاد نے قدم بوسی حاصل کی اور چاروں بھائی ایک دوسرے سے جوش محبت میں بے گیسو ہو کر اس طرح روئے کہ چہرہ و پرند تک کی آنکھوں سے بھی سادہ بھادوں کی سی جھڑی لگ گئی۔

سرگ ۱۰۰

سری راجچندر جی اور بھرت جی کی ملاقات سری راجچندر جی کی نصیحت خیر تقریر الٰہی نیا کیلئے ایک عمدہ نصیحت نامہ

بھرت صدائے گزشتہ سے سخت کمزور ہو گئے تھے۔ کسل سفر الگ۔ راجچندر جی نے دڈر کر انہیں گود میں اٹھالیا بیٹنے سے لگایا۔ بھرت کی چمکی لگی ہوئی تھی وہ بول نہ سکتے تھے سری راجچندر جی نے جو تقریر کی اس کا نفس مصنون یہ تھا۔

پیارے بھرت! اچھے تو ہے۔ پناہی نے راج سنگھاسن دیدیا۔ ان کا نراج تو تندرست ہے۔ تم ان کو چھوڑ کر بیاں کیسے آئے انہی خدمت لازم تھی اتنے دنوں کے بعد ناناں

سے گھر آئے کچھ دنوں تو ماں باپ کی آنکھوں کو سکھ دیتے۔ یہاں جنگل میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ راج سنگھ اسن ہمارے ایضاً سونا ہو گا +

سری راجندر جی کو ساری حقیقت معلوم تھی ان سے کوئی حال پوشیدہ نہ تھا۔ مگر ظاہری طور پر ایسی باتیں کہیں کہ جیسے کچھ جانتے ہی نہیں۔ بھرت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے وہ لاکھ جانتے تھے کہ کچھ بولیں مگر زبان نہ چنتی تھی۔ سری راجندر جی نے اب تقریر کا رخ بدلا اور راج نیت کے رموز بیان کرنا شروع کئے۔ ان کی غرض یہ تھی کہ چاہے بھرت راج نہ کریں مگر جو بیچتیں گوش زد ہو گئی وہ اہل زمانہ کو ایک سبق سے کم نہیں مشنیدہ اثر ہے دارد۔ کے قدردان اور قائل اشخاص کچھ سیکھ ہی بیگے چنانچہ انہوں نے بھرت جی کو خاموش دیکھ کر یوں سلسلہ بیچت جاری کیا طرز بیان سوال کے طور پر تھا اور لب لباب فصاحت نامہ۔ سری راجندر جی گہرا قشاش ہوئے کہ۔

بھرت جی کو ستم کار دہار سلطنت میں لڑا کہیں کو تو دخل نہیں دیتے۔ ریشٹ جی کی خدمت گزار ی میں تو فرق نہیں ہوتا۔ ماٹاؤں کی رضا جوئی سے تو گریز نہیں کرتے۔ گرویشٹ اور ان کے خزاندار جند۔ رشی۔ برہمن ہوں وغیرہ تو اچھی طرح کراتے ہیں۔ سندوں کی پریش میں تو کوئی نقص واقع نہیں۔ گرو دوست۔ اجاب برہمنوں وغیرہ کی خاطر و تواضع بدستور جاری ہے۔ جنگی ہتھیاروں کی درستی اور نگرانی میں کمی تو نہیں کی۔ دہرکس لیاقت کے مقرر کئے ہیں اگر کم لیاقت ہیں تو راج کی جبر و عافیت نہ ہو گی۔ تم کو خود معلوم ہے جو دن چڑھے تک سونا ہے وہ حد درجہ کا مخوس آدمی ہے۔ خواہ

راجہ ہو یا وزیر یا مہر ہو یا فقیر تمہیں مناسب ہے کہ تین پر رات گئے اٹھا کر دینا یہی وقت کے دھیان کا ہے۔ جس نے اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھا وہ ضرور غلطی کھاتا ہے۔ کم از کم ایک لاکھ صلاح کار سے مشورہ ضرور لینا چاہئے۔ محالاً ملے میں پانچ یا سات شیروں سے مشورہ لینا ضروری مناسب ہے۔ ہر ایک سے صلاح و مشورہ کی ضرورت نہیں کہونکہ بات پھوٹ جاتی ہے اور دل کا راز طشت از باہر ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوتا احتیاط ہے کہ کبھی اپنے کسی کام کے واسطے خود ستائی کے الفاظ زبان پر نہ آئیں جہاں انسان اپنے من سے اپنی تعریف کی اس کی ناموری میں ہٹ لگ گیا۔ ہمیشہ عالیخاندانوں اور عالموں کی عزت افزائی سے راجہ کی عزت ہوتی ہے۔ جہاں رذیلوں کو منہ لگا یا سلطنت کی لٹیا ڈوب گئی

خوب خیاں رکھو کہ عالم فاضل ہمیشہ جو بات کیسکا وہ بھلے کے لئے۔ جاہلوں سے کبھی فائدہ
 کی اُمید نہیں ہزار جاہلوں پر ایک عقلمند کو ترجیح ہے ایک دانشمند جو کچھ کہہ سکتا ہے
 اس کے مقابلے میں لاکھوں بیوقوفوں کی طاقت برے نام بکرا لگتی محض ہے وزیر ملک اگر ایک
 ہی لائق ہو تو ہزار وزیروں سے اچھا ہے ایک لائق وزیر سے ملک آباد ہوتا ہے ہزار بیوقوف
 وزیروں سے سلطنت کبھی قائم نہیں ہو سکتی۔ وزارت کی لوہیٹے کو بھی دینا خرابی ہے۔
 یہ سبب ہلیدہ اُنہی کو سراوار ہے جس کے خاندان میں یہ عہدہ چلا آیا ہو۔ رعایا سے
 خطا ہوئی تو درگزر بھی خلاف ضرور سزا دینا لازمی ہے کہ اوروں کو عبرت اور ملک کے امن
 حاصل ہو مگر کٹری کے چور کو کٹاری سے مارنا بھی سلطنت کے زوال کا باعث ہے اگر کوئی
 شخص ایک تہہ کسی جرم میں سزا پایا ہو جائے اور پھر اُنہی جرم کا مرتکب ہو تو اُسے ضرور
 بروں کی نندار کے لحاظ سے دو گنی لگنی سزا دینا راجہ کا پرہیزگار ہے اس میں انصافی
 نہیں۔ جو محسن کش ہے جو حکمران ہے جو ملے ملک یا آنا کو قتل کر کے اپنے اختیارات قائم
 کرنے کے لیے ہو۔ اُس کو بے تکلف نہ شمشیر کر دینا چاہئے۔ فواد کوئی کیوں ہو فوج کا
 سپہ سالار معمولی نہ ہو بلکہ بہادر اور طاقتور۔ غالباً خاندان ہو۔ فوج جنگ سے واقف ہو۔
 میدان جنگ سے جی نہ چراتا ہو۔ مرد میدان ہو فوج کی بلجی جس راجہ نہ کی اُسکی سلطنت
 کبھی پاؤں نہیں ہو سکتی۔ جس فوج کے ساتھ فرمانروا کے سلوک اچھے رہتے ہیں۔ وہ
 کبھی حاکم و مال سے برباد نہیں کرتی۔ تاہم بد وقت کو چاہئے کہ فوج کی تنخواہ تقسیم کرنے
 والا بڑا دیانتدار اور غالباً خاندان مقرر کرے۔ جس میں وہ اپنی گارٹھے پسینے کی کمائی سے
 فائدہ اٹھا کر اپنے فرمانروا سے عہد کے پسینے کے عوض فوج گر لے جو سزا دہو اُس کا
 فرض ہے کہ خاندان والوں کی پرورش کو بھی فرض منصبی سمجھے ان کی دشمنی کبھی مٹا
 نہیں۔ تکلیف اور مصیبت کے وقت اگر کوئی کام آتا ہے تو اہل خاندان دوسروں
 امیدواراں سے نہیں ہوتی امور سلطنت میں سفیروں کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔
 ان کا انتخاب بڑی عقلمندی سے کرنا چاہئے۔ جب تک سفیر کی اعلیٰ لیاقت بیدار مغزی
 اعتدال طبیعت وغیرہ کی آزمائش نہ ہو جائے۔ تب تک سوچے سمجھے ہر ایک کو سفیر بنا کر
 نقصان ہے سفیر ہی ہے جو بیٹ کا ہلکا نہ ہو کبھی ادھر ادھر کی بات نہ نہ نہ کہے۔ راجوں کے
 لئے ۱۸ فرالغض مقرر ہیں جن کو راجہ نہیں ہونے کی طرف سے نام سے منسوب کیا ہے۔ ان

تیز تھوں کی تشریح حسب ذیل ہے :-

- ۱- خاندانی اور عالم وی مثل شخص کی عمدہ وزارت پر تقرری +
 - ۲- خاندانی پر دست کی خاطر و مدارات +
 - ۳- ولیعبد و دارت تاج تخت کی پرورش پر راحت +
 - ۴- سپہ سالار لشکر کی دلجوئی +
 - ۵- مخالفین بارگاہ سلطانی کی عزت افزائی +
 - ۶- دارالسلطنت کی حفاظت کے ذمہ دار لوگوں پر نظر عنایت +
 - ۷- بھگت آرہی کی خاطر داشت +
 - ۸- احکام سلطنت کو اعلان و شہر کرنے کے لئے لائق شخص کی تقرری +
 - ۹- احکام شاہی تحریر کرنے کے لئے لائق منشی کی بہرسانی +
 - ۱۰- راج دربار میں جگہ اور ہون کرنے والے لائق اشخاص کی موجودگی +
 - ۱۱- عمدہ عدالت پر مصنف مزاج احکام کی سرفرازی +
 - ۱۲- فوجی تنخواہ کو باضابطہ اور وقت مقررہ پر تقسیم کرنے والے ایما نڈار شخص کی تقرری +
 - ۱۳- کبیشہ وغیرہ کی قدر دانی +
 - ۱۴- کو نوال کی خاطر داشت +
 - ۱۵- سردار لشکر کی دلجوئی +
 - ۱۶- رعایا سے حاصل مصلحت وصول کرنے کے لئے منیبہ و سنجیدہ حاکم کی تقرری +
 - ۱۷- عمارتوں کی سرکوبی کے لئے ایما نڈار فرمانبردار اہلکاروں سے احکام شاہی کی پابندی +
 - ۱۸- تعمیرات و صنعت و حرفت کے کاموں کی قدر دانی و سرانجام دہی کے لئے لائق و فائق آدمیوں کی بہرسانی +
- یہ اٹھارہ قسم کی خدمات امور سلطنت کے لئے ضروری ہیں انکی انجام دہی سے واسطے ہر محکمہ اور ہر کام کے لئے جدا جدا تین تین لائق و آزمودہ کار اشخاص مقرر کرنا چاہئے مگر ایک مرتبہ واجب ہے کسی شخص کو کسی جرم میں ملک بند کرنا چاہئے پھر اس کا یاد کرنا کبھی مناسب نہیں۔ اگر وہ خود بھی معافی مانگ کر ونا داری کرنا چاہے۔ تو کبھی اس کی استغاثہ

قبول نہ ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک دن دھوکا رکھا ہوتا ہے۔ ایسے دشمن کو پناہ میں رکھنا سانپ کو دودھ پلانا ہے۔ اس سوک میں ہرقت خطا رکھی ہوئی ہے۔ دشمن کے منہ میں یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ کمزور ہے اسکی کمزوری پر جو زس کھا لیگا ایک روز ضرور مصیبت میں گرفتار ہو کر کچھنا بیگا۔ برہمن کی عزت ہر حال میں واجب ہے بہارات تن دھرم ہے۔ مگر جس برہمن کو اپنی عظمت کا غرور ہو جس کے افعال اچھے نہ ہوں۔ جسے پیدشاہ ستر سے آگاہی نہ ہو ایسے برہمن کو دوسرے ڈانڈوت کرنی چاہئے۔ راجہ کا دھرم یہ ہے کہ اُسے منہ نہ لگائے نہ اُس کو صحبت میں شریک کرے۔ ناستکوں کی صحبت راجہ کو ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے۔ ناستکوں کی دوستیں ہیں۔ ایک پیدشاہ ستر سے ناواقف مگر غنی اور دوسرے واقف مگر احکام سے منحرف وید میں کچھ لکھا ہے یہ اس کے معنی کچھ اور سمجھ رہے ہیں خواہ سر بہ سویا نہ ہو اپنی ہاتک لگانے سے کام ہے ایسے برہمن کی بات قبول کرنا کیا سنا بھی دھرم ہے یا بدھائی کی حفاظت سب سے زیادہ مقدم ہے یہاں اُن بہادرؤں کی فوج معین ہونا چاہئے۔ جن کی وفاداری میں ذرا بھی شک نہ ہو اجودھیا پوری کا نام محل یا فرض نہیں اسکے نام کا مطلب یہ ہے کہ وہ دار السلطنت جہاں کسی نے آج تاسخ کرنا کیا معنی صدمہ کوسنے کی بھی ہمت نہ کر پائی۔ وہی اجودھیا آج بھی ہے جسکی طرف کبھی کوئی نظر بھی نہ اٹھا سکا۔ پس اب تم اس کو فوجی طاقت سے ایسا زبردست بناؤ کہ اس کے نام کی عزت باقی رہے۔ گھوڑے۔ ہاتھی۔ ہتھیار۔ لشکر بڑھتے ہی رہیں کم نہ ہو پائیں۔ چاروں برہمنوں کی خاطر داشت ملحوظ خاطر ہے۔ سب کو اپنے اپنے دھرم پر چلنے کی آزادی حاصل ہونا چاہئے ہاں یہ لو کہو راجہ نے پر تپنے کوئی نیا محل بنوایا کہ نہیں اگر نہیں تو میری ہدایت کرنی تعمیر کرانے اور تعمیر کردوں کی رائے سے اپنی راجدھانی دوسری تعمیر کرادو مندر بھی قابلِ دید ہو گا شمار نہیں بھی فرد روز گار۔ چنگ جگہ تالاب موقع موقع پر بادی کا ہونا ضروری ہے غور لازم کی تفریح گاہوں کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ مقامات آراستہ کرنا والے ملک کا فرض ہے۔ خوب خیال ہے۔ کہ ذرہ بڑا برہمن کوئی دبا سکے۔ ایک ذرہ بھر زمین کے لئے لاکھوں من فون بہر جائے۔ تو کچھ پردہ انہیں۔ خوریزی اور دھرم کے انداد کے لئے خاص توجہ مبذول ہونا چاہئے جس شہر یا مقام میں آبپاشی سے پیدایش غلہ کم اور عایا کو تکلیف ہو یاں سو کام چھوڑ کر کنواں تالاب۔ بادی بنادینا چاہئے۔ ناجوڑیں۔ بیوپاریوں کی حفاظت بہت ضروری

ہے اگر انہیں کو نقصان پہنچا تو پھر اہل زمانہ کے نباہ کی صورت ہی کیا ہے۔ یہی وہاں رہتے ہیں۔
 لنگڑے۔ لٹے۔ لٹے۔ ان سے۔ گو گئے۔ اپاہجوں کی پرورش خصوصیت کے ساتھ رائے سلطنت
 پر غرض ہے۔ گویا ہر میں یہ غرض میں۔ مگر زمانہ ولے عبد کو انکی پرورش اپنے ولیعہد سے
 مقدم سمجھنا چاہئے۔ غور توں کی عزت کرنا ہر مرد کا فرض ہے۔ مگر اس کے لئے بھی جائز
 موقع اور جائز اصول مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کی باتوں کا اعتبار کرتے وقت اپنی عقل سے
 بھی کام لینا چاہئے۔ رندلیوں کسبیوں کی صحبت میں بیٹھ کر اگر کوئی راجگی کا دعویٰ کر سکے
 تو محض باطل ہے اس صحبت بد سے اگر راج تباہ نہ ہو تو انتہا سے زیادہ بے عزت ہے
 راجہ کو بہت ہوشیار اور مستعد ہونا چاہئے۔ خود اور دھڑلے اہل شہر کے حالات
 دیکھے۔ لوگوں کے خیالات سمجھے اور اس سے اندازہ لگائے کہ رعایا کی رائے موافق ہے
 یا خلاف۔ راجہ اگر کہیں جائے تو پیشینہ سے سامان سد غیرہ کا انتظام یا خود کرے یا
 وہاں کی رعایا کو حکم دے۔ جہاں جانا مقصود ہے وقتاً فوقتاً قلعے دیکھے۔ محاطت کے
 سامان ملاحظہ کرے جس بات میں کمی و بیشی کی ضرورت پائے اس کے انتظام میں کبھی غافل
 نہ ہو۔ دولت بغیر کوئی کام نہیں بننا۔ اس کی حفاظت ہر طرح مقام ہے۔ جو اس کے
 صرف میں احتیاط مد نظر نہیں رکھنا وہ ایک دن ٹکڑے کو ٹھکانا ہو جاتا ہے۔ اس لئے
 فضول خرچی نامناسب اور احتیاط واجب۔ حاجت مندوں اور مفکوک کار و سوال
 بھی خلاف۔ رندلیوں۔ کسبیوں کو اظہار نیاضی سے مالا مال کرنا داخل غناہ ہے
 عالمان زمانہ سے روزانہ کچھ سننا فائدہ بخش۔ سلطنت کے زوال کی صورتیں ان
 باتوں سے ہوتی ہیں۔ اچھی طرح گرہ باندھ لو۔

گرد سے مخالفت۔ غصہ نہ امور مملکت سے دل برداشتگی۔ مجذبات کے کاموں میں
 تساہل و سہل انگاری۔ کاہلی و سستی۔ خواہشات نفسانی کی اطاعت خود غرضانی عاقبت
 اندیشی۔ خوف عیب سے بے پرواہی۔ بیوقوف وزیروں کی وزارت۔ رازداری کے فوائد
 سے لاعلمی۔ بد اعمالی۔ بد افعالی۔ بد کرداری۔ بد اطواری۔ آوازہ گردی۔

ان سب باتوں کے علاوہ دلائل ملک کو حسب ذیل لوگوں کی صحبت سے قطع کرنا چاہئے۔
 بچہ۔ بوڑھا۔ مریض۔ رذیل۔ سیر نامزد۔ نامرد کے رفیق۔ لالچی۔ لالچی کے
 دوست۔ ادا اسی فقیر۔ عیاش وغیرہ۔ دیوناؤں اور برہمنوں کے نزدیک زنا و

کرسٹہ دالہ دتہ ریکی ہل الوجود۔ شاکر قسنت۔ حرام خور۔ برہنہ جسم۔ خود پسند۔ بد دل

باشترنگان مقام ناپاک۔ کم عمر۔ عیال و اطفال سے متفر۔

ایسے ایسے لوگوں کی صحبت جہاں ہوئی وہاں راج پاٹ کی غیر نہیں۔ اب ذرا اور

سنو۔ دس چیزیں وہ ہیں جن کی طرف دل لے ملک کو ہر وقت رغبت نہ کرنا چاہئے

موقع موقع پر مضائقہ نہیں۔ چنانچہ سنو میں مجھ بیان کرتا ہوں۔

۱۔ زینت و آرائش ہر وقت درست نہیں۔ خاص موقع پر آرائش کی لازمی ہے۔

۲۔ جو خراب کام ہے مگر تقریباً کبھی کبھل لیا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔

۳۔ دن کا سونا ہمیشہ مضر۔ سونے کا ٹھیکہ۔ وقت ادھی رات ہے۔

۴۔ مرد و ست کی کوئی بات دریافت کرنے کے لئے کوئی الزام لگانا درست

۵۔ نہ ممنوع۔

۶۔ عورت کی صحبت ہمیشہ ناجائز۔ خواہش اولاد کے لئے ہو تو مضائقہ نہیں۔

۷۔ ناچ گانا روزانہ خلاف۔ کبھی کبھی تقریباً ضروری ہے۔ خصوصاً کسی خوشی

کے موقع پر۔

۸۔ کسی جگہ پر بے مطلب جانا فضول۔ کام سے جانا مناسب۔

۹۔ غصہ ہمیشہ خراب۔ صرف موقع جنگ پر جائز۔

۱۰۔ جھوٹ گناہ۔ مگر لڑائی کے وقت حصول فتح کے لئے درست۔ کسی کی

جان بچانے کے لئے داخل ثواب۔

۱۱۔ عورت سے بگاڑا ممنوع۔ ہاں چشم نمائی کے وقت لازمی۔

ان ہاتھوں کا تم کو بھی خیال رکھنا چاہئے۔ تاکہ سلطنت کے کاروبار میں خلل نہ واقع

ہو۔ اب تم کو یہ سمجھانا ہوں۔ کہ تلوں کی تعمیر کن کن مقامات پر ہونا چاہئے سنو۔

۱۔ دریا کے کنارے۔

۲۔ پیاد پر یا کہیں قریب۔

۳۔ دیرانے میں جہاں آبادی آس پاس نہ ہو۔

۴۔ اس مقام پر جہاں زراعت نہ ہوتی ہو۔

۵۔ گھنے جنگل میں یا وہاں جہاں گھاس پھوس جھاڑ پھنکار بکثرت ہو۔

اصول ملک گیری ظالمانہ درست نہیں۔ اگر کسی ملک میں اتنی ہی ہو تو رعایا کی پرورش و دست گیری کے خیال سے پہلے تاجدار ملک کو فہمائش کرنا چاہئے۔ اس کے پاس دولت نہ ہو تو زور و جواہر دیکر اسے اور رعایا کو گزندہ افسانہ بنانا لازم ہے اگر کچھ بھی ہو اس میں نہ آئے تو ارکان سلطنت سے سازش کر کے اس سلطنت پر قبضہ کر لینے سے کوئی ہرج نہیں۔ اگر غلام ملک کا اطاعت گزار نہ ہو اور ملک غلام کے ساتھ جھکا تو وہ تو مستحق نیراہی و راجہ کو ہر وقت رعایا کی بوجھنی لازم ہے اس میں کسی وقت غفلت نہ چاہئے۔ مقامات جنگ کا ملاحظہ اور دیاں کا ضروری انتظام جس نے کیا اس کے وقت پر دھوکا کھانے میں شک نہیں۔ سامان رسد و فوج کا انتظام ہر وقت ملحوظ نظر رکھنا ضروری ہے اور سو یا ت کی یہ بات ہے کہ جس سے مٹا اس سے جھک کر خاکساری عجب چیز ہے یہ دشمن کو بھی دوست و غلام بنا دیتی ہے بزرگوں کی نصیحت ہے کہ جو ان خراپوں سے پاک رہا اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہیں بد

عظمت عداوت۔ غیبت و بد گوئی رخت زبانی طفل آزادی۔ لالچ اگھت بیچارہ سزاے جہانی +

لڑائی میں کبھی دل نہ ہارنا نہ فتح سے دلچسپی کرنا چاہئے۔ جب تک لڑائی رہے ہمت ہارنا کبھی جائز نہیں فتح کے بعد یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ بس میدان مار لیا۔ اگر میدان جنگ میں کچھ بنائے نہ بن سکے تو مجبوری کے وقت پیٹھ دکھانے اور جان بچانے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ راجہ کی زندگی کا ماحصل یہ ہے کہ جپ تپ کرے دہان چن کرے۔ ہر خاص عام کے ساتھ سلوک کرے کہ اس کی عظمت ہر صفحہ دل پر نقش ہو تو دشمنیں ایشور سے خراج دیا کرتے تھے کہ تم نے گرم کا نڈھرم نیت مکش بدیا میں کس کس کے اصول ذہن نشین کئے۔ راجہ نیک اصولوں میں میل ملاپ لڑائی جھگڑا۔ مستعدی خدا وری طرح دی استقلال آزادی۔ قابو نفس یہ سب باتیں مقدم ہیں دشمن کا خواہ وہ عاجزی کرے خواہ پناہ میں آئے خواہ تکلیف میں ہو اعتبار نہ کرنا چاہئے کیونکہ پانی خواہ گرم ہو یا سرد نہ حالتوں میں آگ بجھانے کے لئے کافی ہے۔ فرمانروا کا فرض ہے کہ دشمنوں کی ہر کھال پر نظر رکھے کہ آیا وہ فوجی انتظام کرتا ہے یا ہتھیار ترسے یا کسی اور شے جو اس کو خاص

بیافت سے بہانہ بنا لیا ہے کہ کون ہوا خواہ سلطنت ہے کون بدخواہ۔ چروں اور ڈاکوؤں کی حرکت کے جزو رہا ان کا لئے فرق جب لڑائی کا موقع ہو تو خدا دانی لوگوں کو سب آگے رکھنا لازم ہے دوسروں کو ان کے پیچھے۔ فوج میں اپنے ہوا جس جان نثار کرتے ہیں پر دلی رکھنا یہ ائمہ نہیں وہ میدان جنگ میں پیچھے دکھاتے ہیں راجہ کا دھرم ہے کہ مجرم کو سزا دے اور لائق لوگوں کی نذر دانی و عزت افزائی فرمائے اگر کسی مشورے کی ضرورت ہو تو کم سے کم تین زبڑوں سے مشورہ لے مگر آگ آگ جب تینوں کا اتفاق رائے ہو جائے تو جو کام ہو وہ کر اٹھانا چاہئے ورنہ ہمیں یہ بدشاہت کے پڑھنے والے اور پریشور کا دھیا کرنے والے دھرم کے نذر دانی راجہ کی عمر بڑھتی ہے اس کا کوئی کام ایک نہیں سکتا مجال کیا کہ اسبابی سفید میں ذرا بھی فرق ہو۔ جو شاہت سے واقف نہیں ان کو لوں جو ہر نظر رکھنا چاہئے۔ انہیں وہی کام کرنا لازم ہے جو ان کے بزرگان سلف کرتے آئے ہیں۔ یہاں سے بھرت کہو جو دھرم میں نے بنائے ہیں ان کو تم عمل میں لاتے ہو یا نہیں کچھ راجہ پفرن نہیں جو ان اصولوں کی پابندی کرتا ہے وہ اگر غریب بھی ہو تو راجہ سے ہزار درجہ اچھا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس کو سرگ ضرور ملیگا۔

مرگ ۱۰۱

بھرت جی کی تخت آرائی کے لئے درخواست

مہری راجہ دجی کا انکار

مہری راجہ دجی علم الغیب تھے ان سے کون بات چھپی تھی۔ مگر ہمیں نیادی ظاہر داری کے خیال سے انہوں نے بھرت کو اپنی تقریر سے ایسا بھلاوا دیا کہ گویا راجہ دسرتھ کے مرنے کی کیفیت معلوم ہی نہیں۔ نصیحتوں کی باتیں کر کے انہوں نے پھر پوچھا کہ راجہ سنگھاسن چھوٹے اور فقیرانہ لباس پہن کر آنے کی وجہ؟ نہ سریر تاج نہ چھتر۔ کیا راجہ پنا جی کے بھروسے پر چھوڑ آئے؟ بھرت کی زبان نہ کھلتی تھی۔ منہ قفل لگا ہوا تھا۔ مگر دل کو مضبوط کر کے روتے

ہوئے بولے کہ ہائے بھائی میں تو مٹ گیا۔ آپ ادھر چلے آئے۔ پتا جی نہ دیا آپ کے فراق میں جان دیدی۔ اجودھیا ماتم ہر گونگی۔ رعایا غمزدہ ہے افسوس مانا کیکی نے بنا بنا با کھیل بگاڑ دیا ہے۔ اجودھیا کی صورت کبھی نہیں جاتی۔ میں زندگی کی بھائی سبب تک زندہ رہا ہوں۔ مانا کیکی نے جیسا کہا اُس کا پھل پایا۔ اُن کو کافی سزا مل گئی۔ بیوہ عورت کے لئے زندگی موت سے بدتر ہے مگر غریب ناحق گھروں کے ساتھ گھن کی طرح پس گیا نہ کسی کے لینے میں نہ کسی کے دینے میں۔ موت بدنامی کا ٹھیکر امیر ہے سرچھوٹا مانا کیکی کی وجہ سے دماغ بھی اُلگ حاصل ہوا۔ اور آپ الگ سیم لوگوں کی سرپرستی سے دلکش ہو گئے۔ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں درخواست یہ ہے کہ تخت سلطنت پر جلوس فرمائیے۔ مانا میں بھی ہی آرزو کیا رہی میں اس وقت سلفیت بیوہ ہو رہی ہے آپ کے پرناج۔ کھینکے تو پھر اُس کو سوہاگ نصیب ہو جائیگا۔ آپ کا قول ہے کہ جوتا قدیم ہے پونی چلی آئی ہے۔ اچھی کی پابندی دھرم ہے۔ بہت صحیح بہت درست پھر بس تشریف لے چلے۔ ہمارے خاندان میں راج کا استحقاق بڑے بیٹے ہی کو ہوتا ہے دوسروں کو نہیں۔ آپ کچھ معید و محنت نہ فرمیں برا آپ چھ چلیں۔ بھرت آپ کی جہرانیوں کے بھروسے پر حاضر ہوا ہے۔ اگر آپ درخواست قبول نہ فرمائیے تو بیٹے لوگ کہہ پنا کے بعد آپ نے بھی دست شفقت مر سے اٹھا لیا یہ کہہ کر بھرت جی زار زار دے لگے قدموں پر گر پڑے اور یہی چاہتے تھے کہ ان کے قدموں کو سر پر رکھے ہوئے اجودھیا میں پہنچا دوں راجچندر جی نے اٹھ کر گئے۔ سے لڑکایا اور بولے کہ۔

میں عقلمند ہو کر اتنی بیوقوفی۔ آفتاب پر کہیں خاک پڑتی ہے تم کو ان معاملات سے تعلق ہی کیا۔ رہیں مانا کیکی اُن کی شان میں خردار کوئی گستاخی کا کلمہ نہ نکالنا ورنہ میں سخت ناراض ہو گا۔ تم عقلمند ہو کر بیوقوفی کی باتیں کر سگے تو مجھے دکھ ہو گا۔ تم چلنے ہو کہ باپ کا درجہ پر مشور کے برابر مانا گیا ہے۔ بیٹے کا فرض ہے کہ باپ کے حکم کی تعمیل کرے مجھے فخر ہے کہ صرف پتا جی ہی کا ارشاد نہیں ہوا بلکہ مانا کیکی نے بھی ہدایت کی۔ راجپوت خوشی کی بات ہے کہ میں بن باس کے لئے تیار ہو کر سعادت ابدی حاصل کر رہا ہوں تم کو بھی مانا اور پتا نے اجودھیا کا راج دیا ہے تمہیں سیر لائق بھائی کی حیثیت میں لازم ہے کہ راج کر کے مانا اور پتا کے حکم کی تعمیل کرو دینا کا حکم اس سبب بھی واجب التعمیل ہے کہ وہاں

راجہ پریشور ہو تا ہے۔ اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنا کبھی اور کسی طرح مناسب نہیں
ان سب باتوں کے علاوہ میر بھی حکم کچھ وزن رکھتا ہے میں ابہم بن باسیوں کی طرف
سے مل ہٹاؤ۔ ہم لوگوں کو پریشور کے حوالے کرو۔ اور تم راج سنگھ اس پر جلوس
کر کے غزوہ رعایا کے زخم پر کھپا مار رکھو۔

سرگ ۱۰۲

بھرت جی کا اظہار عاجزی راجہ دستہ کی فات حشر آیا کی اطلاع دینی

بھرت جی قدم پکڑ کر بولے کہ۔

آپ مجھے اچو دھیا کا راجہ کیوں سمجھتے ہیں۔ میں تو آپ کے غلاموں کا غلام اور حد درجہ
کا پاپی ہوں۔ پاپی کی قیمت میں راج کہاں۔ راج تو دھرم والوں کو ملا کرتا ہے علاقہ
بریں یہ تو خور فرمائیے۔ کہ آپ کے ہوتے میرا اتفاق ہی کیا ہے۔ شروع سے آج
میں کبھی بڑے بیٹے کی موجودگی میں چھوٹے بیٹے کو راج نہیں ملا پھر آپ یہ
انوکھی اور دنیا الودھی بات کیوں جلائز فرماتے ہیں۔ بیشک آپ کو تپشیا سے
ہست عمدہ پھل ملیگا۔ مگر یہ بھی سمجھ لیجئے کہ راجہ پریشور کھاتا ہے۔
پس آپ پریشور کی پدوی حاصل کریں۔ آپ کا اگلا تپ کیا کم ہے۔
جو اور تپشیا کی خواہش ہے بھائی صاحب پنا جی کا سایہ سر سے اٹھ
گیا۔ وہ آپ اور سینا ماما کے غم میں سرگ کو تشریف لے گئے۔ اب ہم لوگوں کی
زندگی تو آپ ہی کے سپرد ہے۔ اس حالت یتیمی میں آپ قدوں سے جدا کریں
تو بزرگی کے خلاف ہے۔ آپ کو شاید خیال ہے کہ پنا جی کا انتقال صحیح نہیں۔
میں فقرہ بنانا ہوں۔ نہیں بھائی صاحب سب ماما میں ایک مانا کیکیٹی کی بدلت
بیوہ ہو گئیں۔ میں اور سترہن جی گر باکرم اور شرادھ کبھی کر چکے۔ آپ کا
بھی فرض ہے کہ تڑپن اور پنڈوان کر کے فرض ضروری سے سبکدوش ہوں
تیریا جگ میں تمام بیٹوں کو پتر کرم کو نافروری ہے۔ ہاں کلجگ میں صرف
ایک ہی بیٹے پر یہ فرض محدود ہے۔

سرگ ۱۰۳

شری راجندر جی کا راجہ دسرتھ کی وفات پر ماتم۔ پنڈوان

بھرت جی کی تقریر سے سری راجندر جی کو جوہیں راجہ دسرتھ کی وفات کا علم پتین ہو گیا پٹ سے زمین پر گر پڑے۔ بھرت جی اور سترہن جی روتے ہوئے دوڑ کر پانی لائے منہ پر چھینٹا دیا۔ دامن جھلا نقوڑا دیں کے بعد ہوش آیا آنسو بہانے ہوئے اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے کہ۔

ادوت بچتے چودہ برس بھی صبر نہ ہوا میری ضاجوئی والدین پر مہر رکھنے کے لئے تو اتنی جدی امری۔ آہ! پتا جی آپ سرگ باس نہیں ہوئے ہم لوگوں کو جیتے جی مار گئے۔ آنسوں مجھ سے کچھ حذرت نہ ہو سکی۔ اور زندگی تجھ پر زون ہے بھرت اور سترہن کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے۔ انہوں نے شراہہ ترپن کر کے فرض سے تو سبکدوشی حاصل کی۔ مجھ پر پتا جی کا فرض باقی رہ گیا۔ اتنا فرما کر سری جاکھی جی سے فرمایا۔

ہائے آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ دنیا تاریک نظر آئی ہے۔ پتا جی اٹھ گئے ہیں تمہیں آخری لایدار سے بھی محروم رکھا۔

سینا جی بھی یہ سانحہ جگر خراش شکر رو پڑیں۔ سری راجندر جی بھی سر پکڑ کر آنسو بہانے لگے۔ سارے جنگل میں سناٹا چھا گیا۔ چرنند پرند سب کے کچھے پر گھن کی چوٹ لگی۔ مھوڑی دیو پر پچھاڑیں کھا کر سری راجندر جی نے پنڈوان کے لئے ارادہ ظاہر فرمایا خود بدولت منراگنی بندی پر پہنچے جنگل میں اور سامان ہی کیا تھا لکشن جی صرف انگور اور بیر لائے۔ سری راجندر جی نے ترپن اور پنڈوان کیا۔ بعد بھرت اور سترہن کے بازو پکڑ کر راجہ دسرتھ کی دائمی مفارقت کے غم میں ایسی گریہ و زاری کی کہ سننے والوں کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا۔ اتنے ہی میں بھرت جی کی فوج آ پہنچی۔ چرنند پرند ہجوم عام دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ بھرت جی کے ہمراہیوں نے سری راجندر جی کو دور سے دیکھ کر پر نام اور ڈنڈوت کی انبرہ کثیر کی آبد نے مھوڑی پر کیلے جیالا ماتم پر مڑنے

سرگ ۱۰۴

سری راجندر جی کی مائٹوں اور شٹ جی سے ملاقات

لشٹ جی سبائوں کے ساتھ سزاگئی کے پار اترے یہاں کوشلیا جی نے کچھ پینڈ دان کا سامان ہوا ہوا پاپا۔ پوچھا یہ کون مقام ہے یہاں یہ سامان کیسا۔
لشٹ جی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سری راجندر جی نے اس مقام پر ہمارا جہ
دسرتہ کو پینڈ لے میں۔

کوشلیا کھوٹ کھوٹ کر رو پڑیں اور بولیں کہ۔
ہائے جو ہمارا جہ دسرتہ تمام دنیا کی نعمتوں سے سیر تھے اُن کے لئے پینڈ کا یہ سامان
اور کیجیے! کیوں کھوٹ نہیں جاتا۔ اوجان جسم سے کیوں نکل نہیں جاتی ستراجی کو بھی
سخت قلق ہوا۔ مگر وہ کوشلیا جی کو سنبھالے ہوئے تھیں اس لئے انہوں نے دل پر جبر کر کے
رلائی رد کی اور ڈھارس دی کہ ہمارا فی جی اب طبیعت نہ بگاڑیے چل کر راجندر جی کو دیکھتے
سروئے کو تو زندگی بھر پڑی ہے کوشلیا جی روتی اور ستراجی کھجاتی جاتی تھیں اتنے میں
سری راجندر جی نے مائٹوں کا رتھ دیکھا وہ بڑی تیزی سے پکے اور جاتے ہی قدموں
پر گر پڑے۔ سب رانیاں فوراً ہی رتھ سے اتر پڑیں اور سری راجندر جی کے جسم پر پڑی
ہوئی دھول صاف کرنے لگیں کوشلیا جی چیخ چیخ کر رو رہی تھیں اور کہتی جا رہی تھیں
آہ! اجودھیا کے وارث تاج و تخت کا یہ حال۔ ہمارا جہ دسرتہ کی ہو۔ ہمارا بہن جبکہ
کی بیٹی اور راجندر جی کی استری کی یہ کیفیت۔ ہمارا جہ بڑے خوش نصیب تھے جن کو
یہ حالت زار دیکھنا نہ نصیب ہوئی۔ میری قسمت پھوٹی ہے ایسے نول لاٹوں کو نصیب

جھیلے دیکھ بھی چھاتی نہیں پھٹی زمین جگہ نہیں دیتی کہ سما جاؤں۔

ادھر یہ گریہ و زاری تھی ادھر لشٹ جی تشریف لے آئے سری راجندر جی نے دوا کر
قدم پکڑ لئے تو وہ سے آنکھیں میں سب کو بٹھایا بھرت جی راجندر جی کے سامنے ہاتھ
جوڑے زمین پر بیٹھ گئے۔ شخص کو انتظار ہوا کہ دیکھیں ملاقات کا نتیجہ کیا نکلا ہے کیونکہ
بھرت جی کی پرتگیا ہے کہ سری راجندر جی کو دلپس لیجا ڈنگا۔ ادھر سری راجندر جی جو

برس کے بن باس کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں +

سرگ ۱۰۵

بھرت جی اور سری راجندر جی کی تقریر

شام کا وقت قریب تھا اس لئے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد سب لوگ سندھیا وغیرہ میں مشغول ہوئے لیکن پھر سری راجندر جی کی خدمت میں جمع ہو کر بھرت جی سے ملتی ہوئے کہ اب تذکرہ چھپیں۔ بھرت جی خود ہی بیٹا بنے تھے مگر رعب اور نامت کی وجہ سے منہ نہ کھلتا تھا۔ آخر بڑے ضبط سے بولے +

ماتا کیلکینی کا شکریہ آپ کو بن میں نکالا۔ پتا جی کو دنیا سے خصیت کیا اچودھیا سوئی کر دی۔ ماتاؤں کو بیوگی کا داغ دیا۔ ہم لوگوں کو گودینی میں لٹایا اور خود بھی صدی بیوگی سے نجا بھر کی ذلت پاگئیں۔ آپ پتا جی کے حکم کی تعمیل فرما چکے ماتا کیلکینی کی بات بھی پوری ہو گئی اب ہم لوگوں پر ہاتھ رکھئے اور تخت سلطنت کو جلوس مہمنت ماتاؤں سے واپس لے آئے۔ مجھ میں ایسے بار عظیم اٹھانے کی قدرت نہیں نہ میں حق تعالیٰ کو منظور کر سکتا ہوں تخت و تاج کو مجھ سے کیا نسبت۔ سلطنت سے مجھ کو کیا علاقہ۔ اگر آپ تپشیا کو فضیلت دینا منظور فرماتے ہیں تو ذرا دھرم شاستر پر نظر ڈالئے۔ دیکھئے وہ کیا کہتا ہے۔ دھرم شاستر کا قول ہے کہ انسانی قالب کا فخر یہی ہے کہ دوسروں کی پرورش و حفاظت کرے اگر یہ نہیں تو زندگی فضول ہم لوگ بے بی سرپرست ہیں اس لئے آپ کا فرض ہے کہ پرورش فرمائیے سایہ غافلت میں جگہ دیجئے اگر آپ چھوٹوں کی سرپرستی نہ فرمائینگے تو تپشیا بالکل فضول ہوگی اور سرزمین کو کھود کر دوسرے زرخیز ملک کی مٹی سے قابل زراعت کرنا اندر کے بلوغ کے بار آور پونے لگانا تو مناسب ہے مگر جس وقت کوئی اس باغیچہ کو اجاڑے تو کیسے رنج کی بات ہے۔ ہمارا جہ سر قحنے اسی راج پاٹ کے لئے بڑی بڑی تپشیا کر کے آپ کا دیدار حاصل کیا جب حکمرانی کا موقع آیا تو ماتا کیلکینی نے ہر ایک کی امیدیں اکٹم سے خاک میں ملا دیں اگر پتا جی دنیا میں ہوتے تب خیر آپ نہ لوٹتے مگر اب تو آپ کا بن باس اختیار کرنا گو ہم لوگوں کو

۴۹۹

راہن مؤلفہ افق

سر پرستی سے محروم رکھنا ہے تاہم نیا کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ بھرت کے جانے سے سری راجچندری
کا سایہ عاطفت نصیب ہو گا۔ کون ہے جسے آپ کی فرمانروائی کی خواہش نہیں +
سری راجچندری - مجھے بڑا افسوس ہے کہ میرے بن باس اور پتاجی کی وفات سے تم کو
سخت تکلیف ہوئی اہل اجدھیا کو صدر مہا نکاہ ہوا گو تم سب کی محنت قابل قدر ہے
مگر میرے خیال میں کچھ غلطی بھی ہے عقلمندوں کو فضول ازدواج سے دور رہنا چاہئے صبر و
استقلال ہو تو سخت سے سخت مصیبت کچھ بھی معلوم نہیں ہوتی۔ دیکھو دنیا میں جو
کچھ ہے وہ یا تو ایشور ہے یا جیو مگر ایشور زبردست اور جیو کمزور ایشور کو ہمیشہ آنند
رہتا ہے اور جیو کبھی سکھ کھو گتا ہے کبھی دکھ۔ ایشور کا ہر جسم میں جلوہ ہوتا ہے اور یہی
جیو کو نیک اور بد اعمال کی جزا و سزا دیتا ہے جس طرح انسان جانور کے گلے میں پھندا
ڈالکر ادھر ادھر لے پھرتا ہے اسی طرح اعمال انسانی قالب کو اپنی مرضی پر چلاتے ہیں چنانچہ
میرا بن باس بھی بے اصول نہیں پراربدہ بڑی بڑست ہے جس کو چاہے جس طرح چاہے
انسی پراربدہ نے تم کو بھی صدر مہا جگر خراش دے رکھا ہے تم بار بار کیٹی مانتا پر الزام
رکتے ہو کیٹی مانتا کچھ ایشور نہیں؟ وہ بھی پراربدہ سے بے بس نہیں اس لئے جو کچھ ہوا
وہ سمجھ لو کہ شدنی تھا۔ کسی کا کچھ قصور نہیں ایشور کی مرضی ہی یوں تھی شاستر کا اصول
ہے کہ بندی جانے والا کبھی نہ کبھی ضرور پیچھے گرنے کا نام ہے راج کے عوض بن باس ہی سے
اداس ہو ایک روز تم دیکھو گے کہ جس چوے کو ماں اپنا بڑی محنت پالا۔ آج جس کی
طاقتوں پر تم ناز کرتے ہو وہ آٹا فانا میں مٹی ہو جائیگا تم نے پتے پکڑے پھیل درخت
مگر گر چور چور ہوتے دیکھے ہو گئے ہیں حالت کسی نہ کسی در اس جسم کی بھی ہو جاتی ہے
جس کا لوہا ہوا دھبی مانتا ہے اور جسے اپنے زعم میں سنت کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی دیکھو تم
ذیر جوں کی ترکیب جسمانی بالکل یکساں ہوتی ہے وہی گوشت پلوست ہی خون و استخوان
حالا کہ ذرا بھی فرق نہیں مگر سب پر فوق انسان ہی کو حاصل ہوتا ہے انسانی قالب تمام
ذیر جوں کے قالب جسمانی پر فائق ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے بڑی قیمت چاہئے۔
حالا کہ اس قالب کی حفاظت کے لئے انسان سب کچھ کوشش کرتا ہے مگر ٹوٹا پھوٹا مکان تو
مرمت سے ہی پر پا ہوتا ہے لیکن اسے قیام نہیں دیا میں جتنے عزیز و اقارب نہیں سب
اسی وقت تک ساتھ دیتے ہیں جب تک سانس آتی جاتی ہے۔ اور صدم نکلا اور صدم سب

ایکے بیگانے ہو گئے کوئی دم بھر مکان میں رکھے مگر داد و اوستیں ہوتا سہ جتھے ہیں کہ
 دن رات گزرتا دشمن زندگی ہے جو وقت گہا پھر پٹ کر نہیں آتا گنگے سے پانی کی طرح
 بدھرایا اُدھر یہ گیا اسی طرح جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور ریگا جب تک سورج ہے تب تک دن
 رہتا ہے جہاں سورج مغروب ہوا رات ہو گئی اسی طرح جب تک اعمال کے موافق ادا گوئی
 کا سلسلہ جاری ہے تب تک کبھی خوشی کا دن نہ ریگا اور کبھی غم کی مصیبت یا کبھی کوئی سیکر
 خالی احد کبھی کوئی غالب مضری۔ گرمی کے موسم میں پانی سوکھنا شروع ہوتا ہے اور پھر
 خشک ہو جاتا ہے اسی طرح جوانی کے ایام گزرتے گزرتے آخر وہ وقت آ جاتا ہے جس کی آج
 ہم بات کر رہے ہیں سو تم اس وقت پناہی کو روکے ہو آج تک سیر بزرگ نہ جانے کتنے کن کو رو
 چکے۔ اور اب ہم سب کی باری ہے۔ ایک دوسرے ہم تم بھی خاک پر سوئے ہوئے اور لوگوں کو دوسری
 صدمہ ہو گا جو اس وقت مجھے اور تمہیں ہے باپ ماں بھائی۔ بہن عورت سب زندگی بھر کے
 ساتھی ہیں۔ مرنے کے بعد کوئی کسی کا شریک حال نہیں نہ وطن ہی فاقہ کرتا ہے نہ عزیز
 موت کہیں بچھا نہیں چھوڑتی۔ ہر وقت ساتھ رہتی ہے۔ جس وقت موقع ملے بجز
 کا بچھی اڑائے گئی۔ اگر موت سے نجات درکار ہو تو انسان کا فرض ہے۔ کہ ایسور کی
 یاد میں محو ہو کر جیو کو آتما اور پرمانما سے وصل کرے۔ جب تک مکش حاصل نہ ہوگی تب
 تک نہ زندگی سے مضر ہو گا نہ موت اہل بنا پردہ میں سوار ہے کہ بس کچھ کہا نہیں جاتا۔
 سلطنت میری گھر بار میرے میرے جو دوسری۔ میری میری تو سب کہتے ہیں مگر یہاں کوئی خبر
 کسی کی نہیں۔ ایسور کا مال ہے جسکو چاہے دے جس سے چاہے چھینے مال مانہ کی ہوقنی کا کمال
 تک ذکر کیا جائے۔ رات کے بعد سورج طلوع ہوا تو خوش ہو گئے کہ دن آیا۔ آنکھوں کو
 روشنی حاصل ہوئی۔ مگر کسی کو یہ خیال نہیں کہ اتنی عمر گھٹ گئی۔ ایک دن ہی پر منحصر نہیں
 دن کے وقت رات کا خیال ہے۔ گرمی میں سردی کی آرزو۔ برسات میں بسنت کی
 خواہش۔ اسی طرح عمر گزر جاتی ہے اور لوگوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا دن کے بعد
 رات کی اور رات کے بعد دن کی آرزو میں زندگی گنوا بیٹھتے ہیں۔ بھرت جی تم ہر چند
 ہو دانش پسند ہو۔ دنیا کی فضولیات میں نہ پڑو۔ پناہی تمہیں راج دیا ہاتھ آئی
 ہوئی دولت کو گنونا بھی حماقت ہے۔ میں ہرگز ہرگز واپس نہ جاؤں گا لوگ مرنے کو
 نہیں دتے بلکہ ان کو اس دن کا خیال ہے جب انہیں بھی دنیا چھوڑنا پڑے گی۔ جو

آئندہ نکلتا ہے وہ مرے والے سے کہتا ہے کہ تم جی بھی پیچھے سے آئے نہیں۔ کھلا آج
 ہمارے دادے پر دادے کہاں ہیں بزرگوں کے بزرگوں کا پتہ و نشان کیا ہے کچھ
 بھی نہیں جب یہ تو پھر کبھی کا سوچ کیا۔ میں تو ایشور کی کرپا سے زندہ بیٹھا ہوں
 پھر زندہ کے لئے انہوں نے کرنا کیا ہے۔ سوچ کی چیز اگر کوئی ہے تو ثواب رینی -
 ناموری۔ ان کے لئے آئندہ بھلے نب تو انسان عقلمند ہے ورنہ بیوقوف۔ ہمارے
 پناہی مرگئے معز و غم ہے۔ مگر وہ نام کو زندہ کر گئے جس چھوڑ گئے۔ پھر زیادہ رنج و
 ندر کی کیا بات انسان کا فرض ہے کہ رنج و راحت کو ہمیشہ یکساں سمجھے۔ پس اب تم دنیا کی
 خیالات کو ترک کر کے راج پاٹ سے غم غلط کرو۔ رعایا پریشان ہے اس کی اشک
 ستوں میں رہ کر کوئی نہیں کر سکتا۔ بیابا پس نہیں جاسکتا۔ مانا اور پتائے
 مجھے یہ چلا عطا کیا۔ ان کے احسانات سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا ایسے لالچین
 کے حکم کی تعمیل میں نقص واقع ہوا تو میری زندگی پر راحت ہے۔ پناہی کے دھرم کو
 دیکھو کہ مجھے ایسے اور تم ایسے بیٹوں کو چھوڑ دیا۔ اپنی جان دیدی اور دھرم سے رو
 گردان نہ ہوئے۔ ایسے دھرماتما باپ کی اولاد ہو کر اگر میں بات پر قائم نہ ہوں۔ تو
 تنگ خاندان کھلانے کے سوا اور کیا فائدہ بیٹس ہو سکتا ہے تم بھی دھرماتما باپ کی
 اولاد ہو اس لئے میری نصیحت یہ ہے کہ میری طرح پتا کے حکم کو ہزار جان مانو۔
 جگزا سلطنت کو آبیاری فیض سے سرسبز و شاداب کرو۔

سرگ ۱۰۶

سرمی راجندر جی کی خدمت میں بھرجی کی گزارش حال

بھرت جی مؤدبانہ لہجے میں سخن پر دار نہ ہوئے کہ
 آپ کا فرمانا بہت درست مگر سوچئے تو آپ کے سوا کسے کام۔ کر دودھ۔ لو بھ
 مدد خواہشات نفسانی غصہ لالچ غرور کو مغلوب رکھنے کی طاقت ہے تمام شی متفق ہیں
 کہ صرف آپ کی تقلید اور پیروی کرنے سے آدمی دیوتا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا
 کہ وہ سکھ زندگی کا رنج پہنکا رہے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ کوئی آپ کی سعی عقل

صائب کہاں سے لائے۔ اگر آپ کی عقل اور دلوں میں بھی ہوتی تو دنیا کا انتظام نہ چلتا
 سب لوگ صائم ہی ہوتا ہوتے۔ نرک بکینٹہ جزا و سزا رنج و راحت کا گنجھٹ ہی نہ
 رہتا۔ آپ اپنے کو کچھ نہ سمجھیں۔ دُور اندیش لوگ تو جانتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟ بدشاہتر
 نے کس کے دھرم وغیرہ کی تعریف میں طب اللسانی کی ہے۔ زاکار۔ زاکار۔ آئنا
 مرد پکس کا خطاب ہے آپ کا قول ہے کہ دنیا گزشتی و گزشتی ہے۔ زندگی و موت
 کوئی چیز نہیں۔ جب یہ ہے تو آپ پناہ جی کا واقعہ و لحراش سکر کیوں دہرائے۔
 جب آپ ہی کو دُنیادی الفت سے لگاؤ ہے تو دوسرے کیوں نہ صدمات کو ضبط کر
 سکتے ہیں۔ میں مکان پر نہ تھا۔ اگر ناہال سے وقت پر آگیا ہوتا تو مانا کیکی کبھی
 دھرم کرنے کا موقع اور پناہ جی کو دھرم کی زنجیر میں جکڑنے نہ پاتیں۔ اس وقت
 میرے دل کی کیفیت دگرگوں ہے دل ہی چاہتا ہے۔ کہ گئے پر توار پھیر دوں۔ ہا
 سے دھرم ہو یا دھرم۔ مگر پھر بھی دھرم ہاتھ رہتا ہے آپ کی ناراضگی کا بھی خوف
 ہے۔ مجھ رہوں پناہ جی کا بڑھا پا تھا۔ بڑھاپے میں عقل زائل ہو جاتی ہے۔ اس
 عمر میں بات کا اعتبار کیا۔ خصوصاً جب ایسی مت ماری گئی کہ انسان دھرم کے
 وقت کام کے قابو میں ہو جائے۔ نیک بندہ نہ سمجھے ماں باپ کے حکم کی تعمیل ہر فرد
 بشر پر ضرور فرض ہے۔ مگر جس کی عقل خط ہو ایسے والدین کی بات پر عمل کرنا
 کبھی جائز نہیں۔ حکم دی ماننا چاہئے جو خوشی کی حالت میں ہو پس کیکی جی کے باؤ
 سے جو حکم مجبوراً دیا گیا اس کی پابندی کبھی کسی پر لازم نہیں پناہ جی کی کبھی خواہش نہ
 تھی۔ کہ آپ صحرانورد ہوں یہ نہ ہوتا تو وہ راجہ ملک کی تیاریاں کیوں کرتے۔
 پس آپ شاستر کی ہدایت مانیں اور اس بات پر عمل فرما دیں جو تہ دل سے مد نظر تھی مگر
 آپ اس کے خلاف عمل درآمد کرینگے تو آپ کو باپ ہو گا اور پناہ جی کی روح عذاب
 میں گرفتار ہوگی۔ آپ کو جیساں باپ کی رضا جوئی اور نیک نامی کا اس قدر خیال
 ہے تو مانا کیکی کی بدنامی کی طرف کیوں نظر نہیں۔ ہر شخص مانا کیکی کو برا کہہ رہا ہے
 ہر زبان سے مذمت سُن رہی ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی مانا کی دوسیا ہی وہ
 بروہن بڑھتی ہی جائے۔ آپ کا فرض ہے کہ والدین کو نرک سے بچائیے۔ ان کی پیشانی
 سے کھٹک مٹائیے۔ بیشک چھتری کا دھرم ہے کہ کام کرو دو معیزہ و تمنوں کو حیات کر

ناموری کے جھوٹے گھاٹے مگر یہ تو کہنے کہ آپ چھتری ہو کر فقیری کو کس اصول سے جائز خیال فرماتے ہیں اور اہل زمانہ کی پڑش و حفاظت سے ہاتھ کھینچ کر بنوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ تپیشیا کی غرض تو یہی ہے کہ سرگ لے اور عمدہ سے عمدہ نعمتیں دستیاب ہوں دیوتاؤں اور ریشیوں کا درشن نصیب ہو۔ کیا یہ سب باتیں اجودھیا میں موجود نہیں۔ سرگ میں یہاں سے زیادہ اور کیا رکھا ہوا ہے۔ سرگ کا حال کسے معلوم نہ جانے ہے بھی مگر اجودھیا آنکھوں کے سامنے موجود ہے یہاں کی نعمتیں ہر جگہ و تعمیر پتی ہیں۔ شاستر بتاتا ہے کہ پہلے گرسبت دھرم کی پابندی لازم پھر سچ پیرج باقیست۔ سنباس غیرہ کی۔ آپ کیوں زینے پر باقاعدہ نہیں چڑھتے اور پٹریاں پھیلا کر اوپر کی سیڑھی پر چڑھنا کون عقلمند جائز سمجھے گا۔ ۲ مارے بزرگ کے سبکے سے بڑھاپے میں نازک الدینا ہوئے ہیں۔ کوئی شروع جوانی سے گھر بار چھوڑ نہیں بیٹھتا پس آپ کا بن باس یہ شاستر کے بھی برخلاف ہے اور خاندانی رواج سے بھی ناروا جتنے آشرم ہیں۔ سب پر شاستروں نے گرسبت آشرم کو ترجیح دی ہے۔ ان پٹن جیرات زکوٰۃ۔ مسافر پوری۔ مہماں خوانی۔ رشی پوجن۔ اور جگہ جگہ ہزاروں فیس کے نیک کام اسی آشرم کی بدولت ہوتے ہیں۔ مجھے جیست ہے کہ آپ اس مقدس دھرم سے پہلو تھی فرما کر اہل زمانہ کی امیدوں پر خاک ڈالنا دھرم سمجھتے ہیں۔ اگر آپ کو کندہول پھل سے شوق سے تو تخت سلطنت پر کیا یہ جنگلی چیزیں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ یہاں ہنے سے اس حکم کی بھی تعمیل ممکن ہے کہ پنا کے بعد بڑا بھائی چھوٹے بھائیوں کی پرورش و پرداخت کرے اب زیادہ سے خراشی کرنا داخل گستاخی سمجھنا ہوں۔ اس لئے درخواست ہے کہ اس مقدس پتر کو مٹ پر آپ تاج سلطنت قبول فرمادیں۔ مگر دلشٹ سو منٹ زبیر اور تمام ارکان دولت و باشندگان اجودھیا موجود ہیں۔ آپ کو دشمنوں کی سرکوبی منظور ہو تو فوج کو ہر اہی کا اشارہ ہو۔ جان نثار حاضر ہیں آپ نے تپیشیا کو مقدس سمجھ رکھا ہے مگر زادھیاں کیجئے جب تک انسان پترن۔ دیورن۔ اور رشی دن سے سبکدوش نہ ہو جائے۔ تب تک تپیشیا کا حکم ہی کہاں ہے پترن اولاد سے۔ رشی دن جگہ سے اور دیورن دھرم بھوج سے بے باق ہوتا ہے۔ آپ خود بتائے کہ آپ کو کس فرض سے کجالت مل

جکی۔ یہ بھی غور کیجئے کہ آپ کی تخت نشینی کی آر زوہیں کون کون خبر خواہ دست پر عا ہے
 اُنکے دل میں کیا کیا امیدیں تھیں۔ اس وقت آپ کی صحرائی نشینی سے سب کی حسرتوں کا
 خون ہو رہا ہے۔ آپ کو ذرا بھی حق دوستی کا خیال نہیں۔ صاف صاف لکھا ہے کہ
 بھگتوں پر مصیبتیں نازل ہونے سے آپ کو آرام نہیں ملتا۔ کبھی کبھی کچھ اوتار میں
 واضح مصائب ہوئے۔ کہیں بارہ اوتار کا جلوہ دکھا کر بھگتوں کی جان بچائی اس وقت
 کیا ہے کہ وہ نظر عنایت ہی نہیں محبت کے عوض دشمنی کا خیال جاگزیں ہے۔
 اس طرح کی بہت سی باتیں کہہ کر بھرت جی نے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور پریم
 کے آنسوؤں سے قدموں کی خاک دھونے لگے۔ مگر سری راجندر جی نے کسی بات
 کا جواب نہ دیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹپکتی ہیں۔ ایسی
 باتوں کا جواب دینا ہی کیا۔

حاضرین اس خاموشی سے مایوس ہوئے۔ اُن کی آنکھیں آنسوؤں کا دریا
 بہانے لگیں۔ بعض استقلال اور دھرم کے قائل ہوئے۔ بعضوں کو خیال تھا
 کہ ابھی چیتے وقت دیکھیں کیا ہو۔

مرگ ۱۰۷

سری راجندر جی کی بھرت جی کو فحاشی

بھرت جی کی تقریر سے ان کی دلی محبت ٹپکتی تھی۔ ایک ایک آنسو بقیار می کی خبر
 دیتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچے کہ اگر میں کچھ جواب نہیں دیتا۔ تو
 لوگوں کو یقین ہو جائیگا۔ کہ بھرت جی کی تقریر لا جواب تھی۔ اب میرا زبان پلانا
 ضروری ہے۔ چنانچہ گہرا فحاشی فرمانے لگے۔ کہ

بھرت جی تمہارے پتار اور دسرتھ ایسے دھرماتما تھے اور تم مائیکٹی ایسی خالی
 خاندان مہارانی کے لپٹن سے عالم وجود میں آئے۔ تمہارے عقل و فراست کا
 کیا کتنا تم نے جو کچھ کہا بہت درست اور سچا ہے۔ مگر تم سے ایک ذکر کرتا ہوں
 جس کی تم کو اور گرد و لبشت کو ضرور خبر ہوگی۔ سنو۔

جب وقت پتا جی اور مانا کیسی کی شادی کا معاملہ درپیش تھا۔ راجہ کیلکے نے اس شرط پر شادی منظور کی تھی کہ مانا کیسی کی اولاد وارثتِ تاج ہو پتا جی اس رسیدہ تھے۔ اولاد کی خواہش میں انہوں نے شرط منظور کی اور تین مرتبہ اقرار کر کے مانا کیسی کو رنواس کی زینت بنایا۔ اُس وقت اُن پر کوئی خواہش نفسانی غالب نہ تھی۔ نہ کسی بات کا لالچ تھا۔ نہ یہ بات کوئی سسرال کے مذاق کی تھی۔ اس لئے سمجھنے کی بات ہے کہ راجہ کا استحقاق مجھے نہیں بلکہ تمہیں ہے۔ کیونکہ جب میں بھی دنیا میں نہ تھا۔ تب پتا جی زبان ہار چکے۔ اور تمہیں راجہ دے چکے ہیں۔ اس کو بھی جانے دو دیوتاؤں اور راکشسوں کی لڑائی کا حال کسے معلوم نہیں اُس موقع پر مانا کیسی ہی کا کام تھا۔ کہ انہوں نے پتا جی کی جان بچائی جس کے صلے میں پتا جی نے مانا کیسی سے دو قول ہارے جب یہ صورت ہے تو تمہارے سوا دوسرے کو تختِ سلطنت پر قدم رکھنے کا حق یا منصب نہیں اگر یہ کہو کہ کیسی مانا کی ضد سے مجبور ہو کر پتا جی نے ادھرم ہی کیا تب بھی شاستر مجھے ہدایت کرتا ہے کہ بیٹا وہی ہے جو باپ کو ادھرم کی دلدل سے نکالے اور اُس کا بیڑا پار کرے میں ایک تو پتا جی سے کہہ چکا ہوں کہ آپ کے قول پر عمل کر دنگا دوسرے مانا کیسی کے سامنے بھی رضا جوئی و فرمانبرداری کا نتیجہ کیا ہے پھر کس طرح زبان پٹوں۔ قول سے پھر کہ دنیا میں روسیا ہی گوارا کر دے۔ میرا قدم ادھرم کی راہ سے کسی طرح ڈگسکا نہیں سکتا میری ہدایت ہے کہ تم بھی اسی راہ میں ثابت قدم رہو تمہیں جتنی بیاں دیر ہوتی ہے اُسی قدر زیادہ ادھرم پھیلے گا اندیشہ ہے۔ پتا جی بیاں موجود نہیں مگر تمہارے واپس نہ جانے سے ادھرم کی جو ترقی ہو رہی ہے اُس سے اُن کی روح کو سرگ میں بھی سخت صدمہ ہوگا۔ بیٹا میری سوا دھرم ہے جو باپ کو ترک سے نکال کر سرگ میں پہنچائے۔ بیٹہ دان اور ترپن سے اس کی روں کو مذاہب چھڑائے لائن بیٹے پتا کے نام پر بادلی۔ بارغ کنوئیں وغیرہ بنا کر روح کو تو اب پہنچاتے اور دنیا میں اپنا اور بزرگوں کا نام روشن کرنے میں بیٹے کے لئے اس دھرم سے بڑھ کر اور کوئی دھرم نہیں۔ چنانچہ مجھے اور تمہیں دونوں کو اُن کی بات رکھنا ہزار کاموں زیادہ مفید سمجھنا چاہئے۔ رخم اجودھیا میں بارسلطنت سرپرستوں کی ضابطہ کے لئے

سو مترجمی موجود ہیں۔ میں جنگوں کا راج کرتا ہوں میری خدمت کے لئے تمہاری بھانج جی اور تمہارے بھائی لکشن جی ہمراہ رہینگے۔ تم کسی طرح کی فکر نہ کرو۔ مجھے یہاں تم سے زیادہ آرام ہو رہا ہے۔ میری سلطنت تمہاری حکومت سے بہت زیادہ وسیع ہے جنگل کے درخت چھتر کا کام دینگے۔ پہاڑ چٹانیں اندر آسن کو مات کر بیگی۔ تم خود اجودھیا اور سرگ کا مقابلہ کرتے ہو۔ پھر میرے عظیم اٹان راج میں خلل ڈالنا تمہاری برادرانہ محبت کے خلاف ہے۔ اجودھیا میں تم رشیوں کی خدمت کرو۔ میں بن میں تم اہل زمانہ کی پرورش و نگہداشت کا بیڑا اٹھاؤ۔ میں صحرائیوں کی۔ دونوں کا پلہ برابر ہے نہ زیادہ نہ ادھر کم +

سرگ ۱۰۸

سری راجندر جی کے رد جواب کے واسطے جاہالی پر ہمت کی منطق

راجہ سرگھ کے پرہت جاہالی جی بھی اس ہمت موجود تھے۔ انہوں نے جب بیکھا کہ سری راجندر کسی طرح راضی نہیں ہوتے۔ بھرت جی کو معقول کئے دیتے ہیں تو بناوٹ سے تیویا چڑھالیں۔ ناک بھون ٹیڑھی کر کے اپنا من گھڑت شاستر پڑھنے لگے۔ بولے کہ

واہ راجندر جی آپ تو بڑے ہی عقلمند نکالے مگر بھرت جی کو بہلا لیجئے ہم لوگوں کے سامنے آپ کا شاستر طاق پر ہی رکھا رہیگا۔ آپ شی کا بانا اختیار کئے ہوں اس پانے کی لالچ رکھئے تو ساری آپ کی منطق گاؤں و خور ہو جائیگی۔ بھلا کہیں شی بھی جھوٹا بولے ہیں بھلا بنا بیٹے تو دنیا میں کس کا کون ہے۔ باپ بیٹا۔ بھائی بہن۔ جو رو۔ لڑکا کے کہتے ہیں۔ ماں کے پیٹ سے آدمی ضرور پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ اکیلا دنیا میں آیا۔ اکیلا چل بسا۔ آپ کسی کو بنائیجئے کہ دو کیلا آیا اور دو کیلا ساتھ گیا۔ نہ زندگی کوئی چیز

ہے نہ موت۔ مسافر خانے میں مسافر آتے ہیں کچھ بیٹھتے ہیں کچھ چلے جاتے ہیں۔ مانا کی کوکھ بھی ایک مسافر خانہ ہے جس کو آنا ہوا آیا۔ جس کو جانا ہوا چل دیا۔ سراسے سے کسی مسافر نے الفت کی ہے نہ مسافر سے کوئی الفت کرتا ہے کما دت ہے کہ ”جوگی کس کے میت“ راہگیروں سے کس کو محبت۔ بھرت جی نے جو کچھ کہا بالکل ٹھیک کہا۔ اس کا جواب کسی کے پاس نہیں۔ آپ فضول اور ہر ادھر کی بات کہتے ہیں۔ بات

کو اچھلتے ہیں۔ اصل مطلب پر نہیں جتے۔ لوگ بیوہ اور فانداتی رواج کو بھرت جی سے
 جس لیاقت سے ثابت کیا۔ آفرین۔ ان کا قول بہت درست ہے کہ جبر یا مجبوری سے
 جو کچھ بات کہی جائے اس پر اعتبار کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ اہل فراست کا
 فرض ہے کہ دل کی بات ٹٹولیں اور ضمیر خالص کا منشاے اصلی سمجھیں۔ بعض وقت
 انسان حالت غیظ و غضب۔ عالم فکر و تردد میں حواس باختہ ہو کر کچھ کا کچھ کہہ دیتا
 ہے اُسے دشمنہ لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں خیال میں بھی نہیں لاتے تمہاری اجودھیا
 کی آجکل وہی حالت ہے جس کا رونا بیوا میں روتی ہیں۔ راجہ دسرتھہ کس اصول
 سے تمہارے پنا تھے۔ دنیا میں نہ کوئی کسی کا باپ ہوتا ہے نہ بیٹا۔ ہزار دفعہ بیٹا
 باپ ہوتا ہے اور باپ بیٹا۔ اسی طرح ہر عزیز اور رشتہ دار کا حال سمجھ لو پھر تمہیں
 راجہ دسرتھہ کی ذرا سی بات پر راج چھوڑنا اور لاکھوں باشندگان اجودھیا عزیز
 اقارب۔ فوج و لشکر کا دل دکھانا کبھی لازم نہیں اگر یہ خیال ہو کہ باپ کے
 نطفے اور ماں کے خون سے پیکر عسری بنتا ہے پرورش پاتا ہے تو یہ کبھی کوئی بات
 نہیں سلسلہ کائنات یہ ہیں چلا آتا ہے پھل پھولوں کے الہین درخت ہوتے ہیں
 بھلا کوئی پھل پھول بھی درخت کو ماں باپ کی عزت دیتا ہے۔ جانوروں کی بھی بچہ
 یہی حالت ہے کوئی پچا نہ بھی نہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا باپ۔ یہ ماں۔ یہ بہن
 آپ کی منطق ہی زالی ہے۔ راجہ دسرتھہ کو پتا پتا کہہ کر مفت راج کا ستیا ناس مارتے
 اور ایک عالم کو دکھائے ہو۔ جس نے دولت پاکر جسم کو تکلیف دی ان کو زندگی
 بھر چین نہیں وہ برسی ہوئی مقالی پرلات مار کر ایشور کی ناشکری اور حسن کشی
 کرتے ہیں۔ شرادھ۔ پنڈان۔ پترکرم کا بھی میں نا مل نہیں۔ ایسی باتیں بھرت
 جی کے بھلانے کو کافی ہیں لیکن ہم ایسوں کو آپ بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ بھلا بیٹا
 پتروں کو بھی آپ نے کچھ کھاتے پیتے دیکھا ہے۔ دیکھا ہو تو کبھی مجھے بھی دکھائیے
 میں تو یہی جانتا ہوں کہ جو کچھ پتروں کے نام سے کھا ما پر سا گیا الفتے ڈکار گئے۔
 پتروں کو کچھ پہنچا ہو۔ تو آپ جانیں۔ پتر تو مر گئے۔ دنیا میں نہیں آپ یہاں کسی
 زندہ کے نام پر کسی شخص کو کھانا کھلا کر آزمائش کر لیجئے دیکھو کس کا پیٹ بھرتا
 جب زندگی میں کسی دور کے آدمی کو دوسرے کے کھانے سے زبان تک ڈالنے نہیں ملتا تو

مردہ کو کھلانے سے کب سیری ممکن ہے میں تو جگہ کو بھی اسی مہمضول میں شامل کرتا ہوں۔ اس تقریب میں بھی کبھی دیکھتے میں نہ آیا کہ ناج گھی دودھ دہی وغیرہ دیوتاؤں کے پیڑ میں پہنچا ہو مجھ کو معلوم ہے تو صرف یہ کہ برہمن سب چٹ کر گئے اور جگہ کرنے والے کاروپہ مفت مٹی میں مل گیا۔ میں تو ظاہری باتوں کا قائل ہوں جو نظر نہیں آتا۔ اس کو مطلق نہیں مانتا اسی لئے آپ سے کہتا ہوں کہ اپنی منطق نہ رکھئے زیادہ باتیں نہ بنائیے۔ آنکھوں دیکھی باتوں پر عمل کیجئے۔ بھرت کو کھلا وہ نہ دیکھئے۔ چپ چپاتے گھر چلئے اور راج کیجئے۔ بس اور کوئی عرض نہیں ہے۔

سرگ ۱۰۹

جاہالی کی گفتگو پر سری راجندر جی کی برہمی و چشم نمائی

جاہالی کی بے ہنگمی ہانک پر سری راجندر جی کو سخت طیش آیا عالم غضب میں بولے آپ پر دہشت ہیں تو کیا ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ آپ کو عقل چھو نہیں گئی شاستر سے آپ بالکل کوئے ہیں مجھے تعجب ہے کہ آپ کو بنا جی نے کیا سمجھ کر بیاس کی پردی دے دی آپ پر تیکش یعنی ظاہری باتوں کے قائل ہیں بہت مناسب ہے آپ کا مذہب ناشک ہے مجھے خوشی ہے کہ آپ ذیروحوں کی دلازاری سے متفرق ہیں مگر فرایہ تو بتائے کہ پانی کے ساتھ کتنے کپڑے آپ ہر روز ہضم کر کے فزیریاں کرتے ہیں دیوتاؤں اور پتروں کو آپ نے کھاتے نہیں دیکھا ٹھیک اور بہت ہی ٹھیک مگر درباری کر کے نہ بتائے کہ آپ نے کبھی اس کو بھی دیکھا جس نے آپ کو آنکھ۔ کان۔ ناک وغیرہ دے گلشن کائنات میں مختلف رنگ آمیزیاں کیں آپ کو نور و یا ماہتاب کو روشنی بخشی وغیرہ غافلاں راشدر کافی است۔ جب آپ نے البشور کو نہیں دیکھا تو یقین ہے کہ آپ اس ذات مقدس کے وجود کے بھی قائل نہ ہونگے۔ پنڈوں کا پتروں کو نہ پہنچا بھی عجیب ہی خیال ہے سنئے ایک واقعہ سنانا ہوں۔

سوردا اس برہمن کا خزندہ ایک جگہ تپشیا پر جٹ گیا ہمت بندھی ہوئی تھی تپ مقبول ہوا برہما خود تشریف لائے اور پوچھا ”کیا خواہش کیا کر رہے“

برہمن۔ جو مانگوں ہی کی بجائے تو غرض کروں۔ یوں بات کہو نا منظور نہیں +
 برہمن۔ جو تقدیر میں ہو گا ضرور ہو گا +
 برہمن۔ جب یہ ہے تو آپ کا احسان۔ آپ سے درخواست کرنے کی ضرورت
 جو قیمت میں ہو گا وہ ہر طرح مل رہیگا۔
 برہمن۔ میں قیمت سے زیادہ تو نہیں دے سکتا ہاں اتنا کر سکتا ہوں۔ جو زندگی
 بھر کے لئے وقف ہے وہ ایک مرتبہ دیدوں +

برہمن۔ تجھے یک لخت مانگنے کی ضرورت نہیں آپ حسب ضرورت دیدیا کریں پس
 برہمنی۔ اچھا جو مرضی کہہ کر نظر سے غائب ہو گئے اور برہمنی کے یہاں سے جو
 رسہ دوڑا آنے لگی جب سرمایہ قیمت میں سے صرف پانچ سو روپے باقی بچ گئے۔ تو
 برہمنی نے وہ بھی ہاتھ پر رکھ لئے۔ اور کہا لو۔ حساب لے باقی +
 برہمن نے روپے لئے اور اسی وقت دان کر کے ہاتھ جھاڑ دیا اس زمان کی برکت
 اتنا اثر دکھائی کہ فوراً برہمن کو آدھا اندر آسن مل گیا اور اس رنگ سے تمام
 دیوتا اور راجہ اندر گھبرا اٹھے +

اندر کو غصہ آیا اسی وقت اندر آسن سے دھکیل دیا۔ برہمن گرا تو زمین پر چرت
 اتنے ہی میں برہمن لوک والوں نے شور و غل مچایا کہ یہ ادھرم کیساتھ ان کی فضیلت
 اندر نے مٹا دی۔ برہمنی کو برہمن کے دان کا خیال آیا اور انہوں نے اسے
 برہمن لوک میں جگہ عطا فرمائی +

پہنڈا رستاک سری راجپندر جی نے فرمایا کہ جابا لی تی سچیت۔ ان کی برکت ہے برہمن
 نے دان تو نہ جلسے کس کو دیا تھا مگر اس کے تو اب کو دیکھتے کہ برہمن لوک میں جگہ مل
 گئی یہ تو شاستروں کی بات ہے اب ذرا دنیاوی باتوں پر نظر ڈالئے ولد ر اور پانی
 لوگوں کی عزت اہل دنیا کبھی نہیں کرتے وجہ یہ کہ ان کے قول و فعل میں شاستر کے
 خلاف ہوتے ہیں انہیں کے مقابلہ میں ان اشخاص کی خاص عزت کی باقی ہے۔ جن
 میں بڑی نامی کا وہبہ نصیب ہوتا ہے نہ کہ انہوں کو نیک اعمالیوں کے سبب برہمن
 و مقررہ حاصل ہوتی ہے یہی چیز کو گرم پانی میں بھی چھوڑ دو تو بکتے ہی پکنتے نہ ذرا انہیں پک

جانا درخت کو لاکھ رات دن سچو مگر وقت مقررہ ہی پر پہنچتا ہے یہی حالت نیک کرموں کی ہے
 پتھن کا پھل دوسرے جنموں میں ملتا ہے آپ اپنے ہی کو دیکھ لیجئے پتا جی کے یہاں اس
 مرتبہ اعلیٰ کو پہنچے ہوئے ہیں تمام نعمتیں ہر وقت موجود محل و محلے کی کی بنیں عمدہ عمدہ
 لباس ڈھیر اس کا سبب جانتے ہو کہ کیا ہے فقط وہی اگلے جنم کا پن پر ناپ ورنہ
 آپ نے پتا جی کو اپنے کھتے نہ سوئیے تھے کہ اس میں سے نکال کر آپ کو زور و
 جواہر سے لادے رہیں ۔

مجھے حیرت ہے کہ جب آپ کی عقل و ذراست کا یہ حال ہے تو آپ کے مشورے سے
 اتنے دنوں کیونکر راج کا کاروبار چلا۔ ایسے مشیروں کی رائے سے تو سلطنت کی
 مٹی بار بار ہو جانا چاہئے۔ ایسے یہودہ اور محل اپدیش سے اگر انسان کا ستیاناس نہ ہو
 تو سمجھ لیجئے کہ دن رات ہو گیا اور رات دن جا بالی جی سوچے۔ باپ ایک ہوتا ہے اور
 بیٹے کئی آپ بنا سکتے ہیں کہ سب بیٹوں کو کبھی برابر کا راج حاصل ہوا ہے سب کی زندگی
 کے سکھ دکھ اور زندگی و موت کے حالات یکساں ہی ہوتے ہیں امیری و غریبی میں کوئی
 کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ میں تو جانتا ہوں کہ اگر ایک بیٹا امیر ہے تو ایک مفلس
 ایک عالم ہے تو ایک جاہل ایک صرما تھا ہے تو دوسرا دھرمی۔ یہ فرق صرف اگلے
 جنموں کے پھل سے ہوتا ہے۔ اس میں باپ کے دھرم کرم اور ایک ہی خون کی
 تاثیر سے کچھ رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ جا بالی جی آپ شاستر گھڑا ہے میں رکھنے
 یہاں نہ جھوٹ بولنے کی عادت ہے نہ جھوٹ بات سننے سے رغبت میں جو کچھ کہ چکا
 کہ چکا۔ جو کہ چکا کہ چکا۔ نہ زبان پلٹنے والی ہے نہ قدم راہ راست سے ڈگمگانے
 والے تھے راج پاٹ کی تمنا نہیں یہ لالچ اور کسی کو دیکھتے ہیں بہت سے لالچیوں خود
 غرضوں اور ادھر میوں کے حالات سے واقف ہوں جو آپ سے زیادہ
 راجاؤں کو اپنی ظاہری محنت کے حال میں پھنسلے اور خوشامدانہ باتوں کے
 پھندے میں گرفتار رکھتے ہیں۔ مگر یہاں ایسے لوگوں کو دور ہی سے پر نام
 ہے کہ مرتا جی نے بھی ایک یہ دلیل پیش کی تھی کہ راج کے پہلے کسی بزرگ نے
 پیش کیا نہیں کی۔ مگر میں راجہ ماندھاتا کا نام نظیر پیش کرنا ہوں انہوں نے
 تب کے بعد راج کیا ہے ۔

راج کے دنوں میں مردم آزاری و خونریزی سے سامنا رہتا ہے جھوٹ کے بغیر بھی کام نہیں چلتا اس لئے۔ میں تپشیا کو راج سے مقدم سمجھتا ہوں اگر تپشیا پوری ہو گئی۔
تو راج ملنا کیا محال ہے تختِ سطنت خود دوڑ کر قدم چوم لیگا۔ جاہالی جی آپ کا یہ خیال بھی کہ جگہ کا حصہ دیوتاؤں تک نہیں پہنچتا غلط درغلط ہے کیوں صاحبِ مڑا اور اگ۔ سورج اور چاند کچھ دیوتاؤں کو پہنچاتے ہیں یا نہیں کسی ملک کو فرض کر بیچے زمین ایک خاک ہے ہو کی تاثیر ایک مگر کھیتوں کی پیداوار یکساں نہیں ہوتی۔ کوئی کھیت غلہ سے پٹ جاتا ہے کسی میں نان پیدا ہوتا ہے تو بہت کم اس کا سبب یہ ہے کہ جگہ نہ ہونے سے دیوتاؤں کا اپنا حصہ انہیں کھیتوں سے لے لیتے ہیں نہ ایک ہی جگہ زراعت میں کسی ویشی کیا معنی جگہ کی فضیلت کا کیا بیان ہوا ایک سو جگہ کر لینے سے اندرجی کی پردہ کی حاصل کر لینا ہر انسان کے اختیار میں ہے بشرطیکہ بہت بامدھ لے جن کو ہم لوگ سیاے سمجھتے ہیں وہ دیوتا ہیں۔ مگر کس کی نظر میں جس کی عقل کی آنکھوں پر بٹی نہیں بندھی ہے لے جاہالی جی مجھے تمہاری گفتگو سخت ناگوار معلوم ہوئی تمہیں ایسے براہمن آستک اور ناستک دونوں دھرموں کی مٹی پلید کرتے ہیں مجھے پسے پناجی کی ذات سے حیرت تھی کہ وہ عقلمند ہو کر کیا کر بیٹھے آج یقین ہو کہ یہ سب کارستانی آپ ہی کی ذات شریف تھی جو لوگ ٹھیک اُپدیش نہیں کرتے داجی باتیں نہیں دیتے ان کو سرگ میں بلکہ نہیں ملنی آپ بھی اپنے خیالات سے یقین رکھیں کہ سرگ میں آپ کتے لٹے ذرا بھی گنجا لٹش نہیں اپنا جی آپ آپ کی ہی زبان سے کتھائیں سا کرتے تھے ضرور آپ نے کوئی ایسا سنستہ مکان ہمیں بھونک دیا۔ کہ ان کی عقل جاتی رہی۔ کچھ آپ پر ہی غصہ نہیں آپ ابسا ناستک براہمن جس راج یا جس گھرانے میں ہو گا۔ میں اس کی بتا ہی و بربادی کے واسطے بلند آواز سے پیشین گوئی کرتا ہوں۔ ذرا بھی فرق ہو تو میں رو سیاہ آپ ایسا ناستک گردن زدنی ہے معلوم نہیں کہ آپ پناجی کی تیغ غضب سے کیونکر بچ رہے خیر گئی گزری باتوں کا ذکر کیا۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کے اگلے دن لہ گئے اگر بھرت جی آپ کی عزت و منزلت کر عیگے شریکِ صحبت رکھیں گے۔ تو راج ضرور سنٹ ہو جائیگا۔ آج سے آپ کی چڑھی بارگاہِ نذر۔ اتر اٹھنے مردک

نام۔ سری راجندر جی کی غضب آلود تقریر سن کر جا بالی کی روح فبا ہو گئی سارا جسم
مخترقہ کاپٹے لگا ہاتھ جوڑ کر بولے +

ان داتا میں ناشک نہیں۔ ایشور گواہ ہے کہ یہ گفتگو بدینتی سے نہ تھی۔ آپ
بھرت جی کی درخواست سنی ان سنی کئے دیتے تھے۔ اس لئے میں نے آپ کو واپس
لے چلنے کے واسطے تقریر کا یہ پہلو اختیار کیا آپ اصرار خیال فرماتے ہیں تو
میں معافی مانگتا ہوں۔ میری عرض اسی یہ تھی کہ کسی طرح آپ کا قلب پھیریں اگر دھرم
کا ذرا بھی خیال ہو تو رو سیاہ +

مگر ۱۱۰

بششٹ جی کی جا بالی پر ورت سے تقریر

بششٹ جی سری راجندر جی کی طرز گفتگو سے جوش غضب تاڑ گئے لہذا انہوں
نے بڑی عاجزی سے کہا کہ

سری راجندر جی! آپ ناراض نہ ہوں۔ جا بالی ناشک نہیں انہوں نے صرف
بناوٹ سے یہ باتیں گھڑی ہیں ان کا خیال تھا کہ شاید آپ اسی رنگ سخن سے اپنے
خیالات پلٹ سکیں گے۔ جو کسی مصیبت یا رنج و تکلیف میں ہو اول جلول بک جلتے
اس بات کا عقائد برا نہیں مانتے آپ اب تکلیف نہ کریں میں جا بالی جی کو سمجھاؤں
دینا ہوں وہ رز کیا ہے +

یہ فرما کر بششٹ جی جا بالی سے مخاطب ہوئے کہ سنو دیکھا کیا ہے اس کی صلیت
کیا اور رگھو میں کون کون دھرم مانگا کر رہے۔

دنیا میں پہلے جلی سٹی کے سوا اور کچھ نہ تھا ایشور نے اپنی ناف سے برن اور برہما
کو پیدا کیا تو برہما سے دیوتا وغیرہ ظہور میں آئے۔ پہلے زمین کا نام و نشان نہ تھا۔
جب ایشور کی قدرت کا مد سے زمین بھجھ رہی تو پر مانتا ہے کچھ روپ کا جلوہ دکھا کر
کہ زمین کا با عظیم پشت اقدس پر اٹھایا۔ اور اب سلسلہ آفرینش شروع ہوا جسکی
تفصیل یہ ہے۔

برہما سے	مریچ	مریچ کے کشیب
کشیب سے	سورج	سورج سے منو
منو سے	بیہست	بیہست سے اکشو کو بانی اجودھیا
اکشو کو سے	کوگشی	کوگشی سے بانڈا
بانڈا سے	اترینہ	دان کے عہد سلطنت میں کبھی گرانی نہ ہوئی
اترینہ سے	پرقتو	دچھتر انہیں نے ایجاد کیا اور نسل و قوم
		اسی وجہ سے چھتری کہلائی +

پرقتو سے ترشکو
 دیہی راہ بھتے جو بشت جی کے فرزند
 کی بدنامی سے چندال ہو گئے تھے۔ اور زندگی کی حالت میں سرگ پہنچ کر وہاں سے میل
 دے گئے تھے + ترشکو سے دھنداں

دھنداں سے ماندھا تار جو پچن ہی میں تپشیا کے لئے صہرا نشین ہو گئے تھے)
 چونکہ اس خاندان میں فرزند اکبر ہی کو تاج و تخت کا استحقاق حاصل ہے انہوں نے بڑے
 بیٹے بھرت کو جانشین کیا۔ ماندھا تار کا ایک فرزند سو مندھ بھی نکھا جو راج کے سکھ
 چھوڑ کر جنگل میں گوشہ گزیں ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے (۱) دھرو مندھ (۲) پر سین
 جین پر سین جیٹ کے بیٹے کا نام بھی بھرت ہوا۔ یہ بڑا بہادر اور شیر دل باجگار تھا لڑائی میں
 اسکی کوئی ٹکڑے نہ لے سکتا تھا۔ اس کی ہمنیں شیروں کا پتہ بھاڑتی تھیں اس کے بیٹے کا
 نام است تھا۔ اس کے ہرم کی ایک زانہ میں بھوم ہے مگر کسی وجہ سے اس کے منی لھو
 نے اس پر چڑھائی کہہ دی یہ اس وقت کمزور تھا لہذا راج پاٹ چھوڑ کر بن کی طرف چل دیا
 اور وہاں تپشیا شروع کر دی تھوڑے دنوں کے بعد تپشیا پھل ہوئی پتوں سے سارے ٹھمن
 نکال باہر کئے راہ است کی دورانیوں میں ایکس کو جیوں رشی نے بیٹے کا بردان دیا۔
 جب وہ حاملہ ہوئی تو دوسری رانی نے سوتیا ڈاہ سے زہر دید یا زہر نے کلمے میں
 کاٹ کر ناشر خرچ کیا تو وہ رانی جیوں رشی کے پاس دوڑ گئی۔ رشی نے کہا کچھ پرہیز
 انیشور کی بایا دیکھو۔ تب سند جیت بیٹا ایسا طاقتور پیدا ہوا جسکا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔
 میعاد مقررہ کے بعد راہ سگر کی ولادت ہوئی۔ جنہوں نے اپنے فرزند کلاں اسمبجس کو
 بد اعمالیوں کی پاداش میں ملک بدر کیا اسی اسمبجس کے فرزند اہمنیاں ہوئے جنہوں

نے تخت سلطنت پایا اور پھر سلسلہ حسب و نسب یوں جاری ہوا :-

فرزند سدر رشن	اگن ہرن	فرزند السوام	دلیپ
اگن ہرن	سیکھر	فرزند دلیپ یہی اکاش	بھاگیرتھ
سکھر	پرسوساک	سے گنگا جی	
پرسوساک	امبریک	دل لے انہیں کے نام سے گنگا جی کو	
امبریک	نمک	بھاگیرتی کا خطاب حاصل ہوا	
شاکی سے اندر ہو گئے تھے		فرزند بھاگیرتھ	سکوستہ
اور پھر واپس آئے		فرزند سکوستہ	کھماکھ
نمک	نا بھاگ	فرزند کھماکھ دیوتوں	شکسن
نا بھاگ	ججانی	کی لڑائی میں یوں پر فقیاب ہوئے	
ججانی	اج	فرزند شکسن	سودرشن
اج	دسرتھ		

جتنے نام میں نے گناے سب وہ بزرگ تھے جنہوں نے دھرم کی ہمیشہ پابندی کی۔ خوشی کی بات ہے کہ ہمارے سری راجندر جی اور بھرت جی کو بھی انہیں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ دھرم کا خیال ہے اس وقت راج کا معاملہ درپیش ہے اس لئے میں جہاں تک سورج ہنس کے رواج پر غور کرتا ہوں تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ حکومت کا استحقاق بڑے بھائی کے ہوتے چھوٹے کو حاصل نہیں میری عقل تو یہی کہتی ہے کہ اپ اختیار میری راجندر جی کے ہے نشیب و فراز سوچ کہ جو مصیبت ہو جس وہ کریں ان سے زیادہ میری عقل میں رسائی کہاں۔ میرا تو یہی خیال ہے کہ راج پاٹ سے منہ نہ موڑنا چاہئے :-

بششٹ جی کے الفاظ کچھ تھے مطلب کچھ جن کا لب لباب سمجھنا چاہئے کہ ان کو سری راجندر جی کی مرضی سے سروکار تھا وہ جانتے تھے کہ کیا شدتی ہے ان کو اطلاع تھی کہ بن باس کا عدہ کیا ہے۔ وہ واقف تھے کہ جب تک سری راجندر جی بن میں نہ رہیں گے۔ راجپسوں کی جڑ نہ کٹیں گی۔

سرگ ۱۱۱

بشٹل جی کا اپدیش۔ بھرت کا تہیہ سری رائچند رچی کی فہمائش

سری بشٹل جی نے آپ پہنکا دوسرا رخ بدلا وہ بولے۔

سری رائچند رچی اگر دین تہ قسم کے ہوتے ہیں ایک دیا پڑھانے والا دوسرا پیار

تیسرا باب *

ان میں دو یا گرد اور ماتا کا درجہ سے افضل ہے اس کا سبب مخفی نہیں۔ باب صرف

ایک مرتبہ قالب مضری عطا کر دینا ہے مگر ماں ۹۔۱۰۔۱۱ میں حمل کی تکلیف دہ روزہ

کی مصیبت پرورش کی رحمتیں اٹھا کر بیٹے کو قابل اور لائق بناتی ہے دو یا گرد کو اس کی فضیلت

کو اس کی تعلیم و تربیت حیوان کو انسان اور انسان کو دیوتا بنادیتی ہے جیسا لائق گرد

ہو گا ویسی ہی اعلیٰ لیاقتیں شاگرد میں موجود ہو جائیں گی *

سیری تقریر کا نفس مطلب یہ ہے کہ آپ کے پناہی بیشک واجب التعظیم تھے اور ہمیشہ سینگے مگر

مجھا اور کشیا جی کو قدرتی اعزاز حاصل ہے اس کو مد نظر رکھ کر آپ میری اور اپنی ماتا کو خلیا کی

منشا سے خاطر کو مقدم سمجھیں *

سری رائچند رچی۔ آپ کا فرمانا بہت صحیح میرا منہ نہیں کہ آپ کی بات دیکھ سکوں

مگر اس قدر زبان کھولنے کی جرات کرنے میں مصالحتہ نہیں سمجھتا کہ بیٹا کبھی

ماں باپ کے حقوق سے سبکدوش نہیں ہو سکتا نہ اس کی مجال ہے کہ سرنا بی

باعدول ٹھکی کر سکے ماتا اور پنا بیٹے کی پرورش میں نہ دن کو دن نہ رات کو رات سمجھتے

میں سکھانا پینا۔ سونا۔ جاگنا حرام ہوتا ہے۔ بیٹا جوان کیا بڑھا بھی ہو جائے

تب بھی ماں باپ کو اسکے آرام و آسائش کے مقابلے میں کج و راحت کی فکر اور پردا

نہیں ہوتی۔ ایسے والدین کی فرمانبرداری میں ذرا کجی درپن کرے تو بیٹے کی زندگی

پر تین حرف اس کا جہنم فضول اگر وہ پیٹ ہی میں مرجاتا تو بہتر تھا ماں کے حمل کو

بدنام کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بھرت جی اس تقریر سے سمجھ گئے کہ نقشہ

مرا و کہ سی پر تہ بیٹھیکا *

سری رائچند رچی نے جب بشٹل جی کی زبان بند کر دی تو اب کون امید ہے

پس انہوں نے سو متر سے کہا :-

اٹھو! کش لا کر بچھا دو جب تک سری راجندر جی راضی نہ ہوں گے۔ اسی کش آسن پر زندگی کے دن گزار دوں گا۔ دھرم شاستر تو کاشی کو گنتی کی جگہ بنا تا ہے مگر میں چتر کوٹ میں زندگی کے عذابوں سے چھوٹنے کا تہیہ کرتا ہوں +

بھرت جی کے چہرے پر اس وقت جوش غضب کے ساتھ مایوسانہ حالت کی ترقی سے آثار رنج پیدا تھے۔ سو متر دل میں ڈرا کر کہیں کشن آسن بچھانے سے کوئی اور گل نہ کھل جائے اور پھر یہ شل صادق ہو جائے +

آدھی چھوڑ ساری کو دھائے ایسا ڈوبے تھا ہ نہ پائے

بھرت جی بات کے دھنی ہیں چتر کوٹ پر ہی رک جائیں تو اجودھیا اور بھی منہان ہو جائے اس لئے وہ تعمیل ارشاد سے جھجکا۔ مگر بھرت جی کب کئے والے تھے وہ خود اٹھتے کشن لائے آسن بچھائے اور جہم بیٹھے سب بولے کہ بس اب بھرت جی سے بھی رشتہ دھو لو۔ بھرت جی نے یہیں دھنی رہ مانے کی بٹھان لی +

سری راجندر جی۔ بیوتوں کی ہی ضد کسی۔ آخر میرا کچھ قصور تھا نہ ہو کر ایسی بیجا ہٹا تم چھتری ہو راجہ ہو تمہیں برہمنوں کے سے اٹھان سے مطلب اٹھو کتنا مالو۔ اجودھیا میں جاؤ۔ اور شوق سے راج کرو۔ تمہارا دھرم یہی ہے۔

بھرت۔ ہائے میں کس کے آگے سرے ماروں اتنی صورتیں بیٹھی ہیں مہاتماؤں کا مید لگا ہوا ہے مگر کوئی منہ سے نہیں پھوٹتا۔ کسی نے میری بات کی تائید میں زبان نہ کھولی سری راجندر جی کی گفتگو سب سنتے ہیں کسی میں دم نہیں کرتا دید کر کے کیا سب ایمان کھو بیٹھے کسی کو ست دھرم کا پاس نہیں۔ اگر ایمان کوئی چیز ہے تو سب بناویں کہ راستی پر کون ہے۔ منطق کس کی درست ہے میں غلطی پر ہوں یا سری راجندر جی حاضرین نے ایک زبان ہو کر کہا +

بھرت جی آپ کا فرمانا بھی درست اور سری راجندر جی کی بھی ثابت قدمی جائز نہ ہم لوگ آپ کی گفتگو میں دخل و مداخلت نہ کر سکتے نہ ہم سری راجندر جی کو دھرم کی راہ سے ہٹانے کی کوئی وجہ دیکھتے ہیں ہاں اگر خلاف مزاج نہ ہو تو آپ کشن آسن سے الگ ہٹ بیٹھے کیونکہ چھتری کا یہ دھرم نہیں۔

سری راجندر جی - بھرت : اب تو متاری سمجھ میں آیا کہ میں خطا پر نہیں سن لیا تھا تو اس نے کہا فرمایا -

پیارا بھرت : انجھ پر پتا چلی کی تعبیل ارشاد فرض ہے اور تم کو بھی رضا جوئی لازم تھی کہ کوئی ایسی بات نہ کرنا چاہئے جو دھرم کے اصولوں سے جائز نہ ہو۔ کش آسن چھوڑو اور اندھ آؤ +

بھرت جی آنکھوں میں آنسو بھر کر الگ کھسک بیٹھے مگر بولے کہ آپ کی تعبیل ارشاد میں تو کچھ عذر نہیں لیکن یاد رکھیں گا کہ جیتے جی تخت حکومت پر قدم نہ رکھو گا کیونکہ ماما کہا کریں ان کی بات انونگا تو گنہگار آپ شوق سے بن باس کریں آپ کا یہ غلام بھی چودہ برس آپ ہی کی سی زندگی بسر کرے گا عیش آسائش پاس پھکیں کیا خیال +

سری راجندر جی - عزیزا جان بھرت : تم نے میرا کتنا امانہ عزت و رازہ زندہ باش سلوک ایسے ہی سہتے ہیں اب اپنا اور میرا فرض بھی سمجھ لے کیا ہے دنیا ای بات پر اتفاق کر گئی کہ والدین کی تعبیل ارشاد مقدم ہے۔ پس مجھے چڑ کوٹ پر چھوڑ دو اور خود حکومت کر دو تم تو فہم و عقلمند ہو دھرم کی کوئی تہ تم سے پوشیدہ نہیں مزاج میں تحمل اور رحم بھی ہے اس لئے وہ کام کر دو جس سے بچاؤ کی طرح کو بھی خوشی حاصل ہو اور میں بھی بن باس کی حالت میں انکوں سے چھٹی پاؤں چودہ برس کس گنتی میں ہیں زندگی کے نزدیک جگوں کا زمانہ اور بھی گزرتے معلوم نہیں ہوتا اس لئے اب تم پہر کہاں سے معاف کر کے گھر بیٹ جاؤ ماما جو حیا کو شان فرما رہا ہے دن کو دیا ہوتا ہے بغیر یہ نشان ہے اب نہیں سب کام چھوڑ کر رعیت پروری کا خیال چاہئے اور بس +

سرگ ۱۱۲

مختلف لوگوں کی تقریریں یونٹاؤں کی دولت افزائی کی

راجندر جی کے بن باس اور بھرت جی کی ایسی جو حیا کا تصفیہ

سری راجندر جی اور بھرت جی کی تقریر پر دیوتاؤں کا بھی کان ٹٹا ہوا تھا تو ان کے ہلرے پر آیا - اور اعلیٰ بحث سے اپنے دل کا کنز لکھلا جاتا ہے آخر ایک منہ آفرین مہر حیا کا شور بلند

ہو حاضرین نے اوپر نگاہ اٹھائی تو اندر وغیرہ آکاش سے اترتے نظر آنے لگے دیکھتے دیکھتے چشم
زدن میں نہیں موجود ہو گئے سب نے سری امچندر جی اور بھرت جی کی تعریف کی اور بھرت جی
سے بولے ۔

چھوٹے بڑوں کا گناہ مانتے ہیں اور ہر راجہ سر قہ کا ارشاد ہے اور ہر سری راجپوت راجی کی ہدایت
بس اب تمہارا فرض ہے کہ اپنے پتا کی بات سکھو اور ان کا ہر طرح سے اوجھار کرو۔ سری راجپوت راجی
اپنے پتا کے فرض سے سبکدوش ہو گئے راجہ سر قہ سرگ میں ولایت افروز اور ہم لوگوں کے تھان
ہیں۔ اس وقت تو ہم ان کی خدمت گزار بن کر رہے ہیں مگر جو ہمیں معلوم ہوا کہ تم نے سری راجپوت راجی
کی بات نہ مانی۔ سمجھ لو کہ وہ پھر سرگ میں نہیں بنایا میں کہیں پڑے ہو گئے۔

دیوتاؤں کی گفتگو سے سری راجپوت راجی کی طبیعت پھر ہل گئی۔ جابالی سے مخاطب
ہو کر بولے کہ۔

برہمن بدلتا کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا آپ تو دیوتاؤں کے قائل نہ تھے خیال تھا کہ لوگوں نے فرضی نام گھسٹوں کے ہیں اب کئے آنکھیں کھلیں یا نہیں۔

بھرت جی کو دیوتاؤں کے سر پہ دیکھنے کی تاب کہاں تھی اُن کا جسم تھر تھر کاپٹنے لگا۔
زبان کھل گئی۔ بات منہ سے نہ نکلتی تھی۔ آجروں کا کر کے بولے۔

سایہ سرسری رانچند رچی بیس سب کی بات سچ سمجھتا ہوں مگر اپنا اپنا اعتقاد ہے۔ اب
 آپ مہربانی فرما کر لبشت طہی اور مانا کو تشریاً سے جو کچھ کہلائے گئے اسی پر عمل کر دینا اگر وہ کہہ
 دیں کہ اشواک منہ میں بڑا لیلیا راج سے محروم رہنا ہے تو میں ہارا۔ پھر زبان کھمبولوں تو
 گنگار۔ اس کے علاوہ رعایا اور اہل فوج کی رے بھی لینا چاہئے کہ ان کے نزدیک کیا راج
 و تخت کس کو ملنا چاہئے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ سب آپ کی فرمانروائی کے خواہاں ہیں
 میرے لئے کسی کی رائے نہیں۔ چنانچہ میں خود اپنا ہی مخالف ہوں مگر یہ سب کہ اجودھیا
 کا راج وہ سنبھالے جس کا تین لوگ یک لکھی ہوئے مقابل نہ ہو اور اہل زمانہ کی عمدہ طور سے
 پرورش و حفاظت کر سکے۔ اتنی لیاقت مجھ میں کہاں میں تو خود آپ کی دستگیری اور نظر
 پرورش کا خزانہ ہوں۔ چنانچہ لیجئے یہ سر آپ کے قدموں پر ہے اگر گردن پر توار
 بھی بکھیر دیکھئے تو کھیرت سمجھیں گے کہ آپ نے اباری زندگی عطا فرمائی ہے۔
 سرری رانچند رچی کے جوش مجتہد نے اس وقت انکو سب کا جو گزرا۔ انہوں نے پھریت ہی

کو تھکے سے نکالیا اور زالہ پر بٹھا کر بوسے۔

بازو سے قوی امیری خوشی کرو عیان سلطنت ہاتھ میں لیلو۔ جس وقت تمہارے راج
 ٹھکانہ اس پر قدم رکھا۔ تینوں لوگ ملتا ہے قدموں کے تے آگے تمام دیونا تمہارے
 محافظہ بیگے بڑھکان خاندان ترقی دولت اقبال کے لئے دعائیں بیگے دیکھو ستو کی کچھ بڑا
 نہیں ایک نڈا سا بچہ جب چلے ہے بے تکلف توڑ سکتا ہے۔ مگر نہیں جہاں اور دوسرے
 بٹ لے گئے پھر ان کی مضبوطی کا کیا کہنا ہاتھی کی بھی طاقت نہیں کہ سینکڑوں تھیلوں
 سے بھی توڑ سکے اسی طرح جب تم لائق وزیروں کے اتفاق رائے سے سلطنت کر دے گے تو
 تمام دنیا پانی بھر گئی۔ کہنی کی محال نہ ہوگی کہ سر اٹھائے پس تمہیں مناسب ہے۔ کہ
 پتا جی کی صیت اور مانا کی کمی کے اشد پر عمل کرو اور میرے پس لیجئے کی خیال چھوڑ
 دو کہو نہ پہاڑ مل جائیں۔ سمندر خشک ہو جائے۔ چاند چنگاریاں نکلیں۔ آفتاب
 پورب میں غروب اور کچھ میں طلوع ہو سب ممکن۔ مگر میرا قول سے پھرنا محض خلاف
 قیاس ہے تم کو خیال ہے کہ مانا کی کمی نے تریا چہ تر کا ایک کرشمہ دکھایا۔ نہیں نہیں یو
 لوگ موجود ہیں۔ پوچھو دیکھو کہ ساری مایا انہیں کی پچی ہوئی ہے یا کسی اور کی۔
 دیوتاؤں نے سری راجندر جی کے بیان کی تائید و تصدیق کی اور بھرت جی سے فرمایا کہ
 سری راجندر جی بزرگ ہیں تمہارا یہی عہد ہے کہ جو یہ کہیں تسلیم و منظور کرو۔
 بھرت جی مجھے عدول حکمی کسی طرح گوارا نہیں مگر اپنے قابو بھران خیالات کو
 دل سے دور نہ ہونے دوں گا۔ جو یہاں کھینچ لائے۔ آپ لوگ لاکھ سری راجندر جی
 کی سی کہیں ان کی ہاں میں ہاں ملائیں۔ مگر میری دیکھی اس وقت تک نہ ہوگی
 جب تک سری راجندر مانا کو شلیا سے دو دو بانہیں نہ کر لیں۔
 کہ شلیا جی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھیں فوراً بول اٹھیں کہ

ہیں تو تب ہی خوش ہو گئی۔ جب میرے بیٹے دھرم کا نڈا کریں۔
 یہ فقرہ گول مول تھا۔ بھرت جی بغلیں بجانے لئے کہ میں مانا کو شلیا نے
 لاکھ روپیہ کی ایک سو ہزار بات کہہ دی۔ بیشک دھرم یہ ہے کہ اولاد اکبر کا کتا ج
 وشت ہو۔ اور سری راجندر جی کے دانت نکل آئے۔ کہ مانا جی نے
 بد ڈک فیصلہ کر دیا۔ بیشک میرا دھرم یہ ہے کہ پتا جی کے دھرم کی

پابندی کروں *

دو لوظات جوش خوشی کے اثر سے لمحہ دو لمحہ خاموشی رہی ہر ایک کو انتظار تھا۔ کہ دیکھیں کس طرف سے اظہار خیالات میں پیش قدمی ہوتی ہے مگر بھرت جی کو خاموش دیکھ کر سری رانچند رنجی ہاتھ جوڑ کر مانا کو شلیا سے بولے کہ آپ کا فرما بابت درست تھا۔ مگر بھرت جی کے ذہن میں اس کا مطلب کچھ اور ہے اس لئے صاف صاف بے روئے دل عایت فرمادیں کہ

مجھے کیا کرنا لازم ہے آہ بھرت کو کیا؟ آپ اس وقت چوکیں دھرم ایوان سے نہ میری مردت کریں نہ بھرت کا لجاؤ۔ آپ اقصا میں کہ ماتکے مہرم سے بیٹے کا گلہ بان ہوتا ہے۔ اور انٹری کی پتیا برت سے خاوند کی نجات۔ پس آپ میرے اور بھرت جی کے مفید حال حکم ناطق فرمادیں یہی فیصلہ ہے اور یہی اتنی بحث مباحثہ کا لب لباب *

کوشلیا جی دل میں ہو چتی تھیں کہ کیا کموں ادھر بھی دھرم ہے ادھر بھی دھرم میں کموں تو کیا آخر سوچتے سوچتے بولیں کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتی۔ تمہاری گھڑاؤں لیتی آئی ہوں اسے پاؤں سے چھو دو تو حجت ختم ہو جائے۔

سری رانچند رنجی نے بڑی خوشی سے گھڑاؤں لے کر پاؤں سے چھوئیں اور بھرت جی کے سامنے رکھ کر بولے کہ۔

بس مانا جی فیصلہ کر دیا۔ اب طول کلام کی گنجائش باقی نہیں *

بھرت جی نے قدموں پر سر جھکا کر گھڑاؤں سر پر رکھ لیں اور فرمایا کہ آج سے کن بول پھل کے سوا اور کچھ کھاؤں تو زبان کٹ کر گر پڑے فرش رات پر سوؤں تو آنکھیں پھوٹ جائیں۔ پس نے آپ کا حکم مانا ہے تو یہ بھی خوب دکھ بیگا کہ داپسی میں چودہ برس سے ایک پل نہ دیر ہو ورنہ بھرت کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔

سری رانچند رنجی نے بھرت جی اور سترہن جی کو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ۔

خبردار! میری مانا کی گئی کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نہ لکے ورنہ بھرت کی قسم مجھے سخت سنج ہوگا۔ اچھا سب مانائیں۔ سب اہل اجودھیا تمہارے سپر ہیں۔ سب گواہی طرح رکھنا۔

یہ فراکر سری راجندر سری جاگی جی اور سری لچمین جی مائوں کے قدبوس ہوئے
انہوں نے بھی گئے سے نکایا بھرت جی بار بار قدم چھو کر رونے لگے راہیوں نے بھی
چلا چلا کر سر پٹیا شروع کیا۔ سری راجندر جی یہ حالت دیکھ کر کٹی میں چلے گئے اندھ
سے پکار کر کہا کہ۔

بھرت جی جاہالی کی باتوں کا جڑا نہ مانتا۔ ان کی خاطر مدارات ویسی ہی رہے۔
جیسی پتا جی کی زندگی میں تھی۔ میں نے انہیں جو کچھ کہا تھا۔ اس کو صفحہ دل سے
دھو ڈالو۔

سرگ ۱۱۳

بھرت جی کی اجودھیا کو روانگی

سری راجندر جی نے سب کو رخصت کر دیا تمام اہل اجودھیا بھرت جی سے ملے کر
اہل فوج تک مند آگنی ندی میں اشان کر کے بھار دواج رشی کے آشرم میں وارد
ہوئے۔ سامی کیفیت میں بھار دواج جی نے بھرت جی کی لیاقت و سعادت کی
بست کچھ تعریف کی۔ اس کے بعد بھرت جی راہی اجودھیا ہوئے۔

سرگ ۱۱۴

بھرت جی کی اجودھیا میں تشریف آوری

بھرت جی اجودھیا میں رفتی افروز ہوئے دیکھا کہ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے اجودھیا
کی حالت اس وقت بکنسہ ہی جیسی چاند کے بفر دہنی پختہ کی تپشیا بگڑنے سے گئی
آدمی کے بیج کی روانہ دینے سے گریست کی پاپا پانی کو اور زمین میں بیج کی بے
سود ج کی دن کی بے چراغ کے گھر کی لڑائی سے بھگنے والے چھری کی نشے کے ازار
پر خرابی کی یہ مسئلے کی حالت دیکھتے ہوئے وہ ہمارے دستہ کی آرام گاہ میں تشریف
لے گئے۔ ورد دیوار پر تاریکی غم چھائی تھی پانی معلوم ہوتا تھا کہ یہ نہیں بہت بڑا

موسم چھایا ہوا ہے کچھ نہیں پر فرض نہیں جس طرف نظر گئی ایک دردناک نظر پیش نظر ہوا۔ آنسو نکل پڑے دل پر سناٹا چھا گیا آنسو بہا بہا کر ماناؤں کو رونا اس میں پہنچایا اور خود سوچے نہ کہ کہ اپنے لیے ہے کام نہ ہوتا کیا جلتے۔ راج محل بود و باش کے لائق نہیں۔ کوئی اور ٹھکانا کرنا چاہئے۔

سرگ ۱۱۵

بھرت جی نندی گرام میں تپشیا کے لئے گوشہ گزینی

بھرت جی کی خدمت میں تمام ارکان سلطنت حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ انتظام حکومت میں دل لگائیں۔ میں نندی گرام میں زندگی کے دن کاٹوں گا۔ راجہ سرگھ کا سایہ باقی نہیں سری راجچندر نے بھی دامن دولت سے جدا کیا۔ پس اب گوشہ نشینی کے سوا اور کبھی بات سے منظر نہیں۔

تمام حاضرین محفل کی زبان سے آفرین و عرضیا کی صدا بلند ہو گئی۔ سب نے بھرت جی کے حسن لیاقت و جوش عقیدت کو سراہا ہر ایک بولا کہ

آپ دھنیہ ہیں۔ سری راجچندر جی کا نام نامی وہ ہے جس کو درد کرنے سے نجات کچھ بھی مشکل نہیں کیسا ہی پانی ہوئے توقف نہ جائیگا۔ دل کی مرادیں بڑا کچھ مشکل نہیں۔

بھرت جی سب کے اتفاق رائے کا شکریہ ادا کر کے اٹھ کھڑے ہوئے سیدھے شاہی نشست گاہ میں آئے راج سنگھاسن کو کھڑاؤں سے زینت بخشی خود چور جھپٹا شروع کیا سترہن جی چھتر لے کر کھڑے ہو گئے۔ بھرت جی نے بششٹ جی سے گزارش کی کہ جو راج کا کام ہوا نہیں شد اس کھڑاؤں کے سامنے چھتر سے کچھ تعلق نہیں۔

بششٹ جی نے احکام نافذ کر کے حکم کی پابندی ہونے لگی۔ بھرت جی روتہ نہانے کے بعد کھڑاؤں کی پوجا کرنے اور پھر نندی گرام میں سری راجچندر جی سے لوگائے رہتے تھے اور جو کوئی مخالف بھیجتا کھڑاؤں کی نذر ہوتا۔

سرگ ۱۱۶

سری راجندر جی کی چتر کوٹ سے رخصت

سری راجندر جی چیت خدی دہی کو چتر کوٹ پر رونق افروز ہوئے تھے اس کے دو روز بعد یعنی پورناشی کو راجہ دسر تھنے دینا سے منہ موڑا بھرت جی کے چلے جانے پر رشیوں کو بڑی مایوسی ہوئی وہ جانتے تھے کہ سری راجندر جی اب یہاں نہ ٹھہریں گے ساری رونق جاتی رہیگی۔ بساکھ اور چبیٹھ گزرنے پر برسات آگئی سری راجندر جی نے اس موسم فتنہ گار کی بہار وہیں کی بھی عبور آگے کا قصد کیا رشیوں کو ان سے اور ان کو رشیوں سے محبت ہو گئی تھی۔ ساتھ چھوڑنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ مگر دھن کچھ اور کھتی لہذا ایک روز سب رشیوں کو موجود پا کر فرمایا +

اتنے دنوں تک آپ سب جاتاؤں کو تکلیف دی اب جی چاہتا ہے کہ ابھی اودھ کی سیر سے جی بہہ آپ اجازت دیں کہ ڈنڈک بن کی سیر کر آؤں +
اور رشیوں سے تو آنکھوں میں آنسو بھر لانے کے سوا کچھ کہتے نہ بنا ایک سن رہیدہ اور بالکل رشی لے پوں زبان کھولی +

آپ کیونچہ لوگوں کو بتاتے ہیں ہم لوگوں کی اجازت ہی کیا آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں جو دل میں سائیگی وہی کریں گے۔ پیارے بھرت نے سر ٹپک مارا مگر آپ کے دل میں ہم نہ آیا۔ آپ کی مٹھو چاشی نہیں نہیں۔ خیم مروت سے ڈر ہے کہ کسی روز آپ چائنگی جی کے ساتھ بھی ہی سلوک نہ کریں گے۔ آپ کسی کے دکنے سے رکنے والے نہیں بنیں گے۔ اتنا سمجھائے دینا ہوں کہ یہاں سے بڑھ کر ان راجپسوں کا عمل و عمل ہے جو آدمی کو کچا نگل جائیں اور ڈکار نہ لیں ان کی صورتیں دیکھ تو آدمی کی روح قبض ہو جائے پھر ایسے جنگلوں میں جائنگی جی کا لے جانا کب مناسب ہے آپ نے کھر کا نام سنا ہوگا براؤن برست راجپس اور رشیوں کے لئے تو سچ کچ کال ہی ہے اودھ کی سیر کو دیکھا اودھ چٹ پڑیاں چالیں یہ سحر و نیزنگ میں بھی اپنے وقت کا لٹاؤ کال اور جی خونریزی میں بالائی کو انیور اور تاپریں گراشیور خود بھی مقابل ہو جاؤ گھر بنے الانہیں پہلے رخت

تھی وہ خیر تھی ہی۔ جب سے آپ نے جنگل میں قدم رکھا اس نے زمین سر پہ اٹھائی ہے۔ ہر
کنڈھ میٹھی سے پاٹ دے دھونیوں پر پانی ڈال دیا۔ آشرموں میں آگ لگا دی۔ پتوں
سنان کرنے رشتیوں میں مقابلے کا دم کہاں۔ سر پہ دیتے ہیں تو پیشیا کا بل گھٹکتا ہے
اس لئے وہ اپنے اپنے آشرم چھوڑ پھلے گئے اور اس جگہ آکھیرے بھر و سایہ تھا کہ
آپ کی وجہ سے امن رہیگا مگر آپ ہم سب کو دھتا بھتاتے ہیں یہ بات ٹھیک نہیں
باناو جانے کا نام نہ لیجئے یا ہم سب کو بھی ساتھ لے چھوئے۔

سری راجندر جی نے لفظ سن لیا مگر جواب کچھ نہ دیا ایک ایک شی کے قدم چھو کر
دکن کی طرف چل پڑے رشی مصمت جانتے تھے انہوں نے پھر روکنا نہ سب
نہ سمجھا اور اپنے اپنے آشرموں کو چھو گئے۔

سرگ ۱۱۷

سری رام چندر جی کی اترشی مہنی کے آشرم میں جلوہ افروز
انسویاجی کے پتی برت دھرم کے ذکر میں جانکی جی سے گفتگو

سری راجندر جی چتر کوٹ سے چل کر ہزار ہا رشتیوں میںوں کے درشن کرتے ہوئے
اترے مہنی کے آشرم میں وارد ہوئے مہنی بڑے کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے
انہوں نے سری راجندر جی کی بہت خاطر و تواضع کی ہر ایک برتاؤ سے محبت پر رمی
کا اظہار تھا۔ نظر الفت سے الفت فون کی بول آئی تھی اترے رشی نے انسویاجی
کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

یہ میری اترشی ہیں انسویا نام ہے پتی برت دھرم میں ان کا نظیر نہیں دھرم قدروں
پر نثار رہتا ہے ایک زمانے میں دس برس تک بارش نہ ہوئی۔ زمین گرم ترے
کی طرح جیسے لگی اس وقت انہیں نے پاتال گنگا کھود کر اہل زمانہ کو تکلیفات سے
محفوظ کیا۔ انہوں نے دس ہزار برس تک پیشیا کی نگراہ سے مزاج کی نیکی آج تک
کبھی رشی کی پیشیا میں فرق پڑنے نہ دیا کچھ غرض ہوا ایک رشی کسی عورت سے بگڑا بیٹھے۔

اور بد دعا دے دی کہ رات بھر میں مری جائے عورت زندگی سے باپوں ان کے پاس آئی
انہوں نے اس کو ڈھارس دی اور کہہ دیا کہ۔

جب دن ہی ہو گا نہیں تو تمہیں ماریگا کون +
ان کی تپش یا کا وہ اثر ہوا کہ دس دن گزر گئے اور رات نہ کٹی شب تو آدھی اور
رشی کیا دیوتا تک گھبرا اٹھے۔ رہائی دی کہ انویاجی یہ غصہ ہے رحم کرو ترس

کھاؤ +
انویاجی نے جواب دیا کہ میرے کئے سے عورت مر کر جی اٹھے تب تو سوچ

نکل سکتا ہے سور نہ رات ہی رہیگی +

دیوتاؤں نے شرط منظور کی۔ عورت مر کر اسی وقت زندہ ہو گئی آفتاب نکلا اور

وہ تاریکی مٹ گئی جس نے آنکھوں کے سامنے کالا کیل تان رکھا تھا۔

سری راجندر جی نے دور رہی سے انویاجی کو ڈنڈہ دت کی اور جانی جی

سے کہا کہ درشن کر آؤ +

جانی جی ہاتھ جوڑے ہوئے پہنچیں۔ قدم چھوئے اور نظر عنایت چاہی +

انویاجی کی عمر نہ جلے کتنی تھی۔ بال چاندی کا تار۔ تو تھے ہی۔ بدن میں صرف پوست

ہی پوست باقی تھا۔ ہاتھ پاؤں بید کی طرح کاپتے تھے انہوں نے بڑی محبت سے

جانی جی کو پاس بٹھالیا اور یوں گوہر افشانی فرمائی +

چنگ نندنی شاہاش! سہاگ اچل۔ پڑی اٹل۔ میں تمہارے پی بھرت دھرم سے بیچہ

خوش ہوئی۔ سچ سچ سستی تمہارے پاؤں کا دھوون بھی نہیں تم نے اپنے پی (خاندن) کی

خدمت گزاری کے شوق میں ماں باپ۔ بھائی بند بچھوڑے برت اچھا کیا بی برتا

استریوں۔ یہی فرض ہے کہ گھر بار دیس پڑیس ہر جگہ شوہر کے قادیوں میں ہے خاوند

بوڑھا۔ لولا۔ لنگڑا۔ اپاہج۔ روگی بھی۔ کوڑھی۔ جاہل مفلس خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

عورت اسی کو پریشور جلے کبھی نظر خمارت سے نہ دیکھے نہ عدل حکمی کرے۔ جو

عورت خاوند سے بیزار اور خواہش نفسانی سے مغلوب ہو کر آوارہ مزاج ہو جاتی ہے

اس کی دنیا میں الگ دنیا ہی ہوتی ہے اور عاقبت میں الگ خرابی رہیں تمہیں دیکھ

کرینت خوش ہوئی۔ تمہارے دھرم کی کیا۔ تہہ نشینی کا ادنا رے کر تم دنیا میں

پتی برت دھرم کا جھنڈا کاڑھ ہی ہو۔ تمہارا نام سننے سے اور تو اور آوارہ عورتیں بھی جامہ عصمت ہو جائیگی۔

سرگ ۱۱۸

پتی برت دھرم کی عظمت کی ستیاجی کی بانی انسویاجی کی عادیگر حالات

جانکی جی نے انسویاجی کی محبت آمیز نصیحت خیر گفتگو کا شکریہ ادا کر کے گنہگارشی کی کر مانا آپ ایسی اجب التعظیم دیویوں کے قدموں کی برکت سے مجھے بھی پتی برت دھرم کے اصول معلوم ہو گئے ہیں بیشک استری کے لئے کوئی دھرم ہے تو یہی۔ میری رائے میں تو پریشور اور پتی میں کچھ فرق نہیں دونوں ایک ہی ہیں میرے پران ناتھ بھی دوسری استری کو مانا کے برابر سمجھتے ہیں جب میرا بیابہ ہوا نکاح میری مانتا ہے اس دھرم کا ایک ایک اصول میرے دل پر نقش کر دیا تھا۔ اُن کی نصیحت تھی کہ عورت اس طرح مرد کی رفاقت کرے جس طرح سایہ جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ یا روہنی چند رماں کے ساتھ۔

جانکی جی کی تقریر سے انسویاجی خوش ہو گئیں چھاتی سے لگا لیا اور بولیں۔
جنگ کماری جی کچھ بڑا ان مانگو۔ ہندو پتی برت دھرم سے میں بہت خوش ہوئی ہوں۔
جاتی کجی۔ ایشور نے مجھے ایسا پتی دیا پھر مجھے دنیا کی اذر کسی چیز سے کیا واسطہ ہوں۔
انسویا اس معقول جواب سے پھر کُ اکھٹیں انہوں نے دل ہی دل میں دعا دی۔ کہ پتی برت دھرم میں اپنی آپ نیلیر ہو۔

اس کے بعد انہوں نے کچھ پھولوں کے زیور اور ہار سامنے رکھ دیے اور کہا۔ لو یہ پہنو۔ دعا دیتی ہوں کہ راجندر جی کی محبت تمہارے دل میں قائم رہے۔
جانکی جی۔ مجھے لینے میں کچھ عذر نہیں۔ مگر یہ الٹی بات ہوتی ہے کیونکہ کچھ پھل پھول پیش کرنے کا حق مجھے کو حاصل تھا۔ نہ کہ آپ کو۔

انسویا جی۔ یہ کچھ نذرانہ یا پیشکش نہیں۔ بلکہ مجھنا تہ رسم کا برتاؤ اسکے قبول کرنے میں کچھ مصائقہ نہیں۔

جانکی جی نے ہار اور زیور لے کر ٹھکے سے لگائے اور شکریہ ادا کیا اسکے بعد انسویاجی واپس

میں تمہارے جنم اور دھنش جگہ کی کیفیت سنا چاہتی ہوں تکلیف نہ ہو تو مختصر کیفیت

بیان کرو +

جہاںکی جی - ایک سال جنک پور میں قحط پڑا تھا پناہی نے جگہ کہا جس وقت ہل چلانے کی
لڑت آئی میں زمین سے نکلی وہ خوشی خوشی مجھے گھر لائے یہاں آکاش بانی ہوئی کہ -
ہما کشمی تمہارے گھر میں ہے اس کو اچھی طرح پرورش کرنا - تمہارا نام اسکی بدولت
ہمیشہ زندہ رہیگا میں نے بڑی ناز و نعمت سے پرورش پائی جب شادی کے قابل ہوئی تو
پناہی نے آکاش بانی کے موافق سوہر چا - شادی شید کے دھنش توڑنے پر منحصر کی گئی سوہر
میں تمام دنیا کے تاجدار آئے مگر کسی سے دھنش نے جنبش بہنے کی جب پناہی لوہی ہو گئے
تمہا سوہر جی پنچے سری راجندر جی نے دھنش چھوٹے ہی توڑ دیا اس کے بعد میری
شادی ہوئی اور میری بہن اور ملاچھمن جی کے ساتھ بیاہی گئی +

سرگ ۱۱۹

اترئی مہنی کے آشرم سے سری راجندر جی کی رخصت

انسویا جی کی بالوں میں شام ہو گئی انہوں نے جانکی جی سے فرمایا -

لے ابلے جاؤ زیادہ رات جانے میں سری راجندر جی کو انتظار ہو گا +

جانکی جی نے قدم چھوئے اور سری راجندر جی کی خدمت میں پہنچیں ضروریات
سے فراغت کر کے سری راجندر اور جانکی جی نے آرام فرمایا - صبح کو اترئی مہنی سے
رخصت حاصل کی اترئی مہنی نے راجپوتوں کی سرکوبی کی تحریک کر کے رخصت
دی سری راجندر جی نے قدم بڑھایا - جہاں کی کیفیت تیسرے کانٹے میں نذر ناظرین
ہو گی +

اجودھیا کا نڈ ختم شد

حصہ سوم آرینہ کاندھ

سرگ - ۱

سری راجندر جی کی ڈنڈک بن میں رونق افروزی شیوں میوں کی تعظیم و سکیم

سری راجندر جی ڈنڈک بن عرف ماراشٹ دیش میں تشریف لیگے اس وقت پر بہار و
صحرائے غیرت گلزار کی فضاے جانفزا سے سری راجندر جی کی طبیعت گلزار ہو گئی دل شگفتہ ہو گیا
جگہ جگہ ایسے کمال شے تھے جن کے چہرے کے تج سے سورج کا جلال گرد و فقا اور جن کی
ایک جنبش نظر اور ایک جھٹکی بھی بھوت مردوں کو زندہ کر دینے کی قدرت رکھتی تھی مجال کیا
کہ کوئی آرزو بند نگاہ فیض سے محروم پھرے وحشی سے جالور۔ جنگلی سے جنگلی چرند پرند
سب اس پاس گھومتے تھے نہ وحشت نہ خوف ان کا رعب و ابان کی تپشیا کا پر تاب
وہ تھا کہ اندر کا پستے تھے اپسراؤں کو بھیجتے تھے کہ تیغ ادا مارا زور ناوک غمزہ و انداز زخمی
کر کے ریاضت میں خلل انداز نہ ہوں مگر واہ ری نفس کشی اور ضبط خواہست دینیوں اندہ
کے اکھاڑے کی پریاں بھی ان پر جادو نگاہی کا مکر نہ کر سکتی تھیں ممکن کیا جو نظر بھی
اپسراؤں کی طرف اٹھ جائے ہر اک شرم میں ہوں کے سامان ڈبیر تھے قدم قدم پر پھل پھولے
درخت جگہ جگہ بادلیاں اور پھولوں کے چین زار ریشیوں کا شمار نہیں کوئی دھیان میں لگن۔
(مستغرق) کسی کو ہوں سے سروکار۔ کوئی دید پڑھتا ہے تو کوئی آگن ناپتا یا سادھی رگلے
بیٹھلے کوئی مرگ چھالا اور مے ہے تو کوئی تنگ دھنگ انہ نہ پانی نہ ان نہ جل پیاس
بھوک سب تھپے میں۔ کام ہے تو فقط ایشور کے دھیان سے مطلب ہے تو جب تب
اور گیلا سے جس وقت راجندر جی پہنچے برھ لوک ان کی نظروں سے گر گیا ان کے

مگروشت کھا کر کھوک سٹائیگا اور سرتان حسینان وزگار سے مل پہنایگا آج میں کی چٹھے
 کا منہ دیکھ کر اٹھتا تھا کہ ایسی غذا اور حسن کی دولت آئی +
 سینا جی تو اس تقریر سے تھرا اٹھیں سری راجندر راجچندر جی کا منہ چکی ہو گیا دسان
 خطا ہو گئے سینا جی کو کا پتا دیکھ کر سری راجندر جی نے لچمن جی سے فرمایا +
 آہ راجہ جنگ کی راجکاری۔ راجہ سرنخ کی راج دلاری اور میری پران پیاری کو
 برادہ اپنی لکڑی میں لٹائے کیونکہ گوارہ ہو۔ ایشور نے کبکئی بات کی مراد پوری کی بھرت
 کی پیدائش کے وقت جو خوشی نہ ہوئی تھی وہ میرے بن باس سے اسے حاصل ہوئی اور
 اس وقت تو اس کا کیچہ اور بھی ہاتھ بھر کا ہو گیا ہو گا وجہ یہ کہ اس کی خوشی اسی میں
 ہے کہ ہم پر تکلف کے پہاڑ ٹوٹے رہیں۔ چنانچہ اس سے بڑھ کر معیت کا سامنا
 کیا ہو گا ایشور گوارہ ہے کہ راج ہاتھ سے جانا رہا پتا جی کا سایہ اٹھ گیا سگر مجھے
 اتنا غم نہ ہوا جس وقت کیلچے کے ہکڑے اڑا رہے +
 لچمن جی اس گفتگو کو سنتے ہی میان سے باہر ہو گئے سیس جی کا اونا رہے۔
 اس لئے جوش غضب میں منہ سے کالے ناگ کی سی پھنکار نکلتی لگی بولے کہ نہ
 جب تک میں زندہ ہوں آپ کو کسی بات کا اندیشہ کیا اسی وقت برادہ کو قہم
 کر کے رکھے دیتا ہوں جو عفتہ بھرت پر تھا وہ آج اسی پر اترے گا۔ ایک
 بان میں خاتمہ کئے دیتا ہوں +

سگ ۳

برادہ راجچس سے جنگ۔ راجچس کا اظہار طاقت

سری لچمن کا جوش غضب دیکھ کر برادہ کو حیرت ہوئی دل میں سمجھا کہ یہ بھی موم کے
 معلوم نہیں ہوتے ان کی ہڈیوں میں بھی مغز ہے۔ مگر اپنے کو بہت کچھ سمجھتا تھا نہ
 معلوم کتنے سویر میریٹ میں ہضم ہو چکے تھے اور اس لئے لاکاراکہ۔
 غم لوگ آخر کون ہو کہ ہر بات کا قصہ ہے +
 سری راجندر جی بہم اکشواک میں پہنچا ہوئے ہیں۔ سیر و شکار کی

ہوس یہاں لے آئی +

بڑا دھڑا۔ آہا ایسے تم اپنے آپ کو چھری سمجھ کر رعب جمانا چاہتے ہو کچھ۔ سوچو یہ ہے کہ میں کون ہوں سچو راہچس کا بیٹا سب راہچسوں سے افضل۔ برہما جی کا بڑا بی بیٹا دشمن۔ کوئی لاکھ ہتھیار مارے ممکن نہیں کہ رویاں بھی مینلا ہو میری طاقت تمہارے موت کا شکر ہے میں نصیحت کرتا ہوں کہ نہ جال مشتری حضال سے ہاتھ دھو کر چپ چاپ گھر لوٹ جاؤ ورنہ جان کی خیر نہیں ایک اوجھڑم دولہ کے لئے کافی ہوگی سری راچندر جی کو غصہ آیا آنکھیں خون میں ڈوب گئیں منہ تھما اٹھا دانستہ پس کر بولے +

کیا واہیات بک بک لگائی ہے معلوم ہو گیا کہ موتیں پھر پھر آرہی ہیں۔ بدقیامت موت کے منہ میں گھس رہی چلا آتا ہے اچھالے مزہ چکھو۔

یہ فزاکر سری راچندر جی نے سات تیر مارے جو بدن کو چھیدتے ہوئے اُدھر سے اُدھر نکل گئے برا دھنے گھر اگر سیٹا جی کو تو وہیں چھوڑا اور بڑے زور شور سے گرج کر ترسول سے وار کرنا شروع کیا سری راچندر اور لچھمن جی نے صدہا تیر مارے مگر اس بیبی کی رسی دراز نخی بردان کی وجہ سے مطلق اثر نہ ہوا۔ سری راچندر جی نے بدت سے جانکاہ تیروں سے اس کا جیم چھلنی کر دیا۔ لیکن اس کا بدن فولاد ہو رہا تھا کسی طرح جان نہ نکلتی تھی۔ راچس زخمی ہو کر اور خونخوار بن گیا منتر پڑھتا ہوا ترسول بیکر دوڑا سری لچھمن جی نے دو دو تیروں سے ترسول ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور توار نکال کر سینکڑوں چرکے لے کر دھڑا دھڑا مارے مرنے لگا نہ کاٹے کٹا تھا آخر برا دھنے راچندر جی اور لچھمن جی کو پکار کر کا ندے پر سوار کر لیا اور شور و غل مچاتا ہوا جنگل کی طرف لے بھاگا سری راچندر جی نے لچھمن جی سے اشارہ کیا کہ خاموش مہفت کی سواری ہے کچھ دیر پاؤں کی تمکائی اسے نجات دے گی +

سرگ - ۴

برا دھ کی موت

جب وقت برا دھ سری راچندر اور لچھمن جی کو بازو پکڑ کر لے چلا سینا جی کی جان اڑا

گئی وہ چندی بھائی چلے دوڑیں۔ زبان پر یہ الفاظ تھے کہ۔

برادہ تیرے اچھے چوڑی ہوں جو تیرے کھلے اور دونوں بھائیوں کو چھوڑ دے +
سری راجندر جی اور لکھن جی سے سری جانی جی کی بیفزاری نہ بھیجی گئی انہوں
یائیں اور بائیں بازوؤں پر تلوار مارنا شروع کر دی۔ مگر وہاں برہم جی کا بڑا ہاتھ
تیرہ ہونے لگا کسی کی اثر بھی نہ ہوا تھا کھوٹے لات کی پھر کیا حقیقت تھی دونوں
بھائی مارے مارے تھک گئے۔ مگر برادہ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر سری راجندر جی
نے لکھن جی سے فرمایا کہ۔

برادہ بڑا الٹی سے یوں مارے نہ رہیگا۔ بہتر یہی ہے کہ اسے گڑھے میں

دھکیل کر توپ دو +

یہ خبر سری راجندر جی تو اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے ہاتھ سے ٹیٹو دایا اور لکھن
جی نے گڑھا کھودنا شروع کر دیا سری راجندر جی کے چھاتی پر چڑھتے ہی برادہ کی
پسپاں لٹنے لگیں چیخ اٹھا ہائے مسم نکلا۔ ہائے جان گئی کے سوا کوئی لفظ منہ سے نہ
نکلتا تھا اس وقت برادہ کی آنکھیں کھلیں اس نے جان لیا کہ ساکثات ایشور کنکر
کے سامنے ہیں اس نے سری راجندر اور جانی جی کی استی کی اور کہا کہ۔

فکر ہے آج جنم پھل بڑا۔ میں پہلے گندھرب تھا ایک اودماندر کے دربار میں راج
رنگ پور تھا ایک افسرانہ گارہی تھی۔ میں باجا بجاتے بجاتے اس پر اپنا فرقہ بڑا
کرناں سر کی خبر ہی کہی جی نے نظر بھائی اور سراپے بیٹھے آج تک اس مصیبت میں مبتلا
رہا اب تقدیر سے آپکے دشمن ہوئے مجھے سرگ روک جلنے میں اب میر نہیں یہ کہتے
ہی کہتے اس کی پتلیاں پھر نے لگیں اور سری راجندر اور لکھن جی نے گھسیٹ کر
اسے گڑھے میں ڈپ دیا۔ ایدھر دونوں بھائی اس بات سے خوش ہوئے کہ بڑی بھاری
آنت نجات ہوئی۔ ایدھر برادہ بڑی خوشی کے ساتھ سرگ لوک کو روانہ ہو گیا +

سرگ - ۵

سری راجندر جی کی سرگھنگ رشی کے آشرم

میں رونق افروزی اور رشی کا سرگ باس

برادھ کی مٹی سکار تھ ہو گئی اس نے سرگ کی راہ لی سری راجندر جی سیتا جی اور
لکشمی جی سے فرمے لگے کہ

یہ صحرے شوار گزار و دشت پر خار ڈانڈ کا رینہ کے نام سے مشہور ہے چلو یہاں سے
سر بھنگ رشی کے استھان پر چلیں ایک بلاٹل گئی ایسی ایسی بلاؤں کا یہاں شمار ہی کیا
نہ جانے کون کون راجپس کس کس تاب میں ہو ۛ

یہ فرما کر سری راجندر جی اس مقدس مقام پر پہنچے تو عجیب کیفیت نظر آئی۔ ایک
سورج کی طرح چمکتا دیکتا حقیقہ الماس کی روشنی سے جگمگاتا ہوا رتھ اکاش سے
اترا اندر جی بڑے ٹھاٹھ سے رونق افروز تھے ارد گرد دیوتاؤں کا جلوہ گلے میں موتیوں کا
مالا جواہرات کا کنٹھا۔ سر پر چتر مرصع۔ پائسراؤں کے ساتھ میں چنور منینان خوشنوا مصروف
نغمہ سرائی رقاصان نازک ادا مائل خوش ادائی رتھ میں اکاش داغ ہوا پرداز کرنے
والے ستر دھگ کے گھوڑے دیوتاؤں کا سن پچیس پچیس برس کا سب سے بڑا طلائی رنگ
بدن پر پیتا مبر کی زینت۔ سری راجندر جی دیکھتے ہی پچان گئے کہ راجہ اندر کی سواری
ہے سری لکشمی جی سے فرمایا کہ

پچان لو یہی راجہ اندر ہے دنیا میں جو نئی دانا اور دھیانی گیانی ہوتے ہیں۔

انہیں کو دیوتاؤں کا مرتبہ ملتا ہے اور یہ کیسے ہی عمر رسیدہ ہو جائیں لیکن ۲۵ برس کا
ہی سن معلوم ہوتا رہیگا نام سبت جی کے ساتھ ذرا ایسے پھیر دیں ابھی آتا ہوں ۛ

یہ فرما کر سری۔ راجندر جی ادھر بڑھے ادھر راجہ اندر دیوتاؤں سے مخاطب ہوئے
نگاہ بد برد۔ بادب۔ ساکشات ایشور پار برجھ کھگوان تشریف لائیں میں رشی
کیجئے جس نے ایک تہ بھی قدم دیکھ لئے اس کا چولا پھل ہو گیا یہی سری راجندر
جی ہیں۔ جنہوں نے رادھ کے ہاتھ کو اس طرف غزم کیا ہے ۛ

یہ کہہ کر سر بھنگ رشی سے فرمایا کہ

اچھا اب برجھ لو کہ تشریف لے چئے میرا رتھ حاضر ہے ۛ

سر بھنگ رشی۔ ہمارا ج اس وقت برجھ لو کہ سے بھی اور اپنی لوک ہو۔ تو نسخ

نہ کروں۔ سری راجندر جی رونق افروز نہیں۔ ان کے درختوں کے لئے اتنی عمر گنوا دی کہ
ایسا سوتہ کہاں ہاتھ آئیگا۔ اس لئے معاف کیے۔
راجہ اندرشی ہاراج کی رام بھگتی سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے ادھر
رضت حاصل کی اور راجندر جی نے دوڑ کر قدیموں پر سر رکھ دیا کنہیول پھل
پیش کئے اور پوچھا کہ۔

راجہ اندر کے آنے کی غرض کیا تھی ؟
سر بھنگ شہی۔ مجھے برہم لوک لے جانے کے لئے تکلیف کی تھی مگر میں راضی نہ ہوا
میری اتنی زندگی آپ ہی کے درختوں کی ہوس میں کٹی جس وقت آپ کے سامنے موجود ہوں
اس وقت برہم لوک کی ہوس کے ہو سکتی ہے۔ مکت آپ ہی کی بھگتی پر منحصر ہے اب آپ جہاں
بھی ہیں شوق سے جاؤنگا آپ خود بخود فرما لیجئے کہ کرم کی تین قسمیں ہیں انس سنگھ پھل
یہ تینوں غرض ذاتی اغراض کے لئے کرنا لازم نہیں بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ ہر
کرم بشن اپن ہو چنانچہ میں تمام کرم اور ان کے پھل آپ ہی کی نظر کرتا ہوں یہ کرم
وہ ہیں جن سے انسان تر لوک کو جیت لیتا ہے چنانچہ میرے پاس جو حقہ تھارہ آپ کے
پیشکش ہے ان اسی وقت تک دنیا میں آیا رہتا ہے جب تک پچھلے نواب تھے میں
اب میں نے اپنے نواب آپ کو ملے ہیں میرے پاس کچھ باقی نہیں ؟
سری راجندر جی۔ آپ نے اپنے نواب عطا فرما کر تینوں لوگوں پر اپنا قبضہ
کر لیا اب فرمائیے میرے لئے رہنے کی جگہ کون ہے ؟

سر بھنگ شہی۔ آپ تر لوک کے مالک آپ کو کہاں جگہ نہیں مگر آپ پوچھتے ہیں
تو لیجئے میں بتاتا ہوں۔ یہاں سے تھوڑی دُور جانا پڑیگا وہاں آپ کو مسند آگنی ناری جلیں
مارتی ملیگی سوچیں شہی بڑے باکمال ہیں۔ ان کے ضمیر صادق میں جلوہ افروز ہو جائے
اس سے بہتر اور مقام میں نہیں بنا سکتا اچھا اب میں چولا چھوڑتا ہوں تکلیف تو
ہوگی مگر جب تکسٹن روح پر داز نہ کرے آنکھوں سے اوٹ نہ ہو جائیگا ؟
یہ کہتے ہی سر بھنگ شہی آگنی کنڈ میں کود کر جوگ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جل گئے
روح مقدس رشی دیو لوک اور برہم لوک کی سیر کرتی ہوئی بکینٹھ سپی پہنچ گئی جہاں
پر رام کے جلوہ نور سے ان کو پر تو ازار بنا لیا ؟

سرگ-۶

سری چند رچی کی سوچیں کے آشرم میں جلوہ آرائی۔ ساٹھ ہزار کیشوروں کی پیشوائی

سری چند رچی سوچیں کے پتوں میں تشریف لے گئے تو رشیوں کا میدان لگا ہوا پایا
ساٹھ ہزار رشیوں میں ایسے ایسے صاحبِ یاست اہل کشف کرامات تھے۔ جن
کا فیض نظر انسان کے لئے باعث نجات تھا کوئی ہر تہ مہاری کوئی پون دھاری کسی
کو حل سین سے مطلب کسی کو ایک گھوٹ پانی سے غرض صد ہا ایک پاؤں سے کھر کا
تھے سینکڑوں ننگے مادر زاد۔ کسی کو کبھی پاک نہ جھپکتی تھی۔ کوئی گھاس پر قناعت
کرتا تھا کوئی چاندی کی طرف ٹکلی باندھے تھا تو کسی کی سوچ سے آنکھیں لڑی تھیں
بہت سے بچ انگنی ناپتے تھے کوئی سطح ہوار پر قائم تھا خلاصہ یہ کہ تپشیا کے کمال اس
مقام پر ایسے نظر آتے تھے کہ انسان کی عقل دنگ ہو جاتی تھی بدن لاغر جسم ہڈیوں کا کالا
مگر پیرے کا جلال وہ کہ سورج کا ستیج مات ۛ

رشیوں نے سری چند رکو آتے دیکھا تو نظر کشف سے پہچان کر دوڑ پڑے۔ برجہ
گیا نیوں نے بڑی تعظیم و تکریم سے استقبال کیا۔ بولے کہ

اکشواک مہنس کی خوش قسمتی کا کیا کنا۔ جس خاندان میں آپ اوتار لیں اس کی عظمت
کون بیان کر سکتا ہے آپ تین لوک کے مالک فیض نگاہ قدرت کا ملہ اور جلال لازوال کا
کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا کوئی نام ہی لے لے تو سات جنموں کے باپ کٹ جائیں جگہیں
بادھا بھی پڑے تو آپ کا ہم مبارک؟ وہی برکت عطا کرے ویدوں کا قول ہے کہ مہاتماؤ
کے دل کی بات کنا فضول و جہیہ عالم الغیب ہوتے ہیں۔ آپ جب انشراچی ہیں۔ تو
اظہار خواہشات فضول لیکن ہم لوگ آپ سے عرض حال کی معافی چاہتے ہیں ہم تو
حرف مدح زبان پر نہ لاتے مگر غرض منہ جب تک اظہار مطلب کر لے اس کو ایک قسم
کا خجانی ہی رہتا ہے۔ جو حاجت برابر میں ان کو سوال کی ضرورت نہیں پھر بھی اپنے

راجہ سے عرض حال کرنا لگا نہیں راجاؤں کا دھرم ہے کہ رعایا کو اولاد کے برابر سمجھے جو
 والے ملک عینت پر ہے اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہیں سمیت نواز تا جدار کے لئے
 بیکنڈ کے سوا کہیں اور جگہ نہیں ہم لوگوں نے جتنی تیشا کی اس کا جو تھائی قدرت آپ
 کو نذر کر دی ہے اس لئے ہماری دولت ریاضت میں آپ کا بھی جو تھائی استحقاق
 ہے مگر انوس کہ پیا نندی مند اگنی نندی اور چتر کوٹ پر راجپس آپ کے حق میں بہت
 اندازی ہی نہیں کرتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا یہ حق بالکل زائل ہو جائے اور ہماری جیتی
 اجر جٹاے ہم لوگ اگر نظر طرہی کریں تو دنیا الٹ پلٹ ہونے میں شک نہیں مگر خیال
 ہے کہ تیشا کی طاقت مٹ جائیگی ورنہ راجپسوں کے ذرا سی جنبش نظر کافی ہے شکر ہے
 کہ آپ تشریف لے آئے اب ہمیں کھٹکا باقی نہ رہا۔ ظالموں کو سزا ملنے میں کچھ ہی
 دن باقی ہیں ۛ

سری راجندر جی۔ دل سے دل کو رام ہے آپ نے دل میں یاد کیا تو میں بھی آپہنچا خوشی
 کا مقام ہے کہ پنا جی کے ارشاد کی بھی تعمیل ہو گئی اور دلا زاروں کو بھی معقول سزا ملیگی
 رہے نصیب کہ مجھ سے آپ ایسے رشیوں کی کچھ خدمت بن سکے ادھر آپ کا سوال ہے
 ادھر آپ کی برکت سے تا بیاد اقبال پھر کیا راجپسوں کو فنا سمجھ کیجئے ۛ

سرگ - ۷

سری راجندر اور سوچین کی باہمی گفتگو

سری راجندر جی ہر شیوں کو تسلی دیتے ہوئے سوچین کے آشرم میں پہنچے دیکھا کہ
 پہاڑ آسمان سے باتیں کر رہا ہے انہوں نے جھک کر ڈنڈوت کی اور کہا۔
 ہر شیوں کے سر ناج راجندر و رشیوں کو حاضر ہے۔

سوچین نے دوڑ کر مجھ سے لگایا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بٹھالیا اور کہنے لگا کہ
 لگھ کھل بھوشن معرم آپ کے نام سے زندہ ہے آپ کے قدموں سے یہ مقام مقدس
 و شریک ہو گیا اب ہمیں نے پرائوں کی حفاظت کی رشیوں کی ہوس نے زندگی کو ختم نہ
 ہونے دیا مجھے اندر سے جبر دی تھی کہ سری راجندر خنجر کوٹ پر پہنچ گئے اور ان کی خواہش

تھی کہ میں برہم لوک چلا جاؤں لیکن میں نے منظور کیا اب آپ میں کیا مکیے۔ جانکی
جی کو بھی اس مقام پر آسائش و فرحت رہیگی۔

سری راجندر جی - بہت خوب جو مرضی - مجھ سے سرکھنگ شنی نے آپ کی جیسی تعریف کی
میں نے آپ کے اوصاف زندہ پائے اسی لئے حکم ماننا میرا فرض ہے۔

رشی - سری راجندر جی! یہ آپ کی فویاں ہیں کہ بات نہ دکھی مگر میں نے آپ کے
لئے وہ جگہ تجویز کی ہے جہاں نہ کوئی کھانے پینے کی تکلیف نہ پانی کی قوت نہ کسی کا
کھانا نہ کسی کا غم اگر کچھ خوف ہے تو ہر لون کا دیا تاج کی طرف اشارہ ہے۔

سری راجندر جی - ہر لون کا خوف کیا شیر بھی ہوں تو کچھ پرواہ نہیں ہاں لچھمن
جی ہوشیار تیرکان لیں۔ میں یہاں رہنا مناسب سمجھتا ہوں تاہم کیا کہ میرے
رشی جی کو کوئی ناگنا کی تکلیف پہنچے۔

سری راجندر جی نے رات سوچنے کے آشرم میں بسر کی۔ صبح تک ہر شیوں
کا میلہ لگا رہا۔

سرگ - ۸

سری راجندر جی کی سوچنے سے رخصت

لڑکے تڑکے سری راجندر جی بیدار ہوئے تمام فرائض ضروری ادا کر کے پوچھنے
سے یوں رخصت طلب کی۔

رشی ہمارے رات دن پتیشا میں مصروف رہتے ہیں بھوک پیاس خواب بیداری
سب پر قابو ہے ان کے تیج کو انسان بڑاشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے آفتاب
لگنے تک میں ان کے درشن کر کے کہیں تک جاؤنگا آفتاب کی حرارت اسی طرح
تکلیف دہ ہوتی ہے جس طرح انسان کی بے زری۔ پس آپا جازت دیں کہ میں
قدموں سے جدا ہوں۔ سوچنے اٹھ کھڑے ہوئے گھلے سے لگا کر کہا۔ کہ

صاف تھکے راستے سے جایگا محدود رہوں سے جلنے کی ضرورت نہیں۔ آپ
رشیوں کو درشن دے کر سرفراز کرتے ہوئے پھر مجھے درشن دیں۔ میں نہایت ممنون

ہو لگا +
سری راجندر جی اس طرح وہاں سے رخصت ہوئے چلتے وقت جاںکی جی نے نواز
اور نیرکمان ہاتھ میں دے کر رفاقت حاصل کی +

سرگ - ۹

سری جاںکی جی کی سری راجندر جی سے گزارش

راتے میں سری جاںکی جی نے سری راجندر جی سے فرمایا کہ -

آپ سے بڑھ کر دنیا میں کون عقلمند ہے فہم و فراست کو آپ کے نام سے فخر زمیں سا
آپ کا مطیع پھر مجھ عورت ذات کی آپ کے سامنے کیا حقیقت آپ سے کچھ کسنا سوج
کو چراغ دکھانے تاہم اس وقت جرات ہوتی ہے کہ اپنے خیالات ظاہر کروں +
سوامی جی! عقلمندوں نے کہا ہے کہ کام بغیر سوچے سمجھے کبھی نہ کرے میری سمجھ میں نہیں
آتا کہ آپ پناہی کے بچن کی تعمیل کیونکر کریں گے وجہ یہ کہ آپ نے راجپسوں کے قتل کا
ہیڑا اٹھالیا ہے - چنے کا چانا اور شہنائی کا بجانا ممکن نہیں ابھی ابھی شی منڈلی سے
چکی ہوں کہ غصہ سے پیشیا کا پھل جانا رہتا ہے - پھر یہ بات کیونکر ممکن ہے کہ آپ پیشیا
بھی کریں اور راجپسوں کو بھی ماریں آپ کے تین اوصاف زبان زد خلق ہیں - ہمیشہ سچ
بولنا - غیر عورت سے پرہیز کرنا ہے جرم کسی کو ایذا نہ پہنچانا - خیال دیکھئے کہ آپ پیشیا
کے لڑکے بن میں تشریف لاتے ہیں راجپسوں کو ماریں گے تو پیشیا کا پھل کہاں لگا دیا اور
پرہیز کیا جھوٹی ٹانہ ہوتی اور کیا آپ ابھی چپے آتے ہیں راہ نامک میلی نہیں ہوئی راجپس جاتے
بھی نہیں کہ آپ کہاں ہیں نہ کچھ دشمنی نہ عداوت پس ان کے قتل کا تہیہ کیسا غور کیجئے
کہ راجپس مارے گئے - تو ان کی عورتوں کی کیا حالت ہوگی اول تو ان کی زندگی کا
لطف جانا رہیگا دوسرے ان میں سے بہت تماشہ اور بد چلن ہو جائیگی جبک پہی کی چہ
سے عورتیں بدکار ہو گئی تو اسکا پتا کس کے سر ہوگا آپ ہی اس ادھر م کے بانی سمجھے جائینگے
انسان بیوجہ کسی کو قتل کرے تو وہ ضرور ملزم ہے پھر جب آپ کوئی بگاڑ ہی نہ کرے گا تو آپ
اسکے زانیہ کو لے کر یہ کہئے کہ رشیوں سے زبان لڑو سچو تھی تو یہ بھی ٹھیک نہیں شی لوگ سزا

دے بیٹھیں تو کیا ہو میں تو جہاں تک خیال کرتی ہوں یہی کچھ میں آئسے کہ آپکی اور بھین جی کی
ساتھ کاٹھ ہے غرض تو راجھسور کے مارنے سے تھی ڈھبہ پتا کا بچن اور کیگی کی سٹ پر
رکھ دیا میری غرض ہے کہ کتنا کچھ کرنا کچھ درست نہیں اہل زمانہ طسن کریشے کر دے وہ بوجہ
کو راستہ بنائے وہی گراہ آپ کو تیغ و تیر لے ہوئے پھرتے دیکھنے سے دل کھٹکنا ہے۔
جب نیز چٹکی میں رہا تو ممکن نہیں کہ کسی نہ کسی پر کبھی سر نہ ہوا ٹھہ کی تلوار بے خون چائے
رہ نہیں سکتی ہاتھ میں تلوار چٹکی میں تیر ہو یا پھوس کے پاس آگ تو ممکن نہیں۔ کہ
کچھ نہ کچھ ششقی و ناشقی نہ ہو اس لئے شاستریں ہدایت ہے کہ انسان ہر وقت ہتھیار
پاس نہ رکھے چنانچہ اس کے لئے یہ نظیر بھی دہی ہے یعنی +

ایک شی بڑے ست بادی اندری جیتا اور تپسوی تھے جب پیشیا کی ضرورت ہو گئی تو اندر
لپے اندر آسن سے پاؤں ہو بیٹھے سوچتے سوچتے تب بھنگ کر نیکی تدبیر نکالی کہ دشمن
کو حاضر ہوئے قدم چومے اور رت بستہ عرض کی کہ۔

ہمارا ایک ضرورت سے جانا ہوں تلوار رکھ لیجئے واپس آکر لونگا +

رشی نے تلوار لکھ لی اور پرانی چیز کی احتیاط اس طرح منظور کی کہ ہر وقت تلوار جان
کے ساتھ رکھنے لگے ادھر تو ہر وقت پرانی امانت کی صفات کا خیال ادھر تلوار کا
خیال ادھر تلوار کا قبضہ ہر دم ہاتھ میں ہوتے ہوتے پیشیا سے طبیعت لپٹاٹ ہو گئی
اور خونریزی کی نفرت دل سے جاتی رہی نتیجہ یہ ہوا کہ رشی جی کو بیکینڈ کے عوض ترک میں جانا
پڑا راجا اندر کا دوسواں دور ہو گیا چنانچہ سمجھ لیجئے کہ جس نے تلوار پاس رکھی گو یا اس نے
لکڑی کے پاس آگ دشمن کو دی ہوتے کو بدت غصہ آتا ہے جب ہتھیار پاس ہو۔ تو
کمزور بھی ار کرنے سے نہیں چوکتا آپ بیرے سرناج میں میں آپکے قدموں کی خاک کر کے
یہاں ہوں گستاخی نہیں کر سکتی صرف مع خراشی کرتی ہوں کہ جب تک کوئی دشمن نہ کرے
اس کو اور اٹھیک نہیں آپکی حمد لی پر حرف رکھیں گے۔ مانا کہ راجھسوریشیوں سے بیرے
میں ان کی حفاظت لازم ہے مگر پیشیا کی پرتگیا پوری کرنے کے لئے خونریزی کب
درست ہے مثل مشہور ہے جیسا دیں دیا بھیس جنگل میں جہاں دیکھتے رشی مٹی جدر
نظر اٹھائے تپسوی ایسی جگہ خونریزی کا کام۔ یہاں تو چپ تپ ہی مناسب ہے
چودہ برس کچھ دور نہیں ہتھیار باندھنے کے لئے نثر پڑا ہے اچودھیا میں جیتے ہتھیار

چاہئے کہ استعمال فرمائیجا۔ کون کسے دالہ ہے مگر میں یہاں اس وضع کو درست نہیں سمجھتی
انسان کی شریعت دھرم سے ہے دھرم سے دولت اور لوک پر لوک کے عیش و آرام
سب سے ہیں دھرم سب سے مقدم ہے اسی لئے میری رائے ہے کہ چودہ برس
پیشیا کر کے چولا بھی گھلاؤ کجیگا۔ تو دھرم کی برکت سے عمر بھر وہ آسائش میگی
جس کا شان و گمان بھی نہیں راجھسوں کے لئے سے عقل کو زوال ہوگا۔
پیشیا کی برکتیں نثار ہو جائیں گی دھرم کے کاموں میں دھرم کی جگہ برکت دیتی ہے
اور دھرم کے کاموں کے لئے دھرم کی جگہ نامناسب ہیں اس لئے دیندک آریہ بن
تپیشیا کے لائے ہے یہاں تیغ آزائی کا کیا کام۔

اتنا کہہ کر سری جانی جی گڑا گڑا لے لگیں اور ہاتھ جوڑے ہوئے عرض ادب کی سمانی
مانگی درخواست کی کہ عورتوں کی بیوقوفی کو نظر انداز کر کے نفس مطلب پر غور کیجئے
اور جب تک سوجا نیجئے تب تک کسی کام میں پیشقدمی نہ فرمائیے۔

سرگ - ۱۰

سری انجندرجی کا جواب - سری جانی جی کی تشفی

سری انجندرجی سری جانی جی کی تقریر سنکر گوہر فتال ہوئے۔ کہ

تم نے جو کچھ کہا وہ میری بہتری کے واسطے ہے تم میری رفیق صادق ہو چکی تجھ سے کہنے
والے کا یہی دھرم ہے کہ دھرم کی ضروری باتیں موقع پر جوائے تم راجہ جنک کی جگہ پر
نہا لے غاندان میں دھرم کا زور شور اس پر عقل ہنرمیں آپ اپنی نظیر پھر دھرم کے
مشعلے تمہیں نہ معلوم ہونگے تو کہے گئے دیکھو چھتری کے دھرم کی تم نے بات ٹھیک نہیں
کی جس جگہ دھرم اور دھرم دونوں موجود ہوں ہوں ہتھیار رکھنا نہایت ضروری ہے شی
تو کہ لکچر کے منظر عام سے ہائے وادیلا پچا ہے ہیں ہزاروں شیوں کو نشانچروں
نے کیا ڈالا اس لئے مجھے پر تنگیا بھی کرنا پڑتی اور ہتھیار رکھنا پڑتا ہے کیونکہ غور
کے وقت اگر تمہیں تنہا ہوا تو ظالموں کی سرکوبی کیونکر ممکن ہے پچیس پیشیا اور ہون
کی سمانی کیجئے اور غنائیہ و پیشیا یہ ہے جس آیت پر اس بات بڑا مکر جرم اور کیا

ہو گا جو دھرم کے کاموں میں خلل انداز ہو۔ اُس کے مارنے سے یہ حق ثابت ہو کہ شی ہی میری
 بیفکری سے دھرم میں مصروف رہنے کی ریشیوں کی طرح وہی ضروری ہے جو ایشور میں
 لین ہوئے ہیں اُن کو غصہ نہ کیا نہیں مگر جھپٹتی دھرم ہی ہے کہ ظالموں کو سزا دیکھائے
 میں ہی اسے دنیا میں آیا ہوں کہ اپنی ضرورت کی حاجت مولیٰ کروں اگر اس سونے
 میں تم چھوٹ جاؤ۔ لچھن جی چھوٹ جائیں تو میں پرہیز نہ کروں حالانکہ تم دونوں جان
 سے زیادہ عزیز ہو۔ میں چاہے اپنے معاملے میں کسی کو طرح نہ بجاؤں مگر تمہیں یا
 لچھن جی کو کوئی سنائے یا رکھ دے تو بے مارے نہ چھوڑ دوں۔ تم براہ کا حال دیکھ
 چکی ہو۔ اُس نے چھیرا تو نتیجہ کو پہنچ گیا۔ اسی طرح جو شرارت کرے گا وہ مرے چکے گا
 مگر یاد رکھو جب تم دس برس دھرم خود ہی کو لگی۔ تب میں کسی کی جان لوں گا۔ تو
 سہی تم خود ہی مجھے مجبور کرو۔ میری طرف سے پیشقدمی نہ ہوگی۔
 اتنا فرما کر سری راجندر جی نے سینا جی کی تسلی کر دی اور ریشیوں کے درشتوں
 کو آگے بڑھے۔

سرگ ۱۱

سری راجندر جی کی آگست پیت پر رونق افروزی

سری راجندر جی نے آگے ندم بڑھایا تو پیسے جتنے ایک نظم شان تالاب پر پہنچے
 چار کس تک پانی ہی پانی نظر آیا۔ جاؤ ان آبی کی بھلیں عجیب لہریں تھیں ہتھیوں
 کے جھٹکے جھٹکے جو صبر اڑا رہے تھے رونق کی لہریں بڑی سیلی آوازیں اور طرح
 طرح کے دلکش باجوں نے دل پر مہر پی ڈال دی دھرم بھرت میں سری راجندر جی
 کے ہمراہ تھے انہوں نے فرمایا کہ۔

پہلا سڑی ہے اس تالاب کے پانی مانہ کرنی ریشی میں جنوں سے دس ہزار برس
 تک یہاں پیشیا کی ہانکی پیشیا جب کہ گزری تو اندر کا پانی اٹھے اور دیو تاروں سے
 مشو سے چاہا کہ پیشیا کی ہانکی پیشیا چٹائی ساری دیو تاروں کی سڑی آجود ہونے
 کام یو ساتھ ایلر مل ہمارا کام دیو نے پہنچا خنک خنک جنوں خنک خنک۔

کام لیا اپسراؤں نے اپنی اداؤں اور نعمت پر انہوں سے سحر سازی کی مگر رشی پاکمال تھے
نفس پر حکومت تھی خواہشات پر قابو تھا سوچے کہ ذرا مزہ چکھانا اور نفس کشی بھاکمال
رکھنا چاہیے پچانچہ انہوں نے اپسراؤں میں سے پانچ خوبصورت سے خوبصورت چسین
سے حسین طرہدار نازک اندام اپسراؤں کو چن کر وہ عجاز کیا کہ یہاں سے ہل نہ سکیں اور
اپسراؤں جو رہ گئیں دیوتاؤں کو برا بھلا کہتی نام سناتی۔ بیوقوف بناتی اور نظر
حشرات سے دیکھتی ہوئی بھاگیں دیوتاؤں نے بھی دم دبا دی ڈرے کہ کہیں ہم بھی نہ
بکڑے جائیں +

جب رشی جی نے دیوتاؤں کو اپنی تپشیا کی طاقتوں سے زیر کیا کامیو کی بھی ایکسا
نہ چاہی اپسراؤں کے بھی ناز مخزے کام نہ آئے۔ پانچ اعلیٰ درجہ کی اپسراؤں دیوتاؤں کے
قبضے سے جاتی رہیں تب تاہم رشی کو کچھ بیر نہ تھا وہ اپنے فضل و کمال سے دیوتاؤں
کی بھی ایسی چلبیس ڈھیلی کر چکے تھے تب آشرم میں اندر تک کا قدم نہ بھیر سکا پس انہوں
نے پانچوں اپسراؤں کو تپشیا کی زنجیر میں جکڑ کر یہ تالا اپنے نام پر بنا لیا اور ان
کی بود و باش کے عالیشان مکان تعمیر کر دیے۔ اور وہ سامان کیا کہ کسی کو تکلیف
نہ ہو +

اب ہی اپسراؤں رشی جی مدارج کی استی یعنی فنا و صفت کو زندگی کا جزو اعظم سمجھتی ہیں
اور اندر کی یہ طاقت نہیں کہ ان کو رہائی دلو سکیں اگر کوشش کریں تو پھر جہنگم و ط

کی سی مہمانی ہو جائے یعنی راجہ اندر کو بھی لوٹ کر امرنگر جانا نصیب نہ ہو +
سری اچند رچی ایسے مہمان رشی کے دشمن کے ایسے خواہشمند ہوئے کہ انہوں نے قدم قدم پر
ادھر رشی جی ان کی آمد آمد کو نظر کشف سے بھانپ گئے اور انہوں نے ایک اشارہ
کیا تو آشرم ہی وہاں پہنچ گیا جہاں اچند رچی تیز قدمی سے چلے تھے باہم ملاقات ہوئی ایک
دوسرے نے ایک دوسرے کی غلط پہچانی اور اچند رچی کو رشی کے احقر سے ہاں ایک دن
رہنا پڑا ان سے رخصت ہوئے تو راجچند رچی نے مرکب غم کو ایڑ دی جہاں جہاں
پہنچے وہاں ہاں شیوں میں لے آئے انہیں بچھا دیں خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا انکی
خاطر و تواضع و محبت کے لحاظ کہیں ایک دن کہیں ہفتہ کہیں پندرہ روز کہیں ایک
ہفتہ اور بس حد ہے کہ کہیں ایک سال تک قیام کرنا پڑا اور پھر دس سال گزر گئے اور پھر

والپس اگر کئی مہینے تک سوچتھن کے آشرم میں بودو باش اختیار کی۔ کئی مہینے قہام کو گزر گئے۔ دلچسپیوں نے آگے قدم بڑھانے نہ دیا ایک روز یا توں باتوں میں زبان مبارک پر یہ الفاظ آئے ۛ

سب کھیشروں منیشروں کے درشن ہو گئے صرف آگست رشی کے رشنوں کی ہوں رہ گئی سنا ہے وہ کہیں قریب ہی ہیں اس لئے اجازت درکار ہے ۛ سوچتھن۔ ضرور درشن کیجئے بڑے مہاتما ہیں ان کا فضل و کمال اور کسی رشی مہنی میں نہیں آپ جائیں تو پہلے ۛ اکوس کی منزل طے کریں ۛ ہاں اُنکے بھائی ایدم باہ آپ کو مینگے ان کی ۛ جہ سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آسانی سے درشن مل جائینگے آپ کن کی طرف چلے جائیں جہاں پہل کا درخت ہے ۛ ہاں رات بھر آرام کریں اور پھر ایدم باہ سے ملیں وہ آپ کو اپنے ساتھ لے جائینگے ۛ ہاں سے صرف چار کوس کی مسافت طے کرنا ہوگی ۛ

سری راجندر جی ڈنڈوت کر کے رخصت ہوئے جدھر سے گزرتے ہوں کی لکڑیوں کا انبار نظر سے گزرا۔ ہوں کنڈر درشن دیکھے اور آخر کار ایدم باہ کے استھان کی بھی دلت پیش نظر ہو گئی اس آشرم کی دلاویز فضا دیکھ کر سری راجندر جی نے لکشمی جی سے فرمایا کہ۔

بہتر ہی منبرک مقام ہے جس کی تعریف سوچتھن جی نے کی تھی یہاں اچھسوں کو آنے کی جرات نہیں پڑتی آئیں تو جان سے ہاتھ دھوئیں اس مقام پر در اچھس بھائی بھائی تھے۔ ایک باتابی دو برا ایلوں ۛ دونو بھائی ۛ خوب ہی سنسکرت بولتے تھے برہمنوں کا گوشت پوست ان کی غذا تھی یہ بد معاش پتر شرادھ کے حید سے برہمنوں کو بلاتے تو باتابی اپنے چھوٹے بھائی کو بھیڑ بنا کے اس کا گوشت برہمنوں کو کھلا دیا کرتا تھا اور جب کھانا پیٹ میں جانا تو ایلو چلاتا کہ معدے میں ہوں۔ باتابی صدا سنکر آواز دیتا تو ایلوں بھیڑ بن کر نکل آتا اور سارے برہمن دونو کے پیٹ میں سما رہا ہو جاتے ۛ تین یوں گزر گئیں۔ یہ معلوم کتنے برہمنوں کی جان پر گزری آخر ادھر برہمنوں نے آگست رشی سے فریاد کی اور ادھر باتابی نے پتر شرادھ کے لئے برہمنوں کو نیو تاویا ۛ شاستریں برہمنوں کو خاص حکم ہے کہ پتر شرادھ میں بلانے سے ضرور جائیں ورنہ عذاب ہے برہمنوں کی دعوت قبول کرنا

پڑی۔ اگست رشی اُن کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔

اگست جی صاحب کرامات تھے سمندر کو سرک گئے تو اور اس سے بڑھ کر کمال کیا ہو سکتا ہے انہوں نے ذرا دم لیکر پوچھا کہ اب بھوجن میں کیا دیر ہے جواب ملا فقط آپ کے حکم کی۔ خلاصہ یہ کہ اگست جی نے ٹاٹ کر کھا نا کھایا اور جس وقت بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو آرازدی اگست جی بولے۔

بھیا کس کو پکارتے ہو وہ تو میرے پیٹ میں ہضم ہو گیا اب اس سے ہاتھ دھو وُجب جم لوک میں جا نا تب دیکھ لینا۔

یہ سنتے ہی راجھس آگ بگولا ہو گیا۔ ایسا جوش غضب میں دوڑا کہ معلوم ہوتا تھا اب جینا نہ چھوڑا یگا۔

اگست جی کا ایک اشارہ کافی تھا انہوں نے نظر بھر کر دیکھ لیا تو بدن رکھ ہو گیا دونوں بھائی اپنے بیچے کو پہنچے دنیا اگست رشی کے کمال کی قابل ہو گئے اور اب ہم انہیں کے درشتوں کو جانتے ہیں انہیں بالوں میں راستہ کٹ گیا اور سری انجند ربی غروب آفتاب سے وقت ایدم باہ رشی کے آشرم میں پہنچ گئے رشی کے بہت خاطر ملازمت کی اور صبح کو اپنے ساتھ اس آشرم میں لے گئے جہاں اگست رشی تپشیا میں مشغول تھے یہ مقام اگست رشی کے نام سے موسوم تھا۔ اور اسے لوگ اگست پر بت کہتے تھے اور پیدے اس کا نام بندو پر بت تھا۔

روایت ہے کہ ایک تہ ناروجی اس پر بت پر روتی افزود ہوئے پر بت نے کندھوں سے بڑی خاطر و تواضع کی۔ چلتے وقت ناروجی نے کہا کہ اب تم سے رخصت ہوا چل اور میری پر بت پر جاؤ گا کیونکہ یہ دونوں پہاڑ پہاڑوں کے راجہ میں بندو پر بت کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ اس نے کہا ہانچل اور میری پر بت میں کیا سرفاب کا پر لگا ہو اسے۔ کہ ناروجی نے راجہ کا خطاب یہ دیا۔ اسی غصے میں اُس نے بڑھنا شروع کیا تو بندہ کی صدمہ رہی جہاں نہ تھا وہاں رات ہو گئی۔ جہاں رات تھی ہاں آفتاب چمکنے لگا۔ مثلاً ہوں سب برباد ہو گئے۔ قانون قدرت الٹ بیٹ ہو گیا دیوتا گھبرا گئے۔ ران کے بنائے کچھ نہ بنی اگست رشی ان دونوں کاشی میں تھے دیوتاؤں نے خوشامد در آمد منت مساجت کی کہ اس اندھیر کو مٹائے۔

اگست رشی نال فریاد کی فریاد مینی بند کے پاس آئے اور کہا یہ کیا بات ہے بندو
پرست نے دیکھتے ہی پر نام کیا مگر جھک کر ڈنڈوت کی اگست رشی نے ٹوکا کہ
ایسا پر نام کر دے میں رکھو۔ بندو پرست نے فوراً ہی جہم سکڑ لیا اور سر جھکا کر عرض
کی مہاراج آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی۔

اگست رشی نے بندو پرست سے کہہ دیا کہ تم پر بتوں کے راجہ ہو گئے میرا اخیر بادا اٹل
سٹاب بکھو جب تک میں آپس نہ آؤں تب تک اسی حالت میں ہنسنا نہ اٹھانا۔ چنانچہ
اب تک اگست رشی نہ وہاں گئے اور نہ بندو پرست کا سر اونچا ہوا۔

سری راجندر جی لچھمن جی سے فرمانے لگے کہ ایسے بزرگ مہاتما سے ملنے میں ضرور کچھ
کچھ فائدہ ہو سکیگا اور شن استرل جائے تو کیا عجیب چودہ برس کے بن باس کا زمانہ
قریب الحتم ہے اب سے برسوں کے عوض میں نے باقی ہائے میرا ارادہ ہے کہ باقی
ایام اگست رشی کے آشرم میں بسر کروں اس استھان کی عظمت اسی بات سے سمجھ لو کہ
میاں جھوٹا بننے والے نالائق غصہ و رعبیر جم اور پاپی خود بخود خاک سیاہ ہو جاتے ہیں
اور اگست جی کا رتبہ وہ ہے کہ روزانہ دیوتا تک رشن کرنے کو باعث فخر سمجھتے ہیں ہم لوگوں
کو راج چھوٹے کاظم ہے مگر اگست جی کی عنایت سے یاہوسی نہیں ان کا زرا اشارہ ہو
جائے تو ناممکن بات بھی ممکن ہو سکتی ہے۔

یہ کہتے تھے سری راجندر جی اگست رشی کے آشرم کے دورہ ازمے پہنچ گئے لکشم
جی سے کہا کہ خبر کر آؤ راجندر جی کے ساتھ درشتوں کو حاضر ہے۔

سرگ ۱۲

اگست رشی جی کے آشرم میں سری راجندر جی کی

جلوہ آرائی۔ خاطر تواضع شستروں کی پیشکش

لچھمن جی نے اگست رشی جی کے ایک چیمے کو سری راجندر جی کی تشریف آوری کی
خبر کی اگست جی اس وقت بیاضت میں مصروف تھے چیمے کے منہ سے پوری بات بھی نہ نکلی

کئی کرشی جی نے خود ہی فرمایا کہ جلدی سری رانچند سری لچمین اور سری جاکمی جی

کو لے آؤ۔

چیلانور دور آیا سانس لے چلا سری رانچند راجی کو خراماں بیکھ کر اور تو اور ہرلوں کی
چوڑی بھی بھول گئی۔ جانوران صحرائی کی آنکھوں سے بھی پریم کے آنسوؤں کی حجاب
تھکی کر گئی تھکی باند سے تھا کس کو جس وحکت نہ تھی سری رانچند راجی اگست رشی کے
استن پر پیچے تو برہما۔ بش۔ شیو۔ سورج۔ چندرمان۔ کرپڑا۔ یو۔ لبو کراں جراج
برن کا تری سیس وغیرہ سب کے لئے عمدہ سے عمدہ اچھی سے اچھی نشستگاہیں پائیں۔
تین ت اگست جی نے آئے دیکھا تو چیلوں سمیت دوڑ کر پیشوا کی سری رانچند
جی قدموں پر گر پڑے لچمین جی اور جاکمی جی نے بھی پاؤں پر سر رکھ دیا۔ اگست جی
سری رانچند راجی سے بنگلیہ ہوئے۔ ہاتھ منہ دھویا۔ کند مول پھل پیش کر کے التجا
کی کر۔

برگ سزا ست تحفہ درویش گر قبول افتد زہے عزو شرف

سری رانچند راجی نے تکلف کیا تو اگست جی بولے کہ

آپ اپنے کو ناخاندہ ہماں نہ سمجھے مدتوں سے ہم لوگ شربت دیدار کے پیا سے تھے
آپ نے احسان کیا کہ ہماری امیدیں پوری کیں آپ کو برگ سزا قبول کرنے میں تکلف
کس بات کا ہے آپ کو خیال ہے کہ چھتری کو یہ سوغات قبول کرنا لازم نہیں تو یہ خیال
فصل ہے جس شخص کے گھر کوئی ہماں آئے اور مالک اس کی خاطر تو واضح نہ کرے تو گئے
اپنی ہی بوٹیوں سے پیٹ بھرنے کو ملے در نہ گئے کے گوشت میں تو شک ہی نہیں۔
حبیبی کو اپنی دالوں کے لئے بھی قانون قدرت سے ہی سزا مقرر ہے جو آج نہیں
کل ضرور ملے گی مگر مجھے اس سے مطلب نہیں اپنے معاملے سے مطلب بیشک آپ
چھتری ہیں۔ نام نیلے کرایے آپ کے قدموں پر سر جھکائے کو فر سمجھتے ہیں اکشوا کے
نام کو آپ نے زندہ کر دیا راجہ سرگھ کی روح نے حیات ابدی پائی۔ اگر آپ کند مول
پھل قبول نہ فرمائیے تو گویا میرے واسطے آئندہ جنم کے لئے غذا کا مسئلہ مار دیا۔
سری رانچند راجی اگست جی کی تقریر سے مؤثر ہوئے انہوں نے سر تسلیم خم کر کے بیشک
قبول کی اور رشی جی کا شکریہ ادا کیا۔ رشی جی خوش ہو گئے۔ اشیر باد

دے کر کہا کہ

لیجئے یہ اندر کا وحش قبول کیجئے۔ آپ نے یہی وحش پر مرام جی سے بیکر برن کو دیا تھا۔ برن نے مجھے سپرد کیا اور اب میں آپ کے بیشکش کرتا ہوں یہی نہیں ترکش بھی لیجئے عمر بھر تیر چلاتے رہئے۔ مگر کبھی خالی نہ ہو۔ نثار بھی نذر ہے جس نے دیوتوں کی بالوسی کے وقت جو ہر خونریزی کھا کر راجھسوں پر فتح پائی تھی میں سب شستر آپ کی نذر کر کے التجا کرتا ہوں کہ اس وقت سے آپ کبھی انہیں ہاتھ سے نہ رکھیں۔ نہ ان کے استعمال سے غافل ہوں یہ اپنتر اور شستر بڑا کام دینگے +

سرگ ۱۳

اگست رشی اور سری راجندر جی کی بات
چیت اور پنچ وٹی میں قیام کی تجویز

اگست رشی باہر اسرار غیب تھے۔ انہوں نے اس قسم کے الفاظ میں شہ فی کی گویا پیشینگوئی کر دی +

آپ نے مجھے سرفراز کیا میں اس قابل نہ تھا مجھ کو ممنون کرنے کے لئے اس قدر تکلیف مجھے آپ کی زحمت کا چنداں خیال نہیں کچھ خیال ہے تو سری جانکی جی کی تکلیف کا مینا جی نازک اندام ہیں ان کی صحرانوردی کے مصائب خیال کر کے ہونگے کھڑے ہوتے ہیں جانکی جی کو اور عورتوں کی طرح عورت سمجھنا اپنی بھول ہے یہ عام عورتوں کی طرح نہیں جو خاوند کی عیش کی ساتھی ہیں جہاں کچھ اینڈا بیتا وقت آگیا تو کمرے لگیں۔ کاندھی دیکھی بیٹھا بیٹھا ہڑپ۔ کڑوا کڑوا تھوکا مہم نا کھیوں کا ڈانگ سہیں اور آپ شہد کھانی کو تیار۔ شہد نہ لے تو آنکھیں کھائے منہ پھیلانے میں جب تک شرم و جیا ہے تب تک تو خیر نہ جہاں آنکھ کا پانی مرا پھر ایک دس سے بند نہیں خود سر کی چھاتی پر کردوں لڑائیں خاوند کی ناک کٹوائیں مگر جی میں آئے کر چھوڑیں تو

میں بکلی کا سا خاصہ ہوتا ہے نیت کا کچھ بھی ٹھکانا نہیں +

اسپ وزن و شمیر و فادار کہ دیدہ

یعنی گھوڑے، عورت اور تلواریں پر بھروسہ کرنا حقیقت ہے ان کو دست دشمن سے غرض نہیں جس سے تعلق ہو گیا اسی سے سروکار ہے ملکیت وغیرہ کے حقوق سب زائل جس عورت نے شرم و لحاظ کا پردہ اٹھا دیا ہے اسے غیر سے تو غیر بھائی بھتیجے بیٹے سے بھی پرہیز نہیں ہوتا اور قرابت اردوں کی کرن کے مگر سب غور توں کے مزاج و خواص بھی یکساں نہیں ہوتے جہاں ہوا مت کی مستحق ہوتی ہے وہاں بہت ایسی بھی ہیں جن کی جسے دنیا تھپی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور جن کو سویرے سویرے منہ دیکھ کر اٹھنے والے دن بھر عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ میرا مطلب سری جانی جی سے تھا ان کو جو عورتوں سے شمار کرے وہ عقل سے خالی یہ ساکشات لکشی کا شریپ نہیں چاند میں اٹھتا ہے ان میں عہد نہیں۔ سودن کی روشنی دن بھر رہتی ہے مگر ان کے دھرم کا بیج سورج چاند و نو کو غروب کر دینا ہے اسی سے میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کو جنگل کی ٹھڈ کریں کھلا میں بہتر یہی ہے کہ آپ ایسی جگہ قیام فرماویں جہاں ٹانی بھی عمدہ ہو اسائش کے لئے بھی کسی چیز کی کمی نہ ہو اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ پنج وئی سے بہتر دوسرا کوئی مقام ایسا نہیں جہاں کہ ہر طرح کا سہینسا ہو اگر کچھ کھٹکا ہے تو ہر توں کا۔

سری راجندر جی یہ سنکر مسکرائے اور کہا کہ۔

ہمارا ج میں آپ کے لفظ لفظ کا مطلب سمجھ گیا واقعی آپ کا فرمانا بہت درست ہے اپنے پنج وئی کا مقام بہت ہی مناسب تجویز کیا حالانکہ آپ کے آشرم میں رادھ سے راجپسوں کا گزر رہا نہیں تاہم تپسویوں کے لئے پنج وئی ہی آسائش کا مقام ہے +

اگست جی بوسہ یہ بھی آپ کا گھر پہنچ ہی بھی گھر یہ کیا دل میں ہے آنکھوں کے تل میں ہٹے تو بھی کسی کو غدر نہ ہو۔ مگر جو مقام میں نے تجویز کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اپنے بن باس کے آخری زمانے میں کوئی مفید مطلب مقام نہ ملے گا جو جن کا فاصلہ کچھ فاصلہ نہیں پہلے دکن کی طرف جائے پھر پچیم کی طرف چل کے دکن کی طرف مڑے پہلے پراڈیکا پھر گوادوری مندی اس کے آگے پنج وئی آپ ہاں رہیں اور اطمینان رکھیں

کہ میں ہر روز خبر لیا رہا کرونگا یہ نہ بھئیگا کہ آگست رشی بانی جمع خرچ کرتے ہیں اس کی ہر ایک بات میں ایک روبر ہے۔

سری راجندر جی آگست رشی کی پھلودار تقریر کا نفس مطلب سمجھ کر اٹھ کھڑے ہوئے پہنام کیا اور دکن کی طرف سمت غزم کو ایڑ دی +

سرگ ۱۲

سری راجندر جی کی گردہ راج سے

ملاقات - گردہ راج کا شجرہ خاندانی

سری راجندر جی آگے بڑھے تو گردہ راج کو دیکھ کر سمجھے کہ ہونہ ہو کوئی راجپس پر کے بھیس میں ہے انہوں نے تیر و کان سنبھالا اور جا کر پوچھا + تم کون ہو؟ جواب ملا - صاحبزادے میں راجہ سرتھ کا دوست گر جانی ہوں راجپس نہیں راجہ کے رشتہ سے مجھے بھی اپنا بزرگ سمجھو - تیر چلاؤ گے تو تمہاری سعادتمندی میں فرق ہوگا - راجندر جی - اگر یہ بات ہے تو بیشک آپ میرے بزرگ واجب التعظیم ہیں لیکن آپ سے اور راجہ سرتھ سے دوستی کیسی انسان اور پرند سے رشتہ مندی کیا -

گردہ راج - تمہارا کناہت درست لیکن جب تک میں اپنا فخر نہ بیان کرونگا تب تک تمہاری دلچسپی نہ ہوگی +

لہذا سونو - (والیک جی فرماتے ہیں کہ شجرہ جو پڑھے سنے اس کی برکت سے بے اولاد کے گھراولاد ہو سکتی ہے) پر جاپتی سترہ ہیں +

کرٹم - برکت - شش - سنسری - بھوپتری - استھانوں - ترچی - انتری - کرٹو - پرست - انگرا - پرچیتا - پہرہ - رکش - بوسان - ارشت - نیم - کشیپ +

پر جاپتی کی ساٹھ لڑکیاں تھیں جن میں سے تیرہ انہوں نے کشیپ کے ساتھ منسوب کر دیں - ان تیرہ میں سے آٹھ لڑکیاں بڑی معزز تھیں - یعنی اولی - وئی - ولو - کالکا - تانرا - گردہ راج - منو - اٹلا -

کشیپ جی تپشیا میں مشغول رہتے تھے اور یہ شب و روز خدمت میں مشغول رہتی تھیں
جب روز کشیپ جی کمال خدمت گزار سے خوش ہو کر بولے کہ اولاد کی خواہش ہو
تو خود جو بیٹا ہو گا مانتورہ دولت جگر وجود میں آئے گا صاحب اقبال +

ادتی - روتی اور کالک بولیں کہ -
دنیا میں اولاد کی خواہش کسے نہیں - اتان تو انسان حالور بھی آرزو رکھتے
ہیں کہ اولاد ہو -

کشیپ جی خواہش پوری کر دی اور اپنے ادتی سے تینتیس^{۳۳} قسم کی اولاد عالم
ہستی میں موجود ہوئی -

بارہ کلا سورج - آٹھ بسو - گیارہ رور - اور بھوت پشاج -
وہی سے دہیوں کی پیدائش ہوئی - جنہوں نے وہ طاقت پکڑی - کہ وہ
زمین پر اپنے نام کا ڈنکا بجا دیا +

دنوں سے بیگرہ یعنی کنہ کا ظہور ہوا - جن کا منہ تو گھوڑے کا ہوتا ہے اور جسم انسان کا
کا لکڑی سے بیٹے جنی زک اور کال - پاپیوں کو بھی زک میں پہنچاتے ہیں +
نانرا کی پانچ بیٹیاں - کر دجی - بھاسی - سینی - دھرتراشٹری اور سو کی کلاشیں - جن
میں سے کر دجی سے لوک یعنی آلو - بھاسی سے بن جنت یعنی جانوران صحرائی سینی سے
باز اور گدھ پیدا ہوئے جن کی طاقتیں چھپی نہیں - دھرتراشٹری کی اولاد انسان اور چھٹی
چکرا ہوئے - بسو کی بیٹی بنتا تھی -

کشیپ جی کی چھٹی استری کا نام کرودھ لبا تھا اس کے بطن سے یہ دس
لڑکیاں پیدا ہوئیں +

مرگی - مرگ - سندا - ہری - بھدر - سندا - ماتنگی - شار - ودل - سندا - سر بھی
کرودھ کا سر سا -

کرودھ لبا کی نسل میں کچھ - مرگ ہوئے - بھدر - سندا کی لڑکی ایرا دتی تھی -
اس سے ماتنگی کی پیدائش ہوئی - ہری سے شیر سندا - شار - ودل سے شیر ماتنگی سے وریکا
قسم کے مانتیوں نے پیکر مانتی بننا -

سب کے دس بیٹے جن میں جن پر زمین تھی ہوئی ہے - سور بھی کے درمیان ہوئیں

روہنی اور گندھرنی جن میں روہنی کی اولاد میں گنڈے اور گندھرنی کی نسل میں گھوڑے۔ سُرہا اور گنڈے دو قسم کے ناگ پیدا ہوئے +

کشپب جی کی جس استری کا نام منوتھا اس سے جب انسان کی پیدائش ہوئی تھی تو ان کا دل خوش ہو گیا۔ انسان چار قسموں میں منقسم ہوا۔ براہمن چھتری۔ دیشیشودر +

براہمن پریشور کے منہ سے۔ چھتری بازو سے۔ دیش ران سے اور شودر پاؤں سے رو بہ طور ہوئے۔

انلا کشپب کی آکھوئیں استری تھیں۔ ان سے عمدہ عمدہ درخت باغ ہستی کی زینت ہوئے۔ ہتر و ختر سو کی کے دو فرزند تھے۔ گرٹ اور ارن۔ ارن کے دو فرزندوں میں ایک ستیاتی ہے دوسرا میں۔

ایک روز دیوتاؤں اور دیوتوں کی لڑائی میں راجہ سرتھ غش کھا کر گر پڑے میں نے اصران کو سنبھالا ادھر دشمنوں کو شکست فاشی راجہ سرتھ نے میری وفاداری کی فذر کی اور مجھ سے ششہ دوستی قائم کر لیا چنانچہ تم دیکھ لینا کہ میں پنج بھی میں تمہاری حفاظت و نگہبانی کرتا رہوں گا +

سری راجندر جی ساری کیفیت سن کر جابو سے چمٹ گئے جٹیو کی آنکھوں کے بھی آنسو تھکے۔

سری راجندر جی نے فرمایا کہ۔

گو پناجی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لیکن جب آپ ایسے اُن کے دوست موجود ہیں تو غم غلط نہ ہو ممکن نہیں سینا جی کی حفاظت آپ کے ذمے ہے آپ کے حکم کے موافق پنج وٹی کی طرف چلتا ہوں نظر عنایت ہے۔

سُرگ

سری راجندر جی کا پنج وٹی میں قیام

سری راجندر جی پنج وٹی میں پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ ہر لون اور سانپوں کا کچھ شمار

نہیں لکھن جی سے فرمایا کہ ۔
خائن میں اس جگہ رہنے کی ہدایت ہے جہاں پانی لکڑی پھولوں پھولوں کا

آرام ہو۔ تم بتاؤ کہ یہاں کون جگہ پسند ہے ؟
لکھن جی ۔ میں کیا اور میری سمجھ کیا آپ جہاں فرمائیں گے کا انتظام کروں اس

تقریر میں رمز یہ تھا کہ شہنی کچھ اور ہے سینا ہرن کا الزام اُن پر عائد نہ ہو ؟
سری راجندر جی نے ایک بہت محفوظ جگہ پسند کی اور لکھن جی سے فرمایا کہ ۔

دیکھا کیسی حفاظت کی جگہ ہے ہر طرف سبزہ زار پھول پھولوں کی کثرت گوداوری
مذی قریب جٹا بو بھی حفاظت کے لئے موجود ۔ آدمی کا گزر و شوار پس ہیں

قیام کرنا مناسب ہے ؟
لکھن جی فوراً آگے ہاتھ لائے ٹٹیاں کھڑی کر کے مٹی لپی پی پلاس کے

پتوں سے چھت پانی پانی سری راجندر جی کے لئے لکڑی کی بہت خوشنما آرام گاہ بناد
پھر گوداوری میں اُٹھان کر کے پانی پھل پھول اور کندہوں کے بڑے بھائی

بھاؤ بھائی کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ پاؤں دھوئے اور کٹی میں دُلوں افزور کر دیا
جس وقت لکھن جی کی کاریگری دیکھی سری راجندر جی خوش ہو گئے گلے سے لگا کر

بولے کیا انعام دوں ۔
کوئی چیز دنیا میں ایسی نظر نہیں آتی جس سے لگانا ہی کافی ہے ۔

سگ ۱۶

موسم سرما کی آمد ۔ گوداوری کا اُٹھان

برسات گذر گئی سردی پڑنے لگی ، آہن کا سینہ آگیا ۔ سری راجندر سینا جی اور لکھن جی
کے ساتھ گوداوری کے اُٹھان کو گئے راہ میں فرمایا کہ ۔

لکھن جی ! یہ موسم بھی کیسا دل آویز ہے ؟
لکھن جی ۔ بہت بجا یہ فصل سال بھر کا زیور ہے سب ہی روح اس سے فرحت پاتے

میں مگر بانی پینے اور نہانے دھونے کا لطف نہیں بڑھ گئی ہے پالے سے سوچ

نظر نہیں آتا چشموں میں پرندوں کی چہلیں نہیں ہوتیں ریشیوں کو پرسم بہت کھتا ہے
بھرت جی کیونکر تپشیا کرتے زمین پر لیٹے اور سردی میں اشنان کرتے ہو گئے اس میں شک
نہیں کہ آپ سے بھرت جی کو کہیں زیادہ تکلیف ہوتی ہوگی افسوس بھرت ایسے لائق تھے
راجہ سرتھ ایسے دھرتا اور رانی کیکیٹی ایسی سنگدل بیرحم۔

سری راجندر جی نے جب میں رانی کیکیٹی کی مذمت کا لفظ سنا بول اٹھے۔
بس خاموش! اب کبھی میرے سامنے مانا کیکیٹی کی برائی نہ کرنا تم اس وقت پا پی

ہو گئے اس کا علاج یہی ہے کہ بھرت جی کا تصور کرو ان کا نام ڈو کیکیٹی مانا کا کچھ
تصور نہیں ہر ہمیشہ یاد رکھتی ہیں سارا کیا دھرا دیوتاؤں کا ہے جنہوں نے ان کی
عقل میں فتور ڈال دیا۔

آسا فرار پیدہ انہوں نے پھر دشمن اور جاہلی جی نے اشنان کے دیوتاؤں اور
پتروں کی پوجا کر کے سورج کو ڈنڈوت کی پوجا

سرگ ۱۷

سپ نکھا کی آمد۔ سری راجندر جی سے گفتگو

سری راجندر جی گو داوری اشنان سے فارغ ہو کر گئی میں رونق افروز ہو گئے جاہلی جی
بھی پاس بیٹھ گئیں اور دشمن جی نے دروازے پر قیام کیا دھرم کی باتیں ہو رہیں تھیں۔
کہ رادن کی بہن چپ نکھا پہنچی۔ سری راجندر جی کے جمال جہاں فیروز پر نظر پڑی تو
ہاتھوں سے کچھ تھام لیا۔ ہنک سکا پر قربان ہو گئی۔ سادہ رک سے واقف تھی صورت
پہچان گئی کہ کوئی تپسوی نہیں کہیں کے راجہ ہیں۔

کہاں سری راجندر جی اور کہاں سپ نکھا یہ سورج تھے وہ سپنچر۔ آسمان زمین دن
اور رات کا فرق ان کے بال کالے کالے اسکی زلفیں سرخی مائل یہ شیریں زبان
وہ ترش گفتار یہ دھرم کی مجسم تصویر وہ دھرم کا جامہ یہ شاستر کے پابند وہ شاستر کے
مخالف۔ ان کا سر پہ سوہنی وہ کالی کالی سپ نکھا فرشتہ تو ہو گئی مگر یہ نہ سوچی کہ
خدا کو آفتاب سے کیا نسبت مگر ہوائے نفسانی نے عقل کی آنکھوں پر پردہ ڈال دئے

اکھلائی مٹائی سلتے آئی اور بڑے ناز و محبت سے پوچھا۔

کون ہو کہاں سے آنا ہوا۔ تپسویوں کا بھیس بنانے کی عرض *

سری راجندر جی۔ راجندر نام ہے دسرفہ کے بیٹے ہیں اچودھیا سے یہاں آگئے
والدین حکم کی تعمیل منظور تھی لیچھین ہمارے چھوٹے بھائی ہیں اور یہ سینا جی ہماری
استری تم کون ہو یہاں کہاں آئیں چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اچھس کی اولاد
ہو۔ رگ رگ سے شرارت برستی ہے۔

سرب تکھا۔ راؤن ایسے پرتابی راجہ کی بہن ہوں کبھ کر ن میر بھائی کو سوتا پڑا ہے مگر طاقت
وہ ہے کہ اُدھڑٹھا اور زمین پر بھونچال اُگیا ایک بھائی بھبھیکن جی ہیں جو راجھس کی اولاد کو
ایسے ہر ناما میں کہ بھی ایشور کی یاد نہیں بھولتے کھڑو کھن اس جنگل کے راجہ بھی میر بھائی ہیں
اور میرا نام سرب تکھا ہے غرض مجھ طاقت میں اپنا نظیر نہیں کھتی ارادہ تو یہ تھا کہ تمہیں کھا
جاؤں لیکن جن جمال پر ترس اُگیا آجکے میری نظر سے ایسی ہی صورت گزری تو مٹا اور
گنہ گنہ بتم پر قصہ حق میں تم میری صورت شکل پر جاؤ مجھ میں قدرت ہے کہ صبری صورت چاہو
وہی شکل سامنے کروں کیا سینا کو ساتھ لئے پھرتے ہو یہ اپنی بیڑنا ہوتی تو جھگڑوں گی میں منظور
کرتی اگر دنیا میں تمہارے لائق کوئی ہے تو صرف میں صورت دیکھ لو زیادہ سمجھ خراشی بریکار
میں انجی لیچھین اور جاگتی کی ہڈیاں چبائے جاتی ہوں ان کو دُور کرو پھر بس ہم تم دو تو
مڑے سے پہاڑوں پر ٹنڈگی کا عطف اٹھائیں۔

جاگتی جی یہ باتیں سن رہی تھیں ان کا کیچہ کانپ اٹھا بدن میں تھڑ تھڑی پر
گئی سری راجندر راجی بولے۔

آپ کیوں کانپ رہی ہو اچودھیا میں کتنا منع کیا۔ مگر تم نے نہ مانا جیسا کیا یا
بھگتو۔ یہ فرما کر ہنسے اور انہوں نے سب تکھا کو ہنسی میں اڑانا شروع کیا۔

سرگ ۱۸

سرب تکھا کی ناک پر تلوار کا دار

سری راجندر جی اُس کی نقل پر ہنستے تھے کہ اپنی صورت پر کتنی مغرور ہے خواہشات

نفسانی کے غلبے نے عنان ضبط ہاتھ سے چھین لی اسی سے ایسی سمجھ پر پھڑپھڑ گئے۔ کہ اظہار خواہش کرنے میں ذرا جھجک نہیں انہوں نے ہنس کر فرمایا کہ

سرب نکمھا کیا کہوں میری تو شادی ہو چکی ہے جاگتی جی موجود ہیں میں تمہاری تابان لوں تو سوتیا ڈاہ سے تمہارے اور سینا جی کے ناک میں دم ہے اگر تمہیں شادی کی خواہش ہے تو لکھن جی سے کہو وہ اس وقت نہنگ میں آج تک عورت کا منہ بھی نہیں دیکھا ان کو تمہارا حسن و جمال پسند آجائے تو کیا عجوب کہ شادی سے انکار نہ کریں۔ سب نکمھا خوشی خوشی لکھن جی کے سامنے کھڑی ہو گئی اور بولی۔

دیکھا گیا موہنی صورت پیاری پیاری صورت ہے آؤ گلے سے لگا لوں کیا یاد کر دے کہ کسی ماہوش کا تم پر دل آیا تھا۔

لکھن جی۔ آہ کیا چہرہ صدمہ ہے چاند سورج ایڑی چوٹی پر قربان ہوئے جاتے ہیں دیوتاؤں کی رال ٹپکی پڑتی ہے مگر افسوس کہ میں خوبصورت ہون کوئی راہ ہمارے سری رانچند راجی کے ہوتے ان کے ایک غلام پر تمہاری یہ دہرائی۔ جاگتی جی کو تم چاہے خوش و سمجھو مگر وہ تمہارے پاؤں کی دھون بھی نہیں سری رانچند راجی کو اچھی طرح ناز و کرشمہ دکھاؤ تو وہ سینا جی کی طرف نظر بھی نہ اٹھائیں بس تمہیں تم ہو جاؤ۔ سری رانچند راجی تمہاری میں مجبور ان کے ہوتے میں تمہارے ساتھ شادی نہیں کر سکتا تم انہیں کے پاس جاؤ وہ تمہاری صورت پر کچھ جلیٹے۔

سب نکمھا کو ہونٹیں بے قابو کئے ہوئے تھیں۔ وہ خنجرے تے بگھارتی ہوئی پھر سری رانچند راجی کے پاس گئی اور کہا۔

تمہیں سینا کے خاوند کہلاتے شرم نہیں آتی نہ جانتے ہیں ایسی بھونڈی صورت کیسے دیکھی جاتی ہے مجھ کو تم پر رحم آتا ہے کہ ایسی عورت کے ساتھ زندگی خراب کر رہے ہو اچھا لو میں ابھی سینا کو ہڑپ کئے جاتی ہوں جب یہ نہ رہیگی۔ تو سوت کا جھگڑا بکھیرا کہاں۔

یہ کہتے ہی منہ پھیرا کہ کونہ سے کی طرح لپکی۔ سینا جی ہم گئیں خوف کے مار منہ سے چیخ نکل گئی۔

سری رانچند راجی نے ڈانٹ کر کہا۔ خبردار بس اگت لکھن جی سے بولے۔

ویسے لیا بیچ ذات سے ہنسی مذاق کا نتیجہ۔ اچھڑا اس کے تاک اور کان اڑا دو۔ خود
بہنی کی سزا لازمی ہے۔

پچھن تنوار بیکرے دوڑے اور پیچھے ہی ناک کان پر ہاتھ صاف کر دیا۔
سب نکمہ خون سے نہا گئی۔ معلوم ہونا تھا کہ پیٹھ سے گہر کی دھار بارہی ہے وہی
پیشتی۔ چھتی چلاتی وہاں سے بھاگی اور کھر دو کھن کے آگے سر دے مارا۔

سرگ ۱۹

سب نکمہ کی اپنے بھائی کھر سے فریاد۔ اس کی چڑھائی

کھر نے جو میں اپنی بہن کو ہولناں دیکھا دوڑ کر زمین سے سر اٹھایا اور بولا کہ
اے یہ خون ہی خون کیسا۔ سارے کپڑے لہو میں لت پت ہیں کس کجبت کے ہاتھوں سے
کر ظالم نے کہنے بھر کی ناک کاٹ ڈالی۔ اے بہن بناؤ تو کیا بڑا کس کی موت پھر پڑائی
جس نے سانپ کے منہ میں انگلی ہے کیا اسے راؤن کا نام نہیں سنا کیا کبھ کر ان کی طاقتوں
سے اے خرنہیں۔ کھر کھن کی چھاتی پر کودوں لے کس کا پتہ ہے تر لڑکے جیتے جی کس میں
دم لویہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ جہاز سے سنا ہوا گیا یا کال سے نہ کس کی بھال تھی کہ سر پ
نکھائی طرف ٹیڑھی نگاہ سے بھی دیکھ سکتا میری بہن گو عورت ہے مگر اس کے سلسلے بڑے
بڑے بہادروں کی حقیقت نہیں یوں ناگنہرب پناہ مانگتے ہیں آدم تو نرم کہا جاوے میں
نہیں سمجھتا کہ آخر تم ایجاد کوں ہے اندر ایسے زبردست ہزار آنکھوں سے دیکھنے والے
اُن کی تو ہم لوگوں کے نام سے جان نکلتی ہے اندر پاک لیت سے ہار کر کان پکڑ لے
کہ اب رطیں تو گنہگار۔ ان کی طرف سے تو اطمینان ہے ہے برہما ان کو تپشیا سے
فرست کہاں ہے بن جی سیس بھیا پر پڑے خڑے لیا کرتے ہیں ان کی بھی آنکھ کھلتی ہے اور
انہیں غرن ہی کیا تھی چھیر ساگر سے یہاں شمنی مول لینے آئے ہے مہادیو جی وہم سب سے
اخر مہادیو ہیں انہیں نے راؤن کو بردان دیا ہے پھر سمجھ میں نہیں تاکہ اور کون سا مہادیو
دنیا میں پیدا ہو گیا کیا اُسے ہمارے تیزوں کی طاقتیں معلوم نہیں جس طرح ہنسیانی
میں سے دودھ پی لیتا ہے اسی طرح ہمارا بان شمنوں کا خون چوس لیتے ہیں۔ کھر

نے اپنی بہن کو گھٹے سے لگا کر کہا۔

پیارے! آنسو پونچھو کچھ دل کی تو کہو۔ کیا گوری۔

سب نکھار دیتی ہوئی بولی۔ ہاے بھائی رام لچھمن نے مار ڈالا یہ دونوں دوسرے کے نوجوان بیٹے میں صورت شکل بہت اچھی۔ ڈیل ڈول بھی رست وہ اپنی ذات سے کچھ بڑے نہیں مگر ان کے ساتھ جو عورت ہے اسے آنت کا پر کا لایا ہی سمجھنا نام جا کی ہے مگر اس سے کسی کی جان کی خیر نہیں صورت شکل کا کیا کتنا چننے آفتاب چننے بٹا ب ٹور کے سپنے میں ٹوہلی ناز و نعم میں پئی پسرا میں دیکھیں تو ہر مائیں کندوں کی نظر پڑے تو گردن نہ اٹھائیں خاوند تپسوی یہ ٹوہلیوں سنگار سے آراستہ سار البسائی نے بویا۔ ہائے بھائی اسی نے سارے کنبے کی ناک کٹوالی اب تم کان میں تیل ڈال لو گے تو یہ لوگ ناکوں چپے چوڑا اگر ناک کھنا منظور ہے تو اٹھو رام لچھمن کو مارو اور بیتا کے جھوٹے پکا کر بہاں گھسیٹ لاؤ ریس اسی پر فیصلہ ہے نہیں تو میرے بچے کی پتن جیتے جی نہ بچھگی۔ کھریہ سنگراگ ہو گیا ایش نے فوراً ہی چودہ ہزار راچھس بلائے حکم دیا کہ۔ جا بیٹ رام لچھمن کو خاک پر سلا بیٹ اور بیتا کو پکاڑ لا بیٹ۔ حکم کی دیر تھی فوج لیس ہو گئی۔ تواریں چکنے لگیں تیر تیر کش بندھ گئے سر پہ نکھا آگے آگے چلی تیجھے تیجھے لشکر۔

سرگ ۲۰

سری راجندر جی کے ہاتھ سے کھری کی چودہ ہزار فوج کا قتل

کھری کی فوج لینا لیتا پکڑنا پکڑنا کہتی ہوئی آگے بڑھی تو سر پہ نکھانے انگلی سے بتایا کہ وہ دیکھو راجندر ہیں۔ وہ لچھمن۔ اور وہ بیتا۔ راجندر جی نے سب نکھا کو پہچانا تو لچھمن جی سے بولے۔

لو وہ دشمن سر پر آگئے ذرا دیر کے لئے جانکی جی کو کسی گوشے میں چھپا لو۔ پھر میں انٹ لوں گا۔

لچھمن جی پہلے تو اس حکم پر متعجب ہوئے مگر پھر سوچتے سوچتے سمجھے کہ اس میں بھی مڑ

ہے جا کی جی ہاشمی میں انہیں نے بڑاں دیکر راجپسوں کو طاقتیں عطا کی ہیں ممکن ہے کہ ان سے بڑائیوں کو آنکھوں کے سامنے مرنے نہ دیکھا جائے اسلئے وہ خاموشی سے سینا جی کو لئے ہوئے ایک طرف چلے گئے اور یہاں سری راجندر جی اور لشکر مخفی لہے سے سینا جی کو لئے ہوئے تیر چپے پر چڑھا کر لہے۔

سانا جی سری راجندر جی تیر چپے پر چڑھا کر لہے۔
دشمنوں! اکیلے نہ بھٹا ایک ایک تیر نہ راز نہ راز پر بھاری ہو گا مجھے شاستر کا خیال ہے اس لئے سمجھئے دنیا ہوں کہ چپ چیلے گھر چلے جاؤ۔ جان جان کا معاملہ ہے پھر روتے نہ بن پڑ گئی۔ میں نے اپنی طرف سے سمجھا دیا اب تم جاؤ اور تمہارا کام۔
خدا اہل دشمن۔ آپ فہمائش گھر ہے میں کئے ہم لوگ ایسے جھانسون میں آئیو
نہیں تم اکیلے ہو جان کی امان چاہتے ہو۔ تو سینا کو سب بکھلے کے قدموں پر گر کر دو وہ بخش دے تو ہم لڑائی سے مست ہواور ور نہ یہی ڈنڈ ترسول ہو گئے اور یہی نتیجہ وزیر اور
تمہاری بوٹی بوٹی۔

سری راجندر جی کو اس گستاخانہ تقریر پر سخت غصہ آیا انہوں نے فرمایا کہ
بس! چپ! انہیں تو ایک تیر میں فیصلہ کر دوں گا۔
راجپس مغرور تھے ہی۔ ان پر غصہ کی اشتعالک ہم انہار فوج کا زعم سب کے سب
یکبارگی سری راجندر جی پر لڑ پڑے دشمنوں کا نرغہ دیکھ کر راجندر جی نے تیروں کی
بارش شروع کی تو ہزار ہا راجندر دشمنوں کو نظر آنے لگے اور تیروں سے ایک ایک
کو چھینا شروع کر دیا دیکھتے دیکھتے ۴ ہزار کے ۴ ہزار زمین پر کچھ گئے اور سب
بکھار دی پٹیٹی بال نوچتی ہوئی کھر کے پاس دوڑی گئی۔

سرگ ۲۱

سب بکھا کی کھر سے دوبارہ گریہ وزاری اور طعنہ زنی

سب بکھا جین قنٹ چٹ قدموں پر گر پڑی کھر پوچھنے لگا۔

کیوں کیوں خیر تو ہے ۴ ہزار فوج سر کٹولے کے لئے ساتھ کر دی۔ اب اور
کیا چاہتی ہو میرے بہادر راجپس میرے وفادار منتخب وزیر ہیں وہ چاہیں تو دنیا کو

ہلا دیں لاکھ دو لاکھ فوج بھی ان کے سامنے کچھ چیر نہیں پھر راجندر کی کہاں کہاں حقیقت
 ڈرامہ لوانی فوج کی خبر سن لینا سینکڑوں کے جھوٹے بھی کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہونگے۔
 سب تکھا منہ پیٹ پیٹ کر رہنے لگی کہ ہائے بھائی کیا خواب دیکھتے ہو چودہ ہزار
 جان اب کہاں ترسول۔ گدہ گدہ تیر ترکش سب لڑے پھوٹے پڑے ہیں راجندر کے
 بالوں نے ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑا میں سمجھ گئی کہ طاقت و شجاعت راجندر کی ذات پر
 ختم ہے ان کو کوئی زہر کرنے والا نہیں اگر ہوں تو تم ہو میں نے چودہ ہزار کا خون اپنے سر
 بھر لیا یا خوف ہے کہ اندھے اچالے تمہاری باقی ماندہ فوج چٹنی نہ ہو جائے تم
 میرے حق سے ادھر فرض سے سبکدوش ہیں اب کچھ نہ کہو گئی مگر جن ۱۲ ہزار راہبوں
 نے تمہاری فاداری کے نشہ میں چرہ ہو کر تم پر جانیں لقمہ کر دیں ان کو تم نے کیا
 انعام بالیں ہی کہ گوشت سیار گینڈا رکھائیں نمک مال جان مارا دونا دار کی سہ فرشتوں
 کا یہ صلہ نہیں بس چپ ہو کے بیٹھ رہے تمہارا فرض ہے کہ ان کی داد دو۔ اب ان کی
 جانفشانوں کا انعام یہی ہے کہ راجندر کو مار کے میرا کلیجہ ٹھنڈا کر دو اگر راجندر کو نہ مارا
 تو مجھے جیتا نہ پاؤ گے میں سر بھوڑا بھوڑا کر جان دیدہ رنگی معام ہوتا ہے کہ تم راجندر کے
 ڈر گئے تمہاری سامنے جلتے بوٹی بوٹی لڑتی ہے اب تم نے کبھی جھجھکا کر اپنے
 کو سمجھ لیا کیا ہم ایسے ہیں ہم ویسے مگر اب کڑے سے سامنا ہے اسی سے جی چر لے بیٹھے
 ہو بہت نہیں پڑتی کہ توار تو لو۔ اگر یہی بات ہے تو تم تینوں بھائی بیباں سے
 کہیں کھسک جاؤ۔ میں تم سب کے آس ہو کر رادن کے پاس جاتی ہوں تم لوگ
 ڈر گئے۔ میرا دل لٹ گیا۔ اب نکالیں جائے بغیر دل میں جیتی ہوئی پھانسی نہ
 نکلیگی یہ کہہ کر سب نکھاروتی پٹ سے زمین پر گر پڑی اور نہ گئی کہ ہائے خاندان
 کی ناک کہنے والا کوئی نہ رہا۔

سرگ ۲۲

کھروکھن کی سری راجندر کے منہ لپے
 میں جنگ آزادی کے لئے تیاری
 سب تکھا کی تشریف نشتر کا کام کر گئی کھر کو نہایت ہی طیش آیا بولا کہ۔

تمہاری ناک کیا کاٹ لی تم سمجھ گئیں کہ راجندر بڑے شہ زور میں کہ افسوس تمہاری ایسی عقل باری گئی کہ تم لوگوں کو نظری نہیں لاتی مجھے ایک تو تمہاری طرف سے کوئی بھی اس پر چودہ ہزار جان نثاروں کی سفارت کا غم اس طرح یہ کہ تم ہی غم پر تک مرچ چھڑکتی ہو بھلا بتاؤ تو آدمی کی کیا مجال ہے کہ ہمارے سامنے موجدوں کو ہاتھ لگا سکے۔
رام لکشمی ایک بھونک میں اڑتے پھریکے سایہ پڑ جائے تو پس کے وہ جائیں تم اطمینان رکھو میں دونوں بھائیوں کو ابھی خاک خون میں لٹاتا ہوں مجھے اس وقت خوشی ہوگی جب تم ان کا خون پی پی کر چٹکائے بھرو۔

کھر کی تقریب نے سب ہنکھا کی مردہ لمبیدوں میں جان ڈال دی۔ اس نے دل میں کہا بہت بڑی چیز ہے جہاں ل شیر بڑا پھر کیا ہے بولی کہ۔
بھائی تم راجھسوں کے سرتاج شہ زوروں کے سرغنہ جا ہو تو ہالیہ کو ریل دو بیر کر دیکھ دو تمہارے سامنے راجندر چیز ہی کیا ہے تم جا ہو تو پھر کی طرح مہل کے رکھو ہاں صرف بہت در کا ہے۔

کھر کچھ تو مذمت کچھ جوش غضب اور کچھ بڑھاپے سے موجدوں پر ناؤ دینے کے لئے مجبور ہوا۔ اس کی آنکھیں سرخ سرخ ہو گئیں چہرہ تہمتا اٹھا۔ دوکھن سے بولا۔
تم سپہ سالار لشکر ہو تم کو سب دوکھن کہتے ہیں مگر میں بہادری کا بھوکھن (زبور) بنانا چاہتا ہوں میری طاقتیں تم جیسے چھپی نہیں آج تک ہزاروں معرکے ہوئے مگر سب ثالث حسین بول گئے۔ کون ہے جس کی فوج سے کو نہ دلی میری ہزار فوج منتخب نہ تھی دیوتا یہ اس کے رعب سے تھرتے تھے نہ جلنے کیا پھر پڑ گیا کہ سب میدان جنگ میں کام آئے جو ہادر لاکھوں کے دل میں نام کرائے تھے۔ اُن کو راجندر کے یزوں نے خاک پھیلا کر

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا معاملہ ہے۔ خیر اب میں چلتا ہوں۔ تم جلدی سے آؤ۔
کھر کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی رتھ بھی تیار ہو گیا ہتھیار بھی ڈھیر کر دیے گئے۔
لشکر جابھی صف بستہ ہو گیا۔ گوشت نثار بے ہودہ و گزک چھکڑوں پر لہ گئے۔ اور سواری بڑھی۔ کھر اپنا رتھ دیکھ کر تنال ہوا جاتا تھا۔ دل میں کہتا تھا کہ آہ کس شان کا رتھ ہے۔ اندر بھی اس وقت اُس کے جلوں شاہی اور شوکت عالم پناہی کو دیکھ دیکھ کر دل میں کہتے جاتے ہوئے۔ آگے آگے کھر چلا آتے تھے پیچھے دوکھن

دونوں نشہ زعم میں چورادر شراب غرور سے مخمور تھے جو ہیں علم لشکر کے بڑھا فوجی باجوں کی آواز نقیبوں کے کڑکے اور اہل فوج کے شور و غل سے زمین آسمان گونج اٹھے۔ کھر چنے کو تو بڑے جوش سے چلا رتھ بڑھا تو بڑی تیزی سے مگر جوں جوں آگے بڑھتا تھا تیوں خون خشک ہو رہا تھا اس لئے اس نے آہستہ آہستہ دی اختیار کی رتھ کے گھوڑے پھونک پھونک کر قدم رکھنے لگے۔ کھر بڑھا چلا جاتا تھا تو کچھ بدشگونی نہ ہوتی مگر اس کا دل اوجھا ہو رہا تھا اس نے خود ہی بدشگونیوں کے اپنے لئے موت کا سامن کر لیا۔ شاستر کا قول ہے کہ

جہاں لڑائی کے موقع پر دل میں ہراس ہو اد ہاں فتح بھی شکست سے تبدیل ہو جاتی ہے اس کے علاوہ ایسے موقع پر دوڑتے ہوئے کی لگام کھینچنا گھوڑوں کا ذاموش رہنا رتھ کے پہیوں سے گھر گھڑا ہٹ کی آواز پیدا ہونا وہ بدشگونیوں کا تھیں جن سے خود کھر کو ذہن نشین ہو گیا کہ آثار اچھے نہیں کھر کی آواز اس قدر بلند تھی کہ گدھے کا رینگنا مات تھا مگر اس وقت وہ بات نہ رہی تھی اس کی آواز بیچہ گئی اور معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خرگوش بول رہا ہے کھر کی جان ستر کو کھٹوں میں جھپتی تھی مگر موت کی تحریک سے دل کٹا تھا کہ ہاں ہاں بڑھے چلو۔

سرگ ۲۳

کھر و کھن کی سری اپنڈرجی مقابلے میں وانی

جب وقت دو کھن کی فوج نے کوچ کیا بدشگونیوں کے اچھپوں کی عقل دنگ ہو گئی گدھے رینگنے لگے۔ آکاش سے خون کی بارش ہوئی رتھوں کے گھوڑے ناخن لینے لگے آسمان سے جو خون زمین پر گر آیا وہ معلوم ہونا تھا کہ سورج قریب آ گیا گدھے پر سٹ لایا ہے رتھ کی صحا میں جھکی جاتی تھیں۔ بہرن الگ جھختے تھے پرندوں کی آواز بدلی ہوئی تھی۔ سیاروں کی بولی ڈراؤنی تھی گوشت خوار جانور دل نے شور مچانا شروع کیا معلوم ہونا تھا کہ خوش خوش کسی دعوت میں جا رہے ہیں۔ پرندار جانوروں سے آکاش چھپ گیا سورج کی روشنی ماند پڑ گئی یہی نہیں بلکہ نزاردن قسم کی بدشگونیوں نے

ظاہر کر دیا کہ آج راجھسوں کی خیر عاقبت نہیں ان کو نائے نظر آئیں سبے ابر آفتاب
کی روشنی نثار ہو چلے بی عجیب بات نہ تھی تو کیا جس طرف سے فوج گزری درختوں کے
پتے بے آندھی بے پانی اڑے گرنے لگے پھل پھول سب ٹوٹ گئے درختوں کی صورت سے
معلوم ہونا تھا کہ بالکل نکلے ماور زاد ہیں ہوا کے جھکے چل رہے تھے بجلی آنکھوں میں
چکا چوند پیدا کرتی تھی۔ زمین پر بھونچال کی سی کیفیت دکھ دو کھن کے بائیں بازو پکھڑا
رہے تھے بائیں آنکھ سے پانی گر رہا تھا یوں نامعلوم کتنی بدستگونیوں رہی تھیں مگر پھر
بھی کھر کو اپنے زعم میں کچھ نہ سمجھائی دیتا تھا اس پر غرور کا برا مہبوت سوار تھا آنکھوں
پر خود سری نے بچی باندھ دی تھی۔ تنہا۔ اگر تا موجھوں پر ناؤ دیتا ہوا بولا۔

بہادر و جلاہت نہ مارو۔ میدان مارو رام کی حقیقت ہی کیا ہے تم اندر کو جیتے دالے
ہو۔ بدستگونیوں لاکھ ہوں کچھ پڑا۔ نہ کرنا رام کو میں اکیلا مار سکتا ہوں تم میں سے ایک
شخص اسکی گردن توڑ سکتا ہے اور پھر جب میں بھی موجود ہوں بھائی دکھن بھی فوج لے
ہوئے تھامے ساتھ میں تو ڈہری کیا۔ ایک تیر کا فی ہو گائیں دھما ہوں تم برائی دیکھنا
کس طرح سینا کو اڑائے لاتا ہوں۔ آکاش بدستگونیوں کر رہے ہیں اس وقت اس
لئے طرح دیتا ہوں کہ رام کو زیر کرنا ہے ورنہ مائے تیروں کے یاروں کو زمین پر
گرا دیتا۔

کھر کے اس کڑکے پر فوج لیے ڈیگت کھتی ہوئی آگے بڑھی نکلتا کادل انھوں
بڑھ گیا جنگل کے تپسوی اچھسوں کے جوش و خروش کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے ان پر
بھی میر جنگ کی دھن سوار ہوئی دیوتا اور گندھرب بھی دڑ پڑے کہ دیکھیں اونٹ کس
بل بیٹھتے آئیے راجندر جی کیونکر اس فوج عظیم سے مقابلہ کرتے ہیں ہر ایک کی
زبان پر دعا تھی کہ سری راجندر جی کی فتح ہو جو تھا وہ بھی چاہتا تھا کہ راجھسوں کا
قلع قلع ہو رشی ہرشی دور سے دیکھ رہے تھے دیوتاؤں کا ہاتھوں پر جلوہ تھا کھر کی
فوج تشہ عذر میں مست شراب نخوت میں چور۔ راجندر جی کی طرف بڑھی جن میں
بارہ سپہ سالار وہ تھے جن کے نام سے دنیا کا بنی تھی ان کے نام یہ ہیں۔ سینہن کام۔
پرکھوشتا۔ جگیشتر۔ بھگت۔ درجے پیراکش۔ دھرب۔ کال۔ کاتک۔ میگھ
مالی۔ ہمانالی۔ براسن۔ دھراسن۔

کھر کے سپہ سالاروں کے علاوہ دو کھن کی فوج میں بھی ہاکیال استھولا بش پر ہاتھ رترار
ایسے ایسے بہادر تھے کہ اندر کی بھی ان کے ڈر سے روح لرزتی تھی کھر کے جلوہ میں کوہ
بار شہیر تھے اور یہ چاروں دو کھن کے دائیں بائیں

سرگ ۲۲

کھر دو کھن کی سری راجندر جی کے مقابلے میں آمد

جو ہیں کھر دو کھن کی فوج دُور سے نظر آئی سری راجندر جی کی آنکھوں میں خون اُتر آیا
لکھن جی آگے آئے تھے ان سے بولے کہ دیکھنا یہی راجپش شیوں کو تنگ کرتے منیشروں
کو ساتے ہیں دیکھنا کیسے کیسے موٹے ہاتھ پاؤں ہیں مگرموت سب کے سر پر وار ہے تم جانی جی
کو گفائیں چھپا دو۔ میں ایک ایک سے منٹ لونگا تم بھی اکیلے سب کو خون میں نہا سکتے ہو۔
مگر میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے ہی بالوں کی پیاس بجھاؤں فتح کی سب علامتیں پیش نظر
ہیں دشمنوں کی طرف بد شکوینیاں ہی بد شکوینیاں ہو رہی ہیں لکھن جی ادھر سینا جی کو لے
گئے ادھر سری راجندر جی نے زرہ بکتر زیب تن کیا اور تیر و کمان لے ہوئے ٹپنے لگے۔
دراویریں راجپش سامنے آگئے ان کے شور و غل سے زمین و آسمان گونج گئے لیکن
ہری راجندر جی کے تمنائے ہوئے چہرے پر کسی کی نظر نہ پھرتی تھی۔

سرگ ۲۵

کھر دو کھن اور سری راجندر جی سے مقابلہ

راجپش آنے ہی شیر ہو گئے سب نے سری راجندر جی کو گھیر لیا جو تھا خون کا پیاسا
جان کا گاہک رتیر۔ تنگ۔ تلوار۔ مگدر۔ موصل وغیرہ ہزاروں قسم کے ہتھیار چلنے لگے بارہ
سپہ سالاروں نے اپنی اپنی فوج سے راجندر جی کو گھیر لیا تھا مگر راجندر جی کے بان ایسے فزیز
تھے کہ راجپش تہی بول گئے۔ سری راجندر جی نے اس لڑائی میں تین قسم کے بان استعمال کئے
تاک بان یعنی وہ تیر جن کی کاشی نوہ کی تھی۔ دوسرے تار اکش بان جو بالکل آہنی

تھے۔ تیسرے بکری جن سے دوزخ لگے تھے اور چم سے لگاؤ تیسرا زخم اور بھی گرا ہوتا تھا۔
 ان بالوں سے راجھس گھراٹھے اُن کا جو تیرا آتا تھا وہ پھول کی پکھڑی ہو جاتا تھا۔ مگر سری
 راجھندرجی کے باں اگر جان بھی چھوڑتے تھے تو راجھسوں کو پھلک پھلک کر جان دینے میں
 مجبور کرتے تھے۔ دیوتا لوگ اکاش پر جمع تھے اُن کو ڈرتھا کہ کہیں سری راجھندرجی پر آج نہ
 آئے لیکن سری راجھندرجی کے بالوں نے صفایا بول دیا بڑے بڑے سویر خاک پر لوٹ گئے
 فیل نشینوں شہسواروں اور تھما ہاتھی گھوڑوں سے زمین پر مردوں کا ڈھیر لگ گیا جس اتھی
 کو تیر چھو گیا اس نے پھر سانس نہ لی راجھسوں نے دحقوں۔ پتھروں اور ہتھیاروں سے
 لاکھوں وار کئے مگر ایک پیش نہ گئی ہزاروں سر سے پڑے تھے زخمیوں کو ٹرپ ٹرپ کر دم توڑنے
 کے سوا اور کچھ کام نہ تھا۔ جب خون کی ندی بہ گئی لاشوں کے بوجھ سے زمین بنے گئی تب راجھس
 کی آنکھیں کھلیں سمجھ گئے خیریت نہیں کچھ بھاگے کچھ جان چرانے لگے جن کے دماغ میں خود سری
 کی بو تھی وہ تنے پہ مگر دل ہی دل میں جانتے تھے کہ موت سے مفر نہیں علم شکر ٹوٹ گئے
 چترا و چنورا ہاتھوں میں نہ دکھائی دئے۔

سرگ ۲۶

دو کھن کا قتل۔ کھر کی یورش

دو کھن نے پانچ ہزار برادران کو بیکر سری راجھندرجی پر بھاڑا کیا۔ تیر برسنے لگے۔
 درختوں اور پتھروں کی مار شروع ہوئی مگر سری راجھندرجی نے تیر مار کر سب کو بوکھلا دیا تین
 چار تیر ایسے سر کئے دو کھن کا سر دوڑ جا پڑا لیکن مادیوجی کا بڑا ان غما۔ سر بھر گردن پر جم گیا اور
 خونخوار رٹائی شروع ہوئی دو کھن ایدھر اُدھر گرجنا پھرتا تھا شیر دل بہادر مختلف قسم کے ہتھیاروں
 سے دار کر رہے تھے مگر راجھندرجی کا روباں میلانہ ہوتا تھا دو کھن کے رتھ کے گھوڑے
 مر گئے دھنش ٹوٹ گیا خود بھی پھر زمین پر گر پڑا لیکن ہوش آتے ہی جوش غضب میں ایک بڑا
 بھاری رخت لیکر چھپٹا سری راجھندرجی نے دور ہی سے نشانہ لگا با تو رخت کیا باز بھی ندارد
 اس سے دو کھن کے حواس جلتے رہے غشی طاری ہو گئی اور دیوتا خوش ہو گئے کہ بڑے کافر
 کو مار لیا دو کھن کے گرتے ہی ہا کپال استھلا لکیش اور پیرا تھ تریسول پر گئیہ وغیرہ۔

سینکڑوں قسم کے ہتھیار لے کر گرد ہو گئے۔ مگر سری راجندر جی نے سب کے سر راڈے۔
پانچزار میں سے کوئی نہ بچا۔ جس کے چیتے تیز ہوتے۔

کھر کی اب آنکھیں کھلیں دل میں سوچا کہ یہ انسان کا کام نہیں ضرور سری راجندر جی
میں کوئی ڈھبھی طاقت ہے پانچزار فوج کا دم بھر میں مرنا کچھ معمولی نہ تھا سارے لشکر میں دنا
پہنٹا پڑ گیا دو کھن نے آٹا دیلا سنی تو خور دم لکل گیا پھر ساتھی آئی اور کھر جو شغضب میں
اپنے لشکر جہاز کو لے ہوئے آگے بڑھا دیو ناؤگ تماشا ٹی تھے سری راجندر جی کو منظور تھا کہ
قدمت دکھائیں بس جیسے ہی کھر نے حملہ کیا ہزاروں راجندر جی فوج مخالف کے مقابل ہو گئے
غنیوں کے بنائے کچھ نہ بنی سری راجندر جی نے فوج سے زمین سرخ کر دی عقولوں کی توڑ
کا شمار نہ تھا۔ کشتوں کے پتے بندھ گئے کچھ صرف کھر۔ ترسرا اور دھما کپال جن میں سے
کھر جو شغضب میں آنکھیں لال پئی کئے ہوئے ہتھیلی پر جان لیکر دل کڑا کر کے سری
راجندر جی کے سامنے پہنچا۔

سرگ ۲۷

ترسرا کا قتل

دو کھن کی موت سے ترسرا کا فوج ادٹ گیا کھر سے بولا کہ آتا اب نہیں یا مردنگا یا راجندر
کو مار دو لگا اگر میں مارا گیا تو سمجھ لینا کہ تمہاری بھی ہی گت ہوگی اگر میں نے راجندر کو مار لیا
تو تم سب کو مفر ہے اچھائیں جاتا ہوں تم بھی ہوشیار رہنا ترسرا کے تین سر تھے اس کی طاقت
پر اچھوں کو مارا تھا چودہ ہزار اچھوں کی طاقت کے زعم میں ترسرا سری راجندر جی کے
مقابل بٹھا۔ لڑائی چھڑی۔ سری راجندر جی پر ہر طرف سے مار ہوئے لیکن بے سود۔ راجندر جی
کی پیشانی تین بالوں سے زخمی ہوئی تو وہ قابو میں نہ رہے غصے سے آنکھوں میں خون اُتر
آیا۔ سیسیلوں تیرباہن میں پیوست کر دیئے۔ رتھ تو توڑ ڈالا اور دھچکا دی تین بان اسخنی
سے مارے۔ کہ ترسرا تو مارا کر زمین پر گر پڑا۔ سینھ لٹو ہتھیاروں سے وار کئے فوج بھی پیار طرت
جئے کر رہی تھی۔ مگر سری راجندر جی کے بالوں سے ترسرا چودہ ہزار فوج کے ساتھ زمین
پر سو رہا۔ کچھ ساٹے نہ بنی۔

سرگ ۲۸

میدان جنگ میں کھر سے سری راجندر جی کا مقابلہ
 کھر دکھن اور ترسرا ایسے بہادروں کی موت سے سمجھ گیا کہ ہونہ ہوا راجندر جی کوئی اوتا یہ میں
 در نہ آئیے اتنے بہادران جنگی کو مارنا کسی آدم کا کام نہیں مگر دل میں زخم تھا دماغ غور و فکر
 سے عرش پر تھے۔ چنانچہ اُس نے تیروں کی بوجھاڑ شروع کی سری راجندر جی تیر مارنے
 تھے تو وہ چوڑ پکا کر ادھ ہوا پراٹھاتا تھا ہوائی بان چلاتے تھے تو فوراً ہی زد سے
 بچ کر زمین اتر آتا تھا جس وقت سری راجندر جی کے جسم میں تیر ہی تیر چبھ گئے دیوتاؤں کی
 جان اڑ گئی۔ گندھرب سارا جم لہو لہان دیکھ کر گھبرا اٹھے اسی عرصہ میں سری راجندر جی
 سنبھل کر راجپسوں کو لٹکاتے ہوئے آگے بڑھے اور اسے تیروں کے خون کی ندی
 ہماری سری راجندر جی کے جسم میں جو تیر چبھے تھے وہ پھول کی پنکھڑی کی طرح بھی نکلیں
 نہ گئے تھے لیکن اُن کا نیز جس کے سینے پر جا بیٹھا جان لے کر وہاں کھر پر سری راجندر جی
 کے تیر کا گرہ ہوتے تھے۔ مگر وہ ایسا دھڑیل تن تھا کہ سنبھل دوں بالوں کے زخم اس کے
 لئے گریا معمولی چوٹیں تھیں تیر کھانا جانا تھا۔ امدت پست نہ ہوتی تھی *

سرگ ۲۹

کھر اور سری راجندر جی چوٹیں

سری راجندر جی نے لٹکار کر کہا
 اوپر پست کے سنگ فاندان! ترسرا اور دکھن کا حال! کبھی چکا پھر بھی! سکھیں نہ ہو میں
 جان لے کر پاپ اور ادھرم تیری جان بیکر بیگنے درخت پتھ سے پھولتا پھلتا ہے مگر جہاں
 جڑ لگتی تو پتی اور پھل پھول سوکھ کے رہ جاتے ہیں یہی حالت اُس فاندان کی ہوتی ہے جس
 میں تجھ ایسے کپوٹ ادھرمی اور پاپی پیدا ہو جاتے ہیں جن راجپسوں نے رشیوں کو ہلاک
 کیا وہ دیکھ لے آکاش پر چھائے ہوئے راجپسوں کی لاشوں کو دیکھ دیکھ کر بغلیں بولیں
 ہیں اب تیری کسر گئی موت دوطرخی ہوئی ملی آتی ہے ذرا دیر میں فیصلہ کئے دیتا ہوں پہلے

ان راجپوتوں کی آنکھوں پر کیسے پڑے پڑے ہونے ہیں آنکھوں کے سامنے تین
لوک کے مالک کی بھی شناخت نہیں ہے
کھرنے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور منہ چڑھا کر بولا۔

اذا! آپ تین لوک کے ایشوریہ کس نے آپ سے کہہ دیا ایشور کی صورت ایسی ہی ہوتی ہے پہلے
تو میں سمجھتا تھا کہ سونا ہو گئے مگر کسوٹی پر گھسا تو پتیل نکلے آگ پر تپا تو زردی غائب اور یہاں
مردار۔ یہاں لوگ اپنے منہ میاں مٹھو نہیں بنتے برتنے والے بادل گرتے نہیں اسی سے میں نے
سمجھ لیا کہ بس آپ یوں ہیں یہ ہیں آپ نے تیراے سارا بدن چھلنی ہو رہا ہے اتنے اہل
لشکر مر گئے مگر یہاں اسی طرح ذرا بھی چراہ نہیں جس طرح آفتاب کو کرنوں سے یا
پھاڑ کو ادھر ادھر سنگریزے گر جانے سے آپ چاہتے ہیں کہ فضول باتوں میں ات ہو جائے
تو لڑائی بند ہو اور جان بچے مگر اب میں طرح دینے والا نہیں ہوئے وار ہے
یہ کہتے ہی اچھ نے دانت کٹکٹا کر حدہ کر دیا۔ گدا اندر کے بھر کی طرح دوسری ہڈی پسلی
چر کر دیتا۔ مگر سری راجندر جی کے تیزوں کے سامنے اسکی حقیقت ہی کیا تھی گدا کا منہ پھر گیا
راجپوت درخت لے کر دوڑے سب گر پڑے معلوم ہوتا تھا کہ ناگن کو یہ میرے نے
منتر اور جڑی بوٹی سے بحال ہو حرکت کر دیا ہے۔

سرگ ۳۰

کھر کا خانمہ۔ سری راجندر جی کی جے جے کار

سری راجندر جی میدان جنگ میں گر جئے لگے کہ
بس ٹپس ٹپس انہیں تین کالوں پر ناز تھا وہ چیتے کساں گئے ڈینگ کیا ہوئی کہاں
بجر کا سا گدا۔ کہاں میرے بان مگر دیکھ لیا کہ ایک دار میں تیز اسر نہیا ہو گیا اب رادیر میں ہڑپ
سر نہ ہوگا بازو کٹے ہوئے پڑے ہونگے تیرے خون سے ڈنڈک بن کر سرخ کر کے
دکھائے دینا ہوں۔ کھر۔ اور غرور! خود سرا تیرے سر پر موت کھیل ہی ہے یہ نہ ہوتا
تو میرے سامنے قینچی کی طرح زبان نہ چلتی لے بس کھر انا۔
یہ کہہ کر کھر نے ایک بڑا بھاری درخت اکھاڑا نیز کی طرح سامنے چڑا اور چاہتا ہی تھا کہ

سری لچند رچی کو کچل ڈالے۔ سری راجندر جی کے تیر ترکش میں بڑے پٹے تھے چٹکی سے نکھنا شروع ہوئے تو خون کی ندیاں لکڑی لکڑی اور آگ بگولا ہو گیا خون میں نہایا بڑا لپکا چاہتا تھا کہ بعل میں دبا کر کچل ڈالوں سری لچند رچی تیر ابدل گئے اور اس پھرتی سے بشتو بان مارا کہ کھر تھم نہ سکا زمین پر گرا تو پھر سے جان نکل گئی ۛ

دائیک جی قائل ہیں کہ کھر کا مارنا آسان نہ تھا البتہ کبھی چھوڑتھے کہ سری لچند رچی نے اس وقت ہی نہ رت کا مدد لکھائی جو ایک وقت اور بھگوان نے زور دیا تب ہے کہ۔

سارنہ بن میں رکٹے جب پت میں مصروف تھے مار کٹارے کو بردان تھا کہ موت تم سے خود پناہ مانگی کال کو فضا آبادہ مار کٹارے کی جان کا گھاہک ہو گیا رشی موت سے بچو تھے چلتے تو چشم غضب کال کو بھجوا دیتے مگر نہیں اس وقت ڈار گئے اور رز بھگوان کی ہائی دی انہوں نے فریاد سنی تو آتے ہی کال کو زمین پر سلا دیا دوسری دایت اور بھی ہے یعنی شوجی کے بگلت بہت نامی رکھیشریا صنت میں مشغول تھے کال بھینٹ لے ہوئے آیا اور چاہتا تھا کہ رشی جی کی جان بچا کر دے بھگوان فوراً پہنچے اور کال کا خاتمہ کر دیا یہی کیفیت اس وقت نظر آئی سری لچند رچی کھر سے ظالم اور زبردست راجپس پر فریاد ہوئے کوئی راجپس نہ نہ بچا آکاش سے پھول بر دیو ناؤں نے انہ بھی بچائی رشی مہنی دوڑ پڑے سری لچند رچی کی قدرت کا اقرار کیا رگت رشی انداموں نے تعریف کے گیت گائے آگست رشی بڑے سری لچند رچی کا بن باس مبارک ہوا سر بھنگے شیا کا احسان ہے جنہوں نے دیو ناؤں سے کہہ کر کینٹی کو پر بندہ کر دیا اگر کینٹی ہٹ نہ کرتی تو آج آگ شہ زور راکش نیت دباؤ نہ ہوتے ادھر بڑے کار کے لغزے بند ہوئے ادھر کھمبن جی جابکی جی کو لے ہوئے خوش خوش کٹی میں آئے راجندر جی کے پاؤں چھوٹے جابکی جی بھی گئے چمٹا گئیں سری لچند رچی کی پوشاک خون میں ڈوبی تھی مگر رخم کی کہیں نشان نہ تھا سب لوگ حیران تھے اور جابکی جی کو خواہش ہوئی کہ ان کے داجب التحم شوہر کی پرستش ان کی اسکھوں کے سامنے ہو رشی راز دل سمجھ گئے اور انہوں نے بڑے ادب سے پوچھا کی ۛ

سرگ ۳۱

اکپن راجپس کی راون کو خبر رسائی

سیان جنگ میں لاشوں کا ڈھیر لگ گیا اگر بچا تو صرف ایک راجپس اکپن یہ دہڑا

ہواداد کے پاس پہنچا اور سارے واقعہ کی خبر دی راودن حیران ہوا کہ جستھان میں اندر کو قدم رکھنے کی مجال نہیں پھر اوکریں کو موت وہاں سے گئی یہ شاید کوئی اجنبی ہے جسے میرے زور بازو کی خبر نہیں ہے اکپین اس کا نام بتا جس نے کھڑو کھن ترسرا اور تمام بباد راچھسوں کو بانوں سے مار گرایا مجھے معلوم ہو جائے تو ابھی برہما پٹ ہلا دوں تیج سے سوچ چاند کو ہلا دوں موت کو تین دنوں کال کو یا نہ بچ کر دوں ۛ

اکپین بد سرقہ کے بیٹے راچندر کا نام لیتے روح طرزی ہے بڑی بڑی آنکھیں لیے لیے بازو دیکھ کر دل بہت ہے ابھی نے آپ کے بھائیوں کو اور راچھسوں سمیت خاک پر سلا دیا اس میں شک نہیں کہ رام اس وقت بہادری میں زور روزگار ہے اور پھر لطف یہ کہ میدان جنگ میں بھی حرم اور سچائی کا لحاظ لچھمن چھوٹا بھائی بھی کسی سے طاقت میں کم نہیں مگر رام کی کچھ ہی بات ہے بس سمجھ لیجئے کہ ایسی ذات سے جستھان صاف کڑیا میں جان چرا کر نہ بھاگتا تو آپ کو کسی کی خبر نہ ملتی۔

راون۔ تم اطمینان رکھو۔ میں رام و لچھمن دونوں کی جا رہا ہوں ہونگا ۛ
اکپین۔ اس کی تو مجھے اُمید نہیں رام تو رام لچھمن بھی آپ کے لئے بہت ہے ہاں اگر آپ ان کی زد و جد جانکی کو اڑالائیں تب پو بارہ میں راچندر جی جائی۔ غم میں جان یدریگا۔
لچھمن رام جانکی دونوں کے رنج میں مرجائے گا۔ پھر کیا پالا ہمارے ہاتھ یوں آپ راچندر کو مار سکتے ہیں نہ لچھمن کو پھونک سے اڑانے کی نیت فضول ہے ہوا کو مٹھی میں تھامنا ناممکن

سنگ ۳۲

سپ نکھاکا کی راون سے فریاد

اکپین اور راودن سے باتیں ہو رہی تھیں کہ سپ نکھاکا دی پٹی جیتی چلاتی یا ل نو جیتی آستو بہاتی دہیں پیتی جہاں راودن کچھ افسوس اور کچھ غصے میں بیٹھا ہوا ہونٹ چب رہا تھا اس وقت ریبار کی شان زالی تھی راودن سنگھاسن پر جلوہ افروز تھا عزیز داتا ریبار اور ارکان سلطنت سلسلے صف بستہ تھے سنگھاسن کی چمک دمک سے آفتاب کی روشنی ماند تھی راودن سر سے پاؤں تک دریائے جواہر ت میں غرق تھا دوس سر میں بازو کے علاوہ ستنے ہوئے

چھلنے کو دیکھ کر سویر بیڑے تھے رنگت لولاد سوں منہ سادوں کی طرح چمکتے ہوئے دانتوں سے
 روشن بیچ کا سر بڑا قد بلند اندر کے بجاور پریشور کے پھر کی چوڑوں کے نشان جو درادن کی
 طاقتوں کے اپنے ناز واقف تھا ساتوں منہ زور سے کاپیتے تھے غورتوں کو اس نے اپنی مڑی سے
 چوڑی بنا لیا تھا جیسے کہتے ہوئے لوگوں کی روح فنا ہوتی تھی پاسکی ناگ کی غورتوں کو چھین لیا
 کیلاش پر کسیر کی کو رو باکر شپ بہان لے آیا۔ کیلاش پر بت کی چولیس ملا دیں چاند سورج
 نگاہ میں چلتے تھے حمال کیا کہ بے اشائے طلوع یا غروب ہوں جہیز بن میں اندر اس کی بادی
 خاک سے پاٹ دی رخت اکھاڑ لینا بچوں کا سا کھیل تھا دس ہزار سال تک ہایہ پہاڑ پر تب کیا
 بارہا اگن کٹھ میں سرکاٹ کاٹ کر بھونکے بڑے برہما سے بڑاں پایا کہ دیوتا گندھرب کہنر
 چرند پرند سے زندگی کا خوف نہیں۔ برہمن خوف کے بارے ہاتھ جوڑے کھڑے ہتھے جگمگ
 اچھی وقت ہوتا تھا جبہ ادن کے نام کا بھی بھاگ نکلتا تھا۔ دل میں حم تھا نہ اللہ اف
 برہمنوں کی خونریزی مہولی بات تھی۔ رعیت کی دل آزادی سے جبریت کام تھا جو نام
 تھا اس کی روح قبض ہو جاتی تھی ۛ

سپ بکھلے حصرت اس کی شان و شوکت دیکھی ل پڑھب چھا گیا۔ ڈری کہ کہیں جوش
 غضب میں سیر ہی نہ بیت جائے کہیں اجہ ادن بگڑ نہ بیٹھے کہ بھرے رہا میں کیوں گئی دل کا پ
 رہا تھا بدن میں تھر تھری تھی اسی حالت میں اس نے دل کڑا کر کے ناکان دکھائے اور دُور کر کے
 ہائے ہمارے ہوتے تھامی بہن کا یہ حال سوچے کس کی ناک کٹی ۛ

مرگ

سپ بکھا کی راون کو طستہ زنی

راون نشا خودی میں مست اور شراب عرو میں مخمور تھا اس نے توجہ بھی نہ کی کہ کون دل کا درد
 کہہ رہا ہے یا تو سپ بکھا رعب حکومت میں تھر رہی تھی یا اس وقت بیچ و تاب کھا گئی۔
 تیوریاں چڑھا کر بولی ۛ

خواہشات نفسانی نے ہمارے بال نشیب گردنے رعم طاقت نے مژدہ کر دیا اب سمجھ بیٹھے کہ سچو
 دیگرے نیست میں کھڑی کھڑی کہتی ہوں برا مننے کی کوئی بات نہیں جو بڑا مانے وہ دودھیاں

اور زیادہ کھائے جس اٹلے ملک نے نفس پرستی اور لالچ سے کام لکھا جس سے رعایا ہر وقت بیزار رہتی ہے جو کانوں کا کچا اور آنکھیں ہونے ہوئے بھی اندھوں کے سے کام کرتا ہے اس کی سلطنت کو کبھی قیام نہیں ایکٹ ایکٹ ضرور ٹاٹا لٹیکھا فرق نہیں جس راجہ کے یہاں گونڈوں اور مخبروں کا انتظام نہیں اسکی دولت اور سلطنت کا ایشیائی نگہبان ہے جس نے سوچا کہ سلطنت گئی تو جان سلامت ہے وہ مکتا ہو کر جیا بھی تو کیا جب عزت و حرمت نہ رہی تو زندگی عبرت ہے بھرمی کی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ایسے فرار و اکادم وجود برابر تم سے یونانا خوش والو ناراض گنہ گرب کبیدہ خاطر کنہر برہم۔ رشی مہنی و شکستہ ایسی حالت میں عروج اقبال ہے بھی تو کیا میں تو اُسے چار دن کی چاندنی سمجھتی ہوں نہ آپ عقل پر زور دیتے ہیں نہ سفروں کے مشورے اور قاصدوں کے عرض حال پر کان پھر یہ اونٹ کس بل بیٹھے شاستریں ہیں کہ جس تاجدار عہد کے پاس نہ دولت ہی نہ بھڑاری اور نہ دولت وہ غلام سے بدتر ہے راجہ کا فرض ہے کہ نہ رانا نکھلیا سے اپنے ملک اور رعایا کے حالات دیکھتا ہے اخبار نویسوں اور مجذوں سے دم دم کی خبر لو پتھے راجہ بیوقوف ہو تو وزیروں کا فرض ہے کہ اچھی طرح انتظام سلطنت کریں اور پورے طور پر ایک ایک معاملے کی خبر رکھیں مگر افسوس کہ تمہارے وزیر بھی کاٹھ کے اٹو اور عقل کے دشمن ہیں انہیں کی بددلت پولست کا خاندان تباہ ہو گیا مگر پھر بھی تم کو کچھ ہوش نہیں جس سے اپنے گھر کا انتظام نہ ہو سکا اس سے سلطنت کا بوجھ کب سنبھل سکتے راجنہ ایکلے دم سے خود ہزار اچھسوں کو مار کر خاندان کی عزت خاک میں ملا دیا بھائیوں کے ٹکڑے اٹاٹے اور تم شراب کے تھے چور پڑے ہو پھر گھر پر باد ہو تو کیا ہو۔ میں سچ کہتی ہوں کہ راجہ نے جہاں اپنے زعم و غرور میں رکھا اور لوگوں چاکروں نے پالتفانی کی بس اس کا دنیا میں کوئی نہ رہا جس وقت کوئی اور کوئی بیڑی سب ٹھکے کے الگ کھڑے ہو جاتے ہیں کوئی ساتھ دنیا کی بات تک نہیں پوچھتا اور سارے سے بھاگتا ہے جو راجہ خبردار ہو شیار ہے اس کا رویا بھی یہاں نہیں ہو سکتا جسے تشہیخت میں دینا فراموش نہ ہوئے وہ آپ ہی مارا پڑا دشمن نکلا کاٹ لے تو بھی اس پر لازم نہیں لاج پاٹ و حرمت کھو کر جینا بے حیائی ہے کوڑا کرکٹ گھاس پھوس سے بھی اُسکی عزت گئی گزری ہوتی ہے مرجھایا پھول پھٹا سڑا کپڑا اچھا مگر بے وقت راجہ کی زندگی بڑی راجاؤں کو تاریخوں میں تیار کر کے حالات سبق عبرت لینا چاہئے جس نے راجگان سلف کی زندگی سے نتائج اخذ کئے اور اُن سے سبق حاصل کیا اُسے کبھی تروال نہیں۔ ملک آراؤں کو جہاں غیظ و غضب کی

ضرورت ہے وہاں رحم و کرم بھی لازم۔ شبن کو غصہ سے زیر کرے اور رحم و کرم سے غریب غریبا کو مال مال اگر یہ نہیں تو راج سنگھ اس سے قطع تعلق کرنا ہی درست ہے جس کو الیشو نے اہل زمانہ کا سرزنہ بنایا جو اس کا فرض ہے کہ ایک آنکھ سے سوئے تو ایک آنکھ سے جاگے مگر تمہاری بیوی آئیں بندیں گھر میں بیٹھے رہتے ہو جو کھٹ کے باہر قدم نکالنے کی قسم ہے جس راجہ کے سرکاری اور غفلت کا بھرا بھرت سوار اسکی سلطنت کو کبھی قیام نہیں اس کے بڑی جرات کے ساتھ کئی دن کہ اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہوا اگر یہی نیند غالب ہی تو ایک دن نصیب بھی ہو جائیگا۔

سُرب بھکا کی تقریر زہر میں بھی ہوئی شمشیر تھی مگر ادن مغرور تھا اس کو کچھ پرواہ نہ ہوئی۔ سنتا بھی اور سکوتا بھی گویا ہوا سی بہ ہی ہے۔

سرگ ۳۴

راون کی روانگی۔ بایکج سے ملاقات

راون سُرب بھکا کی باتوں سے ناراض نہ ہوا بلکہ خوش اس کی وجہ یہ تھی کہ اول تو اسے بہادر کی کے زعم میں ایک حلیف سے جگ انامی کا موقع ملا دسکرت کمار کے بڑا ن نے یا دلائی کہ ہونہ ہو وہی راجپندر جی ہیں جن کے دست مبارک سے کت ہے تیسرے وقت میں رشیوں سینوں کے درشتوں سے خم بھل ہو نیکا خیال تھا اس نے وزیران سلطنت والیان ملک سے ملنے کی سب سے اپنی ہی کہی کسی نے مخالف رائے دی کسی نے موافق مگر ادن سری راجپندر کی تصدیق کے چوٹے میں جڑ چکا تھا اپنے غریب تھہر سوار ہوا چھپر اور پنکھے چمکنے دکنے لگے رتھ کے الماس جواہر سے شب چراغ کی روشنی ماند ہو گئی۔ رتھ اڑا تو ہو اسے باتیں کرنے لگا۔ دیکھتا کیا ہے رشی منی چپ کر رہے ہیں جنگل میں سبزہ زار سے آنکھیں ہری اور طبعیت گلزار ہو گئی دیوتاؤں کی استریاں مل تفریح تھیں تم قسم کے جانور سٹیٹھی بلیوں سے لوں پر موہی پالتے کتے طرح طرح کے درختوں سے جنگل باغ و بہار ہوتا تھا کتے کو جنگل تھا مگر ہونگے چاند اور سونے کی افراط تھی گوئیں گاؤں کے لوگ بھی سونے کی دیواریں اٹھائے ہوئے تھے۔

سمندر کے پاس دوسری ہی کیفیت نظر آئی۔ دیوتاؤں کا مبدہ برگد کے ایک رخت کا کوسوں تک سیاہ پیسویوں کی کثرت سے ملام ہوا اگر یہی برگد ہے جس پر گر راجی اہرت لائے گئے

جاتے ہوئے کچھوے اور ہاتھی کو لیکر بیٹھ گئے تھے اور ان کے بوجھ سے اسکی ایک شاخ ٹوٹ گئی تھی اس کی روایت یوں ہے کہ جب گرگڑی نے کچھوے اور ہاتھی کو آپس میں لڑتے دیکھا۔ تو بھوک سے بیتاب ہو کر جھپٹ پڑے اور دونوں کو بیچوں میں اب کر لے اڑے اس برگہ پر بیٹھ اس سے بوجھ نہ سنبھلا گیا تو گرگڑی اشیوں مینوں کے دب جانے کے خوف سے ہی ٹوٹی ہوئی شاخ بھی لئے ہوئے کشیب کے پاس پہنچے اور وہاں پریش کی آگن کھا کر وہ شاخ پھینک دی شاخ ایسی جگہ گری جہاں راجھس لوگ رہتے تھے شاخ کے گر تہ ہی ان سب کا خاتمہ ہو گیا گرگڑی نے کچھوے اور ہاتھی کا گوشت رگوشت تو کھالیا ہڈیاں سمندر میں پھینک دیں انہیں ہڈیوں پر لٹکا آیا ہوئی۔ راون کو بڑی معلومات تھی اس خیال سے اس برگہ کو دیکھنے بھاگنے لگے اور وہاں سے آگے بڑھا تو ایک جنگل میں راتج چپ کر رہے ہوئے نظر آیا۔ راون کی صورت دیکھتے ہی راتج نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور پوچھا کہ آج راتج کی قسمت کیونکر جاگی اختر تقدیر کس طرح چمک اٹھا +

سگ ۳۵

راون کی مایک راجھس کے یہاں ونق افروزی

راون نے روئی صورت بنا کر مایک سے کہا۔

بھائی کیا کہوں مصیبت سر پر آ پڑی ہے جنتھان میں کھروکھن اور ترسارے گئے ہائے تین بازو ٹوٹ گئے سب کھما کی ناک کے ساتھ ہم سب کی ناک کٹی چودہ ہزار پولت بنیوں کو بھی راجھس نے مار ڈالا راجھس کی حقیقت ہی کیا ہے بن میں ٹھوکریں کھاتے کھاتے تیرہ برس ہو چکے باپ گھر سے نکال دیا مگر یہاں بھی شہرت سے باز نہیں آئے بیگناہ قتل کر ڈالے اسکی سزا یہی ہے کہ میں اسکی استری سینا کو اڑا لاؤں جلتے ہو کہ کبھی کرن بھجھکن اور میگھ ناؤ کے نام سے دنیا کا پنتی ہے جس کی طرف نظر بھر کر دیکھ لیں م فنا ہو جائے ان کے علاوہ تمہارا بھروسہ کیا کم ہے اور لوگ تو سوریر ہیں تم میں سحر و نیرنگ کی خاص لیاقت ہے پھر مجھے کس بات کا ڈر چھس تم ہرن بنو چھلاؤ دکھاؤ۔ راجھس راور راجھس شکار کی ہوس میں اٹھ دوڑینگے مجھے رینا کے اڑانیا نہیں موقع ہاتھ لگ جائیگا جہاں سینا ہرن ہوا بس سمجھ لو کہ راجھس کی جان گئی۔ چھس دنوں کے غم میں جان

دیدہ لیکھا۔ بہاؤ اڈو سیدھا ہو جائیگا سب لکھا اپنا عوض پا جائیگی۔

سری راجپوت۔ راجی کا نام اور رادن کی درخواست ہی مارتھ کی جان اور گئی زبان سے جو ٹٹھ چاٹنے لگا۔ سمجھ گیا آثار بیٹھ بھبھیں زندگی کی خیر نہیں مگر تھا اگر گدگ صد یاراں دیدہ دل کڑا کر کے منہ ایسا بنایا کہ گویا کچھ خوف نہیں پڑا

سرگ ۳۶

مارتھ کی رادن کو فہمائش

مارتھ رادن سے بولا کہ دو چار باتیں کان میں ڈال دیتا ہوں اس اچھا بڑا نتیجہ نکالے اور سوچئے کہ میں فسطی پڑھوں یا آپ استی سنئے پ

راجہ کی ہاں میں ہاں ملانے سے راجہ کا نقصان ہوتا ہو تو ایسی خوشامد زہر قاتل ہے اور جو مشورہ راجہ کی مرضی کے خلاف مگر درمل مفید ہو وہ زہر لیں بلکہ امرت کے برابر ہے اسی سے میں اس وقت آزادی کے ساتھ گفتگو کر نیکی معافی مانگتا ہوں گو میری گزارش

خلاف مزاج ہوگی مگر اس میں ناداری کوٹ کوٹ کر بھری ہے آپ صدمتا ہو گئے تو میری باتوں پر ہلک بھونک پڑ جائیگے بلکہ مجھے شاہنشاہ بیگے سپ نکھاکا یہ کس قدر سنبھلے کہ آپ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں نہ لائق اخبار نویس نے اچھے خبر اسی لئے آپ سری راجپوت جی کے حالات آگاہ نہیں وہ تم سے ہزار درجہ شہ در میں ماند کو زیر کر لینا آسان ہے راجپوت راجی کو پست کرنا کچھ رادد پریشانی کو کون جیت سکتا ہے ایسا نہ ہو کہ تمہاری بدلت سائے راس قتل ہو جائیں سری راجپوت گھر سے نکلے نہیں گئے بلکہ راجپوتوں کی گزشتہالی اور فوزیزی کے لئے بن میں آئے رضا جوئی

والدین کا ایک بہانہ تھا تم راجپوت راجی کو برا بھلا کہتے ہو یہ تمہیں کیا نہیں ان سے بڑھ کر کوئی براستی پست ہے نہ حاکم فتنہ وہ تین لوک کے مالک ہیں سینا جی ساکشت لکشی ہیں ان کو اڑ لے جانا آسان نہیں سوچ کی روشنی کو کوئی چھین نہیں سکتا تم کیا سینا جی کو بڑے گئے کہتے تیار ہوں کہ راجپوت راجی کی ایک نظر قہر نگاہ کو خاک کر دیگی ہرن کشیب کا حال معلوم ہے نہ شگہہ دپ ہیں کس طرح اسکی زبان لیلی اسی لئے سینا ہرن کا خیال چھوڑ دو وید سری راجپوت راجی کے سیر نہ لیاؤ مجھے ڈر ہے کہ سلسلے ہوتے ہیں پھر ایسا دم آمو جائے بہتر ہے کہ بھجیاں ایسے ایسے در راندیش

مشیروں سے مشورہ کر دو دیکھو وہ کیا کہتے ہیں میری رائے تو یہ ہے کہ تمہاری پیکڑی فضول ہے راجندر کے مقابلے میں تم کچھ بھی مال نہیں ۛ

سرگ ۳۷

ماریچ کی فہمائش کا سلسلہ

ماریچ نے اب اپنی بنیتی کننا شروع کی۔ وہ بولا کہ

آپ جانتے ہیں مجھے ہزار ہاتھی کا زور تھا وہ پالو لارہ ہاتھ ہاتھوں کا کیچہ جیتے تھے تیج تھا کہ بڑے بڑے شیردلوں کا پتہ پانی پانی ہوتا تھا۔ پر گیشہ ستر کو دیکھ کر دیونا دھلیج تھے اب میں سادھو بن گیا انہوں کی موت رشی منی ہی میری غذائے لطیف تھے بسوا تر ایسوں کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ جب بسوا تر صد سے زیادہ سنگ پوئے تو راجہ سرگھ سے راجندر جی کو مانگ لائے حالانکہ اس وقت راجندر جی صرف پندرہ برس کے تھے مگر راجہ کا کوارا سا ہو کو قتل کیا اور جو میں میں نے جگہ کی بیدی ستیا ناس کی ایک تیرا لیا مارا کہ میں سمندر میں جا پڑا زخم سے ادھیر بھیجی تھی رادھرا تھا وہ سمندر کے پھیرے مشکلوں سے جان بچی جب پندرہ برس کے سن میں راجندر جی کا یہ حال تھا تو اب لکنا کی طاقتوں کا کیا پوچھنا دیکھ نہ لیجئے کھر ترسرا۔ دو کھن کے ساتھ چودہ ہزار پلست بنی مار ڈالے کسی کے ہنڈے کچھ بنی تم راجندر جی سے بیروں نہیں لیتے بلکہ راجھسوں کی تباہی کا بیج بوتے ہو لکنا میں بیوگان ممنوم دیتیاں معصوم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئیگا جس لکنا میں بکینٹھ کی سی بہا رہے۔ وہ اجڑ جائیگی اور جو چاہو دھرم کرو مگر پرائی عورت کی طرف بدبستی کا خیال نہ دوڑاؤ سیکڑو ہزار دل حسینان مر جیں تمہارے رنواس میں ہیں اب زیادہ ہوس کیوں رہے ترے سے گھر میں عیش کرو صین اڑاؤ۔ کننا نہ مانگے تو جان لو کہ بربادی میں فرق نہیں ۛ

سرگ ۳۸

ماریچ کی فہمائش کا اہتیمہ

ماریچ نے دوسری سرگ نہشت یوں بیان کرنا شروع کی کہ جب پانچ وئی میں پلست بنی ڈالے ہاک ہوئے دو راجھسوں نے مجھ سے مل دیا۔

کی کہ چلے اٹھے رشیوں سے پیٹ بھریں آپ پیشیا کرتے کرتے ہارکل ہڈیوں کا ڈھانچہ گئے رکھیا
راکھے دھرم ہے اس لئے کچھ کھائے پیچھے تو بدن درست ہو میں راضی ہو گیا اور بتوں کے تینوں
ہرن بن کر رشیوں کی جان کے گناہ اور خون کے پیاسے ہو گئے خوب سمجھوں کو چٹ
کیا اور موٹائی سوار ہوئی تو سری راجندر جی کی کٹی سے کچھ دور چلیں کرنے لگے دیکھا باا
لچھمن کندول پر بس کر رہے ہیں سیتا جی خدمت میں مشغول ہیں گو میں ایک فہ دیکھ چکا تھا
مگر اس وقت عقل رخصت ہو گئی فہ نے جواب دیا فوراً ہی زعم طاقت میں سری راجندر جی
کی طرف پکا ارادہ تھا کہ سینگ سے چھید دوں مگر سری راجندر جی کے تین بالوں نے
ایسا چپا کیا کہ کسی طرح پٹنہ چھوڑا اور سمندر میں پھینک کے پھر اپنے ترکش میں اپس لگے۔
اس واقعہ نے مہرے چھکے چھڑائے اب جس وقت خیال کرتا ہوں تو ایک نہیں ہزاروں راجندر جی
نظر کے سامنے پھر جاتے ہیں سوئے جاتے اس نام سے مجھ پر چوڑی سی چڑھ جاتی ہے
جس میں مکار ہوتا ہے راجندر سے راجہ بل متوجی۔ ہرن کشیب یہ کیٹ ایسوں کی کر دیا
دی کیا تم ان سے زبردست ہو کبھی نہیں جیتیں ان سے بگاڑنے کا اختیار ہے میں کانوں
پر ہاتھ رکھتا ہوں میری جان فالتو نہیں سپ بکھا کو چاہتے تو راجندر جی مار کے ہی
ڈال دیتے مگر نہیں انہوں نے صرف ناک کان ہی پر کھایت کی رنہ دملر ہوتا جان لیکر سہا
کھڑو کھن کانوں کے کچے تھے ان میں نشیب فراز سوچے کا مادہ نہ تھا آخر نتیجہ دیکھ لیا شر کو پہنچ
گئے اسی طرح اگر فائش پر کان نہ دئے تو تم کبھ کر نہ اور تمام اہل لکھا کو بھی اپنے ساتھ دبو گئے
مگر تمہیں جان ہے تو جاؤ مجھے معاف ہی رکھو میں ایسی وفاداری سے باز آیا۔

سرگ ۳۹

پانچ پر راون کا خطاب

مارنچ نے سمجھانے میں کرئی بات اٹھا نہ رکھی مگر راون کے سر پر موت سوار تھی اس کے
نزدیک ہوا سی بگئی لٹے مارے غضب کے آگ ہو گیا بولا کہ
اونگھا ندان اپنے خاندانی دھرم سے ایسا گریز۔ ارے یہ قوف ہم لوگوں کا
فرض ہے کہ دھرم کا کوئی کام نہ ہونے میں جھکیں خیل انداز ہوں کہ تو میرا بیٹی بڑے عاقل و سر
میں بیچ رہا ہے یہاں کالی کٹی ہیں اس پڑوسلار رنگ نہیں بڑوسکتا جودل میں شھان لی ہر

باد انا تجھ کو رام نے سمندر میں پھینک دیا کھڑکھن؟ خیرہ کہا تو اس سے نتیجہ میرے لئے اپنی اکڑ
 دکھائیں تو جانوں۔ میں ہزار لاکھ میں سینا کو ہر دو لگا راچند رچی جتیں یا ہاریں مگر میں ضرور لڑ لگا
 بیچ کھیت لڑ لگا۔ اگر سینا کو نہ لے اڑا راچند رکونہ بار تو پھر کیا ہی کیا غم کھر سکا کیا
 دھرا اکا رتھ رتم تو تم پر ہا اندر کو میر بھی مجھے ارادے سے باز رکھ سکیں کیا مجال مجھے تیری
 نصیحتوں کی ضرورت نہیں۔ میں تم سے صلاح و مشورہ پوچھنے نہ آیا تھا کہ فضول و مافی کا
 کیا ابن گیا۔ مغز چاٹ گیا وزیر کا کام ہے کہ راجہ مشورہ لے تو عاجزی نے ست بستہ عرض
 معذور کرے جو راجہ کے مزاج کے خلاف نہ ہو وہی کہے جو مشورہ ہے ایسا ہو کہ راجہ مان جائے
 اگر خلاف کہے تو اس کے لئے سزا رکھی ہوئی ہے جانتا بھی ہے کہ راجوں کو کس سبب سے
 سبقت ہے راجاؤں میں آگنی کا تیج ساند کا رجم چند رماں کی سرد مزاجی۔ جبران کا
 جوش غضب باد برن کا کم ہوتا ہے ایسے راجے جس کے گھر جائیں اس کا فرض ہے کہ تعلیم
 حکیم کہے مگر تیری عقل ماری گئی ہے تو نے خاطر مدارات کے عوض عدل بھی ادرہ تک
 عزت کی راس لئے تو سزائے سخت کا نر ادا رہ گیا یہ بے ادبی اور گستاخی کی جرأت قابل
 معافی نہیں خیریت اسی میں ہے کہ تو ایک فوجی ہو بن کر سینا جی پر چھلا دے کا
 جادو ڈال چاہے جان جائے یا رہے۔ مگر حکم کی پابندی کرو نہ سمجھ لے کہ موت اس پر
 کھیل رہی ہے فواہ میں ماروں یا راچند رتیری جا بڑی اب شوار ہے ۛ

سرگ ۴۰

راون کی ہٹ۔ یاریچ کی نصیحت آمیز تقریر

یاریچ زندگی سے بے آس ہو گیا اس نے سوچ لیا کہ رادن کا ادھر ام اس کی
 جان لے کر رہیگا۔ جی کرہا کر کے بولا کہ

افسوس نہ معلوم آپ کو کس بیوقوف نے ایسی صلاح دی وہ آپ کا دوست نہیں
 دشمن جانی ہے انسان کو چاہئے کہ کسی سے بگاڑ نہ کرے پیٹھے بٹھلے دروہن مل لینا
 کس نے کہا ہے معلوم ہو گیا کہ بس آپ کے مشیر علم سے بے بہرہ دھرم سے کوئے ہیں دیتی
 کے پرد میں دشمنی کرنا ان کا شیوہ ہے کاش آپ اس وقت جائیں اور سب کھڑا دیں۔

ایسے پیش رو کی سلطنت ہیں کھا آستین میں ساپ پالنا ہے اہل مشورت کا فرض ہے کہ بھلائی کی صلاح دیں اور کنوئیں میں گر نیوالے کے بال پکڑ کر کھینچ لیں نہ کہ امرت کے نام سے ہر باپ ایسے عقل کے شیریں کا کچھ بھلا نہیں ہوتا راجہ کو الگ برباد کرتے اور خود بھی تباہ ہوتے ہیں جس نے گڑی خلاف راستے پر ہانپی اُس کے اور سوا کے لئے زحمت رکھی ہوئی ہے جو آٹکھ بند کر کے اڑا اس کے بل گر نہ جائے۔ کس باپ سے میرا تمہارا میل ہوگا۔ ہائے مفت دو لو کی جان پر گزریگی۔

راون نے تم میری جان کی فکر نہ کر دو۔ میں مرونگا یا جیونگا تم سے مطلب تمہیں ہر نبی ہوتا وہاں کر دو۔ میری فکر چھوڑ دو۔

ہمارے ہم۔ میں خیر اندیش ہوں بھلائی چاہتا ہوں مجھ کو اپنے خیر کا غم نہیں راجہ رچی رائے تو سیدھا سیکھتا جاؤ لنگا اپنے لئے فکر میری بلا کر مجھے غم ہے تو اس بات کا کہ تم چوری کرو گے اور مارے جانے پر تمہاری ہمت ہوگی جو چوری کی ہوتی ہے مشکیں کسی جائیگی جراح ہتھکڑی پٹائیٹنگے اور پھر رک کا قید خانہ نصیب ہوگا اسی سے کتنا ہوں کہ چوری بڑی بلا ہے جہم جہانتر تک اغی رہو گے مگر میں جانتا ہوں کہ تم میری ایک بات بھی نہ سونگے تمہارے سر پر بھارت سوا ہے یہی تمہارے لئے پیغام اجل لے آیا زندگی کے دن اس نے پورے کر لئے +

سرگ ۴۱

ہانچ کی راون کے ہمراہ روانگی

کسے کو ترما تیج سخت سست کہہ گیا لیکن بیکار راوان کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگے جب سمجھ گیا کہ کسی طرح بچاؤ نہیں تو کڑاک برلا۔

اچھا صاحب چلنے میں تیار رہوں میں نے سمجھ لیا ہے کہ آج سری راجن رچی کے رخشوں سے میرے سینکڑوں جنم کے باپ درہو جائینگے مجھ سے بڑھ کر دنیا میں اور کون خوش نصیب ہے جو ایسی مبارک موت پائیگا۔ میں نے تو بیکہ ٹیڈ کی تیاریاں کر دیں آپ جہم لوک جاننے کے لئے تو شہ تیار رکھئے۔

یہ کہہ کر تار تیج سکتا ہوا اڑا کھڑا ہوا راوان کی بھی باجپیں کھل گئیں اور سمجھا کہ

بس، رلیا اقبال زوروں پر سہا اور نصیب یا دور۔ اسی خوشی میں بولار۔

شاہاش! شاہاش! ایں کار از تو آید و مردان چنین کنند *

میں تو سمجھا تھا کہ تم صدر رجب کے بزدل ہو مگر اب سمجھ میں آیا کہ تیروں کی بھی ہمتا رہے

سلسلے کچھ حقیقت نہیں۔ آؤ آؤ چلو رتھ پر چلیں *

یہ کہہ کر رادھن نے ہاتھ پکڑ کر مار تیج کو رتھ پر بٹھالیا ڈنڈا ک بن بس پہنچے ہی تیج ایک

خوبصورت ہرن بن گیا سونے کی سنگوٹیاں بھر بھوٹی سے زیادہ سرخ سم۔ جسم کی رنگ

طلابی اُس پر نقوشی چتیاں۔ ہرن کیا تھا ایک تصویر نور تھا *

یہ کودتا بھانڈنا چو کر یاں بھرتا ہوا وہیں پہنچا۔ جہاں سری جانکی جی تھا دلوں سے

پھل توڑ رہی تھیں۔ ہرن سے چار آنکھیں ہوئیں تو کلیجہ پھٹک اٹھا۔

مرگ ۲۲

مار تیج کی ہرن کے بھیس میں سینا جی کے

سائے سحر نامی۔ سری راجندر جی کا غم شکار

سری جانکی جی کے دل پر کپٹ مرگ (ماریج) نے اپنے چھلاؤں سے ایسی موہنی ڈال دی کہ

سری راجندر جی کو پکا بیٹھیں دو نو بھائی نیر وکان لے کر دوڑا پڑے لچھن جی صورت دیکھتے ہی کہہ دیا کہ

یہ ہرن نہیں رہی مار تیج راجھس ہے دیکھ نہ لیجے کہ اس کی صورت سے اور ہرن دور

بھاگتے ہیں *

سری جانکی جی کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی انہوں نے لچھن جی کو چھڑک دیا اور سری راجندر

جی سے بولیں کہ

اے سچے الامکان زندہ پکڑو وہیں سے پالو گی اگر زندہ ہوتے آئے تو مرگ چھال ہی سہی

ایسا ہرن آج تک نظر سے گزرا تھا اگر یہ ہاتھ نہ آیا تو میں اپنے کو نہایت بد نصیب سمجھوں گی۔

یہ مایا کا ہرن نہیں لچھن کا خیال غلط ہے الیٹور نے نہ معلوم دینا میں کیسے کیسے خوبصورت

فریون پیدا کئے ہیں یہ ہرن بھی اسی کی قدرت کا نمونہ بھضا چاہئے۔

سری راجندر جی کی زندگی پر زندگی کے سچے سچے انہوں نے سچ لیا کہ جس طرح نفس پرست آدمی کو کچھ سمجھائی نہیں دیتا اسی طرح عورتیں بھی اپنی ضد سے نہیں مٹتیں۔ اس لئے وہ لکھن جی سے پورے کر۔

سری راجندر جی کی خواہش یہاں نہیں میں نے اس خوبی کا ہرن نندن بن میں بھی نہیں دیکھا یہ ہرن سب ہرن کا سرتاج ہے اسی لئے میرا بھی یہی دل چاہتا ہے کہ یہ توند پکڑاؤں یا نشا تیر بناؤں یا لیا کہ یہ ہرن جادو ہی کا ہے تو پھر خطرے کی کون بات ہے یا تابی راجس یا ہے بکرا بن جانا تھا جب لوگ اسے کھاتے تو پیٹ پھاڑ کر لکل آتا تھا مگر اگست جی سے ایک نیلی انہوں نے ایک کار میں منہم کر لیا اس وقت تابی کو ہرن سمجھ لوجے میرا بان اگست شی کی طرح دکھانا دیکھا لو اب میں جلا تم سیتا جی کی حفاظت کرو میں ابھی ابھی آتا ہوں۔

مرگ ۲۳

کیٹ مرگ یعنی مارچ پر سری راجندر جی کی تیر اندازی

سری راجندر جی کو اس میں لگا کر سا رنگ دھنش لے ہوئے لپکے مگر ہرن نہ بچا نا ہوا اور اوصاف گھوسنا ہوا پھر ہرن کے بدن میں خون سے تھر تھری تھی لیکن وہ چھلاؤں سے غافل نہ تھا راجندر جی چھپا کر تے کہتے ایک رخت کے سایہ میں جھک کر بیٹھ گئے مارچ سوچا کہ یہ بڑی جڑی - راجندر کے ہاتھ سے کت نہ ہوئی تو ساری محنت بیکار رادن کا مطلب نہ نکلا تو رفاقت بے سود پہلے راجندر جی کو یہی خواہش تھی کہ جس طرح ہو سکے گرفتار کر لوں ہرن بھی چوڑیاں بھرتا ہوا پاس آجاتا تھا مگر جب راجندر جی ہاتھ لپکاتے تو پھر ہوا ہوجاتا اس لئے سری راجندر جی نے تہیہ کر لیا کہ ماری کے پانی پر لگا چنا پچدہ اٹھے اور دوسرے کتا قب کیا اور آخر ایک ایسا تیر مارا کہ سینے پر جم بیٹھا مارچ کی جان پر بننے لگی اس نے فوراً ہی ہرن کا چولا چھوڑا اور اسی صورت میں چلا گیا کہ۔

لکھن جی - جانی جانکی! دوڑ دوڑو حال بچال ہے زندگی کی غیر نہیں جدی پہنچو۔

سری راجندر جی کو اب معلوم ہوا کہ راجندر جی نے ان کو خون ہٹا کہ لکھن اور جانی ضرور دوسرے آتے جو تیرے سے تیرے انہوں نے غفلت کی اور اپنے بھگت مارچ کو تار کر اور اس کے عوض دوسرا لکھن

شکار کر کے جنگل سے کٹی کی طرف پھرے *

سرگ ۴۴

ماریچ کے نالہ جگر سوز سے جانکی جی کی پریشانی لچھمن جی سے
بحث آخر لچھمن جی کی روانگی۔ راون کی سیتابی
کی خدمت میں حاضری

ماریچ نے مرتے وقت ایسی آواز سے فریاد کی کہ جانکی جی بس یہی سمجھ گئیں کہ بس سری راجندر جی
کی آواز نہی ہے وہ گہرا کر لچھمن سے بولیں۔

حدی جاؤ دیکھو پرناکھ پر کیا گزری *

لچھمن جی کو دہاں سے ہٹنے میں عذر ہوا انہوں نے کچھ سماعت نہ کی مگر جانکی جی صند پر اڑ
گئی جو منہ میں آیا بکاٹنے لے بس حد سے کہ یہاں تک کہ دیا۔

مجھ سے ہاتھ دھو رکھو سری راجندر جی دنیا سے اٹھ بھی جا میں تو تم ہاتھ نہیں لگا سکتے
یہاں میرے پاس کیا رکھا ہے جاؤ بھائی دیکھو *

لکشمی جی۔ آپ کیسی باتیں کرتی ہیں میری طرف سے آپ کو ایسی بدگمانی ماریچ راجپس مر گیا
اب ہم نکلنے پر دہائی تہائی دے رہے سری راجندر جی ابھی ابھی آتے ہو گئے میں آپ کو اکیلے چھوڑ کر
کیسے جاؤں ہاں کوئی بات ہوتی تو مضائقہ بھی نہ تھا آپ جانتی ہیں کہ سپ نکھاکے معاملے سے
تام راجپس بگڑے بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت موقع ہاتھ لگے ضرور آفت ڈھائیں اس حالت میں
میں یہاں سے چلا جاؤں اور کچھ اور کا اور معاملہ پیش آجائے تو زحمت کے ہواور بدنامی کا
ٹھیکرا کس کے سر پھوٹے۔

لکشمی جی نے اسی طرح بہت کچھ سمجھایا مگر سیتابی ہٹ پر ہی اڑی ہیں یہاں تک فرمایا کہ
میں سمجھتی تھی کہ تم سری راجندر جی سے محبت کرتے ہو مگر آج معلوم ہوا کہ دشمنی کے لئے سب
بتاؤ دیتی ہو کیوں نہیں کہتے کہ رام کے مرنے پر راج کی خواہش ہے اور میری تمنا مگر یاد رکھو
کہ بھرت جی کے جیتنے ہی ہتھاری راج کی ہو س نہ پوری ہو سکیگی۔ رہی میں سو اسی وقت چھلا
چھوڑ دو گئی اور تم ہاتھ ہتے رہ جاؤ گے۔

لکشمی جی۔ آپ نے مہیا فرمایا وہ کچھ نئی بات نہیں عورتوں کی خوب ہی ایسی ہوتی ہے میں جسے
ماں سے زیادہ سمجھوں لے ایسا خیال۔ میں آپ کے قدموں میں دنیا کے تمام سادھوؤں سے
زیادہ نفس کشی کرتا ہوں مجھ پر ہی ایسے اہیانت الزام آپ کی بزرگی کے سوا اور کیا کہوں
معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شہرتی ہے ورنہ آپ کی زبان سے ایسے الفاظ نہ نکلے نہ آپ تیار ہونا قبول کرتیں
سری جانکی جی اس تقریر پر چنچنچ کر رہیں۔ زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ کہ ہائے
دنیا میں کوئی بڑے تہمت کا ساتھی نہیں مشکل میں بھائی بھائی کا شریک حال نہیں ہوتا۔
آ۔ ا بڑی دغا ہوئی۔ کس کو معلوم تھا۔ کہ لچمن جی مصیبت کے وقت کنائی کا ٹیپے
لکشمی جی۔ آپ مجھ پر ناحق تہمت تراشی ہیں۔ میں جان دینے کو حاضر ہوں۔ مگر
آپ کو اکیلا کیونکر چھوڑ دوں۔

جانکی جی۔ مجھ کو کوئی کھانا نہ جائیگا۔ فضول جیلے حوالے نہ کرو۔ میں ایسے فقرے بہت جانتی
ہوں کیا مجھے بھی کوئی ایسا دیا سمجھے ہو۔ اگر ایشور نے کرے کوئی اور کچھ بیچ پڑائی تو میں
گودادری میں پھاند پڑدگی یہ کسی کی مجال نہیں کہ سایہ کو بھی چھو سکے۔
یہ کہتے ہی جانکی جی آگ میں کود پڑیں اور اسی آگ میں ملگیا۔ پیکر ظاہری پھر آتشو بہنا
ہوا نمودار ہو گیا اور پھر وہی ضد ہوئی کہ

لچمن جی کھلا چاہتے ہو تو جاؤ۔

لچمن جی مجبور ہو گئے اور ڈنڈوت کر کے عرض کی کہ۔

بھائی صاحب تو یہاں سے ہلنے کی ممانعت کر گئے تھے آپ ضد کرتی ہیں تو لیجئے تمہیں
ارشاد کرتا ہوں ذرا ہوشیاری رکھیں گے۔

لچمن جی ادھر گئے ادھر راون سنیا سنا بھیس کے گئے کپڑے پہنے جٹا بنا لے کمنڈل
لے کھڑاؤں کھٹ کھٹ کر ناسلے آیا۔ جس وقت نگاہیں چار ہوئیں۔ راون کے بدن میں
تھر تھری پڑ گئی۔ چہرے کے جلال سے آنکھیں نیچی ہو گئیں۔ راون کا خوف ایسا غالب ہوا
کہ ہوا اٹھ گئی گودادری کا پانی رک گیا راون سنیا سنا بنا ہوا تھا اس پر ہوا اے نفسانی کا
غلبہ ہوا اسی حالت پر ہری نارائن ہری نارائن کتا ہوا جانکی جی کے قریب پہنچا اور پوچھا
لکشمی ہو یا اپسر۔ کنہی ہو یا اور کوئی۔ میری دانست میں تو خوبصورتی تمہا سے
بہتر ہے میں پڑی ہے ایسی حسین ماہ حسین راون اس کے لائق ہے یہ لڑکیاں یہ صورت دیکھ کر

گروند نیچی کر لینی ہیں۔ تمہیں لازم نہیں کہ جنگل میں پڑی پڑی عمر گنواؤ۔ جوانی کی امنگوں کو خاک میں ملاؤ اچھا یہ بناؤ کہ تم کون ہو یہاں کیسے آگئیں۔

جائگی جی جنگل میں سادھو ہمانتاؤں کی خدمت گزاری سے جی بہلا یا کرتی تھیں۔ ان کی بھیس کی عزت کرنے سے کام تھا افعال پر نظر نہ تھی لہذا وہ حسب دستور ادب سے پیش آئیں اور کندھوں پھل سامنے رکھ دئے۔

راون خوش تھا کہ خوب تہنائی کا موقعہ ہاتھ آیا لیکن ڈرتا تھا کہ میں رام اور لچھمن میں سے کوئی آجائے اور جان کے لالے پڑ جائیں۔

سرگ ۴۵

راون کی جائگی جی سے فقرہ بازیاں

سری جائگی جی نے سینے سرے بن باس کا مفضل حال بنا کر پوچھا کہ تم بناؤ کون ہو یہاں کیسے آئے۔

راون۔ راجھسوں کا راجہ لکیش راون ہوں میرے نام سے دیوتاؤں کا دم فنا ہوتا ہے ادھر سے گزرا تو ہمارے حسن و لہریں نے دل پر موہنی ڈالی چور نو اس کی رونق بڑھاؤ پانچ ہزار لوندیاں ہمارا خدمت کریں گی سونے کا محل بنے کو ملے گا۔

جائگی جی کو یہ تقریر ہر میں بھی ہوئی شمشیر معلوم ہوئی۔ ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور بولیں کہ

کیا موت تو نہیں پھڑپھڑاتی مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ قضا گھر کر یہاں لائی ہے بھوکے خیر اور بھوکے سانپ کا دانت نکلتا آسان ہے مگر سری پانچندر جی کی استری کی کوئی نیت ڈالنے ناممکن۔ پہاڑ اٹھ سکتے ہیں۔ مہادیو کی طرح زہر کھانا آسان ہے پاؤں میں پتھر باندھ کر سمندر کے پار ہو جانا۔ چاند سورج کو مٹھی میں بالینا سہل آگ کو کپڑے میں باندھ کر کھنا۔ کھڑے لیے کی ترسوں کی ہمارے چہرے دشوار نہیں لیکن مجھے بد نیتی کرنا محال سے محال ہے راجہ جی سمندر ہیں۔ تم تالاب سے سونا نہیں تم راگ کا گھٹا تھا راگ کا کچھ مقابلہ نہیں کھی گئی ہفتم کر سکتی ہے

مگر تم مجھ پر قابو نہیں پا سکتے۔

راون۔ میں ایسی باتوں سے ڈر نیوالا نہیں وہ کھاسری تھا جس کی دیوی جی نے جان لے لی میں بسین ہوں اور ایسا پر تابی ہوں کہ آج دنیا میں کوئی بھی نہیں۔

سرگ ۲۶

راون کی تقریر پر سری جانکی جی کی برہمی اور بددعا
راون سری جانکی جی سے مخاطب ہے کہ میں نے اپنے بھائی کیر کو مار کر کیلاش پر بھگا دیا اس کا
پشپ براہن اب بیکر قبضے میں ہے سچ کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ دوں تو فقر فقر کا پشنے لگے میری لٹکا
سوئے کی ہے ایسا شہر دنیا کے پرے پر نہیں جگہ جگہ قلعہ ہر طرف چار دیواری۔ خندق قلعہ باغ
باغیچوں سے وہ رونق ہے کہ انسان کہا دیوتاؤں کی عقل بھی دنگ ہوتی ہے ہر طرف پرے جگہ
جگہ کی کرد و عمل سوریر جان شاری کو حاضر۔ لاکھوں امیر بادشاہی کو موجود میرے مقابلے میں
راچندر کی حقیقت ہی کیا ہے ان نے گردنیاں میں باپے لگے نکال دیا نہ راج نہ پاٹ نہ دولت
نہ ثروت ایسے بن باسی کے ساتھ عمر گونا گونا کون قلعہ بندی ہے چلوں تمہیں اپنے یہاں لے
چلوں۔ لٹکائیں راچندر کیا ان کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا وہ میری تمہاری چھاؤں تک پانہیں سکتے
یہی نہیں چاروں یہ چھپو شیا ترچو ٹھٹھوں دیانت میری دکن بان پر غلوں میں ایک بھی پیکر سنے
زبان نہیں کھول سکتا پھر نائق راچندر ایسے کندہ تراش کے ساتھ زندگی فراہم کر رہی ہو +
اسری جانکی جی اس تقریر سے نہایت برہم ہوئیں ان کی زبان سے بے ساختہ یہ بدعا
نکل گئی کہ میں نے سمجھ لیا راچندوں کے دن پورے ہو گئے مجھ کو بھرنے والا راچندر
کے ہاتھوں سے ضرور ہلاک ہو گا۔

سرگ ۲۷

سیتا ہرن

راون کو بھی من سائی تھی کہ کسی طرح سیتا جی کو اٹا لیاؤں۔ مگر خیال تھا کہ سادھوؤں
کے بھیس کو بدنام کرنا اچھا نہیں اس لئے اس نے اپنی اصلی صورت بنالی اور آنکھیں

لال پی کر کے کہا۔

یہ دیکھو میں بازو دس سر کو تو زمین کا تختہ الٹا دن بھر کو سر کاڈوں موت کو چکی سے
مسل دوں۔ تم راجندر پرنا کر کتی ہو وہ اگر نہ بھی مارے جائیں تو دس ہزار برس سے زیادہ
نہیں جی سکتے یہاں۔ ت قبضے میں ہے تم سے میں سب طرح کہہ کر ہا گیا مگر ایک نہیں سنیں
اچھا ہو شیاد دیکھوں تمہارے راجندر کیا کر لیتے ہیں +

یہ کہتے ہی کوندے کی طرح لپکا اور ایک ہاتھ سے سینا جی کے بال پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے
پاؤں تھامنا اور اٹھا کر تھ پر ڈال دیا۔ سینا جی ہائے پھمن ہائے پھمن کہہ کر چلا پیش سری راجندر
جی کا نام لے کر کہا آپ کے نام سے تو بڑی مصیبتیں کا فوہ ہو جاتی ہیں اس وقت وہ برکت کہاں ہے
یہ کہہ کر انہوں نے راون سے کہا۔

سوئے موئے ہاتھ پاؤں پر پھو لتا ہے یاد رکھ کہ سری راجندر جی انہیں کو تہیہ کر شیگے +
رنگہ ہوا ہو رہا تھا۔ گدھے تیز رو گھوڑوں کے کان کاٹ سب تھے زمین پر قدم نہ چڑھتا تھا
جائگی جی رد و کر بنا سستی گوداوری اور دیوتاؤں سے منت سماجت کرتی جاتی تھیں کہ۔
سری راجندر جی سے ضرور کہہ دینا کہ کجنت مجھے زبردستی پکڑے لے جاتا ہے۔

حسنت جٹا بونظر پڑا جائی بلک بلک کر رونے لگیں اور بولیں کہ۔
تم میرے سسر راجہ سر تھ کے دوست ہو ہائے تمہاری آنکھوں کے سامنے مجھے یہ بڑھا
زبردستی لے جائے۔

جٹا بونظر ابے مرد و راون سٹھیر کہاں جانا ہے میں سر پر آپہنچا۔
جائگی جی۔ جٹا بونظر! آپ بڑے سادھو ہیں یہ ہٹا کاٹا شند ہے اس پر آپ نہتے یہ
سلن بندہ اس سے لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ کوئی سری راجندر جی سے یہ خبر
کہنے کو تو ہے کہ

راون مجھے ہرے گیا۔

سُرگ ۴۸
راون اور جٹا بونظر کی بڑ بھیر

جٹا بونظر راہ روک کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

لے راؤن تو راہ بھی بنا دیا۔ شائستہ بھی اقرار کیا۔ پھر ایسا دھرم کے کیا مہی اگر سری
کو کوئی شخص چاہے تو پھر پر کیا گزرے تو اسے کیا سزا ہے اپنا سا حال سب کا کھانا
چاہئے۔ سری راجندر جی ظاہر میں راجہ سرتھ کے فرزند ہیں مگر باطن میں تین لوگ کے
مالک ان کی استری پر یہ ظلم کبھی رہا نہیں اس کا نتیجہ خراب سے خراب ہے پولست خاندان
کے آفتاب ہو کر ایسا آدھرم فوج ہے کہ غم راجپوتوں کے راجہ اقبال مندوں کے سرخ ہمتا
فرصت ہے کہ دھرم کے کام کرو۔ راجندر جی نے فقور نہیں کیا نہ سب بکھا شرارت کرتی
نہ اس نسبت کو پہنچتی۔ نہ کھر دکن سر چڑھتے نہ مارے جاتے جس نے کیا اس کا پھل
سری راجندر جی نے کسی سے پہل نہیں کی اور اسی سے ظاہر ہے کہ وہ کیسے شائستہ اور رحمدل
ہیں ایسی مقدس ذات سے مخالفت۔ جگت جی سینا جی کی چوری۔ یہاں تو دو جگے کھرے
ہوتے ہیں تمہارا دل نہ معلوم کیسا ہے کہ چونک ہی نہیں گئی بہتر یہی ہے کہ نصیحت مانو یہ نہ
کوہیں چھوڑ جاؤ۔ اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو۔ کھانا دہ کھانا چاہئے جس کو مہم
مہم کر کے اٹھ کھانے سے خائفہ کیا جس سے پیٹ پھٹے۔ اور جان پر بنے تم اپنے کو لاکھ
سن رسیدہ سمجھتے ہو مگر میری نظر میں ابھی نچے ہو۔ ساٹھ ہزار برس کی عمر گئی مگر دل ایسا
ہی جوان ہے تمہارے پاس ہتھیار میں ہیں منہا ہوں مگر جب تک دم میں دم ہے۔
جیا جی کر لے جانے نہ دو دنگا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

سرگ ۴۹

راؤن اور جٹا یو کی جنگ

راؤن نے گودھ راج کی باتوں کا ہتھیاروں سے جواب دیا کوئی دوا کارگر نہ ہوا جب راؤن ہتھیار
چلاتا ہوا جٹا یو کے سر پر پہنچ گیا تو چوچ سے دھنش بان توڑ پھوڑ ڈالنے میں مرتبہ راؤن نے
نئے دھنش بان ہاتھ میں لئے اور نینوں مرتبہ جٹا یو نے چوٹیں پی پی کر راؤن کو پہنچوں سے
رضی اور سارے بدن کو لولہمان کر دیا۔ راؤن کی کچھ نہ پیش گئی بے ہوش ہو کر تھک پر سے گر پڑا
جب سینکھلا تو سینا جی کو لئے ہوئے اوج ہوا پڑا گیا مگر جٹا یو کب پیچھا چھوڑنے والا تھا
اس نے دیاں بھی جان نہ چھوڑی اور کہا کہ۔

اوپر رہا جیانی گیرے۔ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے۔ نہیں سنتا تو لے سیتے

یہ کہہ کر چرچے سے بال لڑپنا اور بدن پر پیچے مارنا شروع کئے تو رادن کی سٹی پٹی بھول گئی رادن نے لاکھ ٹاپے مارے مگر جٹا یوں رادن کے بازو زخمی ہی کر ڈالے رادن اس جھڑپ سے ایسا گھبرا یا کہ جانکی جی کو چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا اور توارے کر چھٹا جٹا یوں کے پر کٹ گئے اور زمین پر گر پڑا۔ رادن خوش خوش جانکی جی کے پاس پہنچا جن کے آنسو جٹا یوں کے غم میں جاری تھے۔

سرگ ۵۰

گروہ راج جٹا یوں کی شکست رادن کی فتح اور سینا جی کی بقیاری

جانکی جی گروہ راج کے گرنے ہی رو پڑیں رادن پر سخت غصہ آیا۔ چلاتی تھیں کہ ہائے مگر راج کی بھی امید جاتی رہی اب کون سری امچند جی کو خبر دیکھا ہے امچند جی آپ کو سب پورن برمھ کہتے ہیں۔ آئے رادن سے چھڑائیے جس وقت کسی رخت کے پاس سے گزرتیں شاخ پکڑ لیتی تھیں مگر وہ رادن جھوٹے پکڑ کر کھینچ لینا تھا دھرم شاستر کا قول ہے کہ عورت کیسی ہی ناکارہ ہو اس کے بال پکڑ کر گھسیٹنا مایا پ ہے ایسے فعل کے مرکب کے سر پر موت ہی سوار سمجھنا چاہئے جس وقت رادن سینا جی کے بال پکڑ کر کھینچتا تھا اس وقت ہوا اٹھم جاتی تھی سورج کی روشنی میں فرق آ جاتا تھا۔ برہما جی سوچنے لگے کہ اب رادن کی خیریت نہیں بردان کی عرقم ہو گئی دیوتا خوش تھے کہ بس مارلیا پالا اپنے ہاتھ رادن کی موت کے سامان ہو گئے اور بھوکھلوں کی بارش ہوتی تھی اور سری جانکی جی کے زہر زہین پر گرتے جاتے تھے پرندوں کی آوازیں جانکی جی کو ڈھارس دیتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں ندیاں خشک ہو گئیں۔ جھرنوں کا پانی چلنا نہ پڑا آنسوؤں کا دریا بہانا تھا کیا ذیروح گیا غیر ذیروح سب اسوس میں تھے کہ ہائے جگت کی مانا جانکی کے دل پر یہ صدمہ جانکی جی بار بار رادن سے کہتی تھیں کہ۔

دیکھ لینا بچھتاؤ گے ابھی خیریت ہے صبح کا بھولا شام کو آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔

مگر رادن اپنی دھن میں مست تھا اس کے غور نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی کان میں تیل ڈالے سیدھیال بھر رہا تھا۔

سرگ ۱۵

سیتا جی کا راون پر عتاب

سری جاکئی جی سخت پیچ و تاب میں تھیں راون کوئی بات نہ سننا تھا اور نازاں تھا کہ وہ جٹا پوک مار لیا۔ سیتا جی سے غصہ ضبط نہ ہوتا تھا وہ جان بھڑائی پر لے ہوئے تھیں راون سے بولیں۔

بڑا بہادر بہتا ہے تو ذرا دیر قہم جا۔ ہڈے جٹا پوک کے مارنے میں بہادری نہیں بات نہ ہے کہ سری راجچند رجبی کے سانس سے مجھے لیجائے یوں جوٹے اٹھائی گیرے اپنی طاقت پر اترا یا ہی کرتے ہیں مگر جب کوئی کنکھار بھی بیٹا ہے تو مانی مر جاتی ہے اس سے کہتی ہوں کہ بہادری کا دھوٹے ہے تو ذرا دیر سٹائے یا مجھ کو چھوڑ کر اپنا چلتا دھنڈا کر تو مجھے لٹکا میں لے جاتا ہے مگر یاد رکھ سری راجچند رجبی کے بغیر میں جیتی رہ نہیں سکتی ہاں میتی رہوں تو شاید یہ دیکھنے کو کہ یوں تیرا گلا حلال ہوتا ہے اس طرح تیرے سر کٹنے میں جیت جیوہ ہزار راجپسوں کو رام نے اکیلے مار ڈالا پھر تجھ اکیلے کی کیا حقیقت ہے صرف ایک دم بان کا پانی بہنے لگا اور جس وقت آنکھیں ٹانگنے کی نوبت آئیگی اُس وقت آنکھیں کھلیگی سری جاکئی جی خوش غصہ میں کھری کھوٹی ساری تھیں مگر راون پر وہ غلب تھا کہ منہ سے تانہ نکلتی تھی۔

سرگ ۱۶

لنکا میں راون کی سائی

جس وقت راون سینا کو لے جاتا تھا نہ آگے کوئی نشانہ بیچھے ہر طرف سناٹا تھا مگر صرف رکھ مرک پہاڑ پر پانچ باؤں نظر آئے سیتا جی نے اس مقام پر اپنا دوپٹہ بھاڑا اور کچھ زیور پہینک دیے کہ سری راجچند رجبی کے لئے نشانی کا کام دیں جس وقت زیور کی پوٹلی گری ہانڈی نظر آتھا اٹھ گئی راون جاکئی جی کو اڑائے تو لے جاتا تھا مگر جانتا تھا کہ بس اپنی موت کے لئے مانگن کو چھاتی سے لپٹائے ہوئے ہوں جاتے جاتے راون لنکا میں پہنچا پہلے جاکئی کے پاس آمدورفت کی بندش کی پھر لونڈائی ہانڈیاں مقرر کیں اور آٹھ شہ زور و دلاں کو مستحکم میں مقرر کیا کہ راجچند رجبی کی نقل و حرکت سے خبر دیتے رہیں۔

سرگ ۵۲

سیتا جی سے راون کا اظہار خواہشات

راون کی عقل جس وقت گدی میں ہو جاتی تھی وہ خیال کرتا تھا کہ ادھر راجندر کو مار لیا۔
ادھر جانکی جی قابو میں ہو گئیں مگر جب عقل ٹھکانے ہوتی تھی تو سوچتا تھا کہ ہنالکشی کتب بویں
آسکتی ہیں یہی خوش قسمتی کیا کم ہے کہ اُن کے پیاد قدم آگئے جانکی جی سرلی راجندر جی کے
خراق اور قبضہ سے غم سے تار زار روئی تھیں کسی وقت آنسو نہ تھمتے تھے چانت دیکھ کر راون
کو ترس آ جانا تھا۔ چنانچہ اُس نے اُن کی خاطر داشت کے لئے انہیں اس یوگرٹھ میں جگہ
دی جہاں ہاتھی دانست کی تعمیر اور جواہرات کی بچکاری ہوتی سیڑھیوں میں وید ورج ہیرے
جڑے ہوئے تھے اور مکان کیا تھا کان جواہرات تھا راون سڑی جانکی جی کو ساتھ لئے
ہوئے اس مکان میں پہنچا ساری نفائسات و عجائبات دکھائیں لیکن سیتا جی کے آنسو
نہ تھمتے تھے نہ تھمتے راون نے سوچا کہ جب ایسی چیزوں سے جانکی جی کی طبیعت نہیں
بہنتی تو رعب جمانے کے لئے بولا کہ۔

تمہارے اقبال سے بتیں کہ ڈر سوریر جوان لنکا میں موجود ہیں بڑھوں لڑکوں کی
کستی نہیں اور پھر لطف یہ کہ ایک ایک سوریر کے پاس سس اور بہادر جنگجو ہیں میرا
راج اور میری بنان۔ حاسنہ ہے مجھ کو خدمت میں قبول کرو نظر حقارت سے نہ دیکھو اور
اور تمام دیوتا میرے نام سے کانپتے ہیں سو جو جن کا سمندر کوئی دیوتا بھی عبور نہیں کر سکتا
پھر راجندر کیا کر سکتے ہیں یہ لے چلتے چلتے اُن کے پاؤں میں ٹھٹھے پڑ گئے کیٹی نے دتکا
دیا تو جنگل کی ہوا کا ناگوارا کی ایسے آدمی کے ساتھ رہنا ہی کیا راجندر لنکا میں سکیں
مجال نہیں۔ آئیں بھی تو ہوا کو مٹھی میں اور آگ کو کپڑے میں کیسے بند کر سکتے ہیں راج پٹ
تمہارے سارے راجپس تمہارے غلام ہونگے۔ اٹھو ہاتھ منہ دھو لو۔ اٹھان کر لو۔
چلیں لپٹا لو ان پر سر کر میں چیرن اڈا ایس یہ کہتے ہی راون نے اپنے دسوں سر
جانکی جی کے قدموں پر رکھ لئے اور۔ بولا کہ

راون کا سر دیوتاؤں کے آگے نہ جھکا۔ آج فقط تمہارا۔ لے قدموں پر سر رکھو۔
اس سے بڑھ کر اور کیا عزت چاہتی ہو؟

سگ ۵۲۔ سینا جی کا جوش غضب میں راون کو جواب۔ اشوک بالکامیں قید

سینا جی جانتی تھیں کہ راون زبردستی کر دیا تو ایسا کاسراپا سوں سر توڑ دیا اس لئے وہ بچوں تھیں مطلق ڈرنے تھا علاوہ بریں ان کو قدرت حاصل تھی کہ جب چاہیں نظر سے غائب ہو جائیں راون نہ ہی کیا کرتا تھا ان خیالات سے انہوں نے ایک تنکا اٹھا لیا اور سچی گزن کے ہونے لیس راچند رے تھیں ڈرنے ہوتا تو چدری کیوں کرتا ۳۲ کر ڈیر راچند رچی کے ایک دار میں ناش ہو جائینگے یہ نہ سمجھنا کہ دیوتا دان کے ہاتھ سے موت نہیں بچنے اس طرح مار چکے جس طرح حال اور حال کئے جاتے ہیں سمجھنا کہ پرنانہ ہے میں کئے جاتی ہوں کہ سمندر بھی سری راچند رچی کی ایک لگا ہ قمر سے خشک ہو جائیگا اور راجی سمجھ پرائیگی میں نے سمجھ لیا کہ لنکا کی قسمت میں بیوگی کا دل لکھا ایسا ہے تو اپنے کو زبردست کہتا ہے مگر تجھ میں کچھ قوت نہیں جس کا مدد کو مدد تو جی نے کیا کر رکھ کر دیا اس نے تجھے زیر کر رکھا ہے جن راچند رچی کو تو خیر سمجھتا ہے وہ تیرے واسطے کال ہیں وہ ضبھان میں تیرا رہنے ہی کی واسطے آئے ہیں اور کوئی کام نہ تھا ہاتھی تالا کے عمن کنوئیں میں آئے غیر ممکن ہے اسی طرح تو مجھے لنکامیں رکھ کے محال سے محال ہے کہہ دیا کہ ایک دن یہ سر ہو گئے نہ لنکا کی حکومت۔

راون کے اس تقریر سے ہوش اڑ گئے وہ سمجھتا تھا کہ جاہلی جی رعب میں آجائیں گی۔ یوان کو راج پاٹ کا لالچ ہو گیا لیکن ان کی گھنگو تیر و نشتر تھی اس لئے وہ جھلا اٹھا اور غیظ و غضب سے بولا کہ

بارہ مہینے کے عرصہ میں اگر تم نے رضا مندی ظاہر نہ کی تو بوٹیاں اچھسوں کو کھلاؤنگا اچھا ہو راچھسینوں سے کہے دیتا ہوں کہ بوٹی بوٹی بانٹ لیں یہ کہہ کر اس نے راچھسینوں کو مقرر کر دیا کہ خوب ایذا دیں اور جانتے کہنے راضی کریں مگر سینا جی نے موت سے ڈریں نہ انہوں نے ان کی ایذا رسانی کی پرواہ کی آخر راون سوچا کہ کہیں راچھسیناں سینا جی کی بوٹیاں نہ چبا جائیں اس لئے پھر لپٹ آیا اور تھالیش کی کہ اچھی طرح خاطر داشت کر چنگلی ہاتھی تو لیں میں ہو جاتا ہے جاہلی جی کا دل تھوڑا سا کرا گیا مشکل ہے۔

یہ سننے ہی راچھسینیں سینا جی کو اشوک بالکامیں لے گئیں یہ بلغہ بہت چڑھنا تھا مہیش بن باولیاں بڑے بڑے اندازے۔ مہرہ راز لفریب یہاں سینا جی ایک اشوک

دروخت کے سائے میں بیٹھ گئیں۔ راجھسنیاں فٹائش کرتی تھیں مگر ان کی زبان سے حرف نہ نکلتا تھا آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں آنسو جاری تھے اور بار بار دل سے یہی آواز نکلتی کہ لے راجندر جی آؤ۔ اے لچھمن جی صہدی پہنچو۔

سرگ ۵۵

دیوتاؤں کی طرف سے سیتا جی کی خورد و نوش کا انتظام دیوتاؤں سے تھا کہ بات بن گئی راجندر جی کو رادن کے مارنے کا بہانہ ہاتھ آیا جا بکلی پہلے تو ایک نگاہ قمر سے بھونکے میں مگر جو کام راجندر جی کے ہاتھ سے ہونا ہے وہ خود کیوں کرتیں برہما جی نے دیوتاؤں سے کہا کہ دیکھو جا بکلی جی کی حفاظت کرو اور راجندر جی کو ڈھارس دو جا بکلی جن سے بھوکہ ہیں ان کو کچھ کھلاؤ پلاؤ تو بدن میں سکت آئے اندر جی فوراً ان کا میں پہنچے وہ قدرت دکھائی کہ سب سو گئے جا بکلی جی کے پاس آئے اور عرض کی کہ پریشانی کی کوئی وجہ نہیں سری راجندر جی فوج لئے ہوئے سمندر کو عبور کر کے لہکا میں آتے ہیں آپ اطمینان رکھئے نہ آپ کو آج سے پیاس معلوم ہوگی نہ بھوک۔ پہلے تو جا بکلی جی کو راجھس کا گان ہوا مگر جب انہوں نے اپنا اصلی سر پہ کھایا۔ تو جا بکلی جی پہچان گئیں اور جان لیا کہ فقط میری خاطر سے انہوں نے زمین پر قدم رکھا انہوں نے طعام قبول کیا اور دعا مانگی۔ سری راجندر جی اور لچھمن جی زندہ ہوں تو ان کو بھی ان کا حصہ سدر سے نیت سچی تھی جنت کا بے لوث لگاؤ تھا وہ جیتے سری راجندر اور لچھمن جی کو پہنچ گئے ایک حضرات جی نے نوش فرمایا اس کے بعد پھر سیتا جی کو نہ بھوک لگی نہ پیاس راجہ اندر تو اصرار کر کے اندر لوک چل دئے۔

سرگ ۵۶

سری راجندر جی کی شکار سے واپسی لچھمن جی راستے میں ٹھہر جا بکلی جی اشوک باٹھک میں نظر بند ہویش یہاں سری راجندر جی ان کا شکار کر کے لوٹے تو بیمار رونے لگے اور بھی بدشگونیاں ہوئیں اتھا ٹھنکا کہ ہونہ ہوا آثار بڑھ گیا ضرور جا بکلی جی پر کچھ نہ کچھ آفت آئی یا تو ان کو کوئی کھا گیا یا ان کے دشمنوں کی جان

پریتی راجندر جی انہیں توہمات ہیں لوٹے آتے تھے کہ سری لچھمن جی آتے ہوئے نظر آئے انہوں نے ڈانٹ کر پوچھا کہ سیتا جی کو کہاں اکیلا چھوڑ آئے مجھے ضرورت معلوم نہیں ہوتی بدشگونیاں ہو ہی ہیں۔ میں نے راجس کو مار لیا اور پھر بھی دل خوش نہیں۔ ضرور کچھ اور کا اور معاملہ ہو گیا۔

سرگ ۵۷

کٹی میں سری راجندر جی کی واپسی اور

سیتا جی کے نہ ملنے سے مایوسی

راجندر جی لچھمن جی سے شکایت کرتے چلے آتے تھے کہ تم نے بڑی غفلت کی اگر جاگتی کے دشمنوں کو کسی آفت کا سامنا ہو گیا تو میری زندگی حرام ہو جائیگی معلوم ہوتا ہے کہ کٹی جی کی مراد برائی اس کے راج پاٹ کا زمانہ آگیا مانا کوشلیا کی قیمت ہو گئی ابہ غلامی کر سکی اگر جائی جی جیتی نہ میں سمجھ لینا کہ میں بھی جو بھیا میں جیتے جی منہ نہ دکھاؤ گا ضرور راجس سیتا جی کو بچ لے کر لے کر لے گا۔ انہیں باتوں میں اس نے بڑا کٹی میں پہنچے تو سیتا جی کا کہیں نام و نشان نہ تھا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور رائے سیتا جی کی کہ کچھ چار پر کھانے لگے

سرگ ۵۸

سری راجندر جی کی لچھمن سے شکایت

رادن نے آٹھ دوت مقرر کر دیے تھے کہ پل پل کی خبر سنی جائے راجندر جی کو ایک توان کا اندیشہ تھا دوسرے بار و جی کے قول کی تائید کا خیال تیسرے ان کو یہ فکر تھی کہ کہیں رادن ایشتر سہجے لے کر سب کیا دھرا اکر تھو ہو جائے اس لحاظ سے وہ جاگتی جی کے غم میں نہایت ہی بیتوا رہتے اور زمین سجا کہتے تھے کہ تم نے سخت غلطی کی۔

لچھمن (۱۰) نے جاگتی جی کی گھبراہٹ کا حال کہہ کر ان کے طعنوں کا بھی ذکر کیا۔ اور اپنی

مجبوری ظاہر کر کے عرض کی کہ

میرے ہوم کرنے ہاتھ چبہ میں میں معافی کے قابل ہوں لیکن سری راجندر جی نے کہا کچھ ہو غلطی
تمہاری ہی ہے تم جانکی جی کی باتوں سے غضبناک ہو کر چلے آئے تو محض بیوقوفی کی عورتوں کی باتوں
کا بڑا ماننا ہی کیا میں نے فوراً ہی راجھس کو مار ڈالا اس کی مایا ایک بھی نہ چلی۔

سرگ ۵۹

سری راجندر جی کی بیقراری اور جانکی جی کی تلاش

سری راجندر جی نے کئی میں چاروں طرف دیکھا ادھر ادھر تلاش کی مگر کہیں جانکی جی
نظر نہ آئیں حواس پر آگندہ ہو گئے ہوش جاتے ہے اس رخت سے پوچھا اس پر مذ سے دریافت کیا مگر
جوابے نہ دارو۔ سوچتے تھے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی راجھس کا گیا انہیں خیالات
میں جو ہو کر جب رخوں سے کچھ جواب نہ پایا تو سب کو بڑا بھلا کہتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ میں
نصو کی حالت میں بول اٹھے آہ جانکی جی کہاں بھاگی جاتی ہو ذرا پیتا مبرہم کو بھی تو دکھاتے
جاؤ۔

سرگ ۶۰

سری راجندر جی کو جانکی جی کی تلاش میں مایوسی

سری راجندر جی کو صدمہ فراق میں ہیں نہ تھا ہوش حواس نہ تھے لچھن کا بازو پکڑ لیا
اور کہنے لگے کہ بھائی سینا جی کو کسی طرح دکھاؤ اب ل کو قرار و طبیعت کو چین نہیں میری
زندگی جانکی جی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ مرنا تو آسان ہے مگر سرگ کو گیا تو پتا جی کو کیونکر نہ دکھاؤنگا
ہائے جانکی جی تم نے بڑی غادی مجھے جیتے جی مار ڈالا میں ابھی چولا چھوڑ دوں لیکن خیال یہ ہے
کہ تم بیوفائی کا الزام مجھ ہی پر رکھو گی۔ اور جب میں سینا سے سخت ہو جاؤنگا تو تم مایوس
ہو جاؤ گی کہ ہائے راجندر جی تلاش کی جستجھٹ سے جی چراگے یہ جنوں انگیز خیالات ظاہر
کر کے سری راجندر جی پھر لچھن سے مخاطب ہوئے اور بولے کہ
بھائی! میں تو ہاتھی کی طرح شکاریوں کی مار میں پھنس گیا ہوں میری عقل ٹھکانے نہیں
نہ غار سے کیونکر نکلوں۔ تدبیر بتاؤ ورنہ شکاری کرو۔

لچھمن جی رانچندر کی پریشانی سے نہایت یچین ہوئے اور سمجھ لیا کہ صدمہ جدائی سے ہو
 دھواں بجائیں انہوں نے ڈھارس دی اور فرمایا کہ
 آپ اطمینان رکھئے میں سینا جی کا ابھی پتا لگاتا ہوں یہ کہ لچھمن جی تلاش کے لئے چل
 کھڑے ہوئے سری رانچندر جی بھی ساتھ ہوئے اور دھڑکیا اُدھر ڈھونڈا اگر کہیں پہنچ نہ لگا۔
 رانچندر جی رو پڑے اور لچھمن جی سے بولے کہ تم آج وہاں جاؤ لچھمن کو میری قیمت پر چھوڑ
 دو۔ بھرت جی سے میری مصیبت بیان کر دینا ماناؤں سے کہ دینا کہ جانکی جی تو گنیش اب
 رام رام بھی اُن کو نہ دیگا تم میرے ساتھ تکلیف نہ اٹھاؤ گھر میں جا کر ضرر کرو پس اب
 اور کوئی ہوس نہیں۔

یہ کہتے کہتے سری رانچندر جی کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہ نکلا پوٹے سوپے ہوئے تھے
 اس وقت اور بھی لال ہو گئے رانچندر جی سینا کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے بالکل پست ہو گئے۔
 بالیسیوں کی حد نہ تھی۔ بس انتہا کہ کچھ لڑکھا کر گھر آئے اور لچھمن جی کو نازہ مصیبت کا سنا
 دیا سری رانچندر جی کو سنبھالا مگر وہ نہ سنبھل سکے۔

سنگ ۶۱

سری رانچندر جی کی بقیہ رانچندر جی کی تسلی بخش گزارش

سری رانچندر جی کو ہوش آیا تو پھر سری جانکی جی کے خیال نے انہیں تڑپا دیا لچھمن جی سے بولے
 کہ مائے راج پاٹا تو چھوٹا گھر بار سے جدائی نصیب ہوئی ماؤں کے دشمن قسمت سے اتر گئے
 پناہ جی نے الٹی مغفرت ہوئی آج وہاں بالیسیوں کی جدائی دلخ تھائی مگر رب پر جانکی جی کا
 بھروسہ بڑا۔ جن جانکی جی کے جسم پر اس بن میں بھی چٹکن کا اوٹن ملا جانا تھا۔ اب معلوم
 نہیں کہ ان پر کیا گزر رہی ہے زندہ بھی ہوں تو ضرور سارا بدن لہو لہان ہو گا عجیب نہیں
 کہ رانچندر جی ان کو کھا چکے ہوں۔ اگر زندہ بھی ہوں تو افسوس اُن کو مہیبت سے سامنا
 ہو گا۔ نہ وہ کبھی پھول توڑنے کو جاتی تھیں نہ اُدھر اُدھر ٹھکتی تھیں۔ نہیں معلوم کہ
 میری موت پر کیا ہتھ پڑ گئے۔ کہ میں شکار کو چل کھڑا ہوں۔ ادب نیچ کچھ نہ دیکھی۔
 سری رانچندر جی نے اسی عالم افسوس میں اُن لہو لہو سب سے جانکی جی کا پتہ

پوچھا۔ لیکن کسی نے کچھ نہ بتایا اور سب کی خاموشی سے سری راجندر جی کو جانکی جی کو مفاقت کا کچھ ایسا جانکاہ صدمہ ہوا کہ پھر زمین پر گرنے لگے۔

لچھن جی پاس ہی تھے انہوں نے بازو مقام لیا وہ سمجھ گئے کہ سری راجندر جی اپنے اظہار غم سے میرے دلی صدمات کا اندازہ کرنا چاہتے ہیں ان کو ہر وقت قدرت حاصل ہے کہ جانکی جی کو سستے بلا لیں دشمنوں کا قلع قمع کریں مگر دنیا دکھا ہے کہ یہ سارا رونا دھونا ہے واقعی اگر گریہ و زاری نہ کریں تو رادن اور راکش جب سمجھ جائیں کہ ذات اقدس ساکشات ابشر کی ذات ہے تو پھر دنیا کا ادھار کیسے ہو۔ سری راجندر جی اگر اپنے آپ کو ابشر ثنا کر دیں تو راجپس نہ مخالفت کریں نہ ادنا لینے کا کچھ نتیجہ ہو۔ یہ سوچ سمجھ کر سری لچھن جی نے سری راجندر جی سے فرمایا کہ

عقلمند زیادہ فکر نہیں کرتے بلکہ فکر کے بدلے تدبیر فراہم کرتے ہیں آپ کو لازم ہے کہ صبر و استقلال سے کام لیجئے جو صابر و مستقل مزاج ہے اس پر کوئی مصیبت ستم نہیں ڈھا سکتی۔

سرگ ۶۲

سری راجندر جی کا دیوتاؤں وغیرہ پر خطاب

راجندر جی ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے نہ گوداوری پر لچھن جی کو کچھ پتہ لگانا اور طرف خود اُن کو خواب و فوہرام ہو گیا۔ دل پر ایسی چھا گئی امیدوں نے خشک جواب دیدیا پر پت سے دریافت کیا تو وہ بھی ہونٹوں پر دھڑلکائے رہا کچھ نہ ٹسکا ہرن پاس آ کر دکھن کی طرف دوڑ جاتے تھے سر آسمان کی طرف اٹھا رہنا تھا بیانی کی حالت میں گویا ان کا یہ اشارہ تھا کہ جانکی جی ادج ہوا پسے اُدھر ہی گئیں سری راجندر اور لچھن جی نے سارا جنگل چھان مارا گوشہ گوشہ ڈھونڈھا پتے پتے سے پتہ پوچھا مگر جانکی جی نہ کہیں میں نہ کسی نے اُن کا پتہ دیا جس وقت راجندر جی تلاش میں معرّف تھے ہرن دوڑ دوڑ کر آئے اور پھر جذب ہی کی طرف درڑے آخرو دو بھائیوں نے سمجھ لیا اس میں کچھ سر نہ ہے ضرور یہ جانکی جی کی خبر بتاتے ہیں چنانچہ سب طرف سے خیال اچٹا کو ہرنوں کے پیچھے ہوئے جاتے

ہلے ایک جگہ بچوں کے زبور پڑھے ہوئے پائے راجندر جی نے دوڑ کر انہیں اٹھایا
 تو لچھن جی سے بولے کہ
 دیکھو یہ ہرے ہی گندھے ہوئے زبور میں تم بھی بچاؤ۔ معلوم ہوتا ہے کہ راجھیں اسی
 طرف سے گزرا ہے رنج اور جھٹے میں بھرے ہوئے آگے بڑھے تو ایک مقام پر سوئے گا
 بھی پڑا ہوا پایا سوچے کہ بس اسی جگہ راجھیں جاگتی کو کھائے لیکن چند ہی قدم پر تیر کے
 دستے اور تار کے پھل پڑے ہوئے دیکھ کر خیال بڑا کہ ہونہ ہوا اور راجھیں آپس میں کٹ رہے
 ہیں باد پوتاؤں سے لڑائی ہوئی ہے ایک راتھی کو مردہ دیکھ کر یقین بڑا کہ بس یہیں سے
 سینا کوئی اول گیا انہیں تو بات میں سری راجندر جی کچھ ایسے محو ہوئے کہ زبان قابو
 میں نہ رہی بولے کہ

کیا مادہ بوجی بھی ایسے وقت میں سگئے بود شلوں کی اچھی طرح خبر لیتے ہیں افسوس میری
 سہاٹی نے مجھے خراب کیا چند ماں جب تک ٹیڑھا رہا نہ رہا کچھ تکلیف نہیں دے
 سکتا بس آج سے میں بھی ٹیڑھا بن جاؤنگا دیوتاؤں تک کو زندہ نہ چھوڑ دنگا
 پشاور اور نشا چروں کی کیا گنتی ہے یہ بھی سینا برن کی کچھ خبر نہیں سنتے یہ کہہ کر
 انہوں نے چپے پر تیر پڑھا لیا اور لچھن جی سے بولے کہ

بس دنگا دنگا نہیں میرا بان چکی سے نکل کر سب کو خاموشی کا خزانہ چکھائے دیتا ہے

سرگ ۶۲

سری لچھن جی کی عاجزانہ التجا

سری راجندر جی کو شننا کہ سمجھ کر سری لچھن جی قدموں پر گر پڑے اور عرض کی کہ
 مہا باج عفو تھو کہ دل لے آپ کی چشم قبر سے دنیا خاک سیاہ ہو جائیگی آپ کا اوتار تم
 وکرہ کے لئے ہوئے راجہ سر تو کے معصوم کا خیال کیجیے۔ کشتواک مہن کی خلیہ پروردی کو
 دیکھتے جیسات آپ نیا الٹ پٹا کر سکتے ہیں اشارہ کر دیجئے تو تر لوک ہل جائے مگر یہ بات
 آپ کی شان قدرت کے خلاف ہے آپ دنیوی خیال سے ہی نہیں دید کے اصول سے
 بھی غور کر لیجئے کہ غصہ بڑا ہے یا اچھا آپ کو میں کیا سمجھا سکتا ہوں یہ پست کی بھی
 یہ مجال نہیں پھر بھی خاموں کا فرض ہے کہ دل کی بات گوش گزار کر دیا اسی لئے میری

درخواست ہے کہ آپ غصہ زدک کہیں اور اس نالائق کا پتہ لگائیں جو سینا جی کو لے گیا ہے
یوں آپ کے غناب سے دنیا کا دم بھر میں خاتمہ ہو جائیگا +

سرگ ۶۴

سہری راجچندر جی کی جٹیلو کی پالین پر رسائی
جس وقت چھین جی کی عاجزانہ گزارش سنی سہری راجچندر جی نے چلے سے تیرا دتا لیا
اور تیوری کے بل دور کر دئے اور کنوئیں باڈی وغیرہ میں سینا جی کو تلاش کرتے ہوئے چلے
تو دور سے ایک گدھ زمین پر پڑا ہوا نظر آیا سہری راجچندر جی چھین جی سے بولے کہ
بس معلوم ہو گیا کہ یہی راجچندر جی گدھ کے بھیس میں سینا جی کو کھا گیا۔ ابھی ایک راجپوت
نے ہرن بن کر دغا کی اب یہ دوسرے ذات شریف میں مل گئے۔ خیر دیکھو میں ابھی اس
کجبت کا خاتمہ کئے دیتا ہوں +

یہ کہہ کر سہری راجچندر جی نے جوش غضب میں دھنش بان چڑھا کر مارنا چاہا ہی تھا
کہ گدھ چلا یا۔

سہری راجچندر جی میں آپ کا خیر خواہ ہوں رادون مجھے اس حالت پر پہنچا کر جا کی جی کو
لے بھاگا سر سے پاؤں تک نے خمی ہوں بازو کٹ گئے پنے کی طاقت نہیں ہونٹوں پر جم
جان فقط آپ کے انتظار میں اب تک نہ نکلی +

سہری راجچندر جی جٹیلو کی آواز دور دست کو ڈر پڑے اٹھا کر سینے سے لگا لیا رادون نے لگے
کہ ہائے جنگل میں ایک گدھ راج ہی رفیق ملے تھے اُن کو بھی کچھ ملے دشمن کیا نظر کھا گئی
مجھ سنا بد قسمت زمانے میں اور کون ہو گا باپ نے میرے ہی غم میں جان لی اُن کے دوست کا
بھی سہری ہی بدلتا تھا تہہ ہوا۔ کہاں تک بانٹھی پر آتسو ہواؤں یہ ذرا کرانوں نے جٹیلو
جسم کا خون پونچھنا شروع کیا اور روتے روتے زمین پر گر پڑے۔

سرگ ۶۵

جٹیلو گدھ کا کر یا کر م
تھوڑی دیر کے بعد سہری راجچندر جی کے ہوش ٹھکانے ہوئے جٹیلو کی پھر خدمت شروع

کی لچھمن جی بھی خون پونچھتے ہے اتے میں جٹایو کا ایک رنگ آنے اور ایک رنگ جانے
لگا سری راجندر جی نے کہا۔

جٹایو جی! اگر تکلیف نہ ہو تو سینا جی کی سرگزشت کہہ جاؤں کون ہے
کہاں ہے کیسا ہے۔

جٹایو۔ لبوں پر جان ہے آنکھوں میں دم ہے کیا کون افسوس کہ رادن میرے جنگل
سے بچ کر نکل گیا اس کے پاس توار نہ ہوئی تو میں نے مار ہی لیا تھا مگر قسمت رادن
نہایت ہی لائق ہے بونڈے میں جا کی جی کو اڑائے لے جانا تھا میری نظر پڑ گئی جا کی
کو پہنچانا تو ضبط نہ ہوا خوب ردھاڑ ہوئی لیکن بڑا ہو تو ارکا اس سے پیش نہ گئی خیر
جو ہوا سو ہوا آپ گھبرائیں نہیں جو تش شاستر کے رومے ایسے وقت چوری کر نیوالے کی حیرت
نہیں سیتا جی آپ کو عنقریب ملیگی اور رادن کا سارا خاندان سیاہ ہوگا +

جٹایو اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ آنکھیں الٹ پٹ گئیں اور سری رام چتر کے زلیخہ دم
نکل گیا سری راجندر اور لچھمن جی کو ایسے فنی کی موت کا نہایت صدمہ ہوا لچھمن جی ڈر
کر کڑیاں لائے اور سری راجندر جی نے کریم کے شرادھ کیا اور آنسو بہاتے ہوئے
آگے بڑھے۔

سرگ ۶۶

سری راجندر جی اور لچھمن جی سے کوندھ راجپس کا مقابلہ
سری راجندر جی اور لچھمن جی چلے تو کئی بھیانک جنگوں سے گزر رہا کہیں پتا درہی
پتا دور تھا کہیں ساکھو ساکھو جس بن میں گزرے وہاں سری جاگی جی کی تلاش میں پاؤں
توڑے لیکن بے سود چلتے چلتے تھک گئے پاؤں میں خون اتر آیا اس طرف کے جنگل نہایت
فریق کہ نہیں ہرن بوڑ پرندوں سے زمین بوجھل ہو رہی تھی آگے بڑھے تو ایک پہاڑ کی گھا
نظر آئی سوچے کہ جاگی جی ضرور ہی یہاں ہونگی اس ہوس میں بڑھے تو ایک راجپس فور
پڑی کالا کالا مڑے بڑے بڑے دانت پہاڑی جھپاتی صورت دیکھ راجندر جی سہس لے
لچھمن جی سے کہا کہ ایشور کی قدرت دیکھو کیا کیا صورتیں بنائی ہیں لتے ہی میں
راجپس لپک کر آئی اور لچھمن جی کہہ مارا کہ بول کہ

دل آگیا ہے طبیعت پہ اختیار نہیں خشک صبر و تحمل میں قرار نہیں
ہے ماننے کا یہاں شوق ہلکا نہیں کروغم ایک نہیں کیا اگر ہزار نہیں
چوچیں۔ پہاڑ پر مزے اڑائیں۔ دریا کی سیر کریں۔
لچھمن جی کو سخت غصہ آیا فوراً ہی متوار نکال کر تک اڑائی کان کاٹ ڈالے اور
ہاتیاں بھی تراش لیں۔

راجپسنی جیتی چلاتی بھاگی اور لچھمن جی سری راجندر جی سے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے کہ
کچھ فساد شدنی ہے ہم اور آپ لیس ہونہ میں ضرور کسی ناشدنی سے معاملہ پیش آئیگا۔
اتنے ہی میں آنندھی آئی اور آنندھی کے ساتھ ہی ایک عجیب الحقت راجپس جھپٹ پڑا۔
اس کے تن و توش کا کیا کنا باز و چار کوس لمبے تھے اور چوہر کین کھائی نہ دیتا تھا اس
نے آتے ہی دو بھائیوں کو بغل میں بوج لیا سری راجندر جی یہ سوچتے ہی دگئے کہ
جنرہ کھائی لمبے تو تیرا میں اس وقت یہ اچھس کہتے ہی ہاتھی شیر اور کچھ ہضم کر چکا تھا
مگر کچھ بھی نیت سیر نہ ہوتی تھی اس نے دو بھائیوں کو ایسا دبوچا کہ دونوں کے دونوں
چیخ اٹھے۔ ایک دوسرے سے فریاد کرتا تھا راجپس بولا کہ۔

یہاں تمہارا کیا کام تھا جو آئے اس بن میں فقط وہی آتے ہیں جن کا پریتا نہیں
بھرتا میں بھوکا ہوں جدی سے پیٹ میں چبے جاڑ نہیں تو منہ میں جھوٹک لوز لگا۔
سری راجندر جی اور لچھمن جی سخت پریشان ہو گئے سمجھ گیا کہ جان کی خیر نہیں
بھائی ایک دوسرے کی طرف نظر حسرت سے دیکھ رہے تھے آنکھوں ہی آنکھوں میں
کچھ باتیں ہو گئیں اور ادھر سری راجندر جی نے اور ادھر لچھمن جی نے ایک ایک بازو
کاٹ کر راجپس کو بے قابو کر دیا۔

سرگ ۶۷

کوندھ راجپس کو نجات کی خوشی

کوندھ راجپس کے دونوں بازو کاٹ گئے تو آنکھیں کھل گئیں ساری سیکڑی بھول
گئی بوجھا کر آ کر کہاں ہیں لچھمن جی نے سب نام و نشان بتایا اور راجپس ساری تکلیف بھول

گیا۔ خوش قسمتی کو سرائے لگا اور بولا کہ
 زہے نصیب بدقول کی آرزو پوری ہوئی زندگی کا لطف آج حاصل ہوا شکریہ
 کہ تاراٹن ہوئی اب ذرا میری بھی سرگزشت سنئے۔

سرگ ۶۸ کو زندہ راجپس کا قتل

کو زندہ راجپس ماٹل گفتا رہے کہ۔
 میں ادائیل میں نہایت ہی خوبصورت تھا۔ سوچ جانندھکل سے شرتے تھے جن کے
 غروے آپے میں نہ رکھا مستحول شرارشی کے ڈرانے کو بھیا ایک شکل میں چاہنچاشی
 دیکھتے ہی ناراض ہو گئے اور بد عادی کہ ہمیشہ ایسی ہی شکل ہے میرے حواس جلتے
 ہے بڑی منت مساجت کی عذر خواہی پر رشی جی کو ترس آیا اور فرمایا کہ اچھا صبر کرو۔

راجپہر کے اوتار میں ہتھاری صورت تبدیل ہو جائیگی۔
 چنانچہ وہ جنم تو اسی طرح گزر گیا دوسرے جنم میں میرا نام دلو ہوا اور لوگ کو زندہ اس
 واسطے کہ گئے کہ سورج چند رماں اور اندھنے بجا حرکتیں گرائیں جس پر مجھے ایسا
 غصہ آیا کہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں چنانچہ برہما جی کی تپشیا کی اور برہما جی نے درازی عرصہ کا
 پران یا۔ بران پاکر میں نے اندر کو نیچا دکھایا۔ اندر نے بجا مارا تو دو ٹکڑے ہو گئے ایک سر پر
 دوسرا زانو پر چڑھ گئی میں چیخ اٹھا کہ یا تو جان سے مار ڈالو یا کہ نہ پیسنے کا سہہ دیتا
 کرو تاہم ٹٹا چکی تھی چنے پھرنے کے قابل نہ رہا تھا اندھ نے رحم کیا یا اور ہاتھ جو
 جن بھر کے کر مئے اور نہ کو پیٹ میں کر دیا چنانچہ میں انہیں لیے لیے ہاتھ پاؤں سے اپنا
 شکار مارا اور پیٹ بھرنا تھا شکریہ کہ آپ نے اندر جی کے فرلنے کے مطالبی میرے
 بازو کاٹ لئے اور میرا جنم سچل کیا میری درخواست ہے کہ آپ اب میری مٹی سوار تھ
 فرمادیں اور گتاخی صاف۔

سری راجپہر جی نے فرمایا کہ

اچھا یہ تو بتاؤ! سینا جی کو کون کہاں لے گیا ہے۔

کو زندہ پہلے آپ کو یاد وہ کر لیجئے پھر آپ کو سب معلوم ہو جائیگا۔ ابھی میں کچھ

نہیں بنا سکتا مگر یہ سمجھ لیجئے کہ جو سینکڑے گیاہے وہ کوئی معمولی آدمی نہیں بنیلے کہ نہ
 زوروں کا ستراج ہے۔ لے اچھا اب انتظام کیجئے شام قریب ہے رات کو کمریا
 واہ ٹھیک نہیں۔ غار موجود اس میں مجھے دکھائیے اور آگ لگا دیجئے ۛ

سرگ ۶۹

کوئٹہ کی سری راجندر جی سے ناصحانہ تقریر
 کوئٹہ راجپس کی درخواست قبول ہوئی۔ یہاں کی کوہ میں اس کا اگن واہ کیا گیا
 جو بہن جسم میں آگ لگی کوئٹہ راجپس کی قدرت کچھ عجیب ہی ہو گئی چہرے پر رونق
 گھٹے میں بالابدن پر زیور۔ ایک ایک مصنوعی نور کے سانچے میں ڈھل گیا اور دیکھتے
 دیکھتے بوان پر سوار ہو کر ہر گھٹو کی طرف روانہ ہوا دو لو بھائیوں کی نظر
 آکاش کی طرف تھی کہ آواز آئی۔

راجن کو چھ کام کرنا لازم ہیں سیل۔ بگاڑ۔ رٹائی۔ راج کے معاملات میں آل
 رٹائی کے وقت نہ ضمانت کا خیال نہ کر دیا بھائی باپ کا مظلوم کی دعوے اور حق
 رسائی آپ کو دیکھیں بابتیں نظر انداز ہو گئی تھیں اسی لئے اب تک اس مصیبت
 کا سامنا ہاں مگر اب وہ دن ختم ہو گئے۔ سگریو بارز سے ملاقات ہوئی تو بس مشکلا
 کا خاتمہ ہو گیا سگریو بارز بڑا دھڑا تھا اس کے چار رفیق ہیں اس سے آپ
 کو بڑی مدد ملے گی۔

راجندر جی۔ بارز سے مدد کی کیا امید۔

کوئٹہ۔ آپ بارز سے سگریو بڑا ہی عقلمند اور نہایت ہی طاقتور ہے اگر اس
 کا بھائی سے بگاڑ نہ ہو جاتا تو آج تینوں روکے ہیں اس کی منادی پٹی۔ میری رائے
 ہے کہ آپ اس کے ساتھ دوستی پیدا کیجئے آپ اور وہ دو لاکھ ہیں خوب نیم جاہلی
 مگر جو کام کیجیگا قول و فعل سے۔ آگ درمیان میں ہو۔ ہتھیاروں کی قسم ہو پھر
 مجال نہیں کہ سگریو آپ سے اتفاق نہ کرے اور اتفاق ہوا اور پھر مطلب یہ
 سینا جی پاتال میں یا ہالیہ اور سومیر کی اونچی سے اونچی چوٹی پر بھی ہوگی تو
 سگریو کے بارز پتہ لگا لینگے۔

سرگ ۷۰

کوندھ راچھس کی پندرجی کے لئے پناہ سرجا کی ہدایت

کوندھ راچھس گویا ہے کہ آپ شوق سے آگے جلتے آپ کا عزم آپ کو مبارک ہوگا۔
پہلے کچھ کے رخ چلتے وہاں ایک شوارگرارجل میگا اور رنخوں پر چڑھ چڑھ کر جانے
کی ضرورت ہوگی پھول پھل سب بیٹے مگر وقت صرف راہ راہی کی ہے آگے چل کر
پناہ سر دتالاب، میگا نیت فرحت کی جگہ پر نہ فرشتہ الحان ہر طرف سبزہ زار یہ مقام
بہت عمدہ تفریح کا ہے پھیل کا شکار کچے عمدہ عمدہ پھل کھائے ٹھنڈا ٹھنڈا
پانی پیئے۔ بازوں کی چیل دیکھنے پھولوں کی مالائیں پہنے تنگ رشی کی برکت سے یہ
مالائیں آپ ہی کے لئے محفوظ ہیں کبھی خشک نہیں ہوتیں تنگ رشی بہت باکمال
تھے ان کے جیوں کو بھی صاحب کشف و کرامات کنایا نہیں جبہ بن سے
کا پھول ہو جاتی تھی چنانچہ رشی جی انہیں پھولوں سے دیوتاؤں کی پوجن کرتے
تھے اسی مقام پر آپ کو سیوری بھینی ملے گی وہ آپ کی بڑی بھگت ہے آپ
اس کو تابیئے۔ اور پھر کچھ سے پورب کی طرف چلتے وہاں آپ کو ایک کجلی بن
یگا بڑے بڑے مست ہاتھی نظر آئیں گے۔ مگر ان ہاتھیوں سے خوف کی کوئی
بات نہیں شیوں کی پتیل سے یہ کسی جا نثار کو ضرر نہیں پہنچاتے۔ اس جنگل
کے آگے رکھیہ موک پہاڑ دیکھائیے۔ پہاڑ بہت بلند ہے۔ اس پہاڑ پر چڑھنا
ہر کس دن اس کا کام نہیں یہاں شیوں کی کثرت ہے ناگوں کا شمار نہیں ہر
طرف ناگ ہی ناگ ہیں یہ پہاڑ خاص اپنے لئے برہما جی نے بنایا تھا اور اس کی
پورب میں پناہ سرنانی تالاب ہے پھولوں کی نہیں سبزہ زار کا لطف
فرحت انگیز ہے مگر یہ آپ کو اسی مقام پر اٹھ جائے گا۔ جہاں سفید
چٹان نظر آئیگی۔ کوندھ کی تقریر ختم ہو گئی اور اسی وقت بول بند ہو گیا۔
اور اس نے سرگ کی راہ لی۔

سرگ ۱۷

سیوری کے یہاں سری راجندر جی

کی فوق افروزی اور اس کی نجات

کوئٹہ راجپس کی ہدایت کے موافق سری راجندر جی پچھم کو چلے تو سیوری کا مکان مل گیا۔ سیوری خود انتظار میں تھی قدموں پر گر پڑی اور کش آسن بچھا دئے و دونو بھائی بڑے پریم سے بیٹھے اور پوچھا کہ

کوہ اس جنگل میں تمہاری تپشیا کیونکر ہو سکی۔ کسی نے رخسہ اندازی کی یا نہیں تم کو آج تک کسی پر غصہ آیا یا تم غصے کو ضبط کئے رہیں۔ کیا کیا یا کیا کیا۔ گورد کی کبھی خدمت کی یہاں رہنے کا کیونکر ڈھنگ ہوا۔

سیوری ہمارا ج میں مہا پاپن ہوں مجھ سے کیا بن پڑتا۔ آج آپ کے دشمنوں سے البتہ سمجھی کہ زندگی سچل ہو گئی۔ برہمہ لوک اور سرگ لوک سب قدموں کے تہ ہیں گورد کی کرپا سے نہ کوئی پاپ رہا نہ کوئی روش آپ ادھر اچھو دھیا سے روانہ ہوئے ادھر میرے گورد رشیوں نے سرگ کی راہ لی مجھے تنہائی کا غم ہوا تو انہوں نے کہا کہ۔

گھبراتی کیوں ہو سری راجندر جی آتے ہیں۔ وہ تاراٹن کر دینگے۔

گورد و سرگ میں چلے گئے ہیں آپ رہ گئی اور آپ کے انتظار میں ایسی مضطرب ہوئی کہ روز روز ناز سے پھل لاتی تھی اور یہی آرزو رہتی تھی کہ آپ آکر انہیں قبول کریں۔

سری راجندر جی نے سیوری کی بھگتی کی تعریف کی قبول کئے اور کہا۔

تم سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تم نور دید سے بچی اوقف ہو اور برہمہ دیا گئی تھی نہ ہو کوئٹہ راجپس نے تمہاری تپشیا کی تعریف کی تھی۔ اسی سے زیادہ میں نے تم کو پاماد میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا کیا چیزیں دیکھنے کے قابل ہیں۔

سیوری نے دو زبائیوں کو جنگل کی سیر کرائی جو تنگ شخی کی قدرت کاظمہ سے کالی گھٹا کا ہر رنگ ہو گیا تھا وہ بولی کہ میرے گورد رشی یہاں تپشیا کرتے تھے اور یہیں پہلے کرنے کرتے سیدھے سرگ کو چلے گئے میں اسی مقام پر شیوں کی خدمت کرتی تھی ان شیوں

سے نہ کوئی تیر تھکیا نہ باز کی صرف ایک درۓ آسن پر بیٹھے رہے مگر کمال ۱۰ تھا کہ سب احمد
ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تھے کوئی تیر تھکیا نہ تھا جو ان کے مرضوں کو نہ آجاتا ہو لیکن
سیری چرچی خواہش ہے کہ آپ اپنے چرن اس مقام پر چلا دیں کہ تارائن میں شکست سے اس مقام
کی غفلت دیکھ لیے کہ شی متی جو پھول لاتے یا لاگو نہ تھے وہ اب تک توتا نہ میں ایک پھری
خواب نہیں ہوئی لیکن ان میں سے کچھ پھول قبول کیے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں بھی آپ
کی آنکھوں کے سامنے اپنے گورو رشیوں کی خدمت میں چلی جاؤں +
سری راجندر جی سیوری کی کھنگنی اور خوش اعتقادی سے خوش ہو گئے اس کے قبول کی
تقریب کی اور سیوری اسی وقت آگئی نہ میں کو کو رہی سرگ لوگ میں چلی گئی۔ سری راجندر
جی نے اس مقام کا نام اس کی قبول کی یادگار میں تو بن رکھ دیا۔

سرگ ۲۷

سری راجندر جی کی رکھیا موک کی طرف روانگی

سری راجندر جی کو اس مقام کی غفلت کا اعتراف ہوا انہوں نے چھین جی سے فرمایا کہ
دیکھو اور رشیوں کی بابا بھی عجیب ہے خود تو مرگ لوگ کو چمکے اور اہل دنیا سے ایسا مقام چھوڑ
گئے رشی اور مہری ایک بگ بگ پانی پیتے ہیں۔ باز اور کبوتر ایک آشیانے میں تہہ ہیں یہ پیشا کا
پرتاپ نہیں تو اور کیا ہے ان سمجھ ہی خوش نصیب میں کہ عمر بھر کے پاپ بریاں دور ہو گئے اسید ہے
کہ کوئی شریب جال اور بہار و جلال جانیگا یہ باتیں کرتے ہوئے دروہ بانی پنپانڈی سے متصل
پہنچے اس نہی کا پنپا سر سے اتصال اپنی شگھم تھا اس مقام پر کپنار کے رخت نہایت ہی پر
فنا تھے اور شگھم کا نظارہ بھی تعزیر تھا سری راجندر جی شگھم میں اشان کر کے چلے تو گوشتی
کا ایک گھنا جنگل نظر آیا چشموں کا پانی صاف رشخاف پھیل اور کچھ دلوں کی کثرت رخت سبز
پھول کی ہر درخت پر طرف بہا سری راجندر جی اس مقام کی فضا دیکھ کر سیتا جی کی بابا
میں بیقرار ہو گئے۔ اور سرگ لوگ کے پاس پہنچنے کا اشتیاق بے چین کرنے لگا +

آرنیہ کا بیڑہ ختم

حصہ چہارم

کسکندھا کا نڈ

سرگ - ۱

پو بکرنی ندی اور پنپا سر پر سری راجندر جی کی بقراری

پو بکرنی ندی میں رہی ہے صاف شفاف پانی آئینہ کی جلا کو مات کر رہا ہے۔
 درخت ہرے بھرے لہے ہیں پھولوں کا زمین پر فرش بچھا ہوا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی
 ہوا کا کیا کسا درخت تک جھومتے رہتے ہیں۔ ہرن ہری ہری دھوپ چرتے ہوئے بہت ہی
 بھنے معلوم ہوتے ہیں ہر رنگ ہر قسم کے طاٹروں کی ٹیٹھی ٹیٹھی بولیاں اپنی اپنی جوروں سے
 چلبلیں ایسی لہریب ہیں کہ انسان کی طبیعت بے تاب ہو جاتی ہے پنپا سر میں کنولوں کی بہار
 اور ساتھ ہی بھوروں کی مستی بھری گونج میں کچھ عجب دلاؤ پڑی اور دلنشینی ہے۔
 قدرت نے اس مقام کو ایسا آراستہ کیا ہے کہ زندگی کا لطف یہاں سے بڑھ کر اور میں
 نہیں سری راجندر جی کے لئے سیتا جی کی مفارقت موت سے بدتر تھی ان کو اس فشت
 پر بہار کا لطف آنکھوں میں کھٹک گیا دل میں تیر و نشتر چھ گئے دریا کی لہریں دیکھ کر
 آلسو تھم نہ سکے ہو اے سرو کے جھونگروں نے ٹھنڈی سانسیں بھرنے پر مجبور کیا
 سنبل پر نظر پڑتے ہی زلف شکلیں کی بار آگئی ہرنیوں کی چو کڑی دیکھتے ہی آہوئے
 چشم کے چھلاوے سے نظر میں پھر گئے۔ زبان واقف آہ تھی اور ول مائل درو۔
 لچھمن جی سے کہتے تھے۔ کہ ہائے ہم یہاں سبرہ زار کی بہار دیکھیں اور ہاں سیتا جی
 اپنے اپنے ہرے ہرے زخم افادہ کیسا انقلاب ہے۔ جانکی جی اس وقت ہوتی تو پو بکرنی
 ندی پر بھیر ساگر کو قربان کر دینا اس وقت کی فضا بہت رات سے کہہ رہا تھا۔

گئی۔ چہرے نصیبوں کے بدن میں یہاں کی بہار سے بچھو کا ساز ہر جھپکتا ہے چنانچہ
 جب سری رائیچہ پر یہاں کی طلسم خیز تربت نے جادو کا اثر کیا تو بے قابو طبیعت کا
 کپڑا پوچھنا سری رائیچہ رچی کی بے ثباتی حد سے گذر گئی وہ آپے سے باہر ہو گئے دل
 پر مطلق خیال نہ رہا اس وحشت انگیز حالت کو دیکھ کر سری چھین بھی بولے کہ
 طبعیت قابو میں رکھتے۔ غمان ضبط ہاتھ میں لیجئے دل آپ کے قبضے میں ہے آپ
 دل کے بس میں نہیں پھر یہ اضطرابی کیسی سینا جی کے فراق کے زمانے کو جاگ
 یا منوتر نہیں جس وقت ہم لوگ نکلا ہیں پہنچ گئے رادن کا ناتر ہے چند دنوں کے
 لئے دل کو چین کرنا فضول نار دجی کیا کیجئے اہل زمانہ کو کیا خیال ہوگا۔ آپ کے
 نام سے لوگوں کی مہینتیں کٹی ہیں۔ آپ یہ ظاہر داری کیوں فرماتے ہیں ؟
 یا تو سری رائیچہ نے جی درباٹے رنج میں غوطے لگا رہے تھے یا دھنچکے اٹھ کر
 اور فرمایا کہ۔

ذرا راز کو سمجھو۔ رادن کے چہرہ ادھر ادھر گئے ہوئے ہیں لہذا لکھ بھر کی خبر
 رادن کو پہنچتی ہے۔ اگر میں رنج و غم ظاہر نہ کروں تو رادن سمجھ لیگا کہ یہ ادنا نہیں
 اور جب رادن پر رعب غالب آئیگا۔ تو بیتا جی کو ہاتھ بڑے ہوئے مانس کر لیگا
 اور اتنی در دسری منہ دل ہوگی۔

سکر - ۲

سکر پو کی رانم لچھمن کی صورت سے تشویش

ہنومان جی کی ملاقات کے لئے روانگی

سری رائیچہ رچی اور لچھمن جی سینا کو تلاش کرتے ہوئے رکھیا موک پر بت کے قریب
 پہنچے۔ سکر پو اور اُس کے ساتھیوں نے دور سے دیکھا تو سب کے ہوش جھٹکے

آپس میں باتیں ہونے لگیں یہ دونو شخص کمان چڑھائے تیر چٹکی میں لے ہوئے بوجھ اور دھڑک
کس کی ناک جھانک کر رہے ہیں۔ ہر ایک کی روح فنا ہو گئی کہ ہونہ ہو بالی کے جاسوس ہیں
ایسا نہ ہو کہ تیزوں کا رخ کر دیں۔ رفیق بند راتھ دوڑے فرخت کو اکھاڑ اکھاڑ کر
آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا۔ سب کو اپنی اپنی جان کی فکر پڑی۔ سری ہنومان بھی ہیں
تشریف فرما تھے۔ انہوں نے سنگریلو کو فرمایا کہ ۔
کیا واسیات دھم ہے۔ ذرا دل کو شیر رکھئے۔ ایسی بزدلی راجاؤں کے لئے زیبا
نہیں ہے۔

سگریو تمہاری عقل میں فتور ہے اور دست دبا زود دیکھو۔ آج تک ایسے جوان
کبھی بھی نظر نہ گزرے ہیں ایک تیر چٹکی سے نکلی جائے۔ تو رکھیہ موک کے پرچھے اڑ
جائیں معلوم ہوتا کہ یہ دہی لوگ ہیں جن سے بروہ راج نے دوستی کی تھی کیا عجیب کہ اب
بالی نے ان سے رشتہ انجاد قائم کیا ہوا انسان پر لے سرے کے فریٹے ہوتے ہیں اور
بالی تو چھٹاوغا باز رہے اس سے بہتہ یہ کہ تم بھی کوئی بھڑپ بھڑک کر ان دونوں کو دلا
کھاپتہ لگاؤ کہ کون ہیں۔ کہاں آئے ہیں جو بات کرنا اور ہر منہ کر کے جس وقت بالی کے
جاسوس معلوم ہوں زارشہ کر دینا کہ میں یہاں سے کہیں اور لپکا پڑوں ۔

سرگ - ۳

سری راجندر جی سے ہنومان جی کی گفتگو

ہنومان جی! نے رکھیہ موک سے جست کی اور برہمن کا بھیس بدل کر سری راجندر
اور لچھمن جی کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے منسکار کی اور پوچھا کہ ۔

ہمارا راج! آپ اپنا نام دانشان بتائے صورت سے آپ راجہ معلوم ہوتے ہیں۔
پانکین کا اندازہ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ بڑے شور بیر ہیں۔ مگر دل کہتا ہے کہ ہونہ ہو آپ نہ مانا
ہیں۔ چہرے پر جہاں تیج وہاں رنج کے آثار بھی نمایاں ہیں اس سے عقل چکر میں ہے۔ کہ آپ
کو ایشور سمجھ لیا۔ راجہ ایک ایک تیر دشمن کش ہے۔ نثار خون کی پیاسی اس سے تو یہی قیاس
غالب ہے کہ آپ نے ظلموں کی حفاظت کے لئے اپنی لکھیہ گوارہ کی پہاڑی اس سے تو یہی کہ

خوشخبری سنا ہوں کہ یہاں آکے وفاداروں کی کمی نہیں اس پہاڑ کا راجہ سنگریو یا نہ ہے پیش
کئی اس کا ایک ہوا خواہ ہوں آپ میری مضح قطع پر نہ جائے میں بھی ایک یا نہ ہی ہوں اس شہر کا
بیس جو پیش نظر ہے وہ فقط سنگریو کے شور سے قبول کیا گیا یہ نہ سمجھئے کہ میں کھجکادی ہوں
سری راجندر جی خاموشی سے ہنومان جی کی تقریر سن گئے۔ خود تو کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن
لچھمن جی سے فرمایا کہ۔

ہنومان جی سنگریو کے وزیر معلوم ہوتے ہیں جن گنگو سے ظاہر ہے کہ چاروں دیو
سے ہیں۔ بیکرن (قواعد) پر بھی کامل عبور ہے ان کی تقریر سے عینت اور یقیناً شکتی ہے
اب تک دوران گنگو میں کوئی خلاف تہذیب اشارہ تک ظاہر نہ ہوا یا تقریر میں تیزی فحش
گوئی نہ سختی زاد چیز ہے اکثر لوگ بات چیت کرتے ہوئے سر ہلاتے ناک بھون سکڑاتے
آکھیں مٹکاتے ہاتھ چلاتے۔ دانت دکلاتے۔ منہ بناتے اور نہ جانتے ہی بیہوش کرتے
کرتے ہیں مگر ہنومان جی کی تہذیب پر ذرا بھی حرف رکھنے کا موقع حاصل نہ ہوا۔ ان
کے انداز تقریر اور طرز ملاقات کو میں نیک خال سمجھتا ہوں اور امید ہے کہ ان کی سفا
نوازی میں خاص مہربانی کا لطف ہوگا۔

لچھمن جی نے سری راجندر جی کے قدموں پر سر جھکادیا۔ اور ہنومان جی سے بڑے
کہ جن سنگریو کا آپ نے نام لیا ان کا نام ہم رگ پہلے ہی سن چکے ہیں اور اس طرف نہیں
کا خیال گھیٹ لایا اگر ان سے ملاقات ہو تو نہ نصیب رہے ہم جس راستے جا رہے ہیں
چلے جائیگے ہیں صرف اپنے دشمنوں سے اسطرح اور کبھی سے کیا کام +

مرگ - تم

ہنومان جی کے کاندھے پر لم و لچھمن کی واٹھی

ہنومان جی دل ہی دل میں خوش ہو گئے کہ بات بن گئی۔ اب سنگریو کے دن پھرے یا
مطلب سدھ ہو جائیگا۔ چنانچہ انہوں نے سری راجندر جی کی تشریف آوری کا شکریہ
ادا کیا۔ اور طرز کلام سے گویا پتہ نشان پوچھنے لگے۔

لکشمی جی نے حسب و نسب بتا کر بن اس کی داستان کے ہدیہتا ہرن کی کہنیت

اور رکھیہ موک پر آنے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔
 سگریو کا پتہ نہیں کوندھ راجپس نے بتایا تھا جسے ہمارے سران سری راجندر جی نے
 اپنے تیروں سے سرگ میں پہنچا دیا وینا سری راجندر جی کو پشت پناہ پائی ہے کون ہے جو انہیں اپنا سایہ
 سر نہیں مٹا اتفاق کی بات ہے کہ انہیں کو سگریو کا بھروسہ کرنا پڑا راجہ سرگتھ کے قدموں پر پنا
 کے سر اجباروں کے سر جھکتے تھے سری راجندر جی کے قدم دیوتا تک جھوٹے گی ہوس میں ہتے
 ہیں مصلحت ہے سگریو جن کے پاس خود سری راجندر جی چھنے کے لئے تکلیف گوارہ کر رہے ہیں
 ہم کو سینا جی کی تلاش یہاں سے آئی رہا ہے کہ سگریو کو ان کا پتہ ہے۔

ہنومان جی۔ آپ سینا کے غم میں بچیں ہیں تو سگریو بھی اپنی محبوبہ خاص کے فراق میں تھی
 بچے آپ ہو رہا ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں آپ اور سگریو کی خوب بھ جائیگی آئے چلے
 مل لیتے ہیں کہہ کر ہنومان جی نے دونو بھائیوں کو اپنے کاندھے پر چڑھالیا اور ہوا کی
 طرح سگریو کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

سرگ۔

سگریو اور سری راجندر جی کی ملاقات

ہنومان جی پہنچے تو سگریو رکھیہ موک پر نہ پایا وہاں سے ملی پر بت پر گئے سگریو کو دہا
 ملے سری راجندر جی کا پتہ و نشان بتا کر سینا جی کی سرگزشت سانی اور کسان پر گئی
 دیکھا ہی وقت پرستہ جیسا آپ پر کیا خوب ہو کہ آپ دونو صاحب اتفاق کر لیں تو بندھی
 ہنشی کا زور سپاڑ کو توڑ دے۔ بالی اور راون کی حقیقت ہی کیسی ہے۔

سگریو پر شیرہ مٹھے جسے تہ سری راجندر جی کے سامنے آیا تو وہ منقطع شاہانہ تھی
 اتنے ہی سردار بزم کیا تنظیم و تکریم کے شرائط ادا کئے اور عرض کی کہ اگر کچھ جتنی منظور ہو تو
 ہاتھ پر ہاتھ مارے۔۔۔ سری راجندر جی نے ہاتھ پکڑ لیا اور سری ہنومان جی دونو کے بیچ
 میں آگ روشن کر کے برلے کہ اب عہد و پیمان اٹل ہو گا۔

سگریو جلدی سے آگ کی پرکھاں کر کے سال کے پتے توڑ لائے سری راجندر جی
 اور سگریو بیٹھے۔ ہنومان جی نے چند ان کا پڑا لچھمن کے راستے بچھا دیا۔

سگریو نے فریاد کی کہ ہائے عورت کا غم مارے ڈالتا ہے اور پھر ستم یہ کہ بالی سے
جان بچا نامشکل *
سری راجندر جی - اب تو جھاتی اور کوندھ راجھس کی راہنمائی سے یہاں سائی ہو گئی ہے
اب کوئی فکر کی بات نہیں چلے پیر چڑھا ہوا بان بالی کی جان لے کر رہیگا برہما اور رو بھی
حفاظت کہیں تو ممکن نہیں - میں بالی کو ضرور مار دوں گا *
یہ الفاظ سنتے ہی ادھر سگریو کا داہنا بازو پھٹنے لگا اور وہاں لٹکایا سینا ہی
کی بائیں آنکھ پھڑک اٹھی اور سب باز خوش ہو گئے *
سگر - ۶

سگریو کی طرف سے سری راجندر جی کی خدمت میں سیتا جی کے زیوروں کی نمائش

سگریو نے سری راجندر جی کو ڈھارس دی اور عرض کی کہ رادن کہاں جاتا ہے -
آپ اطمینان رکھئے - اگر اندر کے یہاں خواہ آکاش پاتال میں کہیں ہو گئی ہیں سیتا جی
کو لایا ہے کم لوں گا جس وقت جائیگی ادھر سے گزریں نہیں ہائے رام ہائے لکشمن کی
دروناک آواز کچھ کے کھڑے اڑاٹے دیتی تھی مجھے کیا خبر تھی کہ جگت مات جائیگی ہی ہیں
ورنہ اسی وقت رادن کی سٹی ہٹی بھلا دیتا - خیر یہ دیکھئے مہارانی نے کچھ زیور پھینکے پچھتے
انہیں کے ہیں یا کہی اور کے *

جونی زیور نظر سے گزرے سری راجندر جی کے دل پر ایسی جوت لگی کہ پٹ سے زمین
پر گر پڑے لچھمن جی سگریو اور ہنومان جی نے سنبھالا ہوش میں لائے آنسو پونگئے -
اور سمجھایا کہ -

رونے دھونے سے کیا حاصل ہے - طبیعت کو کیسیگا تو سب کی مہن جانیگا استسنا
بڑی چیز ہے صبر میں بڑی طاقت ہے - جہاں دل ٹوٹا بس بڑا غرق اس لئے سنبھلتے
کام رکھتے عنان شکیب کو ہاتھ نہ دیکھتے - ہم لوگ تو بڑا اٹھائے ہوئے ہیں -
کہ غنڈھ پیا فکر دور کر دیجئے - ہاں بے بس حواس ہیں ٹھکانے کیجئے - اور نہ زیور

شناخت کیجئے *

سری راجندر جی - میں اپنی نظر سے زیور دیکھتا نہیں چاہتا مکان کی بجلی ختم صبر سبکی
 گر آگے - تھکا مونی دل میں سورج ڈالیکا - نال کی کیل زبان کیل دیگی انگوٹھی کا مگینہ پیرا
 کھلائیگا کچھو نے بدن میں کچھو کا سا نہ ہر چھٹکا ٹینگے - چھپکا طاہر دل کو گرفتار معیشت
 کر بیگا - بدھی سے گلے کے زخموں کی بدھی تکلیف وہ ہرگی لچھمن جی سینا جی کے تم دیو
 ہو پچاؤ کہ کون زیور نہیں اور کس کے ہیں *
 لچھمن جی - بھائی صاحب میں سب زیور دیکھ چکا - کیا عرض کروں مجھے صرف
 بچھووں کی شناخت ہے *

سری راجندر جی - اور اتنے زیور کیوں نہیں پہچانتے *
 لچھمن جی - ایشور کی قسم آج تک قدموں کے سوا اور کبھی نظر ہی نہیں اٹھائی
 اور زیور کیا پہچانوں - سری راجندر جی لچھمن کے لحاظ بزرگی کے قائل ہو گئے اور سگریو
 سے پوچھنے لگے کہ سینا جی کو تم نے کس دالت میں جاتے ہوئے دیکھا *

سگر - ۷

سگریو کی سری راجندر جی کو صبر و تحمل کی فمائش

سگریو نے سب کیفیت بیان کر کے عرض کی کہ مجھے راون کا پتہ نشان معلوم ہے
 اور یقیناً اُس نے سینا جی کو کسی خفیہ مکان میں چھپا رکھا ہوگا سو آپ غفمند ہیں -
 آپ کو سمجھانا فضول ہے مگر خیال رکھئے کہ جو نگر میں بتا رہا جس نے سوچ میں
 جان رکھی وہ مجھے لیجئے کہ اس شخص کی طرح ہے بوریا میں ڈوب کر پھر نہیں ابھرتا -
 اس کی زندگی برباد ہو جاتی ہے - ہاتھ پاؤں کام نہیں آتے کوئی کام کرنا چاہے تو اذیت
 سے باہر ہو جاتا ہے - اس لئے آپ فکر کو دور کیجئے اور اپنے ساتھ ہر سرب کی بھی طبیعت
 پریشان نہ کیجئے آپ کے اضطراب سے ہم لوگوں کے بھی حوصلہ پست ہو جاتے ہیں *

سری راجندر جی نے آنسو پونچھے اور کہنا واقعی آپ سچے دوست ہیں دوست کا فہم
 ہی یہ ہے کہ دوست کریک مشورہ دے اچھی راہ پر لگائے ہیں آپ کی ملاقات ہے
 بہت خوش ہوؤ - آپ کی دوستی مبارک ہو - میں آج سے آپ ہی کے مشورے پر عمل کر رہا ہوں

مجھے یہ جھوٹ کی عادت ہے نہ دماغ بیباکی کو پسند کرتا ہوں میں نے جو کچھ تپ کیا اسکی
قسم کتا ہوں کہ جو قول کیا ہے اُسے چکر دکھاؤنگا آپ اپنی زبان پر قائم رہیں +
سگریو سری راجچندر جی کی تقریر سے خوش ہو گیا اور اُس کو تقویت ہوئی کہ
بس اب اپنا مطلب سمجھ رہا ہے +

مرگ ۸

بالی کے قتل کے واسطے سری راجچندر جی کی تیئنگیا

سگریو خوشی میں ست تھے انہوں نے یقین کر لیا کہ سری راجچندر جی ضرور بالی کو
مار کر مجھے راج پاٹ دلائینگے بولے کہ ہمارا راج راجچندر جی ان مال تک حاضر ہے آپ
کے لئے عزیز و اقارب بھی کام آئیں تو میں اپنا خزانہ سمجھو لگا دوں گی اہل ہی ہے کہ
اپنے سکھ کو سکھا اور دکھ کو دکھ نہ سمجھے اور دوست پر جان و مال قربان کر دے چنانچہ
آپا اطمینان رکھے کہ میرا قول پتھر کی لکیر ہے۔ برہما کا لکھا ہوا ہے لیکن میں قول
نہ پھرونگا +

اس قسم کی باتوں میں شام ہو گئی سگریو نے جنگل کے عمدہ عمدہ پہل میں کئے۔
سری راجچندر جی نے زمین پر بیٹھ کر سگریو کی خاطر کر دی اور اگل اگل کر دو ایک پہل
کھائے سگریو کے دل پر چوٹ لگی وہ دوڑ کر کچھ پتے لے آئے اور ایک کچھوٹا سا بچہ
سری راجچندر جی اور سگریو اسی فرش پر بیٹھ گئے لچھمن جی اور ہنومان جی نے چندن کے
پٹے پر نشست اختیار کی اور باتیں چھیڑیں راجہ سگریو بولے کہ میرا بھائی بالی دنیا
کے شہ زوروں کا سرتاج اور میرا جانی دشمن ہے اُس نے مجھے شہر بدر کیا میری
بیوی چھین لی اور یہاں بھی جان کا گاہک ہے +

سری راجچندر جی ہنٹے رہے +

خوب گزر گئی چوٹ بیٹھنے کے دیوانے کو

چلے برابر کا معاملہ ہو گیا مگر یہ تو کہنے کے شاستر میں بڑے بھائی کے جب باپ کے برابر
بنایا ہے تو اُس کے مرتبہ کی خوشی کیونکہ آپ بھائی بھائی ہیں بھائیوں کے معاملت

بھائی جانیں مجھے تو صرف دوستی کا پاس اور قول کی پابندی کا خیال ہے میں آپ کے دلکھ کو اپنا دلکھ اور آپ کے دل کی چوٹ کو اپنے کلیجے کا زخم سمجھتا ہوں کچھ ہو میں بالی کو مار کر اپنے دوست کی ضرورت سنگیری کرونگا۔

سنگریو اس سہمردی کے شکر گزار ہوتے ہی چنچ پیچ کر دوپٹے اور کما کما کر بس آپ ہی کی ذات پر بھروسہ ہے مجھے راج پاٹ کا رنج نہیں استری کی مفاقت نے جیتے جی مار ڈالا اس لئے آپ جو کچھ پا میں کرینگے اس سے گردن بھی نہ اٹھ سکتی بیشک بڑا بھائی باپ کے برابر ہوتا ہے لیکن خیال فرمائیے کہ جس بھائی نے چھوٹی بھانجی کے ساتھ بد فعلی کی میرے فیروز اہوں کا مار مار کر بچار نکالا اس کو میں کیسے اس عظمت کی نظر سے دیکھوں جو بڑے بھائی کے لئے شایاں ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جوا دھرم کرے اس کی ضرورت آپ کے ہاتھ سے گونشالی ہو۔ میں اس پہاڑ پر ہوں سنگر جب میں جاگتا ہوں تب میرے رفیق سوتے ہیں جب میں آرام کرتا ہوں تو اور سب جاگنا پڑتے ہیں ایسی زندگی بھی کوئی چیز ہے اسی لئے میں اپنے بھائی کی موت کا رنج نہیں کرتا۔ بالی مرے تو سونا جاگنا تو حرام نہ ہو۔ بھائی کی زندگی میں میری ہی زندگی نہیں بلکہ اتنے میرے رفیقوں کی بھی زندگی حرام رہیگی۔

سری راج چند راجی نے فرمایا گیارہ نہیں بہت جلد فیصلہ ہو جاتا ہے میں جب جیسے پر تیر چڑھاؤں تب تک اپنی سرگزشت کہہ جاؤ سمجھ لینا کہ جس وقت چٹکی سے تیر نکلا بالی کا نام و نشان نہ ہوگا۔

سرگ ۹

دونوں بھی راجپوت اور راجہ بالی کے مقابلہ کی سرگزشت سنگریو کی زبانی سنگریو سری راج چند راجی سے بولا کہ راجہ بالی میرے بڑے بھائی ہیں والد کے بعد انہیں کو راج گدی ٹاٹا اور میں بھی ان کی عزت اسی طرح کرتا تھا کہ راجہ والد بزرگوار اور راجہ بالی بھی مجھ کو پیشہ سے زراہ عزیز رکھتے تھے۔ اس کے بعد راجہ بالی کے پاس سے راجہ راجپوت کو اپنی لڑکی کیلئے نکالا اور وہ پیشہ سے زراہ عزیز رہی ہیں گیارہ راجہ والد بزرگوار بھی وقت کا بتلا تھا۔ اس کے بعد راجہ راجپوت سے راجہ راجی کے وقت راجہ بالی کو راج گدی پر بٹھا دیا۔

کہ وہ بھی چوکے پڑا اور میری بھی آنکھ کھل گئی، بالی دروازہ کھول کر سامنے پہنچا میں
 بھی پیچھے ہو گیا اگر بالی اکیلا ہوتا تو ضرور کشتی ہو جاتی مگر مجھے ساتھ دیکھ کر وہ کہہ م بھاگا
 اور ایک کندہ امیں چھپ گیا۔ راجہ بالی سے میں نے بہت کچھ منت سماجت کی کہ بس لوٹ
 پیسے دشمن دم دیا گیا مگر وہ کب ماننے والے تھے مجھ سے یہ کہہ کر کندہ امیں گھس پڑے۔
 کہ میری واپسی کا انتظار کرنا۔ پورا ایک سال گزر گیا مگر راجہ بالی نہ آج ہیں نہ کل۔
 انتظار میں ہونے میں سفید ہو چکی تھی بس پہاڑ کے تنگ گاف سے خون کی ایک نئی
 یہ نکلی میں سمجھا کہ بالی مارا گیا اور ایسا نہ ہو کہ وہ مذہبی میری بھی ہڈیاں پسلیاں سرسہ
 کرے چنانچہ میں بے چین گھر کو لوٹ پڑا۔ یہاں ایک سال سے تخت سلطنت خالی پڑا تھا
 ارکان دولت نے میری ناچوشی کر دی اور کاروبار حکومت سے کسی قدر غم غلط ہونے لگا
 چند ہی دن گزرے تھے کہ بالی مح الجھر گھر میں آیا مجھ کو تخت سلطنت پر دیکھ کر ایسی شگھیں
 لال پٹی کیں کہ میرا زہرہ آب آب ہو گیا میں دوڑ کر قدموں پر گر پڑا۔ پھر بھی راجہ
 بالی کی نگاہ نہ سیدھی ہوئی :-

سرگ - ۱۰

بالی کی واپسی اور سگریو کے ساتھ بدسلوکی

راجہ سگریو کہہ رہے ہیں کہ میں نے راجہ بالی کے قدموں پر سر رکھ کر بہت منت
 سماجت کی ایشور کا شکریہ ادا کیا دشمن پر فتیابی کی مبارکباد دی ایک سال تک انتظار
 کرنے کے بعد کندہ اسے خون پہنے پر جان کے خوف سے بھاگتا اور پھر منتر لول کی
 زبردستی سے تخت نشینی کی معافی مانگی مگر راجہ بالی کا غصہ کسی طرح فرو نہ ہوا انہوں نے
 مجھے مار کر وہاں سے نکال دیا اور میری عورت قبضے میں کر لی چھوٹی بھانجہ کے ساتھ بدر
 لگا ہی ناز واپس مگر دھرم اور دھرم کے جانے پر بھی صرف اتنی غصے میں انہوں نے
 میری انتہی کی بھی نصرت برباد کی اور مجھے لنگوٹی بندھوا کر شہر سے نکلوا دیا مجھے
 جان بچا نادر بھر تھی۔ سر پہ پاؤں کہ بھاگتا راجہ بالی کے ڈرے کسی سے نہیں

نہ دیا۔ جہاں گیا وہیں گھڑیاں کڑیں ہاتھ دیا گیا۔ آخر اس پہاڑ پر پہنچا۔ شکر ہے کہ یہاں تنگ شہی کے سر پہ بالی نہیں آسکتا اسی لئے میں نے یہاں قیام کیا اگر اس مقام پر امن و امان ہے مگر بالی کے ڈر سے رات بھر نیند نہیں آتی جگتے ہیں بھی ہر وقت ہی معلوم ہوتا ہے کہ راجہ بالی وہ سائے کھڑا ہے۔ سری راجندر جی نے اس کو ڈھارس دی اور کہا کہ جس بات کا رنج تمہیں ہے ہی میری کوفت کا باعث ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں جب تک دم میں دم ہے بالی کی خیر نہیں۔ آج سے سمجھ لو کہ تمہاری استری تمہیں مل گئی۔

سنگ - ۱۱

سگریو اور سری راجندر جی کی عہد پیمانی ووند بھی

راچھس اور بالی معرکہ آرائی سگریو کی آزمائش

طاقت کے لئے سری راجندر جی سے خواست

سگریو خوش ہو گیا کہ مار لیا اب پالا اپنے ہاتھ سے سری راجندر جی کے ہاں برہنہ نہ توک کو زیر و زبر رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ سری راجندر جی سے بولا کہ آگے قدموں کا قائل ہوں لیکن ذرا بالی کی طاقت کا حال سن لیجئے اس کا درد ہے کہ روز پچھم کے سمندر میں نہلا کئی دے اور پرب کے سمندر میں اٹھان کرے اسی دوڑ میں جب دل چاہتا ہے تو پہاڑوں کی چوٹیاں گرا دیتا ہے بڑے بڑے رخت تو گویا گھاس بھوس ہیں ایک تہ ایک راچھس بھینسے کے بھیس میں آبا برہا کا بڑائی فنون جنگ میں انہیں کاٹا گڑ رشید اس پر سن ہزار ہا تھیلوں کا زور زعم کی حد نہ تھی سمندر کے کنارے خم ٹھونکا تو سمندر کی زبان کل گئی ووند بھی چیتے تیز ہو گئے نورتن مانگ دے سمندر نے تن پیش کر کے جان چھڑائی اور کہا کہ طاقت آزمائی کی خواہش ہے تو سیل راج یعنی مہا ابرا کے خستہ شعلہ کیجئے پھر تو آپ کا خادم ہوں۔ پتہ پانی پانی ہے مجھ میں سرور کی انجی جرات کہاں۔

نور کے آگے جو سر جھکا کے اس پر چار راجاں تھارتہ میں انور سے وند لیتی ہے سمندر کا اس بنا پر طرح دی دروازوں پر ہاتھ مارا تو ان کے دانت بہت تیز چڑھ گیا مگر وہاں کچھ کوئی

سامنے نہ آیا طبیعت کو جنگ کی انگ تھی حوصلے بڑھے چڑھے تھے چھپر چھاڑ شروع کی اور
 کبھی چوٹیاں ناخنوں سے چھید کر گرا دیں راج کو موت کا سامنا تھا سمجھ گئے کہ اب حیرت
 نہیں بھی تو ناخنوں ہی نے جان آدھی کر دی۔ اگر کچھ اور دیر ہوئی تو اپنا پتہ بھی نہ لگے گا اس
 خوف سے وہ ایک بڑھان کر سامنے آئے اور بڑی عاجزی سے کہا کہ جس کے منہ میں نہ رات
 ہوں نہ پیٹ میں آنت اس کو مارا تو کیا فائدہ مقابلہ تو اس سے چاہئے جو برابر کا ہو۔
 اور ناموری اس پر فتح پانے سے ہوتی ہے جو اپنے سے دوگنا چوگنا ہے۔ آپ مجھے بڑے کو
 مارینگا بھی تو خیال کر لیجئے کہ نیکنامی ہوگی یا بدنامی۔ بگلا مارے پکھنا ہاتھ دے۔
 دونوں بھی کی آنکھوں میں خون اترا آریا سمندر پر رات لکھ کھٹاتے ہوئے بولا کہ اور
 سمندر تو نہ جھل کیٹ کیا اب تیری بائی کچائی نکلی جاتی ہے سمندر کو بڑا بھلا کہہ کر اس نے
 سیل راج کو ڈانٹ کر اپنی طرف مخاطب کیا کہ سچ بتا کہ باری مانی یا طاقت کا نغم باقی ہے؟
 سیل راج نے ہاتھ جوڑ دئے اور کہا کہ مجھ میں لڑائی کی طاقت ہے نہ ہاتھ پاؤں میں
 جان سمندر بھی آپ سے پناہ مانگتا ہے۔ اگر آپ کو جنگ آزادی کی ہوس ہے تو کسکندھا
 میں اچھ بالی کے سامنے خم ٹھونکے وہاں سے آپکی طاقت کا قیسد ہو جائیگا۔ دونوں کی کادل
 یہی کہتا تھا کہ اب مقابلے والا کوئی نہیں جب سمندر اور پہاڑ جی چھوڑ چکے تو کون اور رہ گیا
 اس نے کہا کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ کسکندھا پر بھی جاؤں اور بالی تمہاری اور سمندر کی طرح
 دم دے جائے اگر ایسا نہ ہو تو تم سے سمجھو لگا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے دڑا اب غصے کی آگ
 دل میں بھڑک رہی تھی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے بھینسا بن کر بالی کے دروازے پر
 پہنچا فیئر کی طرح گر جاورخت اکھاڑنا شروع کئے دروازے پر ٹکرائی تو پٹا لٹ پھوٹا
 گئے بالی نے آواز سنی تو اسی وقت چل کھڑا ہوا ایک ڈانٹ سنائی کہ بھینسا بن کر آیا ہے
 ہیں بازوں کا راجہ ہوں شیریں کا حوض سے پشیا ب خطا ہوتا ہے خو خوار سے خو خوار جانور
 نام ہے تھر تھر کا پختے ہیں تیری بساط ہی کیا ہے جان کی امان منلو رہے تو ٹھنڈے ٹھنڈے
 گھر کا راستہ بالی کی رائیاں بچے پیچھے تھیں دونوں بھی نے جھڑپا کر کیا بیخرا کہ کیا ہو رہا
 کے پیچ میں کھڑے کھڑے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو بیکار کیا ہے تو بیکار کیا ہے تو بیکار کیا ہے
 سب سے بڑے کی رات ہے جو غور تو اس کے پیچھے رہا ہے بڑے کی رات ہے بڑے کی رات ہے
 سب سے بڑے کی رات ہے بڑے کی رات ہے بڑے کی رات ہے بڑے کی رات ہے بڑے کی رات ہے

سمکے ان پر بھی نہیں کیا استقامت بہتی ہوئی گنگا میں بانٹ دھو لے ریچر صبح کو تورو ند بھی
کے ہاتھ ہڈیاں پسلیاں چوری ہو گئی شام کا قتل ہے کہ سر ہوش بدحواس لو لے لنگرے
اپنا بچ اور لڑکے کا قتل و خاں گناہ ہے چنانچہ تو بھی شراب کے نشے میں چور ہے ہوا کے
نفسانی میرے خوف سے مغلوب ہو گئی۔ بس رات بھر معاف کرنا ہوں سویرے پھرے
کا پیچھی اڑا دو لگا۔

بالی اس تقریر پر منس پڑا سہرا ہی عورتوں کو جھڑک دیا کہ الگ کٹری ہوں تار کے
گلے سے اندھ کا کچن مالا (سورے کا ہار) اتار کر اپنے کھائے کی زینت بن رہی اور جھڑک کر
دو دن بھی کے دو نو سینک پکا کر اس زور سے گرجا کہ خالف کا پتہ پانی پانی دگیا تب
ادمنہ سے خون کا خوارہ جاری ہو گیا دو دن بھی نے لاکھ زور مارا مگر نہ بھل نہ بکا بالی نے
زمین پر ٹپک کر لات گھونٹے سے خوب ہی جبرلی یہاں تک کہ جان بیکر بھیا چھوڑا جب
سرخ و صحر چار مار گیا تو بالی نے اس کی لاش گھا کر چار کوس پھینکی راجپس کے بندے
خون ٹپک ہاتھ۔ کچھ قطرے تنگ شے کے آشرم میں گہرے خون دیکھ کر آنکھوں میں
اُتر آیا۔ لیکن روشن ضمیر تھے سمجھ گئے کہ بالی نے راجپس کو ہار دیا ہے مگر غصہ اس پر بھی فرو
نہ ہوا۔ اور سر پڑے دیا کہ اگر بالی یہاں آئے تو اپنی جان کھوئے تنگ شے نے بالی کے
رفیق کا پر ازوں پر غصہ اتار دیا کہ دیا کہ خیریت کا وقت ہے میں تکلیف دینا نہیں
چاہتا ہوں سویرے اگر صورت دکھا دی تو خیر نہ ہوگی یہ لوگ جان لے کر ہاں کھا گئے
بالی کو سرپ کی خبر کی بالی لاکھ شہ زور تھا۔ مگر سرپ سے ڈر گیا اور پھر بھی اُدھر سے
سگریٹ نے یہ کہہ کر سری راجندر جی کو دونوں بھی کی ہڈیاں دکھا کر عرض کی کہ یہی نہیں بالی
بڑے بڑے سا کھو کی جڑیں ہلا دینا ہے آپ کی قوت میں شک نہیں لیکن ذرا آزمائش تو
کر لیجئے کہ آپ کے بان درختوں کی جڑیں ہلا سکتے ہیں یا نہیں اور دونوں بھی کی ہڈیاں
وزنی ہیں یا ہلکی۔

سری راجندر جی نے فرمایا کہ بھید مجھے بالی کے زور کا حال کیا معلوم اسکی طاقت
تمہاری چشم دید ہے مگر تم کو لازم تھا کہ میری بات کا اعتبار کرتے خیر اگر اعتبار نہیں
تو۔ یہ فرما کر سری راجندر جی نے دونوں بھی کی ہڈیاں پاؤں کے انگوٹھے سے ٹھکرائیں
تو چالیس کوس پر جا کر گریں لیکن پھر بھی سگریٹ کو طاقت کا اعتراف نہ ہوا اور بولا کہ تلو

کی سوکھی ساکھی ہڈیوں کا پھینکا کوئی بات نہیں میں تب قائل ہوں جب تک کہ اس وقت
تاڑکے رخت ایک بان سے چھید دیکھے اگر یہ تاڑچھد گئے تو میں سمجھ لوں گا کہ جس طرح
چوپاؤں میں شیر۔ پہاڑوں میں ہالیہ پرندوں میں گرگر کیڑوں کو ہڈوں میں سانپ
سازوں میں آفتاب قوت مرے اسی طرح انسانوں میں آپ سچوہ کر کوئی حسابی وقت نہیں

سرگ-۱۲

راہ گریو کی راہ بالی سے شکست راچند رچی شے شکایت

سری راچند رچی نے راہ گریو کی درخواست پر بان چلایا تو دھنش کی ٹرکار سے سوں
و شائیں گوج گیش ایک ہی نشا نے میں ساتوں تاڑ نہیں بلکہ پہاڑ بھی چھد گئے اور بان
زمین کو چھیدا سوں کے کیلے سے در پار ہوتا پھر زرخش میں ایس آگیا اس وقت سگریو اس بات
سے خوش ہوا کہ یہی بان بالی کو ایک شکل کشی کر دیا لیکن ساتھ ہی ڈرا کہیں ایسا نہ ہو
سری راچند رچی کی مجھ سے بھی ٹیڑھی نظر ہو جائے اس نے قدیوں پر سر جھکا دیا اور گراش
کی کہ میرے لئے اب کیا حکم ہوتا ہے *

سری راچند رچی گار لجمی ہو چکی ہو تو جاؤ بالی کو لٹکارو۔ سگریو دیکھا۔ انگڑ۔ ہنواں بل
نیل۔ تاڑا پیچھے ہوئے جس وقت سگریو دروازے پر گر جا یہ چھیوں باز تو درخت کی آڑ میں
ہو گئے اور بالی نے آتے ہی سگریو کو دبوچ لیا۔ دین تک خوب لڑائی ہوئی آخر سگریو زیر
ہو گیا بالی نے ایسی بودی مارا رہی کہ چیخ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ او دو ہاں سے اڑا تو رکھیا
موک پہاڑ پر دم لیا۔ سری راچند را اور چھین جی لڑائی دیکھ رہے تھے مگر سگریو کی کوروتانے
کو اس وقت انہوں نے تیرا انداز بھی مناسب نہ سمجھی یہ بھی رکھیا موک پر چلے گئے اور
پوچھا کہ بھاگ کیوں آئے *

سگریو۔ بس جاؤں بھی آپ نے ہڈیاں پسلیاں سرمہ کر دیں دھڑتاؤں کو زب
دے کر قول سے پھر نادرست نہیں۔ میرا جسم اتنی دین تک کٹتا رہا اور آپ کی چکی
سے تیر نہ لٹکا۔ یہ بھی کوئی رسم مروت ہے *

سری راچند رچی کیا کریں تم دونوں ہم شکل ہو۔ قدر قدرت بھی یکساں ہیں بغیر

پہچانے نیز مارٹینا جنہیں شکار سبھانے تو سمجھ لکھا نیچہ تھا اس لئے کوئی شتہ خستہ کی چیز پاس رکھو تو دم بھر میں بالی کو خاک پر سلا دوں یہ فرما کر سری راجندر جی نے ٹھپن جی سے اشارہ کیا انہوں نے فوراً ہی ایک پھولوں کا ہار گلے میں ڈال دیا اور کہا لے بس اب جاٹے راجہ بالی کی موت آگئی۔

سرگ-۱۳

سگریو کی مکرز روانگی

سگریو اور راجندر جی سگریو کے ہوا خواہوں کے ساتھ چلے تو راستے میں وہ مقام ملا جہاں پست رشی نے پیشیا کی تھی اور اور تپسوی بھی جب تپ میں مصروف رہے تھے یہ تپسوی شکل تپسائیں کرتے تھے کسی کا سر نیچے تھا پاؤں اوپر کوئی پون مٹھاری تھا۔ کوئی بلیا سینی یعنی پانی میں بسر کر نیوالا۔ تپ اشرم کی وہ عظمت تھی کہ ڈیسریشن جا بجا تھمے۔ رانی کرتی رہتی تھیں اور جنگل کی اقصاء کچھ ایسی دلاویز تھی کہ دل قدم قدم پر فریفتہ ہو جاتا تھا۔ سری راجندر جی وغیرہ سب دیہادوں کے مندروں کا درشن کرتے ہوئے کسندھا کے قریب پہنچے اور ہر ایک نے اپنے اپنے ہتھیار سنبھال لئے۔

سرگ-۱۴

سگریو کی راجہ بالی کے دروازے پر دستک

سگریو نے سری راجندر جی سے عرض کی کہ اب کے پھر مٹھانہ ہو اور میں راجاؤں پہلے جو ہو وہ ہو۔ اب کے بالی آئیگا تو جینا ہی نکل جائیگا۔ اگر آپ عاجز ہوں تو ابھی خیریت ہے کہہ دیجئے کہ گھر جاؤں۔

سری راجندر جی۔ آزمائش کریجئے امتحان نے چکے پھر بھی اعتبار نہیں تو وہم کا علاج کیا۔ بالی پھر رانیوں کے ساتھ عیش عشرت میں مشغول ہے۔ غورتوں کی صحبت میں رخصت اندازی ہو۔ تو انسان کو سخت غصہ آتا ہے۔ بالی بھی اس وقت آگے بڑھا

لیکن اب تمہارے گھلے میں پھونڈوں کا بار ہے۔ بالی کی ایک پیش نہ جائیگی اور تم نے ہاتھ ملایا اور ادھر میرا تیر سینہ پر بیٹھا +
 سگر پوچھا دل ہاتھوں بڑھ گیا۔ اور اس زور سے دھک دی کہ زمین ہل گئی
 پرند ادھر ادھر اڑنے لگے جانور ان صحرائی ادھر ادھر چھپ گئے۔

سگر - ۱۵

بالی کو تارا کی فہمائش

راجہ بالی نے جس وقت سگریو کی آواز سنی آگ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور لال بھوکا
 ہو کر دروازے کی طرف دوڑا۔ اس کی رانی نے مدد کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا ذرا
 غصے کو ضبط کیجئے میری دو باتیں سنے جائے آپ دیکھتے ہیں دشمنوں کا نرغہ غنیوں کا
 ہجوم ایسے وقت میں انسان کو چاہئے کہ ہر طرح کی احتیاط کرے۔ غصے کو یونہی سب
 جراکتے ہیں نہ کہ اس وقت جب چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہوں آپ ابھی سگریو کی
 باتیں کچھ نہ سمجھتے ہیں دوسرا ہوتا تو پھر ادھر رخ بھی نہ کرتا مگر نہیں وہی سگریو
 پھر دروازے پر دھکارتا ہے ایسی جرأت بلا وجہ نہیں ضرور کوئی نہ کوئی حمایتی ہے
 جس کے بل سگریو کو اتنا کوہنا نصیب ہوا +

راجہ بالی۔ یہاں یہ تمہاری عقل اس وقت کہاں ہے سگریو کو جانتی ہو کہ کیا عقل خالی
 ہے اس کا حمایتی بھی کوئی ہوگا۔ تو اس کی بھی عقل ایسی ہوگی پھر خوف کی بات کیا +
 رانی تارا۔ سگریو کو بو خوف نہ کہئے وہ طاقتور تو نہیں مگر عقلمند ضرور ہے اس لئے میں
 جانتی ہوں کہ اس کا حمایتی ضرور زبردست ہوگا۔ انگدہ جیسے کتا تھا کہ اچھو دھبے کے راجا کو
 لچھمن بڑے ہی شہ در میں ان سے سگریو نے ربط و ضبط قائم کیا ہے ان کو برہانڈہ ملائی
 طاقت ہے ہی اس وقت سگریو کی پشت پناہ ہوئے ہیں۔ اس لئے میری درخواست ہے
 کہ آپ غصے کو ہٹو کر گزشتہ محالفتوں کو بھول جائیں۔ آپ نے سگریو کو مارا بیٹھا
 اس نے اُن نہ کی ایسا بے زبان بھائی قسمت سے منہ آپ میل کر لیجئے اور اتفاقی
 کو بھار میں جھونکئے مجھ سے بڑھ کر آپ کا خیر خواہ دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا آپ کے
 فائدے کے ساتھ میرا فائدہ ہے۔ آپ کا رویاں بھی کھی ہو تو میری زندگی فاضل

میں جو کچھ کہو گی اپنے آرام کی آڑ میں آپ کی بہتری کی بات کہو گی سمجھ لیجئے کہ سگریو سے مقابلہ نہیں بلکہ سری راجندر جی سے سامنا ہے۔ جن کا ایک تیر بیغام اہل سے کم نہیں ہے۔

تار نے اسی طرح بہت کچھ سمجھایا مگر راجہ بالی کے سر پر پوت سوار تھی وہ کب کسی کی سنتا تھا۔ اُس نے تارا کی بات لیں کان سنیں اور اس کان سے اڑادی۔

سنگ - ۱۶

بالی پر سری راجندر جی کی تیر اندازی

بالی تارا سے بولا کہ سگریو دروازے پر گرے اور میں چپ ہونا ممکن ہے جواب بھائی ہوا اُس سے دشمن ہزار رجبہ اچھا راجندر کو دھڑکا تیلانی ہو تو وہ بے قصور پر بان نہیں چلا سکتے بیشک تم سچی محنت سے مجھے سمجھاتی ہو لیکن یاد رکھو کہ مجھے بھی جوش خروش ہے سگریو کیسی ہی دشمن کیوں نہ کرے اُسے جان سے نہ مارو نہ کھاؤ نہ لگا کر اس کے ہاتھ پاؤں کا غور یہ ہے۔ پیاری مجھے اب جانے دو تمہیں انگ۔ اور میری قسم کہ آپ جتنے وقت نہ روکو یہ کہہ کر بالی ہاتھ چھڑانے لگا۔ مگر تارا چٹ گئی اور زور کر کہنے لگی کہ آپ میری عرض معروض نہیں سنتے جب تک آپ اپنی آٹینگے میرا دل آپ کے پاس بیٹھا راجہ بالی نے سب کی طرف دل ہٹایا اور چھالیں مارتا تال دیتا اور خم ٹھونکتا ہٹا گھر سے نکل آیا اور آتے ہی لہکارا کہ ادب و قوف ایک زعم ہے سو دفعہ طرح دی مگر پھر غیرت نہیں آتی کسی وقت دل میں آئیگا تو کھوپری پلو واکر دو لگا۔

سگریو نے اس کا جواب گونسنے دیا جس پر بالی بکھر گیا اور اس زور سے گونسنے لگا کہ ہڈی ہڈی چیر ہو گئی اب تو سگریو کے حواس بھی جلتے رہے راجندر جی کی طرف اشارہ کیا کہ تیر مار۔ مگر انہوں نے بھی آنکھوں ہی آنکھوں جواب دیا کہ ذرا دیر صبر کرو۔

فقوڑی دیر تک اور گد م گدا ہوتا رہا بالی نے سگریو کا کچھ مر لکا لیا قریب تھا کہ سگریو بھاگ کھڑا ہو۔ کہ دھنش کی ٹنکا سے چرند و پرند تو کم بھاگ کھڑے ہوئے اور راجہ بالی ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اتنے ہی میں ایک تیر بالی کے سینے پر پڑا وہ چنٹ زمین پر گر پڑا۔ مگر اس وقت راجندر جی کے چہرے کے حلال پر آفتاب کو بھی نظر چلنے کی طاقت نہ تھی +

سرگ ۱۷

ہالی کی سہری راجپند رنجی سے شکایت فریاد

ہالی تیر کھا کر زمین پر گرا پڑا۔ اندر کے دھڑے ہوئے کچن لاسے اس کی جلال و تیر رہا
 میں کچھ بھی فرق نہ ہوا۔ ہالی دل میں بانٹا تھا کہ آج نارائن ہر گئی سہری راجپند رنجی بھی
 اس کے ضمیر کی کیفیت سے واقف تھے تو راجی سر ہانے آکر کھڑے ہوئے ہالی نے دونوں بھائیوں
 کی صورت دیکھی تو اسکا دل لال پی کر لیں اور لا کر حضرت سلامت آپ اچھے حضرت تاجپن جی
 سہاسے نہ ہو جو دوسرے سے جنگ آزمایا ہو اس کو دھوکے سے مار نیکی اجازت کس شستر
 میں ہے افسوس آپ کے اکتواک سر کی ناموری میں حصہ لگا دیا۔ آپ کو دھڑتا سمجھنا محض
 ہو تو فی ہے۔ میری رانی تار نے مجھ بہت سمجھا لیکن میں نہ جانتا تھا کہ آپ ایسا آدمی ہو گئے
 بہادری کے معنی یہ تھے کہ سامنے آکر دکھاتے ہیرے دل کی بھی ہوس نکل جاتی تو راجپند رنجی سے
 متعلقہ ہوا تھا۔ اسے سلسلے کی رانی میں ذرا آپ کو کبھی اتوں پسینہ آتا آپ سمجھ گئے کہ ہالی کو
 چیزے میں بن پھل کھاتا ہوں مجھے کھلی کہہ دیجئے مگر آپ تو خیر کا راج کھائے ہو ہیں آپ
 کی فعل ماری گئی تو فرمائے میں غلطی یہ ہوں یا آپ سگریو میرا چھوٹا بھائی ہے میں نے اس کو
 سزا دی تو آپ کا کیا بگاڑا اور آپ نے اس کا کیا فائدہ کیا سرت ایک ن مجھے خست کر
 دتی اس وقت سگریو کے سوا اور کون تاج و تخت کا مالک ہو تا شستر میں ہکا ہر شخص
 راج کی خواہش میں ہی راجہ کو ہلاک کرے اس کو برہم ہتیا کے پاپ نجات نہیں گوار کی سزا
 سے ہر فرد کی کہہ دیا اور بے تصور مارنے والے کو نرک کے سوا اور کہیں جگہ نہیں مل سکتی
 ہم بھائی بھائی لڑتے تھے آپ کیوں ان مار دیا مجھے اپنی جان کا تو علم نہیں کچھ تو یہ ہے
 راجہ شستر کھا کا راج فارت ہو گیا جس وقت آپ بلج کر گئے دہپا پر انتہا سے زیادہ ظلم
 ہو گئے افسوس میں نے زینیا سبوں کا اور کام کے ایسے مل دیا میں تیرا قسم کے آدمی ہوں
 ایک دوست کہہ رہا تھا کہ صلع۔ میری طبیعت اصلاح پسند تھی۔ آہ! آپ نے مجھے
 مار کر خون ناحق اپنے سر پر لیا مجھے اگر علم اذنا کہ آپ تیروکان سے ہوئے میری گھاتا

میں میں تودہ چوٹیں چیتیں کہ آپ بھی یاد کرتے لیکن افسوس کہ میں غفلت میں اسی طرح مارا گیا۔ جس طرح کسی سوتے ہوئے کو سانپ کاٹ کھاتا ہے۔

آپ کو ناز ہے کہ میں اُسکے عوض میں سگریو سجا لکی جی تلاش میں مدد حاصل کر دوں گا مگر یاد رکھئے کہ راؤن کے سامنے سگریو کی حقیقت ہی کیا ہے آپ مجھ سے درخواست کرتے تو راؤن کو گردن میں پھانسی ڈال کر شکیں کسے ہوئے آپکے سامنے حاضر کر دیتا اور دنیا کی سمیت یہیں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوتیں۔

مرنا تو ایک دن سب کو ہے میں آج جاتا ہوں۔ ایک دن سگریو مر گیا اور کسی دن آپ بھی جو لاچھوڑ گئے۔ اس کا غم فضول لیکن یاد رہے کہ آپ کو زندگی بھر اس سوال کا جواب دینا ہوگا۔ کہ کس خطا پر بالی کی جان لی۔

سرگ ۱۸

سری راجندر جی اور راجہ بالی کی گفتگو

راجہ بالی کو غلطیوں کا اعتراف

بالی کی تقریر میں نہ ہر بھرا ہوا تھا لیکن جو لفظ اُسکی زبان سے نکلا وہ شستر کے خلاف نہ تھا اور حالانکہ تیرے کا زخم کاری تھا۔ پھر بھی اُسکے چہرے کی خلق تو وہی تھی۔ سری راجندر جی نے فرمایا کہ تم اوتھہ صرم کا منا بھاگ کے اصول سے واقف ہوئے تو اس طرح زبان درازی نہ کرتے۔ شستر دیکھ جاؤ۔ جس نے گردنہ کیا اسکی نجات نہیں۔ گردنہ ہی ہے جو ٹھیک راہ دکھائے اور اچھی نصیحت کرے تم تخت اچھو دھیا کے ماتحت ہو۔ یہ گناہ فضول کہ یہ جتنے سلطنت تمہارے ہیں اکتواک بن میں پیدا ہوا ہوں۔ شستر کی ہدایت سے ضرور ان کو سزا دوں گا۔ جو خطا دار ہیں۔ مانا کہ بھرت اور گنگ نشین میں ان کا کوئی حکم میرے پاس نہیں لیکن چھوٹا جھگڑا میں بدکرداروں کی سرکوبی کا اختیار حاصل ہے اور ہم لوگ بن میں اسی شخص سے آئے ہیں کہ اگر انہوں کو راہ راست پر لگائیں اسی سے ہیں شیشم خانی کی ابا پر تصور تو ذرا شستر کے دوست سے موجود تھا (باب) تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک حقیقی ایک باجائی

اور ایک سادہ علم یعنی جریا گرد اسی طرح چھوٹے بھائی اور چیلے کا رتیر بھی بیٹے کے برابر رہا
 دنیا میں جو پیدا ہوا ہے اسکو بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں کی خاطر داشت کا لحاظ چاہیے
 دھرم اور دھرم کے سزیتنے کے لئے ہی انسانی چولا قبول کرنا پڑا ہے یعنی دھرم کی تعلیم
 درستی اخلاق وغیرہ کے لئے دنیا میں آیا ہوں تم بانی ہوتماہری طبیعت میں تیزی رہی ہے
 اور خواہشات نفسانی کا بھوت بھی سر پر سوار رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ تم نے اپنی چھوٹی بھانج
 کے ساتھ اور دھرم کیا چھوٹا بھائی جب بیٹے کے برابر ہوا تو چھوٹی بھانج بھی بیٹی کے برابر ہوئی
 اس کا جواب تمہارے پاس ہی ہے کہ سگری نے بھی غلط نشانی کے زمانے میں تمہاری بیوی کو
 گھر میں ڈال لیا تھا تو ذرا سمجھو۔ سگریو کو تمہاری زندگی سے بیوی ہو گئی تھی تم بارتوم میں
 پیدا ہوئے تھے اس لئے تمہاری قوم میں بڑے بھائی کے سرنیکے بعد بڑی بھانج کے لیکن سے اولاد
 پیدا کر نیکی خواہش میں سگریو نے جو کچھ کاروائی کی وہ اصولاً خلاف نہ تھی کیونکہ سگریو نے پاپ
 نہیں کیا اور تم گندگار کے گندگار ہے جو شخص اس قسم کا گناہ کرے وہ اصولاً گندنی ہے سگریو نے
 تمہاری زندگی کی مایوسی کی حالت میں تمہاری استری کی رضا مندی سے ہم آغوشی اختیار کی
 تھی ہم نے دیوہ و انستہ اور زبردستی سگریو کی عورت کے دامن عصمت پر دھبہ لگایا تھا انسانی
 کا فعل اور ہوتا ہے اور دیوہ و انستہ فعل اور علاوہ بریں تم سن چکے تھے کہ ہم سے اور سگریو
 سے رابطہ اتحاد ہو گیا ہے۔ تو پھر اس قدر بے پرواہ کیوں ہے تمہاری خود ہی خطا ہے
 کہ موت کے منہ میں گھس آئے یہ مجربید کا حکم ہے کہ جب کسی دوست کی بہتری کا کام
 بن سکے تو نہیں میکھ فضول جس طرح ہو سکے دوست کے ساتھ رفاقت کرے۔ جہاں
 بغلیں جھاگلیں۔ برہم ہتیا کا پاپ سر پر سوار ہو گیا۔ تمہاری خطا میں قابل معافی نہ
 تھیں۔ اس لئے میں نے سزا دی اور یہ سزا تمہارے لئے باعث نجات ہوئی چنانچہ منوجی
 کا مفہوم سمجھ لو وہ فراتے ہیں کہ پاپی اس وقت سیدھا سرگ کو جاتا ہے جب راجہ
 کے ہاتھ سے اس کو سزا مل جاتی ہے +

ہمارے بزرگوں میں اجہان ہانا گزرے ہیں ان کے عہد میں سرون نامی ادھرمی
 دھرم کی جان پر بنی تھی راجہ نے فوراً اسے تہ تیغ کر کے ہم لوگوں کے لئے دھرم بھینکا
 آدھرم مٹانے کے لئے شاہراہ کھول دی اور پاپیوں کو سرگ کا راستہ دکھایا جسکو تم
 دھرم خیال کرتے ہو وہ آدھرم ہے تنہا خیال ہے کہ تم نے دغا کی مینکین ذرا عقل سے کام

تو دیکھو کہ ہرن کو راجہ لوگ کچھ نہ شکار کرتے تھے جس وقت ہرن غافل پھرے اور خوابیدہ ہوتا
اُسی وقت شکاری آڑ سے نشانہ بازی کرتے ہیں سانسے جا کر یا خنجر دار کر کے تیر اندازی کر لیں
تو شکار ہاتھ ہی کا ہے کو لگے حیوان ان کے معاملے میں بھی ایسی حکمت عملی پر
کاربند ہوتا دھرم کے خلاف نہیں اس لئے تم اپنی غفلت غرور اور خال پر نام ہوا اور
خوشی مناد کہ سرگ ملنے کی تیاریاں ہو گئیں ۔

ہالی کے دل پر ان باتوں کا بڑا بھاری اثر ہوا وہ بولا کہ پریشور گواہ ہے مجھے اپنے
موتے یا خاندان اور راج پاٹ چھوٹے کا مطلق رنج نہیں خیال ہے تو صرف انگڑے کا اور کے
ساتھ ہی سگریو کا بیٹا تو بیٹیا میں نے سگریو کو کبھی بیٹے کی طرح پالا ہے اس لئے میں نے تو کو
آپ کیسر و کرنا ہوں سگریو تو فہم ہے اس میں عقل ہوتی تو میری جان کا گاہک ہوتا مگر خیر چٹا
بھائی ہے اس لئے کچھ غم نہیں لیکن اتنی احتیاط رکھیں گے کہ میری عداوت سے سگریو رانی تارے
دل کا بخار نہ نکالنا پائے ۔ تارا آپ کو پہچان گئی تھی اس لئے مجھے بہت منع کیا کہ رولے کو نہ
جاؤ ۔ سری راجندر جی سگریو کی مدد پر ہیں لیکن میں نے ایک مانی ایک دن مرنا تھا ہی آپ کا
تیر کھا کر بہادری کا نام زندہ چھوڑ رہا ہوں کیونکہ شکر ہے آپ سے دو دو ہاتھ نہ ہو اور میں اس
وقت مارا گیا جب ایک حریف سے کشتی کے اڈ بیچ ہو رہے تھے اس میں میری کچھ بھی سہی
نہیں ہوئی دنیا میں ضرور ہالی کا نام زندہ رہے گا ۔

سری راجندر جی نے ہمت کی تعریف کی استقلال کو سراہا اور کہا کہ اب تم پر کوئی پابندی
باقی نہیں ہے ہر اطمینان رکھو ۔ انگڑے سگریو تارا کو برآ نام تکلیف نہ ہو یا لگی میں فدا رہوں
فرق ہو تو کیا جال ہالی کی اُسی وقت آنکھیں کھل گئیں ہاتھ جوڑ کر بولا کہ ہمارا ج واقعی
سگریو کی استری کے ساتھ ادھرم کر نیکا پھل مل گیا آپ خطا معاف کیجئے جب دولت یافتہ
کانشہ ہوتا ہے اس وقت انسان کو کچھ نہیں سوچنا بھگ پئے کچھ معلوم نہیں ہوتا لیکن جب
موجیں خبر لیتی ہیں تب فائدہ عافیت معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ میں نے بھی اپنے رعم میں جو کچھ کیا
آج اس کا خمیازہ کھینچا ۔

مرگ ۱۹

تارا زوجہ ہالی کی گریہ و زاری

ہالی یہ کہتا ہی تھا کہ دفعۃً آنکھوں کی پتیلیں پھر گئیں اور آج احد میں دم رکھ گیا

بانو سری راجچندر کو بان چڑھائے ہوئے دیکھ کر جان لئے ہوئے بھاگے اور تار سے اس کی کفایت بیان کی۔ تار ابولی انوس ہے کہ تم ایسے بہادر اور بھیرے ڈرپوک بازوں نے عرض کی کہ جی ہے تو جہاں ہے جب اجہ بانی نہیں ہے تو ہماری تمہاری زندگی کا سہارا اب کیا ہے ہم لوگ اس عرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ یو بلج (رو لیدر) انگد کی حفاظت کریں اس لئے درخواست ہے کہ یہاں سے جلدی بھاگ چلے ایسا نہ ہو کہ آپ یا ان پر بھی کوئی آفت آجائے آپ جانتی ہیں کہ سگریو کے یہاں کتنے فوجو بہادر ہیں ممکن ہے وہ لوگ راجہ بانی کی رائیوں پر دست درازی کریں اس سے بہتر ہے کہ یہ راج انگد کو دیکر کہیں کھسک چلو کہ دشمن کی کچھ پیش نہ جائے +

تار۔ جب خاموشی نہ رہا تو راج پاٹ سے کیا کام میرا راج پاٹ تو اوجڑ گیا ایسی حالت میں زندگی فضول میں تو اپنے شوہر کے قدم بکڑ کر اس کے ساتھ پرلوں کو جاؤ جو رہیگا وہ قسمت کے حوالے ہے۔ ہائے میرا خاوند کیسا زبردست تھا راج پاٹ اسے نام دیتے تھے اسکو بے ایمانی سے راجچندر راجی نے مارا ایسا ادھر م اور کس نے کیا ہے تاکہ راجچندر ایشور پر ہیں لیکن ایشور بھی تار و بات کرے تو وہ کتنے والوں کی زبان نہیں بکڑ سکتا یہ کہہ کر وہ دیتی بیٹی بانی کے قدموں پر گر پڑی اور ایسا سرھٹا کہ غش آگیا اس وقت تار کی حالت ایسی دردناک تھی کہ سگریو کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے اور انوس بڑا۔ کہ ناخن کو ایسے بہادر بھائی کا خون سر پہ لیا +

مرگ - ۲۰

تار کا اظہار غم

تار اچھاڑیں کھا کھا کر بانی سے چمٹ گئی اور درد کر لولی کہہ اتنے زبردست شہزادہ بہادر کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھا نہیں جاتا سر پران ناٹھ آپ تو مرگ کو جانتے ہیں میرے واسطے کیا انتظام کیا ہے اس عورت کا مرنا بہتر جس پر آج میری طرح مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہو میرے منہ کر لے کرتے آپ نے چھوٹی بھانج کے ساتھ عیش کئے میں نے لاکھ روکا لیکن آپ سگریو کے ساتھ بھڑی پڑے۔ اس کا نتیجہ نظر کے سامنے ہے آپ

تو خوش ہیں کہ سرگ میں جگہ ملی میرا تو زمین آسمان میں کہیں ٹھکانا نہیں رہا رام چیت رچی
دھرم تماشے ہیں۔ مگر گستاخی معاف ان کو شرم نہیں آتی سگر یو کی عقل تو ظاہری ہے
کہ دور و درہ زندگی اور چار دن کی چاندنی کے لئے ایسے بھائی کی جان کا گاہک بن بٹھا
جس کے نام سے زمین بھی تھر تھر کانپتی تھی۔ مجھے نہ اپنی زندگی کی خوشی ہے نہ موت کا غم
اسی وقت ساتھ ہی جل جاؤ گی لیکن خیال ہے تو فقط انگد کا اُس پر نہ جانے کیا کرے
سگر یو میرے دیو ہرور ہیں لیکن اب ان سے مجھے امید کیا شوق سے راج کریں ان کا شرم
اب کوئی نہیں راچندر ایسے دوست کی موجودگی میں ان کو کسی کا کہنا خوف ہی چاہے تو انگد کیسے
سے لگا نہیں اب بھی دشمنی ہو تو جو جی چاہے کریں مجھے اب دنیا کے گتھ جھٹوں سے کچھ ملنا نہیں
ہیں اپنے اس شوہر کے چتا پر راکھ ہوئی جاتی ہوں۔ خس کم جہاں پاک *

سری راچندر جی کے دل پر اس گریہ وزاری نے بہت کچھ اثر کیا انگد کے چہرے پر بھی
مردنی چھائی تھی سگر یو بھی اوداس ہو رہا تھا۔ اسلئے اُنہوں نے سوچا کہ سب کی آتش بفراری
پر پانی ڈالنا لازم ہے۔ چنانچہ ہنومان جی سے فرمایا کہ فحاش کریں یادداشت پدم پور ان کے
حواس سے ہالی کی پیدائش اندر کے ایک اُس اور توچھن کے پندرہ اُس سے تھی اندر کا پاپ
گوتم کی استری سے تھا اور توچھن بھگوان کے پار کسد تھے جس وقت ستوچھن سری راچندر کے
دشمنوں کو گئے ناروجی نے سراپ ویدیا جس کے اثر سے اس کو روئے زمین پر آنا پڑا اود
یہاں ہالی اُسی وجہ سے سگر یو کی استری سے مرکب گناہ ہوئے اندر کا ایک انس تو سری
راچندر جی کے تیر سے زائل ہو گیا تھا۔ اسلئے ہالی کے جسم میں جان نہ معلوم ہوتی تھی لیکن
ستوچھن کے پندرہ انس کی طاقت کے سبب سے اس کی زندگی کا خاتمہ نہ ہوا تھا۔

سرگ ۲۱

ہنومان جی کی تارا کو فحاشیں اور اُس کا جواب

ہنومان جی تارے پاس گئے اور بولے کہ تم چوچھی لیکن سو عقلمند ہو تو تمہیں معلوم ہے
کہ نیکی بدی اور پاپ پن سب اس جسم سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں کا پھل انسان کو ملتا
ہے جس معاملے میں انسان کا کچھ اختیار نہ ہو اس کی فکر بھی نصرت زندگی جہاں کی ہوتی ہے

اس کو تیس مہینے جس وقت جسم سے ہوا نکل گئی کچھ بھی نہ تھا تم کو بیوگی کا رنج ہے مگر میں
 سامنے بیٹھتا ہوں اور وہ عویسہ نہیں کہلاتی تمہارا ماتم اب فضیل سے تمہارے خیال کے آئینہ
 سے رجوع ہائی زندہ نہیں ہوئے جاتے اب تمہارا فرشتہ ہے کہ انکے کو شراذہ کرسم کی ہدایت کر کے
 رات بانی کی شئی سکار خد کرو اور پھر راج نکاس کر دو۔
 تارا کا جو یہ تھا کہ میرا راج پاٹ تو شوہر کے ساتھ گیا۔ انکے ایسے ہزار بیٹے ہوں تو کیا
 ہوتا ہے مجھے شوہر کا موازنہ کیسے نہیں سکتا ہے۔ اب راج کا معاملہ اس کا انکے مستحق نہیں
 نکلتا حکومت کا استحقاق سگریو کو ہے چپا کے ہوتے بھیجے کہ صرف دلی عہد کی کا حق حاصل
 ہے۔ یہی میں تو میری فکر فضول ہے۔ شوہر کے قدم ہونگے اور چتا کی آگ۔

سرگ ۲۲

بالی کی درستی حواس مختلف تفسیریں

ادھر تائیں ہو رہی تھیں کہ یکایک بالی کی نبض چلنے لگی سانس ٹھیک ہوئی آنکھیں
 کھلیں تو سگریو سامنے نظر آئے زبان سے نوراً نکلا کہ معاف کرنا جو کچھ ہوا تقدیر سے ہو گیا
 پہلے نے پیش کیا اب نہ ہوش کرو میں تو ہم سب سے رخصت ہوتا ہوں۔ میری اہماری میں اس
 وقت تک فرق نہ آیا اگر غفارت میں تیرے نشان نہ ہو جانا تو اندر بھی ہر تے تو نہ چکھو ادیتا خیر جو پڑھا
 اٹس کا سچ اب فضیل ہے اگلے کو نہ کھانے کا ٹکڑا بچھا میں کھاتے ہوئے دیکھ نہیں جاتا اس
 کی عمر کچھ نہیں اس کو اپنا وہی عہد اور اپنا ہی کرت جگر سمجھنا۔ انکے بھی بچہ ہے لیکن وہ وہ کام
 کر لیا۔ دنیا جرت میں ہو جائیگی رانی تارا تمہاری بڑی عیادت ہیں۔ ان کو میرے بچے کی قسم
 کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ یہی نہیں بلکہ یاد رکھنا کہ جس سے جو اقرار کیا ہے اسے پورا کرنا تم
 راجندر جی سے جو محمد و پیمان کیا ہے۔ بالی بال جتر سرقی نہ ہو ورنہ یاد رکھنا کہ تمہاری بھی
 خیر نہ نہیں لو یہ وہی کنجن مالا ہے۔ جو مجھ اندر لے دیا تھا۔ یہ کہہ کر بالی نے سگریو کے گلے
 میں کنجن مالا ڈال دیا اور انکے کو چچائی سے لگا کر کہا کہ میں رخصت ہوتا ہوں اب تمہارا
 فرض ہے کہ میرے بھائی سگریو کی نظر میں چلو۔ تم کو جو خواہش ہو اپنے چچا سے کہنا وہ بھی
 تمہاری بات نہ ٹالینگے مگر یاد رہے کہ کبھی سگریو کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرنا اور جان کی

مخافت ہو اس سے بالکل ہی الگ تھلگ رہنا عہد میں چل میں سگری کی خوشنودی نظر کرنا چاہئے دنیا کچھ کہے لیکن تمہارا فرض یہی ہے کہ سگری کی رفاقت کر دو۔ یاد رکھو کہ راجوں کی نزدیکی بھی بُری اور دوری بھی ضرر رساں اس لئے تمہیں سمجھنا ہوں کہ نہ ہر وقت سر پر سوار نہ ہر محلہ آنکھوں سے اوش رہنا۔ سگری میرے بھائی ہیں ان کا میری طرح ادب نہ ہو گا تو میری رعون پر توٹ گیگی دیکھو ایک مثال سنو۔

آگ عورت اور گورو دور رہت تو محبت نہیں ہوتی وسط میں رہیں تو فائدہ ہی فائدہ رہتا ہے اسی لئے تم کو بھی چاہئے کہ سگری کی نہ زیادہ قسرت اختیار کرو نہ زیادہ دوری بلکہ اس طرح رہو کہ زندگی کا لطف اور سلطنت آرائی کا نرد آئے یہ کہتے کہتے راجہ بالی کی زبان بڑھ گئی تارا سگری کو انگ اور بانوں کی گریہ و زاری سے پنا پو دینا تم کی نگہ ٹاچھا گئی تارا جھپٹ کر بالی کے جسم سے اپٹ گئی بال نوپ سینہ کو مارا دھچکا کر کے کرچت زمین پر گر پڑی۔

سگری

تارا کی اشک افشانی اور آہ و بکا

تارا نے بالی کا سر زانوئیں پر رکھ لیا اور چہرے کی طرف دیکھ دیکھ کر آنسو بہاتی ہوئی برلی کہہ لے میں آپ کو سمجھاتی رہی مگر آپ نے کان نہ دئے۔ افسوس کہ مجھ سے زیادہ زمین کو عزیز سمجھ بیٹھے ہیں کہ میری طرف نظر بھی نہیں اور اس کو چھوڑنے پر جی نہیں چاہتا دنیا جہاں کے زچھے ہاں آپ کے زیر حکم تھے بھلا یہ سگری کا جس نے ایسے شور مچا کر جہاں لے لی انگریز ٹیکہ رہا ہے میرے پوچھے۔ سوچ گئے۔ مگر فرات میں نہیں یا تو چہرے پر سیل دیکھا نہ جاتا تھا۔ یا اب یہ بے مروتی برہما جی آپ دیوتا ہیں گناہی معافی ساری اگر تو آپ ہی کی ہے۔ دنیا کو جیتنے والے بہادر کی استری پوہ کیسے شرم کی بات ہے ہائے میرا سب راج پاشا بتا رہا۔ زندگی مٹی ہو گئی۔ جب فنا نہ رہی نہیں تو جینے کا کیا لطف طاش میں نہ جاتی اور میرے پرانے راتھ سلامت رہتے۔ سوامی جی اٹھو! کہاں خون میں ڈوبے پڑے۔ آنکھیں آٹھولی دو تو میں سمجھ جاؤں کہ آپ کو محنت ہے اس طرح روئے بستے چوتھے تارا کھڑکی دیکھ کر کہیں نہیں رہی۔ پھر سگری کی طرف نظر اٹھ گئی

تو زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ سگر یو اب تو تمہارے کچے میں ٹھنڈک پڑی۔ تمہارا دشمن دنیا سے سبھا گیا۔ مرے سے لہج کا آئندہ لوگو (انگد سے مخاطب ہو کر) بیٹا کھرے کھرے کیوں روتے ہو آج سے تمہیں باپ کا دیلا رنجیب نہ ہوگا آخر وقت قدم تو چھو لو بیٹے ہی انگد تیار ہو کر قدموں پر گر پڑا اور زار و قطار رونے لگا۔ تارا بولی آہ! آج اتنا خون سفید کہ انگد کو بھی کچے سے نہیں لگایا جاتا۔ آج کیا ہے جو شیر باد نہیں دیتے ایک نظر تو کچے کے ٹکڑے کو دیکھ لو۔ اور نہ سہی تو آنسو ہی پونچھ دو *
تارا کی گریہ و زاری نہایت دردناک تھی پتھر سے پتھر دل موم ہو رہا تھا اور تارا پر سگر پو بھی پٹ سے زمین پر گر پڑا اور آنکھوں کی پتیلیاں نمے اوپر ہونے لگیں *
سگر ۲۲

سگر یو اور تارا کا اظہار غم۔ سری راج چند جی کی راکو فمائش

سگر یو کو ٹھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تارا کی صورت دیکھی تو دیکھی نہ گئی اٹھ کے سری راج چند کے پاس گئے اور بولے ہمارا ج آپ نے وعدہ تو پورا کر دیا مگر میں راج پاٹ سے دست بردار نہیں ایسی ہتیا کر کے سر پر تنج رکھنا موت سے بتر سمجھتا ہوں۔ دنیا بھی کسی کہ کجنت سگر یو نے راج کے لالچ سے بالی ایسے شہر و راور نامور بھائی کو دھوکے میں مروا ڈالا تارا کی گریہ و زاری دیکھی نہیں جاتی انگد کو دیکھتا ہوں تو کچھ تڑپ جاتا ہے۔ اخوس ہنس بڑی نادانی کی۔ بالی بڑے بھائی تھے۔ اُن میں سب کچھ طاقت تھی وہ جب چاہے کچھ مسل سے رکھ دیتے آپ کے سامنے ہی دل پر رکھتے تو میرا پتہ نہ لگتا۔ مگر ان کو بزرگی کا خیال جادوت میں بھی جوش خون کا پاس تھا۔ اُنٹھتے تھے گو شمالی کرتے تھے مگر کبھی شہر تھا نہ ہوئی کہ جان لے لیں اتنی جادوت پر بھی اُن کو میری زارگی منظور تھی لیکن مجھے نف ہے۔ کہ میں نے اُن کی جان لے کر خازان کو تباہ و برباد کر دیا۔ جو لوگ جیتے ہیں اُن کو مردہ سے بتر سمجھئے اب راج پاٹ سب کی وہی حالت ہوئی جو تیم یا بیوہ کی ہو جاتی ہے مجھ پر ہتیا کا پاپ سوار ہو گیا ایسے پانی کے ساتھ آپ کو بھی رہنا لازم نہیں۔ اس لئے مجھے اجازت دیجئے۔ کہ چتا بنا کر جل مروں اور اس طرح اپنے عذاب کو آئیں سواہ کروں *

سہری رامچندر جی سگریو کی حسرت خیز تقریر سن کر بالی کے سر ہانے پہنچے بازو سے
کہا تارا کو سنبھالو۔ جان دینے سے فائدہ +

تارا ذرا دیر کے بعد ہوش میں آئی دیکھا تو سہری رامچندر جی سامنے کھڑے ہوئے نظر
آئے اس وقت سہری رامچندر جی کے حال مبارک میں عجیب ہی تاثیر تھی کبھی تو تارا
کورات کے وقت سورج نکلنے کا لگان ہوتا تھا کبھی سمجھتی تھی کہ اندر آئے سنگون رگوں
سب قسم کے روپ نظر آئے تو بولی کہ

آپ ایسے دھرماتما ایشور کے سروپ اور ہمہ صفت موصوف ہیں میں آپ سے ہاتھ
جوڑ کر کہتی ہوں کہ جس تیر سے بالی کو نشانہ اجل بنایا ہے اسی یا۔۔۔ سے میرے بچے کو بھی چھید
کیر لادھا رکھئے بالی کو مرگ میں میرے بغیر ایک دم چین نہ ہوگا۔ وہاں لاکھ ایسٹیشن بھی ہوں تو اسی طرح
ان کو چینی ریگی جس طرح جانگی جی کے بغیر آپ کو ہیں اس وقت بے سہ لاش ہوں لاش کو
جلا دینا ہی لازم ہے جس کے واسطے آپ کا ایک بان کافی ہوگا اگر خیال ہو کہ عورت پر کیونکر
ہاتھ چلاؤں تو عذر دیکھا رہے تارا کا کو کس نے مارا علاوہ ہر شاستر کے رو سے عورت نیک
و بد کاموں میں مرد کی حقدار ہوتی ہے بس میں بھی اپنے خاوند کی آتما ہوں جو جرم ان پر
آپ نے عاید کیا اسکی حصہ دار نہیں بھی ہوں ان سب باتوں کو بھی جانے دیجئے تو آپ نے
میرے خاوند کو نہیں مارا مجھ کو جینے جی مار ڈالا۔ دوسرے میں خود جان دینے کو ہاتھ باندھ
بیٹھی ہوں کسی نہ کسی طرح ضرور جان دوں گی تو پھر آپ کو میری مصیبت کاٹنے میں کیوں
تامل ہے ذرا سے اشارے میں زندگی بھر کے رنج و غم سے بھی چھوٹ جاؤنگی تیرا ہر کے
ساتھ بھی رہونگی اور آپ کا آپکار بھی ہوگا۔ یہ کہہ کر تارا بجلی کی طرح تڑپ کر سہری رامچندر
جی کے قدموں پر گر پڑی اور درخواست یہی تھی کہ ایک تیرا دھر بھی سہری رامچندر جی نے
تارا کو سمجھانا شروع کیا کہ تارا عقلمند ہو ذرا سوچو برہمانے رنج و عیش دو نو بنائے
ہیں انہیں نے سویر مردوں کی قسمت میں بیوگی کا داغ بھی لکھ دیا ہے بالی کی زندگی
ابھی ہی تھی تو اب اس پر داغ بڑھا اس میں نہ مجھے الزام ہے نہ سگریو پر تیرا قسمت مجھ کو بھی
دیکھ لو جانگی کے غم میں حیران پریشان پھر رہا ہوں +

تارا بڑی دیر تک لگتی رہی آخر جب رامچندر جی نے گیان کی نظر سے سمجھایا تو ذرا

سبیت سمجھ لی۔ اُس وقت سے اپنی زندگی +

سنگ ۲۵

راجہ بانی کی کہنیا کہن

سری راجہ راجی نے فرمایا کہ اے تارا۔ اے سگریو۔ اے انگلیاں جو اچھا بھلا
 تھا وہ ہو گیا اس میں انسان کی عقل و فکر کا کچھ دخل نہیں اب رونا دھونا بیکار ہے بیکار بنی ہیں
 بلکہ زیادہ رونے سے مردے کی روح کو سخت اذیت پہنچتی ہے اس کو کسی طرح چین ہی نہیں ملتا
 بانی گریہ و زاری سے لوش نہ آئیگی اس سے بس مناسب ہی ہے کہ مٹی سے کھڑکھڑا کر دیا
 بانی گریہ و زاری سے لوش نہ آئیگی اس سے بس مناسب ہی ہے کہ مٹی سے کھڑکھڑا کر دیا
 کے کرموں میں جتنی زیادہ دیر ہوتی ہے اتنی ہی سروس کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہے اس
 کا سبب یہ ہے کہ ہر کام اور ہر چیز کے لئے قدرت کی طرف سے انکسار و تفریق میں درخت انسان
 ہی پہلے پھولے گا ساواں میں گیہوں کا کھیت نیا رہو جلے مکان نہیں کال بڑا زبردست
 بے وقت کچھ نہیں ہو سکتا ست جگ میں دھرم کا دور دورہ تھا تریا میں تنہائی کی ہوتی
 دو اپریں آدھا دھرم اور آدھا دھرم رہیگا کلجگ دنیا کا بڑھاپا ہے اس میں دھرم
 کمرٹوٹ جاتی ہے۔ دھرم کا زور ہوتا ہے اٹھی گنگا بنے لگتی ہے کال کے بھائی جیسے کہنیا کہن
 نہیں مگر بڑا زبردست ہے اسی سے شاستر اس کو ایشور کا درجہ دیتے ہیں بانی کی موت
 کا رنج کرنا بالکل فصول ہے انہوں نے اگلے جنم میں ایسے تپ کئے تھے جن سے راجہ
 بردان پائے راون ایسے شہزادوں کی کورو بائی جو کام کیا پورا ہوا اب اسی تپا کی برکت
 سے انہوں نے سرگ میں جگہ پائی سرگ میں آرام کرنے والے کو روزانہ تخت منسوب ہے
 اس لئے اے سگریو جاؤ کہنیا کہن کا انتظام کرو۔

یہ اشارہ ہوتا ہے ہی سگریو نے چندن کی لکڑی کا انتظام کیا بانروں نے رکھی راجی
 بنائی۔ بانی کو بمان پر لے کر سب بانر چتا پر سے گئے سری چھین جی کی ہدایت کے موافق
 نے آگ دی بانروں نے تل نچل کے غرض اور کہنے سری والیہا جی اس موقع پر شہزاد
 ہیں کہ بانی ایسا پرتابی اور تجسوری تھا کہ جب لاش چننا پر گئی تھی اس کا جسم پانچویں
 چمکنے لگا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اول تو وہ دھرماتہ تھا دوسرے اس کی موت ساکشا
 ایشور نے لاکھ سے ہوتی تھی۔

سرگ ۲۶

سگری کی راج گدی

ہالی کی موت سے سگری کو دل راج گدی سے اُچھاٹ ہو گیا وہ واہ کم کے بعد نشان کئے
ہوئے بہری راچندر کے پاس حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ہمارا راج راج آپ کا ہے
جیسے چاہے وہ جسے نہیں نے سلطنت سے ہاتھ دھوئے ہنومان جی وہیں موجود تھے انہوں نے
کہا کہ جب آپ کا ہوتے اور آپ سگری کو دیں نوان کے لینے میں کیا ہند آپ جس کو جو چیز
ماٹھا کر دیں گے اُسے لینا پڑے گا۔

سمری راچندر جی یہیں تو شہر میں جا نہیں سکتا ہنومان جی کشن جی کو ساتھ
جائیں۔ یہیں نے سگری کو راج دیا اور انگد کو ولی عہد کیا۔

یہ حکم سن کر ساری نیچا پت نیچا پور پہنچی سب تیرتھوں کا ہل آیا راج ملک کا سامان
نیا ڈھارشی دھاتا بلائے گئے درجواہر زیور و پوشاک بننے لگے برہمنوں نے ہون کئے سگری
کو نہ لایا لگتو دان کرایا۔ پورب رخ سنگھ اس پر بٹھلایا اور رسم تاج پوشی ادا کی وزیروں اور
راج کنیاؤں نے ناک کیا انگد کو بھی بڑی دھوم دھام سے ولی عہد کی گدی ملی باجے
بہنے لگے جے جے کار کے گل سے زین و آسان گونج گئے ہالی کا رنج خوشی سے بدل گیا
نغمہ عشرت نے عالم حشرت کو خواب و خیال کر دیا۔

سرگ ۲۷

سمری راچندر جی اور کچھن جی کا پرہ کھن پہاڑ پر قیام

سگری کی راج گدی کے بعد برسات کا موسم شروع ہو گیا۔ پانی پوند کے خیال سے
بہری راچندر نے جاتکی جی کی تلاش شروع کر دی اور خود پرکھن پہاڑ پر قیام پذیر ہو گئے۔ پرہ
نہایت پرندہ ماٹھا کیسا ہی ننگین آدمی ہو بس نہیں کہ سبز زار کی بہار سے اس کی طبیعت
گلزار نہ ہو جائے مرغان خوش الحان کی نغمہ سرائی گلوں کی دلربائی کچھ عجیب مزہ دیتی تھی سمری

راجندر جی خوش تھے کہ بہت عرصہ قیاسگاہ ہاتھ آئی اور ہندو گئی ندی کی طوٹی اور ہندوین کے
 رزق توں کی عطر افشانی سگریو سے بھی خیریت غریب میں علانہ حیرت سری لکشمی نے فرمایا کہ اس
 بہتر مقام اور کون تھا۔ میں میں بڑی بڑی سلاخیں موجود ہیں جن پر دھنی سنی بھی برسات
 کی بہار دیکھنے کے راجہ سگریو کی بھی جب طبیعت لہرائیگی ضرور آئیگی دل بہلا سیکام غلام ہونے
 کے لئے سب قدرت نے سامان موجود کر رکھے ہیں مگر افسوس کہ یہ بخت چاند جب لکھتا ہے
 تو دل کو چپن لینے نہیں دیتا لاکھ طبیعت بہلاؤ لیکن جاگتی جی کی یاد جی کا جواں ہو جاتی
 آہ ایک نوکر سند نہ جدائی برداشت کر دل کیجہ کسی طرح پیچھے کا نہیں ہوتا۔

سری لکشمی جی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ ایشور ہونے پر بھی آپ کو دلاوی
 لوگوں کی طرح رنج و فکر تعجب نہ گستاخی معاف آپ کو ذرا تحمل سے کام لینا چاہیے جس سے
 صبر و شکیب ہاتھ سے دی اس کا کوئی کام بننے والا نہیں آپ جب تک دل کے قابو میں رہیں گے
 راون ہرگز زیر نہ ہوگا فتح مندی کا ذریعہ ہے تو فقط تحمل۔ استقلال برسات بھر طبیعت کو روک کر
 اور ہار جاتے شروع ہوئے اور راون کو موت کا پیغام سنائی دیا۔ ہم ابھی کڑھ کڑھ کے
 جان دے دیں تو جاہل چولا فکر میں گھلا دینے سے ناکامی کے سوا اور کچھ آنے والا نہیں
 سے ذرا صبر کیجئے بھلا ہرٹ بے سود ہے سری راجندر جی نے لکشمی جی کی نصیحت گروہ باندھ
 لی اور پوئے کہ دیکھیں برسات کیب ختم ہوتی ہے اور سگریو کیونکر وعدہ وفا کی کرتے ہیں
 اپنا قول پورا کر چکا اب بات ان کے ہاتھ ہے کہ ہیں ایسا نہ ہو کہ خود غرضی کر جائیں گے
 انہی خاص اپنا کام نکالنے کے وقت تو گنہوں میں جاتے ہیں لیکن کام نکل جائے پراسی سوئے
 ہیں گویا کسی کی نساخ سلامت بھی نہ نفی اب دیکھئے کیسی نمٹے۔

لکشمی جی۔ آپ کا فرمانا درست ہے مگر میری رائے میں نیکی کا بدلہ چاہنا درست نہیں
 نیکی سن و دیر یا اندازہ نہ ہوگے سگریو کے خیر و شر سے پریشانی میں نہیں آئے اگر وہ وعدہ وفا کی
 نہ کرے تو اپنے گھر خوش رہے پر یا بھروسہ ہی کیا۔

سرگ ۲۸

برسات کے موسم میں سری راجندر جی کی ستیاری
 برسات کا نہیں انکیز موسم شب پر تھا اور ساراں کی کان گھٹاؤں دھیمی دھیمی

ٹھنڈی ہواؤں سے طبیعت میں پھر ہریاں آتی تھیں کھاری ہمند کے بجا آسان پرکڑے بکے
 بادل بستے اور ٹھنڈا ٹھنڈا سفید سفید میٹھا میٹھا پانی بن کر زمین پر پھریں لگاتے دنگڑا برس
 تھے جس وقت چھینا پڑا سری راجندر جی کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہ جاتا خیال کرنے
 تھے کہ یوں ان کی یادیں سری بھائی جی آنسو بہاتی ہوئی ادھر ٹھنڈی ہوا آتی اور ادھر
 ٹھنڈے ٹھنڈے سانس بھرنے لگے بچی بچی اور درد کی چمک سے کلیجہ ٹپ گیا ہانسردرد
 کی طرف مہنس اپنے جوڑوں کے ساتھ کھینچیں کرتے تھے اور ان کو جانگی جی کے تصور ملا دیا
 بھنورے کنول پر گوبنے اور دھندلے نکل گئی۔ اسی طرح برسات کے سنہو زار پھولوں کی
 بہار۔ پانی کی پھول جھینگڑ کی چوہن کار۔ موم کی چنگاڑ۔ بگلوں کی قطار خلا سر یہ کہ ایک
 ایک بات دیکھ کر سری راجندر جی بیقرار ہوئے بہتے تھے کبھی ابرو دیا کے جھولوں کا
 خیال تھا کبھی سادوں کے ہنڈروں کا تصور لیکن ہر ایک خیال ہر ایک تصور کلیجے کو ٹپاتا
 بغیر نہ رہتا تھا۔ اور گھر گھر کر کہ اٹھتے تھے کہ دیکھیں سگری وعدہ وفا کرتے ہیں یا۔
 نہیں امید تو ہے کہ وفائے دیکھے اس حالت اور اس خیال میں محدودیکہ کر سری پھمن جی
 بھی یہ کہہ دیتے تھے۔ کہ بھائی صاحب نیکی کا بدلہ چاہنا کیا معنی بھڑسہ اپنی ہی ذات کا
 چاہتے پر ایسا بڑا کس کام کا۔

سگ ۲۹

سری ہنومان جی کی سینا جی کی تلاش کے لئے راجہ سگریو کا گیارہ
 برسات گذر گئی کاٹک کے پینے میں بھی تین دن باقی ہو گئے ہنومان جی کو خیال ہوا کہ گیارہ
 تاج تخت پا کر مشرور ہو گیا رات دن عورتوں سے حسن اڑانے سے کام نہ لے وعدہ وفا کی کا
 خیال نہ عمدہ پہچان کی پروا دے نہ سگریو کے پاس پہنچے اور قہر کے متعلق ادھر ادھر کی باتیں
 کر کے فرمایا کہ ہاں خوب یاد آتا تو کہئے اپنے وعدہ وفا کی کا کیا انتظام کیا اپنا کام نکل چکا
 یہ وقت پر کام آنے والے کو دھتائیانا۔ ٹانہ۔ بڑکا نا کبھی ٹھیک نہیں سری راجندر جی
 سنائی کو مار کر لپٹے تھے پڑکنا۔ لگا یا۔ گریختوری مد کی سد کیا تمہیں جلا لیا۔
 سلطنت دی اور تم اس قدر غافل کیے گویا کچھ واسطہ ہی نہیں شستر کی ہدایت ہے کہ اپنی جان

جی آیت تو بڑی درست کا کام کر دینا انسان پر فرض ہے اگر یہ نہیں تو نہ کہ اس کے واسطے عجیب و غریب
 نہیں وقت بات نہ چینی ہے پیاسے کو وقت پر پانی نہ ملے تو گھر کے بھی ٹھکڑے جاسے
 کیسے نہ ہر شخص کو لازم ہے کہ وقت پر کام کرے اگر وقت گزر جائیگا تو کچھ ہاتھ نہ
 آوے جہاں فصل گزری پھر تخم بیزی فضول کا شکار کی حثت رائگان اس سے
 مناسب ہے کہ جی کی تلاش کے لئے جاسوس و اندیکھے ورنہ نیک بد آپ جانیں
 سگریو کی جیسے سونے سے نکھیں کھل گئیں کہ واقعی تلاش میں دیر ہو گئی ہو نہیں سہی
 راجندر جی نے رسالت تک ملت ہی تھی اور یہ ارشاد نہ فرمایا تھا کہ کب میں اس معاملے میں
 سندھی ظاہر کروں۔ سری راجندر جی نے میری شکاری کی ہے مجھے امید نہیں کہ ان کو
 نجد پر حسد ہو کیونکہ شاتر میں لکھا ہے کہ اگر مائے لوگ نہ ہو کہ درخت بھی ٹکڑے ہیں تو
 اس کا کٹا پسند نہیں کرتے اسی طرح سری راجندر جی میری فصاحت کو نظر انداز کر گئے
 ہنومان جی۔ سری راجندر جی کو میری یا تمامہ کی سچیدہ راہ نہیں جنہوں نے ایک باک
 بالی ایسے جسم موت کو مار کر گرا دیا وہ رادوں ایہوں کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں یہ ہم لوگوں کی
 خوش لیبی ہے کہ انہوں نے تم سے رابطہ اتنا قائم کیا اور وہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں انہوں
 کی عزت کے جھنڈے گرے گریں سری راجندر جی نے تمہاری زبان سے مدد کی درخواست نہ تھی
 بالی کو خاک پر سلا دیا تمہیں چاہئے کہ آپ کہنے جاویں اور تم ان کا کام کر دو
 سگریو نے ہنومان جی کی بات ماتھے پر لگائی اور نل نیل کو حکم دیا کہ ہنوز
 کو سینا جی کی تلاش کے لئے کمر بستہ کریں۔

سرگ ۳۰

سری راجندر جی کا راجہ سگریو پر عتاب کی لکھن جی ارشاد

برسات کا مطلع صاف ہو گیا چڑھی ہوئی ندیاں اتر گئیں رخت سب ہر بھر ہو چکے
 ہنوز ان کی کیفیت سے انسان بکا دل بنے قابو ہوا جاتا تھا جو ان انگیز خیالات آپ سے آپ
 ابھرتے تھے بحر فیضوں کے واسطے یہ پرفضا بہار تیر و نشتر سے کم تھی ادھر ہر نظر پڑی
 اور ہی کے قد کی یاد آگئی ہر نون کو چوڑائی بھرتے دیکھا اور آہوں نے چشم کے چھوٹے نظر

میں پھر گئے سری راجچندر جی کو کبھی اس کیفیت نے از خود رفتہ اور آپ سے باہر کر دیا جائی
جی کے فراق میں از حد حین رہنے لگے کوئی وقت نہ تھا جس وقت سر آہوں کا کلیجہ نہ پھٹکا جا
ہو۔ کوئی گھڑی ایسی نہ تھی کہ آنسوؤں کی بارش سے ل میں درد کی بجلیاں نہ چمکتی ہوں ۔
ایکے در آسان کو صاف شفاف دیکھ کر سری گلشن جی سے پوچھے کہ ذرا دیکھنا ایسی کیفیت
کو دیکھ کر سیتا جی کی یاد کیوں نہ آئے مر یا موصیٰ ہا رہا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے
ورخت جھوم رہے ہیں سبزہ سدا رہا ہے ذرا اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر دیکھنا کیا دل پر گزر رہی ہے
چھمن جی۔ آپ کا فرماندہ کیا ہے آپ نے گویا میرے منہ کی بات چھین لی مگر خواب و خیال
کی باتوں سے قائل نہ ہوں ۔

راجچندر جی رتم بڑے عقلمند ہو میرے لی منشا کو سمجھ گئے بی رات گزری چار مہینے پہاڑ
پر پڑے پڑے آندھی روک آگیا اب معلوم نہیں قسمت میں کیا بد بھلا ہے سگریو نے ہاتھ پر
ہاتھ مارا تھا وہ تو اپنے راج پاٹ کا مزہ لوٹ رہا ہے حینان جہین کی ہم آغوشی سے کسی
وقت فرصت ہی نہیں ملتی اس دوسرے آج تک ہاتھ پٹونی بھی نہ ہوئی کسی اور بات کی
کون کے معلوم ہو تا ہے کہ حینان نے بالی کا خاتمہ کیا وہ سگریو کو بھی خاک پر لاٹیکا میں
بے سبب بلا واسطہ بے وجہ اس کی خاطر بالی ایسے راجہ کو خون میں نہلا کر سوگ کو روانہ کر
دیا سگریو کو قسم نہیں آئی کہ عیش میں مست ہے اور ہمارا کچھ خیال نہیں معلوم ہوتا ہے کہ
اس کو بھی راج کا غرور ہو گیا۔ اُسے اب یہ زعم ہو گا کہ بالی کیا مرا اس کو دائمی زندگی مل
گئی پہلے پہلے بیوی کے منہ میں ترپتے تھے اب خیال بھی نہیں کہ مجھے کیا رنج ہے اور میری
جان پر کیا گزر رہا ہے ۔

اچھے لوگ ہمیشہ اپنا ہرج اور نقصان کھین مال اور مال خاندان تک کو قربان کر کے
دوسرے کی حمایت کرتے ہیں مگر جاٹیں تو ہم نہیں جان چلی جائے تو بلا سے لیکن زندگی کا
نتیجہ ان کے لئے ہو گا یہی ہے کہ دورت کا ان کی ذات سے بھلا ہو جائے سگریو کے ساتھ
میں اتنا سلوک کر چکا اور پھر کبھی اس کو ذرا خیال نہیں ایسے لوگ زندگی میں وہ سے بدتر
میں ان کی لاش کو مردہ خوار سو گھنٹے تک نہیں کھانا تو بڑی بات ہے ۔

ایسی ایسی بات سنا یا نہیں کر کے سری راجچندر جی نے پھین جی سار شاد فرمایا کہ چاچا
سگریو سے کہہ دو کہ معاملہ کیا ہے وہ سو فانی کرتے ہو تو جہانزادہ ورنہ وہی بان کرکشی میں

[illegible]

۴۱

سری رام چندر جی کی سگریٹ نوشی

لکچرسن جی سے اسکے پاس جانے کا ارشاد

پہلے ہی کہیں سے فرما رہی ہیں کہ سگر پورا جو ضرور ہے مگر باندھ ہو نیکی جو
 لکھن جو سری راجندر جی سے فرما رہی ہیں کہ سگر پورا جو ضرور ہے مگر باندھ ہو نیکی جو
 سے وہ سگر کو کیا جانے معلوم ہوتا ہے کہ اب اس کے راج پاٹ کو پرگ گئے۔ جہاں فعل میں
 فتور یا سبب بنا بنا یا کھیل بگڑا نشہ سلطنت گھر تباہ کر کے اترتا ہے میں پہلی سمجھتا تھا کہ
 اپنے ذیل آدمی کی حمایت اور رعایت ہی کیا۔ اگر مالی سے انکار ہوتا تب بھی بات کتنی سگریو سے
 مجھے تو کچھ امید نہیں خیر میں نے سمجھ لیا ہے کہ آج وہ بھی بالی کی بخل میں سوٹیکا اور آپ
 کے احوال سے ہیں انگلہ کوراج ویکر آپ کے قدم چھوڑ دنگا + یہ سب سب سب سب سب

کے اقوال سے ہیں انگہ کوراج ویکر آپ کے قدم چھوڑ دینا *
اس وقت سری پٹنم جی کے چہرے کا جلال کچھ اور ہی تھا انکھیں سراسیمہ تھیں
بھویں چڑھی گمان انہوں نے ارٹر کر نکش اور دھش اٹھا باور قدیموں جو حکما کر چل پر
سری راجندر جی - ذرا ایک بات اور سن لینا دیکھو تم کو اس وقت غصہ نہ لگے گا کہ وہ نام
ٹھیک نہیں ہونا غصے میں نہ عقل ٹھکانے رہتی ہے نہ ہوش نہ حواس اس لئے ڈیو۔ سنگریلو
کو جاننے ہی نشانہ بنالین جس کو ایک فود دوست کہا اس پر سختی بھی لازم نہیں بلکہ لاگنے کے
لازم چار انگلیوں کی شہم ضرور چاہئے یہ کہنے کو نہ ہو کہ چارون کی پانڈنی پھر اندھیرا بنا لیتے
لوگوں کی دوستی پا دار نہ ہوتی آئی پر سب انگلیاں اٹھاتے اور جینی بکتے ہیں اس لئے کہ
انگلہ گور ہوتے نہ تھے نہ ہر کہ سنگریلو کے دل پہ ذرا کسی میل جلنے تک خود دشمن ہو جیسے

تمہیں سمجھ رہے وہ بات کہ ساپ مے اور لاٹھی نہ لڑے

سری لکھمن جی نے سوجت کر باہر دیکھ کر چلے تو مگر غصہ تھوڑے سے نہ تھوڑا گیا رستے میں چلے جاتے تھے مگر تھے کی شکلیں بدستور موجود تھیں کسکند میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک تعلقہ آسمان سے باتیں کر رہا ہے خیال ہو کہ شاید سگریو کو اسی کا زعم ہے بازوں نے چہ چڑھا ہوا دیکھا تو سپر کی ڈالیاں لے چھپے جس کے ہاتھ میں پتھر آگیا وہ بھی اچھی طرف لپکا مگر پتھر جس کی گرم دہائی تو سگریو کے در دولت کے سوا اور نہیں ٹکا سر نہ طار سب رنجہ سگریو کی دھائی دی انگڑیاں تار سے ہمیشہ مشرت گرم تھی تھوڑے خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے راجا کی دولت نے بھی کھڑا کیا کہ کیا غل چلے ہو بھاؤ گھر بیٹھ نہ سگریو نے کچھ آہ دوا دیا سنی نہ کسی ایسے زور سے بازوں نے سمجھ لیا کہ اب ادھر سے کچھ آس نہیں جب تک دم سے فینٹ سے جس کے ہاتھ میں رخت کی شاخ آگئی یا پتھر کا ٹکڑا وہ لیکر کھائی خندق پھاند کے دلہ جا کھڑا ہوا اور دیر تک بیٹھے دکھائیے باز بڑے بڑے شہ زور تھے کم سے کم دس اور زیادہ سے زیادہ ہزار ہا تھی کی طاقت تھی مگر پھاند کی عورت اور بے سزار کی فوج نکالہ ہوتی ہے اس لئے کسی کی جیوٹ نہ ہوتی کہ لکھمن جی کے سامنے آئے ادھر بازوں کو اپنی جان کی فکر تھی ادھر لکھمن جی کو خیال ہوا کہ یہ سب بدسر پر خاش ہیں لہذا ان کے غصے کی آگ اور بھڑک اٹھی آنکھوں سے شعلے نکلتے ہوئے معلوم ہوتے تھے مغرب تھا کہ لکھمن جی کی چٹکی سے بان نکلتے کہ انگد ہاتھ باندھے حاضر ہوا اور قہر پر سر جھکا کر بولا کہ دست گرفتہ لوگوں پر کیا عتاب ہے

لکھمن جی۔ خٹکی اور زار انگلی کی کوئی بات نہیں۔ سگریو سے کہہ دو کہ لکھمن جی ملاقات کے لئے آیا ہے اگر عیش و عشرت سے فرصت ہو تو دو دو باتیں کر جائیں گے

انگد انہیں پیروں واپس گیا دیکھا تو سگریو کو شراب کے نشے میں کچھ ہوش ہو انہیں انگد اور بازوں نے گلا پھاڑ پھاڑ کر ہوشیار کیا اور کہا اب یہی اٹھے لکھمن جی آگے سگریو۔ (آنکھیں مل کر) کون لکھمن؟

انگد۔ میں تھے بھائی مے میرے پتا راجہ بالی کو کیسے ان سے مل کر آپ کو راج تک ویا سگریو۔ وہ یہاں کیسے نکلا آئے

انگد۔ ماسر ہشت فیادہ بات چیت کا موقع نہیں ان کے تہہ بہ تہہ میں بہت سی باتیں ہیں جو کہ ہمیں بتانے کے لئے کہیں گے۔ ہوا کی ہوائی اہم لوگوں کی قیمت پگھلائے کہو آیا ہے

تقیہ لائے وہیں یاد آوری کیوں نہ ہوئی ؟

سرگ ۳۲

راجہ سگرپو اور سری ہنومان جی کی گفتگو

اب تو سگرپو کا فتنہ برپا ہو گیا۔ آنکھیں کھل گئیں انگد اور ان کا دل سے پوچھ کر آخر لچھمن جی کی غلطی کا سبب کیا ہے سری راجندر جی کا میں ہمیشہ احسان مند ہوں کہ میں انکے سلوک کبھی نہیں بھول سکتا سا راج پاٹ انہیں کا دیا ہوا ہے انہوں نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارا ہے پھر عتاب کیسا محبت اور دوستی کا رشتہ کیا دھانکا نہیں کہ مجھ سے یا ان سے لڑا جائے یہ رہتی ان دھاگوں سے ہی گئی ہے جن پر توالے ہاتھی کی طاقت اثر پذیر نہیں ہو سکتی سری راجندر جی اور لچھمن جی سے کسی نے لگائی بھجائی بھی کی ہو تو کچھ پر وہ نہیں ہو سکتے کہ دل کا حال جانتے ہیں مجال کیا جو نیک نیتی اور بد نیتی راہ سے پوچھتا رہ سکے یہ کہہ کر سگرپو نے زار زور سے لگا اور ہنومان سے کہنے لگے کہ ایشور جانے ہے میں بالکل بے قصور ہوں +

ہنومان جی - آپ کو سری راجندر جی نے راج دیا ہے آپ ان کے احسانوں کو کیونکر فراموش کر سکتے ہیں انہوں نے رشتہ اتحاد بنا ہونے کے لئے دھرم اور ادھرم کا بھی خیال نہ کیا اور آپ میں چھپکر راجہ پالی کو مار ڈالا۔ اب چار مہینے برسات کے گزر گئے آپ نے وعدہ وفا کا کچھ خیال نہ کیا اگر لچھمن جی کو انہوں نے بھیجا تو جرات نہ کیا آپ بھی اپنی غلطی کو سمجھئے اور ان سے مل کر کہئے کہ سب عزیز واقارب قدمبوسی کو حاضر ہوتے ہیں +

سرگ ۳۳

سری راجندر جی کے حکم سے لچھمن جی کی کشتیاں

آلودہ تار اور لچھمن سے گفتگو۔ سگرپو کی خلوت

سری لچھمن جی ہمارے غصے کے آپ سے باہر تھے سگرپو کی خبر ہوئی تو گہرا کراٹھا پاتا تھا کہ قریبوں ہوں مگر محنت نہ پڑی تار سے بولا کہ اُس وقت تم جا کر لچھمن جی کی دلی دہم بکھڑ

وہ غصے میں ہیں مگر عورت پر کبھی غصہ نہ اُتارینگے +

لستے ہیں لیکن جی نے چھ ڈیوڑھیوں میں سے گند کر مکان کی رونق دیکھی تو آنکھیں کھل گئیں درو دیوار عطا کار و درو جواہر نگار تھے اچودھیا کی زیب زیب نظر سے گز گئی اور باز بنیان چین کو پر سے میں دیکھا تو حیرت میں آ گئے اور خواہ مخواہ آنکھیں نہجی کر لیا پڑیں اور ساتھ ہی غصہ آیا کہ سگریو اپنے رنگ میں مست ہے رات دن عیش عشرت کے سوا کچھ کام نہیں معلوم ہوتا ہے کراس کی شامیں گھر سے ہوتے ہیں کچھ بھی خیال نہیں کہ سری راجندر کے دل پر کیا گز رہی ہے یہ کہتے ہی انہوں نے وحش بان سنبھالا وحش کی ٹنکار سنتے ہی سگریو کی رہی ہی جان اگل گئی تار سے بولا کہ تم جا کر ذرا لپھمن جی کا غصہ فرو کر دیں جاؤ لنگا تو ممکن ہے کہ ان کے تیر کا رخ میری ہی طرف ہو جائے لپھمن جی تھے - انہوں نے تیرہ برس کے بن باس میں کسی عورت کی طرف نگاہ نہ اٹھائی تھی مگر اس وقت سامنے آجینچی حسن کا کیا پوچھنا - سارا جسم نور کے سانچے میں ڈھلا تھا پتی کمر سینے کا ابھار جان بخش - پوشاک دباس زیور و زلفیت پودل قربان ہوا جاتا تھا - لپھمن جی نے تو آنکھیں نہجی کر لیں مگر تارا ایک تو شراب کے نشے میں چوڑھی دوسرے جہا عورت کی مرد سے چار آنکھیں ہوئیں - شرم خست - تارا بے تکلف لپھمن جی کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی اور بولی آپ دیو - ہو کر اس قدر خفا ہوتے ہیں سری راجندر اور سگریو سے دوستی ہو چکی ہے پھر اب غیرت کیسی بھاؤں سے جھپکایا معنی +

لپھمن جی - بڑے اندوس کی بات ہے کہ تم اور تمہارے سگریو تو بدست ہو کر خواب خرگوش میں پڑے ہو اور ہم جو قوف نہیں یاد رکھو کہ شراب خواری دولت اور ہرم دونو کا سنیا ناس مارتی ہے سری راجندر جی پر یہ ٹھیکیت اور سگریو کو عیاشی اور عشرت پسندی کا خیال زور ہے ایسی دوستی پر اتنے دن ہو گئے - اور پھر بھی اتنا وقوف نہیں کہ راجندر کون ہیں جہا بالی کو مارا کون بات تھی ابھی وہ چاہیں تو دنیا کو الٹ پلٹ کر دیں دنیا جہا کوئی چیز نہیں جو ان سے نہیں مل سکتی سلطنت اور حکومت چیز ہی کیا ہے +

تارا - اچھا میری خاطر سے آپ ذرا غصے کو تھوکر دیں شاستر کی ہدایت ہے کہ اگر کسی دوست سے کوئی قصور ہو جائے - تو مہربان دوست ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں - سگریو اپنے وعدے کو نہیں بھولے پھر یہ عتاب کیوں بہاؤں کو ایسا غصہ لازم نہیں سگریو آپ سے کمزور ہیں +

پرخضہ کیا علاوہ بریں خود سمجھ لیجئے کہ غصہ غصہ نہ ہی کو لکڑور کرنا ہے یا دوسرے کو آپ اپنی طرف دیکھئے آپ آؤ نفس پر حاکم میں کیا ضرورت ہے ذرا اور شیشیگا کام سے بڑھ کر کوئی نہیں جو غور و فکر کو مغرب کرے۔ سگریہ کو اگر اس نے زیر کر لیا۔ تو خشکی کی ضرورت نہیں ذرا اپنے بھائی صاحب ہی کو دیکھئے کہ اس سے سر نہیں ہو پاتے اور آخر حسین چین ہو کر لکڑو یہاں بھیجا راجہ سگریہ کو کام کے قابو میں آگئے تو تعجب نہیں بڑے بڑے ششی ہرشی ارفقہ دھرم کام اور کوشش ایک کو بھول جاتے ہیں اور کسی کی کون کے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بڑے بھائی سگریہ کی عیش عشرت کو دیکھ کر ہلچا گئے ترسے نہیں آئیے میں چشمن آپ کو دکھا لاؤں۔ جاںکی جی کی تلاش کچھ مشکل نہیں۔ کروڑوں بازر زمین کھود کر آسمان میں تھکلی لگا کر میتہ لگائیئے آپ اندر تشریف لائیے اپنے بھائی سگریہ کی بھی رنگت دیکھئے اور اپنی بھانجی کا مکان بھی سری لکھن جی تار کے ساتھ ساتھ چمے گئے دیکھئے کیا ہیں کہ سگریہ بڑا ڈسگھاس ہے۔ دولت افزو رہتا دھرا دھر حسینان طناز دناز نینان لوان لٹھی ہوئی ثبرا کے نشے میں جھوم ہی رہا۔ یاد رانی گئے سے لپٹی ہوئی ہے اور سگریہ کو اپنے فرے کے سوا دین دنیا کی فہر نہیں۔

194

لکچرسن جی کا سنگریو پر عتاب

سگریہ کو اس وقت بھی واسعہ بغل دیکھ چمن جی کی آنکھیں سُرخ ہوئیں دل میں کہا کہ
ابخ آہ! ایسی نفس پرستی پر ہوا ہے نفاسی اگر سو یا اور ذرا کے ساتھ سگریہ مود نہ
پڑتا تو لچھمن جی کی آتش غضب گل نہ ہوتی جو ہیں سگریہ دست بستہ ضرر ہوئے لچھمن جی
و در ہی سے ڈٹا کہ میرے بے پردہ ہی جس میں رحم و رحمت نقش کشی کنبر پرسی نیک خالی
راستی ایسا نداری دست نوازی کی خوہمیں حکمرانی کے لائق نہیں جس نے گھوڑا اپنے کا وعدہ
کر کے عہد خلائی کی اُس کے سر پر گھوڑوں کا خون ہوتا ہے ایک گنوینے کا وعدہ کر کے
جس نے ٹوڑنے کے وعدے پہلو تھی کی باسن سے ہزار رگایوں کی بہتیا ہرتی رہے جب کسی سے
غلافت کر لینے کا وعدہ کر کے قول سے پھر جلے تو بیڑا ہی سخت عذاب ہوتا ہے تم نے یہ
کی تلاش کا وعدہ کیا تھا مگر تحت سلطنت پر یہ بیوفائی، زهر زهر زهر زهر زهر زهر زهر زهر زهر

ہوگی برہما جی کا قول ہے کہ جو دوست سے وعدہ خلافی کرے اُس کی صورت چو کوئی دیکھ
وہ خود پاپی ہو جاتا ہے گنو ہتیا۔ شراب خوری۔ چوری ایسے ایسے عذابوں کا پرستش ہے
لیکن بشواس گھات کا کفارہ نہیں تم نے حد درجہ کی وعدہ خلافی کی پہلے تو میڈل کی طرح
بزناؤ کیا اب سانپ بن گئے جب بالی کا قلع قمع ہو گیا تو پیٹنے تیر ہو گئے۔ میری دالست میں
سری رام چندر جی نے بالی کو مار کر اور تمہیں راج دیکر سانپ کو دودھ پلایا نہ ہوش میں آؤ
کھرو کھن ادا بالی کی حالت پر غور کرو اگر آنکھیں بند ہیں تو یاد رکھنا بالی اور تم سے ایک آن ادا ہیں
مجھ کو نہ ہو جائیگا بھلا چلے ہے ہو تو وعدہ خلافی کرو ورنہ اختیار سمجھانے سے بچنا ہے میرا کارہ۔

سگ ۳۵

لچھمن جی سے تارا کی تقریر

سری لچھمن جی کی غضب انگیز تقریر سے سگریو دہل گیا اس کی گھگی بندھ گئی منہ سے
بان نہ نکلی مگر تارا جوٹ کی عورت تھی ہاتھ جوڑ کر بولی آپ کا ایک ایک لفظ نہرہیں سمجھاؤ
تیر ہے افسوس کہ راجہ سگریو کو یہ باتیں سننا نصیب ہوئیں یہ بہت سیہ ہے پیش جھوٹ پونا
آتا ہے نہ باتیں بنانا کوئی ترنگا بھی اتار دے تو یہ احسان بانیں راجہ چندر جی کا سلوک وارش
جو ممکن نہیں نہ آپ نے کچھ ہذر سنا نہ مخدرت صرف غصے پر ہی اتار دہو گئے۔ راجہ سگریو
نے پہلے بہت کچھ عیش کئے پھر مصیبتیں بھی خوب جھیلیں آپ دو نو بھائیوں کی بددوچریت
و آسائش نصیب ہوئی۔ جس کا شکر یہ ان کا رویاں رویاں ادا کرنا مگر ذرا سوچئے سگریو تو سگریو
میں نے بڑے بڑے ہاتھاؤں کو دیکھا ہے کہ دکھ کے بعد جہاں سکھ ملا دیں او دنیا
فراموش کر بیٹھ بسوا مٹر کتنے تپسوی تھے۔ مگر سنئے عین تپسیا کے وقت ایک ایسا
بھرتیا جی آئی اور صرف ایک دن کی ہم آغوشی کا بردان مانگا بسوا مٹر جی نے اشتدا
تبول کی اور ایک دن کے عوض ہزار سال تک لطف ہمبتری اٹھاتے رہے جب
بسوا مٹر کی یہ حقیقت ہوئی تو باز کس گنتی میں ہیں روم اپنی رانی اب مجھ کو پا کر اگر وہ
شراب عیش کے نشہ میں چور جو رہو گئے تو نیچہ بات سے نہیں سری رام چندر جی نے
برسات کے چار مہینے تک مہلت دی تھی شاید ہی دو چار دن زیادہ گزرے ہوں اس پر یہ وعدہ خلافی

کا طعنہ۔ نظر قہر کی آتش فشانہ دوست سے قصور بھی ہو جائے تو دوست خیال میں نہیں لاتے
 تعجب ہے کہ آپ کو دوستی کے خلاف باغھ لانے کی لاج نہیں راجہ سگریو بات کے دہنی قول
 کے پکے اور وعدہ کے سچے ہیں جو کہ چکے ہیں کر کے رہینگے وہی نہیں اُن کا خاندان ان کا
 لشکر بھی جان و مال سے خد شکناری کر گیا۔ آپ کی عنایت سے سوکر ڈر بانتر سمندروں
 میں اطاعت گزار کر رہتے ہیں جب تک لاکھ کر ڈر راؤن کے اہل لشکر اور چتیس کر ڈر
 دس ہزار خبریوں کے اہل فوج نہ مارے جائینگے تب تک ان کا کوئی رویا نہیں دکھا سکتا
 بالی بڑھ کر کوئی پابند قول دکھائے سگریو کو بھی انہیں کا نقطہ مقابل سمجھئے چنانچہ آپ خبر
 نہیں یہ بانروں کی فوج چاکھوٹ میں بھیج چکے اگر ان لوگوں نے پندرہ دن میں جانلی
 جی کا پتہ نہ لگایا تو جان کی خیر نہیں۔ سب کے سب تہ تیغ ہو جائینگے ذرا غصہ تھو گئے نہیں
 شیرھی نہ کیجئے بانروں کی ورتوں کا خون خشک ہوا جانا ہے *

سگریو

سگریو کی عاجزانہ عذر خواہی سری راجندر

جی کی خدمت میں حاضری کا عزم

ہمارا کی تقریر اظہار پذیر تھی پچھن کے تیور سیدھے ہو گئے راجہ سگریو کے حواس
 ٹھکانے ہوئے۔ سب بستہ اول گشتگو کی۔ میں تو بالکل مرٹا تھا اگر سری راجندر جی نے سو
 کو جلا دیا آپ میری نالائقی پر جتنا عتاب کریں بجا ہے واقعی میں سری راجندر جی کی مدد
 اعانتہ کی قدرت نہیں رکھتا ہوں غلاموں کی طرح ان کے حکم سے خد شکناری کرنے
 سے قاصر نہیں سری راجندر جی کی طاقت ظاہر ہے ایک بان سے بڑے بڑے ڈر پاتال
 میں بھیج دیتے بالی ایسے راقصہ و گوارا ان کی یہ برتری ہے کہ مجھے عزت دینا چاہتے
 ہیں پیٹھے میں ابھی چل کر ہذرہ ہذرت کرتا ہوں اگر مجھ سے خطا گئی ہو گی تو وہ
 درگزر کر دیجئے دنیا میں کون ہے جس سے غلطی اور خطا نہیں ہوتی ؟
 سری راجندر جی اس عاجزانہ کھٹا سے نموش ہو گئے راجندر جی اوصاف خطا بخشی ہو

خط پوشی کا اظہار فرما کر گوہر افشاں چوٹے کہ انہیں کے قوت بازو پر ساری دنیا کا درد ہے لیکن نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ تہذیبی مدد سے وہ راہن پر غالب آئینگے ہیں نے یا تو سری راچندر جی کو یا آپ کو آج تک نرم زبان پایا اگر میں آپ کو ان کا نقطہ مقابل سمجھوں تو عین انصاف ہے بس چلئے سری راچندر جی کو دھارس دیکھئے اُن کو سیتا جی کی مفاہت میں خواہ مخواہ حرام ہو رہا ہے میری زبان سے آپ کی شان میں جو اخلاف الفاظ نکلے ان کو لوح دل سے دھو ڈالیں گے ایسا نہ ہو کہ آپ سری راچندر جی سے شکایت کر بیٹھیں حالانکہ جو کچھ میں نے کہا تھا۔ وہ سری راچندر جی نے فرمایا تھا لیکن ان کے غصہ کی وجہ تکلیف جدائی تھی۔ اس لئے میرے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آپ کو نظر انداز کر دینا چاہئیں۔

سرگ

مختلف مقامات سے بانروا کی راجہ سگریو کی خدمت میں حاضری

سری راچندر جی کی خدمت میں چلنے کے قبل سگریو نے ہنومان جی سے ارشاد کیا تھا کہ مندر چل اور شرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جتنے بانرو ہوں سب کو حاضری کا حکم دو دس روز میں سب کے حاضر ہو جائیں ورنہ ہو۔

ہنومان جی نے فوراً حکم کی تعمیل کی آکاش۔ پاتال۔ ندی۔ پہاڑ۔ سب طرف منادی پھرنی کہ بانر پٹیا پور میں حاضر ہو کر جانکی جی کی تلاش میں سرگرم ہوں۔

حکم منیچے کی دیر تھی تب تک کروڑ بانر بہت ہی جلد کسکندھا پور میں وارد ہو گئے ہیں کے بھیجے ہوئے بانروں میں سے کچھ راستے ہی میں تھے کچھ ہوان پر جہاں کے پھلوں کا مڑیوں کے اتومیدہ جنگ کی برکت سے امرت کی طرح جاں بخش تھا۔ ایک مہینہ تک بھوگ پیاس پاس نہ بھگتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ اطراف و جوانب سے بانروں کے دل کے دل جن ہو گئے اور سگریو کو خوشی ہوئی۔ کہ بس اب سری راچندر جی کا کام میں جائیگا جن جن بانروں کی خاص کارگزاریاں ظاہر ہوئیں ان کو انعام و اکرام سے خاص افتخار حاصل ہو گیا جن سے کوئی عذرہ لیاقت کا اظہار ہوا۔ ان کے اعزاز کو منصب پڑے۔

سگ ۳۸

سگریو کی سہری راجپندر جی ملاقات

انہوں کو دیکھ کر راجہ سگریو نہایت ہی خوش ہو گئے پچھن جی سے بولے کہ چلیے

اب سہری راجپندر جی کی قدمبوسی کریں۔

رنگھنیار پڑا بلجے بجنے لگے پچھن جی کو سگریو نے سوار کیا پھر خود سوار ہوئے فوج

جلاو میں چلی جس وقت سگریو سہری راجپندر جی کے پاس پہنچے دوڑ کر قدموں پر گر پڑے

سہری راجپندر جی نے پیٹھ پر دست شفقت پھیر کر پچھن جی کی اجازت دی اور یوں گفتگو شروع

ہوئی۔

سہری راجپندر جی۔ راجہ سگریو گرہنٹیوں کا فرض یہ ہے کہ وقت وقت پر اپنے

فرائض ادا کرتے ہیں جو کام میں وقت کا لحاظ رکھتے ہیں اُن کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے جو کوئی سہری

کے خلاف کلم کرتے ہیں وہ گویا دخت کی تپائی ٹہنی پر سوتے ہیں ایسا شخص ضرور اوپر سے

نیچے گرتا ہے راجہ کو دشمن کی سرکوبی اور دوستوں کی ہمدردی کرنا نہایت ضروری ہے

جس نے ہرزانی میں ارتھ دھرم کلم کا خیال رکھا۔ اس کا عروج ہی عروج ہے اسی

لئے تمہارا فرض ہے کہ ستیا جی کی تلاش میں سرگرمی سے کام لو۔

سگریو میں آپ کا احسان مند ہوں آپ نے مجھے گویا دوبارہ زندگی دی جو کچھ راج

پاٹ ہے وہ سب اپنا ہی تصدیق سمجھے میں وعدہ وفا کی کا پورا انتظام کر رہا ہوں میں کر پڑ

بالرودھر اودھر سے آگئے اور آنے والے ہیں میں نے سب کو کساندھا میں طلب کیا

جو باہر موجود ہیں اُن کی طاقتیں معمولی نہیں کوئی کسی دیوتا کی اولاد سے ہے کوئی کسی

گنڈھر کی نسل کا آفتاب ہر ایک کو یہ قدرت کہ جس شکل کو چاہے اختیار کرے۔ اگر

چوپاؤں کی طرح چلیں تو کھڑے ہونے کی جگہ نہ ملے۔ اس لیے یہ انسان کی طرح

دونوں پیروں سے کھڑے ہونگے اور جادہ اطاعت گزاری میں قدم مار کر لڑے گا کوئی بول

سے روندیگے۔

سرگ ۳۹

سری راجچندر جی کے پیش نظر بانروں کے لشکر کا اجتماع

سری راجچندر جی سگریو کی باتوں سے ایسے خوش ہوئے کہ گلے سے گالیاں اور بوسے جس طرح سورج سے اندھیرا دور ہوتا ہے رات کی تاریکی چاند کو روشن کرتی ہے اندر پانی برسا کر سوکھے درختوں کو ہر کر دیتے ہیں اسی طرح تمہاری مہربانی سے مجھے اپنی کامیابی کی اُمید ہو گئی مجھے یقین ہو گیا کہ راویں کو نہر دروازہ لگا اور جاگلی جی کی بددلی کا زمانہ بہت جلد ختم ہو جائیگا ۔
 یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پھاڑ اور زمین دونوں کانپ اُٹھے چاروں طرف گرد و غبار چھٹ گیا ذرا ہی دیر میں بڑے بڑے قدر آور قوی سپہ سالار کا کھانا مارنے ہوئے آموچو پوٹو رکھا ہر طلعتی تھا کسی کا بیٹا کسی کا بیٹا کی شکل ان میں کون بازنکتہ کتنی خوش قسمت سالار کیل کی دھڑکتی مدد ہوئے سو گھنٹیں تارائے باپ تل
 تارائے باپ نیل
 کبہ سری ہنومان جی کے والد ماجد بہنہ
 پشی جوت پت و سپ سالار دوبارہ
 گج تین کروڑ ۔ ہما سوان دس کروڑ ۔ دس کئی ہزار ۔
 ان کے منہ پر کتہہ شان کی فوج کا کچھ تیار نہ تھا ۔ یہ فوجیں تیسے پچیسے تھیں اور بے آگے آگے ہوران کے جلو میں اندر جانا اور کھانا ۔
 جس وقت یہ شمار پیش نظر پورا بادشاہ سگریو نے سری راجچندر جی سے عرض کی بہت کمزور فوج ہیں کیا ارشاد ہوتا ہے ؟

سرگ ۴۰

سگریو کا بانروں کو پورپ کی طرف روانگی کا حکم

سری راجچندر جی - ہیشیم ہشان اور بہت تیر لشکر کی دیکھ کر بڑا زبردست خوش ہوئے اور

یہ کہتے تھے ۔ یہ کچھ جانتے تھے کہ ہائی کمان میں نہ دوڑیں ہاتھیں میٹھی مساعت ہوگی

اس پر عملدرآمد ہوگا *

سگریو نے فوراً ہی شیش سپہ سالار کو حکم دیا کہ پوہ کی طرف جا کر جانکی جی کا پتہ لگائے بھاگتی ہوئی کوئی بکولندی جمنار سرسوتی۔ سینہ بھر کر برہمہ یا لادیش۔ مگر وہ دیش۔ بٹکیش کا گوشہ گوشہ ڈھونڈ ڈھالنے سمندر میں تلاش کرتے۔ کول۔ کرات۔ راجھس۔ ریش۔ وغیرہ کسی کی قیامگاہ ڈھونڈنے سے نہ بچے سمندر میں بھی پتہ نہ ملے تو دوسری دیپ میں تلاش کرنے کی ضرورت ہے وہاں پہلے شیش دیپ (سفید رنگ کا دیپ) ملیگا اس کے آگے خون اور پانی کا دریا۔ بعد ایک سمندر شوبیت قسم کے ذمی روح ملتے ہیں جن کی بود باش برہمہ کے بردان کی وجہ سے اس مقام پر ہے ان کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا جس جاندار کو دیکھتے ہیں اس کو پرچھائیں پکڑ کر کھینچ لیتے ہیں جس جگہ سورج غروب ہوتے ہیں وہیں گڑ دیو جی کی بود و باش ہے یہاں صبح کے وقت کبھی دیوتا اور راجھسوں سے لڑائی ہوا کرتی ہے یہ نہایت ہی خوفناک مقام ہے جس وقت سورج طلوع ہونے کو ہوتے ہیں دیتنک ان کو پانی میں رہنا پڑتا ہے اس مقام سے آگے چھیرا گر ہے جس کی گردن میں موتی کی لڑیاں گندھی ہوئی نظر آتی ہیں اس کے وسط میں بیجا پہاڑ نہایت خوش تالااب میں ستالابوں پر راج ہنسوں کی چل۔ دیوتاؤں کی کلیں۔ گن۔ صربوں اور اسپرٹوں کے راس بلاس سے کچھ عجیب ہی لطیف آتا ہے یہاں سے آگے بڑھ کر وہ خوفناک سمندر ہے جس کے جزر و مد کو دیکھ کر دیوتاؤں کا پتہ پانی پانی ہو جاتا ہے یہیں وہ آگ ملتی ہے جس کے بڑے وائل کہتے ہیں یہاں سے تیرہ جوہن پر ایک پہاڑ سونے کے رنگ کا ہے جس چاندی کی سی شعاعیں نکلتی ہیں اس پہاڑ کے آگے تین پھن کی سی باجی ملتے ہیں جن کے جسم پر سونے کا ساکنہن اپنی چمک دکھاتا ہے یہاں سے پورب کے مخرج سونے کا آؤ ہے پریت سو جوہن بلند ہے جس پر سونے کی بیدی ہیں ایک رشی سمارھی لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اس سے آگے بڑھ کر سورشن پریت سونے کی چوٹیوں سے اس طرح منور ہے جس طرح دیوہر کا سورج محال کیا کہ آنکھ ٹھہر جائے اس پر دیول رشی تپشیا کرتے ہیں جن کے دشمنوں سے دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں یہاں سے آگے جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ راوہ کی رسائی کی حد بس یہی ہے *

ان نام مقاموں کا نام و نشان بتا کر گائیونے بانروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو جی! تاکہ دیوہر لگنا ایک جیسے ہی ہوتا تھا۔ تو قضا ہوا تو بے تکلف گردن مار دی جائیگی غنہ غنوں

سگ ۴۱

سگریو کا بانروں کو جنوب کی طرف روانگی کا حکم

بانروں کو پورب کی طرف روانہ کر کے نہیں۔ ہنومان۔ جاموان۔ سوہرت۔ کلہم گواچھ۔
 گج۔ گوے۔ سوکھن۔ سیرکھیہ۔ میند۔ دو بدھ۔ سوکھن۔ ثانی۔ گندھ۔ مادون (الٹا کاکھ۔ قزاندگی) کو اگلند
 کی ماتحتی میں جنوب یعنی دکن کی طرف جانے کا حکم دیکر ذیل کے مقامات میں جاگئی جی کی تلاش
 کے واسطے ہدایت کی اور مقام کی کیفیت ذہن نشین کر دی تاکہ خبردار رہیں *

کیفیت

نام مقام

نربندی

گوداوری۔ منگلا۔ نربدثانی

شبداوان۔ اردھ گامنی

میگل۔ انگر۔ ادانی۔ ادھارا۔

ماسکیک۔ پچھ۔ کلنگ۔ ویش

انتر ویش۔ پوڈر چول۔ پانڈوکوروں کا ویش

ملی پربت اس کی چوٹیاں کثیر التعداد ہیں۔ تا نربندی ہیں ہے *

کاویری ویش یہاں اسپرٹوں کی سکونت ہے اور اس کے جنوب میں اگست رشی شپین

پانڈو ویش چندن کے دخت بھرت سمندر کا انصاں اسی جگہ ہوا ہے *

سمندر کے ساحل پر پہنچنے کے بعد سگریو نے ہدایت کی کہ یہاں سے سمندر کا عبور کرنا لازم

رہے ہیں ایک دین نو جو جن کا اور اس کے بعد ہزار جو جن کا ویت ملیکا جس کی قیامگاہ پرانا

کا پہلا قدم پڑتا ہے اس کے بعد تیسرے ویش کا سامنا ہوگا پھر راون کی ایک کینیز ملیگی جو سایہ

پیکر گزری روح کو اوج ہوا سے نیچے کھینچتی ہے۔ ان کا مارنا ضروری لازم ہے ورنہ گزر سحال

اس کے آگے سو جو جن کا سمندر شیر کر پینک پہاڑ پر جانا ہوگا جس کی چوٹیاں سرفلک ہیں اور

ایک چوٹی سونے کی ہے جس پر سورج روپہر کو دم لیتے ہیں دشت اور نایشک لوگوں کی تودہا

رسائی نہیں۔ لیکن اُسے پُرام کرنے سے وہاں کے ریشیوں کے دشمن مل سکتے ہیں اس کے

بعد حسب ذیل راستے بنائے۔

سورج دان۔ ٹاکھ جوجن کا سمندر جس کے پہاڑ کی چوٹی چودہ جوجن اوپچی ہے یہاں

کی شکار گاہ ہے اور ایک مکان۔

پتہ دوت پہاڑ۔ یہاں کے درخت سدا پھل ہیں۔ کن۔ مول کی کثرت ہے۔

کچھر پربت۔ اگست رشی کے استھان کے علاوہ یہاں بسو کراں نے دس جوجن ایک

سرفیلک مکان بنا دیا ہے جس میں کبھی کبھی راون کی بود باش رہا کرتی ہے۔

سوہرن پربت (یعنی سونے کا پہاڑ) یہاں سانپوں کی کثرت ہے اور باکی ناگ

سانپوں کے راجہ کی سکونت مدلوں بھی اکثر یہاں آیا جاتا ہے۔

دبھو پربت

کو سچھ ہری شام پربت۔ اس پہاڑ پر چندن کے درخت بہت ہوتے ہیں ان میں اسی حرا

کہ جو چھو جائے جل کر خاکستر ہو جائے یہ قلم جانے کے قابل نہیں اس کے آگے راون کی طرف

سے روہت گندھرب جنگل کے محافظ ہیں۔

سبھو کھ۔ گڑا پٹی۔ سگس۔ یہ سب پانچ سودیش گنا کے سگریو نے کہا کہ راون کی عکاسی

سک بیہرودیش۔ ان سب مقاموں پر ہے آگے جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ بیہرودیش

سے آگے نہر لوک ہے۔ پھر حراج کی راجدھانی یہ مقام نہایت تکلیف دہ ہے ہر طرف پالی ہیں

دھنڈا کہ ایک مرتبہ مجھ کو ساتھ لئے ہوئے وہاں کی سیر کیا تو لوگ ادھر کا قصد کرنا وہاں

رستے ہی جو جو مقام پڑتے جائیں اُن میں تلاش کر کے ایک مینے کے اندر ضرور ضرور آ جانا۔

سرگ ۴۲

سگریو کی بانروں کو پچھم کی طرف روانگی کی ہدایت

راجہ سا رپوتارا کے پتا سوکھن سے دست بستہ ہوئے کہ آپ ایک ہرشی کے فرزند

اور تپچی کی آنکھ کے تار سے ہیں آپ کو فخر قوم کہنا زیادہ ہے اندر اور گڈھ آپ کی طاقتوں

کے قائل رہیں اسلئے میری خواہش ہے کہ آپ مغرب کی طرف تشریف لے جائیں یہاں پر پتہ پتہ

کچھ اور ایک کیتنگ نامی دیشوں میں جا کر جی کی تلاش فرمیں جس کے کاغذ نہ تو اس طرف
سُج کر ہیں نہ ہرے پر یا پورے کچھم کی طرف سواں ہوئے ہیں سمندر کے پلوں کے آگے
کیتنگ کاغذ دیش ہے جہاں تہل کے رختوں کا ایک جنگل لگا اور راون کا بہت ہی نفیس مکان
بنا ہوا ہے۔ ناریل کے رختوں کی بھی کثرت ہے اس کے آگے سبیل مقامات کا۔ فر کرنا ہوگا
کہ چھیتن۔ چٹاؤ۔ انیت سنگل

سوکر پربت اس پہاڑی کی سوچوٹیاں ہیں۔ پرند بکثرت شیر بکثرت جنگلی جانوروں کے بھان
سدر دن پربت۔ اس کی چوٹی بہت بلند ہے اس کے چاروں طرف پانی ہی پانی ہے۔
پاری جال پربت۔ یہاں گندھربوں اور تیسویں کی بود و باش ہے جو یہاں کے چھل
کھائے پھر گھر لوٹ کر نہیں آتا۔

مالتی ندی۔ یہاں بسوکران نے راون کے لئے ایک بہت ہی عمدہ مکان تیار کر رکھا
چکروان پربت۔ اس پہاڑ چوچن اور ہے۔ گریوں اکشوں کی سکوت ہے اس کے آگے
چونسٹھ جو جن کا ایک پہاڑ ہے جس پر برن دیوتا رہتے ہیں اور اس کے بعد نرکا شریٹ کا مکان
نچ پربت۔ یہاں۔ ہاتھی۔ شیر۔ جیتے وغیرہ خوشخوار جانور بکثرت رہتے ہیں۔
ہیند پربت۔

میر پربت یہاں دخت بڑے خوشما ہوتے ہیں پھول بھی ہمیشہ بہار سورج کے بڑان
سے یہ پہاڑ ساٹھ ہزار پہاڑوں کا راجہ کہلاتا ہے یہاں دیوتا اور گندھرب لوگوں کے سوا اور کسی
کا گز نہیں اندراو کیر کی فرو دگا میں بھی ہیں میں سورج یہیں غروب ہوتا ہے اس کے
درشن وہی لوگ پاتے ہیں جنہوں نے دھرم کیا ہے۔

مگر چونکہ آپ سب راجچند جی کے درشن دیکھ چکے ہیں پھر وہاں تک سانی کچھ مشکل نہیں
میں اس پہاڑ کا سیر کر آیا ہوں۔ راون کی یہ طاقت نہیں کہ وہاں تک قدم رکھ سکے۔

سرگ ۴۴

بانروں کو اتر کی طرف جانے کے لئے سگریو کا حکم

اتر کی طرف جانے کے لئے سگریو نے ست بل پیر کو بخیر کیا اور بہت کچھ نمائش کر کے

سب ذیل مقامات میں جانی جی کی تلاش کے لئے ہدایت کی +

کچھ پولندری سوہین۔ اندر پر نہ بھرو۔ کرو۔ مدرک۔ کاہون۔ چون رشک
پتن۔ بہالیہ کیل بن۔ کیل بن کے اتر کی طرف سو سر جہاں گندھریں کی بستی ہے
کال پربت۔ پیچم گرہ۔ درہیم گڑھ کے اتر سوویشن پربت دیو کا پربت۔ جہاں پر
بکثرت ہیں۔ راون کی آمد وقت ہے اور جس کی چوٹیاں سنہری ہیں۔ آگاش پربت (سوہون بند
ندی اور درختوں سے پُر فضا۔ صحرائے بے پایاں رشک گلزار کیلکاش پربت جہاں ماد دیو جی
فروکش رہتے ہیں جس کے شمال میں کوہیر کا مکان ہے۔ تالاب۔ نیاب روزگار۔ مکلوں کی ٹوٹا
ہنسوں اور پسر اٹوں کی چل تال۔ پیریاں راون کا مکان بھی بسوکران کا بنایا موجود ہے
کروچ پربت۔ سوہی کا رتک جی میں قیام پذیر ہیں۔ دھاتاؤں کی بھی سکنست ہے اور
کے کاٹیں کی پرستش کو تشریف لایا کرتے ہیں +

کام پربت۔ مان سرور۔ بیناک پربت۔ یاد دیو۔ انوں کا سکن اور راون کی بھی ایک استھان ہے
ہیہ ویش۔ جہاں کے باشندے گھوڑے ہیں۔ سدھ ویش۔ تپسویوں کا استھان ہے
پوکرش پربت۔ بیکھاناس سرور (باب) کوہیر ویتا کا فیلیا نہریاں سے جو ویش آگے
لیجے وہاں سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں نہ غروب برسات بھی نہ ارد و دشتی صرف قدرتی ہوتی ہے
اس کے آگے سلوند اندی کے کنارے بانسوں کا گھنا جگل ہے اس کے شمال میں کیل سے بھری ہوئی
نڈیاں اس کے آگے گاڑھا ندی کے طلاء کا درختوں کے جھنڈ ہتے ہیں یہاں بھی اونٹن بسوکران
سے اپنے لئے ایک عجیب و غریب مکان تیار کر لیا ہے اس مقام سے آگے سوم گر دیہاں ہے
اس کے اتر کی طرف ماد دیو جی تشریف رکھتے ہیں وہاں کسی اور ذریعہ کا گزر نہیں۔ ہاں آپ
لوگ سری راجندر جی کی مدد و اقبال سے جاسکتے ہیں +

سرگ ۴۴

سری راجندر جی کو ہنومان جی سے مطلب پراری
کا یقین۔ نشانی کے لئے انگوٹھی کا عطیہ
سب ہزاران لشکر کو سگر ہونے ہدایت کر کے ہنومان جی سے خطاب کیا کہ ختم پون جی کے

جگر بند ہو۔ خاک۔ پانی۔ آگ جو سب قسم سے زیر میں آدھ لوگ بنگ لوگ سب جگہ آٹا ٹاٹا میں پہنچ سکتے ہو کوئی بات جو تیری طاقت کو تسلیم نہیں کرتا دید شاستر تمہاری زبان پر میں۔ اسلئے تم سے جو توقع ہو سکتی ہے دوسرے سے ممکن نہیں ہے۔

سری راجندر جی کو سنگریو کی اس تقریر سے اچھین ہو گیا کہ ہنومان جی پر جب سنگریو کی بات نہ ہو جگر وہ ہے ضرور یہ اس ہم کو سر کرے انہوں نے نہ تو شجرت سے ہنومان جی کو پاس بلایا درگے سے لگا کر کہا کہ یہ انگوٹھی کو جہاں جانکی مائیں میری نشانی دیدینا میری امیدیں تمہاری ہوتی ہیں۔ ہما میری ہے۔ تیروں پر سر جھکا کر انگوٹھی لے لی اور بڑے جوش مسرت سے کلکاری کر کے سری رام پر سلام کہتے ہوئے کن کی طرف جانیراے بازو کی فوج میں چلے۔

سرک ۴۵

جانکی جی کی تلاش میں بانروں کی روانگی

ہنومان جی کے چلتے وقت راجندر جی کو لشکر میں داخل ہوئے سب بازوؤں کو مخاطب کر کے تنبیہ کی کہ خبردار دیر نہ لگانا جیسے بھڑکی بہت سے جہاں تک جگر ممکن ہو سیت جی کی خبر لگنا درندے مرنے کی آواز سنو۔ تلوار ہوگی اور گردن۔

سب بازوؤں نے بڑے جوش و خروش سے خم کھڑکے کھڑکے کر کے آپ ہم کو سمجھ کیا ہیں راؤن کو پکڑ لاتے ہیں یا اس کا سر لا کر قدموں پر ڈالینگے گھبراہٹ کی کوئی بات ہے آپ نے ہم سب کو ناحق تکلیف دی ہم میں سے صرف ایک بانر راؤن کے لئے کافی تھا۔ مگر خیر نہیں تمہیں ارشاد سے کام تھا۔ چنانچہ دیکھ لیتے ہیں کہ پر بتوں کو توڑ۔ پھوڑ کے سمندروں کو پھاند پھوند کے بن کو کھود کھا دے جہاں کہیں جانکی جی کا پتہ لگیگا ان کو ڈھونڈ لینگے۔

اسی طرح ہر ایک بانر اپنی طاقت کا اظہار کرنے کے لئے بولا کہ میں کیس جوجن پر زقند لگا سکتا ہوں کسی کا قول تھا۔ کہ چالیس جوجن پھاندنا چیز ہی کیا ہے۔ یونہی سا ٹھہر رہا اسی نوے سو جوجن کا فائدہ ایک زقند میں طے کرنے کے لئے بہنوں نے دعوے کیا اور سری راجندر جی نے دیکھ کر دھڑکت کر کے اپنے ہوا ہوئے کہ سمند خیال بھی پیچھے رہ گیا ہو۔

سرگ ۴۶

سگریو کی جغرافیہ دانی پر سری رانچندر کی حیرت

سری رانچندر جی سگریو کی جغرافیہ دانی سے متحیر ہو گئے تھے جب کے ساتھ پوچھا تمام دنیا بھر کے شہروں کے نام تمہیں کیونکر یاد ہو گئے کیا جغرافیہ پڑھا ہے +
سگریو۔ ہمارے اہل اوجھس کے پیچھے پیچھے پہاڑ کی کھوہ میں جا کر سال بھر تک رہیں۔ آریا اور ایسی پر مجھ پر ناراض ہو اتوں میں جان بیکر بھاگا بالی پیچھے تھا میں آگے پورب تکیم اترو۔ دکن چاروں طرف بالی نے دم لینے نہ دیا تمام شہر قدموں سے پٹ گئے مگر کہیں ٹھکانہ نہ ملا ہنومان جی عقلمند میں انہوں نے کہا کہ اس جگہ ٹھہر جاؤ۔ یہاں تنگ شے کی بدنامی ہے۔ سے بالی قدم نہ کھینکا اگر حیران کی دوسرے سوکڑے ہو گئے۔ چنانچہ چاروں طرف عالم میں ہی جگہ میرے لئے جابئے پناہ ہوئی اور بالی کے تعاقب سے میں رُٹے زمین کا جپہ چپہ دیکھ چکا +

سرگ ۴۷

تین طرف کے روانہ شدہ بانروں کی ناکامیابی

جو بازار تریور پچیم کی طرف سینتا جی کی تلاش کے دانہ ہوئے وہ دن بھر پاؤں توڑ کر رات کو کندھول پر بسر کر کے ایوس اپن آئے اور راجہ سگریو سے عرض کی کہ کہیں سراغ نہیں ملتا زمین کے گزبٹ مگر بیکر۔ اترو۔ پورب پچیم میں کہیں جانگی جی کا پتہ نشان نہیں ہاں ہنومان جی ابھی تک نہیں آئے۔ وہ شاید پتہ نہ لگائیں +

سرگ ۴۸

جنوب کی طرف جانے والے بانروں کا حال

جو بازار جنوب کی طرف گئے تھے بانروں دن۔ ناک چھانی ندی۔ بارغ جنگل۔ سہارے

ڈھونڈا رہے بندے جاتے ان پیش کے کسندھن میں گزر رہا جان وخت بار آور تھے پھول
خوشبو دار نہ پرندوں کا نام و نشان یہ بن کسندھن کے نام سے موسوم تھا جب یہ یہاں تپشیا
میں مصروف تھے۔ ان کا دس برس کا بیٹا ایسی ہلکے علم ہو گیا رشی جی نے جوش غضب سے
بد عادی کی کہ جگل کے کل رخت بے ثمر رہیں چنانچہ بازوؤں کو بھوک پیاس سے سخت
تکلیف ہوئی اور تھکے ماندے بھوکے پیاسے حیوں تیوں دوسرے جگل میں پہنچے جہاں ایک
کوہ پیکر کوہ قامت والنو سامنے آگیا سب باز رہے کہ ہونہ ہو یہی دن ہے چنانچہ کسی کے قدم
آگے نہ اٹھے مگر انگڑے جرات کر کے ایک گھونسا مارا کہ فوراً دم نکل گیا باز رہے تھے
کہ یہی اون ہے مگر پھر یو سی ہو گئی اور ادھر ادھر تلاش کرتے ہوئے ایک رخت کے
تے پھیر گئے ۔

سنگ ۴۹

جنوب کی طرف عازم بازروں کا غرم
بازر پاؤں توڑتے توڑتے بہت ہار گئے۔ انہوں نے انگڑے سے کہا کہ بس اب زندگی
خیر نہیں رہیہ سنگر بوجید نہ چھوڑ بیٹھ ہم لوگوں کو جھاٹیاں آرہی ہیں یہ علامت مخوس ہے
بس نے ست چھوڑ دیا۔ اس کی کامیابی مشکل ہے بہت ہارنا کسی حال میں مناسب نہیں
رٹائی میں شکست کھا کر جس نے دل ہار دیا اسکی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں جس کے
حوصلے پست نہ ہوئے وہ ضرور ایک نہ ایک دن کامیاب ہوگا ۔

انگڑے آپ بہت نہ ہاریں میرے حوصلے میں تازہ جان ہے مگر بہت باندھے اور ہرچ
بادا یاد کہہ کر چلے اگر قسمت میں ناموری کا سہرا ہے تو سینا جی کا پتہ لگا کر پیگے اٹھو چلو بھلا
یہ کبھی محال ہے کہ سینا جی کا نشان نہ ملے سب لوگ تیار ہو گئے۔ اور سارا مافلہ جنوبی
زمین کا گزرن گیا ۔

سنگ ۵۰

دکن کی طرف جانکی جی کی تلاش کرنے والو کی مشکلا

جنوب کی طرف گئے آخر تھوڑے گز رک دکن کے ایک جگل میں پہنچے۔ یہاں

شہر میں اور خوشخوار جانوروں کی بے انتہا کثرت تھی اور خورد و نوش کا سامان نہادار۔ اس جنگل میں
ٹاپتے ٹاپتے ایک مہینہ گزر گیا بھوک پیاس سے کون تھا جسکو تکلیف نہ تھی مگر سب نے لاکھ
کمر بستہ مضبوط بانڈھی تھیں فاقہ کشی تشنگی سے سب کے حوصلے پست ہو رہے تھے تھکے ماندے
ایک تمام پر پہنچے تو ایک سوراخ نظر آیا جس کو بیس چھائے ہوئے تھے اس اتفاقاً انہیں بیسوں کے
چھائے ہوئے چھپرے کچھ پرندے لکڑی کے پڑے ہیں تری پانی جاتی تھی بازوؤں کو یقین ہو گیا کہ
ضروری ہیں کہ ان پرندوں کے ہنسیوں نے اس مقام پر اپنی صورت بدلی اور مذاہن اڑھا
کہ وہاں کے لوگوں سے خوف کے وہاں سے بھاگ گئے اور وہاں پر جی نے ہمسایوں کا کہنا
گنا معلوم ہوتی ہے۔ یہاں ضرور پانی ہے اگر یہاں پانی نہ ہوتا تو بیسوں اور درختوں کو یہ
سہری نصیب نہ ہوتی۔ اور نہ پرندہ نہائے دھوئے نظر آتے ہیں۔

یہ بات نہ کہہ باز آگے بڑھے مگر بھوک پیاس سے بدن میں جان نہ تھی آہم جیوں تیوں
سب آگے بڑھے تو دیکھا ایک بن کی دھنکچھ اور ہی ہے درخت سرسبز۔ پتھارے درختوں سے
دھوپ چھن نہ سکتی تھی قدم قدم پر سایہ ہی سایہ تھا۔ شاخیں بار بار۔ ڈالیاں گل افشاں
پاس ہی پانی کا ایک چھوٹا سا خوبصورت چشمہ جس میں چھلی اور کچھوڑوں کی چیل و لغیب
آنکھوں میں طراوت پہنچی۔ کلیجہ پانی دیکھ کے ترشوا۔ لیکن کیا معلوم کہ پانی کیسے پاس
لے ہاتھ نہ دھو کہ پھر ذرا آگے بڑھے۔ تو بہت سے خوبصورت ہمان اور عالیشان مکان
نظر آئے باغوں میں اعلیٰ درجے کی نفاست درخت ہر گھیرے ڈالی ڈالی خوش رائیہ عرق چھڑک
پھول پھل مینری۔ بھنڈوں کی گونج دلنواز۔ کندہ مول پھل کی کثرت کہیں کس کا فرش
کہیں شہ اور مرگ چھالوں کا بچھونا۔ سب باز حیرت میں آگے کہ جنگل میں یہ جنگل کا
سامان کیسا آخر ہومان ہی آگے بڑھے اور پیسوی کی لڑکی سے پوچھا کہ تم کون ہو کیا نام ہے

سرگ ۵۱

ایک جنگل میں ہومان جی وغیرہ سے کسی پیسوی عورت کا سامنا

ہومان جی اس پیسوی لڑکی سے فرماتے ہیں کہ بھوک ت پیٹ میں چوہے تو نہیں ہیں
پیس کا چھکا ہے کیونکہ انہو پاؤں میں جان کے یہاں کے درخت غریب غریب میں پھل اور پھوس

داخل عجایب چلی اور کچھ دُل کا رنگ بھی ملائی تمام نعمتیں بھی جو دسکا سبب کچھ معلوم نہ ہوتا
تپسوی لڑکی پر سب ایک جادوگر دیت کی کارستانی ہے جو اپنے وقت کا بسوکران تھا اور
جسے سب نے نام سے پکارتے تھے جو کچھ پیش نظر ہے اس کے مالک شکر اچان چتھے۔ لیکن
میت نے ہزار سال تپا کر کے ایک ایک پیر کو اپنا کر لیا۔ برہا کے بران کی طاقت اسی
روز پر اس نے یہاں اپنا عمل دخل کیا میت کے یہ سب سامان عیش دیکھ کر اندر کی منظور
اپسرا سوید افریقہ ہو گئی اور تعلق پیدا کر لیا اندر کب گوارا کر سکتے تھے۔ آتش غضب
شعلہ خیز ہو گئی اور انہوں نے بجر مار کے میت کو تو جھگا دیا۔ مگر سویدرا کی آہ و فریاد پر
برہما جی کا دل پیچا اور ہدایت کی کہ اسی جنگل میں گل سناؤ جب اس نے تنہائی کی شکایت کی
تو ہر پانامی اپسرا کی طاقت منظور ہوئی یہاں مجھے بڑی عزیز تھی میں نے اسی سے گانا ناچا سیکھا تھا مگر
افسوس! وہ اپنی شاگرد سوم پر بھائی جھٹنا چیز کو ہمیشہ کے لئے داغ بردائی دے گئی میں نے اپنی سرگزشت
سادہ اب تم بتاؤ کہ کون ہو۔ یہاں آپکی غرض۔ بھوک پیاس ہے تو پانی اور کھانا حاضر ہیں۔

سرگ ۵۲

تپسوی لڑکی کی وہاں نوازی اور ہنومان جی کی شکر گزاری

بازوں نے یہاں پیٹ کی آگ بجھائی اور ہنومان جی نے کھانی کرتے پلوی لڑکی سے ہری
راچند راجی کے بن باس۔ سینا ہرن۔ بالی کے قتل۔ سگریو کی تخت نشینی وغیرہ کا ذکر کر کے اس
کی وہاں نوازی کا شکریہ ادا کیا اور گزارش کی کہ آپ کی عنایتوں کے عوض میں کیا خدمت
کریں جو مرضی ہو اس سے آگاہی ہے۔

تپسوی لڑکی۔ میں نے تم کا بھی تو نہیں اتارا جس کا آپ احسان شتمین لفظ مجھ سے کچھ
خدمت بھی بن پڑی ہو تو مجھے دنیا کی چیزوں سے کیا سروکار۔ یقین جانئے کہ کوئی خواہش نہیں۔

سرگ ۵۳

تپسوی لڑکی کی کمال ریاضت سے بازوں کی بند پرست پرانی
ہنومان جی تپسوی لڑکی کی قناعت پر قائل ہو گئے۔ انہوں نے دست بستہ عرض کی کہ

آج اتنے دنوں بعد آپ کے درشنوں سے جیسے بھری تھکاوٹ دور ہو گئی سگر افسوس کہ
سگر یو کی مقررہ میعاد گزر گئی اور ابھی تک سری جاگتی جی کا پتہ نہ لگا۔ اب ہم لوگوں کی جان
کی خیر نہیں سگر یو کی توار کسی طرح نہ امان دی گئی *
تقسوی لڑکی۔ اس جگہ میں جو آئے زندہ نہیں پھر سکتا جب نہیں تمہارا دیاں میلانہ
ہوا تو آگے کیا ہو سکتا ہے تم ہر بات کی دلچسپی رکھو میں اپنی عمر بھر کی تپسیا کا ثواب تمہاری
نظر کرتی ہوں ذرا سب باز رکھیں بند کر لیں تو ابھی بند پر بت پر پہنچا دوں *
سے پل راتے ان کو بند پر بت پر پہنچا دوں *
سگ ۵۴

بانروں کی مایوسی۔ ناکارہ کاہش

سب بانر پر بت سے سمندر کے کنارے پہنچے تھکاوٹ بہت تھی وہیں تھوڑی دیر سے
لگے میعاد مچیدہ گزر چکی تھی ہر ایک کو جان کا خوف تھا کوئی کتا تھا کہ سمندر میں ڈوب نہ
اچھا۔ نہیں تو سگر یو سخت اذیتیں دینگا۔ اس کا قہر غضب ہے کہ کسی کی سختی کہ نہ تھوڑی
ایک دفعہ بھی کوشش کیوں نہ کریں کہ آگد کو گدی مل جائے یوں بھی سگر یو کے ہاتھ سے
مرنا ہے لڑ بھڑ کے بھی مر گئے تو ایک ہی بات ہے صرف فائدہ یہ ہوگا کہ آگد کو رات
مل جائیگا کچھ کچھ ٹھہری لپکاتے تھے کہ جی ہے تو جہاں ہے آپ مجھے تو جگ بھلا گھر بار
سب پر رخت رنز سے ہمیں میں لوٹا ہی کے نہ جائیں۔ آگد کو خوف تھا کہ وہ سگر یو
گئی قید خانے سے سامنا کچھ دور نہیں۔ ایک تو سگر یو کو حکومت کا نشہ و سر شراب
عیاشی سے مہوش تیسے اونگتے کو ٹھیلنے کا جہانہ سگر یو ہم لوگوں کی ناکامیابی
پر سری رانچند رچی کو بھی ناراض کر دیں گے۔ پھر ہم لوگوں کا کہیں ٹھکانا نہیں
رہیگا۔ چچا صاحب جس سے دل میں غبار رکھتے ہوئے۔ اس کا اچارہ
ٹھکانا ڈالینگے *
نار بانر فہید و بنجید تھا اس نے کہا تو ہات سے کچھ فائدہ نہیں میری بات سے

کہ پھر اسی گنگا میں چل پھل اور میوے کھا میں با اچھند اور سگریو تو کیا اندر کی بھی حبال
 نہیں کہ ہم لوگوں کو چھٹاؤں پسکیں بس اس سے بڑھ کر بچاؤ کی اور کوئی تیر نہیں لنگر
 کو پٹے پسند آئی اور نے کہہ دیا کہ میں اس تجویز کو پسند کرتا ہوں اور باز یوے کہ ہمارا بھی
 صارف ہم لنگر پر جان قربان کر دیئے لیکن ہمارے خون کا کوئی قطرہ سگریو کی توازی کی سبک
 سرگ ۵۵

انگد کو ہنومان جی کی فہمائش

جب سب باز کھچڑی پکا چکے تو ہنومان جی کو یقین ہو گیا کہ انگد بانی کی جیسے سگریو کا
 مخالف ہوا ہے انہوں نے اپنی مخالفت کے خیال سے انگد کو اس طرح سمجھانا شروع کیا جس
 طرح ایک نائن میں شکار اچھا س نے اندر کو نصیحت کی تھی انہوں نے اربابا کہ تم ایسے عقلمند
 بانی کے تاج سلطنت کے سزا۔ اور پھر تھارے یہ تمام خیالی تو۔ سے سوا سگریو کی کو
 راج نہیں دے سکتے یہ حق تمہارا ہی ہے پھر سرتابی دس کشتی کی ضرورت ہمارے لشکر عظیم کا راج
 بھی فصول بانروں پر اعتبار کرنا حماقت جب پاسینگے ان پتوں کو لیکر لو گیا رہ ہو جائینگے
 بالفرض سبے ساتھ دیا بھی تو میں انا نیل اور جاموان کی طرح قابو میں نہیں آسکتا جس کا جی
 چاہے زور دکھا کر آزمائش کرے تم سگریو سے کمزور ہو کمزور کو زبردست کے سامنے خم
 ٹھونکنا کبھی روانہ نہیں اس سے زیادہ سگریو کی طاقت اور کیا ہوگی کہ ٹھپیں ایسا زور میں
 سفایا کر سکتے ہیں باز پیش کے بندے میں جب بعد کے ہونگے دکھائی بھی نہینگے سری اچھند
 جی نے ہمیں لیعد بنا دیا ہے سگریو کا کوئی برابر وارث تاج و تخت نہیں تارا کو وہ جان سے
 زیادہ عزیز رکھتے ہیں پھر تمہیں تخت سلطنت سے یو سی لازم نہیں ہے

سرگ ۵۶

انگد اور ان کے ہمراہی بانروں کی تشویش

ہنومان جی کی تقریر انگد نے گوش گوش سے سنی اور دل میں خیال کرنے
 لگے کہ بات ٹھیک ہے مگر سگریو سے امید کیا۔ بھائی کی بہانے ڈالی۔

یہ اوج کو نکل گیا۔ جل کر بیا حالانکہ بڑی بجا و بکر محل میں داخل کر لیا۔ الٹا کر گیا
 بجا و بکر کا زبیر اس کے برابر نہ ایسی باتیں اور حرم نہیں تو اور کیا بیا را چند رتی کے
 ساتھ آگ کے ساتھ عہد نامہ دوستی کی مگر جب رات بیک تو پیش میں پڑ کے سب
 احسان بھلا دئے۔ اگر لچھمن جی آنکھیں نہ دکھانے تو بھی اپنا ٹھکانے نہ ہوتا۔
 الٹا بلی سے شمنی ملا ہر پہلو میں اپنی دشمنی کے لیے کوکب باز آگئی۔ دیکھنا آگوا کر گیا
 ان کو اس وقت بہانہ بھی مل گیا۔ تم ان کے توجیہ سے ضرور قتل کر ڈالینگے یہ سوج
 کر انگلہ نے ہنومان جی سے کہا کہ سگریو کے یہاں جانا درست نہیں مبادا عیسہ
 گزر گئی ان کے لئے نوزیری کا یہ یہ کافی ہے۔ آپ جایئے اور تارا مانا اور رانی
 رہا سے خیر عافیت کہہ دیجئے ہم گھر لوٹے سے درگزر ہے +
 یہ کہہ کر انگلہ غمگین حالت میں کش کے آسن پر بیٹھ گئے سب بازوں نے چاروں طرف سے
 گھیر لیا اور زندگی سے بے آس ہو کر رونے پڑے۔ بونٹھ سری! چندر کے کارناموں کا
 نوکر کرنا تھا بن باس سے بلی کے قتل کی جو وارداتیں تھیں سب شمن سن کر کوٹھ
 پہنچے تھے کہ جان کا ایشور ہی اناک ہے +

سرگ ۵۷

بانروں کا سنیاپی جٹا یو کے بھائی سے سامنا

بانرا اپنی جان سے یوس وپیٹا ہے۔ نئے کر یکا یک بند پھاڑ کا ایک گن سے سنیاپی
 نکل آیا۔ دیکھا تو بانروں کا جگمگاٹا تھا۔ سنیاپی بھوک سے پریشان تھا مار خوش
 کے اچھل پڑا اور بولا کہ ایشور تو بڑا رازق ہے۔ "رنت راروزی" سناں پر سید بڑا کاتوا
 راستہ یاد تو آتا کہ کے لئے بے منت میرے پیٹ کا سہارا ہو گیا اور لطف یہ کہ نہ سر کسی
 کا خون ہو گا۔ نوزیری کی تکلیف بانروں جوتے جائینگے منہ کو نوازیں گے +

انگلس آواز سے سم گیا سمجھا کہ پرندے کے جلمے میں جبران آگئے ہیں پتا تھا تھوڑا بازا
 سے بولا کہ بھاٹیو جبران آ رہے ہائے مفت جان گئی ہو نا ایک دن ضرور ہے گریے موت مر گیا
 بہت ہی دکھ ہوتا ہے مگر مدد مل جائیو پڑا جوتی نہیں ہے جنوں نے رانچہ جی

کی طاقت میں جان و دست کر جنم پھیل گیا ۔

کستہ میں کہ جہان کے اٹھ سے زینو لے کی بکست نہیں ہر نیکیاں جٹایا کو راہ سے
ماں تو سری راچند جی نے تار دیا اگر جٹایو کی زندگی یہاں بیتا جی میں باتیں تو ہم تکیہ نہ
نہ ملے جدت ہم لوگ بڑے بے نصیب میں نہ راجہ سرخہ کی گئی سے تول ہارنے نہ کی گئی سے
سٹا کتے نہ مرنے نہ بن باں ہوتا نہ بیتا ہرن نہ بالی کی جان جاتی نہ ہم کو موت کا سامنا
ہر تار سنیا پی جٹایو کا نام شکر چونک پڑا ہوا کہ اس نام کا تو میرا ایک بھائی تھا۔ ذرا
پھر تو کہنا کہ معاملہ کیا ہے اب نہیں جان کا سو ف نہیں ہر باں اے کے مجھے پدا رتے
اتار لو سنو تو کہ یتا ہرن سے تمہاری کیا غرض ہے ۔

سرگ ۵۸

سنیا پی سے اگاہ کی گزشتہ حال

سنیا پی کو پہاڑ سے اتارنے کی برخاستہ پر بازوں کو بدگمانی پوری چھوڑ کر کھا جانے کے
لئے بناوٹ کرنا ہے مگر جب سوچے کہ جان تو پہنچے ہی کی نہیں شاید اس خدمت سے سنیا پی
کو کچھ رحم آئے اس نے بازو اٹھائے پہاڑ سے اتار دیا اور انکے لئے کچھ سرگشتہ شہر کی
ریچھ کے سو فرزند تھے بالی اور سگریو۔ سگریو بالی کے برابر طاقتور نہ تھا۔ بالی اللہ نہ گوا
تھے اور مجھے لوگ انگد کہتے ہیں راجہ سرخہ کے فرزند اسو۔ سری راچند جی اور ہمیں غی پران
میں دلق افروز تھے جانی جی کو راہ سے گیا تو جٹایو نے خوب متبادل کیا نہ خو ار ڈال دی ہوئی
راہوں ہٹا کر کھانا پٹا یو نہ جیف افسوس نہیں نے ان کی جہان لے لی جب سری راچند جی
پہنچے تو جٹایو کا کہہ باکر م کیا اور سگریو جی ساگر یو سے دوستانہ معاہدہ کر کے بالی کو راہ سے
کو راہ دیا ہم لوگوں کو جا ملکی جی کی تلاش کے لئے روانہ کیا جیت بھر کی مدد سے تھی۔
ختم ہو گئی اب سگریو نے جہان سے نہ بیٹے اس سے نہ سرخہ کہ آپ ہی کو کھانا پٹا

سرگ ۵۹

سنیا پی کی سرگشتہ

انگد کی تسکین سے سنیا پی کا دل بہ آریا آسوٹ پڑے سنیا پی ہر باں سے کہ

۱۰۰
 ان کے دروازہ پر دست
 پر نیلے سے سرور کی ہے زمین اُن سے اپنے چھوٹے بھائی کا بددے ایسا ایک نئے ہیں
 نے تیرے ایداز کو تسلیم کیا تو ہم دو فرزند بھائی اندر کے پاس پہنچے اندر فخر اٹھنے لگے ہڈے
 زلفِ سماجت کی زینت سمجھ کر اندر مجھ سے ڈرے جیسا یوں کو خیال ہوا کہ اُن سے بڑھری کی بحث
 بڑھری تو دیا اثرِ سعادت کی تعمیر و نو سورج کی طرف اڑے جیسا یوں تہمت کر کے اتنا اونچی ہوا
 سورج کی نیش سے بچنے لگے مجھ سے نہ دو کجا گیا لپکا اور اپنے پر سے بہادر بھائی کو ڈھک
 پیسیر چل گئے تو میں بند پہاڑ پر آگیا اور بیابانِ جنتان کی راہ لی تب سے ملاقات
 کی نوبت نہ آئی ادنیٰ سورج را دن نے بڑھاپے میں بڑا شتم کیا ۔
 انگہر آپنا ببارا دن ہے تو واقع ہوئے ۔
 ۱۰۱

انگوں پر آہ پانا ببارا دن ہے تو رات ہو کے پڑا
 سنتا پی۔ میں بات ہوں۔ یارن بشر دامن کا بیٹا کو میر کا بھائی سونکی نکا کا راجہ ہے
 نکا بسو کر ان سب بانی تھی۔ یارن جانا کی جی کر لے ہوئے اس طرف سے گزرا تھا اور رام
 ہاسے رام کی روناک آواز پہنچے کے ٹکڑے اڑانی تھی تم نے سنا۔ کئے کنارے سے چلتے پیا
 وہاں جھائی کو بانی دوزنگا گونپڑوں کے ہیں جانے سے اور طاقت اور ادھیں پھر بھی نہ بات
 مدد کر دوزنگا کہ میں راجہ اندر سے امرت چھین کر پی پکا دلا۔

۴. برگ

منشیابی کے فرزند سوپارس کا واقعہ

ہندوستانی کو سندھ کے کنارے لگے دل میں تو خوشی تھی کہ موت سے بچ چکی تھی مگر
 اس کی باتیں کا اس سے اعتدال نہ تھا کہ وہ خود اپنی تھوڑی سی دولت سے بڑی شہرت
 مولا کے اعتبار نہیں کرتے جاؤں گے ہندوستانی سے پوچھا کہ آپ جانی ہی کو ہنسنا کیا
 بھی ہے یا ہم ہی نام نسبت اور حیرت آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ گشتہ بن ہی جائے تو گشتہ
 سندھ چلیا۔ بابل ٹھیک معلوم ہوئے لیکن ایک دن یہاں پہنچا تو بھوکہ تھا جیٹا نے اپنے
 پیٹے سے پادریاں سے کھانے کو ایسے یہاں بھوکہ دم بھول پر خدا ہوا پادریاں
 تو نہایت سورت نہ دکھائی جب آیا تو اہل نے متواتر ٹیٹ کی، ہنسنا کو یہ جس پر وہ
 حاضر نہوا ہی کر کے ہاؤں میں سندھ کے کنارے بہت سے ہوا آج کے

پڑنے کو گئی تو دیکھا کہ ایک شخص ایک عورت کو گروہیں باٹے چلا جاتا ہے جس نے انہیں دونوں کو پکڑ لیا لیکن آزادی گڑ گڑایا۔ ہاتھ جوڑے۔ پاؤں پر گرا مجھے غم آگیا تو میں نے خان بخشی کی دیوتا اور گندہ سرب مجھے دعا مانگی اپنے دلی سب خوش تھے کہ سینا کی جان بچ گئی اور دن کے گیا تو غم نہیں بس اس نمبر سے مجھے میری جوتی میں نے یہ افق تو سخت ناراض پڑا کہ یہ معلوم تھا کہ سینا جی یہ سرتو کی ہو میں اور راجہ سرتو میرے بھائی جیالو کے دوست ترادون کو کیوں زندہ چھوڑا۔ اس ناراضگی سے میں نے سوپارس کو یہاں سے نکال دیا اور ان تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ گھبراہٹ میں جہاں تک ہو سکیگا تنہا رہی مدد کر دے گا ان طاقتور ہے تو موتی رگ بھی کچھ اس سے کم نہیں ہے۔

سرگ ۶۱

بند پہاڑ پر چند رماں رشی کی ملاقات کا حال سنیاپی کی کہانی

سوپارس کا ذکر کرتا کہ سنیاپی پھر بولا کہ پر چلنے پر میں چھ رات تک بیہوش ہا جب بیہوش آیا تو سمندر اور بند پہاڑ کو پیچا پیا یہاں چند رماں رشی سما آشرم تھا جاکو چولا چھوڑے ہوئے ہزار برس گزر چکے ان کے آشرم کے قریب بہتر نسیم سے خوشبو آنے لگی میں درخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ وہ سمندر میں اٹھان کر کے آئے اور اتر کی طرف منہ کر کے صیان میں مصروف ہو گئے اس وقت تمام چند پرند اور گرد کھڑے ہوئے تھے جب انکو دھیاں کے زراعت ہوئی تو مجھ سے مخاطب ہوئے۔ مزاج پر سی کی فرمایا کہ میں تم سے واقف ہوں تم اور سمندر بھائی جیالو میرے یہاں اکثر انسانی قالب ہیں آیا کرتے تھے ذرا بتاؤ تو کیا حال ہے؟

سرگ ۶۲

چند رماں رشی سے سنیاپی کا اظہار غم

سنیاپی نے اپنے اور اپنے بھائی کے امتحان طاقت بند چڑی پیش آؤ تب سوچنے والوں پر وغیرہ کا محفل ذکر کر کے بے بہت فریادی یہ اسوہا ملے اور کہا کہ بس اب

دل ہی پتا ہے کہ جہاں دیدوں زندگی سرت سے بدتر ہو رہی ہے

سرگ ۶۴

چند رماں رشی کی سنپائی پر نظر عنایت

سنپائی کے آنسو جاری تھے سینے سے آہ سر و نکل ہی تھی چند رماں جی بولے کج ذکر و
تمہارے پر از سر نو جم جائینگے ریخت کی برکت ہے مجھے معلوم ہے کہ ایک زمانے
میں تاجہ دسترخ آجودھیا کے فرزند واپس گئے ان کے فرزند سری راجنہ رچی کو بن پانے
ہوگا۔ جاکی جی پنج وٹی میں گم ہو جائیگی باز تلاش کو کھینکے ڈھونڈتے ڈھونڈتے
یہاں آئیے اُن کو دیکھتے ہی تم پھر پر بار ہو جاؤ گے میں ابھی پر جا دیتا مگر پرندوں کا
ٹھکانا کیا آج یہاں میں کل چاہے اڑ جائیں اس لئے میں کال نہیں کھانا جب
راجنہ رچی کے دونوں سے سب کال کہہ لینا تب دیکھ لینا کہ آپ آپ پر نکل آتے ہیں
چند رماں رشی کے تشفی بخش کلمات پر میں نے بھر سہ کیا اور یہیں ہے نگامیر سے
فرزند نے میری خدمت کی۔ جاکی جی کی پیدائش سے سینا ہرن کے زمانے تک
اچھی طرح گزری۔ مگر جب مے رادن انہیں چرائے گیا تب سے پیٹ میں تو اوٹے
پڑا ہوں۔ شکر ہے کہ تم لوگوں نے درشن دئے میرے پر نکل آئے اب یہاں پر
جڑھ کر سری راجنہ رچی کے درشن کرتا ہوں۔ پھر یہ چولا چھوڑ دو وگا تم لوگ سیتا
کی تلاش میں سرگرم ہو۔

سرگ ۶۴

سنپائی کی بانروں سے رخصت

سنپائی پھر بولاکہ سنو! انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو نیک و مومن
کی طاعت رخصت نہیں ہوتی دوسرے وہ جو نیک کا نام لے کر غضب تو دیتے ہیں لیکن بدل
کے تکلیف ہوتی گاہے اگر کام چھوڑ بیٹھتے ہیں تب سرت سے وہ جو کبھی ہی نکلیں گے کا سامنا

تو نہ ہوتا نہیں ۲ رتے چھڑ ہی کو دیکھ لو کہ کسی تکالیف میں اتنا زہ نہ گزارا بیٹھے کہ
کو بچو ڈرو با۔ لیکن چند رماں رشی کی بات نہ ملی ۔

سرگ ۶۵

سمندر کو دیکھ کر بانروں کی پستگی

بانروں کی طرف سے کہ سمندر کے کنارے پہنچ گئے خوشی کی حد نہ تھی ہر ایک شیر کی طرح
گر جتنا تھا وہاں بھڑے تو سمندر میں اچھسوں کے جھٹکے دکھائی دئے کامیابی کی تو امید
ہوئی۔ لیکن سمندر میں پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ وجہ یہ کہ سمندر کے پہاڑ راون نے
اپنے مکان پر لگے۔ سمندر کا جو رنہ معلوم ہوتا تھا اور سمندر تو بانر بچا نہ بچا نہ
گئے تھے یہاں دل اڑ گیا تھے کہ کیا کریں ۔

انگد نے سمجھا یا کہ دیکھو کم بہت بڑی بڑی ہے۔ جس طرح بچہ سانپ کے کاٹنے پر
چھ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح پست بہت بھی انسان کو کسی کام میں کامیاب ہونے
نہیں دیتی ۔

رات اسی فمائش اور حوصلہ افزائی میں گزر گئی۔ صبح کو انگد نے کہا ہے ہاں
بھائیو! بتائے جاؤ۔ سمندر بچا نہ نے کس کس میں ہم ہے۔ اس کا جواب کسی
نے نہ دیا سب خاموش رہے انگد سمجھے کہ بانر ایک دوسرے کے مخاطبے اظہار
لافت میں پیشقدمی نہیں کرتے اس لئے ایک ایک کا نام لیکر سوال کرتا
شرع کیا ۔

سرگ ۶۶

بانروں کی زبانی اندازہ طاقت کا اظہار

انگد کے سوال پر تمام بانروں نے اپنی طاقت کا اظہار کیا۔ جن میں گج نے
دس جو جن۔ رگھو نے ۲۰۔ سر بھ نے ۳۰۔ گندھادون نے ۵۰۔ سوکھیں نے ۸۰۔

جو جن پیمانہ نے کی نزادات بیان کی جا موت بولا کر راجہ بل کے بگبگ اور باہر ہوا
میں سات۔ ہاتھ میں لے کر دیکھ لگا چکا ہوں۔ اب بڑے چاہے سے میرے آگے جو جن
ہیں۔ انگلی۔ میں سو جو جن پیمانہ جاؤ لگا۔ لیکن وہ ایسی کی طاقت نہیں۔
جا موت۔ ہاتھ سے نزدیک ہزار جو جن کچھ چیز نہیں مگر تم تا جدارہ و عنان شکر
نہ۔ ہاتھ میں ہے۔ تمہارا جانا مناسب نہیں خون بے سر کی درجائیگی۔
انگلی کو پھر مایوسی ہوئی کہ ان میں سے کون ایسا ہے جو تا بڑا سمندر پیمانہ کر رہی
راجنہ۔ جی کا کام بنا دیکھا جا موت سے کہا کہ آپ جہا مذیدہ میں کچھ تندرستی ہیں
جا موت۔ تندرستی بناؤں۔ ہاں کہئے تو اس بہادر کا نام بنا دوں جس کے سر
نیکائی کا سرار ہوگا۔ اس تعزیر کو سن کر سب کی بامواں کی طرف ٹٹکی بندھ گئی اور
منتظر ہوئے کہ کبھی کس کا نام زبان پر آتا ہے۔

سہ گ ۶۷

ہنومان جی کی پیدائش طاقت کا ذکر جا مو ان کی زبانی

اب جا موت نے سری ہنومان جی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم کیوں خاموش ہو
اپنی طاقت کا اندازہ بنانے میں کیا نال ہے۔ تم کو اپنی طاقت نہیں معلوم میں جانتا ہوں
کہ دنیا میں یارام چند صاحب طاقت ہیں یا پچھن یا ایک تم۔ بتانے کے نزدیک رہیں
طرح اپنے پرؤں سے سمندر ہلاتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اپنے بازوؤں کی طاقت
دکھا سکتے ہو۔ اب اظہار طاقت کا وقت ہے۔ اسی روپ دکھاؤ اور مجھ سے
سنو کہ تم کون ہو۔

پوچھ گچھ تھا پسروں میں نہایت ہی حسین اپسر کیسری کی خواہہ خاص تھیں ایک
روز انکو حسن صورت پر مغرور دیکھ کر رشی نے بدعا دی کہ بازی کی سی صورت ہو جائے
پوچھ گچھ تھلائے معافی مانگی اور منت سماجت کی تو رشی نے بدعا دی کہ اچھا جس
شکل کو چاہو قبول کر سکو اس کے بعد وہ اپسر جنگل میں رہنے بسنے لگی جہاں بھڑکا
نے ان سے بلب و اخلاص پیدا کر کے انجنی نام کا کسی دوز انجنی ان فی قابل میں ہو کر رہا

آرستہ تصویر نو رہی ہوئی پہاڑ کی چوٹی پر صوفی گنا گشت تھی کہ ہوا کے حصے سے زور کا روپ پڑ
اڑنے لگا۔ دیو دیوتا حسن و جمال دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور ہوا کی شکل میں ان کے جسم سے
غالب ملا دیا۔ انہی کچھ نہ سمجھی کہ معاملہ کیا ہے لیکن بعد کو کہنے لگیں کہ کونسا ایسا شخص
ہے جس نے میری عصمت کا پاس نہ کیا۔ دیو دیوتا نے کہا کہ ناکار کی کوئی بات نہیں
میں نے کوئی حرکت ناشائستہ نہیں کی صرف ہوا کی شکل میں ہم بغل ہوا اٹھا۔ خوش
ہو کہ تمہارے بطن سے نہایت طاقتور صاحب جلال اور عقلمند پیدا ہو گا۔ راجندر
جی کی بھگتی سے اُس کی تین لوک میں عزت و شہرت ہو گی۔ یوتا۔ گندھرب انسان اور
راچھس سب عزت کریں گے جب یہ سنا تو انہی خوش خوش گف میں چلی گئی وہاں تم
پیدا ہوئے۔ اتفاق سے تمہاری نظر سورج پر پڑی تم اُسے لال بھل سمجھ کر لپکے تو
تین ہزار جو جن کی بندی پر پہنچ گئے تم کو دیکھا تو دیوتا چچ اُسٹے اندر نے غصہ میں
بجھ مارا۔ بھکر کا کچھ اُخر ہوا تو صرف یہ کہ بائیں طرف کی ٹھوڈی پچک گئی۔ اسی وجہ سے تمہارا
نام بھی ہنومان ہوا۔ اندر کی حرکت سے دیو کو سخت غصہ آیا انہوں نے ہوا روک دی
جس سے دیوتاؤں کا دم گھٹنے لگا سب نشن اور برہما جی سے فریادی ہوئے برہما جی
نے اشیر باد دی کہ ٹھوڈی کی چوٹ نکلیف وہ نہ ہو۔ اندر نے دعا دی کہ بے خواہش
نہ مرد ہو۔

جب اس پر بھی دیو کا غصہ فرو نہ ہوا۔ تو دیوتاؤں نے اپنی اپنی طاقت تمہاری
نذر کر دی اور تم یوں پتر مشہور ہوئے جس طرح ہوا کو ہر جگہ جانے کی قدرت ہے
اسی طرح تم کو بھی میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ سمندر پچاندو۔ قدرت کا ملہ
دکاڈ بان پریشان ہو رہے ہیں تمہیں پر سب کو بھروسہ ہے۔

سرگ ۶۸

سمندر پچاندو کے لئے ہنومان جی کی تبدیلی شکل

ہنومان جی نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک نہایت خوبصورت روپ کے پیش نظر کیا۔
اور بڑے نور سے گرجنے لگے چہرے کا جلال دیکھ کر سب بانہ خوش ہو ہو کر استت

کرنے لگے اور حیران تھے کہ صورتِ شکل دفنہ کیسے سامنے آگئی ہنومان جی کا تیج رفتہ رفتہ
اس قدر بڑھا کہ نظر نہ ٹھیرتی تھی۔ انہوں نے دم کو چکر دے دے کر زمین پر ٹپکا شروع
ان کی نظر میں راجھسوں کی حقیقت صرف اتنی ہی تھی جس طرح شیر بر کی نگاہ میں
لوٹری خرگوش وغیرہ کی ہنومان جی نے سب بڑھے بازوؤں کے سامنے گردن
اور بچم کی اودھ کا کہ میں دایو کا بیٹا ہوں۔ آکاش پر جانا میرے نزدیک کوئی
بڑی بات نہیں میرا پہاڑ پر ہزاروں دفعہ کو پہچاند سکتا ہوں گر ٹیجی پل بھر میں
سو کوں جاؤں۔ تو میں ایک لاکھ کوں سمندر خشک کرنا۔ زمین کو کچلنا پہاڑوں
کو کھونٹ مار کر اڑانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے جس پہاڑ پر قدم رکھ دوں
پاتال میں محسوس جائے۔ اوج ہوا پر اڑوں تو معلوم ہو کہ آکاش کی خیر نہیں
گر ٹیجی دایو پتا کے سوا کسی کی طاقت نہیں جو قوت رفتار میں میرا مقابلہ کر سکے
یہ کہہ کر انہوں نے پہاڑ پر ہاتھ دے مارا تو ہزاروں شیروں اور بڑے چھوٹے
جانوروں کا دم نکل گیا۔ گندھرب جی چرا کر بھاگے ایسٹروں کے بلیجے مل گئے
بند پہاڑ پر جبکہ جبکہ شگاف بڑ گئے قسم قسم کے سانپ گھبرا کر کل پڑے معلوم ہوتا
تھا کہ پہاڑ پر رنگ رنگ کی دھواں لہا رہی ہیں۔ ہنومان جی کا دل پیسے ہی
لنگھیں جا پہنچا تھا۔ صرف بازوؤں کی دلیجی کے لئے یہاں ظاہری غالب کا
جلوہ دکھا رہے تھے +

کسندھا کا نڈھ ختم

حصہ پنجم

سند رکاٹ

سرگ - ۱

ہنومان جی کا سمندر پر عبور

سری المیک جی صفی قرطاس پر گوہرِ افشاں ہیں کہ ہنومان جی سیتا جی کی تلاش اور
سری لچندر جی کی بکا آوری ارشاد پر کمر بستہ ہو کر سوچے کہ مجھے دیوتاؤں کی گزرگاہ سے
لنکا پہنچنا مناسب ہے یا نہیں وہ بند پہاڑ پر چڑھ گئے جس کے سبزہ زار کی بہار نہایت ہی دلانیز
تھی۔ یہاں خیال ہو ا کہ مانر نہ سمجھیں کہ اس خوبصورت قابل سمندر کیونکر بھانڈے کے اس
لئے امنوں نے سینے کے ٹکڑوں سے درختوں کو ترڑا کر شرع کیا جن کی شاخوں کے نیچے
لاکھوں ہرن اور جنگلی جانور دب کر سرمہ ہو گئے سری ہنومان جی نے ہانڑوں سے فرمایا
کہ دیکھ لینا راجپسوں کا بھی یہی حال ہوگا +

یہ کہہ کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر اس طرح گھومنے لگے جس طرح سانپ لالہ میں تیرتے
ہوں۔ اس پہاڑ میں سفید زرد و سیاہ رنگ کے پتھر تھے سونے چاندی تانبہ کے ٹکڑے
تھے۔ کھنڈر گندھرب ہینان زمین کے ساتھ چھوڑنے لگے اڑتے تھے ناک قوم کی لباس
آبادی تھی چنانچہ انہوں نے زیادہ وقت صرف ان لباس پر نہ سمجھا بلکہ دیکھ کر
کہا کہ اپنے پتا ڈاؤن (دون) کو پر نام کر کے سمندر چھوڑنے کے لئے اس طرح قدم بڑھایا کہ
دون کے چاند سے پورنماشی کا چاند ہو گئے پہاڑ کو جو نہ بھال سکا جوٹیاں ہلنے لگیں درختوں
کے پھل پھول ٹوٹ کر چاروں طرف پھوٹ گئے ہاتھ کے دامن سے پانی بہ نکلا آگ کے دھوئیں

کی طرح پہاڑ سے اچھے اڑنے لگے جانوران جو انی چلا چلا کر بھاگے ناگ چچ اٹھے پہاڑی
 پتھر جھانڈے کی طرح کھر مے ہوئے رشتوں سے بھی بھاگنا شروع کی گندھریوں سکندروں نے
 بھی اختر بختر سمیٹا۔ زیور لباس سامان عیش سب نے وہیں چھوڑ دیا جان کو منہ مسمجھا
 دیوتا لوگ سمجھ گئے کہ سمندر پھاندے کی طیاریاں ہیں ہنومان جی مست ہاتھی کی طرح جھوم رہے
 تھے۔ ملکایوں سے بادل کی گرج مارت تھی ہم اٹھا کر بھی پکڑ دیتے اور کبھی پہاڑ پر ٹپک دیتے تھے
 جھوٹے چھوٹے ایک دفعہ آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور بوسے کہ رام کے بان کی طرح سیدھا
 لٹکا میں پہنچو نگاہاں سینا جی نہ ملیں تو اندر لوک میں تلاش کر کے پھر راون کو لٹکا سمیٹ
 سری راجندر جی کے سامنے پہنچا دو لٹکا +

یہ خبر تیر کی طرح اکاش کی طرف اس تیزی سے اڑے کہ نظر کام نہ کر سکی جس طرح راجہ
 کے ساتھ فوج ہو اسی طرح درخت اکھڑ اکھڑ کر تھوڑی دیر تک اس کے ساتھ اڑے پھلوں کی
 بارش ہونے لگی جنہوں نے ان کے جسم اقدس کو تارت آفتاب سے محفوظ رکھا اس وقت یہ معلوم
 ہوتا تھا کہ گھٹا میں بجلی چمک رہی ہے اور چاند سارون میں روشن ہے آگے بڑھے تو دونوں ہاتھ
 اس طرح پھیل گئے کہ پانچ پانچ منہ کے دوساں پھن اٹھائے ہوئے چپے نظر آتے تھے زمین
 کی طرف دیکھ کر بھانڈا سمندر کا پٹ اٹھا کہ کہیں خشک نہ ہو جاؤں اور نظر اٹھی تو اکاش کو اپنی
 خیر سنانا پڑی۔ آنکھیں سورج چاند کی طرح چمکتی تھیں چہرہ آفتاب مغرب کی طرح سورج تھا دم
 اس طرح سر پر صفہ زن تھی جس طرح سورج اور چاند مندرل بانہ سے ہول نل سے پیدا ہوئی ہو
 کی مناسبت سے بادل گرجتے تھے سایہ سمندر میں ہوا کی طرح اڑ رہا تھا اور قد و قامت بس یہی
 معاد ہوتا تھا کہ بیرو پہاڑ ہے یوہیں قد گھٹاتے بڑھاتے گرجی کی طرح پرواز کرتے ہوئے
 نا بڑے نہ گرتے ہوتے۔ ۳۰ جون کی مندی پر پہنچ گئے۔ اکاش میں گل افشانی اور تینوں
 لوک میں مدح خوانی ہو رہی تھی +

سمندر نے سوچا کہ میں بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لوں سری راجندر جی کا کام ہے۔
 راہ سگرن کے بزرگ کی بدلت تھی یہ بزرگی حاصل ہوئی پس ہنومان جی کو ذرا دم لینے کے
 لئے انتظام کر دینا چاہئے۔ اس نے میدان پہاڑ سے کہا کہ تم کو اندر کے غضب سے یہاں
 آنا نصیب ہوا میرے کہنے سے انہوں نے تمہیں چاک کی صورت اس لئے بنا دیا کہ راجہ صو
 کی آمد و رفت بند ہو جائے تم کو سیدھا تر چھاؤ پنی نیچا ہونے کی قدرت سے اس لئے ذرا نیچے

ہو جاؤ کہ ہنومان جی قدم لگا لیں۔ بینک پہاڑ تہ آب سے ایسا اُبھر کر اکوش پراس کی چمک پنچ
ہنومان جی سمجھے کہ کڑی راجھس میری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے فوراً ہی چھاتی سے بھاؤ باؤ بینک پہاڑ
نیچے دھس گیا اور وہ خود اوپر کی طرف چھ بینک طاقت دیکھ کر خوش ہو گیا اور قلابات فی
میں عرض کی کہ سمندر کے حکم سے حاضر ہوا ہوں، نہ میری چوٹی پر آرام کرتے لیجئے کہ نہ مول پہل بھی
حاضر ہیں قبول فرمائیے شاستروں میں طاقتوروں کو عمروروں پر سایہ عافیت رکھنے کی ہدایت ہے
چنانچہ آپ کا بھی فرض ہے کہ ذرہ نوازی کیجئے ست جگ میں کسارے پہاڑ پر وار تھے دیوتاؤں کو غرور
کا خوف ہوا اس لئے اندر نے سب پر کڑے آپکے پتا دیا تو کی مجھ پر نظر عنایت ہوئی انہوں نے مجھے
اٹھا کر سمندر میں ڈال دیا میرے پر قبیح نہ ہونے پائے دیا تو کی مہرانی کے بسبب آپکا اور انوکھی محنتی ہرے پراس
شستہ کو نبھا ہے ہنومان جی۔ میں تمہاری عنایت کا شکر گزار ہوں مجھے ٹھیرنے کی ہمت نہیں چاہی
جی کی تلاش کو جاتا ہوں اتنا فرا کہ انہوں نے پہاڑ کو ہاتھ لگا کر اپنی راہ لی اور سمندر بینک پوتا
رشی سب ان کی مدح سرائی کرنے لگے اندر اندر انی کو لئے بینک کے پاس آئے اور اس کی
خوش قسمتی کو سرا کر سب پہاڑوں پر فضیلت دی اور ہمیشہ کے لئے بے خوف و خطر کر دیا گو
دیوتا لوگ طاقتوری کے قابل ہو گئے۔ لیکن عقل و فراست کی آزمائش منظور تھی لہذا انہوں
نے ناگوں کی ماں سوریا کو راکشی کے سر پہ میں روانہ کیا سوریا آئی بڑے بڑے دانت
پیلی پی آسمیں زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا منہ جو دیکھتا اس کا دم فنا ہوتا۔ جب
ہنومان جی سے سامت ہوا تو گہرا کر کھڑی ہو گئی اور منہ پھیلا کر بولی کہ یہ وہاں جی نے مجھے اس
لئے پیدا کیا ہے کہ جو ادھر سے گزرے اس کو حلق اتار جاؤں ۔
ہنومان جی۔ سیتا جی کا پتہ لگا آنے دو پہر جو چاہے کرنا ۔
سوریا ۔ میرے سامنے آکر کوئی بچ کر نہیں جاسکتا ۔
ہنومان جی۔ اگر یہی ہے تو لو میں چلتا ہوں ۔

یہ سن کر سوریا نے اور منہ پھیلا دیا تو انہوں نے تیوری پر بل ڈال کر کہا کہ چھوٹے
سے منہ میں کیونکر داخل ہو سکو لگا۔

ان الفاظ کے سنتے ہی سوریا نے دس جوہن منہ پھیلا لیا۔ ہنومان جی نے بھی دس جوہن
قد بڑھ لیا خزا منہ یہ کہ سوریا نے دس جوہن تک منہ پھیلا با مگر ہنومان جی کی برابر نہ
کر سکی وہ بھی جلد ہی منہ بڑھاتے ہی گئے آخر میں ہنومان جی نے انگوٹھی کے برابر قد کر لیا

کا دروازہ سر ہیکل اچھا خاصہ پہاڑ تھا ہنومان جی دل میں کہنے لگے کہ ایسی دشوار گزار اور ہر طرف سے محفوظ لنکامیں بنا کر کیا بنائینگے بے شک سری راجپندرجی کو بہت قدرت ہے۔ لیکن نہ یہاں طاقت سے کام چلیگا نہ زور آزمائی سے کوئی حکمت عملی چننا محال کسی قسم کی کارستانی سے کام نکالنا مشکل راؤن کے مقابلے میں اگر کوئی کچھ کر سکتا ہے۔ تو یا انگہ یا سنگہ یا نل یا میں۔ باقی بانی کچھ مال نہیں میں راجپندرجی کے اقبال سے یہاں تک پہنچ گیا یا اس لئے کچھ نہ نہ طاقت دکھانا چاہئے۔ راجپندرجی تو وہیں بیٹھے بیٹھے ایک بان سے راؤن کا سراٹا سکتے ہیں مگر جب ہم لوگوں کو بھیجا ہے تو جدی داپس چننا سنا سب نہیں اب یہ سوچنا چاہئے کہ رات یا دن کو قذبحا کر لنکامیں جاؤں یا چھوٹا کرے مگر قذبحا کرنے اور دن کو جانے میں یہ نقص ہے کہ راجپسوں سے مقابلہ ہو چکا اور اس میں مفت دیر ہو جائیگی پھر سوچے کہ رات کھانے سے جاگنی جی کے درشن مشکل ہو جائے اس سے دیر تیز کر دے کہ میں چھپ کر دیکھوں امد کوئی مجھ کو نہ دیکھ سکے اس پر رے نہ جی اور ٹھان لی کہ کھلم کھلا چلو ڈری کس کا ہے لیکن اس میں مضائقہ ہے کہ سری راجپندرجی کی مرضی کے خلاف دارگیری کی لزبت آئیگی مالک کی ہدایت کی خلاف ورزی سے مطلب براری میں فرنی آجاتا ہے۔ اس لئے وہ بات کرنا چاہئے کہ سری راجپندرجی کی مرضی بھی قائم ہے اور وہ کام بھی بن جائے اس کے لئے راجپس کا بھیس رکھ لینا مفید ہوگی۔ راجپس اس شبہ کو پہچان سکیں اور سنی مذہب کو نہ ہوئی کہ اپنا مذہب دوسرے میں دایو ہوں ہوا کی مجال نہیں کہ راؤن کی اجازت کے بغیر لنکامیں داخل ہو سکے۔ میں جہتی حیثیت میں کیونکر پہنچ سکتا ہوں اس سے بہتر یہی ہے کہ یہیں ٹھہر کر پہلے سراٹھا لنگاؤں لیکن اس کے لئے بھی وقت کہاں دیر ہوئی تو لطف کیا اس سے بس اور خیالات فضول چھوٹا قذبحا کر کے چلوں ہرچہ بادا باد اگر راجپس کو کچھ بھی لینگے تو حقیر سمجھ کر کچھ نہ لینگے اور میں گونٹے گونٹے میں جاگنی جی کی تلاش کر سکتا ہوں رے قائم کر کے چھوڑ دے کہ لنکامیں داخل ہو گئے وہاں کی روٹوں دیکھی تو آنکھیں کھل گئیں خدا و شفاں لکھیں نے جہاں ان کے ہالیشان محل۔ قدم قدم پر پر سے باسیالوں کا ہر طرف شور جگ جگ کہہ پکیرا اور پتیلن لگ چھس۔

ہنومان جی راؤن کی خوش اقبال کے قابل ہو سکیں۔ اسکی تلافی دیر کو کر رہے ہیں کہ لہو لہو

کی طرح ایسے ایسے نفع انسان اور جواہر نگار محلوں میں اس طرح عیش کرتا ہے جس طرح ہنس
صاف و شفاف پانی کے خوبصورت نمالابوں میں زندگی کا لطف اٹھاتے ہیں۔

سرگ ۳

لنکا کے جنوبی دروازے پر ہنومان

جی کے ہاتھ سے لنکائی محافظ لنکا کا قتل

ہنومان جی دکن کے رخ سے اتر کے دروازے پر آئے تو اور ہی کیفیت نظر آئی
مکانات میں وحشی سے عالم نور اس پر سونے جواہرات کی چمک مک سمجھنے میں سو گئے۔
ہنومان جی اندر قدم رکھنے کی فکر میں ہی تھے کہ لنکا کی محافظ دیوی منہ پھیرا ہوئے
سامنے آمو جو دھوئی اور گھرک کے بولی۔ تو کون ہے یہاں تیرا کیا کام۔ سچ بتا نہیں
تو کچا کھا جاؤ گی۔

ہنومان جی میں ٹھیک ٹھیک بنا دو لگا۔ مگر پہلے تو کہہ کون ہے یہ کالی کالی بھیانک
صوت پہاڑ کی کھوکھو کے سے ناک کان کیوں رہیں۔ ڈانٹ ڈپٹ کا باعث کچا کھا لگی
دھکی کا سبب۔ آخر میرا کوئی قصور۔ کوئی خطا۔

جواب میں لنکائی محافظ ہوں۔ میری اجازت کے بغیر یہاں ہوا کا بھی گزر نہیں
پر تمہ پر ماسے کیا حال۔ جو میری اطلاع کے بغیر جانے کا ارادہ کرتا ہے اسے میں ڈکا دوں
جاتی ہوں۔ خیر بتا سہی میں ہے کہ جلد بناؤ۔ یہاں قضا کیسے لائی۔

ہنومان جی کو اس ترش بیانی پر سخت غصہ آیا قند بڑھا کر چاہتے تھے کہ گردن دیا دوں
مگر سوچے کہ عورت کا مارنا جائز نہیں اس لئے انہوں نے فحاشی کی نظر سے کناک نیک
بخت میں صرف شہر کی سیر کو آیا ہوں مختصر ڈیڑھ میں واپس چلا جاؤں گناہم ناخن روکنا ہو
یہ کہہ کر قدم بڑھایا ہی تھا کہ لنکائی ڈپٹ کر بولی لمبو یو توف میری اجازت کے بغیر چلا ہی جاتا ہے
ہنومان جی کے دل میں تو تھا کہ مزہ چکھا دوں مگر یہی خیال دامن گیر ہو گیا کہ عورت پر ہاتھ
چلانا انسانیت کے خلاف ہے قہر ہی ہے کہ کہیں سریا کی طرح دیوتاؤں نے اسے بھی امتیاز

طاقت کے لئے بھیجا ہو۔ اس لئے انہوں نے پھر عاجزی سے کہا کہ اے سرورِ حسنِ خوبی صرف میرے کرنے کی غرض سے میں تو گنہگار ہوں۔

لنگنی اس جواب پر کڑکھائی اور زور سے ایک ٹپا پنچر بید کیا۔ ہنومان جی تو کہاں تاجِ تختی اس زور سے ڈانٹ کر گھونسا دارا کہ زمین پر ٹپ سے گر پڑا، اور آنکھیں نکال دیں ہنومان جی کو فکر ہوئی کہ اس کا دم نکل گیا تو اچھا نہ ہو گا لیکن لنگنی بول پڑی کہ جان ہونٹوں پر جان بچاؤ۔ مجھے برہما بردان دینا چاہیے ہیں کہ جب کسی بانہ سے کہ ہاتھ سے مار کھا تا تو بھی لینگا کہ لنگا کے راجھسوں کے دن پورے ہو گئے۔ آج مجھے قیدیں ہو گیا کہ راون کچھ دنوں کا مان ہے اور سینا ہرن کی بدولت لنگا راجھسوں سے سوئی پڑ جائیگی مجھے، نند می اور ست کمار کی بددعائیں یاد ہیں ان کا سراپ ہے کہ جب راون پتہ برتا عورتوں کے نامِ عصمت پر داغ لگانے کا خود شہمند ہو گا تو اس کی موت رکھی ہوئی گچھا پنچہ وہی سامان پیش نظر ہیں اچھا تم اب جاؤ بیتراجی تے ملو۔ میں تم سے رخصت ہوں۔

سرگ ۴

لنگا کے شمالی دروازے سے ہنومان

جی کی راون کے راج دوار پر سائی

شاستر میں لکھا ہے کہ شادی - داخلہ مکان - اور نیک کام کے لئے جانے کے وقت دایاں قدم اٹھانا اور چپے پر پتھیلیاں کا عزیمت ہو تو ایسا اسی راط سے لنگنی کے مرنے کے بعد ہنومان ہی بایاں قدم بڑھا کر گر پڑا ہی ہیں داخل ہوئے شاہی گزرگاہ کے وسط میں پہنچ کر آہستہ روی اختیار کی اور دیکھتے جاتے تھے کہ ہر جگہ راجپرسر جھپلیں کر رہے ہیں نوبت نقاروں کی آواز زمین و آسمان میں گونج رہی ہے سلاح خانے بکثرت ہیں باجی نکل رقص و سرود گرم ہے کہیں ناگ و زن اور منہ سے گانے والے کہیں اتم بدھ ہم پنچم تین قسم کی تالیں بجانے والے اپنا کمال دکھاتے ہیں کہیں رقاصہ دان و جیمیں تھکر تھکر کر گھنگر گھنگر رہے ہیں راکشس پوجا پاٹ ہیں مشغول دیدن شاستر ٹرے جارہے ہیں ہوں کنڈ کی آٹ لڑے ہیں

ہے راجپوتوں کے قبضے سے بکرتے پھرتے ہیں۔ ہزاروں راجپوت سرسٹائے جٹا ملک بنائے
 بخش آسن پریشے جگہ کر رہے ہیں راون کی جے کار کا شور بلند ہے ایک نام پر ہتھیار
 ہی ہتھیار لگا کر اور ڈنڈ وغیرہ ڈھیر تھے کانے۔ بہت قد۔ دراز قامت اوسط اندام لاغر خیر
 قوی یکہ سیاہ فام۔ گل اندام۔ خنجر بدست کماندار۔ زرہ پوش۔ بد شکل خوب رو۔ علم بردار
 سلام بند غرضیکہ ہر قسم کے نشا چروں کی کثرت ہی کثرت نظر آتی ہے لاکھوں راجپوت گز۔
 کمند وغیرہ لٹے پھرتے لے بہتوں کے ہاتھوں پر چندین کا ملک تھا بہت زیور و لباس آرا
 و پیرستہ تھے غرضیکہ یہ سیر کر کے ہوئے راجدھانی کے قریب پہنچے وہاں ہاتھی گھوڑے
 اونٹ خچر تھو اور ہان اتنے دیکھے کہ شمار نہ تھا راج دوار کے پھاٹک کی تعریف بیان سے
 باہر ہے بازو پٹ چوکھٹ سب چیزیں سمندر کے اس سونے کی تھیں جودن بھڑوں
 سولہ رنگ بدلتا ہے اور پھر اس پر جواہرات کا جڑاؤ بہر ان اور قسم قسم کے ہندوؤں کی ہتھیا
 کا نظارہ ایسا دلفریب کہ بے ساختہ منہ سے واہ نکلتی تھی اس چٹاک پر ہزاروں نشا چر
 محافظت کے لئے مقرر تھے جن میں سے ہر ایک ملاقت میں اپنی آپ ہی مثال تھا۔

سرگ ۵

ہنومان جی کی آدھی رات تک کی سیر کا حال

ایک پہر رات کے بعد ہنومان جی نے مکانوں میں چاند کو اس طرح گشت کرتے پایا جس
 طرح بازار میں ساند گھومتے ہیں چاند سے لٹکا کی رونق اس طرح پڑھ رہی تھی جس پورے مٹی
 کے چاند سے سمندر لٹکا میں چوری کا نام تھا کچھوہن اس طرح یہاں رہتی تھی جس طرح
 مندر اچل پہاڑ پر منس لٹکا ہوں میں سونے جواہرات سے جگمگاتی تھی اس پر چاند کی روشنی
 نورانیہ نور رہتی تھی گھروں میں عورتیں ستار اور میں بیجا کر تھیں سڑکوں و گلیوں کے کنارے
 تھیں بہت ہی خلوت تھا ہوں میں خاوند عورتوں کو گلی سے لگاٹے ہوئے سو رہے تھے اکثر
 شبستانوں میں جشن موزی دور ہانچا اکثر عورتیں شراب جوانی اور صہبہ سے لرغوانی کے نشہ میں
 خاوندوں کو گھٹے گھٹے ہوئے تھیں کوئی حسین نہ تھیں تھیں پر عیدہ افروز تھی کوئی ملائی تھی
 پر رہنا اور لوگ اپنی اپنی نشست گاہوں میں چھیدا بنے موصی اڑانے تھے کہیں نشا شراب

ہوتا تھا کہیں شاعر و مناظرہ۔ شراب خور اپنے رنگ میں مست ہو چل رہا تھا۔ ایک دوسرے سے خسر طیس بدھی جاتی تھیں کہ دیکھیں کون زیادہ پینا ہے کوئی مست است زمین پر لڑ رہا تھا کسی کو جامہ کی خبر نہ تھی۔ تواسے شوہر چنید شوق سے حسن نمکیں کی گزک کا مزہ لیتے تھے بات بات میں دل لگی ہو رہی تھی۔ بد صورتوں پر پھنسیاں مکی جاتی تھیں ضلع جگت کا بازار گرم تھا۔

ایسی ایسی مختلف کیفیتیں دیکھتے ہوئے آگے بڑھے تو کبھی کبھیں کے مکان میں پہنچے۔ یہاں وہی سماں تھا کہ کبھی کبھیں ایشور کی یاد میں مشغول ہیں خوف ہے کہ ادھر دم کا خیال نہ آجائے نیک اعمال لوگوں کی بیٹھ لگی ہوئی ہے دید اور شان ستر پڑے جا رہے ہیں جن میں کھڑو کے چروں پر دھرم تیج برس رہا ہے آچراج لوگ کتھا میں کہہ رہے ہیں ایشور بچن ہو رہا ہے ان سب کی عورتیں بھی نیک پاک خوش پوش اور زیور و جواہر سے آراستہ ہیں ہنومان جی یہاں کی میر سے نہایت خوش ہوئے اور دھرم مند کی دل ہی دل میں تعریف کر کے آدھے کو گھٹوں پر سوئے ہوئے جو روخاوندوں کو دیکھتے بھالتے گھر گھر میں گھومتے پھرتے رہے۔ مگر کہیں سری جائی جی کا پتہ نہ لگا۔ ان کے دل میں چوٹ لگی کہ ہائے سری! پوچھو اس وقت سینا جی ہی کی اور میری ہی آمد کے انتظار میں بے چین ہو چکے۔

سرگ ۶

راون و غیرہ کے محلوں میں جاہنگی جی کی تلاش

آدھی رات گزرنے پر ہنومان جی گھومتے گھومتے راون کے محل کی طرف پہنچے جس کی دیواریں سورج کی طرح چمک رہی تھیں شگیں پیرہ بیٹھا تھا سا کہ محل میں سے چاندی موٹی اور جواہر کے نقش و نگار تھے پھاٹک منہ خدا تھی گھوڑے غنہ سوار اور تھہ بان بیشمار ہر جگہ فرش مکلف باغ میں مہینان خوش گلوئی نعمہ سرائی خوشبود کی لپٹیں جان نکلتی نہ بت کسے قسے دلواند۔ شمشیر گرہ یعنی سراج خانہ میں ہزار ہا قہم کے ہتھیار دیکھ کر کو گھٹوں کو گھٹوں کو تپنے ہوئے برہست۔ دھاپا دھس مکبھہ کرنا۔ کبھی کبھیں۔ مہدر۔ بد۔ ن مالی۔ سب۔ راون۔ اندر حیت۔ (میکھ۔ دار۔ جسم۔ دیالی۔ ہوا۔ مالی۔ سب۔ کھتر۔ راج۔ شتر۔ خور۔ کار۔ تھہ۔ پر۔ آگ۔ بد۔ در۔ کھیم۔ گھن۔ گھن۔ سب۔ نا۔ جگہ۔ جو۔ دھام۔ جیت۔)

وہ صوبہ مگر یوں - ٹیٹہ کیٹ - سابی - بٹ - کراہ - بساں - بٹہ کے مکانوں میں رہا کرتا تھا
 ہونے راؤن کے خاص محل میں تہہ لینے گئے - جہاں بڑے بڑے بہادر اچھے اچھے ہاتھ پاؤ
 کے جہان - سرور - زر - ہنر - سیاہ رویاں پہنے - ترسول - ٹنگہ کی اور توڑ وغیرہ اختیار ہونے
 ہونے پر سے سب سے تھے - ہاتھیوں پر کبھی طلاچ پھر ہاتھ پاؤں کے دیا کر اٹھا لیا +
 وہ کہ آٹھس کے ذریعے ستواہ دوڑاتے دوڑاتے بٹھا دیا خواہ راؤن کے دیا کر اٹھا لیا +
 منوان جی سے یہاں عورتوں کی سواریوں یعنی فنس - ڈولی - نالکی - پاکلی وغیرہ میں جاگی
 جی کو فاش کیا پھر (ن گ) ریلوں کا باغ اچتر سالہ رات دیر نہانہ آکر شٹ کر دیو چنانہ تر
 خانہ رخلوت سرا بکھٹا کر (ر سدا خانہ) جن گرنہ رخرانہ وغیرہ سب میں ڈھونڈا مگر
 جاگی جی نہیں نظر آئیں +

سگ

مختلف شاہی ایوانوں اور راؤن کے ہوان میں جاگی جی کی جستجو

ہنومان جی کو ایک مکان عجیب غریب نظر آیا محل سرخینک فشا جبے درون تیس کے پوچھ
 کی نہایت قیمتی جہازوں سے اس طرح جگہ گارہا تھا - جس طرح بجلی سے بادل جواہرات کی دن
 اس پر دوبا لاتی ہنومان جی خوش خوش سمجھا کر دربار شاہی کے گرنہ - چکر گرنہ - وشنش
 گرنہ کی خوبوں کو نظر حیرت سے دیکھتے ہوئے طلائی برجوں میں گئے - خزانہ کی سر کرنے
 دیوتاؤں اور راجپوتوں کی استیاں سننے راؤن کی قیمت کو سنا رہے ایک سیاد رنگ کے مکان
 میں گئے جس میں سونا ہی سونا جواہرات ہی جواہرات کی سنائی تھی - دیوتاؤں پر جواہرات
 کی اعلیٰ نقاشی - غور نور وں کی نظر فریب قسویں دیکھ کر جی نہ بھرتا تھا - نظر برجوں
 گنبدوں پر جم جاتی تھی رمبڑے کرہ زمین کے ایسے نقشے بنائے تھے کہ ہاتھ چوم لیے جی
 جانتا تھا - جنگل - پہاڑ - دریا - درخت - پھول - بادل - کنول سب آنکھ کے سامنے تھے
 ہنومان جی اس صناعی کی تعریف کرتے آگے آگے تو ہان ملا - ہان کیا تھا - عالم تصویر بنی
 تصویر کے چرہ پرند - گھوڑے ہاتھی سب اہلی معلوم ہونے لگے ہنومان جی اس ہان کے
 اندر گئے - جہاں دیوتاؤں کے مرجع ہمت خوبی سے نقش کئے تھے - اور دھارنی لکشی

کی تصویر بھی زینت بخش تھی۔ اس کے اندر اس طرح کرے اور صحن وغیرہ بنے تھے جس طرح
سندھ اچل میں گنڈیش۔ ہنومان جی نے یہاں بھی جاکے جی کو ٹھہرنا مگر نہ پایا ۴۰

سرگ ۸

بھان میں دوبارہ تلاش اور ناکامیابی

ہنومان جی اپوس ہوئے چلے اور پھر پیٹے کہ پھر دیکھ لوں بھان بہت بڑا ہے شاید یہی اس
میں جاکے جی نہ ہوں وہ کہتے تھے کہ اس بھان کے سامنے دیوتاؤں کے عالیشان مکان کی
بھی کچھ حقیقت نہ تھی ایسا بھان وہی شخص دیکھ سکتا ہے جو بڑا دھڑا تھا ہوا اس میں وصف
یہ تھا کہ جہاں خواہش ہو وہاں ہوا کی طرح پہنچا دے جب کبھی مرمت کی ضرورت
ہوتی تھی تو ہزاروں راجپوتوں سے بمشکل اٹھائے نہ اٹھتا تھا پہاڑوں کی دلق صرف
بست رت میں پھولوں سے ہوتی ہے۔ مگر اس کی زینت میں کبھی فرق نہیں آتا ہنومان جی
نے بہت تلاش کی مگر ایسی نے ساتھ نہ چھوڑا ۴۱

سرگ ۹

ہنومان جی کا راون کی خواب گاہ میں گزر

اس بھان کے نصف چھن چوڑے اور ایک جو جن لمبے مکان ہیں راون موجود تھا۔
جہاں بڑے بڑے سویر پیر پر تھے اور ایک دتین چار دانت تک کے کوہ پیکر یا فیلا
کا ہر طرف نجوم تھا ایوان کو ان مہ جیناں خوش طبعیت سے دلق تھی جنہیں کم سہی ہیں
دیوتاؤں امد گنھروں راجپوتوں اور راجوں کی برہمنی چھین لیا تھا یہ پاد مینان نوشہر
اندر ادیکیر کے گھروں کی لچھی معلوم ہوتی تھیں ہنومان جی یہ رنگ دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ نہ ہو
وہی بسو کرماں کے کالات صنعت کا عجائب خانہ ہے جو کوہ پیر نے تیشیا کی بدلت بردہ سے
حاصل کیا تھا اور جو برہمنی راون نے ہتیا بھان میں سورج کی بدوشنی پھیلی ہوئی تھی خاص
سوئی سیڑھیاں جواہر نگار جھڑوں کے طرح طرح کی نمونوں کے پھر سے موئے خواہ اپنی چمک دکھا

رہے تھے راون بستر استراحت پر جو خواب راحت تھا اس کے چہرے کے نور اور پری و نشان
ہم آغوش کی تجلی حسن سے سورج کی روشنی ماند ہو رہی تھی۔ ہنومان جی نے ایک ایک مہ
جہاں کی صورت دیکھی کوئی آنچل سے منہ ڈھانپے ہوئے سو رہی تھی۔ کسی کو چوٹی آنچل
کا ہوش نہ تھا کسی کی زلف مشکبو چہرے پر بکھری ہوئی تھی۔ کسی کے کچھوٹے کار رخ
ادھر سے ادھر ہو گیا تھا۔ اگر ایک کے ہونٹوں کا مالا لڑا پڑا تھا۔ تو دوسری کے گلے کا
ہار کوئی سینے کا انبھار نہ ہاتھ رکھے خواب نما کا میزہ لے رہی تھی کسی کا ہاتھ کسی اور نارین
کے زکام پر مرمر پر زینت ہے ہاتھ پیچا سوں ہی راون کے جسم سے لپیٹی ہوئی تھیں بیسوں
کے ہاتھ بے تکلفی سے اور موشیوں کے گلے میں طوق کا کام دے رہے تھے پیسے اون دیوتاؤں
و غیر کی انہیں لڑکیوں سے خط نفسانی اٹھاتا تھا جو خامندی ہوتی تھیں بدستی سے غرض نہ
تھی مگر اب نیت میں فرق آگیا سرنگی اختیار کرنا شروع کی جس یونا یا گندھرب کی لڑکی کو راون کی
ہوا لگی پھر اس کو دوسرے کی ہوس نہ رہی راون ہی کی ہوس ہی اس لئے ہنومان جی یہ رنگ ٹھگ
دیکھ کر جانکی جی کی طرف سے متوہم ہوئے۔ اور خیال ہٹا کر یا تو راون کا منتر چل گیا یا جانکی جی نے
عصمت بیٹے کے لئے جان دیدی دو صورتوں میں سے کوئی صورت بھی ہے تو ہنسوس کر
مجھے فضول زحمت ہوئی اور سری راج چند جی کی مفت جان گئی وہ جانکی جی بغیر زندہ نہیں
رہ سکتے مگر نہیں۔ سب ہم ہی تو ہم ہے۔ جانکی جی پاک دامن ہیں۔ بن میں رفاقت کرنا
ان کے پتی برن کا ثبوت ہے۔ خاوند کے لئے سکھ چھوڑنا تمام عورتوں کا کام نہیں یہ
سری جانکی جی ہی نے فخر حاصل کیا۔

سرگ ۱۰

راون کی خواہگاہ کی سیر کا دوسرا لطف

ہنومان جی درآمد ہلے کر پھر تلافی میں متوجہ ہوئے۔ اس وقت راون کی صورت بہت
اور ہی تھی سر پر سفید چتر جسم پر لال چندن کا غارہ آنکھیں سہر خا سرخ بازو لمبے لمبے
جیسے نوہار کی ٹھوکنی چاروں طرف ہوشیں کسی کے ہاتھ میں جڑاؤ چند کسی کے ہاتھ میں
برص سر چل ہنومان جی نواڑے کی آٹھیں کھڑے ہو کر جھانکنے لگے دیکھا کہ راون

کے جسم میں ان زخموں کے نشان موجود ہیں جو دیوتاؤں اور اسروں کی بڑائی میں اندر کے
بجرا اور ایراپت ہاتھی کے اتنے سے جانکاہ ہوئے تھے۔ بدن پر نفیس پوشاک تھی کہ
اور زیور چمک رہے تھے۔ بدن سا نولان تھا جیسا کہ سر جالین لپٹی ہوئی تھیں۔
مہنومان جی وہاں سے بڑھے تو بہت سی عورتوں کو نیل میں میں دستار دہائے ہوئے
سوئے پایا۔ انہیں میں ایک نور کی تصویر محراب راجت تھی جس کے چہرے کی چمک
سے سارا مکان روشن تھا وہ پہلے سمجھے کہ بس بند و دردی ہی ہے۔ مگر پھر سوچے کہ وہ
یہاں کہاں کہیں اور ہوگی۔ عزتور جاکھی جی یہی ہیں۔ اس خوشی کو وہ روک نہ سکے
ادبی زبان سے گاتا شروع کیا اور اچھلنے کو منے لگے۔

مرگ

مند ووری کی خواگاہ کی سیر

صین حلق خوشی میں ان کو دفعہ خیال ہوا کہ جاکھی جی کے بدن پر لباس و زیور
کی یہ زیبائش کیسی اور ایسے خواب آرام کے کیا معنی وہ اس وقت سری راجہ مندرجی
کی یاد میں تارے گن رہی ہوگی جو دیوتاؤں میں ہے بسے اس کو راجہ مندرجی کی نور
سے سرو کا۔ اس خیال نے ان کو یقین دلایا کہ بس مند ووری ہی ہے جاکھی جی کہیں
اور ہوگی یہ سوچ کر وہ دوسری طرف مڑے جہاں گئے وہاں نازنینان زہرہ جمال کا ہی
جھنگٹا پایا۔ جو خستری تشال تھی نشہ شراب سے مدہوش جو خورشید جمال تھی۔ وہ ایک
دوسرے سے بہت ہمدردش ہزار ہا حسینان طن زمیں راون اس طرح معلوم ہوتا تھا جس
طرح گھالوں کے جھنڈ میں سائڈ۔ یا ہتھیلیوں کے جھنڈ میں کھنڈا تھی ظریف طحام کا
کہیں شہار نہ تھا۔ ہزاروں برتن سور۔ پھینے۔ خرگوش اور بکرے کے کلیہ قورمے سے
لبریز تھے شراب کے قراول کی گنتی نہ تھی کھٹے پیٹھے کھانے کیلئے تھے میوؤں کا ڈھیر
لگا ہوا تھا۔ سونے چاندی کے کلیے پانی سے لبالب تھے اور بہت سے ٹوٹے پھوٹے
ظروف دیکھنے سے صاف غطا ہوتا تھا کہ نشہ شراب کی بخودی میں خوب دھبے کا مٹی
ہوئی ہے۔ یہاں سے بڑھے تو سٹھائیل کا ایک بازار ہوا لگا ہوا پایا۔ معلوم

ہوتا تھا کہ خوشخبریات کا ذخیرہ ہیں۔ ہنومان جی نے اسی طرح رادن کا سارا شہر
 چھان مارا۔ مگر جانکی جی کے درشن نہ ہوئے اُن کو بڑی فکر ہوئی اور افسوس ہوا۔ کہ
 میں نے عمدتوں کو چلی آچل سے بے خبر ہی نہیں دیکھا۔ بلکہ شہروں سے ہم صحبت
 بھی اس پاپ کا ازالہ کیا ہے ساتھ ہی دل بولا کہ شاسترنے بدنگاہی و بدعتی کی
 نظر سے غریب دیکھنے کو گناہ بتایا ہے۔ یہاں نیت صاف تھی پھر کیا گناہ لیکن
 جانکی جی کا درشن نہ ملا۔ اس سے دل کھٹکتا ہے۔ کیونکہ ان کا درشن انہیں کو نصیب
 ہوتا ہے جو پاپی نہیں۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ پراشچت کر کے سینا جی کی تلاش
 کروں مگر یہ بات بھی ٹھیک نہیں معلوم ہوتی جب میرے دل میں سینا جی کا دعویٰ
 ہے تو پاپ کا کیا اثر اور پراشچت کی کیا ضرورت اس کے بعد انہیں خیال ہوا کہ
 کوئی جنگلی وحش بھی ہوتا تو جانکی جی کو ڈھونڈ لینا۔ افسوس کہ میں باز ہو کر فدا
 کام نہ کر سکا۔ اس شرم سے وہ پھر تازہ دم ہو گئے۔ اور تلاش شروع
 کی۔

سگ ۱۲

ہنومان جی کی مایوسی

ہنومان جی تلاش سے عاجز ہو گئے جانکی جی کیا اُن کا سایہ تک نہ دکھائی دیا۔
 عالم پریشانی میں سمجھ بیٹھے کہ جانکی جی دنیا ہی میں نہیں یا تو راون کی زبردستیوں سے
 نزع ہو کر جان دے دی یا راون نے اُن کو مہٹ سے تنگ کر قتل کر دیا اور اگر اچھوٹ
 کی بھینک صورتیں دیکھ کر مارے خوف کے مر گئی ہوں تو تعجب نہیں ہنومان جی کو فکر ہوئی
 کہ مفت پاؤں لٹے جاموان اور اگندہ کو کیا جواب دوں گا اور سری رانچند راجی کو کیسے
 نہ دکھایا جائیگا۔ اُن کی امید تو ٹوٹ چکی تھی حوصلے پست ہو گئے تھے مگر سوچے کہ
 جو بندہ یا بندہ۔ ایک مرتبہ اور تکلیف ہی اس طرح ہمت باندھ کر پھر چاروں
 طرف گھومے۔ ہوتی کی طرح ڈھونڈا مگر شکل مراد نظر نہ آئی۔ مایوسی نے
 چاروں طرف سے گھیر لیا۔

سرگ ۱۳

ہنومان جی کا خلیان

ہنومان جی پوس ہوئے لیکن پھر کمری اور گرد و نواح کے بن باغ بہرہ زار سب ڈھونڈ ڈالے سینا جی نہ ملنا تھیں نہ بلیں ان کو جب پوسی ہوتی تو گدھ راج یہ قول بہت بندھتا کہ سینا جی لٹکا ہیں فروکش ہیں بگڑا ہوں نے ساری لٹکا چھان ڈالی تھی اس لئے طرح طرح کے نوپا پیدا ہوتے تھے کبھی پتال ہوتا تھا کہ راون کے بھاگنے کے وقت سینا جی سمندر میں نہیں چھوٹ پڑیں کبھی ہم ہوتا کہ لٹکا آئے وقت مہاتماؤں کو دیکھ کر مارے غیرت کے خود سینا جی نے ہیرا تو نہیں چاہا لیا یہ نہیں تو راون کی دست درازی پر ضرور وہ نہر کھدائی ہوگی اور اگر سمندر سے گزرتے وقت راون سے ہاتھ چھڑا دوں گی ہوں تو بھی قرین قیاس ہے کیونکہ وہ مہاکشی ہیں بھگوتی کی طاقتوں کو راون کہاں پہنچ سکتا ہے یہ بھی شک تھا کہ ان جیسوں کا سر یہ ناز سمجھ کر اور راون کی منظور نظر مہ جالوں نے سو تیار ڈاہ سے جہان لے لی ہو یا راون کی عدل کھی پر را چھس کھانہ گئے ہوں در یہ بھی کہ سری راجندر جی کے فرزند ہیں انہوں نے خود ہی جلمہ سنی اتار کر پھینک دیا ہو کیونکہ وہ بتی برتا ہیں لیکن جب سینا برن کے وقت وہ ہائے مہ چھن کہتی ہوئی لٹکا ہیں آئی ہیں تو اس لئے سری راجندر جی کے شوق دیدار نے ان کو خود کشی سے ضرور باز رکھا ہوگا اور انکے بیچ کے سامنے راون کی حیثیت ہی کیا ہے کہ آٹھ ملا کے سب تو بہت غلط جاکی جی ضرور یہ ہیں مگر یہاں ہو تھیا تو کہیں تو کچھ رومے جھوٹے کی آواز آئی یا کوئی کراہنا ہوا ملتا لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ راون کے خوف کے مارے منہ سے اٹ نہ نکال سکتی ہوں پھر بھی یہ بات حلا عقل معلوم ہوتی ہے کہ وہ راون سے اس طرح ڈرتی ہوں میں اپنے اسکان بھر نڈاش کر چکا اب حمت فضول ہے بہتر ہے کہ سری راجندر جی سے جا کر کہوں کہ جانکی جی سے ہاتھ جھوٹے وہ دنیا میں نہیں لیکن جب بت کا سبب پوچھیں تو جواب کیا ہوگا۔ اس سے یہی کیوں نہ کہوں کہ دیکھو یا لیکن میں بھی مشکل یہ ہے کہ جگہ کون بناؤں اچھا تو پھر جھوٹا ہونا فضول صاف ہی کہہ دینا ٹھیک کہیں نہیں نہیں خجھلہ خجھلہ جھوٹ کا پاپ بھی نہ ہوگا سچائی پر بھی حرف نہ آئیگا مگر یہ بھی مناسب ہے ایسے سے جھوٹا ہونا ہی اچھا لیکن جھوٹا اور سچ پونے سے میرا کیا مہاسب کا ہونا تو ک

تھیکے کہیں میں میں پیش اس سے صلاح ہی ہے کہ خود ہی جان میں لٹکے پاسوں کو دیکھ کر جینا
بھی ہرنے سے بدتر ہے بالخص میں نے سینا جی کی بے نشانی یا موت کا ذکر کیا یا خود جا کر
اطلاع نہ کی تو چنا چاہئے کہ نتیجہ کیا ہے میں جانتا ہوں کہ میری انتظار کی مدت گزرنے پر
سری راجپندرجی بھی جینا گوارا نہ کرینگے لیکن کو سری راجپندرجی کی موت ضرور سینا جی
ان دونوں کے غم میں بھرت ستر میں دلوں کو نشی کرینگے بیٹوں کے غم میں کو شبیا ستر کی بیتی دم
نور دینگے اور پو میں سسر دار جو دھیا کے تمام باشندے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنے اور
پاپ بیکری سر ہوگا اس لئے اچھی تدبیر یہی ہے کہ کچی جنگل میں تپیا کر کے پاپ دور کرادیں
اور پھر سینا جی کو ڈھونڈوں یوں ان کے درشن کبھی نہ ہونگے لیکن تپیا کے لئے مدت بڑی
ہے اس عرصے تک نہ جانکی جی راجپندر کے فراق میں زندہ نہ سکتی ہیں راجپندر جی میرا انتظار
ہو مان جی اس وقت مجھ ضحیاں میں تھے تہ یہ کہ آگ میں جل جاؤں آگ نہ جلائے
تو سندر میں پٹن چرنوں پرندوں کیڑوں کوڑوں کا چولا گوارا لیکن خالی خلی کسی کو
منہ دکھانا کیسا دہی کے برابر جب چلا تھے لوگ خوش تھے کہ ہنومان جی پنا لٹکے بیٹھے ہیں جب
میں ڈوبنا باہل گیا تو سب ہی کہینگے کہ منہ چا گیا کچھ بنائے نہ بنی دانست دکانے ہی بھر کے تھے
گو بارنے پر بھی ذلت ہی نصیب ہوئی لیکن رادن کی بدلت میری جان آفت میں ہو گئی جی
چاہتا ہے ابھی گلا گھونٹ دوں خس کم جہاں پاک مگر جب کھانکی جی کا پتہ نہ لگے اس کا منہ
بھی فضول سا معلوم ہوتا ہے جانکی ہوتیں تو میری خدات کی تعریف تو کرتیں اچھا رادن غسل
کا ارادہ نہ اس کو سری راجپندرجی کے سامنے لیا کرارنے میں خیر کچھ آتے کچھ جاتے مگر
یہاں بھی مشکل آپری سری راجپندر جی نے ہفتہ جانی جی کی تلاش کا حکم دیا ہے لیکن نہ کونہ رات
کے قتل یا گرفتاری پر ناراض ہو جائیں تو مفت میں ہوم کرنے ہاتھ جھٹے ۱۰

ہنومان جی کی عقل بڑے پائے میں تھی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں سا خیال کیا کہ آہ
اشوک لٹکا تو باقی ہی ہے ذرا دیاں تو چکر دیکھو ہاں کے محاذ دیاں مڑا سمت کریں تو
کچھ پڑا نہ کہو ایک دن مرنا ہے راجپندر جی کے ہاتھ سے موت ہوئی تو کیا رادن نے شربت
مگ پلایا تو کیا بات ایکس ہی ہے جب یہ بات دل میں گئی تو ہنومان جی نے برہم پوچھ
چند سان - برن اسونی کمار ایو - اگن - کیا رھوں اور جیراج کا دھیان کر کے اشوک
بانٹا کے اندر قدم رکھا اور سوچنے لگے کہ کہیں تقدیر یہاں بھی ان کنول کی آنکھوں اور

ایسے چہرے کے روشن کراتی ہے یا نہیں

سرگ ۱۲

ہنومان جی کا اشوک باغ میں داخلہ

ہنومان جی اشوک باغ کی چار دیواری پر چڑھ کر دیکھتے ہیں تو طبیعت گلزار ہو گئی۔
 مرغان خوش نوا کے لہجہ خوش گوار اور ہنرہ زار کی بہار سے دل خوش ہو گیا رنگ رنگ کے
 خوبصورت پرندے میٹھی میٹھی بولیاں بولتے تھے طوطے و سیل اپنے دل ربا ترانوں میں
 قند گھولتے تھے ہنومان جی اس درخت سے اُس درخت اور اس شاخ سے اُس شاخ
 پر کود پھاند کر گل مراد کی فکر میں محو ہوئے۔ حالانکہ جنم چھوٹا تھا پھر بھی درختوں
 کے پھل پھول اور پتوں سے زمین ڈھاک گئی اور طیور آشیا نوں سے اڑ پھاگے درختوں
 کی یہ حالت تھی۔ جس طرح ہاراجواری ہاتھ جھاڑ بیٹھے یا راجہ کی مجلسی کے وقت اعایا
 ساتھ چھوڑ دے یا جس طرح عورت کے بال خواہشات نفسانی سے مغلوب ہونے پر
 بکھر جاتے ہیں۔ اس بات کا میں نہایت خوشنا بادی موصیٰ رتی تھیں جس میں آپسانی
 کئے رائے نے نہیں دیریاؤں سے ملادی تھیں۔ مستند بہاری کنگرے آسمان
 سے بانٹیں کرتے تھے گل دار پھول کی مسحت قابلِ یاد تھی ایک بیچ مڑ مڑانے سے
 پانی پانی نظر آ جاتا تھا۔ دوسری گل مڑ مڑانے سے ایک بوند بھی باقی نہ رہتی تھی
 دیو مندروں اور راج مندروں کی نمائندگی کا کیا پوچھنا بسہ کر لے اپنی پوری
 قابیلیت صرف کر دی تھی۔ سنسپانامی درخت کے چاروں طرف بیہیاں ہی بیہیاں
 تھیں۔ اور ان بیہیوں میں سونے کے درختوں کے باغ لگے ہوئے تھے جلاستہ
 نضا ویر مزید برآں ہنومان جی اس مقام کی خوبیاں دیکھ کر متحیر ہو گئے اور بے خست
 دل سے واہ مکمل گئی وہ رادون کی خوش قسمتی اور اقبال کو سراہنے لگے اور یقین
 ہو گیا کہ سیتا جی یہاں ہوں گی۔ اور بادی پر سندھیا کرتے فردر آئینگی اس لئے
 رہیں رشن کی غرض سے رک گئے۔

سنگ ۱۵

ہنومان جی کی اشوک ہارکامیں سائی

ہنومان جی پھر اگے بڑھے تو باغ کی بہار کچھ اور ہی نظر آئی اس کی خوشنمائی سے اندر
 نندن باغ کی آنکھیں نیچی ہوتی تھیں سط میں ایک باج محل کی رونق واہ واہ چوہا ہر ایک
 محل سے معلوم ہوتا تھا کہ سورج زمین میں اتر آیا ہے باج محل کے دیو استھان میں بڑے
 بڑے اور کچے ستون سنا پا جو اہرات سے روضہ تھے زمیوں میں مونگوں کا جڑا ڈوٹھا انسان کی کیا
 جمال تھی کہ اس مشرقی انوار پر آنکھ ڈال سکے یہاں سری جاکگی جی مہیلا کچیا لباس پہنے ہوئے
 رونق از نور تھیں بدن سینک ہو گیا تھا یہ کشنیں اس طرح گہرے ہوئے تھیں جیسے گلاب کے
 پھول کو کانٹے جاکگی جی کا چہرہ اس طرح اور اس تھا جس طرح مہدی میں سے آگ اور نکل کے سر پہ
 روشنی کی روشنی کم ہو جاتی ہے جاکگی جی اس ہرئی کی طرح بیقرار تھیں جس کا ہرن بچوں سمیت
 چھوڑا گیا ہو جاکگی جی زمین پر بیٹھی سر پہ کئے تانگن کی طرح ساتیں بھرتی ہوئی اس طرح
 آنسو بہاتی تھیں جس طرح فضول خرچ کے یہاں دست اور میوں کے یہاں روشنی
 بدھ ہی بدھ کر دہی سے نیک می سر پہ ہاتھ مھر کر دیتی تھی سیتا جی کے چہرے پر اس طرح
 تاریکی غم چھائی ہوئی تھی جس طرح گھٹائیں چاند۔ ہنومان جی اب سوچنے لگے کہ یہی
 جاکگی جی ہیں یا اور کوئی لیکن جن فیوروں کو سری راجچندر جی نے پتہ ہاتھ وہ سب اس
 وقت ان کو نظر آئے ان کو پورا یقین ہو گیا کہ بس مطلب سدھ ہو گیا مگر افسوس سیتا جی
 کو ایسی آفتیں چھوڑ کر گیس طرح زندہ ہیں۔

سنگ ۱۶

سری سیتا جی دوسرے درشن کے

سری جاکگی جی کی حالت زار دیکھ کر ہنومان جی سے ضبط نہ ہو سکا لوپڑے اور دل ہی دل
 میں کہنے لگے کہ اہستہ اہستہ جو چاہے سو کرے آ تقدیر جو چاہے دکھائے سری راجچندر جی تین

تو کہ کے مالک چتے پر بان چڑھاتے ہی چودہ ہزار اکشس خاک پر سلا دئے کوئزہ اور رازہ
کو سانس نہ لینے دی۔ ترنم اور بالی ایک ہی بان میں فائدہ کر کے مجھے کو دہ طاقت دی۔
سندر پھانڈ گیا لیکن ہائے انہیں کی جان سے پیاری جانکی کا چال افسوس جو جانکی ہمیشہ
فرش گل پر سوئی تھیں جن کو معلوم ہی نہ تھا کہ مصیبت یا تکلیف کسے کہتے ہیں ہی اس قبہ
میں مگر فائدہ میں آہ کبھی نگاہیں صورت سے دور سے دیکھنے والا صاف بتا سکتا ہے کہ سیری
راچندر جی کے صدر پر فرقت میں دم بھر چین نہیں مانا کہ راون نے ان کو گھر میں اٹھا لیا۔
لیکن وہ اس سے ناپاک نہیں ہوئیں شاستر میں تحریر ہے کہ اگر کوئی زیر دستی کسی کو اپنے
قابو میں کرے تو زبردست کی معذوری و مجبوری قابل لحاظ ہے۔ راجہ پر بس بندہ کی
کماوت ٹھیک ہے جانکی جی کے لئے یہاں بھی کوئی کمی نہیں سارے راجہ جی ٹھانڈے موجود ہیں
راکشسیاں خدمت کو حاضر۔ دنیا کی نعمتیں پیش نظر مگر حقیت کے بھوکوں کو ایسی چیزوں
کی طرف التفات کہاں پتہ بتا استریوں کے لئے دنیا میں جو کچھ ہے وہ ایک خاوند
پھر جہاں راجہ راجی نہیں ہاں تباہی کی تمام نعمتیں پیش جانکی جی چاہتیں تو اب تک نہ کا
کب کی سوا ہا ہو گئی ہوئی مگر معلوم وہ کون کون پہلو سوچتی ہوگی۔ خود اظہار قدرت کر رہی
تو سیری راجندر جی کی شان میں بے ادبی ہو کیونکہ وہ راون کے قتل کا بیڑا اٹھا چکے ہیں۔
یہی وجہ کہ وہ برداشت کوئی مصیبت جھیلتی ہیں۔ لیکن دل پر میل نہیں آتا صبر کو کچھ
سے لگائے بیٹھی ہیں یہ سب باتیں دل سے کہہ کرے ہو مان جی ایک رشتہ پر چڑھ گئے اور
بچوں کی آڑ سے دیکھنے لگے کہ کیا رنگت ہے۔

سرک ۱۷

سیتا جی کی حمانہ راکشسیوں کی مصیبت

اس وقت چاند کی روشنی تیز ہو گئی ہو مان جی کو جانکی جی اچھی طرح نظر آئے تیس چھ
راکشسیوں کی شکل عجیب بھیا نکات تھی کوئی پست قدمہ کوئی سر منڈی۔ کوئی آگے بڑا
کسی کے کان کسی کی اکشس پر تھی کسی کا صرف ایک ہی کان۔ خلاصہ یہ کہ کلا
گوری اور عجیب الخلقیت سب ہی قسم کی راکشسین شسترا اور مگدہ وغیرہ

لئے موجود تھیں۔ بہتوں کے چہرے عجیب و غریب تھے۔ سور۔ بھینے۔ بکری۔ ہاتھی۔ اونٹ
گھوڑے۔ گدے اور گٹھ کے سہنے اور باقی جسم آدمیوں کا سا۔ سب کی سب ستر
کے نشہ میں چور۔ خون اور گوشت سے سیر ہنومان جی ان کی صورت دیکھ کر خوف
زدہ ہو گئے۔ اور سوچنے لگے کہ جاگتی جی نہ معلوم کیسے بسر کر رہی ہیں ان کا بیج تو اب
بھی ایسا ہے کہ چاہیں تو ایک نظر سے سب کو خاک کر دیں مگر ان کو اس طرف کچھ خیال
نہیں صرف راجندر جی کے دھیان سے غرض ہے انہیں سے لو لگائے دین دین
سے بے خبر بیٹھی ہیں +

سرگ ۱۸

ہنومان جی کے سامنے راون کی اشوک میں آمد

رات ختم ہونے کو تھوڑی دیر باقی تھی کہ ہرند اکشوں نے بیہوشی کی شہابی باجے
پکھنے لگے راون جاگا اور اٹھ کر بڑی بینائی اشوک ہانکا کی طرف چلا بکراٹھ میں بہت سے زیور اور
ہار پھول کر گئے مگر اس کو خبر نہ رہی اٹھ ہاتھوں میں ہونے کے چور پانی اور شراب کے طلائی ٹظن
اسی چنور پکھنے لگے ہوئے پیچھے ہوئیں مشغول کی روشنی میں راون ہانکا کے دروازے
پر پہنچا۔ سکو کر دروازہ کا افسر اسے اشوک ہانکا میں لایا ہنومان جی راون کی صورت
دیکھ کر ڈر گئے اور آہستہ آہستہ اوپر چڑھ کر پتوں کی آڑ میں چھپ کر دیکھنے لگے کہ راون
کیسے لٹے ہی میں راون لپکا ہوا سینا جی کے سامنے آیا۔ کھڑا ہوا اور سینا جی اس
کی صورت دیکھ کر کانپنے لگیں +

سرگ ۱۹

راون کو دیکھنے سے سینا جی کی خوفناک حالت

جاگتی جی سری راجندر جی کے غم میں اس طرح نحیف لاغر ہو گئیں تھیں جس طرح ہڈت لڑکیوں
کی کامی سے سرتی کمزور ہو جاتی ہیں اس وقت ان کی یہ حالت تھی جس طرح چاند گرہن میں ہو۔

یہ فوج بے سپہ سالار ہوا درخت بے برگ ہوا۔ ہاتھی کیسا طاقتور ہو لیکن اسی کی بندش اور
 آئینہ کی دیکھ کے ڈر سے اس کی طاقت کا نام نہیں کرتی اسی طرح جاگی جی بھی مجبور ہو رہی ہیں
 جس وقت راون کی صورت دیکھی اس طرح تھر تھر کانپنے لگیں جیسے صوفی نامی ستارے
 سے رو رہی یا ہوائ کے جھونکے سے نرم ٹہنیوں سگر زبان پر رات نہ تھی ابھی معلوم ہوتا تھا
 کہ کبھی نگاہ کٹے ہوئے سری راجندر جی کی جیسے منائی اور دیوتاؤں سے راون کے قتل
 کی دعا مانگ رہی ہیں۔

سرگ ۲۰

سیتا جی سے راون کی منت سماجت

راون نے جاگی جی کی صورت دیکھتے ہی ناڑیا کہ ان کے دل کی چوٹ ابھری ہوئی ہے
 بزم پر بچھا رکھنے کے لئے اس نے میٹھی میٹھی باتوں سے دل بھانا چاہا لولا کہ جان کی راحت
 پیاری جاگی جی سے کیوں کھینچتی ہو۔ بدن چرانے اور منہ چھپانے سے حاصل جانی تیرے میں تمہیں
 جان سے زیادہ چاہتا ہوں تمہاری صورت نہ کہ قربان جو مر رہی صورت دیکھتا ہے آپے میں ہنس
 رہتا پھر تجھے آنکھ بھر کر کیوں نہیں دیکھتیں۔ راجا چھسوں کو اجازت ہے کہ غیر عزت سے تیری
 دیر ستی کر کے اپنا مطلب نکال لیں مگر نہیں میں تمہاری مرضی مقدم سمجھتا ہوں اپنی وجہ ہے
 کہ اتنے دن اشتیاق ہی میں گزار دے اور بھولے سے بھی ہاتھ نہ لگایا لنگھائیں تمہارے
 سوا آج تک کوئی بھوکا پیاسا نہیں رہا۔ تم میرے ہوتے نا حق چولا گھلاتی ہو۔ زیور
 لباس عطر بھیل۔ چند دن غیر سبب بدنام ہو جو وہاں اٹھو سنگار کرو چلو تاج دیکھو
 کھانے سے دل بہلاؤ۔ جراتی ہار بار نہیں آتی یہ دیر کا پانی ہے اس کا لٹا غیر ممکن ایک تو
 تمہارا حسن ہی غارتگر صبر و شکیبائی اس پر بھرنی جاتی کون سہہ دیکھ کر سیتے قابو نہیں ہو
 جاتا پھر میں کس شمار میں ہوں انہوں میں تم کو میری حالت پر ترس نہیں آتا منت و صاحب کا
 بھی ذرا لحاظ نہیں راج پاشا ملک خزانہ سب راجہ چمک کر دے دیا تھ پڑوں ہ تو گنہگار
 تم پر جان تک قربان ہے۔ مگر پیاری اب بیوفائی چھوڑ دو تمہیں سب رانیوں کا تیرا
 بناؤ لگا صرف نظرے فروش گزارے کا انتظار ہے۔

راون نے اسی طرح بہت منت و سہاقت کی دولت و سلطنت کا لالچ دیا مگر جانی جی بدستور
 بہت ہی بیٹھی رہی منہ سے حرف نہ نکلا اس خاموشی میں نیم رونا کا ذرا بھی مطلب نہ تھا راون
 سمجھ گیا کہ اس کی خوشامدی کیا گئی اس لئے اس نے اپنی طاقت کا ارگال اپنا شریع کیا اور کہ
 جنک مندرنی تم شایہ نہ سمجھتے جانتی نہیں ساری دنیا ٹھوٹا دوسرے برابر طاقتور و مرنے نکلی گئی
 ہی مرنے پر لوتا۔ والو۔ ناگ چھ۔ گندھرب وغیرہ میرے ہاتھ سے رکھا چکے اور کسی کی حقیقت ہی
 کیا ہے کہ میرے سامنے آکھ بھی آکھ اسکے سونے چراہرت کے زیور موجود ہیں پہن جو تک جتنی
 دولت چاہو دان کر دو۔ لکھو لو کہ کبھی مرنے کے خلاف نہ چلوں گا تم ایشور کی کرپلے عقلمند
 ہو ادھی شیخ سمجھتی ہو لکھا کا حال اور میری طاقت بھی کیسے چھپیں پھر بھی راجن رہی یا رکے جانی
 ہو ذرا سوچو کہ راجنہ میں یہاں پہنچنے کا دم ہے وہ کیا ان کا خیال بھی بہانہ نہ نہیں پہنچ
 سکتا اگر وہ سمجھ نہ سکتے تو سنیا سیوں کے گھیس میں جنگل کی ٹھو کریں ہی کیوں کھاتے پھرتے
 اول تو وہ اب کہاں آگے بھجائی ہے کج کجھی ہے ہوں تو ان کے پاس کنہ بول پھل کے سوا
 رکھا ہی کیا ہے وہ میری طرح منہری سکر امپٹ نشی انگھڑیوں اور انہوں کی نیسی کی قدر
 کیا کر سکتے ہیں اگر تمہاری ان کی تپسیا کا خیال ہو تو یہ بھی فضول دینا میں پیرا کر سکتے
 تپسیا کی ہے دسوں ستر کاٹ کاٹ کر چڑھا دینا کیا کسی تپسوی سے ممکن ہے اس وقت تمہارے
 بدن پر زیور بھی نہیں کپڑے بھی پیسے کچھ نہیں پھر بھی تمہارے حسن و جمال کے سامنے کوئی
 ماموش نگاہ میں نہیں آتی میں غلامی کو حاضر ہوں میں دولت و سلطنت و حکومت اپنی سمجھو
 اور آکھو جہاں منتلا رہو چو چین اڑاؤ مرنے کرو۔

سنگ ۲۱

راون اور جانی جی کی گفتگو

جانی جی کو راون کی تقریر نہ ہر معلوم نہ ہوئی انہوں نے عین غصے میں سر ہی راجنہ رجا
 کا دھیان کر کے منہ کے سامنے تنکے کی اس غرض سے آڑ لینی کہ صدمہ شامتر میں میں
 بغیر تمہارے پیشاب کرنے اور پاشی نہ پھرنے کی نیت ہر انت ہے چونکہ راون کا مکان پیشاب
 غلبہ کرتا تھا اور شراب کے ناپاک تھا لہذا جانی جی اسی طرح اسکی مشورہ کیا پھر کہ یہ آڑھی پہنوں کا اسکی

یہ جینے کی بھی غرض تھی کہ تو سری راجچند راجی کے سامنے اس مسئلے کے برابر پہنچاؤ۔
 جاکر جی کو پردہ منظور تھا اور وہاں کوئی آواز نہ تھی اس لئے وہ منہ کے آگے تنکا کر کے تھیں اور لوہے
 آدھرم سے کیوں غبت کرتے تھے اگر اسی طرح دھرم کی طرف سجان ہو تو کئی جہم کے پاپ دور ہو جائیں
 لے راون ڈراکان کھول کر سن سری راجچند راجی چشمہ فیض سریشہ میں جن کا کوئی مخالف پیدا نہیں
 ہوا اس نے ان کا سایہ عاطفت آگنی دیو کے سامنے قبول کیا ہے۔ مجھے غیر راجی صورت دیکھنا بھی جہم ہے
 اور باتوں کا کیا ذکر یہ کہتے ہی ان کو شاستر کا یہ قول یاد آیا کہ پانی اور دھرم سے موبد و گھنگو کرنا
 ناجائز ہے اس لئے انہوں نے منہ پھیر لیا اور بولیں کہ میں سری راجچند راجی کی استری ہوں۔
 پرانی عورت پر ال ٹپکا ناگہ ہے اگر مذموری کو کوئی بد نظر سے دیکھے تو پتہ بتا کر تیرا دل گوارا کرے گا
 پرانی عورت پر جن کی نیت ڈالی اس کی عورت کی عصمت کا بھی ایشور ہی مالک ہے اس کے لئے علامہ ہیں
 دنیا دونوں میں وسیا ہی اور جبراج کا ڈنڈا لگے مجھے حیرت ہے کہ لٹکا اتنی بڑی اور اس میں کوئی
 سنجیدہ آدمی نہیں۔ اگر کوئی ہو تو ضرور عقل ٹھیک کرنا کہ میں سمجھتی ہوں کہ پختہ بھرا ہوتا ہے
 سمجھانے والے ہار گئے ہونگے۔ گری تیری سمجھ الٹی ہو رہی ہے چہاں ہے کہ وہ آدھرم کروں جس سے
 لٹکا خاک سیاہ ہو جائے شیش راج نیت کے خلاف چنے والے کاراج کبھی قائم نہیں رہتا
 جو بے سوچے بچارے ناشائستہ حرکتیں کر بیٹھتے ہیں ان کی تباہی میں فرق نہیں معلوم ہوتا ہے
 کہ تو بھی اپنی مینتی کی فکر میں ہے اور اگر یہی ہے تو یاد رکھ ایک دن افسوس کے سوا کچھ ہاتھ
 نہ آئیگا تو مجھے ہنر باغ دکھاتا ہے گڑھیا میں منہ دھو رکھ۔ راجچند کو تو خیر سمجھتا ہے بھید
 نہیں کہ میں اور وہ دونوں ایک ذات ہیں صرف نام کا فرق ہے اگر تو میرا خواہشمند ہی ہے تو
 چل راجچند راجی سے درخواست کر میں بھی ساتھ چلوں گی اگر وہ اجازت دیدیں تو خوشی سے
 تیرے ساتھ چلی آؤں گی اس سے وفائے ہونگے ایک تو سری راجچند راجی سمجھتے ہیں کہ اگر
 کر دینگے دوسرے میں سمجھنے ل جاؤں گی سری راجچند راجی بڑے باروت ہیں عاجزی کے سامنے
 ان کا غصہ دم پھر نہیں ہوتا۔ گندگار کی خطا بخشی تو ایک معمولی سی بات ہے اگر تجھے بھی اپنی
 بہتری منظور ہے تو عذر خواہی کر کے اپنی جرم بخشی کر لے اسی میں خیریت ہے نہ اندر کا بھر
 خالی جیسے۔ آئی زوئی عورت ٹل جلتے لیکن سری راجچند راجی سے میر کر کے بچنا حال سے بھی
 محال ہے میں بھلائی کی غرض سے سمجھاتی ہوں اگر اس پر عمل نہ کیا تو دیکھ لینا کہ راجچند راجی
 کا بان بچنے کے بارہوگا اور لاش ریاخون میں غوطہ زن ہوگی راجچند راجی کو خیر سمجھنا میرا مطلب

ہے کچھ معلوم ہے کہ باون کے روپ میں پہنچتی اور آکاش کس نے تین قدم سے ناپ لئے تھے
جھنڈان میں کس نے ہنسا سے چودہ ہزار بھائی بندوں کے خون سے شہاب کا دریا بہا دیا تو
بیشک بڑا بہادر ہے مگر کیا۔ ماری اسی کا نام ہے کہ مار چنگ کو بنا یا جادو کا ہرن اور میدان
خالی پا کر جبل فریب کیا مجھ بکس پر راجندر یا لچھن کے سامنے جانیکی بھی جرات نہ ہو سکی۔
اسی لئے کہتی ہوں کہ ان سے عذر خواہی کر اور لٹکا اور اہل لٹکا کو بائٹے ناگانی سچا +

مرگ ۲۲

راون کا سری جانکی جی پر غائب

راون بولا جانکی میں عاجزی کروں اور تم جو سن میں آئے کہ جاؤ۔ ذرا بھی مروت نہیں کچھ
جانتی ہو کہ خواہش نفسانی کے غلبہ میں آدمی کو نیک بد کچھ نہیں سمجھتا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے
مجھ کو دیکھو کہ طبیعت کو روکے ہوئے تمہاری سخت بیانی کو بھی خیال میں نہیں لاتا دروازہ اور کڑی ہوتا
تو میری تلوار کے مار کے کبھی نہ بچ سکتا ابھی تمہاری رگ۔ سیدھی نہیں تو خیر۔ دیر میں کی اور صارت
دینا ہوں اسکے بعد اگر نعل گرم نہ کی تو تلوار ہوگی اور تمہاری گردن +

اس وقت راون کا چہرہ آگ ہو رہا تھا کیونکہ میں ہم ہم کر اٹک بیٹ بیٹ گئیں اور شاہ سے
سے جانکی جی کو سمجھنے لگیں کہ دل کرنا رکھو کوئی ڈرنے کی بات نہیں +

جانکی جی ہم آگئی تھیں مگر اس کا کر کے پولیس کا فوس یہ ہے کہ نکامیں کوئی ایسا صدمہ
نہیں جو تیری عقل کا آنکھ کھولے۔ مجھ کو جمل میں اٹھ کر نیک خیال اس سے بڑھ کر اور کون پتا
ہوگا مجھے یقین ہو گیا کہ مری را چند رچی کے بان سے اب بخت میں بہتر تو یہ ہے کہ بیسیوں آنکھیں
ہم جو جاشیرا در زبان گدی سے نکل پڑتی۔ کیا کوں مری را چند رچی کی اجازت نہیں دے اسی
وقت لٹکا کر ایک آہ سے پھونک پتی غرور بڑی جا ہے زخم موت کے منہ میں جھوٹے کر بیگا۔
بڑا بہادر رہتا ہے مگر مجھے چرا کر لاتے شرم نہ آئی +

راون کے لئے یہ تقریر تیر و شتر سے کم نہ تھی آنکھیں فون میں ڈو گئیں اور غصہ سے مانچکا
طرح سانس لیتا ہوا بولا کہ تیرا چند رچی کیا ہے جب پڑھوں مجھ کی۔ مل ڈالوں بس
خاموش رہا وہ راز اب منہ سے حرف نہ نکلتا یہ کہ کر منہ نہ راکشیں۔ کوئی کام دیا کہ اس زبان کو تو

ڈراؤ دھک کاؤ اور جس طرح بنے راہ راست پر لاؤ بی

اس کے بعد وہ زور سے ڈانٹتا ہوا جانکی جی کی طرف لپکا دھن پالنی رکشنی نے جھپٹ کر پکڑ لیا اور کہا جانکی جی کا یہ حسن مغرب یہ جمال جہاں افروز ان لوں میں ایسی حسین عورت دوسری کہاں ہے یو تا نوگو جہاں ان میں یہ خوبیاں ہیں ہاں ذرا عقل بھی رست کر دو بد قسمتی سے ان میں صرف اتنی کمی ہے۔ راؤن اسکی بات پر ہنسنا غصہ بھی اتر گیا اور وہ دیو کنیاؤں کے ساتھ اپنے محس میں داخل ہو گیا بی

سرگ ۳۳

جانکی جی کو راکشینیوں کی فہائش

راؤن اور گیارہاں راکشینیاں سینا جی کے سر پر بوٹیں سب یک زبان سے کہنے لگیں کہ جانکی جی پر سی تھالی میں لات نہ مارو۔ راؤن نہیں پوست کی نسل میں ایک اوتا رہے اس کا کہنا نہ مانو گی تو پچھتاؤ گی تر جٹا راکشنی بڑی غصہ درختی تپدی ڈال کر بولی یا دن کو کیا گھس گئی سمجھتی ہو۔ پوست برہ کے فرزند تھے جن کا جہنم معرولی طریقے سے نہیں ہوا بلکہ خالص ل کی خواہش سے پوست کے نور نظر بشو شروا کی پیدائش بھی ہوئی جن کو ایشور نے راؤن ایسا آنتا ب خاندان عطا فرمایا۔ راؤن اہم باسٹے ہے یعنی دشمنوں کو رلا نیوالا اگر ایسے دلچپ تنظیم راؤن کی نظم نے قدر نہ سمجھی تو تمہاری زندگی بے سود ہے۔ پھر تر جٹا راکشنی بولی کہ راؤن کو کہنی ہو لی سو برہنہ سمجھو ۳۳ کوٹ دیوتا تو اس نے زیر کیا اندر کی اس نے چولیس ڈھیلی کیں ایسا پر تاپی اور کون سے راؤن تمہارے ست ہمنہ وری کو بھی طاف پر بٹھانے کے لئے راضی ہے مگر تمہاری عقل پر پڑے پڑے ہوئے ہیں اس کو بیش مت نہ کہوں تو اور کیا کہوں بکھٹا بھی چپ نہ رہ سکی بولی کہ جانکی جی قسمت کو سرا ہو۔ ایسا پر تاپی راؤن تمہاری خوشا مدیں کرتا ہے بی

درکھی جس راؤن کے خوف سے سورج کا پنہا ہے۔ جس کی مرضی پہ ہوا چلتی ہے اس کی بھو ابہ نازہ بشتے ہیں بعد رواں کار بد قسمتی کے سوا اور کیا کہوں بی

سرگ ۲۴

راکشینیوں کی جانکی جی کو دھکیاں

سب راکشینیوں کی جانکی جی کے کان کترنے لگیں کہ دیکھو راون کا مکان کیا عمدہ ستار والی دیکھو
 اوج اقبال دیکھو پھر تہیں غدر کیا ایسی ضد بھی اچھی نہیں جس کا نتیجہ خراب ہو تم راجچندر جی پر اس
 لکڑی سے بھی ہویہ تھقتا دانی ہے موزندگی بھرتم سے مل نہیں سکتے راج پاٹ چھوڑا بن میں پھر نروا
 کا خود ساتھ جیتا بھی کوئی عقل کی بات ہے راجچندر راون کے سامنے ال ہی کیا ہیں ۔
 جانکی جی اور باتیں تو خاموشی سے سنتی رہیں مگر جب سری راجچندر جی کی مذمت شروع ہوئی تو رہا نہ
 گیا غصہ سے بولیں دیکھو نہیں کھانا ہو تو مجھے کھا جاؤ مگر میں ایک حرف سری راجچندر جی کے خلاف
 شان نہیں سن سکتی راون کیسا ہی کیوں نہ ہو میرے نزدیک کچھ بھی نہیں پرے مرد کا منہ دیکھنا تم سب
 کو ہارک یہاں من میں لو کا لگانا بھی اپنی ہی ہتھک ہے سری جانکی جی نے اس قدر پر ایسا کہہ کر ڈانٹا
 کہ سب راکشینیوں بیہوش ہو گئیں اور ہنومان جی کو ایسا غصہ آیا کہ بس معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی
 غیر نہیں ۔ مگر سری راجچندر جی کا کام مقدم تھا ۔ اس لئے طرح دے کر درخت سے اتر پڑے جانکی
 جی کی ادھر نظر اٹھی ادھر راکشینی ہتھیار لے لیکر دوڑ پڑیں ہنومان جی اچھل کر پھر درخت پر چڑھ
 گئے ادھر راکشینیوں پھر سیتا جی کو فحاش کرنے لگیں ۔ جب سمجھانے کا کچھ اثر نہ دیکھا تو سب
 کی سب مل کر دمکانے پر اوار ہو گئیں کہ اگر کسانا مانا تو ہڈی ہڈی چبا جائیگی کوئی ترسول
 سے ڈر کر کبھی تھی کہ میں ہاتھ لگاؤنگی کوئی غلام لیکر کبھی تھی کہ خان میرے جیسے کا ہے ۔

سرگ ۲۵

سیتا جی کی گریہ وزاری

راکشینیوں نے جانکی جی کا ناک میں اب دم کیا کہ خردہ سو پڑیں اور جی جی کہہ گئیں
 ہائے راجچندر ۔ ہائے لچمن ۔ ہائے کوشیا ۔ ہائے ہمسرا کہاں ہو دیا اپنی جانکی
 کا حال تو دیکھو یہیں مرنا قبول کرتی ہوں مگر کھینچا نہیں نکلتی ۔ ایسی بے جہان زندگی سے

موت ہزار درجہ اچھی۔ مگر نہ جانے چراغ کہاں پر سو رہے ہیں ان کے کانوں تک میری فریاد جاتی ہی نہیں۔ کیا کروں کیونکہ اس زندان مصیبت سے چھٹکارا حاصل کروں مجھے یہاں ایک ایک گھڑی بھار و بھر رہی ہے زندگی کا ایک ایک لمحہ پہاڑ پور ہے ایشور جان لے تو اور مصیبت سے پتہ چھڑاؤ۔

سرگ ۲۶

ترچٹلکے خواب سے راکشینیوں کا شرارتوں سے اجتناب

راکشینیں جاگتی جی کو ڈرا دھمکا رہی تھیں کہ ترچٹا نامی ایک نانا دیدہ راکشینی بولی کیا بے بس ادبیکس کو ڈراتی ہو اپنے خاوند اور لڑکوں کو جا کر کھاؤ جاگتی کا ایک بال بیٹکا نہیں ہو سکتا یہ سری راجندر جی کی استری میں کوئی اور نہیں۔ سورا کھول کر سنو گل میں نے کیا خواب دیکھا سٹوگی تو حواس ٹھکانے ہوئے بیٹھے میں سوتے سوتے دیکھتی کیا ہوں کہ ایک رختہ آکا اش سے اترا ہے جس میں ہزار سفید گھوڑے بچتے ہوئے ہیں اسی پر سری راجندر را اور لکھمین سوار ہو کر لڑکا میں تشریف لے آئے پھر دیکھا کہ شمالی سمندر میں سفید پہاڑ پر جاگتی جی سفید پوشاک پہنے ہوئے سری راجندر جی سے ہیں اس کے بعد ایک چار دانت والے ہاتھی پر سوار ہو کر راجندر را اور لکھمین جی کے ساتھ آکا اش کو گئیں ہاں راجندر کے کاندھے پر چڑھ کر سورج کو پکڑ لائیں تھوڑی دیر میں لڑکا میں گھوسے پھر زمان پر سوار ہو کر شمال کی طرف روانہ ہو گئے اس خواب کے بعد پھر محو م ہوا کہ راون کے سوں سترتروں سے گھائل ہیں بدن پر تیل کی لاش کے عمدہ لباس اور کچھ لوں کا ہالہ پہنے ہوئے شراب پیتے پیتے بیان پر سے زمین پر گر پڑا کرتے ہی عورتوں نے گھسیٹ گھساٹ کر گدھے کے رختہ پر بٹھا دیا رختہ جنوب کی طرف چلا تو اس پر سے راون گوبر میں گر پڑا سترتروں نے تھاٹا گئیں اور کپڑے سب گر پڑے اور زانو تنکا ہو گیا اس کے بعد ہی کیا دیکھتی ہوں کہ راون گھوڑے میں پڑا ہے اور ایک کالی عورت نکلتی ہے میں ہی کا پہاڑ اے ہوئے گھسیٹے ہی ہے راون کے بیٹے بھی اسی بلا میں گرفتار ہیں راون کا منہ سو رکھا ہے کبھہ کرن کا اونٹ کا سب پر سب اور راجھسوں کے ساتھ دکن کی طرف ترک بھج گئے گئے ہیں اور لڑکا میں بھبھکیں کا راج ہو گیا ہے۔

اسے بہنو یا میں نے تمہیں خواب سنا دیا اس کو چھوٹ نہ سمجھنا ضرور یہی باتیں شہابی ہیں۔
 جانکی جی کو تم سب پر سے وق کر رہی ہو۔ ان سے الگ ہو یا نہ ہو کہ غصے میں اگر سب
 کو نیست و نابود کر دیں تم نے بہت کچھ سخت کلامی کی ہے ان گناہیوں کی معافی مانگو۔
 ہاتھ جوڑو۔ قدموں پر گر و۔ جانکی جی رحم دل ہیں دل میں بغض نہیں رکھتیں فوراً معافی کر دو
 دیکھ لو میرے ڈائیں اور جانکی جی کے بائیں اعصاب پھر ٹک رہے ہیں ان خشکوں کا اثر خالی جائے
 والا نہیں +

یہ خواب اور تقریر سن کر سب راکشینیوں کے ہوش اڑ گئے دوڑ دوڑ کر جانکی جی کے
 قدموں پر گر گئیں جانکی جی دل ہی دل میں یوتاؤں سے منتیں کرنے لگیں کہ خواب سچ ہوئے
 اور ترجٹا نے سب راکشینیوں کو ہٹا دیا +

سرگ ۲۷

جانکی جی کی پریشانی اور خودکشی کا غم

جانکی جی کو اس وقت بہت رلائی آئی آنسوؤں کا دریا منڈ پڑا کتنی قسمیں کہ ہائے کلیجہ کیسا
 پتھر ہو گیا ہے کنوخت پھٹتا بھی نہیں جی چاہتا ہے کہ جان دیوں راؤن کے کچس ہاتھوں سے مرنے
 میں فائدہ ہی کیا سری رانچندر جی کے شے کی اس ہاتھ پکڑے ہے خیر مریٹے اور دیکھ لوں پھر جو
 الیشور رکھائے مگر رانچندر جی کے آئے کا بھروسہ کون ان کے انتظار میں تکلیف اٹھانا بھی
 بیکار راؤن غصے میں کہے کو تو سب کچھ کہہ گیا مگر ممکن ہے کہ پھر ترس کھائے اور جان کی ہے
 مگر رانچندر جی کے اُمید فضول راؤن جان لے بغیر پٹا نہ چھوڑے گا دل سے یہ باتیں کر کے وہ ہائے
 رانچندر رہائے چھمن ہائے کو شلیا ہائے سمتر کہہ کر روئے لگیں زبان پر یہ الفاظ کہتے +
 ہائے آپ لوگوں کے ہوئے لہجہ کی لونڈی پر یہ مصیبت معلوم نہیں راؤن نے سری رانچندر
 اور چھمن کو بھی جینا چھوڑا یا نہیں سری رانچندر کو کوئی مار سکے مجال نہیں لیکن پر اب بدھ پڑا
 زبردست ہوتی ہے راؤن نے کبھی مارا ہو تو ممکن ہے کہ انہوں نے میری جدائی میں جان
 دیدی ہو ہائے سری رانچندر جی خالق کائنات کا حفظ مخلوقات مگر میری حالت زار کی
 خبر نہیں آنسو اس مصیبت میں میرا ستی بہت محرم بھی مدد نہیں کرتا سری رانچندر جی

نے بھی بھلا دیا ان کو فکر کی بات کون۔ انہوں نے پنا کا بچن بنا ہے کون باس احتیاء کیا ہے۔ اچھا صبا جانیگے تو مجھ سے اچھی اچھی رتو اس میں جمع ہو سکتی ہیں شرم شائستہ جانتا ہے کہ عورت کی وفات اور لاولدی کی حالت میں مرد و سہری شادی کر سکتا ہے خمرانی عورتوں کی ہے جن کو خاوند کے بغیر زندگی بے کار ہے عورت کا خاوند مر جائے رالم المرن ہو تب بھی عورت دوسرے مرد کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتی شادی تو اور بات ہے لے پانچند رچی میں اپ کے دھیان میں غرق اور آپ کے سرپ میں لین ہوں۔ لاکھ چاہتی ہوں کہ حیم سے جان نکال دوں مگر نہ ہر بیسرا تلے نہ کوئی ہتھیار۔ اچھا اچھا لیجئے ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے۔

یہ کہتے ہی وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور زلفوں اور چوٹی کے بالوں کو رسی کی طرح گھٹے میں ڈال کر چاہتی تھیں کہ اشوک کی شاخ میں لٹک جاؤں اتنے ہی میں پرند چپک اٹھے اور کالوں میں یہ آواز آنے لگی کہ جانی جی صبر کیجئے گھبرائیے نہیں گھبرائیے نہیں +

سمرگ ۲۸

سینا جی کے لئے شگون نیک

جس وقت پرند چپک اٹھے اور سینا جی کے کالوں میں تسلی بخش آواز پہنچی جانی جی کے بائیں اعصار دفعہ پھڑکنے لگے انگلیں بند ہو گئیں کچھ وجہ کا عالم ہو گیا نظروں کے سامنے سری رانچند رچی کی تصویر پھر نے لگی۔ یکایک وہ چمک سی پڑیں اور انگلیں کھیں تو دیکھ کر اس سے سرگ گیا گھونٹ کھٹی جاتے پر وہ سمجھیں کہ شگون نیک ہے سری رانچند رچی کے منے میں اب پر نہیں اس خیال نے ان کے چہرے پر خوشی کی سرخی ڈوڑادی اور غمزہ حالت اس طرح بدل گئی جس طرح چاند گھن سے چھوٹ جاتا ہے۔

سمرگ ۲۹

سری ہنومان جی کی سری سینا جی کی قدیم تصویر کیلئے

سینا جی کی بات پر سب سب کیفیت دیکھ رہے تھے ان کو خیال تھا کہ جانی جی سے بات

جیت کا پہلو نکالوں راکشیں گھیرے ہوئے ہیں جانکی جی کو جان دینے کا خیال ہے اگر انہوں نے خود کشی کر لی تو سری راجندر جی کے سامنے کیا منہ لیجاؤں گا اگر آج ہی رات کو میں نے ان کی تشفی نہ کی تو دشمنوں کی جان کی خیر نہیں بہتر یہ ہے کہ سنگریو کو باپوسی کی اطلاع دے کر یہاں لوٹ جاؤں مگر شکل یہ ہے کہ جب تک فوج آٹھ گھنٹے تک جانکی جی کی زندگی کا بھروسہ کیا دم دم پر وہ جان دکھانے کو مستعد ہیں۔ مہینوں کا انتظار کریں گے ہو گا ان سب خیالات کی الجھن نے ان کی طبیعت پریشان کر دی مگر طبیعت میں استقلال تھا اس لئے ان کو خیال ہوا کہ کسی نہ کسی طرح اپنی آمد سے خبردار کر دینا چاہئے۔ اب جان اس ضغطے میں ہوئی کہ بڑے قد سے مرغن کروں یا چھوٹے حجم سے سنکرت میں گفتگو کروں یا کسی اور زبان میں مگر سنکرت سے مان بھی اٹھتا ہے۔ اور دوسرے جانکی جی یا نروں کا حرف مطلب نہ سمجھیں تب بھی نقص کی بات ہے وہ سمجھیں گی کہ یا تو راون باز کے قالب میں مخاطب وہی کو منو دار ہوا ہے۔ یا کوئی اور ہرو پیا راچھس ہے بالفرض انہوں کی طرح گفتگو کروں تو بھی بمصدقہ تاریکیہ از دیہاں سے نرسہ دو دو کا جھلچھلکا ہو گا کہ پینا ہے "خوف زدہ جانکی کے خیال پر تو ہاتھ کا غلبہ ہی ہیکھا میں جرات سے سنے جاسکتا ہوں لیکن خوف یہ ہے کہ اگر جانکی جی ناراض ہوئیں تو راکشیں جھپٹ پڑیں گی میرا ہاتھ اٹھ گیا تو خون خرابے میں فرق نہیں اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے راچھسوں سے ضرور مار دھاڑا جائیگی یہ تو ممکن ہی نہیں کہ راچھس غیجے قالب اسکیں میں تنہا ہوں۔ مگر پرواہ نہیں جس وقت درختوں سے وار کروں گا سب یہی کہیں گے بھیا یہ باز نہیں کوئی دیوتا بھیس بدل کر آیا ہے راون تاک ضرور ہی خبر پہنچے گی۔ جس وقت وہ لشکر جہاز کے کر آگیا تو شکل صرف یہ ہوگی کہ لڑتے لڑتے مارتے مارتے ٹھک جاؤں گا سمندر کو پچاندنا مکان سے باہر ہو جائیگا۔ جس وقت مجھ سے کی نوبت آئی اس وقت کس کو اُمید کہ کب تک جنگ آزمائی رہے قرین قیاس ہے کہ میں گزر جائیں میں تنہا نہ کہ راچھس کر ڈروں سب کا ستر بکھڑا کرنے کو بھی کافی وقت چاہئے علاوہ بریں مجھے مناسب نہیں کہ راون کی بیٹی بھلاؤں۔ اگر اسے میں نے فنا کا ٹاکا کھایا تو سری راجندر جی کی پڑ کیسے ہو سکتی۔ وہ اس کے قتل کا بیڑا اٹھا چکے ہیں مجھے ضرورت یہ ہے کہ راجندر جی کو جلد خبر پہنچوں۔ ایک طرف یہ بھی چاہتا ہے کہ سری جانکی جی کو لینا ہوا یہاں سے چل کھڑا ہوں۔ مگر پھر ہی خیال ہوتا ہے کہ سری راجندر جی کی اجازت نہیں۔

دوسری طرف دل چاہتا ہے کہ بزن بول دو۔ ایک راجپس جینا نہ چکے لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ جاگتی جی اکیلی رہ جائیگی۔ ران کی حفاظت اور نگہداشت کون کریگا۔ یونہی دل ہی دل میں مختلف خیالات کی تاثیر و ترویج کرتے ہوئے ان کو پڑھن سوار ہو گئی کہ سب خیالات تو بہات و اہیات۔ سری راجندر جی کے حکم کی تعمیل کرنا لازمی جاگتی جی سے بات چیت کرنا ضروری اس کے لئے سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ سری راجندر جی کے حالات نظم میں سنا دوں یہ تقریر غلامت و قدیمو سی کے لئے بہت مناسب ہوگی۔

سرگ ۳۰

سری ہنومان جی کی زبان مبارک سے سری راجندر جی کی سرگ

جھک کر رہی سنو عروج ہماری تم کو نہیں ہیں بسا رہے رام
مار کے مرگ جب مل لچھن سے پنچ وٹی میں پدھارے رام
پائی گئی ہیں نہ پیران پیاری روئے شوک کے مارے رام
چہ نہ کہیں کہیں کھنچ نہ پالو۔ ڈھونڈ ڈھونڈا جھک مارے رام
سا چار سب کدھارے سے۔ بن میں پائے تمہارے رام
کدیا کرم کتنا کی کدیا سوں پنپا پور پگ دھارے رام
بالی کو بدھ کر نہ پ سگر پور کارج بگڑے سوارے رام
بھجیو بھجیو موی ہے پد راج سیک۔ سوا من تمہارے رام
جدھ ہیئت سدھ پائے تمہاری۔ انہیں سر دھن دھارے رام
دیھرو دیھرو سندھوری پت کو چھوڑ بیٹھے نہیں بن مارے رام
کاٹینگے انق کلایش جگت کو دسرتھ کی آنکھوں کے تارے رام

سرگ ۳۱

سری ہنومان جی کی نغمہ سرائی سے جاگتی جی کو تو بہات

جس وقت بہا پیر جی کی نغمہ دل فراز و ترانہ دل رہا سیت جی نے سنی نظر اور پر کی طرف

اٹھتی دیکھا کہ ایک پیکر نوزکبی کی طرح چترانے درخت کی گھٹی ٹہنیوں میں چمک دکاتے ہوئے
 پہلے سمجھیں کہ درخت ہی کی کوئی شاخ بول رہی ہے مگر چمکتی ہوئی آنکھوں نے خیال
 پٹ دیا نظر غور سے دیکھا تو ایک بانر کی صورت نظر آئی۔ سیتا جی بانروں کی صورت
 سے آشنا تھیں مگر ہنومان جی کی اس وقت کی شکل عجیب ہی عجیب تھی۔ نگاہ چہرے
 پر نہ ٹھہرتی تھی ان کی زبان سے فوراً ہی ہائے رام ہائے چھن کی صدا آئی۔ اور انہوں
 نے پھر دل کٹا کر کے کہا ہنومان جی کی طرف دیکھا اتنے ہی میں ہنومان جی آہستہ آہستہ
 درخت سے اترے اور دیکھتے دیکھتے سامنے کھڑے ہو گئے جاتنگی جی سوچیں کہ عالم خواب
 ہے یا حالت بیداری اس شخص کا یہاں گزر کہاں جو سری راجچندر جی کے اوصاف بڑی
 خوش الحانی سے گا گا کر انگاروں پر لوٹنے والے کیلچے میں ٹھنڈک ٹھنڈک پہنچائے انہوں
 نے جس وقت ٹھوڑی خمیدہ دیکھی تو گمان ہوا کہ کوئی معمولی بانر نہیں جس وقت انہیں
 خواب کا خیال گزرا تو شستر کی طرف توجہ جوع ہو گئی اور دل ہی دل میں کہنے لگیں کہ
 ایشور کر کے عالم خواب میں بانر کا دیکھنا معیوب وہ خوش ہے معلوم نہیں کہ سری راجچندر جی
 چھن راجہ جنک وغیرہ پر کیا گزری اس خیال ہی کے ساتھ وہ پھر چونک سی پڑیں اور دل
 دل اٹھی کہ بیداری میں خواب کہاں اسی طرح کے مختلف توہمات اور خیالات کے
 انھن کے بعد انہوں نے اپنی بیداری کا یقین کر کے سمجھ لیا کہ خواب میں یہ حالت کہاں
 جس کو آنکھوں سے دیکھتے ہی ہوں جس کی شیریں زبان کانوں کو امرت پلا چکی وہ ضرور کوئی
 زندہ طاقت ہے چنانچہ انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور برہمپنت اندر رہا اور انکی کو
 منہ سکا کر کے سری راجچندر جی کا وہ بیان کیا اور بہ اشوک پڑھا۔ جسے خواب دیکھتے
 کے بعد پڑھنے سے کسی فائدہ کی خواست باقی نہیں رہتی +

سرگ ۳۲

ہنومان جی کو سری جاتنگی جی سے گفتگو کا موقع

جاتنگی جی بھی اپنے خیالات میں جو تھیں کہ ہنومان جی نے جب تک کہ ڈنڈوت کی اور ہاتھ
 جوڑے ہوئے بولے کہ آپ کا نام کیا ہے آنکھوں میں آنسوؤں کیوں پھیں کسی گنہگار کی بی

ہیں یا دیاؤ۔ یا روہی۔ یہاں کیونکر آتا ہوا۔ باپ اور خاوند کا نام نہ تھا۔ پتہ واقعی کسی دیوتا کی بیٹی
میں یا راجہ کی راجھناری آپ کے چہرے سے اقبال کے آثار نمایاں ہیں کہیں آپ سہری راجچند
جی کی جان سے پیاری جاگتی تو نہیں۔

جاگتی چمکا چہرہ یا تو اس بھائی دفعہ ان کی طبیعت بحال ہو گئی خوشی کا اظہار
کر کے بولیں راجہ چنک میرے پتا ہیں۔ راجہ دسر تھ کی بہو ہوں بارہ برس تک اپنے بھتی برتا
کے ساتھ راج کے لطف اٹھائے بیڑھوں برس راج ملک کی خوشی تے دنگ بھنگ کر دیا
کیکئی جی کی ہڈیاں اور راجہ دسر تھ کی صادق الاقراری نے جگل کی بہو اکھلائی ڈانڈا رہیں
گیارہ برس گزر گئے بارھواں برس نامہارک تھارا دن مھو کے سے یہاں لے آیا باب
زندگی کو دو دینے باقی ہیں پھر راون کی تلوار ہوگی اور میری گردن۔ اس وقت نزاری
نغمہ سرا نے مجھے جلا دیا اور نہ میں تکلیفوں سے کبھی کی پٹ پٹھرا جی ہوتی ہے

سگ ۳۳

جانکی جی کے توہمات

سنو مان جی بڑے ادب سے نور کھڑے ہوئے تھے جانکی جی کی توجہ دیکھ کر بولے میں رگھو کول
بھوشن سہری راجچند رچی کا پیغامبر ہوں لچھمن جی نے آپ کو بہت پوچھا اور پوچھا کہ
ہے۔

جانکی جی۔ اگر تم واقعی میرے سرناجوں کے پیغامبر ہو تو کچھ ہفتہ نہیں قریب چلے آؤ۔
سنو مان جی حکم پاتے ہی قریب گئے مگر ان کے چہرے کے جلال نے سیتا جی کو کچھ توہمات
پھینکا دیئے سوچیں کہ نشان یعنی پنج پٹی میں راون سے ہکا ہو چکا ہے۔ مار گزیرہ از
ریاں سے ترسہ دودھ کا بلا بیٹھا کھونک کھونک کر پینا ہے۔ دل میں ڈرتی ہوئی زمین
پر چبھ گئیں اور تنک ہو کر کہیں ادن ہی بھیس بسے ہوئے جان کا گاہک تو نہیں
ہو۔ سنو مان جی بہت ہی سبک زمین بوس ہوئے تھے لیکن جانکی جی کا دل اندیشہ مند
تھا وہ بولیں راون ہوتا تو ابان سے کدین بھیس بدل کر دغا دینا و مہر م کے
خلاف سے مجھے بھوکے پیاسے دینے بھونے ایک زمانہ گزر گیا۔ سہری راجچند رچی کی

جدائی میں جسم سینگ ہو گیا بدن میں جان نہیں رہی کی صورت گیسو سے تن بدن پر آگ لگا
اٹھنی نخی اس وقت یہ بات نہیں شاید خواب دیکھ رہی ہوں اور خواب نہ ہو تو ضرور وہاں
ہی سامنے ہے *

مہوان جی دست بستہ کھڑے تھے انہوں نے قیافہ شناسی سے توہمات کا اندازہ کیا
اور سری راجندر جی کے دھرم کرم اور ان کے تمام خصائل بیان کرنا شروع کئے اور خیر و
عافیت سنا کر تسلی دی کہ گھبرانے کی بات نہیں ذات مقدس بہت جلد لکھا میں تشریف
لا کر تمام غمخسوں سے نکات دیگی راجہ سنگریو کا وزیر مہوان ہوں سمندر پھانڈ کر قدموں کے روشن
کے ہیں مغالطہ وہی کی کوئی بات نہیں ہم دل سے دور کیجئے *

سرگ ۳۴

جانکی جی کے رفع شک کے لئے مہوان جی کی گزارش واقعی
مہوان جی نے ختم الامکان جانکی جی کی دھمبی کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسوٹ چھوڑی
مگر جانکی جی کو شک ہی رہا انہوں نے کہا تم بازر راجندر ان بن انسان اور بازر کا میل کیا
اگر تم سچ مچ سری راجندر جی کے پینا بسر ہو تو بتاؤ کہ راجندر جی اور لچھن کا سر پا کیا ہے
اور اوصاف کیا ہے *

مہوان جی - ہمارا بیٹا سنے راجندر جی کی آنکھیں کنول کی مشابہ ہیں چہرے پر پورناشی
کے چند رہاں کا ڈور ہے سورج کا جلال - دل و دیا - زمین کی طرح بردباری برہمچیت
کی سوا عقل برہمنا منونہ قدرت فضیلت - فخر و عالم - چھتری دھرم کو ذات مغایس پر شرف
کائنات عالم کو بضر لطیف پر ناز - وید شاستر و طریقتیں پر فخر دیکھنا و دیگر گناہ کرم پر بھروسہ
گرہست دھرم کو اصول خانہ داری سے عزت راج نیت کی انصاف پسندی سے شان و واقف
خفا کا شرف و فائق برہمنوں کے بھگت گبی نیوں کے سر تاج ویدوں کے عالم ہیں نہویں کے
سے کا ندھے تانبے کے ہنر نگ آنکھیں تقریر عالمانہ جسم مجلا و شفاف رنگ بدن نیلگوں لبے
بازو پیر ہی جھوٹے اور چوڑی پیشانی سے شان - بگی کا طوطے سینہ اور پنجا بال در ہاتھ پاؤں چکنے
پیشانی نکلے اور پینا میں تین تین لکیریں ہاتھ کے انگوٹھے میں چار چار اور پادوں کے انگوٹھے میں تین

تین خط گفنا و رفتار زم یہی باہگی کی علامتیں سری راجندر جی میں موجود ہیں نقش پیشانی میں تین
 کبیریں درازی عمر کے نشان میں کالج میں ایسے اشخاص کی عمر دسویس کی ہوگی اور سو
 برس وہ جیگا جس کے جیس پر صرف تین خط ہونگے۔ وہ خطوں سے انسان ساٹھ برس اور ایک
 چین جیس سے بیس برس کی عمر کو پہنچے گا۔ ابھرے نکال۔ یونی جاگہ اوپر کے چار دانت بڑے اور دو
 نیچے کے چھوٹے راہگی کی خبر دیتے ہیں اور یہ صرف وہی انت بڑے ہیں تو خوش افتالی میں فرق
 نہیں مونا ہونٹا محسوس ہے پتلے ہونٹ کا آدمی شاعر اور گویا ہوتا ہے اور کچی ناک عالموں کو
 نصیب ہوتی ہے چینی ناک جہالت کی نشانی ہے سری راجندر اور لکھن جی کی شناخت بس
 اسی قدر کافی ہے یہ تمام علامتیں دونوں میں موجود ہیں صرف فرق گورے اور سالو لے رنگ
 کا ہے یہ فرما کر ہنومان جی نے سینا ہرن کے بعد کی کل کیفیت بیان کر کے عرض کی کہ
 آپ خاطر جمع رکھیں میں یہاں سے افس گیا اور سری راجندر جی راون کو مار کر آپ کو اوجھیل
 گئے اب راجھے بھی پچان لیجئے میں کیسری باز کا بیٹا اور تانوان پر بت کا پوتا ہوں ایک روز
 کیسری جی سمندر کے کنارے گو کر ن پر بت پر تشریف لے گئے وہاں سمرنامی آمادہ شرارت تھا
 نارو جی بھی اتفاق سے ہاں آگئے اور انہوں نے حکم دیا کہ مارو کھنٹ کو کیسری جی نے مارے
 گھولنوں کے ہڈیاں پسیدیاں چور کر دیں اور اس طرح آتش فتنہ گل ہو گئی انہیں کیسری
 جی کی بدولت میر کیسری سندن نام ہے۔ دیو کے انش سے پون پتر بھی کھانا ہوں۔
 ہنومان جی کی تقریر سے جاگی جی کے شکوک رفع ہو گئے ان کے آنسو آنکھوں میں ڈھڈھا
 آنے اور ایک مہر د کی موجودگی سے ان کے چہرے پر خوشی کی جھلک آنے لگی۔

سرگ ۳۵

تشریح غم

ہنومان جی نے سینا جی کی مزید دلچسپی کے لئے سری راجندر جی کی انگوٹھی پیش کی سینا جی
 نے انگشتی دیکھی تو پچھڑاٹھٹھیں اور بس یہی معلوم ہوا کہ گویا ان کے دل میں بسی ہوئی موتی
 تصویر نظر کے سامنے کھڑی ہے انہوں نے ہنومان جی کو دعائیں دیں اور فرمایا کہ میں اس کا مقصد کیا
 دوس دینا میں کوئی غرض نہیں جو مجھے اس احسان سے سبکدوش کر سکے اتنی شرم بڑے عالم و فاضل

ہو تو ہماری سی طاقت و سرکومیس نہیں تم نے سمندر کو گو کے کھم کا نقش بنادیا اس قدرت کا بھی
کچھ ٹکھکانا ہے سری راجندر جی چاہیں تو برہما کا لٹ پٹ کر دیں انہیں کے پیغام تم ایسے تو
لیکن تو چاہتے کہ آج کس میرا دکھ دور کر کے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے میری طرف سے لٹا لیا
ایک حمل اور عمارت کے لئے ایسی بیوفانی زیبا نہیں اگر انہوں نے کسی اور کو دل نہیں دیا
تو ضرور مجھے گرداب مصیبت سے نکالینگے مگر دل اس سے ڈرتا ہے کہ راون کی فوج کثیر پران ماتھ
اکیس۔ جیل کیسے سنڈھے چڑھیں گی معلوم نہیں کہ اچھو دھیا سے بھرت جی بھی کمک لیکر آئیگے یا نہیں
جانے کیوں لچھمن جی اپنا جی چھوڑ بیٹھے خیر اچھا یہ تو بنا ڈسری راجندر جی غزوہ مہیٹ ناراض انہوں
نے وراسی باٹ پر راج پاٹنرک کر دیا تو میں کیا چیز ہوں جب چاہیں وہ پوشاک بدل سکتے ہیں میں نے
بن ہاس کے وقت سے برابر ضد متکداری اور رفاقت کی ناراضگی کا کوئی سبب بھی قیاس میں نہیں
آتا۔ ممکن ہے کہ میری طرح صدہ علم سے انکی بھی انہیں سب چھوڑ بیٹھی ہوں اگر سری راجندر جی کا
دھیان تشنی نہ دینا تو اب تک نہ معلوم میں کب کی ختم ہو گئی ہوتی مجھے اپنے صدمے کا جس قدر خیال نہیں
اس ہزار گنا زیادہ ان کی طبع نازک کا خیال ہے اور جسم سے جان اسی واسطے نہیں نکلتی کہ ان کو اتنی
رحمت اٹھانے پر میری صورت سے ایسی نہ ہو +

ہو مان جی۔ اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے سری راجندر جی مجھ سے خبر پاتے ہی اٹھ دوڑینگے
سمندر پر تیزوں کا پل بندھ جانے سے بازوں کا شکر دم کی دم میں انکا پرچہ آڑیگا راون کو
دیوتاؤں کا بھر ہوسہ بھی کچھ نہیں کر سکتے اگر راستے میں مزاحمت کریں تو وہ بھی موت کے گھاٹ
اترینگے سری راجندر جی کو کسی کا کھٹکایا خوف نہیں صرف ایک صدمہ ہسرنوں کی کمی نہیں مگر دشمن کی
طرف توجہ فرماتے ہیں نہ ڈالنے تران سے غرض ہے تھوڑا بہت جب کبھی چاہا کھا کر دھلو پانی
سے حلق تر کیا ورنہ نہ جلا اکاوشی کا ہر ت۔ فرش استراحت سے نہ مطلب مکھی چھپوں کی تکلیف
دی سے پریشانی چولا دہاں ہے اور جان آپ کے پاس +

خانہ چشم میں بے چار جو نیند آنے لگی۔ مردہ دہا یہ چلائے کہ باہر باہر کا معاملہ ہے زبان
ہائے سینا۔ ہائے سیتا ہائے جائی کے۔ راکھے باقی ہی نہیں خلاصہ یہ کہ ان کا صدمہ
ظرق دیکھا نہیں جاتا پتھر سے پتھر دل دلوں کے کھینچے تڑپ جاتے ہیں +
سیتا جی یہ دردناک حالت شکر بے اختیار ہسرنوں پر میں ہائے رام! ہائے رام کی
درد بھری آواز سی نہ جاتی تھی +

سرک ۳۶

ہنومان جی کا جانی جی کو لیجاتے کا غم اور ان کا انکار

سری جانی جی نے سری رچندر جی کی مردانہ حالت شکر کیا آہ! ہنومان جی تم نے امرت پلا کر
 نہ پر کھلا دیا سری رچندر جی کو یہ تکلیف تھ ہے زندگی پر ہا تقدیر سے کچھ بس نہیں قیامت جو چاہے
 سری رچندر جی ایسے عقلمند۔ ایسے گیانی۔ ایسے متخل جب ان کو صبر و استقامت نہیں تو اہل دنیا کا
 کیا ذکر۔ ہاتھی کا اتنا بڑا ڈیل ڈول مگر ان رسی میں باندھ کر اسے بے قابو کر دینا ہے یہ حالت
 بجنسہ تقدیر کے ہاتھوں انسان کی ہے۔ جہاں تقدیر بگڑی کسی کی کچھ پیش نہیں جاتی +
 اے ہنومان جی! سری رچندر جی کا دکھ سہا نہیں جانا۔ اس کا علاج اگر کچھ ہے تو یہی کہ
 تم اور وہ مل کر راجھسوں کو تہ تیغ کر دو جس میں صرف وہی ہے باقی میں نہ کامیں میری زندگی
 کے ساتھ دن رہ گئے ہیں۔ اکٹھویں دن راون گھنے پر تلوار پھیر کر مجھے تو رنج و غم سے
 چھٹکارا دیگا۔ لیکن سری رچندر جی کو اور بھی آفت کا ساتھ اہو گادہ میرے خرق میں تڑپ کر
 جان یا بیگیے صرف ایک بھسکین یہاں ٹھہرانا آدمی ہے اسکی بیٹی نکلا کے سوامیر اور کوئی بہرہ
 نہیں ہ میری ہرقت خیر منانی اور دل سمجھاتی رہتی ہے راون کے ارادے اس سے مجھے معلوم
 ہوتے بہت نہیں بھسکین راون کو سمجھاتے سمجھاتے ہار گیا۔ مگر وہ کسی کی ایک نہ سنتا۔
 اپنی ہٹ پر ٹکا ہوا ہے اور اپنے جیتے جیتے جی ہند نہ چھوڑے گا میں اس وقت راون کے بس میں
 ہوں مگر اب تک آزادی بدستور قائم ہے اور صفائی قلوب ہی کہہ رہی ہے کہ گھبراہٹ فصول
 سری رچندر جی آئے اور مصیبت سے نجات مل گئی سری رچندر جی میں سب کچھ قدرت ہے وہ
 عالم الغیب ہیں خدا ہیں جب چاہیں جہاں چاہیں فوراً وہاں پہنچ جائیں چستان میں انہیں
 راجھسوں کا مار دینا آسان نہ تھا لیکن سری رچندر جی نے ایک دم سے سب کو خاک و خون
 میں ڈال دیا۔ مجھے یقین ہے کہ سری رچندر جی کی آتش غضب سری لچمن جی کی ضرورت
 سے بجھ کر کہ ضرورت بہت ہی جلد راون کو جدا کر رکھا کر دیگا +

ہنومان جی اس تقدیر سے خوش ہو گئے اور بولے کہ سری رچندر کو یہیں مجھ و مجھے دیر
 نقطہ میرے پہنچنے بھر کی ہے آپ کو زیادہ فکر فصول ہے کئے تو میں ابھی آپ کو یہاں سے لیچوں

ارادہ ہو تو بیچ پر سوار ہو لیجئے مجھے آپ کا حکم ہو تو راون کو نکال سیٹ اٹھا کر سمندر بچا نہ
جاؤں سری راجندر جی اس وقت فوج جمع کر رہے ہیں وہ اندر میں اور برکن پہاڑ اربیت
ہاتھی آپ کو میں اس طرح سری راجندر جی سے ملا سکتا ہوں جس طرح روہنی اور چندر
مجھے فقط حکم کا انتظار ہے لیجانے میں یہ نہیں جانکی جی کی جلان میں آگئی ان کی یوسلو
نے امیدوں کا جامہ پہنا لیکن مسکراتی ہوئی بولیں کہ سمندر اتنا بڑا تم ذرا سے کیوں بگڑتے
آئے کہ تجھ کو لے جاسکو گے میرا شیر باد ضرور ہے کہ روئے زمین پر تمہارا نظیر ہو لیکن
طاقت خلاف عقل کیونکہ تسلیم کی جائے +

ہنومان جی سمجھ گئے کہ چھوٹے قند کی وجہ سے جانکی جی ہم میں مل ہیں آئی کہ ڈیل ڈول بڑھا
لیکن پھر خیال ہوا کہ راجپس خوف زدہ ہو کر بھاگینگے تو نکال بھریں شور غل ہو جائیگا خست
لوٹ کر چنگے تو اہل لنگا چنچ اٹھینگے کہ کیا فیماں آگئی مگر ان کو امتحان طاقت میں نظر آتا
انہوں نے تھوڑا قدر بھاگ کر تیور بدلے تو انکھیں لال سی انگارہ ہو گئیں جانکی جی نے من کیا
اور فرمایا کہ آرائش کی ضرورت نہیں سمندر بچا نہ کر یہاں آنا ہی طاقتوری کا کافی ثبوت ہے
میں ابھی تمہارے ساتھ جا چلی ہتی خیال صرف یہ ہے کہ سری راجندر جی کے خلاف مجھیں کیونکہ جب
تم مجھے لیکے تو راون کے قتل کا غم کیسے پورا ہوگا اور ان کی ناموری کیونکہ ممکن ہوگی اول تو تمہاری
پچھ پر چڑھا ٹھیک نہیں دوسری سمندر میں گر پڑی تو جانور ان آبی کوچ کوچ کر کھا جائیگے
اگر تم اٹھا بھی لو گے تو راجپسوں سے بچاؤ مشکل ہوگا۔ ترسول گدڑ اور تیر و لنگر سے سامنا
ہونے پر تازہ مصیبت پیش آئیگی مانا کہ تمہارے جسم پر کوئی ہتھیار کا گر نہ ہو اور سب راجپس
تمہارے قتل ہو جائیں پھر یہ خیال ہے کہ سری راجندر کی ناموری قائم رہے ہو گوارا
نہیں کر سکتی کہ لوگ یہ کہیں کہ راجندر جی کے بندے کچھ نہ بنی ہنومان جی نہ ہوتے تو مصیبت سر
ٹپنے نہ پاتی تو اسوچنے کی بات ہے کہ تم ٹکی کر نیکو آئے ہو۔ اگر پیر لیجانے میں کچھ نقص واقع
ہوا تو تمہارے سر پر بھی بدنامی کا بھیاں اچھوٹ گیا اسکے علاوہ تمہیں خود گوارا نہ ہوگا کہ تمہارے جسم
سے میل جسم چھوٹے بیشک میں راون کا جسم چھوٹکی ہوں مگر ذرا سوچنے کی بات ہے کہ میں مجید غنی
زبردست آدمی کی زیر دستی قابل لحاظ نہیں ہوتی سمندری کے وقت کسی کا الزام کسی پر عاید
نہیں ہو سکتا مجھے صرف سری راجندر جی کی ذات کا بھروسہ ہے۔ جس وقت وہ دشمنان
لے کر آئے راجپسوں کا سطح صاف ہو جائیگا +

سرگ ۳۷

سری جانکی جی کا سری راجندر جی کو پیغام

سری ہنومان جی سری سیتا جی کی حسن عقیدت کے قائل ہو گئے انہوں نے فرمایا کہ آپ اتنی دھرم کی زندہ تصویر ہیں آپ کے اعتقاد کا کیا کہنا آپ کو یہ خیال ہے کہ میں سوچوں گا سندر کیسے بھاند سکوں یہ آپ کی توجہ سے کچھ شکل نہیں لیکن ظاہری طور پر آپ جو فراموشی وہ عورت کے جانے کے لئے زیبائے آپ جو تکلیفیں اٹھا رہی ہیں یہ آپ ہی کا دھرم ہے دوسری عورت ایسی مصیبت لحظہ بھر بھی برداشت نہیں کر سکتی اس کا سبب فقط یہ ہے کہ آپ دھرم کا نیاہ کر رہا ہیں اچھا تو آپ کوئی نشانی دیجئے کہ سری راجندر جی آپ کی خدمت میں حاضری کا یقین فرما دیں سر جی جانکی جی یہ نشانی درکار ہے تو صرف سری راجندر جی سے یہ کہہ دینا کہ جب میں چتر کوٹ پر پھول چنے کو گئی تھی تو سری راجندر جی نے دوڑ کر مجھے چھاتی سے لگا لیا تھا ابدہ ایک مدت کو نے نے مجھ پر حملہ کیا میں نے ڈھیلا مارا تو کوٹے کا تو کہیں پتہ نہ لگا مگر گھبراہٹ میں چولی اچھل سے بھر کر دوپٹہ لٹک سنبھال سکی شرمندگی کے ساتھ بدن مارے غصے کے کانپا تھا سری راجندر جی نے مجھے بنایا ہنسی میں اڑایا اور مجھے بیل میں لیکر سوئے عالم غفلت میں ہی گواچھرایا میرے سینے پر ایسی چو پرخ ماری کہ خون بہ نکلا سری راجندر جی جاگ پڑے انہوں نے برمجہ منتر پڑھ کر ایک تنکا کھینچ مارا تو تین لوگوں میں کہیں اس کو پناہ ملی آخر اسے سری راجندر جی کے قدموں ہی پر سر رکھ کر بکات حاصل کرنا پڑی چونکہ راجندر جی کو غصہ تھا اس لئے انہوں نے کوٹے کی ایک آنکھ کھینچ دی مگر پناہ میں آنے کی وجہ سے جان نہ ملی جرن راجندر جی کے ہاتھ چھوٹے ہوئے تنکے کی یہ قدرت سو ہی راون ایسے ظالم کی گوشمالی نہ کریں تو نجات ہے ورنہ ان سے کہنا کہ آپ کی اگلی زندگی کیا ہوگی اب ترکش سے تیر کیوں نہیں نکلتے چنگی کو بالوں سے کیا اُلفت ہو گئی ہے میں ان کے جیتے جی قید میں مصیبتوں کی حد نہیں گھڑی گھڑی کی خبر ماننے گزرتی ہے بتیس دانٹوں میں زبان ہو رہی ہوں مگر نہ ان کو ترس آتا ہے نہ لچھمن جی کو وہ چاہتے تو اب تک راون کا نام نشان نہ رہتا بس میں سمجھ گئی کہ سب بیری تقدیر کا تورو ہے قسمت کا قصور ہے سری لچھمن جی سے کہنا کہ میں ان کو بہت سخت مست الفاظ کہہ رہی تھی کہ انہوں نے

ہو گئے اور ان تمام گناہوں پر کہ درمیان میں گروں حلال کر دوں گا وہ بات کا دھنی ہٹ کا پکارا
جو کہ دیگا وہی کر دینا مگر تم سب یاد رکھو کہ میں راون کی متوارنگے پر نہ پھرنے دو گئی ایک
ہیشہ پہلے ہی کچھ کھا کے سو رہو گئی ۔

یہ کہہ کر انہوں نے اپنا چوڑا من اتار کر دیدیا سہو مان جی نے جس وقت نشانی انگلی میں پہنی
پہنی نے کا تیج کچھ اور کا اور ہو گیا جانکی جی کی بڑے ادب سے پرکھ کی اور ہاتھ چور کر کھڑے ہو گئے ۔

سرگ ۳۸

سری جانکی جی کا اظہار اشتیاق

سری جانکی جی سہو مان جی کے ہاتھ میں چوڑا من دے کر بولیں کہ میرے پتا راجہ جبک کی یاد آگیا
ہے میری شادی میں انہوں نے میرے خسر راجہ دسرتھ کے پیشکش کیا تھا انہوں نے سری
راجندر جی کو بخش دیا ۔ سری راجندر جی نے مجھے ہرجت و زایا جس وقت وہ اسے دیکھنے لگی طبیعت
مکن ہے پریشان ہو ۔ اور اس پر نشانی میں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے فراموش کر بیٹھیں سری راجندر
جی ۔ ٹھپن جی اور سگریو وغیرہ کو خوب سمجھا دینا کہ یہاں صرف ایک مینے کی اور زندگی باقی ہے جہاں
اکتیسواں دن آیا پھر جو بے کا بھر سائیں اس لئے جہاں تک ہو سکے آئے میں عجلت کر رہی ہوں
تو یہ تھا کہ تم ایک روز تو اور یہاں بھر جاؤ کہ میری زخم رسیدہ دل کو کسی قدر دلچسپی ہوئی راون کے
ظالم سری راجندر جی کے فراق اور اب تمہاری جدائی کے خیال سے جو صدمہ ہو گا اس کا اندازہ اور
کوئی نہیں سو انہیں کہہ سکتا ۔ میرا دل بولتا ہے کہ سری راجندر جی ضرور آئیں گے لیکن ٹھپن جی کی
طرف سے یوسی ہے کیونکہ گر ٹیجی پون ۔ راون اور تمہارے سوا کسی میں قدرت نہیں کہ سمندر
پھانڈ کے مگر تم عقلمند ہو صاحب تدبیر ہو وہ حکمت کرنا کہ سری راجندر جی اور ٹھپن جی بہت
ہی جلد نکلیں داخل ہو جائیں ۔

ہو مان جی :- آپ بیفکر رہیں یا زردوں کے راجہ سگریو میں بہت کچھ دم ہے ان کی فوج کا
ایک ایک پانوالیسا طاقتور ہے کہ میری کچھ حقیقت نہیں الگ کے آئے بھر کی میرے جہاں وہ آئے
انکا الٹ پٹ ہو جائیگا وہ اکیلے راون اور اس کی فوج کے لئے کافی ہیں ۔ سری راجندر
اور ٹھپن جی کو بھی سمجھ لیجئے کہ یہاں میں ۔

سرگ ۳۹

ہنومان جی کی جانکی جی سے رخصت

سری جانکی جی کی طبیعت اس وقت خوش ہو رہی تھی انہوں نے فرمایا کہ ذرا میری راجپندر جی سے کہہ دینا کہ کیا وہ دن بھول گئے ہیں دل لگی میں میرے راتھے پر کاہل کاٹھک لگا دیا تھا یہ بھی خیال رکھیں کہ چڑا من جس کے پاس ہو اُسے جان کا کھٹکا نہیں اتنا کہ میری زندگی اسی کی بدولت قائم رہی اب میں اُن کی امانت واپس کرتی ہوں چڑا من ان کو سنے مگر ذرا دجہا رکھیں کہ اب میری حفاظت کے لئے میرے پاس دوسری چیز نہیں صرف اُنکی یاد ہے۔ وہ نصف پہاڑ انصاف کے دائرے سے کبھی قدم باہر نہیں رکھتے میری اس طبیعت کے ذمہ دار وہی ہیں نہ راجپندر سے دشمنی ہوتی نہ مجھے یہ دن دیکھنے تعیب ہوتے اس لئے ان کا فرض ہے کہ تیر کی طرح آئیں اور ہوا کی طرح مجھے یہاں سے لیجا لیں۔

سرگ ۴۰

ہنومان جی کا راون کے باغ میں داخلہ

ہنومان جی سینا جی سے رخصت ہوئے تو دل میں آیا کہ راون کو سمجھائیں کچھ دے دے کہ راضی کریں راون کو شمالی سے کام لکھا لیں مگر پھر سوچے کہ اس کے سر پر بھرا بھوت سوار ہے فکش کیا انہیں پیر ہوگی راج دینے سے کبھی کام نہ لکھیں گے اس کے پاس کوئی کس چیز کی ہے یہی سرکوبی اس سے البتہ کچھ مطلب نکل آئے تو نکل آئے ہنومان جی نے گیارہ بکری سے کام لکھا لوں جب دن کچھ لگا کہ ایک تیر نے تو ایسا ہمت کی تو اور بازوؤں کے آئے پر نہ اسے کیسی درگت ہو اس کے کپڑے جانکی جی کے جوتے کے گھر بلا اجازت انہما رات بھی مناسب نہیں تھے کہ اجازت ہے تو صرف سرخ رسانی کی لیکن شاستر کا حکم یہ ہے کہ سفیر یا پیغامبر کو ایک کی بیہودی کا کام خود ہی کر لیا جاتا ہے اس کے لئے آٹا کی اجازت دینا نہیں چاہیے میرا خیال اس طرح تھا کہ پیغام پہنچانا بعض فضول ہے اگر کچھ کام کرے نہ گیا تو نہ گریہ و زاری کیا کیسے۔

یہ سوچ کر پھر انہوں نے غم کیا کہ باغ کے راجپسوں کو ماروں ان کی موت سے لڑکا بھرلیں
بھل جی جانی اور کیا جب کہ بلوں سے بھی مقابہ ہو جائے دیکھوں وہ اپنی لڑکا کی کیڑہ کو حشرات
کرتا ہے سری جانی جی کا چوڑا اس محافظ موجود ہے اس کے ہوتے ہاتھی گھوڑوں کی فوج بھی
میرا کچھ نہیں کر سکتی پھر خوف ہی کیا۔

یہ سب باتیں سوچ کر وہ آندھی کی طرح باغ میں پہنچے درخت اکھاڑ کر پھینکنا شروع
کئے تھوڑی دیر میں سارا باغ اُجڑ گیا درخت زمین پر پڑ گئے جو سامنے آیا اس نے بودی ر
کھائی اور ہنومان جی کا کار می مارتے ہوئے پھاٹک پر جا بیٹھے۔

سرگ ۴۱

اشوک باٹکا میں سری منی مان جی کی دست رازی

درختوں کے پرند چھتے چلاتے اڑ بھاگے راکشنیں خواب دت سے چونک پڑیں سب کا
جانکی جی سے سوال تھا کہ باز کون ہے تم سے کیا گفتگو ہوتی باغ کیسے اُجڑ گیا +
جانکی جی ہمیشہ سچ بولتی تھیں ان کو جھوٹ بولنے سے نفرت تھی لیکن دھرم شا ستر نے
ہدایت کی کہ جان کے معاملے میں دروغ مصحتہ آمیز سے کام نہ لینا بھی ناراضہ انہوں نے کہا
کہ باز کا ذکر نہ کرو تنہا ہی طرح حیرت جی اُڑا جاتا ہے نہ جانتے کون راجپس بھیس بدل کر آگھا
میں نے تو ایسی زبردستیاں کبھی نہ دیکھی تھیں۔

ہنومان جی پھاٹک پر بیٹھے ہوئے راکشنیوں کی گھبراہٹ دیکھ رہے تھے اس لئے سب کے
ڈرنے کو قہر بڑھایا تو سب کی سب بھاگ کھڑی ہوئیں گئیں کون جن میں کچھ جیلا پڑ تھا۔
بہت سی راکشنیں سوتی چلاتی راؤن کے پاس گئیں اور فریاد کی کر دہائی ہے ایکنا زرنے اشوک
باٹکا اُجاڑ ڈالی جانکی جی سے کچھ بات چیت ہوئی ہیں معلوم نہیں مگر خاموش مٹا ہوتی ہیں یا تو راجپس
کا سپنا میرا ہے یا اندر۔ برن خواہ کبیر کا فائدہ اشوک باٹکا بالکل اُجڑ گئی صرف اتنا حصہ
باقی ہے جہاں جانکی جی مقید ہیں اسے خیال ہے کہ ضرور کوئی راجپس یا ان کے کسی رفیق کا تہ بند
آپہنچا فائدہ کہتے ہیں تو یک جہر لفظ ہے لیکن دراصل ایسا طائر ویرج آج تک نظر نہیں
گزر اُٹا فائدہ میں سارا باغ اُجاڑ ڈالنا معمولی باز کا کام نہیں اس لئے اس کو سزا بھی وہ

دینا چاہئے جو خطا کے لحاظ سے عبرت خیز ہو +

راون یہ خبر پا کر اگے ہو گیا فوراً ہی انٹی ہزار سو بیروانہ کے کہ باز کو گرفتار کر لائیں جس وقت یہ ٹڈی دل ہتھیار سجے تلواریں چمکانا سامنے آیا ہنومان جی تے قدم بڑھایا دم اس دورے زمین پر ٹپکنا شروع کی کہ پرند اُڑا کر خوف سے زمین پر گرے لگے اور ان کا بھر میں ایک شور مچا گیا ہنومان جی کی زبان پر اس مضمون کا منتر جاری تھا +

سری راجندر اور کچھن جی کی جے میں گھونٹا تھ جی کا سینوک پون جی کا ہنسون نام ہنومان ہزار راون میری طاقت کے مقابلے میں سچ میں ہتھیار تو ہتھیار رختوں سے مار کر اچھسوں کو گرفتار کر لیا اور جانی جی کو ڈنڈوں کے نوہ چلا جاؤ لگا کوئی بال بھی بینگانہ کر سکیگا سب دیکھتے رہ جائیں گے + یہ منتر پڑھ کر جس وقت ہنومان جی گرے راکشوں کا پتا پاتی پاتی ہو گیا لیکن ہتھیاروں پر ہاتھ رکھنے کے لئے انار دھوکے استروں شستروں نے ہنومان جی کو چھپایا لیکن وہ کلکاری مار کر پھاٹک سے کودے اور تھپڑ لگھوٹے لات سے راکشوں کو اس طرح مارا کہ انہر کے بچنے کی رکو ہو گئی رانی ہزار میں سے صرف چند راکشوں دم دبا کر جان بچا گئے اور روتے پیتے راووں کے پاس پہنچے سارا ہاجر کہ سنا پارا راں مسہر پڑا لیا رنج و غم سے آنسو بھر کے چھوٹا لی اور پرگے پر بیٹھا کے فرزند کو مارے کے لئے روانہ لیا اور خود منہ پر رومال رکھ کر روتے لگا +

سرگ ۴۲

راچھسوں ہنومان جی کا کر کا

ہنومان جی نے سوچا کہ بدغ میں کیا کرنا ہے۔ سذر وں سے کام رکھنا چاہئے چنانچہ انہوں نے بدستہی لہریں بہارت سے سذر کے ایک سکھر پر قیام کیا اور دم اس زور سے ڈبے مارے کہ اُٹتے ہوئے پرند و بہشت سے زمین پر گر پڑے سذر وں کے پوجاریوں کی جدھر سینگ سہایا اسی طرف کھسک گئے ہنومان جی نے وہی منتر پڑھنا شروع کیا جو اوپر درج ہو چکا جس میں سری راجندر و کچھن کی شان و صفت اور خود ہنومان جی کے نسبت قدرتش کی تعریف تھی ہنومان جی یہ منتر اس طور کرکے پڑھتے تھے کہ راکشوں کی جان بلی جانی تھی مگر دل میں قدرتی جوش تھا۔ اس لئے سب مل کر ایک ہی بار جھپٹ پڑے اور چاروں طرف سے گھیر لیا ہنومان جی متوجع

مولفہ اُمّت

و مصحت و یکہ کراوج ہو با بر اچھل گئے اور دین کی کجی کی طرح گرجے کہ راجھسو مجھ کو اکیلا نہ بھجنا۔
اور اگر ایسے پرست تمہاری سرکوبی کو موجود ہیں جن کے ہتھیاروں کے سامنے اندر کے بکری بھی
کچھ حقیقت نہیں ان کی فوج کا شمار محال بہادروں کی طاقت کا اندازہ شکل دس میں۔ تیس
چالیس۔ ساٹھ۔ ستر۔ اسی۔ نوے۔ سو۔ ایک ہزار ہاتھیوں کی طاقت والوں کو گنتے ہوئے
انگلیاں ٹھک جائیں جس وقت وہ اسے سمجھ لیتا کہ لڑنے کا خانہ ہی ہے۔

سرگ ۴۴

جمہومالی کا قتل

پرست کا فرزند جمہومالی با قوتوں کا ہار اور سرخ لباس پہنے ہوئے ٹٹا اکر تانکان پر چلا چڑھتا
ہوئے شیر کی طرح گر جتا سامنے پہنچا اس کے رتھ کے گدھے گھوڑوں کے کان کاٹتے تھے پہنچتے ہی
دس بان بازو پر مارے اور ایک سینے پر ہنواں جی خون بہتے ہوئے دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے۔
ساکھو کا ایک رفعت اٹھا کر جمہومالی کی طرف کھینچ مارا مگر اس کے دس تیزوں نے اس کے
دس ٹکڑے کر ڈالے دوسرے رفعت کی بھی چار بانوں سے ہی کیفیت ہوئی تیسری فقر بھی وقت
کا دار خالی گیا اور دشمن کے پانچ بان چھاتی ہیں اور دس سر میں پرست ہو گئے ہنواں جی اس
وقت نہایت غمناک تھے۔ انہوں نے ایک لوسے کاستون اٹھا کر دو چار جھوں میں جمہومالی کا
سر اور سینہ چرچر کر دیا اور ہر ایوں کی بھی ایسی خبر لی کہ دم دہاتے نہ بنی جو سر پر پاؤں لکھ
کہ بھاگے انہوں نے راؤن کو دکھڑا سنا یا اس نے اسی کے پانچ بہادر بیٹوں کو اجازت
دی کہ جائیں باز سے عوض لیں۔

سرگ ۴۴

جمہومالی کے پانچ بیٹوں کا خانہ

باب کی موت لڑکوں سے ناقابل برداشت ہے جمہومالی کے پانچوں بیٹے تیر کی طرح پہنچے اور
جاتے ہی تیزوں کی بوچھاڑ شروع کر دی دھڑے اور پر داس ہوتا تھا اور ہنواں جی نشانہ

بچانے جاتے تھے ٹھوکروں طمانچوں سے ہزاروں راچھسوں کو فرش خاک پر سلا یا بازخیوں کی گنتی نہ تھی زمین پر خون ہی خون نظر آتا تھا ہر طرف صدائے الاہان بند تھی خاص علم تھے تھے کہ جبروت آگئے اب جان کی امان نہیں جو دشمن بچے وہ تو بھاگ نکلے باقی کھیت لپٹے ہنومان جی مثل ہو گئے لیکن دم خم وہی رہا ۔

سرگ ۲۵

ہنومان جی کے ہاتھ سے راون کے پانچ سپہ لاروں کا قتل

راون کو خبر پہنچائی گئی اس کا دل ٹھرا گیا لیکن طبیعت میں استقلال تھا ہاروں کا دل بڑھانے کے لئے جیتے تیز ہو گئے۔ گیا اور پراکش۔ جیواکش۔ دو برش۔ پرگہس۔ بھاشکن کو ہاتھی گھوڑوں اور رتھوں کے ساتھ روانہ کر کے حکم دیا کہ جاؤ اور باندوں کو شرارتوں کا مزہ چکھائیں اسکی طاقتوں کو ذرا بھی خیال میں نہ لائیں وہ کون دیوتا نہیں مگر ماں ممکن ہے کہ اندھنے مجھ سے اگلے عوض لینے کو اپنی ہتھیار کے زور سے کوئی فیروغ پیدا کر کے یہاں بھیجا ہو۔ گریباؤ رکھے کہ میرا بیٹا اندھ جیت اندر کو بندر کی طرح بچا چکا تو اس کے قاصد کی تم سب کے سامنے کیا حقیقت ہے لیکن

دشمن نواں حقیر و بیچارہ مشرود

اس خیال سے ہم سب کو لازم ہے کہ خوب احتیاط سے کام لیں ہاتھی جتنے الامکان چوٹی سے سونڈ کو محفوظ رکھنا ہے ہیں۔ بلی نیل۔ نل۔ جہانوان کو دیکھ چکا ہوں اپنے کو تھوڑے سمجھتے ہیں مگر میری نظر میں کچھ بھی نہیں تم سب کو سحر نیزنگ میں کمال ہے جب چاہو ایسوں کو مار لو تم کو گول کہ ان سے ڈر بھی کیا۔ ہاں فتح و شکست البتہ ایشور کے ہاتھ ہے لیکن اس وقت میں بھی بہت مقدم ہے جسکی بہت بندھی ہے۔ فتح اس کا پانی بھر گی۔ نصرت و ظفر اسی کا نام روشن کہ گئی اس سے مکر بہت باندھ کر بڑھو۔ دشمن کے سر پر چڑھو۔ مارو تلواریں گھاٹ اتار دو تمہارا نہ جو یک یہ کام کچھ مشکل نہیں ۔

راون کا کڑکاسن کر فوج بادلوں کی طرح جھومتی ہوئی بڑھی جو ان کی طرح گر جتے ہوئے چیدار و صدارت شروع ہوئی ہنومان جی پرستروں شستروں کا سینہ برس گیا ہنومان جی نے اپنا ڈیل

ڈول منہ بڑھایا اور اچھے لوگوں کا شہ پر نظر سے غائب ہوئے پھر کھلی کی طرح گر جتے ہوئے زمین پر
 کڑے تو رتھ چڑچڑا کر ہو گئے گھوڑوں کی ہڈیاں پسلیاں چوڑی گئیں بڑا کاش اور چوکاش کے بار پڑ کر
 اس طرح زمین پر پڑا کہ پھر سانس نہ لی اور سپہ سالار مقابلے کو آئے تو مگر رکام آیا نہ گزیر ہنومان جی نے
 ایک سوکھا درخت اکھاڑ کر بانے کی طرح گھمایا تو پرے سے پرے صاف ہو گئے بڑگھس اور بھاشکران کو
 تمام ہتھیاروں سے یوپی ہوئی مگر تھے جیلے ساتھیوں کو بڑھادیاتو ہنومان جی کے جسم سے خون
 کی ندی بہ نکلی اس وقت پرے کا سامنا ہو گیا ہنومان جی نے پہاڑ کی ایک چوٹی اکھاڑ کر مارا شروع
 کیا تو لنگا کے بہادرؤں کا کچھ نہ نکل گیا ہاتھی کو گھسا کر دوسرے پرے مارا تو سن جان نکل گئی اسی طرح
 گھوڑوں ہتھوں اور راجھسوں کی درگت ہوئی اور سیدان جگ میں خون ہی خون نظر آنے لگا

سرگ ۴۶

ہنومان جی کے ہاتھ سے اچھے فرزند راون کا قتل

راون پانچوں سپہ سالاروں کی موت کا حال نہ کر اپنے نوجوان شیر دل فرزند اچھے کی طرف نظر ڈال کر
 نگاہ پہچان کر اچھے ٹھٹھا ہوا اور پڑا اٹھا یا کہ میں سو کر دنگا ہر طرف شاباش آفرین مر جا احسنت
 کی صدا نہیں بند ہو گئیں اچھے گھوڑوں کا رتھ اشارہ پائی موجود ہو گیا رتھ ایک منوہ قدرت تھا
 چمکے چمکے اچھے اچھوں کی نظر نہ بھرتی تھی تم بھر میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا تھا اکاش پر اڑ جانا
 کچھ بات ہی نہ تھی۔ اچھے رتھ پر سوار ہوا لشکر جرار ہادلوں کی طرح گرجا ہوا ہوا ہاتھی گھوڑوں
 کی تیزی کو ہوا بھی نہ پہنچ سکی۔ فوج خونخوار در اسی میر میں ہنومان جی کے پیر پر پہنچ گئی اور چاروں طرف
 نیز و خنجر نکل پڑے اچھے کا رتھ غرق سوچے لگا کہ اس وقت کس حکمت سے جو کس کا نشندہ تھی رتھ
 کوں کہ حریف پست ہو جائے اس پہلے گیدڑ بھیکی سے کام لگانا چاہتین تیرہ جوتہ میں یا باک گیا مگر
 ہنومان جی خاموش رہے گالیوں پر بھی کان نہ دئے کشتے کا ایک تو خود ہی بہا رتھ اور دوسرے زخمی کا دم
 ایک دفعہ جرات کہہ کے ہنومان جی پر چڑھ ہی پڑا اگر کم سنی تھی مگر طاقت کو دیکھئے اچھے اچھے سپیتن اور کوہ
 پیکروں کی مجال نہ تھی کہ منہ سے کر سکیں ہنومان جی نے جب ایک تیز بہادر کو سنے دیکھا تو سوچے
 کہ چھو کر سے مقابلہ ہی کیا اس کو یونہی دھمکا دینا کافی ہے اسی لحاظ سے انہوں نے تہہ بڑھایا اچھے
 ڈراتو بہت مگر بہادی کے جوش نے اس کے حوصلے بڑھائے اور بڑا دم سے آگیا ہنومان جی

کے جوش غضب کی حد نہ تھی اچھے کہا رکھا لفظ لفظ بچھا ہوا تیر تھا لیکن انہوں نے ایک چھو کرے کو منہ لگا کر مناسب نہ سمجھا۔

یہ بخار بہ معرکہ کا تھا اور ہنومان جی یہاں کے سرتاج تھے اور ہنویز دلاور دیوتا و گندھرب سب کا جگمگا ہو گیا کہ دیکھیں کون بالا سر کرنا ہے زمین کا پل اٹھی ہوا دم بخود ہنود کی جان خشک ہو گئی اچھے نے اتنے ہی تاثر توڑتین بان ایسے سے کہ ہنومان جی کی پیشانی سے خون کا فوارہ چھوٹ گیا ہنومان جی کی آتش غضب اور بھی بھڑک اٹھی مگر یہی خیال ہمارے چھو کرے کون بھڑکتا ہے آپ ہی سمجھ لیں ہنومان جی جتنی طرح دیتے اتنی ہی اچھے کی ہمت بڑھتی تھی وہ سمجھتا تھا کہ بالا اپنے ہاتھ سے نہ ہنومان جی کی غضب آور دھمکائیوں پر نظر تھی نہ ڈنڈیوں پر جب ہنومان جی نے دیکھا کہ اچھے سر ہی پر چڑھا آتا ہے تو بڑے زور شور سے گرت گرت اس کی طرف پکے یہ دیکھتے ہی رنجہ کا ش پر اڑا اور دوسرے تین بان اگر ہنومان جی کے پسے پر بیٹھے ہنومان جی کی تیز حریف پر تیس آنا تھا نیز انداز ہی بہادری طبیعت خوش نہ تھی بازو پیسنے اور پیشانی پر زخم کھائے مگر انہ کی جب مخالف شرارت پر آمادہ ہوئی بیکھا طرح وہی بسود مونی تو آکاش پر جا پہنچے جس گھوڑے کو ایکٹ پڑ سید کیا اس نے پھر سانس نہ لی آٹھوں گھوڑے لقمہ اجل ہو گئے رنجہ ٹوٹا چھوٹا کر زمین پر گر پڑا ہزاروں راچیس کھل گئے اچھے اس وقت تلوار اور نیز لیکر ہنومان جی کے سر پر چڑھ دوڑا مگر ہنومان جی نے دونو پاؤں پکڑ کر اس طرح زمین پر ٹپکا کہ ہڈیاں پسپا ہو سرنہ ہو گئیں ہنومان جی تو کلا کاری مارتے ہوئے مندر کے کاس پر جا بیٹھے اور لنگا میں تلم پیا ہو گیا۔

سرگ ۴۷

دیکھنا کی معرکہ آرائی ہنومان جی کی گرفتاری

اچھے کی موت پر راون نے خون کے آنسو بہائے اور غصے سے آگ ہو گیا اندر ریت کو ہلایا اور کہا کہ تمہارے برابر ہمتیار کا دشمنی دوسرا نہیں برہما ستر تھا اسے قہقہے میں سے اندر دیوتا گندھرب نیز تھانے نام سے کاشپتے میں تینوں لوک کسورہ بیروں پر اکیسے نے ہمارے اچھے ناچنے کا رخصتم چشم ہر دور جنگ آزما ہوشیار و مساوت مند تیسویں کن تھارن ہی اسے پیش تاہم اڑا لیا اس کیس

گنہاری بخود گئی میں جسوالی ایسے ہنگامہ پیشہ و شجاعت مومن کے گھاٹا تو ہے تہہ را چھوٹا بھائی بھی لقمہ
اہل بٹوارا تم جا کر دیکھو کہ ہمارا کھانا کتنا کھیا ہے ہمارے چائے دہی مادی کا بخوبی امتحان ہو جا رہا ہے
ہر بھی نہیں جانے راجہ شتی کے اصول سے فقیہی کے لئے بیٹے کی جان مال کا بھی لحاظ نہ
کرنا چاہئے کیونکہ راکر مرید ہے سب دہی زندگی پاتے ہیں ۔

یہ سنتے ہی میگھ نے فرق تسلیم فرمایا اور اون کی دعا کو تو یہ حفظ جان بنا کر بڑے بڑے
چار است نکالے لشکر فوجدار کو بڑھا دینا مقابلہ کر کے ہنومان جی خوش ہو گئے کہ اب خوب
ہاتھ پاؤں کھانے کو بیٹھے دیوتا اور گندھرب دوسے تہہ دیکھنے لگے مہا بیز جی گرجتے تھے اندر حیرت کے
جنگی باجوں کی آواز چاروں طرف گونج رہی تھی میگھ نادے پہنچتے ہی تیروں کی بارش شروع کی مگر
ہنومان جی کے جسم پر کچھ اثر نہ ہوا جیوں جیوں دشمن تیز تر ہوتا جاتا تھا ہنومان جی تہہ بڑھاتے
چلتے تھے جب بالوں سے ایک پیش نہ گئی تو سوچا کہ برہما ستر سے کام لوں برہما ستر کی خونریزی کا اثر
دوبہا ہو گا چنانچہ ہنومان جی اسکے زور سے بچ گئے اب میگھ نادے برہم پھانسل گئے میں ڈال کر جھککا
دیوتا نے ان جی زمین پر لٹ گئے مگر نہ تھا کہ ایک جھککا برہم پھانسل کے سوکڑے کر دینا نہ نہیں
اودھر میگھ نادے برہم ستر چپ ہاتھ اودھر ہنومان جی کو برہم کے لہند کے اعزاز میں فرق لانا منظور نہ
تھا اسنے بڑے بڑے ہے راجھ سوسن لات گھوسنوں سے بھار نکالنا شروع کیا مگر جس وقت مہا بیز
جی گھڑ سے سے دشمنوں کا دم نکل جانا تھا اور بہت دم دبا جاتے تھے ہنومان جی کو رادھ سے ہنے کی
کوشش تھی انہوں نے سوچا کہ سب راجھس بھاگ کھڑے ہوں تو میگھ نادے کو لایا کر کیا کر سکتا ہوں اس وقت
برہم پھانسل کا آسرا لے اودھر سے اودھر بچتا رہتا تھا کہ کیسے ہنومان جی اوپر نہ آئے دم کی کوئی
شرب دہن پر اثر نہ کرے راجھسوں نے رسیوں رسول شکیں کس کس کے جیوں نہیں ہنومان جی کے
نابوئیں کب ہنومان اس وقت کو بون گئے اور میگھ نادے کے ساتھ رادھ کے دربار میں پہنچے چاروں طرف سے
آوارائی کے گروں مار دو جلا دو اسکی صورت دیکھتا ہی کیا تو پیر کہ اڑا دینا ہی درست تھیں
کم جہاں پاک رادھ نے صورت دیکھی اہ نکھوں میں خون اتر آیا وزیر سے بولا کہ پوچھو کہ
ہے جب تک کوئی پوچھے نہ تک ہنومان جی آپ بول لکھے ہمارا ج لوہیرا ج سری چندر جی ہنومان

سرگ ۲۸

راون کی شان و شوکت سے ہنومان جی کو حیرت

جواہر ات کے جڑاؤ سنگھ من پر رادھ چندن کا ملک گائے بیٹھا ہوا تھا سوسنوں پر صبح

تجوں کی زمین تھی چہرے سے شہنشاہی جلال برس مانتا تھا بہت سی نازنینانہ جمال چنور جھل چکی تھیں بہت سی مختلف صفت کے لئے حاضر و دھور ہمہ بیت ملباس نکچہ چار و زراے اعظم طلائی کر سیدوں پر آفتاب و ستارہ کو نظر میں نہ لاتے تھے اور اہل ربار سے ایوان ملک آستان میں بھی سر نظر آتے تھے ہنومان جی ربار کی شان و شوکت دیکھ کر حیران رہ گئے وہ وطن دیکھی جس پر دل لوث پوٹ ہو گیا راون کر رکھیا تو چہرے پر ذرا شکن نہ تھی معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی فکر یا غم ہے یا کسی کا خوف ہے اس کے جاہ و جلال اور عہد اقبال ستان کو دل ہی دل میں افسوس ہوا کہ ہائے ایسا اقبال سنڈر لڑا یہ جلال فرماؤ راتینوں لوگ کو تو ابویں کہہ سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ ادھر مرنے اس کی عقل مادی نالائق وزیروں نے ایسی پٹیلیاں پڑھائیں اسی سے اس کا اخترا اقبال برج زندہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہے یہ نہ ہوتا تو راون آج فرش و عرش پر قہنہ کر چکتا اس میں وہ طاقت ہے کہ زمین کو کھود کر پھینک دے اور خشکی میں سمندر پیدا کرے۔

سرگ ۴۹

راون کے ربار میں ہنومان جی سے گفتگو کا سلسلہ

راون نے ہنومان جی کا چہرہ مرہ دیکھا تو شک ہوا کہ شاید بوجی کا نندی گن بانا سری تو نہیں اس لئے خود توجہات نہ ہوئی پر بہت وزیر کو باز پرس کا حکم دیا پر بہت نے لگا پٹھری کر کے پوچھا کہ ادباز بیچ کر کو کہ تجھے یہاں اندر سے کیجھا ہے یا کبیر یا برن نے سچائی پر رہائی کا دار و مدار ہے۔ دروغ گوئی پر گرن ہے اور تلوار ہے باز کی صورت بنائی معلوم ہوتی ہے مگر چہرے کا جلال یقین کرنے نہیں دیتا۔

ہنومان جی نے بہت کی طرف پیٹھ کر لی اور راون کی طرف منہ اور پھر موچھوں پر تان دو دیکھ بولے کہ مجھے کسی نے نہیں بھیجا میں صرف راجہ راون کے درشن کو آگیا ہوں اگر دماغ اجڑ گیا تو اس دربار میں سائی نہ ممکن تھی بیشک میں نے راجھپوں کو مارا لیکن یہ خونریزی نہ تھی بلکہ حفاظت خواہی میں برھو پھنس پر غرور و فضول ہے جس وقت چاہتا ٹکڑے ٹکڑے کر دینا برھو بھی اپنی طاقت کو گنبد میں شریک نہ کر سکتے تھے۔ مگر چونکہ سری راجندر جی کی خدمت گزار بنظر تھی اس لئے برھو پھنس کے ذلیل سے یہاں آگیا آپ کو اسکی بدلت دیکھ لیا اور سائب آپ سے معاف صاف کہتا ہوں کہ میں

ان سری راجندر جی کا سیف یہ کہ پرمانند کا ذرہ ذرہ جن کے اوصاف کا مدح خواں ہے ۔

سنگ . ۵

راون سے ہنومان جی کی گفتگو

راون نے ترچھی ٹیڑھی نظر سے دیکھ کر ہنومان جی سے کہا کہ وہاں تک تک سے کچھ مطلب
تجربہ جان کی خبر چاہتے ہو تو سچ سچ سا حال بناؤ ۔

ہنومان جی منکر اور نیرزد م ہو گئے اور انہوں نے فرمایا کہ یہاں سچ بولنے سے ڈرنا ہی کون ہے
دوسو بیس روپے سنگریو کا مشیر خاص اور سری راجندر جی کا شیر اندیش ہوں تم جانکی جی کو دھوکے
سے چیرالائے بھڑائیو کو اسے تمہیں ہاں سری راجندر جی کا سنگریو نے استقبال کیا باہم دوستی ہوئی
راجہ بالی کو راجندر جی نے سرگ میں بھیجا سنگریو کو راجہ ماباب فوج ظفر موج پور رب کچم اتر
لو کہیں ہیں گھوم رہی ہے خوش قسمتی سے مجھے جانکی جی کا پتہ لگا ۔ راجہ سنگریو کا پیغام ہے کہ جس راون
کو شاستر سے ہفتیت پیشیا کے سبب نصیبت اس پر ادھر م کا بھوت ایسا سوار افسوس اپنے جی
جھا دھرم کریں تو دھرم کا ٹھکانا گمان راون دیو اور کھٹے کہ جس وقت راجندر جی کی جگہ سے تیرنگے
پھر آنکھیں کھلے ہیں کس نہ رہی ساری پیشیا کی طاقتیں جہانی فزیتیں ایک دم سے خاک میں مل جائیں تو
میں قدرت کا قائل نہ رہوں اگر راجہ راون کو اپنی بہتری منظور ہے تو جانکی جی کو لئے ہوئے حاضر ہوتے
ہو اگر کچھ سوداے خاص ہے تو یاد رکھئے خیریت نہیں ۔

یہ تو راجہ سنگریو کا پیغام تھا عمل کیجئے تو آپ کی بہتری نہ عمل کیجئے تو آپ کا پاپ آپ ہی کے
سر پہ پڑے گی کچھ کہنا چاہتا ہوں گستاخی معاف فرما کان کھول سنائیگا ۔

آپ کا یہ غدر بیکار رہی ہے کہ جانکی جی بول نہیں ہیں کیونکہ میرا ان سے مل چکا ہے سچا ہنومان
سرخیا یاد شوار کام میں کر چکا تو اور کام کیا مشکل میں تم کو پرہاس کے روان کا گمنام ہے گھر ذرا
سوچو کہ نہ راجندر جی کی طرف اس بڑاں کاٹے انہیں ہے نہ راجہ سنگریو کی طرف دواں ان میں یہ
بازو انہ دیوتا پھر یہ زہم ہاٹل کیب تم کیسی پیشیا سے بیدار جلا مارا ہے کہ دونا کا پتہ نہیں ۔
لنکا کی نعمتیں راجہ اندر کر گئی نصیب نہیں ایسا راجہ پا کو اس کو ذرا سی بات کہ لئے تباہ کرنے ہو
اس کو بس عقلمندی نہیں کہ مسکانا دانتہ خیل کو اپنے سر بھی معاف کر لیتے مگر تمہاری حرکت غارت ہے

لوگ سمجھتے ہیں تب بھی تمہاری عقل کے پرے نہیں آتے جس نے جستان میں چودہ ہزار خونخوار
راچھوں کو مار گرایا جس نے اس جہاں کی ایک بان سے جان لی جس نے بغل میں تم چھ پیسے بٹا کر
اسکی طاقت کو کیا ہوگا جب میں سمندر بھانڈ گیا تو سری چندرجی اور سنگریو کے سامنے اسکی پاٹ
کیا چیز ہے میں فوج میں سب سے اڈے ہوں لیکن سری چندرجی کی اجازت نہیں دے گا کہ
تجھ کو بھی لیجا تا افسوس کہ تم عقلمند اور عالم ہو کر بھی یہ نہیں سمجھتے کہ کس کے گھر بنادیا جائے گی جی عورت
نہیں تمہارے موت کی بات میں تم ان کو یہاں نہیں لائے دت کو اپنے گھر بلا لائے ہو ذرا آہستہ
میں دیکھو چہر پر ہی وقت ہے یا اور میں جھوٹا بولنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں سری چندرجی کے
خیر اندیشوں میں روئے کوئی کاگز نہیں اور یہی لٹے بے تکلف کہتا ہوں کہ میں سری چندرجی
کا پیغمبر ہوں جو انتریاہی عالم الغیب، خالق اور رازق اور منیب الاسباب میں بقا و فنا میں
قبضہ قدرت میں ہے بہت دیوتا نہیں کے اختیار میرے برابر اور جبراج برہن کییر نظر ٹیڑھی
کریں تو نیست و نابود ہو جائیں جو دیوتا زائد جاوید ہیں ان پر انہیں کی نظر غائب و نہ ایک
جنش نظر کسے فنا کے لئے کافی تھی اسی سے کہتا ہوں کہ درہوش میں آؤ دست و بازو پر نہ آراؤ

سرگ ۵۱

ہنومان جی کے لئے راون کا حکم سنا

ہنومان جی کی تقریر نے راون کے بدن میں کچھ کانہر چھو کا دیا اس کے دل میں آتش غضب
بھڑک اٹھی حکم دیا کہ اس کی گردن ماری جائے ۔
حکم کی تعمیل ہونے میں فرق نہ تھا مگر دنتہ بھجسکین جی ہاں پہنچے اور سناستہ عرض کی
کہ ہمارا جان بچاؤنا صمد کا قتل شاستر میں منوع اور اپنی زولے نہ دھرم کی باتیں آپ
کے سبب سے نہ ہوگی تو اہل زمانہ اور کچھ راہ کر اہستے چلیں گے اور دھکا ٹھکانا نہ لگیگا ۔
راون ۔ بیجا بھجسکین ! تمہارا خیال غلط ہے مودی کو قتل کر دینا ہی راہ ہے ۔
بھجسکین ۔ سب درست مگر جب تک یہ بازو اپنے مالک کی خدمت گزار ہی میں مصروف
ہیں کہ قتل اصول کے خلاف ۔

راون ۔ یہ باتیں بے نیاز سے نہ ہوگا اس سے بڑی مالا ثقیان کی ہیں اسکی زبان سے
کے پیچھے بغیر میرے غصے کی آگ نہ بجھیں گی نہ بجھیں گی ۔

بھجسکین نے اس موقع پر صحت بھیجی کہ حکمت عملی سے کچھ کام نکالنا چاہئے چنانچہ انہوں نے
تقریر کا پہلو بدلا اور عرض کی کہ ملتی یہ باز بڑا گستاخ اور زبان دراز ہے لازم تو یہی تھا کہ تو بدیم کر دیا
جانا اگر آپ شائستہ کے اتفاق کا بہادروں کے سزا جہاں اس لئے لوگ ہنسینگے کہ ذرا سے باز کو ہمارا
راون نے یہ سزا دیدی اور راجندر سے کچھ پس چلا آپ دیوتاؤں کی بوٹی بوٹی کا پتی ہے اندر تک بھی
آپ سے کان بٹے ہتھ نہیں آتے دیوتاؤں کی ملک پر رام کچھن آئے ہیں تو یہ پرانا بھار اسکی ہم آپ
کو پر دیا کیا ہمارا چھسوں کے سامنے ان کی حقیقت کیا جب چاہیں چھری طرح مل ڈالینگے ہماری
فوج ظفر مون کا جوش سنذر کے بد و جز کو مات کرتا ہے اسکا دل بھی مست پیٹھے پیٹھے اکتا رہا ہے
کیا خوب ہو کہ فریقین کے دل کے بجائے کل جاٹیں کسی کے دل کی دل میں جانا بھی ٹھیک نہیں اس
لئے میری رائے ہے کہ اس کو سزا بھی دی جائے اور آزادی بھی جس میں اس کو موقع ملے کہ سری
راجندر جی کو لاکر نہ کی کھائے اور ہوش میں آئے ۔

سرگ ۵۲

ہنومان جی کی لنکا میں سزایابی

راون نے بھجسکین کی رائے سے اتفاق کیا اور بولا کہ اچھا یہی سہی باز کو پوچھ اسی طرح
پیاری ہوئی ہے جس طرح بہادر کو اپنی موجد اس لئے مناسب ہے اسکی دم میں آگ لگا دی جائے
نہام خدام بارگہ حکم سنتے ہی دوڑ پڑے پھٹے پرانے کپڑوں کا انبار لگ گیا روٹی کے
گٹھے گٹھے ڈھیر ہو گئے ۔ ادھر راجپس سوئی اور گروڑ دم میں لیٹتے تھے ادھر ہنومان
کی دم پرٹھتی جاتی تھی ہنومان جی نے رات کو لنکا دیکھی تھی دن میں سمجھنے کی ہوس نے ان
کو مدتیجہ دیا کہ خواہش پوری کر لیں راجپسوں نے رسیوں میں جھک کر لنکا پھر میں گھمایا
ہر طرف تالیاں بجاتی تھیں اپنے دوت کی آواز کانوں کے پردے پھاڑتی تھیں راجپس
جاگتی جی کے پاس خوش خوش پہنچیں اور خبر کی کہ وہ باز گرفتار ہو گیا جو تم سے بات چیت
کرتا تھا ۔ اب اسکی دم میں آگ لگائی جائیگی جی ہنومان کو دم نہ بچتی تھیں نہیں
گرفتاری کی خبر نے ان کے دل پر گھن کی سی چوٹ دی انہوں نے وعادی کو اگر نہیں
بچتی برتاہوں تو سزا زور سے چلے ۔

اسنے ہی میں راجپس دیکھ کر دم میں آگ لگادی تھیں بھڑکے لیکن ہنومان جی کے بدن

کو کچھ بھی گرمی محسوس نہ ہوئی۔ سمجھ گئے کہ پون جی کی عنایت ہے اور نورانی پھاٹک پر چڑھ گئے اور ایک برسہ کا بڑا بھاری کھمبا اٹھا کر اچھسوں کو ایسی بودی مار ماری کہ سب لوگ دم بھاگ گئے اور انہوں نے اپنا کچھوٹن شروع کی۔

سرگ ۵۳

ہنومان جی کی لنکا میں آتش افشانی (یعنی لنکا داہ)

جس وقت ہنومان جی نے جینی ہوئی دھوم مچھکاری چوتھائی راجپس جل بھن کر کباب ہو گئے۔ ہنومان جی محلوں پر کوٹنے لگے پر بہت غیروہ اور اندر جینتو یعنی میگھ نالاک کے ایوان جلانے راوی کا عمل بھی ایک آن میں بھاڑ کے چنے کی طرح ٹھن گیا کوئی گھر بچا تو صرف بھجھیکن کا ہزاروں عورتیں لڑکوں کو لے کر گھٹوں پر کود پڑیں ہزاروں مستورات بھٹنے کی طرح بھن گئیں اور انکے بچے بھی گیدوں کے ساتھ گھن کی طرح پس گئے ہر طرف شورا لاماں بند تھا سب ترازہ ترازہ پکاتے تھے کوئی باک پائے ملتا تھا کوئی ماں کے واسطے کوئی گھر نہ تھا جہاں کرام نہ ہو کوئی زبان تھی جس پر نوحہ قائم نہ تھا اور یہی حیرت میں ہنومان جی نے لنکا کو خاک برابر کر دیا۔ ان کے بدن پر آج بھی آئی ساری لنکا جلا کر ہنومان جی ایک بندہ مقام پر چڑھ گئے اور وہیں بیٹھے بیٹھے سمندر میں دھوم کی آگ بجھائی۔

سرگ ۵۴

ہنومان جی کا سوچ

جب ساری لنکا جل گئی تو ہنومان جی کو صرف یہی افسوس نہ ہوا کہ لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں بلکہ اپنے جوش غضب پر بھی متاسف ہوئے ساتھ ہی خیال ہوا کہ کہیں جا کی جی بھی جل نہیں گئیں اگر انکے دشمنوں کا رویاں دکھا تو بڑا ہی غضب ہے سارا اکشواک بن ایک سر سے تہہ نہ ہو رہا ہو جائیگا سر ہی اچھندہ رہی گو میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا پیدہ دل میں آیا کہ پڑوانل میں عاموں کو گھیب آگ کا اثر ہی نہ دیکھنا تو سمجھ گئے کہ کچھ قدرتی فرستہ انہوں نے ان خیالات کیلئے دیا دل آج بٹایا اور اطمینان کر لیا کہ جا کی جی ضرور زندہ ہیں جس نے جن کا نام بیکہ ساری لنکا بھڑکا ڈالا اور

مال بال بچار ہواں پر آج آنا حال یہ نہیں جیانا میں جو تھے آکاش بانی ہوئی ۔
 ہنومان جی مبارک ابو آگ باون کے نام سے لرنی تھی اسی نے لٹکا کو جلا کر خاک کر ڈالا
 راجپسوں کی خاک اڑتی پھرتی ہے عورتوں کو خاوندوں کے غم میں انسو روکتے نہیں بن پتی
 ہر گھر میں ماتم ہے اب کیا چاہتے ہو یا لا تمہارے ہاتھ ہے ہنومان جی اس آواز سے
 خوش ہو گئے جس طرف دیکھتے تھے سناٹا ہی نہ تھا ۔

سرگ ۵۵

ہنومان جی کی لٹکا سے رخصت

ہنومان جی کو فکر تھی کہ جانکی جی پر تو آج نہیں آئی اس لئے سیدھے اُن کے پاس پہنچے
 دیکھا تو سب طرح خیریت تھی ان کو دلچسپی ہوئی اور اطمینان سے خدمت مانگی ۔
 جانکی جی نے فرمایا کہ دیکھو یہ آدھی جان کی مورچا ہوں میرا سایہ بھی یہاں میرا سہرا
 نہیں سری راجندر اور سرگرو سے کہہ دینا کہ جلد آئیں نہیں تو پھر مجھے نہیں ٹینگے یہاں
 پیانا حیات لہریز ہے جس وقت چاہے چمک جائے اب تک تمہارے سبب زندگی رہی
 کیا خوب ہونا کہ ایک روز تو اور پھیر جاتے ہنومان جی نے عرض کی کہ مجھے حاضر راجی سے عذر
 نہیں گا اور سری راجندر جی کو انتظار ہوگا اور ایک روز کے پہنچنے میں یہ ہوگی اس لئے
 بہتر یہی ہے کہ قدموں سے جدا ہو جاؤں خبر پہنچاؤں سری راجندر جی کو ایک آؤں ۔

جانکی جی نے اجازت دی ہنومان جی رخصت ہوئے دیوناؤں نے پھولوں کی بارش کی ۔
 ہنومان جی اچھلتے کودتے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے پاؤں کھتر ہی سارا پہاڑ سمندر کی تہ میں
 دھس گیا اس پر زلزلہ لگائی تو دوسرے پہاڑ پر قدم رکھا جس وقت ہنومان جی کا جلال دیکھا
 پاؤں کی مہر کہ سنا پہاڑی زیرِ جہان لے کر بھاگے رشی لوگ اپنی اپنی استریوں کے ساتھ
 اور ادھر دیکھتے تھے جو سانپانیوں میں چھپے تھے نکل پڑے نہریلے سانپوں کی کچھکچھ پہاڑ
 جلا اٹھا ہنومان جی نے اس پہاڑ کو بھی سمندر کی تہ میں ریارد کیا اور خراج ہوا پر اڑ گئے ۔

سرگ ۵۶

ہنومان جی کی لٹکا سے واپسی

لاکھوں راجپوتوں کو مارتا اور لڑکا کو جلا تا آسان نہ تھا لیکن ہنومان جی کو دانتوں پسینہ نہ آیا
 کہے ہاتھ پاؤں میں بی بی جان ہی دم نہ کھینچو لا وہ اس طرح تیر سے چلے کہ گر ٹہی کی پر راز
 گر دھو گئی معلوم ہوتا تھا کہ سری راجندر جی کا بان چلا جا رہا ہے۔ ہنومان جی اونچ ہوا پر حسرت
 کہتے تھے ہی معلوم ہوتا تھا کہ اب کبلی گری اب اسے پڑے سمندر کے اس پار جانوان وغیرہ
 کی انتظار میں آگئیں سفید ہو رہی تھیں آخر وقت بادل کی سی گرج سنائی دے۔ سب خوش
 ہو گئے کہ لوہے ہنومان جی آگے ذرا دیر میں دیکھتے ہیں تو ہنومان جی سامنے ہی تھے۔
 پہنچتے ہی سب کے گلے سے فرمایا کہ سری جانکی مائی سے مل آیا وہ راون کی اشوک
 بالکام میں ہیں چلے راجندر جی کو بھی خبر کر دوں۔

سارے باز ہنومان جی کو دیکھ کر بھولے نہ سائے سینا جی کی خبر سے سو خوش ہوئی
 اس کا اظہار فضول ہے سب مداح تھے کہ واہ کیا کام کیا سب شکر گزار تھے کہ آپ نے سب
 کی جان بچائی سب کو چیرت تھی کہ کیونکر سمندر پہنچا نہ گئے کس طرح پھر لوٹ آئے ہنومان جی
 نے تھوڑی دیر تک مہیند و پریت پر دم لیا اور اودھو دھر کی گپ شپ اڑنے لگی۔

سرگ ۵

جاموان وغیرہ کے سامنے ہنومان جی کی سرگزشت

جاموان وغیرہ نے سری جانکی جی کی خیر و عافیت دریافت کرنے کی غرض سے ہنومان جی سے
 پوچھا کہ کہو لڑکا میں کیا معاملات پیش آئے وہاں کا حال کیا ہے ہنومان جی نے یوں
 سرگزشت شروع کی۔

میں پہلے مندر اچل (پہاڑ) پر چڑھا پھر دوسرے پہاڑ پر پہنچا مگر میری دم کے بوجھ سے
 پہاڑ پاتاں میں دھنس گیا میرے رعب سے میناک پر بہتہ جھم ہو کر جاتے تھا پہاڑوں میں
 کی طاقت تھی۔ مگر اندھ نے سب کے پر پرواز کاٹ ڈالے اس لئے میں بھی سمندر میں ٹھہر
 نہ سکا۔ میناک پر بہتہ بہت عاجزی کی اور مجھے راستہ مل گیا پھر سرسبز سامنا ہوا
 اس کو بھی میں نے نیچا دکھایا یوں ہی تمام حالات بیان کر کے لڑکا واہ اور راون کی
 بات چیت کا سا راز اجرا کہہ سنایا۔

سرگ ۵۸

جاموان وغیرہ سے ہنومان جی کی تسلی بخش گفتگو

ہنومان جی نے فرمایا کہ اے بازوگو میں اندھینت کی طاقت بھی آنا چکا مگر کچھ لا کہ ہا
 بیکانہ ہوا اس لئے تجھے مانوں کی طرف سے دلچسپی ہے میں تو پیچھے ہوں مگر میں نے اطمینان کر
 لیا کہ جہاں میں مل نیل بینہ اور انگد موجود ہیں ہاں مانوں کی کچھ پیش جابکے کیا حال مان
 پر فحشیا کی کچھ مشکل نہیں اگر غم ہے تو صوفیہ کہ جائی جی پریشان میں مان کو اپنی زندگی حرام ہے
 اگر سری راجندر جی نہ پہنچے تو کیا عجب کہ جان دیں میں ان پر جو ظلم ہو رہا ہے قابل براشت
 نہیں اب ہمارا فرض ہے کہ جان نثار کریں اور خدا شگزار کی دوا لیں جائی جی اور سر کے
 تبتہ سے تو میں ہم لوگ جان پر کھیل کر ان کو زندان مصیبت سے ہائی دوا لینگے ہاں یہ کہتا
 بھی فضول نہ چاہ میں تو اسی وقت تیری سے آزاد ہو جائیگا ایک نظر سے دینا الٹ پلٹ ہو سکتی
 ہے مگر تھے لامکان مناسب پست کہ سیدھی انگدوں سے گھی لکا لاجائے

سرگ ۵۹

انگد کا راون کے خلاف جوش

ہاں راں وغیرہ تو جائی جی کا سراغ سننے سے خوش ہو گئے مگر انگد کو شکایت یہی کہ جائی
 جی کو ہنومان جی لیتے ہی کیوں نہ آئے جاموان سے کہا کہ ہمارا ایک سے ایک بازو کھینک
 و پلٹیں ہے راجس کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ نیل کو برہما جی کا بڑا ن ہے کہ بلا خواہش
 مرت سے سامنا نہ ہو ایک تہہ دو نو سویر و دیو ناؤں سے لڑت پی گئے پھر انکو کسی خوف کی حالت
 وقتوں پر کھیں مان کو راہی ملک عدم کو دیں مانوں کے لئے میں کیا ہی کافی ہوں آپ لوگو کی
 خواہش کہ سری راجندر جی سراغ رسائی کی دوا لیں مگر بدول میں سرگ کہ انکا میں چل کر کس تہہ سینا جی کو لچلو
 جاموان نے انگد کو سمجھایا کہ آپ تاجہ بالی کے فرزند غفلتوں کے مترج اتنے غصے کی کیا
 ضرورت ہم کو سری راجندر اور راجہ سنگر کی سراغ رسائی کی ہدایت تھی پھر ہم خلاف مرضی
 سرف جائی جی کو کیونکر بھیجا سکتے ہیں سری راجندر جی نے یہ کام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے پس
 اب ہمارا فرض ہے کہ سیدھے انکی خدمت میں جا میں اور سینا جی کا حال گوش گزار کریں

سرگ ۶۰

سگریو کے باغ بھون میں بانزوں کی شرارت

جاموان کی رائے مانی گئی بانز اچھتے ہوتے مدھن میں پہنچے یہ سگریو کا باغ تھا بانزوں نے انگد سے اجازت لی کہ وہاں پیٹ کی آگ بجھا بیکی ٹھیرائی شراب کا پہلا دور چلا نشہ کی دھن میں بانز اپنے سے گزر گئے کوئی اس شاخ سے اس شاخ اور اس رخت سے اس رخت پر پھانڈا اور پھل پھول توڑتا تھا کسی کی باجھ چنچ چلتی تھی کوئی ہنستا کوئی تانین اڑاتا اور کوئی ہنسی مزاح کرتا تھا شور و غل مچا تو سگریو کے ماما دودھ کرنے روکا۔ باغ کا محافظ ہی بانز تھا مگر یہاں کون سنتا ہے تیسے کی تڑنگ میں خوب لے لیکر ڈالی اور گھسی طرح ہوش میں نہ آئے تہہ دودھ کھانے اور قحط بھیجے انہوں نے کسی کو مار کر سی و دانٹوں سے کاٹ کر پھینا دیا۔

سرگ ۶۱

دودھ مکھ اور انگد سے مار پیٹ

دودھ مکھ نے بھرمست و سماجنت شروع کی کہ باغ پر بدعت نہ کریں گمہ بانز لٹنے بھڑنے لگے اور پھر آسمان سر پر اٹھایا۔ لام کافی بکنے لگے۔ کالی گھوٹ سے دماغ پریشان کر دیا دودھ مکھ کی عاجزی بیکار ہوئی تو اس نے ایک رخت اکھاڑ کر بانزوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ بانز بھی اینٹ پتھر سے جواب دینے لگے اتنے میں انگد کو غصہ آیا دودھ مکھ کو زمین پر دے ٹپکا دودھ مکھ کے سنے بازو پاؤں اور سر میں ایسی چوٹیں آئیں کہ غش آگیا جب ہوش آیا تو اپنے ساتھیوں کو ملے ہوئے سگریو سے فریاد کی۔

سرگ ۶۲

سگریو کی بانزوں کو طرح وہی

دودھ مکھ نے ساری چوٹیں دکھائیں زخمی ہوا کے زخم دکھا کر کہہ کہ آپ کے بانزوں نے سنے مستین کے سب رخت توڑ پھوڑ ڈالے جس بارغ پر بان کے راج میں جو بن تھا آج اس میں کوئی پس باقی نہیں گئی راتو رات سے نہ بچا بانزوں کی ایسی مخالفت سنائیں کہ بس تہذیب کا خاکہ نہ

لکھن جی یہ شکایت سن ہے تھے سگریو پوئے کہ معلوم ہوتا ہے ہنومان جی کی مسئلہ کا یہاں
سوالیں آئی اور نہ اس قدر گستاخانہ جرات ممکن نہ تھی ضرور ہنومان جی سینا جی کا پتہ لگا ہنومان
جی ہیں ہی تو وصف ہے کہ جس کام میں ہاتھ ڈالا اُسے پورا کر دیا اسی لئے ہانڈوں کی یہ خطا چشم پوشی
کے لائق ہے لہذا اودھو کہ جس کی باتم درگزر کرو اور ہنومان جی وغیرہ کو لے آؤ میں منتظر ہوں جس وقت
سری راجندر راج لکھن جی کو ہنومان جی کی دعا پڑھائی کی بریلی خوش ہو گئے دایاں باز پھر کرنے
لگا آنکھوں میں محبت کے آنسو ڈھل پڑا آئے۔

سرگ ۶۳

ہنومان جی کی سری راجندر جی کی خدمت میں حاضری
دودھ ہوا کی طرح مہربان میں پہنچا دیکھا کہ باز نقشے میں چوڑی طرح باغ لگا رہے ہیں
کسی نے پاخانہ پھیرا ہے کہیں کسی نے پیشاب کر دیا ہے پھلوں پھولوں سے زمین چھپ گئی ہے رخت
اکھڑے پڑے ہیں اس نے انگد کے سامنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ جیسے باج سگریو ویسے آپ باغ آپ کا رخت
آپ کے ہیں تو فقط مانتا ہوں اس لئے میری گستاخی معاف فرمائیے میں اپنی خطاؤں پر خود ناراض ہوں
جس وقت راج سگریو نے آپ کی آمد آمد سنی خوش ہو گئے ارشاد ہوا کہ سب باز جلد آئیں۔ وہ
منتظر بیٹھے ہیں۔

انگد نے سب کو چلنے کا حکم دیا سب کلکار باریاں لاتے ہوئے چلے جب سگریو نے شور مچا
سری راجندر جی کے پاس آ بیٹھے ہنومان جی کے علم و فضل طاقت و جرات کی تعریف کی ہانڈوں پر
انگد کی لیاقتوں کو بھی سراہا۔ ہنومان جی جاتے ہی ہاتھ جوڑا کہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ میں
سینا جی کا پتہ لگ گیا وہ بخیریت ہیں مجھے درشن بھی مل چکے۔ جس وقت یہ خوشخبری سنی سری
راجندر راج لکھن جی اور سگریو مارے فوشی کے اچھل پڑے اور پریم کے آنسو روکے
نہ رہے۔

سرگ ۶۴

چوڑا من کی نشانی

سب بازیکن بان ہو کر پوئے کہ جامی جی لکھا کے اشوک لکھا ہیں۔ کشمیر کی

دیکھنی نہیں جانتیں راجپندر جی بڑے اشتیاق سے پوچھے کہ آخر میں کس جگہ اُن کو میری محبت ہے
 یا نہیں ہنومان جی نے چڑا من پیش کر کے عرض کی کہ یہ تو نشانِ مہتابِ جالِ سنئے میں سوچیں
 کا سمندر بچانہ کر لے گا میں داخل ہوا بڑی تلاش سے جاںکی جی اشوک باگھا میں میں آپ کی
 محبت میں غرق ہیں اگر آپ کا تصور نہ ہوتا تو اب تک کب کے دشمن ختم ہو گئے ہوتے تو نہ سین
 لیٹی اور ہر وقت درو فرقت سے کراہتی رہتی ہیں چوڑا من دیکھ کر انہوں نے اسکی تائید بیان کی کہ
 جنہیت فرزند اندر کی شرارت کا حال سنایا آپ کو نہانک لگانے کا معاملہ یاد دلایا اور فرمایا کہ
 مہینے کی راون سے ہمت ملی ہے اگر آپ کو آنے میں ہیر ہوئی تو جانکی جی کی خیر نہیں واقعی سیتا جی
 بہت دبی ہو گئیں ہیں بدن میں جان نہیں ان کی حالت قابلِ رحم ہے *

سرگ ۶۵

چوڑا من کو دیکھ کر سری راجپندر جی کا ظہار غم

سیتا جی کا غمِ ناکِ حال سن کر سری راجپندر اور لچھن جی آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے راجپندر
 جی نے چوڑا من یکجہ سے لگا کر سگریو سے کہا کہ یہ چوڑا من سمندر نے دیوتاؤں کو دیوتاؤں نے اندر
 کو اور اندر نے راجہ جاک کو انہوں نے اپنی رانی یعنی میری ساس کو دیوتاؤں کو دیوتاؤں نے غایت
 عنایت کیا تھا۔ افسوس جانکی جی پر ایسا صدمہ فرقت راجپندر کے ایسے ظلمِ راون نے انہیں ایک مہینے
 کی ہمت دی ہے میں چاہتا ہوں کہ اسی وقت دم توڑ دوں لیکن میری زندگی چاہتے ہو۔
 تو اسی وقت مجھے جانکی جی کے پاس پہنچا دوں میں تو مردے سے بدتر تھا مگر ہنومان جی نے کانوں
 امرت پلا کر دوبارہ زندہ کر دیا۔ غالب میں جان آگئی کہاں تک ہنومان جی کا احسان ہوں *

سرگ ۶۶

سیتا جی کا پیغام

ہنومان جی نے عرض کی کہ ہمارا سیتا جی کو سنے کا معاملہ بھی سنا تاقتیں جس کو آپ کے
 تشکے کے تیرے تین رک میں کہیں پناہ نہ ملے فرماتی تھیں کہ جن کے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے تشکے

میں یہ طاقت ان کا بروما تر اس تحت خاموشی چھپن جی کیوں ناراض ہیں ان کو بھی میری
حالت پر رحم نہیں میں نے اپنے سب و معرم کی قسم کھا کر ان کو یلین دیا بلکہ سری راجندر
جی مولشکر جی بہت جلد آئے میں جب درخواست کی کہ میری پیٹھ پر سوار ہو کر چلی جائیں
انہوں نے غور دکھا چھو جانا خلاف سمجھا اور میں آپ ہی کی امید پر زندہ ہیں ان کو نہ کہ میں
گھڑی بھارو ہے تیس دانوں میں زبان ہو رہی ہے *

سرگ ۶۷

سینا جی کی دلچسپی

ہنواں جی نے سری راجندر جی کی طبیعت کو اور پر جوش کرنے کے لئے اور شرح کیفیت
بیان کی آپ نے فرمایا کہ میں پہلے ہی آجاتا مگر جانی جی رے لگیں کہ اتنی تسلی بھی اب باقی
نہیں تم چلے جاؤ گے تو اور موت کا سامنا ہوگا ضرور جان نکل جائیگی جب لہو سگریہ لکھ پڑ
ہیں بازوؤں کا لشکر جی رہا بنا زنی کو حاضر ہے تو پھر فحشی میں نال کیا میں ہمارے ساتھ
جلی جلی نگر سری راجندر جی راؤن کو مار کر کس طرح پرین پورا کر سکیں گے اب تم جا کر حیدر
راجہ سگریہ سے کہو کہ فوراً چلے آئیں ضرورت ہے جس طرح ہو سکے راؤن کی سرکوبی کی جائے
اس کی شرارتیں جس سے گزر چکیں *

جانی جی کتنی جاتی تھیں اور آنسو بہتے جاتے تھے میں نے اچھی طرح تشفی کی ان
کی مایوسیاں امیدوں سے بدل گئیں اور اوداس چہرے پر رونق چھا گئی اب ان کا دل
آپ کے تصور میں خوش ہے اور آنکھیں آپ کو ڈھونڈ رہی ہیں *

سندر کا ذخیرہ ختم

حصہ ششم

لکھنا کا نڈھتہ

سرگ-۱

ہنومان جی پر سری راجندر جی کی نظر عیاں

ہمارا حال ایک جی شاخ قلم سے یوں گھنٹیاں ہیں کہ سری راجندر جی ہنومان جی کی خدمت
 لائقہ سے اس قدر خوش ہوئے کہ بے ساختہ زبان سے نکل گیا تم سے بڑے کہ میرا دنیا میں
 کوئی دوا دار و غلگسار نہیں پوتاؤں کی بھی یہ طاقت نہیں کہ تمہاری طرح سمندر پہاڑا
 اگر کوئی جان پر کھیل کر زحر شور کو عبور بھی کر جائے تو واپسی محال۔ ہنومان جی ہی بہ قدرت
 اور عقل تھی کہ جس سے انہوں نے بڑے بڑے شہ نور اور طاقتور راجپسوں کی کور و بادوی
 آج ہنومان جی سگریو سے لودھار ہو گئے خدمت گزار کی کا اگر کسی نے حق ادا کیا ہے تو وہ ہنومان
 جی ہیں۔ دنیا میں تین قسم کے خدمت گزار ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو آقا کی زبان سے ہی بڑے
 شوق سے خدمت متعلقہ انجام دیتے ہیں دوسرے وہ جو کام تو فوراً کرتے ہیں مگر بے
 دلی سے۔ تیسرے وہ جن کو مالک کے حکم کا پاس نہیں ہوتا اپنی مرضی کو مقدم جلتے ہیں
 ہنومان جی نے راجہ سگریو کے حکم کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھا میرے کام کو مقدم سے
 مقدم سمجھے میرے خاندان کی عزت رکھی۔ رگھو بنسیدوں کا سرا و بچا کیا۔ میری خوشی کی
 خدمت نہیں۔ مگر ایک افسوس رہ گیا کہ ان کو صلہ کیا دوں ان کی خدمات کے معاوضے
 میں تین لوگ بھی پہنچ رہے ہیں۔

یہ فرما کر سری راجندر جی نے ہنومان جی کو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ یہ جسم ہند ہے گویا اس طرح انہوں نے ہنومان جی کو ایشور سرب بنا دیا اور پھر راجہ سگر پو سے فرمایا کہ ہنومان جی اپنا فرض ادا کر چکے سب بات بن گئی اب سمندر کے پار جانکی تندریر ہونا چاہئے جانکی جی منتظر ہو گئی جہاں تک ہو سکے غفلت لازم ہے۔

سگر ۲

سری راجندر جی کو سگر پو کی لاسا دی

اسی وقت سری راجندر جی کو سینا جی کے خیال سے بچپن کر دیا ان سے آنسو بڑھ نہ ہوئے سگر پو نے کہا کہ آپ کو اہل دنیا کی طرح مایا کے جال میں پھنسا لیا نہیں جیتا آپ اپنی طرح سے فوراً دل سے فکر دور کر دیجئے جس طرح ادھرمی آدمی بلا توقف بدافعال کر بیٹھتا ہے جانکی جی کا سراغ مل گیا اب تردد و فصول۔ آپ غمگین رہنا ستر کے واقفکار درست امت کے اصول سے ماہر۔ آپ کو زوجہ کیوں کی طرح مایا کے پھندے سے الگ ہی ہنازی ہے ہم لوگ ہتھیلی پر جان لئے تیار ہیں۔ راون کو مار بیگے اور جانکی جی کو لے آئیگے۔ جو بہت دور بیٹھتا ہے اس کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ جب حواس درست نہیں تو کسی کام میں کامیابی کجا راونوں کی فوج جاتی آگ میں کودنے کو تیار ہے جب آپ ہی دل ہار جائیگے تو اوروں سے جانا بازی کی کیا امید راون کو یہ نہ سمجھے کہ بڑا دیدہ و ان ہے دیدہ خوانی اور چیز ہے اور ادھرم اور چیز۔ راون کے ادھرم نے ان کی ساری نفسیاتوں پر خاک ڈال دی۔ آدمی کی ساری طاقتور ہو۔ جہاں دل میں رنج آیا۔ ہاتھ پاؤں ڈھیسے ہو گئے مگر مرکز و سر کی بہت بندھی رہے تو شکل سے شکل کام کو پورا کر لیتا ہے آپ کا دل مضبوط رہیگا جو مہر پست نہ ہونگے تو جمال کیا راون کی قلع قمع اور ہم لوگوں کی کامیابی نہ ہو۔ آپ چتری میں چتری بہت نہیں ہارنے آپ کو لازم ہے کہ چتری نہ ہار کے لحاظ سے موجدوں پر تاؤ دیجئے اور غصے سے کام لیجئے جب تک آپ پر جوش نہ ہوئے دشمن زیر نہ ہوگا۔ اس لئے اب تمام تردد و فکر دور کر کے ہمارا فرض یہ ہے کہ سمندر کے پار جانے کی فکر کریں۔

سرگ ۳

سری راجندر جی کا ہنومان جی سے غم روانگی کے لئے استفسار

سری راجندر جی نے سنگریو کی تقریر سن کر ہنومان جی کی طرف دیکھا اور زبان گوہر اوتساں سے گوہر افشانی کی میں اپنے تپ کے زور سے پل بانڈھ سکتا ہوں ذرا دیر میں بالوں کا پل بندھا آئے مگر ذرا پہلے تم یہ بتاؤ کہ سمندر کھاراستہ کیسا ہے لنگا کی کیا شکل ہے کے پھاٹک ہیں اس کے مشکلات کیا کیا ہیں فوج کس قدر ہے جانا کس پھاٹک سے آسان ہوگا۔

ہنومان جی زہاراج لنگا کا تو کچھ حال ہی نہ پوچھئے ہر جگہ رونق ہر جگہ جیل ہیں۔ گھر گھر جھگڑے گھوڑے ہاتھی سرکشش بشمار۔ پھاٹک سرنگھٹ سنوڑوں کی بندھی کھمک غ خیال کا رسائی بحال چاروں طرف پھاٹک عرض طول یکساں قلعہ قلعہ کوہ سے بند ہر طرف ہرجوں پر گرانڈیل تو ہیں نورا ذرا سے فاصلے پر تیر اندازی کے لئے جھانکیاں سنوڑو سوار گزار جھک کسی طرف سے بھی نامکن۔ سورپروں کی تہاڑ جیاب بڑی کوشش کی جائے تو ایک ہی ایک رواد سے گزر رہو ورنہ اور راستہ مفقود رقتہ ہندیکا انتظام نہایت معقول مکان سب طلائی اور مس ساری عمارتیں جواہرات کا پہاڑ نظر آتی ہیں چار دیواری مضبوط خندقیں وسیع پانی سے لبریز۔ پانی بہت صاف شفاف مچھلیاں اور مگر بچہ وغیرہ بافراط آباد و رفت کیلئے محل واپل جب کل مرد و عورتیں کھل جائیں۔ جب کوئی پھیکس دیا پانی تک بند پوں پر فخر نہیں قلعہ اور مکان کبھی کل دار میں جن کی صناعی قابل بیست لڑائی کے مکان کی کھت بھی پیادہ غفل سے نہ آیا ہے سونے کے سوامٹی نظر ہی نہیں آتی راون ہمیشہ دربار کرنا ہے مکان دولت ہو شیار اور خیر دار رہتے ہیں فوج اور صلاح جنگ کی دیکھ بھال ضروری فرض میں رائل ہے لنگا کی فوج سورتی کے تغلبے میں اندر لوک بھی کچھ چیز نہیں سمندر کا جنوبی رخ اس کی وجہ سے خوش نصیب نہایت ہو رہا ہے ناؤ تو جاسکتی ہی نہیں ہاں پل ہو تو مطلب نکل کے لنگا کی آبادی نہ کوٹ پہاڑ پہ ہے گھوڑے ہاتھیوں کی کثرت سے زمین ڈبی رہتی ہے پھیب کی طرف دس ہزار ہتھیار کی طرف دس لاکھ وکن کی طرف ایک لاکھ اور انز کی طرف ایک کروڑ بیادہ دسوار راجپس۔ توپ و تفنگ۔ تیغ و سیف اور سام اسلحہ جنگ لئے ہوئے

آبادہ کا زارِ پستہیں اور سب کے سب وزانہ اُن کے ہمنوا وہم پیالہ تھے ہیں ان میں سے ہزاروں
کو تو میں خاک پر سلا آیا پوپ اور اتر کے پچاس تک بھی توڑ پھوڑ ڈالے لنگا بھی جی دی اب ان
صرف انگہ جودہ۔ میند اور نل دہل کے جہے کی کسیرے یہ گئے تو بالکل صفا پانچ سو لوگوں کو
صرف آپ کی فرمانبرداری منظور ہے جو حکم ہو اس کی تعمیل کریں آپ اجتماع فوج کا انتظام کیجئے
بانروں کا لشکر ایک جنبش نظر کا منتظر ہے *

سرگ ۴

بانروں کی فوج کی سمندر کے ساحل پر سائی

سری راجندر جی کو لمحہ لمحہ بھاری تھا انہوں نے فرمایا کہ سورج مدھی میں ہیں اترا پچا لنگی
پنچترے پختہ ہونے کے لئے اور کون شگون رکھا میں ایاں سر بھی جاری ہے انہیں آنکھ بھی پھڑکتی
ہے اب یہ فضول اسٹی ٹنٹ چل کھڑے ہونا چاہئے نیل لشکر کے آگے آگے کھانے پینے کا انتظام
کئے جلیں راستے کی دیکھ بھال رکھیں دیکھتے رہیں کہ دشمنوں نے سمندروں اور ندیوں کا پانی خراب
اور زہر ملا نہیں کر ڈالا صلیف اور کم عمر کسندھا میں ہیں۔ باقی گھبراہڑ و جان سب تھک چکے
راچھس ملتا جاٹا اُس پر بے تکلف ہاتھ صاف کر دیا جائے۔ گج۔ گوجہ۔ گندران مارو کیسی کوڑا
طرف کا لشکر سپرو ہو میں پچھن جی ہامان اور سکھیں مسط میں رہینگے۔ سنگہ پور نے دہلی لشکر کا
جنگی ہاتھ بچا باہر اہر اہر لے کر کرڈا تک باز سپہ سالاران لشکر زیر علم و درونہ ہوئے منہ جنوب
کی طرف تھا ختم ٹھونک ٹھونک کر ہو چھوٹوں پر ناؤ دیکر ہی کہتے تھے کہ میں راموں کی بوٹی
بوٹی کاٹوں گا۔ بلی بکھ اور کھب فوج کی ترتیب دیکھتے ہوئے چلے رتر کوٹ پر بت پر پہلا پڑاؤ
ہوا۔ سری راجندر جی کو نیک شگونوں سے کامیابی کی پوری امید تھی فوج کو اتنے لمبے سفر
سے فدا بھی نہ کیا تھا۔ راجھسوں کا مول پنچترے زور پڑ گیا آپ ہوا بھی صاف تھی رات
آرام سے سو رہی دوسرے روز صبح جو انان شہر چل پھر چل پڑے اگر دو تھارے انان
پر کالی گھاسی جھاگئی جس طرف سے لشکر گزرا دھڑکی زمین ہوا سو گئی اور فوج نے ہرات
کے دو سر پہاڑ پر قیام کیا سفر سات سوڑ کا تھا بانر کا کارباں رتے درخت اکھاڑتے اچھلتے
کوڑے ساتویں اور سمندر کے کنارے جا پہنچے اور پار جانی لنگہ ہونے لگی سری راجندر جی نے سب

مرداران لشکر کو ہدایت کی کہ راون کے مخروں اور گوشوں سے خبردار رہیں فوج کے تین حصے
کئے سمندر کا اور چھوڑنے تھا جزو مدد دیکھ کر خیال ہوتا تھا کہ سمندر بازوں کو نہیں ملے گا کہ
پار کرنے کی یہی صورت ہے۔ گو چاند روشن تھا۔ مگر سمندر کی رنگت مہاسی ٹل نخی زمین پر کاش
نظر آ رہا تھا جو اٹھاتے سے معلوم ہوتا تھا کہ ستارے نہیں سمندر کے جواہرات ہیں اور سمندر کا
شور تھا اور ہزاروں کانٹوں کو یا سمندر اپنی ڈھینگ رتا تھا کہ کسی کو پار نہ جانے دے گا اور
باز نہ بھی اپنی شہی بچھارتے تھے کہ ضرور پار اتر جائیگے ۔

سرگ ۵

سمندر کے ساحل پر سری راجندر جی کا اظہار غم

دربارہ۔ ہیند۔ نل۔ نل۔ غیر سمندر کے کنارے موجیں اڑانے لگے نظارہ لغویہ تھا مگر
سری راجندر جی کے آنسو بہنے لگے اور لچھمن جی سے بولے کہ مینا جی کی جدائی نے ہاتھ پاؤں سے
جان نکال لی دل چاہتا ہے زہر کھانوں یا سمندر میں غوطہ کھا جاؤں مگر نام لیکر دوڑیں پانی تر
لگے مگر جان کی جی ہر وقت ہائے روم کہتی ہیں لیکن مصیبت سے چھٹکارا نہیں ہوتا راجھس بہت
کہتے ہیں وہ مبتلائے آفت ہیں اور مجھ کو زشتہ قسمت سے بس نہیں راجہ جنگ کی راج لاؤ گی
اور راجہ سرگتھ کی بھوکا یہ حال افسوس ایک تو جان کی جی یو ہیں ہیں دل پر صدر جدائی لاغری
صد نہیں کیا کروں جو گھری گزرتی ہے۔ بہار معلوم ہوتی ہے۔ سری راجندر جی اسی طرح غما
غم کرتے تھے اور سری لچھمن جی تسلی دیتے تھے مشکوں سے شام ہوئی اور وہ سری راجندر جی
کو بہت سمجھاتے رہے آخر کار سندھیا کرنے بیٹھ گئے ۔

سرگ ۶

راون کی اندیشہ مالک اور مشیروں سے مشورہ

ایکابر راون کے۔ جو اس اثر سے ہوئے تھے جس وقت لکھا جلتے کا خیال آنا ہوش
ٹھکانے نہ رہتا شہر م کیا کیا خیالات دل میں پیدا ہوتے تھے اس ارکان دوات کو بلا کر ہما کر
بچنے۔ کوئی مہیوی دشمن نہیں جس کا ایک خاصہ لکھا جلتا کہ ہزار ہا سیر پیروں کو مار کر سمندر بچا نہ

گیا اس کا ستارہ آسان نہیں آپ لوگ سب عقلمند ہیں سوچئے کہ بلائے کیونکر نجات ہو اس پر کام
مقرر ہو رہا ہوتا ہے جو پہلے تین خاص خاص مشیران سلطنت سے مشورہ کر کے اور ارکان دولت اور
امرا کی رائے پر کام ہوتا ہے متوسط درجہ کی کامیابی اس اچھ کو حاصل ہوتی ہے جو دینی یا دینی
نیک کام اور اس کے مشورے میں اپنی رائے کو دخل نہ لیکر لیتا ہے جو بلائے اچھے یا برے کام میں ڈرتی
کو مقدم سمجھتا ہے کسی سے کچھ پوچھ گچھ نہیں کرتا اس کو کسی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں
ہوتا مشورے کے تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) وزیروں کی رائے میں دخل اور معقولات سیدینا (۲)
شائسری ہدایت کے برخلاف نہ چلنا اور کثرت رائے کو ترجیح دینا (۳) ناقص العقل وزیروں کی
رائے اور شائسری خلاف بات پر عمل کرنا۔

آپ سے بڑھ کر میرا کوئی خیر اندیش جان شار نہیں اس لئے آپ میری بہتری کی رائے میں سمجھنا قبول
ہو کہ سری امچند راجی کا لشکر مندروں کو عبور نہیں کر سکتا انہیں قدرت ہے کہ چاہیں تو مسند خشک
کر دیں۔ ساگر راجہ سنگھ کی اولاد کا کھودا ہوا ہے ضرر پائے۔ بیوں کی اعانت کرینگا اگر امچند راجی
ادھر آئے تو پھر بھی بیٹھریگی ذرا خوب سوچو دچا کے مشورہ دیجئے کہ کیا کیا چلئے ہاندوں سے
بار نانا کا بھر کے لئے کھنک کا ٹیکا ہے +

سرگ

راؤن سے مشیران دربار کی پر زعم تقریر

راؤن کے وزیروں کی عقل گرمی میں تھی وزیر بے چنیں شہر یا سپناں "کی مسالہ تھا سب کے نشہ
وعم میں مست تھے۔ راؤن سے غرض کی کہ ہمارے ہوتے آپ کو کس کا خوف کس سے ڈرنے کی فکر پانے راتل
تک فح کے پھریرے اڈا لے لیرا یہ زبردست اور بہادر راجی کے رفیق و شلیق کونا کوں چنے چھا
پیش پان چھین لیا تو پھر اور کسی ہا کیا شمار سے نامی راکشس نے یوتا دھکی کو دہتی تھی اپنے الے
زیر ہی نہ کیا بلکہ اسکی بیٹی مندھری سے شادی کر کے راکشس کی جان بخشی کی ریکھ نشی آپ کی بہن بہ
مدرت تھی سب کھا بھرتو نے شادی کا انکار کیا تو اپنے زبردستی گلے باندھ دیا اس کی پیش نہ جانے دی۔
پاتال کے کھنک اور باکی ہر تو آپ سے حراج داور اچھس سب کو اپنے بتی بلا دی جب ایسوں
ایسوں کو آپ نے کر چکے تو انسان پیڑ ہی کیا ہے اور پھر راجپند جو پھتری ہماروں کے سامنے کھٹ

مال ہی نہیں آپ کا اقبال تو آپ ہی کے حصے میں ہے لیکن راجیوں کو تو آپ کا فرزندانہ جیت چینی کر دیگا اندر جیت ایک طرف تھا اور اندر بیوتاؤں کی فوج لے دوسری طرف لگ رہا تھا کچھ کر کے نہ بارہ سو راج ۴۹ یا یو جی چھوڑ بھاگے شکست تو مگر گئی گدڑ رسول خیر باقی رہنہ گھڑے سب بیکار ہو گئے میدان سر کیا آپ کے اندر جیت نے سب لوتا ایک سی میں بند ہوئے انکی چلنے سے سر اور تیرا سر کھڑے دلے اسکی بائی کچالی ٹکلی گئی خیریت ہوئی کہ برہما جی نے منت سماجت کر کے سب بیوتاؤں کو چھوڑ دیا نہیں تو قید خانے میں گل بٹھاتے جب ایک اندر جیت کے دست قدرت کا چال سے تو پھر راجیوں کی کاخ کیا فقط اندر جیت مخالف لشکر کے لئے کافی ہے۔

سرگ ۸

راون کے زیروں کی چمے گوٹیا

اس وقت راون کے تمام وزیر دو باہیاں بنے ہوئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ ان سے بڑھ کر نہ کوئی راون کا خیر خواہ ہے نہ شہ زور پرست نہ راجیوں کا اس کے دست بازو سے اچھے اچھے جیلے کا پتے تھے یہ راون کے سامنے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ آپ اُپاشت بھوکے راجیوں سے ڈرتے جاتے ہیں اس کی بساط ہی کیسا ہے انوکھ دھرب راجیوں سب مجھ سے ہاری مانتے پناہ مانگتے ہیں پھر بازو کے لشکر کی ربا اٹا بھی اُپاشت رہ کر بیچے تو سب کرل کے رکھ دوں ایک ہنومان چوری سے لنگا چلا گیا تو کیا ہوا درمنہ پر تلوار کھاتے اور منہ جوڑ لڑائی لڑتے ہیں جو ٹوٹکی نہیں یہاں تو جس وقت خم ٹھونکیں اندر بھی تو موچیں نیچی کر لے آپ کا لنگا جانے سے لڑ گیا یہاں سے اور بڑھ گئے میرا دل ہی چاہتا ہے کہ اسی وقت چلا جاؤں ہنومان چیری کیسا ہے راجیوں کے پکڑ لاؤں ہاں غیر حاضری میں نرغہ کا خوف وہ کوئی بات نہیں ہر مقام سے تیروں کی بوجھ پڑ کر کے آپ کے دشمنوں کو بستر مرگ پر سلا سکتا ہوں۔

آپ سے ضرور غلطی ہوئی مگر غلطی کو سمیٹا ہی چاہئے راجیوں کیسے ہی زبردست ہوں میرے جینے جی ان کے بنائے کچھ نہیں سن سکتی آپ اہلیہاں رکھیں پرست والا چاہتا نہیں آپ ہی ہوں میں پھر بڑھ گیا اور پھر بھی کس سے بازو سے اب لازم کھا جاؤ مجھے بستر نی پڑا تھا شکر ہے کہ راجیوں نے مولا سے دودھ لویا اب ہتھیاروں کو فون پینے سے ذرا میری ہوگی اور ہمارے ہوش سے پورے

ہونگے پرست کے بعد بھرت کئی دیکھ کر نہ بھر نہ ایسے زارے سلطنت نے اس بھلاہ کی
 تائید میں خوب بانی جمع خرچ کیا خوب شیخیاں بھجھاریں جی بھر کے ڈنگیں ہانکیں ہنوان جی کی
 شان میں حقیر الفاظ استعمال ہوتے وہ تو درکنار سری لچند رچی پر بھی خوب بوجھاڑ ہوئی ہر ایک یہی
 کہنا تھا کہ میں جانتا ہوں اور بھی فیصلہ کئے دیتا ہوں مگر بھرت بول اٹھا کہ نہیں حکمت عیسیٰ
 کام لینا چاہئے ہمارے راجپسٹان بن کر راجندر جی کے پاس جائیں اور کہہ دیں کہ
 بھرت جی کی فوج آگئی ہے جس وقت راجندر جی اس فوج کو لے ہوئے آئیں ہم اچار نکال
 دیں کوئی ہار کیا بنا لیگا یہ ملے سب کو پسند آئی سب لوگ تیر و ترکش باندھ چکے
 شراب پینے لگے اور جاری ہو گئے۔

سنگ ۹

راؤن کو بھجھکیں کی نصیحت

سب زارے سلطنت اپنے اپنے ہتھیار لیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے راؤن سے
 بھی کہا کہ راجندر وغیرہ کو اس سے بغیر نہ لوٹینگے۔

افغان سے اسی وقت بھجھکیں جی تشریف لے آئے اندرون سب کو سمجھا کر بھاڑا
 اور دربار میں جا کر کہا کہ جس کے انبال میں کمی معلوم ہو اس پر حملہ آور ہی درست ہے
 ورنہ خلاف سری راجندر جی کا دل صاف اور نیت درست ہے مگر یہ ایسے زبردست اور
 ملک مزید بیاں مئی لغوں میں کوئی مغلوب انضیب نہیں سب سب یوتاؤں کے عقیدہ
 ہیں ان سے نتیجہ جی جاکے ہنوان ایکساڑے باز مسند پر بچا نہ کر لگا چلا گیا ہزاروں سیر میر
 کے ہاتھ قتل ہو گئے کسی کے بازے کچھ نہ بچے تمام لوگ اس وقت سونہ سے تھکے جاگ رہے تھے۔
 تم نے کیا کیا کیا سری راجندر جی نے راؤن کا کوئی تصور نہ کیا نہ سرب نکھا ان کو چھیر دیا نہ
 کھڑکھن مارے جلتے میری رائے تو یہ ہے کہ ہمارے راؤن جانکی جی کو راجندر کے حوالے
 کیے سر سے بلانا لیں ابھی تو صرف ہنوان آئے تھے اب فوج آئی تو نہ جانے کیا ہوگا
 سارا راجندر اس سے بچھے روز نشیب ہزار دیکھے ایسا نہ ہو کہ لوگوں کا زخم آپ کی لکھا
 تباہ کر دے سب لگے اور جس کہ سری لچند رچی کی جگہ سے جس وقت تیر نکلیا راجپسٹان

گیگا بھانسنے نہنگی آپ صاحب اقبال میں عقلمندی ہیں آپ کا نظیر نہیں ہے فور سوچئے کہ خدا نے آپ
نہا ہی نہ آئے سینا جی لکھا کے لئے وبال ہو رہی ہیں بلا کو سر سے ہانا نہیں عقلمندی ہے
راون سے سری پھندرجی اور سیت جی کی عظمت تسلیم کی طاقت و شجاعت کا بھی قابل ہوا
مگر بولا کہ چیلے جان جائے اب کہہ چکا سو کہ چکا اب نہ مرے کاظم ہے نہ جیسے کی چاہ
یہ کہہ کر راون دربار سے اٹھ گیا اور بھبھکین کو اپنا سامنے لے ہوئے وہاں سے چلا جانا

سرگ ۱۰

راون کی خواب گاہ میں بھبھکین کی مکر فرمائش

دوسرے دن نور کے تڑکے بھبھکین جی راون کی خواب گاہ میں چاہنے پہاڑ زر سلطنت
کی بھی سکونت تھی ہر گان زیور جو اس تصویر بنا ہوا تھا مازنیان جمال سے مکان اندر
کا کھڑا معلوم ہوتے تھے تاج رنگ کا لطف الگ ہون اور دیدہ فرانی اور ہی لہجہ بھکین
ذوق برق لباس اور مرصع زیور آراستہ پہنچے تو راون کو جلا ڈنگھا سن پر رونق افروز پایا
باسٹ طرف بیٹھ گئے اور اٹھار اوٹ مزاج پرسی کے بوڑون کو اپنی طرف مخاطب کر کے تباہ
عرض کی اقبال دولت نیادہ صرم دشمن دست شا دشمن پا مال جب سمیتا کے قدم آئے لکھا
میں بد شکونیاں ہی بد شکونیاں نظر آتی ہیں مسزوں سویوں میں جب کیٹے سانپ جو
ہون کا گھی جونیٹوں سے خالی نہیں ہتا ٹائیروں کا درد و کھپٹ جاتہ ہے گھوڑوں کی آواز بھی اہل
لکھا کے پیٹ کی آگ زیادہ گہ ہوں اور اونٹوں کے آنسو نہیں تھمتے کتے بڑے زور سے ہوتے
ہیں گدہ چاروں طرف اڑتے اور چلیں دکاٹوں پر لسی رہتی ہیں سیار جب بولتے ہیں شرکی
طرف رخ کر کے بے علامتیں اچھی نہیں اس کا علاج یہی ہے کہ آپ جانکی جی کو لکھا سے دور کر کے
لکھا کو آنت سے بچائے میں آپ کا جان نثار بھائی ہوں جو مجھ آپ کی اور لکھا کی محبت
ہوگی جو دوزیروں کی ذات سے ممکن نہیں اس لئے عودہ لوگ ان میں لالچا لیتے ہیں ان کو سگھڑ پھاڑی
ہی میں سبزی معلوم ہوتی ہے کوئی بگڑے ملے سے لیکن میں ان کی خیر خواہی کے عزم
عداوت سمجھتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ راج کی حفاظت کیجئے ایسی سلطنت
دیوتاؤں کو کبھی نصیب نہیں ہو سکتی

راون پہلے تو سنار ہاگہ جب تقریر ختم ہوئی بولا بھینٹھا رکتا ہی ڈیل بڑھ گیا پھر بھی میرے سامنے کے بچے ہوتے رہے وہ آنکھیں میری میں آنکھوں کے برابر میں دیکھ سکتیں تھے نصیحت دے کر نہیں جاؤ گھر میں بیٹھو کھانے کا وقت آگیا راجندر جی جی ہاتھ دھو کر

سرگ ۱۱

راول لیٹا کا دربار عام

جب سے جاگتی تھی لیٹا میں پچیس اُن کی جان آفت میں تھی اس کا منہ چکی ہو رہا تھا۔ بھینک کی نصیحتیں اس کی ضدی طبیعت قبول نہ کرتی مگر جان نثار تھا کہ بھینک راستی پر ہے اس نے اپنے حاضیہ نشینوں سے کہا کہ اپنی اپنی رلے بناؤ مجھے بھینک کی باتیں نہ ہر معلوم ہوتی ہیں

حواشیوں نے سوچا کہ جب بھینک کی باتیں یاد ہوائی ہو گئیں ہم لوگ کس کیفیت کی ہو ہیں اس لئے سب نے ایک زبان ہو کر کہہ دیا کہ شوق سے مقابلہ کر لیجئے کوئی کر ہی کیا ہے راون کو یہ سنتے ہی انگڑائی آئی سسکا تا ہوا اٹھا رتھ کے آٹھوں ہوا سلیح سواروں کے گھروں کے ساتھ اڑے فوجی باجا بجنے لگا مہر چر کے جواہرات نور برستے ہوئے ذرا ہی دیر میں دربار عام کے در و دیوار پر ستارے سے چڑنے لگے حاضرین دربار بٹیاؤں کی اپنی نشست گاہوں پر کھڑے ہو گئے زنگار جڑاؤ منگھا سن پر راون نے زانو تہ کیا سنگھا سن بڑا ہی نفیس اور عجوبہ ور گار تھا چھ سو رکشوں کی تصویریں بسوکران کی اٹل صنائی کا منہ نصیحتوں نے اسی وقت بہار دان خجگر گزارا اور پہ سالاروں نامدار کو یاد کیا سب آکر سی فرش مرگ چھلکا بیٹھ گئے نشست درجہ دو تھی نذریں گزریں غوت تقسیم ہوئے عطر و گلارہ کی خوشبو سب پر بس گیا ابھی کوئی بات اور چھڑی تھی کہ بھینک جی بھی آئے اور ربار کی دُلق کچھ در کی اور

سرگ ۱۲

گہکھ کرن کی بیداری۔ راون سے گفتگو

راول لیٹا ربار کو سرری نظر سے دیکھا اور پرست زبیر سے کہا کہ حقا کا بہت

عمدہ طرح سے انتظام کرو۔ دنیا میں کدھ سکھ اور تفریق نقصان ہوتے ہی بہتر میں بیٹھ کر وقت بہت
 ہا زمانہ سب نہیں پستہ ہمتی سے شہر اور آدمی کمزور سے کمزور دشمن سے زیر سر جانا ہے تاکہ تم
 سب لوگوں کی مدد میں ہر جگہ فتح کا ڈنکا بجایا خوشی کی بات کہ میرا بیٹا کبھی کرن بھی آج
 چھ مہینے کے بعد خوابِ راحت سے جاگ اٹھا۔ خدا جاؤ اور کہو کہ میں راجندر کی محبوبہ رتنو اور
 جنگل سے اٹھا لایا۔ تین لوگوں میں ایسی حسین عورت میری نظر سے کبھی نہیں گزری تھی مگر ہٹ کی
 پٹی میری آنکھوں میں گرم کرنے سے انکار ہی کئے جاتی ہے اسے ضد ہے اور مجھے نصیحت اسی در بیان
 میں کہ یہ نرینکا کو جلا کر خاک کر گیا اور تم سوتے کے سوتے ہی کتاب راجندر پڑھائی کہ
 دلے ہیں اس لئے تمہاری دُرکار ہے راجندر کو سمندر کے اوہر ہی رکھیں اور میں ان
 کا قلع قمع کر دیا جائے تو دور دوسری کم ہوا اور سینا پور سے طور سے قبضے میں آجائے۔
 پرست شخصیت وقت یہ پیغام سنایا کبھی کرن آنکھیں لال سیلی کے ہوئے رہا میں آپنا
 اور ان سے بولا کہ اب آپ جھینکے ہیں۔ سہارا ڈھونڈتے ہیں سینا کو لاتے وقت بھی کسی سے
 بوجھ لیا تھا۔ راجوں کو لازم ہے کہ بلا مشورہ کوئی کام نہ کریں شاستری کی ہدایتوں پر نظر رکھیں
 پیسے کا کام بھیجے گا کام پیسے کے نام سے جو بے سوچے سمجھے کام کر بیٹھتا ہے اس کا سنی
 نہیں ہوتی خیریت خیر دشمن اس پر غالب آجائے انہوں کہ آپ اپنے آپ میں خود بچا لیں
 فی دانے کے لالچ سے پرند بھی اس طرح جال میں نہیں پھنستے خیراب جوڑا سوڑا آپ بچا لیں
 شراب سے غم غلط ہے جب کہ مذہبوں آپ پر آج نہ آنے دوں گے راجندر رتنو راجندر
 گیر اور یہ بھی سنا کر گیلے تو میرے ہاتھ سے نہ چھینکے۔

سرگ ۱۲

راون کے غتاب پر کبھ کرن کی خوشامد نہ تھی

کبھ کرن کی باتوں سے غم ظاہر تھا راون کی بھویں پر طاصی ہو گئیں کبھ کرن تو ریپان
 کر ڈر گیا کہ کہیں نرینہ چھ پر ہی نہ گرے کیونکہ اس کا نشا بھی یہ تھا کہ جا کی جی کو رنج۔ رتی
 کیا اس پہنچا دینا ہی غفہ نہ ہی پائش نے راون سے کہا کہ جو شخص سانپ اور ہرن کے جنگل
 میں شہر کا کر آتا ہے پھر شہر کی عمارتیں چھوٹی سی طرح جی جی کی پیا آگئیں تو ان سے

نرک لائق کب تک رہے ہی غیر عورت سے ہم بستری اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ آپ اندر۔
 کبیرہ برن کی گوشالی کر سکتے ہیں پھر راجپند سنگا فون کیا آپ انگلی چھاتی پر قدم رکھ کر
 دل کی ہوس نکالے اگر جانکی کتا نہیں اتنی تو مرغ کی تقلید کیجئے دیکھتے وہ کس طرح سرچی
 ساتھ زبردستی کے مطلب گانٹھ لینا ہے آپ کو کچھ ضرورت نہیں کہ اور لوگوں کی طرح داد
 دینے وغیرہ کی حکمت عملیوں سے کام نہ لیں بلکہ ایک دم سے ناراض شروع کر دیجئے آپ سے
 بول ہی کون سکتا ہے۔

راون اس تقریر سے خوش ہو گیا مگر اور لاکھ مشکل تو یہی ہے کہ جانکی جی کے ساتھ زبردستی کرنے
 سے مجبور ہوں ایک سستہ پونجی کستھانا می پلسر برہما کے یہاں کہیں جاتی تھی مجھے دیکھ کر لو اس نے
 منہ چھپایا اور میں نے زبردستی خواہش نفسانی پوری کر لی اس نے فوراً بد عادی ہو کر پرائی
 عورت سے پھر محبت کرے تو پر خچے پر خچے ہو جائے اس بد دعا کے خوف سے زبردستی کرنے سے
 محذور ہوں راجپند کو ابھی میری طاقت معلوم نہیں رہ نہ دھوٹے ہوئے شیر کو جھگڑنے نہ آ
 میرا ایک بانہن کے لئے ہت سے ہاتھی جھگڑ کی چاروں طرف لگی ہوئی آگ ہیں سے نکل نہیں
 سکتی یہی حالت میرے بالوں سے راجپند رکھی ہوگی بیشمار روج ہے تو کیا اندھا دیکھ
 دیندہ بھی ان کی حایت کرے گیے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

سرگ ۱۲

راون اور کبیرہ کرن کی تقریر پر بھجکین کی رازنی

کبیرہ کرن اور راون کی گفتگو بھجکین جی بھی بیٹھ ہوئے سن ہے تھے ان سے ضبط نہ
 ہوئے کہ وہ راج آپ نے میتا کو تیر نہیں کیا بلکہ جان بوجھ کر اڑھے ہے کہ ہنڈ میں چلے۔
 تیرہ میں اب پی ڈ کی صورت نہیں بلکہ غیرہ باز آئے اور بس سنگا کا خانہ اگر لاکھ گانٹھ فک
 کر کے جانکی چھ گوشینے کا خیال ہے تب بھی مضر نہیں لپنڈ رکا پہلادی، آرتھنہ پٹ دیگا۔
 اندر حیت کبیرہ کرن یکسو۔ پرست اور موور وغیرہ کا برتا کام نہ آئیگا تو ناؤ کی پرش
 سچ کی پتیا پتہ بھو لو۔ راجپند رچی سے سب اور بھاگ جائینگے راز دیونا اور گند بھر کو زیر کیا
 دیکھ نہ چند جہ سے سرگ اور پاتاں میں کبیرہ، بچاؤ نہ ہوگا راجپند۔ راج چچ ایشور میں تیرا

سرگ ۱۶

راون کا بھبھکین پر عتاب بھبھکین کا لنکا ترک تعلق

بھبھکین نے جس وقت اندر جیت کو کھری ستائی راون کو سخت نفرت ہوئی اس نے
 منہ پھیر کر کہا کہ مہرم شائستہ کے روستے تو من کی صحبت میں ہوا ضرور اس سے دوست بھائی
 اور خاندان بھی تھا ہو تو اس سے ترک تعلق درست کوئی شخص اچھے سے اچھا کام کرتا ہے تو اس
 کے عزیز و اقارب یوں اٹھ اڑا رہی کہتے ہیں گریل میں حسد کی آگ لگ سکتی رہتی ہے نفقار
 سے خوش ہوتے ہیں اس لئے اہل خاندان کا اعتبار کرنا کبھی جائز نہیں گمراہی جنگل میں
 دیکھنا ہوں کہ شکاری تو چھندے لئے ہوئے شکار کی ناک میں میں اور ابھی خوشیاں منا ہے
 میں پوچھا کہ خوشی کا کون موقع ہے شکاری سر پر سوار میں ڈرا بھی فوج نہیں دے کہ یہاں
 آگ سے ڈرے نہ پھندے اور ہتھیار سے کھٹکا ہے تو فوج والوں سے حضرت انسان ایکٹھا اس
 بھوس سے پاٹ دیتے ہیں اور میں ایک پاٹو اور سدھے ہاتھی کو بھی کھڑا کر دیتے ہیں ان ہم دم
 کی وجہ سے جنگلی ہاتھیوں کو چکھ ہو جاتا ہے اور عقل و ہمت کچھ کام نہیں کرتی یہی نہیں بلکہ تین سو کا
 تین سو اور بیسٹ کا پند دشمن ہے جب ہو کا ہوتا ہے تو ہم قوم باطل طاندان کی جیج ہے
 بھبھکین کو میرزا فوج اقبال نظر میں نہیں آتا میرے منہ ہی پر سیر دشمن کی شان و صفت کرتا رہا
 اٹی پٹی پٹھان ہے کہ راج کا ستیا ناس ہی ہو جائے جس طرح کنول کے پتے پر بوند نہیں ٹھہرتی
 اسی طرح نالائقوں کے پیٹ میں ت نہیں پتی جس طرح بھنڈے کنول کا رس بیکڑا جاتے ہیں
 اسی طرح فوج و مطلب عزیزوں کا حال ہے جس طرح ہاتھی نہلانے کے بعد سر پر خاک ڈالتا
 ہے اسی طرح سیاہ قلب لوگ کبھی ہی میٹھے بول بولیں مگر کپٹ چرے سے نہیں چھینا بھبھکین
 کو پائی تھا۔ اس لئے اب تک سر خاک پر نہ لوٹا میں اب منہ نہ دکھائے گا۔

بھبھکین نے کہا کہ دو بھائی کا بدلہ بدی اس نے فوراً ہاتھ میں گر لے لیا اور اپنے چاؤزیر
 کو دے اکاش پر جا کر بولا بھائی جتنا آپ لڑ کے برابر میں آپ کی بات کا جواب کیا دوں
 شائستہ کہے کہ گرو خواہ باپ یا بڑا کھائی بد راہی اختیار کرے تو اس سے علیحدگی ہنر اسی لئے
 ہمیشہ کے لئے رخصت ہیں گے منہ پر موت لکھتی ہے اس کی عقل درست نہیں رہتی۔

آپ کی طاقت بالو کا پل ہے آپ کو آپ ہی کے فعل خاک میں ملائیے لیجئے میں نے بھاری پتھر جو م کے چھوڑ دیا اب سری راجندر جی کی خدمت میں جانا ہوں آپ جاتیں اور آپ کا کام آپ کو اور آپ کے ہوا خواہوں کو لنگا مبارک ۔

سرگ ۱۷

بھبھیکن کی سندر پار پہنچناہ کی درخواست اس کے دل میں گمانی
بھبھیکن جی زریں کے ساتھ اوج ہوا پر کبھی کی طرح چہ راہ سگریو نے دور سے دیکھا ۔ تو
ہنومان جی سے بولے ذرا دیکھنا راجپس کہاں چلتے ہیں ضرور ہم لوگوں پر حملہ ہوگا ہوشیاری
لازم ہے ذرا ہی حفاظت کا انتظام ہونے لگا بانہ سا کھوکھ کے درخت اور پہاڑ کے ٹکڑے لگا کر رکھا
کر جنگ کے لشکر لبتے ہو گئے اتنے ہی میں دیکھا کہ بھبھیکن جی سمندر کے کنارے اتر رہے ہیں اور
کانوں میں آواز آنے لگی کہ میں کجوت راون کا چھوٹا بھائی بھبھیکن ہوں یہ شیر النفس سینا جی کو
سخت تکلیف دے رہا ہے میں نے ہر ٹیک ڈانگتہ وہ شرارت سے باز نہیں تار یعنی قریب لگ
ہو تو نہ علان کا رگہ ہوتا ہے نہ تیار اردن کی سستہ ہو کہ نہ مچلتا ٹون کی ہے ایسے شخص کے
پاس ہنر عقلمندوں کے نزدیک ظاف لسی لئے میں نے جو روئے اور غافلان کی کچھ پڑھ لی
دولت و ثروت پر لات مار کر سری راجندر جی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ لوگ خبر لیں
خیر اندیش غائبانہ جوش خیر خواہی سے حاضر در دولت ہے ۔

راجہ سگریو نے لفظ لفظ تو سن لیا مگر سری لچمن جی سے بولے کہ موقع نازک ہے جب
اپنوں پر اعتبار نہیں تو دشمن کے بھائی بندوں کی نیت کا کیا بھروسہ راجپس بڑے ذات
شریف ہوتے ہیں ان حضرات کا جو اعتبار کرے وہ بیوقوف نہ چاہیے جاوگر ہوتے ہیں
جو صورت چاہیں بنالیں اور یہ تو شاستر کے بھی ثابت ہے کہ دشمن اپنی کامیابی کے لئے کیا کیا
نہیں حکمت عمیاں کرنا پسندے تو بڑے خیر خواہ نہیں پھر گھری پھونک ڈالیں دشمن جسے وہ مل
کر دینا ہے دشمن سے دوستی کرنا سنا ہے کو دور ہو پانے سے زیادہ ضرور ناک ہے اور پھر
راکشس اور کون راکشس ۔ جانی دشمن راون کا بھائی ۔ ضرور دعا رکھی ہوئی ہے ۔ اس
لئے مناسب یہی ہے کہ اس کا خاتمہ کر دیا جائے ۔

سری راجندر جی نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ سب لوگ نے راجندر کے ساتھ کیا کیا کرنا چاہئے ممکن ہے کہ کبھی جھکین کے دل میں کپٹ نہ ہو اور وہ صادقاً ہی سے پناہ دیں آیا ہو
حاضرین۔ آپ بڑھ کر کون دراندیش ہے ہاں آپ غرت افزائی فرماتے ہیں تو آپ کی
خبریاں ہیں نہ ہم میں عقل کا مادہ کہاں ہے
سری راجندر جی۔ نہیں نہیں یہ بات نہیں میں آپ سب کی رائے سننا چاہتا ہوں چار

راہیں بہت فائدہ مند ہوتی ہیں۔
انگد ناوتیکہ آرائش نہ ہو جائے نہ تو بے بیعتی کرنا چاہئے نہ بے اعتباری۔ "تادو سخن گفتمہ باشد"
عجب ہنرش نہفتہ باشد "جب تک انسان سے سابقہ نہ ہو تب تک کوئی کیا جانتے کہ دشمن ہے یا
دوست میری ہے کہ کبھی جھکین تو ٹوٹ گئے جائیں اور ہنومان جی لنگا میں گہرے لگاؤ میں رہا ہو گیا
جاسون میری راہیں تو یہ جانی دشمن ہے یا دلی رفیق کبھی جھکین کا اس وقت نہ ماضی از غفلت
نہیں راون اور دھری ہے ہی نہیں ہے کہ اس نے نکال باہر کیا ہو بر حال یا توں یا توں
میں دوستی دشمنی کا بھید لینا مقدم ہے مزارج پر سی میں ہوتا گیا۔

ہنومان جی۔ اے رگھو کل بھوشن آپ خرد مندی میں برہم پتہ ہم لوگ آپ کے ساتھ چیزیں کیا مگر
انگد کی رائے سے اتفاق ہے لیکن جب کبھی جھکین یہاں خرد و جو وہیں تو نہ کہ میں کسی سے جانے
کی ضرورت؟ غفلت لوگ جتانے سے دل کا حال سمجھ لیتے ہیں وہاں توں میں تو حال کھل جائیگا
جاسون جی کا فرمانا میری رائے میں رست نہیں کبھکین کو کسی خاص جگہ سے یہاں آنکی ضرورت
ہوئی اور نہ وہ جانتا ہے کہ راجندر کیسے جس بھائی بالی نے راون کو چھوٹے تانبے میں بارکھا
اُسی کو سری راجندر جی نے قتل کر دیا پھر کیا ممکن نہیں کہ اسی طرح کبھی جھکین بھی راون کی محراب پر
آباد ہو اور فرس کیا کہ کوئی خبر لکھا جائے اور کبھید لگائے گا یہ کس طرح ممکن ہے کہ سچ واقع
معلوم ہو سکے یا دوسرا آپ یقین کریں کیونکہ جب بردست سازش ہاں کا گمان ہے تو لنگا کا
کچا گولیاں نہیں کھینچے کہ کسی کو کبھید بنا دیں گے۔ میں نے کبھی جھکین کے الفاظ پہنچے تھے تو نہفتہ ایک
راستی کی بوجہ معلوم ہوتی تھی وہیں وقت آیا خوش خوش تھا چہرے پر شہرت یا خرد و غریبی کے بوجہ تانہ
تھے میرا ہست بہت غفلت سمجھتا ہوں اس نے ادھری ملکوں کا ساتھ دینا کبھی پسند کیا ہوگا اسے
آپ کے رست قدر کے لاکھ علم ہے بالی کے قتل اور سگر یو کی ناجوش کا شہرہ کہاں نہیں
میں لکھتا ہوں کہ وہ بالی کی طرح راون کی گوشالی کا نریشہ نہ ہے ار جانا ہے کہ راناوت کو لنگا۔

تو لنگا کا راج اسی کمال ہے ان خیالات سے سیرا مشورہ ہی ہے کہ اس کو باریابی کا موقع دیا جائے

سرگ ۱۸

سمری راجپوت راجی کی گورنمنٹ کی اچھکین ہانی

ہندوستان کی تقریر سمری راجپوت راجی کو بہت پسند آئی انہوں نے کہا کہ جو پناہ میں آئے اسکی ضرورت خاطر کرنا چاہیے میں راجہ سرگ پور کے خیال سے متفق نہیں کھجکین کبھی غایتے کو نہیں آیا سگریو۔ آپنا ہنومان جی کی تائید کلام تو فرمادی مگر یہ خیال فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کو مصیبت میں پھونڈ کر خاندان کے دشمن سے شے آیا وہ دوست بھی ہو تو اسکی ناکت کا کیا اعتبار سمری راجپوت راجی اس منطلق پر سگریو سے اور فرمایا کہ میں تمہارا اعتبار نہیں کرتا تم بھی تو بولی کے لیے ہی بھائی ہو جیسے کھجکین راجن کا ایسے خیالات ہیات ہیں تم سے زیادہ میرا رنج نہیں تم اپنے بھائی کے قاتل کی مہر دی میں جا بنا دیاں کر رہے ہو تو کھجکین پر زیادہ شک کرنا ضرور ہے اب ہادستی دشمنی کا خفیہ اس کی پراہ نہیں پوتا گندھرب چچہ راجس۔ دانہ کوئی دشمنی کرنے نہیں چھٹکوں کے سزاخن سے بہت ناہو دکر سکتا ہوں کھجکین پناہ میں آگیا تو آنے بھی دو۔ پناہ گیر کی بہتری لازم نہیں ہیں ایک دایت سنا ہوں سنو۔ ایک شکاری نے ایک کبوتری مار ڈالی کبوتر نے دوسری کبوتری سے غم غلط کیا جس سے غونچے ہوئے ٹکڑی دز شکاری بھوکا پیاسا پیٹ پڑے اسی رخت کی نیچے آیا جہاں کبوتر کا آشیانہ تھا بھوک بری چیز یہ کبوتر کی طرف دیکھ کر بولا کہ آج لو پیٹ پیٹ سے گار گیا شب نہیں جو لمحہ دو لمحہ میں جان نکال بیٹے پناہ میں آیا ہوں پیٹ کی آگ کھجکین کبوتر نے پیپا نا کر دی حضرت میں گناہ میں دیکھ کر نہیں آیا۔ سیکے ہونے کے آپ فکر مند نہ ہوں سچا چھوٹا ایکو فکر کیا ہم لوگوں کو چاہیے پیپا نہ دیکر کی فکر نہ ہو۔ کبوتر نے فرزند شکاری کے سامنے ڈال دئے اور جب اسے آگ کر فکر ہوئی تو گھونسا کی پیپا کے با شکاری نے بچے بھونے کھائے مگر پیٹ نہ پھرا کبوتر نے رنجہ زری نے سوچا کہ جب بچوں نے پناہ کی فکر کھی تو ہمارا بھی یہی فرض ہے۔ کہ نہ خورائیں نہ ایک عیب خور یا بندان۔ عیب کے معنوم پرکار بند ہو کر خود لغتہ نرم بن جائیں پناہ دہ بھی درخت کے نیچے اتر آئے اور شکاری کا پیٹ بھر دیا۔

آٹا فرما کر سری راجندر جی نے فرمایا کہ پرندوں اور جانوروں کو پناہ کی شرم ہے تو پھر کچھ
 تو یہ نہ ہوگا کہ بھبھکیں کو شرکا دوں۔ سکندر شہی اپنے فرزند سے کہا کرتے تھے کہ جو پناہ گیر کو
 پناہ نہیں دیتا وہ پانی ہے اس کی عقل اور طاقت باقی نہیں رہتی۔ یہ اصول بھی ہے کہ ایک بار
 کبھی کوئی پناہ مانگے تو کبھی دینے نہ کروں خواہ بھبھکیں کے دل میں دشمنی ہو میں ضرور پناہ میں
 لو لنگا اور نہ تجھے پاپ ہوگا بھبھکیں کو بلا لوسری راجندر جی کی اس تقریر سے سب بابر
 خوش ہو گئے سگریو کی ہنگامی بھی دور ہو گئی ہے۔

سرگ ۱۹

بھبھکیں سے ملاقات اور اس کا راج تلک

بھبھکیں جی کی طلبی ہوئی وہ بڑے ادب سے سامنے گئے قدموں پر سر جھکا یا راؤن سے ترک
 تلقین کی کیفیت سننے کے بعد سری راجندر جی نے پوچھا یہ بتاؤ لنگا میں کیسے کیسے درو
 کا گرج ہے۔

بھبھکیں۔ راؤن تو پرہاس کے برادان سے اپنا نظیر نہیں کہنا کبھی کرن بھی بڑا شہ زور
 طلعت کا بہاؤ ہے بہت بہادران صفت بھبھکیں کا سپہ سالار ہے تو طاقت ظاہر اندر جیت
 کئی بار اندر کر ہر چکا اچھی بھی اس سے پیچھے ہٹ گئی اور معافی اس وقت ملی جب نظر سے
 غائب ہونے کا علم سکھا یا لنگا کے راجپسوں کا دس کروڑ شمار ہے ہر راجپس میں قدر ہے
 کہ جو شکل چاہئے بنائے۔

سری راجندر جی۔ راؤن لاکھ زبردست ہو برہمن موت سے بری کر دیا ہے تو کیا دیکھ لینا
 میں اسے خاک پر سا کر ہونگا اور تخت سلطنت پر تم کو بٹھاؤں گا ہر جھڑک پاتال کہ راؤن
 بچ جلے تو اپنا نام نہ رکھوں میں لچمن بھرت اور سترمن کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ راؤن کو بے
 مارے اجودھیا میں منہ نہ دکھاؤں گا کوئی پانی دینے والا بھی پچائے تو میرا نام رام نہیں ہے۔
 بھبھکیں آپ کا یہ فیصلہ تو میں بھی اپنے امکان بھر فاقوت سے کسر باقی نہ رکھوں گا بیان
 قدموں پر نشا ہے سری راجندر جی خوش ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے بھبھکیں کو گھسے گھسے لگا
 اپنے برابر بٹھایا اور لچمن جی سے بولے کہ راج تلک کا سامان لاؤ کسے کی برتھی پوچھا کا

تھان جو ہو گیا راج چند رچی نے بھجھیکن کے ماتھے پر تک لگا کر کہا کہ لٹکا کا راج سہا کر
 لشکر خوش ہوئے ہر ایک زبان پر ہی الفاظ تھے کہ راو نے جو راج بڑی تہنیت سے
 تھادہ سری راج چند رچی نے صرف قد ہی کے صلہ میں بھجھیکن کو بخش دیا تھو تو ایسی نظر
 ہو تو یہ راج تک کی خوشی منانے کے بعد سری راج چند نے ہونان جی اور سگریو سے دریافت کیا کہ
 اب یہ بتاؤ کہ فوج کیونکر اس بحر فضا کے پار چلے جواب ملا کہ ہم دوز کے لئے تو آپ فکر نہ کریں
 جب چاہیں ادھر سے اُدھر چلے جائیں فکر نہ ہونا چاہئے کہ ساری فوج پار تیرے
 بھجھیکن سہاگر کو راج سگریو نے کھودا ہے جو آپ کے بزرگ تھے سری راج چند رچی
 اس سے التجا کریں تو ضرور راستہ دے دے یہ

سری راج چند رچی نے رائے منظور کی اور سندر کے کنارے کش کے آسن پر جا بیٹھے

سرگ ۲۰

راو کے حکم سے راج چند رچی فوج ہیں سا رو دل اور
 سکت چھس کی وانگی اور سگریو کی شناخت پر ان
 کی گرفتاری پھر چیدر رستم سے سکت چھس کی رہائی

جیت بھجھیکن ان کے دربار سے منتفر ہو کر راج چند رچی کی خدمت میں ریاب پڑا شاہ راو نے بھجھیکن
 ہو کر سر پہنے لگا کہ حریف سر پر آگیا ہے فوج کثیر ہمراہ ہے کس ڈھنگ پر لڑائی کی جائے اور
 کیونکہ فوج حریف کا شمار ہو کوں کوں افسر ہیں کن کن یوں سے مقابلہ ہوگا انکی طاقت اور زور
 باز کا اندازہ لگانا چاہئے راو نے اسی فکر میں متفرق تھا سا رو دل نامی راج چھس شاہ راو کے
 منتظر رہے رستم کی حکم شہابی کا منتظر ہوں اے شاد ہو تو نعمت خوار جائے اور کل حالات
 خدا تم عالی کے گوش گزار کرے ادھر گستاخ بھجھیکن حضور کن رہ کش ہو کر حریف کی فوج میں
 پہنچ گیا اس کے حالات بھی دریافت طلب میں پس تجھے نصرت کریں راو نے شہ فی الزور سا رو دل کو
 بھجھیکن کے پیچھے روانہ کیا وہ حالات دریافت کر کے راو نے کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری
 کیفیت بیان کی کہ تیرے حریف کی فوج بہت دھڑلہ کھائیں کوچ کر میرا لی ہے

رہم و لطف میں کل فوج کے مالک شیخ رشید اقبال کی شانوں کے چہرہ جھمکا رہا ہے۔ فتح و نصرت پار ہو گئی ہے۔ بالفضل سمندر کے کنارے فوج چلی ہوئی ہے اور سمندر سے راہ لگئی جاتی ہے اس قدر فوج ہے کہ چالیس کوس تک ہی کھائی گئی ہے۔ سپہ سالار شاہ راہن سار دول سے کیفیت سن کر دیر پا فکر میں غوطہ زن ہوئے اور سوچا کہ اب کوئی چال چلنی چاہئے۔ کسی کو بھیج کر سگریہ شاہ پتیا پورہ اور راجندر راجہ اجدوہیا میں باہمی بغض پیدا کر دوں جب ان دونوں میں لگنا ہو جائیگا تو فوج بے سر ہوگی کوئی کسی کا حکم نہ مانے گا پھر کچھ مشکل نہیں کہ حریف اپنا سہلے کر نکالے اور جنت کرے یا دونوں آپس میں کٹریں بالیک جی کا مقولہ ہے کہ شاہ راہن نے سکا نامی راجپس کو طلب کیا وہ عیار تھا اور دونوں میں فساد پیدا کر دینا اس کا اونٹنے خاصہ تھا جب سکا نامی حاضر ہوا۔ راہن نے اپنا دلی عنیدہ ظاہر کیا کہ تم ہوشیار ہو نہ شیبا فرزند دیکھتے ہوئے مجھ کو جو جہین کی فوج میں جاؤ اور راجہ سگریہ سے موقع پا کر لسانی کے ساتھ یہ بات کہو کہ شاہ راہن کچھ تمہارا دشمن نہیں اور نہ دوست ہی ہے تم کو شاہ راہن سے کیوں جی صحبت ہے وہ تم کو ایسے بھتی کے برابر جانتا ہے اگر دھارانی سینا کو ہرن کر لایا نہ نہیں کیوں اعتراض ہے تمہارا کچھ لگتا بگڑا نہیں راجندر انسان میں تم باز۔ انسان اور باز کا ساتھ ہی کیا۔ کجا اجدوہیا اور کجا پنا پورہ سبائی کا بھی خیال نہیں ہو سکتا پس سوچ سمجھ کر راجندر کا ساتھ چھوڑ دو اور کسندھ میں جا کر چین سے حکمرانی کر دو تم جانتے ہو کہ کسی دیوتا اور راجپس کی مجال نہیں کہ بغیر حکم شاہی لڑکا میں قدم رکھ سکے دیوتے اس کا پانی پھرتے ہیں راجپس اشاروں پر چلتے ہیں پس باز اور ان کی اتنی قدرت کہاں کہ لڑکا میں جاؤں اور صحیح سلامت واپس آؤں۔

سکا نامی راجپس ہی فرمان سن کر مستعد ہوا اور حریف کی فوج میں جا کر اصرار کر دیا کہ یہی پرندہ روپ بھر کر آسمان پر اڑتا ہوا فوج خالی میں اتر پڑا اور کسی رشت کی ٹپنی پر بیٹھ کر اس طرف نظر نہ کرنا کہ شاہ میوں کو کیا سوچتی کہ لڑکا کے راہنوں سے پرفاش پرکا دہرے راجندر بھر دے کہ شاہ سگریہ کو مناسب نہیں ہے راجندر رہے جنرل نے اس کے بھائی بالی کو مار ڈالا ایک دن ایسا آنے والا ہے جب شاہ میوں بھی انگد کے گھنے سے ہلاک ہو گان پریشو اس کو زار رہے سگریہ کو زیبا نہیں وہ ان کے خاص دشمن ہیں دشمن سے مل کرنا راجاؤں کا دھرم نہیں گو شاہ لڑکا سے رابطہ اتنی دھندلایا جائے تو سر اس نقش ہے کسی طرح کا زیبا نہیں

کیونکہ بالی اس کا دوست تھا جس طرح اس کے دل میں بالی کی وقعت تھی، اسی طرح وہ شاہ سنگریو کو سمجھتا ہے۔

بندوں کا قلم غنیمت اس پرندے کی باتیں سن کر دوڑ پڑا۔ کچھ رخت پر چڑھ گئے کسی ملاک پکڑی کسی نے پر سے ترن بایں بریت اس پرندہ کو گرفتار کیا۔ کوئی بال پر نوح رہا ہے کوئی منہ پر ہوا کر نلے پر بندہ اسی روپ اچھس ہو گیا اور نالہ کرنے لگا دہائی ہے دہائی دہجراتوں کے زمین سر پر اٹلی۔ سری بھگوان راجندر کا نام مبارک پڑنے لگا۔ اور کہا مجھے چھوڑ دو راجندر جی کی شرن ہوں گو اس وقت جاسوس کی حیثیت میں ہوں مگر سری راجندر کے قدموں کا پھر سے یہ پیر میرا ناخلاف شرع ہے مہرم شہا ستر میں طعی حکم ہے کہ دو پر لٹھا اٹھا نا نہ چاہئے شہا ستر میں نے تمہارا کچھ بنایا بگاڑا نہیں شاہ راون کے اشارے سے آپ کی فوج میں آیا ذاتی خط کوئی نہیں ہے۔ پھر کیوں مارا جاتا ہوں شہا ستر کا حکم ہے کہ جو درت لہجی پیرا مگر کسی کا پیغام لائے اس پر ہاتھ صاف کرنا درست نہیں پس آپ لوگ ہمیں چھوڑ دو۔ بیان کی امان دیں۔ سری م پیرا مگر پیرا مگر میں یادوں میں ترس آگیا اتر سے سرخ کر دیا کہ پس ہو چکا اپنی ستر کو پہنچ گیا۔ چھوڑ دو سیک راجھس چھوٹ کہ آسان میں پراں بڑا اور بلند آواز سے راجہ سنگریو کو جھٹک کر اس طرح گریا بڑا کہ میں جاتا ہوں مگر شاہ لنگا جب مجھ سے پوچھتا تو کہیا کہ تو لگا سنگریو نے جواب دیا کہ رہنا مجھے تم سے تنہا نہیں تم سوست ہو نہ دشمن اور نہ تم سے مجھے کوئی آئندہ امید ہو سکتی ہے پھر کیا وجہ کہ میرا تمہارا ساتھ دوں سری رام کے قدموں کا سہارا ہے انہوں نے مجھے یہ عزت دی کہ اس وقت کر دیا بندوں پر چڑھنا اور ہا ہوں راجندر میرے سر تاج ہیں اور تم ان کے دشمن پس سہا وکھی عدد ہو بالی میرا دشمن تھا انہوں نے مار کر جان بچائی اب میں تم کو ہلاک کر دوں گا ایک منتفیس بالی نہ رہ گیا۔ کیونکہ نور راجندر کا عدو ہے ان کے پر خاش سے دیوتاؤں میں بھی طاقت نہیں کہ تجھے امان دے سکیں۔ اگر سری شیوجی اور سورج نارائن بھی راون کے حامی ہوں تو بھی وہ جان سلامت نہیں بچا سکتا سر دینا کہ عقل سے بھلا مرے جان بچا ہے تو سری بھگوان راجندر رچا کے قدموں پر گر کر دولت و ثروت کی عزت قائم رکھے مہا دیوتا اس وقت تک تیرا ساتھ دیتے رہے جب تک کہ تم، پند، برن نہیں کیا تب ہی شطاؤں کا شمار نہیں ہو سکتا بیچارے بڑے

سنت مازہ۔ تا توان جٹائی گدھ کو شمیر آبدار سے ہلاک کیا اس نے تیرا کیا بنگٹا تھا گوری
 دھارے میں تیرن کے عذاب درگزر کریں مگر جٹا یو کے خون ہونے سے کبھی دست کش
 نہ ہوئے۔ قرار واقعی سزا دیئے۔

شاہنگ یو اس طرح کلام کرتے ہوئے جب خاموش ہوئے آگد بونے اگر یہ شاہتر میں
 پیامبر کا زوال لکھا نہیں مگر یہ جاسوس ہے ہمارا سرخ لینے آیا تھا۔ سزا دینا ضروری ہے
 سگریو نے بندوں کو اشارہ کر دیا بندوں کا غول دوڑ پڑا اور اچھے کو تہمت کرتے کہ
 راجپس کو آسمان پکڑ لائے لات گھونسوں سے بے دم کر دیا سب اچھے لاماں لاماں پکا کر
 سری دھاراج کا نام مبارک بان پر لایا اور کہنے لگا کہ ہے پرانا امیری جان بچائے بندوں
 نے دم منبھ میں کر دیا تھ پاؤں توڑے دلتے میں آکھ پھوڑتے میں شریاگت ہوں اس بلا
 سے چھٹکارا دیجئے سری دھاراج نے فرمایا کہ بس ہو چکا دو دفعہ سزا مل چکی پھر موت ہی سے
 دوت کو مارنا حرام ہے بے مست رہا بھی ہے چھوڑ دو سزا کافی ہو گئی بندوں نے دھاراج
 حکم سے ہاتھ پھینک لیا اور سب لید ہزار خرابی لنگہ کی طرف راہی ہوا۔

سرگ ۲۱

راستہ مانگنے کی ضرورت سے سری بھگوان کی تین وز

سمندر پر پلو پاش سمندر کی الٹھانی سے رام بھین کی گفتگو

سری بھگوان راجندر سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے اس بات کے خواہشمند ہیں کہ آسانی سے لگے
 سمندر سے دیسے تو کلام نکل جائے تین شاہان درگزر چکے سمندر اسی طرح بے غل و غش رہا ہے
 پارہ جھوپ سری بھگوان کی تکالیف کی سمندر نے مطلق پرواہ نہ کی دھاراج کو طیش آگئی
 سمندر اس طرح زبانیگ فرمایا کہ یہ تو پارہ ڈنگا یا اسی سمندر میں ڈوب دنگا یا اس کا ناش ہی
 کرونگا سمندر آج ہے نہ کل کسی طرح سامنے ہیں تا راجندر دھاراج غصے سے کانپنے لگے چہرہ
 تہا آگیا آنکھیں لال آگے رہ گئیں بھین کی سے ارشاد ہوا اور سمندر کو سارا مطلق خیال نہیں
 آخر نیچے نوم ہے اپنی ذات پر گیا کسی طرح راہ پر نہیں آتا بھلے مانوں میں سوچ کر جہانوں

یہ مہربانی کرتے ہیں دیکھو شاستر میں بحین لوگ تین اوصاف سے متصف کئے گئے اول رستم نیا
کی پابندی دسر آئے ہوؤں پر مطلق مہربانی تیسرے شیریں بیانی سے تخیر قلوب کرنا انا لو
کے خاص جو ہر ہیں۔ جو لوگ خود سر میں اپنے سے اپنے اوصاف بیان کرتے ہیں یا جن کا ویش
فہم دو جھگڑا کرنے کا یا جو اپنے سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتے یا جن میں استقلال نہیں کو
نفس میں خبیث باطن ہو کر لوگوں کو سنا تے ہیں خود مطلبی میں ایسے لوگ نہ پانچکے سخن
ہیں ان لوگوں کو سمجھانے سے کام نہیں نکھنا لاتوں کے دیو باتوں سے رام نہیں ہوتے
یہ بھائی سمندر کو ایسا ہی سمجھو۔ اب میں تیرا تشکاف سے خبر لینا ہوں مہربانی جانو اور
مخوف آبی جب تک پامال نہ ہوگی۔ سمندر کبھی راہ راست پر نہ ٹیگا ایک ہی بان سے
تمام سمندر خشک کر دو نگار سا پ۔ مگر۔ گھڑ پال۔ مہلک جانور جو سمندر میں بے تے میں
آج ہی سب کا ناش ہو جائیگا۔ جن راجپسوں کا سمندر میں سکنا ہے وہ بھی ہمارے
بان سے ہلاک ہونگے سمندر ہماری طاقت اور دیر کی کا امتحان لیتا ہے اس کے دہن
میں یہ بات ہرگز نہیں کہ یہ دیکھو سنی بھی ایسے دیر ہوتے ہیں وہ ہمیں معمولی انسان
سمجھتا ہے۔ بزدل خیال کرتا ہے اس کے دہن میں ہم بالکل نازان اور حقیر ہیں۔
بدعاش کبھنوں پر مہربانی کرنے سے کبھی بھلا نہیں ہوتا جب سمندر خشک ہو جائیگا
ہماری فوج آسانی سے اتر جائیگی۔

بہری بھگوان نے وحشت اٹھایا اور نیز چلے پر چڑھایا زمین کا پنے لگی دیر بانی جاؤ
اور آبی درندے گزندے ہشت سے تھراٹھے راجپسوں کے بدن میں آگ لگ گئی۔
بدن پکھنے لگانے اب سے نکل کر پانی پر اتر لے گئے۔ سمندر کی لڑوں کے ساتھ تمام دیر بانی
جانور دوں کی طرح تیرتے دکھائی دئے لچھمن جی نے سوچا کہ بہری ہمارا جس وقت
غصے میں ہیں نیا مت پیا ہو جانے کا احتمال ہوا دوڑ کر قدموں پر گر پڑے اور منت سماجت
ہمارا ج کا غصہ فرد کیا عرض کی ہر کنا تریا نہیں آپ دھومیں دھوؤں کو غصہ نہیں آتا
آپے یا لو میں یا کیجئے اگر کسی سے خطا بھی ہو جاتی ہے تو آپ ہمیشہ درگزر کرتے رہے آج
نصیب اور مزاج میں اس قدر تند کیوں آئی برہمی اور کیجئے دیوتے بھی گھبراتے سے
ہیں بہما اندر۔ برن۔ گبر اگست بدندان میں ڈرنے میں آج ماہرے ہو جائیگی
بھگوان ایسا نہ کیجئے۔

سرگ ۲۲

سمندر کی ہدایت پل کی تعمیر

سری جھگوان بولے کہ ہے بھائی غمخواری اور سہمردی کا وقت نہیں سمندر کینہ ہے
 کینے خوشامد سے چڑھتے ہیں تمہاری سفارش ضرور مد نظر ہے مگر یہ کینت کبھی نہ مانے گا۔
 بان مارنے کی دیر ہے پانی خشک ہو جائیگا۔ ہمارا پاس نہیں کرتا۔ اچھسوں کا لالچ منطوق
 ہے پھر کیوں طرح دیجائے یہ کہہ کر بردہا ستر چڑھایا زمین پر آسمان تیرہ دتار ہو گیا نہ دیا
 پینے لگیں۔ پندرہوں کو جنبش ہوئی زمین کا تختہ الٹا پائتا تھا چاروں سمتیں ایک ہوئیں
 آفتاب و ماہتاب آسمان سے اترا آئے روشنی پھیلنی پڑ گئی شہاب ثاقب سے آسمان ٹوٹ گیا
 ہوا زور سے بہتی ہے درخت چڑھ سے اکھڑے ہیں ابر تیرہ دتار آسمان پر چھا گیا
 بجلی کو نہ لگی زمین و آسمان پر اور دیگر کی حد ابش بلند تھیں یہ قیامت خیز نمونہ دیکھ کر
 سمندر نے مقام سے ایک جو جس عیب یہ ہو کر نہ لے لے اور زمین روپ ہو کر پانی سے بڑا ہو گیا
 یہ علم ہوتا تھا کہ میرا پڑا ہے آفتاب طالع ہوا گ میں بدیہ ج من کی دار سوئے اور رتنوں کے
 زیور پہنے ہوئے کنول کی طرح دیدہ پر نور روشن رہا تھوں میں ہل بے بہائے ہوئے سہری
 ہر راج کیخروست میں حاضر ہوا۔ نذرانہ پیش کیا اور قدم چھو کر اس اطرع عرس پیر ہوا سکا پیا
 کرپا ندھان آپ کی شرن ہوں بے گناہ ہوں جو کچھ مجھے رفتار حاصل ہے آپ ہی کا حلیہ میری
 دسمن اس لئے زیادہ بڑھائی گئی کہ کوئی اس پار سے اس پار نہ جاسکے اور نہ میری سپائش
 ہو سکے سری ہر راج نے ہنس کر فرمایا خیر میرے نے بخشا۔ لیکن بردہا ستر کا دار خالی جانے
 والا نہیں کہاں چھوٹا جائے۔ سمندر نے عرض کیا کہ سری ہر راج اس بان کو شمال کی جانب
 پھینک دیں ورم کلپہ ایک مقام ہے جہاں چوڑا کو قزاق تے ہیں اکثر یہ لوگ مجھے ستائے
 اور میرا پانی چھتے ہیں مجھے ان سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یہ بان اگر وہاں پہنچا جائے
 تو پاپیوں سے وہ مقام پاک ہو جائیگا اور چھبھی مہاتما بھی سری ہر راج سے سمندر کہنے
 سے بردہا ستر و ورم کلپہ مقام پر پھینکے یا جس سے اس مقام کا نام مارداڑ ویش بولا جاتا ہے
 بردہا ستر چھوٹے وقت زمین کو جنبش ہوئی زلزلہ سا آگیا پہاڑ ٹوٹ گئے اور بان سا لہاں

چونکہ اور رسائل کا پانی زمین پر بہنے لگا جب ہی سے رورڈ ویش میں پانی کیا ہے کونسی بار پانی
 خشک زمین پانی کا اس کا بہنا ہے سری وارا راج کو درم کلیہ کے باشندوں کی حالت
 کزنس آگیا۔ بروان دیا کہ اس ویش میں لکشی برت مان رہی اور لوگ آفتاب سے سما ہی
 سے محفوظ رہینگے گھی اور وہ دھ کی بہتات ہوگی بڑی بوٹیاں جن سے واٹیاں بنتی ہیں کثرت
 سے پیدا ہوئی اس بروان سے رورڈ ویش آج تک پھر لا پھلا نظر آتا ہے پھر سمندر نے
 تعمیریل کے لئے یہ تدبیر بتائی کہ بسو کڑوں نے اپنے بیٹے کو بروان پر جس پتھر کو ہاتھ
 سے چھو رہینگے پانی پر تیرتا رہینگا۔ پدم پیل میں لکھا ہے کہ نل اکثر ساگ رام کی مورتیاں
 اکٹھا اکٹھا کر دیاسیں پھینک دے یا کرتے تھے اور وہ ڈویتی نہ تھیں اس لئے آپ نل جی کو ارشاد
 کیا کہ آسانی سے سمیت باندھ لیجئے کیونکہ ان کا مس کیا ہوا پتھر پانی میں نہیں ڈوبے گا یہ
 کہہ کر سمندر نے قدم چومے اور اجازت لیکر چلتا ہوا سمندر کے جانے پر نل سری راجندر کے
 حضور میں مقیم رہا کہ پل کی تعمیر کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے اجازت دیجئے تو میں اپنے
 کاروباری کو انجام دوں حالانکہ سمندر نے بڑی گستاخی کی اگر پہلے سے بنا دیتا تو اتنا
 غرصہ کیوں گزرتا بلکہ شک و ہیزا کے قابل تھا۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ سری حضور لب
 سمندر فرزند کیش ہیں اور سمیت باندھنے کی تدبیر سوچتے ہیں اگر یہ خیال کیا جا کہ سنگان
 عالی کی مزاج میں برہم پیدا ہو جائے تاکہ سمندر کے راجپس ہلاک ہو جائیں اور سمندر
 نایمواش راجپسوں سے پاک ہو جائے تو اس میں اس نے بھی اپنے ہی فائدے کا لحاظ رکھا
 یہ بھی ایک چال تھی خود مطلب لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اس صحت میں سزا کا مستحق تھا خیر جو
 ہونا تھا ہوا اپنے لئے بخشا آپ رحیم ہیں کریم ہیں آپ کا کوئی دوسرا نہیں جو چاہے کیجئے
 سری بھگوان تل کی باتوں سے مسکرا دئے فرمایا کہ سمیت باندھنے کی تدبیر کر دھم پانے
 ہی بندروں نے پتھروں کا انبار لگا دیا بڑے بڑے کوہ جڑے اکھاڑ لئے اور تل کے پاس
 ڈال لئے تینا درختوں کا شاخیں لائے اور پتھر اور درختوں کا ڈھیر لگ گیا نل ہاتھ سے پتھر
 چھو لیتے تھے اور بندر ہلاک کر دیا کہ سمندر میں پھینک دیتے تھے نیل پتھروں کو کیسے بھریا
 جیتے جاتے ہیں اور پل تیار ہونا چاہتا ہے سو تل لگا کر پل باندھ دیا کہ پل میں کبھی نہ ہو پتھروں
 اور درختوں کے ٹکڑوں سے کان لگائی بات نہیں سنائی دیتی پہلے روز چودہ جن و دوسرے روز
 ۱۰ جن تیسرے روز ۱۱ جن چوتھے روز ۱۲ جن پانچویں روز ۱۳ جن چھٹے روز ۱۴ جن

عرض دس جہن چوڑا اور اجون لبایل پانچ دن میں کھل تیار ہوگی بل کی تعمیر دینے اور
گندھرب آسمان پر دیکھتے تھے بل تیار ہونے پر سرری ہمارا ج اپنے اشنایو کا دھیان رکھ
سندوں اور بچھوں کی فوج لے کر چھے بند را چھتے کرتے کرتے چھے چھے چھے چھے چھے چھے
سویل پیار ملا۔ بند را اور بچھے اس پیار پر چڑھ گئے بھیمکین نے آگے بڑھ کر راستہ بنایا
پیار پر چڑھنا بے سود ہے میرے سوا کچھ نہ تھا۔ اتراؤ اور اس سے پر چلے جاؤ بھیمکین
نے بندوں کو پیار سے اتارا اور راچندر اور چھین سے عرض کیا کہ آپ کو پیادہ یا پیائی
نہیں تھی سہوان اور انگد کے کندھوں پر سوار ہو لیجئے یہ سن کر سہوان جی اور انگد
نے راچندر جی اور چھین جی کو اپنے کندھوں پر لے لیا جب سمدریا ہوئے راچندر
چھین اتر پڑے اٹیس جانب سگریو بائیں طرف بھیمکین جلو میں ہوئے کچھ فوج آگے جا چکی
سے کچھ پیچھے آتی ہے اکثر بند را آسمان پر جنت نکالتے آتے ہیں عرض اس طرح سے کل فوج
پار ہوئی ایک وسیع مقام پر جہاں کند اور مول بہتات سے تھے ڈیرہ پھیل گیا دپتے آسمان
آگے سری ہمارا ج کے حق میں علی خیر کر رہے ہیں اور ایشورت پر ایشورت ہے کہ خود بدست
دشمنوں پر ظفر بایا ہوں اور زمین ناپاک دھوں سے سبکدوش ہو۔ اور بھیمکین کا انہیں
کی آواز آئی کہ گھبراؤ نہیں بہت جلد تم کو ان ملعونوں سے نجات ہوگی اور تم نکاحیں
راج کرو گے پھر

سرگ ۲۳

فوج میہموں سرحد نکا پر

سورج غروب ہو گیا ہے آسمان پر ملکی ملکی سیاہی اور ڈر رہی ہے دن بھر کی تھکاوٹ دور
کرنے کے لئے فوج نے لکھارا کیا کندھوں پھیل لکھا کر پیادہ اور سرری ہمارا ج چھین جی
گوہر افشانی کرنے لگے آج کے دن فوج کو آرام دینا چاہیے کل صبح کو جاکر کھیتے فوج
خوش حال ہو گئی دشمن یا مال ہوگا شاگون بہہ رہے ہیں ہوا تیزی کے ساتھ پڑی درخت
چڑھنے اٹھ رہے ہیں بادل گر جاتا ہے کھلی کو نہ دھتی ہے آسمان سے خون برس رہا ہے پرندوں
کی کرخت آواز سے پردوں کا زہرہ آب آب ہوا اچھا تھکے سفر کی آواز ہے ہنس کھنکھانے

چیل راجھسوں کے سر پر بند لائے ہیں یہ خشکون بد میں لنکا پوری میں راجھسوں کا کال
 اگیاراون کی خیر نہیں ضرور اپنی سزا پر پہنچے گا اور یہ بچہ پاڑا کھاڑ کر لنکا کی جانب
 پھینک دیتے ہیں لچھمن بڑا بھاری کشت و خون ہوگا۔ خون کا سمندر بہیگا +
 راجچندر جی سے باتیں کرتے ہوئے سو گئے اور کے تڑکے لنکا کی طرف کوچ کیا
 بندراور یہ کچھ چاہتے ہیں کہ کسی طرح جنگ چھڑ جائے اور ہم اپنے حوصے نکالیں +

سرگ ۲۲

فوج کی آراشگی اور سری سینا جی کے ہجر میں بھگوان راجچندر کی آوری

سری ہماراج کا لشکر آب شور کے کنارے لنکا کے قریب ایک بہت بڑا میدان میں
 ڈیرا ڈالے پڑا ہے نیلے بھالے درست ہوئے ہیں جس طرح چاند ستاروں کے بیچ میں جگمگاتے
 کرتے ہیں اسی طرح گھوڑوں کے آنتاب سری راجچندر زیر اور سپہ سالاروں سے بھرے ہوئے دربار میں
 خوشی انتہا کی روشنی پھیلا ہے میں چہرے سے لہری اور جگمگاتی ہوئی پیشانی سے خوش نصیبی کے
 جوہر عیاں ہوتے ہیں سیار بھویں مست آنکھوں پر وہ لطف دکھا رہی ہیں گویا دکنول کے
 پھولوں پر مست بھنورے کا جوڑا رس لینے کو ابرو کی ہر جنبش کے ساتھ اڑا ہوا نظر آتا ہے
 فوجی بہادر اور نوجوان سپہ سالاروں کی رگ رگ میں خون دھڑ رہا ہے کوئی تشنہ کوئی
 ڈنڈیل ہے کوئی پتھر اور کوئی دخت جڑ سے اکھاڑا کھاڑ کر پھینکا ہے ہے پھیری نوری
 باجے بج رہے ہیں شہر لنکا میں ہل چلا جی ہوئی ہے۔ فوج مخالف کے خون سے ہڑچھس
 کے دل میں چور بیٹھا ہوا ہے۔ فوجی باجے بج رہے ہیں اور راجھس اپنے اپنے اسلحہ درست
 کرتے ہیں کوئی تار سوت رہا ہے کسی کا بنام پر ہاتھ ہے تاکہ وقت پر تلوار کی گھسیٹ
 میں کاوٹ نہ ہو کوئی نہ بین صاف کر رہا ہے کوئی گھوڑا انتہا سے کوئی اپنی دھن میں بیٹھا ٹھہری
 الاپ رہا ہے ادھر سری ہماراج نے لنکا کی طرف نظر اٹھائی جنوب کی طرف سمندر کے کنارے
 ایک سرسبز منزہ طلائی قصر نظر آیا اس عمارت میں بہت گہروں یا لال خانوں کے علاوہ

راجپوت راجی کی دھائی دیکر اپنی جان کی امان چاہی سری ہمارا ج نے مجھے چھڑا دیا جہاں
 پہاڑ فوج مخالف کا شمار نہیں ہو سکتا سمندر کی طرح لہریں مارتی ہوئی آب شور کے
 کنارے اترا آئی میرے خیال میں کوئی بندر یا ریچھ ایسا نہیں جو آپ کے زبردست ہمت
 راجپوتوں کو ہلاک نہ کر سکے لکھا چاروں طرف سے گھر گئی ہے یہ ضرور ہے کہ آپ سے
 صاحب فہم و فراست کے آگے میری ضعف عقل کی صلاح ہی کیا مگر اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ
 یہ معاملہ طے ہوتے نظر نہیں آتا ہاں اگر سیتھی کو آپ راجپوتوں کے پاس بھیجیں تو شاید
 گتھی سجدہ بدلتے ورنہ سوئے کشت خون اور دولت کی بربادی کے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا
 آپ لکھ میں مختار ہیں اگر کین سلطنت سے مشورہ کر کے کوئی صلح کی تدبیر نکالنے ورنہ
 لکھو کو ہار چھپسوں کا خون ہوگا اور راجپوتوں کا پرستار نصرت کا جھنڈا انب کر دینگے
 راؤن میں لیٹھور سے سنا تا ہوں کہ ب لڑائی چھڑی گئی اور کب سیربان راجپوتوں کے جسم کو
 چھلنی کرینگے ہمارا چھپسوں نے بہت دنوں سے آدمی کا خون نہیں چکھا بھوکے پیاسے
 اور رام ٹھپمن کا خون پی کر زبان سے چٹھارے بھرینگے راجپوتوں کو دیر ہوئے مگر ہمارے
 سامنے ان کی دلیری کام نہیں ہے سستی آنتاب کے نکلنے ہی سازوں کی دشمنی مانڈ ہو
 جاتی ہے اسی طرح جب میدان رزم میں جاؤنگا تو راجپوتوں کا اقبال ٹھوکریں کھانا
 پھر لگا چرے کا جلا لکھیا کپڑا جائیگا ابھی راجپوت میری قوت بازو سے افس نہیں
 کبھی ہمارے مقابلے پر آمادہ نہ ہوتے میں رزم کو بزم سمجھتا ہوں میری کہاں میں ہے
 اور تیر آہن گزار میں کا بجا نیوالا ہے۔ دشمن کی نانت میں سے کم نہیں اس سے لکھ
 آواز نکلتی ہے وہی راگ ہے اس راگ سے ہمارا ناناچی شجاعان گرامی کیلے
 دل جاتے ہیں پتے پھٹ جاتے ہیں میدان جنگ محض قلعہ سرور کا بندر ہے
 اور زچھپوں کے بھاگنے سے جو آواز نکلیگی وہی گویا نال ہے اب کچلے پین کا کام
 نہیں لکھیا بزدلی جان نہیں بخشائی مرنے مارنے سے ہر طرح سے نفع ہے
 مانڈ تو غازی کہا ہے مرے تو سرگ نصیب ہو راجپوتوں کی کیا لینا دین ہے برن پیر
 ہمارے بالوں کی تاب نہیں لاسکتے حبیب شک جان میں جان ہے جا لگی ہے
 یہاں سے تیریں جا لگتی ہے۔

سرگ ۲۵

سک سارن کے ذریعے سے فوج خرس و میوں کی جانچ پڑتال

فوج مخالف کی آمد سے شاہ راون پیچ و تاب کھا رہا ہے سک سارن دیت سنے کھڑے ہیں راون پوچھتا ہے کہ راجہ چندلے کیوں کر آب شور پر پل باندھ لیا دیوتاؤں کی مجال نہ تھی کہ ہاتھ لگاتے انسانی طاقت سے بعید ہے ہرگز اعتماد نہیں ہو سکتا کہ بندروں اور ریچھوں کی مدد سے پل تیار ہو گیا ہو تم جاؤ اور دیکھو کہ تمام کیفیت میری روگردان خرس کی رو اس بات کا ضرور لحاظ ہے کہ فوج مخالف کس قدر ہے اور ان میں کوئی بہادر بھی ہے یا سب راجھسوں کی خوراک ہی ہیں شاہ سگریو کن کن بندروں سے مشورہ لینے ہے جو کیفیت دریافت کر کے ہمارے حضور عرض کرو۔

سک سارن حکم پاتے ہی خرساں و میوں کی فوج میں خلل ہوئے بندروں کا روپ بھرا حریف کی فوج کی جانچ کر رہے ہیں کہ کون بہادر ہیں اور کون دلیر ہیں ڈرتے بھی تھے کہ ایسا نہ ہو کوئی پیمانے تو جان بچاؤ شوار ہو سک سارن چاہتے ہیں کہ فوج کی تعداد معلوم ہو جائے مگر شمار کرنا بہت دشوار امر تھا بندروں اور ریچھوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے معلوم ہو جائے مگر شمار کرنا بہت دشوار امر تھا بندروں اور ریچھوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے جنگ کی تمنا نہ ہو حکم کے منتظر ہیں کہ کب دھاوا بولا جائے اور کب سپر ہو کہ فوج عہد کو پامال کہیں۔ کوئی کتنا ہے کہ راون ہمارا ہفتے سے زنج ہو گا کسی کے لب پر سہ۔ گراؤں دیوانہ سہرا نکاس پھیر پر تو ہم اکیلے بھڑکی دالت دیکھ کر سک سارن چپے لگے کچھ میس سامنے تھے ہفتہ بچو لیا اور سری ہمارا ج کے سامنے خرساں کیا کرے وہ نو نیم خاصہ راون کے ہیں سرخ لینے کے واسطے آئے تھے سک سارن کے دل میں ہراس پیدا ہوا کہ جان کی خیر نہیں بندروں پر چھینٹیں لگا نیگے ہفتہ جوڑ کر نراہ کرنا نہ ملے ہے۔ بہرہو شاہ راون کے مرسل آئے ہیں ہمارا چھ تصور نہیں سری ہمارا ج نے تہتم ہو کر اور شاہ کی فوج دیکھنے کی تمنا ہے اتنی طرح دیکھ لو کہ ہنسی کن کے ساتھ ہو۔ نظر دور سے معائنہ کرو۔ وادست بہنے لم کر اماں دی۔ کہہ نہ پتا میری شہ سہرے خط۔

رہا نہیں سکا سارن سری مارا جگن کا کھل و غور و یکجہ کریت خوش ہوئے مگر کچھ بھی بھیکسین
سے خوف کرتے ہیں کہ یہ ضرور ہماری جان کا گاہک ہوگا زندہ نہ چھوڑے گا ساری ہمارا ج تاڑ
گئے حکم دیا خیر سید ہے لنگا چلے جاؤ ہماری جانب سے شاہ لنگا کو سمجھانا کہ جن بازوؤں کا
بھروسہ سینا بہن کر لائے انہیں بازوؤں سے میدان رزم میں جو ہر دکانا و تبت تہذیبی
بہادری ہے کل ہمارے پان لنگا میں پہنچینگے اور ہمارا شجاعت اور درانگی کا امتحان
لینگے سکا اور سارن دونو جاسوس راجندر جی کی جے جے کار کرتے ہوئے لنگا پہنچ گئے۔
اور شاہ لنگا سے ہمارا ماجرا سنایا اور سری مارا ج کے خالق کی تعریف کی راجن بھیکسین نے
تو ہارے میں کسر نہیں رکھی تھی مگر ذات مبارک نے جو رحم و کرم کی کان میں موزیوں
کے چنگل سے چھڑا دیا ہے شاہ بھر و بر راجندر لکھن بھیکسین اور سنگریوکل کے روز لنگا پر
وہاوا لینگے یقین ہوتا ہے کہ کسی راجھس کی جان بری نہیں ہو سکتی راجندر رسا خلیق اور مبارک
وین میں کوئی نظر نہیں پڑتا راکاوت شجاعت جسارت جتنی باتیں ہیں پیشانی مبارک
سے ہو رہی ہیں ہر بندہ اور کچھ متمنی ہے کہ کب ان سے مقابلہ ہو اور کب ان کی جے جے کار
اے شاہ ویران ہم تو ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں کہ دشمنی نہ کیجئے اور سری جاکلی جی ہمارا فی
کو دے دیجئے یہ

سنگ ۲۶

راون کا اپنے قصر سے فوج مہول کا مٹا

سکا کی زبانی یہ کلمات سنئے ہی راون کو طیش آگیا اور کلمات درشت کہہ کر اپنے
جہر ہارے نکال دیا پھر سارن سے مخاطب ہوا میں نے اس سے نہیں بھیجا تھا کہ ہمارے
آنا بیک بنو دیلے اور گندھرب ہماری سے میں دخل نہیں دے سکتے تھے پھر یہ کہی ہوا اور
راجندر کی حقیقت یہی کیا ہے جنگل کے تپس فاقہ مست رکنمول کے کھانے والے لے اتنی
طاقت کہاں کہ ہمارے مقابلے کی تاب نہ سکیں ابھی بچے میں کسی مرد سے سابقہ نہیں ہوا
سینا اپنے میں ہمت چاہئے یہ جال نہیں کہ میری زندگی میں سینا کو چھڑا دیں مینا میں کرنی

سرگ ۲۵

سک سارن کے ذریعے سے فوج خرمیوں کی جانچ پر مال

فوج خرمیوں کی آمد سے شاہراہوں میں بیچ و تاب کھا رہا ہے سک سارن دیت سلسلے کھڑے ہیں رات پوچھنا ہے کہ راجہ چند نے کیوں کر آب شور پر پل باندھ لیا دیوتاؤں کی مجال نہ تھی کہ ہاتھ لگاتے انسانی طاقت سے عبید ہے ہرگز اعتماد نہیں ہو سکتا کہ بندروں اور ریچھوں کی مدد سے پل تیار ہو گیا ہو تم جاؤ اور دیکھو کہ تمام کیفیتیں روبرو گذارش کرو اس بات کا ضرور لحاظ ہے کہ فوج مخالف کس قدر ہے اور ان میں کوئی بہادر بھی ہے یا سب راجھسوں کی فرائض ہی ہیں شاہ سگریو کن کن بندروں سے مشورہ لیتا ہے جو کیفیت دریافت کر کے ہمارے حضور عرض کرو۔

سک سارن حکم پاتے ہی خرمیوں کی فوج میں خلل ہوئے بندروں کا رویہ بکرا حریف کی فوج کی جانچ کر رہے ہیں کہ کون بہادر ہیں اور کون دیر میں ڈرتے بھی تھے کہ ایسا نہ ہو کوئی پہچان لے تو جان بچا نادشوار ہو سک سارن چاہتے ہیں کہ فوج کی تعداد معلوم ہو جائے مگر شمار کرنا بہت دشوار امر تھا بندروں اور ریچھوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے جنگ کی تہ نہ ہو حکم کے منتظر ہیں کہ کب دھاوا بولا جائے اور کب سینہ سپر ہو کر فوج بدر کو یا مال کہیں۔ کوئی گناہ ہے کہ راتوں ہمارے ہاتھ سے نہ بچ ہو گا کسی کے لب پر سہا ہے کہ اندر دیوانہ سمرانتک بغیر تو یہ تو یہ اکیسے بھڑا دیوانہ دیکھ کر سک سارن چپے لگے بھجھکیں سامنے تھے ہاتھ بڑا لیا اور سری سری ہمارے کے ساتھ شہر میں کیا کر رہے وہ تو نیم خاصہ رات کے ہیں مرغ لینے کے واسطے آئے تھے سک سارن کے دل میں ہراس پیدا ہوا کہ جان کی خیر نہیں بندروں پر چڑھیں لڑکا ہنگے ہاتھ جوڑ کر تڑا تڑا کر رہے لگے تھے۔ پر کبھو شاہ راتوں کے مسلہ آئے ہیں ہمارے اچھے تصور نہیں سری ہمارے نے تہتم ہو کر اوشا دیا ہماری فوج دیکھنے کی تہا ہے اچھا طرح دیکھ لو کبھی بھگن کے ساتھ ہے کہ نظر دور سے معائنہ کر لو رومت ہم نے کم کر امان دی۔ کچھ نہ کیا میرا ہیشہ سوئے تھا۔ ہم ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں بے مست و پیا ہو تمہارا مارنا ہر مذہب میں

راویاں لکھا کا مذہب ۶
 سے خوف کرتے ہیں کہ یہ ضرور ہماری جان کا گاہک ہوگا زندہ نہ چھوڑے گا ساری ہمارا جان تاڑ
 گئے حکم دیا خبر سید ہے لکھا چلے جاؤ ہماری جانب سے شاہ لکھا کو سمجھا نا کہ جن بازوؤں کا
 پھر سے سینا ہرن کر لائے انہیں بازوؤں سے میدان رزم میں جو ہر دکھاؤ تب تمہاری
 بہادری سے کل ہمارے پاں لکھا میں پہنچنے اور تمہاری شجاعت اور روانگی کا انتظار
 لینگے سکا اور سارن دو نو جاسوس راچند رچی کی جے جے کا رکھتے ہوئے لکھا پہنچ گئے۔
 اور شاہ لکھا سے ہمارا ماجرا سنا یا اور ساری ہمارا جان کے خلق کی تعریف کی راجی بھیجیں
 تو ہمارے بارے میں کس نہیں رکھی تھی مگر ذات مبارک نے جو رحم و کرم کی کان میں موزیوں
 کے جنگل سے چھڑا دیا ہے شاہ مجرور راچند رچھیں بھیجیں اور سنگریوکل کے وزیر لکھا پر
 دھاوا لینگے یقین ہوئے کہ کسی راچھس کی جان بری نہیں ہو سکتی راچند رچھیں راجیوں اور سار
 دین میں کوئی نظر نہیں پڑتا۔ دکاوت۔ شجاعت۔ ہمارت جتنی باتیں ہیں پیشانی مبارک
 سے ہو رہی ہیں ہر بند راویر پچھ متنی ہے کہ کب راون سے مقابلہ ہوا اور کب آگنی کے جوہر دکھائیں
 اسے شاہ دیوان ہم تو ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں کہ دشمنی نہ کیجئے اور ساری جاگنی نئی ہمارا رانی
 کو دے دیجئے۔

سنگ ۲۶

راون کا اپنے قصے سے فوج بھول گیا

سنگ کی زبان یہ کلمات سنئے تھے راون کو طیش آگیا اور بھنات دھشت کہہ کر اپنے
 ہمارے نکال دیا پھر سارن سے مخاطب ہوا جس نے اس سے یہ نہیں بھیجا تھا کہ ہمارے
 راہیں بنو دیاتے اور گنہ حدیب ہارے ہیں اصل نہیں سے سیکتے تم بچا رہے کیا ہوا اور
 راہیں کی حقیقت چن گیا۔ پتہ نکل کے تپیں ناقدہ ست۔ کز مہول کے کھانے والے راہیں
 طاقت کہاں کہ ہمارے مقابلے کا تابہ لاسکیں ابھی بچے میں کسی مہم سے سابقہ نہیں ہوا
 سینا اپنے میں بہت چلے ہے یہ حال نہیں کہ میری زندگی میں سینا کو چھرا دیں میں میں کر

ایسا نہیں کھائی دینا جو ہم سے دو بدو ہو یہ کہہ کر اون نے سارن کا ہاتھ پکڑ لیا اور قصیر
 زبیر کے سر لٹکانے پر چڑھ گیا یہ برج اس قدر اونچا تھا کہ سات تاڑو متوازی باندھے جائیں
 شاید اسکی بندھی پہنچ سکیں شاہ لنگا برج پر پہنچتے ہی فوج میوں کو بغور دیکھتے لنگا سارن
 سے اشارہ کیا کہ تم بناؤ کون کون سپہ سالار ہیں اور سگڑ پوکن مصاحبوں سے مشورہ رکھتا
 ہے۔ سارن نے چیدہ چیدہ سپہ سالاروں کے نام بتائے وہ دیکھتے مل کھڑا ہوا ہے یہ اطراف مہمند
 کا مالک ہے فوج کثیر اس کی ہر اہی میں ہے شاہ سگڑ پوکن اس سے مشورہ لیا کہ تھے
 ہیں اور نیل کے پیچھے وہ تونڈر بیدرجو فیل مست کی طرح گرج رہا ہے ایک ہاتھ میں ہاتھ
 دوسرے ہاتھ میں رخت ہے اور لنگا کی طرف پھینکا چاہتا ہے یہی ہوا وریالی کا لڑکا انگد
 نام فوج میوں کا اعلیٰ افسر ہے ہفت اور دیری میں کسی طرح بالی سے کم نہیں اور سگڑ پوکن اور
 اور دیو سے اور مہمان دلاور جس کی طاقت اور زور کا امتحان آپ بھی لیجئے میں انکی تعریف کیا
 کیجائے لاکھوں واسطے کافی ہیں اور انگد کے مقابل جو بندر کھڑا ہے سات تاڑو لبا جس کا قبیل کے
 نام موسوم ہے اسے تخت میں ایک لاکھ ۵۰ ہزار فوج اٹا رہے پر کام کرتی ہے اس کا مسکن میاگر
 پہاڑ پر ہے اور وہ دیکھو جن کا منہ لال اور گارہ ہو رہا ہے یہ بڑے بیر اور سورہا ہیں نام بھی ان
 کا سیت ہے اور سیت کے پیچھے کندر نام بندر ہے جس کے لیے بلے بال ہیں اور تین تاڑو لمبی مہرے
 اور یہ بندر جن کے منہ نانے کی طرح چمکتے ہیں ان کا مقابلہ کرنا ٹیڑھی کھیر کا ورکا ہے اور
 لال منہ والے بندروں کو ہر وقت جنگ کی تمنا رہتی ہے بغیر جنگ کے ان کو کل نہیں پڑتی منہ کو نام بندر
 کی ہر اہی میں ایک لاکھ ۵۰ ہزار فوج ہے جن کی خواہش ہے کہ لنگا کو پٹ کر فوج بشارا کی ہر اہی
 انکے پیچھے گواچہ نام کے بندر کھڑے ہیں لائق اور فوج کا پورہ پیچھے کھڑے انکی پشت پر بل نام بندر ہے
 سگڑی پشت پر ایک لاکھ چالیس ہزار سپہ سالاروں کی بغل میں تین ہزار فوجی ستے لے چکا کا منتظر ہے
 بیسن کی ہر اہی ایک لاکھ ۵۰ ہزار جوان ہیں پس کی پشت پر ایک لاکھ ۵۰ ہزار فوج لے بیست کھڑے جنگ
 باغیس طرف کرتھن نام کے بندر میں بڑے شہر ہیں کرتھن کے ساتھ ایک لاکھ ۵۰ ہزار کی فوج رکھی
 دے چکی ہے یہ کوئے نام بندر کے نعلانی میں ہے دونوں ہاتھوں کی فوج کا شمار نہیں ہو سکتا ہے

سرگ ۲۷

جاموان کی فوج کا معائنہ

سارن کہتا ہے۔ اے شاہ لنگا فوج میوں کے مختلف حالات بیان کر چکا۔ اب فوج

خرسان کی کیفیت سنئے رخسوں میں کوئی ایسا نہیں جو راجندر کے لئے خون گرانا فرض نہ سمجھے جتنے خرس ہیں سب جان پینے پر مستور ہیں ایسے ایسے زبردست ریچھ ہیں جنہوں نے کسی جنگ میں پیچھے نہیں کھلائی اور نہ بھی شکست کھائی۔ ریچھ سو کہ پہاڑ پر ان سب کا بسک ہے نہہرا کچھ اور دھڑا لیسے شجاع ہیں جن کے زور بازو کا واسطہ نہیں دامان ان سب کا راجہ ہے دیو اس کے سنگرم میں شاہ جامران موجود تھی۔ جس کو ایک سالہ ہوا شاد جامونت کو کبھی غصہ نہیں آیا دیونوں اور راجپسوں کے میں جب جنگ چڑھی تھی شاہ جامونت خوب لڑا اور اسی کی کمک کے دیوتے فخر باب ہوئے کالے برن کی فوج ریچھوں کی ہے یہ سب اندر کی اپنا کرتے ہیں ان کے بدن چاروں طرف سے چار ہی جوتن چوڑے ہیں جبکہ تھن جو آگن سے پیدا ہوا رسترن ہزار ریچھ کا ایک ہے کہ تھن ریچھ ایسا بلوان ہے جس نے عرصے تک سماں اور اس کے لڑائی کی اخیر سماں و سپاہوں انھن کی جیتی دریا پر پور و باش ہے انھن کے سامنے دروہر زچھ پہاڑوں سے ٹکر لگاتا ہے۔ اس کی طاقت سے زمین ہتی ہے کیسری کو تو آپ پہچانتے ہو گئے یہ ہنومان کے باپ ہیں اور سورج کی اپنا کہتے ہیں کیسری کی طاقت اتنا ہے اگر چاہے تو ایک دن میں لٹکا کو زبردست فوج میںوں اور خرس میں کوئی ہتھیار نہیں لگانا ان کے ناخن اور اڑت کیے ہیں انہیں ہے راجپسوں کو مانگیے پہاڑ اور رخت اکھاڑا کھاڑ کر لٹکا کو زبردست کر دیئے

سنگ ۳۸

سارن اور راون کی گفتگو

ہا ایک جی یوں گفتگو شروع کرتے ہیں کہ سارن راجندر جی کی فوج کا معائنہ کر کے شاہ لٹکا سے بولا کہ جتنے ریچھ اور بندر سامنے نظر آتے ہیں بڑے لچیم و نیم لچیم ہیں فی قد و قاس میں نڈل مست سے کم نہیں کسی کا قد بڑگہ کے برابر ہے کوئی پہاڑ سالہا ہے یہ اپنا جسم چھڑا اور بڑا بھی کر سکتے ہیں ان کی تنوری بہادری کے دیوتے ٹائل ہیں سنگر پو کے نڈیوں اور مشیروں کی تعداد جب ایک ہزار ایک سو ہے تو فوج کا شمار کیونکہ قیاس ہو سکتا ہے کل فوج اٹھارہ پدم سے کسی طرح کم نہیں و بدر۔ بین بندر ہمیشہ امرنٹ پینے میں اس لئے کہ

مارے نہیں جاسکتے ان سے شاہ لکھا کو خوف ہونا چاہئے اور سہوان سے تو دینا آگاہ ہے
 ہر نے چشم زدن میں لکھا کو بھنٹہ کر دیا اس بنا پر کہ میری تو بچپن سے آشنا ہے پیدرا
 ہوتے ہی کھوک سے بیاب تھا آسمان پیدا آفتاب طلوع سپور ہا تھا اس نے جست کی اور
 ۳۰۰۰ ہزار جو جن آسمان پہنچ کر سورج کو لقمہ بنا لیا۔ دیوتا سہوان کی جبارت دیکھ
 کر دنگ ہو گئے اندھکار پھیل گیا مخلوق ہٹے ہٹے کرتے لگی اندر نے یہ عالم دیکھ کر
 دہن میوں پر بکرا مارا برہمن نے فرشتہ کی تب کہیں سورج کی جان بری ہوئی دیوتا ولی
 اور اچھسوں میں کون ایسا ہے جو سہوان کا سامنا کر سکے توں جیموں میں بہتے پلین اور
 صنیم آگن ہیں مگر اس کی سی طاقت کسی میں نہیں اس لاور کی وقت راجہ اچھو دھیکے ل میں
 بہت کچھ ہے وہ لے کھائی سے بڑھ کر جلتے ہیں لکھا کے لئے صرف سہوان کافی ہے اگر وہ
 دل پر رکھ لے تو لکھا کا طبقہ اٹھا کر سمندر میں پھینک دے حکم کا پابند ہے سری جمانہ آجائ
 نہیں تے اس سے مجبور ہے اور وہ جو سانسے ٹھپک شالا پر سری رام لکھن برا جمان ہیں
 حقیقت میں نوریز داں ہیں آپ شام برن ہو کر بگتوں کو سکھ دیتے ہیں مزاج میں
 رعونت مطلق نہیں سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں اتنا کہ خلیق ہیں مقرر یا میں یکتا
 زمانہ ہیں دینا میں آپ کا نام روشن ہے پیر شاستر میں یگانہ آفات ہیں آپ کا قمر
 غضب کا ہے جنبش پاک سے دنیا تیر زبر ہو سکتی ہے زمین و آسمان آپ کے حکم کے پابند
 ہیں اگر چاہیں تو ایک تیر سے زمین و آسمان شکاف ہو جائے آپ کے چھوٹے کھائی کا
 نام لکھن ہے۔ سری ہاراج کو جس قدر اکتا آپ سے ہے اتنا اور کسی سے نہیں لکھن
 کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں لے شاہ و نامہ را دنیا میں کو ایسی سے بڑھ کر اور کوئی
 شے نہیں مگر آپ کا ہوائی ایشور نہ کرے کسی کا ہو کھجھکین گھر کا بھیدی ہے وہ دیکھتے
 سری ہاراج کے بائیں جانب بیٹھا ہوا لکھا کی طرف دیکھ رہا ہے لکھن جی اپنی طرف
 برا جمان ہیں کھجھکین آپ ضرور لڑ لگا کھائی کا پاس ہرگز نہ لگتا سہوان شاہ سیموں بیٹھا
 والا دیکھ رہا ہے یہ لا ہاراج راجندر نے گلے سے اتار کر دیدی ہے اس کا خاصہ یہ ہے
 کہ جبکہ گلے میں ہوا اس پر شمن نا ہو نہیں پاسکتا سگر پو ہاراج راجندر کا دست اس کے اپنے
 کھائی بانی کو قتل کر کے خود تخت پر بیٹھا بندوں پر حکومت کر لے ہر ہاراج کھجھکین سگر پو ہاراج
 سہوان نبل نل کی سری پیو نامی بند روں کے مشورہ لیا کرتے ہیں بجز مشورہ کوئی کام نہیں ہوتا

اے شاہ راجھسان! مجھ بوجھ کے کام کیجئے جس طرح ہو چند راں کو گھیر لیتا ہے ورنہ
ماہتاب ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ فوج عنقریب تم کا گھیرنے والی ہے۔

سرگ ۲۹

راون کی خفگی سارن راجھسین

شاہ راون سارن دت کی زبانی جب حریف کی فوج کا فضل حال سن چکا دل میں تو سمجھ
لیا کہ جو کچھ کہتا ہے سچ ہے مگر اپنا جدال و ہریت دکھانا مد نظر تھا اس لئے جھڑکی کر بولا۔
ہم سمجھتے تھے کہ عقل سے بہرہ ور ہے مگر بالکل گدھا اور احمق ہے اسے رائے نادان دشمن کی بڑائی
کرنے کا تیرا ہی کام ہے جو بات کرتا ہے خلاف دھرم کرتا ہے گوشا ستر اور راج ہنیت میں ڈال رہا ہے
مگر گفتگو کر سکی تیر نہیں کہ کون لفظ بادشاہوں کے سامنے کہنا چاہئے اور کن باتوں سے
اقرار لازم ہے جب ہمارے ہی وزیر اور صاحب حرایف کی بڑائی کرتے ہیں تو جیتنے کی کیا
امید ہے اتنے دن تک اپنے اقبال اور خوش نصیبی طالع سے سلوٹ کرتا رہا تم لوگ
نہایت گستاخ ہو گئے ہو مطلق نہیں ڈرتے اگر کوئی دوسرا راجہ اپنے دشمنوں کی بڑائی تویر
مصاحبوں سے سننا تو زبان کاٹ ڈالتا تم نہیں جانتے کہ آگ سے اور بھر ہے جان بچ
سکتی ہے لیکن راجاؤں کی آتش خشم سے بچنا محال ہے میں تو اسی وقت تم لوگوں کو مار ڈالتا
مگر چونکہ تم ہمارے پرانے مصاحب ہو اس لئے زندہ چھوڑ دیا ہماری آنکھوں سے اڈٹ ہو رہا۔
صورت سے نفرت ہے دور ہو سارن بہٹ گیا دیکر مصاحب راون کی تعریف کرنے لگے تب شاہ
راون نے اپنے ایک مصاحب مودرنانی سے کہا کہ جاسوس بلالامود راور جاسوس بلالیا
جاسوسوں کے آنے پر راون نے ان سے کہا تم لوگ پرانے غمخوار ہو ہمارے ذات پر سب
کچھ بھروسہ ہے جاؤ اور راجندر کی فوج سے یہ خبر لاؤ کہ وہاں کیا باتیں سوچی جا رہی
ہیں اور ان کی کیا رائے ہے تم لوگ یہ خیال نہ کرنا راون حریف سے ڈر گیا شاستر
میں لکھا ہے کہ دشمن کی طاقت عقل اور بہادری کی جانچ کرنا ضروری بات ہے سو
لوگ سر نیازم کر کے رخصت ہوئے۔ اور سارن دل کو ساتھ لیکر راجندر کی فوج میں
گشت کرنا شروع کی لیکن بھبھکین نے پہچان لیا اور کپڑے کے سری راجندر کی کے پاس

پہلے بندروں ترچھوں نے مارنا شروع کیا تب جاسوس لوگ سری رانچندرجی کی دہائی دینے لگے رانچندرجی نے جو رحم و کرم کئے سب میں خلاص کر دیا اور پھر وہ قتل لنگا میں واپس آئے راون سے کہنے لگے سگ سارن کا کتا چرے ہم کو بندروں نے پکڑ لیا تھا۔ اگر رانچندرجی کی دہائی نہ دیتے تو جان بڑی نہ ہوتی۔

سرگ ۳۰

سار دول اچھس کے استفسار حالات رانچندر

جاسوسوں سے حالات دریافت کر کے شاہ راون سار دول اپنے قریب صاحب سے بولا معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری مروت کی گئی میں دیکھتا ہوں کہ اگلی سی رونق چرے پر نہیں۔ چرمو کی چھائی ہوئی ہے اپنے حالات تو کہو کہ کیونکر گزری۔

سار دول۔ اے شاہ دس گندھرا کیا عرض کروں بندروں ترچھوں نے دیکھتے ہی پکڑ لیا خوب کو بہ کاری کی جو کچھ گزری زبان سے ادا نہیں ہو سکتی رانچندرجی میں ایک کبھی نہیں دیکھتا کہ بندروں اور ترچھوں کے سامنے ٹھہر کے میری رے میں تو آپس بھی اتنی جرات نہیں کہ اس غول بیابانی میں جا کر صاف نکل آئیں ضرور۔ آپ کے ساتھ بے ادبی جو جس وقت ہم لوگ حریف کی فوج میں پہنچے ہیں معاً بھجھکین نے پیمان لیا پھر کیا تھا بندروں نے لائوں گھولنوں سے پتھین نکال دیا ہمارا اس وقت کون مددگار تھا رام نام آ رہے آیا بندروں نے پکڑ کر تمام فوج میں گھمایا جس طرح لنگا میں ہنومان کو اپنے تشریف لے لیں اسی طرح بھجھکین نے ہماری گت بنائی یہاں ہنومان پر کسی بو کی مجال نہ تھی کہ ہاتھ رسید کرنا مگر ہاں ہمارا کچھ مر نکال لایا غرضیکہ ساری فوج میں گھومتے ہوئے جب ہمارا رانچندرجی کے پاس پہنچائے گئے اور ان کا نام لیکر دہائی تہائی پچائی تب نجات ملی تمام بدن زخموں سے چورے خون ٹپک رہے۔ جان ہی کچی بی خبر ہوئی رانچندرجی کس منہ سے تعریف کروں اتنی البیور کا اوتا میں جنہوں نے پانچ دن میں سمندر پر سو جہن لب پال باندھا ہم لوگ آپ کے نمک خوار ہیں آپ کی بھلائی چاہتے ہیں وند بیریں دسہن میں آئی ہیں سب بستر تو یہی تیریر کہ لڑائی موقوف کی جائے اور سینہ ناجی رانچندرجی کے پاس بھجھدی جاؤں دوسری بات یہ ہے

کہ اگر لڑائی ہی مرکوز خاطر ہے تو خوب ہوشیاری سے جنگ کی جگہ میرے نزدیک لڑائی سے بہتری کی صورت نہیں آگے آپ مختار ہیں +

لاؤن۔ یہ بات تو غیر ممکن ہے کہ سیناجی کو حوالہ کر دوں اگر دیوتا گندھرب بھی آئیں تو بھی جانکی کو نہیں دے سکتا راجندر تو انسان ہیں ان کی کیا مجال تم ہمیں سکھاؤ نہیں ہم خور پڑے بیٹھے ہیں ہاں یہ بتلاؤ کہ اعاد کی فوج میں تمام سپہ سالاروں کے نام کیا کیا ہیں اور وہ کن کی اولاد ہیں +

سار دول۔ شاہ مہیوں کا نام سگریو ہے یہ کل کا افسر ہے اس کے ہاں پکا نام رحس تھا۔ جب کی حکومت پنپا پور کسٹن رکھا میں تھی شاہ خرساں کا نام جامونت ہے جس کے زور کی انتہا نہیں جامونت کے باپ کے دو لڑکے ہیں ایک جامونت دوسرا دھرا ہے دھرا بھی میدان شجاعت کا شہر ہے سنومان کے باپ کیسری برہسپت جی کی اولاد میں ہیں سنومان کو تو آپ بخوبی جانتے ہیں آپ پر کیا منحصر لنگا میں کوئی متنفس نہیں جو سنومان کا نام لیتے ہی اٹھ جاتا ہو گھوٹا بند دھرم سے پیدا ہوا اور دو مکھ چندر مان کتین بندر فوج کے افسر رہا کی اولاد میں ہیں سوکھہ تو رکھہ بیگ و شجائی کا لڑکا انگد نہایت بانا جواں ہے اور انگنی کی اولاد نیل میں لاندہ سے پیدا ہوا تھا گنگو اچھہ گوئے سرب گندھادون یہ پانچوں لڑکے حران سے پیدا ہوئے ہیں اسی کمار کے دو فرزند دو بدہ میند کے نام سے موسوم ہیں یہ ہمارے انبندوں کی جتنی فوج ہے سب میں دیوتاؤں کا انش ہے اور سورج بنسیدوں کے آفتاب سری راجندر جی لڑے سر تھوڑے اچھہ کے نور نظر میں آپ ہمارا اچھہ اشواک کے پڑ پڑے اور گھوڑا راج کے نیرو میں آپ نے بچپن ہی میں تارکا کا مارتچ اور سو باہ کو ہلاک کیا کھر دو کمن ترسرا آپ ہی کے فوجوار نیروں کے عام میں بچے آپ نے وراز میں یگانہ آفاق ہیں لچمن جی آپ کے چھوٹے کیا بی کسی طرح راجندر کو رکھ نہیں نل جس نے سینت باندھا ہے بسو کراں کا لڑکا ہے۔ یہیم کوٹ۔ پلوگیم بڑے شجاع اور دلیر ہیں راجندر کی فوج سمندر پار ترائی اور لنگکا کا محاصرہ کر لیا ہے +

سگ ۳۱

راون اشوک بانگک میں سیناجی کے پاس

راون اٹھ کر دربار میں آیا۔ ان کا سلطنت اور دور دورہ سامنے ملک سے شہر

طلب کیا کہ یہ چڑھ آیا کس ڈھنگ سے لڑائی کی جائے اور کیا انتظام ہو جس سے
 قشیم پناہو سو کے شہر بدر کر نیکی کو نہی تہ بیر یہ ہیں رنہ برنیم مصاحب سب غور و فکر
 میں بیٹھے ہوئے اصدا جنگ پر فوج کر رہے ہیں سبور کسی کے منہ سے جواب نہ نکلا تھا
 شاہ یارن نے پھر ٹوکا خیر آج رات کو غرض کرنا۔ کل صبح اپنی اپنی راؤں سے آگاہ کر دیا یہ
 کہہ کر خود داخل محل ہوا امر اور ابھی اپنے اپنے گھر چلے گئے راؤن نے بیدار دھجھ پراس
 کو طلب کیا اور فرمایا تم اپنے عصر میں بیٹائے علم سحر میں عبور رکھتے ہو تمہاری ہوتی ہے
 اکثر یا بدلت نے بڑی بڑی لڑائیاں فتح کیں تم جانتے ہو کہ چاندوں طرف سے غنیمت نے
 چھایا ہے تمہاری لکڑی کا یہ ہے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ سحرے راجنہ کا سر ہوا یا جا اور یا
 ہی غنیمت نیار ہو اگر بنا سکتے ہو تو فوراً داخل سرکار کر ڈا اس کا اور یہ مغفول یا جائیگا
 بیدار دھجھ نے کہا بت اچھا تقبل حکم رالیں کیا دن کا سہے ابھی لاتا ہوں یہ کہہ کر مکان
 کو واپس ہوا اور کچھ عرصے میں راجنہ کا سر اور دھجھش بنا کر راؤن کی خدمت میں حاضر ہوا
 راؤن نے کہا مابدلت اشوک بالکا جہاں میں مقیم ہے جاتے ہیں جس وقت پھر رنہ
 حاضر ہونا شاہ لڑکا سمجھ بھانکے سیت جی کے پاس پہنچا راجنہ کی تعریف کرنے لگا سیتا
 رام چتر سے خوش تو ضرور ہو میں مگر راؤن کی صورت دیکھ کر کانپنے لگیں راؤن بولا ہے
 حبیبہ زرا گھوٹ گھٹا کھول آگے میں جہاں آرا دیکھنے کی مشتاق ہیں اب حق یہ وہ
 کرتی ہے جس کے بحر میں ہجال ہے وہ نور انہارے عالم جاوداتی ہونے آج ہی تو ہماری تیغ
 براں کی کاٹنے راجنہ کا نام دنیا سے مٹا دیا جس پر تجھے ناز تھا راہی ملک تم بڑا بیکار
 سوچ کرتی ہو دولت پر لالت مارنا تیرا ہی کام ہے عیش و عشرت سے دل چاہا کہ میں سے
 رہو اگر میری طرف ایک منہ نظر بھر کے دیکھ لو تو تمام نکا کا راج تم پر سے نصرت کر لوں
 راجنہ رنہ سے گئے حالانکہ وہ ہم سے لڑنے کے لئے بندوں کچھوں کی فوج لئے ہوئے
 سمندر آئے تھے شام کا وقت لوگ تھکاوٹ سے مضمحل تھے سو گئے پرست جی ہار بنا لار
 فوج ناگ میں تھے موقع پر فوج میں گھس پڑے ہماری فوج نے جا کر ستھرا ڈکڑا دیا اور راجنہ کا
 سر پرست نے شمشیر آبدار سے اتار لیا بھیکن بھی مارا گیا بھیمن اپنے کھائی کا سرٹ پڑا دیکھ
 کر باقیانہ فوج لیکر بکھر گئے کچھڑے ہوئے سننے میں آیا کہ اجدو بیاناہ جائیگے سبھی ہو کر جنگ
 میں بیٹھے سہاراں فوج سگریو نہنومان وغیرہ بھی قتل ہوئے بسمل آگند زمین پر تڑپا

ہے اگر یقین نہ ہو تو راجندر کا سر موجود ہے دیکھو جو جھوٹ بیچ ظاہر ہو جائیگا اتنے میں بیدار
 جھوٹے سر لاکے سبتا کے آگے رکھ دیا راوہ نے کہا دیکھو جس کے لئے تم بیتاب تھیں آج
 تمہارے آگے اس کا سر لٹا ہوا ہے کتنی تھیں کہ وہ بڑے ہی ہیں آج ان کی قدر و عافیت معلوم
 ہو گئی جانی کتنی اتار تھیں وہ دن کی باتوں میں کب آئیواں تھیں تاڑ لیا کہ یہ سر جادو سے بنایا گیا
 ہے میں بھی اسی طرح باتیں کروں تب یہاں سے سر کو دیکھتے ہی جانکی جی نے صرخت مارتی راوہ نے
 دھنش بھی آگے رکھ دیا۔ جانکی جی میں کر کے رہے لگیں۔

سرگ ۳۲

راجندر جی کا سر دیکھ کر جانکی کی آہ و زاری

سری جگدیس سنا۔ انی کا چہرہ روشن مرجھا گیا چڑا من دیکھ دیکھ کر بلا ب کرنے لگیں
 کہ اب کیکی کا منشا پورا ہو گیا کہ اپنے ناندان کا ناش کر دیا انے کی بیٹی تنہا راکون گناہ کیا کہ سری
 ہمارا ج کو بن باس دلایا آج تیرا ہوس پوری ہو گئی سری ہمارا ج نیکنٹھ سدھارے نساب
 چین سے راج کو کاٹنا تھا نکل گیا جانکی جی ایسے ہی باتیں کرتے کرتے زمین پر گر پڑیں
 اور پھر اٹھ کر بلا ب کرنے لگیں۔ اب بیوہ ہو گئی سہاگ جانا رہا کیونکر زندگی بسر ہوگی ہے
 پیارے آپ تو کال کو بھی مار بیولے تھے آپکی یہ کون گت ہو گئی کیکی نے آپ کو اس حالت پر
 پہنچا یا ہے۔ پر جھوٹے جھوٹ کر کہاں چلے گئے میں بیٹھی ہوں اور آپ کا سر میرے سامنے پڑا ہے
 مہمانا مجھے اٹھائے۔ ہے سو امی آپ تو راجہ دسرتھ سے سرگ میں مل جائیگے لیکن انسوس ہے
 کہ اسٹو اکٹھس کا نام مٹ گیا سری ہمارا ج پچھنے سے میرا اور آپ کا ساتھ ہے ایسے
 وقت نازک میں آپ ہم سے علیحدہ ہوئے انسوس کہ کوئی آگن دینے والا بھی نہیں ہے۔
 پر تمارا ت کو تو پانی مارے جاتے ہیں آپ نے تو کوئی پاپ بھی نہیں کیا پھر آپ کیوں مار گئے
 پچھن نے جی سہائی نہ کی کیسے بھائی تھے ان کا کلیجہ کیوں نہ پھٹا بیزاگ دئے چلے گئے
 سبیا ہی ہو گئے۔ ہے نارٹن بڑے شوک کی بات ہے کہ دنیا میں کہیں کی نہ رہی لوگ کہیں گے کہ
 راجہ دسرتھ کی بیوا اور راجندر کی استری بیوہ ہو گئی ہے۔ راوہ اتنا احسان کرو کہ ہمارا بھی
 سر کاٹ لو اور راجندر کے پاس رکھ دو شاہ لکھا جانکی جی کی باتیں سن کر کبیرہ ہوا اور بولا تمہارے

شومہ کا جسم بھی منگوائے دینا ہوں اتنے میں ایک چوہا مارنے اگر عرض کیا کہ مہاراج کی بلائیں دور ہوں خیر پڑا مال ہو حضور کو بہت سے بلا ہیں کچھ مشورہ کرنا ہے راوہ اشوک ہاتھ سے ڈرنا میں آیا تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ راجندر کا سر راوہ کے پاس گرنے لگا اور خیر نے انگشت بدندان ہو کر غرض کی پیشگوئی اچھا نہیں حضور پر کوئی آفت نازل ہوئی والی ہے اس لئے کہ راجندر مرنے والے نہیں یہ سکر راوہ نے شنائی اور نفیری کہنے کا حکم صادر کیا تاکہ کسی کی سمجھ میں نہ آئے کہ دزدیوں نے کلمات ناشائستہ زبان سے نکلے ہیں۔

سر ۳۳

بھبھیکن کی زوجہ سرن کی زبانی راجندر کی خبریت

سرن زوجہ بھبھیکن سری جانکی جی کو سمجھا رہی ہے کہ راوہ کی باتیں مکر فریب سے آلودہ ہیں آپ کو چھپنے آیا تھا۔ آپ اس کی باتوں پر دھیان نہ دیں جفا کا راوہ ہمیشہ مکر فریب سے کام لیا کرتا ہے اس کا یہ کہنا کہ راجندر ہلاک ہوئے محض نوبہ سری راجندر پر مانتا ہے کہ ادھر میں اس کی مجال نہیں کہ ان پر بیٹھ ہی آکھو ڈال سکتے وہ پاک ذات دیوتوں کی رچھیا کر نیوالی فوج میموں کی حاجی ہے اور خونخوار دیووں کو ہلاک کر کے عدم آباوہی بنا بیٹھی۔ اور اس کجوت کپینہ راوہ سے عنقریب آپ باہمی پاجا بیٹھی وہ ذات ذوالجلال رحیم دکریم ہے ان کے سامنے اس معون سفہ پر در کی حقیقت نہیں کہ ان کے تیر خارا شکاف کے سامنے بیٹھ کر سری لچھن جی بھی کہے تاز میدان جرات ہیں جس وقت شیر زبیاں کی طرح سیدھا رزم میں گونجینگے فوج راجھس گیدڑوں کی طرح بھاگتی نظر آئی راوہ کی عقل ماری گئی سحر سازی سے کام لینا ہے پیاری آپ سوچ نہ کیجئے سری مہاراج کا ادائے کرشمہ ہے کہ اتنے بڑے سمندر پر پل باندھ دیا اس پار آئے اور سیل پہاڑ پر فوج خرس میموں کی ہڑا میں فروکش ہیں گھوڑے نہیں میں اپنے کو ٹھہرے جو بہت اونچا ہے مہاراج کی فوج دیکھ کر ہوں اور راوہ نے بھی اکثر جاسوس بھیج کر حالات دریافت کئے ہیں اس کا دل بھی خون کھا چکا ہے۔ سب بوجہ کرکاری پر کر باندی اور آپ کو ڈرانے کے لئے آیا تھا ہے پیاری ادا کیو فوجی باجا نہ رہے اگر ذرا بھی راوہ کی باتوں میں سچائی کا رنگ نہ ہوتا تو جنگ کی تیاری کیوں کر بادل کو مہجرت

دواستقلال سے کام لو کچھ دنوں مضیبت اور زہ گئی ہے سری مہاراج دو رکھ دیگے۔

سرگ ۳۴

سیناچی کا اطمینان سران زوج بھیکن کی فہمائش سے

سران زوج بھیکن کی تسلی آمیز نصیحتوں سے سری سینا مہارانی کو کسی قدر تسلی ہوئی فرمایا۔
تمہارا کتنا ٹھیک ہے مگر باندھتا ہتھ پینٹے جیب آنکھیں پائے سران نے جواب دیا۔ مہارانی
آپ آگیا دیں تو سری مہاراج کے پاس جا کر آپکی رنج و مصیبت کی داستان سنا دوں کرو
جاو میں مہارت رکھتی ہوں نظروں سے چھپ سکتی ہوں پل بھر میں جا کر واپس آ سکتی ہوں
سری مہارانی بولیں جو تم ایسی ہی طاق ہو تو جا کر ذرا رادون کی خبر لو آخر اس کی منشا کیا ہے کیا
وہ لڑائی ضرور کریگا کیا مجھے سری راجندر کے درشن نہ ہونے دیگا بدھاتانے اس کی عقل
بھڑکتا کر دی تم رادون کے دربار میں جا کر دیاں کے حال لے آؤ۔ کہ کیا باتیں سوچی جا رہی
میں سران سکرا آئیں سوچو کچھ جتنی ہوئی رادون کے دربار میں پہنچی یہ سب کو دیکھتی تھی مگر تو ایسی
نظروں سے پوشیدہ تھی کہ کوئی اس پر نگاہ نہیں ڈال سکتا تھا۔ سران دیاں کے حالات
لیکر جانکی جی کے پاس چلی آئی۔ جانکی جی بہت خوش ہو گئیں۔ فرمایا کہ کو کبیا رنگت ہے
سران نے جواب دیا کہ رادون کی ماں سمجھا رہی ہے کہ سری راجندر ایشور پریان سے دشمنی رکھ
جانکی مہارانی لچھی اوتار میں راجندر کو دے دو سب لوگ سمجھا رہے ہیں کہ تمہاری ماں
ٹھیک کہتی ہے۔ لیکن رادون نہیں مانتا ہے۔ بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ راجندر انساں
نہیں ہیں کیونکہ سمندر پر پل باندھ لینا انسانی طاقت سے بعید ہے اور ہنومان جی کا حال
تو سب لوگ جانتے ہیں کہ لنکا کو جلا دیا اور مہتا سے لڑکے کو مار ڈالا۔ اس پر بھی دن نہیں
مانتا اور جس طرح مسک روپے کے لالچی ہوتے ہیں اسی طرح رادون آپ کو جدا کرنا نہیں
چاہتا۔ سری مہاراج رادون کو معہ کل فوج کے ہلاک کر بیٹھے۔ آپ کو اس قید سنگین
سے نجات دلائیے۔ سنو راجپس اور بندرغل جی سب ہیں لنکا میں تقارہ جنگ
نکھ رہے ہیں راجپسوں کے ہوش ٹھککا نے نہیں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ فتحیابی
ناممکن ہے۔

سرگ ۳۵

مال دان وزیر کا سمجھانا شاہ را دن کو

لنکا کے چاروں طرف بندر نشور غل کر رہے ہیں شاہ را دن اپنے وزیر دن اور صاحبوں سے مشورہ کر رہا ہے کہ اب لڑائی کیونکر شروع کرنا چاہئے تم لوگ کیوں خوف کھاتے ہو بندر اور ان قوم لوگوں کی خوراک میں سمندر پر پل باندھنے سے راجندر بہادر نہیں ہوسکے مال دان شاہ را دن کا ماننا سمجھانے لگا کہ آپ بادشاہ ہیں دشما ہو کر راج نیت جانتا ضروری ہے آپ بھی راج نیت میں عبور رکھتے ہیں یہ بھی جانتے ہیں کہ راجہ عدل دانصفا کے پابند رہیں عایا خوش ہے دشمن کو فتح کر نیکی کو شمشیر کرنا چاہئے دشمن تین قسم کے ہوتے ہیں اول جو اپنے سے زیادہ طاقتور ہو۔ دوم برابر کا زور رکھتا ہو سوم جگر زور ہو۔ کم طاقت والے سے جگ میں شکست پانا موجب خرابی اور بے عزتی ہے۔ اگر فتیاب ہوئے تو کچھ لڑائی نہیں ہوتی برابری کی لڑائی میں دو کو کمزور ہو کر آخر کار نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور اپنے سے زیادہ طاقت رکھنے والے سے لڑنے میں خطرہ ہے راجندر کے لڑائی کرنا درست نہیں ہے لنکا بندروں نے ہر طرف گھیر لیا ایسے دشمن کے ساتھ صلح کر لینا چاہئے لڑائی کی کوئی خاص وجہ بھی نہیں ہے اگر جانکی جی کو ابھی اپس کر دیں تو باہمی تقیض رفع ہو جائے اور نیاس نیک نامی حاصل ہو جنگ و سردار دیکھا معلوم کئے ظفر ہو اور کون شکست پائے راجندر دھرتا میں دھرم کی ہمیشہ جے ہوتی ہے بونے بھی راجندر کی جے کا ر منا ہے ہیں پرائی استری کا ہر لانا کیسے آدھرم کی ہانت ہے لوگ نفرین کہہ رہے ہیں کوئی خوش نہیں بخلاف آپ کے راجندر خلق و مروت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے پھر ان کی معجز نہائی اور کرشمہ دیکھ کر دل پر یقین ہوتا ہے کہ بلاشبہ ذات پاک ایشور کا دانا رہے رعایا ان سے خوش اور دہ رعایا کے ہر عزیز ہو رہے ہیں بخلاف اس کے آپ کی عملداری کے لوگ شاکہ ہیں رعایا بیزار ہے۔ ریشی مہی بد دعا دیتے ہیں لعجب نہیں کہ زوال سلطنت کا زمانہ قریب آگیا ہو کیا معنی کہ دیوتے۔ گندھرب ششی مہی۔ کہنہ حکش جیتے ہیں سب آپ سے متنفر اور آپ کی بیخ کنی کے دیوتے میں اگر دیوتوں سے لڑائی مٹنی ہوتی تو کوئی مذہب سوچ جاتی مگر یہاں تو برعکس اس کے ہے اول تو دھرم کے خلاف غیر دہ کی

نوجہ کو چوری سے نکال لائے اور اس پر سینہ زوری دکھانا اصول شاستر کے خلاف ہے۔ پھر راجندریشور میں ان سے لڑائی ٹھکانا سب باتوں پر طرہ کیونکر فتح ہو سکتی آسان سے خون کی بات ہوئی ہے شب کا لکنا و انت نکالنے اپنی مہیب صورت سے راجپسوں کے کچھ ہلاکے دیئے ہیں۔ گروں سے گدھے نیولے سے چوہا اور کتوں سے سور مڑتے ہیں آثار بخش ہیں یونانی آپ کے زوال سلطنت کے لئے تپ کر رہے ہیں کہ کسی طرح راجپسوں کا ماتش ہو جائے اس کے علاوہ ہر دوزخ کا میں شگون بد نظر آتے ہیں یہ کیا خرابی کا باعث نہیں ہے اگر اس خیال پر ناز ہو کہ برہما جی کا بردان ہے کہ میں اجرا اور امر ہوں میرا ماریوالا پیدا نہیں ہوا تو کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بندہ اور تیرے سلطنت کے خرب نہیں ہو سکتے انسان سے آپ کی موت نہیں لکھی رہی جاتی ہے کہ یا تھا کہ اتان اور بندروں سے رک اٹھاؤ گے وزیر مالوان اپنی نیک نیتی سے سب کچھ کر گیا مگر بد قسمت راون کے خیالات یہ دوزا بھی اختلاف نہ ہوا۔

سرگ ۳۶

مالوان وزیر شاہ لکنا کا غصہ

شاہ لکنا کے دل پر وزیر مالوان کے کلمات نشتر کا کام کر رہے تھے طیش کھا کر جواب دیا کہ تو بھی حریف نہ مل گیا جو اس کی بڑائی کرتا ہے ظاہر میں ہماری بھلائی کی تدبیریں بنائی جاتی ہیں مگر اندر سے چھری اور کانٹے کی طرح کلیجہ و فگان کر رہی ہیں جس طرح بھینکین ہمارا تالین بناتا آخر کار نکال دیا گیا شاید تو بھی وہی حالت اپنی کرنا چاہتا ہے اسے عقل کے اندھیلے بنا کر تیرا تیرا ہونا چاہتا ہے انسان دیوتوں سے مقابلہ کر سکتے ہیں کہیں مٹھی میں ہوا توہم سکتی ہے چن پر سینہ باندھنے سے بہادر نہیں گئے تو نے ابھی یو یو کی بھی نہیں ایری اور شجاعت کوئی دوسرا ہے اور سینہ باندھنا معاروں کا کام ہے سچا ہے اگر کہو کہ بہادریں کا مقابلہ کرے مگر مستطوہ کہ لکنا راجندریشور پر لکھنؤ پر اس بزدلی سے کی بد زبان گور سے نکال دیا ہو کہ شہر میں لکھنؤ سے سکینا راجندریشور سے استغناء اور حسن خلق کی تعریف کرے ہو کہ لکنا راجندریشور سے ہو کہ شہر سے مختل نہ ہو کہ راجندریشور سے تعریف کرے ہم آج بھی لکنا راجندریشور سے لکنا راجندریشور سے

سے جو شمال سینا میرے ہاتھ آئی اور اب اسکے واپس نے میں مجھ سے نبض ہوا میرا انیشہ
 نہ کر دیکر آہن گزرتی جڑ وقت حریف کی فوج میں پہنچنے کے یکدم ستھرا کر گئے کیا میرا بدل
 میرا انبال کی دشمنی جاتی رہی جس کے سامنے دیو نے گنا صرب راچیس کھڑے نہیں ہو
 سکتے وہ راون دہا کی کو کیونکر دے سکتا ہے میں نے جو عہد کیا یہ نہیں ٹوٹ سکتا جان بھی جائے
 مگر اپنے قول سے انزاف نہ کرونگا۔ کیا راچند کے سمندر پار آنے سے ڈر جاؤں اور اپنا عہد
 توڑ دوں؟ مالوان وزیر راون کی بہیودہ تقریب سے ہرنگوں ہو رہا تھا اس وقت تک
 جواب نہ دیا اور اٹھ کر اپنے گھر چلا آیا مالوان کے چاہنے راون نے وزیر راو اور صاحب جوں کے
 لیا کہ چاہے جان بٹے مگر سینا کا دینا روا نہیں فہ نکالنے پر بہت سیلار فوج کو بھیج دیا کہ
 نیم نوپرے روزے پر انتظام رکھو میگھا دشمنی روزے پر مقرر کر دیا گیا۔ وکن اور اتر کی مٹیوں
 ہموار اور سکا رن کی نگرانی میں رہیگی میں بھی اتر کے دروازے پر سے تیر بازی کو نگلا
 شاہ راون یہ حکم دیکر استراحت کے لئے محل خاص میں آیا ۔

سرگ ۳۷

راچند رچی کا اپنے زریروں سگریو۔ جاموان وغیرہ
 سے مشورہ کہ کیونکر لنکا میں جنگ کی جائے

شاہ سگریو سبیل پہاڑ چٹکن ہے اور سوچ رہا ہے کہ راون بوز بڑست ہے جس نے روٹے
 نشت کی دیوتاؤں اور دافووں کو جیت لیا دیوتاؤں تک میں تو اتنی طاقت نہیں کہ لنکا
 کی طرف رخ کر سکیں ہم تو بند رہیں ہم کیونکر اس خونخوار دیو کا مقابلہ کر سکتے ہیں بھیسکن
 جو اس وقت حاضر تھا بول اٹھا اے شاہ میوں جیوٹ کو اتار سے نیچے استقلال کی باگ
 روکے ہے ہم نے چار غاسوٹ بھیج کر لنکا کی خبر لگائی ہے راون نے اپنے قتلہ لڑکا کا انتظام
 سپہ سالاروں کے ہاتھ میں رکھا ہے مشرقی دروازے پر بہت فوج کثیر لئے تعینات ہے جو
 کی طرف ہموار اور بچیم دور درے پر اندر جیت کا پہرہ ہے شمالی دروازے کا متعلم خود
 شاہ دیوان ہے جس کی ہمارے میں ساٹھ لاکھ پیدل ۴۰ ہزار سوار اور ۲۰ ہزار رخ اور

دس ہزار ہاتھیوں کا جگمگٹھا ہے اسی قدر فوج ہر ایک دروازے پر تھیں ہے ہر ایک یو اپنے
 مالک کا دم بھرتا ہے اور خون گرانے پر مستعد ہے افسوس ساری سحر سازی میں یدِ طولیٰ رکھتے
 ہیں دن کا پروا بہت بڑا ہے جس کا شمار احاطہ امکان سے باہر ہے شاہ سگریو بھی بھینک کا ہاتھ
 لئے ہوئے ہمارا راجہ راجندر کی خدمت میں حاضر ہوا اور قہر میں ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا سری
 ہمارا راج نے بھی بھینک کی زبانی حالات سن کر ارشاد فرمایا کہ پرست اور بھی بھینک انگدا اور
 جہود رہنما اور اندر جیت کا جو مقرر کر دیا جائے اور ہم جہین جی کے ساتھ شاہ دن کی خبر
 لینے انگدہ ہنومان اور بھی بھینک فوج بیکار پور تھیں کچھ دکن کے دروازوں پر چڑھ کر ہیں اور شاہ دن
 سے میں خود منت لو لگا جاؤں گا۔ طوفان میں کچھ بھال رکھیں یہ رے سب کو پسند آئی۔
 چونکہ رات ہو گئی تھی سری ہمارا راج نے سو بیل بدست پر استراحت فرمائی خرس و میوں
 میں کھلا سہل چلی ہوئی ہے کہ کسی طرح صبح ہوا اور لکھا پر دھاوا بول دیا جائے اور ہم
 اپنے اپنے حصے نکالیں ۔

سرگ ۳۸

بشرِ صدر

راجندر جی سگریو اور بھی بھینک سے ذرا تھیں کہ آج کی رات غور و خوض میں بسر کرنا اور
 انتظام سوچ کر کس تاریخ سے آغاز جنگ ہو۔ حریف زبردست ہے وہ مطلق خیال نہیں کرتا
 کہ پاکبازی سینا پر ختم ہے وہ حصہ و عفت کی تحیم تصور میں ران پر کھینکنا قابو پاسکتا ہے
 خوف ہے کہ راون ملعون سینا پر دست درازی نہ کرے یہی ام رینا عاجز ہو کر اپنی جان نہ کھو
 بیٹھے اس لئے انتظام جلد ہونا چاہیے حریف کو دیکھ کر یہاں سب نہیں یہ کہہ کر خود بدلت
 پچھن جی کے ہمراہ و ضش بان لئے ہوئے ایک سادھی چوٹی پر چڑھ گئے سگریو اور بھی بھینک
 بھی ساتھ ہیں رات کا عالم تھا۔ قصر لکھا روشنی سے جگمگا رہا تھا سری ہمارا راج نے بھی بھینک
 سے استفسار فرمایا کہ کھن جان بڑی کسی چوٹی پر ہے بھی بھینک نے عرض کی کہ یہی شاہ
 لکھا کا قصر ہے وہاں یہ خوف ہے کہ آپ کا نام مطلق خیال میں نہیں لانا ناچ و زنگیہ لکھا
 شراب کھم لکھا ہے ہر گناہور ہا ہے سری ہمارا راج بولے جبر علیہ الصلاح بندوں کو راستہ

دکھا دکر وہ انہی طرح راجپسوں سے مقابلہ کر سکیں اور لکھا کے پیچ در پیچ راستوں سے واقفیت مکی حاصل ہو جائے ۔

مرگ ۳۹

استفسار حالات لکھا

لڑکے ترک کے بند اور کچھ سویل پہاڑی سے آئے اور اطراف لکھا میں چاروں طرف فوج
حد کا سرخ لینے کے لئے ریشہ دوانی کرنے لگے سامنے ایک قصر رزمگاہ دکھلائی دیا جس
کی ناکائے عورتیں عظمت و شوکت میں لئے زمین پر عظیم النظیر ثابت ہو رہی ہے کہیں غول میں
سر سبز درخت لہرا رہے ہیں کہیں خوشنما پرند درختوں پر چرکا رہے ہیں عجیب چل پل ہے مگر قصر لکھا
پر چڑھنے کا راستہ نہیں بند روں نے جست لگا کر شریع کی ہر جست میں پہاڑوں کو بچا دیتے
دیباؤں کو طے کرتے ہزار وقت قصر لکھا کے قریب پہنچے بند روں کی کرجت اور اس کا زور
صحرائی کا نہ ہوا آب بڑا جاتا تھا شیر چیتے بھاگ کر جنگلوں میں پدوش ہوئے پرند اڑ کر نہ جانے
کہ صحرانٹ ہو گئے کہ ایک کا پتہ نہیں قصر لکھا کی صفت سو جو جن سے کم نہ تھی دیوار طلائی
تھیں نیم یا قوت کی جوڑیاں لگی ہوئیں مینا کا رہی سے ہر دیوار جگمگا رہا تھا اس عمارت کے
نہاں جانب ایک طلائی گنبد آسمان سے بانیں کرتا ہوا نظر آیا اکثر شاہ لکھا تفریح کے لئے
یہاں آتا وہ یہیں یہاں کے پریشان نظاروں سے جی بہلایا کرتا تھا یہ گنبد جس میں چڑا
اور مینا جو جن اور کچھ غنچیکہ لکھا کی ہر شرافت سونے سے بنی ہوئی تھی تو نچوڑ دیووں کا پرہ
تھا کچھ اور بندر لکھا دیکھتے ہوئے راجپد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس قصر
زیبا کی تعریف کرنے لگے ۔

مرگ ۴۰

شاہ سگر لو قلم لکھا میں

سرور المرح سگر بد کو سنا ہوئے دیکھا چوٹی پر پڑھ گئے اور قلم لکھا کا غائر نظر دیکھنے
لگے شاہ راجن نہایت آن مایان سے تخت میں بر جلوہ افروز ہے چھوڑا ہوا ہے سمنہ

رنگ کی پوشاک زیب تن ہے میرے اور جواہرات کی مالگے میں پڑی ہوئی ہے راؤن کی سیبہ بڑی
 نیچا ہے اور بخوف بیٹھا ہوا ہے مشیروں سے ملا میں پوچھی جا رہی میں سگر پو شاہ لکھا کو
 دیکھتے ہی آپنے سے باہر ہو گیا اور چوٹی سے اتر کر جت کر کے قلعہ لکھا پر چڑھ گیا اور راؤن
 کے پاس پہنچ کر اس طرح گویا ہوا۔ تو مجھے پہنچا ہے اگر نہ پہنچا ہوتا تو جان لے کر شاہ سگر پو
 تیری خدمت کے لئے فوج کثیر لایا ہے میں اسی ذات ذوالجلال کا مطیع ہوں جو درود و جہاں
 کا مالک ہے سری ہمارا ج نے اپنے مشیروں میں داخل کر لیا ہے شاہ دیوان تو بھی کینے
 سے اپنے دل کو پاک کر اور شاہ عالمیان کے قدموں کا سہارا لے ورنہ تیرا سر ٹھوکریں
 کھاتا پھر لگایا کہہ کر تاج مرصع پر ہاتھ بٹھایا اور راؤن کے سر سے اتار کر زمین پر
 پھینک دیا راؤن نے سگریو کو پکڑا اور باہم لات گھونٹنے چلنے لگے راجپوتوں نے پہاڑ سے
 کیفیت دیکھ کر بہت خوفیہ اپنے سے ترتر ہو گئے فوج گھسٹا ہو رہی ہے کوئی ذات سے کاہتا
 کوئی ناخن سے گوشت اُتار رہا ہے جموں کا خون رواں ہے آخر کار وہ فوج کس گئے اور بے دم ہو
 کر زمین پر گر پڑے جب پوش آبا پھر اٹھ کر رٹنے لگے غش آبا پھر گستاخی طرح دو گھنٹے
 کال لڑائی ہوئی تھی دل بھول گئے کچھ دیر سستا کر مالا جھڑھ ہونے لگا راؤن نے سگریو کی ٹانگ
 پکڑی اور گھما کر دے مارا سگریو نے بھی اٹھ کر راؤن کی گردن میں ہاتھ دیا اور دوسرے ہاتھ سے
 پکڑ کر ایسا چکر دیا کہ راؤن چاروں شانے پت زمین پر آ رہا فوج بھی لٹ میں ہا ہا کا سہج گیا۔
 لینا لینا جانے نہ پاسے کی سدا ایش بنہ ہوئیں مگر سگریو نے وہاں ٹھیکر نامناسب نہ سمجھا اچھٹا
 کودتا سری ہمارا ج کی خدمت میں آکر پاؤں ہوا سری ہمارا ج نے گلے لگایا اور اسکی
 جہارت و دیریری کی تعریف کرنے لگے ۛ

سرگ ۴۱

قلعہ لکھا میں انگہ کی رانگی اور شاہ راؤن رو در رو گفتگو

سری ہمارا ج سگریو سے فرماتے ہیں کہ واقعی تم نے نہایت دیریری سے کام لیا مگر کیلے خانہ چھا
 نہ تھا ہم سے پوچھا بھی نہیں کہ یہ لوگ حریفانہ کے مقابلے میں کیسے نہیں جاتے کچھ بہادر ساتھ ہوتے
 تو انہیں نہ تھا پہلے فوج سے لڑائی ہوتی ہے نہ اسے جانتے بندہ میں اویسہ دلوں پر مچھتا کیسے

اور جاموں کو اندیشہ تھا کہ دیکھیں کیونکر شاہ سگریہ سلامتی سے اپس آتا ہے ایشور نہ کرے اگر
 تمہارا رویاں میل ہوتا تو ہم اور سیتا بچھن بھرت۔ تشریف ان سب کی زندگی کا رتھ ہو جاتی
 ہم اس خیال ہی میں تھے کہ چل کر تمہاری مدد کریں اتنے میں تم آگئے نہیں تو آج ہی خاتمہ
 تھا راہن کو مار کر لڑکا کا راج بھجین کے سپرد کر دیتا سگریہ بولا ہمارا راج راون نے آپ کی شان
 میں گستاخانہ کلمے کہے مجھ سے سہا نہ گیا۔ سری ہمارا راج نے بچھن سے فرمایا کہ سگریہ کو ٹھکانا
 پانی پلاؤ اور پھل مول کھڈا کر ان کی تھکاوٹ دور کرو۔ ذرا طبیعت ٹھکانے ہو تو لڑکا پر
 دھاوا بول لیا جائے۔ لڑکیاں شگون بد ہو رہی ہیں بادل گرج رہے ہیں آسمان سے خون
 برس رہے بچھن جی نے حکم کی تعمیل کی اور چوٹی سے اتر کر بندروں کی فوج میں پھل مول
 تقسیم کر لئے جب کہ راون سے فراغت ہو چکی سری ہمارا راج و منشا بان لئے ہوئے پیچھے
 اترے اور فوج لیکر لڑکا کا محاصرہ کیا۔ اتر دالے دروازے پر پہنچ کر ایک بان ایسا مارا جس نے
 لڑکا کے راجپسوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تاکہ کوئی بھاگ نہ سکے شاہ راون نے بھی
 اپنی فوج میں باد از بند پکارا۔ بہادر و غنیم سامنے کھڑے بندروں کی فوج نے لڑکا کو
 محصور کر لیا۔ ڈر نہ نہیں خبر داری سے کام کرنا جھٹ پٹ لیس ہو کر مخالف کے خون گرنے پر
 تل جاؤ مگر ہمت باندھو۔ بدھانے تمہاری خوراک کا انتظام کر دیا ہے بندوں۔ یہ بچھوں
 کے گوشت سے اپنا پیٹ بھرو۔ راون فوج کو بڑھادے دیکر بہادروں کے دل بڑھ رہے
 ادھر سری ہمارا راج بھجین اور سگریہ سے مشورہ کر رہے ہیں کہ ایک بار اور فائرنگ کر دی جائے
 شاہ راون راہ راست پر آجائے اور سینا کو بھی رہے۔ اُنکے حاضر تھا پالوس ہو اور دست بستہ
 کہنے کا ہمارا راج اگر ارشاد ہو تو جاؤں اور حریف کو نشیب ناز دکھلا کر سمجھاؤں شاہ راون نے
 ہو جائے سری ہمارا راج بولے ہاں تم سے یہ کام نکل سکتا ہے جاؤ اور کہنا کہ راجپندرسند کے
 پار آگئے۔ ہر لمحہ کے بردان کا بھروسہ چھوڑ دے۔ کبر و نخوت سے باز آ راجپندرسند رنیر اسر لڑنے
 لڑکا کے دروازے پر آگئے ہیں اب بھی کچھ نہیں گیا ہے سینا جی کو بھیجیے تیرے خلاف ہزار ہا
 لشکریوں کا خون بھیگا۔ پانی۔ ادھری کا گیس ٹھکانا نہیں ہوتا۔ راجپندرسند کے بالوں سے
 جا بڑی شکل ہے اگر جنگ ناموس کا خیال ہے تو راجپندرسند کے قبیلے میں جو وہ تیرا تیسرا
 کر دیئے نہ تمام راجپس برابر ہو جائیں لاکھوں کا گشت دفن ہو جائیگا کوئی نہ بڑبا باقی
 نہ رہیگا جو تیرا شرا دھ کر کم کرے لڑکا کو حسرت کی نگاہ سے دیکھے۔ دہ بار دیکھنی کو نیست نہ

انجی انگہ نے سری ہماراج کے قائم چھوٹے اور پر نام کر کے جوت لگانا ہوا آسمان کی راہ سے
 بیخوف دیم راون کے پاس پہنچ گیا اور دیر اندہ راون سے بولا کہ اے شاہ دیوان میں سری
 راجندر جی کا سفیر ہوں۔ میرے باپ کا نام ہالی تھا۔ انگہ کے نام سے موسوم ہوں اے
 راون! قلعے سے باہر ہو اور بند روں کے ساتھ جنگ آزادی کر۔ سری راجندر جی سے ماہنے
 کو فوج تیار لائے ہیں۔ دیوتا تیرے لشکر کی رہی رہی عاجز ہو رہے ہیں اب بھی تجھے ہوش نہیں
 آتا تیرے مرنے پر کھجکین کا راج ہو گا۔ خیر اسی میں ہے کہ سری جانکی جی کو بے کر سری
 راجندر جی کا قدمیوس ہو۔ انگہ کی باتیں زہر آلود تھیں شاہ لنکا بل کھا کر سانپ کی طرح
 بولا۔ کوئی ہے اس کجنت بند کی گردن نہیں کاٹ لینا نے الفور راون کے حکم سے چار فوجی
 ہیکل کو فیکر دیووں نے انگہ کو پکڑ لیا۔ اور چاہا کہ زمین پر پھینک کر توار سے گردن اڑا دیں
 انگہ نے ایک جھٹکا ایسا مارا کہ چاروں پہلوان دو دو جا گرے اور انگہ کی گرج سے زمین تل
 اٹھی لوں بھی کا پٹنے لگا۔ انگہ وہاں سے شیر زباں کی طرح اچھلتے کودتے سری راجندر جی
 پاس آئے اور ہراون پر ہشت طاری ہوئی کہ جان بچا محال ہے راجندر جی انگہ کی زبان
 سے کل جرات کر اس کی بڑائی کرنے لگے۔

سرگ ۲۲

ہندروں اور راجھسوں کی لڑائی

اور فوج مہیوں نے پہاڑ و رفت سے بیکر تلو لنکا کا محاصرہ کر لیا۔ اور دیوان فوج شاہ
 راون کے حضور میں عرض پیرا ہوئے غنیم کی فوج جنگ پر آمادہ ہے ہم لوگ بھی سرکھ میں
 حکم کے منتظر ہیں خون اوٹ رہا ہے آپ کیوں بے پرواہ بیٹھے ہیں دشمنوں کے مارے حریفوں
 کی نکال بوٹی اڑانے کا حکم کیوں نہیں صادر ہو نا۔ شاہ راون مشیران اور راکین
 سے فخری طعنے پڑا میری رائے میں پہلا حملہ ان پر کچھ ہندروں پر ہو جو بزدل اور کمزور ہیں یہی
 حملے سے پسپا ہو جائیں گے و زیروں نے بھی صلاح دی کہ جہاں پناہ کی رائے مبارک بہت سب
 ہے پھر کیا تھا۔ حملہ بول دیا گیا۔ فوجیں نئی کھڑی تھیں سامان حرب اور فوج کی درستی ہو چکی
 تھی۔ برج لنکا پر جنگ کا جھٹکا لہرا رہا ہے۔ ہندو شکر اور شکر کی آواز سے جنگ اور ہن

گرنے لگے۔ سالار لشکر لکھنؤ۔ ایک دم سے تلواریں مہیاں سے باہر نظر آئیں۔ بھالابھجی
 سنا کہ جب موقع بہاوردوں کے ہاتھ میں کام دینے لگیں۔ بندوں نے بھی پہاڑ دختا کھا
 اکھا پھینکا شروع کئے۔ سینکڑوں راجپوتوں کو ہتھیاروں کے گھونٹے بندہ اور کچھ ہا ہو چکے
 برنج لڑکا پر چڑھ گئے۔ کوئی راجپوتوں کو لکھنؤ رہا ہے کوئی برجوں کو ڈھار رہا ہے کوئی
 پتھروں سے قلعہ لڑکا کی خندق میں محصور رہا ہے کوئی راجپوت چھین کی جے جے بول رہا ہے
 کسی نے دروازے کی چوڑیاں اکھاڑیں غرض ایک ایک لاد کے گزرا اور پہاڑ کی سبیل
 ہزاروں راجپوتوں کا خون پی کر بھی میر نہ ہوتی تھیں ہنومان دانگد ایک دوسرے سے بڑھ
 کر شہادت کا جوہر دکھاتے تھے دونوں میں ہر ایک جس طرف لپکتا۔ میدان صاف کرتا چلا
 جاتا تھا۔ خشک میدان کی بجائے خون کا دریا بننے لگا ہزاروں بہادر سپاہیوں کے لئے بھٹی
 نیند سو گئے اس حملے میں پیر بابو اور تیس سالار راجپوتان کلام آگئے پیر بابو اور تیس کے
 مرنے پر راجپوتوں نے بڑی دلیری سے کام لیا بندوں کو لڑکا پر چڑھنے سے روک دیا باور
 دل توڑ کر مقابلہ کیا۔ بندوں کی فوج بھی بہت ضائع ہو چکی تھی مگر کثرت فوج کی وجہ سے
 یہ کمی غصوں نہ ہوئی بشرقی دروازہ پر انگد اور دھن پرست بنی اور کچھ پیر ہنومان اور اترا
 دروازہ پر رام لکھنؤ نے ایک پر جوش حملہ کیا راجپوتوں کی فوج میں ایک نازہ جوش پیدا
 ہو گیا یہ حملے پہلے سے زیادہ گرم تھے۔ گج گج گج گج گوی غیزو نامی بہادر بندہ چاروں طرف
 دوڑ رہے ہیں۔ میدان رزم میں راجپوتوں کو گرد و درو کر رہے ہیں آخر کار فوج ہیموں کا
 آئی۔ ران بہرج لڑکا پر بیٹھا ہوا اتنا شہ دیکھ رہا ہے مغلوب شدہ فوج کے پاؤں دکھڑ
 گئے باؤں نے آواز دی۔ خبردار بخوف ہو کر لڑو۔ اور اپنے مالک کا ٹھکانہ صلال کر کے
 دیکھا تو سب کا دروازہ کھلا ہے ہرے تو سرگ کے آئند بھو گئے مایا تو نام پیدا کیا۔
 راجپوتی فوج میں پھر حرکت ہوئی۔ سرکھٹا لڑنے لگے طرفین کی فوجیں اور انکی بے بسی
 تھیں تباہی کا موتہ تھا کھلے چمک چمک کر خون کے تار سے چھوڑنے لگے نیزوں
 نے بدن چھلکی کر دیا ایک ایک بندہ دس دس بیس بیس راجپوتوں پر بھار دیا تھا
 راجپوت بھی کڑی چھیل گئے ایک ایک تنوار ایک کے دو اور دو کے چار کر رہی
 تھی۔ بہادر جس قدر خون و کھیتہ اس قدر بہت بڑھتی تھی چٹیل پٹیل پٹیل پٹیل پٹیل
 بدل بدل کر لاشیں پڑا لاشیں گرا لاشیں گرا لاشیں گرا لاشیں گرا لاشیں گرا لاشیں گرا

اڑاتے اور راجپس بندروں کو بھالے برچھے سے خون میں شرابور کرتے تھے بندہ راجپسوں کو زمین سے اچھل اچھل کر برن لڑکا پر پکڑتے اور دھم سے بچے پھینک دیتے تھے جس طرح دہی کی مٹی پھوٹنے سے دہی بہ جاتا ہے اسی طرح راجپسوں کے سر سے خون بہا تھا

سرک ۴۴

شرح صدر

جس طرح آگ میں تپنگے جتے ہر اسی طرح آتش جنگ میں ہزاروں راجپس کباب ہو گئے اب ایک ایک راجپس اور ایک ایک بندر کا مقابلہ ہوا بہادر انگدے اندر جیت پر چنگیز نے سنپائی اور لاڈلہ سنومان سے جمبو مالی - سنگت نے کھجیو لیکن - منتر گھن راجپس سے تین نکو بھ سے گج اور برہمن راجپس نل سے اور بکر ورشٹا میندر سے اور لوکھن بندہ مالی سے جنگ چھڑ گئی - جوڑی جوڑی سے لڑائی ہونے لگی جنگ کا نظارہ دیکھتے ہوئے دنگے کھڑے ہو گئے اندر جیت انگدے سے لڑ رہا ہے کوئی چال نہیں چلتی سب کرتب کھا کے عاجز ہو گئے دشمنی ہونے لگی یکتی کے ہاتھ پٹے اس میں بھی مخلوب ہوا اگر زارہی سے لڑ کیا انگدے پھرتی سے گرتے چھین لیا اور اسی سے رتھ چد چور کر ڈالا - اندر جیت دوسرے رتھ پر سوار ہو کر تیر بازی کرنے لگا اور سنومان جمبو مالی کو مخلوب کر کے پرہت کے مقابلے پر آئے پرہت نے برتھی ماری سنومان نے کا ندھا دے کر دار خالی دیا اور جھپٹ کر دم میں پرہت کا رتھ پسیدہ کرنے میں پڑے مارا پرہت غش کھا کر گرا - اور اسی طرح برہمن نے بل کے اوپر پانچ بان چلائے نل جوٹ پچا گیا اور اچک کر نافوں سے دونوں ٹکھیں نکال لیں برہمن اندھا ہو گیا بہت ہرن راجپس سگریو پر حملہ آور ہوا - سگریو نے پناہ کے نل سے پامال کر دیا - راجپسوں نے سری ہاراج پر تیر بسائے ہاراج نے سب تیر گرائے اور ایک ایک بان سے چار چار راجپسوں کو ہلاک کرنا شروع کیا راوشی نشا چل نیر دھڑا - آخر کار مارا گیا - بندہ مالی رتھ پر سوار ہو کر سکھین پر چلا اور گرجے لگا سکھین نے ریشا اشارہ تھ پڑی بندو نے سکھین کی شہ زمین پر گرائی اور تھ سے کو پڑا سکھین نے دوسری شہ اٹھائی بندہ مالی نے سکھین کی چھاتی میں گرتا مارا

سکھین نے پکڑ لیا اور گزر چھین کر اس پر حملہ کیا بندوگزر کی چوٹ سے زمین پر گر ا اور
گرتے ہی جان بحق ہو ا میدان رزم خون کا دریا ہو گیا گدھ کو بے سروں کی بوٹیاں فوج
نوح رکھا رہے ہیں اسی طرح وہ دن گزرا ۔

سرسرگرمی میکھنا کی لڑائی

دوسرے دن صبح سے شام تک جنگ ہو رہی تھی چھوٹے سوچا کہ بندوگزر کو دیکھ نہیں
سکتے تھے ہوتے ہیں لڑکارتے ہوئے پہنچے اور اڑنا شروع کیا بندوگزر کہہ رہی تھی کہ یہاں کیوں رہتے
ہو تم تو مری راہم کی فوج کے سپاہی ہیں بندہ میں چھوٹے سوچوں کو مارا اپنی فوج کو کوئی نہیں
مارتا را چھوٹے سوچوں کے ہاتھ میں تم بندوگزر تو ہم را چھوٹے سوچوں میں نہیں کھا ئی گئے بندوگزر
نے سمجھا کہ را چھوٹے سوچوں کو لڑائی کے کھیل جی گئی ہو شکاری سے کام لینے لگے اور نوح گھسٹ
شروع ہوئی را چھوٹے سوچوں نے بھری رات سمجھ کر خوش تھے بندوگزر کے سر کاٹ لیتے تھے بندوگزر کو
اٹا لیا کر کھینکتے تھے ہاتھوں پر سے را چھوٹے سوچوں کو پیچھے دھکیں دیتے پھر ان کو مارتے اور گزرتے
کو دھڑکتے تھے جب مری راہم نے دیکھا کہ بندوگزر کو دھکیں دیتی ہیں نہیں دیتا ایک آگن
بان مار دیا جس سے تڑپا جاتی رہی اور چھوٹے سوچوں کے ہاتھوں سے را چھوٹے سوچوں کو مارنے
لگے اس وقت اس قدر دھوڑاڑ رہی تھی کہ آسمان چھپ گیا آنکھوں اور کانوں میں دھوڑ
پڑ گئی اس لڑائی میں راہم کی طرف سے بھری اور فوجی بگل بچ رہا تھا بندوگزر گھبراہٹ میں آواز
اپنے منہ سے نکالتے تھے جس کو سنا بہادروں کا جوش بڑھتا تھا تاقتا بہادروں کے شرم سے
بہاگ گئے اس شب کو ایسی لڑائی ہوئی کہ شاید پرلے کی شب کو ایسی جنگ نہ ہوئی تھی
خیال کرنے کے لیے کہ آدمی بہ نسبت بندوگزر کے کمزور ہوتے ہیں اس لیے لڑچند را چھوٹے سوچوں کو با
چاہتے مری راہم پر تیر بڑے لڑچند راجی نے آگن بان چھوڑ کر را چھوٹے سوچوں کے ہاتھوں کو بڑا
اور تیز فوج را چھوٹے سوچوں کو مارنے لگے بہادروں کو چھوٹے سوچوں کو دھکے دے کر اپنے آگن بان
کو دی تھ را چھوٹے سوچوں نے سورج بان چھوڑا جس سے تڑپا جاتی رہی جب را چھوٹے سوچوں کو مارنے
لگے رتب بندوگزر نے انہوں سے کہا شروع کیا اور پکڑ پکڑ کر مارنے لگے جیگنہ د نے خیال بہا

کہ زمین پر اتر کر لڑنا چاہئے مگر انگلہ نے اس کے گھوڑے و سرار تھی لڑا لے اور اس کی چپاقتی پر ایک گھوٹا ایسے زور سے مارا کہ وہ بھی زمین پر گر پڑا اور غائب ہو گیا۔ دیونا لنگا انگلہ کی تعریف کرنے لگے خیال کیا کہ سیکھ ناد بھاگ گیا سگر پو بھیکین اور بندہ خوش ہو گئے سیکھ ناد اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ انگلہ بالی کا لڑکا ہے اور میں ان کی لڑکا ہوں غائب سے بیان کرنے لگا۔ تب راجندر اور لچھمن نے غصہ کھا کر سانپوں کا بان مارا جس سے سیکھ ناد پریشان ہو گیا اور راجندر لچھمن جی کو بانوں سے گھیر لیا۔

سرگ ۲۵

ناگ پھاس میں رام لچھمن جی کی گرفتاری

جب سیکھ ناد نے راجندر اور لچھمن جی کو ناگ پھاس سے گھیر لیا سری ہمارا جانے ہوتا تھا جی وغیرہ کو حکم دیا کہ دیکھو یہ کہاں سے بان مارتا ہے تب بندہ بندش کرنے لگے اور آسمان پر چلے گئے سیکھ ناتھ نے دیکھا کہ بندہ چلے آتے ہیں تب برہما ستر مارا جس کو دیکھ کر بندہ واپس چلے آئے اور راجندر جی سے کہایہ کوئی بلا ہے بندہ ان کے تمام بدن پر خون جاری ہے راجندر اور لچھمن جی کے بدن بھی خون جاری تھا سیکھ ناتھ نے نظروں سے غائب ہے آواز دگڑھا ہے۔ اسے راجندر انسان کی طاقت سے بعید ہے کہ مجھ پر نظروں کے اندر اور دہاتے آنکھ ملا نہیں سکتے یہ کہہ کر شور مچانے لگا اس قدر بان مارے کہ راجندر اور لچھمن کے جسم سے خون کے فوارے چھوڑ رہے ہیں ہینوالا نظر نہیں آتا سری ہمارا جی اور لچھمن جی زمین پر گر پڑے۔ خون کے شراب سے زمین تر بن ہو گئی ہاتھ سے دھنش گریڑا لچھمن جی یہ حالت دیکھ کر غمگین ہوئے اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے لچھمن جی کی حالت زار دیکھتے ہی ہینوالا جی اور دیگر سالار مہموں دوڑتے ہوئے راجندر جی کے پاس آئے۔ اور چاروں راہن مجبور ہو کر بیٹھ گئے۔

سرگ ۴۶

سیت دیپ میں راون کی روانگی اور استریوں
سے جنگ آزمائی اور راون کی گرفتاری

یہ حالت دیکھ کر بندر لوگ خیال کرنے لگے کہ اندر جیت کہاں سے بان مانا ہے منب
اندر جیت سمجھا کہ دو نو بھائیوں نے انتقال کیا پاس آکر دیکھنے لگا کہ زعمہ میں یا نہیں
جب دیکھا سانس جل ہی ہے پھر آسمان پر چلا گیا بھیمکین بدست ریچھو ہوئے آسمان کی
طوف دیکھنے لگے بھیمکین جی کو برہما کی عاتقی کہ غائب کا حال تم دیکھ سکو گے بھیمکین نے
دیکھا کہ میگھ ناتھ بان نہ رہے لیکن برہما ستر کے خوف سے اس کے پاس نہ پہنچی جاکے میگھ ناتھ
اپنی طاقت دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ جنہوں نے کھراور دیکھن کر مارا تھا وہ آج ناگ پھا
میں بندھ گئے اور ان میں یہ طاقت نہیں کہ اس پھانسی سے چھوٹ سکیں راجندر کے بان
اسنان کے اگلے اپنا اثر دیکھ نہیں سکتے یہ کہہ کر نو بانوں سے نیل تین بانوں سے دو نب
اور بندر اور ایک بان جاموان کے سینے میں مار کر بیہوش کر دیا اور قتمہ مار کر بولا کر لے
راچھو با میں نے ان دو نو بھائیوں کو گرا دیا اور وہ مغرب پہنچ کر اس جہاں تک کہ علم کو راہی
ہو جائیں یہ سکر راچھو بہت خوش ہو گئے اور بہت زور سے چلا کر میگھ ناتھ راون کے پاس چلا
گیا یہاں سگریو وغیرہ بندر بہت خوف زدہ ہو گئے قتمہ پھر کا پنے لگے تب بھیمکین غصے سے آ کر
سمجھانے لگے تم کیوں ڈرتے ہو بہادروں کا جنگ میں کام آنا سب سے تم لوگ بیکہ بہت ہو اور
روتے کیوں ہو لڑائی میں یہ کوئی نہیں جانتا کہ کون فتحیاب ہو گا اور کون شکست پا ئیگا ہمارے
کیوں اسے ہی ایک غوث ہے کہ لڑائی میں مار جائیں تم راجہ ہو کر کیوں پریشان ہو ہو یہ خیال کر لو
کہ راجندر کبھی نہیں مر سکتے جو لوگ ہر ماتا ہوتے ہیں دلوری طرح کر رہے ہیں وقت بیکہ
ہونے کا شہس ہے کشیدہ خاطر منت ہو اور راجندر و بندروں کی مخالفت کر د اور راہی کو کر
نہ کر د اور راجندر جی کی ہوش جاتی رہی ہے راجندر جی مر نہیں گئے آپ کا چہرہ دکھ رہا ہے
متمنا امید بہت ہو بلکہ بندروں کو سمجھاؤ میں بھی بندروں کو سمجھاتا ہوں دیکھو سب بندروں

کی آنکھیں دوتے دوتے پھول گئی ہیں۔ یہ لوگ بھی خیال کرتے ہیں کہ راجندر جی سرگباش ہو گئے خود بند روں کی فوج میں جا کر سمجھانے لگے +

یہاں اندرجیت راؤن کو آداب بجا لا کر عرض کرتے لگا کہ جہاں پناہ راہم لکھیں آپ پر تصدیق ہو گئے۔ اب کس بات کا ڈر ہے راؤن سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا میگھنا کو چھاتی سے لگا لیا اور تعریف کرنے لگا میگھنا نے جس طریقے سے راجندر پر حملہ کیا تھا سارا حال گزارش کیا راؤن بہت خوش ہوا۔ بیٹا تم نے وہ کام کیا جو لڑکے کا دھرم اپنے باپ کے اپکا کرنے کا ہوتا ہے دل کی صین ٹھنڈی ہوئی +

سرگ ۴۷

فوج میمون کی ہلاکت اور المچھین کی بیہوشی دیکھ کر سری سباجی کی شکایت

ادھر سالامیموں اور شیران راجندر یعنی جاسوان۔ گجگو اچھ گوی ست بلی مغیرہ سخت تشویش میں ہیں کہ حریف بازی لے گیا فوج میمون ایک دم سبیل لوٹ رہی ہے کوئی حفاظت اور مدد ایسا نہیں کہ سری ہمارا ج کی حفاظت کر سکے ایسا نہ ہو کہ کوئی راجھس قابو پا کر حضور اقدس پر گستاخی کر بیٹھے یا یہاں سے اٹھالے جائیں میں مشورہ ٹھہرا کہ یہی پانچ تن اس وقت ہوش میں ہیں ہم تم سری ہمارا ج کی حفاظت میں جان لڑا دیں سری راجھس کا سایہ نہ پڑنے پاوے یہ کہہ کر پانچوں سردار سری ہمارا ج کی حفاظت میں مشغول ہوئے چاروں طرف چوسنے ہو کر تاکتے جاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ غنیمت گھات پا کر آ جاوے اور سری ہمارا ج پر ہاتھ دراز کر بیٹھے۔ شاہ لنگا راجھسوں سے تسکین آمیز کلمے کہہ رہے کہ راجندر تو مارے گئے اب کس کا ڈر ہے کاٹا نکل گیا جاؤ اور سنا کر پوچھنا بیان پر چڑھا کہ فوج عدد کی سیر کر دو۔ راجندر کی مائش دکھا کر کہہ دے جس کی تم کو کہنا تھا وہ مگر کیا اب بولے راؤن کے ہنسا کوئی دلدرا نہیں اسی کا دھیان کر دے حکم سنتے ہی راجندر راجھسوں کے ساتھ سینا کو لیش بان پر چڑھا کر لے لڑی اور میدان جنگ میں

پہنچ کر سری جانکی جی کو دکھانے لگی کہ فوج میںوں بیہوش پڑی ہے اور راجپس
خوشی خوشی مردوں کی جیب ٹٹول رہے ہیں کچھ بندہ راجپس کی حفاظت میں صرف
ہیں اور رام لچھمن زمین پر پڑے ہوئے تن و بدن سے بیہوش ہیں۔ کس کیس پڑی
ہے۔ تیر کیس فوج زخموں سے بہ رہا ہے یہ دکش نظارہ دیکھتے ہی سینا جی کے
ٹپ ٹپ آنسو گر پڑے۔

سرگ ۲۸

سینا جی کی اشکباری

سینا جی اپنے دل میں سوچتی تھیں کہ بدھانا تو نے کیا کیا سری ہمارا ج پر یہ بدعت کیونکر
پڑی ہے بڑی کجوت ہوں کہ آج اس نظارہ سے بھی میری جان نہیں نکلتی نہ جانے
کس ساعت جہنم بڑا تھا اکثر رشی اور سیدت لکھتے تھے کہ جانکی بیوہ نہ ہوگی اور یہ بھی
سنی تھی کہ سری ہمارا ج کے ساتھ راج بھوگی اور اشو میدھ جگ کر گئی آہ یہ باتیں
جھوٹی نظر آتی ہیں۔ سدر دگ دیدیا میں لکھا ہے کہ جس عورت کے پاؤں میں چکر ہوتا
ہے راج کرتی ہے شاستر میں بیوہ عورتوں کے نمونے دکھائے ہیں لکھا ہے جس کسی
کے بال چھوٹے اور کھون دودو ایک ہیں نہ ہوں دودو رائیں بلی اور رویش بڑے ہوں
دانت دودر دور ہوں ضرور بیوہ ہوتی ہے مجھ میں یہ باتیں پائی نہیں جاتیں پھر بدھانا
نے بدھواں کیوں کہا دیکھو جس عورت کے ہاتھ میں منکھ ہونر دی ٹل ہو وہ بدھوا
نہیں ہوتی یہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں۔ پھر بدھوا ہونا پڑا۔ اکثر سیدت لوگ سمجھ
بچار کے شادی کرنے ہیں دیکھ لیتے ہیں کہ استری بہت ہستی تو نہیں بے جیائی یا سبیل
عزنی سے خانہ دانی میں بٹا نہیں لگاتی۔ یہی باتیں ایسی ہیں جن سے عورت بیوہ ہو جاتی
ہے تعجب اس بات کا ہے کہ سری ہمارا ج دھروان اور دھرم پتر ہو کر ادھر میںوں کے
ہاتھ سے کس طرح مارے گئے سری ہمارا ج نے کبھی ان بھوم سے منہ نہیں پھیرا کیسا
ہی زبردست دسمن ہو وہ ان کے ہاتھ سے کچھ نہیں کہتا آج یہ باتیں جھوٹی ہو گئیں۔
ہم کو تو رچندر لچھمن کے مرنے کا کچھ سوچ نہیں صرف اس بات کا خیال ہے کہ ماہ

کوشیا دن گنتی ہو گئی و کس طرح زندہ چھٹی تری جاسین کے بین سکر سمجھاتی ہے آپ کچھ
نکرین راجندر کے مار نیوالا دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ پشپ بوان کی خاصیت ہے کہ جب
بیوہ عورت اس پر قدم رکھتی ہے جگہ سے نہیں ہلے گا دیکھو بیچ بات کہ جب فوج کا سردار یا
مالک یا راجہ لڑائی میں کام آتا ہے بے سری ہو جاتی ہے سرداروں کا دل اور اس ہو جاتا
ہے چہرے کی رونق دور ہو جاتی ہے مگر یہاں اس کے خلاف باتیں نظر آتی ہیں فوج میں
پچھنی نہیں سرداروں کے پرے پر مردہ نظر نہیں آتے سری ہمارا ج کے چہرے
پر آفتاب کی شعلیں بدستور اس میں یہ باتیں کچھ ایسی ہیں کہ دل ہرگز گوارا
نہیں کرنا کہ سری ہمارا ج جان بحق ہوئے ہوں پیاری دل پر مہر ج رکھو جھوٹ نہیں
بولتی راجندر ہرگز مرے نہیں لنگا فتح کر کے تمہیں ساتھ لیجا دیگے اور تم اچھا
راج بھوگو گی سینا نے جواب دیا کہ بدھاتا ایسا ہی کرے یہ کہہ کر سینا جی تری جی کے
پشپ بوان پر سوار ہو کر اشوک باڑا میں چلی گئیں۔

مرگ ۴۹

لچھمن جی کی حالت دیکھ کر راجندر کا اظہار غم

ادھر سری بھگوان کی غشی گئی لچھمن کو دیکھ رہے ہیں کہ ہانوں سے گھائل چپ پڑے ہوئے
ہیں سری بھگوان کے آنسو نکل پڑے بے اختیار چیخ اٹھے ہائے بھائی کیا ساتھ چھوڑ
دیا۔ سینا نے کناہ کیا تم بھی دامن چھوڑ کر بھاگے سینا کو لیکر آیا کہ زندگی عورت تو پھر
بھی مل سکتی ہے لیکن لچھمن سا بھائی نہیں مل سکتا۔ آہ کوشیا اور سترانا کے سامنے
کس منہ سے جاؤنگا۔ بغیر لچھمن کے میری زندگی نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر رونے لگے ہائے
لچھمن غم راجھسوں کے مار نیوالے ہو۔ آج بے حرکت چرت پڑے ہوئے ہماری طرف
دیکھتے بھی نہیں لوگ ہمیں کجخت بنا بیٹھے دشت کہیں گے کہ اپنے بھائی کو ہلاک کر کے
اپنی جان بچا کر بھاگ آیا۔ اے سگر یو لچھمن نے ہمارا پر کبھی غصہ نہیں کیا اور نہ کبھی
خلاف ادب باتیں ہری شان میں کہیں۔ آنسو ان کے ہانوں کی طاقت کیا ہوئی
آہ جب یہ نیزا رتنے تھے تو ایک ایک ان کے پانچ پانچ سو بان ہو جاتے تھے سب

سے بڑا افسوس تو اس بات کا ہے کہ کچھین نے کچھیکین کو نکا کا راج دینے کا وعدہ کیا تھا اب راج کون دیگا اے سگر پوتم فوج کی ہر اہی میں سمندر پار جاؤ اپنے دلہن کا راج بھوگو میں تو اسی جگہ جان دوں گا تمہارے احسانات سے سرتیں اٹھا سکتا تھنے دوستی کا حق ادا کر دیا اتنے میں کچھیکین سری بھگوان کی اشکباری دیکھ کر سستے گئے بندر کچھیکین کو دیکھتے ہی ڈر گئے کیا میگھ ناتھ پھر آگیا ۔

سگر . ۵

گر راجی کی آمد سے ناک کھانس سے فوج مہموں کا چھٹکارا

بھجیکین کی خوشخوار صورت دیکھ کر فوج مہموں میں ہل چل پڑ گئی کہ میگھ ناتھ پھر آگیا اب نہ جانے کیا کریگا رہی سہی جانبیں نکل کٹیں بندروں کی کلہلا مٹ دیکھ کر بند آواز کہا اندر جیت نہیں ہوں میرا نام کچھیکین ہے بندروں کو کچھیکین کے نام سے تسلی ہوئی یچی پچی دور ہو گئی اور شاہ سگر پو کی جے جے بولنے لگے سری بھگوان کس پاس بیٹھ گئے ۔ سری ہمارا راج کی حالت دیکھتے ہی چہرے پر ہواٹیاں چھوٹنے لگیں منہ فق ہو گیا ۔ زار زار رونے لگے آہ ! الشوریہ کیسا دل سوز نظارہ ہے ملے بھائی تو بڑا کبوتر ہے ۔ تجھ کو ان گلاب کی سی نرم نرم اور نازک پتیوں پر ترس نہ آیا اے ان کے پھول سے بھی نازک بدن مٹی سے ملے جاتے ہیں ۔ افسوس یہ دونو بھائی ہلاک ہو گئے اے فلک اپنے طالع کی مخویت تو نے یہاں بھی کرنا ہی کی ہیں تو سمجھنا تھا سری بھگوان کی شرن اگر زندگی سچھل کر نہ لگا ۔ ہائے یہ نہ جانتا تھا کہ امیڈوں پر پانی بھر دیا گیا ۔ آرزوئیں خاک میں مچا بیگی ۔ بڑے ن پیچا نہیں چھوڑتے اپنی خوشست یہاں بھی کھلا ۔ سری ہمارا راج نہ لکھا کا راج دیا تھا میں اس سے شکش ہوں گر رام کچھین بڑا کھڑے ہوں تو مجھے سب کچھ مل جائیگا اس وقت تو رادن کا منور تھہر رہا ہو گیا بغیر بچا تا ہے مگر ہائے میرے فیصے میں اتنا اثر نہیں اٹا دھڑا بندہ جاٹے اور رام کچھین تندرست ہو کر اس محون کی گشتالی کریں ۔ اسے ناک میری طرف نہ دیکھ سری سینا پر ترس رہا کہ اس باہمت بہری کی کیا حالت ہوگی جب ہمارا راج کے مرنے کی خبر ملے

پہنچی پھینکی اور ہے میں اور سگریو سمجھا رہے ہیں آپ سوچ نہ کریں سری ہمارا بچا کا وہ
 پتھر کی لکیر ہے جو فرمایا تھے کانہیں آپ کی خواہش پوری ہوگی اور منور تھ سدھ ہو گا یہ
 کہہ کر اپنے نانا سکھین کے اس معاملہ میں گفتگو کی آپ سری ہمارا ج اور لچھن جی کو
 کسکندہ حال لجا میں اور میں ان دونوں کا علاج کریں سکھین نے جواب دیا تم ذرا سی رٹائی
 میں گھر گئے ہیں نے پڑی پڑی لڑائیاں دیکھی ہیں دیوانہ سگر ام میں یکے سے کہ لاکھوں پوتا
 مر گئے تھے فوج منتشر ہو گئی تھی پر بہت جی نے بدیا کے زور سے یوتاؤں کو جلا دیا۔ دیوتاؤں
 کو نگرہ ہوئی کہ جب تک برہمپت زندہ ہیں ہماری جانبری ہے یہ مگر توہیں کون جلائیگا۔
 کچھ ایسی فکر ہوتی چاہئے کہ ان کا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم ہے غرضیکہ سمندر متھے کی ٹھیرائی اور
 سمندر متھا گیا۔ سنجوٹی بوٹی بوٹی نکلی وہ بوٹی اب تک موجود ہے ہومان جی جا میں وہ بوٹی لاکر
 سب کو کھلاویں تو جتنے مردہ پڑے ہیں پھر سب جی اٹھیں گے یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ یکایک
 آندھی آئی ہوا کے جھکواؤں سے درخت ٹوٹنے لگے جو سانپ بندروں اور زچھپوں کے
 بدنوں میں لپٹے ہوئے تھے زخموں سے نکل کر بھاگ گئے رام لچھن کا جسم بھی آزد ہوں
 سے سپاہ ہو رہا تھا۔ صاف ہو گیا اگر ڈیہنچ گئے اور اپنے پروں سے سری ہمارا ج
 اور لچھن جی کے بدن کو مس کیا زخم متدل ہو گئے۔ طاقت عود کر آئی ورو جاتا
 رہا۔ گریا زخم تھا ہی نہیں۔ گر جی موجود تھے کہ سری ہمارا ج نے فرمایا۔ تم کون ہو اور ہم
 پر احسان کرنا کیسا سبب کیا ہے آپ کی کہ پاسے ذرا بھی تکلیف نہیں گر جی نے جواب
 دیا آپ مجھے نہیں جانتے ہیں آپ کا پرانا رفیق ہوں۔ گوردیو میرا نام ہے آپ کی مہیبت
 دیکھ کر یہاں آنا ہوا۔ یہ مہیبت ایسی نہ تھی کہ برہما اور اندر سے دور ہو سکتی۔ آپ تو خود
 دشمنوں کے مارنے والے ہیں انترجانی ہیں میں نے یہ حال سنا فوراً دوڑا۔ اب جاتا ہوں۔
 راجیو سول ہو خیار رہیگا بڑے چھلی ہوئے ہیں ادھر کا جبرہ کرتے ہیں اسے ہمارا ج
 آپ کو کیا سمجھوں یہ سب آپ ہی کی لید ہے۔ اپنی مایا دکھاتے ہیں آپ لاکوں اور ہزاروں
 کر چھوڑ کر سب کو مارینگے بندر تو پھیل ہوئے میں بیہ چوں کو بھی نہ چھوڑینگے آپ سچے پتھر
 کہ چوں پر بات نہ نہاں کریں یہ کہہ کر کاش مار گئے اپنے ادھر بندہ میں سنا آپ
 نے گیس کوئی آجستا کوئی کودا اور۔ کوئی اپنی دم زمین پر ٹپک رہا ہے اور
 دیوتے آسمان میں سکے اور نفایاں کیا ہے ہیں اور پھولوں کی بارش ہو رہی ہے

یہ حال آدھی رات کا ہے

سمرگ ۵

دھمرا کچھ کی سری ہمارا ج کی طرف وانگی

ادھر قصر زرین میں شاہ رادن راجندر کی فات سے غمیں بجا رہا ہے راگھیس
خوشیاں سنا رہے ہیں کہ چوٹی ہوئی روز کی زق زق باب سے بکات ملی حریف پر قابو
چل گیا بندوں کیچھوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اب بس کا ڈر ہے ان بچوں سے بیگم عشق کی
اتنے میں چوہدار نے حضور میں گزارش کی کہ غنیم کی فوج میں عجب شور مچ رہا بندہ کچھ
اچھل رہے ہیں کیا معاملہ راجندر تو مر گئے تھے کیا زندہ ہو گئے کچھ دال میں کالا ضرور ہے
راجندر ضرور مصیبت سے بکات پائے جہاں پناہ کسی کو کچھ خبر نہ گنا میں عدو میر وقت
ہو شیار رہنا ہمارا کام ہے۔ شاہ رادن نے نامی سپہ سالاروں سے کہا کہ خبر تو لاؤ حریف
پامال ہو گیا تھا۔ کیا سبب ہے کہ فوج عدو میں خوشی کے آثار پائے جاتے ہیں۔
راجھسان فرخوار برج لنگا پر چڑھ کر دیکھنے لگے بندہ راوی کچھ فی الحقیقت گرج رہے
میں کوئی اچھل رہا ہے کوئی کوڑ رہا ہے ہر بندہ میں ہی جوش ہے جو لڑائی کے وقت ظاہر
ہوتا تھا یہ کیفیت دیکھ کر برج سے اتر کر شاہ رادن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
مقتسل حال عرض کیا۔ فوج چاق و چوبند ہے کسی کے بدن پر زخم کا نشان بھی نہیں
رام دیکھنے لے تو گویا زخم بھی نہیں کھایا تھا۔ شاہ لنگا سن کے از حد شوش ہوا کہ عدو
پر کوئی کارستانی نہیں چلی۔ جب ہمارے در کے جی اٹھتے ہیں تو صد ہو گئی طفر ہونے لگی
نہیں بتی معلوم پڑتا ہے کہ ہمارا کال آگیا۔ سب کے سب لقمہ اجل ہو گئے۔ گو ہمارا
اقبال کمی کر رہا ہے۔ مگر بہادر و جی نہ چھوڑو تمہارے زور بازو پر بھروسہ ہے
اتنے دن تمہاری رچھیا میں نے کی اہمیت ہے کہ تم ہمارے جان لڑاؤ وعدہ کو
پسپا کر کے ساری حفاظت کر دو۔ دھمرا کچھ ہمارا کچھ سان ایک توئی سکل اسپس تھا
جسکی طاقت کی انتہا نہ تھی دوسرا ہر ایل سست کو بازو۔ بازو میں کھتا تھا کھتا ہوا
بہت کچھ لاف زنی کی راون کو ڈھارس ہوئی فرمایا جاؤ باقوں کا وقت نہیں کچھ کر کے

دکھاؤ۔ دلاوران نامی تمہارے ساتھ ہیں جنہوں نے منہ ان مصلحت میں کبھی پیچھے نہیں کھینچا
 آج تمہارے جوہر دیکھنا نہیں۔ دھمرا کچھ نے فوج کی تیاری کا حکم دیا فوج لیس ہو گئی
 ترسوا اور بچ گئے۔ موگدر گدا اور سول بر بھی بھالالے کر رعد عزراں کی طرح گر جئے
 لگے زرہ بکتر بہین کر رکتہ پر سوار ہو کر غنیم کی طرف راہی ہوئے کوئی ذیل بہت پر سوار ہے
 کوئی شہر یزید بار فتا کو ایڑ لگا رہا ہے غرض دھمرا کچھ فوج لے ہوئے مغربی دروازے
 پر جہاں ہنومان جی تھے مقابے پر آمادہ ہوا چلتے وقت شگون بد ہوئے تھے آسمان پر
 گدھ منڈلا رہے ہیں ایک گدھ دھمرا کچھ کی دھجیا پر گر پڑا۔ دھمرا گدھ منڈ میں پڑی لے
 ہوئے دھجیا پر بیٹھ گیا خون کی بارش ہونے لگی۔ ہوانے منہ پر پھیرا دینا شروع کیا چاروں
 سمتوں میں اندھیا راجھا گیا۔ دھمرا کچھ پر شگون بد سے ظاہر ہو گیا کہ اب اچھسوں کی
 خیر نہیں تو بھی سری ساراج کی فوج کے سامنے کھڑا ہو گیا اور دیکھنے لگا کہ کوئی بند
 ایسا نظر نہیں آتا جسے جنگ کی ہوس نہ ہو۔

سرگ ۵۲

ہنومان اور دھمرا کچھ کی لڑائی اور دھمرا کچھ کی ہلاکت

دیوان خوشنار کے آنے سے فوج میوں میں تازہ جوش پیدا ہوا صفوں میں حرکت ہوئی
 فوجیتے باقاعدہ ترتیب پائے شیر آبدار نیام میں کھڑکے لگی لڑکتیوں کی کڑکیت سے
 طنین میں سکوت کا عالم تھا اتنے میں بگل ہوا بندروں نے پہاڑوں کی سبیلں اکھاڑیں
 اور راجھسوں پر بارنا شروع کیا راجھسوں نے بھی دھمرا کچھ کی جوش فوج کو کھائے۔
 تیروں سے فوج میوں کو چھ لیا۔ ایک طرف پہاڑوں اور رختوں کی بوجھاڑ تھی تو دوسری
 طرف ہتھیاروں اور زبرد سے فوجی دل پھٹے جاتے تھے اور دھمرا کچھ پر صاف ہوا تو دھمرا
 الٹا گیا۔ خون بہنے سے فوج میوں کا جوش ابھر آیا دھاوا بول دیا جس نے راجھس
 کو لاف ماری سراپا گیا۔ یادانت حلق کے اندر جلتے رہے ایک ایک راجھس پر دس
 دس بندر ٹوٹ پڑے ہزاروں بکتر مر گئے ہزاروں فوج گھسٹ سے خاک میں
 مل گئے۔ ہوا کے پتھر تیروں اور بندروں کے پھپھوٹوں سے بھی سینکڑوں تیرا ہوا ہوئے

کسی نے لات اور گھونٹے سے پتھریں نکالا۔ اور کسی نے ناخنوں اور دانتوں سے کاٹا۔
 کسے دھڑاچھسوں کو عاجز کیا۔ دھڑاچھ فوج کو باٹھال ہوتے دیکھ کر بندوں کی صفوں
 میں گھس گیا اور نگہ رستے مارنے لگا کچھ بند رزخمی ہوئے اور کچھ زمین پر گر گئے۔
 دھڑاچھ اپنی جرات اور بہادری پر ہنسنے لگا دھڑاچھ کی بیری اور فوج سپہ سالار کی پٹائی دیکھ کر
 ہنومان بی نے ہنسنے چاہئے راجپوتوں پر ٹوٹ پڑے ہزاروں کو گر دیا۔ اتنے میں دھڑاچھ
 صغیر چیرنا ہوا ہنومان جی کے سامنے آیا ہنومان جی کا چہرہ تھکا تھا۔ بھاری سل لٹھا کر
 دھڑاچھ پرے ماری اور دوسرا تھپڑ لٹھا کر سر پر ٹپکے یا۔ دھڑاچھ نے دیکھا کہ یہ بند
 تو ہزاروں راجپسوں کی بھاری جوت۔ چاہتا تھا کہ زمین پر آتے ہنومان جی نے
 رختہ کو دم میں لپیٹ کر بوجھ کر دیا۔ دھڑاچھ کو دکر الٹا کھڑا ہوا اور خیم ٹھوٹک کر
 سامنے آیا ہنومان جی نے لپک کر ٹانگ پکڑی اور کھٹکے یا ہنومان جی چاہتے
 تھے کہ پہاڑی سل سے اس کا کام تمام کر دیا جائے۔ مگر دھڑاچھ سنبھل کر اٹھا اور
 ایک گز ہنومان جی کے منٹ پر مارا اور خالی گیا۔ ہنومان نے پہاڑی سل دھڑاچھ
 پر ماری۔ دھڑاچھ زمین پر گرا اور گرتے ہی روح پرور کر گئی۔ پھر کیا تھا راجپس
 فوج منتشر ہو گئی۔ دھڑاچھ سب سے پہلے جاتے تھے۔ بندوں نے فوج و
 نصرت کے نعرے بند کئے بالیک جی آتے ہیں کہ ہنومان جی نے اس قدر نشان چڑھا
 کہ خون کا دریا بہ گیا۔

مرگ ۵۳

بھورنشت کی لڑائی

شاہ لکھن قصر زرین پر بیٹھا ہوا تاشہ دیکھ رہا ہے۔ نشانچروں کے بھانسنے
 اور دھڑاچھ کے گرنے سے بیچ و تاب کھا گیا۔ بھورنشت راجپس گس مانی کر رہے
 تھے مؤدب ہو کر عرض پیرا ہوئے حضور انسوس نہ کریں ہماری ایری اور بہادری
 کا نمونہ دیکھیں۔ میدان رزم میں بندوں اور بچھوں کے خون سے زمین گھس کر
 دگے اور راجپندر دسگر لہ۔ انگد۔ اور ہنومان کو باندھ کر بندھکان علی کے حضور

پیش کر گئے۔ رامون جانتا تھا کہ بلا شک یہ بہادر سحر و افسوس سے کام کر کے جائیں کہ تختہ
 نہیں، حکم دیا کہ جاؤ دشمن کو پامال کرو راجپوتی فوج و رنشت کے بہراہوئی۔ شور و غل
 مچائی اکثر فوج دکھائی میدان رزم میں پہنچی۔ اگرچہ بجز ورنشت کے چلنے پر شگون بد
 دکھائی دے یعنی بہادر وں اور دلیروں کے بدن سے خود بخود متھیا گر گئے۔ مگر
 بجز ورنشت کے کچھ لحاظ نہ کیا اور نعرہ مارا ہوا دکن کے دروازے پر اسناد ہو گیا
 ہنومان جی اس بہادر کے آنے سے خردار ہو گئے اور کچھ دروازے سے انگد کی امداد
 کے لئے دکھن دروازے پر پہنچ گئے۔ ایک ایک بہادر اور ایک ایک راجپوت سے
 مقابلہ ہوا۔ دلاوروں کے روئے پھرانے لگے بہتوں نے تیر بازی شروع کی بندروں
 نے لپکت لپکت کر ہتھیاروں کو چھینا۔ درختوں اور پتھروں سے راجپوتوں کو خورد
 برد کرنے لگے۔ لات گھونسا۔ طمانچہ ناخنوں اور انتوں سے ہر ایک راجپوت کا
 بھیجا لکال دیا۔ بجز ورنشت پر فوج کی مغلربی سے بدحواسی چھا گئی۔ پھانسی بیکریا چاہتا
 تھا۔ کہ اس پھانسی میں بندروں کو باندھ لوں مگر بندروں کے آگے پیش نہ گئی۔
 پھانسی توڑ ڈالی۔ اس اثنا میں ہنومان جی کھلاستے بجز ورنشت پر ٹوٹ پڑے گھما کر
 تین بار چکر دے اور زمین پر ٹپکے یا۔ مگر اس ملعون کی کچھیر کی زندگی باقی تھی زمین
 پر گرے ہی دو نو پاؤں ٹپک گئے اور سنبھل کر اڑنے لگا۔ ایک درخت اکیڑا پر انگد
 کی طرف دوڑا۔ انگد بھی ہوشیار تھے اس ملعون کے کرتبوں سے بخوبی واقف تھے اپنے کو
 بچا لیا۔ اور اسی درخت سے ہزاروں راجپوتوں کو زمین کا تودہ مینا دیا۔ انگد کسی کا رتھ
 اٹھا کر ٹپکتے تھے کسی کو رتھ سے کھینچ کر زمین پر پڑے تھے۔ بجز ورنشت بھی بندروں
 کو رتھ سے پکڑ کے چاہتا تھا کہ لقمہ بناؤں۔ پر اتنے میں ہنومان جی نے اس کے بازو
 پر تھپکی دی بنا۔ رچھوٹ گئے بالیک جی بکھتے نہیں کہ یہ اڑائی بہت بڑی ہوئی۔
 خون سے زمین لولہاں تھی انگد نے خوب خوب جوہر دکھائے۔ ہزاروں راجپوتوں
 کو خاک میں ملا یا بجز ورنشت خوف سے ہنجر پھر کاٹنے لگا۔

سرگ ۵۴

بجور نشٹ اور انگد سے مقابلہ

جب بجور نشٹ نے دیکھا کہ فوج مغلوب ہو گئی راجپس بھاگتے ہیں انگد کچھ موم نہیں لے سکا چاہے جا بڑی دشوار ہے شاہ لنگا کے سارے کیا منہ لیکر جاؤں وہ بھڑا ہلاک کر لیگا اور یہاں بھی ہر نام ہے بہتر ہے کہ یہیں نہ کٹاؤں سوچ کر تیرے پر چڑھایا اور فوج میوں پر ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں تیر بڑا ڈالے بڑے بڑے بہادر کام آئے جوت جوت بہر تیروں کو اٹھا کر پھینکنے لگے اور اس نے تیروں سے تین ٹکڑے کر دئے ایسی لڑائی ہوئی کہ جانور گدھ چیل۔ کوئے گوشت کھا کھا کر نہال ہو گئے۔ جو گھال پڑے تھے اُن کی بوٹیاں لوچتے تھے بجور نشٹ فوج میوں میں صفیں چرتا اور تیر چلانا گھس آیا۔ ایک ایک تیر سے انتیس انتیس زخم ہوتے تھے۔ فوج میوں میں بھیل پڑا گئی کوئی انگد کی شرمن پکڑتا ہے کوئی ہنومان کو باد کرتا ہے کہ ہماری پانچ اس بخت نے ناک میں م کر دیا۔ نہ اس پر پہاڑ کام کرتا ہے۔ نہ تیر چوٹ کھاتا ہے۔ انگد غصہ کر کے دوڑے اور گدا لیکر بجور نشٹ پر حملہ کیا بجور نشٹ نے کان رکھ دی اور گر زنگراں لے کر انگد سے مقابلہ کیا بجور نشٹ نے گرز سے انگد کی ہڈیاں توڑ دیں اور فوج جسم سے بہنے لگا شیر غراں فوج دیکھ کر بھیر گیا ایک رخت اکھاڑ کے بجور نشٹ کے سینے پر مارا بجور نشٹ جسم چرا گیا اور پھر گر زنگراں سے چوٹیں مارنے لگا پھر تیل انگد بھی گرز پر چوٹیں لے رہا اور دار خالی ہے ہا کچھ دیر تو وہیں لڑائی رہی آخر کار دونو تھک گئے اور بیہوشی نے دونو کو دبا لیا پہلے انگد کی آنکھ کھلی اور بجور نشٹ پر گر زنگراں سے ضرب لگائی بجور نشٹ کو ہوش آیا اور سنبھل کر اٹھا انگد کی چھاتی میں گزر گیا دوسرے حملہ کیا دونو کے گرز زردی ہو گئے پھینکے لئے ناخن طپا پچے اور لانا گھوسنوں کی لڑائی ہونے لگی دونو لوہاں ہیں انگد سوچتا ہے کہ یہ کافر کسی طرح مارا نہیں جاتا۔ ایک رخت ایسا اکھاڑا جس میں بھیل پھول گئے تھے اور دوسرے ہاتھ میں ننگی تلوار لیکر بجور نشٹ پر حملہ کیا حریف نے بھی ہاتھ میں تلوار پکڑی اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال لے کر تیر بدنے لگا پھر دونو تھک گئے اور زانو ہو کر

گھٹنے کے بل کھڑے ہو گئے انگد نے موقع پاتے ہی کود کے توار سے اس بیون کا سر کاٹ لیا جسم زمین پر گر پڑا اور خرمن کے ڈھار بچلے بکھرے درخت کے مرتے ہی راجپس جگ گئے اور ساری کیفیت راون کو سنائی اور اھر انگد راجپسوں کو مارتے ہوئے اپنی فوج میں داخل ہوئے اور فوج بیہوش میں فتح و نصرت کے شاد و باہجے لگے ۔

سرگ ۵۵

انکین اور فوج بیہوش کی جنگ

بالیک جی گوہر شاہ میں کہ جب بکھرے درخت مارا گیا راون نے حال سنا بہت افسوس کیا انکین راجپس کر بلایا اور اجازت دی کہ نہ بہت دنوں تک کھا یا ہے گھر بیٹھے تنخواہ لیتے رہے کسی ہم میں نہیں بھیجا اب حرام خوری چھوڑ دو اور غنیمت سے جا کر اپنے بھائی بندوں کا قصاص لو۔ انکین حکم سنتے ہی راون کے تدمبوس بڑا اور سات بار طواف کر کے گر خیا ہوا شاہ لہکا کے دربار سے نکلا۔ اتفاق سے رخہ کے گھوڑے بیمار ہو گئے تھے مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا رخہ کو ہنکا کر میدان رزم میں کھڑا کر دیا راجپس بھی مسلح ہو کر ہمراہی میں ایسا دم میں بند روں میں انکین کے آتے ہی کھل پٹی پاگئی مگر دھیرج دیکر راجندر کی جے جے کار کہتے ہوئے درخت اور پتھر لیکر حریف کے مقابلے پر آمادہ ہو گئے طرفین سے چوٹیں مہونے لگیں غضب کی خوریزی ہوئی کہ زمین کانپ گئی اور آسمان غبار آلود ہو گیا ایسی تاریکی تھی کہ کسی کو کچھ سوچنا نہ تھا البتہ آواز سنائی دے جاتی۔ اپنے پرانے کا کچھ بھی خیال نہ تھا بند روں اور راجپس اچھپسوں کو مارتے تھے خرمن کے چھپے ہو گئے اور درخت پتھر گزرا در توار گدا موسل سے زمین پر تل گئے کی جگہ نہ تھی انکین پکار رہا ہے کہ ابھی بند روں کو مارنے لیتا ہوں اسی طرح بند راجپس فوج میں نلکار رہے تھے کہ بہادر بھانگنا نہیں مثل لکھی کے نشا چروں کو مل کے خالص میں ملا دیں گے کو مو دریل مہندے بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھاڑنے اچھپس فوج

کہ انکین رختوں سے مل کر کہتے ہیں ۔

سرگ ۵۶

ہنومان جی کے ہاتھ سے انگلیں کی بوت

انکپن بندروں کا جوش دیکھ غصہ سے کانپا ہاڑے رتھی کو حکم دیا کہ جہاں یہ تینوں بہادر
 ہیں ہمارے ہاتھ کو لے چلو آج ان لوگوں سے قصاص لینا ہے ہم نے آج تک کسی لڑائی میں
 شکست نہیں کھائی ہمیشہ فتح ہوتی رہی ہے اس رتھی ہاتھ کو انوج ہیموں میں ڈوڑا رہا ہے انگلیں
 تیزوں سے بندروں کی صفیں الٹا رہا ہے بندر خوفناک ہوئے ہنومان جی بندروں کو بھاگنے پر مجبور
 کی لعنت ملات کرتے گئے بندر ہنومان کی آواز پر آئے انگلیں نے نگاہ غیب سے ہنومان جی
 کو دیکھا اور بادلوں کی طرح تیزوں کی بوچھاڑ کرنے لگا ہنومان جی اسکی دیری پر ہنسنے لگے
 اور اس زور سے نعرہ مارا کہ زمین ہل گئی ہنومان جی کے پاس کوئی ہتھیار ہے نہ کوئی ٹیغ
 نہ درخت خالی ہاتھ حریف کی فوج میں شیر کی طرح گھس گئے اور جس طرح شیر بکروں کے
 غول میں بے خوف شکار کرتا ہے اسی طرح ہنومان جی نشا چروں کے گھے چیر چیر کر ٹھیک کر
 رہے ہیں تنے میں انگلیں نے پانچ تیر ہنومان پر مارے ہنومان جی نے وار خالی دیا اور
 انگلیں کو سلا پیر دے مارا انگلیں کانپ گیا ہنومان جی نے دوسری سلا اٹھا کر پھینکی
 انگلیں نے تیزوں سے کاٹ گرائی پھر ہنومان جی نے ایک تناور درخت اکھاڑ کے
 انگلیں کی پیشانی پر مارا اس نے اس کو بھی کاٹ دیا۔ ہنومان جی کو اب تاب نہ آ رہی تھی
 کہ وہ نو بازو دیکھ لے اور کئی بار چرخ دیکر زمین پر ٹپک دیا۔ انگلیں سے بھل گیا ہاتھ سے چھوٹ
 کر فل پر سوار ہوا ہنومان جی نے میدان رستہ کے پاؤں پکڑ پکڑ کر آسمان کی طرف پھینکے چرخ کے
 گرنے سے ہزاروں راجپوتوں کو ہلاک ہوتے جلتے تھے انگلیں نے ہنومان جی کے زور و جرات
 دیکھ کر انہوں نے تلے انگلی بائی اور ہنومان جی نے اٹھا کر اس زور سے ٹپکا کہ دم نہ اٹھو گیا۔

سرگ ۵۷

راون کے حکم سے چڑھتے تیز کی میدان جنگ میں جھکشی

راون پس کینٹ کا پتھر زنی پر تک غوطے میں رہا پھر تیزوں سے پر جھکا کر کب

کرنا چاہئے سب سرد و رگور ہے کسی کے منہ سے بات نہ نکلی ماؤں اس سے یوں ہر کر سہت کے پاس پہنچا اور بولا مذہب رائن لنگا کا محاصرہ ہو گیا رعایا پریشان ہو رہی لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہیں میں بھی جنگ آزادی کے لئے تیار ہوں کبہ کرن اور ان رجیت بھی خنجر بگنڈ پیٹھے میں لیکن میری رائے میں اس محرک کے لئے تم سے زیادہ کوئی مسودہ یوزن نہیں غم چھڑک بھی دو گے تو بازوں کا مرغ روح پرواز کر جائیگا تم سے بڑھ کر کوئی مرد میدان نہیں نہ دوسرا تمہاری طرح اپنے آقا کا نیز خواہ و جان نہا رہے۔ بازو تمہارے سامنے کیا بیٹھ رہی تمہاری گیدڑ بھکی اُن کے لئے کافی ہوگی رہے را سی ڈپٹا ہیں بھاگ جائیں تب کی سند۔ رام و لچھمن بڑے دیو یا بیاں بھی ہوں تو کیا کرتے ہیں اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا تم نے دیوتاؤں کو گھر میں گھس گھس کر مارا ہے اب تمہاری گور سے تم ہاتھ پاؤں ڈال دو تو الٹی لنگا بنے میں کیا شک دشمن کو زیر کرنے میں دولت و حکمران ملتی ہے میدان جنگ میں کٹ مرنے سے مرگ کے آرام نصیب ہوتے ہیں پھر تامل فضول ہے جس بات میں میری ہوسود سمجھو کہ وہ اگر میرا راج قائم ہے تو دنیا و

بھی تمہاری ہے ورنہ سب بندارو۔

پلہ ہست۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر مگر افسوس یہ آتا ہے کہ آپ نے بیٹھے بٹھائے تاج در در سرول کیا بھیجیں کو آپ نے گوگرد دیاں دلائیں عقلمندی نہ تھی آپ کو جب تھا کہ جانی کو روانہ کرتے پھر نہ حملہ تھا نہ محاصرہ مگر اب گئی گذری باتوں سے فائدہ ہی کیا "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلا خود بایدزد" جو نیرنگان سے نکل چکا اس کا پھر ہاتھ آتا حال اس لئے جو سر پر آپڑی اس کا انتہا نام چاہئے آپ لڑائی کے لئے مکرستہ ہیں لازمیر ابھی قائم آگے سمجھئے فوج تیار کھڑی ہے ابھی بہت راچھس آئے جاتے ہیں یہ کہہ کر اس نے تقارہ پر چوڑی تو ایک لشکر ہزار باٹ کی بات میں صف بستہ ہو گیا گھوڑوں کی مہنتا ملٹ ہاتھی کی چنگھاڑ جنگی باجوں کی آواز اور نقیبوں کے کراؤں کے شور سے زمین گرج گئی پرستہ کار قہ تھا یا بغیر نور اہل نظر کی آنکھ نہ ٹھہرتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ سورج زمین پر اتار آیا پرستہ رادن کی جے جے کار کا آواز بلند کرنا ہوا اور رب کے دروازے سے نکلا۔ ادھر برہمنوں نے ہون میں آہوتی دی منتر پڑھتے جانے لگے سری راجندر کی جے سری لچھمن کی جے کاشور بلند ہوا۔

پرست کے ساتھ تراکب کہہ بہنو۔ مانا اور سونت چار زائے سلطنت تھے۔ جس وقت ان سب کا کوچ ہوا۔ لکھا کے گھر گھر سے ونے کی آواز آنے لگی عورتیں سر پٹتی تھیں کہ آہ سناں فصحت ہوا کہ یہ وزاری تھی کہیں ہماری ہی خراب ہو گئی ہو گیوں کا پیل تھا کہ سیار جیتے چلاتے تھے آسمان سے معلوم ہوتا تھا کہ انگارے برس رہے ہیں۔ سیارے آپس میں ٹکرانے لگے بادل کی گرج کاں کے پرے پھاڑتی تھی اور جھلک سے خون کی بوند باندی ہونے لگی گدھ وکن کی طرف منہ کر کے دھجیا پر ایٹھے ایٹھے ایسی بدبو گویا بہت سی ہوئیں پرست سب سے اتفاق ہا لیکن بہت باندھ کر جی کڑا کر کے میران جنگ کی طرف بڑھا۔ بازوں نے دیکھا تو درخت اور پھرنے لے کر پکے دو طرف ہا کا غل تھا۔ باز کا کار کرتے تھے راجپس کلکارتے تھے پرست بازوں کو نظر میں لاتا تھا ڈینگ تھی کہ سب نرم چارہ ہیں کھتی چھڑوں کی بساط ہی کیا +

سرگ ۵۸ نیل کے ہاتھ سے پرست کا قتل

لکھا کے مشرقی پھاٹک پر ایک ڈاڑھی کا دل دیکھ کر سری راجپس نے مجھیکن سے وہ ہانت کیا کہ کس کی فوج آرہی ہے مجھیکن نے عرض کی ہمارا راج اپرست لکھا کا سپہ سالار اعظم آرہا ہے اس نے کئی بار دیوناؤں کو نیچا دکھایا فٹوں حربے ضرب اور قتل و شجاعت میں رادوں کی ملکہ کا کوئی ہے تو صرف یہی ۔ سری راجپس نے پھر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ واقعی پرست اچھے ڈیل ڈل پر ہے ہاتھ پاؤں کا بہادر ہے راجپس بھی سب کے سب زبردست پرگیہ رگڑ رگڑ دیکھ کر باز درخت اور پتھ لے کر دوڑ پڑے مارنے لگے جو تھا دانت لنگا کر مخالف پر حملہ کرتا تھا ہزار بار قتل ہو گئے ہزاروں خون میں ڈوبے ہزاروں نے بھاگ کر جان بچانی ثابت قدم رہے جیسے بے پرواہ دریائے خون میں تیرتیر کر دشمنوں کو دانتوں سے کاٹتے اور خون سے لوتھتھتے راجپسوں کی طرف سے گدا۔ گدا۔ پرگیہ اور لات گھونسوں کی بار پڑتی تھی نہ انکا غبرو سپہ سالاروں نے وہ ہاتھ کھائے کہ بازوں کے خون میں نہ ہو گئی

دو بد اور جاموان نے پہاڑ کا ایک ٹکڑا اس نور سے مارا کہ چاروں کے چاروں میں سو ہے
 سالن بھی نہ لی پرست آگے بڑھا تو خون سے زمین پر بہوٹی ہو گئی معلوم ہوتا تھا کہ
 پیاس کے پھول بکھڑے ہوئے ہیں زخمی کچھوڑوں کی طرح تیرتے تھے بانوں کی سوار میں
 نیز اک الجھ سے تھے چربی کا پسین چھایا ہوا تھا تدار میں طونان کے تھپڑے کا نظارہ کھا
 رہی تھیں تیل اس دریاے خون میں کھڑی لگتا ہوا پرست پر لپکا اور پہنچتے تو
 پیشانی پر اس زور سے گھونٹا مارا کہ مخالف تیور اگر گر پڑا مگر فوراً ہی سبھلا اور وحش کا
 چلا چڑھا کر تیروں کی بوجھ بڑھ کر دی تیل کا بدن چھلنی ہو گیا اور ناؤ کھا کر ایک رخت
 سے اس کی بائی کپائی نہ کی پرست ثابت قدم تھا وار سے گیا اور تیزور سے خربلیا شروع
 کی تیل زخمی تھا مگر بہت نہ پھوڑی سال نے رخت سے گھوڑوں پر حملہ کیا پرست نے اس
 روک کر چاہا ہی تھا کہ تیر سے خاتمہ کر دوں مگر تیل نے وحش کے ٹھٹھے سے لڑنے لگا
 پرست مومل لیکر چھپا خوب لڑائی ہوئی دو نور فریق خون میں نہا گئے مومل ٹوٹا تو کشتی کی
 نوبت آئی لات گھونٹے چنے لگے تیل سری امچندر جی کی بے جے پکانا تھا پرست ان کی
 پرست کے دوسرے مومل سے تیل کی پیشانی تیز دی تیل نے درخت سے جواب دیا پھر مومل
 کا وار ہوا تو تیل نے ایک چٹان سے حریف کا اس طرح سر بھاڑ دیا کہ تین سے دم
 نکل گیا بدن اس طرح لومہاں ہوا کہ گیسو کے پہاڑ کی سرخی مات ہو گئی راجھیس سپر
 پاؤں رکھ کر بھاگے راؤن کے یہاں ماتم چھا گیا تیل کی تعریفوں کے پل بانہ بھے فوج
 آخر مومل میں خوشی کا باج نہ بکنے لگا ۔

سرگ ۵۹

راؤن کی میدان جنگ میں شکست

پرست کی خبر مرگ نے راؤن کی مکر توڑ دی اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے ۔
 ساری فوج کی بہت لڑائی راجھیس جی چھوڑ بیٹھے سب کو جرت تھی کہ معاملہ کیا ہے ۔
 بازوؤں نے سمندر میں کونقش قدم بنایا اس دھکا کی گھبراہٹ نے راؤن کو یہاں تک پریشان
 کیا کہ بخودی غائب ہو گئی غش سا آگیا آخر بدیعت سنبھال کر سب فی طلب ہوا کہ بیشک دشمن

تو اُن جغیر و بیچارہ شرد۔ ایک جنگاری تنکوں کے پڑا کو جدا کر لکھ کر دیتی ہے چوٹی کی کچھ
 بساٹ نہیں لیکن ہاتھی کو اُس کے نام سے بھارت میں میل باز ہے تو کیا گو اُس نے اندر
 کو بھی کرتے ہیں بٹھلا دیا۔ مگر وہ ہمت نہیں ہارتے بہادروں کا کام چوڑیاں سینا نہیں
 آپ لوگ نہ گھبراہٹیں اب کے میں خود معرکہ آرائی کرونگا دیکھوں کون نچے کے کہاں گاتا
 ہے سب بازو ٹڈیلوں کی طرح پیٹ نہ لئے جائیں تب میرا نام راوَن یہ کہہ کر وہ تھک پر سوار
 ہو گیا۔ رتھ کی خرمیوں کا کیا گنا سورج کی چمک مک گرد تھی ناس پر راوَن کے شعہ غضب
 نوز اعلیٰ اُڑ رہے تھے۔ جس وقت گھوڑے لکھا کی جو کھٹ لاٹھے راوَن کی جے جے کا شور
 بلند ہو گیا سنگھ گھڑیل ایسے جٹی باجے طبل جنگ کے ساتھ بجنے لگے راجھسوں کا دل
 ہاتھوں بڑھ رہا تھا ہر ایک کی یہی صدا تھی کہ بس آج مار لیا پالا جاوے ہاتھ لشکر جبار
 کے بوجھ سے زمین جھکی جاتی تھی کہ وہ پیکر اور صیب خیل راجھس شیدو جی کے ہر اہی بھوت
 پشای معلوم ہوتے تھے راوَن دیکھنا کیا ہے کہ ایک بادل کا بادل چھایا ہوا ہے خود
 غل سے کان مٹے آواز سنائی نہیں دیتی بازو رخت اور بہار کے ٹکڑے لئے ہوئے تن
 اکڑے ہیں یہاں سری راجندر کو لشکر خائف کی نقل حرکت کا پردہ لگا تو بھجسکین
 سے فرمایا دیکھنا یہ فوجی سمندر کہاں سے اُمتدا اچلا آ رہا ہے سینکڑوں نشان لشکر
 ہزاروں جواہر نگار چتر نظر آ رہے ہیں جو ہاتھی ہے ایرات کی ہنر کا جو راجھس ہے
 ہاتھی کا سا پہاڑ ایسے ڈیل ڈول کے راجھس تو پہلے بھی نہ دیکھے تھے محاسب عقل
 گن سکے کیا مجال +

بھجسکین۔ رگھو کل بھوشن اس وقت آپ کے سامنے تمام لکھا کے چہرہ چہیدہ سویر
 جمع ہو گئے ہیں وہ دیکھئے آپن ہے اسکی طاقت اس پر ختم ہے دیکھئے کیسی آنکھیں لال
 انگارہ رکھی ہیں جو گرم تر اہور ہے جس نڈ کی پتا کا آسمان سے بانیں کر رہی ہے اس
 پر راوَن کا فرزند اکبر اندر جیت سوار ہے ہاتھی کا سا ڈیل ڈول بڑے بڑے ڈالت مایا
 میں کامل۔ جادوگری میں فرو۔ ہما بیرجی کو برہم پچانس میں اس نے پھانسا تھا اور تشریح
 کی ضرورت نہیں اس کے قریب آتی ہیر کو ملاحظہ کیجئے یہ بڑا دلدار ہے اور طاقت کا یہ حال
 پہاڑ تک اٹھائے جس فیل سوار کے ہاتھ میں دھنش ہے اسے اتنی اکاٹے کتے ہیں اور مردہ
 سانپ ہے جسکے ہاتھ کا گشتاں آ رہا ہے پشای اُسے سمجھے جسے گھوڑے پر سوار اور رگھو نے

چلا آ رہا ہے جس کے وحش کی ٹھکانہ پانی دیتی ہے اسے نگہبہ کہتے ہیں راون کے جوڑ کا شہ
 زور اس وقت ہے قریبی جس کی پر گھبہ میں بکرا اور سونے کی روتی دکھائی دیتی ہے اسے
 کبھہ کرن کا تخت جگر سمجھئے نہ اُنکے وہ ہے جس کے ہاتھوں میں پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں
 وسط میں آپ جس کے چہرے میں گھوڑے اونٹ ہاتھی اور ہرن وغیرہ کے منہ ملاحظہ کریے
 ہیں لکھا پتی راون ہی ہے سر پر چاند کی طرح روشن چھتر سر پر جڑا ڈکٹ اوج
 اقبال کا یہ حال کہ اندر ہرن اور جہراج نام سے کانتے ہیں زور بازو کی کیفیت کہ
 کبیر سے اچھین کی بھبھکین نے اس طرح ایک ایک سردار ہمراہی راون کا نام گنا دیا
 اور شہادت سے پہنچا دیا کہ کون سا بہادر کون ہے۔

سری راجندر جی نے جس وقت راون کو دیکھا بھبھکین سے فرمایا اس میں شک
 نہیں کہ راون بڑا اقبال منہ ہے سورج کی طرح جمال کیا جو کوئی نظر کھ کر دیکھ سکے اس
 نہ ہے نصیب جہراج کی بھی یہ شان و شوکت نہ ہوگی مگر یاد رکھنا میرا آفتاب اقبال
 روشن ہوا اور اس کے تارے کی روشنی رخت ہوئی سینا ہرن کے وقت سے جو ہار دیا
 ہے آج اُس کے نکلنے کا وقت آگیا اب اس کی خیریت نہیں ہے بے نہیں چھوڑ دینا
 اتنا کہتے ہی جوش آگیا اور خود بدلت چلے پر تیر چڑھا کہ کھڑے ہو گئے راون کی نظر
 پڑی تو حلال قدرت سے ہم گیا رختہ روک کر ارکانِ دولت سے بولا سب لوگ میرے
 ساتھ کیوں چلے آتے ہیں لکھا انسان پڑی ہے بازوؤں کا حال معلوم نہ ان کو گھر سے
 اس گھر میں پہنچ جانا کچھ مشکل نہیں جب شہر سونا پائیگے تو ضرور شور مچائیگے عورتیں
 غریب کیا بنا لینگیں اس سے پہلے گھر کا انتظام کر لو۔ پھر میں ان جنگ کی طرف قدم بڑھاؤ
 حکم کی دیر تھی بسنت سے راجپس لکھا کی اندرونی حفاظت کے لئے دوڑ پڑے اور
 راون نے رختہ آگے بڑھا یا فوج اس طرح آگے بڑھ رہی تھی جس طرح جالوزانِ ربانی
 پانی چیرتے ہوئے بہاؤ پر جاتے ہیں سگریہ نے راون کو بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتا دیکھ
 ایک رختہ دار کیا لیکن راون کے بان سے ہمیشہ نہ لگتی خود ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ راون
 نے پھر دانت کٹکٹا کر ایک بان سے سگریہ کی جان لینا چاہی جس وقت بان چبکی سے
 نکلا آگ کے شعلے لگنے لگے سگریہ کا بدن زخمی ہوا اور بان زمین میں غائب زخم کاری
 تھا۔ سگریہ وحش کھا کر گر پڑا۔ راجپس غل مچانے لگے کہ وہ مارا۔ وہ شکار چنہ کیا استے

ہی میں گئے گواچھ گری۔ سکھین در سب جوت کچھ۔ مل نیل اور ست ملی ایسے ایسے ننگ
 وریا شجاعت پہاڑ اور رفت لے لیکر جھپٹے بزن بزن کا شور بلند ہوا اگر رادو نے وہ پار
 بانوں کی ساری بدلی چھانٹ دی ہزاروں صنیم رنگن بازوؤں کو تیروں پر رکھ کر بستر خاک
 پر سلا دیا بازوؤں کے لشکر میں پھیل چم گئی سب کے پاؤں اکٹھے گئے جس کا جہر سینک
 سنا تھا کھا گا جاتا تھا قدم زمین پر نہ کھتے تھے۔ سری راجندر کو اس وقت نہایت غصہ
 معلوم ہوا دھنش تان کے چلنے ہی کو تھے کہ سری لچھمن جی ہاتھ جوڑ کر بولے کہ آپ کو تکلیف
 کر سکی ضرورت کیا ہیں اس کے لئے اکیدا کافی ہوں میرے ہاں اس کی جان لیکر نہ سینگے
 سری راجندر جی نے فرمایا اچھا تم ہی جاؤ مطلب سے مطلب ہے مگر دیکھو خوب ہوشیار
 رہنا۔ رادو کوئی دلاچنا نہیں اس میں تینوں لوگ جیتنے کی طاقت ہے +

رہنا۔ رادو کوئی دلاچنا نہیں اس میں تینوں لوگ جیتنے کی طاقت ہے +
 لچھمن جی قدموں پر سر جھکا کر چل پڑے دیکھا کہ رادو کے بازو ہاتھی کی سونٹ کی طرح
 شہ زوہ میں اور اس کے تیروں نے خون کی ندی بہا رکھی ہے ہنومان جی جلو میں تھے
 سامنے پہنچتے ہی اس زور سے کہ جے کہ رادو کا کلیجہ دل گیا ہاتھ تھکے تھکے تیر چکی سے نہ
 نکل سکا ہنومان جی نے داییں ہاتھ سے رتھ کا پیہ تھام لیا اور برے نکشن نیچہ کوناڑ
 ہے کہ دیونا۔ دانو۔ راجپس۔ گندھرب۔ کبیر تیرا کچھ نہیں بنا سکتے لیکن یاد رکھ کہ باز
 ہی تیرا اپار نکالینگے میں تجھے چٹنی کر دوں گا۔ اگر کچھ دم دلیہ ہے تو لے میں بائیں ہاتھ کا
 گھونسا مارنا ہوں تو بڑا اشت کہ لے تو میں قائل کہ ہاں تو بھی کچھ ہے رادو آج نہیں
 لال سی کر کے بولا کہ فضولیات سے کچھ فائدہ نہیں تم شوق سے میرے سینے پر گھونسا
 مارو تجھے بھی تو آزمائش ہو جائیگی کمھی ٹھچھروں میں کتنی طاقت ہے +

ہما بیر جی ہنسے اور فرمایا کہ رادو سنو دنیا میں تین طرح کے آدمی ہوتے ہیں گبیانی
 اگبیانی زورور کہ۔ گبیانی کو تو سمجھا نیکی ضرورت نہیں لیکن اگبیانی سمجھائے سے سمجھ جاتے
 ہیں صرف زورور کہ ہی ہ پتھر ہیں جن میں جو تک نہیں لگتی۔ تم گبیانی یا اگبیانی ہوتے کبھی آزمائش
 کا خواب نہ دیکھتے لکھا جلائے۔ اچھے کمار کو مارنے پر بھی آزمائش کی ہوس باقی ہے تو اس سے
 بڑھ کر بیوقوفی اور کیا ہوگی اب آزمائش میں کچھ کسر رہ گئی ہے تو صرف اتنی کہ ابھی
 تمہیں خاک پر سلا دوں +

ابھی سلسلہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ رادو نے تر سے ایک پتھر پھینک دیا ہما بیر جی

کی آنکھوں میں اندھیرا تو چھا گیا مگر ضبط کر گئے اور ڈپٹ کر ایک پتھر ایسا مارا کہ راؤن تھکھا کر وہیں لیٹ گیا۔ باز اوڑھتا یہ معرکہ دیکھ کر خوش ہو گئے اور ہر دو گہ ہنومان جی کی مدد واہ ہوئی جب راؤن کے ہوش ٹھکانے ہوئے اچھٹ بیٹھا اور لولا کے واقعی تم بڑے شہ زور ہو میں تمہاری تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتا +

ہما نیز جی - تم میری طاقت کی تعریف کرتے ہو میں اپنے زور بازو کو دھککتا ہوں کہ تمہاری جان چھوڑ دی تاؤں اس تقریر سے پھر آگ بگولا ہو گیا آنکھیں خون میں ڈوب گئیں اور ایک ڈاگ اس زور سے مارا کہ ہما نیز جی تیور آ گئے۔ چکر لے گئے اس وقت نیل اور اندر حیت میں گھسان لڑائی ہو رہی تھی دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے راؤن ہما نیز جی کو چھوڑ کر ان کی طرف گیا اور میزوں کی بارش شروع کی نیل موت کے منہ میں تھا لیکن پہاڑ کے ٹکڑے اسی طرح کھینچ کھینچ کر مارنا تھا کہ مخالف کے بھی اوسان خطا تھے اتنے ہی میں ہما نیز جی کی غشی دور ہوئی وہ اچھٹ بیٹھے دیکھا کہ راؤن نیل پر میزوں کی بوچھاڑ کر رہا ہے گت کر لو لے کہ اور راؤن بھاگ کر کہاں منہ چھپا گیا مدیوں مقابلے میں نہیں بیٹھتے پہلے حج سے بیٹھ لے کہ پھر نیل کو منہ دکھاتا ہتر کا حکم ہے کہ مغرور کرنا جائز نہیں اس لئے طرح دینا ہوں جس میں کوئی نہ کہے کہ بھگورے کو مارا۔

یہ فرما کر ہنومان جی کبھی سے بھڑ پڑے اور راؤن نے نیل کے پہاڑ کو سات بانوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا نیل زخمی ہوا تو اس نے قدر چھوٹا کر کے چھال ماری اور ہچا پر چھ بیٹھا راؤن نے بان مارتا چاہا تو منتشر پیر پانچ ڈال دیا نیل نے وہ اچھٹل کو دھچائی کہ راؤن کے ہوش خطا ہو گئے کبھی نیل ہچا پر تھا۔ کبھی چھتر اور تاج پر۔ راؤن نے اب اگنی بان چٹکی میں بادھا کر منتر پڑھنا شروع کیا اور سر نیچا کر کے لولا کے لئے نیل بہشت بایا دکھانا دیکھ کر اب زندگی کی خبر مانڈ۔

یہ کہتے ہی اس نے اگنی بان نیل کی چھانی میں پیوست کر دیا۔ نیل کو معلوم ہوا کہ سر بچھنکا جاتا ہے وہ فوراً گھوٹا پر سے منہ کے بل گر پڑا۔ اگنی بان جان لئے بغیر نہ رہنا مگر خیریت ہوئی کہ نیل اگنی کا فرزند تھا اگنی اور سہری راجنہ درجی کے فیض توجہ نے جان بچائی + راؤن کو یقین ہو گیا کہ نیل بھی ہنومان جی سے کم نہیں اس لئے وہ موقع بچا کہ

لچھمن جی کی طرف بڑھا اور خوب فقرے نیز کئے لچھمن جی نے فرمایا کہ تم جانتے نہیں
میں تمہارا کل ہوں بھگنے کی سز نہیں ابھی خاک پر لوٹا دکھا دو لگا پد
راون جھلا کر لولا۔ بڑھ بڑھ کے باتیں نہ مارو اب موت میری آنکھوں کے سامنے
آئی۔ بچ کے کہاں جاسکتے ہو۔ ابھی ہیکڑی گرد و برکت دیتا ہوں۔
لچھمن جی۔ جو کہ جتے ہیں ہرستے نہیں۔ تم ایسا ادھر ہی میرے سامنے کیا منہ
کھدلیگا متنبیں جس طاقت پر نا نہ ہے اُسے میں غم سے زیادہ جانتا ہوں۔
راون غصے میں بھرا ہوا تھا آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اس لئے چلے چڑھا یا
سات تیرے لئے لچھمن جی نے سب ارضائی دئے اور ساتوں بان کاٹ ڈالے راو
صدیا بان مارے مگر ہزار خالی گیا جو تیر چٹکی سے نکلتا تھا لچھمن جی اُسے کاٹتے
تھے راون کی کچھ پیش نہ جاتی تھی۔ آخر اُس نے برصہ بان منتر پڑھ کر ارجس سے
لچھمن جی کی پیشانی چھد گئی۔ مگر انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور اُسے بھی مگرے
مگرے کر کے تین بان راون کو مار ایک بان سے راون کا وحش پر بچے پر بھی
ہو گیا دوسرے سے پیشانی لولہاں ہو گئی تیسرا کمر کو چھید گیا۔
راون صدر دے درد سے تڑپ گیا جسم خون میں ڈوب گیا بدن کی چربی بننے لگی
بھی پاس نہ رہا اس نازک وقت میں اُس نے ہر جھٹکتی ہاتھ میں لے لی تھکتی کے ہاتھ
میں آتے ہی سوال اٹھنے لگا۔ باز مارے خوف کے کانپ اٹھے اور راون نے فوراً ہی
درا کر دیار شکتی بردہا کا غلبہ تھی اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ لچھمن جی نے اُسے
کاٹ ڈالا لیکن ایک کرج سینے میں چھد گئی اور غش کھا کر زمین پر چیت ہو گئے راون
نے سوچا کہ ان لوگوں کے مرنے کا اعتبار نہیں گھڑی بھر میں مرنے ہیں اور گھر
لوہجی اٹھتے ہیں اس لئے لچھمن کو سمندر ہی میں پھینک دینا چاہئے کہ جالور
کو پکارا مل جائے۔ یہ سوچ کر اس نے لچھمن جی کو اٹھانے کی کوشش کی مگر
دم پھول گیا اور راجپسوں نے بھی کانکھ کا کانکھ کر زور لگایا۔ مگر جسم کو حرکت
نہ ہوئی۔ اتنے ہی میں ہنومان جی لپکے ہوئے آئے سداون کی چھانی پر ایسا گون
مارا کہ تیور اگر گر پڑا۔ وسوں منہ اور بیسوں کانوں اور آنکھوں سے خون کے
فوارے چھوٹنے لگے۔ کھوڑی ویر میں ہوش آیا۔ تو چپ چاپ تے رہتے ہو

جاسٹیا اور سوچنے لگا کہ کہاں چھپ کر جان بچاؤں ہنومان جی لچھمن جی کو اٹھا کر سری
راجندر جی کے پاس لے گئے قدرت دیکھئے کہ جن لچھمن جی کو راون اور ایش کے بہت سے
سوریر اٹھانے سکے انہیں ہنومان جی اکیسے اٹھا لائے جس وقت سری راجندر جی نے
نظر کی برہما ستر یہ سوچ کر خود ہی نکل گیا کہ وار کا رگڑ ہوا اب سرنش فصول ہے
راون کے تیروں کی بوچھاڑ جاری تھی لچھمن جی بھی فو اب غشی سے بیدار ہو گئے سری
راجندر جی سے غصہ ضبط نہ ہوا تیر ترکش سنبھال راون کے مقابلے کو چلے ہنومان جی
نے انہیں پیٹھ پر چڑھا لیا راجندر جی وحشش بان چڑھا کر میدان جنگ میں گرے
کہ اور راون! لچھمن جی کو زخمی کر کے کہاں بھاگا جاتا ہے ٹھہر میں آگیا جس طرح جنت
بن میں چودہ ہزار بڑے بڑے قوی بال راجپس مارے میں نے اسی طرح تجھ کو اور
تیرے بھائی سہروں کو نشانہ اجل نہ بنایا تو اپنا نام رام نہ رکھوں :-

راون نے سری راجندر جی کو ہنومان جی کی پشت پر سوار دیکھ کر ہنومان جی کو
تیروں سے چھید دیا۔ راجندر جی کی آنکھوں میں خون اتر آیا ان سے ہنومان جی کی تکلیف
برداشت نہ ہوئی۔ فوراً ہی مچھا گرا دی۔ پتا کا توڑ ڈالی شستر بیکار کر ڈے سا رختی کو مار
گرایا اور راون کے جسم میں ایسے تیر پیوست کئے کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا سری راجندر
جی نے غش آلودہ پر ہاتھ اٹھا نا مناسب نہ سمجھا وہ مقوڑی دیر کے رہے اور جب بھر
راون ہوش میں آیا تو ایک جان اس خوبی سے سر کیا کہ راون کا مکٹ کنڈل زیور
لباس بھی بدن پر باقی نہ رہا اور نگا ٹھوٹھ سا کھڑا رہ گیا سری راجندر جی نے فرمایا
کہ صرف ایک دو باتوں کی اور کسر تھی مگر تو بہتوں سے لڑا کر تھک چکا ہے یہ کہنے کو نہ
ہو کہ خستہ اور کسمند کو راجندر نے مارا تو کہا بڑا کام کیا چھوڑ دیتا ہوں چپ چاپ تے
لنگا کی راہ لے جب کسل مرٹ جا پئے ہاتھ پاؤں میں تازہ خون آجائے تو دکھا دو لنگا
کہ میرے بالوں میں کیا قدرت ہے :-

راون کے پاس نہ کوئی ہتھیار نہ بدن پر لباس ڈل میں کٹ گیا اور گردن جھکائے
وہاں چلے یا راجپسوں کے لشکر نے بھی بھاگتے میں پیش قدمی کی سری راجندر جی
نے مردہ بازوؤں کو ہاتھ سے چھو کر زندہ کر دیا اور لنگا میں گھر گھر خبر ہو گئی کہ راون
اس ذلت سے میدان چھوڑ کر جان بچانے پر مجبور ہوا :-

سرک ۶۰

کبھ کمرن کی میداری

جس طرح شیرت ہاتھی اور بیوے سے سانپ کی پیش نہیں جاتی یہی حالت سری راجندر راجی کے مقابلے میں راون کی ہوئی وہ دل میں کہتا تھا کہ اٹ! ادو! یہ پرتاپ یہ اقبال راجھسوں سے بولا کہ میں نے جتنی پیشیا کی تھی آج خاک میں مل گئی جس نے اندر کو ناکوں چنے چوٹے وہ آدمی سے دم دبائے بس سمجھ لو کہ اقبال جواب دے گیا۔ میں جانتا ہوں کہ ذیل کے سرپ بچ ہو نیکا دقت قریب ہے۔

۱۔ برہمانے فرمایا تھا کہ ان کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔

۲۔ جب اکشواک ہنس کے راجہ اترتینہ سے اور نجھ سے لگاڑ بٹوا تو انہوں نے سرپ دیا تھا کہ میری نسل کا ایک شخص تجھے اور تیرے بھائی بندوں کو نشانہ اہل بنا کر لے گا۔

۳۔ بید دئی تپ کر رہی تھی میں نے زبردستی اس سے خواہش ہو ا صلت کی اس نے بھی ایسی ہی بد دعا دی کیا عجب کہ جانکی کے غالب میں اسی کی روح موجود ہو۔

۴۔ جس وقت میں نے کیداش کی چولیس ہلائیں۔ پاربتی جی نے سرپ دے دیا کہ تم اور تمہارا خاندان نیست و نابود ہو۔

۵۔ نندی کو کیداش پر دیکھ کر اس نے ہنسی آئی تھی کہ اس کا منہ بند رکھا تھا اُس نے فوراً بد دعا دی کہ دیونا باز کے بھیس میں تیرا ستیا ناش کریں گے۔

۶۔ نل کو بل کی عورت رہنجا تھی۔ میں نے ہوائے نفسانی سے اس پر دست درازی کی اُس نے بد دعا دی کہ طاقت پر نہ پھو لو موت تم کو چٹ کر جائیگی۔

۷۔ لچر کچھتھلا ایک مازنین پر بھی میری نیست ڈل گئی تھی چاہتا تھا کہ زبردستی سے خواہش نفسانی پوری کروں۔ لیکن اُس نے بھی سرپ دے دیا۔

جو تپسوی ہیں جو پنی برتاؤ نہیں ہیں ان کی بات کبھی پٹ نہیں پڑتی مگر انسانی چولا بھی بار بار نہیں ملتا اس کی حفاظت ہر حال میں مقدم ہے اس لئے تمام توہمات کو

چھوڑ کر اہل لکھا کا فرض ہے کہ چاروں روزوں کی کامل حفاظت کریں ایسا نہ ہو کہ
 راجندر کا اندرون شہر گزر رہو جائے اُس وقت کسی کے بنائے کچھ نہ بیگی علاوہ بریں اس
 وقت کبھی کرن کے جگانے کا موقع ہے راجپس جا میں اور اسے جس طرح ہو بیدار کریں اس کا
 جاگنا مقدم ہے کبھی کرن کی نیند خواب برگ کم نہیں چھہ کو جیسے تک مہوتا رہتا ہے۔ چھہ
 جیسے کی نیند تو اچھی ہی نہیں شکر ہے کہ اب نواں مہینہ ہے آٹھ جگانے سے ضرور کھل جائیگی
 وہ جاگتا ہوتا تو آج میں اس حالت کو نہ پہنچتا اس کی پکات جہاں پک جہاں ہوتی ساسے
 بانہر پیٹ کا ایندھن بن جائیگے کبھی کرن ایک ایک کو مفہم کر جائیگا ڈوی بھی نہ لیگا اگر وہ
 سوتا رہا اور میری گت مکٹ ہو گئی تو اس کا عدم وجود برابر ہے اس وقت اس کو جگا دینا چاہیے
 کبھی کرن ایک بڑے بھاری غاریں جو آرام تھا غار کے نکاس کے دروازے کی بندھی
 ایک جوجن تھی راجپس بڑی شکل سے گھا کے اندر باتے تھے اور جب کبھی کرن سانس لینا
 تو خزاں رسیدہ پتوں کی طرح اڑنے لگتے تھے کبھی کرن جس زمین پر سو رہا تھا باہل سونے
 کی چٹان تھی اس کے جسم کے روئیں پہاڑ کے درخت معلوم ہوتے تھے اس کا جسم دریا سے
 زید جو اہرات میں غرق تھا راجپس بہت سا گوشت اور شراب لے ہوئے نہایت ہی وقت
 سے اُس کے قریب پہنچے دیکھا کہ اچیت پڑا سو رہا ہے سوچے کہ شاستر میں تو یہ لکھا ہے کہ
 آدمی جب بیدار ہوا اپنے دیکھ لے مگر بیاں الٹا ہی ہے انہوں نے بھینے ہرن سو سامنے
 کھڑے کر دیے اور جانور میں کا گوشت سامنے رکھ دیا اور شراب کے گھڑے نکلا وپر کر دیے
 اور جگانے کی فکر میں چہاں وغیرہ خوشبو بات جسم میں نہیں دھوپ جا کر گرئی۔ بیچائی۔
 لیکن وہاں کچھ بھی اثر نہ ہوا خوب چلا چلا کر مدح سرائی شروع کی تو وہ بھی بیکار ہوئی شکہ
 بجائے ڈھول نفا سے پیٹے تابیاں بجائیں مگر موسل اور گدا سینے پر دے دے مارے ہزاروں
 راجپسوں نے شور و غل مچایا ہاتھی کے آنکس چہوٹے مگر اس کو آنکھ نہ کھولنا تھی نہ
 کھلی آخر کار کانوں کے پاس تو پس چھڑانے اور دس ہاتھیوں کے سر پر چٹا چٹانے سے اُس نے
 ذرا آنکھ کھولی اور راجپسوں کے شور و غل مگر غصہ سے آنکھ میٹھا آنکھ میں آگ کا شعلہ معلوم ہوتا
 کہیں چہرہ موت کا دروازہ چہاں جہاں لی راجپسوں کی روح قبض ہو گئی ڈر سے کہ کہیں
 جہنم میں نہ کرے راجپسوں نے زور و زور کر بھینے وغیرہ کا گوشت سامنے رکھ دیا جو چیز
 سلتے آئی اس نے ایک ہی لقمے میں ختم کر دی اور شراب کے سارے شنگھ نالوں کے

اوندھائے راجپس ہاتھ باندھے ہوئے سامنے کھڑے ہو گئے بدن میں بھر بھری ہاتھ پاؤں
کمانپہ سے تھکے کسی کی مجال نہ تھی کہ زبان کو ذرا بھی حرکت دے۔ جب کبھی کرن ناشتے
سے قانع ہوا۔ راجپسوں کی طرف نظر اٹھائی اور پوچھا کہ راجہ راون کیسے ہیں۔

کوئی نئی بات تو نہیں +
جیو پاکھ راجپس مست بہتہ آگے بڑھا اور عرض کی کہ آپ کے اقبال سے دیوتاؤں
کا خوف ہے نہ دانتو کا ڈر۔ گندھرب فرمانبردار ہیں کنہرا طاعت گزار لیکن پیکر انسانی
سے بلائیں نازل ہو رہی ہیں۔ لکھا بازوؤں سے گھر گئی ہے راجہ راون مینا جی کوہر
لائے سری راجندر جی نے چڑھائی کر دی پہلے ایک باز اچھے کار اور بہت سے
راجپسوں کو مار کر لکھا جلا گیا اب خود راجہ راون میدان جنگ میں شکست فاش لکھا کر
کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں سری راجندر جی نے فیصد توڑی دیا ہوتا نہ معلوم
کیوں طرح دے گئے جان جانے میں کچھ کسر باقی نہ رہی تھی۔

کبھی کرن کا چہرہ لال بھسکا ہو گیا آنکھیں خون بہتے ہوئے بولا کہ کچھ پڑاہ نہیں
میں راجندر جی کے سارے لشکر کو قتل کر لوں گا تب راجہ راون کو منہ دکھاؤں گا۔ تم سب
گوشت کھاؤ شراب پی جاؤ۔ میں اب راجندر اور لچھمن وغیرہ کا خون اکیلے پیوں گا اس میں
کسی اور کا حصہ نہیں +

مودر بولا کہ آپ کی توفیق رفیق کا کیا کنا۔ مگر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ پہلے
راجہ راون سے ملاقات کر لیں پھر جو مشورہ قرار پائے اس پر کاربند ہوں ایسی غفلت
کی ضرورت ہی کیا ہے +

کبھی کرن نے یہ بات منظور کی راجپس راون کے پاس دوڑے گئے خوشخبری سنائی
راون مارے خوشی کے اچھل پڑا کبھی کرن نے ہاتھ منہ دھو کے افشان کیا۔ زنگار
لباس پہنا اور جواہر نگار زیور درت آراستہ ہو گیا چلتے وقت کچی کھچی شراب اور
پنی۔ دو ہزار گھڑے خالی ہوئے مگر اب تک ہلکا سرور ہی تھا۔ کبھی کرن نے جس وقت
قائم اٹھایا زمین ہل گئی راون کے دربار میں بلند وقت بازوؤں نے پیٹ سا ڈیل کی
تو روح سلب ہو گئی مارے ڈر کے ادھر ادھر چھینے گئے کسی کوشش آگیا کوئی وہیں کا
وہیں کھڑا رہ گیا سری راجندر جی کے پیچھے میں ہل چلا گیا گئی +

سرگ ۶۱

کبھہ کرن کی صورت سے بانزوں کا خوف

سری راجندر جی خیمے سے برآمد ہوئے دیکھا تو ایک کالا پہاڑ چلا جا رہا تھا جس کے
سے بولے کہ پہچانتے ہو یہ کون ہے جب باڑا ایسی صورت دیکھ کر بھاگ رہے ہیں تو اس
سے پوچھا کون ہو۔

کبھہ بھیکن کبھہ کرن اسی کا نام ہے اس نے بارہا دیو اور سرنگارم میں فتح کا ڈنکا بجا
ہوے دیوتا۔ دانوچھ۔ گندھرب۔ رنگ سب کو اس نے سرکبا ہے اس کے سامنے کسی
کی مجال نہیں کہ قدم بھی ٹکاسکے پچھن میں نہ معلوم کتنے دیو روح چٹ کر گیا۔ جب
خلقت پریشان ہوئی دیوتاؤں نے اندر سے فریاد کی کبھہ کرن کو خبر لگی تو اندر کے
کھانے کو پہنچا اندر نے بھر کا دار کیا بیچیا کی رسی ورازیہ قہقہہ مار کر ہنسا ڈرا کھی چوٹ
نہ محسوس ہوئی اندر اور تمام دیوتا مارے ڈر کے بھاگے تو اس نے ایرادت ہاتھی کا
دانت اکھاڑ کر اندر پر ایسا وار کیا کہ سارا بدن خون میں نہا گیا اور غشی طاری ہو گئی
جب اندر کو ہوش آیا تو روتے ہوئے برہما کی خدمت میں پہنچے وہاں تہائی چٹائی عرض
کی کہ آپ تو اہل دنیا کو خلعت جو وپنا بیٹھے اور کبھہ کرن سب کا ایک لقمہ بنا ڈیگا سلسلہ
کائنات قائم رہنے کی کیا صورت ہے برہما سخت ناراض ہوئے اور سب راجپسنوں
کو حاضری کا حکم دیا حکم کی تعمیل ہوئی راجپس کبھہ کرن کو حلقے میں لٹے ہوئے آستان
پوس ہوئے برہما جی نے بد دعا دی کہ کبھہ کرن ہمیشہ خواب غفلت ہی میں رہے
تاکہ خلقت کو اس سے ضرر نہ پہنچے +

رادن دوڑ کر قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ سونے کا درخت لگا کر کائنات پر معنی
دارد آپ اپنا شاپ قائم رکھئے لیکن کچھ اصلاح ضرور کیجئے برہما جی نے التجا قبول کر اور فرمایا
اچھا چھ مہینے تک تو کوئی اسے جگا بھی نہ سکے گا اس کے بعد جگانے سے بیدار ہی ممکن
ہے چنانچہ ہمارا راج بیڑہ ہی کبھہ کرن سے ہے آپ کبھہ کرن سے بیدار ہونے سے اسے جگا کر دیا
ہے اب یہ قیامت ڈھائیگا بانزوں کا خوف بچا نہیں رہے سب اس کے پیٹ میں

جانیگے مگر گھرنے کی کوئی بات نہیں تسلی عجیب چیز ہے آپ بازوؤں سے کہہ دیجئے کہ راون نے
یہ ایک کھنونا بنا یا ہے اس سے ڈرنے کی وجہ -
سری راجندر جی نے اسی طرح سب کو سمجھا بجا رہا بازوؤں کو بھی یقین ہو گیا کہ واقعی
نہاشا ہی ہے پس فوج تیار ہونے لگی سہومان سرسبز پتھر درخت اور پہاڑ لے لیکر
لنگارنے لگے کہ بہادر و گھیر لو چاروں دروازوں کو ۔

سرگ ۶۲

راون کی کبھ کرن سے خشک جنگ

کبھ کرن کی روانگی کے وقت ہزار راجس اس پر پھول برساتے تھے جس وقت
راون کے محل میں پہنچا تو دیکھا کہ راون اس طرح جڑاؤ لگ گیا سن پر جلوہ افروز ہے
جس طرح چاہرہاں پر اس نے جاتے ہی ڈنڈارت کی راون دیکھ کر خوش ہو گیا اور اپنے
برابر بٹھایا کبھ کرن نے دست بستہ عرض کی کہ میں خاک قدم ہوں جو حکم ہو اسکی
تعمیل میں جان بیکٹ حاضر ہے فرمائے کیوں یاد ہوئی کوئی اینڈ اینڈ اسامہ تو نہیں اگر
کسی دشمن کی سرکوبی منظور ہے تو ابھی سرا سکتا ہوں یہ میر ہو گیا مجال راون ان باتوں سے
خوش ہو گیا بڑے پیار سے بولا تم ہمیشہ سوتے ہی کہتے ہو میں نے ہمیشہ ہی سوجھا کہ
جنگانے سے تکلیف ہوگی مگر اب ایسی ہی مصیبت آپڑی کہ جنگانے پر مجبور ہو گیا راجندر
راجہ مسرت کے فرزند راجہ سنگریو کے ساتھ سمندر کے پار بازوؤں کا لشکر اتار لائے ہیں ہزار
راجس قتل کر ڈالے ہیں لنگا شور بڑوں سے خالی ہو گئی راجسوں نے بھی بازوؤں کو
خوب مارا لیکن جبرت کی بات ہے کہ وہ پھر جی اٹھتے ہیں ہم لوگوں نے اپنی طرف سے
کوئی بات اٹھا نہیں رکھی سر باز لیا نہیں اتنے پیار کبھ کرن میں نے تم کو کس گفت
سے پالانہ دن کو دن کمانہ رات کو رات میر شور بیکٹ گئے خزانہ خالی ہو گیا مجھ میں
دم نہیں اہل لنگا حیران و پریشان ہیں اب تمہارے سدا کرنی اس مصیبت کا ٹانے
والا نہیں جو کھالی کی مدد کرتے ہیں ان کا بڑا بڑا مسٹر نوٹوں میں شمار ہے آٹ
تاک صدمہ مگر پیش آئے ہیں نے کبھی تمہیں تکلیف نہ دی خود جان پر کہیں ۔ اب

موت سے کہ تم لشکا کی حفاظت کرو میں نے دیونا۔ والور راجپیس۔ گنت دسرب سب کی
بنتی بھائی کبھی کسی سے نہ ڈارا اب نہ معلوم کیوں خوف غالب ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں
کبھی تمہاری تنید میں خلل نہ ڈالتا بس لشکر سافنے اور فنا کا ناکاد کھاؤ تم سے بڑھ کر
آج تین لوگ میں طاقتور نہیں سعادت مند بھی ایسے ہو کہ بڑے بھائی کے حکم سے کبھی
سرنانی نہ کی اس پر لطیف یہ کہ دوسریاں بھی ہو بہت دلوں سے میدان جنگ کی
بھی سیر نہیں کی اس سے اٹھو اور اس طرح دشمنوں کو بے نام و نشان کرو جس
طرح دیانند سے بادل اڑھتے ہیں۔

سرگ ۶۳

کبھ کر ن اور راون کی تقریر

راون کی تقریر یہ کبھ کر ن نے بڑے ور سے تمہہ لگایا اور بولا کہ سنا ب اکیوں یاد
ہے میں نے کیا کہا تھا آپ کو جو نیک مشورہ دیتے تھے وہ تو گویا کانٹے بٹتے تھے اور جس نے
الٹی پٹی پڑھائی۔ ہاں میں ہاں ملائی آپ نے سمجھ لیا کہ بس نا داس ہے تو ہی جاں نثار ہے
تو یہی۔ قدیم الایام یعنی ساتن سے یہ بات طے شد ہے کہ اچھے بڑے کرم یعنی نخل کا
پھل یعنی نتیجہ ضرور ہوتا ہے پن اور پاپ کے پھل پھتیں۔ بارہ رچھ اور تین برس اور
تین جینے میں ضرور ملتے ہیں چنانچہ آپ کو اعمال کا نتیجہ مل رہا ہے پاپیوں کے لئے تو
نرک ہی ہوا ہے خواہ زندگی میں خواہ موت کے بعد آپ نے زندگی ہی میں بیکنٹھ کو نرک
بنادو باہم سب نے آپ کو کتنی اونچ نیچ دکھائی مگر آپ اپنی طاقت کے نشہ میں چور تھے کسی
کی سنتے نہ تھے جن میں انجام بہی کا مادہ نہیں ان کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے جس نے
آغاز کے انجام اور انتہا کی ابتدا پر غور نہ کیا وہ بھی کوئی آدمی ہے جاںکی جی کر لاتے
وقت عقل کہاں چرنے لگتی تھی۔ راج نیت کے پانچ اصول لوح دل پر لکھ
لیئے کے قابل ہیں۔

- ۱۔ کام شروع کرتے وقت انجام پر غور کر لے کہ کامیابی کی صورت کیا ہے۔
- ۲۔ کسی سے مقابلہ پیش آئے تو اپنی طاقت اپنی دولت۔ اپنی فوج کو میزان عقل

میں تول لے تب مقابلہ کی جرأت کرے ۔

۳۔ موقع و محل کو ہر وقت ہر حالت میں مد نظر رکھے ۔

۴۔ آئیوالی آفتوں کا قبل ہی سے انتظام کرنا واجب ہے ۔

۵۔ جو کام کرنا منظور ہو اس کے آغاز سے پیشتر سوچ لینا چاہئے اس کا فائدہ ہوگا یا نقصان جن کا ان پانچوں باتوں پر عمل ہے وہ کبھی ناکامیاب نہیں ہوتے افسوس کہ آپ کا ان پانچوں میں سے ایک پر کبھی عمل نہیں جب کوئی ہم پیش آئے تو ان کو تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے ۔

۱۔ اپنی کامیابی اور دشمن کی شکست سے کبھی غافل نہ ہو ۔

۲۔ کمزور دشمن سے جنگ آزمائی کرنا مناسب ہے زیر دست صلح کر لینا عین عقائد ہے

۳۔ وزیر کی سلطنت کی راخو اند کسی ہی ہو مگر راجہ کو دیکھ لینا چاہئے کہ شائستہ کے مخالف تو نہیں اور شیر کار کو پہچانے ہے کہ خیر خواہ ہے یا بد خواہ دشمن سے ساز باز

تو کوئی مشورہ نہیں دینا ۔

جس ملک کو ان باتوں کا خیال نہیں اس کی سلطنت قائم نہیں ہو سکتی ایسے کم فہم

تاجدار بکری کے گلے کا تھن ہیں جن میں دودھ کا نام نشان نہیں ہونا راجاؤں کو ہمیشہ

سام دام ڈنڈ بھید سے مطلب نکالنا چاہئے جب صلح یا سازش یا رشوت یا رشوت کا مطلب

براری نہ ہو تب لڑائی کی ٹھانے اور ڈنڈ بھینے پر اتار دینا چاہئے آپ کو صرف

اپنی طاقت کا ہی نعم ہے سمجھتے ہیں کہ لڑائی ہی سے کام بنیگا یہ بڑی غلطی ہے ایسے خیال

راجاؤں کو نہ کیا بس اور کوتاہی کے سوا کچھ حاصل نہیں کھینک کیا شائستہ کا حکم اس نے برادر

محبت سے آپ کی بہتری کے لئے کیا کچھ فہمائش نہ کی مگر آپ کی قدر دانی و معاف دہنی کے صلہ فہم کہ

ایسے لائن بھائی کی کمر میں ہاتھ دے دیا جب یہ حالت ہے تو بہتری معلوم مانا کہ آپ کے شیریں

کی را کچھ اور کئی اور بھینک کی نصیحت کچھ اور مگر آپ سوچئے کہ راہ راست پر کون ہے

اگر ہزار آدمی شائستہ کے خلاف بات کہیں تو جو مانے ہو تو فون ایک شائستہ کا ماہر جو کہ ہے

وہی پتھر کی لیک شائستہ دہتا ہے کہ جسے شائستہ کا علم نہیں وہ جانو ہے حیوان ہے ۔

شائستہ وہ ہیں ایک ہر شائستہ و دوسرا شائستہ اگر انسان دوز سے ناواقف ہے تو کبھی اس کی مطلب براری ممکن نہیں وزیر خواہ کیسا ہی عقائد ہو ۔ اگر

خلاف مشورہ دے تو اس کا تعلق فضول ہو کہ سلطنت نہیں بلکہ حکومت کا بیج لگن ہے جس کا مدار کوئی بدی پر خود غور کر سکی قابلیت نہیں کیا اس کی حکومت کو زوال نہ آج نیت میں ہدایت سے کہ خواہ کسی ہی مصیبت پڑے آفت آئے عذاب جبر و زل بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اگر کسی کی طاقت کا امتحان ہونے پر بھی صاحب تاج اپنی حفاظت سے غافل ہو تو حکومت کی ہرگز خیر نہیں آپ کے سچے مشیر تین ہیں ایک میں دوسرا بھبھکین تیسری تنہا رانی مند و دری بھبھکین کی تو آپ قدر کر چکے اب میں اگر کہوں کہ جا ملی جی کورا چندر کے پاس پہنچاؤ تو کج باب وہی حال ہو مگر میں آزاد مزاج ہوں صلاح یہی دونا خواہ مانے یا نہ مانے تم لوگ بھلائی جانے کے سوا کچھ بھی برائی نہ چاہینگے مگر آپ کی مرضی سے کیا چاہا وہ چھاپا ہے کیجئے آپ تاکا میں سمجھانے سے تھا ہم کو سرور کا رپر۔

راون اس تقریر پر چھٹھا اٹھا بولا کہ ”از شنبہ یہ بنا ف سن سے گزار نہ“ کا معاملہ ہے شکر ہے تم لوگ سمجھانے کے قابل تو ہوئے عقل تو اتنی بڑی مگر انہی سمجھ نہیں کہ جب کوئی بات نہ ہو چکی تو پھر نصیحت اور فمائش سے نتیجہ جبر و قوت میں لینا کو لینے چلا تھا تب کیا تم سب رہے تھے روک لیتے نہ جاتے تھے تنہا رانی اس وقت کی فمائش امرت نہیں بلکہ نہ ہر سہ دوستی اور محبت ایسے موقع پر یوں ختم نہیں کی جاتی بھلائی تنہا رانی کچھ خطا نہیں بننے کے سبب ساقھی ہوتے ہیں بگڑی ہیں نہ کوئی بھائی نہتا ہے نہ دوست بھائی یا دوست وہی ہے جو مصیبت میں شریک حال ہو۔ آرام و آسائش کے دنوں میں تو دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں کبھی کران نے راون کے تیور بارے ہوئے دیکھے سچ گیا کہ موت سر پر سوار ہے اب فمائش بیکار اس لئے اس نے خیالات کا پہلو بدلا۔ اور غرض کی کہ آپ کو گھبراہٹ کس بات کی ہے میرے جیسے جی آپ کو ذکر ہو گیا مجال ذرا صبر سے کام لیجئے جب تک تم میں دم ہے آپ کو کوئی فکر نہ ہوگی سر حاضر ہے جان تو رہا ہے اس سے زیادہ اور کیا چاہئے آپ کی ذات سے زندگی بھر سکھائے تمام دنیا کے عیش اٹھائے پھر آپ کے واسطے جان بھی جائے تو زہے نصیب میں میدان میں جانا ہوں آپ بیٹھے بیٹھے میرے کھین اوھر میں نے راجندر و بھین کو خاک پر سلاوا اور غنائ کی شمع جلائی راجندر کا سر ابھی مجھ سے لیجئے صرف ایک دار میں اہل لنگا کا دم بھلا ورنہ جوا غرا

کی جہائی سے جان کا گھاگ ہو رہا ہے سگریو بہت اینٹ پڑا رہا ہے دیکھو لکھو گھاگ کی سی
 اوجھڑا میں کام تمام کر کے اہل لکھا کو جشن عشرت منانے کا موقع دونوں گھاگ تک میں زندہ
 ہوں تب تک آپ کا مدد پاں پیدا اور پال دینا نہیں ہو سکتا چھوٹے بھائی کی سداوت
 اسی میں ہے کہ بڑے بھائی کی مصیبت اور بھلے اور کسی طرح آنکھ نہ آنے سے چنانچہ
 آپ فرستے لکھا میں جشن کیلئے میں ابھی جا کر سب شمنوں کو روٹی کی طرح بکے ڈالان
 ہوں مجھے ہتھیاروں کی ضرورت نہیں رہتا لڑائی اور بازوؤں سے پیٹ بھر دینا اگر میرے
 گھوڑے سے دشمنوں کی ہڈیاں پسلیاں چد نہ ہوں تو سمجھ لکھو گھاگ کہ راجپوتوں کی
 شکست ہے اور راجپوتوں کی فتح۔ گھاگ آپ کا اتنا مال ہو پر ہے تو رام پھن ہونا ہو سگریو
 اگلے سب میرے من کا نواز ہوئے آپ بے غل و خش قریب ڈھکائے مازینیاں پر پوتوں سے
 دل بدلائے اگر راجپوت میرا رہا ہوں تو پھر جا کی جی آپ ہی کا مال ہے اگر زندگی کا مال
 گئی تو بیٹا جی سے ہاتھ دھوئے میں فرق نہیں :-

سرگ ۶۴

ہود کی کبھ کرن اور راون سے گفتگو

کبھ کرن کی تقریر ہود رگور سے سن رہا تھا اسلئے سخن ختم ہوتے ہی براہ کبھ کرن
 آپ کی تنویدی اور طائفہ لڑائی میں خیر نہیں آگئی حال نہ لائی کا کیا کہنا لیکن ابھی
 آپ صابر رہے ہیں دیکھا ہی کہ ہے بیاد سفر بادیہ تا پختہ شود خاستے ہوا لکھو گھاگ
 نیک باد سود در زیاں نشیب و فراز نہیں سمجھتا فقط آپ کی کہیں کی کہیں ہے ہود
 طرح گستاخی کرتا رگور سے زبان کھینچ لی جاتی ہے وہ ساراٹ سے بڑھ کر شمن کی
 حقیقت آپ کا سمجھ سکتے ہیں غلندی کا دعویٰ مگر اتنا وقوف نہیں کہ بڑے بھائی کا
 سامنے کیونکر تقریر کی جاتی ہے استقامت کا غرور اور ریل ٹرول کا زور ہوں کہ
 سنا کبھی جاہل نہیں آپ اپنے بڑے بھائی کو اسی جنم کے پھل سے جیتے ہی رک میں رکھتے
 رہیں اگر میں لوک پر لوک بگاڑیوں والا آپ کے سوا دوسرا کو میری نظر میں نہیں آپ کو ہود
 کو ہود وقوف بناتے ہیں پتہ یہ تو دیکھ لیا ہوا کہ آپ کی مثل میں کوئی سرفراہ کا ہود

ہے آپ کو دعوت ہے کہ میں اکیسے دشمنوں کا قلع قمع کروں گا مگر اس وقت کہاں تھے۔
جب جنسان میں آپ کے بھائی بندہ قمر اہل ہوئے ان کاموں کے لئے ایک اشارہ
کا کافی ہے نہ سمجھے تو اس کو برا بھلا کہنا گناہ اگر یہ کہیں کہ آپ جنسان بن میں تھے
تو یہاں تو موجود ہیں کیا آپ نے نہیں سنا کہ راجندر نے بہادر دلوں سے لٹکا سونی
کر دی راجندر سے مقابلہ کرنا مشکل۔ شامندر کا قول ہے کہ کمزور اور نادار دشمن کو
بچ نہ سمجھنا چاہئے کہ راجندر جن کا سا اقبال مند ہوئے زمین پر نہیں آئی کہا
جرات ہے کہ اکیسے مقابلہ کر سکیں +

اتنا کہ کہ مہود را دن سے مخاطب ہوا اور عرض کی کہ آپ کبھ کر ن کی باتوں پر
کان نہ دیکھتے ہیں آپ کو ایک حکمت بتاتا ہوں جس سے سب کام بن جائیں گے لکھا میں
ڈھنڈورہ پٹوا دیکھتے کہ کبھ کر ن وغیرہ نو میدان جنگ میں گئے اور بار بار میری تیریا
ہیں اگر یہ لوگ جیتے تو پو بارہ ہی ہیں اگر ہارے تو ہم لوگ شور مچائیں گے کہ رانی ختم رام ٹھہر
پٹا میں سوا ہنٹا آپ ہاتھی پر سوار ہو کر فتح جوس نکالیں راجندر اور کھن کی موت کی
خوشی منائی جائے خلعت انعام تقسیم ہوں خزانوں کا قفل توڑ دیا جائے جہاں کی جی
یہ گنت دیکھیں گی تب راجندر سے یوس ہو کر آپ ہی کے آغوش محبت کی ریت بٹگی بٹگی
کہاں آپ کے سوا ان کا اور کون ہو گا +

مہود وزیر کے یہ الفاظ پہلودار اور ذومعنی تھے اس کی غرض یہ تھی کہ رامائن اہرم
کے سوا کوئی اپن نہیں کیا اس لئے اس بہانے ہی سے حقوڑی بہت عاقبت بنائے
چنانچہ انہی تینوں سلسلہ سخن جاری رکھا کہ ہمارا راج میری عرض منظور کی گئی ہے نہ
کشت خون ہو گا نہ خونریزی راجپوتوں کو بھی موت کا سامنا نہ ہو گا جہاں کی جی بھی بے
مقت غیرے قبضے میں آئی جاتی ہیں اور مزید لطف یہ کہ داد و دہش مان پن سے تیا میں
نیکانی بھی رہی گشتی کی نظر عینیت بھی زیادہ ہو گی اور دنیاوی عیش آرام کھاتے ہیں

سگ ۵۶

کبھ کر ن کی جنگ کے لئے رضامندی

مہود کی گفتگو سے کبھ کر ن کے تیور بدل گئے اس نے ڈپٹ کر کہا کہ لیس خاموش

زبان سنبھال نہ میں لگام ہے ہو در چپ ہو رہا زبان روک لی کبھی کرن را دن بولا کہ
بہاوردہ بادل ہوتے ہیں جو گر جتے نہیں مگر برستے ہیں میں اب میدان میں جاتا ہوں اور
دکھائے دینا ہوں کہ بہاوردی کیا چیز ہے اس کے بعد ہو در کی طرف فی طرب ہوا اور کہا
کہ ہو در جی جن کی عقل ٹھکھانے نہیں جو اپنے ہی کو سمجھو ما دیکھتے نیست سمجھتے ہیں ان کی
بانتیں تمہاری ایسی ہوتی ہیں بھلا بتاؤ تو تمہاری رائے مان لی گئی ہم نے ڈھنڈھ پھوڑا
پھوڑا دیا کہ راجندر راہی عارم ہو گئے مگر نتیجہ کیا اس سے تم جانکی جی کے پتی برت دھرم
کو جیت سکتے ہو راجندر جی مر بھی جائیں تو جانکی جی کبھی پتی برت پر داغ نہ لگنے دیجی
خواہ جان ہے یا جائے۔ ہاں تم اپنی عقلمندی سے جتنا چاہے پاپ سر پر لا دو میں
کپٹی نہیں مجھے منہ دیکھی کہنے سے نفرت ہے کھری کٹنا ہوں لگی پٹی نہیں رکھنا تم
صبر و رجا کے بد خواہ ہو تمہاری راکر سہا دھی لکنا تباہ ہو گئی دولت کے پر لگ گئے اور اب بھی
مرغی کی ایک ٹانگ باقی ہے وہی آجیتے ہو جس راج کا ٹاٹ ہی اٹ جائیں وہ خیر اندیش ہوں
کہ اپنی آنکھوں سے اہل لٹکا کوٹے نہیں دیکھنا گرا کر نا اسی لئے اکبلا جاؤ لگاتم لوگوں کو
خاندانوں کو ضرور خوش سوار ہو جائے تم لوگ چا پر ہی کر کے رکھو دھجے میدان جنگ میں لڑنا
غم ہے نہ جینے کی خوشی اگر بالامار لیا تو نام ہو گیا جان گئی تو مٹی سوار تختہ ہونے میں شک
نہیں بڑا لیکر دو نو بیٹھے ہیں اور بڑے بھائی کے تعیل ارشاد کا فخر مزید ایسی زندگی اور
ایسی موت و دو فخر کے قابل ہیں ۔

را دن اس تہ پر سے نہایت ہی خوش ہو گیا کبھی کرن سے بولا کہ بھائی تم بھی کس بیوقوف
کی باتوں میں الجھ رہے ہو ہو در بھی کوئی آدمی ہے اس کے سامنے لڑائی کا نام ہے دو تو
تھر تھرا کے گر پڑے اب شور نہ نہیں کو وہ طاقت دی ہے جس نے ساری دنیا کو ہرا دیا میں
نے بھی سمجھ کر تم کو جگایا کہ بس تم ہی دشمنوں کا کچھ مر نکالو گے لو یہ تر رسول اور جاؤ بارو سے
پینٹ کی آگ بجھاؤ جہاں تم رزمگاہ میں گئے ہزاروں کا تو صوت دیکھتے ہی تم ہٹا ہو جائیگا
راجندر جی بھی چوبیا کابل ڈھونڈتے پھر بیٹھے اور جب سر ہی میں تو دھڑک رہا ۔
کبھی کرن بڑی خوشی سے تر رسول لیکر آؤ کھڑا ہوا اور بڑے طنطنے کے ساتھ ٹرکا
کہ اچھا جانب ڈھکے بہت ہی دو گوش بیانا ہوں یہ تر رسول ہو گا اور دشمن دشمن ہونگے
اور یہ تر رسول آج ہی اتنے دنوں کی بھوک پیاسی ایک باز جینا نہ چھیکے گا ۔

راون بولا کہ بھائی شاہنشاہ! میں کار از تو آید و مراں چنین کنند، اگر برادر عزیز کیلید
جانا میں مناسب نہیں سمجھتا بیشک تمہیں دیکھتے ہی بدلی سی چھٹ جائیگی احتیاط شرط
ہے باز بڑے شیر ہوئے ہیں اگر کاٹ بھی کھا بیٹھے تو مجھے درد ہو گا فوج موجود نہ ہو تب
تھا جلنے میں مضائقہ نہ تھا مگر یہاں تمہارے اقبال سے کسی کی بات کی ہے یہ کہہ کر
راون نے پوشاک بدلوا لی اگلے میں کالا ڈالا زلیورا در زہ (جوشن مرغھ) پہنائے ہاتھی
گھوڑے رتھ اور لشکر جبار ساتھ کر کے رخصت دی کبھی کرن قد مبوس ہو کر بڑی
آن بان سے روانہ ہوا۔ دیکھا اس کے قدم سے سارے تین سو ہاتھ بندھتی اسکی زبان
پر یہ الفاظ تھے بار مغریوں کو مارنا مفت کی ہمت ہے راجندر ہی کو کیوں نہ ماروں۔
جب راجندر نے دیکھے لبس پالا اپنے ہاتھ میں ہ۔

کبھی کرن کا رتھ روانہ ہوا راجپس شیر کی طرح گرجتے ہوئے ساتھ ہو چکے وقت
میدان جنگ کے قریب پہنچا دیکھا کہ سامنے مخالف دل کی گھٹا چھائی ہوئی ہے وہ کبلی
کی طرح کڑکا اور بادلوں کی طرح گرجا یا زمانے ہشت کے کچھ زمین پر گرے اور کسی
کا وہیں دم نکل گیا ہر ایک یہ سمجھا کہ اس کے ہاتھوں میں ترسول اور تلوار نہیں
جراح کی پھانسی ہے ہ۔

سرگ ۶۶

کبھی کرن کی آمد سے سری اچندر جی کے لشکر میں ہل

کبھی کرن کی بھیاں تک صورت دیکھ کر بازوؤں کے ہوش خطا ہو گئے خوف کے مار سب
سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے انگد پکارا نہاد و فیہ بھگدڑ کیسی ڈر کا ہے کا بھائی ہندوں کو
چھوڑ بھاگنا کبھی کوئی ذریعہ نہیں کل کا دیو ہے آؤ تنا شاو کیسے میں ابھی دشمنوں کا
بھروپ کھوئے دینا ہوں ایک چھوٹے سر میں جی لفوں کی تو بی بند ہو جائیگی ہ۔

بازوؤں کڑا کر کے واپس آئے کبھی کرن پر سلوں اور درختوں کی لہ پڑنے لگی مگر
وہاں اکثر کہاں معلوم ہوتا تھا کہ نئی دامن نازک نازک ہاتھوں سے پھولوں کی چھوڑا
بار رہی ہے کبھی کرن ایک بلا سے جانسان تھا۔ اس نے ہزاروں بازوؤں سے

کچل ڈالے ہزاروں کی ہاتھ سے گردن بادی جسے ٹھوکر ماری ہمنہ پڑی اگر جس کو کوہی
 چلا دی میں پھر ہو گیا کشتوں کے نشیے بندھ گئے لاشیں ہی لاشیں نظر آنے لگیں لاکھوں
 بند و بند کے پار بھاگ گئے بہنوں نے زمین پر چت ہو کر دم سادہ لیا سانس چڑھا
 لی اہل فرج کو بھاگتے دیکھ کر انگدہ نے پھر آواز دی کہ بھائیو کیوں بیٹھ دکھاتے اور کس
 لئے کھڑے ہوئے ہو آخر کھانگ کر بنا پونے کہاں کہہ سکتے ہو تاکہ بھی ہے دم
 کے لئے جان نہ چراؤ لڑائی سے منہ موڑ بیٹوالوں کو عورتیاں چال دیتی ہیں ایسی زندگی پر
 نین حرف در کبھی لڑائی ہے نہ نہیں موڑتے جو میدان جنگ سے بھاگا اس کا دین دو دنیا
 میں منہ کالا ہو اس سے بڑھ کر دوزخاں میں کوئی ذلیل مخوار نہیں پہنچے تو تم سب بڑھ
 بڑھ کر باتیں رتے تھے اب دیکھتے کہاں ہیں بھگوروں پر ہر طرف انگلیاں اٹھتی ہیں جس کو
 ایسی بچائی کی زندگی منظور ہے جیسا موت سے بدتر ہے دنیا میں جو آیا ہے ایک دن
 جائیگا اس سے بڑا نہ موت اگر سب سے مرگ بھی کیوں نہ چلاؤ اور اگر دشمن کو مار لیا پھر تو یہاں
 وہاں تم ہی تم ہو گے دنیا میں نام و شن ہو گا عقیدہ اس پسر اس خدمت کر سکی بھاگنے میں
 رو سیا ہی تو رو سیا ہی جان کی بھی تو خیر نہیں دشمن جہاں پاٹینگے پسینے لینگے ان سب کو
 کو بھی جانے دے ری راجندر جی کے اقبال لازوال کا خیال کرو بالی کا مانا سینہ پٹیل
 باندھنا کیا آدمی کا کام ہے تمہیں یقین ہے کہ ایسے صاحب قدرت سے کبھ کر ن کی پیش
 جانگی بیشک جان سب کو عزیز ہوتی ہے چنانچہ دیکھ لو اب تک سب بازہ صحیح
 سلامت ہیں مارے بھی جائینگے تو راجندر جی بھلا لینگے +
 انگدہ کی فمائش اثر پذیر ہوئی اور بازہ سب ہنسی خوشی لڑٹا آئے +

مرگ کا

کہہ کہن کے اپنا جنگ ر سہری چند رچی کے ست مبارک قتل

انگدہ کی فمائش سے پانڈوں کی ہمت بندھی ان کی رگوں میں حوصلے نے تازہ خون ڈال دیا
 درخت اور بڑی بڑی سبیلں لیکر ایکٹم سے زغہ کر لیا کہہ کر ن گدا اٹھایا کر گئی
 باب پانچ سو بائیس کسی جگہ میں ہزار اگر یونہی گدا کی بھاری رہتی تو کہہ بڑے

بچتا لیکن کبھہ کرن کو پیٹ بھرنے کی سائی بازوں کو منہ میں جھونکنے لگا جس طرح
 گر ٹ ایک دم سے بہت ساپ نہ میں کہ لیتے ہیں اور ان میں سے چند کے سوا اور سب
 نکل بھاگتے ہیں اسی طرح کبھہ کرن ایک ہی دفعہ صدمہ بازوں کو منہ میں جھونک لیتا تھا
 سب سب نہ کان ناک سے بھاگ نکلتے تھے قوی بازو اور کوہ پیکر بند لگا لگا کر دخت
 اور پہاڑ مارنے تھے لیکن کبھہ کرن کے سر پر ضرب نہ لگتی تھی ہاں اور اچھس سر پر ہو جاتے
 تھے ہاتھی گھوڑوں کا بھرتا نکلا جاتا تھا رتہ لٹے زمین خون کال ہوئی مسدیں ٹوٹیں دخت
 ٹوٹ پھوٹ گئے مگر کبھہ کرن کے بیروں پر میل تھا لڑنیکو تو سب باز لڑتے تھے مگر مہنومان جی
 کا رنگ ڈھنگ اور ہی تھا زمین سے اچھے اونچے ہو ا پر گئے اور وہیں سے ایک دخت کھینچ مارا
 کبھہ کرن بھی ہلاکارا اچھس تھا مہنومان جی نے جہاں مار کیا وہیں اس کے ترسول نے
 درختوں کی دھجیاں اڑا دیں جسم کو چھونے تک نہ دیا باز اس کی زد و کوب سے ایسے
 گھبراتے کہ بیٹھ دکھانے لگے کبھہ کرن بھی ترسول لٹے ہوئے پیچھے لپکا مہنومان جی نے
 بھی جھپٹ کر ایک پہاڑ مارا کبھہ کرن کا جسم چور چور تو نہ ہوا ہاں خون میں ڈوب
 گیا اور غشی طاری ہو گئی کبھہ کرن کچھ موم کا تو تھا ہی نہیں جلدی سے بھل گیا ہوش
 آتے ہی تانہ ہو گیا اور ترسول اس زور سے مارا کہ مہنومان جی کے پیٹ میں ہمار ہو گیا جس وقت
 ترسول کھینچا مہنومان جی خون میں نہا گئے کبھہ کرن شیر کی طرح گر جئے لگا یا اچھس میں
 بے نہ لگے کہ بڑے سودی کو مارا مہنومان جی کو خون میں شہر اور دیکھہ بازوں نے جی
 چھوڑ دیا سب سب بھاگ کھڑے ہوئے نیل نے ڈانٹا کہ ہیں یہ بڑی چہ معنی دار
 بہادر میدان قدم نہیں نہاتے کھیر و میرا ایک ار تو دیکھتے جاؤ یہ کہہ کر نیل نے ایک
 بڑی سیل زلف کی چھاتی پر دے ری تھا لہنے ایک گھوڑے سے اسے سرمہ کر دیا اور
 چنگاریاں چاروں طرف اڑنے لگیں اتنے میں رکھ بگڑا چھوٹے کبھہ کرن کو جاگیر
 اپنی حالت بہتر ہو دی ہاری نگر ہاں صرف اتنا ہی اثر ہوا کہ کوئی شخص کسی
 کی پیچھے بیٹھتا اور با تاسہ کبھہ کرن نے رکنب کے ایک چاندا رسید کیا سر پر گھوڑا
 مارا نیل کو ٹھوکر دی اگرچہ کا طمانچہ سے منہ لال کیا جس پہاڑ چڑ گیا اس کی آنکھوں
 میں آنسو چھلکا گیا تیرا کر زمین پر گر پڑا کپڑے خون سے لال ہو گئے بازوں کی
 اب اور کھی روح سلب ہوئی بدلی ہی چھوٹے لگی آنکھ بنے سب کو روکا حیرات لائی

ہمت بڑھائی بانہ آتے ہی کبھہ کرن کے سر پر چڑھ بیٹھے ناخن اور دانت سے اس طرح کاٹنے لگے جس طرح شہد کے چھتے کی مکھیاں چھتہ چھٹنے والے کو کبھہ کرن سخت پریشان ہوا بانہ بھڑوں کی طرح بدن پر چھٹے ہوئے تھے اس نے منہ پھیلا یا اور جس کو پکڑا میں جھونک لیا بانہ کان نامک کی راہ سے نکل پھاگے اور اس کا پہاڑ سا ڈیل خون سے گیرو کے پہاڑ کی طرح سرخ سرخ ہو گیا کبھہ کرن نے ہزاروں بانہ زمین پر ٹپک دئے ہزاروں کو قدموں سے پیس ڈالا معلوم ہوتا تھا کہ تنکوں کے انبار میں آگ لگی ہوئی ہے بانہ چیخ اٹھے سری امچند رچی کی ہائی کا شور بلند ہوا انگد ایک پہاڑ توڑ کر کبھہ کرن کی طرف لپکا چھل کو دکھاتے تھے پر ایک ایسی چوٹ دی کہ کبھہ کرن کا سر جکڑ گیا مگر آگ بگولا ہو کر دوڑا کہ انگد کو ہاتھوں سے مل ڈالے انگد چھلٹا گٹا کر بھاگا مگر رسول کا وار ہوا انگد گھائی بج گیا اور دوڑ کر ایک گھونسا ایسے زور سے مارا کہ کبھہ کرن کے ہوش ٹھکانے نہ رہے کبھہ کرن ذرا ہی دیر میں پھر جینا اور بڑی خندہ پیشانی سے انگد کو لپکا واک سید کیا کہ انگد کی پتیاں پھر گئیں زمین پر بیہوش لیٹ گیا بانہ کی فوج تتر بتر آگیا غوغا مچ گیا کبھہ کرن انگد کو اسی حالت میں چھوڑ کر سگریو کی طرف چھٹا سگریو کو در دور جا پڑا اور اس نے ایک پہاڑ کا ٹکڑا اکھاڑ کے کبھہ کرن کو یوں لٹکا رکھا کہ بہت سے بانہ خاک پر سلاٹے ہزاروں سپیٹ بھرا اب میرا روک دیکھوں تو کیسا جواڑ ہے۔ کبھہ کرن۔ جانتا ہوں کہ یہ بچہ اور جس کے فرزند ہو اپنے آگے کسی کو نظر میں نہیں لائے ڈینگ بہت ہانتے ہو دیکھ میں ذرا دیر میں سل کے مکے درنگا۔ سگریو نے یہ سنتے ہی بڑی بھاری سل حریف کے سینے پر باری سل تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی مگر کبھہ کرن جیوں کا تہوں کھڑا ہوا ان ہمت کی اس کے چھکے چھوٹ گئے بانہ کی اسیدوں پر پانی پڑ گیا کبھہ کرن رسول یکو دوڑا بانہ چیخ کر بھاگے سگریو بھی بغلیں جھانکنے لگا اسی موقع پر ہنومان جی آپہنچے اور رسول چھین کس پاؤں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ سگریو کی جان میں جہاں آگئی بانہ کی اترے ہوئے چہروں کی دہانی دور ہوئی۔ راجپسوں کا لکھا کی طرف منہ پھیر گیا ہنومان جی کی راہ راہ ہونے لگی۔ ذرا کبھہ کرن پلٹا اور سگریو پر ایک پہاڑ کا ٹکڑا پھینچ مارا۔ سگریو پریشانی طاری ہو گئی۔ راجپس اچھٹنے کو دے لگے اور کبھہ کرن سگریو

کے دو لڑکے بازو پکڑ کر لڑکا کی طرف چل کھڑا ہوا لڑکا میں خوشی کے شادی لے کھینے لگے دیوناؤں
 کے یہاں بیٹس پڑ گئی بازوؤں کے لشکر میں انہم چھا گیا کبھی کرن سوچا کہ لڑائی کا سارا
 دار و مدار اسی کی ذات پر ہے بازو اسی کے بل پر کھڑے ہیں اوارا چائیگا تو بھی کسی پر
 بیٹھ گئی سگریٹ کا جھان گلا گھٹا رانچندر خود میرا چاہیے لنگے پھین کو ڈوب مرنے کی جھنجھکی
 اگلے کچھ کھا کر سو رہا تھا جب سگریٹ نہیں تو بھاڑے کے ٹوکیا کر سکتے ہیں فوج آپ سے
 آپ تین تیرہ ہو جائیگی اس سے سگریٹ کی گردن دبا دینا ہی سب سے بہتر ہے۔

ہنومان جی دور سے یہ کیفیت دیکھ رہے تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ قدر بڑھا کر اس کے
 سر پر گور پڑوں کہ کنجش کا کچھ نکل جائے مگر ڈرے کہ کہیں گہیوں کے ساتھ گھن بھی
 پیسے سگریٹ کا رویاں میدان ہو جائے پھر سوچے کہ رانچندر جی کے دوست کا کون بال
 بیکا کر سکتا ہے ایک گھوٹے میں تو کام تمام کر دینا مگر میری اس وقت کی رفاقت بھی
 ممکن ہے کہ شاید راجہ سگریٹ کے خلاف مزاج ہو کیونکہ وہ کچھ نرم چارہ نہیں جس وقت
 حالت غشی ہو رہی ہوئی خود ہی نٹ لینگے ذرا باز بھی تو دیکھ لیں کہ ان میں کتنا دم ہے نہ
 میں موجود ہوں کہیں بھاگا نہیں جاتا۔ ہنومان جی بازوؤں کو ڈھارس مٹے رہے تھے
 کہ کبھی کرن آندھی کے جھونکے کی طرح لڑکا میں پہنچ گیا اہل لڑکا خوش خوش قدر بڑھا
 کو دوڑے کسی نے پھول برسائے کسی نے کیوڑہ گلاب چھڑکا خوشنویات کے اثر سے
 سگریٹ نے آنکھیں کھول دیں دیکھا تو اپنے کبھی کرن کی بغل میں اور راون کے شریں
 پایا گھبرائے بہت مگر اس بچارے کے منہ کا نہ کرنا تھا کہ کرنا خوشی کاں اڑاؤں اور
 دانتوں سے ناک کبھی کرن شدت درد سے مڑ پ گیا اور خوش غضب میں اس زور اٹھا
 ٹپکا کہ دوسرا ہونا تو سانس بھی نہ لیتا رانچندر دھڑپڑے اور یہ بہاؤ کی پڑ پڑنے لگی مگر
 سگریٹ فدا کھا کر نہ قند لگا کر ایسے چمپت ہوئے کہ کسی نے اطلاع بھی نہ پائی اور وہ
 لشکر میں آگے بازوؤں کے لشکر میں خوشی کے باجے بکے سب کی جان میں جان آئی
 کبھی کرن خون میں لت پت تھا نہ ناک کاں مزار و نختے سوچا کہ اب لڑکا میں ہوں
 با حریفوں سے سمجھوں آخر یہ ٹھیکرانی کہ مارنا یا مرنی ایک ہے وہ اپنے زور بازو کو
 دھڑکاتا تھا زندگی پر تلف کرنا تھا کہ دشمن سر نہ ہو سکے ناک کاں کے ماتھے
 مفت گئی وہاں سے پٹا اور مگر راون نہ سول لٹے ہوئے میدان جنگ میں آدھکا

غصے سے اندھا ہو رہا تھا اپنے پرستے کی تیز رفتاری نے ہزار ہا بار سے تو پانچ سو چھپن
 بھی حلال کر کے ڈال دئے بھوت پشاح گوشت خوری کو آئے یا اللہ خود فتح اہل
 ہے جس طرح پرستے میں موت کسی کو نہیں چھوڑتی یہی حالت کبھی کرن کی تھی اس کے
 جنگل میں پانچو پھنسے تو انہیں بھی لنگ گیا سات سو تھے چڑھے تو ان کی بھی کھنکائی
 ہزاروں سٹھی میں آئے تو وہ بھی منہ میں داخل اور کچھ کرن یوں ہیئت ڈھار ہوا تھا۔
 اور ہر چھپس ترسوں سے سب کو چھپکے ڈالتے تھے کچھن جی سے نہ دیکھا گیا دوڑ کر
 سامنے آئے اور آتے ہی سات بان سینے کے پار کر دئے بان تو پاتال میں ساگے مگر کبھی
 گز رہ بکتر کی جھپیاں اوگٹیں کبھی کرن سنت فذرت کا قائل تو ہوا لیکن جیوٹ بڑی
 تھی آگے بڑھ کر لڑا کہ کیا بان نے چلے ہو میں حمران کا جراح ہوں لڑنا تو درکار
 جو میرے سامنے کھڑا بھی ہے یا آئے تو دنیا اس کی پرستش کرے اور اس کا نام بہادری میں
 شمار ہو تو تم اپنی طاقت دکھا چکے اب اسی میں خیریت ہے کہ سامنے سے ہٹ جاؤ تمہیں
 بہادری کا تمہل چکا اس کو کھونا ہو تو وہاں مصافحہ نہیں ذرا سنا اور کان لگا کر
 سنا ایک تہہ راجہ اندر ایرادت ہاتھی پر سوار سیرکھاٹے کو آئے ہیں ایک ہی نگہ میں
 سٹی پٹی بھادی جب اندر مجھ سے یوں م دباتے ہیں تو تمہاری حقیقت ہی کیا تم ہاتھی بچے
 ہو تم سے کیا لڑوں ہاں سری راجندر جی کی طاقت دیکھنا ہے +
 کچھن جی اندر اور حمران تمہارا سامنا نہیں کر سکتے بہت صبح لیکن مجھے یہ کہہ کر
 پہلو بچا ناٹھیک نہیں معلوم ہوتا ہے کہ تم بھاگ لکھتے جب یہ ہے تو میں بھی بھاگے ہوئے
 کو مارنا شستر کے خلاف سمجھا ہوں سری راجندر جی کو تم نہیں جانتے میدان جنگ
 سے ان کا قدم کبھی نہیں ڈگتا ان کے وحش کی ٹنکار سے برہانڈ ہل جاتا ہے تینوں
 لوگ تھر تھر کانپنے لگتے ہیں +

یہ سکر کچھ کرن خیر کی طرح ڈکارا تا ہوا سری راجندر جی کی طرف پکا سری راجندر جی سے
 اسے تیروں پر رکھ لیا کبھی کرن گر جتا ہوا دونوں ہتھ بھیلانے ہوئے وہ اگر قتار کر
 رہا لیکن انگنی بان نے کچھ ہیں آگ بھونکائی اور ترسوں اور گداؤں ہاتھ سے
 جیوٹ پڑے راجھسوں نے ہتھیار ہم پہنچائے کبھی کرن نے ہار دھاڑ شرمائی
 صبر غضب کی بدستی میں کچھ سہائی نہ دینا تھا راجھس زار و رخت سب پیٹ میں جھونکے

اور سری راجندر پر ایک پہاڑ کا کنگرہ کھینچ کر مارا راجندر جی نشانہ بچا گئے اور پتھر اپنے بانوں سے چور چور کر ڈالا اس وقت کبھہ کرن نے ایک جھپٹ میں دسویا رکھ ل ڈالے۔ سری لچھمن جی نے عرض کی کہ ذرا بازوؤں کی طرف بھی تو خیال ہے جس وقت کبھہ کرن گریگا تو ہزاروں بازو کچل کر مر جائیگے کبھہ کرن اس وقت اندھا ہو رہا ہے راجندر جی کی تیز بازوؤں کی پہچان درخت وغیرہ سمجھ رہا ہے سوں کو تو آگے بڑھنے دیجئے اور بازوؤں سے کئے کہ کبھہ کرن کے سر پر چڑھ جائیں اور آپ اس طرح تیراویں کہ کبھہ کرن کی طرف گئے اگر یہ احتیاط نہ نظر نہ رہی تو بازو بھرتا ہو جائیگے۔

کبھہ کرن بازوؤں کو کھانا مارتا اور ٹپک ہاتھ سری لچھمن جی غصے کو روکن کے چٹکی میں تیر دیا اور آنکھیں لال ہو گئیں کر کے حریف کی طرف دوڑے سگر یو وغیرہ اچھے راجندر جی سے ایک نشانہ سینے پر لگا یا کبھہ کرن تیور اگر اگر انگر سینہ اور نگد ریکر سری راجندر جی کی طرف دوڑا سری راجندر جی بولے کہ گھرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تکلف ہے آؤ۔ دو ماویرا دربارغ زندگی کی سیر کر لو کبھہ کرن پہنے تو کا ندھے پر مگر رکھ کر منہا پھر غصہ ناک ہو کر بولا کہ میں کبھہ کرن ہوں کو ندھ مار پیچ کھر۔ درکھن۔ تیرا اور بالی نہیں کہ تمہارے ہاتھ مجھے چٹنی کر ڈالینگے یہ مگر دہی ہے جس نے اندر اور پوتاؤں کا ناک میں دم کر دیا۔ ناک کان کٹ جلنے سے کبھہ کرن کی طاقت میں فرق ہے یہ بھی سر کا ناٹم رہنا ضروری ہے جب تک بازو سلامت ہیں میرا کوئی کچھ نہیں بنا سکتا۔

سری راجندر جی برابر تیر برسا ہے غصے مگر پھول کی ٹپکھڑی بھی کبھہ کرن کو چیتے نہ معام ہوتی تھی وہ بان سبب اثر ثابت ہوئے جن سے بالی نے ملک عدم کی راہ لی۔ اور ساتوٹاڑو ساتل میں سہاگے جو تیر سری راجندر جی کی چٹکی سے نکلتا تھا کبھہ کرن سب کو بیکار کر دینا اور مگر سے بازوؤں کی ہڈی پسلی چور چور کرتا تھا سری راجندر جی اٹھٹے اور ایک تیرا بسا مارا کہ وہاں بازو دار گیا کبھہ کرن نے بڑے زور سے چیخ ماری بازو سے صدمہ بازو کچل گئے باقی بازوؤں کو ایسا خوف سہا یا کہ بہت دور جا کر کھڑے ہو گئے احتیاط یہ تھی کہ کہیں دوسرا بازو سر نہ کر ڈالیں کبھہ کرن نے ہاتھیں ہاتھ سے ایک دھشت اکھاڑ کر جو ہیں چاہا کر کے سری راجندر جی سے دو مارتے سر کیا کبھہ کرن کا ہاتھ بازو بھی اڑ کر دوڑھا چڑھا۔ پچاسوں درخت چکنا چور ہو گئے صدمہ بازوؤں کی ہڈیاں باقی نہیں

کے رگشیں دو نو بازو کٹنے پر بھی کبھہ کرن کے جیتے تیز رہے وہ بازوؤں کے ل میں ملاری
 جانا تھا۔ سری راجندر جی نے دو نو بازوؤں سے دو نو پاؤں بھی کاٹ ڈالے مگر کبھہ کرن نے
 ہمت نہ ہاری منہ پھیلانے ہوئے سری راجندر جی کی طرف بڑھا مگر راجندر جی نے دو نو
 بازوؤں سے اس کی ہاتھیں نکال لیں ایک بان پھینکی پر مارا اور ایک بان سے سر اڑا دیا
 سر لو سے لال دلال تاج سمیت اوج ہو کر پڑا اور پھر لکھا میں جا کر اہت سے
 مکان بوجھ سے گر گئے چھتیں بیچہ گئیں لکھا کی آمد و رفت بند ہو گئی جسم سمندر میں
 جا کر اتولا کھول جانور ان آبی مگے سمندر بھی بوجھ کے مارے پاتال میں سا گیا اور پاتال
 میں ہزاروں جانب ضائع ہوئیں دیوتاؤں کی خوشی کا کیا کتا اچھل اچھل پڑے
 ناچنے لگے دیوتا کشس گندھرب ناگ سب کے سب کو یہ انتہا خوشی ہوئی ہر ایک
 کو اطمینان ہوا کہ بلا سر سے دور ہو گئی لکھا کی فوج سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگی اور بازوؤں
 کے لشکر میں سری راجندر جی کی جے جے کار کے نعرے بند ہو گئے ۶

سگ ۶۸

کبھہ کرن کے رنج میں راون کی گریہ وزاری

کبھہ کرن کے قتل کی خبر نے لکھا میں کرام مجا دیہ مغرور سردار راون کی خدمت
 میں حاضر ہوئے واقعہ جگر سوز و ساز دل دوز نے راون کے دامن ہوش کی فوج پر اڑا دیں
 انہوں نے عرض کی کہ دھڑ تو سمندر کے ذریعے کھائے بازو اور پاؤں زندہ مکان میں ہے
 لت پت ہیں سزا لکھا کا راستہ روکے ہوئے ہے ہم اگر جس وقت سے گئے ہیں کب کہیں
 راون نے سر پٹ لیا کہ ہائے برا غضب ہوا کبھہ کرن نے جان نہیں دی میل بازو ٹوٹ
 گیا اس نے فرط الم میں زمین پر سر سے مارا ایسی سینہ کو پی کی کہ غش آگیا یا تو راج
 مگھا سن چڑھتا تھا یا زمین پر گرے لگا سہو پوانتک۔ نرائنک نر سارا داتی گائے راون
 کے فرزندوں نے اسے سنبھالا اور راون دھما پاد میں بھاگجوں نے ہاتھوں پر دھکا راون
 نے دڑ دیر کے بعد آنکھ کھولی تو پس پئی تپا تپا سے زبان پر تھی مدہ سر پٹ پٹ کر کٹنا تھا۔
 کہ پلٹے بھائی کبھہ کرن مجھ کو کہاں چھوڑ گئے تمہارا زور بازو کیا ہوا تیرے جیتے کی

جرات کہاں گئی۔ میں اب کس قوت بازو پر ناز کروں آہ! آج میری زندگی کا پشتیان گ
 گیا پیاسے بھائی باغی نے تو را مجھ پر رکھے مارنے کا بیڑا اٹھایا تھا وہ دائم دلیعہ کیا سو گیا۔
 قہما سچے منے سے پونا مجھ پر انگلیاں اٹھائیں بازو کی بہادر سی کا ڈنکا بجیگاں کا پر
 آفت اب بھی تم کو نام کر گئے مگر افسوس مجھے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رکھا میں راج
 سے بھی دست بردار سینہ سے بھی بے تعلق جس ہاں سے تم سرگ کو گئے اب میں بھی اسی کی پانی
 کا پیاسا ہوں ایسی زندگی موت سے بدتر ہے مجھ کی ہمت سمجھا یا لگا افسوس کہ
 میری عقل پر پتھر پڑ گئے کوئی بات نہ سمجھی کبھ کر نے بھی او پنج پنج دکھائی الیکٹریک
 کان نہ ہوئے میں نے اپنی حادث سے لاکھ کا گھم خاک کر دیا اب زندہ رہ کر کس کو نہ دکھا
 اسی طرح رادن سے سر پیٹ پیٹا کر ایسا ہوا کہ آغوش آگیا ہفتیس سا قہقہہ ہونی معلوم ہوئی

سرگ ۶۹

چار فرزند ان راون کی لشکر کشی زمرہ کی موت

راون کو شکبادیکھ کر زمرہ بولا کہ کبھ کر ان جی طاقتور تھے شہزور تھے سب کچھ تھے مگر
 بات ہونی تھی ہو گئی۔ اس کی فکر کیا خصوصاً آپ کو۔ آپ چاہیں تو رہاؤ کو تہ و بالا کر
 دیں یونٹاؤں کی آپ کی ہم سے روح نکلتی ہے ان کا مرغ روح پرواز کرنا ہے پھر زرد کی
 کن بات ہم لگ خد شگندہ اسی کو موجود ہیں آپ کا ذرا بھی اشارہ ہو جائے تو دشمنوں سے
 ایسا عوض لیں کہ وہ بھی یاد کریں۔

رادن زمرہ کی تقریر سے خوش ہو گیا اس کی کلی کلی گئی بولا کہ میں یوں نہیں
 مجبور نہیں اس پر تم ایسے سعادتمندوں کا بھروسہ کیا کم ہے۔

زمرہ وغیرہ چار فرزندیکر باندھے بیٹھے ہوئے تھے ان میں علمی لیاقت کے علاوہ فنون
 جنگ کا بھی پورا مادہ تھا آج تک کسی مور کے میں نیچا نہ دیکھا رادن نے اپنے بیٹوں کو
 کھیتے سے لگایا اور جنگاں یوڈ باس سے آراستہ کر کے موڑا اور ہوا پارس کو حکم دیا کہ بیٹوں
 کے نگران ہوجیں رادن لڑا کہ رادن کا قدم چھو کر دلا نہ ہوئے موڑا ہوا تختی پر سوار ہوا تیرا
 چھوڑے پرانی گانے نے رتنی کسوا یا اسی طرح سب کے سب ایک ہی آن بان گمیدان

جنگ کو چپے ہر ایک کو زخم تھا کہ میں ہی لشکر اچھا دیکھ کر تیرے تیغ کو دنگا سب کی فردا فردا ہی
 خواہش تھی کہ فتح کا سر اپنے ہی سر پہ جس وقت یہ ٹٹائی دل زہر گاہ پر چھا گیا باز مارنا
 لینا پکڑنا کہتے ہوئے راجھسوں کے لشکر میں پل پڑے رختوں اور پتھروں سے دشمنوں کا لچا
 نکانا شہر بھج کر راجھس اور دھکتے تھے۔ اور بازوں کو خاک پر سلاسنے تھے میدان میں
 خون کا دریا جو میں مار رہا تھا ترسرا وغیرہ بازوں کو گھما گھما کر بازوں پر مارتے تھے۔
 اور باز راجھسوں کو پکڑ پکڑ کر دوسرے راجھسوں پر دے دیتے تھے بہت کشت و خون ہوا
 کشتوں کا شمار ہو گئے راجھسوں کا جی چھوٹ گیا پیچھے دکھانے لگے سب نے منہ
 پھیر لیا زائٹنگ اتنے میں پہنچا برجھی کے ایک ہی درمیں سات سو باز خون میں نہلاؤ
 پہلی برجھی ٹوٹی تو نیزہ ہاتھ میں لیا اور آفت ڈھانا شروع کر دی دیوتا الاہاں الا مان
 پکارنے لگے سب کو زائٹنگ کے جوش جو اندری سے حیرت تھی بازوں نے سوچا کہ سب
 گھر کر زائٹنگ کے جیتے ڈھیلے کریں لیکن اس کی برجھی نے ہزاروں کی بوٹیاں قیمہ کر
 ڈالیں جس طرف رخ کر دیا پرے کے پہلے صاف ہو گئے بازو رخت اکھاڑنے میں
 مصروف ہوتے تھے تو یہ گھوڑا دوڑا کر سر پہ پہنچ جاتا تھا کسی کے بندے کچھ نہ بنی تھی باز
 جی چھوڑنے لگے بہادرؤں کا منہ پھیرنے لگا سگریو نے انگڑے کما کھینچے کیا ہوا تھا
 کہیں کا رہ جاؤ اور زائٹنگ کو عدم کا مانا کا دکھاؤ۔
 انگڑے پھرے ہوئے شہر کی طرح سامنے گیا اور بڑے طنطنے سے بولا کہ مردی کیے
 معنی نہیں بات تیرے کہ میرے سینے پر مگد مار کر طاقت دکھاؤ۔
 زائٹنگ نے ہلے زور سے گھما کر انگڑے پر مگد رکھا دیکھا انگڑے دار سر گئے اور گرد
 پاش پاش ہو گیا انگڑے فوراً ہی گھوڑے کو ایک ٹھکانے مارا گھوڑے کا سر کھٹ
 گیا پاؤں زمین میں دھنس گئے زائٹنگ طیش میں آکر جھپٹا اور سر پر ایسا گھونٹا
 کیا کہ انگڑے منہ سے خون بہ نکلا سر کھٹ گیا اور غشی طاری ہو گئی انگڑے نہ بھلا تو
 غصے کی حد نہ تھی اس زور سے گھونٹ مارا کہ ہڈیاں چور چور ہو گئیں منہ اور
 ناک سے خون جاری ہو گیا زمین پر گرا تو سانس نہ لی سر پر راجھس راجی کے لشکر
 میں فتح کے ڈنکے بجے اور دیوتاؤں کے یہاں شادی ہونے لگی۔

سرگ ۷۰

ترسرا کی لڑائی

نرائنگ کے مرتے ہی راجپسی فوج میں پھر جوش ہوا۔ جان پر کھیل کر حملہ کیا اور جھپٹا
 کی جرات اور دیریری دیکھتے ہی بازوؤں کا بھی خون اڑنے لگا سپہ سالار انگد بہت سی
 فوج لیکر مقابلے پر ڈٹ گیا بہادرؤں کے خون کا جوش تیتج جہاں سوز سے شعلہ بن کر
 نکلنے لگا اس جوش کے عالم میں بہادر گہرے زخموں کو معمولی خراش سے زیادہ نہ
 محسوس کرتے تھے ایک ایک جوان سینکڑوں کو قتل کر کے بہت کچھ جوہر دکھائی آ رہا
 رکھتا تھا لاشوں پر لاشیں گرتی نظر آتی تھیں اور ترسرا صفیں اٹھا ہوا انگد کے
 قریب پہنچا اور تیر خارا انگد سے بہادر انگد کا جھم چلی کر دیا گرا انگد کچھ خیال میں لایا
 غصے سے آگ بگولا ہوا اگر رگراں یا کہ مودو کے ہاتھی پر حملہ کیا ایسی ضرب پڑی کہ ہاتھی
 کی آنکھیں کھل پڑیں اور تھلا کر زمین پر گر پڑا رانت اکھاڑ لیا اور اسی سے ہزاروں
 راجپس موت کے منہ کا نالہ بنے دیواننگ فوج کو لپٹا دیکھ کر انگد کے مقابلے پر آیا
 اور ایک گز آیا مارا کہ اگر پہاڑ پر پڑتا تو پرچے اٹھاتے مگر انگد بالکل متاثر نہ ہوا۔
 گنہ چھین لیا اور تان کر مارا دیواننگ مہرچیت ہو کر زمین پر گر گیا مگر سینچلا اور تار
 انگد پر ضرب لگائی انگد نے وار خالی دیا رازوں کے بل ٹپ گیا تھا کہ ٹانگ پکڑ کر
 قصر لنگا پر پھینک دے ترسرا بچ کر نکل گیا پھر اتنے تیز مارے کہ انگد بے ہوش گیا جنگ
 مغلوبہ دیکھ کر ہنومان جی فوٹھے اور ایک پہاڑ اٹھا کر دیواننگ پرٹے مارا اس نے
 بانوں سے یزہ ریزہ کر دیا اور کچھ بان ہنومان جی پر چلائے ہنومان جی چوٹ بچا کر
 ہیں۔ موقع پا کر ایک ایسی جست لگائی کہ دیواننگ کی کھوپڑی ٹپک پہنچ گئی اور
 ایسا گد مارا کہ کھٹا نکل پڑا آنکھیں ابل آئیں اور زبان باہر گر پڑی غرضیکہ
 اس طرح مہون کا قصہ پاک ہوا اجاودنگا بالیک ہی فرماتے ہیں کہ دیواننگ
 کے مرتے ہی ترسرا تاب نہ لاسکا ہنومان کی طرف سے کئی کئی ٹپیل پر ڈٹ
 پڑا اور جنگجو مودو دوسرے ہاتھی پر سوار ہو کر دوسری سے فوج میموں پر تیروں کی
 بارش کرنے لگا دلاور نیل سے دیکھا کہ مودو سامنے آتا نہیں دوسری تیر بڑا کر

فوج جیہوں کو پامال کر دیتا ہے اسکی بے ادبی اور سیکاری سے لادریل کی آنکھوں میں
خون اتر آیا فوج چیرا ہوا صو در کے قریب پہنچی مگر جوڑے شیر غراں کو آسنے دیکھ کر دو
تین زبردست بان ایسے مارے کہ لادریل پر کسی قدر غشی چھا گئی تھوڑی دیر دم لیا اور
ایک پہاڑ اکھاڑا کر سے مارا ضرب کے پڑتے ہی ہر دو در ہلاک ہو گیا اور دھڑلے سے بھاگ پھر ہنواں جی
پر تیر زب سا رہا ہے اور ہنواں جی درخت اکھاڑا اکھاڑ کر تیر سار رہا ہے ہیں مگر تیرا
ان چوڑوں کی پرواہ نہ کر کے بدستور تیر انگلی میں مشغول ہے ہنواں جی غصے سے اس کے
گھوڑے کو ناخوں سے زنجیریں ہیں نزلہ حریف کو پاس دیکھ کر ڈرا کر اس کے جان بچتے
نظر نہیں آتی برہما ستر نکالا برہما ستر کو یہ ان تھا کہ شکستی نشچل نہیں جاتی جس پر
پڑ گئی جان لیگی ہنواں جی برہما ستر دیکھتے ہی جھپٹ پڑے شکستی اس کے ہاتھ سے جھین
لی اور کھڑے کھڑے کر ڈالی تیر نے تیغ جارا خنکاف سے ہنواں جی کی خبر لی ہنواں جی
صرف بچ گئے اور ایک تھوڑا سا زور سے مارا کہ وہ بچو دھوکہ زمین پر گرے ہنواں جی نے
ہاتھ سے تھوڑا جھین لی اور گر جتنے گئے تیر کی غشی دور ہوئی اور جھپٹ کر ہنواں جی کے
سینے پر گھونسا رسید کیا ہنواں جی کو ناب کمان چہرہ تمنا گیا آنکھیں لال ہو گئیں اسی
نظارے سے تیر کے تینوں سر کاٹ لئے تیر کی ہلاکت سے بندوں میں خوشی کے بحر بلند
ہوئے اور راجھس بھاگ چلے راجھسوں نے بھاگتے ہی ہما پارس گدا لیکر سر کے
چاروں طرف پھرنے لگا رکھب بندہ متقابے پرائے اور ایک گھونسا چھالی بڑا
خون بہنے لگا اور ہما پارس بے دم ہو گیا رکھب گدا اٹھانیکو جھکا ہما پارس نے اٹھ کر
گھونسا رکھب کی چھاتی پر لگایا رکھب کی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا مگر ہوش سنبھال
کر اسی گدا سے ضربیں لگانے لگا ہما پارس بھی گھونسوں چوڑا بجا رہا۔ آخر کار رکھب
نے ہما پارس کو ہلاک کیا اور فوج راجھس ہما پارس کے مرتے ہی انکا کی طرف سہاڑی

سرگ ۱۷

انی گائے کی جنگ اور پھین جی کے ہاتھ اسکی موت
راجھسوں کے بھاگتے ہی انی گائی راجھس ہما پارس کے مرتے اور اپنے جی کی موت

اور بڑے بڑے سور پڑوں کو خاک میں ملنے دیکھ کر زور سے نعرہ زن ہٹا بہا دوڑ بھاگتے
کیوں ہو کھڑے ہو اتنی گائی زندہ ہے مرا نہیں جب تک زندہ ہے بندوں اور کچھ
کا غلط خوف نہیں تیرے بند رہنماری خوراک میں ہیں مارو گنا اور تم میرے سے گوشت
اڑاؤ فوج میموں میں اس کی کرخت آواز سے پھل پر گئی راچند رچی کی شرن پکار
لگے سری بھگوان نے دیکھا کہ جگجو اتی گائی زبردست راچھسے رتھ پر سوار گر خیا چلا آتا ہے
بھبھکیں غماط ہو پوچھا یہ کون ہے جو مسلح تیرو کمان چار گھوڑے کی رتھ پر سوار ہے
اور جسکی ہمراہی میں ہزار گھوڑے اور متعدد رتھ خالی ہیں اس کا رتھ شوہن کی طرح چمک رہا
اور تلواریں ہاتھ میں ایسی ہیں جن کے قبضے چار چار میں اور سس ہاتھ لپٹے ہیں گھٹے میں
جو اہرات کے مالے اور کانوں میں کندل زیب دیکر ہے ہیں بھبھکیں قدیموں ہو کر لوے
کہ یہ بادن کا چھوٹا لڑکا ہے اس کی طاقت کی انتہا نہیں دیکھ کی طرح کم نہیں ششتر دیا
میں پورا کمال ہے گھوڑے ہاتھی کی سواری میں بہت چلاک ہے ہاں مالنی شاہ لکھا
کی کوئی حرم ہے اس کے بطن سے اس کی پیدائش ہے وہ شائستہ بخوبی جانتا ہے اس نے
برہما کی تشبہ کی بردان پر جو زرد اس کے بدن پر زیب دہی ہے برہما کی کا عطیہ ہے
جس کے بدن پر یہ زرد ہو اس پر نہ تو کوئی ہتھیار اور نہ کوئی تیر کا گر ہوتا ہے اس نے
ہستہ ہی لڑائیاں کی ہیں ہزاروں دشمنوں کو مارا جتنی کے دیوتوں پر بھی غالب ہوا اند کے
بجرا اور جبرائیل کی پھانسی سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوتا یہ حریف بڑا زبردست ہے اس کے
مارنے کا کوئی طریقہ آپ ہی نکالیں تو ہو سکتا ہے آپ کی فوج میں کوئی دلاور ایسا
نہیں جو اس پر تابو پاسکے بھبھکیں سری بھگوان سے مخاطب ہے اور اتنی گائی کمان
پر تیر چڑھائے فوج میموں کو کاٹا چھاٹا سری بھگوان کے سامنے ششتر غاں کی طرح
بھونچ چلا آ رہا ہے دودھ - میند - نل نیل - کھب ہنومان - انگد کیسری ایک تھ ہو کر
دشمنوں اور ششتر کے مارے ہیں اور یہ اپنے بالوں سے رتھوں اور پر ہتوں کو کاٹا چلا آتا ہے
بندوں کوئی وقیعہ اٹھانہ رکھا مگر اتنی گائی پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہزاروں بند بھوج ہو کر
میں پڑ پڑتے ہیں جس طرح شیرے بیڑ بکریاں ڈرتی ہیں اس طرح اتنی گائی کی ہر ایک فوج
میموں میں کھل بل پڑی ہوئی ہے ہزاروں بھوج میدان سے بھاگ کر پہاڑوں کی کندرا میں پو
ہوئے ہزاروں - ہر چو میدان جنگ سے گھبرا کر کسر شان سمجھتے تھے - اتنی گائی کے گانے

کالقدین گئے اتنی گالی جس کو دیکھ لیتا کہ جنگ سے جان چھپاتا ہے اس کو نہیں مارتا اور جو
 سلتے آتے اس کے بازو کی آگ جسے چھس جاتا ہے اس طرح فوج ہیوں کا ناش کر کے
 اتنی گالی دوسرے نعرہ زن ہوا۔ آرام لکھن کماں ہوسانے کیوں نہیں آتے فوج
 ہیوں پیہم ہو گئی۔ کسی جیاتی تاب نہیں کہ ہیں منہ دکھائے جو بھاگ گئے ان کا
 تعاقب کرنا ہمارے ذہب میں رست نہیں اور سلتے کی لڑائی کر نوالا لونی نہیں کھاتی
 دینا اگر کسی کو جنگ کی تمنا ہو تو ہمارے پاس بھید ہیں اس کی شجاعت دیکھنا ہے یہ
 سکر لکھن جی پر غصہ چڑھ آیا مسکرا کے وحش ہاتھ میں لیا اور ٹھکانے لگے وحش
 کی ٹھکانہ آسان تک پہنچی پاتال میں بھی بھل پڑ گئی ایسا نہ ہو کہ زمین کا طبقہ الٹ جائے
 راچھوں کے کلبے دہل گئے اور اتنی گالی کا فون لکھن جی کو دیکھتے ہی اونٹنے لگا ہاتھ
 اٹھا کر بولا کہ تم کچھ ہو میدان جنگ دیکھا نہیں جاؤ ماں کی گود میں کھیلو البتہ کسی
 بہادر کو میرے سامنے بھید و تم سے کیا لڑوں منہ سے دودھ کی بو آتی ہے تم میرے
 بازو کو جانتے نہیں کہ ہاتھ پر بہت بھی ہو تو ریزہ ریزہ کر کے اڑا دوں اگر چاہوں
 تو زمین پر تیرا منہ پر پاؤں میں تم جاؤ اور بچوں میں کھیلو وحش بان پھینکا و اگر
 نہ بھاگے تو ہمارا تو در ٹھکان تیرا ہمارے گئے کا خون چوسے گا اور تمہاری ماں ہاتھ
 پھیلا پھیلا کر دینگے تم میرے تیروں کا جہر نہیں جانتے یہ وہ تیر ہیں کہ اگر رہا اور ملے
 جی بھی آویں تو ان پر بھی وار کر بیٹھیں مہادیو جی کا ترسول نشہل ہو سکتا ہے مگر
 میرے تیر راڑگان نہیں جانتے ۔

لکھن جی ہنس کر بولے۔ اے نادان اتنی گالی۔ تو مجھے کچھ سمجھنا ہے چھتریوں کی بیری
 جہاز کے اصلاً خبر نہیں رہا اپنی تعریف آپ نہیں کرتے لو میں کھڑا ہوں حریہ کرو۔
 دیکھو تو سہی تیری بہادری کے جوہر دیکھنا ہے یا تو مجھے ماری جا سیر بان تیرے خون سے
 پیاس بجھائیں گے تو دیکھنے میں کچھ ہوں لیکن راصل تیرا کال ہوں نخوت چھوڑو اور میری
 کا مقابلہ کرانی گالی سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور تیرا منہ لکھن جی نے پھر حیلے پر
 تیر چڑھایا۔ دیوتا اور گندھرب دونوں بہادروں کی لڑائی دیکھتے ہیں اتنی گالی نے
 تیرا لکھن جی نے کاٹ دیا پھر یہ کچھ بان مار دے گی کہ ہوئے تب لکھن جی نے کہ کسان
 جس کا سو فاراگ کی طرح دکھ ہاتھ اتنی گالی پر چھوڑا اتنی گالی نے کاٹ دیا پھر دوسرا

بان چلا یا اتی گمانی کی پیشانی زخمی ہوئی خون بہنے لگا درد سے مجبور ہوا مگر غصے کی آگ
 بھڑک اٹھی ایک بان کے پانچ پانچ بان اور سات سات بان لچھمن جی پر چھوڑے لچھمن
 سب کو کاٹ رہے ہیں وہ آتشیں تیرے لچھمن جی کو مجروح کر رہا ہے لچھمن جی کچھ خیال
 میں نہیں لاتے اپنے بالوں سے برابر کاٹتے جاتے ہیں اتی گمانی نے برہماستر کن پر
 چڑھایا برہماستر لچھمن جی کی چھاتی پر پڑا خون بہنے لگا لچھمن جی نے منتر پڑھ کر ایک
 تیر آتشیں برہماستر پر چلا یا دونو بان اکاش میں جا کر رٹنے لگے اور رٹتے رٹتے
 جل کر بھشم ہو گئے پھر اتی گمانی نے ایک اور بان چلا یا لچھمن جی نے اندر بان سے کاٹ
 دیا تب جمران کے بان سے رٹنے کی ٹھانی لچھمن جی نے سوچا تو ایک ایک بان سے ہر
 ایک لڑا بکار تب بیشمار تیر برسٹے اتی گمانی سب کاٹتا جاتا ہے لچھمن جی نے ہزار بان
 مارے اتی گمانی نے سب راٹگان کر دیے لچھمن جی مارتے مارتے ٹھک گئے دیوتاؤں
 میں وحشت ہوئی کہ کیا کیا جائے یہ بڑا زبردست راجپس ہے اس کی موت کیونکر
 ہو سکتی ہے برہما نے دیوتاؤں سے کہا کہ اس کو ہار بارہاں ہے یہ کسی سے نہ مرے گا جب
 تک اس پر برہماستر نہ چلا یا جائے اب یہ تجویز ہوئی کہ لچھمن جی سے یہ بات کون کہے
 دیوتا دیوتا کھڑے تھے سبھوں نے کہا کہ ہماری مجال نہیں اتی گمانی کے سامنے لچھمن
 جی سے بات کر سکیں ہم جاؤ لچھمن جی کے کان میں کہہ دو شاید اس کی موت ہو۔ یا یو
 دیوتا بیٹے ہوئے لچھمن جی کے پاس پہنچے اور جھاک کر کان میں کہہ دیا لچھمن جی نے ترکش
 سے برہمانہ ڈھالا اور کان پر چڑھا کر اتی گمانی پر چھوڑ دیا جس وقت لچھمن جی نے
 ترکش سے برہماستر چھوڑا تب دیوتا اور گندھرب اور سے کانپنے لگے سمجھتے تھے کہ
 دونو بہادر ہیں دونو برہماستر کے چلانے سے آفت ایسا نہ ہو پر بقویٰ لڑ جائے اتی گمانی
 برہماستر کو آنا دیکھ کر بالوں سے کاٹنے لگا لیکن وہ بان تیروں کو بھشم کرنا ہوا اتی گمانی
 کی طرف آ رہا ہے جب قریب آگیا تب سکتی اور مگدرا اور گدالے کہہ برہماستر کے دوست
 بچنے کی روک کی مگر سب ہتھیار چل گئے اور برہماستر اتی گمانی کی پیشانی توڑ گیا سر
 کاٹ کر الگ کرار اچھس لوگ ڈرے اور ہائے واویلا پلنے لگے بندروں میں
 خوشیاں ہوئیں اور لچھمن جی کی پوجن ہونے لگی ۴۰

سرگ ۷۲

لنکا میں ماتم

اتنی گائی کے مرنے سے راجھسی فوج منتشر ہو گئی شاہ لنکا نے گائے تخت پر بیٹھا ہوا ہے
 ندیم و شیر طلانی کے سپہوں پر ٹھکن ہیں جنگ مغلوبہ کا ذکر ہو رہا ہے اتنی گائی کے مرنے کی خبر
 چوہداروں نے عرض کی سپہ سالاروں کے کیلئے پھٹ گئے شاہ راون مایو سانہ لہجے
 میں حاضرین دربار سے مخفی طلب ہو ڈاکہ افسوس میرے وفادار سرداروں پر میرے نکام
 حلال سپاہیوں ماتم سب شہید ہوئے بہت اچھا دینا سے سرخرو ہو گئے دھرم پالن
 کیا لاکھوں کو مار کر مردوں کی موت مرے کوئی اربان نہیں تم سب یہ نہ کہنا کہ ہماری
 لاشوں کو لاوارث اور بے کفن چھوڑ کر شاہ راون آرم سے عیش کر رہا ہے نہیں میں بھی ابھی
 تھمارے ساتھ ہی اسی میدان کی خاک پر سوتا ہوں میری روح ابھی تم سے آلتی ہے
 آج کب سمجھ کر ایسے جو دھار مانے سے اٹھ گئے تو میرا کون ٹھیک اب کوئی نکا میں ایسا
 بہادر نظر نہیں آتا کہ راجندر جھین اور سنگریو کو ہلاک کرے نہیں نہیں راجندر کے زور و قوت
 کی تھاہ نہیں دیر پا زخار ہیں اس میں سب توب گئے اچھا جانا زبھا بیو خبر داری سے
 کام تو ایسا نہ ہو کہ بندر اندر گھس آئیں اور جانکی کو اشوک پاٹکا سے نکال لیجائیں +
 شاہ راون اس طرح کے سین کرتے ہوئے محل برار میں آیا بیٹوں اور پوتوں
 کے غم میں منہ لپیٹ کر لیٹ رہا +

سرگ ۷۳

پانچواں دور

اندر جیت کی لڑائی اور فوج بیہوش کی بیہوشی

راون کی باتوں سے بہادر دن کے کلیجے مل گئے راجھسی خون میں اس رجب حرارت
 بڑھی کہ بہادر دن کے بدن زہرہ بکتر کے نیچے جل اٹھے برداشت کی تاب نہ رہی ورنہ بیاں کھاڑ
 پھاڑ کر پھینکنے لگے زندگی سے بیزار صرف رہنمائی آرزو میں ایک پر جوش حمد کرے گی

ائمید پر بیگمہ نادر کے پاس پہنچے بیگمہ نادر کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا کوٹنگین بکھو
 کر سمجھانے لگا آپ سوچ مت کریں جب تک نہ زندگی ہے آپ کو کسی طرح کا رنج نہ
 پہنچے گا کیا آپ میرے بالوں کے شرابے اور تیغ خاراٹنگان کی چنگاریاں نہیں دیکھ
 چکے ہیں یا نہ میں جس کی وجہ سے میرا نام اندر جیت پڑا اس میں محال ہے کہ میرے بالوں
 کی آج سہ لے جب جاؤں گا ہنگامہ حشر برپا کروں گا راجندر اور چھین فوج میںوں سمیت
 زمین پر تر پڑتے دکھائی دینگے اور سورج چند ریاں اور دیوتا راجندر کی حمایت کریں تو بھی
 ممکن نہیں کہ بچ سکیں یہ کہہ کر شاہی لباس انار کر زمین پر پھینک دیا بیش قیمت جنگی
 لباس بھاڑو باز غوانی پوشاک پہنی اور زبان سے کہنے لگا خاراٹنگان تیر خوار !
 تم سے ایک خطا نہ کرے دشمن کے جگر سے پاؤں ہونیوالی تیغ براں آج تیرے جوہر دیکھے جائیگے
 مضبوط ہڈی رکھنے والے بازو اگر سستی دکھائی تو کاٹ ہی ڈالوں گا مافکھوڑے وغیرہ بکھو
 ہار نہ جانا یہ کہہ کر تخت پر سوار ہوا۔ اور دیوی نکو بھلا کے استھان پر راجہسی سینا سمیت
 چلا گیا بدنت ہاتھی لگھوڑے اور تختہ ساتھ ہیں دیوی کے استھان پر پہنچ کر فوج کو ٹھہرنے
 کا حکم دیا اور آپ ہون کے واسطے مندر میں پہنچا اگن کند بنایا اور جنگ کرنے لگا کاکائے
 برن کا بکا اگن میں ڈال دیا اور اگن خوش ہو کر بکرے کو چٹ کر گئی اور بھیس بدل کر
 سانسے فی اشیر بادینے لگی جائیرا منور تختہ سارھ ہو گا برہما ستر دھنشن رگد۔ مگر رجبے ہتھیار
 تختہ اندر جیتنے اگن کی بھیٹ کئے اور اگنی نے سب شستروں کو اٹھا کر اندر جیت کے حوالے
 کیا اور کہا کہ ان ہتھیاروں کی تمہاری جیت ہوگی یہ بڑا ن شکر دیوتا اور سوچ خوف کھا گئے اندر جیت
 کیونکہ چننا جائیگا اندر جیت ہاں اٹھا اور گپت ہو کے آکاش میں پہنچا اور راجہسی زمین
 پر ہتھیاروں کی فوج میںوں پر حملہ آور ہوئے اندر جیت چلا جا رہا ہے کہ بہادر دیو گھڑ نا
 نہیں میں تمہاری مدد پر ہوں نڈر ہو کر لڑو میں تمہاری حمایت کے لئے مستعد ہوں راجہسی
 فوج میںوں پر حملہ کر رہے ہیں اور آسمان سے اندر جیت بان مار رہا ہے لاکھوں بند
 زمین پر سو گئے غرضیکہ کل فوج بسمل کی طرح تباہ ہو گئی ہے نہ میں نہیں کہ سانس لے
 سکے فوج میںوں مار رہیہ بھاگ رہی ہے لاکھوں مرت کے من کا لوالہ ہو گئے کہ دیوتاوں آدمی
 سے کہہ رہے ہیں چال دیکھ کر اندر جیت نے حریف کی فوج کی طرف ہاتھ کھینچ لیا اور نامی نامی
 سپہ سالاروں کی طرف منی طلب ہوا۔ اٹھا رو زبان سے کہندے یوں اور زمان سے

دو بڈ اور سات بان سے مینڈ اور پانچ بان سے گج اور دس بان سے جانوان اور تین بان سے
 نیس اور تیس بان سے سنگیوہ سرکھ اور انگرا اور ۲ بان سے منومان جی کر مار کے گزرا
 کل ہر دار سرکے اور منومان جی پر غشی آگئی اندر جیت بندوں کو مردہ سمجھ کر آسان آتے
 اور جو بند زندہ پکے تھے انہیں تیزوں سے ہلاک کر دیا کل بندر ہاک ہر گئے سنگیوہ اور
 جھبھکین کو بھی مگر سے مارنا شروع کیا یہ بھی تاب لاسکے زمین پر گر پڑے اب صرف رام جی
 لچھمن سانسے کھڑے ہیں ان پر حملہ کیا کچھ اثر نہ ہوا سانسے آیا تیر برسانے لگا سری بھگوان
 لچھمن جی سے فرمایا کہ یہی میگیہ ناواند کا جیتنے والا ہے اس نے فوج میموں کو پائمال کیا
 اور اب ہم گت خیاں کر رہے لچھمن جی طیش کھا گئے عرض کی آپ کیا فرماتے ہیں اگر اجازت
 ہو تو ابھی اس مردو کے خون سے زمین کو پاک کر دوں راجندر جی بولے کہ اس وقت مجال
 نہیں کہ تم مقابلہ کر سکو برہما ستر ہاتھ میں ہے اور آگنی کا بڑاں بھی آج اس پر ہاتھ نہیں چلا
 سکتے اگر سانسے کر گئے تو زک اٹھاؤ گے لچھمن جی کا چہرہ غصے سے لال انگارہ ہو گیا کہ آپ ایشور
 ہر عالم الغیب ہیں اور ہمارا اوتار شیش کالہ ہے تو ہمارا آپ کے سامنے اس اچھس کی مجال نہیں
 کہ اٹھ کر ٹھاکر دیکھ سکے سری بھگوان سمجھانے لگے کہ بھائی غصے کا وقت نہیں ہم لوگوں کا
 اوتار مراد اکی رچھیا کے واسطے ہوا ہے اگر برہما ستر کو نہ مانیں تو اس کی عزت جاتی
 رہے اور برہما کی بھی ٹھسکی ہو اس لئے جس طرح میں برہما ستر کی عزت کرنا ہوں اور شیشکل
 نہیں ہوتے دینا تم بھی اس کی عزت میں بیٹا نہ لگاؤ وراشت کر دیں کہ ہے کہ برہما ستر
 تمہارا کچھ لگاؤ نہیں سدا مگر اس میں بڑا بھاری گناہ ہو گا اس لئے ہم اور تم مور جیت ہو کر
 زمین پر گر پڑیں تب یہی مورتیاں ہو کر باپ کے سامنے سرخرو ہو گا اور برہما ستر کی بھی عزت قائم
 رہے گی یہ سچو پیکر کے دو بھائی مور چھن ہو کر زمین پر گر پڑے اور اندر جیت فتح و نصرت کا نغانہ بکاتا
 ہوا لکھا کی طرف اسی ہوا اور اس کے لئے لگا جن راجندر لچھمن کا اکچر خوف تھا آج نہیں سنا ہو گا

سرگ ۶۴

ہمالیہ پیر منومان جی کی وانگی ورنی پونی لونی فوج میموں کی تندرستی
 اور قصر ریز میں سے فتح کے شادیانے بن گئے ہیں شاہ لکھا کیولا نہیں سکتا - اور

سری بھگوان اور شاہ داران غشی کے عالم میں زمین پر پڑے ہوئے ہیں تن و بدن کا ہوش نہیں صرف بھبھکیں اور ہنومان بچے تھے جن پر غشی سہا رہی نہیں ہوئی تھی بھبھکیں اس نظارہ کے منظر پر ہلکے ہو کر ہنومان کے پاس پہنچے ہنومان نے لگے سے لگایا مشورہ ہونے لگا کہ اب کیا کرنا چاہئے کل ستر اڑا دیو فوج ہلاک ہو چکی سری بھگوان اور بھین جی بھی زخموں سے چور چور ہو کر مد ہوش ہو گئے صرف دو تین باقی تھے ان سے کیا ہو سکتا ہے بھبھکیں کہہ رہے تھے کبھائی طبیعت کو ٹھہرا لے کر دیکھو تو کبھائی ایشور کا اوتار ہیں حرم پالن کرنے ہیں ان کا مادر نیلا لادیا میں خلق نہیں ہوا وہ خود ہست نیت کے مالک ہیں شاہ کو نہیں ہیں برہما کی مر جاوا پالن کر نیکی غرض سے آپ کا اوتار ہوا ہے ہنومان جی اسے جواب دیا ہے مگر تم بچے کہتے ہو سہا کر بھگوان صنیہ ہیں جہاں کے درشن ہوئے یہ تو معلوم ہی ہے کہ برہما مگر کی آگ میں سب جل گئے چلو چلیں آخر کوئی زندہ کبھی بچا یا سب طعمہ اہل ہوئے آدھی رات کا وقت تھا لکڑی میں کپڑا باندھ کر تیل ڈالا اور آگ جھکا کر چوڑی دیکھنے لگے کیا کہتے ہیں کہ میدان رزم میں لاشوں کا انبار لگتا ہے کسی کا بھجوا لگا رہے کسی کا سر اور کسی کے پاؤں کٹے ہیں خون کا دریا رواں ہے کل ستر اڑے ہوئے نظر آئے۔ سگر یونل۔ نیل۔ وید۔ میند۔ اور نامی سالاراں فوج میں ایک بھی زندہ نہیں انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ ہا کر وڑی کچھ اور بندر برہما مگر کے گئے سے کام آئے برہما مگر نے پانچ رات اور پانچ دن لگانا فوج کو چوٹ کیا ستر اڑوں کی لاشیں تولی گئیں مگر شاہ خرس یعنی جاموان کا کہیں پتہ نہیں ہنومان اور بھبھکیں جاوت کی تلاش میں سرگرداں پھر رہے ہیں ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لاش ہے جس کے بدن پر ہزار ہا تیز چھبے ہیں اور زخموں سے خون بہا ہے لاش سسکے ہی ہے کچھ کچھ جان باقی ہے ہنومان جی سر ہانے کھڑے ہو کر رونے لگے جا موت نے آنکھ کھولی بولا تو چلا نہ تھا آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں بہت دشواری سے زبان کھولی کہا کہ سہ مگر تم نے پہچانا میں ہی جا موت ہوں بدن زخموں سے چور چور آنکھ کی روشنی مفقود ہو گئی ہے مگر یہ تو بتاؤ ہنومان جی زندہ ہیں یا وہ کبھی فوت ہو گئے بھبھکیں نے پوچھا سری رام بھگوان کو کیوں نہیں پوچھا جن کی مہر سے ہماری سب کی زندگی ہے ہنومان جی میں کیا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے جا موت نے جواب دیا ہاں بیشک

سنا گیا ہے کہ پیر کی کنج ہے اگر تم اور ہنومان نہ ہو تو ہماری تمہاری کل فوج کی زندگی ہو
 سکتی ہے اگر وہ مر گئے ہوتے تو ہم بھی عدم آباد ہونگے اگر وہ ہوں کل فوج سلامت ہو سکتی
 ہے ہنومان نے لاؤ ہم تدریر بنا میں ہنومان جی کا چہرہ ہر خوشی کے بھول اٹھا پر نام
 کر کے اب اسے ہر تر تمہارا غلام حاضر ہے جو حکم ہے بجا لاؤں جاؤں سے ہنومان جی
 کی آواز پہنچائی۔ اگرچہ تیروں سے بدن چھینی تھا صد کی تکلیف سہی نہ جاتی تھی تو بھی تو
 سے جواب دیا ہے متر متر ساد اور حیوٹ کا آدمی یہ بھڑکی راج پر نہ آج تک پیدا
 ہو گیا ہے نہ ہو گا تم چاہو تو ہماری جان بچ سکتی ہے سے تر ہالیہ پر جاؤ اس پر اب
 ایک سوئے کی پہاڑی ہے جہاں انواع انواع قسم کی اوشدھیاں ہیں اس پہاڑی کی
 چار چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں چار طرح کی اوشدھیں ہاں پاؤ گے ایک پر
 امرت منجھوٹی دوسری پر لیلے کرنی جس سے زخم بھر جاتا ہے تیسری پر سون برن کرنی
 اور چوتھی پر تر سدھانی جس سے کٹی ہوئی بھجھا اور جوڑا تھکا پاؤں وغیرہ جڑ جاتے ہیں سے تر
 اگر کام کرنا ہے تو جاؤ اوشدھیاں کو لاؤ۔ مگر مرنے راجس مرنے ہیں پنے ان سب کو سمندر
 میں پھینک دو نہیں تو اوشدھیں کی خوشبو سے وہ سب زندہ ہو جائیں گے یہ سن کے ہنومان جی
 نے کل راجسوں کو جن کے لاشے میدان میں پڑے تھے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اور
 جنت کر کے آکاش میں ہوا پر پران کیا ہالیہ کے قریب پہنچے تو دیکھتے ہیں ایک نورانی
 پہاڑ بھگدار ہا ہے مثل چراغ کی لیس کے ہزار ہا شعلیں روشن ہیں گان ہو گا جن اوشدھیں
 کی ضرورت ہے ہم پہنچتے نہیں نقصان پہنچائیں یا نفع کا شہم اگر اوشدھیاں لے
 چنے اور وہ کام کی نہ ہوں تو ساری محنت اکارتھ نہ بھر کیا کریں بہتر ہے پہاڑ کو جنش
 دی جائے شاید یہاں بیضہ پر بال برآر رکھ اگر پہاڑ مل گیا تو جڑ سے اکھاڑ لوں گا اور جانتو
 کے سامنے رکھ دوں گا وہ مطلب کی چیزیں نکال لینگے یہ سوچ کر طحالی پہاڑ پر
 مکھ مارا پہلے ہی زور میں بائیں ہاتھ پر رکھ لیا اور شن شن کرتے ہوئے میدان
 جنگ میں آ پہنچے اوشدھیں کی خوشبو پہنچتے ہی جتنے ہندو مرے ہوئے تھے کلک کلک کر اٹھ بیٹھے
 بادل کی طرح گرجنے لگے ہنومان جی نے بڑے بڑے سرائوں کو پہ نام کیا اور بھیسکین نے
 ہنومان جی کی قوت باندہ پر آفرین کی اور چھاتی سے لگا یا سری راگم شن بھی اٹھ کھڑے ہوئے
 سے میں ملے ہو اے پہاڑ آج ہی رات کو ہالیہ میں پہنچا دیا جائے اگر یہاں

ریگیا تو اس کی خوشبو سے جو راجپس سرینگے زندہ ہو جائینگے ہنومان نے پرست
اٹھالیا اور راتوں رات یہاں پہنچ آئے ۔

سرگ ۷۵

لنگا وا ۵

فون سیموں میں کلاہل مچا ہے ہر ایک کی دوبارہ زندگی ہوئی شاہ میوں نے ہنومان جی
سے اشارہ کیا راون بڑا دشت ہے وہ کبھوت ماننے کا نہیں دیکھو کبھو کرن سا جو المزدی
اور نرائنک سے بہادر بیٹے اور نامی سپہ سالار فوج جن کی بہادری کے ڈنکے چار
دہاکاں میں بج رہے تھے زمین پر یہ یوں نہ ہو گئے مگر شاہ لنگا کچھ خیال میں لایا ہوا
ہم صنیق میں ہے ایک تدبیر فہم میں آتی ہے اگر ہو سکے تو گر گزروہ روز روز کے
جھگڑوں سے چھٹکارا ہو نم جاؤ اور لنگا کو جلا دو۔ کوئی چیز بچنے نہ پائے آگ شعلہ
زن ہوگی اور قصر لنگا پھونکیگا تو تمام راجپس حل کر کباب ہو جائینگے عرض شام
ہوئی بندروں نے لوکاری جلائی اور برج لنگا پر چڑھ گئے ہر ایک قصر میں آگ
لگائی تمام لنگا جلنے لگی عجب اودھم مچی برن بھڑوٹے جاتے ہیں ہاتھی اور گھوڑے
بھاگتے ہیں مگر بندر مار مار کے آگ میں پھینک دیتے ہیں رتھ ٹوٹے پڑے ہیں
آگ ستھراؤ کر رہی ہے خنخانہ میں شراب بھری ہوئی تھی آگ پہنچتے ہی بارود کی طرح
اڑ گئی راجپسوں کے سر کاٹ کاٹ کر آگن میں ہونے لگے جاتے ہیں عجب بات تھی
شام لنگا پلاس کے درخت کی طرح جل رہی ہے اکثر راجپس لنگا سے بھاگ
رہے ہیں مگر بندروں کی پونچھوں سے کھات نہیں ملتی ایک ایک راجپس کے
دس دس بندر چمٹ جاتے ہیں اور مار کے آگ میں پھینک دیتے ہیں اب
شوہر عظیم برپا ہے سری رام بچوں بھی دھنشن بان دھان گئے کسی استیہ زہر تو
دیکھ رہے ہیں راوے سوچ رہے ہیں کہ اب تو میرا ایشا و مہور زہر کبھی کارن نہ سکے
لٹا کے کرنبھ اور کونبھ کو بلا باکرہ دیکھتے کیا ہو جاؤ اور ان پندروں سے کھائی
کو چھڑاؤ تمہارے ساتھ جو پا کچھ سوتی پانچ پر جنگ کسین چار بہادر پانچینگے تمہارا
ہاتھ تباہ کئے پانچوں لڑکوں کے گھم سے مسخ ہو کر گلاب پر آمادہ ہوئے ان کے

اور لباس اس طرح جگمگا رہے تھے جس طرح شب ماہ میں ستاب - بندہ
بھی سامنے آئے اور لڑائی نہ لگی +

سرگ ۷۵

انگد اور انکبنسن کی لڑائی

انکبنسن انگد کا ہم نواز ہے پہلے انکبنسن نے حملہ کیا انگد نے دار خالی یا پشت
پر ایک لچھس کھڑا تھا انگد پر گد مارنا چاہتا تھا انگد نے گد اچھین لیا اور اسی کے سر
پر چڑھ کر ایک کھڑا تھا کہ انکبنسن کا سر زمین میں دھن گیا زور کر کے نکلا مگر
نکلنے ہی بیہوش ہو گیا ہالاک بہت تھا بیہوش سنبھال لئے انگد نے ایک سل انگد
کے ماری تو انکبنسن نے تیر سے کاٹ کر لائی انگد نے دوسرے پیچھے سے مار کیا انکبنسن پر
پتھر کی چوٹ ایسی گہری لگی کہ سچو دھوکہ زمین پر گر اگر تے ہی بیہوش ہو گیا سوئی پاس
انکبنسن کی مدد پر آیا انکبنسن بیہوش ہو چکا تھا لاما چارہ انگد نے سوئی پاکش سے مقابلہ
کیا اس دوسرے ہزار با تیر سے انگد کا بدن خون سے شرابور ہوا تھا خون بہتہ بکھ
جوش تازہ ہو رہا چھٹ کر سوئی پاکش کے ہاتھ پر تھکی پی پی کمان ہاتھ سے گر پڑی ترکش کے
پیشے سے روٹنے کو چور چور کر دیا گھوٹے باگ توڑ کر بھاگے سوئی پاکش انگد کی لیری
دو بار بہت پشیمان ہوا - تلوار میان سے کھینچ لی اور صاف دار انگد پر حملہ کیا انگد نے
تلوار ہاتھ پر رکھی - کلائی ہاتھ اگلی جھٹکا دیا - تلوار چھوٹ کر گری انگد نے اسی طرح
سے سوئی پاکش کو زخمی کیا اور انکبنسن ہوش میں آیا سوئی پاکش کو مجبور دیکھ کر انگد
پر چھٹ تلوار چھین لی اور تلوار سے انگد کو نشانہ بنایا - انگد پھر تیز اوڑھ بیٹھے وقف
یعنی ڈوب گیا اور پشت پر تلوار پکڑ لی جھٹکا دیتے ہی تلوار ہاتھ اگلی اور انکبنسن پر
لیری اندر پہنچائی کہ مثل خیابان گھر سے ہو گیا - انکبنسن ہوتے ہی بیو پاکچہ پر ہنگ
اور بستنی پاکش تیزوں سے انگد کو گھیر لیا اور کوئی گرز مار مارے کوئی تلوار سے نکلے
(نار) چاہتا ہے کسی نے تیزوں کا نشانہ بنایا انگد جو کھٹا لڑ رہا ہے کسی کو لانت کسی
کو گھونسا اور کسی کو چھٹہ لگا رہا ہے انگد خون سے شرابور ہے وقت نہ توڑ دیکھ کر
دو بار اور بندہ پہنچے غصہ کی لڑائی ہوئی دیکھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے

تینوں بند درخت اور پریتوں سے مار کر رہے ہیں اور ہتھیاروں سے کام لیا جاتا ہے
 پر جنگ نے توان سے انگہ کے نشان کو شانہ بنایا دو بد اور مینہ نے آکھ کادھن
 اکھاڑ لیا اور تاک پر جنگ کی کلائی پر بارانوار چھوٹ گری پر جنگ نے انگہ پر چھوٹ
 رسید کیا انگہ نے گھونٹے ہی سے جوابے بار پر جنگ نے لاسکا دانت پیچھے گئے۔
 اور بیوش ہو کر زمین پر گر گیا گتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور انگہ کی پیچھے پر گھونٹا مارا۔
 انگہ کو مورچھا آگئی۔ مگر سنبھل گئے ایک اور لات پر جنگ ایسی ماری کہ پر جنگ ٹھٹھا
 گیا جیو پاکش پر جنگ کا حال دیکھ کر تھوڑے کر انگہ پر دوڑا اور پیچھے دیکھ کر تھوڑے
 سے تلوار چھین لی۔ سوئی پاکش کو مجبور ہو چکا تھا۔ مگر پر جنگ کی حالت زار دیکھ کر
 دوڑا اور دو تین گدے وید پر ایسے لگائے کہ وید چکر کھا گیا سوئی پاکش چاہتا تھا
 کہ دوسرے گدے سے مار کرے دو بد پیچھے ہٹا۔ سوئی پاکش منہ کے بل زمین پر گر گیا اور پیچھے
 لے ٹانگ پکڑ لی اور تین بار چکر سے کر زمین پر ٹپکے باہمی حال جیو پاکش کا ہوا۔
 مینہ نے مارے گھولنوں کے پتھن نکالی دیا کو تھوڑے پر سوار کسی طرف بندھ گیا
 لڑ رہا تھا سوئی پاکش اور جیو پاکش کی خبر سن کر ان کی مدد کے لئے آیا اور ہالوں کی
 جھڑی لگا دی ہزار ہا بند لقمہ اجل ہوئے۔ دلاورد وید کو نبھ کے خارا تھ گتے تیروں کی
 پرواہ نہ کر کے اچھلا تو ایک ہی جنت میں آسان پر تھا وہاں سے کو داتو کو نبھ کے ہاتھ
 پر گرا اور گرنے ہی اس کے ہاتھ سے مٹھن چھین لی اور ریزہ ریزہ کر کے زمین پر پھینکا
 دیا وید کی لیری سے کو نبھ کی حرارت موج زن ہوئی دوسری کان اٹھا اور پیچھے پر تیر
 جوڑا ایک تیر کے زبان ہوئے اور وید اور مینہ دونوں کے جگروں میں ترانہ ہو گئے دونوں
 زخمی ہو کر زمین پر سر پڑے وید اور مینہ دونوں سے کون۔ انگہ کے حقیقی ناموں سے وہاں
 تاب کہاں۔ پھر گیا۔ کو نبھ نے پہلے ہی در میں اس کو نیچا دکھا یا یعنی تلوار کا ایک سر ہاتھ
 تھا ہوا ایسا بڑا کہ شائے کہ چیرتی ہوئی شمشیر سے لکل گئی زخم کاری آیا انگہ جیتا
 اور زخم سے نہ مینہ پر گرا۔ راہری جہاں پہنچا اٹھا اور ہاتھ سے زخم کو مٹا دیا۔
 اکھاڑ لیا اور کو نبھ کے سر پر سے مارا کو نبھ پیچھے ہٹا مگر ضرب آگئی تو زخمی رہا۔
 مینہ نے جرات سے تیر میں راضی نہ کیا۔ کوئی کسی سے کہ نہ تیر میں جوڑا تھا۔
 وید جہاں تیر میں کو نبھ نے ایک ہاتھ سے انگہ کی آنکھوں کو مارا دیا۔

مڑا شن سے نکل گیا انگد کی ہونٹھ جھپک گئی خون بہنے لگا انگد نے پیچھے سے خبر لی کوئی کچھ
 سر کوٹا کا اور اس زور سے مارا کہ کوئی کچھ کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا گو نہ غشی
 کی حالت طاری ہوئی بھی حالت دوزخ بہادروں کی رہی کبھی یہ مورچیت ہو کے
 گرنا ہے اور کبھی ہ بخود ہو کر سانس تک نہیں لیتا بہادروں اور یکپھوں کو دشت
 سوار ہو ڈیٹھا جلنے کیا ہو حریف زبردست معلوم ہوتا ہے سری بھگوان کے پاس
 آئے اور مؤدب ہو کر سارا ماجرا عرض کر دیا سری بھگوان نے ناجی بہادروں سے
 فمائش کی اور بندرجی توڑ کر لٹنے لگے کوئی پیچھے مارتا ہے کوئی درخت سے غبر
 لینا ہے کوئی زچنا گھسوتا ہے کوئی ہر ایک کو جواب دے رہا ہے سری الیک
 جی فرماتے ہیں کہ کوئی نے ایسی تیروں کی جھڑی لگائی کہ کل فوج میموں بیدم
 ہو گئی۔ شاہ میموں نے دیکھا کہ فوج میموں سرسبز ہو رہی ہے خود چلا اور آتے ہی
 دو دو ہاتھ ہوئے سگر پونے دھنش چھین لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا
 کوئی مجبور ہو رہا اور دوسرے ہتھیاروں سے کام لینے لگا مگر سگر پو ایک کو بھی خیال
 میں نہ لانا جو ہتھیار آتا ہے ہاتھ سے تھام لینا ہے اور چھین کر توڑ کر پھینک دیا
 دیتا ہے مگر دل میں کوئی جرات کا شاخاں تھا واقعی یہ بہادر کسی طرح راون
 سے کم نہیں جیسا کہ کرن اس کا پناہوان تھا ویسا ہی سیدان نام کا شیر ہے اسی
 کی وجہ سے آج تک لنگا کا راج قائم ہے اور لنگا پر ہمارا اور ترس نہ ہو سکا پھر کوئی کچھ
 مخاطب ہوا تو دھنیہ ہے میں تو چاہتا تھا کہ اسی وقت تجھے آغوش لحد میں سلا دوں لیکن
 نہیں توڑتے لڑتے ٹھک گیا ہے ٹھکے ہوؤں اور مجبور دشت پر ہاتھ چلانا سویریں کا
 یہ ہم نہیں۔ ذرا دم لیے پھر میں تیرے زور طاقت کا امتحان لوں گا یہ کلمات نشتر
 کا کام کر گئے کوئی کچھ کا چہرہ تنہا گیا۔ اور کوڈ کر سگر پو کے بازو پکڑ لئے اور کہانی طقت
 دگنی الہا دلوں میں کشتی ہونے لگی۔ دلوں کے منہ سے کھجاری تھا کشتی ہونے ہوتے ایک
 مقام پر کوئی بڑے زور سے گھونسا مارا کہ اگر وہ پیچھے پڑتا تو پر خچے اڑا دیتا مگر سگر پو
 زمین سے ہٹا کھی نہیں حالانکہ ہڈی ٹوٹ گئی اور خون بہنے لگا لے اوسری باپو جبرہ
 جیسا کہ گونا گونا کہا جاوے یہ کہ سگر پو نے بھی کوئی کچھ کی چھاتی پر گھونسا رسد کیا
 کوئی کچھ کی مال اور کتے سے خون نہ لگا ایسے ہی ہڈی سے پچھے ہو گئے جیسا کہ جو زمین پر گرا

اور گرتے ہی موت کے منہ کا نوالہ ہڈیاں راجھس ڈو کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے

سرگ ۷۶

نکو نبھ کی موت ہنومان جی کے ہاتھ سے

نکو نبھ کو مرتے ہی نکو نبھ کی حرارت بڑھی اور غصہ کر کے سگریو پر دوڑا اور آتے ہی اس زور سے تان کر گھون مارا کہ سگریو نلدا گیا اور غشی طاری ہوئی ہنومان جی یہ کیفیت دیکھ کر یوکی مد کو آئے نکو نبھ نے گزر گرا نہار ہنومان جی پر اس زور سے مارا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو زمین دوز ہو جاتا مگر ہنومان جی کو مطلق احساس نہ ہوا اگرز کے سو ٹکڑے ہو گئے ہنومان جی نے گھونٹا نا چاہتے تھے کہ نکو نبھ کو ماریں اس بیجا کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آوے مگر نکو نبھ چاق و چوبند تھا سامنے سے سہا گیا اور تھکے ہوئے زور سے تیر بازئی کرنے لگا ہنومان جی کا سارا جسم لولہاں ہے ہنومان جی نے دانتوں تلے موچھ اب لی اور ایک جست میں ملک الموت کی طرح نکو نبھ کے سر پر پہنچ گئے اور جاتے ہی اس کی پیشانی پر گھونسا جڑا نکو نبھ بیتاب ہو گیا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا مگر ہوش سنبھال کے ہنومان جی پر دوڑا اور دونوں بانو پکڑ لئے اور گھسیٹتا ہوا نکا کی طرف لے چلا ہنومان جی نے جھٹکا دے کر چھڑا لیا اور لٹنی ڈوب کر پیٹھ پر اس زور سے گھونٹا مارا کہ مردود کے دانت حق میں اتر گئے اور خود چھاتی پر چڑھ بیٹھے اس قدر گھونٹے مارے کہ دماغ کا بھیجی نکل آیا اور نکو نبھ ہمیشہ کے لئے بیٹھی نیند سو گیا بند اس فتح سے بہت خوش ہوئے اور رام و لچھمن کی جے جے بولتے ہوئے واپس آئے راجھسوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے مرنے ہی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ چلے اور شاہ لکھا سے اس شکست کی گزارش کی

سرگ

مکراچھ کی لڑائی

مکراچھ اور مکینوچ دو قتل ہو چکے ہیں ہاؤن سنجیج تنکر بیٹھا ہوا ہے سوچ رہا ہے کہ آپس کی کھجوں بیٹے بڑے بہادر تھے اجل ہو چکے کبھ کر ن کا سا جوا نر دیکھا ئی نکو تھم دلاور بھتے لڑائی میں کام آچکے سارا خاندان ناش ہوا جاتا ہے کوئی بہادر نظر نہیں آتا کوئی تپسویوں کو زندہ گرفتار کرے جنگ کا دلدادہ کھر کا بیٹا دون کی باتوں سے ایسا مانتا ہوا کہ کسی صدارت سے اچھ کر قد مبوسی کی اور جنگ کی آور رزو میں ستائینہ عرض پیرا ہوا اے شاہ دیواں تیرے اقبال کی شامیں نا ابد جنگ کا فی رہیں دست خوش حال دشمن پامال رہیں بہت سویر میرے نکھلا لوں نے چتر شاہی پہ جاشیں نقدی کہیں میں ہی اس عظیم ثواب سے جرم ہوا جاتا ہوں حکم شاہی نہ تو دلہ کے دل سے لکھا لوں رام و لچھمن کس کیفیت کی مولی ہیں ۱۱ اپیم فوج یہوں پہ لکھیا بھارہ ہوں راؤن مکراچھ کی دلیرانہ باتوں پر خوش ہوا امیر بندھی تعجب نہیں کہ یہ لڑکا کچھ کر دکھائے پہلے پیارا اور دلدار سے شاہ لکھانے مکراچھ کو میدان جنگ کی طرف روانہ کیا مگر اچھ ہوئی رکتہ پر سوار ہو کر رزمگاہ میں آیا جانا زراچھوں کو حکم دیا کہ فوج میوں سے آمادہ پیکار ہوں اور میں رام لچھمن کی خبر لیتا ہوں میرا بان تمام فوج کو بھشم کر سکتا ہے جس طرح سوکھی لکھئی آگ میں پھر کھر کر جل جاتی ہے۔ یہی حال حریف کی فوج کا ہوگا یہ کہ سر خود رام لچھمن کی طرف رخ کیا اور فوج راچھس بند روں کی خبر لینے لگی۔

سرگ

بشرح صدر

جادو رنگا و المیکسی جی فرماتے ہیں کہ جس طرح دیوار سے نگر ام میں خونخوار جنگ ہوئی تھی وہی سال مکراچھ کی لڑائی کا ہوا۔ جوق جوق بند ہوئے بڑے ستار درخت جڑوں سے

اکھاڑ اکھاڑ کر دیوان خونخوار پرارتے اور پیچھے اور پر ہتوں کی سبیلں گھما گھما کر اس طرح
 فوج راجھسی پھینکے مگر صفیں کی صفیں الٹی جاتی تھیں اور بجائے ان صفوں کے
 نئی تازہ دم صف استاد ہو جاتی تھی مگر اچھے غضب کی لڑائی لڑا تیروں کا مینہ برسا دیا
 جس طرف رخ کیا صفیں الٹ گئیں بڑے بڑے بہادر اور زامی سردار جنگ میں کام لگے
 ہزار بہادر کھیتا ہے جنگ مغلوبہ دیکھ کر بندوں نے بھاگنے لگی ٹھیکری اچھڑا کر
 جس کا سینک سا تہے بھاگے ہمارے فرشتہ اہل ایک طرح قبض کرنے نہ پاناکہ اور سینکڑوں
 اور میں اس کے سر پر تین سری بھگوان نے دیکھا کہ فوج سپاہی ہر پہلے ہزاروں
 کے مونے سے بہادریوں کے دل ٹوٹے جلتے ہیں خود تکلیف گوارا فرمائی اور وحش بالک
 مگر اچھے کا متقابل کیا بندوں کو دلا سا دیا ذات افندس کو دیکھتے ہی مغلوب بندوں کا جی
 ٹھکانے ہووا دل بڑھ گیا جی توڑ کر لڑنے لگے مگر اچھے رام بھگوان کو دیکھ کر پلٹا۔ اٹھا
 مدتوں سے تمہاری جیتجو تھی قسمتوں سے ہاتھ آگئے اپنے پتا کا بیر لڑ گیا افسوس کھر
 مرنے وقت میں تھا نہیں تو یہ مجال نہ تھی کہ تم دونوں زندہ بچ سکتے ہم تمہاری تھا شمع
 تھے جس طرح شیر ہرن کی تلاش کرتا ہے یہی حال ہمارا تھا آج تم کو مددنگا دل کی تپن
 بجھاؤنگا سری راجندر جی نے مسکرا کر جواب دیا کجخت تو مجھے نہیں جانتا تیرے پتا کا
 قاتل میں ہی ہوں جس کے ساتھ چودہ ہزار جوار سپاہی تھے وہ سب غم آیا کو سودھا
 تجھے بھی کھر کی خدمت کے لئے بھیجتا ہوں بہادر اپنی بڑائی نہیں کرتے مگر اچھے تیر
 چلا نکا اور راجندر بانوں کاٹنے لگے دونوں خوب خوب نیر اندازی کے جوہر دکھائے
 یہاں تک زمین آسمان پر تیری تیر نظر آتے تھے جس طرح ٹڈی تل نام بھگوان نے اٹھ
 مان سے سار تھی اور میں بان سے رتھ توڑ ڈالے مگر اچھے تر رسول لیکر چلا یہ تر رسول جا
 دیوی کا عطیہ ہے جس کا دار کبھی خالی نہیں جاتا جس وقت مگر اچھے تر رسول لیکر سری
 بھگوان پر چھپتا ہے دیوتوں نے داستانوں تنانگلی بابی گھر آگئے یہ تر رسول راجندر پر پکا
 اور راجندر جی مدت کے منہ کا نوالہ ہونگے مگر اچھے نے سری بھگوان پر تر رسول سے حکم کیا
 ہمارا جی نے ایک بان سے تر رسول کے چار ٹکڑے کر کے وہ چاروں ٹکڑے ہاتھ میں
 جس ہزاروں راجھس دن میں دھاگے مگر اچھے نے دیکھا کہ تر رسول ٹوٹ گیا اور راجندر
 جی بچ گئے گھونسا ناں کر دوڑا راجندر جی نے تیرا تشین سے اس ملعون کو بھشم کر دیا

دوبتے خوش ہو گئے بندروں میں جے جے کار کے نعرے بلند ہوئے اور مغلوب
فوج راجپس لنکا کی طرف بھاگی :-

سرگ ۷۹

میدان جنگ میں اندرجیت کی آمد

مکرجھ کے مرنے ہی منتشر فوج لنکا پہنچی اور مکرجھ کے مرنے کا حال شاہ راون کو
سنا یا گیا راون نے اندرجیت کو طلب کیا اور فرمایا کہ بیٹا سولے تھما سے اور کسی کے
سر پر فتح کا سہرا نہیں بندھ سکتا تم نے اندر کو جیتا ہے بڑی بڑی لڑائیاں فتح کیں
دوبتے تھما کے نام سے تھر تھرتے ہیں تو کیا آدمیوں اور بندروں پر تمہا بے باز دست
ہو گئے نہیں نہیں مجھے اُمید ہے کہ جمع وقت میدان جنگ میں گھوڑے کو دوڑاؤ گے
رام و پھمن کو جیتا پکڑ لو گے بندروں کی حقیقت کیا ہے اندرجیت پند کے تخت کا طوطا
کر کے جنگیہ شالا میں آریا ہوں کرنے لگا سیاہ بکر اچھٹکا دیا اور آگن بکرے کا لٹوچا
گئی اندرجیت دکتا اور دان مے کر چار گھوڑے کے رتھ پر سوار ہوا ترکش میں منتشر
کے سوا اس لڑائی میں تیر کا نام بھی نہ تھا اور ہمارا ج کی فوج میں لوگوں کا خیال تھا کہ
مکرجھ کے مرنے سے کوئی زبردست راجپس آئیگا اندرجیت فلوں نکلتے نکلا اور نظروں
سے غائب ہو گیا اتنا راجپسوں کا تھا کہ خبر داری کے ساتھ بازوؤں سے لڑنا اندرجیت
کے غائب ہونے ہی تاریکی چھا گئی اور آسمان سے تیروں کا سینہ برسنے لگا سری رام پھمن
پر اس قدر بان مارے کہ تمام بدن پر تیری تیر دکھائی دیتے تھے رام پھمن کو مطلقن پڑا
نہ ہوئی نہ دردی محسوس ہوا آہستہ ہوئے آگاش پر بان چلا تے تھے ہمارا ج کے بان
اندرجیت کے جسم میں مس کر کے ترکش میں لوٹ آتے تھے بدن زخم سے مجروح ہو گیا راجپد
کے بان اندرجیت کو زخمی کرتے ہی دلاکھا چاہتا ہے کہ ان بازوؤں سے بکے ایک مقام سے دوسرے
مقام پر ہٹ جائے راجپد کے بان پیچھا نہیں چھوڑتے زخمی کرنے میں ترکش ہیں سما جاتے
ہیں بیگھنا تھکا جسم شرابور ہو رہا ہے اور راجپد بھی زخموں سے چور میں اندرجیت نے
بندروں کو کوئی پامان کیا پھمن ہی کا ہفتہ بڑھتا رہا تہہ ضبط نہ ہو سکا راجپد نے
میکاراب کے کچا انتھار سے اجازت نہ کی تھی تو اس میں دن کو جو پنج بھی دس کا اچھٹو کو رہتا

سے صاف کردوں۔ سہری بھگوان بولے ایک راجپس کے گناہ سے کل راجپس گنہگار نہیں ہونے کل راجپسوں کو مارنا زیبا نہیں جس طرح بھیکین ہمارا بھگت ہے اسی طرح بہت سے راجپس ہماری یاد میں ہر وقت مصروف ہیں اور جو بھاگ گئے ہیں یا گھٹا مل پڑے ہیں ان پر ہاتھ اٹھانا شائستہ کے خلاف ہے یہ کہہ کر راجندر نے خاموشی اختیار کی اتنے میں گواہیمٹ دیوتا نے آکر بھیکین کو جل دیا اور بھیکین اسی جل کو راجندر کے پاس لینگے عرض کیا کہ یہ جل گواہیمٹ نے بھیجا ہے عجب اس جل کا خواص ہے کہ جو چیزیں نظر سے عائب ہیں خواہ وہ سرگ میں ہوں یا پاتال میں جو شخص اس جل کو آنکھ میں لگا دے آسمان پر زمین کی چیزیں نظر آئیں گی آپ اس کو آنکھ میں لگا کے خفی تیزوں کو مشاہدہ کیجئے راجندر نے پھین جی سے فرمایا اگر اندر جیت آسمان یا پاتال میں مسکن گزین ہوگا تو میرے بان سے باندھ لائینگے سہری بھگوان کی آنکھیں سرخ ہوئیں اور کہا کہ میگنا واپا ہر نہیں ہو

سرگ ۸۰

بشرح صدر

اندہ جیت سمجھ گیا کہ بیشک اب زندگی شوار ہے یہ سوچ کر لنگا میں پس آ یا دل میں کہہ رہا ہے کہ اس وقت تپ کرتا ہوں تو بندہ لنگا میں گھس آئیگے اور نہ کھنڈن کرینگے کچھ ہو چ سوتا ہے کہ اترو دروازے سے کچھ دروازے پر آیا اور سحر سازی سے مایا کی جانی بنا میں انہیں رنج پر بھٹال کر میدان جنگ میں آ یا اندر جیت کے آستہ ہی بندہ رو میں غوغا حجاب ہنومان جی سے ایک درخت اکھا لایا اور میگنا ہاتھ کے سر پر پہن گئے رنج چانکی بیٹھی نظر آئیں میگنا ہاتھ بھی پاس بیٹھا تھا ہنومان جی کو ترودنے گھیر لیا اگر اس وقت سے یا پھر سے رہا ہوں تو ایسا نہ ہو کہ جانی جی چوٹ کھا جائیں پھر سر پا کہ یہ درحقیقت جانی میں میرنگے افسوں کا کارخانہ تو نہیں ہے جا دو کی جانی جی ہوں اور ہر معاملہ میں ڈالا ہو میگنا فتنے بھیسٹا کہ سہنی کی چوٹی پڑی اور شہر بہرہ سے سرکاٹا چاہا سیتا جی رام رام کہنے لگیں ہنومان جی کی آنکھوں میں سوئے بے ادبی سے ٹون اترا آ لنگا کہہ دیا اور ہنومان جی کی چھوڑے بگت مانا کہے ساتھ یہ گستاخیاں ہنومان جی کے ٹپ ٹپ آندو گر پڑا اور کچھ تباہی

جگت مبنی کو نہیں پہچانتا عصمت آب سری رام کی بھاریا ہیں بہادر عورت پر ہاتھ نہیں
اٹکھانے تو قتل کرنا چاہتا ہے زور ہے تیری زندگی پر اصل تیری ناک میں ہے بہت جلد
جنم واصل ہو گا یہ کہہ کر ہنومان جی میگھ ناندی کی طرف چھپے کہ اس بے ادبی کی تڑاویں
میگھ ناندی اس قدر زور سے کہ ہنومان تیروں میں چھپ گئے میگھ ناندی یہ کہہ رہے کہ جس جانی کی خاطر
یہ جھگڑا اٹھا آج یہ قضیب چکائے دینا ہوں جب یہ ہاک ہو جائیگی رام لکھنؤ کا مارنا دشوار
ہو گا بعد ازاں نہیں مار کر دل ٹھنڈا کر دوں گا کچھ جھیکن کو مار دوں گا گو نہ مارا یہ قول راسخ ہو گیا
کہ عورت کو مارنا مناسب نہیں صرم سے بعید ہے جہاں شاستر میں ممانعت ہے وہاں
بھی نوکھیا ہے کہ ایسی مذہب میں کرنا چاہئیں جن سے دشمن پاٹال ہو یہ کہہ کر شیر آواز
ہے سینا کا سر کاٹ لیا اور لاش زمین پر پھینکا دی پھر ہنومان کی طرف اشارہ کیا کہ
بیکار بھکان ہوتے ہو جاؤ اور لکھنؤ سے کہہ دو کہ ٹھنڈے ٹھنڈے جو دھیا واپس چائیں کل
قشے طے ہو گئے سینا مگنی بیکار ہاتھ پاؤں ٹھنڈے سے نہ بچ گیا یہ کہہ کر ٹھنڈے پر بیٹھا اور
اگرچہ لگا رہا زوروں میں سینا کے مرنے سے عجب تلاطم مچا ہٹے واسے کے وخرائش نے سین
سے آسمان تک پہنچے بازوؤں میں بھگدڑ پڑ گئی اور میگھ ناندی ہنڈے مچانے لگا اسے بہت بڑی
خوشی ہوئی۔ خوشی کی وجہ یہ تھی کہ اب فراغت سے جگہ کر لیا کیونکہ یہ بچہ اور بازو سینہ کا اہم
کر گئے تب تک جگہ پورا ہو جائیگا۔

سگ

اندراجیت جگہ شالہ میں

ہنومان جی بازوؤں کا تلاطم دیکھ کر چیخ رہے ہیں بھائیو۔ پریشان کیوں ہو گئے ہاتھ
سنو ساز مشہور ہے لڑائی سے نہ زموڑ و نیچو اچھا پاؤ گئے از خود رفتہ ہاتھ ہنومان کی
تشنی دینے سے واپس آئے اور ہتھوروں کے ٹیلے لیکر اچھسوں پر ٹوٹ پڑے ایک
پھاڑی ہنومان جی نے اکھاڑ لی اور اندراجیت پر سے ٹاری سا تھنی نے رختہ ٹالیا پھاڑی
رختہ توڑتے ہوئے پانال پہنچی مگر اندراجیت اور سا تھنی بچ گئے اور آچھس البتہ سر سے ہو گئے
اندراجیت اور رختوں کو پیچیک رہے ہیں اندراجیت تو بونہ پکریہ کہہ کر چل گیا بار بار تھنوں

قضیہ چک چکا جانکی مرگئی بیکار ہاتھ ٹھکانے سے ٹھٹھانا حاصل ہے ہنومان جی نے فوج کی واپسی کا حکم دیا کہ بیکار رزم سے فائدہ کیا جیسا حکم سبندگان عالی کا ہوگا بجا لائیے۔ بادشاہ سگریو جو مصلحت سوچتا کرینگے غرضیکہ ہنومان جی فوج لئے ہوئے ڈیرے پر آئے اور اندر جینت جلا دیوی کے استھان پر پہنچا اور جگہ کرنے لگا بکری اور کھینک کے خون سے آہوتی دینے لگے۔

سرگ ۸۲

ہنومان جی اور یانروں کے ہاتھ سے جگیہ کی ستیاناسی

سری بھگوان جامونت شاہ خرساں سے فرماتے ہیں کہ برابر ہنومان تنہا سیگیہ ناٹھ سے جنگ آ رہا ہیں کس قدر غوغا ہو رہا ہے اور یہ کچھ اس کے آتشین تیروں سے کہاں ہو چکا ہے ہیں کوئی افسر ہنومان جی کی حفاظت کے لئے پہنچنا چاہئے اس لئے تمہارا پہنچنا سودمند ہے جاموان نے حکم کی تعمیل کی اور کچھ فوج لیکر سیگیہ ناٹھ کی طرف چلے عین راہ میں ہنومان جی سے ملاقات ہوئی جنگ و جدل کی ساری کیفیت اور سینا جی کے مرنے کا حال جھگڑا بیان کر کے سری حضور کے پاس پہنچنے کی ٹھیکرالی اتنا کہتے گئے کہ بھائی تم یہاں ٹھیکرنا ہم ابھی آتے ہیں جیسا ارشاد و الا صفات ہوگا ہم سب کا رہنما ہو گئے استفسار لازمی ہے ہنومان جی سری حضور کے قدموں پہنچے اور قتل سینا جی کا بھرا کہہ کر عرض کیا کیا ارشاد ہوتا ہے جیسا حکم ہو عمل میں لائیں سری رام شتے ہی حسرت دیاں ہیں ایسے ڈوبے کرتن بدن کا ہوش نہ رہا سینا جی کے مرنے سے تمام امیریں ٹوٹا گئیں چشم پرچم میں آنسو ڈوبا آئے اور چیخ مار کر زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے وہ ذات ستودہ صفات عالم الغیب کے نیک بد سب اس پر روشن ہے جامہ انسانی اور دنیا داری کے لی اسے اپنے ایک کیا ورثہ وہ تو بایا مودہ سے رست سے باز رہنے حال پر اضمحلال ہو کر منہ پر چھٹیٹا مارا ناک میں خوشبو بات گھٹائیں اور کھیر جی بنے اٹھ کر چھاتی سے لگایا سری حضور نے آنکھ کھول دی کھیر نہ رہا پھر اسے لگا وہ شکر دے لگا توں صاف ہو گیا آپ دھرم دان اور دھرم پاک ہیں محبوب سچ آپ پر اظہار ہے نہ رہا نہ بکا خبراں جا آ رہا ہے جب ایسے کردار ہو تو

تو دھرم کہاں ہمارے سکروں کے دیدہ باطن پر تاریکی چھائی رہتی ہے جو کچھ دیکھتے ہیں اُسی کو ست جانتے ہیں ہر دھرم پکارتے ہیں مگر دھرم کے پھل پر مطلق نگاہ نہیں رکھتے اگر یہ تصور کیا جائے کہ دھرم پیشِ راحت کا مخزن ہے اور دھرم رنج و غم کا خزانہ ہے تو آپ سادھرموں اور رادوں سادھرمی خلق نہیں بڑا دھرم کی وجہ سے آپکو رنج و مصیبت اٹھانا پڑیں اور دھرم کی وجہ دن پیشِ ازار ہا ہے ثابت ہوا کہ دھرم کوئی چیز نہیں اور دھرم باعثِ مطف ہے۔ سکروں کا اسی پر دھیان ہے اگر آپ اس منت سینا جی کے غم میں آلودہ ہو گئے تو اور بھی لوگوں کو شل بل جا بیگی کہ عورت کی محبت میں سری حضور نے جان چھوڑ دی اس اڑائی سے ہاتھ اٹھا کر جنگ میں لیرایا کا رو بار سلطنت سے تعلق نہ رکھا کھسکین کو راج دینے کا وعدہ ایسا نہ کیا کیسے دھرم کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دھرم میں بھی دھرم نے نور بانڈھ دیا یہ ضروری ہے کہ جب دھرم کمزور ہو جاتا ہے تب دھرم کا اقتدار بڑھ جاتا ہے سو ہمارا راج مجھے یقین نہیں ہوتا کہ آپ کے دھرم پر دھرم سب سے بڑا ہے۔ راجہ سرفہ ہمارے پنا کا یہ ارادہ تھا کہ آپ کو راج دیں مگر آپ نے کیجی کے کچن کا جیا کر کے اور پنا جی کے قول پر آنے دیکھ کر صحرا لور دی اختیار کی پنا جی سرگرم کھینچے اور اپنے دھرم کو بچایا تو کیا اب دھرم چھوڑ دیا جو آرم خلاف معمول ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں۔ ایک بیات اور بھی ہے کہ دھرم جیت تک ٹھہر سکتا ہے جب تک مل متاع اپنے پاس ہے زخمی سے دھرم نہیں ہوتا جس کے پاس دولت ہی تھکتا اور وہ ان کہلاتا ہے جب مفاسد ہو جاتا ہے تو جتنے اوصاف ہیں سب خراب نظر آتے ہیں جس کے پاس دولت ہے ہی دھرم ہوتا ہے اور زرخیزی کو لوگ دھرم ہوتا نہیں کہتے اسے ہمارا راج گرد پنا سانا اور رشی اور پروردگار زاد کر کے چلے آئے جس کا پھل بھوگنا پڑا ہے ہمارا راج آپ اس واسطے کو چھوڑ دیں میں اکیلا تھوڑی کورا اچھسوں سے پاک کر دوں گا۔

سرگ ۸۳

جنگیہ روکنے کے لئے کھسکین کی فہمائش

یہ یکنے آکر قدموں پر سر جھکایا اور غرض کی کہ ہمارا راج آج چہرے پر کدورت

زیادہ ہے جسے برسر ہی ہے کیا قوت میں کیا فرمائے تو سہی کہ اس کے نفع کرنے کی تدبیر سوچی جائے پچھن جی نے کہا کہ ہنومان کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ سری سینا جی قتل کر دی گئیں جب سنائے آپ ہم نچت ہو گئے پھر بھیکن بولنا شاید ہنومان جی لڑتے لڑتے ننھے گئے گھبراہٹ سے ایسا کہ وہ باہر نکلا لاکھ کوئی کے سمندر خشک ہو گیا مگر ہرگز دنیا سے قبول نہیں کرتا کہ سمندر سوکھا ہو میں راون کے کرد فریب اچھی طرح واقف ہوں اسکی چال ڈھال سے آگاہی رکھتا ہوں سینا کو راون جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے جب تک اس کی زندگی ہے کوئی سینا پر نظر نہیں اٹھا سکتا۔ جس وقت میں نے راون سے کہا تھا کہ بانی فساد سینا ہیں انہیں بھیج کیوں نہیں دیتے اس نے مانا تو وہ کس طرح سینا کو مار سکتا ہے اندر جیت نے سینا کی عاسمی صورت بنائی اور میدان میں لاکھ سر کاٹ لیا تاکہ بندر اور کچھ عورت حاصل کریں اس کا منشا یہی ہے کہ کل فوج سینا کے غم میں مجبور ہوگی اور میں مکونہلا دیوی کے مندر میں جگہ کر دوں گا چنانچہ وہ جگہ پٹا میں گیا ہے بے پیر ہونا چکا پچھن جی فوج لیکر جاؤں اور جگہ کو منتشر کر دیں گے آج کا جگہ پورا ہو گیا تو پھر اس کا ماننا برت دشوار آپ نکر دے کریں نہیں تو جگہ ختم ہو جائیگا اور وہ خطروں کا جھل ہو کر کل فوج کو مارے گا

سرگ ۸۴

جگہ پٹا میں نروں کے ساتھ ہنومان جی اور پچھن جی کی دانگی

سری حضور پر افسردگی چھائی ہے نیک پارسب جانتے ہیں مگر دانستہ جواب یا تم کیا کہتے ہو سینا پر ضرور آفت آئی ہم کو اعتبار نہیں آتا کہ بھیکن نے پھر سمجھا یا نہیں مدارج میں نے جتنا مناسب ٹھیک ہے سری حضور کے سراغ رسالوں نے جو کچھ اظہار کیا ہی ہم گزارش کیا ہے جس وقت اندر جیت میدان جنگ سے واپس ہوا تو سیدھا جگہ پٹا لاپنی جگہ پٹا میں آئے ہیں کہ سہیت دیا ہے میں جا رہا ہوں کہ بھیکہ خبر ہو گئی ہے یہاں پر نہ کیے پچھن جی کو جلد روانہ کیجئے ویر ہونا خون کا محل ہے برہما اس کو بردان دے چکے ہیں کسی طرح اس کی موت نہ ہوگی جب مکونہلا دیوی کے استھان پر جگہ کرے گا اور جگہ پٹا نہ ہو سکے گا تو اس وقت اس کی برت ہوگی اور پچھن جی کے ہاتھوں یہ مرد و مارا جائیگا جب اندر جیت

ہلاک ہو جائیگا نوراون خود بخود دنیا جیگا رادن کی سلطنت کا اسی پر دار و مدار ہے۔
 بھبھیکین کی باتیں سکر سری مہاراج کے نورانی چہرے پر سرخی و رنگی فرمایا کہ حقیقت
 وہ میدان جرات کا شیر ہے بڑا دلیر ہے مگر انسانوں بھی جانتا ہے نظر سے ادھل ہو کر لڑ
 سکتا ہے سولے لچھمن جی کے اس کے سنے والا میری نگاہ میں نہیں جیتا اس لئے
 کھائی تم فوج لیکر جاؤ بھبھیکین بھی ساتھ جائیگے لچھمن جی وحش بان سنبھالتے ہوئے
 اگٹھ کھڑے ہوئے سری حصور کے قہم چھوٹے اور جنگل کے میدان میں پناہ
 پار روانہ ہوئے جادو میں انگ اور ہنومان فوجی دستے لئے ہوئے پہلے ہیں مہاراج نے دعا کی
 اور لچھمن جی یہ کہہ کر لڑائی میں گئے کہ آج اندرجیت کو ضرور ہی قتل کروں گا بھبھیکین
 اور لچھمن جی کو نوجھلا دیوی کے استھان کے قریب پہنچ گئے یہ

سرگ ۸۵

اندرجیت اور ہنومان جی کی لڑائی

انگلی کا شے نے بھبھیکین کو نوجھلا دیوی کا مندر دکھایا ہے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ وہ
 سامنے میگہ ناتھ پوجن کر رہا ہے لچھمن جی نیز مارنے لگے ریچھ اور بندروں نے پتھر اور
 درخت اکھاڑ اکھاڑ کر بھینکا شروع کئے راجھس بھی ہتھیاروں سے مار دھاڑ کرتے تھے
 بندروں نے راجھسوں کو بیدم کر دیا تیر اور ہتھیاروں کی برسات ہو گئی اس فرتاری کی
 چھائی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھنا تھا بیگھ ناتھ گھبرا گیا کہ جب راجھس رہینگے تو جنگ کرنے
 سے فائدہ کیا تڑپ کر اٹھا اور رونق پر بیٹھ گیا معلوم ہوتا تھا کہ ملک الموت رتھ پر سوار چلا
 آتا ہے بیگھ ناتھ کے آنے سے راجھسوں کے دل بڑھ گئے اور بندروں میں تالیاں مچ گیا۔
 ہنومان جی نے اپنے جسم کو اس قدر طولانی دی کہ سرخ رنگ کا پہاڑ آسمان باتیں کرتا ہوا نظر آ
 لگا سینکڑوں راجھس پاؤں سے روند ڈالے سینکڑوں پیکر سر سرہ کر گئے ہزاروں راجھسوں
 کے نیچے دھک کر بان بجن ہوئے اندرجیت نے دیکھا کہ اس ایکے ہنومان نے ہزاروں راجھسوں
 کو تھکس کر دیا کیا تدبیر ہو کہ اس ٹھوٹے نجات سے یہ اکہیا کل راجھسوں پر کھاتا ہے
 ایک باپلے پر چڑھا یا منتر پڑھا اور ہنومان جی کی طرف جمع ہو ڈیا اس بان کے ہزار ہرے

اور ہنومان جی کے جسم میں پیوست ہو گئے راجھسوں نے بھی ٹسکتی ترسول خنجر گزر رہا تھا
تیرے ہنومان جی کو زخمی کرنا چاہا ہنومان جی مثل کوہ جس طرف رخ کرتے ہیں تاہم پڑا ہوا
ہزاروں بھیٹا ہیں اگر گرتے ہیں ہزاروں ناخوں اور دانت سے منہم داخل ہوتے ہیں اور
ہزاروں ہی کی ٹانگیں پھیر کر پھینک دیتے ہیں اندرجیت نے سارنھی سے اشارہ کیا کہ وہ
آگے بڑھائے نہیں تو یہ باز کل راجھسوں کو زمین میں توپ لگا سارنھی نے گھوڑوں
جھجھکارا اور وہ ہنومان جی کے قریب آیا اندرجیت ترسول اور ٹسکتی سے حریف کر رہا تھا
ہنومان جی ہاتھ پکڑ لیتے ہیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں اندرجیت پشیمان ہے انت
کھٹے ہو گئے نہ تو کوئی ہتھیار کام کرتا ہے اور نہ تیر ہنومان جی اندرجیت کو یوں سمجھ کر
لو لے کیا تمہارا پاس ہتھیار نہیں ہے اگر ہتھیاروں کی کمی ہو اور کچھ زور بازو کھتے ہو تو
آؤ رو چار ہاتھ کشتی کے ہوں اگر میری طاقت سنبھال لیگئے تو سمجھ لو نگا کہ میگھ ناتھ بڑا
بلوان ہے راجھسوں میں اس کے برابر کوئی نہیں میگھ ناتھ بدستور زیر افغانی میں شمول
ہے کشتی لڑنے کا ہوا نہ پڑا اور پھر بھیکن نے پچھن جی سے کہا کہ آپ کس موقع کے منتظر ہیں
ہنومان اور اندرجیت سے لڑائی ہو رہی ہے یہی موقع ہے آپ چل کر سرائیس گچھن جی
نے دیکھا تو نے الواقع میگھ ناتھ جان پر کھیلے ہوئے ہنومان جی سے رزم آ رہا ہے

سرگ ۸۶

بھجھیکن اور میگھ ناتھ کی گفتگو

پچھن جی وحش بان لیکر بھجھیکن کے ساتھ اس مقام پر پہنچے وہاں میگھ ناتھ جگمگ کر
رہا تھا بھجھیکن نے کہا کہ اندرجیت جگمگ ختم کر چکا صرف آہوتی باقی ہے جب آہوتی ہوگی
جگمگ پورا ہو جائیگا پھر یہ کسی کے ہارے نہیں لگا آپ اس کو بہت جلد قتل کیجئے یہ شکر پچھن جی
برگڑے درخت کے پاس پہنچے اندرجیت پچھن کو دیکھتے ہی نیام سے خنجر نکال کر پچھن جی پر
جھپٹا پچھن جی نے آواز دی کہ ہوشیار رہو سے ہمارے سامنے جنگ آ رہی ہے اندرجیت
نے جواب دیا لیکن بھجھیکن کو کھلام زشت کہہ کر گایاں دینے لگا کہ لے بڑھے چھا تو نے
عبث اپنی زندگی پانی میں گنوا لی اپنے بھائی سے کٹا رہ کٹا ہوا لاکھ کا گھر لیک

کر دیا تو ہمارا چچا ہے اور میں تیرا گود کھلایا ہوا لڑکا۔ لڑکے کی جان کا دشمن باپ کو کہیں نہیں
 دیکھتا مگر آج تو میرے خون کا پیاسا نظر آتا ہے تیری عقل زائل ہو گئی مانتا چھو نہیں گئی
 ہٹے خون سفید اسی کو کہتے ہیں ہم تو سمجھتے تھے کہ تو راجپس نہیں ہے مگر اب ہر سو کہ تو
 راجپسوں کا بھی باپ ہے راجپس اپنے لڑکے کا خون نہیں گرتے مگر تیری پیاسی
 خون پی کر بھی نہیں بچھگی افسوس پناہی کا تمہارا جہم ایک ہی پیٹ سے ٹولے تھے تیرے دشمن
 کا ساتھ دیا اور اپنے چچا اور کہنے کی برائی چاہی تو کیا جب ہم نشٹ ہو جائیگے تو تجھے سروا
 ہوگی کیا کیوں دل پر رنج و غم کا پہاڑ نہ لڑائیگا کیا تجھے درد نہ ہوگا پندت بدد ان ہمیشہ تیری غیبت
 کرینگے کیونکہ آپ نے دھرم چھوڑ کر دشمن سے اتحاد کر لیا ہے جیسا کہ بات کر کہاں تو تم
 شاہ لکھنا کے بھائی کہلاتے تھے کہاں صلیف کی غلامی اختیار کی کیا تیری عقل ماری گئی اپنا
 اپنا ہی ہوتا ہے لاکھ لاکھ لاکھ پھر سایہ کر لیا غیر غیری ہیں اپنے مطلب کے یار ہی ہوتے ہیں جب
 ایک مطلب ہے لوگوں کے یار میں شہنشاہ کے بھائی ہو کر اپنی عزت گنوا بیٹھے اچھے لوگوں میں
 بیٹھنے کے لائق نہیں ہر اب بھی کچھ نہیں گیا ہے کچھ بچھناؤ گے اور دوسرے بچھکین کو آج میں
 مگر دانتہ کی باتوں سے سرخ ہو گئیں کہا بیٹا میرے سطر لغز اور عوادنوں سے بچھتی اکتفا ہو یہ
 بائیں جو تم نے کہیں فلان نہیں گو میرا جہم راجپسوں میں بڑا مگر ادھرم سے ہمیشہ بھاگتا رہا
 انسان کی پانچوں انگلیوں پر روم ہوتا ہے مگر پانچوں انگلیوں برابر نہیں ہوتیں یہ حال
 راو کو کہہ اگرچہ میرا چلن خراب تھا مگر راو نے نہ دیکھ میری جھٹ بیکساں رہتی
 تو کمالیاں پیر دربار سے نہ لکھانا انگریہ کہ جائیے پھر تم نے ایسا کیا نہ کیا تو یہ مجھ کو کہہ
 دھرم شستر کی ہدایت تھی اگر بھائی اور بھائی کے تو اس کا رہ گشت نہ اپنا ہے جس طریقے
 دھرم کے ساتھ اپنے اپنے آجائے تو اس کو لوگوں کو پھینک دیتے ہیں بیٹا شانت سون تیرا گناہ
 بھاری ہے جہنم کا کفارہ نہیں اول پرانی عورت کا پردہ عصمت جو اک کرنا دوسرے پرانی دولت
 چھین لینا تیسرے کسی کو جھوٹ بدنام کرنا یہ تینوں باتیں راو ہیں جو وہیں ہمیشہ رہتے
 رشیوں کا قاتل رہا یہ تینوں سے بگاڑا کیا ہر وقت باد و خوت سے غمزدہ رہتا ہے جو کشتی
 اس کے ساتھ بھلائی کیسے اس کا وہ ہمیشہ دشمن بنا رہا ہے بائیں راو میری جہم نہیں بھلا
 بتلاؤ ایسا شخص چھوڑتے کے لائق نہیں بائیں تب بھی میں نے ان باتوں کو کہی خیال نہیں
 کیا ہمیشہ دولت میں عورت فرما راو نے نہ تو وہیں لگا لایا ہے تو نشیہ نے فرار دیا نہ تو نہ

اُس نے لات ماری تمہے بھی کالیاں دیں اب جو ہوا سوہوا۔ راجندر کا بندہ بیدرم ہوں
اس دھرم کو نہیں چھوڑ سکتا تم پر بھی تکبر سوار ہے نہ تم رہو گے نہ تمہارے پناہیگے ابھی
بچہ ہو۔ ناخبر بہ کار ہو حسد کاری چھوڑ دو۔ نیک بد کا امتیاز رکھو۔ اگر نہیں مانگے
تو کچھ پر بعد ملک الموت یہی ٹینگے اور تم ہمیشہ کے لئے اپنے پنا سے جدا ہو گے باس دخت کے نیچے
نہیں جاسکتے اور نہ چھین جی کے ہاں تمہیں زندہ چھوڑینگے بیٹا اگر مرد ہو تو رن میں سیریں کی
طرح جان دوہاری یہی حیثیت ہے کہ چھین جی کے ہاں سے اگر تمہاری موت ہوئی۔ تو
سیب سے بیکٹھ جاؤ گے ہاں اب مستعد ہو جاؤ اور چھین جی سے مقابلہ کرو۔

سرگ ۸۷

میدان زم میں لچھمن اور یکھناؤ کی گفتگو

اندھ جیت در بان چپا کی باتوں سے متفصل ہوا لچھمن کی طرف نگاہ غیظ سے دیکھنے لگا۔
سوچ رہا ہے کہ آج اس کو ماسہ ہی ڈالوں گا اتنے میں سہو مان جی پہنچ گئے اور سری لچھمن جی
کو پشت پر سوار کیا اور جیت مار کر آکاش میں ہوئے۔ ہوا پر قیام ہوا اندھ جیت
سہو مان جی کی اچھل کود سے تحت پشیمان ہوا۔ دل سے کہتا ہے کہ الامان کہا زور
طاقت ہے۔ کہا دلیری اور جسارت ہے اندھ جیت نے ہانک لگائی کہ خیر داریس
شکار کو کہاں لئے جاتا ہے تیرا آہن گزار چرخ چارم پر بھی پچھا نہیں چھوڑ سکتے
لچھمن جی سے کہہ دو کہ جن جن باتوں کا دفعیہ تم جانتے ہو چھوڑنا ہوں دیکھیں
کیونکر کاٹتے ہو جس طرح آتش سہڑاں خرمن ادخس و خاشاک جدا کر فاک کر دیتی ہے
اسی طرح میرے آہن گزار تیر فوج بیہوش کو خاکستر بنا ڈینگے یہ وہی ہاں ہیں جن سے
دونو بھائی مورچھت ہوئے دانستہ موت کے منہ میں کوئی نہیں پڑتا اس لئے بھاگ
جاؤ فتح کی امید چھوڑ دو۔ دنیا میں ایسا کون جو المرد ہے جو میرے جالستور لکڑیوں کی
باڑ سہہ سکے لچھمن جی نے جواب دیا بیکار لاف زنی کرنا ہے اگر مرد ہے تو حربہ کر کوئی
دقیقہ باقی نہ رکھ آج موت کے پہنچے سے رہائی دشوار ہے بہادر اپنی بڑائی آپہنیں کرتے
تو تو بہادری کا نام ڈبورا ہے جہدوں کی طرح مٹاتا ہے اگر بہادر رہتا تو سلسلہ کی ٹرائی

رہتا نہ چڑھائی ہاوردن کا شیوہ ہے جب میرے اثر درخشاں تیرپ پاتے ہوئے کان سے
 نکلے ہیں تو ماسے ڈر کے بھاگ جاتے ہیں چھپ کے لڑتے ہیں تو تیرے بالوں کی
 آج سہلی دیکھنا ہے کہ میرے بالوں کو کس طرح برداشت کر سکتا ہے چھین جی کی
 باتیں اندر جیت پر آگ کا کام کر گئیں ترپ کر اچھلا اور دل و تیروں کی باڑھ بنے
 لگا لگا چھین پر ایک بان بھاگا رگ نہ بڑا آج کی زندہ اور تیرے ایسی سخت تھی کہ چھین تیرا پر
 پٹنے کا سنی کند ہو جاتی۔ زمین پر گر پڑتے اندر جیت اپنی ناکامیوں سے جھلا گیا تو کش
 سے جوشن گزارتے لکالے اور سری چھین جی پر پڑے رگامان تیروں سے زخم آگئے اور
 خون کے شرارے بہ نکلے اندر جیت مقابل آیا اور لاف و گزاف کہنے لگا دیکھو آج یہی تیر
 تمہاری جان لیگے انہیں تیروں سے فوج میوں کا ستھراؤ کروں گا زار و زغن بوٹیاں
 نوچ نوچ کر کھا جائیگے تمہارا جینا بھائی رام لاش پر بیٹھ کر آنسو بہا کر گھبرا گیا چھین نے جواب
 دیا بالوں سے سٹپ نہیں لکھیں گے کچھ زور بازو دکھلائیے کہہ کر پانچ بان ایسے مارے کہ
 اندر جیت کا کوچ پرزے پرزے ہو گیا اور جیم خون میں شرابور۔ اندر جیت خون
 ہونے دیکھ کر تاب نہ لاسکا۔ شیر غراں کی طرح بھڑک گیا۔ تیر کا جواب تیر سے لے
 رہا ہے پانچ تیروں سے چھین جی کی زرہ کاٹ ڈالی۔ دو فوہا در میدان جرات کے
 شیر اپنے اپنے جوہر دکھاتے ہیں۔ اسی طرح دونوں پلٹن داد مروا گئی دے
 رہے ہیں *

سنگ ۸۸

چھین جی اور میگھ ناو کی تقریر کا سلسلہ

چھین جی طیش میں آکر وحش ٹھکانا رہے ہیں اور میگھ ناو بادۂ شب بخور بان چلاتا
 آ رہا ہے۔ میگھ ناو کی جی لڑائی دیکھ کر بھجکین نے چھین جی سے شاہ کیا کہ
 آپ گھانا چھوڑ دیجئے مرد و سنے بہت متق کیا فوج پریشان ہے جنم وائل کیجئے ۔
 چھین جی نے اثر درخشاں تیروں سے اس بلوں کا جسم چھین کر دیالپ لپاتے تیرے گناہ
 کے جسم میں بیست ہوتے جاتے ہیں اور زخمی کر کے سپردے ہاتھ کو پیچتے ہیں اندر جیت

کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا کچھ دیر فشتی طاری ہوئی اندر جیت غصے سے کانپنے لگا اور
 پچھن جی سے درخت بیانی کرنے لگا کیا تم بھول گئے ہو جی بان میں جنوں نے تمام فوج
 کو مار گرایا تھا اور تم دونو بھائی مورچہ پت ہو کر زمین پر گر پڑے تھے یہ کہہ کر پھر ایک غار
 لنگاف تیر جوڑا۔ مگر اس نے بھی خطا کی اور سے پچھن جی نے وار کیا تیر طاق تیر بازو
 سے نکل کر خاکی جسموں کو خاک میں ملائے لگے لاش پر لاش گرنے لگی وہ خون جس کا ایک
 قطرہ باعث زندگی ہے۔ اور بہت سی غذا مل کر رہتا ہے۔ اور وہ خون جس کو حکما دوح
 انسانی مانتے ہیں پانی کی طرح نشیب فراز کو تر کرنا ہوا ناری کی صورت میں بہنے
 لگا جنگجو سیکھنا د اور بہادر پچھن غیرت کے جوش میں اتنا سے زیادہ جاننازی
 دکھانے لگے غرض سخت خونریز مقابلہ ہوا ہزاروں کھینٹ رہے بیگھے نا د ہونٹ
 چبانا ہوا سری پچھن پر جھپٹا۔ سات تیر پچھن پر اور دس تیر پچھن پر سرکے
 اور دس بالوں سے ہونہار کو زخمی کیا۔ اپنی دھن کا پکا میگھ نا د سوچتا تھا۔ کہ پچھن
 کو آج ذبح کر دوں پچھن جی نے نہیں کر دہ بان کاٹ کر اے فرما یا کیا طفل مکتب
 کی طرح بان چلاتا ہے مردانہ وار کمان ہاتھ میں لے اور وار کر پچھن جی نے
 دو چار تیروں سے میگھ نا د کی ذرہ ٹکڑے ٹکڑے کر دی تمام حیم چینی کی طرح سوراخدار
 ہو گیا اندر حیت جان پر کھیں گنا سمجھتا تھا کہ حریف نہ زبردست ہے زندگی سے ہاتھ
 دھو بیٹھا یکدم سے ہزار بان مارے پچھن جی کی بھی ذرہ چورچور ہو گئی دونو پیادہ
 خون سے تر تر ہو رہے ہیں۔ مگر لڑائی سے منہ نہیں موڑتے استراحت درکنار
 دم بہنا بھی مردانگی سے بعید سمجھتے تھے پسینہ بہ رہا ہے گویا کو ہنار نماز آفتاب
 سے سیج اٹھا یا کالی گھٹاؤں سے بوندیں پڑ رہی ہیں ایک سرے کے تیروں کی رگڑ
 سے آگ کے شرانے نکل رہے ہیں بعض تیرا پس میں رگڑ کر گرنے اور بل کر خاک
 ہوتے جاتے تھے۔ جلنے تیروں کا انبار لگ گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پہاڑ زمین
 کر ابل پڑا ہے پچھن جی کے نفروں سے راجھسوں کے کچھے نکل جاتے تھے۔ اسی
 طرح میگھ نا د کی چیخ سے فوج بیہوش ہل رہی تھی ہوتی تھی دیکھنے والوں
 کے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے انہی قدر خونریزی ہوئی کہ کشتوں کے پھٹنے لگے۔ اور
 علم بہت سے آسمان پر منڈلا رہا تھا اور زمین پر منڈلا رہا تھا۔ اور زمین پر منڈلا رہا تھا۔

بازر بچھوئی سے بھیدت ہو کر دوسرے ممالک میں پہنچے لیکن اور میگھ ناؤ خود بخود
 سو میرا در پلاس کے درخت کی طرح پھولوں سے لیسے ہوئے نظر آتے تھے نہ تو بہاؤ نہ
 ہزار کے دھنی نہ اس کو فتح نہ اس کو ظفر جنگ کیا تھی کیل تھا بھیکین دیکھ گھبرا
 گئے اور خود لیکن کے آگے جا کر میگھ ناؤ سے پیکار پر آمادہ ہوئے ۔

سرگ ۸۹

بھیکین جی کا میگھ ناؤ سے مقابلہ

بھیکین نے کان انا را اور ترکش سے تیر نکال کر چلتے پر جوڑا اور فوج مخالف پر
 وار کیا ایک کے دو دو کے چار چار کے آٹھ اسی طرح بان کے ہزار تیر ہوئے ۔
 بہادروں کے گلے میں تیر ترازو ہو گئے صفیں اٹا گئیں کچھ دیر لیکن جی نے فہم لیا ۔
 بھیکین جی تو لڑ کر مخالف سے آمادہ پیکار میں خیر آباد رسید کروں کے دیکھ کر رہے بڑے
 سرداراؤں کو خیر آباد کی چاشنی چکھنی پڑی موت دامن پھیلانے روحوں کو لپیٹ ہی ہے ۔
 راجپس گھبرا گئے کچھ بھاگے کچھ جھیل گئے بھیکین کو گھیر لیا بھیکین پر نازک وقت بیکھ کر
 ہندو میں بنیاخت چنچنی کلکار کر دوڑ پڑے اور راجپسوں کو مارا گرا دیا بھیکین بہادر
 سے نیا طبع ہوئے بہادر و سرکھ ہو کر لڑو بڑے بڑے بی راجپس بیو نہ خاک ہو گئے وہ
 ذیل مست جو کبھ کر نہ نام سے موسوم تھا طعہ اہل ہوا کو بوجہ کو بھ مارے گئے زائشک
 دیو آتشک سے بہادروں کا فون زمین چاٹ گئی اب صرف میگھ ناؤ باقی ہے یہ بھی جم لوک
 دہائیوالا ہے ۔ اس خیال کو دل میں دہا نہ دو کہ راجپس کو صبح کی طرح پھیلے ہوئے ہیں ۔
 کر دیا راجپس ہلاک ہو چکے لاکھوں کی فوج باقی ہے یہ بھی سری رام کے آفتاب کے قتل
 کی کہتی ہوئی آگ میں جل جائینگے ۔ جی اوجھانہ کر میگھ ناؤ کے مرنے ہی پالا ہاتھ آئیگا ۔
 صرف بدست رادن باقی ہے کچھ قتل ہوگا ۔ میں بھی لڑ سکا ہوں لیکن صرف اتنا
 خیال ہے کہ اگر میں نے مارا تو کلتاک لگیگا میگھ ناؤ سامنے آتا ہے تو جذبہ دل سے
 آئسے نکل پڑتے ہیں جوش خون کھرا آتا ہے تم جی چھوٹا مت کرو ایک دل ہو کر لڑو
 بھیکین کی باتیں سن کر بہادروں نے درخت اور پتھر لیکر حملہ کیا کوئی ناخن اور

دانت سے کاٹتے کوئی راجپسوں کا گلا دبا کر جان نکالتے راجپس بھی لکارتے
 ہوئے ہتھیاروں سے جنگ کرتے ہیں فی الحقیقت یہ لڑائی دیوار کے سنگرام سے کم نہ
 تھی ہنومان جی نے خیال کیا کہ دم لینے کا موقع ہے بندوں اور راجپسوں سے بڑھ کر
 ہے چھین جی کو کندھے پر سے اتارا اور خود بڑے بڑے پتھر لیکر راجپسوں کو پاٹل
 کہنے لگے ایک ایک پتھر کے نیچے ہزار ہزار راجپس دب کر دم توڑتے تھے غضب کی
 خونریزی ہوئی اندر جیت نے سری لکھن کی طرف رتھ بڑھایا اور لکھن جی نے دیکھا
 کہ اندر جیت سننے آگیا ہنومان جی پاس آئے اور لکھن جی کو کندھے پر بٹھالیا۔
 لکھن جی نے دھنش بان سنبھالا اور فوج کی کاٹ چھانٹ شروع ہوئی اس قدر بان
 پٹے کہ بالوں کا کوٹ ہو گیا جب بان اس قدر جمع ہو جاتے تو دو نو بہادر آگن بان
 سے اس کوٹ کو بھشم کر دیتے دیوتے آکاش سے نظارہ کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ لکھن
 کس کی جیت ہوئی ہے نابھی چھائی ہے۔ بان اس قدر بلند پروازی کرتے تھے۔
 کہ حدود آفتاب تک پہنچنے میں کسی طرح اشتباہ نہ تھا خون کی ندیاں بہ رہی ہیں۔
 لاشوں کی بوٹیاں لوچ لوچ کر سیرا اور گرہ کھا رہے ہیں ہوا سا قطبہ رشی اور
 دیوتا تراہ تراہ کر رہے ہیں پورا نظارہ قیامت کا تھا جنت کی گرمی سے دیوتا بھی زمین
 پر دھم دھم کرنے لگے لکھن جی نے میگھ ناو کے جگر خراش ناوکوں کی فوج دیکھ کر
 سوچا کہ یہ مردود آج قیامت کئے دیتا ہے۔ جب تک اس کا سر اتارنا جائیگا فوج
 میں ایک منفس نہ بچے گا اس لئے پہلے اس کے گھوڑے ہلاک ہوں جب پیدل
 ہوگا پھر اس کا ہار نادر نہیں یہ خیال کر کے چار بان سے چاروں گھوڑے
 گرا دئے اور ایک بان سے سارے فوجی کا سر تراش لیا سارے فوجی کے مرنے سے میگھ ناو
 نے اس قدر بان مارے کہ لکھن جی کے سامنے تیروں کی ٹیلیاں لگ گئیں اس لئے
 بڑا کال کیا کہ جب تک لکھن جی ان ٹیلیوں کو دفع کریں تب تک اس نے دوسرے
 گھوڑے رتھ میں جوت لئے اور خود رتھ ہانکنے لگے دوسرے دلاوری ایک ہاتھ سے رتھ
 ہانکتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے ہتھیار چلاتا یا بان مارتا ہے جو لوگ متحرک جدال قتال کے
 باہر تھے میگھ ناو کی تعریف کرنے لگے میگھ ناو کے ذہن میں یہ بات آئی کہ سارے فوجی
 مر گیا اور زرخش میں تھوڑے سے تیرہ گئے مگر جیوٹ ہاتھ سے نہ گئی یہ ستور سرگرم لڑائی

ایک بان اندازے سے قول قول کر رہا تھا۔ سر پہ گندھ ماون۔ نل نیل میگھ
 ناو کی جارت سے متفکر ہوئے غل ہاندھ کر گھوڑوں کی پیٹھ پر کود کود کر چلا
 گئے اور لات گھوڑوں سے گھوڑوں کو بے دم کر دیا گھوڑوں کو مار کر رختہ پر پہنچے۔
 رختہ چور چور ہو گیا میگھ ناو آتش غضب سے جل مرا خیر آباد رکھنیج کر دوڑا۔ دس
 پانچ کام آئے باقی سری لچھمن جی کی خدمت میں اسنادہ ہوئے ناچار جان سے
 بے ناز میگھ ناو کٹکٹا ناہوا لچھمن جی پر تیرا فانی کرنے لگا لچھمن جی ہانوں کو بھونکنے

رہے ۔

سرگ ۹۰

لچھمن جی کے ہاتھوں اندر جیت کی ہلاکت

اندر جیت نیز برسا ناہوا فوج سپیوں کا ستھراؤ کر رہا ہے لچھمن جی ہانوں کو کاٹ
 رہے ہیں میدان رزم بھوجوئے کا بھار ہو رہا ہے چنوں کی طرح بندر اور راچیس
 بھن رہے ہیں ناہو کی چھائی ہوئی ہے اور رات بھی ہو گئی تھی میگھ ناو نامی سرداروں
 سے یہ کہہ کر لٹکا چلتا ہوا کہ فوج کی دیکھ بھال کرنا یہی نہ لگا رکھنا۔ سچا نا
 ہوں اور دوسرے رختہ پر سوار ہو کر اچھی آنا ہوں بندروں پر یہ راز افشا نہ ہو کہ میگھ ناو
 دن بھوم سے چلا گیا اور ہر ہومان لچھمن جی کے واسطے دوسری زورہ لینے کی غرض سے
 سری رام کے پاس پہنچے کوچ اٹھایا اور لچھمن جی کو نپنا با میگھ ناو بھی رختہ پر سوار
 مقابلے پر آگیا مگر فوج لینا آیا اب کی دفعہ معصم ارادہ ہے کہ سب سے پہلے بھیسکن سے
 فضا ص لیا جائے اسی کے خون سے زمین رنگے دل لچھمن جی سوچ رہے ہیں کہ
 یہ راچیس بڑا زبردست ہے کون تدبیر ہو جو اس کی جان نکلے اندر جیت نیزوں سے
 بھیسکن کو چھایا۔ لچھمن جی نے بھیسکن پر مصیبت دیکھ کر وہ بان کاٹنے اور
 ایک نیز آسن شگاف سے اندر جیت کا دھنش لٹوڑا لا اندر جیت دوسرا دھنش لٹوڑا کر
 چاہتا تھا کہ لچھمن جی پر وار کرنے لچھمن جی نے دوسرا دھنش بھی کاٹ دیا اور پانچ بان
 پلستے ہوئے لیٹے ہوئے کہ اندر جیت کے بدن میں پیوست ہو تے ہوئے پاتال پہنچے

اب تیسرا بخش اندر جیتنے اٹھا یا اور لچھمن جی پر بانوں کی برسات کر دی سارا جسم
 زخموں سے چور ہو گیا۔ لوگوں کے چروں پر دینی چھانگنی لچھمن بانوں کو کاٹا ہے
 ہیں اور ہر ایک بان سے تین راجھیں ہلاک ہوئے ہیں ایک بان سے سارے بھتی کا سر
 کاٹا یا گھوڑے سے سارے بھتی ہو کر دوڑنے لگے۔ ناکہ طیش سے بل کھا کر ابل پڑا
 دس فوٹو ابان لچھمن کی طرف پھینکے وہ بان اتر دز کی طرف لپ لپ کرتے ہوئے لچھمن
 جی کے کوچ پر ٹکرائے اور ٹکر کھا کر گر پڑے میگھ ناتھ نے دیکھا کہ اس کوچ پر ہاتھ تیر
 سرا بن نہیں کرتے منقل ہو کر تین بان پیشانی پر مارے وہ تینوں بان پیشانی میں آدھے
 پیوست ہو گئے لچھمن جی نے کچھ پڑا وہ نہ کی تینوں بان کھینچ کر پھینک دیے پانچ جوشن
 شگاف تیزوں سے میگھ ناتھ کے ٹکٹ اور ٹکٹ لگرا دیے دو نو دلا اور مخرج ہیں۔ مگر
 ذرا بھی پڑا وہ نہیں کرتے اندر جیت لچھمن سے منہ پھیر کر بھیجین کی طرف جھکا اور تینوں
 بانوں سے بھیجین کو اور ایک بان سے ہندروں کو دے دیا لکھا بھیجین کو غصہ آگیا اور
 گدا اٹھا کر تھکے گھوڑوں کو مار گرایا اندر جیت نے برہا ستر کا لاجا ہنا ہے کہ بھیجین
 کو خاک میں لا دوں لچھمن ناتھ کے اس خشکی سے بھیجین کی جان نہ بچے گی بدس بانوں
 سے خشکی کے دس ٹکڑے کے بھیجین نے بھی پانچ بان اندر جیت کے سینے پر ایسے برسے
 کہ میگھ ناتھ کے سینے میں پیوست ہو کر دوار پار ہو گئے اندر جیت آگ ہو گیا ایک تیرا نشین
 جہراج سے چھینا تھا بھیجین پر پڑے زور سے مار دیا لچھمن جی نے اس بان کے بھی ٹکڑے
 کئے اندر جیت نے کہ میرے جو بان حاصل کیا تھا چلا یا لچھمن نے اسے بھی کاٹ گرایا عجیب
 خونریزی تھی بھی لچھمن پس پائے بھیجین ناتھ زبردست ہٹا بھیجین ناتھ مغلوب۔
 لچھمن غالب لچھمن نے بالو استرا مارا۔ میگھ ناتھ نے زوردار ستر سے ہٹا دیا اور آتش بان
 چھوڑ دیا لچھمن جی کے سدرج استر سے آتش بان کا تر ہو گیا میگھ ناتھ کی ایک نہیں
 بلیتی ہریان کا جواب ملتا ہے میگھ ناتھ نے جھلا کر سریان مارا۔ بان چھوٹے ہی لگد
 کھڑک۔ پڑ گیا۔ لڑا اور خشکی کی برسات ہوئی لچھمن جی اس نے دوا دیو شتر چھ پر
 چڑھایا اور ستر پڑا۔ اسے اسے بان کو دفع کر دیا۔ میگھ ناتھ یکا یکا چکا اور اکاش
 میں دیوار دیو توں کو دھڑکسیٹا کچھ بھاگے اور کچھ الامان الامان کہہ کر زمین پر گر
 پڑے اور لچھمن جی کی منت و ساجن کرتے گئے کہ اب تو اس موذی کے چنگل سے

بچائے ضیق دم کر دیا ہے کیا دھڑا سے خلقت پریشان ہے ٹھپن جی مسکرائے فرمایا
ایسا ہی ہوگا آج یہ ملعون مارا جائیگا کچھ دیوتے اور رشی گندھرب اور ناگ اندر کی
شرن پہنچے وہاں بھی اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی اندر بھی سرکب ہیں سوچ رہے ہیں۔
کہ ٹھپن جی خبت دیر کر رہے ہیں بیگہ ناخک کو کیوں نہیں قتل کرتے دیوتوں کی روح پر
ہی ہے ادھر ٹھپن جی ایک تبر آشیں نکالا چاہتے تھے کہ چلتے پر چڑھا میں اندر نے
پکارا کہ اس بان سے کچھ نہ ہوگا اگرست نے جو بشواستر دیا ہے اُس استعمال کیجئے وہ
بان راٹنیگان ہونیوالا نہیں بغیر سر تراشے واپس نہ آئیگا۔ اس بان کا دقہہ بھی
نہیں ٹھپن جی نے بشواستر نکالا اور یہ کہہ کر بیگہ ناخک پر مار دیا کہ اگر میں سر ہی
کا داس اور اندری جیت ہوں تو یہ مان نشپل نہ ہوگا بان کمان سے نکل نکل شعلہ
جوالا بھڑکا اور جلنے ہی لگا تراش لیا۔ بہرین سے آگ بڑا۔ دھڑا دھڑا زمین پر لوٹا نظر آیا
روح نفس عسری سے پرواز کر کے جہنم واصل ہوئی ادھر انگد مردانہ وار فوج عدد
کا شمار کر رہا ہے ایک ایک طمانچے سے سینکڑوں کے سر آگاہ ہوتے تھے بہت
سے زخمی ہو کر گرے مگر بد فوراً چھس پھر سنبھلے اور جیتی کے ساتھ حملہ آور ہوئے
اب کی دفعہ انگد کا گزر گرا بنا پہلے سے زیادہ صفائی دکھانے لگا غنیم کے نغے میں
اکیلا جوان جس استقلال اور بے پروائی سے لڑ رہا تھا وہ ایک قابل دید اور لائق
تکسبن امر تھا۔ اس جرات کو دیکھ کر دشمن کے سپاہی ٹھنک گئے اور پھر قریب آتے
کی جرات نہ ہوئی۔ رادھ بیگہ ناخک کے گونے کی خبر پہنچی۔ فوج میں ہلکے پڑ گیا پیدل
ہو کر تھگی جہدھر سیگ سنا تہے بھاگنے بھاگتے ہیں کوئی پہاڑوں کی کندرا میں
روح پوش ہوا کسی نے درخت پر چڑھ کر جان بچائی اور کچھ سر پر پاؤں رکھ کر
قلعہ لنکا میں پہنچے ہزاروں راجپس سمندر میں ڈوب مے دیوتوں نے خوشی کے
شادیانے بجاائے بندروں نے راگ گائے بھیہکن بھولا جالے میں نہ سمانا تھا
جامونت نے ٹھپن کے زور بازو کو سراہا غرضیکہ ہر شخص بیگہ ناخک کے مرنے سے
خوش تھا کامیابی کی جھلک نظر آتی تھی سمجھتے تھے کہ اب لنکا فتح ہو جائیگی صرف
رادن رہ گیا ہے اس سے سمجھ لیتے۔

سرگ ۹۱

سری راجچندر جی کی زبان مبارک سے جی کے استقلال اور ہمت کی تعریف

لکھن جی اور دوسرے بھین ہیں زخم آئے ہیں خون بہ رہا ہے پھر بھی اندر حسیّت کو دست
قہر کے سپرد کر کے راجچندر جی کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا قدم سے چلا
شہر میں جانا کبھی بھین اور ہنومان کے کا ندھوں پر ہاتھ رکھ کر سری بھگوان کے
قدموں سے ہونے والے پڑھایا ہوا ہے چہرے پر سرخی نمایاں ہے۔ ہمارا ج کے قدموں پر
اور غرض کی کہ حضور کے اقبال جہاں تاب کی بدولت اس راجچندر جی پر
پانی ہے کہ جس کے نام سے دیوتے گندھرب پھر حضور کا پل ہے کہ اتنا کہ
ہی ششی طاری ہوئی راجچندر نے بھگوان پر نگاہ ڈالی اور بھگوان نے ہاتھ
سما کر راجچندر جی کے سامنے رکھ دیا راجچندر دیکھ کر خوش ہوئے اور لکھن جی سے بھگوان
پسند کرنا ایک واقعی تم نے وہ کام کیا جو خوشیوں سے بھی نہ ہوتا اندر حسیّت کے
جنت ہے کہ لکھا فتح ہو جائیگی لکھن جی بیوقوف ہیں سری بھگوان سمجھے کہ میں شہزادہ
راہن، اسی تاب پر کافرا را گیا۔ شاید لکھن جی شہزادے اسی سے نہیں پوچھتے
سری بھگوان لکھن جی پر ہاتھ پھیر رہے ہیں۔ ہاتھ خون سے تر ہو گیا زرا تا جی
تہ بدن زخموں سے چہرہ نظر آیا۔ ہمارا ج کے آنسو گر پڑے لکھن جی کو چھاتی سے
لگا دیا بھگوان ہنومان جی کی طرف دیکھ کر بولے تم نے واقعی ہماری عزت رکھ لی تمہاری
وجہ سے لکھن جی نے اندر حسیّت کو مارا ہے۔ راہن بھی مارا جائیگا اور میں غصہ
میں لگا تمہاری تعریف نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا معاوضہ دے سکتا ہوں اگر یہ
خیال کیا جائے کہ راہن کے پاس لا انتہا فوج ہے ایک سے ایک ہڑت
نہ دلاور میں راہن کا مارنا بھی دشوار نہیں کل فوج بیگہ ہاتھ کے پھر جسے پر
شمالی تھی نور لکھا ہی راہن بھی اسی کے دست قدرت سے بچا تھا راہن کے مرنے

میں شک کیا ہے اس کا زبردست لڑکا اندر جیت نشانہ قضا ہوا۔ اس سے رادون
کا دل خستہ ہو گیا ہو گا ساری مذاج یہ باتیں کر رہے ہیں اور اب ہم لکھن جی بیوٹی
سے نہ چھوٹے سیکھیں سے فرمایا کہ کوئی تدبیر ایسی کر کہ زخم مندمل ہوں اور
لکھن جی درو سے نجات پائیں اس کو کھولیں اور میری فکر رفع ہو بلکہ جس قدر
ہماری فوج مر چکی ہے اُن کو بھی کوئی بوٹی کھلاؤ کہ زندہ ہو جائیں انہوں نے
لکھن جی کو یاد شدھی سنگھائی یہ اوشدھی ہی تھی کہ جب ہندوان جی پہاڑ اگھا کر لگا
کئے انہوں نے تھوڑی سی رکھ لی تھی اوشدھی سوچتے ہی لکھن جی کی آنکھیں کھل گئیں
غشی دور ہوئی اور مجروح بندر بھی چاک چوبند ہو گئے مرنے بھی جی اٹھے اس قدر
خوشی ہوئی کہ گویا سینا مل گئیں اور لکھا فتح ہوئی +

سرگ ۹۲

اندر جیت کی موت سے لکھا میں کسرام

مضر دراج جس لکھا پیچھے اور میگہ مانفہ کے مرنے کی خبر رادون کو سنائی اسے شاہ
جادوان ابھی تک کی طیت سے یہ دن دیکھنا چاہا کہ لکھا کا چرل غل ہو گیا وہ بازو کہ
جس سے دیوتا کا پتہ تھے میدان میں کٹے پڑے میں جہم جو اہرنگار سہری پر تھوٹھا
خون میں شراب میدان میں غلطان ہے لکھن جی کے بالوں نے یہ ملک نشانہ ہمارے
سانے پیش کر دیا ہم نے سینہ سپر ہو کر جان بچائی مگر بے سود ہوا لکھن جی کے آگے
پیش گئی بہت خاک میں بی جرات روپوش ہوئی استقلال جاننا رہا اور موت سامنے
کھڑی ہو گئی رادون سنتے ہی سرنگوں ہوا اکیچہ پھٹ گیا اور بیہوش ہو کر زمین پر گر
پڑا کچھ دیر بعد آنکھ کھولی ہائے بیٹا کہہ کر رونے لگا۔ اسے بیٹا نے اندر کو جیتا کر
بان مندا چل پربت کو توڑنے والے تھے تجھ سے کون مقابلہ کر سکتا تھا اسے لکھن جی کے
بالوں کی روکنے کی جیت ہے تیرا بھر سایدن لکھن جی کے بیڑوں کیونکر گھائل ہوا میں سمجھتا
تھا کہ موت بھی تم سے کاہنتی ہے مگر اب یہ خیال غلط دکھلا دینا میں جو ہے نانی ہے ایک
سب کا ناش ہو گا بیٹا تم نے ہمارے واسطے جان دی ہم دامن چھڑا کر سرگ لوک پہنچے۔

دیوتا فوٹیاں منا بیگے کا ٹانگہ لگایا چین کر گئے آہ ہمارے خیالوں نے دھوکا رکھایا ابھی تک
 جانتا تھا کہ تینوں لوگ میرے زیر نگین ہیں ہفتا اقلیم سوئی ہو گئی کون راج کرے گا بیٹا
 ایسا وسیع راج چھوڑ کر اتنا اور استری کو چھوڑ کر کہاں گئے ہماری آرزوئیں خاک
 میں بیس میں جانتا تھا کہ یہ میرے ہمارا شرادھ کر کے الٹی گنگا بہائی ہمیں تھمازا
 ترک کریم کرنا پڑا پھر سوچا یہ سب امور دنیا کی بدولت پیش آئے اس کو قتل کرنا چاہئے
 راون میگے ناتھ کے افسوس میں کف افسوس لے ہمارے سردار ان نامی ڈور سے سر جھک گئے
 کانپسے ہیں کہ شاید راون یہ نہ سمجھے کہ ہمارے لڑکے قتل کر کے میدان سے بھاگ
 آئے راون سر جھیب ہے کہ ایک ہزار برس کی تپشیا ہماری غارت ہو گئی عجیب انقلاب
 تپشیا کی بدولت تینوں لوگ میں سکے بیٹھے گیا تھا سارا بڑا قبضے میں تھا۔ دیوتے
 و سپر جہ سائی کرتے تھے برہمادست مگر تھے کسی سرور اس سے ڈرنے کا یہ خیالات تل
 میں گونج رہے تھے کہ شاہ لنگا زمین سے اٹھا کوچ اور وحش جو برہما کا یا ہوا تھا۔ پناہ
 یہ خیال کر کے کہ اکیلا راجندر کو مار دنگا تھ پر ہوا پہلے سینا کو مارنے کے لئے اشوک
 بالکا کی طرف گھوڑوں کی باگ بوٹی اس نے سمجھ لیا کہ جاگتی جی کے پتی برٹ صرم ہے
 راجندر کا اقبال ترقی کر رہے ہیں اسی سے ڈرے نہیں جتنے آخر کار مرنا ہے اس
 سے جاگتی کو صاف نہ کروں پھوچکر خبر آبدار میان سے پہنچ لیا اور جاگتی جی پر ہاتھ صفا
 کر ٹیکی غرض سے ڈڑا عقلمند زیر سمجھتے تھے مگر راون نہیں جانتا تھا۔ جاگتی جی نے
 دیکھا کہ یہ دیولین غصے سے از خود رقت ہو گیا ہے بیشک جان نہ چھوڑے گا دسے لگیں
 اس کے بخت ہمیں ناتھ سمجھ کے تھوڑا کھانا ہے مار کیوں نہیں ڈالنا مگر تو تو علم شاستر
 کا دھنی ہے راج نیت جانتا ہے عورت پر ہاتھ اٹھا نا کہاں لکھا ہے کہنے کو تو یہ
 کہہ دیا مگر دانتوں تلے انگلی بالی ایسا نہ ہو مجھے چھوڑ دے جیتی رہ کر کیا کرے گی یہ جائیگا
 اور رام لچھمن پر تیغ براں سے حملہ کر لیگا نہ جانے کیا ہوئے یسے یارام لچھمن سرگبش ہوں
 یہ بھی نہیں معلوم اس وقت کہاں سے آئے ہیں نہیں کہ رام لچھمن تیغ گھوسور کی نظر
 ہو چکے ہوں ہائے میں نے کیا کیا سہواں جی کا کسانہ مانا دے کہتے تھے کہ ہماری پیٹھ پر
 بیٹھ کر چلوں نے انکار کیا سہینا جی تیار نہ ہو رہی ہیں اور دن شیش برہنہ کھڑے آتے
 میں سو پارکھ راچھس نے راون کے ہاتھ سے تھوڑے لی اور سنا ہے بی گون جھکا دی کی

لیجئے نکلا حاضر ہوئے مگر بے جرم عورت پر ہاتھ اٹھانا دھرم میں بدنامی ہے غصہ مٹھو کر لیجئے
 اور دھرم شہنشاہ کی ہدایت پر چلے راؤن سمجھ گیا کہ عورت کا مارنا بڑا پاپ ہے کہا خیر تم
 لوگ کمرن پکیش کی چڑوشی کو چلاؤ ورنہ امادس کو مخالفوں سے عوض لو لگا پ۔

سرگ ۹۳

راچھسوں کی فوج سے بندروں کا مقابلہ

رات کا وقت سپہ شاہ راؤن متفکر تخت زرین پر بیٹھا ہوا ایک ایک کا منہ بہت ہے
 اراکین سلطنت نام بخود اسادہ میں سب پر در سکوت لگی ہوئی ہے مجال نہیں کہ کوئی
 سانس لے سکے آخر راؤن نے قتل خاموشی کرنا اور ہر ایک سے ہاتھ جوڑ کر
 اس طرح گویا ہڈار ہاتھ جوڑنا بھی ایک قسم کی بد شکونی ہے گویا تباہی جواب دے رہا ہے
 شہساری پھرے پر برکتی ہے بہادر و اکبر میگھ ناٹھو کے مرتے ہی تمہارے بازو دست
 ہنسنے لگاؤ رنگ آلود ہو گئی سچوٹا اور دیرری جواب دے چکی ہے کیا شاہ راؤن بھی نشا
 قضا ہوا نہیں جب تک میرے بدن میں جان ہے جی کھول کر دشمنوں سے لڑاؤ تمہارے
 فخر میں ہی کاٹا ہے۔ تمہارے تیر خطا کر بیولے نہیں گزراہن شرمگاہ سپہ گروں کے
 خون پی کر گئی سپر نہ ہوگا۔ بندر اور کچھ تمہاری خوراک ہیں۔ میں شکر کر رہا ہوں اور تم
 پیٹ بھر کر کھاؤ۔ بندروں اور کچھوں سے تمہارا مقابلہ ہے اور ہم دونوں بھاٹیوں
 لڑ کر بیٹھے۔ بہت کی باگیں ہاتھ سے نہ چھوڑتے پائیں صبح ہو نیکی دیر سے چاق و
 چوبندہ۔ درہ بھلاؤ واسطہ درست رکھو۔ آج بھی دھنہ کی بان باری و سر فروشی سے
 تمہارے امن گل امید سے بھر جائیگے۔ نرین منہ دیکھ کر رہ جائیگا اور تم مغرور و مست
 کہ شاہ لڑنے کے لیے جان نثار اور تمک حلال کھلاؤ گے حاضرین نے یک زبان ہر گز
 ایشو نہ کیے حضور کی بے اور دشمنوں کی پیٹے ہوئے ہم جھوں۔ سنے تمک کھایا کل دیکھ
 تمہارے گزشتہ زبان نثار نے حضور کے تمک کی بدلت سر فروشی کھلائی اور گون گون
 ہوا آواز سے حضور پر تھپتھپاؤ راؤن شاہ شرم نہ کیا کہنے ہوئے دھنہ سر ہوا
 اور اراکین سلطنت نے بھی شہنشاہ کی فوج کا گماں میں استراست کرنے لگے آئے ہیں

پر صبح کی سپیدی پھیلنے لگی اب کوئی دم میں محسوس کرنا کے سورج کی تیز کرنیں بدن ہیں
 غیر کی طرح چھیننے والی ہیں طرین کی فوجیں صف بندی کر کے میدان جنگ میں جم چکی ہیں
 ایک ایک ایک طرف سے کرنا اور دوسری طرف سے نرسنگھا پھولکا بہادروں کے تیر جو
 کسی کے خون میں پیرنے کے لئے ترکش میں تڑپا ہے تھے لکے اور آستان چھلکے بوسرے
 کر جاتے ہی تنہیم کے پہلو میں ترازو ہو گئے ہزاروں نے جری سپا ہیوں کے جگر چھید کر
 دی اربان لکھنے کا موقع نہ دیا تیر تیر بڑے لگا بدلوں سے خون کے فوارے چھوٹے
 ہزاروں جانیا زاس جہاں ناپا ہڈار کو الوداع کر کے سوئے عدم جیتے ہوئے دلا دیا
 کے ترکش ہیں ابھی نصف سے زیادہ بیکر باقی تھے کہ گھسان رن پڑنے سے سب بیکر
 بچھے گئے اور تلواردوں کے قبضے بہادروں کے مضبوط پتھوں میں جم گئے ہائے کس
 میر جی سے خونریز تلواریں چلی ہی ہیں اور کس بیدیدی سے قہقہہ خون بہایا جا رہا ہے
 کیسے کیسے بانسے جو ان خاک و خون میں غلطان تڑپا ہے یہ کسی جگہ مرنے والے
 کے پاس ہی آنتوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے کٹے ہوئے اعضا جگہ جگہ رتے پھرتے ہیں بڑے
 بڑے شہ نہ و مفروروں کے سر گھوڑوں کی ٹھوکروں سے ٹھکرتے جا رہے ہیں دونوں
 طرف کی سپاہ غارت ہو رہی ہے شہ نہ و ہاتھوں کے تیلے ہر طرف تیر قضا کا حکم
 رکھتے ہیں اور تلوار چمکی اور قضا کسی کے سر پر کھیل گئی اور گزرا ٹٹھا اور ہر خاک
 خون میں لوثا نظر آیا پانی کی طرح بہتے خون میں گھوڑوں کے سم ڈوبے ہوئے ہیں
 صبر فغا تگھوٹے سب جھجک ٹھیلوں اور مردوں کو کھپتے ہوئے چاروں طرف لگا
 سہے ہیں رات پھسوں نے خوب اور اٹکی کے جوہر دکھائے ہزاروں ریچھ کھی جی توڑ
 کر لٹکے ایک ایک راجپس پر سو سو بڑوٹا پڑتے اور آنتوں سے پوٹیاں
 نوچ نوچ کر تیلیا کوڑوں کو کھاتے ہیں راجپس بھی ہزاروں کا ہا باکرے سمیٹ چکے
 تیر تلوار کے خیمات تار تار ہیں سری جھگوان نے دھنش رہنہالا اور پھاٹا توڑنے والے
 بیڑاں سے راجپسوں کی سفید لٹنا شروع کہیں ٹوکر ڈرا چھسوں سے غولی یا نہ
 کر رہا راج کو کھیر لیا اور بے ادبی کے ساتھ گزرو خنجر سے حکم کرنے لگے ہزاروں نے
 لپکا لپکا کر تلواروں سے غائب ہو گئے اور لاکھوں راجپسوں کو تیر ٹوٹا شام
 مارا لاکھ چور چور ہو گئے راجپس ہزاروں کو دھندھکھندھک رہیں تیر ہزاروں کا

نہیں۔ اس وقت سری مہاراج نے معجزہ دکھایا کہ جس قدر راجپس نہ بچہ میں تھے اسی قدر اپنی صورتیں دکھلائیں ہر ایک راجپس کے سامنے ایک ایک راجپندہ دھنشن بان لئے کھڑے ہیں یہ چتر دیکھ کر راجپس لوگ خوف ہوئے پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہی راجپندہ ہے اور ایسی پھرتی سے بان چلا رہے ہیں کہ یہ نہیں معلوم ہوتا بان کی چھوٹے ہیں اور کتنے راجپس زمین کا پیوند ہوتے ہیں بلکہ جی فرماتے ہیں کہ چتر وی کے دن پہلی گھڑی میں جس قدر راجپس مارے گئے اس کی تعداد وہ ہے کہ دس ہزار راجپس سوار گھڑی میں ہزار ہا تھی سوار۔ چودہ ہزار گھوڑے سوار اور ایک ہزار پیدل خیرتھی اور اٹھارہ ہزار ہاتھی سوار۔ چودہ ہزار گھوڑے سوار اور ایک ہزار پیدل خیرتھی کی پہلی گھڑی میں مہاراج کے بالوں سے قتل ہوئے اور بندوں نے جس قدر ہلاک کئے اس کا حساب نہیں یہ حالت دیکھ کر دیوتا اور گندھرب سری بھگوان کی مدد سے سری میں مشغول ہوئے اور سری بھگوان راجپسوں کو تیر کے گھاٹ اتار کر اپنی فوج میں لے گئے

سگ ۹۲

راجپسی عورتوں کا شور و شیون

بچے کچھے راجپس میدان سے بھاگ کر راؤن کے پاس پہنچے اور غارت شدہ فوج کی کمانی گوش زد کی راجپندر کے بالوں سے ہم لوگ انہیں پاسکتے راؤن چپ ہو گیا جواب نہ دیا عورتوں نے رونا شروع کیا کسی کا لٹکا لٹکی کا فاوند جو گیتھا اپنے اپنے عزیز کا نام لے لیکر رو رہی ہیں۔ کوئی کہتی ہے کہ سرپ نکھانے بڑا کیا۔ اتنا نہ سوچا کہ یہ دو تو کڑے ہیں ابھی جوانی میں قدم نہیں رکھا۔ اور میں بڑھی ہوئی ان سے پیوند وصل کی خواہاں ہوں ذرا بھی شرم نہ آئی دوسری کا بیان ہے کہ سرپ نکھار راؤن کا ناش کرنے کے واسطے لگئی تھی اس نے سوچا کہ میں تو بڑھی ہوئی راجپسوں کا ناش کر کے دکھ دنگی کوئی سوچتی ہے کہ سرپ نکھا کا دوش نہیں تھمت کا پھیر ہے کوئی کہتی ہے سرپ نکھا کی وجہ سے رام اور راؤن لڑے اگر سرپ نکھا کی باتوں پر راؤن کا نہ دنیا تو آج یہ نوبت نہ ہوتی۔ کسی نے کہا کہ راؤن پر یہ ظاہر نہ تھی کہ راجپندر ایشور میں سری جانکی جی جگت مانتا ہے کوئی بولی کہ راجپندر نہیں

ہی سے سمجھاتے تھے کہ جاگتی جی کو ہمارے حوالے کر دے گی تخت راون نے ایک نہ
سنی راچندر رایشور میں۔ ہنوں نے برادہ رکوند۔ بالی یکے کرک را نڈھتہ
ہا۔ اس پر بھی راون کی آنکھیں نہ کھلیں اور اب تک اپنی سہٹ پر تھے کسی کی زبان
سے لگا کہ بھیکسین صہوتا تھے پتے بھائی کو لاکھ سمجھایا مگر وہ کب سننے والا تھا لات
مار کر نکال دیا اگر بھیکسین سے میل نہ کھتا اور اس کے کہنے پر چلتا تو لنگا کا ناش نہ
ہوتا اس طرح کوئی لڑکے کوئی خاوند کوئی باپ کوئی بھائی کے غم میں ہن کر کر دے
رہی ہے کہ ایب راون کا اقبال جانا ہا بتدروں اور بھیکسین کی چڑیاں کھا ٹیگا
یہ راچندر رایشور میں یہ تو کوئی دیوتا یا جہراج اتانی لباس میں راون کے ہاتھ
کھلے پیدا ہوئے اسے یہ ضرور ہے کہ راون راچندر کے ہاتھ سے مارا جائیگا بہن
تم کیا جانتی تھیں یہ وہی جاگتی جی ہیں جب ما دیو جی نے دیوتوں کو بردان دیا
تھا کہ اسنری سرپ ہو کے سرے لکشی جی لنگا کا ناش کرے گی بھیکسین کے تھے
نصیب نشیب فراتر دیکھ کے راچندر سے مل گئے اسی طرح تمام لنگا خوروں
کی سینہ کوئی اور آہ و بکا سے ماتم کدہ بن گئی۔

سگ چٹا روز کی صند
۹۵

راون کی نصیحت

عورتوں کی آہ و بکا زخمیوں کا شور و شیون سن کر شاہ راون آہ سرد بھر رہا ہے
زندگی بے یوسی ہو چکی ہے مگر غیرت متقاضی نہیں کہ صلح کے لیے ہو لوگ سمجھاتے
تھے مگر یہ سہٹ کا پکا اور ضد کا دھتی ایک نہیں سنتا سارا خاندان ناش ہوا اور
راچیس ندبوح ہو گئے مگر لڑائی سے منہ نہ موڑا راچیسوں کا کہ جنگ کے لئے آمادہ ہو
آج میں میدان رزم میں گھولا اکڑو لگا اور رام لچمن کو نشانہ تھانہ کر دل کی بھرس
لگا لنگا جو سپہ سالار میدان جنگ میں خاک پر سو گئے ان کا خیال مت کرو ہی حال بندوں
کا بھی ہوتا ہے راون سمجھا بھکا کے شیر کی طرح گر جتے ہوئے اٹھا اور تھوہر سوار ہو کر
جنگ گاہ کی طرف روانہ ہوا راچیسوں کے دل بھی بھر گئے گئی ہوئی ہمتیں بند گئیں پست

جو حصہ بند ہوئے فون رگوں میں سرعت کے ساتھ گردش کر کے تازہ جوتی سپاہ کر کے لگا
 اور میدان جنگ پہلے سے دس گنا گرم ہو گیا تھا اس پر چوٹ پڑی اور فوجی باجوں سے
 بزدلوں کے کنبے ہارے جس وقت شاہ راون مسلح ہو کر رفقہ پر بیٹھا نہ بین کا سپاہ کٹی اور
 سارا لشکر اندر کی طرح لہراتا ہوا میدان میں آیا بندوں اور سپاہیوں میں شور مچا۔
 کہتے تھے کہ شاہ نکاحی ہے جو سینا کو ہرے گیا اسی نے بلوناؤں سے ناکوں چھینے ہوئے
 راوٹ کے رفقہ پر کٹی گھوڑے جتے ہیں سارے تھی نے گھوڑوں کو جھجکا رہنا فی اور جس نے اپنے
 پر سری جگوان اپنے ہم بزدل کے منتظر تھے رفقہ پہنچا دیا کرے آفتاب دلوں ہوا شگون بد
 تلوں پر آئے شاہ راون کی بایاں انگ پھر کس ہا ہے سارے تھے ہیں گیدڑ پیچھے دوڑ
 رہے ہیں اور فون آسمان سے برسا ہے اور بندہ اپنے اپنے سرداروں کے جلو میں
 درخت اور پر بت لئے ہوئے صف بستہ کھڑے ہیں راون نے فوج خواستہ جنگ کی جھڑ
 دے کیا صفیں غارت جادھر پلٹا دیتے تباہ جادھر جھجکا پرے صاف اس نے دبیرانہ
 حملوں سے اکثر اوسان ششدر ہو کر ٹھٹھک ہو گئے جو شمشیر آفتاب کے گھاٹ اتارے
 اور ایسے امان کے خواستگار سری رام دلچسپ کی پشت پر پور رہے بد

سگ ۹۶

راون کی جنگ

باقیوں کو راون نے تیروں پر رکھ لیا فوج کے پاؤں اکٹھا ہی چاہتے تھے اتنے میں
 شاہ سگریو جدھر لڑ رہا تھا۔ ادھر سے پلٹ اور راون کے سامنے آڈا ناگر راون کے آسن
 شگاف تیروں کے اردوں نے اس کا منہ پھیر دیا اور کا جواب دینا تو درکنار اس کا اپنا
 بچاؤ مشکل ہو گیا یہ دونوں ہم بزدل تھے کہ اتنے میں دلاور انگلہ نے شاہ مہموں کا ہاتھ بٹایا
 اتنے ہی پتھر کا ہاتھ چھڑا۔ راون کا دایا ہا بازو زخمی ہوا یہ دیکھ کر پیر پاکش راون کا
 منتر پڑھنے سے اترا اور ہاتھی پر سوار انگلہ کے مقابلے پر آیا بڑی گھمسان لڑائی ہوئی
 اس قدر تیز تھے کہ فوج میدان کچھ گئی اور سگریو زخمیوں سے چورہا تپسوں میں گھسے ہوئے
 گریج جہیں انگلہ نے ایک بخت اکھاڑا ہاتھی کے سٹک مارا ہاتھی چیتا ہوا ایسے ہٹا پیر پاکش

نے انگس سے ہاتھی بڑھایا اور شمشیر ابدار کا ہاتھ زید و کیا انگد چٹا پکایا اور ایک
سلا بیر و پاکش پر ماری۔ بیر و پاکش نے گرز سے سلا چور چور کر دی اور تلوار کا ہاتھ
مارا انگد کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا غشی آگئی۔ گرتے ہی سنبھلا اور یک کر ایک
گھونسا اس زور سے سینے پر مارا کہ اگر کوہ پر پڑتا تو پرچے اڑ جاتے مگر بیر و پاکش کے منہ سے
اف کین نکلی بلکہ حرارت بڑھ گئی اور خچر خون آشام سے انگد کے سینے کو زخمی کیا زہر پرز
پرز سے ہوئی دو تین لاقین اوپر سے سید کیس انگد گرنے کو تھا مگر اٹھ کے ایک طمانچہ بیر و پاکش
پر لگایا کھڑو سر جلیا۔ بیر و پاکش مختل نہ ہو سکا۔ چو نہ ہیا گیا اور ایک گھونسا انگد پر چلایا
انگد نے بھی گھونسنے کا جواب گھونسا دیا بیر و پاکش مجبور ہوا۔ حلق میں دانت اتر گئے۔
خون منہ سے جاری ہوا۔ آنکھیں تنے اوپر ہوئیں اور کف منہ سے بہنے لگا اور کچھ دیر کے
بعد روح نفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ریچھ اور بندر تالیاں بجانے لگے اور انھیں
کھانوس، ملتے شاہ لنکا کے پاس حاضر ہوئے۔

سرگ ۹۷

سگریو اور ہودر کی معرکہ آرائی

بیر و پاکش قتل ہوا مگر لڑائی ہوتی رہی طرفین کے بہادر کام آئے بیر و پاکش کے
قتل کی خبر سنتے ہی شاہ راون جوش غصے سے دیوانہ ہو گیا دل میں کہنے لگا بیر و پاکش
مارا گیا اتنے سال لڑکر جنگ میں کام آئے وفاداروں اور رشتہ داروں کی لاشیں
بے کفن پڑی ہیں اب جی کر کیا کرونگا۔ مدد و منتری سے بولا کہ تم فوج عہد کو دیکھو اپنے
زور بازو کا جہر دکھاؤ۔ اسی دن کے لئے پالا تھا۔ ننگ خاندان ہونما کھائی کھاؤ ہودر تھ
پرسوا ہوا اور غنیم کی فوج میں صفیں چیرتا ہوا انگس گیا ہزاروں بہادر شہید ہوئے
ریچھوں نے پہاڑیاں اکھاڑ کر اچھسوں پر حملہ کیا۔ تند خو ہودر آتش غضب سے بھڑک
اٹھا اور غنیم شگاف باد کوں سے غنیم کی فوج پر برس پڑا۔ فوج میوں میں بھل پڑی
کما بازو نشانہ ہے کوئی بے سرتاپ ہاسے سب کے پاؤں نذر ہیں اس فیاست خیر سنگا
نے بندر وکے قدم اکھاڑ دیے اور اپنا ان کی ہوا زمین میں گرنے لگا کھٹی شاہ سگریو

حلاطم دیکھ کر ایک پتھر اس زور سے مود پر رسید کیا کہ اگر مود رتھ کو پیچھے نہ بٹاتا تو مود
 ہو جانا۔ مود نے جگر دوزیروں سے ہزار ٹکڑے پتھر کے کٹے سگر پو یہ حالت دیکھ کر
 غصے سے کانپ اٹھا اور شامل کا درخت اکھاڑ کے مود پر مارا۔ مود نے اس کو بھی
 کھاٹا کر یا شاہ میوں ترپا کر سمیت ناک گرج سے فوج مخالف پر ٹوٹا پڑا۔ دو تین
 سپاہیوں کو نیت کر کے ایک فخر لایا اور اس سے مود پر وار کیا دو تین ضربوں کے
 رتھ کے گھوڑے اور مود پر پیادہ پاکر سگر پو کے مقابلے پر آیا۔ ادھر خنجر ادھر گرز یہ
 خون چاٹتا ہے وہ بھی جان کا ناس ہے دد نود لا اور بیشہ شجاعت کے عزندہ شیر نہ یہ کم نہ
 زیادہ جس طرح نیل مست ٹکریں رتے ہیں یہ ددو جواب دے رہے ہیں مود نے گد مارا
 تو سگر پو نے تلوار سے ضربی۔ گرز ٹوٹا اور نڈاڑ ٹکڑے ہوئی مود نے سان نکالی تو
 سگر پو نے نوسل اٹھایا۔ ایک طرف را دن کی جے اور دوسری طرف سری بھگوان کی
 دہائی پھر رہی ہے۔ اور ددو جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں
 سان نیزہ اور مگر سے کام نہیں نکلتا ددو تو تھکے اور زمین پر گر پڑے ددو
 دیر بیٹھنے ہاتھ مار رہے ہیں۔ کچھ دم آیا تو ددو سنبھل کے اٹھے اور لات گھونٹ
 پتھر اور طمانچے چلنے لگے۔ کبھی کشتی ہوئی نہ یہ بغلی ڈوبنا ہے نودہ ٹکڑی جاتا ہے اس
 کے ہاتھ میں ٹانگ آگئی تو چرخ دیکر بھینکا اور وہ دھم سے زمین پر گر پڑا اور کبھی
 اس نے طمانچے کا ہانسی لگایا گردنی دی اور ران کے پیچھے داب بیٹھا تو پتھر اور گھوڑوں
 سے کھوپری پھیلنے لگی دینا ہے جب ابھرا ٹانگ پکڑی اور گھما کے دھم سے زمین پر
 دے مارا کچھ دیر یوں ہی لڑائی ہوتی رہی۔ پھر سنبھلاروں سے کام لیا جانے لگا مود
 کی خونریز تیغ سگر پو کے کواچ پر پڑی۔ یہ کواچ برہما نے بخشا تھا نڈاڑ نے کھاٹا
 اور کند ہو کر ٹوٹ گئی۔ سگر پو نے لپک کے مود کی چوٹی پکڑی اور اپنے ہاتھ سے
 شمشیر آبار گھلے پر پھیر دی دھڑا ترپا کر زمین پر گرا اور روح تعفن غصہ سے
 پرداز کر گئی۔ کچھ اور بندرا چھلتے کودتے سری بھگوان کے قدموں سے ہٹے اور
 مود کے مرنے کی خبر سری ہماراج کے گوش گزار کی۔ را دن دیکھ کر لرز اٹھا
 سمجھتا ہے کہ یہی نوبت ہماری بھی ہوگی۔

سُرگ ۹۸

ہماپارس اور انگد کا مقابلہ

مرد بھی مارا گیا ہماپارس شیر کی طرح گر جتا ہوا بندروں کے لڑنے لگا ایک ایک تیر سے بندروں کے سیرگینہ کی طرح لوٹتے ہوئے دکھائی دئے بندوں میں بھاگ دڑ پڑی انگد بندروں کے بھاگنے سے چلا کر لولا بہادر بھاگو نہیں میں اس مرد کو مارے لیتا ہوں یہ کہہ کر ایک گداز ہر میں بچھا ہوا کسی حریف کے افسر کو مار کر چھین لیا۔ اور ہماپارس پر لوٹ پڑا۔ ہماپارس کے ہوش پتیرا ہوئے اور سارے تھی بھی مجروح ہوا اور جاسرنت نے ایک پتھر اکھاڑ رخ پر دے مارا گھوڑے بھی ہلاک ہوئے اور غصہ چور چور ہو گیا ہماپارس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس قدر تیر مارے کہ میدان کا رزار میں ساون بھاؤں کی سی برسات ہو گئی انگد کے جسم میں تیر پیوست ہیں اور جاسرنت بھی جب پور گواچھ بندر گھائل پڑا ہے انگد نے گدز آہنی اس زور سے ہماپارس پر سید کیا وحش بان اور سر کا مکٹا گر پڑا۔ انگد غرتے ہوئے لوجوان ہماپارس کے پاس پہنچے اور ایک تھکے سے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے طمانچے مار مار کر نہ لہو لہان کر دیا ہماپارس نے سان انگد پر چلائی انگد جسم چٹا گیا اور ایک گھونسا چھاتی پر اس زور سے مارا کہ سینے کے دروازے ٹوٹ گئے جگر پھٹ گیا اور زمین پر گر کر آغوش اجل میں سو رہا اچھس دہشت سے کھاگ کھڑے ہوئے شاہ یادون غصے سے پتھر اٹھا اور بندر خوشی خوشی تالیبا بنے گئے

سُرگ ۹۹

سری بھگوان اور شاہ راون سے مقابلہ

اس شکست سے راون اس قدر غصے میں آیا کہ اگر قابو چلتا تو سری رام و لچھمن کے ساتھ بے ادبی سے پیش آتا بندر اور ریچھمن کی بوٹیاں چلے کوئی کو بھلانا سمجھتا جب تکہ رام و لچھمن قتل نہ ہونگے چین نہیں دینگے پندرہ ایک روز رخصت ہیں پھل چھلکا

سینا میں جکی لمبی لمبی شاخیں سگیلیں اور جامونت رخت کو سایہ ادا رہا ہے ہیں اور فوج میں خوشگوار پتیاں ہیں جس پر ہمارا آتش تیر کا رنگ نہیں ہوتے اگر راجندر مارے جایش تو البتہ سبتا سے ہمارا کاشائے کو زمین ہو سکتی ہے یہ خیالات دل میں گونج رہے تھے شاہ لشکار تھ پر سوار ہوا اور گر جتا ٹپتا سری رام کے مقابلے پر ایسا دھوکا دیا کہ گرج سے زلزلہ آیا ناریکی چھا گئی ہتھیاروں کی چمک بجلی کا کام دینے لگی اور تیروں کا مینہ بہنے لگا بندروں کے سرمالہ باری کا لطف دکھانے لگے سری بھگوان دیکھ رہے ہیں کہ کروڑا بندر زمین کی نظر ہوئے سری بھگوان نے تقییم کی وشنو سنبھالا اور راوہ کے بان تیروں کی آگ میں مٹانے لگے چاروں گاہا بالیک جی کا قول ہے کہ دو تو وطن ہے اس قدر تیروں کی بوجھاڑ ہوئی کہ سارا لشکر نظروں سے اوجھل ہو گیا لچھمن جی نے سری بھگوان سے اجازت چاہی کہ اے شاہ کرین مجھے اجازت ہو میں اس یو لین کا نشانہ کر کے تیروں میں بھگوان نے اشارہ کیا لچھمن نے راوہ پر تیر برسائے راوہ بانوں کو کاٹنا جاتا ہے لچھمن جی تو راوہ کو مارتے ہیں مگر راوہ راجندر پر حملہ کرتا ہے۔ سری بھگوان بھی عار و کئے تیر کاٹ رہے ہیں اور راوہ دیر انداز راجندر سے رزم ہار رہا ہے اس قدر تیر مارے کہ سری بھگوان اور لچھمن تیروں سے زخمی ہو گئے سری بھگوان نے راوہ کا بدن چھینی کر دیا سری بھگوان اور شاہ راوہ داییں اور بائیں گھوم گھوم کر پتیزا بدل رہے ہیں معلوم ہوتا تھا کہ کل کالی پرش اور جراج سے لڑائی ہو رہی ہے۔ آسمان پر اس قدر تیر سہاگن ہیں کہ جان پڑتا تھا۔ کالے بادلوں کی گھٹی چاروں طرف سے اٹھتی ہے راجندر کے گھٹے میں تیروں کا مالانگہ دھگیا۔ سری لچھمن نے مہا یو جی کا سنتر پڑھ کر سونار پر چڑھایا ایک تیر کے ہزار بان ہوئے جو راوہ کے کوچ میں لگتے ہی کتہ ہو گئے زمین پر گر پڑے سری بھگوان نے راوہ کی پیشانی کو نشانہ بنایا اور پانچ ہاں سے پیشانی تو کا کر دی۔ خون بہنے لگا خون بہتے دیکھ کر کانپ اٹھا اور پتھر پڑھ کر ایک بان ایسا مارا کہ جس کے ٹکٹے ہی میدان جنگ میں پھیرے۔ کسے رگدہ گھیرے۔ سانب۔ کتے۔ رعر خیکہ ہزار قہم کے درندے نظر آئے اور فوج میں کچا فتنہ مچنے لگا سری بھگوان نے آگن بان چھوڑا وہ سب جا لڑل لچھمن کر گیا ہو گئے راوہ چھلا گیا اور پھر تیر برسائے راجندر رائے بانوں سے اس کے بان کاٹ

کر دیتے ہیں بلکہ راون کی پیشانی کو توڑ کر نکل جاتے ہیں۔ راون مورچت ہوا۔
اور سگریو وغیرہ باز پھیلے نہ سہائے ۔

سرگ ۱۰۰

میدان کارزار سے راون کی روگردانی اور چھین کی تباہی

شاہ راون پر کشت خون دیکھتے ہی غشی طاری ہو گئی خود بھی زخم وار ہے کپڑے خون تر
ہیں سرخ خون کے قطرے جھال کی طرح وردی کے دامن سے ٹپک رہے تھے کسی قدر
ہوش آیا۔ آتش غضب دوبالا ہوئی مایا مانی استرکان پر چڑھایا اور کان تک کھینچ کر
سری ہماراج پر مار دیا۔ اس کے نکلنے ہی تیر و خنجر گردوستان کی بارش ہوئی کچھ بندر ہلاک
ہوئے تھے کہ ہماراج نے گندھربان سے یہ بلاد کی راون اپنا ہاں کٹتے دیکھ کر سانپ کی
طرح بل کھا گیا دوسرے دل و زخنگ ہاتھ میں لیا اور چلے پر رکھ کر سری ہماراج کو نشانہ
بنایا اس بان نے عجیب کیفیت دکھائی ہزار ہا چکر چرخ کھانے ہوئے ہویدا ہوئے اور
سینکڑوں لاشیں زمین پر لٹنے دکھائی دینے لگیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب ماہتا
چکر لگا رہے ہیں سری ہماراج نے اس کو بھی دفعہ کیا راون ہربان کی کاٹ
دیکھ کر شرماتا ہے مگر چوٹ ہاتھ سے نہیں چھوڑتا پھر یک دم سے دس بان
مارنے مجسم مبارک بھی زخموں سے چور ہوا لچھمن جی سات بانوں سے دفعہ کی دھجا
کاٹ گرائی اور ایک بان سے سارنھی کا سر خاک پر لٹنے لگا دفعہ کے گھوڑے
باگ توڑا کر بھاگے شاہ راون آتش غضب سے بھڑک اٹھا جب دھڑلے نہ چلا۔
بھبھکیں پر برس پڑا کہ اس ننگ خاندان کو کیوں نہ صفایا کر دوسارافا دوسی
کا ہے راون گرد گرداں بیکر بھبھکیں کو پاٹمال کرنا چاہتا ہے اور بھبھکیں دار اپنے گرد پر
رہ کر ہے یہ راون نے برہماستر نکال کر بھبھکیں پر مار دیا لچھمن نے برہماستر کا
دار اپنے برہماستر سے روکا پھر راون نے برہماستر نکالا اس کے کبھی لچھمن نے
نکالے سے راون جھپٹا گیا اب کی دفعہ جہراج کا دیا ہوا برہماستر چلتے پر چڑھایا اسکا
زور پاک الموت بھی اٹھ نہیں سکتے تھے اور اس کا دفعہ جہراج کو کبھی معلوم نہ تھا ہمنتر

پڑھ کر بھیجی کہ پڑھ کر دیا برہما ستر اندر کے بچہ کی طرح شن شن کرنا بھیجی کہ طرف
 چھکا لچھمن جی نے سوچا کہ اس ستر سے بھیجی کی جان نہیں بچی۔ اس کا دار رکھنے
 کو خود سانس کھڑے ہو گئے اور دھنش چڑھا کر ستر باندھ لیا راون نے پوچھا کہ بھیجی
 کی جان ایسی پیاری ہوئی کہ اپنی جان خیریں کی پرداہ نہیں کرتے کئی دفعہ دیکھ چکا ہوں
 کہ میرے بان رو کر کے بھیجی کی جان بچانے ہو۔ خیر مصافقہ نہیں اس شکستہ کا دار
 رو کو یہ ہتھاری اور بھیجی دونوں کی جان لگی یہ کہہ کر وہ شکستہ چلائی سری ہمارا جس نے دیکھا
 کہ شکستہ لچھمن کی طرف بے حجاب علی آ رہی ہے سری ہمارا اس کے دفعیہ کی فکر
 میں ہوئے منت پر ہنسنے لگے کہ اس کی تاثیر جھوٹی ہو جائے اتنے میں شکستہ سری لچھمن
 کے سینے میں ور آئی دھیندہ نگار ہوا اور غشی کی حالت طاری ہوئی سری ہمارا جس
 پس پیش میں پڑے کہ کیا تدبیر کروں اگر لڑائی سے منہ پھیرنا ہوں تو جھڑپا دھرم
 بٹا لگتا ہے اور لچھمن کو قیام گاہ پر نہیں لجا تا تو جان کی خیر نہیں معلوم ہوتی ہمارا جس نے
 دھرم کا خیال کیا راون سے بدستور سرگرم لڑائی ہے راون کے آتشیں نیزوں کو کاٹ کر
 رہے اور سری لچھمن جی کے بھی نگراں ہیں باند اور کچھوں نے شکستہ نکالنے میں بہت زور
 لگایا لیکن شکستہ بدن میں کچھ ایسا ہیوست تھی کہ حبش بھی نہ کی خود ہمارا جس نے وہ شکستہ
 دونوں ہاتھوں سے کھینچ لی اور وہ ٹکڑے کر کے پھینک دی اور ہر شاہ لنگا سرگرم پیکار سے
 اور ہمارا جس شکستہ نکالنے میں مصروف ہیں شاہ لنگا ہمارا جس کو نشانہ بنارہا تھا سری
 ہمارا جس ہنومان سگریو اور انگد سے بولے کہ لچھمن جی تمہارے سپر ہیں میں اس مردود
 کی خبر لیتا ہوں یا تو راون رہیگا یا رام رہیگا لوگوں کا مقولہ ہے کہ کبھی کی وجہ سے
 رام کو صحرانوردی اختیار کرنا پڑی نہیں یہ قلعہ ہے بلکہ راون کے سنے کیلئے میں نے
 بن جاتر کی جنگل جنگل کی کنکڑیاں بھوڑیں سلطنت پر لات ماری مصیبتیں اٹھانا
 پڑیں اور آج بھی لچھمن جی بس پڑے ہیں بھائی کی چاہ سے منہ موڑ لیا اور راون سے
 جنگ کرنے پر تیار ہو راون ہی کے لئے سگریو سے اتحاد بڑھایا بالی کو مارا اور
 سمندر پر پل باندھ کر قلعہ لنگا کو گھیرے ہوں آج وہ راون سانسے کھڑا ہے پھر کیونکر
 زندہ جمعوں گا جس طرح اژدر درختوں کی زہر آلود لنگا ہوں انسان جان سلامت
 نہیں لجا سکتا اسی طرح میری شعلہ بیز فطر کے مسوں راون نہیں جا پڑ سکتا

اس لئے اے ہندو! اب جنگ کا تماشا دیکھنے کو پہاڑ پر جاؤ وراگی کے جوہر دکھا
 چکے بہشتان لڑے تھک گئے ہو میں اکیلا اس مردود کو تیروں کے گھاٹ انا رڈنگا
 اور راجپھسان بدکردار بھی شربت موت کی چاشنی چکھ کر عدم آیا وسدھارینگے موکر
 رام راوی خلق سینا ابدیادنگا رہینگا اور ہر کہ دمہ کی زبان اس فسانے سے ملوث ہوگی
 کہہ کر سری مہاراج نے دھنیش پر بان چڑھایا اور فوج مخالف کا ستھڑا کرنے لگے راوی
 بھی تیروں کا بینہ برسار رہا ہے اور راجپندریروں کو کاٹ کر فوج عدد کو خاک میں ملا دیتے
 ہیں آخر کار شاہ راوی مہاراج کے تیروں سے زخمی ہو کر میدان رزم سے بھاگ کھڑا ہوا
 بدطینت راجپس بھی ناہوار لنگھا کے ساتھ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر چلتے ہوئے

سک ۱۰

لچھمن جی کی بیہوشی اور سری رام جی کی گریہ زاری

شام بھی ہو چلی تھی راوی بھاگ کھڑا ہوا راجپند بھی مجروح لچھمن کو اٹھا کر قیام
 گاہ پر لے ہندو سے لڑتا دھڑا لچھمن جی زخموں سے چورہیں بدن کو تر تر سے
 جنہیں اپنی جان سے بھی زیادہ رکھتا ہوں اگر ان کے دشمنوں کا بال بیکا ہوا تو
 میری زندگی بھی شوار ہے اور لوگ طعنہ زن ہونگے کہ بھائی کو قتل کر کے آپ جان لیکر
 اچھو بھیا آئے میرے ہاتھ سے دھنیش گرا جاتا ہے اوسان خطا ہیں جان غالب میں پھڑک رہی
 ہے مرغ روح چاہتا ہے کہ پھڑک کر نکل جائے سری رام رونے لگے فرمایا کہ اگر راوی بھاگ
 بھی گیا تو ہمیں ہرگز اسکی خوشی نہیں نہ ہم کو لڑائی سے روکار نہ ہم کو ظفر ہاتھ آنے
 سے طمانیت ہو سکتی ہے یہ باتیں تیرہ دینیں کہ لچھمن جی زندہ رہتے جس وقت لچھمن
 جی اچھو بھیا سے چلے گئے سب کو دکھ ہوا تھا اور اب بھی لچھمن کے ساتھ پر لوک سہارا لنگا
 افسوس ایسا بد نصیب ہوں کہ سینا اور غنوار بھائی سے بڑائی سینا کے چھوٹنے کا
 غم نہیں مگر لچھمن کی جدائی زخمی دل پر نمک چھڑک رہی ہے عورت راتی پونے تو مل
 سکتے ہیں دولت و ثروت ہاتھ آ سکتی ہے مگر بھائی نہیں ملتا جب لچھمن سا بھائی
 نہیں تو ہم کو راج پاٹ اور سینا سے کیا مطلب ہا جس وقت میں مکان چلا تھا سترتا

نے لچھمن کا ہاتھ میرے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا کہ میں تمہارے پیڑ کرتی ہوں اب بھائی کو چھوڑ
 کر کس جگہ سے سامنے جاؤں اور کیا جواب دوں جب تا چھینگی لچھمن جی کہاں میں
 اس وقت بلبلیں جھانکنے کے سوا کچھ نہ بن پڑیگا خجالت اور شرم دامنگیر ہو گئی مانا کہ
 پر کیا شخصہ کو شہدا اور کیچی بھرت اور ستر سن کل پر دار کے لچھمن جی آنکھوں کے تارے
 ہریان کے بار بار پوچھنے پر کچھ جواب تو نکلیگا نہیں آنکھیں نیچ کرنا پڑیگی اور
 کچھ لولہ پھوٹے گا افسوس لچھمن جی مجھ سے کیوں بھاگتے ہو تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں
 ایسی کم نصیبی کیا انسان کی نہ ہوگی جی میری مخوس گرہ میں کن ایسا یا پ مجھ بڑا کہ لچھمن سا
 دھرم مانا بھائی ہاتھ سے کھو بیٹھا ایسی زندگی پر تین حرفتے برابر آنکھیں کھول دو نہ ہی
 صورت دیکھو۔ آخروہ سبب۔ ساتھ کیوں چھوڑ دیتے ہو زندگی سے بیزار ہو گئے تمہارے
 بغیر میں کب زندہ رہ سکتا ہوں اٹھ کے ہماری طرف کیوں نہیں دیکھتے اسے بھائی
 تمہیں ہمارے اپنی جان نصرت کرنے میں کبھی رننے نہ تھا آج کیا ہے کہ جواب تک
 نہیں دیتے یہ نہ ٹھہرائی اچھی نہیں جب کبھی ہیں بچ و نصبت میں دیکھتے تو سمجھتے تھے اب تمہارا
 ہجر میں دل ٹکارتا ہے اور ہاں ہوں بولنا درکنار ایسی نفرت ہے کہ آنکھ کھول کر دیکھتے
 کبھی نہیں ہمارے پر خزن ملال کی گھٹا چھائی ہے شدت غم سے ترپا ہے ہر سیرا لالہ شامی
 کی آنکھوں سے جوے اشک واپس ہمارے کی باتیں کچھ چھپنی کئے دینی میں سرکہ ہیں
 سے ضبط نہ ہو سکا عرض کی حضور آج خلاف ایسی باتیں کرتے ہیں آپ تو رموز حقیقی سے
 آگاہ ہو کر موقوف انسان کی طرح بین کر رہے ہیں گیانی ہو کر اگیانیوں کی طرح رونا آہستہ
 عقلمند کو زیب نہیں دینا کیا لچھمن جی مر گئے چہرہ بدستور دشمن ہے آنکھیں پتھر والی نہیں
 آپ غم نہ کریں صبر سے کام لیں پھر سو کھین لے ہنومان سے کہا کہ ہو دوری پرست
 پر جاؤ جو اوشدھی پہلے لائے تھے لے آؤ ہنومان جی اٹھ کھڑے ہوئے سری رام کے ہاتھ
 چوے سری بھگوان نے بھی اشارہ کیا ہنومان جی ہوا کی طرح شن شن کرتے ہوئے پیا
 پر پہنچے نظر پھاڑ پھاڑ دیکھا اوشدھی کی شناخت میں پس پیش ہاتھیں بار بار ڈھکیا
 دھکا دیکھا تھک پر دکھ لیا اور آندھی کی طرح دوڑتے ہوئے سری بھگوان کے پاس
 پہنچ گئے سو کھین نے اوشدھی سنگھائی لچھمن جی نے آنکھ کھول دی لیکن بھائی
 رہی اور خوش خرم اٹھ بیٹھے

بندروں کچھولنے ہنومان جی کی تعریف کے پل باندھئے اور راجندر آندر پونچھے ہوئے دوڑے اور کچھن جی کو پسینے سے لگایا فرمانے لگے کہ بڑا خوش نصیب ہوں کہ میرا کھو یا ہوا بھائی مل گیا۔ اب میں نے لڑائی سے ہاتھ اٹھادیا اگر فتح ہوئی تو کیا اور سیتا ملیں تو کیا۔ لڑائی میں سراسر نقصان ہے بھائی کی جان پر بن گئی تھی وہ تو فیروز ہوئی پنج گئے ہیں تو ہاتھ دھو بیٹھا کچھن جی کا جی چھوٹا ہو گیا عرض کی کہ آپ کچھ فرماتے ہیں آپ کہ اپنا قول یاد نہیں وعدہ کر چکے کہ راوون کو مار دو لگا قول کی پابندی مڑوں پر فرض ہے بیان توڑنا دھرم کے خلاف ہے آپ پر نیک بھائی اور راوون کے خون سے زمین کو پاک کیجئے ہماری خوشی اسی میں ہے کہ آپ راوون کو ماریں اور سیتا جی یہاں آئیں سری رام نے فرمایا بت اچھا ایسا ہی ہو گا میں اسے مار دوں گا اس کے ساتھ ہی تمام راجپس بھی ہلاک کئے جائیں گے۔ سنتے ہی کچھن کے چہرے پر مرنی ہوئی لگتی اور بندروں کے چرمہ دلوں میں بشارت نے گھر کیا ۔

سرگ ۱۰۲

سری راجندر جی اور راوون کی رزم آرائی

سری رام و ہنشا بان نیکر میدان میں آئے اور راوون دوسرے تھ پر بیٹھ کر غصے سے کلپتا سری رام کے سامنے آیا اور بجز کی طرح بان برسائے لگا راجندر راوون کی جنگ مبارکی تھی لیکن راوون تھ پر سوار ہے اور ہمارا ج پیدل لڑ رہے ہیں مارنے لپٹے سار تھی سے کنا کہ ہمارا تھ لے جاؤ اور سری رام سے عرض کرو کہ اس تھ پر بیٹھ کر راوون سے جنگ میں سار تھی نے رتھ بیجا کر راجندر کے پاس کھڑا کر دیا عرض کی کہ میں اندر کا سار تھی ہوں۔ اندر سے بھیجے یہ تھ و ہنشا اور جنگی اندر نے آپکی خدمت میں آنے کی اور کہا ہے کہ آپ اس پر بیٹھ کر جنگ کیجئے اور ہنشا بان سے راوون ملعون کو جہم لوں بھیجئے۔ سری بھگوان رتھ کے چاروں طرف پھرے اور یوتوں کو پر نام کر کے رتھ پر سوار ہو گئے اور رام و راوون کی لڑائی ہونے لگی۔ لوگ کہتے تھے کہ ایسی لڑائی آج تک دیکھنے میں نہیں آئی راوون بان مارتا ہے اور سری بھگوان گندھرب آندر دیوتا

سے کاٹتے ہیں راوَن نے دیکھا کہ سب بان ہمارے اکارتھ ہوئے تب سرپوں کے بان
چھوڑنے لگا اور وہ سب راجندر کے بدن میں پیوست ہو گئے کوئی بان باسک ناگ کے
زہر سے کم نہ تھا راوَن کے سینکڑوں بان باسک ناگ کی طرح سری بھگوان کے
بدن میں آویزاں ہیں ہمارا جانے گر دیو اور چھوٹا رہا وہ اس سرپوں کو کھا گیا پھر راج
نے ایک ہزار بان کر سزی بھگوان کو گھیر لیا اور سری بھگوان کی رتھ کی دھجکاٹ کر زمین
پر گر پڑی گھوڑے زخموں سے چور ہو گئے یہ نظارہ دیکھ کر دیوتوں کے ہوش پتیرا ہوئے
کہ راجندر مثل چاند کے ہیں اور راوَن کے بانوں نے راہوں کی طرح گھیر لیا ہے گو باکرہ بن لگا
ہوا ہے سمندر سے مہوان اٹھنے لگا اور آفتاب کی روشنی ماند ہو گئی راوَن نے دس بان
سے سری ہمارا جان کو زخمی کیا۔ ہاتھ اس قدر زخمی ہے کہ خنجر کھینچنا ناگوار تھا۔ ہمارا جان کی
بھوبیں ٹیڑھی ہوئیں آنکھیں سُرخ آنکھ کے کی طرح دھکنے لگیں ہمارا جان کا غصہ دیکھ
کے جو چرچر کر ڈرنے لگے۔ آتما کا پ گیا۔ زمین تھرا اٹھی اور پہاڑ درخت مل سٹے
کوئی دم میں قیامت ہوگی ہمارا جان کا تر کہیں غضب نہ کرے زمین کا طبقہ اُلٹ نہ جائے
کل کاٹتے ہیں آج پرے ہو جانے کا احتمال ہے راجس راوَن کی جے اور دیوتا
راجندر کی فتح ملتے تھے مغرور راوَن نے ایک اور شستہ مارا اور ترسول اٹھا کر سری
بھگوان کے قریب آیا اور اس طرح لغو زن ہڈا کہ ہوشیار ہو یہ ترسول آپکی جان
لینے کو کالی ہے ترسول کی چوٹ کھا کر زندہ نہیں بچ سکتے یہ کہہ کر ترسول مارا اس
ترسول میں آٹھ گھنٹے لگے تھے۔ ترسول آکاش میں اڑتا ہوا سری بھگوان کی طرف
چلا ہمارا جان کی آنکھ جھپک گئی۔ مائل سارنقی نے سری رام کے ہاتھ میں ہاندر کی دی
ہوئی شکتی دے کر کہا کہ اس شکتی سے ترسول کو ہٹائیں نہیں تو یہ ترسول گستاخی
کو بیٹھ گیا۔ اور آپ چوٹ کھا جائیگے پھر جان بچانا دشوار ہوگا سری بھگوان نے
شکتی لے لی اور ترسول پر کھینچ ماری شکتی اور راوَن کا ترسول آپس میں پڑتے ہیں
پر گرے اور وہ راج جس نے راوَن کے گھوڑوں کو نیزوں سے گھائل کیا اور راوَن کی
پیشانی میں تین بان مارے۔ اور پانچ بان چھاتی میں بگائے راوَن بچ گیا۔ چھاتی
پر بانوں کا اثر نہ ہوا۔ مگر پیشانی پھوٹ گئی اور خون کے پرنے سے بنگلے راوَن خون
بیتے دیکھ کر آتش غضب سے جل اٹھا۔

سرگ ۱۰۳

راون اور راجندر کی صف آرائی

شاہ لنگا جاگد از خدنگوں سے سری رام پر چرب کر رہے جس طرح کالی گھٹائیں تاب
 کو بھرتی ہیں اسی طرح راجندر کا جسم بانوں اور تیروں سے بھر پور ہو گیا مگر راجندر کو
 مطلق پرواہ نہ تھی گور راجندر کے روٹیں روٹیں ہیں تیر پوست تھے جس طرح سوزج
 کی کرنیں لاتعداد ہوتی ہیں اسی طرح تیروں کی گنتی نہ تھی پلاس کے رخت کی طرح مہاراج
 خون سے لال ہو گئے تھے رام اور راون کے بانوں سے آفتاب کی روشنی زمین پر آئے
 خیر ہو گئی تھی اندھیرا تھا یہ نہ معلوم پڑتا تھا کہ کون کہاں ہے راجندر ہنس رہا ہے کہ
 بان کاٹ رہے ہیں اور راون تیرا لگنی میں مشغول ہے مہاراج نے یہ فرمایا کہ شاہ لنگا
 تجھے لاور کتے شرم معلوم ہوتی ہے سور سادنت چوری نہیں کرنے اپنی اتوار پر ناز
 کرتے ہیں تو چوٹا ہے سینا کو چرا لایا راون من کے مثل ماربل کہا گیا کہ اس حالت پر تو
 پہنچ گئے خون کے پرنا سے ہماری ہیا اب بھی کہتے ہو کہ راون لاور نہیں سری بھگوان نے
 کہ سینا ہرنے کے وقت میں جو نہ تھا تو چوری سے ہر لایا پیکر زربک لاکھ بڑھ بڑھ کر
 باتیں کہے مگر وقت نہیں ہو سکتی اسے کجخت لڑنے عورت پر مانتھ اٹھایا سیتا کو نثار دکھائی
 یہی باتیں ادھر میوں کی ہیں اسے بھی جس غرور سے سینا کو ہر لایا آج ہم کو جو امزدی کھانا
 ہے افسوس ذرا بھی شرم نہیں آتی ماننا کیسے کا بھائی ہو کہ چوری کرے اور غا بازی سکھ
 نکالے اور پھر کے بین بیروں اگر ہماری موجودگی میں سینا کو ہرن کر لانا اور پھر کھانا
 تیری تعریف تھی اب سچ سچ بتا کہ تو مجھ سے ڈرتا تھا یا نہیں اگر نہ ڈرتا تو میری جرأت جو کی
 طرح سینا کو ہر لاسے میں متقاضی نہ ہوئی اگر میں اس وقت موجود ہوتا تو جو حال کھڑا کرتا
 کا ہوتا ہی حال تیرا بھی ہوتا اور ملوین اب اپنی طاقت دکھا کر کجخت چھوڑاں میں تجھے دینا
 اور اچھسوں کے سامنے جم لک بھیر دنگا اور نیوے برون کا خون پیکر دہریں بچھ رہے ہیں
 تیرے پیکر کے پیکر کے چیل کو سے بوٹیاں کھائیں گے یہ کہہ کر سری بھگوان نے کہ راون برہان چلائے
 راون کا جسم تیروں پھوٹ گیا اور لایا بھور ہوا کہ دشمن جڑھا کی تاب نہ لے رہی تیرے پیکر

یقین ہو گیا کہ بیشک راون مارا جائیگا راجندر نے اتنی ہمت دی کہ راون کا منہ چھا چھوٹ گیا
راون کا سار تھی میدان سے رختہ ہٹا لیا گیارہ سو چٹا تھا کہ راون بچنے والا نہیں رہتا پتہ بھی

سرگ ۱۰۴

سری راجندر جی اور راون کا تیسرا مقابلہ

سار تھی نے رختہ لنگہ میں پہنچا کہ راون کو سہری پر لٹا دیا راون کی آنکھ کھلی سار تھی کو
لنگہ بیاں میں اُسے مہون تو نے یہ کہا غضب کیا کہ مجھے میدان سے لے بھاگنا یہ بزدلوں کی شبوہ ہے
کہ لڑائی سے بھاگتے ہیں یہاں منہ پر جٹ کھا خولے ہیں پیچھے دکھانا کشتن سمجھتے ہیں لوگوں
خیال تھا کہ راو بڑا سپاہی ہے اب لوگ سمجھ گئے کہ راون سا بزدلا کبھی کوئی نہ ہوگا کہ جان چڑکے
راوائی سے بھاگ کھڑا ہوا تو نے بھگدڑ میں نام بکھوایا گورام زور ست ہے مگر نہیں بچنا
نہ چاہئے تھا سچ بتا کہ محنت سے میرا رختہ بھگلا لایا کہ رام سے مل کر لایا کام کیا بھسکین
تو ہم سے کہہ کے دشمن سے ملا تھا۔ مگر تو نے اس کے بھی کان کاٹے ہماری چوری میں
حریف سے مل گیا نفرین ہے تجھ پر تو نے میری عزت پر ہڈ لگا یا پس کر سار تھی گویا
ہوا کہ میں ڈرنے والا نہیں نہ بیوقوف ہی ہوں نہ دشمن سے ملانہ آپ کے احسان بھولے
آپ کی بھلائی کے لئے ایسا کیا آپ کو تن بدن کی خبر نہ تھی رختہ کے گھوڑے خستہ ہو چکے
تھے شاتر میں لکھا ہے کہ سار تھی سب باتوں کا لحاظ رکھے اگر سار تھی مورچیت ہو تو جان
کے بچانے کے واسطے رختہ ہٹائے جانا مناسب ہے اس لئے ایسا کیا گیا سار تھی کی ان
باتوں سے راون کی اشک شونی ہوئی اور سار تھی کی تعریف کر کے ہاتھ کا گننہ حجت
کیا اور رختہ پر سوار ہو کر میدان میں راجندر کے مقابلے پر آیا۔

سرگ ۱۰۵

آدھ استو تر کا پاٹ

سری بھگوان رزم گاہ میں شاہ لنگہ سے ہم بند ہیں اور شاہ لنگہ کا ناوک خارا لنگہ سے

فوج میوں کا ستھراؤ کر رہا ہے بڑے بڑے نامی سرداروں کے دانت کھٹے ہو گئے نہ اس پر کوئی ضرب کام کرنا ہے اور نہ پہاڑ و رختوں کی ضرب اثر کرتی ہے تڑا تڑا کرتے راجندر کا نام لے لے ہے ہیں بے بھگوان اس یوزشت سے بچا نیوالا سولے آپ کے کوئی نظر نہیں آتا رحم کیجئے اوت باقی سنکر رہا ہے رحمت جوش میں آیا مائل سے اشارہ ہوا کہ ملعون کے مقابلے پر تمہ کو پہنچائے راون نے راجندر کو دیکھا تیروں کی بو چھٹا کی ہمارا ج نے بان کاٹ کر اس قدر تیرا رہے کہ راون کے دانت کھٹے ہو گئے دھنشل ہاتھ سے گرا ترسول لیکر دوٹا چاہتا تھا کہ سینے پر مارے مہری بھگوان نے اپنے ضدنگ لہو سے ترسول کے دو ٹکڑے کر دیے راون کی آتش غضب بھڑکی دھنشل لے کر ہزار بان ایک سے فیر کر کے ہمارا ج گھر گئے تیز لو کاٹ کر لے لے مگر بدن میں ایک دم سستی آ گئی حریف زبردست ہے قتل کر سکی تدبیر سوچ رہے ہیں اگست رشی نے دیکھا کہ ہمارا ج پریشان ہیں لوگوں کے ساتھ ہمارا ج کی خدمت میں آئے عرض کی دیا ندھان آپ ایک کام کریں ات ہر دو کا استوتز پاٹھ کیجئے دیدہ لکھتا ہے کہ لیش جی کا استھان سورج کے منڈل میں ہے اس استوتز سے دشمن کا ناش ہوتا ہے تین بھل اس کے پاٹھ کرنے سے ستے میں اول کو بدن میں جیتی آتی ہے دوسرے پاٹھ چھٹکارا تیسرے عمر بڑھتی ہے چوتھے آفتاب طلوع ہوا اس کا پاٹھ کیجئے پچھلے روز تین دفعہ دوسرے روز نو دفعہ پاٹھ کر نیوالا ضرور حریف پر غالب آئیگا یہ کہہ کر اگست رشی چلے گئے اور مہری بھگوان استوتز پاٹھ کرتے ہوئے لڑائی پر مستعد ہوئے استوتز پاٹھ کرتے ہی سورج نارائن نے آواز دی کہ ہے راجندر اب راون کا کال آ گیا ہے بہت جلد اس بد خو کا سر اتار دے یہ

سرگ ۱۰۶

راجندر اور راون سے مقابلہ جنگ

مارتل تمہ بان راون کے رتھ کو غائر نظر سے دیکھ رہا ہے کہ جواہرات سے مرصع مہینوں کی جھال لکھا ہے ہی سے طلائی سنگھاسن بچھ رہے ہیں پر شاہ راون بڑے آن بان سے بیٹھا ہوا آمادہ پیکار ہے راون بھی رتھ پر سری ہمارا ج کو نکال رہا ہے سری ہمارا ج نے

پیشہ سے بھیجے کہ اگر کہن جانب راون کہنگے نہ پائے میں اس کو بہت جلد جہنم بھیجتا ہوں
شاہ راون تیرا لنگی میں مشغول ہے مدارج سے اندر کا دشمن اٹھایا اور راون پر اثرور
خداوند تیرے لئے دیوتا اور گندھرب یہ خوشخوار راوانی شامہ کہہ رہے ہیں اور دعا گو ہیں
کہ کسی طرح پر دیو لین مارا جائے راون کے رتھ پر خون برسنے لگا تیرا ہوا کے جھونکے
راون کے سپہ سالار اپنے اور گندھرب کے سامنے منڈالنے لگے لکھیں تار کی چھا لگی اور
بجھ کر کہتے ہیں یہ تنگن ہیں راون کی آنکھوں سے خون گرنے لگا یہ بدتر گونی کی
باتیں دیکھ کر لوگ ہار گئے کہ راون کی موت قریب ہے *

سرگ ۱۰۷

شہ لٹکا اور سری بھگوان کا چوتھا مقابلہ

بھگوان راجندر اور شاہ راون دو زرتھ پر سوار ہیں ہنگامہ کارزار گم ہے دیکھنے والوں
کے دھنگے کھڑے ہوتے ہیں غضب کی فونیزری تھی جب دو بہادر مقابلہ کرتے کرتے
نہیں پاتے تفریق کی فوج پر ڈھلتے زیرِ بچہ بندوں کا ناش ہوتا لاکھوں چھپن نہ خاک
ہوتے سری بھگوان ہاتھ تھکے کہنا جبار کی موت ہمارا تھ ہے اور راون سمجھتا تھا کہ میں کسی
طرح بچ نہیں سکتا ضرور مارا جاؤں گا کیوں نہ دل کی بھڑاس نکالوں سوچ کر راون نے
راچندہ رکھی دھجی کو اور راجندر نے راون کی دھجی کو گرانا چاہا بان بکھر کھاکے گرنے لگے
مدارج کی دھجی پر آج نہیں آئی راجندر نے اگن بان سے راون کی دھجی کا ٹیڑھی *

سرگ ۱۰۸

پانچواں مقابلہ

دھجی کا ٹیڑھی دیکھ کر راون کی آنکھوں میں خون اتر آیا آنکھ بند کر کے تیرا تار شرم گئے
راون کے بان گمہ وڑوں کو زخمی کر رہے ہیں مگر گھوڑے پیچھے نہیں ہٹتے راون غصے سے کہتا ہے
رہے اور گندھرب ترسول شمشیر تو مراد پھاڑوں کی برسات ہونے لگی ایک ایک بان کے

ہزار ہزار بان ہوتے دیوتا لوگ سے جاتے تھے جب تک سری بھگوان سوبان ماریں اتنی ہی سریر
میں راون ہزار بان چلاتا تھا دیوتاؤں کو بیت خون پیدا ہوا۔ روٹیں کھڑے ہو گئے اگرچہ
راون کی دھچکاٹ گئی پھر بھی قیامت کے دینا ہے راون اور بھگوان کے بدن میں تیر
پیوستہ ہیں و نو طرف ہمار تھی زخموں سے اس قدر مجروح ہیں کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں سوچ
کی روشنی مانتے ہیں دیوتے با ہم مشورہ کر رہے ہیں کہ کوئی تدبیر لے لی ہو کہ جس سے سری
ہماراج راون کو مار کر اس میں دیوتاؤں میں ٹہنی طاقت نہ تھی متروں کا چا پ کر رہے ہیں
سری بھگوان نے سانپوں کے بان مارے بان لڑتے ہوئے راون کی پیشانی پر پڑا اور سر
کٹ کے گرے گئے عجیب بات دکھائی دی کہ ایک طرف سر کٹ کے زمین پر گرے تو اگلے کھٹے
ہی دوسرے سر نمودار ہو جاتے اسی طرح سوباراون کا سر کاٹا گیا مگر پھر جیسے کاتب راجندر
کو ٹکڑ ہوئی کہ جن بانوں سے کھڑو کھن برادہ۔ بالی اور کوند کو مارا ہے آج وہی بان اکی رتھ جا رہا
ہیں سر کٹنے سے یہ ملعون مرنے کا نہیں کس طرح اسکی موت ہو گی سری ہماراج دیکھا فکر میں
غوطہ زن کرتے ہوئے بان چلا رہے ہیں اور راون بھی بدستور موت سے نڈر رہی ہماراج پر حملہ کر
رہے و نورتھ آکاش میں جاتے ہیں اور پھر لڑتے ہوئے زمین پر آتے ہیں جب تھو نظروں سے
غائب ہو جاتے ہیں و نو اطراف کی فوج میں انتشار پیدا ہوتا ہے یہ بڑائی کئی دن اور کئی رات ہی

سرگ ۱۰۹

سری راجندر کے بانوں راون کی تھو

ماتل رتھ بان سری ہماراج سے بولا کہ شاہ راون یوں نہ مریگا جب تک اندر کا دیا سٹوا
برہماستر نہ ماریں گے یہ برہماستر برہما جی نے بدھ تپ کر کے اندر کو بہا دیا تھا جس وقت یہ استر
کسان چھوڑتے قیامت برپا کر دیتا ہے جس کے پاس یہ استر چھوڑ دینا لوگ فتح کرنے اس بان کو چھوڑ
کھینکتے ہیں اس کے شہر ریز شراؤں سے تینوں لوگ قہقہہ ہو سکتے ہیں سری ہماراج نے ترکش
سے برہماستر کا لازمین لہڑا اٹھی تھک پڑ گیا قیامت خیز تھار دھاسے آئیوا لہڑے دیوتا
سم گئے کہ ایسا نہ ہو یہ استر بھی خالی جائے سری ہماراج نے برہماستر چھوڑ دیا راون
کے سینے پر پڑا اور سستا ہوا چینہ لہڑا کر مار دیکھا شاہ راون چونکہ گایا قہر و سیا جی

ہیٹے ہیں ایک کتنی فنیل اس بان کے پرٹنے سے جو اس پتیر لہو نے سیتا جی کا خیال چھوٹا گیا
اور ہم سے زمین پر کار بار مرغ روچ پھر کا اور تکلا کر قفس غصہ سے پرواز کر گیا شور
عظیم برپا ہوا راجپس باخو بھاگ کھڑے ہوئے فوج میوں شادان فرساں اچھنے لگی
کچھ بندوں نے راجپسوں کا انقب کیا ہزاروں سمندر میں ڈوب گئے ہزاروں تپتوں
اور رختوں کے نیچے کچل کے جان بحق ہوئے غرضیکہ لٹکا فتح ہوئی دیوتا خوشی سے بھرم
نہ سہا گندھرب بھی باجا بجا رہے ہیں اور سری چندر کی جے جے کار ہو رہی ہے بھول میں
رہے ہیں اور باد صبا خوشگوار جھونکوں سے دماغ کو تازگی بخش رہی ہے لٹکا کی فتح سے یوں
تو فوج میوں میں ایسا کوئی نہ تھا جس کو خوشی نہ ہوئی مگر تین شخصوں کو نعمت غیر مترقبہ
ہاتھ لگی اول شاہ سگر یو جو اس فتح پر بیٹا پور کا راج بھونے والا تھا دوسرے انگد جی
دلیچند ہوئی تھنا تھی وہ جانتا تھا کہ سگر یو اپنے لڑکے کو راج دیگا اگر لٹکا فتح نہ ہوئی
تو سگر یو ہرگز انگد کو دلیچند مقرر نہ کرتا اب اس کے دل میں سری مارا راج کا رعب بیٹھ
گیا تیسرے بھیمکن جس نے سلطنت کی ہوس میں لاکھ لاکھ لکھ کر دیا سری مارا راج
کی انتہا ہونے لگی بالیک جی فرماتے ہیں کہ جو شخص رام راؤن کا مناظرہ پر چھوٹے یا سنا
تمام موزنہ سار ہوئے مقصد دلی بر آئیے اور اسکے سننے سے مراد یہ ہے کہ باہمی نقائص
دفع ہو جاتے ہیں راؤن کے مرتے ہی تاریکی دور ہوئی آفتاب اپنی نورانی کرنوں
زمین کو موز کرنے لگا :

مرگ ۱۱۰

راؤن کے غم نہیں بھیمکن کی سینہ کو بی و سری چندر جی کی ریش

بھیمکن راؤن کی ریش دیکھ کر سر پٹے لگا آند جاری ہیں ہر دھڑک کر سین کر رہا ہے
اے بھائی تم سا بہادر جسکی بیہوش دیوتے تک کا پتہ تھے تو آج اس طرح زمین پر بے کفن
ہوؤ با اقبال صاحب شوکت با اقتدار راجہ کہ جس کے نام سے سلاطین زمانہ کی روح نکلتی
تھی اس وقت لٹکا کے ہونے میدان میں بے سر پڑا ہے جل جلاؤ وہ تیر شان و عالی
نشتہ گاہوں اور دانیوں کو زینت دینے والا حکمران بے یار و مددگار خاک پر چڑھے اور

اور کوئی اتنا نہ پوچھے کہ نصیب اچھا اور برا کب سے ہے وہ مریم حضرت پروردگار کی نیکیت سے جو وہ ضرور
 بہ دنیا والا پتھر شاہی نصیب کیا گیا اور وہ صاحب ناز ہو قائم و سجاوٹ کو بھی خوشی اور غصہ سے
 بہتا تھا اس وقت تک میں دیکھ رہی تھی کہ وہ شامدار ناز کو میں کے دوبرہ ہزاروں نادر جان
 شاہی ایک اثنا سے پر اپنا خون برائے شکر کے لئے مکریت اور مژدوب نظر آتے تھے۔ آج سوچ کر کنگین
 پردوں میں قیامت بہی جان نہ رہی حالت دیکھ کر کچھ پوچھا جانا ہے کون سنگد آگے اس
 حسرت آئینہ دل کو سدھارے ہے جسے بیکین بھائی کی حالت پر مضطرب و بیقرار تھے سرور عالم
 بھی بیکین کی آہ دیکھا و بکھڑکے بیٹا ہو گئے سمجھاتے تھے افسوس کوئی حصہ بس ہو بکارج و
 غم کوئے سے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور راون کے حق میں سینہ فگار ہونا بہت ہے کیونکہ ایسا ناجدار
 و بیایس کوئی نہیں ہے اور نہ ہوا ہو گا وہ اپنے جسم کی پردہ نہ کرنا تھا جسکے نام سے زمین میں
 کھر کھری تھی اور مرنے جیسے کا غم ہی کیا یہ ایشور کے کارخانے میں موت زندگی کا ساتھ ہے
 مرنا جینا تو بار بار ہوتا ہے اور پھر راون چھتریوں کی طرح لڑائی والا چھتری صہرم نہاد کر گیا
 سو راووں کی طرح جان دی وہ بیشک سرگ گباراں ساہلہ رکھنے کے نام سے اندرا اور
 دیوتاؤں کی رو میں قبض ہوتی تھیں یہ کئی کا پتی تھی آسمان ہیبت سے چرخ کھارہ تھا اور
 موت بھی جسکے سامنے جیسا سائی کرتی تھی زمانے کے دست بڑے خاک میں مل گیا دنیا عورت کی چاک
 ہے ایک آنہ ہے اور ایک مانتا ہے دنیا ہیچ استکار دنیا ہم ہیچ اصل سلسلہ کھڑی ہے راون ہی
 کو دیکھ لو کہ جس نے دیوتاؤں کو لڑا لڑا کیوں کر گیا اس کا نام مرنے کو ہے ہمیشہ کوئی نہیں ہ
 سکتا صبر کردہ دل کو لکھیں جو اور شرادہ کرم پرستوں کی دکھاؤ بھیکین آنسو پونچھ کر لوٹے
 راون نے آج تک کچھ نہیں کھائی جس اقبیم پر دھا کیا نہ بربگین ہوئی جس ناخدا رکھنا کیا
 فدا کی کا حق ہیں مگر حاضر ہوا۔ اندرا و دیوتاؤں نے لاکھ کوششیں کیں کہ کسی طرح بڑا جائے
 لڑا ایک کی بہت نہ ہوئی کہ سامنے کرنا جب گرد گراں بار سے اندرا سن پڑھا دبول یا جاتا
 دیوتے اور اندرا اندرا سن چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے فوج بہت ہے کہ آپ کے ہاتھ سے کیونکر مرے گا
 دروازے سے کوئی محروم نہ پھرتا تھا جس کی غرض فنی حل ہو جاتی تھی دوست و احباب
 کا سچا و قادر اور عزیز محتاجوں کا حامی اس قدر مال و زردیا کہ اسکے راج میں کوئی دیکھ
 کوئی گناہ تھا پھیلانا نام کو نہ تھا راون سے بڑھ کر کوئی تپسوی اور گیانی نہ تھا وہ
 واقعہ جس نے اپنے نام پر راون کھا شہر پایا علوم شاہ سرگرمی سے گاہ تھی۔ اس کی جو

بات تھی بے مثل تھی سری ماراج نے فرمایا خیر شدنی ملتی نہیں جو ہونا تھا ہوا اب مرتبک
کرم کر جس میں راون کا پر لوگ رست ہو آخر تمہارا بھائی ہے جب تک زندہ تھا دشمن
نخواب جیسا تمہارا بھائی ویسا میرا بھائی ۔

سُرگ ۱۱۱

راون کی نغش پر رنواس میں تلاطم

رنواس میں راون کے مرنے ہی کرام چ گیا کوئی سریشیتی ہے کوئی چھاتی کوٹ رہی ہے
کسی نے گریبان پھاڑا تو کسی نے بال گھسوٹے وہ فقیر زین جس میں ناچ رنگ اور عیش و
عشرت کے سامان تھے ناظم کہین گیا وہ سر بھنگ سہ منزلہ عمارت جس میں پری خوں کی آڑ ہام تھا
آج یہ عمارت بہت ہی محنت خیز اور ڈراؤنی صورت بنائے ہے راہیاں سہاگ کی چیز انا رانا
کر کھینک ہی ہیں اور غم سے بڑا حال ہے خصوصاً رانی مندوری سر پر ہاتھ رکھے ایک ایک
کائنات تک ہی ہے حسرت و یاس بھری آہ سردی ہے غم کھانے کھانے عجب حال ہے
آنکھوں کے گرد جھٹے بڑے وہ رنگت جو پہلے گلاب کو شرفانی تھی زعفرانی دکھائی دیتی ہے
وہ زلفین جنہیں شعرا ناگن سے شالیتے ہیں یکجہر کر پریشان ہو رہی ہیں رانی مندوری
کل راہیوں میں سرتاج تھی حکم دیا کہ خاوند کی لاش پر چوریاں اٹھ کر کھڑی ہوئیں انتر
در واز سے نکلیں اور پری خوں کا پہرہ رادن کی لاش کے گرد جمع ہو گیا کوئی رادن کا
سر گود میں رکھے چومتی چاٹتی ہے کوئی ہاتھ پر تصرف کئے ہے کوئی دھڑست لپٹ رہی ہے اور
کوئی سر پیٹ پیٹ کر رادن کے کارناموں کو بیان کرتی ہے اور کوئی چیخ چیخ کر رہ کر رہی
ہے کہ پیارے شوہر تمہارے نام سے اندر جرجراج کبیر گندھرب دیونا اور شیوں کے
دم نہا ہونے لگے آج ہم سے نظرانی کئے زمین پر سو رہے اے آنکھیں کھولو میٹھی بیند
کے منہ لے چکے ہمارا ہمارے غم میں کیا حال ہے ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے
ہم پوچھتے ہیں کہ برہما کے بڑاں سے اندر برن دیونا سانس کھڑے نہیں ہو سکتے ایکشت
انسان سے مارے گئے لے دل جان کے مالک ہم نے تجھے بہت سمجھایا مگر تم نے نہ مانا مگر
پر برہما کا اوتار یہاں سے ان بن ہونا ٹھیک نہیں اسی کا چل تمہیں ملا ہے کہ ساری

لٹکا برباد ہو گئی کل راجپس اسے گئے نام لیوا پانی دیو باقی نہ رہا بھیجن مہنیہ ہیں ان کا
منہ قہ سہ ہو گیا راجندر کے متر ہو گئے اور ہم سب رانیاں بیوہ ہو گئیں پیارے! دھرم
شاستر واقف ہونے پر بھی کتنا بڑا اور معرم کیا۔ غیر کف عورت کو چڑالائے جو سویر لوگ حرام
سمجھتے ہیں اگر سینا کو نہ ہرتے تو آج یہ حالت تمہاری کبھی نہ ہوتی آہ ہم کو رند سا لہ سنا پڑا
چوڑیاں توڑنا پڑیں اور سہاگ کے زیور سے نفرت ہوئی اور سری کستی ہے کہ دیوتاؤں سے
بڑائی ٹھاننا کوئی اچھی بات ہے رشیوں کو ستاؤ ~~اللہ~~ ان کی خبر کر کے جزیہ وصول کر لیا
کبھی چین سے نہیں رہ سکتا ہے جی تم نے بڑا کبھی پھر ہی رام سے لڑے اور اپنا نام مٹا دیا۔

سرگ ۱۱۲

مند و دری کا ماتم

رانہوں کی سردار راون کی پٹ رانی مند و دری لاش سے چسپ ہے کبھی راجندر کی طرف
دیکھتی اور کبھی جھکین کی طرف کن آنکھیں سے نظر ڈالتی اور کبھی گھبرا کر کہہ اٹھتی ہے کہ پر تھی پتی
لاکھ تہیں سمجھا بانگر تم ہی کہتے ہے کہ ہماری تلوار کی آج دیونا اور گندھرب نہ نہیں سکتے۔
انسان میں اتنی جرأت کہاں سے پیارے آج وہی راجندر انسان دپ میں تم سے لڑے
اور تم کو انسانی طاقت دکھا دی تم سمجھتے تھے کہ انسان کی ہستی ہی کیا کہ مشت خاک سے
جب چاہا ل ڈالا رانسوس تم نے رام کو پہچانا نہیں یہ برمجہ دپ میں تھا مارنے کیلئے اوتا
ہوئے راجندر سدرشی ہو کر جیون من سے رہت ہیں آپ کے سوسنی سرب کا جن کے ہر
ہیں صیان آیا۔ بابا موہ سے چھوٹ گیا شکوہ چکر۔ گدا دھارن کر نیوالے انسانی جا میں
آئے اور تمہیں قتل کیا مگر تمہاری جیوٹ اور بہادری ایسی تھی کہ ایکے نہیں لٹسکے دیوتاؤں
نے بندروں پر کچھوں میں جہنم لیا اور فتنہات لٹکائیں خوب خوب انکی دکھائی ہے پر یہ تم
ہم نے بت سمجھا ہا کہ پر ماتما نے تمہارے مارنے کے لئے اوتا لیا تم نے کہا نہ مانا آئریہ لوہیت
آئی کہ اس قوت تمہارا راجیشری جسم خاک پر لوٹا ہے پیارے شوہر تم اندر جیت تھے۔
نفس مارہ پر غالب افسوس کہ دیہاتوں نے عقل پر پانی پھیر دیا خواہشات انسانی
نے زور باندھا مہیتا ہمارا فی کو ہر لے پر تم میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ لٹکا کی بنی نہیں

اس سے آپ کو مجباًتی رہی کہ سری رام سے فی الفت کرنا درست نہیں منباش کا بے سیریت
 پہنچتا ہے تب ہی کو وقت آتا ہے تو پہلے عقل ماری جاتی ہے جب کھوٹے دن آتے ہیں
 تب اٹلی سو جھکتی ہے عصمت آب سینا پر دل سے بیٹھے عقل پر پردہ پڑ گیا ہے پیاسے
 تم نے بہت بڑا کام کیا اس کا نتیجہ اسی وقت منا چلے تھا اگر جسے کمرہوں کا پھل ملا
 تو تجب کیلے راجہ بادیکھو ایک ہی باپ کی اولاد ہو کر کچھ عینکین نے کیا نام پایا اس
 کے پچھن سے خوارق اچھے تھے نیک کاموں کی طرف رجحان تھا ایشوریا کی بھگت اور سجن
 پر شوق کا پتہ دنا داری اب وہ لڑکا کا راجہ ہو گیا گنگا مناری عقل پر پتھر پڑا گئے تھے
 نہیں کچھ سمجھائی نہ دیا موت کے لئے یہاں نہ درکار ہے سیت جی مناری موت کی وجہ
 ہیں اندر جیت اور کچھ کرن کے مرنے سے سارناڑ ٹوٹ گئے ایک مانہ تھا کہ تم نے دنیا
 پر سکے تباہ اور کیلاس پر پٹ کو اٹھا لائے دریوں کی بتی بلانی اپنی سران آسے بیروں کی
 رچیا کرتے تھے لڑوں اور شیروں کے جگ کر مئے مجال نہ تھی کہ بغیر مناری مرضی کوئی
 جگ شرادہ کرے ایسا اٹھاسے پہنچتی تھی آفتاب اقبال تھا راج پر ہمیشہ روشن
 تھا رہے ہی آپ ہی کہ کر کہیں ہے دھڑکے کہیں غصو غصو جدا ہیں میں تو پہلے ہی درپکی
 تھی جب اندر جیت سا دل اور بیٹا لڑائی میں کام آیا مگر جسم بے غیرت تھا کہ اب تک
 سلامت ہے اگر سلامت نہ رہتا تو یہ دیکھ کر ان بعد ہائے آج بیوہ ہو گئی سارا پرار
 بخش ہو گیا مندوری سر بیٹا پیٹ کر رونے لگی مورچہ پت ہو کر گری جب ہوش آیا
 جیسے جیسے گلا بچھڑ گیا بیدم ہوئی اور راون کی لاش پر ماتھے پاؤں چکے لگی مندوری
 کی پیغم حالات دیکھ کر راون اس کی زبیاں سمجھانے لگیں کہ دنیا مدت لو کہ ہے آئے تھے
 سہا کو چننا ہے صبر کر دیہ کہہ کر زبیاں بھی مندوری کے ساتھ ہائے دل بلا چنے
 لگیں ۔

سرگ ۱۱۳

راون کا مرتکب کرم

سری ہارانی بھجی گن سے بولے کہ مرنے دھوونے سے فائدہ نہیں راون کا ستر ہمار

کرنا چاہتے تھے کہ ان کو بچھاؤ اور ان کو دھارس ڈو جھیکوں نے سوچا کہ راؤن ہوتا تھا سرور
تھا لیکن بیٹا ہرے سے اس کو اور کرم نشٹ ہو گیا راؤن کا شرادھ کرتا ہوں تو سری
ہمارا جہزور سوچینگے کہ بھیکوں نے ادھر ہی کا سزا کر کیا بھیکوں نے سری نام غرض
کیا راؤن کرم میں آپ اپنا نظیر تھا مگر سیتا جی کے ہرینے سے مدون خلائق ہوا۔
اس قدر بکی ہوئی کہ بجائے دھرموان کے اب وہ پانی سمجھا جاتا ہے اور بلاشبہ اس عذاب
غلیظ سے کبھی نجات نہیں پاسکتا۔ اگر یہ اس کا نزدیک کرم کروں تو لوگ مجھے بھی پامی
سمجھینگے نہ کروں تو لوگ مغرور کیلئے کہ بھیکوں نے راؤن کا شرادھ نہیں کیا مگر ہمارا ج
میں اس گناہ سے بھی کہیں قدر بچوں گا۔ ام لوگ میرے اس ابتنا سے ضرور خوش ہونگے
سری ہمارا ج بولے کہ یہ خیال خام ہے شرادھ کرنے سے تمہاری بھلائی ہوگی کیونکہ جب
تک مرے کرم نہ ہوں گا چھوٹ سے نجات نہ ملے گی۔ سو نکالو مارے گا راج پر بیٹھنے کے لائق نہ
ہونگے اگرچہ راؤن ادھر ہی تھا مگر چھتری صدم پر چلنے والا بڑا بدار تھا پھر ہمارا ساتھ
لگا لہذا ہم سے باؤں۔ اسے اسکی موت ہوئی سب پاپ جھوٹے گئے راؤن سے بڑھ کر وہ
کون ہو سکتا ہے جس کی دساک اندر آسن میں بیٹھی ہوئی راجہ اندر کی موش زرتی
تھی جس نے سواشو میندھ جگ کرنے اندر کی پدوی حاصل کی راؤن ہمیشہ اندر پر غالب
ہا پس راؤن اندر سے بڑھ کر ہے اگر یہ خیال کرو کہ ہا راؤن تو انڈر مرنے کے پورے
نہیں بنی اسلئے تم شرادھ کرادو راؤن کے روح کو پند بیکر خوش کرو بھیکوں سری ہمارا ج
کی نصیحت سن کر لنگا ہی آیا جس کی انگڑیاں جمع کر اٹھیں اور خاندانی لوگوں کے ساتھ
سری ہمارا ج کے حضور میں آئے۔ راوان شیر شاہ لنگا تھا۔ ددو نے مل کر راؤن کی
کر یا کرم کی۔ ارنی بنائی۔ سمندر کے کنارے مرگٹا لگے۔ باہر سے ہر سیرت
بھی ساتھ تھیں۔ چٹا لنگائی پنا کے دکھن پیری بنائی۔ کاسے ہرن کا مرگ چھا لہا پچھا یا
اور لاش چٹا پر رکھ دی آگ لگائی گئی ساتھیوں نے تلا بجائی دی عورتوں کو سمجھا دیا۔
تو تیر لکھری ارنج جلتی ہوئی سری ہمارا ج بھیکوں سگر پوسے داکینہ سے پاک ہو گئے
سمجھوں کے چہرے پر بشارت برس رہی ہے غنہ نام کو نہیں۔ دیونا کیرن کر رہے ہیں۔
راچندر کے اوصاف کا ذکر ہو رہا ہے ہومان جی اور سری لکھن کی داری کے چرچے ہو رہے
ہیں سری ہمارا ج نے اتل رتھ بان کی۔ تنکے پتھر نیل کی اور رتھ کو اندر سے پاس

بہت دیر ساری مہاراج نے سگریہ کو چھانی سے لگایا اور بھیجیں شرادھ کر کے سری مہاراج کے پاس حاضر ہوئے سری مہاراج نے لچھمن سے اشارہ کیا کہ تم بھیجیں گے ہر لکھا میں چلے جاؤ بھیجیں گے گدی پر بٹھا کر واپس آؤ بھیجیں گے سہا سچا وفادار ہے لچھمن نے بندروں کو بھیج کر چار سمندروں کا جل منگیا بھیجیں اس جل منہائے لچھمن جی نے تخت طلائی پر بھیجیں کو بٹھالا اپنے ہاتھ سے تنک کھینچ کر تخت نشینی کے بعد بھیجیں سری لچھمن کے ہمراہ راجپندر کے پاس حاضر ہوئے اندر دکھلائی مہاراج نے ہاتھ رکھ دیا بھیجیں کی تخت نشینی سے ہنومان جی کو بڑی خوشی ہوئی سری مہاراج نے ہنومان جی کو لکھا میں بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ گی جی سے رادھ کے مرنے کا حال کہ دو اور ہماری طرف سے بہت پوچھو مزاج پرسی کے بعد واپس آ جاؤ۔

سرگ ۱۱۴

ہنومان جی سری سینا کے پاس

حکم پاتے ہی ہنومان جی لنگا پہنچے نشا چروں نے ہنومان جی کا پوچھن کیا اور ہنومان جی اشوک ہلکا میں سینا جی کے پاس پہنچ گئے ڈنڈوت کی جانکی جی ہنومان جی کو دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے مگر منہ سے نہ بولیں۔ ہنومان جی نے سری رام اور لچھمن کی بڑائی کر کے رادھ کے مرنے کی خبر سنائی جگت جتی مہا بابا آپ کے پیت مہرم سے سری مہاراج نے دشمن پر فتح پائی عہد پیمان قائم رہا بھیجیں گے لنگا کا راج مرحمت ہوا ہنومان جی چپ چپ سے سینا جی نے لب تک نہ بلائے ہنومان جی کو پس پیش ہوا کہ سری مہارانی بولنی کیوں نہیں ہنومان جی کے چہرہ پر افسار دیکھ کر سری مہارانی نے قفل سکوت توڑا۔ آنکھوں میں پریم کے اشک بھرتے ہوئے فرمایا فکر اس بات کی تھی کہ اس کے معاملے میں کیا دوں کہ ان احسانات سے سکڑی ہوئی روح بخش خیر سننے سے میرا خیال نیا کی کل چیزوں پر گشت لگا آیا یہی کوئی چیز نظر آئی کہ اس خبر کے نظر ہو سکے البتہ میں تمہارے ہوں تمہاری محبت میں سبھی ہے کہ جو ہمیشہ قائم رہے ہنومان جی نے سر جھکا لیا ہاتھ جوڑ کے کہنے لگے کہ آپ کی اتنی دیا کیا کم ہے کہ آپ مجھے دل میں رکھے ہوئے ہیں ایسے پدارتھ کس کو حاصل ہو سکتے ہیں جانکی جی بولیں کہ پتلی

تین طرح کے کام کرتی ہے۔ پریشور کو راضی رکھنا۔ اُن کے چتر سننا۔ پتلی پتھر یا لہسن ر ہنایہ
 سب پدارتھ نم کو حاصل ہیں اور پھر تم میں صبر عاجزی اور بہادری موجود ہے۔ ہنومان جی نے
 کہا اے مانا جتنی راجھسینیاں بیٹھی ہیں انہوں نے بہت کچھ دکھائے ہیں مہری خوشی ہے کہ
 ان کو مرادوں کی کوٹھڑی کسی کو گھونٹ اور کبی کولات سے ان سب کی بیڑوں یہ بھی
 کہا جائیگی کہ جگت مانا جائیگی جی کے ستنے کا ہمیں پھل نہیں ملا اپنی آنکھوں سے دیکھو
 چکا ہوں کہ ان سب آپ پر بہت عذاب نازل کئے ہیں سری جانکی جی بولیں کہ ان بیچاروں
 کا کچھ قصور نہیں یہ تو حکم کی تابع تھیں جو رادھن کہنا تھا کرتیں اور رادھن بھی خطا وار نہیں
 قسمت کا دوش قسمت کا بھی دوش نہیں جیسا ہم پوربہنم میں کیا پھل پایا اور اُس کو بھی
 دوش نہیں تغیر کا لکھا تھا نہیں شرمی ٹٹنی نہیں جو چاہتی ہے کہ یعنی ہے اول تو
 راجھسین بے قصور ہیں اگر قصور وار بھی ہوں تو ہم نے اُن کی خطائیں معاف کیں بیٹا اب
 تم کچھ نہ بولو کہ تم نے ایک چڑیا اور شیر کی داستان نہیں سنی ہنومان نے کہا کیونکر
 جانکی جی نے کہا ایک شیر شکار کی تلاش میں جنگل میں پھر رہا تھا اتفاق سے غریب چڑیا
 کا گزرا جی جنگل میں ہوا شیر جھپٹا چڑیا نے رخت پر چڑھ کر جان بکالی شیر رخت کے پیچھے
 گیا۔ راجھسینیاں دکھا رہی تھیں غراتا ہے چڑیا رہا جاتا ہے اُس رخت پر کسی بچے کا لیسر تھا
 خیر نے بچے سے کہا تم اتنا احسان کر دو کہ چڑیا کو رخت سے گرا دو کئی دن کا بھوکا ہوا
 اسے کھاؤنگا اور اپنا پیٹ بھر دوں گا یہ کچھ صاحبیت اور بردبار تھا سوچا کہ شکاری ہی
 پناہ میں جان بکائی چاہتا ہے اگر دھکیل دوں تو بہت بڑا عذاب ہوگا شیر سے کہا کہ یہ تو
 نہ ہوگا یہ میری سرن ہے میں اُسے عذاب میں پڑونگا شیر نے بہت سمجھا بھوک سے
 بیچینی ظاہر کی مگر بچے نے نہ مانا کھالو نے آنکھیں بند کر لیں اور رخت پر سو رہا شیر
 چڑیا سے بولا میں اسی واسطے یہاں پر بٹھیر تھا یہ میرا دشمن ہے جب پتلا جاؤنگا تو تمہیں
 کھا جائیگا ایسا کام کر دو کہ جس میں تمہاری بھی جان بچے ہماری بھی بھوک رفع ہو کچھ کو گراؤ
 میں لقمہ بنا کر چلنا ہوں یہ مدت چڑیا راجھسین کا احسان بھول گیا بھوک کو دھکیلا مگر
 بھالو ایک سا کر دوسری شلخ پر ہو رہا شیر نے بچے سے کہا کہ اس کی شش کشتی دیکھی تم اسکی
 بان بکنا چاہتے ہو یہ تمہاری جان کا گاہک ہے اب اسے گرا دو میں اپنا پیٹ بھر دوں گا کچھ
 نے انکار کیا اور شیر یا اس کی حالت میں اپنا منہ لیکر صلا گیا اب چڑیا کے پاس تیرا جو

کہ اتنی ہی بات کچھ ہماری جان کا دشمن ہے شیر کو درخانیابہ چٹا گیا آج یہاں کہا باجی کا
نے کہا کہ اوجس کشتی باز تم اپنی بات نہیں ہٹو گے شیر تو سنو میرے پاس پناہ کی تیاری
میان کا خواہاں نہیں جاگھ کر راستہ لے مگر یہ سمجھ لینا کہ تو بیس کر لگا دیا کھیل پاؤں پر
پا پا کر کم کھیل اپنے ہی کو ہٹو لے اسی طرح ہنومان جی کوئی اور دم بھی کرے اور نہ
سر آئے تو مارنا یا جڑائی سے پیش آنا مناسب نہیں ہنومان جی بولے کہ آپ عصمت
کی دیوی ہیں پھر تینوں لوگ کے مالک سری ہراج راج چند کی پریم پیاری استری
ہیں۔ آپ کیونکر ایسی بات نہ کہیں۔ اب جاتا ہوں سری ہراج نے خبر لیہ کیو اسٹے لیا
تھا جانکی جی نے کہا کہ ہراج سے کہنا کہ آپ کے درخندوں کی آرزو میں ابھی ٹاس زندہ
ہی دیکھئے یہ اسید کب تک لڑائی ہوتی ہے ہنومان چے آئے اور سری ہراج محل لیا گیا

سرگ ۱۱۵

سینا جی کی طلبی

ہنومان جی نے سر جھکا یا قدم چوے اور پرار تھا کرنے لگے کہ لنگا فتح ہو گئی راون مارا
گیا اب سینا جی کے بلائے میں کیا تباہی ہے سری ہراج نکر میں غلطان ہیں کہ اگر جانکی
جی کو انگی کار کرنا ہوں تو عزت پر ہٹا آؤں گا بھجیکن سے فرمایا کہ بانکی جی کو اشدان کر کے
لباس اور زیور پہنا کر یہاں لے آؤ بھجیکن نے فی الفور حکم کی تعمیل کی لبان فرہ سینا
اور پیش میں سوار کر کے سری ہراج کے پاس لائے جاؤں گا بالیک جی فرما میں سری ہراج
کو فکر دیا گیا ہے کہ کیا کروں اگر جانکی جی کو انگی کار کرتا ہوں تو لوگ انگپاں لٹائینگے۔
بھجیکن نے کہا سینا جی آئی ہیں ہراج کے چہرے پر خوشی کی جھلک مارتی مگر پھر دیکھا میں
غوطے لگانے لگے چہرے پر اندر کی ظاہر ہونے لگی غصے کی آگ بھی بھڑک رہی تھی سوچتے تھے کہ
عزت کی وجہ سے ان کو لڑے دیکھ جھینا پڑتے میں عزت ہی مرد کی کان ہے خوشی اس بنا
سے تھی کہ لنگا فتح ہونے پر سری سینا جی سے ملاقات ہوئی جو تمنا تھی برائی اور غم اس بات کا
تھا کہ جانکی جی آگ کے سپرد ہو چکی ہیں بغیر آگ میں جھلے پائے ہوگی اور آگ کے شعلے
سے بڑی تکلیف ہوگی لچھمن سگر بوب بھجیکن بھی کیسے کہ جیتے جی آگ میں بارہا لکھتے ہیں

بولے کہ جانکی جی کو درد کس واسطے رکھا ہے ہمارے پاس لے آؤ بھیجیں گے راجپسوں کو
 آگپادی راجپسوں نے پاکی اٹھائی اور بید کی چھڑی سے سب کو ہٹا دیا۔ آگپادی نے
 جانکی جی کے دیکھنے کی ہوس تھی وہ کہتے تھے کہ جانکی جی کیسی ہیں جن کے لئے اتنا بڑا راج نہ کیا
 گیا بھیجیں گے لازم سب کو مار مار کر بٹا رہے ہیں سری ہمارا ج نے ڈانٹ کر کہا یہ کیا کرتے
 بیچاؤں کو مارنے کیوں ہوشیاری سمجھتے ہو کہ غیر کف عورت کا دیکھنا دھرم کے خلاف ہے یہ تو
 خیال خام ہے عورت اپنے دھرم سے بچ سکتی ہے اور یوں تو لاکھ پردوں میں چھپاؤ مگر یہ فاش
 عورت کبھی رک نہیں سکتی شاستر لکھتا ہے کہ عورت کو لڑائی کے موقع پر شادی کے وقت
 جگیا اور تیرتھ کے مقام پر ہوا میرا درد کھ کی حالت میں دیکھنا مسوع نہیں اور جو عورت
 خاوند کے پاس ہو تب بھی پوش نہیں ہوتا اس لئے جانکی کو پاکی سے اتار دو۔
 پسیل ہمارے پاس لے آؤ کہ جن جن کو دیکھنے کی ہوس ہو اچھی طرح سے زیارت کر لیں
 بھیجیں گے سری ہمارا جی کو اتار اور پسیل ہمارا جی کے پاس لے آئے جانکی جی
 شرم سے گردن جھکائے چلی آتی ہیں دل خوشی کے وہ ہوں سے بھر رہا ہے سری ہمارا ج
 کا چہرہ ماہتاب کی طرح جگمگا رہا ہے اور خوشی دامن دولت کے گرد پھیر رہی ہے ۔

سرگ ۱۱۶

سری راجندر اور جانکی جگت ماتا کی باہمی گفتگو

جانکی جی سری ہمارا ج کے پاس بیٹھ گئیں راجندر نے سلسلہ جنماتی کی کہ میں نے رادنا
 کو مارا لکنا فتح کی اور تم کو اپنے پاس بلایا رادنا پر مجھے غصہ تھا کہ ہماری اندم موجودگی
 میں تمہیں چرا لایا آج ہمارا عہد پورا ہوا مگر اس وقت کا ہے کہ ہمارا خاندان
 رکھو نہیں میں یہ کنگ بنگا کہ راجندر کی استریاؤں کے قہقہے یہی سن رہی ہوں تو مارا گیا مگر یہ ہے
 مشام کو رادنا کے مارنے کی ہوس ضرور تھی مگر تمہارے لئے کی خواہش نہ تھی اب آرزو ہے کہ
 اس وجہ کو اپنے دامن میں لے لو اگرچہ عصمت پر راج نہیں ہے مگر لوگوں کی زبان رک نہیں
 سکتی وہ ضرور عیب کی نگاہ سے دیکھیں گے جس طرح اندھے کو چراغ نہیں دکھائی دیتا اسی طرح
 جینکیت بدنام دھندلے ہو گا ہم تمہارا منہ نہیں دیکھ سکتے تم جہاں چاہو وہیں آؤ گے کہ تمہارے پاس

کون ہو گا جو ایسا نہ ہو جو اس کی عورت مفقود الحیر ہو اور پھر وہ اس کو انگی کار کرے
پھر تمہے تو رادو کا بدن چھو رہے تمہارا ساتھ کس طرح دوں ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔
بھرت۔ چھین۔ سترہین۔ سنگریلو اور پھر چھین ساتھ دیں تو دیں مگر میں منہ نہیں کھلے گا
سری بائیک جی بدہشت آئینہ کلمات سن کر رونے لگیں۔

سرگ ۱۱۷

آتش کدے میں سری جانکی جی کا سمانا

جگدیش بھوانی سری سینا جی کو کب ان بالوں کی تاب تھی جوئے اشک واں ہے غم سے
خزون ہو رہی ہیں صبر کی طاقت نہیں شرم بالائے طاق ہوئی غیرت نے منہ موڑا ضبط نہ
ہو سکا بے اختیار بول اٹھیں سری ہمارا یہ کیسی باتیں کرتے ہیں جاہلوں کی سی باتیں
نظر آئے لگیں آپ کو میرا استخوان لینا نہ نظر ہے تو مستند ہوں مگر ایسی بات کوئی نہیں کھاتا
کہ رادو نے میرا بدن مس کیا اول تو میں بہت پچی اگر ایسا ہوا بھی تو پرسی تھی کچھ اختیار نہ
نہا آپ نے پہلے کہا تھا کہ تم آگن میں پڑیں گے کیا میں لیا دکھاؤں گا تو یہ تصور آپ کا ٹھہرا میں
بے تصور ہوں سنے کی طرح مجھے کیوں ساتھ رکھا آتش کدے میں جھونک دیا تھا تو حسنینہ
ہونا اگر آپ کو میرا ساتھ منظور نہیں تو سہوان جی کی زبانی کہنا بھیجا ہوتا تو میں کیوں آتی ہر
کھا لیتی ہاچھری کسا کر مر جاتی آپ اتنی تکلیف بھی نہ گوارا کرتے مفت کی ٹھیکٹ اٹھائی میرا
جسم انسان کی طرح نہیں ہوتا بلکہ میری پیدائش زمین سے ہے آپ اتنے ہر کر ایسے قبیح الفاظ
مُنہ سے نکالتے ہیں زمین پھٹا کیوں نہیں جاتی کہ اس میں سما جاؤں اور مصریوں کی باتیں
تو آپ کریں اور کلنگ مجھ میں لگائیں۔ آپ کا قول تھا کہ تمہیں کبھی نہ چھوڑ دنگا کیا
عقارے دقت کی باتیں بھول گئے کیا کیا عہد و پیمان ہوئے تھے پھر کچھ نہیں جی سے مخاطب
ہوئیہ درباری کر کے چٹا بڈا۔ اسی وقت جل بھن کے مر جاؤنگی مجھ پر سری ہمارا نے
جھوٹا کلنگ لگایا۔ کچھ نہیں جی چاہتے تھے کہ ہمارا ج کو سمجھائیں۔ مگر ہمارا نے اشارے
سے منع کیا کچھ نہیں جی مجبور ہوئے چٹا بڈا اور سری سینا راجپوتہ کے گرد گھوم کر پولیس کے
سوا سری ہمارا کے اگر میں نے کبھی کو بڑی نگاہ سے دیکھا یا کسی سے محبت چٹائی ہو۔

تو یہ آگ مجھ کو بھشم کر دے اور نہیں تو میں اپنے پیٹ پر دھرم کی بدلت ابھی لٹکی آتی ہو رہا ہوں
اور رشتی دیکھ رہے ہیں سب چاہتے ہیں کہ سری ہمارا ج کو سمجھائیں مگر ہمارا ج غصے سے
مبہوش ہو رہے ہیں سر نیچا کئے کسی کی طرف دیکھتے نہیں سری جانکی جی چلتی ہوئی آگ میں
کو دیں حاضرین کی آنکھوں سے آنسو نکلے اور ہاتھ ہاتھ کے غمرے بلند ہوئے

سرگ ۱۱۸

سری راجندر کے حضور میں دیوتاؤں کی آمد

سری ہمارا ج سرخیم ہیں آنکھیں چار نہیں ہوتیں کہ سب لوگ کیسے خلاف شان پیشیا
ظہور میں آ رہی ہیں اتنے میں برہما - اندر کو میر ہرن اوریت دیوتا رشیوں کا جم فنیہ دیوتا
جی کے ساتھ راجندر جی کی خدمت میں حاضر آیا راجندر نے پیشوائی کی دیوتے اور رشتی سری
ہمارا ج کی پرارتھا کرنے لگے آج یہ عجیب نظارہ سامنے ہے جگ جینی ہمایا آگ میں کود
ہیں۔ آپ کو ذرا بھی باز نہ ہوئی۔ ہمارا ج بوسے کہ اب تک تو میں اپنے تئیں انسان سمجھا کیا
کہ راجہ دوسرے کال کا ہوں انسانوں کی طرح کام کئے آج خیال بڑا کہ میرا اوتار پر تھی
کا بھارا تارنے کے لئے ہوا ہے لٹکاؤ ہو گئی کل کام ٹٹا گئے اب اجودھیا میں جا کر
راج کر دینگا اگر ایسا نہ کرنا تو لوگ طعنہ زن ہوتے بہت سے لوگ مجھ کو انسان ہی
سمجھتے ہیں اب جیسا برہما جی کہیں؟ یا کرنا چاہتے برہما جی کہنے لگے کہ نہ آپ سدا
کے لڑکے ہیں اور نہ انسان آپ تو سیکھ چکر گدا کے دھارن کر نیوالے برہم روپ
پر شوقم اور سرب بیا پک ہیں جب بھگتوں پر دکھ پڑتا ہے آپ اوتار لیتے ہیں پاپ
روپ ہو کے دیوتاؤں کی پالن کرتے ہیں آپ کی نا بھی سے میرا جنم ہوا۔ وید آپ کی
آتما ہے جیسا دھرم ہوتا ہے تب اوتار لینے کی ضرورت ہوتی ہے آپ کے ایک بھجا
اور ایک چرن ہیں تینوں رک آپ کے سر پہ ہیں پر گھٹ ہیں سرتی جی آپ کی زبان
پیر آپ کے ہر دیش میں دیوتا باس کرتے ہیں رات دن آپ کی پلک ہیں اور کل ہنس
آپ کا سر پر اور آگ آپ کا قہر اور چندرمان آپ کی دیا میرے اور اندر

و غیرہ دیناؤں کے کہنے سے آپ نے منٹس سر برودھارن کیا ۔

سرگ ۱۱۹

جائگی جی کے ساتھ اگن دیوتا کی حاضری

برہما جی کی استت سن کے ہمارا ج کو بڑا آتندہو اگن دیوتا سری جائگی کو گودیں لے
ہوئے سری ہمارا ج کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ تینوں لوگ کی مانا جائگی
جی کو قبول کیجئے یہ سب لوگ تہیں بگت جینی ہیں ان پر کوئی نظر نہیں ڈال سکتا اپنے
ہمارے سر کیا تھا اپنی امانت لیجئے ہمارا ج کو اگن دیوتا کی باتیں پسند خاطر ہوئیں اور سری
جائگی جی کو سبے قصور سمجھ کر اپنے پاس بٹھایا برہما جی نے عرض کی کہ اب سری جائگی جی
کو لیکر اجدیہا میں راج کیجئے اور جو لوگ جائگی جی پر عیب لگا دیں ان کی سرکش نہیں
ہو سکتی کیونکہ جائگی جی تو سائنات بھگوتی ہیں ۔

سرگ ۱۲۰

سرگ سے راجہ دسترخ کی آمد

دیناؤں کے راجہ اندر سری ہمارا ج سے گویا میں کہ اب اجدیہا کا راج دیکھئے رہبر
شرمین رکو شیا کیلکٹی اور ستر اوغیرہ آپ کے علم میں محزون ہو رہی ہیں آپ جاٹے اور
سب کے زخمی لوں پر رحم رکھئے نہیں تو آپ کی جدائی میں جان توڑ دیگی یہ کہہ کر راجہ اندر چپ
ہوئے برہما جی نے تا بیدار بنی کی کہ ہمارا ج وہ دیکھئے آپ کے پنا راجہ دسترخ بوان پر آئے
ہیں آپ ایسے پتر ہوئے کہ راجہ دسترخ تر گئے شیو جی نے بھی برہما جی کی باتوں سے اتفاق کیا
جیسا برہما جی اندر کہتے ہیں یہاں ہی کرنا چاہئے آپ اور چھین جی راجہ دسترخ کو پر نام کیا
سے ہمارا ج اور چھین جی اٹھ کھڑے ہوئے مڑوب ہو کر سرخو خرم کیا اور ہاتھ جوڑ کر کہہ
نسریم چھوئے راجہ دسترخ دونوں بھائیوں کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے ۔ یوان ستر سے
اور سری ہمارا ج اور چھین جی کو چھاتی سے لگایا اور کہا کہ اگرچہ سیکینڈ میں عیش بھوگ

رہا ہوں مگر بغیر تمہارے دیکھے کے کاٹے کھاتا ہے جب تمہاری تانکیٹی نے صحرانوری کے لئے
 تم کو ہدایت کی تھی وہ وہ نہیں بھوتنا آج تم کو دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا ہوا اور غصے کی آگ بجھ گئی
 اے بیٹا ایسے سعید لڑکے دنیا میں کس کے ہوتے ہیں جو بات تم نے دکھائی تمہاری جہ سے آج
 بہشت میں بیٹھا چین کر رہا ہوں اب جا کر اچھو بیچا پوری میں راج بھوگو اور کو شلیا مانا کو
 اپنے دیدار سرور کر و تم نے میری خدمت سے چودہ برس جنگل کی کنکریاں پھوڑیں مصیبتیں جھیلیں
 سری ہمارا جس نے جواب دیا کہ مجھ ایسا بد نصیب نے کیا میں کوئی نہ ہو گا کہ جس نے باپ کی خدمت
 بھی نہ کی مرتے وقت تیار رکھی نہ ہوئی پناہی ایک بات کتنا ہوں آپ کو قبول کرنا ہو گی کہ کیسی
 اوپر جو آپ کو غصہ ہے آپ صاف کیجئے راجہ سرخ سن کر بچھین ہوئے سری ہمارا جس کی سعادت
 دیکھ کر اس قدر غلط ہوئے کہ زبان سے بات نکالنا دشوار ہوا دونوں ہاتھ اٹھا کر اشیر باریا
 بیٹا کھینچ رہا تھا اب نام ہے کچھن جی سے بولے کہ راجندر کجھرت کی سیوا کرنا اور اپنی بھانج
 سینا کو خوش رکھنا یہ کہہ کر جانکی جی سے فیاض ہوئے لے پتری راجندر کے خلاف کوئی
 بات ایسی نہ ہونے پائے کہ جو راجندر کو ناگوار ہو یہ جو تم کہو کہ راجندر نے مجھ پر
 کھٹک لگایا یہ تو رینا داری کی باتیں ہیں اس میں بھی تمہارا نام ہوا جو عورت تمہارا چرت
 سنگی جو پتی برت کھلائیگی یہ کہہ کر سرخ بوان پر سوا ہوئے اور سرگ کر چلے گئے

سرگ ۱۲۱

امرت کے برسنے سے ہر وہ بندروں کی دوبارہ زندگی

دیوتاؤں نے راجندر سے پرارتھنا کی اور اندر سے سری ہمارا جس نے حکم دیا کہ جو
 بہاری بھگتی تمہارے دل میں ہے تو بندروں کو جلاؤ تا کہ سب اپنے اپنے گھر سلامتی سے
 پہنچیں اندر سن کر خوش ہوئے اور راجندر کے پاس یزنام کر کے بیچ گئے امرت برسنے
 لگا تاہم بندرجی اٹھٹھے ٹکر راجپس ایک بھی نہیں زندہ ہوا۔ زندہ نہ ہونے کی وجہ
 یہ تھی کہ لاکھوں راجپس تو اندرجیت کی لڑائی میں مارے گئے تھے ہنومان جی نے
 سمندر میں پھینک گئے تھے اور لاکھوں جو زمین پر رہتے تھے اس لئے زندہ نہیں ہوئے
 کہ کچھ بیکرین نے سب کا شرادھ کر دیا تھا شرادھ ہونے پر پیکر کوئی نہیں بن پتا بندروں میں
 خوشیاں ہونے لگیں بندروں کے جتنے میں سری ہمارا جس اس طرح معلوم ہوئے

تھے کہ جس طرح شادوں کے بیچ مناب جگمگاتا رہا ہے *

سرگ ۱۲۲

سری راجپندر جی کے قیام لنگا کیلئے بھجھیکین کی فہمائش

دیہتے اپنے اپنے استھان پر اپنی ہونے اور بھجھیکین ہاتھ جوڑ کر سری ہماراج سے کہنے لگے کہ اشان کر سے عمدہ پوشاک پہنے سنیاس اتارے کچھ دنوں لنگا میں بود و باش کیجئے تاکہ ہم لوگوں کا جنم پھل ہو سری ہماراج بولے کہ اشان کی ضرورت نہیں اور نہ عمدہ کپڑے پہن سکتا ہوں کیونکہ میرا بھائی بھرت ہمارے غم میں جان بلیب ہوگا میں بہت جلد چلے جاؤں گا لنگا میں نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے سچا و نادر سمجھتے ہیں تو کچھ دنوں لنگا میں رہیں میں ایک دن پس پشپ بوان سوار کر کے پہنچا دوں گا تو ان کو دیکھو گا کہ کس ایکسٹن میں جا سکتا ہے ملوں نے کو بیر سے جیت لیا تھا سری ہماراج نے کہا کہ تمہارے احسانات سے سبکدوش نہیں ہو سکتا تم نے ہماری بہت مدد کی ہے میں بہت خوش ہوں آج سے کی کوئی بات نہ تھی مگر بھرت کا خیال بہت ہے تو کیلچہ ٹکڑے ہو جائے جس وقت اجودھیا کے چلا تھا نگر کے لوگ بہت دکھی ہوئے تھے بھرت نے بھی چتر کوٹ میں بہت سمجھا لیکن میں نے کہا نہ مانا چودہ برس جنگ میں گزارے اگر نہ جاؤں گا تو پھر بھرت زندہ نہیں پاسکتا مانا کو شلیا سمتر ایکٹی پور ہاسی لوگوں سے ملو گا تو اشان کروں گا تم دیکھو ہو میرا کساناں لو پشپ بوان شنگو بھجھیکین نے فوراً بوان شنگو یا پشپ بوان کی خوبصورتی دیکھ کر دونو بھائی بہت خوش ہوئے ۔

سرگ ۱۲۳

اجودھیا کی طرف سری ہماراج کا عزم

بھجھیکین ہاتھ جوڑ رہے اور خوشامد کر رہے ہیں تو پھر ٹھیکے ساتھ لیچلے ہماراج نے قبول کیا اور فرمایا اے الفور تیار کری کرو سب اپنے بندروں کو زور جو اہر لے کر خدمت کرو

بھبھیکن نے بندروں کو لباس فاخرہ سے ملبوس کیا اور درجہ اہم و بڑے رہائشی اور نجی عطا
 ہوئے ہر ایک کو اس قدر انعام و اکرام ملا کہ ساتھ بیجا و شوارہ و ساری دھاراج نے
 ڈھنڈورہ پٹا دیا کہ جس کا جہاں جی چاہے چلا جائے نہایت احسانات کے سری دھاراج
 مندر میں بڑی تکلیف اٹھائی اپنا اپنے اپنے گھر جاؤ۔ آرام کرو اسکے بعد سری دھاراج نے جاگلی
 جی کو رتھ پر بٹھال دیا اور خود کھین جی کے ساتھ سوار ہوئے سگریو اور بھبھیکن کو پاس بلوایا گلے
 لگا کر سمجھا کہ تمہاری بدولت لنگا پر فتح پائی۔ کام نکل گیا کچھ دن آرام کرو ہمارے کھنگی کا نیا
 رکھو یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری محبت پسند دل سے جاتی رہی تمہارا خیال ہر وقت دل میں جاگ رہا
 ہے آئندہ راج بھوگو بھائی سگریو تم نے ہمارے اسطے بہت مصائب جیسے راج پاٹ
 چھوڑا اور ہمارا ساتھ دیا۔ احسانات سے سر نہیں اٹھا سکتا اب تم کس قدر بھلا پورا جا کر راج کا
 دیکھو کچھ بھبھیکن کی طرف رجوع ہوئے اب تم کو شاہ لنگا کی پدی لگئی میری عاہلہ کچھ
 اور چل راج کرو ہم سمجھاتے ہیں۔ رایشور تمہارا ہر وقت مددگار ہے۔ مداراج کی باتوں سے
 بھبھیکن کا دل بھر آیا۔ بھبھیکن اور بندروں نے ہاتھ جوڑے بھاجن سے عرض کیا کہ ہم
 کو اجدھیا پورے کی بھینے کی ہوس ہے آپ کا راج دیکھینگے تخت نشینی کے بعد اپنے گھر واپس
 آئیگے اتنی عرض قابل پذیرائی ہے سری دھاراج نے سب کو ساتھ لیا اور پیشاپ
 بوان پر بٹھال کر اجدھیا جی کی طرف کوچ کر دیا۔

سنگ ۱۲۴

پیشاپ بوان پر سری دھاراج کی سواری

پیشاپ بوان ہوا پر پران ہے اور دھاراج راج چندر سینا جی کو ہر مقام دکھا رہا ہے اور انگلی
 کے اشارے سے بتا رہا ہے کہ یہ ترکوٹ پر بنت پر لنگا ہے پھر میدان رزم میں جو نصف
 آواہیاں ہوتی تھیں مجھ کو بیان کر کے فرمایا کہ اسی جگہ رادن کی جگہ کرن اور اندر جیت مارے
 گئے اسی طرح جو جہاں مارا گیا سب کے نام لے لے کے دکھاتے گئے جب سمندر کے تیر پہنچے
 پہنک پر بنت دکھا کر بولے کہ اس پہاڑ پر سہوان جی نے سمندر بچا نہ تے وقت تم لیاتھا پھر
 بن لکھا یا اور اسکے باندھنے کی ترکیب بیان کی جب اس پار پہنچے رایشور کے درشن کر آئے۔

راہنہ لکھنؤ کی مورہ سری ہمارا ج نے خود استقامت کی تھی یہاں کے تیر تھکا بہت بڑا پہل ہے
یہاں پر نشان رہنے سے جن جنہم کے پاپ ہر موجد تہ میں بھیجیں سے اسی جگہ ملاقات ہوئی تھی
ہوان آگے بڑھا کسکندھا گنگہ پنچا سگریہ کا محل سینا جی کو دکھایا اور جس جگہ یالی مارا گیا
نفاذہ جگہ بھی بنائی سری جانی جی نے تحریک کی کسکندھا گنگہ کی عورتیں سعدانی سگریہ کے ہمارے
ساتھ چلیں پشپ ہوان کسکندھا گنگہ میں آئے پڑا اور سگریہ سے فرمایا کہ یہاں کی عورتیں سنائی
کے ساتھ ابودھیا پوری کو چلیں سگریہ نے تعیل ارشاد کی عورتیں آئیں اور پشپ ہوان پڑا
ہوئے پشپ ہوان اڑا اور ریکیہ مونکھ پر بتا پر پنچ گیا راجندر بوسے یہ مقام ہمارے تیر تھ
سے کم نہیں کیونکہ اسی جگہ سگریہ سے اتھا بڑھا بانی کو مارا اور سگریہ کی بدلت سمت زیار ہوئے
اور لکا کو فتح کیا پھر پنچا سردور دکھا کر کہا اسی جگہ ہم نے تمہارے ہجر میں نسو بیٹا میں شیوری
بھیلی نے ہم کو مدعو کیا ہم اسکے ہاں گئے بھوجن کھائے شیوری نے ہماری بہت خدمت
کی پھر کو نادرہ راجس سے ملے پھر ہوئی اور سی مقام پر جابو اور رادن سے بڑی لڑائی ہوئی
تھی اور یہیں سے رادن نہیں ہرے گیا تھا اس کے بعد آگست رشی اور سرکھنگ رشی
کے استھان دکھائے اور برادھ کے مرنے کا حال بیان کیا جب چتر کو شپینچے کو فرمایا کہ
بھوت بھائی اسی مقام پر ہم کو مرنے آئے تھے سری ہمارا ج گذشتہ حالات بیان کر
ہوئے وہاں سے سرنگ بیر کے قریب پہنچے یہاں سے ابودھیا کی راجدھانی دکھائی دینی
تھی بھیکسین اور بندر سرانٹھا اٹھا کر ابودھیا کی طرف نظر دوڑا ہے ہیا وردو راجدھیا
جی کے لطیف اور پاک مندروں کی بیر سے دل دھکھا رہا ہے اس مقام سے بھادواج
جی کا مسکن قریب تھا پشپ ہوان ہوا سے بھادواج کے استھان پر آئے پڑا۔

سرگ ۱۲۵

سری ہمارا ج بھادواج کے استھان پر

حسین راجندر جی بھادواج رشی کے آشرم پر پہنچے جو دھویں برس کا آخری روز تھا
تھوچھی تھی بھادواج سری راجندر کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے گلے لگایا ہمارا ج
قدموں پر گرے اور ابودھیا جی کی خیریت پوچھی رشی نے کہا سب لوگ آندرہ سے آئیں

غلے کی ارزانی ہے بھرت جی آپ کی کھڑاؤں لیکر آپ کے خیال میں گن میں جس وقت آپ یہاں سے گئے ہیں مجھے بھی انتہا درجہ کا ٹال تھا آج ایشورے وہ دن دکھایا کہ دشمن کو جیت کر ہمارے استھان پر آئے جس قدر خوشی ہے اعادہ نہیں ہو سکتا جو لیدائیں آپ نے دکھائی ہیں سب جانتا ہوں کچھ چھپا نہیں آج کی رات ہماریاں رہے آپ ہمارے ہمنان ہیں سری ہمارا جہاز لے مجھے رہنے میں عذر نہیں کی جا کا خواہاں ہوں آج ہمیں ہونگا آپ کی دل تنگی منظور نہیں بھار دواج جی نے اخیر بادیا کہ اجودھیا کے قریب جوار میں جتنے درخت ہیں بے فصل بھی پھل پھول سے لہینگے جتنے ہندیر ساتھ ہیں پھولوں کو کھا کر لند کیلے

سرگ ۱۲۶

ہنومان جی اور بھرت جی باتیں

راجندر جی کا دھیان بھرت کی طرف پہنچا کہ آج چودھواں برس اختتام پر ہے اور پھر عہد کیلے ہیں کہ جس دن چودھواں برس ختم ہوگا اور راجندر نے آئیے تو جان سے دوڑ گا سری ہمارا جہاز لے ہنومان جی سے کہا کہ بھار دواج جی نے ہمیں روک لیا ہے تم اجودھیا میں جا کر بھرت جی سے ہمارے آئیگی خبر کرو پیسے نکھا دن کے پاس سرنگا بیر پور ہوتے جا جا وہ اجودھیا کا راستہ بتا دیجئے جب بھرت سے ملاقات ہو تو سارا حال جانتی جی کا ہرنا سنگر پور سے رشتہ محبت قائم ہونا بال کا مارا جانا سمندر کا پل باندھنا پھر اون کی موت کہہ کر برہما جی کا بڑاں اور پتا جی کے آنے کا حال کہہ کے یہ کہنا کہ اس وقت فوج مہموں کے ساتھ بھار دواج رشی کے استھان پر مقیم ہیں آج انہوں نے روک لیا ہے کل اجودھیا پہنچ جائیے بھرت جی سے سری کیفیت بیان کر دینا اور اس کا دلی غم بھی تاڑ لینا کہ ملتا کیا ہے اس وقت اجودھیا جی کے راجہ بھرت میں ان کے پاس فوج کثیر ہے اور دولت بھی لا زوال ہے اگر وہ یہ سمجھیں کہ راجندر سے لڑائی ہوگی کیونکہ راجندر کے پاس بھی فوج ہے تو پیسہ چھپاتے چھپاتے آنا کچھ بول نہیں ہم یہاں سے واپس جائیے ان کے رٹا منظور نہیں اجودھیا کا راجہ نہیں مبارک ہنومان جی انسانی روپ میں اجودھیا جی کی طرف روانہ ہوئے اور سری ہمارا جہاز لے وہ رات بھار دواج رشی کے آشرم میں کاٹی۔ ہنومان سرنگا بیر پور پہنچے۔ اور

راچندر کے انیکا حال سمجھا دے کہ انکا دسترخوش ہوا گویا بڑی دلت ہاتھ آگئی۔
 ہنومان جی آگے بڑھے اجدھیا کوئی کوس پھر راقی ہوگی رہاں کے پُر قضا میدان اور
 سرسبز و نھا داب باغوں کو دیکھ کر ہنومان جی کا دل ہرا ہو گیا تعجب کرتے ہوئے زندگی
 پہنچ گئے تھیں دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں عورتیں بھرت کو گھیرے بیٹھی ہیں اور بھرت جٹا دھار
 کئے اس قدر خجیف ہو گئے ہیں کہ دور سے ہڈیاں اور رگمیں شمار کر لیجائیں انکے پندرے سری
 رام کے دھیان میں لگن ہیں۔ سنگھاسن پر چن پادکار کھی ہیں راج پر دھت لیشن جی اور
 بست سے مرتاض رشی چاروں طرف آسن بچھائے گیروے بستر پہنچے سری رام نام جب ہے
 ہیں ہنومان جی دیکھ کر سوچنے لگے کہ اگر آج نہ آتا تو بیشک بھرت جی جان مے دیتے۔
 ہنومان جی بھرت جی سے ملے اور راچندر جی کے آنے کی خبر سنائی جانکی جی بھی ساتھ ہیں
 لچھمن سگر لہو اور بھجین وغیرہ بندروں کی فوج کے سردار ہیں یہ سب بھارواچ کے یہاں
 آج کی رات تک ہے ہیں کل یہاں پہنچ جائیگے اب دکھ دو رکھتے بھرت جی کو مارے خوشی
 کے جن بدن کا ہوش نہ رہا گھڑی بھر کے بولنے اور دڑکے ہنومان جی کو گلے لگا لیا
 محبت کے آنسو جاری ہیں پاک دل سا راج کے دھیان میں لگن ہو رہا ہے بھرت جی نے
 ہنومان جی سے پوچھا کہ تم کون ہو دیوتا ہو یا انسان تمہاری باتیں محبت بھری ہیں ایک
 پترہ دے رخت کر آجیات سے پہنچا ہے بھائی اس کے عوض میں ہمارے پاس کوئی ایسی چیز
 نہیں کہ نذر کیجائے دل میں آتا ہے کہ اجدھیا کا راج دیدوں مگر راج تو ہمارا راج راچندر کا
 ہے اس پر میرا کیا اختیار ہے یہ کہہ کے چپ ہو رہے چہرہ خوشی کے بارے پھول رہا ہے ۔

سرگ ۱۲۷

لنکا کی صف آرائیوں کا تذکرہ

بھرت جی مارے خوشی کے کہ گد ہو رہے ہیں ہنومان جی کی باتوں سے آپ رفتہ نہر ہیں
 جادری ہو گیا فرمانے لگے کہ ہمیشہ خوش رہو۔ اور تا ابد تمہاری عمر ترقی کرتی رہے رہا
 سال بتاؤ کہ راچندر اور بندروں سے کس طرح میل ہوا ہنومان جی نے قہقہہ کر دیا اور
 اجدھیا باسیوں نے بھی رام چرچا سننے پر کان لگا دئے۔ کیسی کی وجہ سے

صحرا لڑ رہی تھی مرنے کا انتقال سری ہماراج کی چتر کوٹ میں بودو باش اور بھرت جی کی چتر
 کوٹ میں اُگلی اور کچھڑا پسی حال تو آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی سن چکا ہوں آپ کے
 چہلے آپ کے بعد سری ہماراج بہت دکھی رہے چتر کوٹ سے دل گھرایا ٹنڈکارن بن میں
 پھرنے لگے برادر اچھس سے منٹ بھڑ ہوئی وہ ملعون بہت سر چڑھا آخر مارا گیا پھر
 سے گشت لگاتے ہوئے آگے بڑھے اکثر درختوں کے نیچے رات کے وقت مصحفی رادیتے
 اور صبح ہوتے چل کھڑے ہوتے ایک مقام پر سرپ نکھا راون کی بدن ہماراج کے پاس
 آئی اور اپنے حسن جمال کی تعریف کرتی ہوئی اپنا عشق جتایا اور پھر مباشرت کی طالب
 ہوئی ہماراج نے انکار کیا اس کجخت نے تنہا لچھمن جی کے پاس گئی انہوں نے ہماراج
 کے اشارے سے ناک کان تراش لئے روتی ہوئی کھڑو کھن سکھ پاس پہنچی چودہ
 ہزار فوج لیکر تینوں بھائی ہماراج پر ٹوٹ پڑے آخر کار کھڑو کھن اور ترسرا تینوں نے
 موت کی چاشنی چھپی سرپ نکھا روتی چلاتی اپنے بھائی راون کے پاس پہنچی راون
 سینے ہی پیشپاوان پر سوار مارنچکے پاس آیا۔ یا بھگ نے ہرن کا روپ بھراور سینا جی
 کے سامنے زقذبارنے لگا۔ سینا جی بھند ہوئیں کہ اس ہرن کی کھال لاڈ مرگ چھالا
 بنائینگے سری ہماراج و جیش سینھا لے ہوئے ہرن کے پیچھے دوڑے پیچھے پیچھے لچھمن جی بھی
 تھے میدان خالی پا کر راون سینا کو ہرے گیا راستے میں راون اور جیابو سے ایک خونریز جنگ
 ہوئی راون جس وقت سینا کو لے جاتا تھا ہم لوگوں نے دیکھ کر پہاڑ سے سینا کو بلباتے ہوئے
 دیکھا تھا غرضیکہ راون سینا کو لے گیا اور اشوک بالکا میں جا کر رکھا۔ سری ہماراجی پر طرح طرح
 کے عذاب نازل ہوئے لگے راجپھنیاں ڈراتی اور دھمکانی ہیں ادھر سری ہماراج سینا کی
 جستجو میں جٹائی کے پاس پہنچے جٹائی بسمل تڑپا ہے ہماراج کے جانے پر اس کی روح
 پھٹ کر نکل گئی ہماراج آگے بڑھے تو کو مذہ نامی دیو خونخوار نے ہماراج پر حملہ کیا
 آخر کار مارا گیا۔ پھر ہمیں درشن ملے میں ہی سگرپو اور ہماراج کی ملاقات کا باعث
 یہ سگرپو اپنے بھائی ہالی سے نالاں تھا۔ بھائی کی خصوصیت بیان کی ہماراج نے
 ہالی کو ہلاک کر سگرپو کو راج دے دیا۔ اس کے بعد سگرپو نے بندوں کو ہدایت کی کہ سینا جی
 کی خبر لائیں اور دس کروڑ بندوں کو چاروں جانب جانکی کی تلاش میں بھیج دیا۔ انگد
 جاموت اور ہم کچھ بندوں کو ساتھ لے سینا جی کی تلاش میں اور ہر اُدھر پھر رہے

سے لگایا اور راجندر جی ہر ایک سے گلے مل کر یہ نام کر رہے ہیں یوتوں نے
 وندنی باجے بجائے اور بھرت جی سری سینا جی کے قدموں پر گرے سگریو بھیسکین
 نل۔ نیل۔ جاموت۔ انگد سے عیدہ علیہ بھینٹ ہوئی بند روئے السانی ندیپ
 کھرا۔ اور بھرت جی سے خربت مزاج پوجھی بالیک جی کہتے ہیں کہ سری ہمارا ج ایک
 گھڑی میں سب کے گلے مل گئے یہ ان کا معجزہ تھا ہر شخص جانتا تھا کہ سری ہمارا ج
 کو جس قدر آفت ہم سے ہے دوسرے سے نہ ہوگی۔ بھرت جی بھیسکین اور سگریو سے
 سہکلام ہوئے ہم چار بھائی ہیں۔ پانچویں تم لوگ نہ ہو۔ نہ سے نصیب ہمارے۔ کہ
 تمہاری وجہ سے سری ہمارا ج نے اتنی بڑی ہم سر کی رستہ میں جی بار بار سری ہمارا ج
 لچھمن اور سینا کے قدموں پر گرتے ہیں۔ اور راجندر جی اور لچھمن کو شکیا وغیرہ نام
 کے چرن چھوئے ہیں لہشٹ گچی کے پاؤں چھوئے اور پروہت کی استریوں کے
 بڑے تپاک سے قدم لئے۔ بھرت جی نے ہمارا ج کے گھڑاؤں سے رکھی عرض کیا
 کہ راج آپ کو سوارک ہو ہماری زندگی سچل ہو۔ بھنڈارہ اور خزانہ چاہئے لیجئے۔
 پتا جی کے زمانے سے خزانے میں س گنی ترقی ہوئی ہے بھرت جی کی ہانوں سے حاضرین
 کے آنسو نکل پڑے اور بندروں نے بھرت جی کی محبت دیکھ کر تعریفوں کے پل باندھ
 وئے بھیسکین کو اپنے بھائی راون کی یاد آئی۔ رد مال سے انکوں کی تری
 پونجھی۔ سری ہمارا ج نے بھرت جی کو ہوان پر چڑھا لیا اور جتنے اجود ہیا
 باشی تھے ہوان پر سوار ہوئے۔ ہوان بھرت جی کے استھان پر اترا اور
 راجندر جی نے ہوان کو ہیر کے پاس بھیج دیا۔ سری ہمارا ج تند گائوں
 میں اتار پڑے گر و لہشٹ جی کے چرن دبانے لگے ۛ

سگ ۱۲۹

راجندر جی کی تخت نشینی

بھرت جی مصر میں کہ اب جدعان سلطنت ہاتھ میں لیجئے کیونکہ بلی بوجھ لا سکتا ہے۔ اور بیخبر مارے چنا نہیں۔ آپ کی مفوضہ سلطنت کا کام جہاں تک ہو سکا انجام دیا اب یہ بوجھ نہیں اٹھ سکتا جس طرح کسی سمندر کی تیز دھار میں ٹوٹ جاتا ہے اور پھر آسانی سے بندھ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ راج سمندر سے کم نہیں ہم سے اس کا انجام نہیں ہو سکتا کیونکہ گدھا گھوڑے کی چال اور کو آہن کی عزت نہیں پاسکتا۔ ہمارا راج یہ باغ پتا جی کا لگا یا ہے انوس جب پھل کھانے کا وقت آیا۔ پتا جی انتر و جہان ہو گئے۔ آپ تو نزلو کی ناتھ ہیں۔ اجودھیا کا راج آپ ہی سے بن چڑیگا۔ سری ہمارا راج نے کہا بت اچھا دیا ہی ہوگا۔ اس کے بعد حجام بلوایا۔ چاروں بھائیوں نے بال بنوائے۔ پہلے بھرت۔ اس کے بعد لکھن پھر سنگریو بھسکین کے بال بنوائے گئے سری ہمارا راج نے حجامت بنوائی۔ اشنان کیا لباس فاخرہ بنیو۔ جہم کر کے طلائی کرسی پر جلوہ گستر ہو گئے۔ راج میں بیتا جی نما میں اور دیور و نفیس پوشاک سے ملبوس ہو میں لہذا راج اور عورتوں نے اشنان کیا کپڑے پہنے۔ سو ترا جی نے رتھ منگوا یا اور راجندر جی سوار ہوئے۔ سگریو بھسکین بھی شاہی لباس پہن کر منتظر ہوئے۔ سری ہمارا راج بندروں کی ہمراہی میں اجودھیا پوری آدودنہ ہوئے جس طرح اماند رتھ پر دیوتوں کے ساتھ چلتے ہیں۔ اسی طرح سری ہمارا راج پور باسیدیوں کے ساتھ اجودھیا پوری چلے جا رہے ہیں بھرت رشی اور لکھن پیکر استر میں چنور اور بھسکین چھتر لٹے تھے۔ ہمراہی میں لیتا اور رشی انسان اور ہندو استت کہ ہے ہیں شخص کی زبان پر تھا کہ اجودھیا کے لوگوں کا سارہ برج کو رت سے نکل کر برج شرف میں طلوع ہوا۔ سری ہمارا راج راجن۔ کبھی کرن کے ماریو اے۔ سگریو بھسکین کے راج دینے والے آج اجودھیا میں رونق افروز ہو گئے۔ سواری کا یہ انتظام کیا گیا تھا کہ جن

جن ہندوؤں کو سواری منظور تھی۔ پہلے جیتا کر دی گئی اس کے سوا نو ہزار ہاتھی اور
 اسی قدر گھوڑے کوئل ہرادی میں تھے ہمارا ج بڑے ترک و احتشام سے روانہ
 ہیں۔ عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے نقال اچھت اور بھول سے بھرے
 ہیں۔ کنواری کنیا آگے آگے چل رہی ہیں راجچندر جی ہر ایک سے فرماتے ہیں کہ
 سگہ لو اور بھیکمن اور ہنومان جی اگر نہ ہوتے تو لنگا پر فتح پانا دشوار تھا۔ انہیں
 کی وجہ سے بڑے بڑے راجپس مارے گئے۔ غرضیکہ سواری اجدو دھیا میں پہنچ
 گئی۔ سری ہمارا ج راجہ سرتھ کے دیوانہ نے میں اتار پڑے اور بھرت جی سے
 ہم کلام ہوئے۔ کہ ہم پتا کے گھر میں بیٹے اور ماما اپنے اپنے گھر میں مقیم ہوں۔
 بھیکمن۔ سگہ لو۔ ہنومان جی کو سب گھروں میں پھرانا تو تاکہ ان کے قدروں سے
 گھر پاک ہو جائیں۔ بھرت جی نے سگہ لو۔ بھیکمن اور ہنومان جی کو ساتھ لیا
 اور تمام مکانات دکھلائے۔ ہنومان جی کو سری راجچندر نے اپنے پاس بٹیرنے
 کا حکم دیا۔ اور سگہ لو کے لئے اشوک بال کا خالی کرا دی اور بھیکمن
 لچھمن جی کے گھر میں فروکش ہوئے۔ سری ہمارا ج کے ملک کا دن مقرر
 کیا گیا۔ غیر ملک میں سیر روانہ ہوئے۔ اور تیر تھنوں کا جل منگوا یا گیا۔
 پانچ سو ندیوں سے پانچ پانچ گھڑے پانی کے جتا کئے گئے کوئی تیر تھ ایسا نہ
 تھا کہ جس کا جل نہ آیا ہو۔ دو گھڑی دن چڑھے تک سب سامان لیں ہو گیا
 بشٹ جی بھرت۔ سگہ لو اور سترمن نے اجازت چاہی کہ سب چیزیں
 منیا ہو گئیں۔ اب جیسا ارشاد ہو چکا تھا کیا جائے ہمارا ج نے سینا جی کو پاس
 بٹھلایا۔ جہاں دنگھا سن بچھا تھا۔ سینا جی کے ساتھ سعید ساعت میں تخت پر
 بیٹھے۔ بشٹ جی منتڑ پڑھتے جاتے تھے۔ برہما اور دیگر دیوتاؤں نے ہمارا ج
 کا منٹ سنبھالا۔ نانا جی زیریں پر رہ رکھا۔ کوشیا۔ کیکنی۔ سوترا۔ ماناؤں نے سنری
 پو شاک پنپائی۔ سترمن زیریں چھتر اور سگہ لو ٹلائی پکھا اور بھیکمن چیزیں ریلے
 قرینے سے اسنادہ ہیں۔ سب سے پہلے بشٹ جی نے تاک یا آفتاب اقبال
 کی روشنی دینی ہو گئی۔ اب پو جا کر لے کا وقت آیا۔ دشورہ ہو رہا ہے۔ کہ
 پہلے کون شخص پو جا کر لے سمجھوں کی رائے اند پر قائم ہوئی۔ یہی دیوتاؤں کے

کے راجہ ہیں۔ انہیں کے ہاتھ سے پوجا ہوان کے بعد دوسرے لوگ پوجا کرتے
 جاتے ہیں۔ اندر کو خوف غالب ہوگا۔ کہ سری ہمارا ج ساکشات ایشور میں۔ میں
 ان کی پوجا کے لائق نہیں۔ اندر کے انکار کرنے سے تجویز ہوئی کہ پہلے بالیو دیوتا
 اندر کی پوجا کر چڑھاویں پھر سب کی پوجا ہو۔ اندر نے بھی منظور کیا اور
 سب سے پوشیدہ ایک سونے کا مالا بالیو دیوتا کو دیا۔ اور بالیو دیوتا نے وہ مالا
 راجندر کے گلے میں پہنائی۔ اور پھر خود اندر نے موتیوں کی مالا سری ہمارا ج
 کے پیشکش کی اس کے بعد اور دیوتوں کی نذریں گزریں بیشران اور اکیں سلطنت
 نے بھی بیش قیمت تحائف پیش کئے دیوتا اور گندھرب مدھیہ اشوک پڑھ رہے
 ہیں سری ہمارا ج نے سونے کا مالا اور جواہرات سے مرصع دو ہار انگد کو دئے
 اور بیش قیمت مہنی اور رتن اور پھر اراج عقیق ہیرے اور جواہرات سے سجے ہوئے
 زیور ہنومان جی کو مرحمت ہوئے سری جانکی جی نے اپنے گلے کا ہار اتارا اور سوچے
 لگی یہ ہار کس کے گلے میں پہنایا جائے سری ہمارا ج منشا ٹاٹ گئے فرمایا سوچتے
 کیا ہو جس کو جی چاہے دید۔ سینا ہمارا جی نے ہنومان جی کے گلے میں وہ ہار
 ڈال دیا یہ بات سبھوں کے پسند خاطر ہوئی۔ لڑکے۔ بڑے۔ جوان۔ عورت۔
 مرد میں حسب حیثیت انعام و اکرام تقسیم ہوئے۔ کھجھیکین۔ سگریو کو اس قدر زیور
 اور لباس اور نقد و جنس عطا کی گئی۔ کہ وہ ملکوں کا خراج اگر وصول کیا جاتا
 تو بھی اس قیمت کا نہ ہوتا۔ سری ہمارا ج نے لچھمن جی سے کہا کہ تخت حکومت پر
 تو ہم بیٹھے اب ولیعهد کون ہو۔ سوائے مہتا سے کوئی اس لائق نہیں تم ولیعهدی
 منظور کرو۔ کار و بار سلطنت دیکھو اور منصف مزاجی سے کام لے کر کام دو اسی
 طرح بھرت جی کے سپرد بھی کچری دربار کے کام کئے گئے کھجھیکین سگریو اور شاہ
 سیموں اور ہر ایک بندہ کی خاطر تواضع کا انتظام نہایت معقولیت اور خوش
 اسلوبی سے کیا گیا۔ ہر ایک منصفہ اہلکار اپنی اپنی ڈیوٹی پر نہایت مستعدی
 اور کوشش سے کام کر رہا ہے اہل شہر کی بھی دعوت ہوئی۔ دعوت کے کئی دن
 بعد کھجھیکین اور سگریو وغیرہ رخصت ہوئے۔ سری ہمارا ج نہایت خوش
 اسلوبی سے حکومت کر رہے ہیں۔ رعیت نوازی اور غریب پروری آپ کا طریقہ

ہر شخص دھرم کرم کا پابند۔ ہر انسان بیگیہ و شرابہ کرنے پر مستعد۔ فریادی داد پاتے ہیں۔ عدل و انصاف سے کام لیا جاتا ہے۔ ہمارا جہ راجہ چاند۔ ایک با اقبال و ہی اقتدار راجہ ہوتے آپ کی خواہش و ترقی اور عقلمندی کی گھر گھر تحریف ہوتی تھی بالیک جی کہتے ہیں کہ رامائن کے سنہ سے فتح نصیب ہوتی ہے دوست شاد و دشمن برباد ہوتے ہیں جس گھر میں رامائن کا پاٹھ ہوتا ہے اور جو سنہا ہے دلی مفقہ بر آتے ہیں اگر باغی عورت کیوں نہ ہو روزانہ اشنان کر کے رامائن کہتے۔ تو اولاد نہ۔ فی پیدائش کی پوجا سے دیوتے خوش ہوتے ہیں اور ایشوریا عا کرتے ہیں کہ اس کی مراد بر آئے سورتھ سدھ یوں۔ بالیک جی کا اشیر باد ہے کہ سرونا اور کتا کا کلیان ہو۔ اور دھن دولت اور اولاد۔ غرضیکہ کوئی شے ایسی نہیں جو اس پستک سے نہ مل سکے۔ عجم کی ترقی اور روگ وھوگ سے نجات ہوتی ہے۔ اس لئے ہر انسان پر فرض ہے کہ رامائن کو روزانہ پاٹھ کرے اس سے بھائیوں میں اتفاق رہتا ہے۔ گھر میں پھوٹ نہیں ہوتی +

لکاکا کا ٹھکانہ ہوا

حصہ ہفتم اور اتر کا نڈ کا آغاز سرگ۔ ۱

اجودھیا جی میں رشیوں کا آنا

نستہی ہماراج تخت زریں پر رونق افروز ہیں۔ اراکین سلطنت مہوبہ
جھکائے ایتادہ ہیں۔ بھرت پچھن رستہ میں وغیرہ چورہلاتے اور ہونہان جی
پاؤں اباسہ ہیں۔ راگ رنگ عیش عشرت کی مجلسیں گرم ہو رہی ہیں یہ روز کے
کارخانے ہیں۔ ایک دن رشیوں کو رانچند رچی کے درشنوں کی تمنا ہوئی۔ گوشتک
رشی۔ سگارکھ رشی۔ گگا و مکنڈر۔ مہیدھا تھتھ۔ ایورب دیش کے رہنے
والے اکٹھا ہو کر اجودھیا جی میں آئے پھر دھو نہو کو کھجے جن کا مسکن پچھم ویش
میں تھا اور شوستی۔ اتری او انوچی۔ سومرکھ۔ ہموکھ رشی جی درشنوں کی
اکھلاکھ ہیں اجودھیا پوری پہنچے۔ اس کے بعد اجین دیس کے رہنے والے
اگست رشی۔ ندکھٹک رشی۔ تہی رشی اور کشپ رشی راتری رشی۔ بسوامتر
گوتم۔ جمدگن۔ بھاروداج رشی اپنے اپنے چیلوں کے ساتھ راج دربار میں حاضر
ہوئے۔ چہرے پر ریاضت کا جلال برس رہا تھا۔ بید شاستر گھٹی میں پڑے
تھے۔ اگست رشی نے کسی چوہداسے کہلا بھیجا کہ اطلاع کر دو۔ ہم لوگ ہمالیج
کے درشنوں کے بہت دور سے آئے ہیں۔ چوہدار نے خبر کی ہماراج نے طبی
کا حکم دیا۔ رشی دربار میں داخل ہوئے۔ ہماراج پیشوا لی کے لئے

تخت سے اترے قہم چمے اور بڑی آؤ بگت کی رخیوں کا پوجن ہوا کھانے کھانے
کھانے دانے سے فرصت پاکر ایک ایک سے مزاج پرسی ہوئی۔ آگست رشی
نے جواب دیا۔ آپ کی کشل سے ہماری کشل ہے۔ آپ نے لکھنچ کی اورادوں سا
جرتی بہادر تیرا اہل کا نشانہ ہوا آپ کے ہاتھ سے راہوں مارا گیا پر تھی کا بھارت
گیا اور سب سے بڑھ کر کھچن جی نے کام کیا۔ اندرجیت لبے ولاد کو خاک
خون میں ملا دیا۔ راہوں اور کبھ کر کے مرنے سے زمین پاک ہو گئی۔ مگر
اندرجیت کا مناسب پر فوق لے گیا۔ اندرجیت کے مرنے سے آپ کی
تینوں لوک میں بڑائی ہے۔ جب ہم نے سنا کہ اندرجیت ہلاک ہوا۔ اس قدر
خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے آج ہم لوگ اس واسطے آئے ہیں کہ اپنے اپنے
پن آپ کے اپن کریں اب ہم جاتے ہیں۔ تپ کرینگے آپ کی جے ہو۔ سری سراج
نے پوچھا کہ کبھ کر۔ پرست۔ مہور سرور پانچھ۔ زرا شک ایسے بہادر میں کا نام
چھوڑ کر صرف اندرجیت کی تعریف کرتے ہیں۔ اس میں کون خاص بات بھی فرمے
تو سہی۔ کان آتشا ہو جائیں کیا اندرجیت راہوں سے بڑھ کر تھا کیا مہور سرور پانچھ
اس سہم پلہ نہ تھے۔ کوئی خاص سبب ضرور ہے تکلیف تو ہوگی مگر بیان کیے۔

سرگ ۲

پولت کے لڑکے بسرواجی کا جنم

آگست رشی بولے اب میں راہوں کی پیدائش کا حال بیان کرنا ہوں۔ سنو دور
ست جگ میں برہما جی کے پوتے پولست بھی نے جنم لیا۔ پولست جی نے بڑا بھارتی
تپ کیا مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ایک دن آپ کا گز مہور پر بت پر ہوا۔ جہاں اور
نپیشیوں کی کٹی تھی ایک لڑکے تر بندو بھی تپ کر رہا تھا۔ پولست مٹی کو یہ مقام بہت
پسند آیا۔ اس جہاں لڑے۔ اور تپ کرنے لگے۔ چونکہ وہ مقام بہت فرحت بخش
تھا راہ تر بندو اور دیگر رشیوں کی لڑکیاں وہاں آیا کرتی تھیں دنیا بھر کے
درختوں کا وہاں ذخیرہ تھا۔ لڑکیاں درختوں کے نیچے ملکر یا کرتی تھیں

نہی بھو ہار پڑ رہی ہے یورپیسیا اور کوئل اپنی اپنی جگہ پر شور کر رہے تھے چنانچہ اس دن بھی لوزیز لڑکیاں موسم بہار سے متاثر ہو کر مدھم مدھم سوں میں خرافیہ چھنڈ اور دوسے۔ نہایت سُرلی اور سیلی آواز سے لاپ رہی ہیں اس کی کفریب نغمہ سے عاید اور مرتاضوں کا دھیان اچھا تھا۔ تپ میں بادھا ہوتی تھی حالانکہ دانستہ نہ چاہتی تھیں کہ تپسیوں کے تپ میں خلل پڑے مگر چونکہ مقام و کش تھا جو انی کا عالم ہول پر قابو نہ رہا۔ تان مارنے لگیں پوست مہنی کی آنکھ کھلی طیش آگیا سر پہ بیدیا کہ ان دوشیز لڑکیوں کے حمل رہ جائے۔ سراب کے ہوتے ہی وہ سب حامد ہوئیں اور اپنے اپنے گھر ز فوجر ہوئیں۔ راجہ تر بند کی لڑکی کو اس سراب کی خبر نہ تھی وہ اپنی بھولیاں کی تلاش میں ارمہادھر پھر رہی تھی کہ پوست رشی کے استھان پر گذر ہوا۔ اب اسے بھی پیٹ وزنی معلوم ہونے لگا حمل کے آثار ہویدا ہوئے۔ خرافاں خرافاں اپنے پناز وین کے پاس آئی۔ راجہ تر بند کو شک ہوگا کہ یہ کنواری لڑکی حاملہ ہے۔ دھیان کر کے دیکھا تو واقعی پوست رشی کے سراب سے اس کے پیٹ میں حمل ہے راجہ تر بند دالٹھ کھڑے ہوئے اور کنیا کو ساتھ لئے ہوئے پوست رشی کے آشرم پر آئے۔ اور خوشا مار لیا جنت کرنے لگے کہ یہ لڑکی ہمارے کام کی نہیں آپ اسے قبول کریں آپ کی خدمت کر لگی پوست رشی نے راجہ کی دختر سے عقد کر لیا۔ بات دن خدمت کیا کرتی۔ پتی، برت عورتوں کا جو دھرم ہے اس نے بخوبی جانا پوست جی اس سبب خوش ہوئے۔ اشیر باد دیا کہ تیرے بطن سے جو لڑکا ہوگا وہ میرے برابر ہوگا۔ بڑا پنڈت۔ بڑا دھرماتا ہوگا۔ یہ لڑکا لبر و نام سے پکارا جائیگا۔ الغرض لوزیہ نے بعد لبر و اچی کا جنم ہوا یکپن ہی سے نصیبت کی پگڑی سر پر بندھ گئی۔ وید شاستر پڑھ لئے۔ پنڈتوں کے سرتاج گردانے لگے پھر تیشیا کر کے پوست کے برابر ہو گئے۔

سرگ ۳

کوبیر کے حالات

بسر واجی کا تپ اور ریاضت دیکھ کر بھار دواج نے اپنی دیو برتی کہنا کی شادی بسر واجی سے کر دی کچھ دنوں بعد بسر واجی کے لڑکا ہوا رشیوں نے علم جوتش سے دھنا دیکھ کر نام رکھا جو کوبیر نام سے بھی موسوم ہیں کوبیر جی بڑے بھاری تپوی ہوئے۔ کچھ روز صرف جل پر کفایت کی اور ایک ہزار سال ہوا پھانک کر یہ برہما جی نے دیکھ کر کوبیر جی کے استحقاق پر آئے۔ فرمایا مانگ لو کیا چاہتے ہو۔ کوبیر جی نے بردان مانگا لو کپال ہونا چاہتا ہوں۔ برہما جی نے ایہم استو کہہ دیا۔ کیونکہ دکن جانب جہراج اور کچھم طرف بدون دیو اور راجہ اندر پورب کی طرف کے لو کپال موجود ہیں۔ اتز جانب کوئی لو کپال نہ تھا لہذا یہ خدمت کوبیر کے سپرد ہوئی۔ برہما جی نے پیشپ لدان بھی دیا۔ بردان دے کر وہ اپنے لوک واپس لئے۔ کوبیر جی بردان پا کر اپنے باپ بسر واجی کے پاس پہنچے اور کل اجرامن دین کہہ سنایا۔ بسر واجی نے بھی بردان دیا۔ کہ عمرو از ہو۔ کوبیر جی نے اپنے پتا سے عرض کیا کہ میری بود و باش کے لئے کوئی عمدہ جگہ تجویز کر دیجئے۔ بسر واجی نے کہا کہ ترکوٹ پر بت پر سونے کا قصر بنا ہوا ہے۔ وہاں جا کر بود و باش کرو۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی جگہ فصاحت نہیں اور ایسے اتول مکانات بھی کہیں کھائی نہ دینگے کل مکانات سونے کے بنے ہیں بسو کر باجی نے صنعتوں سے لنکا تعمیر کی ہے پیشتر راجپس ہیں رہا کرتے تھے۔ اب بش بھگوان کے خوف سے راجپسوں نے لنکا سے کنارہ کشی کی۔ لنکا خالی ہے رخم جا کر وہیں رہو یہ منکر کوبیر دیوتا ترکوٹ پر بت پر پہنچے اور لنکا میں اندر کی طرح راج کرنے لگے۔ جب جی اکتا نا پیشپ لدان پر سوار ہو کر تقریب کے لئے نکل جانے رغرض کوبیر جی اندر دیوتا سے کسی طرح کم نہ تھے۔ دیوتا آپ کی استت کیا کرتے اور سوزج کی طرح آپ

کاچرہ جگر کار با حجاب

سرگ ۴

دنیا کی آفریش

راچندر جی نے سوال کیا کہ لنگار اچھسوں کئے واسطے بنائی گئی تھی اگست
 رشی بولے کہ جس وقت برہما جی نے دنیا پیدا کی سب سے پہلے پانی پیدا ہوا۔
 برہما جی سوچے کہ سنسار کا کھٹک جل ہے اور جل کے لئے دریائی جانور
 ہونا چاہئے۔ جل کے پیدا ہوتے ہی دریائی جانوروں کی آفریش ہوئی اب ان کی
 خوداکم ہو۔ دریائی جانور بھوک سے بیتاب ہوئے برہما جی سے پرار تھنا
 کی کہ بھوک تنگ مارے دم فنا ہوا جاتا ہے۔ کچھ کھانے کے لئے بنائیے۔
 برہما جی نے ہنس کے جواب دیا۔ کہ تمہارے سپرد دریائی جانور ہیں۔ اس
 لئے تم جل کے کھٹک سمجھے جاؤ گے۔ بہت سے جانوروں نے یہ خدمت
 اپنے ذمے فرض سمجھی اور بہنتوں نے انکار کیا۔ ہم کو جو جانور ملے گا کھا جائیگا
 برہما جی نے سراپ دیا کہ بہنتوں نے ہمارا حکم مانا ہے ان کا نام جچہ بولا
 جائیگا۔ اور جو کہتے ہیں کہ ہم سے جیو بہنتوں کی حفاظت نہ ہو سکیگی بلکہ
 لقمہ دہن بنائینگے وہ راچھس ہیں۔ اس وقت ایک کانام پرنتی اور دوسرے
 کانام ہتی ہوا وہ بڑے بلوان ہوئے۔ پرنتی بڑا بلوان ہوا۔ اور پکڑنے لگا۔
 ہتی کو بیاہ کی فکر داسنگر ہوئی۔ کال کی بہن بھیا سے بیاہ کیا بھیا کے بطن
 سے بدھت کیسی پیدا ہوا۔ بدھت کیسی برا جڑی اور بڑا زردر آدر جانور
 ہوا۔ جل میں پرورش ہوتی رہی۔ جب جوان ہوا۔ سندرا کہنیا سے
 شادی کی۔ اس کہنیا کا نام سالک ٹنکٹا تھا۔ جب وہ حاملہ ہوئی سندرا جل
 پر بت پر اس کے بطن سے ایک لڑکا ہوا۔ لڑکے کو دیس چھوڑا اور خود
 بدھت کیسی کے ساتھ کسی طرف چل دی۔ لڑکے کی پرورش کیونکر ہوئی۔
 اپنی سسٹھی باندھ کر منہ سے چوسنے کا نام اتفاق سے شیوجی ماراج پا رہی

کے ساتھ تفریح کنال اسی مقام پر پہنچے۔ لڑکے کو دیکھ کر رحم آ رہا
کہ یہ بہت دلوں تک جیتا ہے پارہی نے سوال کیا کہ اسی طرح دو
عورتیں لڑکے کو چھوڑ کر چل دیا کریں تو دوسرے لڑکے کیونکر پرورش
شیو جی نے کہا صرف اسی لڑکے کے دعا کرتے ہیں یہ ابھی جان ہر
یہ کہہ کر لڑکے کا نام سوکسی رکھا سوکسی دیو لک میں پھرنے لگا۔

سگ ۵

راچھسوں کی پیدائش

سوکسی بڑا دھرماتا ہوا۔ ایشوا اسی گندھربن نے اپنی لڑکی دیوہتی سے سو
کی شادی کر دی۔ سوکسی اس بیاہ سے بہت مسرور ہوا۔ اور دیوہتی
بھی سوکسی سے خوش رہتی۔ دیوہتی کے تین لڑکے ہوئے۔ جن کا چہرہ آ
کی طرح دھک ہاتھا۔ مالوان۔ سونالی۔ مالی۔ ان لڑکوں کے نام تھے
تینوں جوان ہوئے۔ ان کے زور کی تھاہ نہ تھی۔ ایک روت دیوہتی
سنے میں آیا کہ ان کے باپ سوکسی سے ہادیوہتی بہت خوش تھے۔ ان تینوں
نے بہرہ پریت پر ہادیوہتی کا تپ کرنا شروع کیا۔ ان کے تپ نے ا
بذور باندھا کہ سنار میں نہلکے لگ گیا۔ لوگ ڈرتے تھے ایسا نہ ہو ہادیو
نولت۔ استری پروا چھین لیں۔ دیوتے بھی ختر ختر کانپا رہے تھے۔
شہزادی ہو کر برہما جی کے پاس پہنچے اور سارا حال برہما جی کے گوش گزار
برہما جی دیوتوں کے ساتھ تینوں بھائیوں کے پاس آئے اور کہا مانگ
اچھیا رکھتے ہو۔ ان تینوں بھائیوں نے برہما جی کی استی کی اور اس
ہروان مانگا کہ ہمیں اس قدر زور عطا ہو کہ کسی سے نہ ہمارے دشمن
خوف سے جان بچاؤ کہ ہمارے لڑتے ہو مارا جا۔

جیتے رہیں۔ ہم تینوں بھائیوں میں اتفاق رہے ہر ہا جی ایہم اسلو کہہ کر چلے گئے
 جب یہ تینوں بھائی یروان پاکے بے خوف ہو گئے سجان کا خطرو نہ رہا دیوتوں
 اور راجپسوں کو ستانے لگے۔ دیوتا اور رشی ان سے خوف کھاتے رہے کہ ہمارا
 مددگار کوئی نہیں۔ کس سے فریاد کریں۔ کچھ دنوں کے بعد یسوکریاں کے پاس
 گئے اور التجا کی کہ ہمارے لئے ایک ایسا گھر بناؤ کہ جس کا ثانی دنیا میں کوئی
 گھر نہ ہو۔ یسوکریا نے خوف کے مارے ترکوٹ پر بت کے اوپر دھکن
 جانب جس کا نام سومیر پر بت بھی ہے سونے کی لٹکا بنا دی۔ تینوں بھائی لٹکا میں
 بسے راجپسوں کی دن دوئی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔ ان کا اتبال اوراں
 کی بہادری دیکھ کر زبداگن دھرب نے تینوں بھائیوں کے ساتھ اپنی تینوں
 لڑکیوں کا عقد باندھا۔ تینوں بھائی اپنی اپنی عورتوں کے ساتھ مباشرت
 کرنے لگے۔ مالوان کی استری کا نام مہندی تھا۔ اس کے لڑکے بجر مشٹ۔
 بیرو پاکش۔ وریکھ۔ سوگن۔ جگ۔ کوپ۔ اٹلا ہوئے سومالی کی زوجہ کریت
 منی کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ اس کے بطن سے پرست کنین۔ بکیٹ
 کالکا۔ مورو دھرا کچھ ٹوٹے۔ سو پارکھ۔ سنگھادی۔ پرگھس۔ بھالس۔
 کرن پیدا ہوئے اور تین لڑکیاں ہوئیں پہلی کیکیٹی۔ دوسری سوچا سنا تیسری
 کنبھنسی اور بانی کی جو رو بسوار تھی اس کے لڑکے اٹل۔ دھل۔ دھر۔ سپاتی۔ یہ
 بڑے بیرتھے۔ ان کے پاس لاڈلے شکر بھی بہت تھے اور اچھس۔ اندزا اور دیوتوں کو
 ستانے لگے۔ جگبھ شراوہ کے قطعی دشمن انہوں نے تپ بھی بہت کیا دیو اور
 رشی کے دھرموں کو خراب کرتے رہتے۔

سگ ۶

دیوتوں اور راجپسوں کی لڑائی

دیوتا راجپسوں سے پریشان ہوئے سوچنے لگے۔ تو دیوتا کی کرتوت سے

ہے۔ انہیں کے بردان سے ان لوگوں میں طاقت ہوئی۔ تجویز ہوئی کہ راجپوتوں کی طرح دیوے بھی مادیو جی کی اپنا کر لیں۔ بھولانا تھ ہیں۔ انہیں کی وجہ سے نجات ملے گی۔ دیوتے مادیو جی کے پاس گئے۔ استد کی اور مصیبت کی داستان چھڑی ہم آپ کے شرن ہیں اس کھ سے نجات دلانے۔ شیو جی نے فرمایا کہ یہ راجپوت کسی طرح مر نہیں سکتے۔ ہمارے برابر کی دولت طاقتور ہو گئے۔ ان سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں۔ بشن بھگوان کے پاس جاؤ۔ وہی کچھ تدبیر کریں گے۔ دیوتے خوشی خوشی بشن بھگوان کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم کو سو کسی کے اتینوں کے بہت دکھ ہے رہے ہیں۔ ہمارے تپ میں خلل ہوتے ہیں۔ ان کو مارے۔ بشن بھگوان نے دلاسا دے کر کہا کہ جاؤ میں انہیں مار دینگا۔ دیوتے اپنے اپنے مکان پر واپس آئے ان تینوں بھائیوں نے سنا کہ دیوتے ہمارے خرابی کے درپے ہیں اور بشن کے پاس گئے ہیں۔ بشن نے ہمارے مارنے پر کربا نہ صی ہے۔ یہ تجویز بیٹھری کہ شیو جی کے پاس چل کر عرض حال کریں۔ تینوں بھائی مادیو جی کے پاس چلے گئے اور دیوتوں کی بنیاد کا حال کہہ سنا۔ مادیو جی کو بہت افسوس ہوا۔ یہ ان پر ہاتھ لے مارا۔ گو تم ہمارے بھگت ہو۔ مگر دیوتوں کی بُرائی ہم سے نہ ہو سکتی۔ اس لئے ہم بھی بشن بھگوان کے پاس جاؤ۔ ان کے نزدیک دیوتا اور راجپوت برابر ہیں۔ ہماری معروض سن کر دیوتوں کو قتل کر دیں۔ مشورہ طلب امر تھا تینوں بھائیوں کو نکر ہوئی کہ بشن کے پاس چلیں یا نہ چلیں۔ سو مالی بولا کہ بشن ہمیشہ دیوتوں کے حامی ہے۔ راجپوتوں کے مخالف چل کر کیا کریں۔ ہر ہمارا اندر رد رہے۔ نارائن سے کچھ خوف نہیں۔ شیو جی سے البتہ ڈر ہے وہ اس وقت اپنے لوگ میں ہیں۔ جب تک انہیں خبر پہنچے گی۔ ہم لوگ دیوتاؤں کو مار ڈالیں۔ تینوں بھائیوں نے فوج کثیر لے کر دیوتاؤں پر چڑھائی کر دی گدھا گنو۔ اونٹ۔ سور۔ مچھلی۔ شیر۔ سنگھ۔ گھوڑے۔ ساتھی۔ مکر۔ و۔ بندر۔ کچھ اسی طرح اور بہت قسم کے جانور راجپوتوں کی سوار یوں میں تھے۔ دھاوا بول دیا۔ اس قدر کشت و خون ہوا کہ دیوتے ترہا ترہا کر بھاگ کھڑے ہو گئے۔

میں لشن بھگوان - سنگھ - چکر - گدا دھارن لئے ہوئے گرٹ پر سوار ہو کر میدان
پس آدھیکے اور دیوار سے لے کر ہونے لگا دو طرف سے ہتھیار چلنے لگے لشن بھگوان
سارنگ دھنش سے راجپسوں کو ہلاک کر رہے ہیں اور گرٹ جی اپنے منافقوں
اور منافقوں سے راجپسوں کی بوٹیاں نوچ رہے ہیں - راجپسوں کے قریب اکھڑ
گئے اور بھگدو ہو گئے ۔

سرگ

لشن بھگوان اور راجپسوں کا مقابلہ

راجپس سمجھنے اور دل بادل کی طرح اکٹھے ہوئے لشن بھگوان کو گھیر لیا - اور
چاروں طرف سے تیر رہنے لگے لشن بھگوان کا بدن زخموں سے چور ہوا تیر بدن میں
پیوست شکتی تو مراد رگدر کی مار ہو رہی ہے - لشن بھگوان نے ناقوس بھونکا -
راجپسوں کے دل دہل گئے اور سوار بول کے با نورد ہشت سے بھاگ گئے کچھ
سوار بول کے گر کر ہلاک ہوئے اور بہت سے ہاتھی گھوڑے - شیر - گدھوں
کے سموں سے پاٹھال ہزاروں رگتے چور چور ہیں - اس شکست سے سواری کو طیش
آگیا - رگتے دوڑا کر لشن بھگوان کے قریب آیا - اور شیوجی کا ترسول لشن بھگوان
پر مارا لشن بھگوان پیچھے ہٹے - ترسول کا دار خالی گیا - ہزاروں راجپس لشن
کے چکر سے کٹ مرے - سواری نے ایک گدا لشن بھگوان کی پیشانی پر پڑا پیشانی
زخمی ہوئی - اور اچھلتا ہوا گرٹ جی پر اس زور سے لگا کہ گرٹ جی بھاگ گئے -
راجپسوں کو خوشی ہوئی - رگتے کی طرح گر جئے لشن بھگوان بھاگے ضرور لیکن
چکر سودرشن کو وہیں چھوڑ دیا مالی کا سر سودرشن کی دھار کی نذر ہوا دیوتے
مالی کے مرنے سے بدست خوش ہوئے - اور لشن بھگوان کی تعریف ہونے لگی -
مالوان اور سواری فوج سے کہہ بھاگے - اور گرٹ جی نے تعاقب کیا - پرس
مارتے ہیں - منقار اور منافقوں سے نوچتے ہیں لاکھوں راجپس سمیت ۔

میں گرے اور لاکھوں لشن بھگوان کے تیروں سے ہاک ہوئے یہ حالت ہے کہ دیونا پچھا کر رہے ہیں اور راجپس پکھانے جاتے ہیں۔

سگ ۸

لشن بھگوان اور راجپسوں کی لڑائی

مالوان لشکر کو پریشان دیکھ کر لشن بھگوان سے بولا کہ تم چھتری دھرم نہیں جانتے۔ بہادر اور دلاور ہرگز بھگتوں کا پیچھا نہیں کرتے ہماری فوج بھاگ رہی ہے اور تم مارتے چلے آتے ہو بھاگے ہوئے پر ہاتھ اٹھانا چھتری دھرم کے خلاف ہے۔ اس لئے تم ادھرنی پٹھرے اب میری طاقت دیکھو لشن نے جواب دیا۔ کہ جو پناہ میں آئے اس کی حمایت کرنا کیا چھتری دھرم میں نہیں۔ دیونے ہمارے سرن آتے ہیں۔ ان کا بچانا فرض ہے۔ مالوان نے ایک خشکی لشن کی چھاتی میں ماری وہ لشن نے خشکی بچنے لی۔ اور مالوان پر رگب۔ دیون میں پست ہوئی۔ لشن نے خشکی بچنے سے بچنا اور نرسول کا وار کیا ماری۔ مالوان کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا مگر پھر سنبھلا اور نرسول کا وار کیا مالوان نے پتیرا بدل کر بھرپور ہاتھ سے لشن کی چھاتی میں گھونسا مارا اور ایک گھونسا اگر روجی کے بھی رسید کیا۔ گر ٹنے بھی پڑے سے وہ بودو ہمار ماری کہ مالوان کے قدم پیچھے ہے۔ راجپس بھی تڑپا ہے ہیں۔ مگر پریشان ہیں مالوان اور سوامی کے بنائے کچھ نہیں بنتی۔ گر روجی لنگا ہیں گس گئے۔ اور لشن جی سودرشن چکر سے راجپسوں کا گلا کاٹنے لگے۔ فوج راجپس منتشر ہوئی۔ عورت بچوں کو لئے کر سراسیمگی کی حالت میں پاتال اور سائل میں چھپے آگست ریشی لکھتے ہیں کہ سولے لشن بھگوان کے اور کوئی راجپسوں کو قتل نہیں کر سکتا۔ جب ادھرم ہوتا ہے آپ اوتار لیکر پرکھتی کا بھار اتا رہتے ہیں۔ بھگتوں کی پریشان دور ہوتی ہے۔ لنگا راجپسوں سے خالی ہو گئی مالوان

اور سوما لی باتال میں رہنے لگے۔ لنگا میں ایک راجپس بھی نہ تھا۔ لسروا جی نے لنگا خالی دیکھ کر کویرجی سے ہدایت کی کہ تم وہاں جا کر رہو۔

سرگ ۹

راون کی پیدائش

کچھ دنوں بعد سوما لی اپنی لڑکی لکبھی کو لے کر مرت لوک پہنچا۔ ایک دن کا نوکر ہے کہ کویرجی پشپ لوان پر چڑھے۔ اپنے پنا کے پاس جا رہے تھے۔ سوما لی نے کویرجی کے چہرے پر غضب کا جلال دیکھا وہاں تو کچھ نہ بولا مگر سب کی آگ سلگتی رہی راستہ پہنچ کر سوچا کہ دیوتے زبردست ہوتے جاتے ہیں۔ راجپس بہت کم ہیں۔ کوئی ایسی مذہبیر ہو جس سے ہماری سنتاں بڑھے۔ تب ان دیوتوں سے قصاص لیا جائے۔ اپنی لڑکی لکبھی سے کہنے لگا کہ تمہاری ابھرتی جوانی ہے اور میں ور تلاش کرتے کرتے عاجز آ گیا کس کے ساتھ بیاہ کروں جس کے لڑکی ہوتی ہے اس کی زندگی حرام ہو جاتی ہے چال چین خراب ہونے سے تین خاندانوں پر حرف آتا ہے۔ اول مانا۔ دوسرے پنا تیسرے جہاں بیاہی جائے۔ لڑکی پولست من کے لڑکے لسروا من کے پاس جاؤ اور خوش رہ کر وہ تم سے بیاہ کر لیں۔ جب بیاہ ہو جائیگا تو اولادیں ہوں گی۔ لکبھی پنا کی باتیں سن کر مرت لوک میں جہاں لسروا جی تپ کرتے تھے۔ پہنچی بیٹھ گئی۔ اور سر جھکائے ناخوں سے زمین کھودنے لگی لسروا جی نے پوچھا۔ کس کی لڑکی اور کیوں آئی ہو لکبھی بولی آپ لڑا نتر جاتی ہیں آپ خود سچ لیجئے۔ ہمارے پنا نے آپ کے پاس بھیجا ہے لسروا جی سمجھ گئے۔ یہ اولاد چاہتی ہے۔ اسی واسطے ہمارے پاس آئی۔ لسروا جی نے کہا کہ اری کجنت میری ریاضت میں مغل ہوئی۔ بھر لڑکے تو ہونگے۔ لیکن بڑے کجنت، اور ادھر جی نہونگے لکبھی نے ہاتھ جوڑ کر خوشامد کی۔ کہ ہمارا راج

آپ سا دھرماتما شوہر اور پھر ادھر جی اولاد تپت ہے لسرداجی نے جواب دیا کہ سب سے چھوٹا جو اخیر میں پیدا ہوگا وہ میرا سا ہی دھرماتما ہوگا اور ایک لڑکا ہمارا بڑا پر تابی ہوگا۔ جس کے دس سہراور بیس بھجیا ہونگے۔ سرخ رنگ کے بال اور بڑی صورت ہوگی اور وہ راون نام سے مشہور ہوگا راون کی پیدائش کے وقت شگون بد ہونے لگے۔ سیارن روٹے ہیں۔ آسمان سے خون برستا ہے سورج کی روشنی بھسکی ہوئی۔ اور زمین پر لرزہ چڑھ آیا۔ زلزلے محسوس ہوئے سمندر میں طوفان آنے لگے۔ لسرداجی نے اس لڑکے کا نام راون رکھا۔ راون کے معنی دیا کرن سے لانے والے ہوتے ہیں راون کے بعد کبھہ کرن ہوا۔ یہ بھی زبردست اور کجیم و شجیم تھا کہ زمین پر اس کے برابر کوئی راجپس نہ تھا۔ کبھہ کرن کے بعد سو پنکھا ہوئی پھر کبھہ کھن کے جنم لیا تینوں لڑکے ماں باپ کے اطاعت گزار اور فرما بھر وار تھے۔ ایک روز کو بیرجی باپ کے پاس آئے۔ کیسی حسرت سے جل رہی ماں سے کہتے لگی بیٹا کو بیر کو دیکھو کیسا تیج و مہاری ہے۔ تمہارا بھائی ہے اس کی پوتے بھی خدمت کرتے ہیں اور لوک پال کی پدی بھی حاصل ہے اور تم کسی لائق بھی نہ ہوئے۔ بھائیوں کو چاہئے کہ بھائی کی سی عزت حاصل کریں تم کو چاہئے۔ کہ کو بیرجی کے برابر ہو جاؤ۔ راون نے ہاتھ مارا ماناجی گہراؤ نہیں۔ کو بیر کی بہتی کیا ہے ان سے بڑھ کر عزت حاصل کر دنگا۔ یہ کہہ کے تینوں بھائی تپشیا کے لئے نکل گئے۔

سرگ ۱۰

راون اور کبھہ کرن کو برہما جی کا بران

اگر نہ دشمنی راجپد سے مخاطب ہیں نینوں بھائیوں نے بڑا تنہا

کیا۔ جیٹھ بیاہ کی کڑھی دھوپ میں بچے اگن تپانی اور برسات میں ساون
 بھاؤں کا موسلا فغان پانی سر پر لیا۔ اجاڑے میں جل بین ہوئے۔ عزیمت
 یہ ہمیشہ کے کارخانے تھے دس ہزار برس تک تیشیا کی اور بھیجکین نے ایک پانچ
 سے کھڑے ہو کر پانچ ہزار برس اور نہ کیا دیوئے ان کا ریاض و بکھ کر بہت
 خوش ہوئے۔ بھیجکین کو دیکھ کر یاد دے بھی پانچ ہزار برس ایک پیر سے
 کھڑے ہو کر سورج کی طرف ٹٹکی لگائی اور کبھ کر ن لے بھی ایسا ہی کیا۔
 پھر تینوں بھائی پانچ پانچ ہزار برس انگوٹھے کے سہارے کھڑے رہے اور نہ
 یہ غضب اور بھی کیا کہ جب ایک ہزار برس پورے ہو جاتے تب ایک سرکٹ
 کے ہون کر دینا۔ جب دسواں ہزار برس ختم ہو گیا اور سر کی لوہ آئی۔
 وہ چاہتا تھا کہ بقیہ سر بھی کاٹ کر ہون کرے۔ برہما جی دوڑے ہاتھ پکڑ لیا
 اور کہنے لگے ہم تمہارے ریاض سے بہت خوش ہیں۔ بردان مانگو رادان
 نے بردان مانگا۔ کہ امر ہو جاؤں۔ برہما جی نے جواب دیا۔ یہ نہیں ہو سکا
 کوئی اور بردان مانگو۔ رادان بولا کہ دیوتا۔ دانو۔ را پھیں۔ گندھرب
 جچھ۔ دیت کسی کے ہاتھ سے ہماری موت نہ ہو۔ انسان کی تو حقیقت
 نہیں یہ ہماری خوراک ہیں۔ برہما نے کہا بہت اچھا ایسا ہی ہو گا بردان
 دینے کے بعد یہ بھی دعا کی کہ تمہارے سر پرستور قائم ہو جائیں اور عمر
 تمہاری ترقی کرتی رہے اور جس روپ کا دھیان کر گئے دیا ہی روپ ہو
 جائیگا۔ بردان پاتے ہی سر نکل آئے۔ برہما جی بھیجکین سے مخاطب ہوئے
 تمہاری کیا غرض ہے بھیجکین نے عرض کی کچھ نہیں چاہتا دھرم چاہتا ہوں
 کبھی ہی مہیبت آن پڑے مگر دھرم قائم رہے برہمنوں اور ہر مہکتوں کی
 سیوا میں دل لگے۔ عقل درست ہے۔ برہما نے کہا آرزو پوری ہو گی۔
 اور بھیجکین کو دعا دی کہ تم امر ہو جاؤ۔ پھر کبھ کر ن کی طرف مخاطب ہوئے
 دیوئے کا بننے لگے۔ لرزہ چڑھ آیا۔ برہما جی نے پوچھا کیا ہے۔ پکپی کیوں سوار
 ہے۔ دیوتوں نے عرض کیا کہ یہ کینخت یوں ہی کیا کم ہے۔ جس کی طرف
 دیکھ لے مجھم ہو جائے۔ یہ تو بلا بردان ہی رشی اور دیوتا اور برہمنوں

کہ پٹا کر گیا۔ ہم لوگ تو اس کے منہ کا نالہ ہیں۔ جب بردان ہوگا اور کبھی
 غضب ڈھائیگا۔ نینوں لوگ ہیں کوئی نہ پچھیکا۔ اتنے میں سرستی جی نے بھی
 ٹھیکو کا دیا کہ ہمارا ج سمجھ بوجھ کر بردان بیٹھے۔ بروا نے کہا زبان ہار چکا
 ہوں۔ بردان ضرور دوڑنگا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم کبھ کر ن کی زبان
 پر بیٹھ جاؤ۔ سرستی جی کبھ کر ن کی قوت ناطقہ بن گئیں۔ اور برہاجی نے
 پوچھا مانگ کیا مانگتا ہے۔ کبھ کر ن کی غرض کچھ اور تھی مگر زبان سے کچھ اور
 نکل گیا۔ کیا سیٹھی نینہ۔ کا طلبگار ہوں۔ برسوں سویا کروں برہاجی نے کہا
 تمہاری آرزو پوری ہوگی۔ یہ کہہ کر سرستی کو نٹے۔ برہاجی نظروں سے
 غائب ہو گئے۔ کبھ کر ن پشیمان ہوا۔ خود پر نفرت کرنے لگا۔ کون بڑا
 مانگا۔ مانگنے کو اور تھا مانگ کچھ اور لیا ہونہ ہو دیوتوں کا فادہ ہے۔
 عقل ماری گئی۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اس کا مواخذہ دیوتوں سے کیا
 جائیگا پھر تینوں بھیڑ اور درخت کے نیچے رہنے لگے +

سرگ ۱۱

لنکا میں راون کی بود و باش

سومالی کو خبر پہنچی کہ راون۔ کبھ کر ن اور کبھیکن نے برہاجی سے بڑا
 پلٹے۔ مارتیج۔ پرہت۔ بیرو پا کچھ۔ ہودر و عزیزہ راجپسوں کے
 ساتھ راون کے پاس آیا۔ راون کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ تینوں
 بھائیوں کو گلے لگایا۔ اور ان کے دست مبارک کو سراہا۔ ان کی بیاضت
 اور ان کے استقلال کی تعریف کرتا رہا۔ آج ہماری قسمت کا ستارہ
 پھر چمکا۔ ایک دن وہ تھا جب ہم لنکا میں راج کرتے تھے۔ اور ایک دن
 اب ہے۔ کہ لشن کے خوف سے جلاوطن ہوئے۔ لشن نے ہمیں بہت نفع
 کیا۔ دیوتے جو ہمارے جوتی خورے تھے لشن کے گھمنڈ پر پھوسے ہوئے تھے۔

یہ وہی جیلوتے ہیں۔ جو ہمارے نام سے کوسوں بھاگتے تھے اور آج ہمارے جلالت
ایسی ہوئی کہ ہماری دیوتوں کے سامنے روح نکلتی ہے بیٹا راون لنکا میں
ہمارا راج تھا۔ اور آج تمہارے بھائی کو میرا اُس پر قابض ہے اگر تم کو
چھت چست باندھو اور ہم تمہارا ساتھ دیں تو تعجب نہیں کہ لنکا خالی ہو
جائے تم تخت لنکا پر بیٹھو۔ حکومت کرو۔ ہم محکوم نہیں۔ راون بولا۔ یہ تم
نے خوب کہی ایسا ہو سکتا ہے کہ بھائی کو مار کر ان کی جاؤاد غضب کر لی جائے
کہ بڑے بھائی ہیں۔ بڑے بھائی کا درجہ گرو سے کم نہیں ہوتا دھرم شاستر
میں بھائی کے لئے خاص ہدایت ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی عزت و حرمت
باپ کے برابر کرے ادب کا خیال رکھے۔ اطاعت گزراور فرمانبرور رہی
ہیں جو بڑوں کی اطاعت کرتے ہیں۔ نالچ فرماں ہوتے ہیں۔ سودا بی راون
کی باتوں سے شرمندہ ہوا۔ نہادنت سے گردن جھکالی۔ سوچا کہ ابھی وقت
نہیں ہے یہ تو گیا پنوں کی سی باتیں کرتا ہے۔ اس وقت ہمارا کتنا مؤثر نہ
ہوگا۔ کچھ دنوں پہاں ملک رہیں اور روزمرہ منتر پھونکے جائیں۔ تو
شاید یہ پراہ ہو۔ سودا بی ہمراہیوں کے ساتھ ملک ہا۔ روزمرہ ہی ذکر اذکار
ہوا کرے۔ راون اس کان سننا اس کان اڑا دینا۔ رفتہ رفتہ کچھ دن گذر
گئے ایک روز راج نیست کا تذکرہ ہو رہا تھا پرانے قہقے ہوئے سے پختے پرست
موقع پاکر بول اٹھا۔ کہ راون تم نے جو اتنا بڑا پت کیا بڑا ان پائے۔ مگر نتیجہ کچھ
حاصل نہ ہوا۔ نہ کہیں کے راج ہوئے نہ زندگی کا لطف اٹھایا۔ ذکی اور
دانا ہو کر بھی حق نہیں چھوٹا۔ بیوقوفوں کے سے خیال ہیں۔ راون بولا۔ یہ
کیا۔ پرست نے کہا سلف سے زر زین۔ زبان بانی فساد ہیں۔ زمین کے
لئے جھگڑے ہوا ہی کرتے ہیں۔ زمین وہ شے ہے کہ بھائی بھائی کا دشمن
ہو جاتا ہے۔ اور آپس میں کٹ مارتے ہیں۔ دلبر وہی ہیں جو بھائی کو
مار کر راج چھین لیتے ہیں۔ اپنی بیٹی آرام سب کر پسند ہے یہ نہیں کہ
ایک بھائی تو تخت حکومت پر بیٹھا ہو اور ایک بھائی کہ شکم پوری کر
دور کیوں ہو جاؤ۔ اوت اور دوت دونوں نہیں چھین اور روزمرہ منتر

کی ایسے بنیں۔ اوت کے بطن سے دیوتا۔ اور روت کے حکم سے دیتا پیدا ہوئے۔
 دیت اپنے زور بازو سے کل دنیا کے راجہ بن گئے۔ دیوتاؤں سے کچھ نہ
 ہو سکا۔ چلاتے رہے۔ آخر کار لشن سے انجا و بڑھایا۔ لشن کو اپنا حامی
 بنا کر لائے۔ اور ہم لوگوں سے لڑائی ہوئی۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ کروڑ ہا راجہیں
 مارے گئے اور ہم لوگوں کو صلا وطن ہونا پڑا۔ اوت اور روت دونوں کے
 بھائی تھے۔ کوئی غیر نہ تھے۔ لیکن زمین ایسی شے ہے کہ خواہ مخواہ لڑنا
 پڑا۔ تو اب تم کیوں سر اٹھاتے۔ منہ مارے عروج کے دن ہیں۔ اگر مستقیم
 تو دم کے دم میں لنکا خالی ہو سکتی ہے۔ کو بیڑ کو اتنی طاقت نہیں کہ تمہارے
 سامنے منہ کر سکے۔ را دن پر بہت کی باتیں اتر کر گئیں اٹھ کھڑا ہوا اور
 راجہ جیسوں کو لئے ہوئے ترموٹ پر بہت پر پہنچا۔ پر بہت سے کہا کہ تم جا کر کیر سے
 کہو کہ لنکا خالی کر دیں ہمیں تو ابھی تمام راج الٹ دو لگا۔ پر بہت کو بیر کے
 پاس گئے۔ اور را دن کا پیام سنایا اور کہا لنکا سے بھاگ جاؤ۔ لنکا کچھ
 نہ ماری تھیں۔ بسو کر ماں نے سوامی کے لئے بنائی تھی۔ اب را دن یہاں
 راج کر لگا۔ راجہس لوگ مقیم ہو گئے۔ کو بیر نے جواب دیا میں تو دھرم کا پابند
 ہوں۔ پنا کی آگیا سے لنکا بسائی تھی۔ اپنی مرضی سے نہیں آیا اور را دن
 تو بہا راجھوٹا بھائی ہے۔ میرا مال اُس کا۔ اور اُس کا مال میرا کچھ غیر بہت
 نہیں۔ میں اپنے پنا سے بھی پوچھ لوں۔ دیکھیں وہ کیا فرماتے ہیں۔ جو
 حکم دینگے عمل کرونگا۔ یہ کہہ کر کو پرجی بسرواجی کی خدمت میں حاضر ہوئے
 اور سارا حال بیان کیا۔ بسرواجی را دن کی باتوں سے بہت دکھی ہوئے
 کہا را دن کے مشیر اسے ابھار کر یہاں لے آئے۔ کئی دفعہ اس بارے میں
 گفتگو رچی اور را دن ہم سے کہہ دیا کرتا تھا۔ میں ڈپٹ دیتا تھا۔
 کہ اسے کجخت کہیں ایسا نہ کرنا۔ بھائی کا دشمن نہ بننا۔ وہ سن کر چیپٹ
 ہو جاتا۔ کہنے سننے سے دیواریں ٹل جاتی ہیں۔ اور وہ تو برہما کے برز ان
 سے اندھا ہو رہا ہے۔ صلاح کار بھی اسے ایسے ہی ملے ہیں وہ ادھرم
 کر رہے پڑا تا رہا ہے۔ اس کی عقل پر پتھر گئے۔ بیٹا تم لنکا چھوڑ دو۔

اور کیلاس پر بت پرچاں شو جی کا استھان ہے۔ اور بہت سے دیوتا اور گندھرب رہتے ہیں تم بھی رہو۔ گو بیرجی وہاں سے لنکامیں آئے اور سال اسباب یا ندھ کراہل خانہ کے ساتھ کیلاس پر بت پرینچے اور میں نے لگے پرست یہ سب تماشا دیکھتا رہا۔ چپ لنکا خالی ہو گئی راون سے عرض کیا کہ آپ چل کر رہے۔ راج کیجئے۔ ہم سب تابع فرمان ہیں راج راج چھسوں کے ساتھ لنکامیں آیا۔ اور راج کرنے لگا۔ راون کے پتے ہی جتنے راج چھس بھاگے ہوئے رسائل میں تھے سب ان کو لنکا پوری میں لے گئے۔

سرگ ۱۲

مندووری سے شادی اور میگھ ناتھ کی پیدائش

شاہ راون کو اپنی خواہر مہرپ نکھا کا خیال رہتا تھا بیڈت راج چھس مہرپ نکھا کے لائق سمجھا گیا اور اس کے ساتھ اہم کی شادی کر دی ایک روز شکار کھیلنے کے لئے شاہ راون کسی جنگل میں پہنچا نامی ایک دیت اپنی لڑکی مندی کو لئے ہوئے صحرائے لق و دن میں گشت لگا رہا تھا۔ راون اور سے ملاقات ہوئی۔ راون نے پوچھا۔ کہ تم کون ہو۔ اور یہ حسین لڑکی کس کے گھر کا چراغ ہے۔ راج چھس بولا۔ یہ لڑکی میری ہے ہیا ایلر کے بطن سے اس کی ولادت ہوئی۔ ایک دفعہ اسی جنگل میں تغریج کے لئے آیا۔ ہیا ایلر سے ودچار ہوا۔ اس حور و ش کو دیکھتے ہی دل ہاتھ سے جاتا نہا سگھے میں موتیوں کی مالا چھاتی پر رڑھکتے ہوئے دولہا بھاروں سے ٹھوکریں کھا رہی تھی۔ اس ادا پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا۔ وہ بھی کی طرح کو ندھ کر نکل گئی۔ اور میں ترپتا رہ گیا اسکے بارہ برس تک کیا تہ سے فراغت پاتے ہی خیال کیا اگر دیوتوں نے امر بائی کی اذوہ میں حسین ہمارا تھا بھی آئی

تو ہم رکھتے۔ کہاں کوئی مکان نہیں۔ چودھویں برس ہم نے ایک بار ۵۰
 دری جوانی۔ دیرتا ہمارے تپ سے خوش ہو گئے۔ پاس آئے پوچھا کیا
 چاہتے ہو ہم نے اپنی خوش فہم ظاہر کی۔ دیوتوں نے ہیا اسیرا سائے کھڑی
 کر دی۔ چنانچہ یہ لڑکی ہیا کے بطن سے تولد ہوئی۔ ان کے لائق شوہر
 دھونڈتا ہوں۔ ابھی کوئی نگاہ میں نہیں بچا کہیں کے ساتھ شادی
 کروں۔ ہیا سے دو لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ ایک کا نام مایادی دوسرے
 کا نام دنداسی ہے۔ آج کل زمانے میں رادون شہر آفاق ہو رہا ہے کیا
 تم اس کو جانتے ہو اور مہارانا نام کیا ہے۔ رادون نے جواب دیا کہ رادون
 ہمارا ہی نام ہے۔ پورست من کا پوتا اور بسراجی کا لڑکا ہوں کوئی غم
 ایسا نہیں۔ جو میں نہ جانتا ہوں۔ مے راجھیں بولا۔ اہا ہا کیسا خوب موقع
 ہاتھ آیا۔ آج مراد پوری ہوئی۔ مندووری آپ کی داسی ہے۔ آپ لے
 جائے۔ یہ کہہ کر مندووری کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ شاستر کے
 اصولوں سے مندووری کی سادی شاہ رادون کے ساتھ ہو گئی مے راجھیں
 ایک شکنتی چیز نہیں دی۔ یہ شکنتی وہی تھی جس کی ضرب سے بھیم جی مجروح ہو کر
 زمیں پر گرے اور گرتے ہی غشی طاری ہوئی۔ یہاں تک کہ زندگی سے بھی
 باہو سی ہو چکی تھی شاہ رادون ہنسی خوشی مندووری کو لئے لٹکائیں داخل
 ہوئے۔ رادون کی پہلی پٹ رانی سی تھی۔ اب کبھ کرن اور بھیمکین کے بیاہ کی
 عقد ہوئی بیروجن کی لڑکی سے کبھ کرن طور میو کھ کی کینا کے بھیمکین کا
 عقد باندھ گیا۔ تینوں بھائی اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ رہنے لگے مندووری
 کے بطن سے میگھ ناف پیا ہوا۔ میگھ ناف کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ پیدا ہوتے
 ہی میگھ کی طرح رونے لگا۔ یعنی رونے کی آواز گرج سے کم نہ تھی۔
 میگھ ناف کے گھڑیوں برہماتھا جس طرح خشک لکڑی پا کر آگ کے شعلے
 بھڑکتے ہی جاتے ہیں۔

SHRI SANMATI LIBRARY

SHRI SANMATI LIBRARY

JALPUR

JALPUR

سرگ ۱۲

کویر پر جرحالی

کچھ سال اسی طرح گزر گئے۔ عالم میں رادن کی جگہ بھگت کی۔ کانٹا مک
 لٹکا کے زیر نگین ہوئے اب کبھہ کرن کے سونے کا وقت آیا۔ رادن سے بولا
 کہ ایک مکان ہمیں ایسا بنوادو۔ جہاں کوئی نہ جا سکے اور میں خراٹے لے
 لے کر چین سے سوؤں۔ رادن نے اُس کی مرضی کے موافق مکان تعمیر
 کرایا۔ جس میں سونے کی چار دیواری۔ عقیق و نیلم کے دروازے
 زمر و دیا قوت کی چوکھٹ۔ ہیرے اور جواہروں کی کڑیاں لگی ہوئی
 تھیں۔ کبھہ کرن مکان میں جا کر سو رہا۔ ہزار سال تک سوتا رہا۔ رادن
 کے صلاح کار۔ مہود۔ پرست۔ بیرو پا کچھ وغیرہ ظلم کرنے کی ترغیب پاکرتے تھے غریبوں
 پر ظلم۔ رشیوں پر جبر۔ دیوتاؤں پر جور۔ غرض کوئی اس سے خوش نہ تھا۔
 ہے۔ بھوے سرسبز درختوں کو کاٹ کر میدان کو ادیتا۔ کو بیر نے بنا۔ کہ رادن
 سے خلقت دکھی ہے سمجھانے کے لئے اپنے خاص ندیم کو رادن کے پاس بھیجا
 کہ وہ ان حرکتوں سے باز آئے مظلوموں پر جبر کرنا روا نہیں ندیم پہنچے
 بھبھکین سے ملا بھبھکین نے خوب آؤ بھگت کی ایک چوہدار کے ہاتھ رادن کو
 کھڑا بھیجا کہ کویر جی کے مصاحب آئے ہوئے ہیں۔ اور آپ سے منا چاہتے ہیں
 حکم ہوا کہ دربار میں حاضر کرو۔ کویر جی کا مصاحب بھبھکین کے ساتھ دربار
 میں حاضر ہوا۔ رادن نگہاسن پر بیٹھا ہے وزیر اور امیر قرینے سے ایسا وہ ہیں
 چہرے پر اس قدر رعب ہے۔ کہ دیکھنے سے پیشاب خطا ہوا جانتے مصاحب
 خاموش کھڑا ہو گیا۔ چوہدار نے عرض کیا جہاں پناہ کویر کا مصاحب خاص نکلا
 کے رہ برہم ہے۔ بھبھکین نے اشارے سے مصاحب کو پیش کیا۔ اور رادن سے
 استدعا کی آپ کے بھائی کو بیر نے پیام بھیجا ہے کہ ہم تمہارے بھائی ہیں برہمن کے
 لڑکے پولست محل کے پوتے ننگا خان دان ہم دونو بھائی ایک طریقے پر چلیں۔

خاندان میں پھوٹ نہ ہونے پائے۔ دھرم پر چننا ہمارا پہلا فرض ہے۔ عبادت
اعتدال پر نہ چلنے سے خاندان میں بٹا لگیگا۔ بھائی دھرم کے جو راستے
ہیں بند نہ ہونے پائیں۔ خیر جو کچھ بڑا سو بڑا۔ اب ادھرم سے اجتناب
رکھو۔ ادھرم کل پالوں کی جڑ ہے۔ بھائی میں اپنی بھتی کرنا ہوں۔
دھیان دیکر سنیگا۔ ایک وقت ہم مہادیو جی کے پاس گئے۔ پاربتی اور
مہادیو جی ہوا کہا ہے تھے۔ میری آنکھ پاربتی کے حسن عالم اقرض پر پڑی
خیالات ناسد دل میں بیٹھنے لگے حالانکہ میرا دسترس ان پر نہ تھا خیال بد
آنے ہی پائیں آنکھ بیٹھ گئی۔ اور میں سو چھت ہو کر زمین پر گر پڑا۔ دہنی
آنکھ پر بھی صدمہ پہنچا۔ درد سے بیتاب ہوا۔ وہاں سے بھاگا۔ مکان پر
آیا اور آٹھ سو برس تپ کیا مہادیو جی تپ سے خوش ہوئے بردان دیا۔ کہ
آج سے تم دھن کے سوامی ہوئے۔ دیکھو پرانی عورت پر نگاہ ڈالنے سے
یہی حال ہوتا ہے اور یہی ادھرم کا پہلا زینہ ہے۔ آپ بادشاہ وقت ہیں
ایسی باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ آپ کی خلاف شان و آداب سلطنت
بست سی باتیں سننے میں آئی ہیں۔ لوگ نالاں ہیں اور آپ کو بڑے الفاظ
سے یاد کرتے ہیں۔ بھائی میرے سہارا اور آپ کا خون ایک ہے آپ کی بڑائی
ہم سے نہیں سنی جاتی جب کسی نے آپ کی شکایت کی میں یہی جواب دیتا
رہا کہ ابھی بچپن ہے نا سمجھ ہے۔ تجربہ نہیں۔ آگے چل کر خود سنبھل جائیگا
برادر اب شکایتوں کی صدمہ رہی۔ دیوتا اور رشی آپ کے ظلم و جور
سے عاجز آگئے ہیں۔ تمہاری بربادی کے دیپے ہیں ہوشیاری سے
کام کرو۔ کسی کا دل نہ رکھنے پائے۔ پاپ کی ناؤ ڈوبا چاہنی ہے رادھ
سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ غصے سے آنکھیں انکاسے کی طرح دہکتے لگیں
جھٹلا گیا۔ زانو پر ہاتھ دے مارا۔ اور لب دانتوں سے چبانتے ہوئے
بولا۔ کہ بے حیا کو میرے کہہ دو کہ اس جانب کو کسی کا خوف نہیں مرد میدان
ہو تو سامنے آؤ۔ دیونے کیا ہماری پشم اکھاڑ لیگے۔ کو بیر بڑا
ڈرپوک ہے ہم ایسے بزدل کو اپنا بھائی نہیں بنا سکتے۔ صاف صاف

کہہ دیتا کہ کوہیر راون کا بھائی نہیں ہے۔ اس کو دولت پر ناز ہے۔ یہ ناز ایکسا دن میں بھلا دونگا۔ ابھی تک تو طرح دینا گیا۔ سمجھنا تھا کہ بھائی ہے۔ مگر اب شائستہ آئی ہیں۔ خیر مضائقہ نہیں سمجھ لوں گا۔ میرے زور بازو کو بھول گیا۔ تینوں لڑکے میں راون کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ شاید کوہیر کو خبر نہیں۔ بات کہتے کہتے راون نے تلوار میان سے لکالی۔ اور مصاحب کا سر بھٹا سا لوٹنے لگا۔ اور گوشت راجپسوں میں تقسیم کر دیا اور خود رتھ پر سوار ہو کر کوہیر پر چڑھ دوڑا۔

سرگ ۱۲

راون اور کوہیر سے مقابلہ

راون کے ساتھ مدور پر بہت۔ سکھ سارن۔ دھمرا کچھ مے نانی سپہ سالار فون کا دریا بہانے ولے ہیں۔ گھڑی بھر میں کیلا س پر بت پر پہنچے۔ چچھ لوگوں نے راون کو آتے دیکھا کہ راون چڑھا آیا ہے شیر نہیں کھائی دیتی۔ کوہیر نے فوج کی تیاری کا حکم دیا چند سپاہیوں کو راون کے پاس بھیجا کہ راون کو لے آئیں۔ سپاہی راون کے پاس گئے۔ عرض کی کہ آپ کو کوہیر نے یاد کیا۔ راون نے جواب دیا کہ کوہیر سے کو فو دلاتے ہاندھ کر حاضر ہو۔ نہیں تو آج ہماری تلوار اس کے خون سے پیاس بجھا دیتی۔ کوہیر جی ججور ہوئے اور فوج لے کر راون کے مقابلے پر آمادہ ہو گئے۔ راون بھی مستعد جنگ تھا کہ کوہیر سمجھتے تھے کہ راون ڈر جائیگا۔ لیکن راون ڈر نہیں بلکہ کوہیر کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ صفیں الٹا دیں۔ دستے تیار ہوئے۔ مدور پر بہت فوج جی توڑ کر لڑے۔ کوہیر کی فوج نے داورا لگی ہی مگر راون کے آگے پیش نہ گئی۔ ہزاروں ہتھیار راون پر پڑتے ہیں مگر راون پر ایک بھی اثر نہیں کرتا۔ چھوٹے نے سرفروشاں کہیں جانا باز یاں کھائیں۔ مگر

راون کی نواز کی آگ سے ٹھہر سکے ہزاروں چھ مارے گئے اور ہزاروں بے دم پڑے ہیں۔ کوہیر نے اپنی فوج کا صفایا دیکھ کر دوسرے چھو کو بھیجا۔ سجدہ نامی چھ نے ایک گدا مار بچ کے مارا وہ مورچت ہو کر زمین پر گرا۔ جب ہوش آیا۔ تیزوں کا مینہ برسا دیا۔ لاشوں کے پستے لگ گئے لاکھوں چھ موت کے منہ کا لوازہ بنے اور باقیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ راون کوہیر کے دردانے پر چڑھ گیا۔ دو آرپال نے ایک کھمبہ اکھاڑ کر راون کی پیشانی پر مارا۔ پیشانی زخمی ہوئی اور خون بہنے لگا خون بہتے دیکھ کر راون کی جرات اور بھی بڑھ گئی۔ ایک درخت جڑ سے اکھاڑ لیا اور اس سے جتنے دو آرپال اور چھ تھے سب کو ٹوٹی لیا۔

سرگ ۱۵

راون اور کوہیر کی لڑائی

کوہیر نے دیکھا کہ بخت نہیں مانا۔ پکار کر آواز دی بہادر چھو ایک ساتھ حملہ کرو۔ اس ملعون کو کسی طرح زیر کر دو تب تمہارا نام ہے چھوؤں نے ایک مارگی حملہ کیا۔ شکستہ۔ گدرد۔ ترسول کی مار ہوئے لگی۔ ادھر وہ در پرست اور مارچ گئے چھوؤں کا ستھرا ڈکڑیا۔ دھماکے کے گداسے بھی ہزاروں چھ برباد ہوئے۔ من بھدر بڑا جنگ جو چھ تھا دھماکے کے مقابلے پر آیا اور ایک گھونساناں کرایا مارا کہ دھماکے زمین پر گر پڑا۔ من بھدر نے گدا چین لی اور راون کے گھا کر ضرب لگائی۔ تاج گہ پڑا۔ من بھدر کی دلیری کی تعریف ہوئے لگی۔ کوہیر نے دیکھا۔ کہ غضب کی خیزی ہے۔ خود گدا لے کر چلے اور راون کوہیر سے کہنے لگا کہ اب تک منہ چھپائے بیٹھے تھے۔ مردوں سے ڈرتے تھے۔ اب کیوں آئے۔ خیر اگر جیوٹ دلاوری رکھتے ہو تو ابھی دارا بنیاد را ہونے لگے۔ کوہیر بولے اب بھی منع کرتا ہوں۔ لیکن

نہیں مانتا۔ اسے کمبخت زور بازو پر بھولا ہے یا اپنے لجم و شجیم خٹے پر پھولا ہے۔ یہ سٹی کے برابر ہے۔ ادھر م کرنا چھوڑ دے باپ مائی اور بڑے بھائیوں کی خدمت کر چھپوں نے کو پیر کو سمجھایا کہ آپ بیکار منف خراشی کرتے ہیں۔ یہ کمبخت نہیں مانینگا۔ راون گدا گھاتا ناچھپوں کی صفیں چرتا ہوا کو پیر پر چھپٹا۔ سحر و انسوں سے ہزاروں راون ہنسلے بہت سے تیر اور سو پیدا کئے۔ میدان جدال و قتال اور بھی گرم ہو گیا ہر چھ کے سامنے ایک ایک راون تھا۔ ایک راون سے توجی ہار گیا تھا۔ ہزاروں راون کیونکر دفع ہوتے راون نے تڑپ کر ایک گدا کو میر کے سر پر ماری سر بیٹا گیا اور کو پیر زمین پر گرے منہ ناک سے خون جاری ہوا۔ کو پیر کے گرتے ہی چھ بھاگ گئے راون میدان خالی پا کر رتھ پر بیٹھ گیا اور رکروڑ ہاتھ کے میرے جوارات خزانے سے نکلو کر رتھ پر رکھ لئے اور مار تچ کو کو پیر کے تخت پر بٹھا دیا۔ اور سکے خطبہ راون کے نام پر جاری ہوا۔

سگ ۱۶

کیلاس پریت راون کے ہاتھوں پر

راون اس فتح سے بہت خوش ہوا اور بوان لے کر لنکا کی طرف راجعت کی مگر بوان چلتے چلتے رُک گیا۔ راون کو فکر ہوئی کہ بوان کیوں نہیں چلتا۔ مایک بولا کہ بغیر کو پیر کے بیٹھے نہیں چل سکتا۔ ایک شخص سامنے کھڑا تھا راون نے اشارے سے ہلا یا۔ پلو چھا کہ کہاں جاتے ہو وہ شخص ہما دیو جی کا خدمتی تھا بولا اس مقام پر شام کا دمک جی چھ اور گندھرب رہتے ہیں! غیر اجازت ہما دیو جی کے کسی کی مجال نہیں کہ قدم رکھ سکے۔ راون سن کر بوان سے اتر پڑا۔ اور ہما دیو جی کے پاس گیا۔ دیکھا کہ نندی جی شیو جی کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ راون کو نندی کا منہ دیکھ کر مہشی آگئی۔ ہنسے کی وجہ یہ تھی کہ نندی جی کا چہرہ بندروں سے مشابہ تھا۔ نندی جی نے

راون کی کے ادنیٰ دیکھ کر شراب دیا کہ ہمارا چہرہ دیکھ کر ہنستا ہے۔
 بندر ہی تیرے پر پوار کو ناش کرینگے۔ پھر غصے سے کہتے گئے کہ جی میں آتا
 ہے اسی وقت تیرا خون چوس لوں مگر مجھے کچھ ضرورت نہیں تیرے گناہ
 خود ہی تجھے برباد کر دیں گے۔ راون نے نندی کے شراب کی پرواہ نہ کی
 وہ تو اپنے فکر میں غلطان تھا کہ ہادیو جی کی تلاش پر تپ کر رہے ہیں
 اسی وجہ سے ہوان چلنے سے مجبور ہے۔ راون نے کیلاش پر بت کو مکہ
 مار کر اٹھالیا دیوتاؤں پر مقرر تھری سوار ہوئی۔ بخار چڑھ آیا۔ کہ
 اب کسی طرح جان نہ بچگی۔ پاربتی جی کا پنپے لگیں۔ دہشت سے فخر تھرا
 اٹھیں۔ ہادیو جی کا ہاتھ تمام لیا۔ کیلاش پر بت راون کے ہاتھ پر
 ہے۔ ہادیو جی نے انگوٹھے سے وبا دیا راون کا بازو بوجھ نہ سنبھال
 سکا۔ درد سے بیناب ہو کر چکر آنے لگے۔ اور پر بت پیچھے جھکا زمین
 دیکھنے لگی۔ سمندروں کا پانی اچھلنے لگا دیوتاؤں پر کیچی سوار ہے نیت
 کے سامان نظر آئے۔ راون کے صلاح کار عرض کرنے لگے غضب ہو ا جاتا
 ہے ہادیو جی کی اُستنی کیجئے ورنہ زمین کا طبقہ الٹ جا بیگا۔ راون -
 ہوور۔ باپج۔ پرست کے ساتھ اُستنی کرنے لگا۔ ہزار برس یکس
 تحت اُستنی کی۔ آخر کار شیو جی آسمن سے اُٹھے۔ راون کے پاس آئے
 فرمایا تو نے بڑی گستاخی کی سزا سے بچ گیا۔ جانکابیں راج کر پشپ ہوان
 تیرا مقصد ہے جس راستے سے جی چاہے لیجا۔ شاہ راون ثنا خواں ہوا۔
 اور عرض ظاہر کی کہ آپ کی کرپا سے بعید نہیں کہ میری عمر بھی بڑھ جائے
 عمر ضرور گھٹ گئی ہوگی۔ کیونکہ ادھر بہت سے گناہ ایسے ہوئے ہیں جن کا
 کفارہ بھی نہیں برہا جی کا بردان تھا کہ

دیو گندھرب۔ چھ کسی سے موت نہ ہوگی۔ آپ میرا منور خنہ پھل کیجئے۔
 ہادیو جی۔ بولے بہت اچھا۔ عمر بڑھ جائیگی۔ مگر بند راو اور انسان سے حذر رہے
 یہ کہہ کر چند رہا س شمشیر راون کے حوالے کی اور فرمایا کہ اس کی پوجن ہر روز
 کرتے رہنا۔ اگر نہ کر دے گے تو شمشیر ہا سے پاس چلی آئیگی۔ اور غم موت کے

منہ میں ہو گے اگست رشی ناقل ہیں کہ یہ بردان پائے ہی راون وہاں سے چلا آیا۔ کچھ دنوں لٹکا میں سلطنت کی جو چھتری راجہ سرتانی کرتا دھمکا دیتا اس نے دنیا بھر کے راجاؤں کو جیت لیا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ حکم عدولی کرتا۔ جو راجہ مغلوب ہوتا ڈر کے اس کے پاس چلا آتا راون اس کا راج بخش دیتا تھا۔

سرگ ۱۷

سری جانتی جی کی وجہ پیدائش

ایک دفعہ شاہ راون کا گزر سیوان پر بت پر ہوا۔ ایک نوخیز۔ لڑکی تپ کر رہی تھی۔ راون دیکھتے ہی بخش میں سرشار ہو گیا۔ مسکرا کر پوچھا کون ہو۔ اس شباب کے عالم میں کس غرض سے ریاضت کر رہی ہو۔ جوانی کا عالم ہے عیش و عشرت کے دن پھول پان سے نازک تپ کرنا دیکھنا نہیں دیتا یہ بناؤ کس کے گھر کا چراغ اور کس کی آغوش کا کھلونا ہو۔ نوخیز لڑکی نے جواب دیا باپ کا نام کشن دھج اور دادا کا نام پرست ہے وہ بڑے پنڈت علوم دید اور شائستہ کے دھنی ہیں دبیر پڑھتے ہی پڑھتے ہمارا جنم ہو گیا۔ پید وئی نام ہے ہمارے واسطے اندرا اور گندھرب اور بہت سے دیوتا نقد و جنس لے کر پنا کے پاس آئے۔ مگر پنا انکار کرتے ہے کسی سے شادی نہ کی۔ ان کی خواہش تھی کہ ایسی حبیبہ جمیلہ کا عقد لیشن سے ہوتا تو اچھا تھا۔ یونہی بابوس ہو کر پھرے اتنے میں ایک راجپس جس کا نام سمجھو تھا۔ پوشیدہ طور سے آیا۔ اور ہمارے پنا کا سرتوار سے اتار لیا۔ ماما ہماری چنا بنا۔ اور پنا کا سر لے کر اگنی میں سخی ہو گئی۔ ہماری ماما اور پنا دونوں کی خواہش تھی کہ کس لیشن سے شادی ہو۔ اس لئے تپ کرتی ہوں۔ دیکھئے کس دن تپ پورا ہو۔ اور لیشن بھگوان ہمارے خوہر ہوں۔ ہم نے تمہیں پہچان لیا۔ اگرچہ برہمن ہو اور پولست من کے پوتے اور تپ میں بیگانہ روزگار ہو مگر

ادھری ہو یہاں سے جاؤ۔ راون پشپ بوان سے اتر پڑا اور سمجھانے لگا۔
 یہو باغ جرائی کو برادر رتی ہو۔ گلاب سا چہرہ کلایا جاتا ہے۔ کیا تم
 ہاری طاقت کو نہیں جانتی ہو ہاری قد عزت منظور نہیں کیا ہم بشن بھگوان
 سے کہ ہیں دیوتا بشن بھگوان کے حکوم ہیں اور ہمارے بھی ست نگہ میں جمال نہیں
 کہ ہمارے خلاف کوئی کام ہو۔ بشن سے کس بات میں کم ہوں ہمارے ساتھ
 شادی کیوں نہیں کرتیں۔ بیدرتی بولی کہ بشن کی برابری کرتے ہو ہم سے
 ان کی مذمت نہیں سنی جاتی دوسرے راون شعلے کی طرح بھڑکا لپک کے
 زخیز لٹکی کے بال پکڑے۔ اور گھسیٹنے لگے۔ لٹکی نے ہاتھ مارا۔ بال کٹ گئے
 تپ کے زور سے ہاتھ اس کا توار کی دھار ہو گیا۔ آگست رشی کہتے ہیں کہ
 لٹکی نے شراب تو نہیں دیا۔ لیکن بدن سے شعلہ نکلا اور جل کر راکھ ہو گئی
 جینے کے وقت کہتی گئی کہ میرا بدن تو نے چھو دیا۔ اب میں بشن بھگوان کے
 قابل نہیں۔ دوسرے جنم میں تو میری وجہ سے راجا بیگا۔ دیوتوں نے اس پاک
 عصمت پر گل افشانی کی۔ شراب سن کہ بہت خوش ہوئے۔ راجند راجی
 یہ جانی جی وہی بیدرتی ہیں۔ جنہوں نے راجہ جنک کے یہاں جنم لیا۔ اور
 آپ کے ساتھ شادی ہوئی خیال کیجئے تو راون بیدرتی کی وجہ سے ہلاک
 ہوا۔ جانی بیدرتی کا ادا تار ہیں۔ اور اب دو اپر پر جگ میں رکشی
 نام سے پکاری جائیگی۔ جب آپ کرشن اوتار لینگے ۔

سرگ ۱۸

راجہ مردت اور شاہ راون کی ملاقات

شاہ راون اپنا سامنے لے کے پشپ بوان پر سوار ہوا۔ اور سر پہ
 ویش میں پسچا۔ وہاں کا راجہ مردت نامی جگ کر رہا تھا۔ دیوتا راون
 کو دیکھتے ہی تھر تھر کانپنے لگے اور بھیمیں بدل بدل کر کھسک گئے۔

اندر۔ موز۔ دھرم راج۔ کوا۔ کوبیر۔ گرگٹ۔ برن ہنس روپ
 بھر کر جنگ سے باہر آئے۔ صرف شام برت اور راجہ مردت
 گئے۔ راون راجہ مردت سے جنگ کا خواہاں ہوا۔ راجہ بولا تم
 تم کون ہو۔ راون نے ہنس کر جواب دیا۔ کوبیر کا بھائی ہوں۔ راون
 نام ہے جس نے پرتھوی کے راجاؤں کو جیت لیا ہے تم کو بھی لڑا کر نیچا دکھاؤنگا
 یا ہاری مان کر کھدو۔ کہ تاج زمان ہو۔ حال ہی میں کوبیر کو مغلوب کر کے
 لپٹپ بوان چھین لیا۔ راجہ مردت بولے یہ کہو بھائی کے دشمن ہو دینا میں تم
 سا ادھر ہی کوئی نہ ہوگا جس نے بھائی کو مارا نا لہو۔ اے راون تو نے بدت
 رہا ص کب سے کس لئے اتنے بڑے ریاض کو غارت کئے دینا ہے۔ خیر اگر
 جنگ کا مستحق ہے تو لے۔ یہ کم کے بیٹھے بیٹھے کمان پر تیر چڑھایا۔ شام برت
 برہمن نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بولا یہ کیا کرتے ہیں۔ ابھی جنگ پورا نہیں۔ غصہ
 تھوک دیکھئے۔ غصہ پاپ کی جڑ ہے۔ کام سدھ نہ ہوگا۔ اور کچھ یہ بھی احتمال
 ہے کہ راون مغلوب ہو کے سامنے سے ہٹ جائے۔ کیونکہ اسے تو برہما کا
 بڑا ان ہو چکا ہے۔ یہ کسی سے ہارنے کا نہیں۔ راجہ مردت نے کمان ہاتھ سے رکھ
 دی۔ اور خاموش ہو رہا۔ راون سمجھا کہ راجہ ڈر گیا۔ ادھر شک آواز
 لگائی کہ شاہ راون نے اوسرینج دیس پر فتح پائی۔ راجہ شاہ راون کا لوہا
 مان گیا۔ محکوم ہوا۔ راجھسوں نے لوٹ مار شروع کی۔ رشی اور براہمن مار
 مار کر کھانے لگے۔ راون نے وہاں سے مراجعت کی۔ ادھر راون کے چلے
 جانے پر دیوناؤں نے اپنا بھیس بدلا۔ اسی روپ ہو گئے۔ اندر نے
 سور کی دعا دی کہ تم کو سانپوں کا خوف نہ ہوگا۔ اور ہماری ہزار آسمندوں
 کی نگاہ تمہاری پوچھ (دم) پر رہیگی۔ برسات کی فصل میں آندر رہا کرے گا۔
 دھرم راج نے کوتے سے کہا۔ جو شخص کا گل دیگا۔ جنم لوک میں نہ آئیگا۔
 اور تم امر ہو گے۔ اپنی سوت سے کبھی نہ مرے گے۔ جو وہیں ہمارے
 لوک میں بھوک پیاس سے بچیں ہیں۔ جب تک تم کو اہار نہ دیا جائیگا۔
 کھانا دینا کچھ نہ بیگا۔ راون ہنس سے بولے۔ اے ہنس جس ملک میں ہو گے

دکھ نہ ہوگا۔ تمہارا روپ سفید رہیگا۔ چند رماں سے امرت پاؤ گے۔ گنگا
جل اور مان سرور جل ہیشمیو گے۔ جس مقام پر تمہارا گذر ہوگا دیوتا با
کریتے۔ کہیرے گرگٹ کو آشیروا دیا کہ تمہارا جسم مثل کندن کے جھلکا
کر یگا یہ آشیروا دے کر دیتا اپنے اپنے استھان کو چلے گئے اور راجہ ہوت
کا جگہ پورا ہو گیا *

سگ ۱۹

رادن کی اجودھیا پر چڑھائی

آگست رشی نکتہ پنج ہیں کہ شاہ رادن نے سیاحی پر کمر باندھی جس ملک میں
جانا وہاں فرمانروا نام شتے ہی تال ہو جاتا۔ یا کسی کو لڑکر زیر کرتا غرض ہر
طرح اپنی سلطنت کو وسیع کرنا گیا۔ اکثر راجے بغیر کے سے خراج بھیج دیا کرتے
اتفاق سے رادن کا گذر اجودھیا پوری میں ہوا۔ راجہ انرنیہ راج کی
حکومت تھی۔ جنگجو رادن نے قاصد بھیج کر کہلا بھیجا کہ میں جنگ کی تمنا ہے
اگر راطی کی تاب نہ ہو تو ہاتھ باندھ کر حاضر ہو۔ راجہ انرنیہ راج نے جواب دیا
کہ اگر جنگ کی ہوس ہے تو ہم مزہ چکھا دیں گے۔ شہر کے باہر وسیع میدان ہے
وہیں ہمارا رادن کا فیصلہ ہو جائیگا۔ فوج کی تیاری کا حکم ہوا کہ میں کسی گھٹن
صف بندی ہوئی اور سارا لشکر جے کرتا ہوا۔ میدان میں جنگ
پر مستعد ہو گیا۔ دس ہزار جنگ جو تھی اور چالیس ہزار اسوار
ساتھ ہزار تھی سوار کے جمع میں۔ راجہ اجودھیا رادن کے مقابلے پر آیا
کشت و خون کا بازار گرم ہوا۔ لڑاؤ میں چمکنے لگیں نیزے سینے توڑنے لگے
اور خنجر گھلے میں ترازو ہو کر بہادروں کے خون سے پیاس بجھانے لگے۔
راجہ انرنیہ کے خون آشام تیروں نے بڑے بڑے راجپسوں کو خاک میں
ملا دیا۔ مگر رادن پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا اور شیروں کی طرح ڈپٹ

رہا ہے۔ جدھر رُخ کرتا ہے پرے کے پرے صاف ہو جاتے ہیں۔
 راجہ انرینہ راج راون کی قوت دیکھ کر سہم گیا۔ مگر چھتری تھا بغیر ت
 میدان چھوڑنے پر متقاضی نہ ہوئی۔ ڈٹا رہا۔ اور آتشیں تیروں کی
 بو چھاڑ کر دی۔ ان باتوں نے بھی راون پر اثر نہ کیا۔ البتہ سکے
 سارن راون کے ثانی سپہ سالار زخمی ہو گئے۔ پھر راجہ نے آٹھ
 سو بان ایک دم کمان پر جوڑے۔ اور راون کو نشانہ بنا کر چھوڑے
 یہ بان بھی آہنی بدن پر گھٹا گھٹا گتے اور مکڑے مکڑے ہو کر زمین
 پر گر پڑتے ہیں۔ راون کے جسم پر نشان بھی نہ آیا۔ راجہ مجبور ہوؤا۔ شاہ
 راون نے رتھ بڑھا کر راجہ انرینہ راج کے تان کر گھونٹا لگایا۔ راجہ
 چوٹ کھا کر رتھ سے گرا۔ خون بہنے لگا۔ حلق کے دانت پیٹ میں اتر گئے۔
 بھیجا نکل آیا۔ راون ہنس کر بولا۔ کیوں بچے یہی دام داعیہ تھا۔
 کہ میرے زور بازو کو نہیں مانتے تھے۔ کیا اس دم خم پر لڑنے
 آئے تھے۔ مزہ چکھ لیا۔ جان بلب راجہ نے بمشکل جواب دیا۔
 کہ تو راچھس ہے۔ راچھسوں سے ہم لڑ نہیں سکتے۔ میری
 موت قریب تھی۔ میری یوں ہی بدی تھی۔ ایشور کی مرضی میں
 چارہ نہیں۔ کوئی دم کا دھماکا ہوں۔ ہاں اتنا یاد رکھنا۔ کہ
 میرے خاندان میں راجہ دسرتھ کے پیٹے راجہ راچندر ہو گئے
 ان کے بالوں سے تو مارا جائیگا۔ کتے کتے مجسروح راجہ
 کی جان نکل گئی۔

سرگ ۲۰

راون اور ناروجی کی دود باتیں

راون مظفر و منصور شہر کے اندر گھسا۔ رعیت بھاگ رہی ہے

راجپس جسے پاتے ہیں۔ چبا جاتے ہیں۔ اتنے میں ناروجی
 راون سے ملائی ہوئے۔ راون سر بسجود ہوا۔ پر نام کیا۔
 اور پوچھا آپ کہاں سے آتے ہیں۔ نارون نے کہا آپ کی حسرت
 اور دلیری سے دل بہت آند ہوا۔ آپ کی کیا بات ہے۔ واقعی
 آپ نے وہ کام دکھائے۔ کہ دیوتے سات اوتار بھی رکھتے۔
 تو بھی نہ ہوتا۔ جس طرح بشن نے راجپسوں کو مارا تھا۔ اسی
 طرح آپ نے دیوتوں کو ماکوں چنے چو اٹھے۔ خوب عوض لیا۔
 واہ واہ واہ۔ مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔ دنیا میں تو کوئی راجہ
 ایسا نہیں۔ جو سر ہلا سکے۔ بیچارے انسان یکمشت خاک ان
 کو بیکار چھیڑتے ہو۔ جب چاہوں ڈالو۔ اور انسان تو یونہی مرے
 ہوئے ہیں۔ ان کے مارنے سے کوئی بڑائی نہ ہوگی۔ آپ دیوتا
 گندھرب اور چچھ سے مقابلہ کیجئے۔ انسان عیش کے بندے ان
 کی عمر کم ہوتی ہے اور امراض بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان کے
 یہاں شادی و غم دونوں ساتھ ہیں۔ کسی جگہ ناچ و رنگ کی غفلت آرتے
 ہے۔ کسی جگہ رونے دھونے سے گھر ماتم کدہ بن جاتا ہے انسان
 اپنے مطلب کے سامنے دوسرے کے دکھ کی پرواہ نہیں کرتا جب
 کوئی مر جاتا ہے۔ تو سارا گھر روتا ہے۔ جراح بھی ڈنڈ دیتے ہیں
 تم جراح سے لڑائی کیوں نہیں کرتے۔ کال سے لڑا جس میں
 تمہاری تحریف ہو۔ جس دن جراح پر قابو پاؤ گے۔ تو سارا
 سناں قہقہے میں آ جائیگا۔ راون ہنس کر کہنے لگا آپ
 تو ہمارے خیر خواہ ہیں۔ ہماری بھلائی کی باتیں سوچا کرتے
 ہیں۔ اور ریشیوں میں یہ بات نہیں وہ تو ہم سے جتے ہیں
 تو سوچ ہی رہا تھا کہ پہلے رسائل کو زیر کروں۔ پھر دیو لوک کو
 الٹ دوں۔ لیکن آپ کی آگیا جم لوک جاسے کی ہوتی ہے جیسی آپ
 کی مرضی مجھے منظور۔ ناروجی بولے کہ راستہ بھولے جاتے ہو۔

پیلے دیو لوک جاکر دکھن طرف چلے جاتا۔ جراج کو قید کر کے رسالہ پہنچا۔
 راوان نے کہا جراج کس کیفیت کی مولا ہے۔ اس کا بہت لینا کون بڑی
 بات ہے۔ مرا غم ہے تینوں لوک زیر نگین ہوں۔ ابھی میں نے صرف
 اپنے کھائی کو بیر کو جینا ہے یہ کہہ کے راوان نے دکھن کی طرف ہوا ان
 کا رخ پھر دیا۔ ناراجی فکر میں غلطان ہیں کہ بیونک جراج ایسے زیر دست
 کو جو تمام سنہار کو مار نیوالے ہیں۔ راوان بیت بیگا۔ ناروی سوچتے
 پچھتے چلو کہ پہنچے اور جراج اور راوان کی رٹائی کے تماشائی بنے۔

سرگ ۲۰

راوان اور جراج کی اڑائی

ناراج پھر لگاتے جراج کی سبھ میں پہنچے جراج آسن پر بیٹھے ہوئے
 سبھ سے ہیں۔ نیک دید کی سزا دے رہے ہیں۔
 جراج ہی ناراج کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے پوچھا آپ سنے کیوں
 تکلیف کی ناراجی کہنے لگے کہ راوان راجھسوں کا آیا ہے آپ بنگ
 سا خواہاں ہے۔ مجھے جرت ہے کہ آپ تو سب کو زار دیتے ہیں۔ آپ سے
 راوان کو حکم لڑ گیا۔ اتنے میں راوان کا ہواں دکھائی دیا اور راوان بھی
 آسمان سے ناظر ہے کہ کوئی پاپ اور کوئی پین بھوگ رہا ہے جراج
 کے دوت سزا دے رہے ہیں۔ کوئی کاٹھ ہوں پڑا ہے اور کوئی توار
 کی دھکا۔ پر چلا جاتا ہے۔ اور کہیں شیشہ گرم کر کے کان میں بھرتے ہیں
 اور کوئی خون اور پیپ کی نڈیوں میں غوطے کھاتے ہیں۔ کوئی اگر گرم
 باگو میں جلانے جاتے ہیں۔ کوئی سانپ سے کٹوایا جاتا ہے کوئی جلنے
 ہوئے کھیسے میں لٹکایا جاتا ہے کوئی بھوک پیاس سے بینا اور کوئی غیظ
 پیشہ میں لٹ پڑتا ہے۔ دوسری طرف دیکھتے سے معلوم ہوا کہ غم

حمدہ عمارتوں میں داگ رنگ۔ ہا ہے کوئی ناچتا ہے۔ کوئی گاتا ہے۔ عیش و
 عشرت کی محفلیں گرم ہیں۔ اس سے یہی سمجھتی کہ جو جس نے کم کیا
 ہے۔ وہ سکھ سکھ دکھ بھونکتا ہے۔ جس نے دان اور پن کئے ہیں۔ وہ
 عیش کر رہے ہیں۔ اور جو بد کاموں کے عادی ہیں۔ وہ سزا بگت
 رہے ہیں۔ راون کو جہراج پر غصہ چڑھ آیا۔ دانٹ بتائی اور خنجر
 سے گردوٹا اجم لوک میں تلامچ مچ گیا۔ جہراج راچھسوں کو خشکی توڑ
 نگد۔ اور گد سے مارنے لگے۔ جس طرح مکھیاں شہد میں پٹ جاتی
 ہیں اسی طرح جہدوت راون کے بوان میں چٹ گئے۔ کوئی دخت
 سے۔ تا ہے۔ کوئی پد یا اکھاٹا اکھاڑ کر راچھسوں پر ٹپکتا ہے راون کے
 ہر اہی پریشان ہو گئے۔ احتمال تھا کہ کہیں بوان نہ ٹوٹ جائے۔ راون
 نے سمان پر بیڑ چڑھا۔ اور دونوں طرف ہتھیار برتنے لگے۔ جہدوت راون
 کے بالوں سے بوان چھوڑ چھوڑ کر کچھ تو گھائل ہو گئے اور کچھ بھاگ کھڑے
 ہوئے۔ فوج منتشر ہوئی۔ جہراج نے آواز لگائی۔ اور چاروں طرف سے
 راون کو گھیر لیا۔ ترسولوں کی مار ہونے لگی۔ راون خون سے تر ہو گیا
 مگر جیوٹ ہاتھ سے نہ گئی۔ اسی طرح سے لڑ رہا ہے۔ راون کے ساتھی
 راون کی جرات دیکھ کر اپنے پر نشین کر کے پھر بٹنے لگے۔ جہدوتوں
 نے راون کے چھکے چھڑا دیے۔ اس قدر تلواریں پڑیں کہ راون کی زرد
 پرچے پرچے ہو گئی۔ راون کی آتش غضب بھڑک اٹھی۔ بوان سے اتر
 اور پشنوپت استرکان پر چڑھا یا۔ اور کان بک کیخ کے یہ کہہ کے
 چھوڑ دیا۔ کہ کھڑے رہو۔ اب سب کو فنا کئے دیتا ہوں۔ پشنوپت
 استرکان کے چھوٹے ہی جہدوتوں کی لاشیں زمین پر کچھ گئیں۔ کسی کی ڈی
 ٹٹی۔ کسی کا پاؤں لٹکا کسی کا سر پھٹ گیا۔ ہزاروں دوت لڑائی کی
 ناب نہ لاکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور راون بیگھ کی طرح گر بیٹھا۔

سرگ ۲۱

ہرن لوک پر چڑھائی

جراج اس شکست سے بادل خیزن راون سے بھاگے فوج بھی پریشان ہے
 بمشکل تمام اکٹھا کر کے راون کے مقابلے پر کمر بستہ باندھی خود رٹھ پر
 سوار ہوئے۔ موت سالار شکست ہے۔ جراج کی کان ڈنڈ لئے ہوئے راون
 کی طرف آئے۔ جراج جی کا چہرہ نہایت مہیب ہو رہا تھا۔ دیوتا اور گندھرب
 تھر تھر کانپ رہے تھے۔ میدان پکڑا کہ نعرہ زن ہوئے اور کھنٹ راون کو
 بہاری فوج نمائے یاخضوں پامال ہو چکی مگر آج میں تیرا گھمنڈ بھلا دوں گا تیری
 روح قبض کرنے کو ملک الموت ساتھ ہے ایک ایک کو لوک لینے غرضیکہ جراج جی
 اور موت کی مہیب صورت دیکھتے ہی راون کے سپاہی بھاگ گئے۔ مگر
 راون میدان رزم سے نہ ہٹا۔ نہ کچھ خوف سمایا جراج جی غصے سے کانپنے
 لگے۔ تیر تلوہ اور خجروسان سے راون پر حربہ کر کے لگے۔ راون نے
 کبھی جراج کو تیروں کا نشانہ بنایا۔ جراج نے ایک دم سے سوہان راون کی
 چھاتی پر مارے راون کسی قدر متاثر ہوا۔ مگر جیوٹ ہاتھ سے نہ چھوڑی ہارستور
 گرم جنگ ہو رہا۔ سات ضبانہ روز جہاں و قتال کی آگ بھڑکنی رہی۔ راون
 رتھ دوڑا کر جبہ صر حملہ کرتا ہے قیامت برپا ہوتی ہے۔ دیوتاؤں اور رشیوں
 نے بھی آکاش سے بان مارے راون ہر ایک کو جواب دیتا ہے۔ جس وقت
 تڑپ کر آکاش میں اچھٹا ہوا دیوتاؤں کی صفوں میں پہنچتا۔ عجب خوفناک
 نظارہ سامنے پھر جاتا۔ دیوتا۔ منتشر۔ جدھر سینگ سماتا ہے۔ بھاگ جاتے
 ہیں۔ جراج بھی راون کے تعاقب میں آکاش پہنچے۔ دونوں کی کشت آواز سے
 آسمان چکر کھا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کال کے دو بیگہ ٹکرایا ہے
 میں۔ اس قدر بالوں کی برسات ہوئی کہ آسمان بیروں سے چھڑ گیا راون

نے اور بھی غصہ کیا کہ چار بالوں سے موت کو مجروح کیا اور سات دنوں کے جراح کے ساربتی کو ہلاک کر ڈالا۔ جراح جی کا چہرہ آنگ بگولا ہو گیا۔ دہن سے شعلے نکلنے لگے۔ موت جراح سے کہتے ہیں کہ رادون کبھی نہ رہے ہو گا آپ پھیریں میں اس سخت کی روح ابھی قبض کے لینا ہوں میں یہی کام ہے ہر ان کشید اور منچے پڑے پڑے دیو تو ہی بیکوں کی رو میں توت۔ نہ بن کی ہیں پھر بھلا رادون کا کیا شار ہے۔ دیونا اور گندھربا مک میرے نام سے کھاتے ہیں کیسے ہی نن و نوش کا دیو ہو۔ مگر میں دم کے دم میں مار لینا ہوں جس میں پر میرا دانت بگا۔ پھر نہ بچا۔ جراح بولے تمہاری تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں مجروح ہو دم سے لو۔ میں اکبلا کافی ہوں یا آج یہ نہیں یا میں نہیں۔ یہ کھمہ کر کال ڈنڈ کو چکڑ دیا۔ چلتے تھے سترلم کر لیں آسمان میں نہ لکھ پڑ گیا شو۔ دلو کا بلند ہوا۔ کال ڈنڈ سے رادون کی جان بری نہیں ہو سکتی۔ برہا جی نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور خوشامد ان لہجے سے بولے کہ کال ڈنڈ رادون پر نہ چھوڑو اس کو ہار جڑاں ہے۔ برادان چھوٹا ہو جائیگا اور یہ بھی بات ہے کہ کال ڈنڈ سے چھوٹے ہی دنیا الٹ جائیگی اگر رادون کو ہلاک کر دیا تو ہمارے برادان کی عزت جاتی رہی اور اگر رادون پر نہ بچا گیا تو کال ڈنڈ کی حسرت میں بٹ لگیگا۔ کال ڈنڈ کے چھوٹے ہی دنیا میں کوئی بچو نہ نہیں سکا۔ نہ نہیں ڈنڈہ رہ سکتے ہو۔ اگر رادون بچا تو نہ ہی زندگی نہیں۔ کال ڈنڈ کا دار خالی نہیں جاتا۔ سترلم کر دیا جراح نے ڈنڈ ترکش میں رکھ لیا۔ اور خود نظروں سے غائب ہو گئے۔ میدان چھوٹا جراح کے غائب ہونے ہی فوج بھاگی۔ شاہ رادون کی فتح ہوئی۔ لغاتے پر چوٹ پڑی۔ کہ جلوک رادون کے قبضے میں آیا۔ اور فتح کا پھر برا جراح کے محل پر لہرائے لگا جلوک میں رادون کی وندم مچ گئی اور جراح ہی شکست خوردہ فوج کو لئے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کسی جگہ بیٹھ کے دم لیا۔ بڑھا اور ماروئے سمجھایا کہ شکست فتح ایشور کے اور نہیں ہے۔ تم نے مقابلہ خوب خوب کیا۔ ابھی اس کی موت کے دن نہیں اور ہمدرد شاہ رادون مظفر و منصور پشپ بوان پر بیٹھا ہوا راسا نل پنچا۔ بھوگوئی کا جہان

ہاسک ناگ رہتے ہیں۔ محاصرہ کر لیا۔ ہاشک ناگ راون کے خوف سے چور
 نہ کر سکے۔ سر جھکا کر خدمت میں حاضر ہوا۔ نڈ رکھائی شاہ راون وہاں سے
 رخصت ہو کر من سے شہر میں پہنچا۔ آواز لگائی کہ نے دیوتا یا گندھرب کی تبت
 ہو تو ہمارے پاس آئے ڈیڑھ برس تک متواتر لڑائی رہی۔ کوئی مغلوب نہ ہوا۔
 ہر ہاجی دیوتوں کے پاس پہنچے اور ہدایت کی کہ راون کا جیتنا محال ہے۔
 میل کر لو۔ ہمارا بردان ہو چکا ہے۔ یہ کسی سے مارا نہیں جائیگا دیوتوں نے
 صلح کر لی۔ من سے دیس میں راون نام کا ڈھنڈو راپٹ گیا۔ ایک برس
 شاہ راون نے وہاں قیام رکھا۔ سکے خیلے پر راون کا نام کندہ ہوا۔ وہاں
 سے چل کر برن دیس میں آیا۔ آسم نگر کے قریب فوج پہنچی یہ مقام دیوتوں کا
 مسکن تھا۔ جہاں سوپنکھا خواہر راون کا غوبر تھا۔ تین شہزادے روز جنگ کے
 وہ سرزمین دیوتوں سے صاف ہوئی۔ سوپنکھا کے شوہر سے بڑی بھاری لڑائی
 ہوئی۔ آخر کار مارا گیا سچا سودیت اس لڑائی میں کام آئے۔ آسم نگر بھی
 زیر اطاعت ہوا۔ اور اپنے نام کا ڈھنڈو راپٹو کے کیلاس پہاڑ پر مراجعت کی
 کیلاس پہاڑ پر سر بھی گڈوؤں کا گڈو شالہ تھا۔ چھیر سمندر وہیں سے نکلا ہے۔
 شاہ راون نے گڈوؤں کی پر کر ماک۔ وہاں سے برن لوک کی جاترا کی۔ برن
 دیوتا کی راجدھانی میں پہنچ کر برن کو حاضر ہونے کا پیام بھیجا۔ ملازم برن
 دیوتا راون کی طرف دیکھ کر دنگ ہو گئے عجیب ہیئت کا آدمی تھا صورت
 دیکھتے ہی تھر تھری بدن پر چڑھ آئی۔ پوچھا آپ اپنا نام بتائیں۔ راون کچھ نہ بولا
 مگر زوسان سے برن کے ملازموں کی خبر لی۔ وہ جی جھپوٹا کر بھاگ کھڑے
 ہوئے۔ ایک غریب کو پکڑ لیا۔ اس کی زبانی کیلا بھیجا کہ جا کر کہے شاہ راون
 ہفت اقلیم کا فاتح برن لوک میں آگیا۔ اگر غیرت ہے تو میدان میں نکل کر
 مقابلہ کرے۔ ورنہ ماتھے ہاتھ کر حاضر ہوئے۔ برن موجود نہ تھے۔ بیٹے
 پوتوں نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔ خود بھی ہتھیاروں سے لیس ہو
 کر راون کے مقابلے پر میدان میں آئے۔ شاہ راون گڑ گڑاں سے
 حملہ آور ہوا۔ لشکر ناب و مقاومت نہ لاسکا۔ بہت سے آدمی کھیست

رہے۔ اور ہزاروں جان لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ برن کے
 لڑکوں نے یوان منگایا۔ کیونکہ پیدل اور سوار کی لڑائی ٹھیک نہ تھی
 یوان پر سوار ہو کر رادون سے ہم نبرد ہوئے بڑی خونریزی ہوئی برن
 کے لڑکوں نے خوب مردانگی دکھائی۔ آگن بالوں نے شاہ رادون کے لشکر
 کو منتشر کر دیا۔ رادون کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔ برن کے لڑکوں نے ہتھیار
 لگایا۔ ہمدرد پرست۔ سالار لشکر فوج کی بیہیلی دیکھ کر پکارے۔ کہ
 ہمارا دل خردار۔ میدان سے قدم نہ ہٹنے پائے۔ عزت و جان کا
 موقع۔ کٹ مرنے کا بہ نسبت بھاگنے کے بہتر ہے۔ یہ کہہ کر گزر گراں سے
 حمد کیا۔ برن کے لڑکوں کے جی چھوٹ گئے۔ ہمت جاتی رہی۔ ہتھیار
 گر پڑے اور دھم سے زمین پر آ رہے۔ غیرت نے جوش مارا۔ ہتھیار
 لئے۔ آکا ش میں پہنچے اور شاہ رادون کو گھیر کر چاروں طرف سے تیر بازی
 ہونے لگی۔ رادون کو بھلا کب تاب تھی۔ برن کے لڑکوں کا بے محابا تیر بازی
 کرنا رادون کب پسند کرتا تھا۔ تیزوں کا جواب تیر۔ گزروں کا جواب گزیریت
 رہا۔ یہاں تک کہ برن کے لڑکے مجروح ہو کر زمین پر گر پڑے اور گرتے ہی
 میدان چھوڑ کر روپوش ہو گئے۔ شاہ رادون کے ظفر ہمہ کاب ہوئے۔ اور
 برن لوگ میں شاہ لنکا کی دھائی پھری۔ رادون نے برن کی تلاش میں
 بہت کچھ خاک چھائی۔ مگر پتہ نہ لگا۔ لوگوں سے معلوم ہوا کہ آپ کی
 آمد سن کر پہلے ہی تخت سے کنارہ کشی کی۔ جلا وطن ہو گئے ہر محلہ میں
 اقامت گزیریں ہیں۔ کچھ دلوں کی حکمرانی کے بعد۔ شاہ لنکا بڑے غمناک
 نوٹ سے لنکا میں چلا آیا *

سنگ ۲۲

راجہ بل اور رادون کی ملاقات

بعد فتحیابی برن لوگ شاہ رادون تخت لنکا پر جلوہ گستر ہوئے اور آگ و

رنگ کی محفلیں گرم ہیں۔ خوشامدی شاہ راؤن کی مدح سرائی میں
 مصروف ہیں رفتہ رفتہ آسم نگار کا ذکر چھڑا۔ لوگوں نے شہر کی خوبصورتی
 اور نارائن جی کی ثنا و صفت بہت کچھ بیان کی راؤن نے تیاری فرج کا
 حکم دیا۔ اور دو منزلہ سے منزلہ کوچ بولتا ہوا آسم نگار پہنچا۔ ایک بلند عمارت
 نظر آئی۔ جس میں طلائی دیواروں پر الماس و نیلم کی پچر کاری کی گئی
 تھی۔ عقیق و یاقوت کے دروازے پیرے جواہرات کی کڑیاں طلائی
 گنبد پر گنگا جمنی سنہری کام بنایا گیا۔ خوبصورت عمارت شاہ راؤن کے
 بہت پسند آئی۔ پرست کو اشارہ ہوا کہ خبر لائے یہ مقام کس کی راج
 و معانی ہے۔ پرست عمارت کے اندر داخل ہوا۔ سات ڈیوڑھا بیاں طے
 ہونے کے بعد کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک شخص سا بولی صورت موہنی صورت
 کریت لکٹ و معارن کئے ڈیوڑھا بھی پر پہرہ ہے رہا ہے۔ پرست کو کچھ
 پہنچی آئی اور کچھ ڈر بھی معلوم ہوا۔ رعب چھا گیا قدم ملک نہ سکا۔ پھر
 آیا۔ اور کل قہقہہ شاہ راؤن کے گوش زد کیا۔ راؤن کو بھی جمال جمال
 آدا کے دیکھنے کی ہوس ہوئی۔ ہوان سے اُترا۔ پیادہ پا داخل عمارت
 ہوا۔ مجسم نور کی صورت نظر آئی۔ رنگ سا نولا کی ادا۔ متوالی انگلیں
 نورانی چہرہ بڑے آن بان سے طلائی عصا ہاتھ میں لئے گشت لگا
 رہا ہے۔ راؤن اس کی ہیئت کندہائی دیکھ کر ڈر گیا۔ سالو سے
 شخص نے راؤن سے پوچھا۔ تم کیوں آئے۔ اگر رانی کا حوصلہ
 ہے اور اس پر تمہیں ناز ہے۔ تو میں بنا دوں گا۔ کہ دنیا سویر پیر دن
 سے خالی نہیں۔ تم سے بھی بڑھ کر پڑے ہیں۔ گو میں بخیف الجشہ ہوں
 مگر تم سے بیسیوں پر اکبلا بھارو ہوں۔ راؤن نے جواب دیا کہ مجھے
 تجھ سے لڑنے کی ہوس نہیں، تمہارا مالک کون ہے۔ اسے خبر کرو۔ راجہ
 بل کی مدت سے تلاش سے اس کا مسکن کس رہا ہے۔ پھر راؤن نام
 ہے۔ آج تک کسی رانی میں پیٹھ نہیں دکھائی۔ مگر تمہاری صورت
 سے البتہ روٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ڈر معلوم ہوتا ہے۔ سالو سے شخص

نے کہا کہ باتم ان کے زور سے واقف نہیں سارے زمانے میں دھوم مچی
 ہے۔ کس کی مجال ہے جو سامنے آئے۔ اور پالا جیت کر بازی اپنے ہاتھ
 رکھے۔ پھر تمہارا کس قطار میں شمار ہے۔ راست گو۔ جیم۔ خوش خو۔
 خلیق۔ چال ڈھال۔ مستغنیق۔ غرض کوئی ایسی خو ہے جو ان میں نہیں۔
 وید اور شاستر گنتی میں پڑے ہیں۔ جنگ کی ہوس کرنا زندگی سے ہاتھ
 دھو نہ ہے۔ آگے اعتبار ہے۔ شاہ رادن سالوے شخص کی باتیں اس
 کان سن اس کان اڑا گیا۔ آگے بڑھا راجہ ہل کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ
 واقعی رعب چھا ہوا ہے۔ جلال برس رہا ہے۔ رادن کی غرض دریافت کی اور
 اٹھے اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ رادن کی غرض دریافت کی اور
 فرمایا۔ جو تمہارا ہوا ہو کر دے۔ حق المقدور تمہاری بات رو نہ ہونے پائیگی۔
 رادن زمین ادب چوم کر عرض پیرا ہوا۔ مٹا ہے کہ آپ کو بشن بھگوان
 نے باندھ لیا۔ اور پاتال میں قید کر دیا۔ افسوس اس بات کا ہے
 کہ آپ سا بہادر۔ بات کا دعویٰ بشن کی قید میں ہو۔ اور ہم لوگ
 لنکا میں راج کریں۔ اجازت درکار ہے۔ حکم ہو تو ابھی اس قید سے
 آپ کو نجات دلاؤں۔ راجہ ہل نے جواب دیا۔ کہ جن بشنو نے ہمیں
 باندھ لیا وہ تو دروازے پر پہرہ دے رہے ہیں۔ تم نے دیکھا ہو گا
 ان سے کون بڑھ سکتا ہے۔ تلو کی ناٹھ ہیں۔ ایسا کون سر رہا اور بڑی بیٹہ
 جو مارا راج سے جیتے کا داعیہ رکھے۔ وہ دنیا کو گھڑی بھر میں غرق
 آب کر سکتے ہیں۔ اور پھر جاہیں از سر نو مخلوقات پیدا کریں عیب و
 ثواب کے ناظر ہیں۔ پاپ اور پُنی کے مالک۔ آپ ہر کردار میں ملوہ گہ
 ہیں۔ سراسر۔ دیو۔ گندھرب۔ غرض جتنی مخلوق ہے۔ آپ ہی کے فیض
 کرم سے دنیا میں پیدا ہوئی۔ آپ راجھسوں کو مار کے دیوتوں کی
 رچمیا کرتے رہے۔ ان کی ناپا میں سارا جاہاں پھنسا ہے جو گی رشی
 تک ان کے خیال سے چھوٹ نہیں سکتے۔ تم کس کھیت کی سولی ہو۔ جو
 داعیہ رکھتے ہو کہ راجہ ہل کو بشن کی قید سے چھڑا دیں۔ یہ کہہ کر بشن ہلکے رادن

کے حوالے کیا۔ اور کہا جاؤ اس کی پوجا کرتے رہنا۔ یہ تمہارے آڑے وقت
 کام آدینگا۔ مجھے بٹن بھگوان نے مرحمت کیا تھا۔ راون سن کر جسے لگا
 اور ایک کنڈل جو اسی جگہ پڑا تھا۔ اٹھانا چاہا وہ آٹھ نہ سکا۔ راون
 عرق عرق ہو گیا۔ خجالت سے سر جھیکا لیا۔ پھر زور لگایا۔ یہاں
 تک کہ منہ اور ناک سے خون بہنے لگا۔ مگر کنڈل نے جنبش نہ کی۔
 راجہ بے مسکرا دئے۔ فرمایا۔ بیکار کی کدو کا دوش ہے۔ تم بھلا کیا اٹھا
 سکو گے۔ تل بھڑ زمین سے ہٹانا تو دشوار ہے۔ ہمارا بٹن بھگوان کا
 کا کنڈل ہے جب یہ تم سے نہیں اٹھ سکتا تو ان کے بندھن سے کیونکر
 نجات دلا سکو گے۔ اے راون آفرین ہے۔ تمہاری قسمت پر جس نے
 تمہیں ہمارے پاس بھیجا۔ اگر یہاں نہ آتے تو ہمارا ج کے درشن نہ
 ہوتے۔ بس اب ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو۔ کمزور کا ستا جا چھوڑو
 لڑائی کا ارمان دل سے دھو بہاؤ۔ راجہ بل اپنے نصیحت آمیز
 کلمات سے شاہ راون کو سمجھا رہے ہیں۔ مگر وہ کچھ خیال میں نہیں
 لاتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ دھرم راج۔ برن۔ کو پیر کے تو بنواؤ۔ عجبوٹ
 گئے۔ بٹن میں اتنی قدر کہاں سے آئی۔ کہ میرے سامنے ٹھیکر کیں راجہ
 بل سے پوچھا یہ شام سرپ جو دروازے پر پہرہ لے رہا ہے کون ہے
 راجہ بل نے کہا یہی تاراٹن اور بٹن۔ زرسنگھ۔ ترلو کی ناٹھ۔ بارھوں
 کل سورج کی روشنی پر شوتم جگہ سرپ دیوتا۔ کعبوت۔ گیان سے حاصل
 ترلو کی کے گرد ناٹھ رہت۔ موگیش۔ واپک۔ پاپ ناٹھک ہیں راون
 نڈر ہو کے ہاون بھگوان کے قریب پہنچا۔ اور صلاح حرب سے ہمارا ج
 پر حملہ کیا۔ اس وقت ہاون جی کے ہاتھ میں صرف ایک موٹل تھا۔
 راون سے فرمایا۔ ابھی تمہاری موت نہیں۔ حالانکہ اس کی ایک ہی
 ضرب ہے تمہارا کام تمام ہو سکتا ہے مگر مجھے مارنا منظور نہیں۔ پھر
 کبھی ہمارا تمہارا مقابلہ ہوگا اگر ابھی ہلاک کرنا ہوں تو ہرما کے بردان
 کی وقت ڈوب جاؤ گی۔ یہ کہہ کر ہاون بھگوان روپوش ہو گئے۔ راون

سمجھا کہ میری ہیبت سے بھاگ گئے۔ شادان و فرحان فتح و نصرت کا
نقارہ بجاتا ہوا میر و پریت پر چلا گیا۔

سگ ۳۴

سورج لوک میں راون کی حکومت

شاہ راون میر و پریت پر ایسا دہ ہے۔ آفتاب عالیاں وہیں سے خروج کرتا ہے۔ سورج کی نورانی کرنوں سے تمام عالم جگمگا رہا ہے۔ شاہ راون نے دیکھا کہ سورج بھگو ان کاڑوں میں کنڈل پٹنے سرخ رنگ کی پوشاک زیب جسم۔ دیوتا استی تڑپے ہیں۔ سورج نارائن آدیو ہیں۔ شاہ نشا چران اس مقام پر پہنچ کر کھولانہ سمایا۔ وہ سمجھتا ہے کہ آفتاب کو تسخیر کر لینے سے تمام عالم سخر ہو جائیگا۔ دیوتے۔ دیت۔ گندھرب۔ آچھکل زیر حکومت ہونگے۔ پرست کو سورج کے پاس بھیج کر پیام دیا۔ کہ شاہ لنکا جنگ کا خواہاں ہے۔ اگر تاب ہو تو میدان میں آجاؤ۔ دودھ لائق ہوں۔ وہ نہ حاضر حضور ہو کر مراد بخرم کرو۔ سورج بھگو ان کے چوہداز بنگل اور ڈنڈی نے موبو راون کے آنے کی کیفیت گوش گزار کی۔ سورج بھگو ان نے کشت و خون مناسب نہ سمجھا۔ کہلا بھیجا کہ ہم ڈرائی بھڑائی سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ یہ ہمیں ان سے لڑنے کی تاب ہے۔ ڈنڈی نے سارا قصہ راون کی خدمت میں گزارش کیا۔ راون ہنسنا اور اپنے دست و بازو کی تعریف کی۔ سورج دیوتا ڈر گئے۔ پھر راون وہاں سے چند لوک کی طرف راہی ہوا۔

سرگ ۲۲

راجہ ماندھاتا اور راون سے محاربہ

جب والی نکا سورج لوک بکھر کر چکا۔ چندر لوک کی تلاش ہوئی۔ نارومن اور پریت رشی سے ملاقات ہوئی۔ شاہ راون نے دو نورشیوں کے آگے سر جھکایا اور پرنام کر کے رتھ پر بٹھال لیا۔ پشپ بوان ہوا پر پران سے۔ اور بدت سے بوان بھی نظر آئے۔ راون مستفسر ہوا۔ کہ یہ سوار یاں کس کی ہیں۔ آپ کا اشارہ چاہتا ہوں۔ اجازت ہو تو ابھی ان کو عدم کی سیرکڑوں پریت رشی نے جواب دیا یہ بیچاے خود فلک ستائے ہیں۔ تمہاری ہیبت اس قدر طاری ہے کہ اپنا دیس چھوڑے بھاگے جاتے ہیں۔ ان سے کیا لڑو گے۔ اگر لڑنا ہی منظور ہے تو اجدھیا پوری بکڑل کا ارمان نکالو۔ راجہ ماندھاتا بڑا بہادور اور دلیر ہے۔ ان سے لڑنے میں لطف بھی اٹھیں گے۔ راون نے چندر لوک جانا ملتوی کیا۔ اور بوان کا رخ پھیر کر راجہ ماندھاتا کے پاس آیا۔ راجہ ماندھاتا مسکرا کر بولے معلوم ہوتا ہے۔ تیری موت آگئی۔ اگر جان حزیں پیار ہے۔ تو بھاگ جا۔ راون نے طنزاً یہاں کیا۔ کہ۔ اندر۔ جسم۔ کویر۔ برن جیتے نامی دیوتا ہیں۔ سب اس تینے خونخوار کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ تم تو انسان ہو۔ تمہاری مجال نہیں کہ ہمارے سامنے بٹھیر سکو۔ یہ کہہ کر حربہ زن بڑا راجہ نے بھی دھنش سنبھالا۔ اور تیرا شگاف سے راون کا لشکر زخمی کر دیا کوئی راجپس ایسا نہ تھا کہ جس کا جسم زخموں سے چھو نہ ہو گیا ہو۔ راجپسوں نے اقرار برا قرار کیا۔ شاہ راون اکیلا ماندھاتا پر تیر برسا۔ ہا ہے۔ راجہ نے پانچ بانوں سے راون کا بدن زخمی کر دیا۔ ہر بان راون کے جسم اور سر کو توڑتا ہوا پار نکل گیا۔ شاہ راون مورچہ پت ہو کر زمین پر گرا۔ پھر سنبھلا۔ اور مجنوں دار ہاتھ مارنے لگا۔ راجہ نے پھر تیروں سے ہڈیاں پیس ڈالیں۔ راون کے ہوش جلتے رہے۔ تا بوقت موت نہ لاسکا۔ پیدل بھاگا۔ اور بچھو در ہاکر ہیبت

ہو گیا۔ ماندھانا کی فوج راون کے متواقب دھڑی۔ راون غضب سے جل اٹھا۔ اور راجہ پراس تدر تیز مارے کہ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ پھر تیرکمان پر چڑھایا۔ اور راون کے سر کو نشانہ بنایا۔ ایک پان سے ہزار بان ہوئے۔ راجپسوں کے پرچے اڑ گئے۔ راون اور راجہ سے کشتی ہوئے لگی۔ اس قدر و آزمائی ہوئی کہ تینوں لوک کا پنے لگے نار دا اور پریت رشی اس لڑائی کو بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں۔ اتنے میں پوستانہی اور محالو من آئے اور راون احمد راجہ بندھاتا کے درمیان رشتہ محبت قائم کر دیا۔ راجہ ماندھانا نے کہا کہ جب تک راون اپنے ہاتھ سے نہ لکھ لے کہ ہمارے خاندان میں کسی سے نہ لڑیگا۔ اور اگر لڑیگا تو ہلاک کیا جائیگا۔ تب تک میں اس کو نہ چھوڑ دنگا۔ نہیں آج فیصلہ کر دوں گا۔ راون نے لکھ دیا اور وہاں سے آئے بڑھا۔

سرگ ۲۵

چندر لوک پڑھاوا

راون اجدھیا پوری سے دس ہزار ججن کا سفر طے کرتا ہوا مہنس کے دیس میں پہنچا۔ پھر وہاں سے دس ہزار ججن اور آگے بڑھا۔ وہاں میگھ رشتے تھے۔ وہاں سے آگے گیا ساٹھ ہوا یہیں سے پیدا ہوئی۔ دس ہزار ججن ہوا اور آگے بڑھا۔ تب کہیں چند۔ لوک ملا۔ چندر مان کے استھان پر پہنچے۔ بت سے عورت مرد دکھائی دئے راجپس چندر مان کی ٹھنڈک سے کانپنے لگے۔ راون دھنش پر بان چڑھا کے چندر مان پر اس نے لگا اتنے میں برہما آئے اور کہا چندر مان کو کیوں مارتے ہو یہ سب کہیں خواہ میں راب میں ایک منتر بتاتا ہوں اس کے جتنے سے ہر مقصد پورا ہو گا۔ یہ کہہ کر ایک سو آٹھ نام کا منتر دیا دیو جی کا ستلا یا بندھون نے چندر مان کی لڑائی سے ہاتھ کھینچا اور منتر چھ لگا برہما جی نے یہ بھی کہا کہ منتر کی تاثیر ہے کہ جب تک از بر رہیگا موت نہ آئیگی۔ جب بھول جاؤ دست موت میں پھنسے۔

سرگ ۲۶

پھیر ساگر پر چڑھائی

راون چند لوک سے مراجعت کرتا ہوا پھیر ساگر پر پہنچا۔ ایک خوبصورت جوان جس کے چہرے پر انتہا کا جلال تھا۔ دکھائی دیا۔ راون نے عمدیہ ظاہر کیا۔ جوان راون کو دیکھ کر سہنس دیا۔ شاہِ بردان کو یہ بے ادبی ناپسند ہوئی۔ غصے کی آگ اور بھڑکی۔ ترکش سے تیر نکالے اور جوان کو نشانہ بنایا۔ اس قدر تیر مارے کہ پھیر ساگر پر تیر ہی تیر محسوس ہوتے تھے۔ جوان کو مطلق احساس نہ ہوا۔ جنبش بھی نہ کی اور راون سے لڑا۔ اور مغرور تو شرابِ نخوت سے متوالا ہو رہا ہے۔ کہو تو نشہ کر کر کر دوں۔ جوان تو نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ادھر راون کو چکر آیا۔ خود بخود ہوان سے زمین پر گر پڑا۔ ساتھی بھی مدحوش ہوئے خاک پر لوٹا ہے ہیں۔ جب سکون ہوا ہوش آئے راون اٹھا اور گرز گراں لے کر خوبصورت جوان کی تلاش کی۔ راجھسوں نے کہا زمین کے اندر گھس گیا ہے راون زمین پر غائر نظر سے دیکھ رہا ہے۔ ایک سوراخ نظر آیا۔ سوراخ کے اندر گھسا رساتل پہنچ کر دیکھا کہ تین کروڑاں سانپاں ایک رنگاں شام برن ہیں۔ ناچ ہو رہا ہے۔ سامنے احاطہ میں مندر بنائے ہیں ہیں ایک جوان عمدہ پوشاک اور قیمتی زیورات پہنے سو رہا ہے۔ بائیں طرف ایک حسین پیکھالے جھل رہی ہے راون کا دل ہاتھ سے جاتا رہا طبیعت مائل ہوئی اچھا تھا کہ ہاتھ پکڑ کے آغوش میں بٹھائے۔ اتنے میں جوان کی آنکھ کھل گئی تھمک لگایا راون جوان کی آواز سے سیہوش ہو گیا۔ اس نے ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اٹھو اٹھو ابھی نہیں مرو گے برہاجی کے بردان کی وقعت مد نظر ہے۔ نہیں تو تمہاری زندگی دھیر ہو جاتی ہے۔ ہارنگا نہیں بخوف ہو کر گھر کا راستہ لو۔ راون ہوش میں آیا۔ جوان سے پوچھا تم کو ان ہو اور نام کیا ہے۔ یہاں کیوں رہتے

۔۔۔ جوان بولا تہم ابھی نہیں مرو گے رادن نے بھی کہا ابھی بلا شک میری
موت نہیں ہو سہاجی کا بردان ہو چکا ہے۔ تینوں لوگ میں کوئی ایسا نہیں
کہ برہما کے بردان کو چھوٹا کر دے اب میرے دیدہ باطن کھل گئے پہچان لیا
کہ آپ نارائن جی ہیں۔ ہے نا تھ یہ بردان ہو کہ ہماری موت آپ کے ہاتھ
ہو۔ دنیا میں ہمارا نام اب تک قائم رہیگا۔ آپ کے ہاتھ مرنے سے بڑی
ناموری ہوگی یہ کہہ کر رادن قدموں پر گہ پڑا۔ سری نارائن جی نے براٹھ روپ
سے درشن دے رادن درشن پانے سے کرنا رتھ ہوٹا۔ راجندر جی نے سوال کیا
کہ جو پیسے ملے تھے وہ کون تھے۔ اگست رشی لوے سب کے پیسے جن کے رشن ہوئے
وہ نارائن سوامی تھے اور جو ناچ رہے تھے وہ دیدکے سراور نارائن سین کر
ہے تھے۔ بھچی پنکھے سے ہوا کر رہی تھی۔ رادن اس بردان سے بہت محفوظ
ہوا۔ اور سات بار پرکراں کر کے وہاں سے مراجعت کی۔

سرگ ۲۷

شوھر کے مرنے سے سو نیکھا کی آہ وزاری

شاہ رام بن جم لوک۔ برن لوک۔ رستال۔ پاتال۔ سورج لوک۔ چندر لوک
کو تین کر کے واپس آیا۔ اب کوئی سرٹھانیوالا نہیں۔ کل مہاک زبیر حراست
ہیں کسی میں دم نہیں۔ اجہ ماندھانا والی اجودھیا بیشک مقابلے کا تھا۔
اس سے دوستی ہو گئی کہھر خروج کرے کس سے لڑے کل تابع فرمان ہیں
طینتی اور ناہنجاری خمیر میں تھی یہ دستور رکھا۔ کہ دیو۔ دائو۔ گندھرب اور
انسان جس کسی کی لڑکی حسین دیکھنا زبردستی چھین لینا اور اپنی مشوقہ بنا کر
مباشرت کرتا۔ تمام دنیا اس ظلم سے عاجز ہوئی۔ لہٰذا لڑکیوں کو عزت بچاؤ شو
ہوا۔ رادن کو کوستی اور گالیاں دیتی ہیں۔ بہتوں نے سوچا کہ اس زندگی سے
جان دینا اچھا ہے عزت بچ جائیگی۔ ایک دفعہ بہت کنیاں رتھ میں بیٹھائے چلا
ہاتھا اور وہ دوسرے کو جان کھپی کر رہی تھیں آہ! یہ ملعون ہماری عزت کا طالب

سے بھائی باپ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس دیو کے بچے سے چھڑا میں کنیا رو رو کر جان توڑتی ہیں غضب کی بھی حد ہے۔ سہرا پ دیا کہ عورت ہی کی وجہ سے تیرا خاندان نشٹ ہو گا۔ راون ان باتوں کو کب خیال میں لاتا ہے لٹکا پہنچ کر حرم سرا میں داخل ہوا۔ راون کو دیکھتے ہی سوچا کہ ہمارا دس لگی لے بھائی تم نے مجھے بیوہ کر دیا۔ خاندان کی جان کے دشمن ہوئے ماس کے مارنے سے کیا پھل ملا کیا۔ میرا بیوہ ہونا پسند تھا۔ تم سنا پانی کوئی نہ ہو گا جس نے اپنے بہنوئی اور داماد کو مارا کچھ کھٹڑا کیا ہو۔ داماد بہنوئی کا مارنا بہشتا دھرم ہے مجھے بڑا ناز تھا کہ ایسا زبردست راجہ جس کا بھائی ہو۔ مگر ہائے خیال خام تھے۔ سوچا کہ میں کر رہی اور سر پیٹ رہی راون نے تسلی دی یہیں تجھے کس بات کی پرواہ ہے۔ ہم زندہ ہیں خاندان کے مرنے سے جان کیوں نکالے دھرمے دیتی سے دنیا کے عیش تجھے حاصل ہیں کس بات کی کمی ہے۔ شدتی ٹلتی نہیں اور کچھ دانستہ نہیں مارا۔ مغربے پر آیا مارا گیا لڑائی میں اپنے پرانے کی خبر نہیں رہتی۔ اگر تمہارا دل لٹکا سے اچھا ہوا ہو تو کھر۔ دو کھن۔ ترسرا جو کیسی ہماری ماما کے لڑکے ہیں ان کے پاس جاؤ آ رہے بن میں رہتے ہیں۔ وہاں تمہارا دل بھی بھلیگا۔ سوچا کہ کو رخصت کر کے ذول نکا میں حکومت کرنے لگا۔

سرگ ۲۸

مدھو دیت کو نبھ لسی کے شوہر پر چڑھائی

راون نے اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ میگھ ناو نہیں دکھلائی دیامہ لوگوں نے عرض کی کہ کنور جی نکو میلادی کے مندر میں زیادہ تر رہتے کبھی کبھی دولت کے میں آتے ہیں میں میگھ راون بی بی کے استھان پر پہنچا۔ میگھ ناو جگہ کر رہا تھا۔ راون نے منع کیا کہ بیٹا جگہ کرنا چھوڑ دو۔ جو کچھ ڈالتے ہو سب اندر ہمارا دشمن کھا جاتا ہے۔ میگھ ناو نے شہزادی نہ کی۔ راون نے ہاتھ پکڑ پھانسی سے لگایا۔ بیٹا اٹھو جگہ نہ کرو۔ نس پر بھی میگھ ناو نے اٹھا اتنے میں بکرا چاچا رہے

رادن سے کہنے لگے کہ جب آپ مالک کی تحیر کے لئے نکلتے تھے آپ تھے نہیں اس نے
 سات جگہ پوسے کر لئے بہت سے بران پا چکا ہے رادن بہت خوش ہوا۔ میگھ ناتھ
 کر کے لگا یا بیٹا اب تو چلو۔ سات جگہ تو ہو چکے میگھ ناتھ وہ بھی جگہ پورا کیا
 تب رادن کے ساتھ مکان دولت کردہ سلطانی میں داخل ہوا۔ رادن نے
 مانیوں مصاحبوں سے پوچھا کہ ہماری عدم موجودگی میں کس طرح سلطنت ہو
 رہی اور ہم کو خلعت کیونکر یاد کرتی ہے۔ کچھ بھیکن ذرا منہ چڑھا تھا اور بول اٹھا
 اور کام تو خیر مگر سب بڑھ کر ادھر ہم پرانی استری کا ہر لانا ہے۔ شاستر کے احکام
 کیا بھول گئے اس کی ہدایت ہے کہ جو جیسا کریگا ویسا پھل پائیگا آپ تو نتوہا
 کے واسطے نکلے بھائی کبھی کرن خواب غفلت میں سوتے رہے میگھ ناتھ تپ
 کرنا رہا میں بھی سمندر کے کنارے تپسیا کے لئے نکل گیا میدان خالی پاکر مدھوت
 گیا اور سالوان کی لڑائی کو نہجہ نسی کو اٹھالے گیا حالانکہ بہت بڑی فوزیری ہوئی مگر
 کو نہجہ نسی اسکے پنجے سے نہ چھٹی یہاں کا غرض یہیں مل گیا آپ غیروں کی موزیش بہت
 چھینتے ہی آپکے یہاں کی عورت غیر کے ساتھ نکل گئی بھائی میرے مہرم شاستر کے چھوڑنے
 سے خرابی پڑتی ہے پرانی عورت کو منکوحہ بنانا شاہوں کا دستور نہیں رادن مدھودیت
 کی زیادتیاں دیکھ کر آپ سے باہر ہو گیا۔ فوج کی تیاری ہوئی۔ کبھی کرن سگو
 بمشکل بیدار کیا۔ اور خود پشپ بوان پر سوا۔ ہو کر کبھی کرن کے ساتھ مدھو پور پر
 دھادبول دیا فوج کو باہر پھیرا کہ خود مدھودیت کے گھر آیا۔ شہر میں تلاطم
 مچا۔ ہر شخص کی زبان پر تھا کہ مدھودیت کی خیریت نہیں۔ شاہوں کے شہنشاہ
 رادن نے چڑھائی کی۔ رعیت کے ہال بچے تک نہ بچکے کو نہجہ نسی شور و غوغا
 سن کر باہر نکل آئی۔ رادن کے قدموں پر گری ماتھے جوڑ کر بولی۔ بھیا ایسا
 کام نہ کرنا۔ شوہر ہماری جان کا مالک ہے اسکے مارنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا
 محنت میں رائٹ ہو جاؤ مگر اور آپ کا مطلب نہ ہوگا۔ جو ہونا تھا ہوا۔
 رادن بہن کے رونے دھونے سے طح دے گیا۔ مدھودیت کو بلایا وہ
 حاضر ہوا۔ رادن نے ماتھے چومے۔ پشت پر دست شفقت پھیرا۔ اور
 کہا تم ہمارے ساتھ چلو۔ اندر سے نور ہو گا وہ ہمارا دشمن ہے میگھ ناتھ

نے بہت سے جگہ کئے ہوں کی چیزیں اس کے گھنٹے میں پڑیں۔ مدھو کی قوت
لیس ہو رہی تھی راؤن کے ساتھ چلنے کی ٹھان دی۔

سرگ ۲۹

رمبھال کوئل کی زوجہ کے ساتھ راؤن

کا ناجائز تعلق اور نل کوئل کا سرپ

راؤن مدھو دیت کے ساتھ کیلاس پر بت پہنچا کیا دیکھتا ہے۔ گندہ مہرب بہتر
ناگ ایسرا گا بجا رہی ہیں۔ راؤن کو یہ مقام بہت پسند آیا اتنے میں مہیاجوش
ایسرا زبور ولباس سے ملبوس سامنے آئی راؤن اس کے حسن کی تجلی دیکھ کر از
خود رشتہ ہو گیا۔ عزت و آبرو ڈوب دی۔ بدغلی کو جی چاہا۔ رنبھال کے پیچھے دوڑا۔
اور گود میں اٹھالیا۔ رنبھال بولی ادھر م کیوں کرتے ہو۔ راؤن بولا۔ تم کون ہو
اور کس خوش نصیب کی آغوش کا نارا ہو۔ اور کون شیدائی تمہارے وصال سے
کام جان نکالے گا کیا مجھے نہیں جانتیں۔ راؤن ہمارا نام ہے جس کے تابع
فرمان برن۔ کو پیر۔ جم وغیرہ دیوتا ہیں۔ آج ہمارا مقصد دل نکالو بے دری
نہ دکھاؤ۔ رانیوں کا سرناج بناؤ دگا۔ رنبھال نے ہاتھ جوڑے خوشامد کی گینز
آپ کے لائق نہیں۔ آپ کا پایہ گرو کے برابر اور میں اونٹنی سے بھی بدتر
نہیں نہیں۔ بھول گئی۔ آپ کی بہو ہوں۔ نل کوئل کو بیرجی کے دھرم تارکے
ہیں۔ انہیں کی زوجیت میں ہوں نہ پیارے باپ آپ ہمارے خسر کھیرے آپ
پر لازم تھا جو کوئی چشم بد سے ہماری طرف دیکھتے آنکھیں نکال لیتے نہ یہ کہ خود
ہی وارث بن رہے ہیں۔ سراسر ادھر ہے۔ راؤن پر تو کھوت سوار تھا۔
ایک نہ مانی۔ جواب دیا کہ بیوہ سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ عشق کا دھماکا
سب سے بڑا ہے۔ یہ کہہ کر اسے گرا دیا اور منہ کالا کر کے افسوس کے ساتھ
بولا کہ بیشک بڑی چوک ہوئی۔ رنبھال عرق نجات میں غرق۔ سیدھی نل کوئل

اپنے شوہر کے پاس پہنچی اور ساری کہانی کہ سنائی۔ نل کو بل غصے سے کاناچ
 اُٹھے۔ پھر خیال کیا عورت ذات ہے سچ کہتی ہے یا جھوٹ دھیان کر کے
 دیکھا تو واقعی رسیا کا کہنا سچ ہے۔ ہاتھ میں جس کے کمر پر ڈیڑھا۔ کہ
 آج سے کہی پر اپنی عورت سے ناجائز فعل کا مرتکب ہو گا تو راؤن کے سر کے
 سو بکڑے ہو جائیں گے۔ آگت رشی کا قول ہے کہ اگرچہ بسو اور ہی کیوں نہ ہو
 لیکن بچائی باپ بیٹا اور پردار اس ناجائز فعل سے بچتے رہیں۔ اس دن
 راؤن عورتوں کو لاتا تو حضور و گمان کے ساتھ بد فعلی نہ ہوتی۔ جتنی خوشی
 آئیں سب کے سامن عصمت پاک رہے یہ

سرگ

اندر پر دھاوا

شاہ راجہ سانہاں ہاں سے اندر لوک کی طرف راہی ہوا۔ راجہ اندر راؤن
 کا آنا سن کر سہم گئے مگر دیوتوں کو ترتیب افواج کی اجازت دی اور خود سن بھگوان
 کے پاس پہنچے راؤن کی چڑھائی اور اپنے میں تاب و مفاہرت نہ دیکھ
 کہ عرصہ کیا کہ راؤن نے اندر آسن گھیر لیا اور جھ میں یارا نہیں کہ سامنا کر س
 ہ ہمارا برادران ہے رہ کسی سے ڈیر نہ ہو گا اگر آپ کی مدد ہو تو شاید جان بچے
 نہیں تو سارا اندر آسن اس کے قبضے میں ہو گا اور پوری جان شیریں لڑائی میں
 کام آئیگی۔ آپ سب کے سوا ہی ہیں اور سب کی اچھیا کرتے ہیں لیکن نے جواب
 دیا یہ کجخت۔ ابھی نہیں مر سکتا۔ اور نہ کسی سے زیر ہو گا۔ اس نے بڑے بڑے
 تپ کئے ہیں پھر رہا کے بردان کا بھی خیال ہے ابھی کچھ نہیں ہو سکتا کچھ روز بعد
 اذنا ر لوگ کتاب یہ ملعون مارا جائیگا۔ تم جاؤ جنگ کرو۔ شاید تیر ہو جائے ورنہ
 تم خود بھاگ کھڑے ہو نا راجہ اندر آئے۔ طرفین کی فوجیں ڈٹی کھڑی حکم
 کی منتظر ہیں۔ راجہ کے لشکر سے آٹھ لاکھ فوج مخالف میں گھس گئے۔
 اور آن کی آن میں لاکھوں راجہوں زمین پر لوٹے و بھائی و بے سوری

بھی رتھ پر ڈر ہو کر اچھسی دل میں بندھ کر رہے تھے ہزاروں راتیں گھٹ گھٹ گئے
سومالی کی آنکھوں میں خون ابل آیا۔ رتھ پر سوار ہو کر دیوتا دھما پتھو پٹھا۔
اکسہ ایکسار میں سینکڑوں کی جھنڈیں کام آتیں دیوتا میں پھل پتی۔ پاڈا اکھڑا
گئے آنکھوں میں سوالی کا سامنا کیا واڈوں پچھ چھ گھٹیں ہوئے گھٹیں۔
آنکھوں میں نے پلکار کر کے سوالی پر تھک گیا گدا کی شرب سے سوالی کا بھیا
کل آیا۔ اور لاش زمین پر تڑپتے دکھائی دی۔ اچھسوں میں بنگہ ٹڑپا رہی۔

سنگ ۳۱

میگھ نادر اور اندر سے مقابلہ

اگست رشی فرماتے ہیں کہ سوالی کے مرتے ہی میگھ نادر نے فوج کی کمان لی منتظر
فوج فراہم ہوئی۔ دھوا بول دیا۔ اور خود دیوتا کی فوج میں انز آیا۔ بڑی
گھمسان مچائی ہوئی۔ لاشوں میں لاشے کرتے تھے ملک الموت کو روہیں قبض کرنا
و شوار تھا میگھ نادر نے ہاتھوں کی بوچھاڑ کر دی۔ دیوتا بڑی بول گئے۔ اور
آواز دی۔ ہاں ہاں۔ دیکھا گناہنگ عزت سے رن سے قدم نہ ٹگنے پائے۔ اور گھنٹ
ہو کر ٹا۔ دیکھا گناہور بیدار میں حرام ہے۔ خیر دار خدا ان اور عزت پر ہے۔
آگے پائے یہ کہہ کر جنیت اپنے بہادر رٹ کے کو دیوتا کی ہر دے واسطے بھیا۔
بنیت اور میگھ نادر کا مقابلہ ہوا اور جنیت راتیں سوں پر چھپا اور عریضہ نا دیوی مقابلہ میں
آیا طرفین کے ہزار ہا سرخاک پر لٹ گئے ہیں۔ یہ ان رزم بھیا کا بھار ہے۔ دیوتا
راتیں چوں کی طرح دل سے میں ہنگامہ گیر دار بند ہے فوج بیدل ہو رہی ہے
آسمان سے تیروں کا ابر فون کا بینہ برسا رہا ہے۔ دو نو بہادر دو تو بیشہ شجاعت
کے شیر و در در مقابلہ ہوتے لگا۔ میگھ نادر نے بان بائے جنیت نے کاٹ گئے
جنیت نے سان و خیر کا دار کیا۔ میگھ نادر نے ضربوں سے اوڑھ لئے۔ و دو کے
دانت کھٹے ہیں۔ پسے سے بدن شرابور ہے۔ میگھ نادر نے گدا گدا رزم
شعبی۔ پر میگھ سے حکم کیا۔ جنیت نے نیزا بدل کر اپنی دیوتا گھٹوں لڑائی

رہی نہ یہ نہ ہوتا ہے نہ کبھی یہ مغلوبہ نہ غالب کبھی وہ مغلوب یہ غالب -
 ہنگامہ بتخیز گرم ہے میگہ زادے دیکھا کہ جنیت زیر نہ ہوگا سحر و نیزنگاہ کھا
 آکاش میں اڑ کر سپنا نظروں سے اوجھل ہوٹا - اور مارے تیروں کے اندھکا
 ہو گیا غضب کی تار کی چھائی اچھے پرانے کی شیریں مار مار کی صدا میں بلند
 میں جنیت کے ہوش باختہ ہو گئے کرے تو کیا کرے پلوان جنیت کو سمندر
 کے کنارے گیا کہ ذرا دم لے ہوش ٹھکانے ہوں - دیوتاؤں میں غل چا جنیت
 مارا گیا - فوج - بیدل ہوئی - سرسبز تھی جی - جھاگ کھڑی ہوئی ایک دیوتا کبھی
 میدان میں نہیں دکھائی دیتا - اندر نے جنیت کے مرنے کا حال سنا سپٹ
 لیا - رٹ لٹی سے منہ ہوتا دھرم کے خلاف سمجھا - رتھ پر سوار ہو کر میدان میں
 آئے - اندر کے چلنے پر گھمبوں نے گرجنا شروع کیا - بجلی کو فٹہ رہی ہے گندھرب
 کمر باجا کا رہے ہیں - اشوئی گمار - رڈرگن - بایوگن - سلاح حرب مسلح ہو کر
 راجا اندر کے ہمراہ ہیں فوج کے چلنے سے اس قدر گرد و دھول ہوئی - کہ آفتاب
 کی روشنی ناند ہو گئی - مائل رہبان نے گھوڑوں کو جھجکا - بتائی رتھ منہ تاتا
 ہوا آگے بڑھا - شاہ راون میگہ ناس سے کہنے لگا - اب ذرا دم لے لو - میں اندر
 کی خبر لے لیتا ہوں - شاہ راون نے ٹوٹا دیا - اور خود بھی رتھ بڑھا کے
 اندر کے مقابلے پر ٹوٹ گیا - کہنے کہن سنی آلات حرب دیوتاؤں پر چلا رہا ہے
 قیامت برپا تھی - دیوتا راجپس کو پہچانتا نہیں اور نہ راجپس دیوتا کو پہچانتا
 بایوگن نے ہزاروں راجپسوں کو پامال کیا - غضب کا کشت و خون ہوٹا -
 راجپس بھاگے ہزاروں ملک عدم سدھارنے چیل - کوٹے - گدھ - خون
 اور گوشت کھا کھا کر نہال ہو گئے - اس مرتبہ راجپس بہت کام آئے -
 راون غصے سے بھڑکا اور اندر پر تیر و فخر کی بوچھاڑ کر دی - اندر نے
 بھی جواب دیا - دونوں دیاے خون میں غرق مگر جیوٹ ہاتھ سے نہیں
 چھوڑتے

سرگ ۳۱

میگھ نانا اور اندر کی لڑائی

راون راجھسوں کے مرنے سے جل گیا نانی نامی سپہ سالاروں سے بولا پھیر جاؤ
 میں اندر اور کو بیر کو اکینا لڑک لڑنگا پہ کہہ کے غنیم کی فوج میں گھس گیا۔ اندر
 نے صلاح کی کہ وادن کا ہاک ہونا دشرار سے البتہ بالوں سے مار کے چاروں
 طرف سے گھیر لو۔ اور قابو پاؤ۔ تو ہٹھکڑی۔ پیری۔ طوق۔ سلاسل پستان کے
 قید خانے میں مقید کر لو۔ کیونکہ اسے برہما کا بڑا ن ہے مریگا ہرگز نہیں۔
 جس طرح لہسن نے راجہ بل کو باندھ لیا اسی طرح یہ کافر بھی ہاتھ آتا تو اچھا
 تھا۔ اندر کے رتھ کو راجھسوں نے گھیر لیا۔ اور ایک جانب وادن دیوتوں
 سے گرم جنگ ہے دیوتا زاد ترہا کر رہے ہیں اندر نے دیکھا کہ دیوتوں
 کا بدن خون سے شرابھ ہے غصے ہو کر ہزار بان راجن پائے راون مورچھت
 ہوتا ہے مگر فوراً تڑپ کر اندر کے رتھ کو چور چور کر دیتا ہے۔ اسی طرح کئی مرتبہ
 اندر نے ہتھ بدلا۔ اور لڑائی ہوتی رہی۔ ایک دفعہ دیوتوں نے راون کا ہاتھ پکڑ
 کے رتھ سے کھینچ لیا۔ اور زمین پر پڑے مارا۔ دیوتوں نے بھی چاروں طرف
 سے راون کو پکڑ لیا۔ میگھ نانا وادن کا لڑکا باپ کی یہ حالت دیکھ کر میناب
 ہو گیا۔ اوچک کر ہوا پر ہویا۔ اور دھم سے دیوتوں کی فوج میں کود پڑا۔
 اس قدر مار مار کی دیوتے بیا کل ہو گئے۔ میگھ نانا نے نظر سے اوجھل ہے کوئی
 نہیں جانتا کہ کون مارتا ہے۔ دیوتوں نے متفق ہو کر اکٹہ ہم سے بان مارتا
 شروع کئے۔ خیال ہے کہ حریف کہیں تو ہوگا۔ ادھر میگھ نانا نے اندر کے
 سار تھی اور گھوڑوں کو بیرم کر لیا۔ اندر رتھ سے اتر پڑے ایرادت ہتھی
 پر سوار ہو کر نینم سے لڑنے لگے۔ میگھ نانا نے اندر کو مجبور کیا۔ اس قدر بان
 مارے کہ اندر کے جسم میں تل رکنے کی جگہ نہ تھی۔ خون جاری ہے اور تیر زخموں
 میں ترانہ وہیں اندر بے دم ہوئے میگھ نانا پاس آیا اور شکلیں باندھ کے

اپنی فتن میں لے گیا۔ اندر بھونکا دیکر فتن میں غصہ ہو چکے۔ دیوتاؤں نے سوچا
سرو رکھنا۔ ہوا۔ تو اب ہارنی بھی جان بچنا مشکل ہے۔ سیدک کو چھوڑ کر
بھاگ کر گئے ہوئے۔ بھونکا دھوئی۔ تنہا دیوتاؤں کے پاس آکر عرض
کی سپانہ لکھ آبا۔ اندر قید پر ہے اور اپنی فتن کیا تھا وہ پٹو اور سبکے لکھ
اپنے لکھ لکھنا۔ کی چوٹ دیکھ کر مدت خوش ہوا۔ تعریف کی۔ آج تم
نے راتچوں کی مدت بڑھادی۔ تینوں لوگ میں تمہارا نام ہوا۔ یہ کہ
کر لکھ کی طرف کوئی نہ بھاگے

سرگ ۳۳

برہما کی وجہ سے اندر کی رہائی

دیوتا بھال منظر بہت کے پاس پہنچے۔ راجہ اندر کے قید ہونے کی خبر
سنائی۔ برہما جی دیوتاؤں کے ساتھ لڑکا میں آئے۔ راجہ سے کہ تمہاری
برہماری کیجھ کر پڑی جھاری۔ شئی ہوئی۔ تم بڑے زبردست اور بہتر ہوتے
جو خدا کا تمہارا پوتا۔ تیرے لوگ ہیں تمہاری حکومت ہوئی۔ سیکھنا۔ دیکھنا نام آج
ستہ اندر پہنچا کہ ہائیگہ۔ ہاراکا۔ انور۔ اندر کو چھوڑ دو۔ دس کے عذر کوئی
اور برہما ان مانگ لو۔ راجہ جواب نہ دیا۔ پتا پتا تھا کہ اندر جیت لول اکھیا
برہما ان دو کو ہم کسی سے نہ رہا۔ برہما بولے یہ مرث لوک ہے جو چاہا ہوگا۔ راجہ
اور نہیں ہو سکتا۔ اندر جیت لول کہا اچھا یہ برہما ان دو کو ہم کسی سے نہ ہو سکتا۔ کہہ کر
جبرہ جانی جیت ہو۔ برہما بولے بہت اچھا ایسا ہی ہوگا۔ وہاں سے چلا کر اندر
کے پاس آئے فرمایا سوچ کر نا فضل سے اپنے کرموں کو دیکھو۔ جو چاہا کرتا ہے
وہی اہل پھل پاتا ہے جس وقت ہم دنیا کی آفرینش میں مشغول تھے۔ یہ دنیا
نہ تھا۔ کہ سب لوگ ایک طرح کے ہوں ایکس عورت پیدا کی اس کا نام اٹھایا
کہا وہ عورت کو تم رشی کو بہا دی اور جب ہم نے گوتم رشی سے کہا کہ اہلبہ کو
دو رشی جی نے فوراً ہمیں پر کر دیا ہم نے گوتم رشی کو اہلبہ کو لے کر دی راہیہ

ٹہری پاکیزہ صورت تھی غم نے ان کی عزت پر دھبہ نہ لگایا۔ انہیں دھرموں سے آج نہ ماری یہ حالت رشی نے یہ بھی شراپہ دیا تھا کہ جیسے گناہ انسان سے بہت گئے اس میں آدھے کے تم حصہ دار ہو گئے اور اہلبہ کو بھی بد عادی اہلبہ تو شاہد کرنے لگی کہ میرا کچھ قصور نہیں اندر سے دھوکا کیا آپ کا روپ مجھ کے میرا پس آئے رشی نے عادی جہاں جو دھیا پوری میں ابشور کا اوتاہ ہو گا غیب ان کے قدموں کی خاک سے اٹھا۔ ہوا بیگی یہ کہہ کر رشی اپنے استخوان پر چلے گئے اے یہ نہیں بالوں کی بدلت آج غم اس خرابی میں کھینچے بیست اٹھا ہے ہو جب تک بٹن جگہ نہ ہو گا دیو لوک میں نہیں جاسکتے جنیت تمہارا لڑکا زماہ ہے مڑا نہیں بلند رکے کیا ہے اپنے ماموں کے گھر ہمارے اندر سے قید ہی میں بٹن جگہ کیا نید سے چھوٹ کر دیو لوک پہنچے اور جنیت بھی حاضر خدمت ہوا بھجھیکسن نے آگست رشی سے سوال کیا کہ ان کتاؤں کے سینے سے کیا پھل ملتا ہے۔ آگست رشی بولے کہ یہ راجپس بڑے معرا تھتے۔ ان کے چہ ترشنے سے جت ہوتی ہے۔

سرگ ۳۳

راجہ ارجن ہزار باہو کی تلاش میں راون کی دانگی

راجہ ارجن آگست رشی سے استفسار کرتے ہیں کہ اس راون سے بھی بڑھ کر کھلی دوسرا تھا یا نہیں۔ آگست رشی بولے راون کے برابر تو کوئی نہ تھا اسکا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا اچھو دھیا نشیش اس کا محضر تھا اس سے صلح ہو گئی تھی۔ البتہ ماہی نگہ کا راجہ ارجن جس کی ہزار بھی بیش تھیں۔ ہوں جگہ کن ہمیشہ اس کا دستور رہا جب جگہ اختتام پر پہنچا۔ آپ بالوں کا کوس بند کے ہوں کر بیٹے۔ آگست رشی بولے ان کے ہوں سے خوش ہو کر اور نئے نئے بان ویدیا کرتے ارجن کی بہادری دیکھنے کا راون بھی مشتاق ہوا۔ ایک دن شاہ راون لڑائی کا خواہاں ارجن کی اچھو دھیا میں پہنچا اتفاق سے اس وقت ارجن دیاسے زبدا پر گلہام گل پیر میں عورتوں کے ساتھ خوش فحشیاں کر رہے تھے راون نے لوگوں سے پوچھا کہ ارجن کہاں

میں۔ رانی کی چاہ میں کنکاسے آیا ہوں۔ لوگوں نے کہا اس وقت نہیں مل سکتے۔ پھر آنا۔ رادن نے شہر بھر میں گشت لگائی۔ مگر راجن سے ملاقات نہ ہوئی۔ کہیں کہیں سنتے ہیں کہ راجن اس وقت بندھیا چل پربت پر ہیں۔ رادن میں پہنچا وہاں کا دلکش نظارہ دیکھ کر شاہ راجن بہت مسرور ہوا۔ کہیں گندھرب دیونا استریوں کے ساتھ جل بہا کر رہے ہیں۔ کہیں تاج گانا ہے۔ رشی اور مرتاض لوگ ایشر کے دھیان میں مگن ہو رہے ہیں۔ شیر بہن۔ پاٹھے۔ سانپوں کا تو سکن تھا۔ رادن کو یہ مقام دل سے پسند ہوا۔ قصد کر لیا کہ کچھ دنوں یہیں بود و باش کروں گا یہ سوچ کر شپ لوان ندی کے کنارے رکھ دیا اور نوذلق ریح کناں ادھر ادھر بھر نارشی مرناضوں کے غول میں خود بھی بیٹھ گیا اور مادیو جی کا منتر چپنے رگا ساتھی لوگ بھی زباجی کا اشنان کر کے پالپوں سے چھوٹ گئے۔ رادن ساتھیوں سے بولا کہ یہ پاک مقام ہمارے بچھے گنا ہوں کو دھو بہاؤں گا خوب اشنان کرو جنم کے پالپوں سے نجات ملے گی دیکھو ایسا پُر نضا مقام ہے کہ وہر کے وقت بھی دھوپ میں وہ گرمی نہیں جیسی کہ ہوتی چاہئے۔ یہ اس مقام کا پر بھاؤ ہے یا میری ہیبت سے آفتاب کی حدت جاتی رہی۔ مادیو جی کی پوجا کے واسطے بہت سے پھول اتارے گئے۔ رادن نے پھولوں کا ٹال پیٹا کی طرح لگا دیا۔ رادن نے شیو پوجا کے اشنان کیا اور صل سے ہار آ کر سونے کا لنگا استفاہت کر کے پوجن کرنے لگا اور شیو جی کے سر پرے منتروں کا جاپ کرنے لگا۔ کبھی ناچتا ہے۔ کبھی شیو کے کھجن لاپتا ہے۔

سگ ۳۵

راون اور راجن کا مقابلہ

یہاں راجن استریوں کے ساتھ جل بہا کرتے تھے راجن نے رانی کو دھو بہا سے روک دیا۔ جل بہنے سے رکا دوسری طرف کرارہ تورا کے پاس لگا۔

سیلاب کی طرح پانی کی طغیانی ہوئی۔ راوون نے جو پھولوں کا ٹال بنایا تھا سیلاب سے بگیا راوون پھول نہ جلنے سے افسردہ خاطر ہو چلا حیرت تھی کہ دریائی طغیانی کیوں ہوئی۔ سکے سارن و ملازموں کو بھیجا کہ دریا میں سیلاب کیونکر آیا سکے سارن ہوا پر پراں ہو کر نیچے دیکھ رہے ہیں۔ ایک جوان جس کی ہزار بھجیا مین ہیں دونوں ہاتھوں سے پانی روکے ہے۔ سکے و سارن آسمان سے اترے اور راوون کو کل حالی گزارش کیا راوون سمجھ گیا۔ کہ ہونہ ہوا رجن ہوگا۔ پوچھا ختم نہ ہونے پانی تھی۔ کہ راوون رجن کی تلاش میں اٹھ کھڑا ہوا۔

ہودر۔ پرہست۔ جہا پادس وغیرہ بڑے بڑے جہی سپاہیوں کے ساتھ دریائے نزدیک اپر پہنچ کر نضرہ زن ہوا۔ راجہ کہاں ہے۔ ہمارے سامنے آئے یا لڑائی سے انکار کر کے کہہ دے کہ میں لڑ نہیں سکتا۔ ہار گیا۔ راجہ کے ملازموں نے راوون سے کہنا کہ یہ وقت راجہ سے ملنے کا نہیں پھرتا۔ اس وقت بہار کر رہے ہیں۔ ادھر راجپسوں نے مار دھاڑ شروع کر دی بہت سے جان لیکر بھاگے اور بہت سے راجپسوں کا لقمہ بن گئے رفتہ رفتہ یہ خیر راجہ رجن کے گوش زد ہوئی۔ عورتیں اس ساتھ سے کانپ اٹھیں رجن عورتوں کو سمجھا کے باہر آیا غصے سے چہرہ تہمتار ہے آنکھیں خون کبوتر ہیں۔ گدا پڑا ہوا تھا اٹھا لیا پرہست موٹ لیکر سامنے آیا اور آتے ہی دار کیا رجن نے موٹل کا وار گدے پر روکا موٹل کے دو ٹکڑے ہو گئے اور گدا گھسا کر پرہست پر اس زور سے مارا کہ بے دم ہو کے زمین پر گر پڑا بہت سے گرتے ہی لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی راوون فوج کا حال دیکھ کر دوڑا اور رجن سے جنگ ہونے لگی بڑی دینک لڑائی رہی۔ لیکن کوئی غالب نہ ہوا رجن نے گدا راوون کی چھاتی پر مارا۔ گدا کے ٹکڑے اڑ گئے۔ مگر راوون پر مطلق اثر نہ ہوا رجن نے دوسرے گدا سے ضرب لگائی اس ضرب سے راوون نیو را گیا مور چھت ہو کر زمین پر گر پڑا۔ رجن نے لپک کے راوون کو پکڑ لیا۔ جب موش آیا بہت مکر و فریب دکھائے۔ جیسے حوالے کئے مگر رجن نے نہ چھوڑا۔ راوون کی مشکیں باندھ لیں اور تشہیر کرتے ہوئے راج استھان میں لایا۔ پوتاؤں نے گل افشانی کی راجپس بھاگ گئے ادھر پرہست حالت

رشی سے بیدار ہوا۔ راؤن کی گرفتاری سن کر دوڑا اور آواز لگائی کہ راؤن کو چھوڑ
دو اسی میں خیریت ہے۔ دوسرا ملک لٹ دو دنگارا جہان گیدڑ بھسکیوں میں کب آنے
والا تھا ایک ماتھے میں راؤن باہڑا ہے دوسرے ماتھے کچھ راجھسوں کے ہتھیار چھین کر
مارنے لگے یہ طاقت دیکھ کر شہر کے لوگوں نے بڑی تعریف کی۔ آگت رشی کا قول ہے
کہ راؤن شوجی کی پوجا ادھوری چھوڑ کر اٹھا تھا اسی سے اس حال کو پہنچا۔

سرگ ۳۶

پولست مٹی کی سفارش سے راؤن کی ارجن کی قید سے ہائی

آگت رشی جی کہتے ہیں کہ راؤن کے قید ہونے کا حال دیوتوں نے برہما جی سے بیان
کیا پولست مٹی حال سن کر ارجن کے پاس آئے ارجن تعلیم کے لئے اٹھا قدم چومے
آسن پر بٹھالا۔ ایشان کرایا بھوجن ہوئے پولست مٹی نے مزاج پُرسی کی اور راجہ کے
شناخواں سے تم بڑے دھوٹا اور مٹی ہو راؤن سا زبردست آپ کی قید میں ہو گیا کی
زور بازو کی تعریف ہو نہیں سکتی راؤن نے روئے زمین کیا رسا تل۔ پاناں سیلوں
سمندریک خراج لیا یہاں بڑے جادو بکشی کرتے ہیں اس راؤن کو آپ نے
ذیر کیا۔ مرجا شاہاش دلاؤں کے یہی کام ہیں اب راؤن کو چھوڑ دو پولست مٹی
کے کہنے سے ارجن نے راؤن کو چھوڑ دیا۔ شاہ راؤن بخت زدہ لکا آیا اور پولست
مٹی ہر جھ لوک کو چھ گئے۔ اسے راجہ ربا ادھوری پوجا چھوڑ کر اٹھ کھڑا
ہوتا اچھا نہیں لور لان دگران پکن۔ خود سرائی کرنا بھی بہت بر ہے۔

سرگ ۳۷

پنپا پور پر چڑھائی اور بالی سے زور آزمائی

شاہ راؤن ارجن کی قید سے نجات پا کر سکندھا نگر آیا جو بدراؤں کو بھیجا۔

کہ بالی سے ہوا سے آئینی خبر کرو۔ بالی اس وقت موجود نہ تھا وہ بالمرہ سمندر کی اطراف کی
 پر کرنا کرتا تھا چنانچہ بالی کے خسر تارائے چو بدادوں کی زبانی جواب بھیجا کہ ابھی
 بالی سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ تھوڑی دیر میں آئے جاتے ہیں کسکندھا میں بڈیوں
 کا ٹال لگا ہوا تھا راؤن نے دیکھ کر پوچھا یہ بڈیاں کیسی؟ جواب ملا اکثر بڑے
 جنہیں اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہوتا ہے آجائے میں بلان کا گھمنڈ خاک
 میں ملا دیتا ہے یہ بڈیاں انہیں کی ہیں جو آیا جان سلامت نیلجا سکا۔ اگر
 تمہیں بھی جنگ کی تمنا ہے تو پھیر جاؤ۔ تمہارا سودا سر سے نکل جائیگا راؤن
 سن کر طیش کھا گیا۔ ڈپٹ کر بولا کیوں بیہودہ کہتے ہو یہ کہہ کر شپ بان پر
 سوار ہو ڈا اور بال کے پاس سمندر کے کنارے پہنچ کر دیکھا کہ بالی کے چہرے پر
 رعب و داب اس قدر ہے کہ دیکھتے ہی سے دل و ہشت کھاتا ہے بالی اس
 وقت آنکھیں بند کئے ہوئے الٹو کی یاد میں مصروف تھا۔ راؤن نے لانت
 اٹھائی بالی نے آنکھیں کھولیں اور اس خیال سے پھر بند کر لیں۔ ایسا نہ ہو
 بھاگ جاتے بالی اس وقت جگہ کر رہا تھا اگر اٹھتا ہے تو جگہ ادھور مار دیتا
 ہے اس لئے چپکا بیٹھا ہوا راؤن چاہتا تھا کہ لاتوں ہی سے پتھن نکال دوں
 بالی کی غرض تھی کہ بغل میں داب لونگا اور جگہ بھی پورا ہو جائیگا غرض
 اپنی اپنی فکر میں دو لونو غرق تھے بال پورب طرف رخ کئے بیٹھا تھا راؤن
 پشت پر آیا۔ پاس آکر چاہتا تھا کہ لات مارنے بال نے پیچھے ہاتھ بڑھا کر
 راؤن کو پکڑ لیا راؤن نے بہت گھاؤ زو دیا بال کہیں مگر بال کے پنجنے سے چھوٹا نہ
 سکا بال نے جھٹ لگائی پہلی ہی جھٹ میں اکاش میں ہوا پر تھا راؤن بغل
 میں دبا ہوا ہے سا گئی بھی پیچھے پیچھے رواں ہیں۔ بالی کی رفتار ہول سے کم نہ
 تھی گرو تک نہ چھو سکے بال آسمان سے اترا پچھم کے سمندر میں نشان کیا
 ہاؤن بھی بغل میں دبا ہے پھر پورب کے سمندر میں پہنچا غوطہ لگایا اور کسکندھا
 مگر اپنی راہدھانی میں آیا۔ شہر کے باہر اتر پڑا۔ راؤن کو بغل سے نکال چھو
 نہاری کیا غرض تھی کیوں آئے ہو۔ راؤن بولا واقعی جیسا تھا اس سے
 بڑھ کر کیا۔ لڑائی کی غرض سے آیا تھا۔ دل ہار گیا آپ نے تو پھر کی طرح

پکڑا۔ آپ بھی آپ کی برابری نہ ہوگی رسم دوستی بڑھائی پھر آگ کو درمیان میں لے کر دونوں مترقی ہو گئی ایک اٹھ تک راہن کی بود و باش کی کندھا میں رہی اور بال بھی سگریہ کے برابر بچھا رہا۔ اسے راجندر بالی اور راہن دونوں آپ کے ہاں ہے جم لوک سدھاسے ۛ

سرگ ۳۸

ہنومان جی کی پیدائش

راجندر جی اگست رشی سے بال بندہ کے حالات سُن چکے آپ کے دل میں طرح طرح کے گمان پیدا ہوئے آپ نے سوال کیا گو بال بندہ اور راجندر جی دونوں زور و طاقت میں یکساں نہ ہو سکتے تھے۔ مگر میری اگست میں ہنومان جی ان دونوں سے کہیں بڑھے ہوئے تھے علاوہ زور و طاقت کے ان میں جودت طبع اور عقل رسا اس قدر تھی کہ بڑے بڑے علمائے دیندہ و بددشا ستر بھی ان کے سامنے کان پکڑتے تھے مجھے تو اپنا کوئی نہیں دکھائی دینا کہ سو جو جن پھانڈ کر لکھی راجندر کو قتل کر کے سینا کی جگہ لائے۔ راہن کے دل اور پیٹ اور زبردست راجندر کے ہاتھ سے راہی عدم ہوئے ان پر مجھ پھانس بھی اثر نہ کر سکی لٹکا جلا کر خاک کر دی ہنومان جی نے ایسے کمال دکھائے ہیں کہ برن۔ کو بیرجم سے بھی نہیں مکتے میرا زبانی بال جمن احسان ہے ہنومان جی کی بدلت سینا میں بھی سیکھنے سے ملاقات ہوئی۔ اتحاد بڑھا۔ راج ملانچن جی کے مرنے میں کیا باقی رہا تھا۔ سچوٹ بولی لائے جان بچائی۔ سگریہ و شافہمیں کی دوستی کا باعث ہنومان جی ہیں اور میں بھی آج انہیں کے باعث اچھو دھیا میں حکمرانی کر رہا ہوں صاف ظاہر ہے کہ ہنومان ایسا دلیر اور بہادر دنیا میں کوئی نہیں آپ اپنی مثال آپ ہیں احتمال اس بات کا ہے کہ اتنے بڑے زبردست ہو کر بال کو دھارے سگریہ کی مصیبت کیوں نہ بٹائی اگست رشی نے جواب دیا۔ آپ کا کہنا ہے واقعی ہنومان سے بڑھ کر کوئی نہیں علوم میں دیدہ و شستہ میں یگانہ روزگار

ہیں یہ انت ان کی گھٹی میں پڑا ہے زور و طاقت کی تھاہ نہیں یہ سب باتیں ہیں مگر
ان کو اپنی طاقت کی خبر نہیں سبب یہ ہے کہ ہنومان جی کے پنا کیسری جی کا سکن
میر پھاڑ تھا کیسری کی اہلیہ کا نام زرخنی ہے گو ہنومان جی کے پنا کا نام کیسری ہے
مگر آپ کی پیدایش ہوا ہے ہوئی تجھ فقہ اس طرح سے ہے کہ ایک وقت زرخنی جی
بھوک سے بیناب ہو کر پھل کھانے کی جنگل میں گئی تھی ہنومان جی بھوکے تھے رنے
لگے صبح کا وقت تھا خورشید طلوع ہو رہا تھا۔ آفتاب کی خضالی شل لال انگارہ دکھ
رہی تھی یہ سمجھے کوئی پھل ہے جست لگائی اور آفتاب کے قریب پہنچ گئے دیوتا اور
دالو۔ گندھرب ہم گئے۔ ایسی ہوا تو آندھی کی بھی نہیں ہوتی۔ گر ٹھجی کی پرواز
مشہور ہے۔ مگر ان کی سنناہٹ سے وہ بھی مات ہے ہوانے سوچا کہ آفتاب کی
گرہی سے ہنومان جی کباب نہ ہو جائیں ٹھنڈی خوشگوار ہوا بنے لگی دایو دیوتا
چپچپے پیچھے رواں ہیں ہنومان جی آفتاب کے قریب پہنچے آفتاب نے سوچا کہ ہنومان
ابھی بچے ہیں دوسرے ہمارے بہت سے کام ان سے نکلنے کے شدت کم کر دی اتفاق
سے اسی روز سورج گرہن ہونے کو تھا یعنی راہو سورج کا بدن کاٹنے کو جاتے
تھے ہنومان جی کو دیکھ کر راہو روتا ہوا اندر سے فریاد خواہ مڑا اھاراج ہنومان
بڑا بلی ہے۔ ہماری خوراک چھینے لیتا ہے ہمیں ڈر ہے کہ ہمیں ہی نہ چٹ کر لے
آپ نے ہمارے بھوگ کے لئے چند رمان سورج پیدا کئے میری خوراک دھرا
کیوں کھائے لیتا ہے ایک راہو تو دنیا بھر میں موجود ہی تھا یہ دوسرا کہاں سے
آگیا۔ اندر کو تو وحش پیدا ہوا۔ ایراوت ہاتھی پر جو کیلاں پر بند کے برابر
اونچا اور سفید رنگ کا تھا چڑھے۔ ہاتھی کے چار دانت تھے سونے کی گھنٹیاں
گلے میں پڑی تھیں اندر دیوتا ہاتھی پر سوار ہیں آگے آگے راہو رواں ہے اور پیچھے اندر
کی سواری چلی آتی ہے ہنومان جی راہو کو پھل سمجھے ہاتھ پھیلا کے دوڑے راہو نے
چنچ داری اور اندر سے کہا جان بچائے ہنومان مجھے کھالیکا اندر نے تسلی دلائی
اور ہنومان پر اس زور سے تھکرا را کہ ہنومان جی زمین پر گر پڑے دایو دیوتا کو
دانت آگئی ہنومان چپ کو اٹھا لیا او۔ پھاڑ کی کھوہ میں بیٹھ گئے ہوا چمنے سے برگی
جیس ہونگیا۔ دم چھینے سے رکا۔ پیشاب پاخانہ بند ہوا۔ دھرم کرم سب

جائے ہے دیوتا۔ گندھرب۔ چچہ بھال مصنوب رہتا ہے پاس پہنچے اور منت سماجت
کی یوں نہ موئے تو یوں موئے۔ ہوا چینی نہیں دم گھٹتا ہے بغیر ہوا کے زندگی شواہ
جتے جاندار ہیں ڈھیر ہو جائیگے اب تو جان بچائے آپ کی پناہ لی ہے برہما بولے
اندرونے بالو دیوتا کے رٹکے کو مارا ہے اسی سے ہوا نہیں جیتی۔ بالو دیوتا خفا ہو گئے
غم سب جاؤ خوشا بد کرو شاید بیسج حایش غصہ در ہو جائے یہ کہہ کر فو در ہا جی دیوتوں
کو لے بالو کے پاس آئے۔ بالو دیوتا کے اشکے واں تھے ہنومان کا منہ چوم رہے تھے
ہنومان جی آنکھیں بند کئے در سے نڈھال ہو گئے ہیں برہما جی نے ہنومان جی پر ہاتھ
پکیرا کشت جاتی رہی ہنومان جی جاق چو گکا اٹھ کھڑے ہوئے ۴۰

سرگ ۳۹

ہنومان جی کو دیوتاؤں کے بران

بالو دیوتا برہما کے چرنوں تلے گر پڑے ہنومانے اشیر باد کی اور کہا ہنومان جی تمہارے
رٹکے میں دنیا کے کام ان سے سدا ہو گئے جتنے دیوتا یہاں موجود ہیں اشیر باد دیں
دیوتاؤں کا بھی ان سے کام نکلیں گا۔ اندرونے مالا ہنومان کے گلے میں ڈال کر دعا
دی کہ ہماری طرف سے جو تکلیف پہنچی ہے فرخ ہو جائے آج سے ان کا نام ہنومان
اور بجز رنگ ہوگا۔ سورج نے اشیر باد دیا کہ میری حدت تمہارے جسم میں ایسی اور تم
شاستر کے گناہا ہو گئے برن بولے تمہاری موت نہ ہوگی اور جسم کی پچھالشی تم پر
اثر نہ کرے گی خشکی۔ اور تری جہاں چاہے رہو تمہارے سامنے کا نہیں آسکتا جہاں
نے کہا میرا ڈنڈ دشمن کا ناش کرنا ہے مگر تم اس کی چوٹ سے محفوظ رہو گے کسی
ہی لڑائی ہو فتح و نصرت ساتھ رہیگی۔ کو پیرے گدا دے کر فرمایا کہ اس گدا سے
کبھی نہ بردست دشمن ہو پاؤں گا۔ ہنومان نے اشیر باد دیا کہ تم مر نہیں
سکتے۔ اسی طرح برہما نے حکم لگایا کہ ہنومان جی شسترا اور برمجہ ڈنڈ سے بھیڑنے
دے نہیں پون شست ان کا نام ہے شستوں کو خاک ہیں ملانا اور دستوں کو بخوف
رکھنا ان کا وطیرہ ہوگا۔ جس دپ کا دھیان کر گئے مہارن کر لینگے ان کو کوئی جین
نہ سیکے گا راون کی ہلاکت کی بھی وجہ ہو گئے دیوتا لوگ اشیر باد دے کر اپنے

استحان پر گئے اور بابو دیوتا نے ہنومان کو لے کر کیسری کے سپرد کر دیا۔ اگست
 رشی کا قول ہے کہ ہنومان جی یونہی بلوان تھے اب یونوں کے اشیر باد سے دس
 گنی طاقت ہو گئی۔ کچھ روز کے بعد ان کو اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہوا رشیوں
 اور مڑاخنوں کے جگ بھنس کرتے اور ہون کی طیزی پھینک دیا کرتے تھے
 رشی لوگ بہت کبیدہ ہوئے مہادیو جی نے سوچا ایسا نہ کوئی رشی سراپ ہے
 جسے حالانکہ دیوتا اور رشی ان کے اُتپات سے واسطہ طرح دیتے تھے کوئی کلمہ بہ
 ان کے حق میں منہ سے نہ نکلتا تھا پھر بھی رشیوں کو یہ خیال تھا کہ جب رشی لوگ
 بہت دکھی ہوئے منہ سے نکل گیا لے ہنومان تم ہمیں بہت حق کرتے ہو جاؤ۔
 جتنی طاقت تم میں ہے خیال سے اتر جاؤ اور تم اپنے کو کمزور ٹھیک سمجھا کر ور
 جس وقت کوئی شخص ہمتا رہی مدح سراہی کریگا۔ جرات اور بہادری کی تعریف
 ہوگی بدستور طاقت آجائیگی اس روز سے ہنومان جی اپنی طاقت کو بھول گئے
 جس وقت کچھ اور اچھسوں نے بابی کو کسندھاکے تخت پر بٹھایا تھا۔ اور
 سگر یو ولبعد مقرر ہوئے تھے پچپن ہی میں سگریو ہنومان جی ایک جان دو قاب
 ہو گئے جب ہنومان جی سن تمیز کو پہنچے برہما جی نے ایک دن میں شام تر وید پڑھا
 دیا ہنومان جی کا رتبہ دیوتاؤں سے بھی افضل ہے راجندر چھین لو پھینکین
 کو خیالات پیدا ہوئے کہ ہم لوگ ہنومان جی کے سامنے سچ ہیں اگست رشی اتنی
 کہتا تھا کہ راجندر سے رخصت کے طالب ہوئے کہ ہم لوگ اپنے استحان پر
 جایا چاہتے ہیں۔ تب کرینگے راجندر نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا کہ آپ کے دشمنوں
 سے زندگی سچل ہوئی۔ اس قدر تب کیا ہے کہ آپ کا چہرہ تھپ تھپ کرتے کرتے
 آگن کی صورت ہو گیا آگ کچھ اور قیام کیجئے تو ہمارا جگ بھی پورا ہو جائے
 تب آپ جائیگا۔ رشیوں نے جانی بھری بہت اچھا سب رشی اپنی
 میں رہنے لگے شام کا وقت ہے آفتاب غروب ہو گیا۔ راجے بھی اپنے
 اپنے مقام پر آرام کرنے لگے اور سڑی ہمارا محل سرا میں گئے۔

سگ ۴۰

در بار میں دھرم چچا

ہمارا راج خواب راحت میں مشغول ہیں دربار برخاست ہو گیا لوگ بیٹھی نیند کے مزے لینے لگے علی الصباح ہمارا راج بستر راحت سے اٹھے خواب گاہ سے باہر کئے ویلہ میں گئے اٹھان کر کے پوجا کی دربار آراستہ ہوا لوگ اپنی اپنی جگہ پر مستحکم میں لٹٹ جی اور بہت سے راجے سگریو نل اور نل جامونت اور گندہ مادن سرب اور سرب نامی نامی بند ایک قطار میں بیٹھے بھجھکیاں اپنے مصاحبوں کے ساتھ دوسری صف میں جلوہ افکن ہوئے دھرم کی باتیں چھڑا گئیں۔

سگ ۴۱

بالی اور سگریو کی پیدائش

سری ہمارا راج نے اگست رشی سے پوچھا کہ بال اور سگریو کو بند رکھتے بال کے ساتھ پتھر سچے اور سگریو کے پتھر جس کیوں ہوئے ان کی مائے نام کیا ہیں اگست رشی نے جواب دیا ایک وقت ناروجی تھا مائے یہاں آتے تھے میں نے کئے کی وجہ پوچھی وہ بولے کہ میرا بہن کے وسط میں اونچی چوٹی پر برہما کی استھان سونچا لیا بنا سے برہما جی ایشور کا دھیان کرتے تھے آنکھوں سے پریم کے آنسو جاری ہیں برہمنے آنسوؤں کا پانی ہاتھ میں لیا اور زمین پر پھینک دیا اس صلے ایک بند پید ہوا۔ غار نظر سے برہما پر نگاہ ڈالی برہمنے ہدایت کی کیوں غور سے دیکھتے ہو جہاں پتھر ناوگ رہتے ہیں تم بھی جاؤ۔ کندول سے پیٹ بھر دو۔ بند پید کو تاج لیا۔ ایکس وڈ کسی تالاب پر پہنچا۔ اپنا سایہ تالاب میں بیکھا بند کی لوات چنچل ہوتی ہے صورت دیکھتے ہی تیوری چڑھ گئی۔ گیدڑ بیکھیاں ہونے لگیں۔ آخر کار تالاب میں کودا۔ جب غوطہ لگا کر باہر نکلا۔

ایک حسین ماچہ بین کی صورت بن کر نالاب کے کنارے اترتا وہ ہوا اتفاق سے اندر کا وہاں گزر ہوا اور سورج بھی اس کے جمال پر فریفتہ ہو کر نیچے اتر آیا عورت کے حسن پر دونوں جو تھے دل ہاتھ سے جاتا رہا بے قابو ہو گئے پیرج پات ہو گیا۔ اندر کا پیرج عورت کے بالوں پر پڑا اور سورج کا گردن پر۔ اسی سے اندر کا رٹکا بال اور سورج کا سگریو۔ اندر نے اپنا مالا بال کو پہنا دیا اور اندر کے چلے گئے سورج نے اپنا تیج سگریو کو دیا وہ حسینہ دونوں رٹکوں کو لئے ہوئے برہما کے پاس بنی ان کے کہنے کے واسطے کسکندھا پوری بسو کرٹاں نے بنائی جب سے بندروں کا سکن کسکندھا پوری ہوا بال نے بدت سے ملک تسکط میں کئے۔ جیہی سے ان کے ہنار سچہ اور جس کہلاتے ہیں اگست رشی کی دعا ہے کہ جو شخص ال اور سگریو کے حالات پڑھیکادلی مقصد برآئیگی۔

سرگ ۴۲

سنت کمار اور راون کے سوال و جواب

سری ہمارا ج سوچتے ہیں کہ حقیقت بال اور سگریو اندر اور سورج کے ٹکے نہ ہوتے تو اس قدر جہارت و لاوری ہونا محال تھا اگست رشی نے پھر داستان چھڑی کہی وقت راون نے سنت کمار سے سوال کیا کہ دنیا میں کس بڑھ کر بہادر کون ہے برہمن اور رشی عابد اور مرناتھ کس کا دھیان اور یوگا کرتے ہیں سنت کمار جی بولے کہ سب سے بڑھ کر نارائن جی ہیں جن کی ناف سے پرکا کی پیدائش ہوئی تمام خلق انہیں کی پوجا پاٹھ کرتی ہے انہیں کی عبادت سے دشمن پامال ہوتا ہے راون نے سوال کیا کہ جو لوگ دیوتا اور گندھرب کے ہاتھ سے مرتے ہیں ان کی کیا گت ہوتی ہے۔ سنت کمار بولے دیوتا کے ہاتھ سے مرنے میں سرگ ملتا ہے اور نارائن جی کے ہاتھ سے جن کی موت ہے نہیں موکش ملتی ہے۔ راون سن کر بہت خوش ہوا۔ اس تدبیر میں رٹکا کہ کون طریقہ اختیار کروں کہ نارائن کے ہاتھ سے موت ہو۔

سرگ ۲۳

نارائن جی کے حالات سنت کمار کی زبانی

سنت کمار جی نے راون سے ہدایت کی جیب تک نارائن کے ہاتھ سے مارے نہ جاؤ گے موش نہ بیگی راون نے پوچھا یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ نارائن میں کچھ نشان پناے سنت کمار بولے کہ نارائن نظر نہیں آتے مگر ان کی صورت بہت بے شاش ہے اور وہ سو گھم بھی ہیں چار قسم کے جیو کی پالنا کرتے ہیں وہ آتے ہیں نہ آمادی ہیں آفتاب اور مہتاب ہیں جو بختی ہے آپ ہی کا جلال ہے اندر اور در در میں ہیں ہر ماہ پر ختن کی آفرینش کی۔ رشن نام سے جیوں کی پالنا ہوئی اور شیو نام سے جیوؤں کا ناس کرتے ہیں۔ راون بولا کہ نارائن سوامی ہیں جس قدر اوصاف ہیں ان سے تو پہچانا دشوار ہے پھر سوچا کہ کل کائنات یعنی ہر مانہ سے جنگ کر دنگا ان میں کوئی تو نارائن ہونگے۔ سنت کمار نے نارائن کا سرپ بیا کیا وہ نیل برن مدھ بھری آنکھیں جن کی چھاتی میں بھرگ کے چرن کی نشانی ہے شام سرپ ہے کالی گھٹاؤں میں جس طرح بھلی کو ندنی ہے آپکی ہشی اور کانوں کے کنڈل سے جھلک سی ہوتی ہے عجب لطف مناسب جس پر آپ خوش ہوتے ہیں رشن دیتے ہیں جب ست جگ ختم ہو جائیگا اور ترنیا شروع ہو جائیگا۔ آپ اکشواک بنس میں راجہ دھرتی کے لڑکے ہونگے۔ مگر دیکھنے میں ان میں مگر اصل ہیں پریشکھ کا اوتار ہوگا۔ سری رام سینا کو لیکر ڈنڈ کارن من آجیئے اور سینا بھی بڑی پیچی اور سرپ والی ہوگی۔ راون نے اسی دم قصد کر لیا کہ ان کو دشمن کی طرح مارتا دگا۔ شاید اس طور سے اوتار ہو۔ اور مجھے پریشکھ کے ورشن مل جاویں اس لئے راون نے جانکی ہرن کہا۔ مگر وہ اپنی مانتا کے برابر جانتا تھا۔

سرگ ۴۴

راچندر کی نسبت راون کے خیالات

اگست رشی سری ہمارے جسے محرک بن ہیں کہ جس وقت شاہ راون سینا جی کو ہرے گیا راشوک باڑکھیں رکھا سینا جی کی عزت اور حرمت مثل ماور و مر بان کے کے کرتا نگاہ بد سے انہیں نے کبھی نہیں دیکھا یہی حال جنگ کے وقت رہا جب آپ انہیں سے ہم بند کئے وہ بغور آپ کو دیکھتا اور خیال کرتا تھا کہ یہی نارائن جی ہیں۔ جنہوں نے ہمارے واسطے ادنا دھارن کیا اگر وہی ہیں تو ہمارے زہر سے نصیب ان کے ہاتھ سے مردنگا ہوش ہوگی اور اگر کوئی دوسرا ہوگا تو اپنے کئے کی سزا پائیگا۔ اگست رشی کا بردان ہے کہ اس سرگ کے سننے والے دھن دت سے سرسبز ہونگے راوے مرنے پر ہوش پدوی حاصل ہوگی۔

سرگ ۴۵

سویت دیت عورتوں کے ہاتھ سے راون کی خرابی

راون انہیں خیالات کو جاگزیں کر کے دیوتوں اور شیوں سے گرم پیکار رہا۔ وہ سمجھتا تھا کہ پریشہ ہونگے تو ہلاک ہونگا اگر کوئی ہوگا تو زیر کرے غلام بناؤنگا اس بھنور میں پھنسا تھا کہ نارو جی سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا سنسا میں کس دیش کے لوگ بلوان ہوتے ہیں۔ آپ کا برہانڈ بھر گھوما ہوا ہے۔ نارو جی کوئے کہ ایک ملک شیت نام کا ہے عوام اس کو شیت دیش لکھتے ہیں۔ دو دھکا سند وہیں بنتے۔ وہاں کے اتان بڑے زبردست ہیں۔ جن کی بڑی بڑی آنکھیں اور بڑی بڑی بھوجا ہیں۔ دیو دیت کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ راون نے سوچا کہ ان لوگوں سے صدف آرائی ہو۔ ہمارے ان کے جو ہر کھیں کہ کون زبردست ہے اچھا تو میں ضرور ہلاؤنگا۔ یہ کہہ کر راون چلا نارو دیکھی تنہا شانی بن

کے شپت دیت پہنچے۔ راؤن بوان سے اتر پڑا اور پیادہ پاشپت دیپ میں گھسا
ایک عورت نے پکڑ لیا۔ پوچھا کس واسطے آئے ہو کس کے لڑکے ہو۔ راؤن
نے یہ کہہ کر جھٹکا دیا۔ تو نہیں جانتی۔ راؤن ہمارا نام ہے۔ ہسٹو اسی کا
لڑکا بھر شجاعت کا ننگ ہوں راجپس قوم ہے اگر کوئی ہو تو ہمارے
سامنے آئے۔ سنا ہے کہ بیاں کے لوگ طاقتور اور زبردست ہیں آزمائش
منظور ہے کسی کو بھیج دے یا راجہ سے جا کر کہہ دے کہ شاہ راؤن اکیلا اڑنے
کے لئے آیا ہے۔ عورت نے قہقہہ لگایا۔ اتنے میں ایک بڑھیا عورت سامنے
آئی۔ راؤن کی ٹانگ پکڑ لی اور گھمانے لگی عورت ہنس رہی اور آپس میں
باتیں کر رہی ہیں۔ کہ دیکھو بونا پکڑا گیا ہے عورت نے راؤن کو گیند بنایا۔
کوئی ادھر سے پھینکتی ہے وہ روکتی کوئی ادھر سے پھینکتی یہ روکتی۔ ایک عورت
نے اٹھ جالا۔ دوسری اکاش پر نے اڑی۔ راؤن کا کچھ بس نہیں چتا راتوں
لیکھنے لگا۔ عورت نے جھوڑ دیا۔ راؤن سمندر میں گرے۔ یہ حال دیکھ کے
نادر جی ہنسنے لگے اس دن سے راؤن کے سر میں سودا سما یا تھا دور ہٹوا سمجھنے
لگا شپت دیپ میں بڑے طاقتور آدمی لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے جانکی ہوں
ہو اب پھر آپ کے راؤن کے مارنے کے لئے قش سر پر ڈھان کیا آپ جانتے
ہیں۔ اتر جانی ہیں ماضی و حال اور مستقبل کے زمانے چھپے نہیں۔ مگر دنیا
والوں کو دکھانے کے لئے بھلا ہم پوچھتے ہیں آپ ہی نے باؤن روپ ہو کر
راجہ بل کو چھلا اور آپ ہی نے راجندر ہو کر راؤن کو پروا سمیت جملوک بھیج دیا
جگت جیتی سری جانکی کو اپنی ماما کے برابر راؤن ماما تھا۔ اگست جی کی کتھا
سے بھولیں۔ سگر پو وغیرہ بہت خوش ہوئے۔ اور سری راجندر کو ایشو کا اوتا
مانتے لگے کچھ دن ہی کتھا میں رہیں پھر اجازت لے کر اپنے گھر رہی ہوئے
اور سری رام بھگوان اچودھیاس راج بھو گئے لگے۔

سرگ ۲۶

اجودھیا جی سے راجوں کی خط

سری رام راجہ جنک سے بنفس نہیں کہ آپ نے یہاں رہ کر بڑی تکلیف اٹھائی۔ جنک کا راج کاج اجتر ہوگا۔ رادن مارا گیا ہم دیکھ چکے اب جاتے راج کاج دیکھتے بھرت آپ کے ساتھ جائینگے یہ کہہ کر لعل دید قوت پیشکش کئے اور کہا یہ قدر قبول کیجئے راجہ جنک ہمارا راج کے کہنے کو ٹال نہ سکے فرمایا آپ کے درشن ہی سے آئندہ ہو گیا۔ یہ جواہرت جو آپ نے دئے ہیں راج نیت سے تو ہمارے ہوئے لیکن مینا داری کے لحاظ سے نہیں چھو سکتے پھر قبول کئے۔ اب اپنی طرف سے لڑکوں کو دینا ہوں تقسیم کر دیجئے یہ کہہ کر راجہ جنک ہر ایک کے گئے مل کر رخصت ہوئے۔ پھر راجہ سیکھے سے مخاطب ہوئے کہ آپ بھی اپنے ملک میں واپس جائیں لچھمن جی ساتھ جائینگے راجہ سیکھے کو لچھمن جی پہچانے گئے راجہ سیکھے کے رخصت ہونے پر برون کانشی زرش سے فرمایا کہ آپ نے مجھ پر اس قدر التفات کیا کہ گردن نہیں اٹھ سکتی آپ کو میرے لئے جان ہکٹینے میں عذر نہ تھا ہماری خوشی ہے کہ آپ اپنے ملک کو واپس جائیں مگر ہماری یاد دل میں کھٹیکا آمد و رشت بنی رہے تاکہ رشتہ انخی مضبوط ہوتا جائے۔ کانشی زرش و دواع ہو چلے تین سو راجہ غیر ممالک کے آئے تھے۔ ان کو بھی عزت کے ساتھ رخصت کیا ہمارا راج ہر ایک سے بالجساجت پیش آتے اور ہر ایک سے کہتے کہ آپ لوگوں نے ہمارے لئے بڑی تکلیف اٹھائی پھر بھی تشریف لائیکا دھرم پر قائم رہنا چاہئے حالانکہ دھرم پر چلنا مشکل امر ہے کیونکہ میرے پاؤں بھی اس راستے سے ٹک جاتے ہیں لیکن پھر بھی دھرم ہی کی وجہ سے ہم نے رادن سے زبردست راجپس کو ہلاک کیا راجہ لنگ بھی پرارتھنا کرتے ہیں کہ آپ کے درشن سے ہم لوگ کزنا رختہ ہوئے غرضیکہ کل راجوں کو رخصت کر دیا۔

سرگ ۴۷

بندروں میں زیور اور جواہرات کی تقسیم

بھرت لچھمن رتنوہن راجوں کو پہنچا کر اجدھیا جی میں پہنچ گئے اور سنی خوشی میں
 پہنچ گئے سری راجندر کو جس قدر خراج دوسرے راجوں نے بھیجا تھا یا جس قدر
 دولت غیر ملکوں سے نذر میں وصول ہوئی تھی۔ کچھ اپنی طرف سے ملا کر سگر پو کو عطا
 فرمایا اور کہا کہ کسکندھاپور پہنچ کر تقسیم کر دیجئے بعد اس کے ایک زانوپر انگد کو اور
 دوسرے پر ہنومان کو بھٹاکے سگر پو سے فرمایا کہ ہنومان جی تمہاریے مشرادرا انگد ہمارے
 پتر ہیں آپ کے حکم ملتے ہیں اور ہمارا بھی کام کیا۔ ان پر ماسم خسرانہ منڈول اکھٹا
 آپ کے سپرد ہیں ان کا دل رکھنے نہ پائے یہ کہہ کے اپنے بدن کی پوشاک اتاری
 ہنومان اور انگد کو پہنائی۔ زیور اور قیمتی پوشاکیں بندروں میں تقسیم
 کی گئیں ہمارا ج کا قول تھا کہ ہمارے لئے تمہنے جان شیریں کی پرداہ نہ کی
 ساتھ میں سب شریک ہوتے ہیں۔ دکھ میں کوئی نہیں ہوتا۔ تم نے ہماری
 مصیبت میں مصیبت اکٹھائی بندروں کو اجدھیا جی میں رہتے بہت دن
 گزر گئے مگر ہمارا ج کی کہ پاس سے اتنا بڑا زمانہ معلوم بھی نہ ہوا۔ کسی کو جاننے
 کی ہوس نہ تھی سری ہمارا ج سب حال تار گئے فرمایا اگر ابھی جانا منظور
 نہیں تو دو مہینے اور رہ جاؤ۔ سمجھوں نے بخوشی قبول کیا اجدھیا پوری میں
 تین دنے جیسے ہونے لگے ۔

سرگ ۴۸

ہنومان جی کا پریم اور راجندر جی کی فہمائش

سری رام بھگوان ایک روز سگر پو سے بوسے آب آپ کسکندھاپور جی میں تشریف
 لیکن انگد اور ہنومان جی کو بہت اچھی طرح رکھنا۔ بندروں کے ساتھ

محبت سے پیش آنا راج غور سر میں نہ سہنے پائے یہ لوگ ہمارے بڑے پریمی
 ان لوگوں نے میرے واسطے جہان نکالے پہی یہ کہہ کر سگریو کو چھاتی سے لگایا
 بعد اس کے کھینچ کر گئے لگا کر بہت کچھ سمجھایا کہ آپ بھی نکالیں جا کر دھرم ستر
 کے اصولوں سے راج کیجئے رعیت پروری اور مسافر نوازی کے طریقے ہاتھ سے نہ جانے
 پاویں کو میر آپ کے بڑے بھائی ہیں ان کی توقیر اور منزلت کا لحاظ رکھنا ہماری یاد دل
 میں بنی ہے ہمارا راج کی باتیں سن کر بندروں نے آنسوؤں کے ساتھ اجداد بھائی پوری
 چھوڑی ہنومان جی نے ہاتھ جوڑ کر التماس کیا میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی خدمت
 میں رہوں سچا پریم آپ کے قدموں میں بنا رہے اور جب تک آپ کی کتھا دنیا میں
 بکھانی جائے تب تک میں بھی سر پر کو نہ تیاگ کروں جہاں جہاں جس جس شہر میں
 آپ کا چرتر برن ہو میری پہنچ ہو جائے اور میں آئندہ سے سنا کروں آپ کی کتھا یا جو
 باتیں آپ کی شان میں سنوں آپ سے کہہ دو یا کروں سری ہمارا راج نے خوش ہو کر اپنے
 گلے کا ہالا ہنومان جی کو پہنا دیا اور کہنے لگے جو تم کہتے ہو۔ ایسا ہی ہو گا جب تک
 ہماری کتھا دنیا میں برن ہوگی تم جیتے رہو گے اور جب کتھا کا چرچا اٹھ جائیگا تب
 میں لینا ہو جاؤ گے تم نے ہمارے ساتھ بڑی بھلائیاں کی ہیں۔ اس کا سوا دھنہ نہیں
 سکتا۔ اگر جان بھی نہ رکروں تو بھی کم ہے ہمیشہ کے لئے ہوتا رام قروض رہا یہ
 کہہ کے دوسرا لایا بیرون جی کا ہنومان جی کے گلے میں پہنا دیا۔ جیسا تم نے کہا
 ہے ایک ایک بات سو سو دھسرو چشم منور ہے ہمارا راج کی آنکھوں میں پریم
 کا جل بھر آیا اور پھر گلے سے لگایا غرضیکہ بندر سگریو بھی کین اور انگد اپنے
 اپنے استھان پر چلے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جتنے بندر میں اپنی جان چھوڑ کر اجداد
 جی سے چلے جا رہے ہیں۔

سگ ۴۹

بھرتھ کی پرارتھنا

جب سب شخصت ہو چکے اور سری ہمارا راج بھائیوں کے ساتھ رعیت نوازی

میں مصروف ہیں پشوپا بلوان سر۔ لڑکھ کے راجندر جی سے کہنے لگا کہ کو بیڑ جی کی آگیا سے
 آپ کے پاس آیا تھا چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں ہمیشہ رہوں سری ہمارا ج بولے
 کہ کو بیڑ اپنے مالک کے کہے سے آئے تھے میں روک نہیں سکنا جانا چاہئے یہ کہہ کے پھول اور
 آجنت سے پوجا کی اور بلوان رخصت کر دیا چھتے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ جب ہمیں ضرورت ہوگی
 یاد کرینگے تم نے بھی آجانا تم ہمیشہ رہو گے ناس نہ ہو گا ہمارا ج ہر ایک کو رخصت کر کے
 سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے بھر تھ جی ہاتھ جوڑ کے سری ہمارا ج کی استغاثی کرنے لگے آپ
 ایشور جگ کرنا میں آپ کے راج میں ہر شخص آندا اور خوش ہے دیوتے بھی آپس میں
 پریتی رکھتے ہیں ٹھنڈی ہوا بلہ ہی ہے مرق مرق پر پانی برست ہے دنیا میں آپ کا جس
 پھیل گیا کہ راجندر بڑے مہرانا اور جتی ہیں راجندر بھرت کی اتوں سببت آئند ہوئے *

سرگ ۵۰

سری ہمارا ج کا طرز معاشرت

راجندر نے سوچا کہ گربنت مہرم میں ہر کبھی رشیوں کا کرم کرنا مناسب ہے اب
 اشوک بالک میں گئے جہاں ہرے بھرے درخت باغ پانچھ اور پھولاریاں لگی
 تھیں پھول پھولوں سے ڈالیاں جھکے ہی تھیں طائرؤں کے چھوٹے اور چاروں
 کی بیٹھی بیٹھی بولیوں سے امنگ پیدا ہوتی تھی۔ رشیوں نے پرندوں کا رد پ
 بھرا اور درختوں پر بیٹھ کر سریلی آواز سے ہری بھن کرتے تھے جس طرح اندر
 کا نندن بن اور برہما کا چتر بن ہے ویسے ہی راجندر کی اشوک بالک کا تھی راجندر
 چھمن ر بھرت اور ستر بن چاروں بھائی سینا کے ساتھ بیڑ کر جاتے ہیں طبعیت
 کو آئند ہونا ہے دماغ میں نازگی رہتی ہے ل میں پاکیزہ خیالات عود کرتے ہیں
 اس طرح سری ہمارا ج ہمیشہ دھرم اور رشی کرم میں مشغول رہتے تھے ملازموں
 کا دستور تھا کہ شکار کے لئے کچھ دور نکل جاتے۔ خوبصورت ہر لوں کا
 شکار کر کے سری ہمارا ج کے سامنے پیش کرتے۔ دیوتا اور رشی
 گندھرب اور کنہرا جو دھیا پوری میں باس لے کر بہار کرتے ہیں۔ برہمنوں کو

دیکھنا ملتی ہے۔ غرض کہ ہر طرح کا سکھ اور عیش تھا سری ہمارا جی پتیا بھی کرتے تھے۔ صبح سے دوپہر تک دھرم چرچا اور بعد دوپہر کے راج کاج دیکھتے تھے۔ دس ہزار برس اس طرح سے گزر گئے اور سری جانکی جی بھی دن بھر دیو کرم اور پوجا پاٹ اور ماناؤں کی سیوا میں رہا کرتی تھیں۔ شام سے رات بھر یو شکا بہل اور زبورون سے آراستہ ہو کر سری ہمارا جی کی خدمت میں حاضر رہتی۔ سیکھتے تھے سری ہمارا جی کی نظر سری جانکی جی پر پڑی معلوم ہوا کہ ہمارا جی گریہ دیتی ہیں ہمارا جی خوش ہوئے فرمایا کہ اولاد ہوگی جس چیز کی تمنا ہو گی لو بالیک جی کہتے ہیں کہ جب عورت حمل سے ہوتی ہے ہر ایک چیز کو جی چاہتا ہے اس وقت اچھی چیز اور نفیس کھانے دینا چاہئیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اولاد اچھی نہیں ہوتی۔ اور حمل کا بھی اسقاط ہو جاتا ہے ہمارا جی جی زبور لب سکرائیں فرمایا اور کس بات کی تمنا ہے رشیوں اور ان کی استریوں کے درشن چاہتی ہوں۔ درشن ہونے سے تجھی پتر ہوگا آپ کہیں تو ایک بات کے لئے جاؤں اور درشن کر کے چلی آؤں۔ ہمارا جی بولے بدت اچھا۔ صبح چلے جانا۔

سرگ ۵۱

سری ہمارا جی کے حق میں رعیت کے خیالات

دوسرے روز ہمارا جی دربار میں بیٹھے ہیں دربار لگا ہے ماہرین علوم وید و شاستر قریبے اپنی نشستگاہوں پر ٹھہرے ہیں سری ہمارا جی نے سوال کیا کہ ہم چاروں بھائی۔ بھرتھ راجھن۔ ستروہن اور کیکئی کے حق میں لوگوں کا کیا خیال ہے۔ سب دم بخود ہیں۔ بھدرامانی منتری نے قفل سکوت توڑا کہ آپ کا پیش عالمگیر ہے ہر کہ دمہ کی زبان ہے آپ کی شان مبارک میں اچھے ہی کلمے نکلتے ہیں نہ نصیب ہمارے کہ ایسا دھرماتما راجہ کو بلا اور رادن ایسا زبردست راجہ جس مارا گیا پھر راجندر نے پوچھا سچ کہتے ہو مگر ہمیں اطمینان نہیں ہوتا تم

کل باتیں کسوچا ہے اچھی بات ہو یا بُری اگر کسی نے تنہا کی ہو تو بھی کسوچ چھپاؤ۔
 نہیں میں اچھی باتیں کرنا چاہتا ہوں بری باتوں سے اعتراف رکھوں گا۔
 سہما کے رگ ایک زبان ہو کر آداب کے ساتھ بولے کہ آپ جیسا دھرماتا اور
 تیسری سنا۔ بھر میں کوئی نہیں آپ نے سمندر کو بانڈھا اور رادن پر وار
 سینت مارا گیا۔ انسان کیا جالوز تک آپ کے دھرم کرم پر شیدا بنی ہیں اکثر لوگوں
 کا یہ بھی خیال ہے کہ جانکی جی راون کے گھر رہیں رادن راجپس تھا ضرور مسرت
 پر صہ لگا ہو گا مگر راجندر نے سینا کو قبول کر لیا ہم لوگ بھی اپنی عورت سے
 لاکھ کوئی کام خراب کرے عزت حرمت میں بٹانے لگائے مگر ہم اُس کی قسمت
 کے مستحق رہیں گے کیونکہ جو کام راجہ سے ہوتا ہے رعیت بھی کرتی ہے۔ یہ معاملہ
 اچھو دھیا کیا دنیا بھر میں افشا ہو چکا سری ہمارا ج ان باتوں سے سرکب
 ہوئے کہ واقعی یہ کتنا چھوٹے کا نہیں دربار برخواست ہوا۔ اور حاضرین
 اپنے اپنے مکانات پر جاتے ہوئے

سرگ ۵۲

سری ہمارا ج کی تجویز

سری ہمارا ج نے چوہدار بھیج کر بھرت لچھمن اور ستروہن کو بلوایا یہ سنتے ہی
 اٹھ کھڑے ہوئے اور اگر سری ہمارا ج کی قدمبوسی کی تینوں بھائی استا دھیں
 ہمارا ج کے چہرے پر افسردگی بریں ہی ہے آنکھوں سے دو تین قطرے آنسو
 کے گر پڑتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر بھائیوں نے سبب پوچھا کہ خلاف شان
 مزاج کیوں مکر رہے آج تک ایسی حالت میں دشمنوں کو نہیں دیکھا۔ کیا
 ہم سے کچھ خطا ہوئی۔ آپ تنبیہ کیجئے سرنیاز حاضر ہے تراش لیجئے سری ہمارا ج
 نے بھائیوں کو چھاتی سے لگا یا پر تکلف آسن چھ تھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور
 کہتے لگے کہ یہ راج پاٹ جو کچھ ہے تمہارا ہے اور تم دانندہ ویدر شاستر ہو بدیادان
 ہو کہ تمہیں یہ بھی پہنچ چکے ہو نیکے بدیکھ سکتے ہو ایسی بات کرنا چاہئے کہ دنیا میں نیکناجی کے

ساتھ نام قائم ہے اور نیک نامی اگر تم لوگ ہونڈل سکتی ہے تینوں بھائی دل
ہلا دینے والی بات سن کر ضبط کر گئے جواب نہ دیا چہرے کی رنگت بدل گئی مگر
کسی کی جرأت نہ پڑی کہ سری ہاراج سے پوچھتے کہ آخر وجہ کیا ہے ؟

سرگ ۵۳

سینا جی کی جلا وطنی کی تجویز

سری ہاراج نے خود ہی بیان کیا کہ ہمارے حق میں عایا کے خیالات اچھے
نہیں اور میں نے اکشواک منس میں جنم لیا ہے یہ کلنک داغ یوں تو چھوٹے کانہیں
جب تک اس کے چھڑانگی تدبیر نہ ہو بھائی لچھمن تم جانتے ہو کہ ڈنڈ کارن بن سے
راون سینا کو ہرے گیا تھا راواریں بھی ان کے غم میں محزون ہو رہے تھامیں نے
سوچا تھا کہ اسی وقت چھوڑ دوں اور اسی لئے تمہارے سامنے جانکی آتش کدہ میں
جھونکی گئیں۔ چونکہ ان کی عصمت میں صیہ نہ آتا تھا پاک تھیں آگ سے ایک
رویال بھی جلا نہیں آکاش بانی بھی ہوئی کہ سینا بے قصوب میں سورج اور چاند
نے بھی ان کی پاکدامنی کی شہادت دی۔ دیوتے اور پڑے ہرے ریشیوں
کا بھی خیال ہے کہ سینا جی بے خطا ہیں جب ہم نے خوب چھان لیا تھا اچھوٹا
لائے زبان کسی کی تو روکی نہیں جاسکتی کسی شخص کا خیال ایسا بھی ہے کہ سینا
راون کے گھر میں بچ نہ سکی ہو مگر دنیا میں جس چیز کا لوگ زور کریں تو وہ
نرک کے سماں ہے اور جو سب کے پسند ہے وہ فیور کے بھی پسند ہے ایسی جہ سے ہم
اور کیری کرتے ہیں۔ میرا دھرم تو جانا رہا ہاں پکاؤ کی ایک صورت ہے جانکی جی کو
چھوڑ دوں تو دھرم قائم رہ سکتا ہے بھائی سو متر سے رتھ مزگا کے جانکی کو جنگل
میں چھوڑ آؤ۔ اور تم ہماری بات کا جواب نہ دینا اور نہ اس میں تھل ہونا اگر
تم نے اس میں کچھ قیل وقال کی تو ہم تمہاری خبت چھوڑ دیگے تمہیں ہماری
قسم ہے خبردار کوئی بات نہ نکالنا جو اس معاملے میں خلی انداز ہوگا وہ
ہمارا دشمن ہے۔ جانکی کے جانے میں کوئی افسوس نہیں کیونکہ ہم سے کہہ

چکی ہیں کہ رشیوں کے روشن کئے جاؤ گی۔ بنانہ بھی ٹھیک ہے جاکی کو لیاؤ
اور جنگل میں چھوڑ دو۔ سری دھاراج یہ کہہ کر چپ رہا اور تینوں بھائیوں
کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا بہنے لگی۔

سرگ ۵۴

سینا جی گنگا گھاٹ پر

پچھمن جی سوتر کے پاس گئے رتھ تیار کرو۔ راجچندر کا حکم ہے کہ سینا کو رشیوں
کے درشنوں کے لئے جنگل میں پہنچا دو۔ سوتر نے رتھ حاضر کر دیا اور پچھمن جی
سینا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے پابوسی کی اور رتھ جوڑ کے عرض پیرا ہوئے۔
جگت جنتی دھارانی آپ کو رشیوں کے درشنوں کی اہلاکھاپے رتھ حاضر ہے سوار
ہوئے سینا جی خوشی خوشی اٹھ کھڑی ہوئیں بہت سا زیور و نفیس پوشاکیں لے
کر سامان اکٹھا کیا رشیوں کی عورتوں کو دیا جائیگا قسیم قسیم کے کھانے پکانے
سٹھاٹی تیار ہی تھی لے لئے اور پچھمن جی کے ساتھ رتھ پر سوار ہوئیں جیتے وقت
تنگوں بند ہونے لگے بائیں آنکھ پھر کئے لگی سینا جی کو پس و پیش بڑا۔ کیا کوئی
آفت آئیوالی ہے پچھمن جی سے پوچھا۔ سری دھاراج کا مزاج تو اچھا ہے مگر
کوشلیا کیکی۔ سوتر اُنہ سے ہیں رعیت کو کسی طرح کا دکھ تو نہیں ہے۔
پچھمن جی نے کہا اُس وقت تک تو خیر صلاح ہے آئندہ کا حال معلوم نہیں سینا
جی رتھ پر سوار ہوئیں پہلے روز گومتی کنارے قیام ہوا دوسرے روز گنگا جی پہنچ
جئے پچھمن جی کے آنسو نکل پڑے بچکیاں بندھ گئیں ضبط نہ ہو سکا چیخ مار کرنے
لگے۔ گریباں چاک کیا آنسو ہائے آنسو کے سوا اور کچھ نہ سے نہ
نکلنا تھا سینا جی سمجھانے لگیں تم کس واسطے روتے ہو ہماری بہت دلوں سے
گنگا اُتھان کر ٹکی اہلاکھ تھی۔ ریشو نے پوری کی۔ اور تم کو سری دھاراج کی
خدمت سے علیحدہ ہوئے وہی نہ ہوئے ہیں اس قدر جدائی ہوگا رانہیں ہوتی
مجھے بھی سری دھاراج کی الفت ہے مگر دھرم کی وجہ سے دل پر قابو ہے و جبرج ساق

تھے رہا ہے ہرم بڑی چیز ہے طبیعت کیوں نڈ حال کئے دیتے ہو چلو جلدی سے
اشنان کریں ریشیوں کے درشن ہوں اور اپنے گھر آپس چلیں لچھمن جی نے
کچھ جواب نہ دیا ایک ملاج کو بیدا اور سینا جی کو کشتی پر سوار کر کے اس پار تارا دیا

سرگ ۵۵

سینا جی کو لچھمن جی کی تلاش

سونت رتھ لئے اس پار کھڑے ہیں اور لچھمن جی جانکی کو سمجھاتے ہوئے لنگھا
پار تارے اشک واں ہیں دل فیم۔ مہا بانی پیاری۔ ہری ہمارا ج نے آپ
کو جلا وطن کر دیا بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ آپ راچیس کے گھر رہیں۔ یہ
کلنک ہمارا ج سے سہا نہیں گیا۔ مانتیں بالکل بے تصور ہوں تو کر کو بندگی
بجالانے میں کیا عذر ہمارا ج کی آگیا مانتی پڑی کہنے کہنے لچھمن کا گلا بھر آیا۔
دھاڑ مار کے رونے لگے سینا کے بھی آنسو نہ تھتے۔ دل امنڈ آیا۔ بولیں یہ تو
بناؤ ہمارا ج کی طبیعت تو اچھی ہے دشمنوں پر کچھ آفت تو نہیں آئی ہر سری
ہمارا ج نے مجھے کس نگاہ سے دیکھا ہماری قسم ہے سچ سچ بناؤ۔ لچھمن جی نے
سر جھکا لیا اور سارا حال بیان کرنا شروع کیا۔ راچندر سہا میں بیٹھے تھے
آپ کا ذکر خیر آیا اکثر لوگوں کی زبانی آپ پر کلنک کے دھیسے سنے گئے ہمارا ج
نے مجھے آگیا دی۔ سینا جی کے چال چین پر لوگوں کو خیال ہے اس لئے
جانکی جی کو لنگھا اس پار جہاں ریشیوں کے استھان ہیں چھوڑاؤ۔ آپ
جائیں کوئی تکلیف نہ ہوگی ریشیوں کے استھان میں یا میک جی کے درشن
کیجئے اور سری ہمارا ج کی دل میں یاد رکھئے یا میک جی آپ کو دکھی نہ ہونے
دیگے کیونکہ پناہ سرتھ جی کے بڑے پیاے ستر ہیں +

سرگ ۵۶

جانکی جی کی آہ وزاری اور کچھن جی کی واپسی
 کچھن جی کی گفتگو سن کر سینا جی کا کلیجہ پاش پاش ہو گیا قیمت پر شا کر ہو
 کئے لگی برہمانے دکھ دینے کے واسطے ہم کو پیدا کیا ہے اور برہما کا کیوں نام لوں
 مجھ سے پورب جنم میں کوئی بڑا بھاری اپرا دھ ہو گیا ہے تبھی تو سری ماراج نے
 بے قصور خدمت سے علیحدہ کر دیا اس سے پہلے بہت سی مصیبتیں اٹھائیں تھیں کہ جھیلے
 لیکن سری ماراج کے پاس رہنے سے کوئی تکلیف نہ ہونے پائی دکھ میں سکھ
 رہا کچھن جی جب بشی لوگ ہم سے پرچھینگے کہ راجچند نے کس وجہ سے لفز ظاہر کی
 اور تم کو چھوڑ دیا۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس میں مناسب یہی ہے کہ لوگ کچھن جی میں ڈوب
 کر مردوں کی خبر خیال آئے کہ گرجہ میں راج پھنس ہے تیشٹ ہو جاوے گا۔ سو میں
 دکھ بھوگوں گا۔ اے کچھن ساس سے میری طرف سے ہاتھ جوڑنا کہ ہم سے جو کچھ
 خطا ہوئی ہوگی کیشن کر میں اور سری ماراج سے اتنا ضرور کہہ دوں گا کہ آپ آخر یہی
 ہیں۔ نیک و بد چھپا نہیں میرے ناموں پر کوئی دھبہ نہ تھا مگر جاہلوں سے
 کہنے سے ہم کو چھوڑ دیا اب میرا سوال یہ ہے کہ جھوٹ موٹ کلنک رنگانے سے
 تو آپ ڈرتے ہیں۔ مگر حاملہ عورت کو چھوڑ دینا کتنا بھاری پاپ ہے جانکی جی
 کہنے کہتے چپ رہیں اور کچھن جی بھر غم میں ڈوبے ہوئے ناؤ پر سوار ہو کر
 گنگا اس پار چلے آئے ۔

سرگ ۵۷

سینا جی بالیک جی کے آشرم میں

سینا جی بادل خیز رودنی ہوئی آگے بڑھیں۔ رشیوں کے لڑکوں نے
 بالیک جی سے خبر کی ایک عورت بہت خوبصورت و سنہری ہے اس کی صورت

دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بیوتا کی استری ہے اور نہ ایسے کہ اٹھانے کے قابل ہے
آپ جل کر دیکھیں تو سی۔ یہ سن کے بالمیک جی چلے آئے سینا جی کو دیکھتے ہی پپان
لیا۔ کہ یہ تو سری ہمارا ج کی بھابھیا ہیں رشی جی نے پوچھا ہمارے قسمت نے
زور دکھایا جو تم یہاں آئیں اور تمہارے آنے کی وجہ میری سمجھ میں آگئی اور جو
جو گم ہوا سے یہ بھی جانتا ہوں کہ تم بے عیب ہو۔ اس لئے میرے استھان پر چلو
اور سہنی خوش رہو۔ رشیوں کی غوغا آپ کی سپوا کرے گی۔ راجہ دسرتھ ہمارے
مترتھے تو جیسا استھان راجہ دسرتھ کا ہے ویسا ہی یہ استھان ہے یہاں رہنے
سے تم کو کلنک نہ لگیگا۔ سینا جی بالمیک جی کے قدم چھو کر ساتھ ہو لیں اور ان
کے استھان پر آئیں بالمیک جی نے اپنے استھان پر اتارا اور جانکی جی گورو
کے برابر بالمیک جی کے چرنوں کی سپوا کرنے لگیں۔

سرگ ۵۸

سومنت اور لچھمن کی گفتگو

ادھر لچھمن جی اس پار آئے اور سومنت سے رور کے کہنے لگے کہ سینا کے
نکال دینے سے سری ہمارا ج بدنام ہو گئے کیونکہ راجندر نے رشیوں کا کناٹا ل دیا
اور جانکی جی سی پتی برت عورت کو بے قصور نکال باہر کیا جب سری ہمارا ج
پر ابدھ کو مقدم جانتے ہیں دوسروں کی کیا گنتی۔ پہلے کٹنب پر دار۔ پتا اور
ماتا کو چھوڑ کر دھرم کے لئے واپس کارن بن میں گئے اور اب سینا جی کو بدنامی کا
خیال کر کے چھوڑ دیا۔ سومنت سمجھانے لگے کہ لچھمن تم کیوں رنج کرتے ہو۔
اس کو برس پہلے ہی جان چکا کہ راجندر دکھ اٹھائینگے۔ اور نہ اس کو کوئی چھوٹا
کرنے والا ہے اگر تم بھرت سے نہ کہہ سکو۔ تو میں سب حال کہ دوں یہ خیال
رہنا چاہئے۔ اور کسی کے کان میں ایسی بھنک نہ پڑنے پائے۔

سرگ ۵۹

سونت کی زبانی راجہ دسرتھ کے مخفی اسرار

سونت نے ایک نقشہ چھپا کر دربار سارشی آتری مہنی کے بیٹے بلشٹ جی کے
استخان پر بیٹھے تھے اور ہمارے پتا بھی نہیں ساتھ لے بلشٹ جی کے
درشنوں کے واسطے گئے راجہ دسرتھ پہلے سے برا جان تھے رشیوں سے سوال
کیا کہ ہمارے لڑکوں کے کتنی اولاد ہوگی اور راجندر کی عمر کتنی ہے اور اس کی اولاد
کتنی ہوگی ہمارے خاندان والے دھرم پر چینگے یا نہیں بلشٹ جی کے یہاں بہت
سے رشی بیٹھے ہوئے تھے دھرم چچا بدھ ہاتھ دربار سارشی نے جواب دیا کہ
دیو اسرنگرام ہیں راجھسوں کی فتح اور دیوتاؤں کی شکست ہوئی۔ پرست جی
کی مدد سے پھر دیوتاؤں نے دیتوں پر چڑھائی کی یلغار بول دیا۔ نشا چرباگ
گئے۔ ان دوتوں شکسا چارج دیوتاؤں کے گرد سادھی لگائے بیٹھے تھے دیت
شکست کھا کر بھرگو رشی کی پناہ میں آئے بھرگو جی نے دعا دی کہ تم لوگ
بچو رہو جب تک دیوتا اپنی حالت سنبھالیں تب تک راجھس اور پڑھ
گئے۔ اندر نے دیتوں پر دھاوا کیا۔ کشت و خون ہوا۔ لیکن راجھسوں
پر فتح نہ پاسکے۔ لاچار اندر بشن جی کے پاس گئے اور سب حال کہا بشن نے
غصے سے سو درشن چکر اشارہ کیا اس سے بھرگو دشی کی اہلیہ کا سر کاٹ لیا اتنے
میں بھرگو آگئے۔ استری کو مارا دیکھ کر بشن کو سراپا یا۔ اے بشن عورت کاٹنا
لوں ہی برا ہے اور اس پر برہمن کی استری۔ اس لئے انسان کے جانے
میں تمہارا ادنا رہو گا۔ اور تم باپا میں پھنس جاؤ گے عورت سے صبا ئی
ہوگی۔ اس کے بھر میں اناتوں کی طرح سر پر ہاتھ رکھ کر روؤ گے یہ سراپ
سُن کر ہنس کر اٹھے۔ سراپ قبول کر لیا۔ اور بھرگو جی نے پیشیان ہو کر معافی
مانگی بشن جی بولے۔ اس سراپ سے تو پریشانی کا احوال ہو گا۔ سوچ
کیوں کرتے ہو۔ دنیا کا بھلا ہو گا۔ اے راجہ دسرتھ ستری

راچندر لشن بھگو ان کا اوتاہ ہیں ہزاروں برس راج کرینگے سینا جی کے گریہ سے
 دودھ لٹکے بڑے بچے جیسی ہونگے یہ کہہ کے دربار سا جی کہنے لگے اب ہم جاتے ہیں شیشٹ
 جی تمہاری باتوں کا جواب دینگے راجہ دسرہت نے دہاسا کی باتیں دل میں رکھ لیں
 کہ پرار بدرہ بڑی چیز ہے راجہ دسرہت نے یہ حال ہم سے کہا۔ اور ہم نے آج
 نکاسا اپنے سپنے میں چھپائے رکھا۔ اے بچھن تم بھی کسی سے نہ کہنا اس کے
 بعد شیشٹ جی بولے کہ راچندر کے دودھ لٹکے جنگل میں ہونگے انہیں وجوہ سے
 سری ہمارا راج کو دکھ بھوگنا پڑا بچھن جی تم سوچ مت کرو۔ یہ ایشر کے کارخانے
 ہیں جو پرار بدرہ کہتی ہے ہوتا ہے بچھن جی کی ان باتوں سے تلافی ہوگئی اور کینتی
 ندی سے اتر کے اجودھیا کے قریب پہنچ گئے اور سری ہمارا راج سے کل حال
 کہہ دیا۔

سرگ ۶۰

اجودھیا میں بچھن جی کی واپسی

آپ کی آگیا سے جانکی جی کو گنگا پار چھوڑ آیا۔ آپ فکر نہ کریں کیونکہ شرنی
 طلعتی نہیں جو چاہتی ہے کرا دیتی ہے جو پیدا ہوا مرے گا جب یہ معلوم ہے تو
 عقلمندوں کو چاہئے کہ عورت۔ دھن۔ دولت سے نہ تو محبت کرے نہ تنکارے
 آپ سے لوگ شاکی ہونگے کہ جانکی کو غبت لگا لالکین جواب یہی ہے کہ پرار بدرہ
 ہیں جو یدانتھا ہوا۔ سری ہمارا راج نے کہا واقعی تمہارا کہنا بہت سچ ہے۔

سرگ ۶۱

بچھن جی اور سری راچندر کی باتیں

راچندر پہہہ کہتے ہیں کہ راجہ کا یہ دھرم ہے کہ پر وہت اور لٹاکے پر وار اور
 پر جا کی چھپا کر تائے جو راجہ راج کارج میں دل نہیں لگاتا اور انصاف نہیں

کرنا آج کا کام کل پر اٹھا رکھتا ہے قیمتی وقت برباد کرتا ہے اس کا قتل بیڑا
 نہیں لگتا ایسے راجہ ترک میں پڑتے ہیں۔ ایک راجہ ترک نامی تھے برہمنوں کی
 سیوا بہت کرتے تھے گوڈوان ہر روز ہوتے تھے۔ ایک روز اثنان کشتی کے بند
 برہمنوں کو بہت سی گوڈوان کیں۔ برہمنوں کو شکپ ہو چکے گوڈو اپنے اپنے گھر گئے دوسرے
 روز اتفاق سے دوسری گوڈوؤں کے ساتھ جو گوڈو شکپ ہو چکی تھی بھول سے دوسرے
 برہمن کوڈوان کر دی۔ جس برہمن کے نام پر وہ گوڈو شکپ ہوئی وہ کھنکھل
 دیں کاہنے والا تھا جب اپنے گھر گیا تو دوسرے برہمن سے کہا یہ گوڈو ہم کو ملی
 ہے دوسرا برہمن بولا کہ ہم کو دی ہے۔ دونوں جنت و نکار بڑھی یہاں تک کہ
 راجہ ترک کے پاس قضیہ چکانے گئے عرض کیا یہ گوڈو آپ نے کس کو دی ہے
 راجہ الجھڑے میں پھنسا کہ عجب قسم کا مقدمہ پیش آیا برہمنوں کو لکایا کہ سوچ
 کر جواب دیا جائیگا برہمن بہت دن ٹکے نہ سے جواب شافی نہ پایا تب دونوں نے
 سزا پدیا کہ ہزار بار برس بے آبے دانہ آکاس میں گر گٹ کی طرح رہو گے جب
 کرشن اوتار ہو گا تب گر گٹ جن سے نجات پاؤ گے اور کرشن اوتار داپسکانتی میں
 اور کلچنگ کے شرم ہرے پر ہو گا پاپیوں کے بوجھ سے پر تھی پڑت ہو جائیگی۔ تب
 ریشن جی کرشن اور راجن نام سے اوتار لیگے اور تھارا دھار ہو جائیگا۔ یہ سزا پ
 دے کر دو تو برہمنوں میں میں ہو گیا۔ اور گوڈو تیسرے برہمن کو دے دی لے چھمن جو
 راجہ انصاف نہیں کرتا اور غریبوں کی فریاد نہیں سنا اپرا دھپوں کی سزا
 سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور بے قصور بیچارے سزا پاتے ہیں اس راجہ کا حال
 راجہ ترک کا سا ہو گا رتم راج کو دیکھو اور ایسی تادیر کا لو کہ بلا قصور سزا پ
 فریاد دی اپنی داد کو پہنچیں +

سرگ ۶۲

راجہ ترک کا اتھاس

سری سارا ج کا ہاتھ سن کر چھمن جی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ سارا ج

راجہ نرک بے قصور تھا دانستہ فعل کا ترک نہیں ہوا برہمنوں نے ناحق سلب دیا
 سری ہمارا ج بولے کہ وہ براہمن نہ تھے ایک ناروغھے دوسرے پریشی۔ برہمن پوچھ
 راجہ نرک کی آزمائش منظور تھی جیسا ہمارا پراوہ تھا ویسا ہی پھل ملا اب آگے ان
 برہمنوں سے ڈرنا چاہئے یہ بڑے نازک مواقع ہوتے ہیں۔ ان کا کلیجہ کڑی باتوں کا
 متحمل نہیں ذرا سی بات پر بگڑ جاتے ہیں اس لئے تم نشیب فرار رکھتے رہو ان
 کی تلون مزاجی سے ہوشیار رہو۔ سراپ ہونے پر راجہ نرک نے عزیز واقربا کو سمجھا
 بسو ہمارے پیر کو راج ویدورا اور ہمارے واسطے تین کوپ کھداود۔ ایک ہیں
 برساتا دوسرے میں جاڑا۔ تیسرے میں گرمی سرائیت نہ کر سکے اسی میں اب
 رہینگے کوپ کے چاروں طرف پھلواڑی لگی ہو۔ جب تک کرشن اوتار نہ ہوگا
 اسی میں باس کرونگا۔ پھلواڑی ڈیڑھ جو جن لمبی چوڑی ہو۔ راجہ نرک
 بسو اپنے لڑکے کو راج دے کر نمائش کرے لگا۔ بیناراج دھرم بہت مشکل ہے
 رعیت کا دل نہ دکھانا چھتری دھرم سے قدم نہ ڈگنے پائے دیکھو ذرا سی چوک
 سے یہ گت ہماری ہوگئی۔ برہمنوں کا دل ست نازک ہے تھوڑی سی بات پر
 سراپ ڈبے تے ہیں۔ کچھ برہمن سراپ نہیں دیتے بلکہ خود ایشر برہمنوں کے منہ
 سے بولتا ہے۔ وہی دعا دیتا ہے۔ وہی سراپ۔ بسوا بہت اچھا ہوا جو سراپ
 ہم کو ملا۔ کیونکہ پورب جنم کے پاپوں کا ذخیرہ بہت ہو چکا تھا۔ جراج کے ڈنڈے
 نکات ہوئی۔ پورب جنم میں جو صیا کام کرتا ہے پھل پاتا ہے بیٹا تم ہمارا اندیشہ
 نہ کرو۔ یہ کہہ کر راجہ نرک ان کوپوں میں سے لگے۔ اور سراپ سنا سنے
 آکر کھڑا ہو گیا۔ راہ نے کہا کہ اگر چھتری سراپ کو نہ مانینگے۔ تو دوسرا کون
 ماننے والا ہے۔ سراپ سر پر لے لیا اور اسی دم راجہ نرک کر گٹ

سرگ ۶۳

راجہ نیم کار حصہ

راجہ نرک کا اثنا س سن کر لکھن بہت خوش ہوئے اور بھی دیر بہتہ راجوں کے

حالات سننے کی خواہش ظاہر کی سری ہمارا جنے راجنیم کا قصہ چھیڑا راجنیم بارہ
 بھائی تھے نیم سب سے بڑھ کر حکیم خلیق اور دھرماتما تھا اُس نے گوتم رشی کے استھان
 پر بھینت پوز کر لیا اور وہیں قیام رکھا جگہ کرنے کی آرزو دل میں سمائی رہتا
 سے اجازت چاہی۔ باپ نے آگیا دے دی۔ راجنیم بشت جی کے استھان پر
 گئے اور اپنا منہ یہ ظاہر کیا بشت جی نے کہا بالفعل اندر کے یہاں جگہ کرنے
 چاہتا ہوں وہاں سے پلٹ کر تمہارا جگہ کرادوں گا۔ کیونکہ اندر نے پہلے سے معو
 کر رکھا ہے۔ جب تک ہم نہ آلیں خبردار جگہ شروع نہ کرنا۔ یہ کہہ کر بشت جی
 تو اندر کوک چستے ہوئے۔ اور گوتم رشی راجنیم کو اُداس دیکھ کر یوں کیوں
 دکھاتے ہو۔ ہم تمہارے پاس ہی رہتے ہیں۔ کیا ہم تمہارا جگہ نہ کر دیتے بشت جی
 چلے گئے۔ تو پروا نہیں تم جگہ کرو۔ ہم موجود ہیں۔ جگہ پورا ہو جائیگا۔
 راجنیم جگہ کرنے لگے۔ دو ہزار برس تک جگہ ہوتا رہا۔ اتنے میں بشت جی
 اندر کا جگ پورا کر کے یہاں آئے گوتم رشی کو جگہ کرتے دیکھا بشت جی
 دروازے پر کھڑے تھے۔ اس وقت راجنیم بیٹھی نیند سو رہا تھا بشت جی
 کے دل میں اور بھی آگ بھڑک اٹھی سراپ دے دیا کہ جس طرح تم نے
 ہمارا نذر کیا ہے تمہارا شریر نشٹ ہو جائیگا۔ راجنیم کو بھی اس سراپ
 سے جرات بڑھی۔ چہرہ سرخ ہو گیا کہ تمہارا شریر بھی نشٹ ہو جائیگا۔ کیونکہ
 تم نے سوئے میں سراپ دیا ہے تمہارا آنا مجھے معلوم نہ تھا۔ اور سوئے میں
 سراپ دینا منع بھی ہے سری ہمارا ج بھمن جی سے کہتے ہیں کہ راجنیم بھی
 بڑا پتسی دھرماتما تھا۔ اس سے دو نوئے اپنے اپنے جسم کو چھوڑ دیا۔

سرگ ۶۴

بشت جی کے حالات

بھمن جی نے سوال کیا دو نو کے بدن چھوٹ لئے ہونگے۔ مگر بشت جی
 تو رچو وہیں کیا اپنے جانے میں دوبارہ آگئے اور راجنیم کا کیا حشر ہوا۔ سری

ہمارا جی بوسے دونو با یوروپ ہو گئے تھے بششٹ جی با یوروپ ہو کر برہما کے یہاں
پر نام کیا اور اپنی رام کہانی سنائی۔ کہ راجہ نیم کے سراپے سے یایو ہو گیا۔ آپ
کوئی مذہبیر ایسی بنائے۔ کہ جس سے ہمارا اہلی شریہ پھر مل جائے برہما نے
کہا کچھ دنوں قیام کرو۔ تمہارے بدن میں سورج کی حدت سمائیگی بششٹ جی
با یوروپ سے برن لوگ گئے وہاں منتر نامی سورج بھی چھیر سمندر کے قریب
جہاں برن کا باس تھا آگئے۔ اریسی اسپر بھی موجود تھی برن نے اریسی سے
غرض جنائی کہ ہمارے ساتھ سرست کرو۔ اریسی بولی رہبر تمہارے ساتھ کیا ست
ہو سکتا ہے میں تو متر پر عاشق ہوں وہ پیسے ہمارے ساتھ رت کرینگے برن نے
کہا۔ تم دیکھ کر دل قابو سے نکلا جاتا ہے۔ اتنے میں برن کا بیرج پات ہو
گیا اور اس بیرج کو کسی سبوجہ میں بند کر دیا اور متر کا بھی بیرج نکل پڑا۔
متر نے بھی اس گھڑے میں اپنا بیرج رکھ دیا اریسی متر کے پاس بیٹھ گئی وہ یہ
تو جانتی تھی کہ متر کا بیرج بھی پات ہو گیا۔ متر نے غصے سے سراپا پیدا کر ڈٹو تو
ہم سے دھال کی طالب تھی برن کے پاس کیوں گئی۔ اب تو انسان کے یہاں
جنم یگی۔ کاشی زلیش کی استری ہوگی۔ اریسی راجہ پر دروا کے پاس چل
دی۔ راجہ نے اس کے واسطے ایک مکان بنا دیا اور دیاں رہنے لگے اریسی
کے پیسے لڑکے کا نام ایو۔ دوسرے کا نامک ہوا۔ یہ ایسے پر تابی اور صاحب
اقبال ہوئے۔ کہ اندر لوک میں راجہ اندر کی پردی مل گئی۔ اریسی پر دروا
کے ساتھ اپنے لوک میں آئی اور وہیں رہنے لگی۔

سرگ ۵۶

راجہ جنک کی پیدائش

پچھن جی راجندر جی سے متفر ہیں۔ وہ بیرج تو گھڑے میں بند تھا بششٹ جی
کیونکر ہو گئے راجندر نے فرمایا کہ متر اور برن کے بیرج سے دو براہمن ہوئے

اگست رشی نے جنگ کی راہ پکڑی۔ تپ کرنے لگے بشٹ جی راجہ اکشواک کے
راجہ پر دست بنے اب ہم راجہ نیم کا قصہ چھیڑتے ہیں جو رشی۔ راجہ نیم سے جگمگ
کرتے تھے۔ راجہ کے شریر چھوڑنے پر پھول اور خوشبویات سے لاش کی حفاظت
کرتے تھے۔ بھرگ رشی نے سوچا کہ راجہ نیم کی لاش میں پران تھا پر تشٹھا کرنا
چاہیے۔ پران پر تشٹھا ہوتے ہی راجہ کی لاش پھڑکی راجہ اٹھ کھڑا ہوا رشیوں
نے کہا مگلو کیا چلتے ہو راجہ نیم بولے یہ ہم فانی ہے اسے لیکر کیا کروں ہاں یہ
پا ہنا ہوں تمام دینکے لوگوں کی آنکھوں پر میرا بیرا ہے یہ سن کر دیوتا اور
رشی راجہ کے جسم کو متھنے لگے اور سارا جسم آتشکدہ میں ہون کر دیا۔ اس
ہون کی آگ سے راجہ جکا۔ ہوئے۔ جو متھ جکا اور بید یہ نام سے مشہور نانہ
ہیں۔ جو ان کے خاندان میں پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے بدن کی سلق
پردہ نہیں۔ اس سے پردہ کھلتے ہیں *

سرگ ۶۶

راجہ جات کی کہانی

پنھن جی نے پھر سوال کیا کہ بشٹ جی نے ہی خلاف کیا مگر راجہ نیم کو سر پٹ پنا
نہ چاہئے تھا۔ راجہ نے جواب دیا سچ کہتے ہو غصہ بڑی بلا ہے۔ راجہ نہک
کے لڑکے راجہ جات تھے جات کی دوعورتیں تھیں ایک سرٹا بیگہ پر بانایت
کی لڑکی اور دوسری سوکر اچان کی لڑکی دیو جاتی تھی۔ راجہ جات کو سرٹا سے
امن تھا اور دیو جاتی نظروں سے گری رہتی تھی سرٹا کا بیٹا پڑا اور دیو جاتی
کا لڑکا ج۔ وہ اپنی ماما سے کہنے لگا تم تو اپنے خاندان میں پیدا ہوئی بھڑکس
ماماں تکلیفیں اٹھاتی ہو۔ اس سے جلتی آگ میں کو دپر۔ راجہ سکر
اچان کی لڑکی سے محبت کریگا اور جو تم کو تکلیف اٹھانا منظور نہ ہو تو تجھے جات
رو دیا آن ہی پران چھوڑ دنگا۔ یہ سن کے دیو جاتی آگ ہون ہوئی اپنے باپ
سکر اچان کو بھڑک کر کہا کہ میرا لڑکا بہت تکلیف میں ہے۔ سکر اچان راج

نے پوچھا کیوں۔ دیو جاتی بولی کہ میں چاہتی ہوں پانی میں ڈوب مردوں یا زہر کھالوں ہم پر جو مصیبت ہے بیان نہیں ہو سکتی راجہ حیات دین کی کہیاں اور اس کے ملک چاہتے ہیں میری کچھ پرواہ نہیں نہ لڑکے کی کچھ توفیر سے سکر اچا جاج ججا سے خفا ہوئے کہ ہماری لڑکی دیو جاتی رنج اٹھائے اور سرسٹا دیت کی کہیاں صین اڑائے میرا لڑپہ ہے کہ تمہارے ہاتھ پاؤں مثل ہو جائیں اور تم ابھی سے بڑھاپے میں قدم رکھو۔ جوانی۔ نوچکر ہو۔ یہ کہہ کر سکر اچا جاج اپنے استھان کو چلے گئے۔

سرگ ۶۷

راجہ حیات کے لڑکوں کو سراپ

جب شکر اچا جاج کے سراپ سے راجہ کی عمر بڑھی ہو گئی ایک دن راجہ حیات جدو اپنے لڑکے سے بولے کہ اپنی عمر میں دید و پھر جو انی کا لطف اٹھا کر اس دن دنگا اور تم ہماری حالت سے کچھ دن بسر کرو۔ جدو بولا اپنے پیارے پر دو جو مرٹکے بطن سے پیدا ہوا ہے کہو کہ اپنی عمر ہمارے حوالے کر دو ہم تو ایسا نہ کریں گے راجہ حیات نے پرے سے غرض ظاہر کی کہ میری اوستھا لے لو اور اپنی اوستھا میں سے دو۔ پر دو منظور کر لیا بنتا اچھا مجھ سا خاموش نصیب کون ہے جو پتا کے کام میں اپنا بابر دیدے غرض کہ راجہ حیات پر دو کی اوستھا لے کر ہزاروں برس چین اٹھاتے رہے مدتیہ گزر گئیں ایک دن راجہ حیات نے پر دو سے کہا کہ اب تم ہماری اوستھا واپس کر دو مادر اپنی لے لو میں تم سے بہت خوش ہوں یہ راجہ نہتا را ہے جاؤ چین کر دو اور ریشم کو اپنے مستحقانہ برتاؤ سے خوش رکھو پھر دیو جاتی کے لڑکے پر نغزین کی کہ تم نے ایسے بفضل خاندان میں جنم لیا مگر اچھا نہ برتاؤ رکھے اس لئے راجھیں ہو جاؤ اور تم سے بڑا دلا دیا ہو گی سب راجھیں ہونگے سمندر کے کنارے بیٹھے جیت تک دنیا میں بن دھرم چرچا رہے گا تمہاری اولاد کو راج نہ دیگا اور دھرم کو کرم کرتے رہیں گے۔ راجہ حیات یہ کہہ کر جنگی میں تپشیا کرتے چلے گئے کچھ دنوں تک تپ کیا پھر لڑکوں کی طرف راہی ہوئے یہاں راجہ کے سراپ سے راجھیں ہو گیا چھین بھی

۹۹۲

۹۸۱

سنگ ۶۱
راج کی دیکھ کھال

راج کی دیکھو کھال

ایک دن دربار میں راجپوت لکھن جی اور بنت سے رشتی بنی بیٹے تھے سری ہمارے
لکھن جی سے پوچھا کہ ہمارے راج میں کوئی دھمی تو نہیں ہے کوئی عالم کسی مظلوم
پر زور نہیں کرنا لکھن جی ربار سے اٹھ کھڑے ہوئے باہر گئے اور اس فکر میں غائب
ہو گئے کہ کوئی شخص راج سے نالاں تو نہیں ہے مگر کوئی برائی کرنے والا نظر نہیں آیا
لکھن جی واپس آئے عرض کیا کہ اس راج میں تو کوئی نالاں نہیں دیکھا ہی دیتے
سب خوش و خرم ہیں راجپوت نے ہدایت کی پھر جاؤ اور دیکھو کہاں کرے خیر لاؤ بگڑے
بڑا درد کہ کوئی مظلوم تو نہیں لکھن جی نے تعمیل ارشاد کی۔ گشت نگائی کوئی
دکھی نہ پایا واپسی کے وقت ایک کتا دروازے پر بیٹھا ہوا پایا۔ لکھن جی نے
کیفیت سنا لی۔ سری ہمارے نے پھر واپس کیا کہ کتے سے پوچھو کیا چاہتا ہے۔
لکھن جی کتے سے پوچھنے لگے تیری کیا غرض ہے کتا بولا کہ ہوں کی جگہ دیو تاؤ
کے منہ اندر آتا کے گھر میں ہمارا پاس نہیں ہوتا لکھن جی نے کتے کی عرض
پیش کی۔ راجپوت نے کتے کو یہ کہہ کر بلوایا کہ راج استھان میں کسی کے آنے
کا بیجا مدد نہیں ہوتی۔ لکھن جی تم اسے بلاؤ۔

495

گتے اور برہمن کا اتحاد

کہتے اور برہمن کا ارادہ
سرفارہ راج کی اجازت لیکر لکھن جی کہتے کہ مہالائے نور ہمارا راج کہتے
برے اپنا دال کو۔ کیا چاہتے ہو۔ اس کہنے سے سربناز خیم کیا اور اس طرح گویا

راجہ جزو کل کا مالک ہے رعیت نوازی اس کا خاص صہ ہے منصفی اور عدالت
 گستری راجاؤں کا دستور ہے جہاں یہ باتیں نہ ہوں وہ راج بہت جلد برباد ہو
 جاتا ہے راجہ تو منسا رکا پتا ہے راجہ سے صہ کی حفاظت ہوتی ہے مرنے بھاوت
 نندن شجاعت جہاں منصف ہر راجی رعایا پروری تحمل خلق سلطنت کے جوہر
 ہیں باتیں بڑے بڑے مہاتماؤں سے سنی ہیں۔ اگر آپ غصہ نہ کریں تو کچھ حال
 بیان کروں سری رام نے فرمایا نڈر کتے جاؤ کتا بولا کہ صہ اسے دولت اور سلطنت
 میں ترقی ہوتی ہے اے ہمارا راج ایک برہمن سر بار تھہ سارھنے بے قصور ہم پر
 لاٹھی چلائی سری ہمارا راج نے جو بدار بھجکر اُسے بلوایا برہمن کے چہرے پر غضب
 کا جلال تھا وہ مرتاض اور نفس کش تھا۔ ہمارا راج بخشش و بیخ میں تھے کہ اس برہمن
 نے کیونکر کتے کو مارا یہ دو دان اور ریاضت کیش ہے برہمن بولا آپ نے کیوں یاد فرمایا
 حکم ہوا کہ تم نے اس کتے پر ہاتھ چلایا کیا اس نے کوئی قصور کیا تھا صاف صاف
 کہو غصہ حرام ہوتا ہے شاید اس کے پھندے میں پھنس گئے غصہ جان بہک
 لے لیتا ہے۔ ایک حالت میں شمشیر آبدار سے جان بچ سکتی ہے مگر غصے کی
 آگ میں زندگی بچنا دشوار ہے۔ غصے سے تمام عمر کے جب۔ بپ۔ جگہ۔ برت
 و حیان۔ بتر تھ۔ سب کے پھل زائل ہو جاتے ہیں دیکھو جتنی اندریاں بدن
 میں ہیں سب آتا کی دشمن ہیں ہر ایک میں مقناطیسی صفت ہے اپنی اپنی طرف
 کھینچتی ہیں۔ دیکھو ایک باورفتار گھوڑا باگ توڑا کر بھاگے پھر بھی ہانڈھ لیا جا
 سکتا ہے مگر اندریاں جب قابو سے جاتی ہیں تو یہ ہاتھ آٹکی نہیں برہمن ہمارا راج
 کی باتوں سے شرمندہ ہوا سر جھکا کر بولا ہمارا راج آپ کا کتا سچ ہے غصہ بڑا
 بھاری دشمن ہے میں غصے کے تالچ ہو گیا بھیک مانگنے لگا کچھ ہاتھ نہ آیا یہ کتا راستے
 میں بیٹھا تھا میں بھوک سے مجبور تھا کئی دن واقعی ہو چکے تھے۔ غصہ آ گیا۔
 لکڑی مار دی سری ہمارا راج نے کتے سے راستے میں بیٹھنے کا سبب پوچھا کتا
 بولا میرا ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ جدھر سے مہاتما لوگ نکلتے ہیں بیٹھ جاتا
 ہوں اور اُن کے قدموں کی خاک سر پر ملتا ہوں کبھی کسی کا نقصان
 نہیں کیا اور نہ سنا ہمارا چند برہمن سے مخاطب ہوئے تم کہا کتے برہمن مقرر ہوا
 ہو گیا

خطا وار ہوں جو چاہئے سزا دیجئے سری بھگوان سنتوں سے پوچھنے لگے کہ دھرم
 شاستر کی ہوسے یہ برہمن کس سزا کا مستحق ہے نیروں کی رائے ہوئی کہ یہ برہمن جانی
 سزا کا مستحق نہیں شاستر پر ایت دیتا ہے کہ جس کے ساتھ اس نے خطا کی وہی جو
 سزا تجویز کرے دی جائے اگر وہ معاف کرے تو چھوڑ دیا جائے۔ اہل مجلس نے
 سزا کو تجویز کر دیا کہ برہمنوں کو راجہ کر دیا جائے جتنی چھنا
 کتے سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو کہ بتولا کہ براہمنوں کو راجہ کر دیا جائے جتنی چھنا
 اور شکد پید اور خان برہمن پاتے ہیں اس میں کچھ حصہ اس کا بھی قائم ہو سری
 ہمارا جن نے کتے کی عرض قبول کی اس برہمن کو راجہ بنا دیا اور ایک ہاتھی اپنی طرف
 سے عطا کیا اہل مجلس نے سبب پوچھا یہ گورنر دلوانے کے لئے آیا تھا اُلٹے راجہ بنا
 دیا اس کا سبب کیا ہے سری ہمارا جن بولے اس کا سبب کتے ہی سے پوچھو کتے نے
 کہا کہ میں بھی کھیلے جنم میں برہمنوں کا راجہ تھا جو ان کو راتھا تقسیم کر دیتا تھا لیکن کچھ
 اس میں سے اپنے واسطے بھی رکھ لیتا۔ اسی تصور پر آج کتے کے جنم میں بیٹھا ہوں
 اس لئے جو لوگ ایسے راجہ ہیں وہ سات پشت آگے اور سات پشت پیچھے ورنہ میں
 ڈالے جاتے ہیں جو راجہ چاہے کسی کو کئی پشت بیت رک میں بھیجے تو برہمن یو نا ستری
 اور بالک کے مال کا اس شخص کو مالک بنائے اس حالت سے اُسے ضرور رک بھوگنا
 پڑیگا۔ اسی لئے آج ہم نے اس برہمن کی بھی یہی سزا تجویز کی یہ کہہ کے کتا چلا گیا
 وہ یہ قیدی عوام میں شہرہ ہوا۔ وہ برہمن بڑے آچار سے رہنے لگا۔

سرگ ۷۰

گدھ اور اُلو کا جھگڑا

ایک جنگل میں گدھ اور اُلو رہتے تھے ایک روز گدھ اُلو کے نشین پر پہنچا اور کہا یہ
 گھونٹا جھوڑے ہمارے اُلو بولا تیرا کہاں سے آیا ہم نے بنا ہا ہے محبت و ہمدردی
 بڑھتے دیکھ کر وہ دونوں سری ہمارا جن کے در دولت پر حاضر ہوئے پہلے گدھ نے عرض کیا
 پیش کی حضور ہمارا گھرا تو نے چھین لیا رہم نے بنایا تھا اُلو چاہتا ہے بروستی
 سے مالک بن جاؤں ہمارا جن نے اُلو کی طرف دیکھا وہ ملتس ہوا آپ حاکم ہیں

آپ میں پوتا برن اور کو پیر کا انس ہے انصاف کیجئے یہ گدھ جھوٹ بکتا ہے میرے
گھر کو اپنا گھر بناتا ہے سری دھاراج نے حاضرین ہر بار سے پوچھا اس بات پر
غور کرو کس کا قصور ہے اہل مجلس نے سوال کیا کہ کب یہ گھر بنایا ہے گدھ بولا
جس وقت زمین پر انسان پیدا ہوئے تب ہم نے اس مکان کی نیوڑالی اُتو بولا
کہ جب رختوں سے زمین سرسبز ہوئی اس وقت ہم نے یہ مکان بنایا تھا لیکن
نے حاضرین سے پوچھا تمہاری رلے میں کون سزا کا مستحق ہے اہل مجلس نے
جواب دیا ہماری عقل میں گدھ مجرم ہے کیونکہ گدھ کی بات تو معلوم ہوئی
ہے جب زمین پیدا ہوئی تو پہلے پانی نکلا اور پانی سے کل اور گل سے برا
اور برہا کے کان سے مدھو اور کٹیپ دودیت پیدا ہوئے ان دونوں نے
بہم ہما کے گھبانے کے لئے منہ کھولا۔ برہما بھگے پر میشر کے بیان پناہ لی پر میشر
نے مدھو اور کٹیپ کو مارا ان کے گوشت سے پر تھوی پیدا ہوئی تب کہیں نش
ہوئے۔ تو اب ظاہر ہو گیا کہ گدھ جھوٹ بکتا ہے۔ کیونکہ اس کا بیان ہے
کہ انسان اور پر تھوی کی پیدائش ایک ساتھ ہوئی۔ اس لئے گدھ کو نہ دیکھتے
اتنے میں آکاش پانی ہوئی۔ یہ سزا کے لائق نہیں گوتم کے سر پ سے گدھ ہو
گیا ہے۔ پہلے بڑا صاحب اقبال اور ذی قدرت راجہ تھا ایک دن گوتم
رشی بھوک کے عالم میں اس کے گھر آئے سو برس تک اس کے مکان پر مقیم رہے
اس کے رسویش دار نے راجہ کے واسطے گوشت بنا یا تھا سو سے گوتم کے آگے
پرس دیا گوتم نے لقمہ کھایا تو گوشت تھا غصے سے تاب نہ لاسکے سر پ دیدیا کہ
گدھ ہو جائے راجہ ڈر کے مارے قدموں پر گر پڑا چھپا کیجئے نادانگی میں ایسا ہو گیا
گوتم رشی نے بھی جا بچ لیا واقعی اس کا قصور نہیں تھا دعا کی جیسا کہ کسی جھگڑے
میں راجچند رسکے پاس جاؤ گے اور اُن کا درشن کر گئے تب یہ گدھ کا چولا پتھو
جا بیگا اس کا سبانی سکن کے سری دھاراج نے اسی وقت پاسے مبارک سے
گدھ کو چھو دیا۔ اور گدھ خود بصورت نیچسی راجہ ہو گیا سری دھاراج کے قدموں
پر گر کر پرا تھنا کہنے لگا آپ کی کرپا سے اس گھور ترک سے چھپکا رہا ہو گیا
وہ راجہ اسی وقت ہواں پر سوار ہو کر لہن لوک پہنچا۔

سرگ ۷۱

چون رشی اور برہمنوں کی آمد

ایک دن راجچندر سبھامیں بیٹھے تھے چوبدار نے عرض کی کہ چوں رشی اور بہت سے برہمن آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں راجچندر جی نے حکم دیا کہ بلا لاؤ۔ چوبدار رشی اور برہمنوں کو ساتھ لیکر حاضر ہوئے ہماراج نے استقبال کیا اور آسن پر بٹھا کر ہر ایک کے قدم چھوئے اور استدعا کی آپ کا آنا کس غرض سے ہوا جو حکم ہو گا لاؤں ہماراج کا خلق اور مدت دیکھ کر رشی اور برہمن عیش عیش کر گئے دیکھتے تھے کہ اس راج پانے پر بھی یہ عاجزی اور خاکساری آپ ہی میں پائی دوسرا کون ایسا ہے آپ کے پاس اس غرض سے آئے ہیں بہت سے راجوں کے پاس اپنا مقصد لے کر گئے مگر بے نیل مرام واپس آئے آپ کی خاکساری دیکھ کر یقین پڑتا ہے کہ ضرور ہمارا منور تھ سدھ ہو گا *

سرگ ۷۲

لون راجپس کی پیدائش

ہماراج نے کہا جلدی کے لئے جاتیک ممکن ہو گا آپ کا منور تھ سدھ ہو گا چوں رشی نے بیان کیا ایک دیت اودھکار مدھو کا لڑکا تھا کہ اس کی ذات دیت تھی لیکن برہمن اور دیوتوں کی بہت مانتا تھا دیوتوں کی عابک بڑا تعجبی ہو گیا مہادیو جی کی تشبیہ کی شوجی نے ترسول سے کر کہا۔ جب کمال دیوتوں اور برہمنوں کو نقصان نہ پہنچاؤ گے یہ ترسول نہایت پاس ہو گیا اور جب برہمنوں کو صدمہ پہنچا گیا یہ ترسول تمہارا پاس سے چلا آئیگا لو کا دیت بہت خوش ہوا بڑا ن مارا گا کہ جتنی اظلا و میرے خاندان میں ہو سب اس ترسول سے کام لیں شوجی سوچنے لگے کہ اس بردان سے اس کی اولاد میں غضب ڈھائیگی فرمایا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہاں جتنے لوگ

تمہارے خاندان سے ہونگے سب کے ہاتھ میں ترسول ہیگا لیکن تمہارے ایک
لڑکے کے ہاتھ میں جب تک یہ ترسول ہیگا کسی کے ہاتھ سے اسکی موت نہ ہوگی
لوکا دیتے رہنے کے واسطے مکان بنایا اور کچھ لسی مدھو کی عورت سے ایک لڑکا
لون پیدا ہوا اچھنے سے او دھم جیایا۔ رشیوں اور برہمنوں کو ستا تا ہون اور جنگ
میں بادھا ڈالتا۔ مدھو اپنے بیٹے کی کرکوت سے سخت ناراض تھا۔ لڑکا سمجھ کر
طرح دیتا۔ روز روز کی رتق رتق بن بن سے آخر کار مر گیا مرنے وقت ترسول لون
کو بخش دیا لون جب جوان ہوا زمین سر پر رکھ لی سدیشوں نے مارے خوف کے
جگہ کرنا چھوڑ دیا ہم لوگ سخت عاجز ہیں آپ کی خدمت میں انجانے کر آئے ہیں
کہ اس مرد سے نجات ملے بہت سے راجوں کے پاس گئے اپنا دکھ سنایا کسی
نے فیادہ سنی اور شتے کیا اتنی طاقت اور حوصلہ نہ تھا۔ آپ ہماری اوفریاد کو پہنچے۔

سرگ ۳۷

لون راجپس کے مارنے کے لئے سترن جی کا غم

سری ہمارا ج نے پوچھا کہ کون راجپس کھانا کیا ہے اور رہنے کا مقام کہاں ہے
رشیوں نے جواب دیا کہ جہوں کو مار مار کر کھانا اور عابد مرتاض برہمنوں کی ہڈیاں
چباننا اس کا کام ہے مدھو بن لینی فقرا شہر میں بود و باش ہے وہ شیریتے۔ جگلی
خونخوار جانوروں پر حاوی ہے علی الصباح اٹھتا ہے ادھر ادھر سے انسان پکڑتا اور
کچا چبا کر ناشتہ کر کے پانی پیتا ہے سری ہمارا ج بولے بہت اچھا اس مرد سے آپ کو
نجات ملیگی بہت جلد دفع کیا جائیگا سری ہمارا ج نے اپنے بھائیوں کی طرف دیکھا کہ
کس میں جرأت ہے جو اس ظالم ستان رشیوں کو پکڑے بھرت مستی ہوئے کہ مجھے
اجازت دیجئے میں بہت جلد اس ملعون کو جہنم واصل کر دوں گا اتنے میں سترن جگہ سے
اٹھتا اور عرض کیا ہمارا ج بھرت کی ساری عمر دکھ اٹھاتے گزری آرام نہیں پایا
مجھے اس کافر کے پاس تعینات کر دیجئے ایشور کی کرپا سے اسے مار دوں گا۔ سری
ہمارا ج نے کہا بہت اچھا تمہیں جاؤ اور دیو زشت کو مار کر رشیوں کو سکھ دوں

راچیس کا راج بھی تم کو دیا جائیگا اور تم واقعی بہادر ہو دھڑ دیا سے واقف جاؤ
اور اس مرد کو شربت موت پلا کر اہل شہر کو آند بخشو

سرگ ۴۷

سترہن جی کو سری ہماراج کی نصیحت

سترہن جی نے راج لینے سے انکار کیا بڑے بھائی کی موجودگی میں جھوٹا تخت سلطنت
پر قیام نہیں رکھ سکتا بھرت اور لچھمن جی ہم سے بڑے ہیں یہ البتہ راج کے
لاٹن ہیں۔ اور سب سے بڑے آپ کے حکم سے سزائی کرنا بھی گستاخی ہے کیونکہ آپ
ہماراج اور لچھمن جی ہیں ہم سب کے سرنج۔ جیسا ارشاد نبیوں میں لاڈوں سری ہماراج
نے بھرت اور لچھمن جی سے ارشاد کیا تم اجازت کیوں نہیں دیتے رشی لوگ موجود ہیں
ان کی موجودگی میں راج تلک ہو جائے تو اچھا ہے بھرت اور لچھمن نے کل چنیں
ہتیا کر دیں اور سترہن جی کے راجہ ہونے سے خوشنودی ظاہر کی رشیوں نے
جبین مبارک پر تلک کھینچا۔ سترہن جی کے ہاتھ میں متھرا کا راج دیدیا گیا۔
سترہن جی اپنی مانا کر شلیا کی گئی اور سوتر سے رخصت ہوئے رنواس میں آئے۔
راہیوں نے دعا دی کہ ایشور دشمن پر فتح نصیب کرے سری ہماراج نے لاڈ شکہ
ساتھ کر دیا اور ایک بان نرکش سے نکال کر سترہن جی کے قتل کیا اس بان
سے مدھو کٹیپ دیت مارا گیا تھا۔ جس وقت سری ہماراج رادن سے گرم پیکار
مچنے لگا۔ برہما جی نے سری ہماراج کے حوالے کیا تھا مگر سری ہماراج نے یہ
بان نہیں چلایا۔ چلتے وقت سترہن جی کو گلے لگا کر فرمایا کہ اس بان سے
لون راچیس کی موت ہے جیسا یہ بان ہے ویسا ہی لون کے پاس شوکا نر سول
ہے اور برانی بھی ہے بہت ہوشیاری سے بان چلانا۔ جب لون کسی کام کے واسطے
جائے تب اس کا سر اس بان سے اتار لینا۔ ایسا نہ کر دے تو انشوس کے
سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور اس مرد کو کاہلاک ہونا دشوار ہو جائیگا سترہن جی
نے ہماراج کی باتیں گرہ میں باندھ لیں اور فوج ظفر مون کے

ساتھ منہرا کی طرف کوچ بول دیا۔ سری ہمارا ج نے پھر نصیحت کی۔

سرگ ۷۵

لون راجپس کے ہلاک ہونے کی تدبیریں

سری ہمارا ج سترہن جی کو بار بار سمجھاتے ہیں۔ بھائی! لون راجپس دلو
خونخوار ہے ہوشیاری شرط ہے چکن ہونے پائے۔ کچھ فوج آگے اور کچھ پیچھے وسط
لشکر میں قیام ہے جب لون راجپس سے لڑائی اچھیڑے تو رورو رو کر جنگ نہ
کرنا۔ دو بدو لڑائی سے جان کی خیر نہیں۔ گرمی سڑی کا بھی ٹٹا رکھنا نہ شدت
کی گرمی ہونہ سڑی۔ برسات کا موسم البتہ لڑائی کے لئے موزون ہے برسات میں
البتہ گھر سے نہیں نکسنا چھپ کر بان مارنا۔ اس صورت میں یقیناً ہلاک ہو سکتا
ہے سترہن جی کی ہر اہی میں چار ہزار گھوڑے دو ہزار تھک ایک سو بائیس اور کئی
ہزار پیرل تھے کئی اونٹوں پر دو پیہ بھی تھا۔ فوج پہلے کوچ کہ چکی تھی سترہن جی
بھی سری ہمارا ج کے قدم چھو کر رخصت ہوئے۔

سرگ ۷۶

بالمیک کی زبانی راجہ سودرس کے بیٹے راجہ نر کے حالات

پہلے روز بالمیک جی کے استھان پر مقیم ہوئے شب نہیں بسر کی خوب آؤ بھگت
ہوئی کندمول پھل فوج میں تقسیم ہوا۔ ہر ایک نے بڑی لذت سے کھائے سترہن
جی نے بالمیک جی سے پوچھا کہ یہ استھان کس کا بنایا ہے اور کون لوگ یہاں رہتے تھے
بالمیک جی بولے کہ منہاسے خاندان میں راجہ سودرس کے بیٹے نر ایک جنگل
میں شکار کیے آئے یہاں دو راجپس رہتے تھے شیر کی صورت بنا کے چرندوں
کا لقمہ بناتے تھے راجہ سودرس نے دیکھا کہ یہ دو راجپس شیر کی صورت بن کر جنگلی
جانوروں کو کھا جاتے ہیں ایک راجپس تو اسی وقت تیر کا نشانہ ہوا یہ سمجھتے تھے۔

کہ در سڑاؤ چائیکادہ سامنے تریا لکار کر بولا کہ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا جو میرے بھائی کو
 موت کا نشانہ بنایا اب خبردار رہنا یہ کہہ کر نظروں سے اوجھل ہو گیا اور اس نے
 اٹھویدہ جگ کیا۔ لہشٹ جی جگ کرتے تھے ایک دن راجپس لہشٹ جی کا بھیس
 بنا کے جگ شالامیں آ رہا اور راجہ سے بولا آج گوشت کھانے کو جی چاہتا ہے تم اندیشہ نہ
 کرو جب کھانے سے آسودہ ہونگا مہاراجا جگ پورا ہو جائیگا راجہ کو فکر ہوئی کہ گرد کی
 بات ٹالنا بڑا گناہ ہے رسوئیں بردار سے گوشت بنانے کی ہدایت کی رسوئیں بردار
 گھبرا یا لہشٹ جی گوشت کھانے کو کہتے ہیں۔ تعجب ہے رسوئیں بردار نکر میں
 تھا۔ دھرا چپس نے رسوئیں بردار کا بھیس بنا کے انسان کا گوشت رسوئیں
 میں ملا دیا۔ اور راجہ سے کہا کہ چاولوں میں گوشت بڑے ذائقہ کا بنا ہے
 یہ کہہ کر خرد غائب ہو گیا۔ دھرا لہشٹ جی بھوجن کے واسطے بلائے گئے۔
 رانی مداسی نے کھانا سامنے رکھ دیا اور لہشٹ جی سے کہا کہ بھوک لگائے۔
 لہشٹ جی جان گئے کہ اس کھانے میں انسان کا گوشت شامل ہے سراپ دیا کہ
 تم راجپس ہو گے اور ایسا ہی بھوجن ملا کر یگا راجہ کو بڑا معلوم ہوا۔ کیونکہ اس
 کو معلوم نہ تھا کہ اس میں انسان کا گوشت شامل ہے ہاتھ میں جلے لیا اور
 سراپ دینا چاہا۔ رانی مداسی نے ہاتھ پکڑ لیا۔ لہشٹ جی ہارے گرد اکشواک
 بس کے پردہت ہیں یہ سراپ دینے کے لائق نہیں۔ راجہ کا غصہ فرو ہوا۔
 ہاتھ کا پانی اپنے پیروں پر گرا دیا۔ راجہ کا چرن راجپس کا سا ہو گیا۔ اس دن
 سے راجہ متر کا نام کھانا کھکھ لیا جانے لگا۔ راجہ کا کھانا لہشٹ جی کے قدموں
 پر گرے اور عاجزی و انکساری سے عرض کیا کہ آپ ہی نے تو گوشت بنانے
 کا حکم لگایا تھا لہشٹ جی غور میں گئے معلوم ہوا کہ راجہ بے مقصود ہے غصے

بیمہ ہم نے سراپ دیدیا۔ دھاک کی کہ نادانی میں سراپ دیا ہے بارہ برس
 تک بھوکنا پڑیگا۔ بارہ برس گزرنے پر کھانا کھکھ اپنے بھیس میں آئے راجہ
 متر ہو گئے۔ ستر سن جی نے بالیک کر پر نام کر کے لیتر راحت پر آرام کیا

سرگ ۷۷ لو اور کش کی ولادت

اسی روز نصف شب گزرنے پر جنت جینی سینا جی کے دروازے کے پیڑا ہوئے۔
 بالیک جی لڑکوں نے خبر پہنچائی۔ بالیک جی سینا کے استھان پر آئے تو اشدہ بچوں
 کی حفاظت میں مصروف ہوئے خوب بکھ بکھال رکھی بھولوں اور راچھسوں سے
 گزند پہنچنے نہ پائے دو مٹھی بھر کیش (ایک قسم کی گھاس) کاٹ لائے منتر پڑھ کر
 سری جانکی جی کو دے کر کہا کہ دو دو بچوں کے گھنے میں حامل کردو۔ اس سے بھوت
 پریت پھٹنے نہ پائینگے۔ کس کے سرے پر منتر پڑھ کر جو گرہ لگائی تھی لو کے گلے میں
 اور پنجی جڑھ والی گرہ کش کے گلے میں پہنائی گئی یہ دونے بچے لو اور کش کے نام سے
 موسوم ہوئے بڑی خوشیاں میں۔ سترہن جی جانکی کے استھان پر گئے۔ اور کہا
 مانا دو نور لڑکے تو اچھے ہیں اس قدر خوشی ہے کہ کہ نہیں سکتا یہ کہہ کے اپنے
 استھان پر چلے آئے منہ اندھیرے اٹھے اور بالیک جی سے اجازت لیکر کچھم کی زبان
 چل کھڑے ہوئے جہاں جی کے کنا سے شکر فرد کش ہوا اور خود بدلت شیوں کے استھان پر
 اتر پڑے ہری کیرتن سمیٹے گا۔

سرگ ۷۸

چیون رشی کی زبانی لون راچھس کے گزشتہ واقعات

دن ختم ہوا۔ سترہن جی چیون رشی کے پاس آئے اور لون راچھس کی گفتگو چھپڑی
 چیون رشی بوسے لون راچھس بڑا قوی ہیکل دیوسے ایک قصہ سناتا ہوں تمہارے
 خاندان اکشواک میں راجہ جوتباس کا لڑکا ماندھاتا بڑا نامی راجہ ہوا ہے۔
 شاہ رادن والے لڑکا اور راجہ ماندھاتا میں دوستی تھی۔ ماندھاتا نے اندر آسن
 تاجر کرنے کا ارادہ کیا۔ اندر کے اوپر چڑھائی کر دی اور کھلا کھجیا یا تو ایسا دھا
 راج والے کرٹے یا مستحق کارزار ہو۔ اندر نے جواب دیا کہ پہلے دنیا کے کل

مہا ملک متحرک ہو جب سب ملک زیر نگین ہو جائیں تب اندر آسن لینے کا قصد کرو۔
 مانہ مانا بولا کہ دنیا میں جتنے سلطان ہیں سب داؤدہ دولت کے تابع ہو چکے اب
 کوئی ہمسر ہی کہ نہیو الا نہیں جب کوئی نقطہ مقابل نظر نہ آیا تم پر چڑھائی کی اگر جان
 پیاری ہے اور کشت و خون سے ڈرتے ہو تو آدھا راجہ والے کرو اندر سے پھر کھلا
 بیچا ابھی بہت سے ملک ایسے ہیں جہاں ہم خیال کے بھی پر جتے ہیں کیا مدھ پوری
 پر سکھ بیٹھے گیا پہلے لون راچھس کو زیر کر دو پھر ہمارے پاس آنا راجہ مانہ دھاتا نے
 کچھ جواب نہ دیا فوج کا رخ پھر کے مدھ پوری کی طرف مراجعت کی اور ایک
 فاصدہ کی زبانی کھلا بیچا کہ متھرا شہر خالی کرے نہیں تو ہاں بچوں سمیت مارا جائیگا
 فاصدہ لون راچھس کے پاس پہنچا راجہ کا پیام سنا یا شامت آگئی۔ لون راچھس
 حواس ٹپے دودھ کچھ کر چٹ کر گیا۔ ادھر فاصدہ کے آنے میں دیر ہوئی۔ راجہ
 مانہ دھاتا بیچ و تاب میں پڑے فاصدہ لپٹ کر نہ آیا جڑی سپاہیوں کو لے کر شہر کو
 گھیر لیا۔ اور تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ لون راچھس ترسول پکا کر سامنے
 آیا ترسول فوج پر چھوڑ دی جتنی فوج بھٹی ترسول کی آگ میں بھسم ہو گئی۔ کل
 فوج برباد کر کے ترسول لون راچھس کے پاس چلا آیا۔ منتر میں جی لون راچھس
 برا بھیم و شیو دیو سے سامنے ہو کر متا بہ نہ کرنا غفلت میں البتہ مارا جائیگا اور تمہارا
 ہاتھ سے اس کی موت بھی ہے جب تک ترسول ہاتھ میں ہے اگر شو جی اتر آئیں
 تو کبھی نہیں مر سکتا اس لئے جس وقت وہ کندہ مول پھیل کھانے کے لئے نکلیگا
 ترسول پاس ہوگا نہیں اس کا سر تیرے کاٹ لینا بد

سرگ ۷۹

لون راچھس کے مقابلہ

رات گزرنے پر لون راچھس گھر سے شکار کی تلاش میں نکلا ادھر ستر میں جی
 تاک ہی میں تھے دو خدا والوں دیا لون۔ راچھس پلٹ پڑا حریف سامنے کھڑا ہے ملک
 کر بولا اے تو کون ہے اور کیوں آیا ہمارے۔ نصیب کہ گھو بیٹھے بلا مشقت

خواراک مل گئی آج تم لوگوں کو کھا کر ہماری سیری ہوگی سترہن نے جواب دیا ہمیں نہیں پہنچنا ملک الموت ہوں راجندر کا بھائی۔ سترہن نام ہے آج میرے ہاتھ سے نچا کر نہیں جاسکتا راجیس قنفذ لگا کر ہنسا آ رہی رام ہیں جنوں نے عورت کے پیچھے راؤن کو مار ڈالا۔ بڑا گناہ کیا سترہن سے ان کی تلاش تھی خیر وہ نہ بھی تم سے کچھ تو غبار کھینچا۔ سترہن بھی مسکرائے اور باتوں کا جواب تو نہ دیا صرف اتنا کہا کہ آنکھیں کھول کر دیکھو کچھ دیر کا دھان ہے موت جتنے کھوٹے کھڑی ہے۔ جہدوت پھانسی لئے ایسا وہ ہیں بہت صبر تیری روح قبض کرینگے۔

سرگ ۸۰

سترہن جی کے ہاتھ سے لون راجیس کی موت

سترہن کی باتوں سے لون راجیس سانپ کی طرح بل کھا کر یولا۔ کیوں یہ وہ بکنا ہے یہ کہہ کر ایک درخت جڑ سے اکھاڑ لیا اور سترہن پر گھما کر دے مارا سترہن نے بان سے کاٹ کر سو بکھڑے کر دیے۔ اس نے وہ درخت اکھاڑا سترہن نے کاٹ گرایا۔ وہ درخت اور پتھر اکھاڑا کھاڑا کر مارتا ہے اور یہ باتوں سے ریزہ ریزہ ہوتے ہیں اس نے ایک درخت نان کر مارا۔ سترہن جی مورچھت ہو کر زمین پر گئے دیوتاؤں اور رشیوں میں دادیلا جگ گیا لون راجیس سمجھا کہ حریف پاٹال ہوا۔ اب ترسوں لانے کی کوئی ضرورت نہیں اس نے گھر کے اندر نہ گیا سترہن کی سانس دیکھتا ہے کہ آہا دم ہے یا نہیں؟ گھڑی بھر کامل سترہن کے پاس کھڑا رہا جب مطلق حسن حرکت نہ پائی چل دیا۔ کچھ دور گیا تھا۔ اتنے میں سترہن اکٹھے کھڑے ہوئے۔ سری بھگو ان نے جو بان دیا تھا کمان پر جوڑا دیوتاؤں اور دیوتیوں کو خوف طاری ہوا کہ پرے نہ ہو جائے برہمتہ جا کر کہا۔ برہما سمجھانے لگے اندیشہ منت کر دیا بان ہم نے راجندر کو دیا تھا سترہن بھی راجندر کا انس ہیں اور سترہن جی نے چلا کھینچ کر بان چھوڑ دیا۔ وہ بان لون راجیس کے سینے سے پار ہو کر رساتل پہلا گیا اور ترکش میں سا گیا۔ لون دھم سے زمین پر گرا اور گرنے ہی میں قابض

پر دوا میر گئی۔ لون راجپس کے مرتے ہی دیوتا اور شیوں نے استنیں کہیں۔
سترہن جی کی بے بے کار ہونے لگی۔

سرگ ۸۱

منہرا کی وجہ تسمیہ

سترہن جی نے دیوتوں سے مشورہ کیا کہ، جھوکا متھن ہو گیا اس لئے اس کا نام منہرا رکھنا چاہئے۔ دنیا کے لوگ اس شرکی عبادت کرینگے دیوتا بھی یہاں آکر بیٹھ گئے دیوتوں کو یہ بات پسند آئی مدھ پوری کا نام منہرا رکھا گیا چونکہ بڑے بڑے سویریر سترہن کے ساتھ آئے تھے سویرین پوری بھی نام پڑا سا دن شدھی لہذا مناشی کو سترہن جی نے لون راجپس کو مارتھا ماس کے مرتے ہی بڑی خوشی ہوئی بارہ برس تک راج کیا مدھ ہمارے پیانی گئیں باغ باغچے لگے۔ غرضیکہ مدھ پوری ایسی جی کہ غیر ہمارے لوگ بھارت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے بارہ برس گزرنے پر سرکام کے مرشدوں کی چاہ ہوئی۔ سترہن جی منہرا باسیوں کو بھیجا بھجا کر اجدھیا کو چلے اور کہا کہ میں جاہ آؤں گا جب تک تم لوگ آندہ کر دو۔

سرگ ۸۲

منہرا پوری سے سترہن جی کی واپسی

منہرا سے کوچ کر کے سترہن جی بالیک مٹی کے استھان پر آئے ایک سو۔ تھ ساتھ میں بالیک جی کو پر نام کیا قدم چوے اور کندھوں بھل لذت سے کھائے منہرا سے سات دن کا راستہ بالیک جی کے استھان کا تھا بالیک جی نے سترہن کی تعریف کی آپ نے لون بیت کو مارا اس کے ہاتھ سے بڑے بڑے راجہ اور بہادر ہاک ہوئے تھے میں نے اس کی لڑائیاں جوگ ابھیا س سے منہرا جی جب اندر لوگ بیٹھا تھا۔ دہشی جی نے سترہن کو گلے لگایا۔ اور رات

کوسری ہماراج کے واقعات اور چتر بیان کے بری بچن گانے لگے سترمن جی ہماراج کے چتر ترمن کران کے پریم میں مجھ ہو گئے گو سری ہماراج کی حضور کی نہ تھی مگر معلوم ہوتا تھا کہ سری ہماراج کے چتر ویکھ ہے ہیں شیوں کی منڈلی میں ہماراج کا گن گایا جا رہا ہے سافعیوں نے سترمن جی سے پوچھا کہ ہری بچن کہاں ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ رشیوں کا استھان ہے ایشور کے بھگت ہیں اپنی عمر ہماراج کے چتروں اور کھانا میں گزارتے ہیں علی الصبا سترمن جی نے اجو دھیا کی طرف باگ موڑی یہ

سرگ ۸۳

سترمن جی سری ہماراج کے پاس

سترمن جی بالیک آشرم سے چلے آئے نونل میں خیال تھا کہ رشی جی نے ہمیں روکا نہیں دو چار دن بھی نہ ٹکایا۔ انہیں اہوں میں سترمن جی سری ہماراج کے دربار میں حاضر ہوئے جس طرح دیوتوں کی جماعت میں اندر رہتے ہیں اسی طرح سری ہماراج رشیوں کے حلقے میں جلوہ فرما ہیں سترمن نے ہاتھ جوڑے سوامی لون راجپس مارا گیا اور شرمناک تسلط ہٹا۔ اہل شر آسائش اور چین سے رہتے ہیں میرا دل نہیں لگا آپ کے قدموں میں اٹکا ہوا تھا جس طرح بغیروں کے لڑکا انا تھا ہوتا ہے بس یہی حال میرا تھا آپ کے درشن کی لہلاشاہیاں تک کھینچ لائی ہماراج نے جہاتی سے لگایا اور پاس بٹھا کے سمجھانے لگے مایا موہ کو چھوڑ دو۔ چھتری صحر سے قائم نہیں ہنا چھتری پر فرض ہے کہ دنیا میں پھر سے عاجزوں کی فریاد سننے اور ان کے مقاصد دلی رلائے تم یہ نہ سمجھو ہمیں تمہاری محبت میں یہ غلط ہے۔ جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں علیحدگی مجھ پر بھی شاق ہوتی ہے۔ پاس لکھا ہوں راج کی دیکھ بھال نہیں ہو سکتی ایک ہفتہ یہاں قیام کہ اور پھر منتظر میں جا کر راج کو آندہ دوسترمن نے غور کیا کہ ہماراج کو سہاری محبت ہے مگر پاس رکھنے میں راج کو نقصان پہنچے گی تعمیل حکم بھی لازمی ہے جو ہدایت ہوگی غن کرونگا سات دن انہیں باتوں میں گزر گئے۔ ہماراج ہے اجازت لے کر بھرتا اور بچن

سے ملاقات کر کے ستر میں جی متھے آکر سدھائے *

سرگ ۸۴

ایک مظلوم براہمن کی فیاد

راجندر بارعام میں جو وہ افرور میں چو بدار حاضر ہوا۔ قد مبوس ہو کر عرض کیا کہ
 درودت پر ایک برہمن مردہ لڑکا لے کر رہا ہے ہمارا ج نے دربار میں بلالیا۔
 برہمن نے سرسٹا لیا مردہ لڑکا سامنے رکھ دیا بچانے پورب جنم میں کون گناہ ہوا کہ یہ
 لڑکا مر گیا ہائے ہائے بیٹا کہہ کر دنا اور اپنے کچھلے پاؤں کا دھیان کرنا تھا پاپ پنج ہزار
 ریاضت کی تب لڑکے کو پایا ہائے بالیج بھی نہ ہوا تھا کچن میں ہی موت اٹھائی گئی اور
 اسکی ماں کا اس غم میں حال ابتر ہے معلوم نہیں مذہب یا مرگئی میں نے بھی کوئی پاپ نہیں
 کیا نہ کسی جو کو صدہ پہنچا یا اگر یہ کہا جائے کہ میری استری نے پاپ کیا یہ بھی غلط ہے
 استری کہا میرے خاندان بھر میں کوئی ادھری ہوا نہیں میرا تو خیال ہے جب تک
 زندہ گی ہے یوکر کم اور پر کر کم اور رخی کر کم کر کے زندگی سچل کرے ورنہ آج تک
 سری ہمارا ج کے راج میں سننے میں آیا کوئی بے موت مرا ہو ہمارا ج اس لڑکے کو جس
 طرح بے زندہ کیجئے اگر زندہ نہ ہوگا تو جان لینا درودت پر میری اور اس کی ماں کی
 دو جانیں قصہ تنق ہوگی کیونکہ یہ لڑکا بے وقت بغیر ادھرم کئے مرا نہیں آپ نے ادھرم
 کیا اس کی موت ہوئی۔ اکشواک ہنس کے راج دھر مو ان راجہ ہوتے تھے محال نہ تھی
 کہ کوئی بے وقت مرے یا پاپ بیٹھا ہے لڑکا ر فوچکہ ہو ہمارا ج آپ کے راج میں
 بڑا کذاب لگیگا۔ اسے زندہ کیجئے *

سرگ ۸۵

ناروجی کا اپدیش

سری ہمارا ج غور میں گئے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ لڑکا اکال موت

مرا سری ہمارا ج نے لبتشٹ جی اور حاضرین ہر یار کی طرف جن میں شی و غیرہ بھی موجود تھے دیکھا آپ کا سوال تھا کہ لڑکا کیوں مرنا رو جی بولے ست جگ میں صرف برہمن تپا کرنے تھے اور تپ کا پھل برہمنوں کی خدمت سے چھتری ویش شودر کو ملتا تھا۔ سبھا ہرانا تھے انکا مال موت نہ ہوتی تھی اور ترتیل کے شروع ہوتے ہی چھتریوں نے بھی تپشیا کرنا شروع کیا برہمنوں کی وہ عزت جاتی رہی اس لئے دھرم کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ اور تپ کا انس بھی کم ہو گیا۔ برہمن گوشت خوری بھی کرنے لگے اور جھوٹ بولنا بھی اختیار کیا۔ اسی طرح جب دو اہر جگ ہوگا، بیس بھی تپشیا کرینگے دھرم کے صرف دو چرن رہینگے ویش لوگوں کا مقولہ ہوگا کہ برہمن اور چھتری ہم سے بڑے نہیں اور جب کلجگ آئیگا چھتری ویش اور شودر تپشیا کرینگے اور دھرم کی ترقی ہوگی دھرم کی نشان نہ رہیگا۔ منج قوم اپنے کو بڑا سمجھتی ہمارا ج جس راجہ کے راج میں دیویا دھرم کے اپدیش ہوتے ہیں اودھا کھل راجہ کو ملتا ہے اس نے رعیت نوازی عادل گنتری راجہ پر فرض ہے آپ اپنے راج میں گشت لگائیں اور دیکھیں کون پالی ہے تب اس لڑکے کے بے موت رہنے کا سبب خود بخود انشا ہو جائیگا۔

سرگ ۸۶

گشت کے لئے سری ہمارا ج کی پشپان پر سواری

سری ہمارا ج نے اس لڑکے کی لاش تیل میں کھوا دی تیل میں رکھنے سے بدن گلنا نہیں پھر پشپاک بوان طلب کیا اس پر سوار ہو کر گشت کے لئے نکلے۔ تلاش تھی کہ ہماری ریاست میں کون ادھرمی کہاں ہوتا ہے پہلے کچھ طرف طرف پھرا تر طرف پھر پورب طرف نکل گئے لیکن کوئی ادھرمی اور پالی نہ ملا جب دکن دس میں بندھیا چل پہاڑ پر پہنچے دیکھا کہ ایک مرد سر نیچے اور پاؤں اوپر لٹکا لٹے پتیا کرتا ہے ہمارا ج اس کے پاس گئے۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ تمہاری ذات کیا ہے۔

سرگ ۸۷

سری ہاراج اگست رشی کے آشرم میں

پتی بولانہ قوم شور ہے لیکن دیو لوک جیتنے کی ہوس میں تپشیا کرتا ہوں میرا نام سمیک ہے ہاراج نے شمشیر ابداسے اس کا سر تار لیا لاش پھٹکنے لگی دیوتوں نے ہاراج کی تعریف کی اور کہا کہ اب ہم سے بڑا ان مانگئے ہاراج نے یہ بڑا ان مانگا کہ اس یجرین کا لڑکا زندہ ہو جائے دیوتوں نے کہا وہ کب کا زندہ ہو گیا بلکہ اپنے گھر بھی پہنچ گیا ہاراج اگست رشی کا استھان یہاں سے بہت قریب ہے بارہ برس ریاضت کرتے گزر چکے آج نکلیں گے۔ آپ ورشن دیجئے سری ہاراج دیوتوں کو پشپک بولان پر سوار کر کے اگست رشی کے استھان پر پہنچے۔ اگست رشی ہاراج کو آتے دیکھ کر دوڑے اور آسن پر بٹھا کر براہ تھن کی۔ دیوتے سرگ کو راہی ہوئے۔ اگست رشی بولے نہ نصیب آپ کے ورشن ہوئے آپ کی زیارت کا مدت سے متنی تھا۔ آج مراد پوری ہوئی۔ ایک رات ہمارے استھان پر قیام کیجئے۔ تو ہمیں نو زرش ہوگی ہاراج نے قبول کیا رات بھر رشی کے استھان پر رہے رشی جی نے ایک کنگن سری ہاراج کو دیا۔ ہاراج نے انکار کیا کہ ہمارا دھرم چھتری ہے اور چھتری غریبوں کو سنا انہیں چاہتے۔ آپ کیوں اتنے دنوں کی کٹائی کھوئے دیتے ہیں۔ آپ کے کام آئیگا۔ اگست رشی بولے جس وقت دنیا کی آفرینش ہوئی اس وقت کوئی راجہ نہ تھا۔ خلقت پریشان تھی برہما نے خیال کیا۔ کہ بغیر راجہ کے دنیا کا کام نہیں چل سکتا انہوں نے دیوتوں کا راجہ تو اندر کو بنا دیا۔ اب ہم لوگوں کے لئے راجہ کی ضرورت ہوئی۔ کیونکہ راجہ میں برن۔ اندر بکیر سوچ جمران کا انس ہوتا ہے وہ پاپ اور پچن سے علیحدہ ہے جو جیسا کرتا ہے سزا پاتا ہے اور سزا لینے والا راجہ ہے سزا لینے کا پاپ راجہ کو تو ہوتا نہیں پھر آپ کو اس پوکے لینے سے کیا توقف ہے آپ اسے قبول کر لیں۔ سری ہاراج نے کنگن لے لیا اور دریافت کیا کہ یہ کنگن آپ کو کس طرح ملا۔

سرگ ۸۸

اگست رشی کی زبانی سفر کے عجیب و غریب واقعات

اگست رشی بولے کہ ترتیا جنگ میں تمام دنیا کی گوشت دکانی ایک ملک میں گزر رہی تھیں
میں سوچوں لیا ایک جنگ تھا مگر جنگی جانوروں کا نشان نہ تھا اور نہ رشی لوگ
کرتے تھے مگر جنگ کیا تھا باغ تھا طرح طرح کے درخت قسم قسم کے پھول انواع و اقسام
کے پھل پیدا ہوتے تھے آدمی اور جانور کا پتہ نہیں اور آگے بڑھا ایک تالاب جو میں بھر
لیا دکھائی دے گا یا۔ تالاب پر سہنس۔ چکے رچی اور بہت سے زبانی پرندے دکھائی
دے وہاں کا نظارہ دیکھتے ہی طبیعت خوش ہوئی رات بھر تالاب کے کائے بیٹھا۔ اور
کے ترے کے اٹھان کر کے اس تالاب کے گرد پھر ایک مقام پر وہ پڑا پایا معلوم ہوتا تھا کہ اس
بھی تم تو ایسے گھنٹہ بھر تک لاش بیکھتا رہا تھے میں ایک بوان آسمان سے اترا اس پر
بہت سی گل اندام حوریں سوار تھیں اور ایک دیوتا حوروں کا گناہ سن رہا تھا کوئی حور
ہلائی کوئی گائی کوئی بجاتی دیوتا بوان سے اترا اور لاش کی بوٹیاں لڑچ لڑچ کر
کھانے لگا جس قدر کھانا تھا بدن بدستور ہوتا جاتا تھا کل گوشت کھا گیا لاش
جیوں کی تیوں رہی پھر تالاب میں ہاتھ اور منہ دھویا اور بوان پر چڑھ کر سرگ ملک
کی طرف چھنے کی ٹھانی میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو دیوتا ہو کر مردے کھا گوتے
کھاتے ہو کہنے کو تو کہہ گیا مگر رونگے پھرانے لگے۔

سرگ ۸۹

اگست رشی کے دشمنوں کے بیدھربیس کے راج کی سرگ برائی

دیوتا بوللا پور بہنم میں بیدھربیس کی بادشاہت ہاتھ میں تھی ہمارے دوستانی تھے
ہمارا نام بیت اور دھرب کا نام سورن تھا اپنا کا انتقال ہو گیا حکومت سہارا دکھائی ایک
ہزار برس تک کیا سلطنت کے عیش میں کچھ ایسا ڈوبا کہ دیر کریم تیر کریم دان اور

میں پھر کیا ایک ان کی ایک شے آئے میں نے سوال کیا ہماری زندگی کس قدر ہے
جواب ملا تو نے ان اور باقی ہے میں نے راج پاٹ تو چھوٹے بھائی کے حوالے کیا
اور وہ جگہ میں پیشیا کرنے چلے یا ایک ہزار برس تک یاشت کی عمر کے دن چلا
روح قابض کھل کھڑی ہوئی مرنے کے بعد یہ لوگ جا چکی ہر بیت کی گئی بھوک اور
سے دلی غم رہا ہے پوچھا کہ وہ لوگ میں بھوک اور پیاس تو نہیں ہوتی کس اسٹے
اس قدر پیاس ہوں ہر دلوے جس وقت بھوک لگے اپنے بدن کی بوتلیاں کھا
میں نے کہا یہ کیوں جواب دیا کہ راج ہو کر راجی کرم چھوڑ دے دان اور بین سلطان
کیا یاشت میں بھی یہ حال تھا کہ کند مول پھل اکیسے ہی بھوجن کرتے تھے
وہ نہ خیرات نہ کیا تھا کماں بھوجن میگا نہ پ کا پھل یہ میگا کہ لاش نہ ہاری مگر
انہیں پانی جس وقت اگست رشی سے ملے اور کچھ خیال کر گئے تب ہم کو بھوجن میگا
تکلیفیں جاتی رہیں وہ شخص جب ہم دیوتا سمجھتے تھے ہمارے پیروں پر گر پڑا اور کہنے
لگا کہ آپ ہی اگست رشی ہیں اس تکلیف سے نجات دے یہ کہہ کر یہ کنگن ہمارے حوالے
کیا ہم نے دیکھی جان کر کنگن لے لیا اور دیکھتے دیکھتے وہ لاش غائب ہو گئی سو
اسے قبول کیے یہ دیر تا کا دھن ہے *

سرگ ۹۰

راجہ منو کے بیٹوں کا حال

سرگ ۹۰ راج نے پھر پوچھا کہ اس جنگ میں جانور اور رشی کیوں نہیں تھے اس
کا سبب کیا ہے اگست رشی بولے کہ ست جنگ میں راجہ منو کے رطل کے انشا کہ تھے
نے انشا کو راج سونپا دیا اور وہ آدمی کہ ہم پر دشمن ہمارے نہ چلا سکا اور نہ ہمارے
خاندان میں ایک سے ایک بڑھ کر دھرمانا راجہ ہونے لگے سوچی نہ کرنے چلے گئے راجہ منو
کے سولہ کے ہوئے نالوں تو بہت اچھے اور دھرمانا تھے چھوٹا بڑا دھرمی اور کو کولی
انشا کے اس کا نام ڈنڈا رکھ دیا ڈنڈے نے خدات کو ستیا تکلیفیں دیں اور رنج پہنچا
انشا کے عاجز ہو کر نالوں لڑکوں سے شور مچا اور نہ دھرمانا اور نہ دھرمانا

راجہ ڈنڈ کے والے کر دیا ڈنڈ نے ایک جگر بایا اور اس کا نام مددہ منتر رکھا سکے چارج کو پناہ دہت بنایا دولت سے خزانہ مالا مال ہو گیا اور مددہ منتر گرانہ آسن کر تیار ہو گیا

سرگ ۹۱

راجہ ڈنڈ کا فعل ناسرا

ایک دن شکر اچارج ڈنڈ سے بولے کچھ جگہ پاس رہنے کو پیر و راجہ نے بہت اچھا مقام شوکر اچارج کے رہنے کے لئے عطا کیا ایک وزیر راجہ ڈنڈ اس جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے گیا تھا شکر اچارج استھان پر نہ تھے ایک لڑکی بیٹھی تھی ڈنڈ اسے دیکھ کر سٹو ہو گیا اور بات سرت کا طالب ہوا وہ بولی کہ شکر اچارج کی لڑکی ہوں نام میل آ رہا ہے تم دھل کے خواستگار ہو۔ خبردار ہاتھ نہ لگانا۔ ایک تو ہمارے پناہ تھا گورو اور پھر میں بہمن کی لڑکی ہوں۔ جب یہ ماجرا شکر اچارج سینکے تو تھاری ہڈیوں کا نشان نہ رہیگا جلد کر خاک کر دیں گے اگر طبیعت نہیں مانتی تو پناہ سے استغاثہ کرو شاید ۳۰ راتھارا عقد ہو جائے پھر کوئی ہرج نہیں آ رہا ہے بہت سمجھایا اس پر شیطان سوار تھا نہ مانا اور زبردستی فعل کا ترکب ہوا آ رہا روتی رہی ۔

سرگ ۹۲

شکر اچارج کا سراپ راجہ ڈنڈ کو

شکر اچارج جی کند مول پھل پینے کے لئے باہر گئے تھے جب آنے لڑکی کو روتے دیکھا پوچھا کس واسطے روتی ہے آ رہا ہے کل ماجرا راجہ ڈنڈ کا بیان کر دیا شوکر اچارج آتش غضب سے برا فریضہ ہو گئے۔ راجہ ڈنڈ کو سراپ دیا کہ اس بکھت تو نے گرو کی لڑکی سے یہ حرکت کی ایک ہفتہ کے اندر تیرا خاندان اور رطے بائے ناش ہو جائیگا سوچن تک پنے راج میں خون برسیگا کوئی جیتا نہ بچے گا جو کوئی اس جنگل میں رہتا ہو نکل جائے در نہ سات دن کے اندر ختم الٹ جائیگا پھر آ رہا کو سراپ دیا کہ جس وقت تجھ سے

پہل بکا طالب ہو تو نے سراب کیوں نہیں یا معلوم ہوتا ہے تیری بھی مرضی تھی رسد
تو بھی ایک جی جن ہرگز ایسی ہیگی جب راچندراو تاسے کر یہاں آئیگے۔ اس وقت سراب
سے چھوڑ بیگی۔ ایک جو جن تک ہو تا اور دین پنا بگاڑ نہیں سکتے سری ہمارا ج یہ
وہی ڈنڈک بن ہے بہت سے رشیوں نے تپ کیا ہے اس جو سے جنتھان کہلاتا ہے
اتنے میں شام ہو گئی سری ہمارا ج سندھیا کے لئے تالاب پر آئے ۛ

سرگ ۹۳

اگست رشی کی زبانی سری راچندرجی کی تعریف

سری ہمارا ج سندھیا کر کے اگست رشی کے استھان پر آئے کندھول پہل بھون
کیا راتنا بھر کتنا بار تا کا چر چار ہا صبح مت نیم سے فراغت کر کے اگست رشی سے
اجار ت پاہی کہ کم ہون تو مکان پر جاؤں آپ کے درشنوں سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں
اگست رشی نے فرمایا کہ آپ دھن میں سب کو اپنے درشنوں سے من موکش پادی تیتہ
ہر یو یا ایشوہ میں آپ کی جاترا سو کھل ہوئی اب جو دھیا پور جاے سری ہمارا ج
نے اگست رشی کے قدم چوے اور بان پر چڑھ کر جو دھیا کی طرف جاتا کی شیبوں
نے سری ہمارا ج کو اشیر باد دی سری ہمارا ج جو دھیا پوری میں پہنچ کر راج کرتہ
لگے اور بھرت لچھمن کو بلا کر پاس بٹھالا ۛ

سرگ ۹۴

سری ہمارا ج کو راجسی جگ کرنے کی تمنا

سری ہمارا ج کی اجازت سے بھرت لچھمن بیٹھ گئے اور سری ہمارا ج کہنے لگے
کہ برہمن کا کام ہو گیا اب راجسی جگ کرنے کی تمنا ہے اس جگ سے بہت پھل
سے ہمیں بھر بھر کے پاپوں سے نجات ہوتی ہے تم لوگوں کی کیا تجویز ہے بھرت جی نے
عرض کیا کہ سری ہمارا ج خود ہی ہرم وپا در سب کو پھل دینے والے ہیں آپ کے نام لینے

دنیا کا بیڑا پار ہو جاتا ہے سری ہمارا ج نے بھرت کی ہاتوں سے خوشنودی ظاہر کی
تم شدہ آتما ہو عقلمند ہو مہتا ہے کہنے کو مان لیا جگ کرنے کی ضرورت نہیں

سرگ ۹۵

آشومیدھ جگ کی تجویز

لچھمن جی نے سوچا ایسا نہ ہو کر امیندرا اپنا منور تھا بھنگ ہونے کو دیکھ کر بچیدہ ہو
جائیں عرض کیا راجسی جگ سے تو آشومیدھ جگ کیجئے یہ کل گنا ہوں کو دور کرتا ہے
اندر نے ہزار گناہ کئے جب آشومیدھ جگ ہوا پاپ کا فور ہو گئے برتر ایت برا بد
راچس تھا جو پہاڑ کی طرح سو جو جن لیا اور اس کا گنا اور پنا تھا بڑا مہر ماما گزرا ہے
تینوں لوگ اس کے قبالی کی تابع تھے اس کے راج میں معرم کی اس قدر زرتی تھی
بہتر جوتے زمین سے غلہ پیدا ہوا تھا برتر نے تپ کر نیکا ارادہ کیا اور اپنے لڑکے کو
کوراج سوئپ کر باضت میں مشغول ہوا دیوتوں میں کھلی پڑا گئی۔ ریشن کے پس
پیشے ہمارا ج برتر ایت تپ کرنے لگا تپ کے زور سے تینوں لوگ جیت چکا ہے
اس کی پیشیا پوری ہو گئی تو ہمارے رہنے کی جگہ نہ رہی اب کوئی تدبیر نہ ہے کہ
جس میں یہ مارا جائے آپ سے امان کے خواستگار ہیں

سرگ ۹۶

ریشن بھگوان کی ہدایت سے برتر اسر کی موت

ریشن بھگوان بولے کہ برتر اسر تو میل رکھتا تھا اور سی جہ سے ہم بھی مواخذہ کرتے
تھے اب کیا ہو گیا جو تمہیں جلا وطن کرنے پر تیار ہوئے خیر دیکھا جائیگا۔ تم جاؤ لڑائی
کے سامان کر اپنے ہاتھ سے تو مار دنگا نہیں الیت میرا ایک انس اندر میں دایک
اندر کے بچر میں اور تیسر انس میرا جہاں لڑائی ہوگی بیگا۔ اندر ہی کے ہاتھ
سے برتر اسر کی موت ہے اندر ریشن بھگوان سے رخصت ہو کر برتر اسر کے پاس

پہنچے رو تپ میں مشغول تھا چہرے پر ریاضت کی جتنی نمایاں تھی جدال برس رہا تھا دیوتوں کے دل میں کپکپی نمایاں ہوئی اندر سے عرض کیا آپ کیوں چوتے ہو وار کیوں نہیں کرتے بگلا کا ایسا دھیان لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے موقع غنیمت ہے اندر نے دیوتوں کے اصرار سے بکرا مارا۔ بھر پڑتے ہی برزائس کا سر زمین پر لوٹنے لگا برہم ہتیا سامنے آئی۔ اندر بھاگے برہم ہتیا نے پیچھا کیا۔ اندر نے تینوں لوگ میں گشت لگائی۔ کہیں امان نہ ملی۔ دیوتوں نے لشن بھگوان کو گھیرا مارا ج برزائس اُس کے مرنے سے برہم ہتیا پیچھا کر رہی ہے کہیں پناہ نہیں ملتی اندر پریشان ہیں آپ بچائیں تو ہو سکتا ہے برہم ہتیا بلا سبے درماں ہے چاندال سے بڑھ کر ہے کیونکہ چنڈال کو تو کھڑا بھی ہونے دیتے ہیں۔ مگر برہم ہتیا کی صورت سے لوگ بھاگتے ہیں لشن بھگوان نے اندر کو آتشویدھ جگ کرنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ آتشویدھ جگ سے برہم ہتیا بھٹکنے نہیں پائی آتشویدھ جگ سے ہماری روح خوش ہوئی ہے باپ دور ہو جاتے ہیں اور اندر نے اپنی کھلائی کے لئے برزائس کو مارا ہے اس لئے آتشویدھ جگ کرنا لازمی ہے یہ کہ لشن بھگوان اندر دھیان ہو گئے

سرگ ۹۷

راجہ اندر پر برہم ہتیا کا تعاقب

اندر لشن لوک سے روانہ ہوئے برہم ہتیا پیچھا کئے ساتھ ہے اندر کے پاؤں نہیں اٹھتے تلوں میں چھلے پڑ گئے ہیں اس قدر تکلیف اٹھائی کہ چوڑا سی جون بھو گئے ہیں بھی یہ مصیبت نہ ہوتی ہوگی لچھمن فی سری مارا ج کہ یہ کتھا سنا کر عرض کرتے ہیں کہ ادھر م کا نتیجہ اچھا نہیں۔ ادھر میوں کی یہی حالت ہوتی ہے اندر جان چھپائے ایک تالاب پر پہنچے جہاں کنول پھول ہے تھے چو طرفہ سبزی لگی ہوئی تھی درخت لہلہا ہے تھے تالاب کا پانی موتی سا چمکتا تھا اندر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ چھوٹا سا روپ بنا کر کنول کے پھول میں چھپ کے برہم ہتیا تالاب پر اندر کے اشتیاق میں کھڑی رہی مدت گزر گئی مگر اندر کنول کے پھول سے باہر نہ نکلے اتنے میں قحط پڑ گیا مساک

باراں سے ندی نالے خشک ہو گئے ہزاروں جانور پیاس سے جان بچتے ہوئے آبی جانور تو ایک نہ بچا اس حالت میں بھی برہم ہتیا دہاں سے نہ ٹہی دیوتوں کے چھکے چھوٹے ہیں کیا کریں جو برہم ہتیا سے اندر کو نجات ملے ناچار پھرشن کے پاس دوڑے آئے اور التجا کی سالہا سال گزرے اندر کی صورت دکھائی نہ دی برہم ہتیا بدستور تالاب پر کھڑی است بسب تک خود بد دولت نہ چینیگے اس بلا سے نجات نہ ہوگی۔

بشن بھگوان دیوتوں کے ہزارہ چل کھڑے ہوئے اور تالاب کے کنارے دیوتوں کے آشوبیدہ جگ کراز شروع کیا جگ ختم ہوا۔ برہم ہتیا کھسی چیتے وقت بشن بھگوان سے بولی کہ اب میں کہاں جاؤں دیوتے بولے کہ یہ مجال کسی میں نہیں ج تم کو اکیلا اپنے سر پرے سے بشن بھگوان نے کہا تمہارے لئے چار جگہیں مقرر کی گئی ہیں اگر پسند ہو تو وہاں جا کر رہو۔ برہم ہتیا بولی ایک تو مذیوں میں اپنا مکن بناؤنگی دوسرے اور سرزمین میں۔ تیسرے جوان رت میں جو جین سے ہوتی ہے۔ اور چوتھے اس شخص میں میرا قیام ہوگا جو رہمن کو مبعوضا کھنکھاتے اور گایا لیتے ہیں شاستر کی عزت نہیں کرتے دیدر کو ان کا بنایا ہوا سمجھتے ہیں ہاں گنگا کشاں کرنیوالوں یا گنگا کے کنارے رہنے والوں کے سلسلے میں میں جاسکتی ہوں بشن بھگوان بولے بہت اچھا برہم ہتیا رفو چکر ہوئی اور اندر کنول سے برآمد ہوئے لچمن جی کہتے ہیں کہ آشوبیدہ جگ بہت جگوں سے افضل ہے اگر بھرت جی پسند کریں تو آشوبیدہ جگ کیجئے۔

سرگ ۹۸

سری ہماراج کی زبانی آشوبیدہ جگ کے پھل

بھرت جی نے بھی پسند کیا سری ہماراج آشوبیدہ جگ کے پھل کسے لگے بیان فرمایا کہ زانہ سف میں کروم نامی ایک راجہ گزرمے میں ان کے لڑکے ایل بڑے پڑاوی ہوئے ان کے عہد میں رعیت بہت خوش رہتی تھی ایک دن شکار کی تلاش میں کسی ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑا یا ہرن نے زخمی ماری اور تھپا قاربا ایک نق و بقی صحر میں پیچھے شام

کا نزدیک جی نے یہیں جنم لیا تھا اس وقت شیوجی پاروتی کے ساتھ گلگشت میں مصروف تھے پاروتی جی کو غیر مرد کے آنے سے حجاب ہوا شیوجی سے پرارتھنا کی جو کوئی اس جنگل میں آئے استری ادب ہو جائے اس ن سے جتنے پشتو چھپی اور درخت تھے سب عورت ہو گئے راجہ کی فوج تلاش کرتے ہوئے وہاں آئی وہ بھی اس جنگل میں قدم رکھتے ہی زمانے ہو گئے سب کو فکر ہوئی کہ یہ کون گت ہماری ہوئی شیدو جی سے سمجھوں نے شکایت کی کہ کس جرم کی پاداش میں ایسی حالتیں بہا رہی ہوئیں شیوجی نے مسکرا کر فرمایا کیا عورت کا جامہ بیکار ہے کیا اس کی کچھ عزت نہیں راجہ ایل چپ ہو رہے کہ کیا کروں پاروتی جی سے عنایت ظاہر کیا مہارانی کرپا کیجئے مرد کا جامہ دیجئے پاروتی جی بولیں کہ میں اردھنگی شیوجی کی کمائی ہوں اس لئے آدھا بردان مے سکتی ہوں آدھا مہادیو جی سے مانگو۔ راجہ کو اور بھی فکر ہوئی۔ کہ آدھے بدن سے آدھا پریش اور آدھی استری کس طرح سے رہو تگا پاروتی جی سے بولے خیر ایسا کیجئے کہ ایک مہینے تک مرد ہو کر راج کالج دیکھو اور ایک مہینے استری ہو کر گرہنتی کے دھندوں میں لگوں شیوجی نے کہا جیسا ہی ہوگا

سُرگ ۹۹

راجہ ایل کا قصہ

راجہ ایل برہان پاکر استری ادب میں آئے تھے اس جنگل کے قریب ایک پہاڑی تھی اور پہاڑی پر ایک سرد در آب و تاب سے بہا تھا سرد در کے کنارے بدھ رشی تپ کرتے تھے جل سین میں ہری بھجن ہوتا تھا راجہ ایل طرح دار عورت بنے ہوئے بدھ رشی کے پاس گئے بدھ رشی کا دل طرح دار عورت دیکھ کر مائل ہوا ہری بھجن چھوڑ کر عورت کے پاس آئے حسن جمال کی تعریف کی نام پر چھا عورت کچھ بولی ساتھیوں نے جو استری ادب تھے کہا مہاراج انکے خاوند نہیں ہیں باکو ہیں شوہر کی تلاش میں جنگل جنگل باری پھرتی ہیں بانکا جوان نہ لے آپکا جی چاہتے تھانکے ساتھ میا شرت کیجئے بدھ رشیے سوا اور کیا چاہتے تھے مراد برائی طرح دار عورت کے ساتھ کھوگ کرنے لگے۔

سرگ ۱۰۰

پارہی کے سراپ سے راجہ ایل عورت روپ میں

طالب مطلوب وصل دلدار سے خوش تھے ایک مہینہ خوب چین سے کٹا بدھ رشی نے اپنا نسب بتایا کہ میں چند رماں کا لڑکا ہوں اتفاق سے ایک دن بدھ رشی معشوقہ کے ساتھ ہم صحبت تھے مہینہ ختم ہو گیا عورت مرد ہو گئی بدھ رشی دانتوں سے انگلی دبا کر بھاگے۔ سرور میں غوطہ لگایا اور ہر ہنسی بھجن کرنے لگے راجہ ایل مرد بن کر بدھ رشی کے آشرم میں پہنچے آواز دی کہ ہمارا اب یہ بے انتہائی ایسی کج ادائیگی کی بات بھی نہیں کرتے خیر اتنا تو بتا دیجئے کہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں بالیک جی کا قول ہے جب انسان نفس امارہ کا مطیع ہو جاتا ہے۔ شہوت پرستی زنا کاری غلبہ کرتی ہے۔ تو دھرم اور کرم کا لحاظ نہیں رہتا۔ دروغ گوئی جھلسازی کذب و نخوت و ماغ میں سما جاتی ہے بدھ رشی نے کہہ دیا کہ جہاں تمہارے ساتھی رہتے تھے وہاں تو پتھر گرے سب کے سب عدم آباد سدھارے کسی بات کا ڈر نہ کریں یہاں رہو جب عورت ہو گے پھر مڑے اڑا بیٹھے۔ راجہ ایل ساتھیوں کے ضائع ہونے سے اندھ بھول ہوئے بے ساختہ چیخ نکلی گئی ہائے! اب کیا کروں کس منہ سے گھر جاؤں بدھ رشی بولے گھبراتے کیوں ہو۔ ایک سال ہمارے پاس رہو جتنے لوگ مرے ہیں سب کو زندہ کر دوں گا۔ اکیلا جانا اچھا نہیں راجہ کو بدھ رشی کی باتوں سے ڈھارس ہوئی۔ بدھ رشی دیوتا اور پتی ہیں ان کی دعا سے ضرور ساتھی لوگ زندہ ہو جائیں گے۔ ایک سال رہنا قبول کر لیا۔ جب مہینہ گزرا راجہ ایل نے عورت کا جامہ پایا بدھ رشی کی چینی بیوی بن گئے۔ نو مہینے گزرنے پر ایک لڑکا پیدا ہوا پروردانام رکھا گیا۔ رشی جی بہت خوش ہوئے۔ راجہ ایل کو گھر جانے کی لگی تھی کہ کسی طرح سال گزرے ساتھی زندہ ہوں اور اپنے گھر جا کر کار و بار سلطنت کیجیں کل کارخانے ابتر ہونگے بدھ رشی بھی شش پنج میں تھے کہ اگر یہ چلی گئی تو لڑکے کی پرورش کون کریگا۔ میں اکیلا کیا کروں گا۔

سُرگ ۱۰۱

راجہ ایل کا سراپے چھٹکارا

استہیں جیون رشی بہت سے رشیوں کے ساتھ بدھ رشی کے استھان پر ارد
ہوئے راجہ نے مال کمار رشیوں نے دعادی اور آتشویدھ جگ کرنے کی ہدایت
فرمائی آتشویدھ جگ سے لہاری مراد پوری ہوگی۔ شیوجی خوش ہو کر بڑا ن دیئے
اور اس سراپے سے چھوٹ جاؤ گے رشیوں نے راجہ ایل سے جگ کرایا شیوجی نے
پاربتی کے ساتھ درشن ہئے فرمایا تم سے خوش ہوں جو چاہے مانگ لو راجہ ایل نے اپنی
ساجت بیان کی جو حالت پہنچتی ہو جائے یعنی خورت کے جامہ سے ہالی ہو ہمیشہ مڑ رہوں
شیوجی نے کہا بہت لپھا ایسا ہی ہو گا یہ کہہ کر ان فرمایاں ہو گئے برہمنوں اور رشیوں نے
آشیر باد دی ۴۰

سُرگ ۱۰۲

آتشویدھ جگ کی تیاری

سری نارائن نے دربار منعقد کر کے آتشویدھ جگ کے بارے میں مشورہ لیا۔ امیر وزیر بک
کے برہمن اور رشیوں کی طلبی ہوئی سب کی صلاح ٹھہری کہ اس سے بڑھ کر اور کون
کا ہے آتشویدھ جگ ضرور ہونا چاہئے یہ خواں برہمن معرناض اور نفس کش رشی مدعو
کئے جائیں ہنواں جی انکا میں جا کر بھجیکن اور رانی مندووری کو مدعو کریں دیگر ملک
میں سیفر بھیج کر راجوں میں نوید تقسیم ہو۔ پگنہ شالاکو متی کے کناسے استھاپت ہو چار سو دہ
خواں برہمن کے لیفر بھیجے پورا نہیں ہو سکتا ہر ایک کی خاطر ہدایت میں کسی قسم کا تکلف
باقی نہ ہے غریبوں محتاجوں میں کھانا تقسیم ہو انواع و اقسام کے کھانے مرتب ہوں
گیہ کے سامان میں تیل گھی۔ مونگ۔ موہنی۔ نمک تل وغیرہ کی بہنات ہے ہر ایک
نہم کی جنس کا ذخیرہ ہو بار برداری کے چالو ہر وقت موجود رہیں نہ معلوم کس کو کس

وقت ضرورت پڑے کسی ہزار گارڈی رتھ چھوڑے مٹیامیں کسی قسم کی کمی نہ ہونے پائے
 کی پڑنے سے بھی یگیہ پورا نہیں ہوتا اور بچے بہنے سے گنجائش رہتی ہے یگیہ شالا
 کے چاروں طرف دکانیں دگائی جائیں لڑکوں سپاہیوں کا پرہ ہے تاکہ امن
 میں خلل نہ پڑے پائے سلاطین نامدار جو دیگر ممالک سے آئینگے ان کی بود و باش
 کا انتظام بہت خوش اسلانی سے کیا جائے عمدہ عمدہ عمارتیں خیمہ خرگاہ خوبصورت
 سے سجائے جائیں سونے کی مورت سری جاکھی جی کی بنا چاہے کیونکہ ہمارا رانی
 موجود نہیں ہیں اور بغیر استری کے یگیہ نہیں ہوتا اور عہد شاستر میں ہدایت ہے
 کہ اگر عورت پڑیس میں ہو یا مرگئی ہو۔ پیار یا ضعیف یا پیری سے بیٹھ نہ سکتی
 ہو تو سونے کی پاکس کی مورت بنا کر استقلین کی بجائے لنگریو کے حوالے مودی
 خانہ ہو وہ ہر شخص کی نگہداشت خوب رکھینگے رانی مندوری کے ذمہ راجوں اور
 رشیوں کی عورتوں کی جہاں لڑائی ہو۔ بھرت جی نے شاہی خزانے سے سونا
 نکلوا کر سینا ہارانی کی مورت بنا تا شروع کی اور چھمن جی زر کثیرے کر دیگر سامان
 کی درستی میں مصروف ہوئے یہ

سرگ ۱۰۴

اشومیدہ یگیہ کے ساز و سامان کی درستی

چھمن جی نے مہنت بھر کے اندر کل سامان لیس کر دے سری ہمارا ج دیکھ کے آند ہو گئے
 چھمن جی سے فرمایا کہ جو راجے اور سلاطین وہاں ہیں انہیں تکلیف نہ ہونے پائے ہمارے
 میں کسی نہ ہو جو چیز درکار ہو فوراً بھیجنا۔ راجوں ہمارا جوں نے سری راجندر کی خدمت
 میں بے با نیلم یا قوت ہیرے جواہر پیشکش کئے سری ہمارا ج نے نذرین قبول کر
 لیں اور بھرت کو حکم دیا کہ تم جا کر ایک نظر دیکھ لو کسی چیز میں کمی تو نہیں ہے ہمارا ج
 کی اجازت سے ہر شخص اپنے اپنے کام پر مستند ہو گیا گو مٹی کے کنارے یگیہ شالا
 استقامت ہوئی اور یگیہ شروع ہو گیا چھمن جی یگیہ کی حفاظت کرنے لگے عجب

حلقہ آتا تھا بہ سودی خانہ میں چیزوں کی مانگ ہوتی تھی ایک کی بجائے سو گئی دی
سہاٹی تھی اور پھر لاڈ لاڈ کی آواز کم نہ ہوتی تھی کوئی شخص افسردہ دکھائی نہ دیتا تھا۔
مہاراج اس انتظام کے ہر خواں تھے کہ ایسا انتظام آیا بیگم آج تک دیکھنے میں نہیں
آیا کہ جہاں کوڑی کا خرچ ہے اشرافی ملتی ہے جواہرات کا ڈھیر روپا اشرافی کا ذخیرہ
لگا تھا کہ جس کو ضرورت ہوتی حاضر کر دی جاتی سگریٹ بھیکم بیش قیمت کپڑے
اور نفیس پوشاکیں غریب محتاجوں میں تقسیم کرتے تھے زیور المصاعف تھا ۔

سرگ ۱۰۲

بالیک جی کی ہمراہی میں لو اور گیش کی آمد

میں جگ کے وقت سری بالیک جی لو اور گیش کو ساتھ لئے اچو دھیا پوری پہنچ گئے
اور آٹھ گھنٹہ بیگم کو دیکھ کر خوشنودی ظاہر فرمائی سگریٹوں نے پکوان سامنے رکھ دیا۔
ہمارا ج پہلے بھوجن کر لیں پھر بیگم سالہ کا منانہ کریں بالیک جی نے کھانا تناول
فرمایا گیش اور لو کو ہدایت کر کے یہاں کھانے کا گارن کر دیا۔ بیگم نے اور جہاں
خود ہوت کی نشست پر بٹھری بھجن کر کے سری ہمارا ج کو آئندہ پاکر اپنے کھانے کے واسطے
کنہ بول پھل سانچہ میں جس وقت بھوک لگے کھا لینا اپنی زبان سے مانگنا نہیں ہیں
ہیں سرگ رامائن کے اشوک سریلی آواز سے ہمارا ج کو کھانا مال سرکا بہت خیال
رکھا جو کوئی شخص تمہارے گانے سے خوش ہو اس کے معاوضے میں کچھ دے تو خبردار
نہ لینا۔ کیونکہ ہم رشی کہلاتے ہیں دھیمپہ چھوٹے نہیں اگر سری ہمارا ج تمہارے باپ
کا نام پوچھیں تو ہمارا نام بتانا کہ ان کے چلے میں سب لوگ یہی جانتے کہ بالیک جی
کے لڑکے گان دیا خوب جانتے ہیں روزانہ بال کا ہڈ میں پہلے مارو کا اپنا پیش پاٹھ
کرنا پھر میں میں سرگ سنانا اور ٹوٹے کا بہت اچھا ایسا ہی کر بیٹھے ۔

سرگ ۱۰۵

رام کھتا۔ لو۔ گیش کی زبانی

رات ختم ہو گئی سپید صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی لو اور گیش اٹھان اور پو جا کر کے

رامائن کا پاٹھ کرنے لگے رشتہ رفتہ یہ خبر ہمارا ج کو پہنچی کہ بالیک جی کے دوڑ کے آئے ہیں
 رامائن کے اشلوک اس خوش الحانی سے پڑھتے ہیں کہ دل کیھنچا جاتا ہے راجہ رشی -
 پنہات - برہمن - ویش - دیا کرنی اور اچھے اچھے گوپتے - شاستری کوئی دشاعر گندھ
 کو ہمارا ج نے بلوایا اور اچھے اچھے پرتکلف بچھونے پر بٹھلائے گئے بعد ازاں دو
 لڑکوں کی طبی ہوتی چوہداروں نے حاضر کیا - طنبور اچھڑا اور سرکار کو دلونے رامائن
 کے اشلوک پڑھنا شروع کئے ہر شخص غوہو گیا - کوئی اچھوستانے کوئی وجد کے عالم میں ہے
 سب کی نظر کش اور لوہو پر گئی - بعضے کن پھوسیاں کرتے تھے کہ کیسے خوبصورت لڑکے
 ہیں برہمن اپنے ہاتھ سے بنائے سری ہمارا ج سے اس قدر شاہ ہیں کہ بال برابر
 فرق نہیں معلوم ہوتا ہے کہ سری ہمارا ج نے تین روپ وھارن کئے ہیں -
 کش اور دلونے پھر نارو کا اپدیش بیان کیا پھر بیس سرگ کے اشلوکوں پر
 تان ماری لوگوں کے دل بے قابو ہو گئے یہی جی چاہتا تھا کہ سنا کریں گاتے گاتے پھر
 گزر گئی سری ہمارا ج نے محفل کی برخاستگی کا حکم دیا اور بھرت جی سے اشارہ ہوا کہ
 ان لڑکوں کو خزانے سے اٹھادہ اٹھادہ ہزار راشنی دلوادو - سوئے اس کے ادوجو
 غرض ان کی ہو پوری کر دی جائے بھرت جی نے اشرفیوں کے توڑے لو اور کش
 کے سامنے رکھ دئے لڑکوں نے انکار کیا کہ ہم نہ لینگے ہم تو بن کے رہنے والے
 کندبول پھل کھانے والے اشرفیوں کو کیا جانیں ہمارے کس کام کی - افسوس اس
 بات کا ہے کہ سری ہمارا ج نے ہر غی بھجن کی دھاں نہیں سمجھی اگر سمجھتے تو ایک نہ کرتے
 لوگوں کو تعجب ہوا کہ برہمن ہو کر لاچ نہیں دل کے غنی ہیں لاکھوں کی دولت پر نگاہ
 نہیں کرنے برہمن تو طمع کے بندے ہیں جو کچھ دیا جائے ہاتھ پھینکا کر لے لیتے ہیں -
 ان میں استغنا کہاں سے آگئی سری ہمارا ج دو نو بچوں کی باتوں سے شرمندہ ہو گئے
 پوچھا یہ اشلوک کس کے بنائے ہیں غضب کی شاعری کی ہے پھر خیال ہوا کہ اشلوک
 تو سن چکا ہوں یہ تو بالیک جی کی تصنیف ہیں پھر پوچھا بالیک جی کہاں ہیں بچوں
 نے جواب دیا کہ یگیہ شالہ میں ہونگے چوبیس ہزار اشلوک اور پانچ سو سرگ سات
 کاٹھ بالیک جی اسے بنائے اور یہ اشلوک جب تک دنیا رہی ہر لغزیری سے پڑھے جائیگے
 اور جو یہ کہتا سنتیں سنائیں گے ہر محنت کمال لینگے -

سرگ ۱۰۶

سری ہماراج کی خواہش جانکی جی کی طلبی

روزانہ گائے چوپا ہونے لگا سری ہماراج رامائن سنتے اور لادو کشا میں خوش الحانی سے گاکر سنتے کہ حاضرین کی روحیں پھٹک اٹھتیں سینا کی جلاوطنی تک پہنچے یعنی جب گرجہ دتی سینا کو سری رانچندرنے نکال دیا یہاں تک کی کتھا میں سنائی گئیں تب سری ہماراج کہ ہوش آیا کہ یہ تو سینا کے رٹ کے ہیں جو بلاروں کو بلا کر فائز کی کہ بالیک جی سے عرض کر وہ جانکی میں آکر دوش نہ ہو تو ہمارے یہاں چلی آئیں جو پلاروں نے پیام پہنچایا۔ بالیک جی نے بھی منظور کر لیا۔ سری ہماراج بھی اس شروہ جان بخش سے بہت خوش ہوئے وہ دن توجیوں تیوں بسر کیا اور دوسرے روز کی انتظار میں رات بھر بڑی شکل سے اس امید پر کاتی کہ سری جانکی جی یہاں آ جائیں گی ۔

سرگ ۱۰۷

سینا جی کی پاکبازی پر بالیک جی کی قسم

سری ہماراج سری جانکی جی کی یاد میں کڑوائیں بدلا کئے اچھی طرح سویرا نہ ہوئے پایا تھا کہ دربار میں جا کر بیٹھ گئے ہماراج کے آنے سے بٹشٹ جی یارورشی پربت رشی لبوا متر کٹکٹا چاراج۔ مارکنڈے پتیون۔ شی۔ بھارودہاج۔ رگتم رشی بھجیکین سگریو اور رلیس دیس کے راجے اور بہمن۔ چتری۔ دیویش۔ شورو اور بہت سے ہاتھ اور ہاتھیں ایسی وقت پہنچ گئے سبھوں کو سینا جی کے آنے کا خیال تھا ہر ایک کی ٹانگی بندھتی تھی دیکھیں کہ کب سینا جی آتی ہیں اتنے میں آگے آگے بالیک جی اور چھپے چھپے جانکی جی سر نیچا کئے ہوئے چلی آئی تھیں گریار ہوا اور ہوتی ساتھ میں ہمارانی کی آنکھوں میں جل یہ رہا تھا سب کے دلوں میں رنج پیدا ہو گیا لیکن سمجھ لیا کہ انہیں اپنی جلاوطنی سے

اطلال سے یہاں آنا نہیں چاہتیں۔ مگر ہمارا جہم پھل ہوا کہ جگت جنتی مہا مائی کے
 روشن لگے بعضوں کی زبان سے ہمارا ج کی شان میں مرجا اور سنت کے کلے نکل
 تھے اور بعضے جانکی جی کے استقلال اور تحمل کے معترف تھے اور بعضے سری رام
 اور جانکی جی کو مبارک باد دیتے تھے غرض سینا جی بالیک کے ساتھ دربار میں آئیں اور
 بالیک جی نے کہا کہ سینا عصمت اور عفت کی چینی ہے پاکبازی اور پارسائی میں
 اپنا نظیر نہیں رکھتی لوگوں نے کانگ لگایا سری ہمارا ج نے نکال دیا آپ لوگوں کو
 یقین دلانے لگی کہ میری سی بہتی برت عورت دیوتوں میں بھی نہیں گشت اور لو جانکی کے
 نور نظر میں ایک ہی ساتھ دونوں پیدا ہوئے اب لوگوں کو ان پر اعتبار ہو یا نہ ہو مگر یہ
 کتا ہوں میں نے کئی ہزار ریس تپشیا کی میرا کل ریاض می ہو جائے جو جھوٹ بولتا
 ہوں جانکی جی کی پاکبازی میں کسی طرح کا شک نہیں ان کا دامن عفت و جسے
 سے پاک ہے اگر خیر بھی بدعت ہو تو ہمارے تپشیا کا پھل نشٹ ہو جائے میں پہلے
 کبھی جانتا تھا اور اب تو ہمارے استھان پر رہی ہیں ہر طرح سے دیکھ لیا دھرم کرم
 میں ان کا قدم ڈگنے والا نہیں۔ راجندر آپ نے بت برا کہا جو سینا جی سی
 پاکباز عورت کو بدنامی کے ساتھ نکالا۔

سرگ ۱۰۸

سری جانکی جی کا زمین کے اندر داخلہ

سری ہمارا ج بالیک جی اور جانکی جی کی طرف دیکھ کر بولے کہ آپ کا کتا پائیہ
 اعتبار سے گر نہیں سکتا ہمیں پہلے بھی شک نہ تھا اور اب تو بالکل جانتا رہا آپ قسم
 بیکار کھاتے ہیں آپ کے استھان میں بہنے سے میری شکایت جاتی رہی یہ دونوں رٹ کے
 ہمارے ہی تخت جگر میں اور جانکی جی بھی ہمیں ایسی ہی نگاہ سے دیکھتی ہیں لیکن بوند کے
 میں میں ہاتھ نہیں دیا جاسکتا یہ کہہ کر خاموش ہو گئے دیوتا راجندر کا منشا تاڑ گئے۔
 کہ اس کا دل ابھی تک صاف نہیں بیتا جی کی آزمائش منظور ہے پھر سری ہمارا ج
 مخاطب ہوئے اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ جانکی بے عیب اور پاک ہیں لیکن دیکھا کو کیا کروں
 اس لئے جانکی خود قسم کھا میں تب ہو سکتا ہے تب تک نسیم سحری بہنے لگی اندر اپنے

بغ کے پھولوں کی خوشبو دینے لگے یہ تعجب دیکھ لوگوں کے دل میں فکر پیدا ہوئی کہ ایسی خوشبو کہاں سے آئی دیو لوک میں تو دینس نہیں جا سکتی ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی اور دیکھ کر بولیں جو سری ہمارا ج کو منسا د اچا کر منسا سے جانتی نہ رہی ہٹا تو زمین پھٹ جائی یا ایک پل بھی میرا دھیان سری ہمارا ج سے الگ ہٹا ہوا کسی طرف لگا یا ہون میں میں شکاف ہو جائے تین دفعہ ہمارا فی نے اپنا ہی کہا۔ زمین اور ناگ ایک سنگھاسن جڑاؤ اپنے پھنوں میں کھسے نکل آئے اور ہمارا فی کا ہاتھ پکڑ کر سنگھاسن پر بٹھال یا اور گرو جی نے سنگھاسن کو اپنی پیٹھ پر اٹھایا۔ سینا جی کی پوجا کی اور سب کے دیکھتے سینا جی رساتل کو چلی گئیں دیوتا نکل نشانی کرنے لگے اور سب کی زبان سے تحنیں آفرین کہتے سنائی دے سینا جی دھن میں ہیں سینا جی دھن میں یہ جڑاؤ کچھ کر خیر سرخسب ہو گئے اور تینوں لوک میں یہ خبر پھیل گئی لوگوں کی خوشیاں بھی ہوئیں اور بعض جس زمین میں سینا جی سمائی ہیں ٹکلی لگائے نظر نہیں ہٹاتے +

سُرگ ۱۰۹

جانکی جی کے غم میں سری ہمارا ج کی مضطربانہ حالت جانکی جی رساتل پہنچیں۔ حاضرین نے شدت غم سے اشک بہائے ہندروں نے شور مچا یا سری ہمارا ج کو تن بدن کا ہوش نہ رہا خالک سر نہ چا ہو گیا اشک کا دریا اُبل پڑا۔ کچھ غصہ کچھ رنج حالت اضطرابی میں فرماتے تھے کہ عمر گزر گئی بہت مصائب جھیلے۔ مگر جو صدہ آج ہڑا ہے کبھی نہیں ہڑا۔ لنگا میں بہت سے گز نہیں سینا کی سفارت میں مہنوم رہا پھر بھی اس سختی اب عمر بھر کے لیے سینا چھٹ گئیں اے زمین تم نے کیا کیا میں تو تمہیں اپنی خوشدامن سمجھتا تھا۔ میری حالت ابتر ہوئی جاتی ہے زندگی محال ہے رحم کھاؤ۔ اور سری سینا جی کو ہمارے پاس بھیج دو۔ یا مجھے اپنی گود میں لے لو۔ پھٹھاؤ۔ ہم سا جائیں۔ پیڑ و پھیر و ہم بھی آتے ہیں۔ سینا کو روک لینا اگر سینا نہ ملیں تو جان لینا کہ زمین کا طبقہ الٹ دوں گا۔ قیامت ہو جائیگی سری ہمارا ج کی زبان سے محبوبوں وار کلمے نکل رہے تھے۔ ادھر دیوتوں میں کھلبلی پڑی۔

کہ ہمارا ج کو غصہ از حد ہے ایسا نہ ہو پر لے کر دیں برہما پاس پہنچے کیفیت بیان کی۔ برہما
دیوتوں کے ساتھ سری ہمارا ج کی خدمت میں حاضر ہوئے سمجھا یا ہمارا ج آپ نے
جس واسطے اوتار دھارن کیا تھا وہ کام ہو گئے سیدھا جی کے واسطے جنت
رہن ہے۔ ساکشات لکشمی جی ہیں چھیر ساگر میں مٹی کی زمین بھی فخر تھرا رہی
تھی۔ عاجزی سے بولی۔ جانی جی کے لئے روتے ہیں۔ جانی آسکتی ہیں۔
رامائن چرت رہی تو جانی ہیں۔ جو آپ روتے سنتے ہیں جتنا بالیک جی نے لکھا
ہے وہ سب سچ ہے۔ بال برابر فرق نہیں سب اگر جانی جی یہاں آئیں۔ تو
بالیک جی کا لکھا جھوٹا ہو جائیگا۔ کیونکہ رامائن میں یہ نہیں لکھا آپ رامائن
کو شروع سے آخر تک سینے جانی جی کے درشن ہوتے رہینگے برہما جی سمجھا لکھا
کے برحق نوک چلتے ہوئے دیوتوں نے استی گئیں اور سری ہمارا ج بالیک جی
سے گویا ہوئے۔ جنت و اوقات آپ نے رامائن میں لکھے ہیں سب سچ ہیں۔
جانی جی رامائن میں موجود ہے۔ انہیں انہیں۔ یہ کہہ کر انہیں اور لوگوں کو اپنے
پاس بٹھا لیا اور محفل برخواست ہوئی اور حکم دیا کہ کل کو تھا پھر ہوگی۔

سرگ ۱۱

کو شلیپا کیسی۔ اور سو منرا ماناؤں کی سرگیا نشی

رانت ختم ہو گئی۔ نذر کے ترے اشران پوجا سے فراغت کر کے راہ درشی درپا
میں آئے کش اور دودھ لڑکوں کو سری ہمارا ج سے اشارہ فرمایا کہ رامائن
پر پڑھو۔ کش اور نو گائے کے شروع سے آخر تک بڑے دھیان سے سنتے رہے
ایسا جانی کے سامنے کمال آیا۔ بعضوں نے گریبان چاک کیا باسے ہائے کے دوا
تائے بند ہوئے گئے کوئی سرٹیکتا ہے کوئی بیٹہ کو ٹھاکے مجھوں ہی حالت ہوتی سری
ہمارا ج نے کانا سو قوت کیا محفل برخواست ہوئی اور یگیہ میر جن کر کے اچھا ہوا جی
میں قدم زنجہ فرمایا بالیک جی کہتے ہیں کہ سری ہمارا ج نے عمر میں س ہزار یگیہ کیے
اور اہر کے دان ہوتے۔ اچ بھر میں صدم چرچا اور سری کی رتن۔ ہمارا ج سری ہمارا ج

غریبوں کی داد فریاد سننے کسی کا رویاں مبدل نہیں ہوتا وقت و وقت پر پانی
برساتا غلبہ کی ارزانی رہتی۔ ملک آباد رعیت شاد تھی نہ کوئی روگ تھا نہ مرض بے
وقت موت نہ آتی تھی۔ جبے تخت آیا پڑھا پا ازعد ہوا سپہ کو شایا جی بعد اسکے سو ترا
پچھریکھی سر عرش ہوئیں لہذا ناں اور راجہ جو ہمارا جہ دست کے محصر تھے اور جن سے
ہمارا ج کو ملی توفیق حاصل تھا۔ وہ ہر لے عالم جاودانی ہوئے۔ سری ہمارا ج نے
سبھوں کا فساد دھرم شاستر کے مطابق کیا۔ ۱۱ ہزار برس تک تخت سری ہمارا ج
تحت سلطنت پر جلوہ انگن رہے ۔

سرگ ۱۱۱

سندھ کی طرف فوج کشی

ایک روز راجہ کیکے نے گارگ رشی کو بہت سے قیمتی رتن جو اہرات دے کر سری
ہمارا ج کی خدمت میں روانہ کیا دس ہزار باد رفتار گھوڑے زمین لگام سے درست
بلور تختہ کے پیچھے۔ گارگ رشی کی آمد سن کر سری ہمارا ج نے کش جی کو استقبال کے
لئے بھیجا۔ کش جی بڑے تہاک سے پیش آئے قدم چومے اور اپنی رتھ پر سوار کر کے سری
ہمارا ج کے پالوس ہوئے۔ سری ہمارا ج نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور پرتکلف آسن پر
بٹھالا۔ جس طرح ہمہ سپت دیوتا کی راجہ اندر خدمت کہتے ہیں۔ گارگ رشی کی سیوا
میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا مزاج چرسی کی اور آنے کا سبب دریافت کیا گارگ
رشی نے انہوں نے انہوں گندھربوں نے بہت سنا ہے سندھ کے ملک میں زور باندھ کھا
ہے کسی کی سنتے نہیں رعیت پریشان ہے رشی مہی عاجز ہیں میدو کہ گندھرب کی اس
قدر اولاد بڑھی ہے کہ خالی سندھ میں نین کر دے گندھرب اس وقت موجود ہیں۔
زمین پر قدم نہیں ہر تے۔ کس میں طاقت ہے جو ان سے سرگرم پرکار ہو۔ اور
ملکوں کا کیا ذکر ہماری استعاضے کہ یہ گندھرب شہر بدر کیے جا رہے۔ کہ ملک آباد
رعیت شاد ہو۔ سندھ میں غدر چاہے رعیت دیکھی ہے لوگ شہر چھوڑ سکے، بھاگے جلتے
ہیں رعیت کا قتل بڑا نہیں لگتا سری ہمارا ج نے پشکل بھک بھرت کے لڑکوں کو فوج

کی کہ تم فوج بیکر جاؤ۔ بھرت جی سپہ سالار رہینگے اور تم دروگندہ لوگوں کے آمادہ پیکار ہو۔
جب ملک سندھ کے قیصر ہو جائے گا تو سب بھاگ جائیں یا ملک ہوں تب سندھ از سر نو
آباد کر دینا مہاراج کے حکم سے لڑکوں نے ہتھیار سجائے فوج آراستہ ہوئی اور بھرت جی کی نگرانی میں
ملک سندھ کی طرف کوچ بولیا جس وقت اجودھیا سے کوچ ہوا بہت سے رندے شیر چیتے
تیندے اور گوشت خور اور خونخوار پرندے بھی فوج کی ہمراہی میں چل کھڑے ہوئے۔

سرگ ۱۱۲

ملک سندھ کے قیصر ہونے پر بھرت جی کی اجودھیا کی طرف روانگی

گھاگ شہی پہلے بھرت کو لے ہوئے گھاگ میں پہنچے راجہ کیکے سے ملاقات ہوئی انہوں
نے بھی فوج بیکر بشمولیت بھرت جی سندھ پر چڑھائی کر دی معرکہ جال قتال گرم ہوا۔
سات شبانہ روز لڑائی رہی کسی کی فتح نہ ہوئی سندھ بھرت جی فوج کا سمندر بننے لگا بھرت کو
غصہ آگیا کال استر جس کو استر بھی بولتے ہیں لڑ دیا ایک ہی بان سے تین کروڑ گندھرب
یکدم سے ہلاک ہو گئے دیوتوں نے خوشیاں کہیں پھول برسائے بھرت جی نے ڈھنڈا بٹوایا۔
عیت آباد ہوئی سندھ و حصوں میں منقسم ہوا ایک کا نام تچھک سیلا پورا اور دوسرے کا نام شہر
مگر رکھا گیا دونوں لڑکوں کے نام سے دشر آباد ہوئے تالاب۔ باغ۔ باغیچے۔ کوئیں۔ بادیاں
موناٹیں گئیں پانچ برس تک بھرت جی ہاں سے جب پورا پورا تسلط ہو گیا حکومت بیٹھی
امن قائم ہوا۔ دونوں لڑکوں کے نام پر سکے جاری کئے گئے تب بھرت جی عازم اجودھیا
ہوئے اور پشکل تچھک اپنی اپنی راہ جدھانی میں حکومت کرنے لگے۔

سرگ ۱۱۳

چھمن جی کے لڑکے انگور چتر کینتو کے نام سے و جدید شہر بسا۔ گئے
ایک روز سری مہاراج تخت برص پر جلوہ افروز تھے بھرت اور چھمن بائیں اسناد میں
فتونات ملک کا تذکرہ چھتر اصرام ہوا کہ چاروں طرف میں حکومت کا کوہ بیٹھ گیا۔ آپ

نے فرمایا کہ شمال مغرب کی سرحد پر ایک مقام ہے اکثر سلاطین ادھر سے بھرت کھنڈ پر حملہ کرتے تھے اس کا تذکرہ مناسب ہے لہذا وہاں دو جدید شہر بسائے جائیں جنکی حکومت انچھمن جی کے لڑکوں انگد و چتر کیتو کے سپرد ہو یہ وہاں کا راج کریں بھرت جی کو ہمارا ج کی صلاح پسند آئی۔ عرض کیا بہت مناسب ہے عرض کیا بھرت جی دو نو لڑکوں انگد و چتر کیتو کو ساتھ لے گئے اور ان کے نام سے دو جدید شہر آباد کر کے دو نو لڑکوں نے اپنی عدل گستری سے رعایا کا دل ہاتھ میں لے لیا۔

سرگ ۱۱۴

کال یعنی موت کی حاضری

اجو دھیا پوری میں ہر روز راٹن چرچا ہوتا ہے رکش اور لو کی رکش اور پاٹ دار آواز کا ہر شخص مغرب ہے ایک روز ملک الموت تپسی کے بھیس سے دولکھ سلطانی پر حاضر ہوا۔ چوہداروں نے عرض کی۔ ہمارا راج نے انچھمن جی کو اشارہ کیا کہ وہاں تپسی کون ہے اور کیا غرض رکھتا ہے انچھمن جی تپسی کے پاس آئے اور غرض اور بات کی تپسی بولا برہما جی نے بھیجا ہے سری ہمارا راج کچھ کسے چھٹے میں عرض کر دوں گا۔ انچھمن جی۔ اے کے پاس آئے اور تپسی کی غرض سنائی۔ ہمارا راج نے حاضری کا حکم دیا۔ تپسی حاضر ہوئی۔ پالوسی کی اور ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ سری ہمارا راج نے پاس بیٹھا اور فرمایا کہ اپنی غرض کو بتیسی بولا۔ تپسی ہو جائے تب عرض کر دوں گا۔ آپ اس بات کو مدد کریں کہ جب تک میرے اور آپ کے درمیان باتیں ہوں کوئی نہ آسکے جو شخص آئے یا گفتگو سے مارا جائیگا سری ہمارا راج نے انچھمن جی کو کہہ دیا کہ پرہے پر ہنر کر دیا۔ آئے۔ ہنر کی روک ہوئی انچھمن جی دروازے پر کھڑے ہو کر آواز بن کہنے لگے اس وقت سری ہمارا راج نے تپسی کوئی شخص ہمارا راج سے ملاقات نہیں کر سکتا اگر جائیگی یا سرگوشی کریگا تو گردن آواز دی جائیگی۔

سرگ ۱۱۵

برہما کا پیام سری ہمارا ج سے

کال جو پیشی کے بھیس میں ہمارا ج کے پاس آیا تھا زمین ادب چوم کر بولا کیا آپ مجھے جانتے ہیں برہما اور بشن کا لڑکا ہوں بشن ادب آپ ہیں پر تھی کے ادھار کے لئے اودنا دھان کیا ہے اس لئے آپ کا بھی پتہ ہوں اگر شک ہو تو سن لیجئے جس وقت دنیا کی آفرینش بد نظر تھی آپ چھیر ساگر پرشین کر رہے تھے ناف مبارک سے کل اور کل سے ہم سا کا ظہور ہوا۔ آپ کی بایا سے میری بھی پیدائش ہے کال پرش نام ہے آپ سے عہد کیا تھا کہ راون کے مارنے کے لئے انسان میں اوتا رو نگا گل کام ہو چکے اب کس لئے سنسار میں قیام ہے ہم آپ سے زبردستی کر نہیں سکتے گستاخی میں داخل ہو گا مگر اتنی التجا ضرور ہے کہ بہت دن آئے ہو چکے اگر مرضی مبارک ہو تو بیکینٹھ دھام میں قدم بڑھ فرمائیں اگر ذات اقدس کو یہ منظور ہو کہ دنیا میں تو اس قائم ہو گیا ابھی اندر لو کہ دائرہ دولت میں شامل نہیں ہوا جب اندر آسن فتح ہو جائیگا تب ہر گ میں نہفت فرما ہونگے برہما کو عذر نہیں مرضی میں کیا چارہ سگر برہما کی التجا بھی قابل پذیرائی ہے ہمارا ج نے ہنس کے جوابے یا میں تمہارے آنے سے بہت خوش ہوا جو لوگ سدھ ہوتے ہیں تمہارے آنے سے نہیں ڈرتے یا کہ زرش ہوتے ہیں جس کام کیئے آتا ہو اٹھ پورا ہوا میں خود سوچتا تھا کہ اب چنا چاہئے یہاں کے کاموں سے نجات ہوگی لڑکوں میں راج بھی تقسیم کر دیا اب ضرورت پھرنے کی نہیں کہہ دینا بہت جلد آئیگی

سرگ ۱۱۶

اجو دھیا میں دُر باسا رشی کی تشریف آوری

یہاں گفتگو ہو رہی تھی کہ شاہی دو لنگرے پر دُر باسا رشی نے دھنک دی راجندر کو پوچھا۔ ملاقات کی غرض چٹائی لچھن جی سے عرض کیا تھا تو تو نصیب کیئے لانا ہو جائیگی

دور با ساشی پر بند ہوئے کہ ہم بکھر نہیں سکتے نے الفور عرض کر دیا اندر جانے دو کچھ مشورہ
 لینا ہے لکھمن جی بولے مہربانی کر کے مجھ سے فرمائے۔ میں کام پورا کر دوں گا دور با ساشی پر
 غصہ چڑھ آیا ڈانٹ بنائی۔ ارے لڑکے کیوں حجت کرتا ہے اسی وقت راجپندر سے جا
 کر کہو ورنہ ایسا سراپا دوں گا کہ سارا خاندان لڑکے بے ہوش ہو جائیگے یہ تم جانتے ہی ہو
 کہ میرے غصے کی آگ جس وقت شعلہ زن ہوتی ہے کچھ خیال نہیں کرتی لکھمن جی
 عجب پھنساؤ میں پھنسے۔ دور با ساشی کا کہنا نہیں مانتے تو پروار راج نشٹ ہو جاتا
 ہے اور جو سری ہمارا ج کا حکم ٹالتے ہیں تو اپنی جان نہیں بچتی پھر سوچے اپنی جان کی
 پروا نہیں۔ راج پروار تو کچھ جا بیکار یہ کہہ کر سری ہمارا ج کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا
 دور با ساشی دروازے پر کھڑے اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں سری ہمارا ج اٹھ
 کھڑے ہوئے اور دروازے پر آ کر دور با ساشی کے قدم چومے دور با ساشی نے کہا کہ نہرا
 برس تپ کرنے گزر گئے ایک دن تو منہ میں نہیں گیا بھوک سے بیناب ہوں۔
 کچھ کھلاؤ۔ ہمارا ج بہت خوش ہوئے اور پکوان سٹھالی رشی جی کے سامنے رکھ
 دی خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ اور آئندہ ہو کر رشی جی اپنے استھان پر چلے گئے اور
 سری ہمارا ج کو اپنے قول کا دھیان آیا بڑی فکر ہوئی منہ سے کچھ بول نہیں چکا رہ گئے۔

سرگ ۱۱ لکھمن جی کی سرگباشی

لکھمن جی سری ہمارا ج کو مکند دیکھ کر سمجھانے لگے ہر چیز کا وقت ہوتا ہے زندگی
 کا آخر نتیجہ موت ہے۔ جب پیدا ہوئے تو مرنا بھی لازمی ہے۔ اس کی فکر نغفل ہے
 اب قول پورا کیجئے میرا مرتن سے تیار لیجئے جو ایسا نہ کہو بیگا احمد ٹوٹ جا بیگا۔ دھرم
 میں ادا ہوا ہوگی اور تعجب نہیں کہ زب ہو جائے جو مجھ سے آپ کو انس ہے تو میرے
 کہنے کو ٹالے نہیں سر تراش لیجئے سری ہمارا ج کے حواس خمسہ قائم نہ رہ سکے
 اواز نہیں نکلتی۔ ہر طی وقت سے حاضرین کے سامنے دور با ساشی کا آنا اور اپنا عند کرنا
 سنایا۔ لوگوں نے دانتوں تپے انگلی بانی سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں نشست جی نے

فرمایا تپ۔ کہے نور سے یکجہ چکایوں اور با سارشی بھی کہ چکر میں راجندر جی آپ طر تہا
میں اپنا اتول پورا کیٹے سری ہمارا ج نے سر جھکا لیا مجبور ہو کر ٹھپن جی سے حکم دیا۔
کہ اپنے ہاتھ سے ایسا کام نہیں ہو سکتا لیکن جو سجن پرش کو علیحدہ کر کے لے کے برا
آج اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔ سری ٹھپن حکم ہوتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور دامنات
اشکوں کی تری پونچھتے سر جو کے کٹ سے پر پہنچے ہاتھ میں جل رہا اندریوں کو روکا
اور سر جو میں غوطہ لگا کر غائب ہو گئے اندر گندھرب دیوتوں نے پتوں برسائے۔
ٹھپن جی سرگ لوک کو چلے گئے اور اندر نے ٹھپن جی کو دیو لوک میں ٹھہرایا دیوتوں میں
خوشیاں ہوئیں کہ لشن کا جو تھا بھاگ آگیا اور راجندر نے لشن بی اور شیوں سے کہا
کہ اب میں بھی دنیا کو چھوڑ دینا لاہوں بغیر ٹھپن کے نہیں ہو سکتا بھرت جی کو سلطنت سپو
دونگار رعیت ہمارا ج کے کہنے سے ٹھپن ہو گئی سارا شہر ماتم کہہ بن گیا بھرت جی اپنے
امپر نفیرین بھیج رہے ہیں کہ بغیر ہمارا ج کے میں بھی دنیا میں نہیں رہوں گا۔ کش اور کو کو
راج دیکھے۔ شتر پون کو بلا کر کارو بار سمجھائے لشن جی نے دیکھا کہ رعیت دیکھی ہے
راجندر کی مفارقت ہر ایک کو شاق ہے ہمارا ج کو سمجھا ہا۔ ہمارا ج نے اجدھیا پایو
اسے پوچھا تم لوگ کیا چاہتے ہو۔ سب یک زبان ہو کر بول اٹھے۔ خیر آپ کے ہم
لوگ بھی دنیا میں نہیں رہیں گے سری ہمارا ج نے خرابا بدست لچھا سوچ نہ کرو جہاں
ہم جا بیٹے تم لوگوں نے بھی ساتھ چلنا یہ کہہ کے کش اور کو کو تخت سلطنت پر شکمن کر
دیا اور خود بدولت شتر پون جی سے ملنے کے لئے متھرا کی طرف راہی ہوئے۔

سرگ ۱۱۸

بھسکین جامونت اور مہومان دنیا میں رہنے کی ہدایت
تین دن اور تین رات میں متھرا پہنچے اور ٹھپن کے سرگ باس ہونے کا حال شتر پون سے
سنا اور پھر کش اور کو کو اجدھیا کا راج سپرد کرنا اور پور باسیوں کی غرض بیان
کر کے فرمایا کہ اجدھیا باسیوں کو یکبر ہم بھی انتر دھیان ہونگے شتر پون جی آبدیدہ ہو کر

ہوئے تو کیا ہمارا چہوڑ دیا ہم کو بھی ہے چلے سری ہمارا ج نے منظور کر لیا اتنے
 سا ہاں متا بندہ کے جوق جوق اتنے پرستے۔ دیوتا رشی۔ گندھرب۔ یہ کچھ
 کے دیوتا ہی ماضی ہوئے سگے پوسنے عرض کیا کہ اگد کو راج دیکر میں بھی آپ
 کے ساتھ چلا دوں گا۔ اسی طرح بھیکین نے بھی کہا سری ہمارا ج نے بھیکین کو
 کے ساتھ چلا دوں گا۔ اسی طرح بھیکین نے بھی کہا سری ہمارا ج نے بھیکین کو
 ہارین کی جب تک پیاسے تھکا لگا میں راج کرو تم سے بہت خوش ہوں۔
 تھکے بھی سہم غلامی نہیں کی محبت کے رشتے کو بنا یا۔ یہ کہہ کر سالگرہم کی صورت
 مرتضیٰ فرمائی اور بھیکین کو ناکہ کی کہ اس حرفی کی پوجا کیا کرو۔ یہ ہمارے اکتشوک
 کا ہے دیوتا ہاں پشپ زبان پر سوار کر کے لگا میں بچا ڈر ہونا جی سے مخاطب ہوئے
 کہ تم پیاسے تھکے ہو کہ چکے ہو کہ جب تک پیاسے نہیں اور میں تو تمہارے سے
 ہو جاؤ۔ تب تک نہ نہ ہو میں اس لئے تمہارا پیاسا مناسب نہیں اور میں تو تمہارے سے
 ہو میں ہر وقت ہر جان ہوتا ہوں میں سن کہ ہونا جی بولے بہت اچھا منتظر رہو
 لیکن میری پریشانی یہ ہے کہ جب تک کہ میں ہوں گا آپ کا جس سنا۔ میں
 قائم رہے تب تک پیاسا آپ کا بھین کروں۔ سری ہمارا ج نے فرمایا یہی تو میں بھی
 کہتا ہوں تمہاری عرض پوری ہوگی بعد اسکے کچھ عرصے کے راجہ جاسونت سے فرمایا
 کہ تم کہہ چکے ہو کہ ہمیشہ راجندر کا چتر رہنا۔ ہونگا اس لئے جب تک کہ راجا
 ہونا چاہتے تھے کیا کرو پھر تمہاری موکش ہو جائیگی۔ ویدیا اور مہید کو ہمارا
 کی کہ راجا ہونا ہوئے تک جیتے رہو گے اور کالجیگ تم پر اثر نہیں کر سکتا ان
 سب کو تمہارے اور لوگوں کو ساتھ لے لیا اور سر جو گھاٹ پر ہوان سے اتر پڑے

سرگ ۱۱۹

سری ہمارا ج کی جو بیباکیوں کے ساتھ سرگ لوک کو روانگی
 ہنشتہ جی نے سری لنگوان سے اگن ہوتے کے بائیں ہنشتہ کی اگنی ہوتے کے ساتھ
 لیجا ناپند خاطر اقدس ہوا اور پیاسے سر جو سے کہنا سے اگنی ہنشتہ میں سب کی نظر
 ہمارا ج پر لگی ہوئی ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ سری ہمارا ج کی پیاسی سے وہ ہنستی جاتا

انہ بائیں طرف مہا بایا بھگوانی تھلگ وھارن کئے استادہ ہیں چاروں پید برہمن کے
 بھیس میں جمال چنان آرا کے درشن کرے ہیں یوتا۔ رشی۔ گندھرب وغیرہ ہمارا
 کی طرح سرئی میں مصروف ہیں اتنے میں سرگ دکھائی دیا بھالک کھلا آگے آگے
 سوئی رانچندر کی سواری ہے اور یوتا۔ رشی۔ عورت مرد۔ جوان۔ بڑے معانیچہ پیشو
 پیچھی۔ حیوانات نباتات غرضیکہ کل جاندار چیزیں اجو دھیا جی کی سری ہمارا ج کے
 عجب میں چلی جاتی ہیں یوتاؤں کے سروپ ہو گئے ہیں جتنے جیو جنتو۔ انسان
 جیوان اجو دھیا پوری میں رہتے تھے سب کے سب ہمارا ج کے ساتھ سرگ باش ہو گئے

سرگ ۱۲۰

سری بھگوان میں اجو دھیا باسیوں کا اتصال
 جس وقت سری بھگوان جی اجو دھیا جی سے ایک جو جن کے فاصلے پر رہ پائے سر جو کے
 کنارے پہنچے ہیں۔ دریا میں لہریں اٹھنے لگیں اتنے ہیں برہما دیوتوں کے ساتھ آسمان
 سے اترے۔ کر دیوؤں لبوان چلے آئے ہیں پھولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ غطر
 آمیز ہوا کے لیٹوں سے دماغ منحط ہو رہا ہے۔ سری ہمارا ج نے فرمایا کہ سب تیرتھوں
 میں سر جو اہم تیرتھ ہے مکش پھل کا داتا ہے رگھوناتھ جی پیادہ پا سر جو میں اترو
 پڑے جتنے بھگت ساتھ تھے انہوں نے بھی قدم بڑھایا اور سری ہمارا ج کے
 پیچھے روانہ ہوئے برہما نے استنی کی کہ اے رگھو گل تلک آپ اپنے بھائیوں کے
 ساتھ آئے ہیں ہم لوگوں کا نصیب جاگ اٹھا بڑے بھاگ تھے جو آپ کے اور
 اجو دھیا باسیوں کے درشن ہوئے آپ کی مرضی پر منحصر ہے چاہے بشن روپ ہو کر
 دنیا میں رہے۔ یا سرگ کو عزت بخشے سری ہمارا ج نے بشن سروپ ہمارن کیا اور
 دیوتاؤں نے پوجن کی دیکھنے والوں کو آئندہ ہوا جس طرح سمندر میں نہریاں مل
 جاتی ہیں اسی طرح رام بھگت سری ہمارا ج میں مل گئے۔

سنگ ۱۲۱

رام نام جہاں

بالیک جی رامائن کا مہاتم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سری رگھو ناتھ دین دنیا کے ایک
 نر لو کی ناتھ ہیں جو برہمن ہونے کے اپنا کرم نہیں کرتا وہ ہمیں سترچو شودر پیش بھگتی کرے
 وہی پریشر کا پیار ہے بھگتی کسی اونچی ذات پر قائم نہیں۔ سری ہمارا ج دوست
 رو کو کو یکساں جاتے اور دونوں کو کرموں کا پھل دیتے ہیں جس طرح سمندر رتھا ہے۔
 اسی طرح ان کی قدرت کاملہ کی تھاہ نہیں بام ایسا اوتا کوئی نہیں ہوا آپ کا
 اگن کی سامن ہے بڑے والی ہیں کہنا اسی دان کریں آپ کا خزانہ کسی نہیں کرنا دیوتاؤ
 کے پوجن کے لئے تو بودت مقرر ہے سری ہمارا ج کے پوجن اور بھجن کے لئے قید نہیں
 جس وقت چاہے پوجن اور بھجن کرے اور چند رکھنا ج میں سب لوگ مہر مانا اور بے روم
 تھے اکال مرگ ہوتی نہ تھی اپا کی زندگی میں لڑکے کی جاں پر نہ ہنچا تھی عورتیں
 بیوہ نہ ہوتی تھیں۔ آگ۔ پانی۔ آہ بھی یعنی آذیت ارضی و سماوی سے خوف نہ تھا
 چوری نام کو نہ تھی تر تیا جگست جگست کسی طرح کم نہ تھا سری ہمارا ج نے
 اٹھو مہیہ جگستے برہمن اور ویدیا مہیہ کو دان دیا چاروں برہمن اپنے اپنے
 قائم تھے گیارہ ہزار برس راج کر کے برہمن لوگ چلے گئے رامائن پاپ دور کرنے والی
 اور پین دینے والی ہے جو شخص اس کا پاڑا کریں یا سیں دنیا کے انگارست نجات
 پائیں عمر میں تر تیا ہو اور سات پشت تک سنگ بے باس کریں جو برہمن اس
 پاڑا کرتا ہے برا پنڈت ہو جاتا ہے چھتر یوں کو پاڑا کرنے سے راج مکت ہے
 دھنی ہوتے ہیں اور شودر ہوتا ہے نیک نام ہو جاتے ہیں۔

رامائن ختم ہوئی

سرکبشت کی کتب لالہ راجہ مال ناچر کتب اندرون لاہور
 لاہور سے خرید فرمادیں

